خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم اول حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ ○ لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

خانوادۂ مُجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم اول حضرت شیخ احمد مُجددِ الفِ ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ محمد احسان مُجددی سرہندیؒ

ترتیب

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

www.maktabah.org

رَوضُ مِنْ الرَّوضَة" القَيُومِيَة المَجَدَّديه

نام کتاب .... روضة القيوميه

نام مولف .... ابو الفیض کمال الدین خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع .... احوال ومقامات قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

سال تالیف ۱۲۰۱ھ

سال طباعت اول (اردو) .... ۱۳۱۸ھ (فرید کورٹ انڈیا)

سال طباعت دوم (اردو) .... ۱۳۳۵ھ (لاہور پاکستان)

سال طباعت سوم (اردو) .... ۱۹۸۹ء۔۱۴۰۹ھ (لاہور)

سال طباعت چہارم (اردو) .... ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء (لاہور)

ترتیب وتعلیقات .... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ناشر .... مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

صفحات .... ۵۸۲۔۔۳۶×۲۳×۱۶

قیمت 1500

نقشبندی اور مجددی حضرات کو تینتیس (۳۳)

فیصد رعایت دی جائے گی۔

www.maktabah.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

موضوعات و عنوانات روضۃ القیومیہ جلد اوّل

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
ابتدائیہ			
دیباچہ	۵۱	حضرت عمر اور نسبت حسن و	
ترتیب کتاب	۵۶	حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۷۲
وجہ تسمیہ	۵۷	حضرت مجدد الف ثانی کے نامور اسلاف	۷۳
اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ	۵۹	دارالارشاد سرہند کی بنیاد۔	۷۶
اصطلاحات مجددیہ	۶۰	پھر اس میں انبیاء کرام کی قبریں۔	۷۷
مقام حضرت مجدد الف ثانی	۶۱	بانیٔ سرہند خواجہ فتح اللہ رحمہ اللہ۔	۷۸
احوال قیوم اوّل	۶۳	سرہند کے چار قبیلے۔	۸۰
القائے نسبتِ خاصہ	۶۴	سرہند مرکزِ جہاں ہے۔	۸۱
ودیعت خاصہ حضرت صدّیق اکبر	۶۵	بیت اللہ کا نور۔	۸۱
حضرت امام جعفر صادق کا نور	۶۶	ایک نظم	۸۳
حضرت خواجہ بہاؤالدّین نقشبند	۶۷	شیخ حبیب اللہ قدس سرّہٗ	۸۴
نسبت اخص الخاص حضرت مجدّد الف ثانی	۶۸	حضرت مخدوم عبدالاحد اور شاہ کمال	
حضرت مجدّد الف ثانی کے آباؤ واجداد	۶۹	کیتھلی کی ملاقات۔	۸۶
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے		وقت کے امام اعظم۔	۸۹
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا سے		حضرت مخدوم کی کرامات	۹۰
مانگا تھا۔	۶۹	شہنشاہ جلال الدین کا ارتداد۔	۹۳

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ
سلطان الہند کے مصائب	۹۳
قیوم اوّل مجدد الف ثانی پر احادیث کے اشارات۔	۹۶
امت کا صلہ	۹۷
امت محمدیہ کے علماء حق	۹۸
شریعت کی استقامت	۹۸
حضرت مجدد الف ثانی اور ایک موسوی عالم۔	۱۰۱
حضرت مجدد الف ثانی اولیائے امت کی نظر میں۔	۱۰۱
شیخ الاسلام احمد جام کی بشارت	۱۰۲
شیخ خلیل اللہ بدخشی کی پیشین گوئی۔	۱۰۳
حضرت غوث الاعظم کی زبان سے بشارت۔	۱۰۳
حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی بشارت۔	۱۰۴
حضرت شیخ سلیم چشتی کی نگاہ۔	۱۰۶
حضرت مجدد الف ثانی شیخ نظام نارنولی کی نظر میں۔	۱۰۷
حضرت شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردی کی نگاہ میں۔	۱۰۷
نجومیوں اور جوتشیوں کے اعلان۔	۱۰۷
مولانا عبدالرحمٰن کی بشارت۔	۱۰۸
حضرت مجدد الف ثانی اور صالحین عصر کے خواب۔	۱۱۰
خانِ اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں ایک خواب۔	۱۱۱
صدرِ جہاں کا ایک خواب۔	۱۱۲
حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت۔	۱۱۴
حضرت مجدد کی والدہ۔	۱۱۴
حضرت مجدد کی ولادت کے چند واقعات۔	۱۱۶
نبی کریم کی نظر میں۔	۱۱۶
سرہند پر انوار کی بارشیں۔	۱۱۸
نبی کریم کی ایک ہزار سالہ تربیت کا ثمرہ۔	۱۱۹
اکبر کا تخت اُلٹ گیا۔	۱۲۱
حضرت مجدد الف ثانی کا بچپن۔	۱۲۱

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
قادریہ فیضان کا حصول۔	۱۲۲	نسبت نقشبندیہ۔	۱۴۰
حضرت مجدد کی ظاہری تعلیم و تدریس۔	۱۲۳	خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں آمد	۱۴۰
حضرت مجدد الف ثانی حضور سید الانبیاء		حضرت باقی باللہ سے خواب میں ملاقات	۱۴۲
سے مصافحہ کرتے ہیں۔	۱۲۵	سرزمین سرہند چراغاں ہو گئی۔	۱۴۳
حضرت مجدد الف ثانی اکبرآباد میں۔	۱۲۶	حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھی رشک	
اکبرآباد کے علماء کرام سے ملاقات	۱۲۶	کرنے لگے۔	۱۴۳
سلیم چشتی کا ایک خلیفہ	۱۲۶	حضرت مجدد الف ثانی سفر حج پر۔	۱۴۴
ابوالفضل اور فیضی حضرت مجدد کی		حضرت خواجہ باقی باللہ سے ملاقات۔	۱۴۴
خدمت میں۔	۱۲۷	حضرت مجدد الف ثانی سلوک کے	
حضرت مجدد الف ثانی سے ابوالفضل		ابتدائی دور میں۔	۱۴۵
اور فیضی کا مناظرہ۔	۱۲۹	مقامات سلوک میں ترقی۔	۱۴۷
شیخ عبدالاحد اکبرآباد میں	۱۳۲	فصوص الحکم کے معارف۔	۱۴۸
حضرت مجدد الف ثانی کی شادی۔	۱۳۳	توحید وجودی کے نظریات سے رجوع	۱۴۹
حضرت مجدد کی شادی پر حضرت		حضرت خواجہ باقی باللہ کی نسبت۔	۱۵۱
سلطان کا حکم۔	۱۳۳	امانت ولایت کی سپردگی۔	۱۵۱
حضرت مجدد الف ثانی کو خرقہ خلافت۔	۱۳۵	خلافت کے بعد سرہند میں۔	۱۵۲
نسبت فردیت کا خاصہ۔	۱۳۶	سرہند میں روحانی تربیت کا آغاز۔	۱۵۳
شجرہ چشتیہ	۱۳۶	اولیائے امت کا تعاون۔	۱۵۴
حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۸	سیر عن اللہ باللہ کا مقام۔	۱۵۶

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
حضرت مجدد کو خلعتِ مجددیت سے		خمیر سے بنایا ہے۔	۱۷۶
نوازا گیا۔	۱۵۸	مقامِ اصالت۔	۱۷۷
ولایت و نبوّت کا مقام	۱۵۹	اہلِ طینت محمدّی کا مقام۔	۱۷۷
وحدت الوجود علوم معارف انبیاء سے نہیں۔	۱۶۰	مقامِ ضمنیت	۱۷۸
ولایتِ صغریٰ سے ولایت کبریٰ تک	۱۶۱	حضرت مجدّد قیوم اوّل کو تاجِ	
اتّباعِ شریعت محمدّیہ کا اعلان۔	۱۶۵	قیومیت ملا۔	۱۸۱
مجدّد صدی	۱۶۶	خزینۃ الرّحمت کا خطاب	۱۸۲
اللہ تعالیٰ نے مجدّد الف ثانی کو		حضرت مجدّد الف ثانی کے	
خلعت قیومیت عطا فرمائی۔	۱۷۱	اجتہادی کارنامے۔	۱۸۴
سیّد الانبیاء کے ہاتھ سے		حضرت امام ابوحنیفہ کا تقلید	۱۸۴
دستارِ قیوّمیّت	۱۷۱	حضرت مجدّد کا اجتہاد۔	۱۸۴
قیوم اول کا مقام	۱۷۲	حضرت مجدّد کے اجتہادی کارنامے	۱۸۵
قیوم کائنات کے انتظامی امور کا		حضرت مجدّد کا حضرت باقی باللہ کی	
نگران ہوتا ہے۔	۱۷۳	نگاہ میں مقام۔	۱۸۷
لعلِ نایاب	۱۷۳	حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب	۱۸۷
حضرت مجدّد الف ثانی کا حسب و نسب	۱۷۴	حضرت خواجہ باقی باللہ اور مجدّد	
قیوّمیّت کی طینت	۱۷۵	الف ثانی رحمہما اللہ۔	۱۸۹
طینت و اصالت کی عنایت	۱۷۵	حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ کا	
حضرت مجدّد کا بدن حضورؐ کے بقیہ		ایک اہم اقدام۔	۱۹۰

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
شاہ سکندر کیتھلی جنابِ غوث اعظم کا		حضرت خواجہ باقی باللہ کا مزار	۲۱۱
خرقہ مبارک پیش کرتے ہیں۔	۱۹۱	حضرت مجدد الف ثانی مزار خواجہ	
نسبتِ خاصہ	۱۹۴	باقی باللہ پر۔	۲۱۳
صدر جہاں اور خانِ اعظم حلقۂ		شیخ تاج کی کیفیت	۲۱۳
مریدین میں۔	۱۹۵	شیخ تاج حضرت مجدد کے	
حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی		غلاموں میں۔	۲۱۵
مکتوب۔	۱۹۸	خواجہ حسام الدین کا خواب	۲۱۶
حضرت مجدد الف ثانی حضرت باقی باللہ		شیخ تاج کا حضرت مجدد کی	
کی خدمت میں۔	۲۰۰	خدمت میں عریضہ۔	۲۱۶
وِلایت اور وَلایت	۲۰۲	دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی۔	۲۱۷
اپنے مرشد پر توجہ	۲۰۲	اکبر بادشاہ کے دعویٰ خدائی پر	
عزیز متوقف	۲۰۴	اضطراب۔	۲۲۰
مراۃ العالم اور مراۃ جہاں نما	۲۰۵	حضرت مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام	۲۲۱
حضرت باقی باللہ کی خبر رحلت	۲۰۵	پہلی کامیابی	۲۲۳
مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ	۲۰۶	دینِ الٰہی اور دینِ مصطفےٰ	۲۲۵
وحدت الوجود کا راز	۲۰۷	عمائدین سلطنت حضرت مجدد کے	
خواجہ فرخ حسین رحمہ اللہ	۲۰۸	مرید بن گئے۔	۲۲۷
میر نصیر احمد رومی رحمہ اللہ	۲۰۹	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ	
حضرت خواجہ باقی باللہ کی وفات	۲۱۰	وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۲۸

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
علماء کرام کا ایک نوری قافلہ	۲۲۸	حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف کا مقام۔	۲۴۳
خراسان اور بدخشاں کے لوگ حلقۂ ارادت میں۔	۲۳۰	میرک شیخ کی حاضری۔	۲۴۵
سلسلہ مجددیہ کی ایران میں اشاعت اور مقبولیت	۲۳۲	نبی کریمؐ کے درود و سلام سے حضرت مجدد کا حصہ۔	۲۴۶
شاہ توران عبداللہ اوزبک کا ایک مراسلہ۔	۲۳۲	تبعیت کے سات درجے	۲۴۶
لڑائی سے پہلے ایک پیغام۔	۲۳۴	ایک مشاہدہ۔	۲۴۷
عبداللہ خاں امام رضا کے مزار پر	۲۳۴	خواجہ محمد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ۔	۲۴۷
ردِ روافض پر حضرت مجدد کا ایک رسالہ۔	۲۳۴	سرورِ کائنات کی زیارت کا ایک ذریعہ۔	۲۴۷
رسالہ ردِ روافض کی شہرت	۲۳۷	میرک شیخ کا مرید ہونا۔	۲۴۹
حضرت مجدد کی قیومیت پر شیخ فضل اللہ برہانپوری کی تصدیق۔	۲۴۰	شیخ خلیل بدخشی کا ایک خاص مکتوب۔	۲۵۰
ایک عالم دین کی شہادت	۲۴۱	شیخ بلخی کا بیعت ہونا۔	۲۵۲
سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری	۲۴۲	حضرت تبع کا واقعہ	۲۵۳
شیخ حسن غوثی کی عقیدت	۲۴۲	شیخ سلاسل کا ایک مباہلہ	۲۵۴
حضرت مجدد الف ثانی اور سابقہ اولیاء اللہ۔	۲۴۳	جان محمد جالندھری کا مشاہدہ	۲۵۷
		قطبِ شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی	

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ
جناب غوث اعظم کی تشریف آوری	۲۵۹
سلاسل تصوّف کے نگرانوں پہ تصرّف۔	۲۵۹
حضرت خواجہ محمد معصوم کی قطبیّت کی خوشخبری۔	۲۶۰
مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی حاضری	۲۶۱
مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بیعت ہوتے ہیں۔	۲۶۲
مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا اعلانِ خطاب مجدّد۔	۲۶۵
بنگال میں شیخ حمید اور سلسلۂ مجددیہ	۲۷۰
میر یوسف سمرقندی کا معاملہ۔	۲۷۱
جنّات کا اخراج۔	۲۷۲
سرہند شریف میں جنّات	۲۷۲
سرہند کے جنّات۔	۲۷۳
حضرت مجدّد کی قیوّمیت کے واقعات۔	۲۷۴
حضرت شیخ بلخی کا خواب۔	۲۷۵
حضرت بہاؤالدّین نقشبند اور	

موضوع	صفحہ
حضرت مجدّد۔	۲۷۶
خواجہ معین الدّین کا ایک قول۔	۲۷۷
حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں اکابر اولیاء۔	۲۷۸
سرہند میں طاعون سے تباہی	۲۷۸
جنّت کا ٹکڑا	۲۸۱
سرہند کی سرزمین۔	۲۸۳
حضرت مجدّد کا مزار	۲۸۳
قبریں ادباً سمٹ گئیں۔	۲۸۴
حضرت مجدد الف ثانی کی عمر	۲۸۵
انبیاء کے مزار سرہند کے ٹیلے پہ	۲۸۶
مضافات سرہند میں چالیس پیغمبر	۲۸۶
حضرت مجدّد کے مکتوبات کی جلد اوّل کی اشاعت۔	۲۸۸
حضرت مجدّد کی نگاہ میں حروف مقطّعات۔	۲۸۹
اسرار مقطّعات	۲۸۹
حضرت مجدّد الف ثانی کے خلفاء دنیائے اسلام میں۔	۲۹۲

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
حضرت مجددؒ کا تصرف عامہ۔	۲۹۳	حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری پہ	
حضرت مجدد الف ثانی کی مغل لشکر میں		بغاوت۔	۳۲۳
تبلیغ	۲۹۵	جہانگیر مہابت خاں کی قید میں۔	۳۲۶
حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	۲۹۵	حضرت مجددؒ کی رہائی کی شرط۔	۳۲۷
زمانہ کے مشائخ حضرت مجددؒ کی خدمت میں	۲۹۶	جہانگیر کی رہائی۔	۳۲۷
کاملانِ وقت کا بے مثال اجتماع	۲۹۷	حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی۔	۳۳۰
شیخ بدیع الدین جہانگیری لشکرگاہ میں۔	۲۹۸	رہائی کی مزید شرائط۔	۳۳۰
جہانگیر آصف جاہ کی باتوں میں۔	۳۰۰	رہائی کے بعد جہانگیر کا علاج۔	۳۳۲
سامانہ کے خطیب کی حرکت	۳۰۳	ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ	۳۳۳
حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے		ایک تاریخی مثال۔	۳۳۴
دربار میں۔	۳۰۴	ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت۔	۳۳۷
جہانگیر کے دربار میں ایک سیاسی تدبیر	۳۰۵	ہندوستان میں اسلام کا بول بالا۔	۳۳۸
مجدد الف ثانی کے مرید سپہ سالار	۳۰۷	اکبر بادشاہ کا حشر	۳۳۹
حضرت مجددؒ کی قوت ایمانی سے ہندو		اسلام کے چار ارکان	۳۴۰
راجہ مسلمان ہو گیا۔	۳۱۵	مغلیہ دربار میں نوراللہ شوستری کی آمد۔	۳۴۱
حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار میں	۳۱۷	شیعہ علماء کا غلبہ۔	۳۴۱
حضرت مجدد الف ثانی زنداں خانہ میں	۳۱۷	نوراللہ شوستری کا حشر۔	۳۴۳
قید و بند کی عظمتیں۔	۳۱۹	حضرت مجدد الف ثانی کا عیسائیوں سے	
سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی	۳۲۲	مناظرہ۔	۳۴۵

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
حضرت مجدد الف ثانی کا جلال	۳۴۷	حقیقت و طریقت شریعت کے	
شہزادہ شاہجہان کی بغاوت	۳۴۹	طابع ہیں۔	۳۶۵
حضرت مجدد جہانگیر کی پشت پناہ تھے	۳۵۱	شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ۔	۳۶۵
داراشکوہ کا رویہ	۳۵۲	حضرت شیخ آدم بنوری شاہی لشکرگاہ میں	۳۶۷
مکتوبات مجدد الف ثانی۔	۳۵۲	حضرت مجدد کی خدمت میں علمائے	
حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کیساتھ	۳۵۴	خراسان، بدخشاں کی حاضری۔	۳۶۹
حضرت مجدد لاہور میں۔	۳۵۵	اکابر مشائخ ایران کے خطوط۔	۳۷۰
جہانگیر کا مزاج	۳۵۶	آستانہ مجدد کی طرف راہنمائی۔	۳۷۱
جہانگیر سرہند میں۔	۳۵۷	حضرت مجدد الف ثانی قیوم ثانی کو	
حضرت مجدد نے دریائے گنگا کا پانی		خلافت عطا فرماتے ہیں۔	۳۷۳
پینے سے اجتناب کیا۔	۳۵۸	منصب قیومیت کی تفویض۔	۳۷۵
حضرت قیوم اول سے نور الحق دہلوی		طینت پیغمبری قیومیت کی شرط ہے۔	۳۷۸
کا ایک سوال۔	۳۵۹	چار خلفائے راشد۔	۳۷۸
شیخ نور الحق دہلوی اور حضرت یعقوب		قیوم ثانی کو تمام خلفائے مجدد کو	
علیہ السلام کی وارفتگی کے وجوہات	۳۵۹	بیعت کا حکم۔	۳۷۹
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا رجوع	۳۶۲	سرہند میں آخری ایام خلوت۔	۳۷۹
حضرت مجدد پر سرکار دوعالم کی		حضرت مجدد الف ثانی لشکر سے	
نظر شفقت۔	۳۶۳	سرہند میں۔	۳۸۰
حدیث صلہ کی وضاحت	۳۶۴	حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا تحفہ۔	۳۸۱

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
دربارِ جہانگیری سے سرہند تک	۳۸۱	شیر بھاگ گیا	۳۹۳
مشربِ عالی تک رسائی۔	۳۸۲	ایک خلافِ شرع کی قبر کی داستان۔	۳۹۴
خواجہ ہاشم کشمی دکن میں۔	۳۸۳	جذامی کی شفاء۔	۳۹۴
زندگی کی آخری راتیں۔	۳۸۳	موسم بدل گیا۔	۳۹۵
درودِ ابراہیمی کی اہمیت۔	۳۸۴	حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا۔	۳۹۵
کمالاتِ محمدیہ کا ظہور۔	۳۸۵	حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترض	۳۹۷
صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری۔	۳۸۶	ایک عالمِ دین کا مشاہدہ۔	۳۹۷
حضرت مجدد کی چند کرامات۔	۳۸۷	فرشتوں کا ادب۔	۳۹۸
سجدہ میں کائنات کے احوال	۳۸۸	ایک موثر دعا	۳۹۹
کرامت یا استقامت۔	۳۸۸	دکن کا ایک فقیر	۳۹۹
اولیاء سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی	۳۸۹	خانِ خاناں کا منصب	۴۰۰
حضور کا معجزہ قرآن ہے۔	۳۹۰	ایک سجادہ نشین کا حشر	۴۰۰
حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے		ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء	۴۰۱
معجزات۔	۳۹۰	ایک صاحبِ دل سید کے غرور کا علاج	۴۰۱
حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کا معاشرہ	۳۹۱	حضرت مجدد نے اپنے بھائی کی موت	
قطبی ستارہ میں حضرت غوث الاعظم کا		کی خبر دی۔	۴۰۲
تخت۔	۳۹۱	بارش روک دی گئی۔	۴۰۲
ایک کیمیا گر حضرت مجدد کی خدمت میں	۳۹۲	گرتی دیوار رک گئی۔	۴۰۳
بت خانہ کی بربادی۔	۳۹۲	لاہور کا ایک مکان	۴۰۳

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ
حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفات	۴۰۴
حضرت مجدد الف ثانی کے شب و روز کے معمولات۔	۴۰۷
قرآن مجید کی سیاہی کا احترام	۴۰۷
ایک صوفی کو ایک نصیحت	۴۰۸
حافظِ قرآن کا ادب	۴۰۸
حضرت مجدد کے وضو کا طریقہ۔	۴۰۹
رات کے معمولات	۴۱۰
کلمہ طیبہ کی برکات	۴۱۱
علمِ فقہ کی ترغیب۔	۴۱۱
کھانا کھانے کے معمولات۔	۴۱۲
ظہر کی نماز کے بعد کے معمولات	۴۱۳
شام اور عشاء کی نمازیں۔	۴۱۴
سنتِ نبوی کی پیروی۔	۴۱۵
اللہ کو پیارا وہ نبی کا پروردگار ہے۔	۴۱۵
تراویح میں چار قرآن ختم۔	۴۱۶
تلاوتِ قرآن کا طریقہ۔	۴۱۶
نماز تمام ریاضتوں سے افضل ہے۔	۴۱۷
نمازِ تہجد اور نوافل۔	۴۱۷

موضوع	صفحہ
خواصِ بشر اور خواصِ ملائکہ۔	۴۱۹
شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا ادب۔	۴۱۹
اجتہادی غلطی اور غلط تقلید	۴۲۰
حضرت مجدد کا لباس اور حلیہ	۴۲۱
حضرت مجدد الف ثانی کے خصائص	۴۲۲
حضرت مجدد الف ثانی کی یادگار وصیتیں۔	۴۳۰
حضرت مجدد نے اپنے وصال کا اعلان فرمایا۔	۴۳۰
حضرت مجدد الف ثانی کی مریدوں کے لئے آخری دعا۔	۴۳۱
شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی۔	۴۳۲
قیامت تک سلسلہ مجددیہ کے مریدوں کی خبر۔	۴۳۳
حضرت خواجہ محمد معصوم کو خطاب۔	۴۳۳
کمالاتِ مجددیہ چار نسلوں تک۔	۴۳۴
تیرھویں صدی ہجری کے فتنے۔	۴۳۵
حضرت امام مہدی کا وزیرِ اعظم مجددی ہوگا۔	۴۳۵

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
حضرت مجدد کا الوداعی سلام	۴۳۶	خلافت کا شاہی اعلان۔	۴۵۲
حضرت جناب غوث الاعظم کا ایک شعر	۴۳۷	حضرت مجدد کی اولادِ و امجاد۔	۴۵۴
بزرگان سرہند کے مزارات کی		خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ	۴۵۵
آخری زیارت۔	۴۳۸	معقولات میں کمال	۴۵۶
حضرت مجدد کا مرض الموت اور وصال۔	۴۴۰	میرے معارف کا مجموعہ۔	۴۵۷
حضرت مجدد کی زندگی کا آخری جمعہ۔	۴۴۰	مزار سے سفر پہ جانے کی ہدایت	۴۵۸
اہل محبت کا اظہارِ غم۔	۴۴۱	خواجہ محمد صادق کے نام کا تعویذ۔	۴۵۹
سایہ دار عالم درخت گر گیا۔	۴۴۱	شیخ محمد یحییٰ قدس سرہٗ	۴۵۹
قبر کے لئے وصیت	۴۴۲	شیخ محمد ابراہیم سرہندی۔	۴۶۰
وصال سے ایک دن قبل	۴۴۲	احوال حضرت خواجہ محمد سعید	۴۶۳
طلوع آفتاب کے بعد قیومیت کا		مسائل فقہ کا حل۔	۴۶۳
آفتاب غروب ہو گیا۔	۴۴۲	ابوالخیر علماءِ سُو سے تھا۔	۴۶۴
فغاں از یثرب و بطحا بر آمد۔	۴۴۶	علمائے لاہور کی ایک مجلس۔	۴۶۵
اہل علم نے پانچ سو تواریخ وفات		حضرت خازن الرحمت کی تالیفات	۴۶۵
کہیں۔	۴۴۶	ولایت احمدی کے دو افراد۔	۴۶۶
حضرت مجدد کی تجہیز و تکفین۔	۴۴۸	بارگاہِ رسول پہ حاضری۔	۴۶۷
خازن الرحمت نے نماز جنازہ پڑھائی۔	۴۴۹	ایک گستاخ فقیر	۴۶۸
مزار پہ دوستوں کو الوداع	۴۵۲	کرامت۔	۴۶۸
جہانگیر سرہند میں۔	۴۵۲	حضرت ابوسفیان کا معاملہ	۴۶۸

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ
حضرت خازن الرحمت کی وفات۔	۴۶۹
خواجہ سعید کی نعش	۴۷۰
قبر کی جگہ۔	۴۷۰
شاہ عبداللہ شاہ سعیدی۔	۴۷۱
حضرت مجدد الف ثانی کے خلفائے کرام۔	۵۰۹
حضرت خواجہ ہاشم کشمی رحمہ اللہ	۵۱۶
حضرت شیخ طاہر لاہوری قدس سرہٗ	۵۱۹
شیخ بدیع الدین شہباز پوری۔	۵۲۲
شیخ نور محمد رحمہ اللہ	۵۲۵
شیخ حمید بنگالی رحمہ اللہ	۵۲۶
شیخ مزمل رحمہ اللہ	۵۲۷
شیخ طاہر بدخشی رحمہ اللہ	۵۲۸
حضرت مولانا یوسف سمرقندی	۵۲۸
حضرت مولانا احمد برکی رحمہ اللہ	۵۲۸
حضرت مولانا حسن برکی رحمہ اللہ	۵۲۹
حضرت مولانا صالح رحمہ اللہ	۵۳۰
حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی رحمہ اللہ	۵۳۰
حضرت شیخ عبدالحی رحمہ اللہ۔	۵۳۱

موضوع	صفحہ
حضرت شیخ جان محمد رحمہ اللہ	۵۳۲
حضرت مولانا یار محمد قدیم رحمہ اللہ	۵۳۳
حضرت مولانا یار محمد جدید رحمہ اللہ	۵۳۳
حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ	۵۳۴
حضرت مولانا قاسم علی رحمہ اللہ	۵۳۵
حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمہ اللہ	۵۳۵
حضرت شیخ یوسف برکی رحمہ اللہ	۵۳۶
حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمہ اللہ	۵۳۶
حضرت شیخ احمد دینی رحمہ اللہ	۵۳۷
حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمہ اللہ	۵۳۷
حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری رحمہ اللہ	۵۳۸
حضرت شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ	۵۴۲
نواب سعد اللہ خان وزیر مملکت۔	۵۵۱
حضرت شیخ آدم بنوری کے مرید۔	۵۵۲
حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات۔	۵۵۲
مقام قیومیت کا صحیح ادراک۔	۵۵۳
حضرت شیخ آدم بنوری کا اختلاف۔	۵۵۴
حضرت خواجہ محمد معصوم سے معذرت	۵۵۹

www.maktabah.org

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
قیومانِ مجدّدیہ کی حضرت آدم بنوری کی قبر پہ نظرِ التفات۔	۵۶۰	حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمہ اللہ	۵۷۶
حضرت شیخ آدم بنوری کے خلفائے کرام	۵۶۲	حضرت سیّد میر کشادہ بلخی رحمہ اللہ	۵۷۷
حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر، شعراء وحکمران	۵۷۳	حضرت میر مومن بلخی رحمہ اللہ	۵۷۸
حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ	۵۷۳	علامہ ملّا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ	۵۷۸
حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوری رح	۵۷۵	حضرت مولانا عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ	۵۷۹
حضرت شاہ عیسیٰ برہانپوری رح	۵۷۵	حضرت مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ	۵۸۰
شیخ نظام نارنولی رحمہ اللہ	۵۷۵	حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ	۵۸۰
حضرت شاہ قاسم سلیمانی رح	۵۷۵	حضرت مولانا نولک رحمہ اللہ	۵۸۱
		معاصر شعراء	۵۸۱
		خاتم الکتاب	۵۸۲

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روضۃ القیومیۃ

اور

مؤلّفِ علّام

روضۃ القیومیہ ان معروف اور مفصّل کتابوں میں سے ایک شہرۂ آفاق کتاب ہے جو حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ السّامی کے احوال و مقامات پر لکھی گئیں ہیں۔ فاضل مؤلّف نے اسے چار جلدوں (چار ارکین) میں قلم بند کیا۔ اور ہر رکن میں خانوادۂ مجدّدیہ کے ایک ایک قیّوم کے احوال و مقامات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ دوسرے الفاظ میں اس کتاب کا دائرہ تحریر حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کے یوم ولادت ۱۴ شوال المکرّم ۹۷۱ھ سے اختتامِ تالیف ۵ ذی الحجہ ۱۲۰۱ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ ناظرین کے سامنے ساڑھے تین سو سال تاریخ کا وہ دور ہے جو حضرت مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے مشائخ، ان کے اساتذہ احباب، ان کے خلفاء، ان کی اولاد، ان کے عقیدت مندوں، ان کے معاندین، ان کے مخالفین اور ان کے ناقدین کے حالات و کوائف پر محیط ہے۔

www.maktabah.org

مولّف علّام نے اس کتاب کو فارسی زبان میں تحریر کیا۔ اور کئی برسوں کی شبانہ روز تحقیق و محنت سے ۱۳۰۱ھ میں مکمل کیا۔ اس فارسی کتاب کو ایک طویل عرصہ کے بعد اُردو میں منتقل کیا گیا۔ اور برِّصغیر میں اس کے دو تراجم زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے۔ اور خانوادۂ مجدّدیہ کے حالات پر ایک مستند اور قابلِ تحسین ماخذ کی حیثیت سے دیکھا گیا۔ حضرات مجدّدیہ پر لکھی جانے والی اکثر کتابیں اسی کتاب روضۃ القیومیّہ کے گلہائے رنگارنگ کی رنگ و بُو سے منوّر و معطّر ہیں۔

کتاب کے دیباچہ میں فاضل مولّف نے کتاب کا تعارف لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ کتاب قیوم اوّل حضرت خزینۃ الرحمت مجدّد الف ثانی سرہندی، قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم سرہندی (فرزند سومی حضرت مجدّد الف ثانی) قیوم ثالث حضرت امام حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند (حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے) اور قیوم رابع حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر (فرزند شیخ ابوالعلیٰ مجدّدی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو چار جلدوں (حصّوں) میں تقسیم کرنے کی بڑی لطیف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ اور ہر جلد کے موضوعات عنوانات اور مندرجات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ارکانِ اسلام کی نسبت سے کتاب کو چار ارکان (جلدوں) پر تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

رُکنِ اوّل : قیوم اوّل حضرت مجدّد الفِ ثانی۔ آپ کے بیٹوں اور خلفاء کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔

رُکنِ دوم : قیوم ثانی، معصومِ زمانی حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر محیط ہے۔

رُکنِ سوم : قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بیٹوں اور خلفاء کے حالات پر وقف ہے۔

رُکنِ چہارم : قیوم رابع حضرت خواجہ محمّد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال، ان کے بیٹوں اور

www.maktabah.org

خلفاء کے حالات پر حاوی ہے۔[1]

کتاب کے ماخذ۔ جوارح اور منابع کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مولّف نے مختلف افراد رجال۔ اور تاریخی کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔ چونکہ مولّف علاّم خانوادۂ مجدّدیہ کے ایک صاحب قلم بزرگ ہیں۔ اس لیئے وہ اِن حالات کی بنیاد حضرت مجدّد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرّہما کے قابلِ اعتماد و اعتنا بہ فرزندوں کی خاندانی روایات پر رکھتے ہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی کے حالات دو وسیلوں سے پہنچے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد نقشبند کے ایک وسیلہ سے اور حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے لئے حالات چشم دید شاہد ہیں۔ مزید براں بعض حالات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے نواسوں کی زبانی حاصل کئے۔ جو حضرت قیوم کے زیر تربیت رہے تھے۔ پھر بہت سے حالات قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر اور مولّف کے والد حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی قدس سرّہما۔ کی زبانی سُنے اور انہیں قلم بند کیا۔ ان چشم دید حالات کے خاندانی راویوں کے علاوہ کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل کتابیں بھی مولّف کے سامنے رہیں۔

حضرات القدس : ملا بدر الدّین سرہندی خلیفہ حضرت مجدّد الف ثانی[2]

زبدۃ المقامات : خواجہ ہاشم کشمی خلیفہ حضرت مجدّد الف ثانی[3]

کواکب الدّریہ : شیخ محمد ہادی (مولّف کے دادا)

حجّت الاحمدیہ : شیخ محمد ہادی مجدّدی۔

تاریخ شیخ محمد شافی الحال: (حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم سرہندی کے پوتے)

---

[1] روضتہ القیومیہ صفحہ ۶۔ مطبوعہ ملک فضل دین۔ ملک چنن دین۔ لاہور۔

[2] حضرات القدس فارسی کے کئی ایڈیشن چھپے۔ اب اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

[3] زبدۃ المقامات کے فارسی ایڈیشن پاک و ہند میں بھی چھپے اور ترکی میں بھی شائع ہوئے۔ اب اردو ترجمہ بھی چھپ گیا ہے۔

www.maktabah.org

تاریخ سفر احمد : آپ حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

تجدیدیہ : شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی۔

نجم الہدیٰ : شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی۔

ترویجیہ : شیخ محمد ہادی مجددی۔

معصومیہ : طبقاتِ معصومی۔ مقاماتِ معصومیہ۔

حسنات حرمین : (یاقوت احمر)۔ مروج الشریعۃ۔

لطائفِ مدینہ : شیخ عبدالاحد مجددی سرہندی۔

مقامات نقشبندی : حضرت ابوالعلیٰ مجددی۔

مناقب الحضرات : خواجہ محمد امین خلیفہ شیخ آدم بنوری۔

ان کتابوں کے علاوہ مرأۃ العالم مؤلفہ محمد رضا، مرأۃ جہاں نما مؤلفہ محمد بقا، کرامات اولیاء سفینۃ الاولیاء، اور سکینۃ الاولیاء، مؤلفہ شہزادہ داراشکوہ بھی فاضل مؤلف کے سامنے رہیں۔ ان کتابوں سے فاضل مؤلف نے ملکی حالات، اقتدار کی جنگ کے شب و روز مغل سلطنت کی زوالِ اقتدار، دشمنانِ سلطنتِ مغلیہ کے حملے اور اعیانِ سلطنت کے لیل و نہار بیان کرنے میں استفادہ کیا۔

روضۃ القیومیہ کے فاضل مؤلف نے اپنے معاصرین کی روایات سے ہٹ کر بعض ایسی اصطلاحات اور مقامات بیان کیے ہیں جو ہمیں دوسری کتابوں یا تاریخی دستاویزات سے نہیں ملتے۔ پھر خانوادۂ مجددیہ کے فضائل اور کمالات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ کہ قارئین ان حالات کو مبالغہ آمیزی، تعلّی اور خودستائی پر محمول کرتے لگتے ہیں اگرچہ ہم ایسے ناقدین کے نکتہ نظر سے متفق نہیں۔ جو ان اصطلاحات، خطابات اور مقامات کو مؤلف علّام کی تعلّی اور خودستائی پر محمول کرتے ہیں۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں

www.maktabah.org

کیا جا سکتا۔ کہ صاحبِ روضۃ القیومیہ نے عام روش سے ہٹ کر جن اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ وہ قارئین کے لئے غیر مانوس ہیں اور انہیں مشکلات میں ڈال دیتی ہیں۔ ان اصطلاحات کے معانی اور مطالب بیان کرتے وقت بھی فاضل مولف نے عام اصطلاحات تصوف سے ہٹ کر بات کی ہے۔ قیومیت ایک ایسی اصطلاح ہے جسے ہم روضۃ القیومیہ میں پہلی بار دیکھتے ہیں۔ پھر قیوم کے مقام اور منصب کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے غوث، اقطاب اور افراد کے بلند مقامات پست دکھائی دیتے ہیں۔ قیومیت کے مقام کے ساتھ طینت، اصالت، خلت، محبوبیت، ولایت ایسے مقامات ہیں جہاں اصطلاحاتِ صوفیہ کے شناسا اور بادیہ سلوک کے راہرو بھی چند لمحات رک جاتے ہیں۔ اربابِ طریقت اور علماء شریعت کے اختلافات تو علمی دنیا میں روایت کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ مگر صاحب روضۃ القیومیہ کے خاصہ اور مکاشفہ (خصوصیات اور مکاشفات) کا بیان اہل تصوف کے ہاں بھی گراں بار ہے۔ حضرت مجدد اور قیوم اربعہ کے مناصب کا موازنہ اور مقابلہ بھی صاحب روضۃ القیومیہ کے قلم کا خاصہ ہے۔ جس پر ناقدین کی تیز نگاہیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

ان اختلافات اور تنقیحات کے باوجود زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ حضرات مجددیہ کے احوال و مقامات کی تفصیل و تعارف کا ایک بے مثال جریدہ ہے جسے خانوادۂ مجددیہ کا بڑے سے بڑا تذکرہ نگار نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اسے اصالتاً یا وکالتاً روضۃ القیومیہ کو ماخذ ماننا پڑتا ہے۔ سرہند کی تباہی کے بعد خانوادۂ مجددیہ کا علمی مرکز درہم برہم ہو گیا۔ مگر اس خانوادۂ عالیہ کے جو حضرات سکھاشاہی کی تاخت و تاراج سے بچ کر اکنافِ عالم میں پھیلے تو اس مرکز کے تمام علمی خزانوں سے محروم ہو چکے تھے۔ جو کتابیں بچ گیئں ان میں سے روضۃ القیومیہ ایک روشنی کا مینار بن کر ابھری اور آج تک زندہ و تابندہ

www.maktabah.org

ہے۔ اس تباہی کے بعد حضرات مجددیہ پر جس قدر کام ہوا، جتنی کتابیں لکھی گئیں، جتنے تذکرے سامنے آئے۔ وہ اسی کتاب کی روایتوں کی روشنیوں سے منور نظر آتے ہیں۔ روضۃ القیومیہ کے ناقدین کا قلم جب بھی حضرات مجددیہ پہ کچھ لکھنے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو اسے مکتوبات امام ربانی حضرات القدس اور زبدۃ المقامات کے بعد انہیں روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جو روضۃ القیومیہ کے زریں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی اپنی زندگی میں بھی اور بعد از حیات بھی اہل بدعت، ملحدین، اہل تشیع، غیر مسلم، حتیٰ کہ کئی بڑے ناقدین کی مخالفت کا نشانہ بنے رہے ہیں۔ پھر آپ کا سلسلہ مجددیہ، اور خانوادۂ مجددیہ کے اکثر حضرات بھی ایسے معاندین کی تنقیدی تحریروں کی زد میں رہے ہیں اور آج تک ہیں۔ ان اعتراضات، تنقیدات اور تنقیحات کے جواب میں حضرات مجددیہ نے پامردی سے مقابلہ کیا۔ جوابات دیئے۔ وضاحتیں کیں۔ علمی اور سیاسی مباحث کو نہایت عالمانہ انداز میں پیش کیا۔ مجددی اہل قلم نے اپنے دفاع میں قابل صد افتخار تحریریں یادگار زمانہ بنا دیں۔ ان دفاعی تحریروں میں روضۃ القیومیہ کی چاروں جلدیں اپنی مثال آپ ہیں۔ فاضل مؤلف نے اپنے مخالفین کے تمام اعتراضات کا مثبت جواب دیا اور ان تمام اٹھائے گئے شبہات کو نقد و نظر کی کسوٹی پہ پرکھا۔ اور اہل علم کو دعوت مطالعہ دی۔ روضۃ القیومیہ کے اس جہاد میں حضرات مجددیہ کے حلقۂ اثر کے اکثر علما نے بھی حضرت مجدد کی تحریک عزیمت کا بھرپور دفاع کیا۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ۱۰۹۴ھ میں اس خانوادہ کے معتقدین نے حضرت مجدد کے دفاع میں جو رسائل تصنیف کئے۔ ان کی تعداد تین سو ساٹھ (۳۶۰) تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں سے ۳۷ رسائل تو حضرت مجدد کی اولاد نے ہی لکھے تھے۔ جن میں سے حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند۔ خواجہ محمد اشرف مجددی، حضرت شیخ سیف الدین، حضرت محمد صبغۃ اللہ، حضرت شیخ محمد ہادی

www.maktabah.org

سرہندی کے رسائل نہایت ہی اہمیت کے حامل تھے۔ اسی طرح رسالہ در رد مخالفینِ حضرت مجدد حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت، حل المغلقات فی الرد علیٰ اہل الضلالات خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم، رسالہ ردِ منکران حضرت مجدد از خواجہ محمد صبغۃ اللہ سرہندی رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد مولفہ شیخ محمد ہادی، عطیۃ الوہاب الفاصلہ بین الخطا و الصواب مولفہ شیخ محمد بیگ اوزبکی بُرہانپوری، العرف الندی فی نصرۃ الشیخ احمد سرہندی۔ مولفہ علامہ شیخ حسن بن شیخ مراد مکی۔ رسالہ در رد معترضین حضرت مجدد مولفہ خواجہ محمد یحییٰ رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی مولفہ علامہ شیخ احمد البشیشی مصری شافعی، رسالہ فی نفی رفع سبابہ مولفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید، بہجۃ النظار فی برأۃ الابرار مولفہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی، سبیل الرشاد مولفہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل رسالہ فی منع رفع سبابہ مولفہ حضرت شاہ گل وحدت سرہندی، رسالہ در منکران حضرت مجدد مولفہ شیخ محمد مراد تنگ کاشمیری، حجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ شاہ فی الحال مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم مولفہ شافی الحال سرہندی۔ شواہد التجدید مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ خلت مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ احقاق مولفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رسالہ در جواب شبہات بر کلام امام ربانی مولفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، ردِ شبہات پلید نابکار مولفہ نظام الدین شکارپوری، رسالہ در اعتراضات مولفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی مولفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ شاہ غلام علی دہلوی، رسالہ فی رفع المطاعن عن الامام الربانی و اولادہٖ مولفہ مولانا عبداللہ آفندی مکہ معظمہ الکلام المنجی بَرد ایرادات البرزنجی مولفہ مولوی وکیل احمد سکندرپوری، انوار احمد مولینا وکیل احمد سکندرپوری، ہدیہ مجددیہ مولانا وکیل احمد سکندرپوری، رسالہ

www.maktabah.org

فی بشارۃ لامل الاشارہ مؤلفہ مہر علی نواز پوری ۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین مؤلفہ مولانا زید ابوالحسن فاروقی مجددی ، دلائل التجدید مؤلفہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی ، رسالہ فی منع ربع سبابہ مؤلفہ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی ۔ المفاصلہ بین الانسان والکعبہ مؤلفہ مولانا محمد امین بدخشی ، کشف العطا مؤلفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید سرہندی جیسے علمی رسالوں سے حضرت مجدد اور ان کی اولاد کے نظریات پر اعتراضات کا دفاع کیا گیا ہے[۱]

روضۃ القیومیہ نے جہاں ہمیں خانوادۂ مجددیہ پر کئے گئے نظریاتی حملوں کا دفاع کر کے توانائی بخشی ہے۔ وہاں چاروں قیوموں حضرت مجدد الف ثانی ، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی حضرت خواجہ محمد نقشبند اور حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہم کے روحانی اور علمی کارناموں سے بھی آگاہی بہم پہنچائی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا اکبری الحاد کے خلاف ، جہانگیری بدعات کے استیصال کی کامیاب مہم کے ایسے معاملات سے تعارف کرایا ہے جو ہمیں دوسرے ذرائع سے میسر نہیں آتا تھا۔ شاہجہان کی اسلام پسندی اور اورنگ زیب کی دینی وابستگی کے بہت سے واقعات اسی کتاب سے ملتے ہیں ۔ مغل حکمرانوں کی روحانی اور سیاسی راہنمائی کے آثار اس کتاب کے صفحات سے روشن نظر آتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند کے زمانہ میں سلوک مجددیہ کی برصغیر سے نکل کر شمالی علاقوں میں چین اور روس کے دور دراز علاقوں میں اشاعت کے بہت سے نشانات روضۃ القیومیہ کے صفحات پر اجاگر نظر آتے ہیں۔ خانوادہ مجددیہ کی دینی اور روحانی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ روضۃ القیومیہ کے صفحات ان

۱؎ محمد اقبال مجددی پروفیسر ۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں مطبوعہ رسالہ نور اسلام شرقپور ، حضرت مجدد الف ثانی نمبر زیر اہتمام صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری ۔ سجادہ نشین شرقپور شریف۔

www.maktabah.org

واقعات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جو مغل سلطنت کے زوال کی بنیاد ہے۔ اور برصغیر میں افراتفری کا باعث بنے۔ زوالی مغلوں کی جنگ اقتدار، حصول تخت کی کشمکش، مسلمان معاشرے کی اخلاقی زبوں حالی۔ آخری مغل تاجداروں کی عیاشی اور تساہل کی داستان انہی صفحات پر پائی جاتی ہے۔ اندریں حالات روضۃ القیومیہ خانوادہ مجددیہ کے علمی اور روحانی زمانہ کے عروج کی داستان بھی ہے۔ اور برصغیر میں اسلامی سورج کے ڈوبنے کا منظر بھی ہے۔ یہ کتاب دینی اور سیاسی ذہن رکھنے والے دونوں قسم کے قارئین کیلئے بہترین مرقع ہے۔

کتاب کے فاضل مولف حضرت خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی بن حضرت مروج الشریعت شیخ محمد عبیداللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادہ مجددیہ کے نامور مورخ۔ عالم تذکرہ نگار اور محقق مجددی ہیں۔

فاضل مولف نے اپنے مختصر سے حالات زندگی روضۃ القیومیہ میں قلمبند کئے ہیں۔ ہم مولف کے سوانحی حالات ان کے اپنے الفاظ میں ہی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:۔

"میں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں۔ لڑکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے مجھے خلافت دے کر مشرق کی طرف بھیجا۔ مدت تک وہاں رہ کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ آنحضرت نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم دیا۔ حسب الارشاد میں اسی طرف روانہ ہوا۔ اسی سفر میں معلوم ہوا کہ آنحضرت عنقریب دنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ گھبرا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ڈیڑھ ماہ بعد اس جہان سے کوچ کر گئے۔

www.maktabah.org

مَیں آنجناب کی نعش کے ساتھ سرہند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار پر فائض الانوار رہا۔ پھر مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ دو سال بعد غم والم میں تخفیف ہوئی تو اس کتاب (روضۃ القیومیہ) کی تالیف دوبارہ شروع کی۔"[1]

مشرقی ہندوستان سے مراد فاضل مولّف کی وہ خدمات ہیں۔ جو آپ نے نواب علی محمد خاں روہیلہ آف بریلی کے ہاں سرانجام دیں۔ نواب علی محمد خانؒ ہیلہ ایک مردِ مجاہد اور متقی عالم دین تھے۔ جو نواب حافظ رحمت علی آف روہیل کھنڈ کی ریاست میں منتظمِ اعلیٰ اور کمانڈر افواج روہیل کھنڈ تھے۔ فاضل مولّف خواجہ محمد احسان مجدّدی اس لشکر میں موجود تھے۔ جو ساداتِ بارہہ کی سرکوبی کے لئے برسرِ پیکار رہا۔ روضۃ القیّومیہ کی آخریں جلد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مولّف دہلی میں ان خونچکاں واقعات کے عینی شاہد ہیں جو نادر شاہ کی افواج کے قتل عام کے دنوں میں رونما ہوئے۔

فاضل مولّف نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرّم اور سرہند کے علماء اور مجدّدی مشائخ سے حاصل کی تھی۔ علومِ متداولہ دینیہ اور اسرارِ سلوک مجدّدیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد مختلف اہلِ علم و اہلِ طریقت سے استفادہ کیا تھا۔ آپ نے اپنے والدِ مکرّم شیخ حسن احمد سرہندی مجدّدی (۱۰۹۰ھ - ۱۱۴۹ھ) بن شیخ محمد ہادی (۱۰۶۲ھ - ۱۱۲۱ھ) بن حضرت محمد عبیداللہ مروج الشریعت (۱۰۳۸ھ - ۱۰۸۳ھ) بن قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی (۱۰۰۷ھ - ۱۰۷۹ھ) بن قیوم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ سے

---

[1]: روضۃ القیومیہ۔ مطبوعہ ملک فضل الدین ۱۳۳۵ھ لاہور صفحہ ۲۱۱ - ۲۱۲ رکن سوئم

www.maktabah.org

ابتدائی تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی (قیوم رابع) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرِ نگاہ رہے۔ آپ نے ہی آپ کو اپنے خصوصی فرمانِ خلافت سے نوازا۔ جس کی ایک نقل روضۃ القیومیہ کی جلد چہارم میں موجود ہے۔ آپ نے اسی روحانی تربیت کے دوران ایک کتاب کشف الحقائق لکھی جو تعلیمات مجددیہ کے ساتھ ساتھ اسرارِ حروف مقطعات قرآنی پر بڑی بے مثال کتاب تھی۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بے حد پسند فرمایا تھا۔

زیرِ نظر کتاب روضۃ القیومیہ کی تالیف کا کام ایک طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اور بعض مقامات پر حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصلاح فرمائی۔ مبالغہ آمیزی سے پاک رکھنے کی ہدایات فرمائیں۔ اور مؤلف علّام کی کوششوں کو سراہا۔ یہ کتاب سنہ ھ میں شروع کی گئی اور سنہ ھ کو مکمل کی گئی۔

فاضل مؤلف کی زندگی کا آخری زمانہ اور کتاب کی ترتیب و تالیف کا زمانہ پنجاب کی تباہی کا دَور ہے۔ خصوصاً سرزمین سرہند پر اس زمانہ میں جو قیامتیں گذریں۔ جاٹوں، مرہٹوں اور سکھوں کی لوٹ مار نے سرہند کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ دہلی اور پنجاب کو نادر شاہی حملے نے جس قدر تہہ و بالا کیا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک خونچکاں باب ہے۔ ہمارے نزدیک بدامنی کا یہ زمانہ مؤلف اور ان کے معاصرین کے سوانحی حالات کی تفصیلات محفوظ نہ رکھ سکا۔ ایسے ہی مجددی تذکرہ نگار مؤلف کے حالات و مقامات سے خاموش نظر آتے ہیں۔

---

www.maktabah.org

روضۃ القیوّمیہ فارسی میں لکھی گئی تھی۔ اس اہم اور مفید کتاب کے موضوعات پر کتاب کے دیباچہ میں فاضل مولّف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہماری نگاہ میں فارسی زبان میں طبع شدہ نسخہ کہیں بھی نہیں گزرا۔ فارسی کے قلمی نسخے پنجاب پبلک لائبریری۔ لاہور، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، اٹاوہ میوزیم علی گڑھ، برٹش انڈیا لائبریری۔ لندن میں اس کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ اس کتاب کا سب سے پہلا اردو ترجمہ ۱۳۱۸ھ مطبع یلمیر فریدکوٹ چھپا۔ جسے ولی اللہ صدیقی نے حدیقۂ محمودیّہ کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کے سترہ سال بعد لاہور کے ملک فضل الدّین نے ۱۳۳۵ھ میں پیر غفار شاہ کاشمیری قادری قدس سرّہ کے خطّی نسخہ سے ترجمہ کروا کر زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اگرچہ یہ ترجمہ ولی اللہ صدیقی کے ترجمہ سے زیادہ وقیع نہیں تھا لیکن ہمارے موجودہ ایڈیشن کی بنیاد اسی ترجمہ پر استوار ہوئی ہے۔ ہم نے کئی مقامات پر حواشی و تعلیقات کا اضافہ کر کے اس ترجمہ کو "قبول خاطر احباب" بنا دیا ہے۔ اور اسے چار علیحدہ علیحدہ جلدوں میں زیورِ طبع سے آراستہ کیا ہے۔

کتاب کی طباعت واشاعت میں جن بزرگانِ مجدّدیہ نے اپنے تعاون کو پیش کیا۔ ان میں مولٰنا اکرام حسین مجدّدی خطیب لاہور۔ سیّد عاشق حسین مجدّدی آف مرڑ شریف، پروفیسر محمد اقبال مجدّدی، جناب علی لبثر آغا، صاحبزادہ محمد سلیم شامی سجادہ نشین شیخ عبد النبی شامی، صاحبزادہ قطب نثار، رضی شیرازی علی پوری اور مکتبہ نبویّہ کا چاک وچوبند عملہ ہمارے تشکر وسپاس کا مستحق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرقع مجدّدیہ "رُوضٌ مِنَ الرَّوْضَۃِ القَیّوِمِیۃِ المُجَدِّدِیۃ" ان حضرات کی شبانہ روز مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

www.maktabah.org

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اِفتتاحیہ

از رشحات قلم، مخدومی حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی)

برصغیر پاک و ہند میں بہت سے مفکرین و مجددین ہوئے جن میں چار نہایت ممتاز ہیں۔

۱۔ شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء)

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء)

۳۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)

۴۔ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی (م ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء)

ان چاروں مفکرین میں بعض حیثیات سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نمایاں نظر آتے ہیں مختلف محققین نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اس امتیاز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے۔

شیخ احمد ——— جو شاہ ولی اللہ اور اقبال سے پہلے اسلامی ہند کے نہایت ہی طاقتور مفکر گزرے ہیں ——— نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ عالم اسلام کے علماء صوفیہ میں اعلیٰ ترین مقام کے مالک ہیں (ترجمہ انگریزی) [۱]

[۱] ایس ایم اکرام: مسلم سویلزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۰۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی فضیلت کو پاک و ہند کے اکثر علماء و صوفیہ نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جا بجا آپ کی کتابوں سے حوالے دیے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم و فقیہ، حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و ارشادات سے استدلال فرمایا ہے[1]۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء) نے بھی استدلال کیا ہے[2] اور دوسرے صاحبزادے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں مدظلہ العالی نے مولانا عبد الغفار رام پوری کی کتاب آثار المبتدعین لاہدام حبل اللہ المتین کا تعاقب کرتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا دفاع کیا ہے[3]۔

حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں بعض حضرات نے جو یہ لکھا ہے کہ آپ نے خود دعویٰ تجدید[4] فرمایا، صحیح نہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی کے متعلق بھی بعض لوگوں نے اسی قسم کا اظہار خیال کیا ہے، جو صحیح نہیں[5]۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے عہدِ مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم، مُلّا عبد الحکیم

---

[1] (الف) احمد رضا خاں: انوار الانتباہ من یم صلوٰۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء) مطبوعہ بریلی، ص ۳۸

(ب) احمد رضا خاں ۔ الصاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۶

(ج) احمد رضا خاں: الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ (۱۳۱۲ھ) مطبوعہ کلکتہ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء، ص ۴۸، ۵۱، ۵۲

[2] حامد رضا خاں: سلامۃ اللہ لاھل السنۃ من سبیل العناد فی الفتنۃ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء، مطبوعہ بریلی، ص ۵۷

[3] مصطفیٰ رضا خاں: مقتل کذب و کید، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۲ھ، ص ۵۵، ۵۶

[4] نظامی بدایونی نے اس خیال کا اظہار کیا ہے (ملاحظہ ہو قاموس المشاہیر، جلد اول، مطبوعہ بدایون، ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء، ص ۶۷۔ اسی طرح فیض عالم صدیقی نے بھی یہی بات لکھی ہے (ملاحظہ ہو اختلافِ امت کا المیہ حصہ دوم، جہلم ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء، ص ۴۸۰۔

[5] مولوی حسین احمد دیوبندی نے یہ الزام لگایا ہے اور امام احمد رضا کو دجّال المجددین لکھا ہے (الشہاب الثاقب، ص ۴۲) حالانکہ علمائے حرمین شریفین میں شیخ موسیٰ علی شامی و دریری مدنی نے آپ کو المجدد لھذہ الامۃ تحریر فرمایا ہے۔ (الفیوضات الملکیہ ص ۲۶۲) اور حافظ الکتب الحرم شیخ اسمٰعیل بن سید خلیل مکیؒ نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا و صدقا (حسام الحرمین، ص ۱۴۰، ۱۴۱)

www.maktabah.org

سیالکوٹی (م ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷ء) نے حضرت مجدد کے نام ایک مکتوب میں اس لقب سے نوازا۔[۱] پھر یہ لقب زبان زد خاص و عام ہوگیا، حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آگیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت مجدد کے چودھویں جد سلطان شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی والیٔ کابل تھے۔[۲] پانچویں جد حضرت امام رفیع الدین، شیخ جلال الدین بخاری (م ۷۸۵ھ / ۱۳۸۳ء) کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور سہرند (سرہند) آباد کیا۔[۳] اسی شہر میں ۹۷۱ھ میں حضرت مجدد کی ولادت ہوئی۔

حضرت مجدد کے والد کا اسمِ گرامی شیخ عبدالاحد (م ۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۸ء) تھا۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ / ۱۵۳۷ء) کے صاحبزادے شیخ رکن الدین (م ۹۸۳ھ / ۱۵۷۵ء) سے آپ کو سلسلۂ قادریہ چشتیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔[۴] حضرت شیخ عبدالاحد جلیل القدر عالم و عارف تھے۔

حضرت مجدد نے بیشتر علوم اپنے والد سے حاصل کیے۔ اُن کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری، مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی وغیرہ سے علوم معقول و منقول کی تحصیل فرمائی۔[۵] اسارت قلعہ گوالیار کے زمانے (۱۰۲۸ھ / ۱۰۲۹ھ) میں قرآن کریم حفظ کیا۔[۶] تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۹۹۸ھ میں دارالسلطنت اکبر آباد (آگرہ) تشریف لائے اور یہاں دربار اکبری کی دو اہم شخصیتوں یعنی ابوالفضل اور فیضی کے ساتھ صحبتیں رہیں۔ فیضی کی تفسیر سواطع الالہام (۱۰۰۲ھ / ۱۵۹۳ء) میں ایک جگہ آپ نے اس کی مدد بھی کی۔[۷] لیکن بعد میں ان دونوں بھائیوں کی بے راہروی کی وجہ سے حضرت مجدد نے

۱۔ وکیل احمد سکندر پوری، ہدیہ مجددیہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء، ص ۹۸۔

۲۔ شاہ محمد فضل اللہ عمدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء ص ۹۹۔

۳۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء ص ۸۹ - ۹۱۔

۴۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات ص ۹۶ - ۱۰۳

۵۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۲۸۔

۶۔ مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب ۴۳، ۷۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۳۲۔

www.maktabah.org

کنارا کشی اختیار کر لی۔ حضرت مجدد اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد کے ہمراہ اکبر آباد سے واپس سرہند روانہ گئے۔ راستے میں تھانیسر کے شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد کا عقد ہو گیا۔ شیخ سلطان، اکبر بادشاہ کے مقربین میں تھے[1]۔ اس طرح اہل خانہ کا شاہی دربار سے ایک گونہ تعلق ہو گیا اور تبلیغ و ارشاد کی ایک نئی راہ کھل گئی۔

حضرت مجددؒ کا سلسلۂ طریقت متعدد واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ ۲۱ واسطوں سے، سلسلہ قادریہ ۲۵ واسطوں سے اور سلسلہ چشتیہ ۲۷ واسطوں سے[2] ــــــ سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت حاصل تھی۔ ــــــ سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی سے خرقۂ خلافت حاصل تھا[3] ــــــ ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء) سے مستفیض ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت حاصل کی[4] اور آسمانِ علم و عرفان پر آفتاب بن کر چمکے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی نظر میں جو حضرت مجدد کا مقام و مرتبہ تھا وہ زبدۃ المقامات[5]، حضرات القدس اور مجمع الاولیاء، وغیرہ معاصر کتب تاریخ و سیر سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت مجدد کی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد حکومت سے ہوا اور جہانگیر بادشاہ کے عہدِ حکومت میں یہ کوششیں بارآور ہوئیں۔ اسی عہد میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی اصلاحی کوششوں کا جائزہ لینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا تاریخی پس منظر پیش کر دیا جائے تاکہ ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے۔

۱۔ محمد ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، ص ۱۵۹

۲۔ مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء، مکتوب ۸۷

۳۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۳۵

۴۔ (الف) آدم بنوری: خلاصۃ المعارف، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن (۱۰۲۵ھ / ۱۰۳۷ھ) ورق ۳

(ب) محمد حسین مراد آبادی: انوار العارفین ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء) مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء) ص ۴۴۸-۴۴۹

۵۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور، ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) ص ۲۱۸، ۲۱۹۔

www.maktabah.org

پہلے دَور[1] میں اکبر ایک مخلص مسلمان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ دوسرے دَور میں فتح پور سیکری میں عبادت خانے کی تعمیر ہوتی ہے، جہاں علمائے اسلام مباحثِ علمیہ میں مصروف نظر آتے ہیں، رفتہ رفتہ یہاں عیسائی پادریوں اور اربابِ عقل کا عمل دخل ہوجاتا ہے اور بات بگڑنے لگتی ہے ـــــــ دوسرا دَور تیسرے دَور کا نقطۂ آغاز تھا ـــــــ تیسرے دَور میں دینِ الٰہی کا آغاز ہوا اور وہ کچھ ہوا جو ناگفتنی ہے، ہر وہ کام کیا جانے لگا جو اسلام کے سراسر منافی ہے مثلاً کلمہ طیبہ میں "محمد رسول اللہ" کی جگہ "اکبر خلیفۃ اللہ" پڑھا جانے لگا، گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی گئی۔ خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا۔ شراب اور جوا عام ہو گیا، اکبر نے علماء کو بالجبر شراب پلائی، عورتوں کی بے حجابی عام ہوگئی۔ پردہ پر پابندی لگا دی گئی۔ "زمین بوس کے نام سے سجدہ کا آغاز کیا گیا۔ عالم دعامی سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے، بعض مساجد ڈھادی گئیں اور مدارس عربیہ مسمار کر دیے گئے، داڑھیاں منڈوا دی گئیں اور شعائرِ اسلام کا برسرِ عام مذاق اڑایا جانے لگا ـــــــ اس ساری خرابی میں بعض علمائے دین کی باہمی چپقلش، دنیا سے محبت، مختلف ادیان کے علماء کی اکبر سے ملاقات، اکبر کی جہالت و بے علمی، ہندو عورتوں کی حرمِ شاہی میں شمولیت اور ہندو سیاست کا بڑا دخل ہے ـــــــ عہدِ اکبری کے ایک بے باک و نڈر مؤرخ، ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں عہدِ اکبری کے چشم دید پوست کندہ حالات لکھے ہیں[2] ـــــ عہدِ اکبری کے مشہور شاعر ملا شیری سیالکوٹی نے تو اپنے فارسی قطعہ میں اکبر کے

---

[1] عہد اکبری کو مندرجہ ذیل ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دَور :۔ ۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء تا ۹۸۳ھ / ۱۵۷۵ء۔

دوسرا دَور :۔ ۹۸۲ھ / ۱۵۷۵ء تا ۹۸۹ھ / ۱۵۸۰ء۔

تیسرا دَور :۔ ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲ء تا ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء۔

[2] ملاحظہ فرمائیں :۔ منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء ص ۲۶۱، ۳۲۲، ۴۶۶، ۴۷۱، ۴۹۹، ۵۲۹ وغیرہ وغیرہ۔

www.maktabah.org

دعوئ نبوت اور دعوی الوہیت کا ذکر کیا ہے ۔

بادشاہ امسال دعوئ نبوت کردہ است

گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن[۱]

عہد اکبری کے مورخ نظام الدین احمد نے طبقاتِ اکبری[۲] (۱۰۰۱ھ) میں اُس محضر نامہ کا ذکر کیا ہے[۳] جو اکبر کے دعوئ نبوت کی تمہید ثابت ہوا . لیکن نظام الدین احمد نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے ایک جابر و قاہر بادشاہ کے ہوتے کھل کر لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا ——— ابو الفضل کی آئین اکبری[۴] سے اکبر کی بے راہ روی سے متعلق بہت سی باتوں کا بالواسطہ علم ہوتا ہے ۔ ابو الفضل کا انداز مورخانہ نہیں، خوشامدانہ ہے[۵] ——— ابو الفضل نے اکبر نامہ میں[۶] بھی یہی طرز اختیار کیا ہے مگر پھر بھی بہت سے سربستہ راز معلوم جاتے ہیں ۔

عہد جہانگیری کے مورخ محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی نے اپنی تاریخ فرشتہ میں[۷] (۱۶۰۶ء تا ۱۶۱۱ء) اکبر کے بعض چشم دید حالات لکھے ہیں مگر حالات کے دباؤ کی وجہ سے اس نے بہت سی باتوں کو چھپایا ہے

---

۱ (الف) ہاشمی فرید آبادی : تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت، مطبوعہ کراچی، ص ۴۶۹، بحوالہ منتخب التواریخ جلد سوم، ص ۲۵۳ -

(ب) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر کے انتقال پر شیخ فرید بخاری کے نام جو تعزیتی خط ارسال فرمایا ہے اس سے اکبر کے دعوئ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے ۔ ملاحظہ ہو

عبد الحق مجموعہ مکاتیب والرسائل، مطبوعہ دہلی، ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء، ص ۱۴۳ - ۱۴۷ (مسعود)

۲ طبقات اکبری، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۰ء

۳ ایضاً، ص ۳۴۳ - ۳۴۴

۴ آئین اکبری، مطبوعہ حیدر آباد دکن، (۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء)

۵ مور لینڈ نے ابو الفضل کی خوشامد و چاپلوسی کا ذکر کیا ہے (ملاحظہ فرمائیں :۔ اے شارٹ ہسٹری آف انڈیا مطبوعہ لندن، ۱۹۵۷ء، ص ۲۱۲)

۶ اکبر نامہ، مطبوعہ لکھنؤ، (۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) ۷ تاریخ فرشتہ مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء ۔

www.maktabah.org

-- اس عہد کی ایک اور کتاب، خلاصۃ المعارف فی اسرار العقائد (۱۰۳۵ھ/۱۰۴۷ھ) نے شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ نے بہت سی گمراہیوں اور بے راہ رویوں کا ذکر کیا ہے ——— اسی عہد کے ایک مورخ معتمد خان نے جہانگیر نامہ میں[1] اکبر کے بعض حالات لکھے ہیں جن کی عہد اکبری کے مورخوں کے بیانات سے تصدیق ہوتی ہے، بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔

عہد عالمگیری کے مؤرخ محمد ہاشم خافی خاں نے اپنی تاریخ منتخب اللباب (حصہ اوّل) میں بعض ایسے حالات لکھے ہیں جن سے بالواسطہ اکبر کی بے راہ روی کا علم ہوتا ہے، مگر اس نے بعض مقامات پر اکبر کا دفاع کیا ہے۔ اس میں جہانگیر کی شراب سے توبہ، شاہجہان کی شراب نوشی اور پھر توبہ کا ذکر ہے۔

عہد شاہجہانی کے صاحبِ دبستانِ مذاہب[2] نے بھی ایسے حقائق لکھے ہیں، جن سے آخری دَور میں اکبر کی بے روی کا اندازہ ہوتا ہے۔ صاحبِ دبستانِ مذاہب ایک ایسا مورخ نظر آتا ہے جس نے ہر قدم پر مؤرخانہ آن کو قائم رکھا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں ۲۰ سے زیادہ مذاہب و ادیان کا ذکر کیا ہے، پھر بھی یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ لکھنے والے کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ بعض حضرات اس کا نام محسن خافی بتلاتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ پارسی تھا، واللہ اعلم

عہد شاہجہانی کے ایک اطالوی سیاح نکولس مینوکی[3] نے دین الٰہی کی اختراعات کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکبر نے سکندرہ میں ایک باغ کے اندر اپنا مقبرہ بنوایا تھا۔ باغ کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے اور حضرت مریم کی تصاویر تھیں۔ اورنگ زیب نے اپنے عہدِ حکومت میں ان کو ختم کروایا اور سفیدی پھروا دی۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے جب اورنگ زیب شیواجی

---

[1] جہانگیر نامہ، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء۔

[2] دبستانِ مذاہب، مطبوعہ بمبئی، ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء

[3] نکولس مینوکی ۱۶۵۶ء میں تقریباً ۱۷ سال کی عمر میں آگرے پہنچا اور شہزادہ داراشکوہ کے ہاں توپخانے میں بھرتی ہو گیا ۱۶۵۸ء میں داراشکوہ اور اورنگ زیب کے مابین جنگ میں یہ دارا کی طرف سے لڑا۔ دارا کے قتل کے بعد واپس اٹلی چلا گیا۔ مسعود

www.maktabah.org

سے بر سر پیکار تھا تو باغی اس مقبرے میں گھس آئے، تمام طلائی سامان اور جواہرات لوٹ لئے۔ قبر کھود کر اکبر کی ہڈیاں نکالیں اور ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔[1]

پروفیسر محمد مجیب[2] اور پروفیسر محمد اسلم[3] نے اپنی تصانیف میں عہدِ اکبری کی بہت سی بدعات اور گمراہیوں کا ذکر کیا ہے، جن کی دسترس میں معاصر تاریخیں نہ ہوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جن مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے جدوجہد کی۔ بقول کے۔ ایم پانیکر[4] وہ یہ تین اہم مقاصد تھے۔

(ا) قومی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے مفاہمت

(ج) متحدہ ہندوستان

یہ تینوں مقاصد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقاصدِ جلیلہ کی ضد تھے۔ حضرت مجدد نے مندرجہ ذیل تین مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کی۔

(ا) اسلامی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے عدم مفاہمت

(ج) اسلامی ہند کی تعمیر

اِنھیں مقاصد کے حصول کے لیے چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی نے بھر پور جدوجہد کی[5]

---

[1] نکولس مینوکی: فسانۂ سلطنتِ مغلیہ، مترجمہ سید منظر علی، مطبوعہ آگرہ، ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء، ص ۱۲۲۔

[2] محمد مجیب: انڈین مسلم، مطبوعہ لندن، ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء۔

[3] محمد اسلم: دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء۔

[4] کے ایم پانیکر: اے سروے آف انڈین ہسٹری، مطبوعہ بمبئی، ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء، ص ۱۵۵۔

[5] (ا) محمد مسعود: فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔

(ب) محمد جلال الدین: خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

(ج) محمد مسعود احمد: تحریکِ آزادیِ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ان مقاصد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل شعبوں میں بھرپور جد وجہد کی اور اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔

(ا) شریعت و طریقت

(ب) سیاست و حکومت

(ج) معاشرت و معیشت

عوام و خواص شریعت سے بیگانہ ہوتے جا رہے تھے۔ آپ نے اپنے علمی مکالمات اور مکتوبات کے ذریعہ آشنائے شریعت کیا[1] ——— بیشتر صوفیہ طریقت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر گمراہ ہو رہے تھے، آپ نے ان کو طریقت کا واقف کار بنایا[2] ——— نظریہ وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات کی بنا پر ایک عالم گمراہ ہو رہا تھا، آپ نے اس نظریہ کی لاج رکھی اور اس کے ساتھ نظریۂ وحدۃ الشہود پیش کیا، جو دل و دماغ دونوں سے قریب تھا[3] ——— یہی نظریہ تھا جس نے فکرِ اقبال میں ایک انقلاب پیدا کیا اور ایک نئی روح پھونکی[4] ——— حضرت مجدد نہ ہوتے تو اقبال نہ

---

[1] ۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوبات ۳۳، ۴۸، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۱۵۲، ۱۹۱، ۱۹۴ وغیرہ

[2] ۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۴۸ ـ نیز ملاحظہ کریں: تذکرہ مجدد الف ثانی، مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۰۴، ۱۱۰ تا ۱۱۴۔

[3] ۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۹۱ ـ دفتر دوم مکتوب ۴۴

[4] :۔ فکر اقبال پر تعلیماتِ مجددیہ نے جو اثرات مرتب کئے وہ اقبالیات کی ایک اہم کڑی ہے جس کی طرف محققین نے ابھی تک کماحقہٗ توجہ نہیں دی۔ اس سلسلے میں راقم نے مندرجہ ذیل تین مقالات قلم بند کئے اور دلائل و براہین سے حضرت مجدد سے اقبال کی عقیدت اور افکار اقبال پر افکار مجددیہ کے اثرات کو بیان کیا اور یہ ثابت کیا کہ اقبال کے تصورِ خودی میں سب سے بڑا محرک حضرت مجدد کا نظریہ وحدۃ الشہود ہے' (۱) علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ اقبال ریویو کراچی، اپریل ۱۹۶۴ء تا ۱۳۸۴ھ (۲) اقبال کے فلسفۂ خودی میں مقامِ عبدیت، مطبوعہ اقبال ریویو کراچی، جولائی ۱۹۶۴ء/ ۱۳۸۴ھ (۳) شریعت و طریقت افکار اقبال کی روشنی میں، مطبوعہ اقبال ریویو کراچی، جنوری ۱۹۶۵ء/ ۱۳۸۵ھ۔ عرصہ ہوا یہ تینوں مقالات کتابی صورت میں مرتب کر کے صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری زید عنایتہٗ کو بھیج دیے گئے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز وہ شائع کریں گے۔ (مسعود)

www.maktabah.org

ہوتے تھے ——— حضرت مجدد، اقبال کی آرزو و تمنا تھے ؎

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی

سیاست و حکومت میں حضرت مجدد نے جو اہم کارنامہ انجام دیا وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ کا اعلان تھا ——— اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی، اس دین کا مقصدِ وحید یہی تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے، اسی نہج پر چودھویں صدی ہجری میں مسٹر گاندھی نے کام کیا۔ بہر کیف حضرت مجدد نے اس کے خلاف مؤثر جد و جہد کی اور یہ دین اپنی موت مر گیا اور رفتہ رفتہ اس کے اثرات بھی زائل ہو گئے۔ چنانچہ پاکستان ہسٹری بورڈ کی تالیف :۔ اے شارٹ ہسٹری آف ہند و پاکستان کے مؤلف نے لکھا ہے۔

جہاں گیر کی تخت نشینی کے بعد دین الٰہی اپنی موت مر گیا ——— بہر کیف اس الحاد و ارتداد کے خلاف جو زوردار آواز اٹھائی گئی وہ شیخ احمد کی آواز تھی، جن کو حضرت مجدد الف ثانی رح کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (ترجمہ انگریزی)[1]

حضرت مجدد نے اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ کفر و اسلام دو علیحدہ حقیقتیں ہیں جو کسی طرح یکجا نہیں ہو سکتیں۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت سے مکتوبات تحریر فرمائے[2] آپ کی کوششیں دورِ جہاں گیری میں بار آور ہوئیں اور جہاں گیر نے اُمورِ مذہب و سیاست میں مشورہ کے لئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا۔[3]

اس کے بعد دورِ شاہجہانی اور پھر دورِ عالم گیری میں حضرت مجدد کی مساعی نے اپنا رنگ

---

[1] اے شارٹ ہسٹری آف ہند و پاکستان، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء، ص ۲۹۸

[2] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵ - ۸۱ - ۱۶۳ -

[3] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۳، بنام شیخ فرید بخاری -

www.maktabah.org

دکھایا ـــــ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے دَورِ عالم گیری کو حضرت مجدد کی مساعی کا نقطۂ عروج قرار دیا ہے[1] ـــــ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے ـــــ حضرت مجدد کی سیاسی تعلیمات کے اثرات آنے والی چار صدیوں پر بہت گہرے پڑے ـــــ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے لکھا ہے :۔

شیخ کے اثرات مغرب میں افغانستان، وسط ایشیا اور سلطنت عثمانیہ تک اور مشرق میں ملایا اور انڈونیشیا تک پھیل گئے[2] (ترجمہ انگریزی)

چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور ڈاکٹر محمد اقبال[3] نے حضرت مجدد کے دو قومی نظریہ کے احیاء کے لئے سخت جدوجہد کی ـــــ اس صدی میں دوسرے علماء نے بھی کوششیں کیں مگر ان کی کوششیں مصلحتوں کا شکار ہو کر ایسے نشیب و فراز سے گذریں کہ مؤرخ کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ کوششیں خالص اسلام کے لئے تھیں یا مطلق آزادی کے لئے ـــــ بہر کیف گیارہویں صدی ہجری میں حضرت مجدد ہی وہ بطل جلیل نظر آتے ہیں جنھوں نے اسلام اور نظامِ مصطفےٰ کا نعرہ لگا کر خوابیدہ قوم کو بیدار کیا اور ایک نئی روح پھونک دی ـــــ ڈاکٹر حفیظ ملک نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فی الحقیقت آنے والی نسل کو شیخ احمد نے بے حد متاثر کیا ـــــ ان کا نعرہ تھا "چلو چلو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلو!" ـــــ مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے یہ

---

[1] اشتیاق حسین قریشی: مقدمہ ہسٹری آف فریڈم مومنٹ، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص ۲۰

[2] اشتیاق حسین قریشی: مسلم کمیونٹی آف انڈو پاکستان، ص ۱۵۲۔

[3] کلیات اقبال کے نام سے اقبال کے فارسی کلام کا مجموعہ ایران شائع ہوا ہے جس کا دیباچہ احمد سروش نے لکھا ہے۔ اس دیباچے میں انھوں نے برصغیر پاک و ہند کو صرف ہند کے نام سے یاد کیا ہے اسلام اور ہندوازم کو ایک قرار دیا ہے اور ہندوازم کو دین حق سے تعبیر کیا ہے (معاذ اللہ)۔ مسٹر گاندھی کو گاندھی بزرگ کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے آگے سر نیاز خم کیا ہے۔ ـ ص شش ـــ یہ بات سخت حیرت ناک ہے کہ کلامِ اقبال پر دیباچہ لکھنے والا فکرِ اقبال سے اتنا دور ہے (مسعود)

www.maktabah.org

نعرہ نہایت ہی دُوررس نتائج کا حامل ہوا ـــــــ ان کی تعلیمات نے معاً فکرِ مسلم کو بنیادی طور پر متاثر کیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو لادینی بنانے کی مخالفت کی ہے[1]

ہندوستانی مسلم معاشرے اور معیشت کی اصلاح کے لئے بھی حضرت مجدد نے بھرپور کوشش کی۔ آپ کے مکتوبات شریف اور دوسری تصانیف کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے[2]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مذہب و سیاست اور معاشرت کی اصلاح کے لئے جو جد و جہد فرمائی اس کو مختلف ادوار پر تقسیم کیا جاسکتا ہے ۔ مثلاً

(الف) دورِ اکبری ۱۰۰۰ھ / ۱۵۹۱ء تا ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء

(ب) دورِ جہانگیری ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء تا ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء

- قیدِ جہانگیری سے پہلے ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء تا ۱۰۲۷ھ / ۱۶۱۸ء
- قیدِ جہانگیری کے بعد ۱۰۲۷ھ / ۱۶۱۸ء تا ۱۰۲۸ھ / ۱۶۱۹ء
- جہانگیر کے لشکر میں ۱۰۲۸ھ / ۱۶۱۹ء تا ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء
- جہانگیر کے لشکر سے رہا ہونے کے بعد ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء تا ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء

اکبر کا آخری دَورِ حکومت حضرت مجدد کی اصلاحی اور تبلیغی مساعی کا نقطۂ آغاز ہے ـــــــ جہانگیری دَور میں یہ مساعی تیز تر کردی گئیں ـــــــ پھر اسی دَور میں قلعہ گوالیار میں آپ کی نظر بندی نے آپ کی اصلاحی کوششوں کے اثرات کو عوام و خواص اور حکومتِ وقت میں دیرپا اور مستحکم بنادیا ۔ ـــــــ حضرت مجدد کی اسیری (۱۰۲۷ھ تا ۱۰۲۸ھ) اسلامی نظامِ حکومت کے لئے رحمت بن گئی اور پُرخار وادیاں صاف ہوگئیں ۔[3]

---

[1] ڈاکٹر حفیظ ملک، مسلم نیشنلزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ واشنگٹن ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء، ص ۵۵

[2] مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب ۱۶۳، ۱۹۱ ۔

[3] حضرت مجدد کی اسیری پر بحث کرتے ہوئے بعض حضرات نے مہابت خاں کی بغاوت کا اصل (باقی صفحہ ۲۳ پر)

www.maktabah.org

حضرت مجدد اپنی اسارت کے تینوں ادوار میں منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں نظر آتے ہیں، یعنی نظر بندی (۱۰۲۷ھ تا ۱۰۲۸ھ) جبکہ آپ ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رہے ــــــ دورِ پابندی (۱۰۳۳ھ تا ۱۰۳۴ھ) جب آپ تقریباً پانچ سال جہانگیر کے لشکر میں رہے ــــــ دورِ زباں بندی (۱۰۳۳ھ تا ۱۰۳۴ھ) جب آپ تقریباً چھ ماہ اپنی خانقاہ (سرہند شریف) میں خلوت گزیں رہے اور آخر اسی خلوت گزینی میں ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کو وصال فرمایا۔[1]

حضرت مجدد نے اسلام کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیا۔ ایک عزیمت پسندی کی ایسی شاندار مثالیں پیش کیں جس سے مردہ دل زندہ ہو گئے اور ایک عظیم انقلاب آ گیا ــــــ بادشاہ کے حضور سجدہ تعظیمی (زمین بوس) موقوف کر دیا گیا، گائے کی قربانی عام ہو گئی اور سب سے پہلے خود جہانگیر نے قلعہ کانگڑہ میں حضرت مجدد کی موجودگی میں گائے ذبح کرائی۔[2] شراب پر پابندی لگا دی

(باقی ص۴۲ سے آگے) محرک اسی اسیری کو قرار دیا ہے مثلاً

(۱) ایس۔ ایف۔ محمود: اے شارٹ ہسٹری آف اسلام، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء، باب ۱۳، ص ۵۳۴

(۲) ڈاکٹر غلام جیلانی برق: فلسفیانِ اسلام، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء، ص ۲۷۷

(۳) جی الانا: آور فریڈم فائٹرس مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء، ص ۲۸ وغیرہ وغیرہ

تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت مجدد کی اسارت اور مہابت خاں کی بغاوت میں کئی سال کا تفاوت ہے، صاحبِ روضۃ القیومیہ (مخطوطہ، مکتوبہ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء مدینہ منورہ) ابو الفیض کمال الدین محمد احسان نے بہت سی باتیں غیر مؤرخانہ لکھ دی ہیں، یہ بات بھی وہیں سے لی گئی ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ مہابت خاں حضرت مجددؒ کا معتقد تھا اور ممکن ہے حضرت مجدد کی اسارت کا جذبہ کئی سال بعد جوش میں بعد آیا، جو خود جہانگیر کی اسارت پر منتج ہوا۔ (مسعود)

[1] بدر الدین سرہندی: وصال احمدی، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء، ص ۱۸

[2] تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء، ص ۶۹۸

www.maktabah.org

گئی اور بے شمار اصلاحات ہوئیں ۔

بلاشبہ حضرت مجدد کی انتھک جد و جہد سے مذہبی سطح پر اسلام، سُنیّت اور حنفیت کو فروغ ہوا ـــــ سیاسی سطح پر اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہوا ـــــ روحانی سطح پر تصور وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات سے جو ہلاکت پھیل رہی تھی تصور وحدۃ الشہود نے اس کا موثر دفاع کیا اور نا قابلِ فہم کو عام لوگوں کے لئے قابل فہم بنا دیا گیا ـــــ اس طرح ہر سطح پر فکرِ مسلم کی اصلاح کر کے ایک عظیم انقلاب برپا کیا گیا، اسی لئے اقبال نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے برملا کہا ہے ۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اکبری حکومت جس روش پر جا رہی تھی اس سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوتا، شاید اسلامی حکومت کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔[۲]

حضرت مجدد نے جس سیاسی گھٹن اور جاہ و جلالِ اقتدار کے ہوتے شاہانِ وقت پر تنقید کی، وہ انھیں کا حصہ تھا، اُس نازک دَور میں حکومت یا سربراہانِ حکومت پر تنقید کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا آج آسان ہے ـــــ ذرا ذرا سی باتوں پر تختۂ دار پر چڑھا دیا جاتا تھا بلکہ اکبر کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے

---

۱ (ا) علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیا، مخطوطہ لندن، ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء، ورق ۴۳۳

(ب) تزک جہانگیری، ص ۶۵۶، ۶۹۶ -

۲ یہ بات کتنی تکلیف دہ اور المناک ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں بعض علماء اسلام نے وہ انقلاب برپا کرنیکی کوشش کی جو مطلوب و مقصود اکبر تھا جس کے لئے حضرت مجدد نے اپنی عمر عزیز قربان کر دی ـــــ امام احمد رضا خاں بریلوی نے علماء کی لاج رکھ لی اور پوری قوت سے اس مشن کے لئے کام کیا جو حضرت مجدد کا مقصود و مطلوب تھا اور بالآخر پاکستان معرض وجود میں آیا ۔ (مسعود)

(میاں عبدالرشید : اسلام ان انڈو پاک سب کونٹیننٹ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۶۷

www.maktabah.org

کہ اپنے مخالفین کو اپنے ہاتھ سے زہر دے کر تڑپا تڑپا کر مار دیا کرتا تھا[۱] ــــــ ایسے خطرناک حالات میں جان جوکھوں میں ڈال کر اسلام کے لئے قدم بڑھانا کوئی آسان کام نہیں تھا، بہت اہم کام تھا، بہت مشکل کام تھا۔ پاک و ہند کے مصلحین میں یہ فخر صرف حضرت مجددؒ کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا عیش و آرام، مال و دولت، آل اولاد اور جان تک کی بازی لگادی ــــــ مومنانہ بصیرت کے ساتھ سرگرم عمل ہوئے اور چند برسوں میں وہ انقلاب آگیا جو دیدنی بھی ہے اور شنیدنی بھی۔

حضرت مجدد کے اصلاحی اور تجدیدی کارناموں پر بعض حضرات نے تنقید بھی کی ہے[۲] مگر یہ غلط فہمی معاصر تاریخ پر ڈھیلی گرفت کا نتیجہ ہے ــــــ حضرت زید ابو الحسن فاروقی دہلوی نے حال ہی میں ایک کتاب "حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین" دہلی سے شائع کی ہے۔ اس سلسلے میں اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

---

[۱] نکولس مینوکی، قصۂ سلطنتِ مغلیہ، مترجمہ سید منظر علی، مطبوعہ آگرہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء، ص ۱۳۰

[۲] ملاحظہ فرمائیں :-

(ا) سید معین الحق : معاشرتی اور علمی تاریخ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۵ھ / ۱۳۶۵ء، ص ۳۱۹

(ب) فیض عالم صدیقی۔ اختلافِ امت کا المیہ، حصہ دوم، ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء، ص ۴۸۳

نوٹ (۱) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے اپنی تصنیف رود کوثر میں غیر مورخانہ باتیں لکھی تھیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے جن کا مورخانہ تعاقب کرتے ہوئے ایک محققانہ کتاب "حضرت مجدد الف ثانی ـ ایک تحقیقی جائزہ" (کراچی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) پیش کی۔

(۲) ایک بزرگ نے حضرت مجددؒ کی تعلیمات کو افیون سے تعبیر کیا ہے اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ جو کام وہ تیس چالیس برس میں نہ کر سکے حضرت مجدد نے وہ کام چند برسوں میں کر دیئے اور آنے والی صدیوں کو اتنا متاثر کیا کہ مصلح کسی نہ کسی انداز میں متاثر نظر آتا ہے۔

(۳) ہبرو یونیورسٹی یروشلم میں اسلامک کلچر کے لیکچرر ڈاکٹر یوحنا فریڈمین نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز میکگل یونیورسٹی (کینیڈا) سے حضرت مجدد پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ انہوں نے شیخ احمد سرہندی کے عنوان سے انگریزی میں ایک مقالہ پیش کیا جو ۱۹۷۱ء میں لندن میں طبع ہوا (باقی صـ۲۶ پر)

www.maktabah.org

حضرت مجدد کی باقیاتِ صالحات میں اولادِ امجاد، تصانیف اور خلفاء یادگار ہیں۔
—اولاد میں سات صاحبزادے ہوئے جن میں سے پانچ حضرت مجدد کی حیات ہی میں انتقال کر گئے، باقی دو صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید (م ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۶۰ء) اور حضرت خواجہ محمد معصوم (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) نے بڑا نام پیدا کیا— اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ان دونوں صاحبزادگان سے گہرے مراسم تھے[۱]— بلکہ حضرت عالم گیر، خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ سے شرفِ بیعت رکھتے تھے[۲]— ایک اور موقع پر خواجہ موصوف نے عالم گیر کی درخواست پر اپنے صاحبزادے خواجہ سیف الدین (م ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۴ء) کو عالم گیر کے اصلاح باطن کے لئے لال قلعہ، دہلی بھیجا جہاں انھوں نے قیام فرماکر عالم گیر کی روحانی تربیت فرمائی[۳]— حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا پورے

(ص۲۵ سے آگے) اس کی قیمت تقریباً ۱۰ ڈالر (سو روپے) ہے۔ محترم بشیر احمد خاں صاحب کی عنایت سے لندن سے راقم کو یہ مقالہ وصول ہوا۔

اس مقالے میں فرڈیمن نے حضرت مجدد کے بارے میں منفی اندازِ فکر اختیار کیا ہے۔ اکبری پالیسی کے خلاف حضرت مجدد کی مساعی، پھر جہانگیری، شاہجہاں اور آخر میں اورنگ زیب عالم گیر پر آپ کے اور آپ کی تعلیمات کے اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی غیر مؤرخانہ کوشش کی ہے کہ دوسرے مورخین نے اس بارے میں جو مثبت اندازِ فکر اختیار کیا ہے، صحیح نہیں— سترھویں صدی عیسوی میں حضرت مجدد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا۔ فرڈیمن نے اس کو بھی ابھارا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضرت مجدد کو جو عالمی سیاسی اور روحانی پیشوا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، یہ خیال بیسویں صدی عیسوی کی پیداوار ہے۔ راقم کے خیال میں بنیادی طور پر یہ مقالہ ان اثرات کو زائل کرنے کے لئے لکھا گیا ہے جو گذشتہ تیس برسوں میں حضرت مجدد پر شاندار کام کے نتیجے میں مرتب ہوئے۔ کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی میں اسی قسم کے کام ہوتے ہیں (مسعود)

[۱] ملاحظہ فرمائیں (ا) مکتوبات سعیدیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء
(ب) مکتوبات معصومیہ، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء

[۲] محمد امین: مقاماتِ احمدیہ و ملفوظاتِ معصومیہ، ص ۱۰۸

[۳] (ا) مکتوباتِ معصومیہ دفتر سوم، مکتوب ۲۲۷؛ (ب) مستعد خاں: ماثر عالم گیری، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء، ص ۸۴

www.maktabah.org

عالم اسلام پر احسان کیا ہے کہ انہوں نے نظامِ مصطفےٰ نافذ کیا اور دو لاکھ کے خرچ سے فتاویٰ عالمگیری مرتب کرائی جو آج بھی فقہ حنفیہ کا ایک عظیم ماخذ ہے اور خانوادۂ مجددیہ کا عالمگیر پر احسان ہے اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد اور ان کے اخلاف کا عالمِ اسلام پر احسان ہے ——

خاندانِ مجددیہ اور عالمگیر کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے:

تاریخی حیثیت سے اورنگ زیب اور حضرت مجدد کے خاندان کے درمیان حتمی طور پر روابط تھے اور یہ حقیقت قابلِ توجہ ہے کہ قریباً وہ تمام اقدامات جو اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے متعلق تھے۔ حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں ان سب اقدامات کی پُر زور تبلیغ و تلقین فرمائی تھی[۱] (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد کی تصانیف میں ان کے فارسی مکتوبات شریف زیادہ مشہور ہوئے، یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں اور علوم و معارف کا خزینہ ہیں۔ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں ان کا عربی ترجمہ مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔ فارسی اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن پاکستان و ہندوستان اور ترکی سے شائع ہو چکے ہیں مکتوبات شریف کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

اثبات النبوۃ، مبداء و معاد، مکاشفات غیبیہ، معارفِ لدنیہ، رد الرفضہ، شرح رباعیاتِ خواجہ بیرنگ، رسالہ تعیین و لاتعین، رسالہ مقصود الصالحین، رسالہ در مسئلہ وحدۃ الوجود، آداب المریدین، رسالہ جذب و سلوک، رسالہ علمِ حدیث وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مجدد کی بیشتر نگارشات کی حیثیت خالص تخلیقی ہے۔ ایسی تخلیق بقول اقبال جس کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور انگریزی زبان باایں ہمہ وسعت و ہمہ گیری ایسے الفاظ سے خالی ہے جو افکار مجددیہ کی ترجمانی کر سکیں[۲] —— حضرت مجدد کے خلفاء کی تعداد بھی کم نہیں، خلفاء میں صاحبزادگان کے علاوہ یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں: خواجہ محمد ہاشم کشمی، خواجہ میر محمد نعمان برہانپوری

---

[۱] محمد اکرام: ہسٹری آف مسلم سویلیزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء ص ۱۷۱

[۲] تشکیل جدید الٰہیات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء، ص ۲۹۸، ۲۹۹

www.maktabah.org

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی، شیخ محمد طاہر لاہوری، شیخ آدم بنوری، شیخ بدرالدین سرہندی وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مجدد کے عہد مبارک سے لے کر آج تک بے شمار علماء وصوفیہ نے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے[1] لیکن دورِ جدید کے قارئین کے لئے عقیدت مندوں کا خراج عقیدت پیش کرنا زیادہ وزن نہیں رکھتا، اس لئے یہاں صرف ان حضرات کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت مجدد کو تاریخ کے آئینے میں دیکھا ہے، جو عقیدت مند وارادت مند نہیں بلکہ مؤرخ ومحقق ہیں۔

(۱) مشہور مؤرخ ومحقق ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں۔

جہانگیر کے دورِ حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی آگے آئے، آپ کی مسلسل کوششوں سے تحریک احیائے دین کا آغاز ہوا، چنانچہ اس انقلاب وتبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی گئیں وہ اکبر، جہاں گیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کے درباروں کی بدلتی فضا میں مطالعہ کی جاسکتی ہیں ــــــ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور الحاد کا نقطۂ عروج تھا، جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔ شاہجہان اگرچہ ایک پارسا سنی مسلمان تھا

---

[1] ملاحظہ فرمائیں (ل) زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور، ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء، ص ۲۱۸۔

(ب) شاہ غلام علی: مکاتیب شریفہ، مکتوب اول، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ/۱۳۵۱ء۔

(ج) شاہ غلام علی: ایضاح الطریقہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء، ص ۵۶۔

(د) قاضی ثناء اللہ: ارشاد الطالبین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء، ص ۳۔

(ھ) رحمان علی: تذکرہ علماء ہند، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء، ص ۱۱۔

(و) غلام علی آزاد بلگرامی: سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء، ص ۴۷۔

(ز) حبیب الرحمٰن خاں شروانی: قرۃ العین، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

(ح) صدیق حسن خاں: تقصار الجیود الاحرار، مطبوعہ بھوپال ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء، ص ۱۱۱، ۱۱۲۔

(ط) صدیق حسن خاں: ریاض المرتاض، ص ۱۲۱، ۱۲۲

(ی) ابوالکلام آزاد: تذکرہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵۵، ۲۵۶۔

www.maktabah.org

اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی ڈھیل برداشت نہیں کرتا تھا، تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا، اورنگ زیب عالمگیر سنیوں کا نشان نصرت تھا[۱] (ترجمہ انگریزی)

(۲) ڈاکٹر محمد یٰسین مغل سیاست پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دورِ جہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر مغل سیاست پر حضرت مجدد کے اثرات کا کوئی ذکر نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے[۲] (ترجمہ انگریزی)

(۳) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مغل سیاست و حکومت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بلاشبہ یہ کہنا زیادہ غلط نہ ہوگا کہ دورِ اکبری سے لے کر دورِ عالمگیری تک حکومت کی مذہبی پالیسیوں میں جو نشیب و فراز آتے رہے وہ بڑی حد تک حضرت مجدد اور آپ کی تعلیمات ہی کی وجہ سے آئے[۳] (ترجمہ انگریزی)

(۴) ڈاکٹر حفیظ ملک، ڈاکٹر اقبالؒ پر حضرت مجدد کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شیخ (احمد سرہندیؒ) کی عظمت اور جہانگیر بادشاہ کے سامنے سجدۂ تعظیمی سے آپ کے انکار کو ڈاکٹر اقبالؒ نے بہت سراہا ہے ——— مسلمانوں کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دیں اُن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اقبال نے آپ کو ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کا روحانی نگہبان و پاسبان قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو خطرات اکبر بادشاہ کی مذہبی اور سیاسی بدعات و اختراعات میں پوشیدہ تھے اللہ نے اس سے آپ کو بروقت آگاہ اور خبردار کر دیا[۴] (ترجمہ انگریزی)

(۵) مشہور محقق پروفیسر عزیز احمد، برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد کی اسلامی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

۱۔ اشتیاق حسین قریشی: مقدمہ ہسٹری آف دی فریڈم مومنٹ، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء، ص ۲۰۔

۲۔ محمد یٰسین: اے سوشل ہسٹری آف اسلامک انڈیا، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء، ص ۱۴۸ حاشیہ۔

۳۔ ایس ایم اکرام: مسلم سویلزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۰۔

۴۔ حفیظ ملک: مسلم نیشنلزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ واشنگٹن ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء، ص ۵۴، ۵۵۔

www.maktabah.org

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی نگارشات اور آپ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاد کو روکا۔ آپ نے مذہب کی حرکیت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ مجتمع کیا ـــــــ اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکر اسلامی کے سلسلے میں آپ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں[۱]۔ (انگریزی ترجمہ)

(۶) جمیل احمد، حضرت مجدد کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے خراج عقیدت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

امام الہند، شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی تصنیف کلماتِ طیبات میں آپ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے اسلامی فکر میں بہت سی ناہمواریوں کو درست فرمایا، آپ باطنی رہنمائی کے لئے مثالی نمونہ تھے اور آپ نے بہت سے حقائق مخصوصہ کو واشگاف فرمایا[۲]۔ (ترجمہ انگریزی)

(۷) ڈاکٹر زبید احمد لکھتے ہیں :۔

شیخ احمد سرہندی کو بجا طور پر مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے دوسرے ہزار کے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکبر اعظم کی ملحدانہ سرگرمیوں کا مقابلہ کیا[۳]۔ (ترجمہ انگریزی)

www.maktabah.org

قیوم اول حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اور حضرت قیوم اربعہ کی ارواح قدسیہ پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے

حضرت قیوم اوّل امام اولیاء امت، راہنما صوفیاء ملت، خزینۃ الرحمۃ، محبوب صمدانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ؎

بملک اولیا چوں او نزادہ — محمد ثمرہ چوں او ندادہ
ز تجدیدش حدیث کہنہ نو شد — کسے داند کہ در عشقش گرو شد
ہزار اندر چمن دستان گذار است — کہ ایں گل رونق باغ ہزار است
ہمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند — چو من لب تشنۂ نیم نگاہ اند[1]

قیوم دوم :- حضرت امام محمد معصوم قطب الہدیٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی)

زہے عزت کہ رب العزتش داد — کہ بہ سر تاج قیومیش بنہاد

---

[1] مراد ہمہ پیراں سے پیران آں زماں ہے۔

www.maktabah.org

جہاں قائم باو او باخدا وند ۔۔۔ زخود بگسستہ با حق کرد پیوند
کرم شد منصب قیومی اورا ۔۔۔ علم شد نام در معصومی اورا

قیوم سوم :- امام حزب اللہ حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (خلف الصدق حضرت خواجہ محمد معصوم)

امامِ اولیاء شاہِ ولایت ۔۔۔ رئیس اصفیاء ماہِ امامت
چناں روشن زروئے انورِ او ۔۔۔ سر خورشید یک خشت درِ او
فقیرانِ درش شاہان درویش ۔۔۔ شکوہِ مملکت را راندہ از پیش

قیوم چہارم :- حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطانِ اولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ (فرزندِ اکبر شیخ ابوالعلی و نبیرہ حضرت خواجہ محمد نقشبند)

آں اخترِ رابع سمٰوات ۔۔۔ خورشید نہایت ولایات
آں شاہِ طریقت معظم ۔۔۔ آں ماہِ شریعت مکرّم !
آں خاتمِ مظہرِ محمدؐ ۔۔۔ اتمام کمال دینِ احمد
آں صدر امامتِ ولایت ۔۔۔ آں بدر خلافت جلالت
سلطانِ خلافتش وظیفہ ۔۔۔ بر تختِ خلیفہ بن خلیفہ

ان حضرات کی اولاد کرام اور خلفائے عظام پر بحق نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ رحمتیں نازل ہوں ۔

اس مختصر حمد و نعت کے بعد مسکین ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ، ناظرین کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ اسلام کے یہ چار برج اور دین کے یہ چار رکن اپنے کمالات کی

www.maktabah.org

وسعتوں کی وجہ سے احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ زبان کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف بیان کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمٰن اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذاتی ہیں۔ ان میں چار چار حرف ہیں۔ محمدؐ اور احمد حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مخصوص اسمار ہیں۔ ان میں بھی چار چار حرف ہیں۔ اسی طرح اسمائے الٰہی کے اُمّہات یعنی اول و آخر و ظاہر و باطن چار ہیں؛ پھر اللہ تعالیٰ کی کتبِ سماوی یعنی توریت و زبور۔ انجیل و اور فرقان چار ہیں۔ اور ملائک مقرب بھی چار ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خلفائے راشدین چار ہیں۔ اصحاب مذاہب مجتہد امام چار ہیں۔ ارکانِ اسلام یعنی کتاب، سنت، اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قربِ الٰہی کے مقام یعنی شریعت طریقت حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں چار ہیں۔ عناصر تخلیق ہوا۔ پانی۔ آگ۔ اور خاک جن سے مخلوق بنائی گئی چار ہیں۔

پروردگار کے اسماء و صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے۔ بیان کرنا بڑا طویل و مفصل موضوع ہے۔ اس اصول کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے چاہئیں، جو خدا اور رسول (صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے اسماء و صفات کے پورے پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ ہماری نگاہ میں وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی اوپر لکھے گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالاتِ مذکورہ کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں۔

قیوم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی کا اسمِ گرامی احمد ہے۔ جن میں جناب ختم المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں۔ آنجنابؐ کا مبدا تعین اسمِ رحمٰن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم

www.maktabah.org

سے اپنی تمام رحمت آنجناب رضا کو عنایت فرمائی۔ اور خزینۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔ رحمت، رحمٰن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں۔ اسی مناسبت سے حضور کے منصب یعنی مجدّد میں چار حرف نظر آتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرات قیوم دوم، قیوم سوم اور قیوم چہارم کے اسماء میں بھی چار چار حرف ہیں۔ چوتھے قیوم کے اسم مبارک میں جو محمد زبیر ہے، چار حرف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسما گرامی میں چار چار حرف کا ہونا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کمال کی مظہریّت۔ اکملیت۔ اتمیّت اور خاتمیّت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخانہ انہیں مرحمت فرمایا۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی۔ اور چاروں خلفا کے کمالات کا رواج ہوا۔

ان کے زمانہ سے پہلے اولیا نے نفاذ شریعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی تھی چنانچہ بعض حضرات تو رقص اور سماع تک کرتے رہے اور اکثر وحدت الوجود کے قائل تھے۔ ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات منکشف ہونے کی اصل وجہ شریعت محمدیہ کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی اور جو کام شریعت کے خلاف تھے انہیں بند کیا۔

گذشتہ اولیا امت کے کمالات صرف ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بھی بدرجۂ انتہا نصیب ہوئے جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ کی بہت تعریف کی ہے کیونکہ ان اولیا نے حوض حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ کے مقام تک ترقی کی۔

بے شک وشبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ ولایت کے امام ہیں مگر باقی تین خلفاء کے مقام کمالات نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی

www.maktabah.org

باقی خلفا کے مقام کی سیر کرتے۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی طرح ان کی تعریف کرتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو در کنار یہ حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتہائی مقام تک بہ مشکل رسائی حاصل کر پائے ہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کو کمالاتِ نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے۔ لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے منسوب ہوئے۔

جب کمالاتِ نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے رسائی حاصل کی۔ اس طرح انہیں چاروں خلفا کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفا کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ اور دل و جان سے چاروں خلفاء کے جان نثار رہے۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اس واسطے ان پر کمالاتِ نبوّت ظاہر ہوئے۔

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ قوت شریعت کی قوت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قیوم اربعہ سے سنّت رسول کے کمالات کس قدر اجاگر ہوئے۔ کسی کی کیا مجال کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں۔

میری دلی خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات قیوم اوّل حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر خانوادۂ مجدّدیہ کے آخری فرد تک بیان کروں۔ تاکہ لوگ ان کی احوال کے کمالات سے واقف ہوں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں۔

تالیف کتاب کی اجازت میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم

www.maktabah.org

چہارم خلیفہ اللہ کے حضور پیش کیا۔ جب آپ سے اس بارے میں گذارش کی کہ اجازت ہو تو اس موضوع پر کتاب تالیف کی جائے تو حضور نے میری التماس و عرض منظور فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی تالیف کا حکم دیا۔ چنانچہ چند ایک حصے آپ کے سامنے ہی تیار ہوئے۔ جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گذرے۔ بعد ازاں قبلۂ زمین و زمان اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں میں داغ ہجرت دے گئے۔

آپ کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس درجہ غم والم میں مبتلا رہا کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔

علیہ التکلان والمستعان۔

ترتیب کتاب میں اسلام کے چار ارکان کی مطابقت

رکن اوّل، قیوم اوّل حضرت مجددّ الفِ ثانی، آپ کی اولاد اور خلفاء کے احوال پر مشتمل ہے۔

رکن دوم، حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ، آپ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر مذکور ہے۔

رکن سوم، قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند، آپ کی اولاد اور خلفا کے سوانح قلم بند ہے۔

رکن چہارم، احوال قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ، آپ کے فرزندان اور خلفائے کرام کے تذکار پر حاوی ہے۔ علاوہ ازیں برِصغیر کی سلطنت کے اُن حادثات اور واقعات کا ذکر بھی ہے۔ جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہلِ زمانہ کو تاریخ سیاست پر صحیح معلومات مل سکیں۔

آنجناب کے زمانے میں جس قدر مشائخ، علماء اور شاعر تھے، ان کے حالات بھی

www.maktabah.org

مجملاً بیان کئے ہیں۔

وجہ تسمیہ چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندوں اور خلفاء کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام روضۃ القیومیہ رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں جس قدر احوال اور اذکار لکھے گئے ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معتبر فرزندوں سے براہِ راست نقل کئے گئے ہیں حضرت مجدد الف ثانی قیوم اوّل کے حالات دو وسیلوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم ثانی و ثالث کے ایک وسیلہ سے۔ چوتھے قیوم کے حالات چشم دید ہیں۔

کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ان نواسوں سے منقول ہیں جنہوں نے آنجناب سے تربیت پائی نیز قیوم رابع اور مؤلف کتاب کے والدِ بزرگوار شیخ حسن احمد کی زبانی معلوم ہوئے۔ نیز اُن تاریخی کتابوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد الفِ ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور ان کے فرزندوں کے احوال میں لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ اس کتاب کے مستند ماخذ جو ہمارے زیرِ نظر رہے یا ہمارے ممد و معاون ثابت ہوئے حسب ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ حضرات القدس جو حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ ملا بدر الدین کی تالیف ہے۔

۲۔ تاریخ زبدۃ المقامات برکات احمدیہ جو حضرت مجدد الفِ ثانی کے دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔

۳۔ تاریخ کواکبِ دُرّیہ جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی کی تصنیف ہے اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔

۴۔ حجتُ الاحمدیہ یہ بھی میرے جدّ بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات مندرج ہیں۔

www.maktabah.org

۵۔ تاریخ شیخ محمد شافی الحال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے۔
۶۔ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔
۷۔ تجدیدیہ یہ بھی میرے جدّ بزرگوار کی تالیف ہے اس میں آنحضرت کی تجدید الف کا حال خصوصیّت سے درج ہے۔
۸۔ نجم الہُدایے یہ بھی میرے جدّ بزرگوار کی تالیف ہے۔
۹۔ تہ وسیحیہ یہ بھی میرے جدّ بزرگوار حضرت شیخ محمّد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے۔ لیکن اس میں مروّج الشریعت کے احوال مفصّل اور دوسرے مشائخ کے مجمل حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں
۱۰۔ معصومیہ
۱۱۔ طبقاتِ معصومی
۱۲۔ مقاماتِ معصومی
۱۳۔ یاقوت احمر حسنات حرمین تصنیف حضرت مروّج الشریعت۔
۱۴۔ لطایف مدینہ تالیف شیخ عبدالاحد۔
۱۵۔ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابوالعلی کی تالیف ہے اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں۔
۱۶۔ مناقب الحضرات جو شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں۔

ان کے علاوہ حسبِ ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں۔
۱۔ مرآۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمّد رضا نے تالیف کی اور اس میں دس سالہ سلطنت کے حالات قلمبند ہیں۔
۲۔ مرآۃ جہان نما جو محمّد بقا نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی۔

www.maktabah.org

۳۔ کرامات اولیاء
۴۔ سفینۃ الاولیاء } جو شہزادہ داراشکوہ کی تالیفات سے ہیں۔
۵۔ سکینۃ الاولیاء

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں تاکہ آنجناب اور ان کا باہمی فرق معلوم ہوجائے۔

اصطلاحاتِ سلوک نقشبندیہ مجدّدیہ

پہلے ہم گذشتہ اولیاء نقشبند کی اصطلاحات کا ذکر کریں گے اور بعد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصطلاحاتِ مجدّدیہ کو بیان کریں گے۔ تاکہ دونوں کا فرق معلوم ہوجائے۔

گذشتہ اولیاء نے تین سیریں مقرّرہ کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ۔

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیّت اور وحدیت سیر الی اللہ میں داخل ہیں۔

سیر فی اللہ احدیّت میں سیر کرنا ہے۔

سیر عن اللہ سے مراد احدیّت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے۔

احدیّت سے مراد صفات باری تعالیٰ کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلہ اعیانِ ثابتہ ہے۔

وحدت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدّی ہے۔

احدّیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا۔

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدمی۔ بحت اور احدّیت

www.maktabah.org

عالمِ مثال اور عالمِ شہادت ہیں۔ اس احدیت۔ وحدیت و واحدیت۔ عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں۔

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لے کر کثرتِ خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ان اولیائے کے منصب یہ ہیں۔ اوّل قطب الاقطاب۔ اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطبِ مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد نجبا۔ نقبا۔ شرفا اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔

اصطلاحاتِ مجدّدیہ

جس چیز کو اولیائے سلف نے سَیر الی اللہ، وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اسے ولایتِ صغریٰ اور اسماء صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء وصفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے۔ رکھا ہے، اور سَیر فی اللہ کو سَیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے۔

جس مقام کا نام گذشتہ اولیاء نے احدیت رکھا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں۔ اور ذاتِ احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے۔

اور وہ مقامات یہ ہیں۔ کہ ولایتِ کبریٰ کے اوپر ولایتِ علیاء ہے۔ اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے اور ولایت کبریٰ کا عِلم سے۔ یعنی وہ اسمِ صفت تھا اور یہ اسم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں۔ علم الگ ہے اور علیم جدا۔ ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں۔ کمالات نبوت یعنی علم وقدرت وغیرہ صفات ہیں۔

کمالاتِ نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ۔ کبریٰ۔ علیاء) سے افضل

www.maktabah.org

ہے اور ان کے مقابلے میں تینوں ولائیتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے۔

کمالاتِ نبوت کا انتہائی مقام قیومیّت۔ حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے۔ حتیٰ کہ ختم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے۔ اس کے بعد معبودیّت صرف ہے۔ کمالاتِ نبوّت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعثِ طوالت ہے۔

ولایتِ صغریٰ اولیاء کی ولایت ہے۔ ولایتِ کبریٰ انبیاء کی ولایت ہے۔ اور ولایت علیاء فرشتوں کی ولایت ہے۔

حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا گذرے ہیں، سب کے سب ولایتِ صغریٰ میں تھے۔ اور اولیاء کے مختلف منصب مثلاً" قطب، غوث وغیرہ بھی ولایت صغریٰ میں ہیں۔ ولایتِ کبریٰ، ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے۔ ان کے ہزار سال گذرنے پر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر ان مقامات کا ظہور ہُوا۔ جن اولیاء (مجاذیب و مجانین) نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالاتِ نبوت کو نہیں پہنچے اور مقامات نبوّت سے نا آشنا رہے۔

مقامِ حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ

حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بیٹوں اور خلیفوں کا طریقہ بعینہٖ حضرت ختم المرسلین صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے سابقہ کے مقرر کردہ منصوبوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے بالمقابل آپ

www.maktabah.org

نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً "خلافت، امامت، سابقیت، خالصیّت مخلصیّت، اصالیّت اور قیومیّت وغیرہ۔

پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد سوائے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا۔ کیونکہ قیومیّت کی خدمت کے لئے طینت محمدّیہ علےٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کا ہونا ضروری ہے۔ آنجناب رضی کے بدن مبارک کا خمیر طینتِ محمدّیہ سے ہی میسّر ہوا تھا۔

تمام اولیاء۔ قطب۔ غوث وغیرہ قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ چنانچہ قیومیّت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائے گی۔

اِن تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقاماتِ قیومیّت میں مفصّل بیان کیا گیا ہے۔

www.maktabah.org

احوال قیوم اوّل

حضرت مجدّد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی

بشارات بعد خبر دادن حضرت خاتم الرّسل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام واولیائے امت بوجودِ مسعود حضرت مجدّد الفِ ثانی وبیان القا کردن حضرت پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نسبتِ خاص الخاص خود را بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ووصیت کردن جناب نبوّت مآب صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، را کہ ایں نسبت باہل آں برساند۔"

جب یہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور از روئے دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوا) نازل ہوئی تو حق تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو لقائے پروردگار حاصل کریں۔ حضور صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم چونکہ اپنی امت کے حق میں بہت کریم تھے اس آیۃ کریمہ کے نازل ہونے پر آپ مغموم ہو گئے۔ کہ کہیں یہ امّت میرے بعد مرتد نہ ہو جائے جیسا کہ پہلے انبیاء کی امتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیاء ان میں موجود رہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئیں۔ جیسا کہ سامری کا قصہ مشہور ومعروف ہے۔

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر وحی نازل کی کہ یہ امت باقی امتوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امّت کی محافظت کرنے والا میں خود ہوں۔ اس امت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری بارگاہ میں حاصل ہے گذشتہ امتوں کے انبیاء کی طرح ہیں چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے۔

قولہ تعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (جتنی امتیں آجتک گذر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)۔ (پ ۴ ع ۳)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)۔

نیز پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اطمینانِ قلبی کے لئے امت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا۔ کہ اس قدر اولیاءؔ اور صالح مرد آپ کی امّت سے ہوں گے۔

جب حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اپنی امت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق و فجور اور حق تعالیٰ کی نافرمانبرداری میں غرق ہیں اور عہدِ نبوت سے دُور ہونے کی وجہ سے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائے گا۔

القائے نسبت خاصہ

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت ختم المرسلین والنبیین تھے) اور حضور صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنے والا تھا۔ اس لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاص الخاص کو جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کمالات کا منتہا تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر القا کی۔ اور انہیں

www.maktabah.org

اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیاء کو چھوڑ باقی تمام بنی نوع انسان سے افضل قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد و پیمان لے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اور کے سپرد کرے اس سے بھی یہی عہد و پیمان لے۔ جب ہزار سال کے بعد لوگ فسق و فجور میں پھر مبتلا ہو نگے اور دنیا ظلم و ستم سے پُر ہو جائے گی۔ اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شریع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا تھا لیکن اس امت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہو گا جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہو گا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہو گا جو دین و ملت کو از سر نو تازہ کرے گا۔ کتاب و سنت کو تقویت دے گا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اس کے وجود کے نور سے منور ہو جائے گا اور مروجہ بدعت و گمراہی مغلوب اور سرنگوں ہو جائیں گی۔ جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آئے گی۔ شرعی احکام جو بدعت کے باعث ملیامیٹ ہو گئے ہوں گے از سر نو نورانیت حاصل کریں گے اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت ایک ہو جائیں گی۔ اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے فرزندوں اور خلفا کے ذریعہ قیامت تک قائم رہیگا اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اسی واسطے حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہو گا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کریں گے۔

ودیعت خاصہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"آں نسبت را کہ از رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم یافتہ بود بہ سلمان فارسی رضؓ

www.maktabah.org

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورسیدن آں بتدریج بحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں سونپی۔ اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کریں گے۔ اور جس کے سپرد کریں گے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لے لیں گے۔ اور یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ حتیٰ کہ اس نسبت کا وارث پیدا ہو گا۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کی۔ انہوں نے اپنے نواسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہو گئی۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ سب سے اچھا زمانہ میرا ہے پھر وہ لوگ ہوں گے جو انحراف سے کام لیں گے اور اسی طرح بتدریج انحراف کرتے جائیں گے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امتی اولھا خیرٌ واخرھا خیر فی وسطھا کدر میری امت کا شروع اور اخیر دونوں اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نور

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل تھا اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا اور آپ نے یہ نسبت آویسیوں کے

www.maktabah.org

طریق کے مطابق سلطان العارفین بایزید بُسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی ۔ گویا یہ نسبت سلطان المشائخ کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے اور سلطان المشائخ کا رُخ دوسری طرف ہے ۔

سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی ۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں ۔ اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا جو خواجہ صاحب پر ہوا ۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی ۔ کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا ۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی ۔ ان سے خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۔ ان سے شیخ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطورِ ودیعت ملی ۔ شیخ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو حضرت عزیزاں بھی کہا کرتے تھے ۔ ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملی ۔ ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو ۔ ان سے خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۔

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اُس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا ۔

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا ۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤالدین عطار

www.maktabah.org

علیہ الرحمۃ کو، ان سے خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اور خواجگی سے بعینہٖ وہ نسبت حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت ۱۰۰۹ھ ہجری میں اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اوّل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو پہنچائی۔

نسبت اخص الخاص نبوت اور حضرت مجدد الف ثانیؒ

اس وقت وہ نسبت جو رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کمالاتِ نبوت کا اخص خاصہ تھی حضرت مجدد الفِ ثانی پر ظاہر ہوئی۔۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئے جن کا کسی اہل اللہ پر ابتک پرتو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود کیا۔ شریعت اور طریقت کا جو دَور دَورہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہدِ مبارک میں تھا وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عہد میں از سرِ نو تازہ ہوا۔ گذشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی ہوا کرتا تھا جو دینِ گذشتہ کو منسوخ اور نئے دین کو مروّج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منسوخی اور تبدیلی نہیں۔ اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہٗ میں تھی وہ اس زمانہ میں از سرِ نو تازہ ہوئی اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد

www.maktabah.org

مذہب میں جو ناہمواری داخل ہو گئی تھی اور شرعی امور میں جو علی الاعلان مخالفت رائج ہو گئی تھی، ان سب کو حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کی توجہ اور کوشش سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منوّر رہیگا۔ حضورؓ نے اس وقت طبقۂ صحابہ سے پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے مثل امّتی کمثل المطر لا تدری اولہا خیر ام اٰخرھا خیرٌ میری امت بارش کی طرح ہے، نہیں معلوم اس کا شروع اچھا ہے یا اخیر۔

بعد الف آں سرِ مخفی شد جلی
از محمد شیخ احمد کاملی

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو نسبت علیّہ حاصل ہونے اور ان احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں واقع ہوئیں عنقریب کیا جائے گا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؓ کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نسبت میں شریف ہیں۔ اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جسے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مادینہ سے شرف ملا ہو۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، چوبیسویں پشت میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ہی مفصّل بیان کیا جائے گا۔

نبی اکرمؐ نے اپنی دعا میں حضرت عمرؓ کو مانگا

ایک روز جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ

www.maktabah.org

و آلہٖ وسلّم قبیلۂ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دینِ متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا۔ اس واسطے آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی اللّٰھم اعزالدّین من اسلام عمر بن الخطّاب اے معبود! اس دینِ متین کو عمر بن الخطّاب کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر۔

یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت کمزور ہو چکا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت کے لئے مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دینِ متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دین کو پورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم موجود تھے اور آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہزارہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پُر اور ظلمت و عصیان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ سے ہزار سال دور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیرا تھا۔ اسلامی شعار کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بدعت کو دور کر کے سنتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو از سرِ نو تازہ کرے اور اس کے وجود سے دینِ متین منوّر ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں زیادہ واضح اور صادق ہیں۔

چونکہ جناب سرورِ کائنات صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام گذشتہ اور آئندہ سے

www.maktabah.org

واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے نورِ نبوت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہوں گے۔ اور اس کے وجود سے سارا جہان منوّر ہو جائیگا اور بدعت مٹ جائے گی۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے دونوں باپ بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

نیز جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا بھی تو عمر ہوتا۔

یہ حدیث بھی معنوی طور پر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ ختم المرسلین والنبیّن صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحبِ شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا جو نئے دین اور شریعت کو رائج کیا کرتا تھا اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کمزور شدہ دین کو مضبوط کرتا اور جو کام انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ اس سے حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے پیرو مشرف ہوئے۔

چونکہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ بات نورِ نبوّت کے ذریعہ معلوم تھی اس لئے یہ حدیث دونوں کے حق میں فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول يَاۤ أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اے محمدّ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! تیرے لئے اللہ تعالیٰ اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت

www.maktabah.org

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل زندگی اور بیان و تحریر عین قرآن اور حدیث کے مطابق رہی۔ اِن میں بال بھر کا فرق نہیں۔ برخلاف اس کے بعض دوسرے مشائخ کا طریقہ احکام شریعت کے خلاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ بعض وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ بعض سماع و نغمہ سنتے ہیں۔ یہ اعمال سراسر کتاب و سنت کے برخلاف ہیں۔ طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حق میں صادق آتی ہے۔

ہمیں فرزند فاروق است چوں آب کنوں نطق از زبانِ او کند آب
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق بہ زہرِ منقصنت تریاک فاروق

حضرت عمر اور نسبت حسن و حسین رضی اللہ عنہم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے اور خلف الرشید ہیں۔ آپ کی عمر جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال کے وقت بیس سال کی تھی۔ عابدوں کے رئیس تھے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں فرمائی ہیں چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نام سے منسوب تھے۔

خیر الانساب کتاب ہیں جس میں سادات کے حالات دیئے ہیں۔ اس وصیت کا ذکر بھی ہے جو رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی۔

اس وصیت کے بعد بڑے محدث ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحیٰی سے پوچھا فاما العمریۃ فھل یدخلون فی ھٰذہِ الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

www.maktabah.org

بھی اس وصیت میں داخل وشامل ہے ؟ تو ابو نصر یحیی نے کہا ینظر کل من ینسب الی الحسن والحسین ویتصل بھما یدخلون فی ھٰذہ الوصیۃ لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما ابنتہ زوجت لولا عمر رضی اللہ عنھما جس شخص کا سلسلۂ نسب حسنؓ اور حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل وشامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نامور اسلاف

خواجہ ناصر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تابعین سے تھے۔ خواجہ ابراہیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے۔ خواجہ اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے مجتہدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلیٰ تھی۔

خواجہ ابو الفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے۔

خواجہ عبد اللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سردار تھے۔ وعظ بکثرت کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہوگیا۔

خواجہ عبد اللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبد اللہ کے فرزند ہیں۔ علم ظاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علماء آپ سے استفادہ کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی وعظ کرتے تھے۔

خواجہ مسعود بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کو خلفائے بنی عباس نے بڑی منت سماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ

www.maktabah.org

نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے تک رسم تھی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے۔

خواجہ محمود بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیج دیا۔ جہاں سے آپ فاتح اور کامیاب ہو کر آئے اور پھر غزنی کا قلعہ جا کر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد کر دی۔

خواجہ نصیر الدین بن محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور فتحیاب ہو کر آتے۔ حتیٰ کہ آپ نے کابل کو فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک ان کی اولاد کابلی کہتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ولی عہد خواجہ نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں۔ برہمنوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران، خراسان، بدخشاں اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے۔

بعد ازاں آپ مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے ان کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ آج تک

www.maktabah.org

مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہیں۔

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسخ (تین میل کا ایک فرسخ) کے فاصلہ پر درہ میں ہے۔ جو درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے۔

خواجہ یوسف بن فرخ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا۔

خواجہ احمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے۔ باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں میں بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین سہروردی رح دونوں سے کیا۔

خواجہ شعیب بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے۔

خواجہ عبداللہ بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی۔

www.maktabah.org

خواجہ اسحاق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والدِ بزرگوار کے مرید تھے۔

خواجہ عبد اللہ بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے۔

خواجہ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصّہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

خواجہ یوسف بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونوں کے جامع تھے اور لوگوں کو دونوں علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے۔

خواجہ سلمان بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ حلم، علم، ورع اور تقویٰ سے آراستہ وموصوف تھے۔

خواجہ نصیر الدین بن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ اپنے زمانے کے جیّد عالم تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا۔

امام رفیع الدّین بن نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانے کے اعلیٰ مشائخ سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی۔

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے اخیر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں کے خلیفے بنے۔ آپ بہت مدّت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ ایسے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی۔

دارالارشاد سرہند زاد اللہ شرفاً وکرماً کی بنیاد

جس مقام پر آج کل شہر سرہند واقع ہے وہاں قدیم زمانے میں ایک وحشتناک

www.maktabah.org

جنگل تھا جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سرہند یعنی بیشۂ شیر ہے۔ سیہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور رند جنگل کو۔ اسی واسطے سکوں میں سہرندہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سہرند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں جیسے شیرانِ اسلام جن میں سے ہر ایک شیرِ خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے۔

براس میں انبیائے کرام کی قبریں

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر براس نام ایک شہر تھا جہاں پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء کے مقبرے مکشوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بڑی شرافت و قدر ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شہر میں پیدا ہوئے کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیاء کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی جا رہا تھا۔ جب شاہی آدمی خزانہ لے کر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں سے ایک مرد خدا صاحب حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا جو سربرآوردۂ امت ہوگا۔ جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے وہ سب اس مردِ خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب وہوا، ندیوں کی کثرت، تر و تازگی اور نظارے نہایت دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

علاوہ بریں اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا۔ صرف ایک سامانہ شہر تھا جو سرہند سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جا رہے تھے۔ سب کے سب مخدوم

www.maktabah.org

جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے، آئے۔ اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اس مرد خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کی التماس قبول کی اور اپنے وطن مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کر کے بڑی عزت سے آپ کو شہر لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کر کے اسی وقت حکم دیا کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

بانی سرہند خواجہ فتح اللہ

امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا اس کام کے سرانجام دینے کے لئے مقرر ہوا۔ خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں آ کر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اس ٹیلہ پر رکھی جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی۔ جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو بادشاہ نے اس کا علاج مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفہ اعظم و امام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہر سنام میں رہا کرتے ہیں۔ حکم دیا کہ وہاں جا کر حقیقت حال دریافت کر کے اطلاع دیں اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مردِ خدا کا آنا اغلباً تمہارے حق میں ہے۔ وہ سربرآوردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا۔

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوستِ خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کونسا دوستِ خدا ہے تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بو علی قلندر

www.maktabah.org

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں۔

بعد ازاں ایک اینٹ لے کر اس کا ایک سرا حضرت امام نے پکڑا اور دوسرا شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی۔

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علوِ شان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ شرف بو علی قلندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا۔

شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے[1]۔ قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے۔ علاوہ اس کے کئی چھوٹے بازار جا بجا ہیں۔

شہر سرہند دارالخلافہ شاہجہاں آباد سے شمال کی طرف ستائیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہجہان آباد کے وسط میں ہے۔ کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس فرسنگ ہے۔

سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور نیاز دیئے۔ اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے۔

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گرد و نواح کے لوگ آپ کے

---

[1] مؤلف کتاب کے وقت (بارہویں صدی ہجری) میں شہر سرہند بارہ کوسوں میں آباد تھا۔ بازار، کوچے، محلّے، محلات، باغات، سرائیں، آرام گاہیں اور مساجد و مزارات کہاں سے کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔ لاکھوں کی آبادی، فیروز شاہی کا قیام اس شہر کی شان کو ظاہر کرتا تھا۔ مگر انقلاب زمانہ نے اتنے عظیم شہر کو کس قدر تہ و بالا کر دیا۔

www.maktabah.org

مزار سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں. ہر شخص مطلب براری کے لئے روضۂ مبارک کی ایک اینٹ لے جا کر گھر میں محفوظ رکھتا تھا. جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے۔

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الٰہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا، تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دُور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دُور کر دیا ہے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دُور رہے گا۔ ۵

بدیں غنچۂ رعنائی توانہ ہر در کہ باز آئی
درے باشد کہ از رحمت بروئے خلق بہ کشائی

سرہند کے چار قبیلے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین اور آدمی بھی آ کر اس شہر میں آباد ہوئے۔ اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رئیس شہر گنے جاتے ہیں وہ ان چاروں عزیزوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی تین ہمراہی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کابلی کے نام مشہور ہے۔ دوسرے کی

www.maktabah.org

فوضداری ، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں تیسرے گردیزی ، یہ بھی صدیقی ہیں. فوضداری اور گردیزی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے ماہر وو ال۔ یہ بھی صحیح النسب شیخ ہیں. بخاری، قاضیخانہ، بنی اسرائیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے. لیکن دوسرے شرفا سے پھر بھی سابق ہیں. آجکل سرہند میں قریش کے قریبًا ستائیس صحیح النسب قبیلے آباد ہیں. علاوہ ازیں ہزارہا گھر پٹھانوں اور مغلوں کے آباد ہیں۔

سرہند مرکزِ جہاں ہے

شہر سرہند تیسری ولایت میں مرکزِ عالم ہے اور حرمین الشریفین بھی تیسری ولایت میں ہے۔

سرہند کے مرکزِ عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہان کے دریا جو سرہند سے مشرق کی طرف واقع ہیں. ان کا رُخ مشرق کی طرف ہے اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ سرزمین ہندوستان میں بخارا اور سمرقند سے بیج لاکر اور یثرب و بطحا کی خاک سے سرمایا حاصل کر کے بویا گیا. پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت کی گئی. جب وہ پھلا پھولا تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے، یعنی حضرت مجدد اور آپ کے فرزند جو رئیسِ امت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔

بیت اللہ کا نور

ایک اور جگہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :۔ عنایت الٰہی اور اس کے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صدقے سے شہر سرہند میری جائے ولادت ہے. میری خاطر گہرے اندھارے کنوئیں کو پُر کر کے بلند صفحہ بنایا گیا اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا گیا۔ اور اس سرزمین میں ایک ایسا نور بھرا گیا جو نورِ بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے۔ اس نور کی شعاعیں بیت

www.maktabah.org

اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہیں۔ دراصل وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اے محمد! (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہدے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

آجکل شہر سرہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے بلکہ مدینہ پاک کی کھڑکی ہے اس خاک بطحا کے پانی سے گوندھی ہوئی ہے۔ اور اس کی مٹی میں محبت کی شراب سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا جوش اس کے طالبوں کے ہوش گم کئے ہوئے ہیں اور وہاں کے رقاصوں سے سر و دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے : ؎

ازاں افیوں کہ ساقی در مے افگند

حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

ولایت کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے اور بلحاظ صحو و دعوت تروتازہ ہے۔ یہ سب ہدایت وارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ دید و داد اس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض۔ اسرار۔ بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں۔ عقلمند طالبوں سے مخفی اور صفا کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بخارا سے اسرار کا ایک گوہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے اور خم خانہ سے مشتاقوں کے حلق میں وہ شراب انڈیلی جاتی ہے، جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے۔

www.maktabah.org

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگر در دِہ کس است

نظم

کنوں چوں ذکرِ ہندوستاں در افتاد
مرا عودِ جگر در مجمر اُفتاد

کزاں قندیکہ شیریں تر زجان است
کنوں در خطۂ ہندوستان است

یکے زیں تنگ شکر ہائے نیرنگ
ہر آئینم گر شکیب آید دلم تنگ

الا سودائیاں شہریست در ہند
کہ اندر پائے او بنہاد سر ہند

سوادش زلفِ رخسارِ فتوح است
غبارش توتیائے چشمِ رُوح است

ازاں شہر یکہ نامش مضمر آمد
بعہدِ ما عجب کانے بر آمد

چہ معدن معدنِ قندِ معانی
بہ شکر اوست ایں شکر فشانی

مسمّٰی خاتمِ اہلِ اشارت
باسمِ کز مسیحا شد بشارت

بود ہر حرف نامش رمزِ غایت
الف از راستی بگرفت رایت

بود قلابہا در بحرِ نامش
کہ اوصافِ شما آمد بکامش

دہن شد میم تا باشد سخن گو
ز مدّ دگار عمرِ مرشد او

چہارم حرف کاں چار است و دال است
کہ دوران چار نعمت ذی نوال است

بہ سہ دشتِ ولایت چشمہ افراشت
پس از شمعِ نبوّت نور بر داشت

ز نامش اوّل و آخر شمردم
از آنجا سوئے رمزے راہ بردم

کہ شخصے نام بر اولے و اُخرائے
ز رحمتہا است در باب ایں معمّا

ہمیں تنہا باحمد او صحیح نیست
چہ گویم با کسے کس محرمے نیست

ہزار اندر چمن دستاں گذار است
کہ ایں گل رونقِ باغِ ہزار است

www.maktabah.org

وے کز آں بر وحدت ورز کام است — چو اندر نافہ اش گردو مشام است
بہ تذکیرش شدے ہر ذرہ حاضر — فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ
اگر ظاہر کند زاسرار مورے — در اندازد بہ ہفت افلاک شورے
زعرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد — یکے گفت و صدے دیگر نہاں کرد
ہمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند — چو من لب تشنۂ نیمے نگاہ اند
بملک اُولیا چوں او نزادہ ! ! — محمدؐ ثمرۂ چوں او نزادہ
بہ صحرائے سمند انگیخت آں شاہ — کہ ماند ارشاد را حبازہ در رہ
جہاں در سایۂ احسان او باد — فلک قائم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رایاں ! — بہ خلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گرچہ در عصمت رسائی است — ازیشاں کردہ کسبِ پارسائی است
باسم پائے ہر مشہور گرہ ہند — زمینِ مقدمش گردید سرہند
فرو تر طفلگانِ آں گذرگاہ ! — قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ !
چہ گویم مدحتِ پیرانِ آں در ! — کہ آمد طفلِ آں در پیر رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں داں — کہ با خورداں بزرگی داد یزداں
چرا گردش فلک را گشت پیشہ — کہ بر گرد سرش گردد ہمیشہ
جہاں روشن زراہِ انورِ او — سرِ خورشید یک خشت درِ او

ہدایت کارِ اہلِ ایں دُکاں را !
بود کارِ نہایت دیگراں را !

شیخ حبیب اللہ قدس سرہٗ

آپ امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندوں میں سے تھے اور باپ کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولیٔ کامل اور

www.maktabah.org

مشہور شخص تھے۔

شیخ محمدؒ آپ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلف الرشید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت کے لئے تیار ہوئے۔ سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ ہی کے سپرد ہوئی۔

شیخ عبدالحیؒ آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے۔ باپ کی طرح لوگوں کو نیکی کی راہ پہ لاتے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جید عالم تھے۔

شیخ زین العابدینؒ آپ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے اور خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے۔

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرّہٗ آپ شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرہند کی ظاہری و باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی۔ حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔

امتِ محمدیہ کے بڑے اولیاء حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے لے کر مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک یہ تمام عزیز امتِ محمدیؐ کے بڑے اولیاء سے تھے۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جوانی میں ظاہری علوم حاصل کئے پھر شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشتیہ میں سے تھے۔ پہنچ کر باطنی سلوک کی تکمیل کی۔ گو آپ کو آباؤ اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی سلوکِ چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی

www.maktabah.org

رہ گئی تھیں۔ کہ شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفا نہ کی۔ تو میں کہاں جاؤں گا؟

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قائم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدین کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوکِ باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا، وہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پورا کیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے باطنی حصہ بہت کچھ حاصل کیا۔

شیخ کمال کیتھلی اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ "جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے تو غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔" حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدمت میں رہ کر قادری سلوک کو پورا کیا۔

حضرت مخدوم عبد الاحدؒ اور شاہ کمالؒ کی ملاقات

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیتِ ملاقات یوں ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا۔ شیخ جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا کہ یہ سپاہی آدمی ہے۔ اس سے بادشاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کیے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے

www.maktabah.org

کہ شیخ صاحب ہیں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن آپ تو خود بادشاہ کے متصدی نکلے۔ شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم و خلیق تھے، شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے تو بے اختیار ان کی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے۔ اٹھتے وقت حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال سے ان کا نام اور مقام پوچھا تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اور میں اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں۔ جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر ہماری مجلس کا شوق ہو تو وہاں تشریف لائیں۔

حضرت مخدوم چند روز بعد ہی پائل میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں محبت ہو گئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ معہ عیال سرہند میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کئی کئی روز رہتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مبدء، معاد، میں فرماتے ہیں کہ نسبت فردیت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مرد خدا صاحب جذب سے حاصل ہوئی جو خوارق عظیم کے سبب مشہور تھے۔ اس مرد خدا سے مراد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیائے متاخرین میں سے اس قدر خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے جتنے شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظہور میں آئے۔

شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے

www.maktabah.org

پینے کی ضرورت ہوتی تو اس وادی میں اچانک شہر نمودار ہو جاتا۔ وہاں کے باشندے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لاکر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے۔ جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام ونشان ہوتا نہ لوگوں کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً ہاشم کشمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ اور ملّا بدرالدین صاحب حضرات القدس جیسے حضرات نے حضرت مخدوم اور شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ اس واسطے میں نے اس کتاب میں ان کے حالات نہیں لکھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیر و سیاحت بہت کی ہے۔ کابل سے لے کر بنگال تک کی سیر کی ہے۔

شہر رہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مردِ خدا رہا کرتے تھے۔ جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی۔ حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے۔

ایک دفعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جونپور گئے۔ وہاں پہ ایک مردِ خدا سیّد علی قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام رہتے تھے۔ جو نہایت صاحب حال، صاحب سکر، صاحب وجد اور صاحب سماع سے تھے۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے وابستہ تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کا سلسلہ ملتا تھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنگال میں شیخ بڈھن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی۔ جو عموماً رات جاگا کرتے۔ اور رات کے وقت بہ سبب بے قراری گریہ و

www.maktabah.org

زاری میں مشغول رہتے۔ ساری ساری رات آہ و بکا میں گذار دیتے۔ آپ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت ظاہر کی۔ چونکہ ان کے بعض افعال خلاف شرع تھے اس لئے حضرت مخدوم ان سے پرہیز کرتے۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو معتبر مشائخ سے تھے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنا کہ شیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک درویش کی معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لاکر وہ مر گیا۔ حضرت مخدوم ان کی ملاقات کی جستجو میں تھے۔ کہ ان سے مل کر پوچھیں کہ وہ راز کونسا تھا جس سے درویش کا کام تمام ہوگیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتفاق سے کسی موقع پر سرہند آنکلے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو انہیں لاکر اپنے گھر پر ٹھہرایا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دنیا جو دکھائی دیتی ہے۔ حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے۔ جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے اس بات کی تاب نہ لاکر مر گیا۔

وقت کے امامِ اعظم

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانہ کے امامِ اعظم تھے۔ اس زمانہ کے تمام علما نے آپ کو اپنا استاد مانا۔ آپ علمِ تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے۔ چنانچہ عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت شرح وبسط سے پڑھایا کرتے تھے۔

عالموں اور فقیروں کے پیشوا شیخ میرک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شہزادہ دارا شکوہ کے استاد اور شطحیات اور سفینۃ الاولیاء کے مؤلف تھے۔ علمِ ظاہری

www.maktabah.org

اور باطنی میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مشرب وحدت الوجود تھا اور اس مقام پر سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب وسنت نبویہ (علیہ التحیۃ والتسلیم) سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلافِ شرع ہے اس کے ولی ہونے کا اعتبار نہ کرتے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا۔

حضرت مخدوم کی کرامات

آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوارق عادات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں:۔

"ہمارے والد صاحب کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا ہیں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جتلاتے تھے لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ بابا! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے۔ اور آشنا بنتے ہیں۔ یہ کِس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو، یہ محض افترا پردازی ہے۔"

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے زبدۃ مقامات برکاتِ احمدیہ جمع کی ہے۔ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی امام الھدیٰ عروۃ الوثقیٰ رحمہ اللہ کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمہ اللہ کا ایک سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم رحمہ اللہ کے تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہیں۔

www.maktabah.org

اس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور نے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ روتا پیٹتا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونوں مل کر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدوم صحیح و سالم زندہ اپنی مسند پہ مراقبہ کیے بیٹھے ہیں۔ وہ دونوں بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ راز ظاہر نہ کرنا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقہ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نظر نہیں۔ جس کی ہم نشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ آرزو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی ان کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سرہند پہنچ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار التشہد ہیں۔ ان میں بے بہا علوم و معارف بیان فرمائے ہیں۔

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ کو شہر سرہند میں ہوا۔ اس وقت جناب کا سن شریف اسّی سال تھا۔ جناب کے نزع کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حاضر خدمت تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو القاء

www.maktabah.org

کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی۔

حضرت قیوم اوّل مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے منجھلے فرزند تھے۔ تین آپ سے عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے۔ حضرت مخدوم کے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے علاوہ دوسرے تمام فرزند تعداد میں چھ تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے۔ لیکن ان کے دائرے کا مرکز حضرت قیوم اوّل ہیں۔ جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے۔ جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے اور الف بھی چوتھے مرتبے پر بحساب ابجد ہزار ہو جاتا ہے۔ اس واسطے الف امت کی تجدید آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو عنایت ہوئی۔ جو گذشتہ اور آئندہ تمام اولیاء پر بادشاہ ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے اِردگرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں یمن و برکت کے لئے اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمتِ الٰہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عالم شخص قبرستان سے گذرتا ہے تو اُس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھ جاتا ہے۔ لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل قطعہ کہا ہے۔

www.maktabah.org

قطعہ:

آں شیخ کہ بود اعلم اندر دفن — جانش گہر سر ازل و معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل — تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً ملّا بدر الدین صاحب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے دادا بزرگوار جو کہ کتب دُرّیّہ کے مؤلف ہیں۔ اور حضرت شیخ محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہیں لیکن اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ قاری اکتا نہ جائے۔

شہنشاہ جلال الدین اکبر کا ارتداد اور مسلمانانِ ہند کے مصائب

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دینِ اسلام سے پھر گیا۔ ہم اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فیضی اور ابوالفضل دونوں بھائی اس کے مقرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ خصوصاً علم منطق، حکمت طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و خوض سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہلِ سنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق آجاتا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دینِ حق سے بالکل منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بنارس جا کر کفار کے علوم حاصل کئے۔ اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابوالفضل ان علوم کو سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح علوم دینیہ سے جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا اور ابوالفضل بھی ہندی

www.maktabah.org

کی چنیدی کر کے بتاتا۔ کسی اور شخص کو یہ اجازت اور رسائی نہ تھی کہ آ کر حق بات سنائے۔ یا اکبر کی رہنمائی کرے۔ ایک دن ابوالفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوؤں کا ایک اوتار آنے والا باقی ہے۔ جو اس آخری زمانے میں پیدا ہوگا۔ اس کی تمام علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر پائی جاتی ہیں۔

کافروں کی اصطلاح میں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں جن میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے۔ معاذاللہ اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں۔ یہ سن کر اس بے وقوف بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

شیخ سلطان کو جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی منکوحہ تھیں۔ بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا۔

بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے قرآن لکھو جس میں دینِ الٰہی کی شریعت ہو۔ شیخ صاحب قلم دوات پکڑے کبھی بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ہمارا قرآن لکھو بھی۔

شیخ صاحب نے فرمایا۔ دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے۔ آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لاتے ہیں۔ تو میں لکھوں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کو کہنے لگا کہ جاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اس ملک کا بندوبست کرو۔ شیخ صاحب بھی چاہتے تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دور رہیں۔ اس ملک میں جا کر وہاں کے محصول کو علماء فقراء میں تقسیم کیا۔ چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے کچھ نہ پوچھا۔ آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب سے ادھر سے گذرا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے مصمم ارادہ کر کے نکلے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے

www.maktabah.org

کہ تو دین سے مرتد ہوگیا ہے۔ سو مرتد کا مال اڑا جانا شریعتِ اسلامیہ میں جائز و مباح ہے۔ اس لئے میں نے فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر بغل سے ایک پتھر نکال کر بادشاہ کے چہرہ پر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا۔ شیخ صاحب کو سولی چڑھایا گیا۔

ابو الفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جارہا تھا۔ اتفاقاً ہمراہیوں سے جدا ہوگیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے۔

اِن بیوقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈال کر ہی کتاب دیتا۔ انبیائے حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلا وساطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا۔

اس باطل کتاب میں احکام اس قسم کے تھے۔ "یا ایھا البشر لا تذبح البقر وان تذبح البقر فما رالک فی السقر" اوانسان! گائے ذبح نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کرے گا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ جو چیزیں قرآن شریف کی رُو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں۔ چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سؤر کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور اعلانیہ حکم دیا گیا کہ کھلم کھلا بازار میں سؤر کا گوشت بکا کرے۔ گائے بھیڑ کا گوشت بالکل گم کر دیا۔ شراب عام کر دی گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں کو گرا دیا گیا۔ اگر کوئی ان سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے ان پر بڑا ظلم و ستم کرتے۔ تھوڑی بات پر بہت سوں

www.maktabah.org

کو قتل کیا گیا چنانچہ اکبری دربار کے ایک شاعر نے کہا تھا۔ ؎

شاہِ ما امسال دعوائے نبوت میکند

سالِ دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس بے دین بادشاہ کی مُہر کی یہ عبارت ہے۔ "جل جلالہ است اکبر" دوسری مہر کی عبارت یہ ہے۔ " ما اکبر شانہٗ تعالیٰ" اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہلِ اسلام کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ عہدِ نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا تھا اور دینِ متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہزار سال بعد انبیاء کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی اولوالعزم صاحبِ شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ختم المرسلین والنبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا جو پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہو اور اس دین کو از سرِ نو ترو تازگی بخشے۔

قیوم اوّل مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ عنہ کے وجود پر احادیثِ نبویّہ کے اشارات

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حق میں بیان کی ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یبعث اللہ رجلاً علیٰ راس احد عشر مائۃِ سنۃٍ ھو نور عظیم اسمہٗ اسمی بین السلاطین الجابرین ویدخل الجنۃ بشفاعتہ رجالٌ الوفا جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ گیارھویں صدی کے شروع میں میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ شخص نورِ عظیم ہوگا۔ اس کا نام

www.maktabah.org

میرے نام پر ہو گا اور دو ظالم بادشاہوں کے درمیان زندگی بسر کرے گا۔ اور اس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

امت کا صلہ

ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جمع الجوامع میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لاتے ہیں قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکون رجلاً فی امتی یقال لہٗ صلھۃ تدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جسے خلقت صلہ کہے گی۔ یعنی دو متفرق چیزوں کو ملانے والا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت اور طریقت کو ملائیں گے۔ اور اس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اوّل دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ کے نام لکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلھۃ بین البحرین ومصلح بین الفئتین اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے ملاحت وصباحت کو ملایا۔ یہ نکتہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے سلسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے بعض مقامات پر سنائے اہلِ حق کی مخالفت کی۔ بعض وحدت الوجود کے قائل تھے۔ سماع ونغمہ سنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اوّل کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے

www.maktabah.org

خوشخبری ملی کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن امتِ محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کے ہزارہا آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

امتِ محمدیہ کے علماءِ حق نیز آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیل یعنی میری امّت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا، کا سا درجہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصّلوٰۃ والسّلام جیسے نبی پیدا ہوئے۔ جنہوں نے الٰہی علوم و معارف کو ظاہر کیا۔ اس امت میں بھی ہزارہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہئیے۔ جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السّلام کی طرح ان علوم و معارف کو تازہ کرے۔ جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے۔ الامتی اوّلھا خیر و آخرھا خیر فی وسطھا کدر ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے روایت کی کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میری امت کا اوّل و اخیر حصّہ اچھا ہے اور درمیانی گدلا۔ یہاں کدورت یا گدلا پن سے مراد اسمار و صفات کا مقام وظلال ہے۔ اکثر اولیاء اللہ اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید وجودی کے قائل اور سماع و نغمہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسماء و صفات کی اصل کا ظہور تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا۔

شریعت کی استقامت شریعت کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدّد الف ثانی اور آنجنابؒ کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے زمانہ میں شریعت اور طریقت

www.maktabah.org

نے از سرِ نو زیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیاء اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے ان میں اسما و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو وہ کبھی توحید وجودی کے قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسما و صفات کی اصل رقص ظلال کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید وجودی رقص و سماع اسما و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گذشتہ انبیاء اور صحابہ کرامؓ وغیرہ بھی اس قسم کی حرکات کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوں اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال ہیں۔ اور یہ اصل الاصول۔ جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں۔ اس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں۔ بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیائے اُولوالعزم جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان انبیاء سے افضل ہیں جو اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہوئے۔

اس امت میں بھی اللہ تعالیٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسماء و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے فرزند ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے۔

وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا اور رقص کرنا وغیرہ امتِ محمدی

www.maktabah.org

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے. مطلق منع ہیں۔

انہیں کمالات کے سبب حضرات قیوم اربعہ جن سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ان کے فرزند رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ انبیاء اور خلفائے راشدین سے اتر کر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام اٰخرھا رواہ ترمذی۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے. کہ میری امت بارش کی طرح ہے. کبھی اس کا پہلا حصّہ بہتر ہوتا ہے. اور کبھی پچھلا معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصّہ اچھا ہے یا پچھلا. کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں تھے. اس وقت ظاہر ہوئے. کیونکہ اُن بزرگوں کا اخیر اولیّت کا سا ہے۔ بہ سبب غایت بزرگی دونوں فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے حالانکہ آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا. پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے۔

حق تعالےٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ جو سابقوں کے سابق ہیں وہی اعلیٰ بہشت میں مقرب ہیں۔ اوّلین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الفِ ثانی اور ایک موسوی عالم

حضرت قیوم ثانی معصوم ذرمانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے نواسے شیخ محمد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور آنجنابؒ کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں توریت پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ و السلام میں اُن اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا۔ اور پورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اوصاف سُنے تو بعینہٖ وہ تھے جو میں نے توریت میں نے توریت میں پڑھے تھے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہنمائی کی اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہو گئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا اور مرید ہو گیا ہوں۔

حضرت مجدّد الفِ ثانیؓ اولیائے اُمّت کی نظر میں

داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں۔ قیصری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور ستارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیائے اولو العزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص

www.maktabah.org

مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا اور انبیائے اُولوالعزم کا قائم مقام ہوگا۔

شیخ الاسلام احمد جام کی بشارت

شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہوں گے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ وہ اُمّت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدین رموز العاشقین میں لکھتے ہیں۔ کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انھوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سُنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جو ریاضت اولیاء اللہ نے فرداً فرداً کی۔ وہ مَیں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرداً فرداً انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایات الٰہی ہونگی۔ کہ تمام خلقت دیکھے گی۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے یعنی ان میں تمام گذشتہ اور آیندہ اَولیا کے کمالات پائے جائیں گے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گذرا۔ چنانچہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہُوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آنجناب نے الف ثانی ہجرت کے بعد خلعت پہنی۔

www.maktabah.org

شیخ خلیل اللہ بدخشی کی پیش گوئی

شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ کے مقامات میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا۔ جو امت محمدی صلوات اللہ وسلامہ کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اس وقت تک وفا نہ کرے گی۔ کہ ہم اس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی نیازمندی اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا۔ کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبعوث ہوں۔ یہ خط بڑی نیازمندی سے ان کی خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو تجدید قیومیت کے دسویں سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قیوم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

حضرت غوث اعظمؓ کی زبان سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت کی خوشخبری

ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ اور دم بدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی۔ اس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے چہرے منور ہو گئے۔ آنجناب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس شخص کا نور ہے۔ الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ جو آپ کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کرے گا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ لصمدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

www.maktabah.org

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقہ اتار کر اپنی مخصیصہ نسبت و دیعت کر کے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالے کیا اور وصیت کی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہو گا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل کرے گا۔ اور اسے اپنے سے اونچا بٹھلائے گا اور مریدانہ سلوک کرے گا۔ اسے ہمارا سلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطورِ تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقہ اس خاندان میں بطورِ امانت رہا۔ آخر شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسبِ موقعہ مفصّل ذکر ہو گا۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحؒ کی زبانی
حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پیدائش کی بشارت

جب حضرت مخدوم حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کے لئے التماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آئیں۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفا نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں۔ آپ جلدی ہی علوم کی تحصیل کر کے سلوک باطنی کو طے کریں گے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہو گا جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی ملیا میٹ ہو جائے گی۔ اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفاء کے وسیلے

www.maktabah.org

قیامت تک قائم رہیں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی خدمت کروں گا۔
اور اس کی خدمت کو قربِ بارگاہ الٰہی کا وسیلہ بناؤں گا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھا گئی ہے اور بندر، ریچھ اور سوٗر تمام کائناتِ ارضی میں پھیل گئے ہیں اور لوگ ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان منوّر ہو گیا ہے۔ اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں، ریچھوں اور سوٗروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور ہزارہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے آکر بڑے ادب سے صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور تمام دنیا کے بے دین، ظالم، مرتد اور جبّار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے رُوبرُو لا رہے ہیں۔ انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت بہ آواز بلند پڑھ رہا ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کو رات کا واقعہ فرد زمانہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فرزند نرینہ ہو گا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت و بدعت، سنت محمدی علیہ التحیۃ والتسلیمات کی روشنی سے بدل جائیں گی۔ اور زمانہ بھر کے جبابرہ اور اکابر

www.maktabah.org

اس کی اطاعت کریں گے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلے گا اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور وہ اس امت کے تمام اولیاء کا سردار ہو گا۔

حضرت شیخ سلیم چشتی کی نگاہ میں

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ ایک روز مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہو گا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا۔ اور تمام خلقت اس کے فیض سے ہدایت پائے گی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سر نو تازہ ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ شیخ نظام نارنولیؒ کی نظر میں

جب ہندوستان کا مغل بادشاہ جلال الدین اکبر مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہو گیا تو لوگ حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ مقتدائے اہل اسلام تھے گئے اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں التجائے دعا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہو گا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نورِ سنت سے بدل جائے گی۔ اور اسلام کو رونق تازہ حاصل ہو گی۔ اور شریعت اور طریقت کو زیب و زینت حاصل ہو گی اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائیں گے اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق و مغرب تک منور ہو جائے گا اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ عبداللہ علاؤ الدین سہروردیؒ کی زبان پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وجودِ مسعود کی خبر

جب ہندوستان میں اکبر بادشاہ کا ظلم وستم اور کفر کا غلبہ مسلمانانِ ہند پر بڑھ گیا اور خلقت گھبرا اٹھی۔ ہزاروں مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا جاتا۔ سجدہ کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے تو تمام مسلمان جمع ہو کر شیخ علاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانے کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہو گا جو تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے افضل ہو گا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدل جائے گی اور دین اسلام میں رونق آئے گی۔ دنیا میں طراوت اور تازگی ظاہر ہو گی۔ اس کے ارشادات ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

نجومیوں اور جوتشیوں کے اعلان

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بدرجۂ کمال پہنچی اور تمام جہان گھبرا اٹھا۔ اس وقت بہت لوگوں نے نجومیوں اور رملیوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کب تک اس آفتِ دین و دنیا سے نجات دے گا اسی اثنا میں خانِ اعظم جو سلطنت کا اہم رکن تھا اور جسے اسلام سے بڑی محبت تھی۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتشِ حسرت میں جلتا تھا اس نے سلطنت کے رمالوں اور منجموں کو بلا کر پوچھا۔ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے اس سے چالیس روز کی مہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ خانِ اعظم نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز بعد منجموں نے آ کر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے۔ اوضاعِ فلکی سے یوں معلوم

www.maktabah.org

ہوتا ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس جیسا پہلے کوئی اس امت میں پیدا نہ ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ سے دین اسلام کی تروتازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائیں گے۔ یہ لوگ بے عزت و خوار ہوں گے۔ گمراہی اور بے دینی جڑھ سے اکھڑ جائے۔ اس کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے نظریات جو مخالف شرع تھے مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا سب کا قلع قمع ہو جائے گا۔ چند سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجموں سے لائق تھا۔ کہنے لگا۔ چند روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا۔ چونکہ اس امت میں پیغمبر کا مبعوث ہونا محال ہے اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا نائب اور قائم مقام ہو۔ اور تمام ٹیڑھے و گمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں شریعت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو از سر نو منور کردے۔ اور جہان بھر کے صاحب اقتدار اور سرکش آپ کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اس کا رعب چھا جائے اور اس کا ہر عمل شریعت کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں گے۔ نجومی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہوں گے۔ اس روز سے خانِ اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف زیارت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاءاللہ حسب موقعہ یہ بیان کیا جائے گا۔

مولانا عبدالرحمٰن کی بشارت

مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے زمانے کے جید عالم اور صالحین کے سردار تھے۔

www.maktabah.org

فرماتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ اکبر آباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہوا۔ میں جنگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چل دیئے مَیں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اِتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا۔ میں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات یہیں بسر کر لوں۔ آدھی رات گذری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے۔ پھر انہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا۔ فرش پر ایک تخت لا کر رکھا۔ بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا اور ہزار ہا آدمی اس کے گرداگرد بڑے ہی ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے مَیں بہت ڈرا۔ اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سوائے ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد بھی ہے۔ آخر مجھے پکڑ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ مَیں نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک مُلّا مرد ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ مَیں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہلِ سنت وجماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ مَیں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونے والا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو سنتِ نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدل ڈالے گا۔ اور اس کا طریقہ تمام اولیائے امت سے جداگانہ اور افضل ہوگا۔ اس کے تمام اوضاع و اطوار اور اقوال و افعال سنتِ نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے۔ اس کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور قیامت

www.maktabah.org

تک رہے گا۔ آپ ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے۔ مولانا عبدالرحمٰن قدس سرہٗ اس روز سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے معتقد ہو گئے۔ حتیٰ کہ تجدید و قیومیت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ اور صالحین عصر کے خواب

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ ہم ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان میں لکھ آئے ہیں۔ آپ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب آنے سے متفکر اور مغموم رہتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے اور ایک قوی الجثہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ اتنے میں ایک نورانی مرد خدا بہت سی فوج لے کر جن کے چہروں سے نور چمک رہا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل تھی۔ ظاہر ہوا ہے جن کی روشنی سے جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منور ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج کا وہ نور ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پے در پے اور فوجیں بدستور آ رہی ہیں۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اس فوج سے پُر ہو گئی۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف ڈالی۔ دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گرا۔ تڑپا اور مر گیا۔

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح معبّر لوگوں سے کیا۔ تو سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو اس وقت جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی

www.maktabah.org

سے بدل جائے گی اور بدعت و گمراہی جہان سے بالکل ختم ہو جائیگی۔ سنّت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام از سرِ نو تازہ ہو گی اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں جو سب کے سب بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے اور سنت و ہدایت کو زندہ کریں گے۔ دِن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرتا جائے گا۔ چنانچہ عام دنیا اس سے مستفید ہو جائے گی۔ اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور دِن بدن زیادہ ہوتا جائے گا۔ وہ قوی الجثہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے جسے حق تعالیٰ اس عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب دنیا سے اٹھالے گا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کریں گے بلکہ آپ کے قرب و جوار سے ہی ظاہر ہو گا۔ اور آپ اس کے قریبی اصحاب سے ہوں گے ان اشارات کے بعد حضرت شیخ قدس سرہٗ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مخلص اور معتقد بن گئے۔

ان اشارات کے بعد بھی حضرت شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اور کئی واقعات بھی مشاہدہ کئے۔ حتّٰی کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پہ بیان کی جائے گی۔

خان اعظم کا حضرت مجدّد الف ثانیؓ کے متعلق ایک خواب

خان اعظم نے جو ایک مشہور رکن سلطنت تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ۔ بچھو نکل رہے ہیں جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں۔ اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتّے گر جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوتا نظر آیا۔ جس کے نور کی شعاعوں سے تمام زمین مشرق سے مغرب تک منوّر ہو گئی۔ جہاں پر اپنا قدم رکھتا ہے۔ وہیں سے

www.maktabah.org

چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ ہزارہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ میں نکھار آجاتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہو گیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہو گئے ہیں اور درختوں کے پتے از سرِ نو تازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا ہے۔

خانِ اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبّروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد ہندوستان میں کفر کا غلبہ ہے اور سانپ اور بچھو ملحد اور بے دین لوگ ہیں جو شخص آسمان سے اُترا ہے وہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نائبِ اتم ہے جو عنقریب پیدا ہو گا اور اس کے قدومِ میمنت لزوم سے ہدایت وارشاد کا چشمہ جاری ہو گا جس کے نورِ ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منوّر ہو جائے گا۔ تاریکی۔ بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہو جائے گا۔ اس کے نور ارشاد سے تمام بے دین اور مُلحد مر جائیں گے۔ دین اسلام کو رونق ہو گی۔ مسلمانوں کو فرحت نصیب ہو گی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امّت سے افضل ہو گا۔

یہ سن کر خانِ اعظم حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہو گیا اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ جہاں تک کہ آنجناب کے جمالِ جہاں آرا سے مشرّف ہوا۔

صدرِ جہاں کا حضرت مجدّد الف ثانی رضؓ کے بارے میں ایک خواب

سید صدر جہاں ایک صحیح النسب سید تھے۔ آپ اکبر کے مقرب بلکہ مدار المہام تھے لیکن بادشاہ کے بے دین ہو جانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولے

www.maktabah.org

نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنیادیں اُکھڑ گئی ہیں اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آرہے ہیں اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے کاٹے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سرہند کی زمین سے ایک نور نکلا جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزارہا خوش رنگ و خوش وضع پرندے نکل کر فصیح زبان سے ذکرِ خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قُلْ جَآءَ الحق وزھق الباطل کہدے حق آگیا اور باطل جاتا رہا۔

صبح سید صدر جہان نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلیفے شیخ جلال قدس سرہٗ کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے جو ان دنوں پھیلا ہُوا ہے۔ اور بچھوؤں سے مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں جو لوگوں کو راہِ حق سے بہکا کر راہ باطل پر لاتے ہیں اُس نور سے جو سرزمین سرہند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے جو اس شہر سے پیدا ہوگا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا۔ بدعت اور گمراہی اُٹھ جائے گی۔ بدعت وگمراہی کے سرغنے ہلاک ہو جائیں گے۔ ان پرندوں سے مراد اس مردِ خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مردِ خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو دُور کر دے گا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے ارشادات اور ہدایت کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ اور آپ اس کے اصحاب اور مقرب قرار پائینگے۔

یہ سن کر صدر جہان کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پیدا ہو گئی اور آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدمبوسی وارادت سے مشرف ہوا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے موقعہ بیان کیا جائیگا۔

www.maktabah.org

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانیؒ کی ولادت باسعادت

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد اکثر سیر و سیاحت کی طرف مائل رہتے۔ خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے، ہوا۔ وہاں علماءِ وقت سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے۔ تو بہت دلدادہ ہو گئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ اسی اثنا میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کی حاکمہ اور صحیح النسب سیدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے جس پر ایک عزیز تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص اعلان کر رہا ہے کہ یہ مخدوم عبدالاحد کا فرزند ارجمند احمدؒ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

صبح اس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا

حضرت مجدّد کی والدہ

اس نے کہا کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صالحہ نے کہا۔ میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیئے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس سے انکار کیا لیکن جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اُسے سرہند لے آئے۔ اس پاک دامن صالحہ سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہندوستان کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا

www.maktabah.org

اور جہان بھر میں کفر پھیل گیا تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ بر ملا کلمہ ہی پڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی دیوی کی طرح سجا کر رکھی رہتی تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی تو بارگاہِ الٰہی میں زمین و آسمان روئے کہ اے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش غیر کی کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ندا ہوئی کہ عنقریب میں ایسا شخص پیدا کروں گا جو حضورؐ کی شریعت کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے دور کر دے گا۔ اور ہدایت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس کے صاحبِ حمل کے وجود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائیگی اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چرچے ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ کی ولادت

حضرت کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گذرے ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا چاند مکرمت کے افق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان پر نور اور اہل جہان مسرور ہو گئے۔ ے

مہے بر اوجِ سپہرِ کمال طالع شد

کہ کس ندید چناں ماہ در ہزاراں سال

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت لفظ خاشع سے

www.maktabah.org

نکلتی ہے۔ شمسی حساب کے مطابق آفتاب اس وقت برج حمل کے خانہ شرف میں تھا جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت **ابوالبرکات** لقب شریف **بدرالدین** اور اسم مبارک **شیخ احمد** مقرر کیا۔ ؎

شہ ملک ولایت شیخ احمد بمثلش مادرِ ایام کم زاد

حضرت مجدد الف ثانیؓ کی ولادت کے چند واقعات

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ "میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی آ گئی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے گذشتہ و آئندہ تمام اولیا کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ دوستو! اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے گناہ بخش دوں گا۔ قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کر دوں گا۔"

نبی کریمؐ کی نظر میں

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین و النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بذات

www.maktabah.org

خود ازراہِ کرم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلو میں ہیں اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرزند کی مبارکباد دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے بیٹے کو بڑی خوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں آذان اور بائیں میں تکبیر کہہ کر فرمایا کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قائم مقام ہوگا اور میری امت کے دنیوی اور اُخروی تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی

پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ نے امت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح فارغ کر لیا۔ حضور مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو ہم مع صحابہ کے امت کی طرف متوجہ تھے۔ ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا پیدا ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کو برداشت کی طاقت نہ تھی کہ ہم اس کے حوالے کرتے اور بارگاہِ حقیقی میں خلوت گزیں ہوتے۔ اب یہ فرزند ایسا ہوا ہے کہ اب ہم ساری امت کا دنیاوی اور اُخروی کارخانہ اس کے اور اس کے فرزندوں کے سپرد کر کے فراغ دلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت اختیار کریں گے۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہ خداوندی میں خلوت گزیں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم ہوتا جو آپ کا قائم مقام ہوتا کیونکہ گذشتہ زمانے میں انبیائے کرام کی بعثت اور ہدایت کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی ترجمانی کرتا اور اسے مضبوط بناتا تھا لیکن آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا سا مرتبہ دیا گیا۔

www.maktabah.org

ہے تاکہ دین محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت کریں اور تقویت دیں۔ گذشتہ زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر اور رسول مبعوث ہوتا تو ساتھ ہی سابقہ دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالےٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیج دیتا۔ اور اسے نئی شریعت عنایت کرتا۔ ہزار سال بعد کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری تھا جو پیغمبر اُولوالعزم کا قائم مقام اور حضور نبی کریم صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وارث کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سرِ نو تازہ کرتا۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیلی نہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اخص الخاص نسبت جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہدِ مبارک میں آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس فرزند کو جو پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام کمالات کا وارث کامل ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال کے شروع میں ملی۔ اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو تازہ زندگی نصیب ہوئی۔

سرہند پر انوار کی بارشیں

حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے دِن فرشتے۔ انبیاء اور اولیاء اور رسولوں کی روحیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ تمام شہر سرہند اور اس کا گرد و نواح پُر ہوگیا۔ اور نور کے ستّر ہزار جھنڈے لاکر شہر سرہند میں گاڑھ دیئے گئے۔ جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ایک فرشتہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ انبیاء کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیاءٔ کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قائم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الفِ

www.maktabah.org

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور امت محمدی علیہ التحیۃ والثنا کے تمام اولیا، واصفیا اس کی اتباع میں ہوں گے کیونکہ وہ تم سب میں سے افضل ہے ؎

بملک اولیاء چوں او نزادہ محمدؐ ثمرہ چوں او نداده

شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حضرت کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے دن سرہند میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے گروہ در گروہ کعبہ پر آرہے ہیں اور وہاں سے شہر سرہند کی طرف جاتے ہیں۔ اور کعبہ پر نور کے ہزارہا جھنڈے گاڑھے ہوئے ہیں۔ اور کعبۃ اللہ کی چھت پر منادی کر رہے ہیں۔ لوگو! آج رات ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے حق تعالیٰ دین اسلام کو عزت دے گا اور بدعت و گمراہی کو برطرف کرے گا۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ کرے گا۔ اور وہ تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا۔

چندیں ہزارہ صنع خدا اے بکار رفت

تا بوالعجوبہ مثلِ تو مخلوق خلق شد

نبی کریمؐ کی ایک ہزار سالہ تربیت کا ثمرہ

ایک بزرگ شیخ ابوالحسن چشتی نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت سرہند میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت جمع ہیں اور ان کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے۔ جس پہ ایک مرد خدا کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ لوگو! تمہیں مبارک ہو کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کی

www.maktabah.org

روح کو جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے تمام اولیاء کو جو کمالات فرداً فرداً نصیب تھے وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے اور اپنے تمام کمالات کا مظہر اتم بنایا ہے

ہزار سال بباید کہ تا بباغ یقیں   زشاخ ہمت چو تو گلے ببار آید
بہ ہر قرآں و بہ ہر قرن چو تو ئی نبوی   بروزگار چو تو کس بروزگار آید

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے لے کر سات روز تک جب تک عقیقہ نہ ہو چکا تمام راگ و رنگ کے ساز، مثلاً بانسری، ڈھول۔ دف طنبور چنگ، سارنگی۔ ڈھولک وغیرہ سے سریلی آواز نہ نکلی۔ اور شراب میں سے نشہ کی قوت زائل ہو گئی۔ عیش و عشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا تو ان برے اعمال سے توبہ کی۔ لوگوں نے جب توبہ کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف جاتا رہا ہے۔ مفت میں اُخروی عذاب ہماری گردن پہ پڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم دست بردار ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ رقص سماع و نغمہ وغیرہ مخالف شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آ گئے کیونکہ سماع و نغمہ و رقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام صاحب حال حیران رہ گئے۔ جب اس راز کی تہہ تک پہنچنے کے لئے توجہ کی تو حق تعالیٰ نے انہیں بذریعہ الہام خبر دی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو امور شرع کی تمام مخالفت کو دور کر دے گا۔ اور اس کے وجود کے نور سے بدعت اور گمراہی مٹ جائے گی۔ اور سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو رونق ہو گی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنّت نبوی اور شریعت کے مناسب امور

www.maktabah.org

ظاہر ہوں گے۔

اکبر کا تخت الٹ گیا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم ولادت پر اکبر بادشاہ ہند کا تخت اُلٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درست کیا۔ پھر سرنگوں ہو گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ ایک زبردست تند ہوا آئی اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے مارا۔ اس خواب کے ڈر سے سات روز تک بادشاہ کی زبان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہو گیا ہے۔ کونسا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام حاذق طبیبوں کو اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے جب ساتویں دن بادشاہ نے گفتگو کی تو کہا مجھے کوئی مرض نہیں اور اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقل مند تاڑ گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہو گی۔ اور اس کی باطل رسم و آئین کو درہم برہم کر دے گی۔ خان اعظم اور سید صدر جہان نے بھی اس سے پیشتر ایسے خواب دیکھے تھے اور معبروں اور نجومیوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے علاوہ ازیں شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب واقعات کے ساتھ ساتھ پنڈتوں۔ معبروں اور نجومیوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ پر دہشت چھا گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن

حضرت قیوم اول سنت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق پیدا ہوئے۔ لڑکپن میں آپ کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی

www.maktabah.org

آپ کا بدن مبارک ننگا بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے۔ جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں اور پڑے رہتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ چہرہ ہر وقت خوش و خورم اور خنداں رہتا۔ اگر سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی۔ تو بھی آپ نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے۔ آپ ہر دلعزیز تھے۔ جو آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی۔ آپ چند دنوں میں اس قدر نشوونما پائی۔ جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے۔ اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشوونما ہوئی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے۔

قادریہ فیضان کا حصول

ایک سالہ شیر خوارگی کے زمانے میں آپ لاغر ہو گئے۔ اسی اثنا میں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ اتفاقاً شہر سرہند میں آنکلے۔ حضرت مخدوم قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مرض کو اس بچے سے زائل کرے۔ جب شاہ کمال نے دُور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجّب سا آیا۔ کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے۔ جو تمام اولیائے اُمت سے افضل ہو گا۔ عنقریب یہ ایسا آفتاب بنے گا۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک پُر نور ہو جائے گا۔ اور یہ بدعت اور گمراہی کو برطرف کر دے گا۔ سنت نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو زندہ کرے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے اُمت نے دی ہے۔ اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان

www.maktabah.org

مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا۔ جب چھوڑا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس بچے نے تمام قادریہ نعمت ہم سے حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں تشریف لاتے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خوش خبری سناتے کہ عنقریب یہ بچہ اس مرتبے کا مالک ہوگا۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے خرقہ کو جو بطورِ امانت ان کے پاس موجود تھا اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا اور وصیّت کی کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہوگا۔ یہ خرقہ اسے دے دینا۔ یہ وصیت کرکے اشارہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی عمر ابھی سات سال کی تھی کہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانیؒ کی ظاہری تعلیم و تدریس

ملّا بدرالدّین سرہندی مصنّف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی مصنّف زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور دوسرے علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی۔ بہت سے علوم آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والدِ ماجد سے حاصل کئے۔ پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیریؒ سے جو محقق و مدقق، علّامۂ روزگار عابد اور

www.maktabah.org

زاہد تھے ۔معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے ۔ نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں پھر حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمیؒ کبروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچ کر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے سند حاصل کی تھی ۔ پڑھ کر سند حاصل کی ۔ بلکہ سلسلہ کبروی میں آپ مولانا کے مرید ہوئے یہ تمام علوم آپ نے بلوغت سے پہلے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے ۔ جب آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا ۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث کو مسلسل درس کی اجازت جو آنجناب کی اولویت کے سبب آپ کو پہنچی اور حدیث یہ ہے ۔ الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السّماء ۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے جو روئے زمین پر ہیں ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا ۔

محدثین کے پیشوا محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمٰن سے جو اپنے زمانے کے بڑے محدث اور عالم تھے سند حاصل کی ۔ چونکہ آنجناب رحمت الٰہی کے خزانہ تھے اس واسطے وہ حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مسلسل آپ کو پہنچی ۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک ایک رسائل تصنیف فرمائے ۔ اور ان میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج فرمائے ۔ رسالہ تہلیلیہ اسی وقت کی تصنیف ہے ۔ علوم ظاہری میں آنجناب کو اس قدر دسترس حاصل تھی کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے ۔ اور خود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کے آخری مجتہد تھے ۔ آنجنابؓ نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے ہیں جنہیں امام ابو حنیفہ شافعی ابو یوسف اشعری اور ابو منصور ماتریدی رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم نے بھی اختیار نہیں فرمایا تھا ۔ انشاء اللہ حسب موقع اس کا ذکر کیا جائے گا ۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانیؓ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سے شرفِ مصافحہ کرتے ہیں

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات وسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کرے گا اس کے لئے بہشت واجب ہو جائے گا۔

مُلا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ اس کی ترتیب یہ ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی المعروف بہ حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان ادہمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی اور انہوں نے شیخ محمود الغراری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے۔

اس کتاب کے مولّف کمال الدین محمد حسن (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) چھ وسیلوں سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا جس کی ترتیب یہ ہے:

مَیں نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے اپنے والدِ بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الخ۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ

www.maktabah.org

وآلہٖ وسلّم کے مابین چار شخص ہیں۔ جن میں سے ایک جن ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ قیوم اوّل کا اکبر آباد کا پہلا سفر

اکبر آباد کے علماء حاضرِ خدمت ہوتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دار الخلافہ اکبر آباد کا رُخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ (اکبر بادشاہ) کا پایۂ تخت تھا۔ چونکہ اس کے دربار میں اکثر علمائے نامدار موجود رہتے تھے۔ اس واسطے آپ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وہاں تشریف فرما ہوئے تو بادشاہ کا تمام لشکر آپ کی علمیت سے حیران رہ گیا۔ تمام علمائے زمانہ اپنے علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے۔ جیسے کہ پہاڑ کے سامنے میں رائی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرنے لگے۔ آنجنابؓ کی شاگردی پر بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ علمائے کرام توجوق درجوق آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور اکبری لشکر کے بہت لوگ بھی آپ کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجنابؓ کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل لشکر میں ہو گیا۔

سلیم چشتی کے ایک خلیفہ ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال خلیفہ جو آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات سے متعارف تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ یکتائے روزگار ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجنابؓ کے حلیہ مبارک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجنابؓ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے ان سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ دریافت کی

www.maktabah.org

تو انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک کے سنایا کہ یہ وہی شخص ہیں جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے لیکن ابھی تک آنجناب رض نے تجدیدی امور کو سرانجام دینا شروع نہیں کیا تھا۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لے کر دونوں بھوؤں کے درمیانی مقام تک ایک سرخ لکیر ستارہ کی طرح چمکا کرتی تھی جو انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید کی علامت تھی۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ علامت گذشتہ و حال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ عنقریب ہی یہ بزرگ حق تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کریں گے۔ جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کرے گا۔ آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔ اور قیامت تک یہ فیضان جاری و ساری رہے گا۔

ابوالفضل اور فیضی حضرت مجدد کی خدمت میں

مشائخ اور عقل مند علماء میں سے جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرتا وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ابوالفضل اور فیضی جو اکبر بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے۔ مقرب خاص تھے۔ اس وقت علم و فضل میں سرآمدہ اور بے نظیر تھے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بادشاہ کی تعریف میں انہی دنوں ایک قصیدہ کہا جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ؎

تحصیل کردہ ام ز علوم مقدرے | دہ سال و پنج بیش بلد کافریں برو

ان کے بھائی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر سن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے اس نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر تشریف

www.maktabah.org

لائیں لیکن بے سود چنانچہ دونوں بھائی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت اخلاص کا اظہار کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مطابق ان کے حال پر عنایت وشفقت فرمائی۔ دوسرے دن انہوں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں بھائیوں نے حسبِ دستور خدمت کے مراسم ادا کئے۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا اور شاگردوں کی طرح خدمت بجا لاتے رہے۔ دونوں بھائیوں اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت محبت ہو گئی اور اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا۔ جو تحفہ دونوں بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی دوسری طرف سے آتا۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ابوالفضل نے اپنے ایک آشنا کو چند ایک کلمات لکھ دیئے ان میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام کو بطورِ سند پیش کیا اور ساتھ ہی حضرت کی بہت تعریف کی۔ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی تھی۔ ابوالفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے نقط کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی۔ اگرچہ خود دونوں بھائی علم میں یکتائے زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جمال لاہوری تلوی وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر مذکورہ کی تصنیف کا آغاز ہوا۔ چند ایک جزیں لکھی بھی گئیں۔ اتفاقاً ایک مقام پر پہنچ کر تمام علماء اور وہ دونوں بھائی رک گئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔ ابوالفضل نے حضرت قیوم اوّل کو تکلیف دی کہ ہم دونوں بھائی اور تمام علماء اس مقام پر مجبور ہو گئے ہیں نیز اس نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم غنیمت سمجھیں گے اور احسان مانیں گے کیونکہ ہم اس مقام پر مجبور ہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ

www.maktabah.org

تعالیٰ عنہ نے کبھی بے نقط عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کی التجا سے قلم اٹھایا۔ اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں لکھ دی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علماء کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور قصص اور شانِ نزول آیات اس قسم کے لکھے۔ کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔ پھر تو ہر روز اس تفسیر بے نقط کے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ یا تو خود حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے یا آپ کی مدد سے تصنیف ہوا۔ یہ دیکھ کر ابو الفضل اور فیضی اور تمام علمائے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب رضؓ کے علمی مقام اور اجتہاد کے معترف ہوئے۔

حضرت مجدّد الف ثانی رضؓ سے ابو الفضل اور فیضی کا مناظرہ

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو الفضل کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ایک روز حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو الفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ فلسفیوں اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس قدر مبالغہ ہونے لگا۔ کہ بار بار علمائے دین کی توہین ہونے لگی۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جوش اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے آپ کو واضع قرار دیتے ہیں مثلاً الٰہیات، حکمت، نجوم، ہیئت اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرے کار آمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیائے گذشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں جیسے ریاضی اور طبعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے دین کو کیا فائدہ۔ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علمائے حق نے اپنی تصنیفات میں ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ جب ابو الفضل نے یہ سنا۔ تو سخت ناراض

www.maktabah.org

ہوًا۔ اور کہنے لگا۔ کہ غزالی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت برافروختہ ہوئے۔ اور ابوالفضل کو سخت سُست کہہ کر مجلس سے اٹھ گئے۔ ابوالفضل اپنے کہنے سے سخت نادم ہوًا۔ اور بہت معافی مانگی بلکہ دوسرے روز خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ دولت پر حاضر ہو کر عرض کی۔ جو کچھ کل مجھ سے ہوًا۔ سہوًا ہوًا جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں۔ وہی حق ہے جناب کسی قسم کا ملال نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی منت و سماجت سے سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے (مولّف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار عید الفطر کے روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالفضل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ آسمان ابر آلود ہونے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کر لی تھی۔ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ کیا۔ عصر کا وقت تھا کہ آنجناب کی ابوالفضل سے ملاقات ہو گئی۔ ابوالفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں فرمایا۔ واقعی مَیں روزے سے ہوں۔ ابوالفضل نے کہا۔ تمام جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ابر آلود نہ تھا کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں۔ اس موقعہ پر ایک مجمع کی گواہی کی ضرورت تھی جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں روزے اور عید کے بارے میں بادشاہ کی گواہی مطلق غیر معتبر ہے کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو کر مرتد ہو گیا ہے۔ ابوالفضل نے کہا قاضی کا علم کافی ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قاضی کا علم معاملات ملکی میں کفایت کرتا ہے عبادات میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ آخر اس نے کہا کہ ان سکوک کو جانے دیجیے۔ آج عید ہے افطار فرمائیے گا۔ چنانچہ پانی منگا کر ہاتھ میں لیکر آنجناب کے

www.maktabah.org

ہونٹوں کے قریب لے گئے۔ آنجنابؓ نے پیالے پر ہاتھ مارا جس سے سارا پانی اس کے کپڑوں پر پڑا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا وزیرِ اعظم تھا۔ اس لئے کپڑوں کے بھیگ جانے سے بہت ناراض ہوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اتنے میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی گواہی دی۔ آنجنابؓ نے خود اٹھ کر پانی لیا اور روزہ افطار فرمایا۔ چند روز بعد پھر ابوالفضل اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کر دی۔ اور کہا کہ خرق التیام کے نہ ہونے کی وجہ سے آسمان سے فرشتے نازل نہیں ہو سکتے۔ آنجنابؓ نے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ فلسفیوں کے نزدیک بے خرق التیام فرشتہ نازل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین نور سے۔ پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا راستے ہیں نہ ہونا زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آتے ہیں۔ جس طرح نظر عینک میں سے یا روشنی شیشے میں سے۔ ابوالفضل نے کہا کہ ممکن ہے کہ فرشتہ نزول کرے۔ لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے۔ اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابونصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتابیں اور ان کے علوم ان کی حکمت پر دلالت کرتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پس اسی طرح قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے۔ اور فرشتہ انہی پر ہی اترتا تھا۔ یہ سن کر ابوالفضل خاموش ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قہر و غضب سے " الحب للہ والبغض للہ " کہکر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کر دی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی اور کئی مرتبہ آنجناب کے

www.maktabah.org

دربِ دولت پر حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔

آنجنابؓ نے رسالہ اثبات نبوت اسی موقعہ پر تصنیف فرمایا تھا۔ اس کی تصنیف کی وجہ یہی ابوالفضل والا مناظرہ تھا۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصے بعد شاہزادہ جہانگیر کے اشارے پر ابوالفضل کو قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو کوڑا کرکٹ والے ناب دان میں پھینکا گیا۔ یہ قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور تھا۔ کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے۔ مصرعہ

تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی بُرید

ابوالفضل کا حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا۔ دونوں آنجناب کی تجدید سے پہلے وقوع میں آئے۔

شیخ عبد الاحد اکبر آباد میں — چونکہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکبر آباد میں رہتے ہوئے مدت گذر گئی۔ اس لئے آنجناب کے والد بزرگوار حضرت مخدوم آنجناب کے شوق دیدار سے بے قرار ہو کر باوجود ضعف پیری اور بعد مسافت اکبر آباد تشریف لائے۔ شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے تو پوچھا کہ اس بڑھاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا۔ اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ ع

یوسف نرود بہ کنعاں یعقوب بروں آمدہ

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی۔ چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے اُن کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت قیوم اوّل بھی اپنے والد بزرگوار کے آتے ہی ساتھ ہو لئے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں ہمیشہ انہیں کی خدمت میں رہے۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شیخ سلطانؒ کی دختر نیک اختر سے شادی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبرآباد سے واپس آرہے تھے تو اثنائے راہ میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان سے ملاقات ہوئی۔ آپ بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اسکی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقے کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھوڑا سا لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد کی شادی کے لئے شیخ سلطان کو حکم

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو شیخ صاحب کو فرماتے ہیں۔ کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے تمہاری اور بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سرہندی سے جو کہ میرا فرزند اور خلیفہ اعظم ہے کردو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمد سرہندی کون ہیں۔

دوسری بار پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ سلطان سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا۔ جب شیخ سلطان بیدار ہوئے تو ایسے شخص کی تلاش کی۔ اتفاقاً حضرت قیوم اوّل بھی ان دنوں تھانیسر میں تھے جو علامات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ سلطان سے بیان فرمائی تھیں۔ وہ سب آنجناب میں پائی گئیں۔ تاہم شیخ سلطان اطمینان قلبی کے لئے حکم ثانی کے منتظر تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سرہندی سے کردو۔ تم اس بات کو کیوں نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہیں کروگے تو تمہارا ایمان سلب کرلیا جائے گا۔

www.maktabah.org

علاوہ ازیں شیخ سلطان اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے۔ کہ ایک مرد خدا پیدا ہونگے جن کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی کو جہان سے اٹھا دیں گے۔ وہ مرد خدا یہی شیخ احمد سرہندی ہیں۔

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں تو مجھے بھی منظور ہو گا۔ حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دنوں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے اسے اپنے وطن مالوف میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظاہری مال و دولت بکثرت ملا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ کر ایک نئی حویلی بنوائی جہاں پر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محلہ ہے۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے تو پرانی حویلی جایا کرتے۔ اسی سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب "پرانی حویلی والے" پڑ گیا۔

جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ سنت بھی حضرت مجدد الف ثانی کے حصے میں آئی۔ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ۔ اور تجھے تنگ دست پایا۔ سو غنی کر دیا۔ اسی طرح حضرت مجدد اس شادی کے بعد غنی ہو گئے۔

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں۔

www.maktabah.org

اور فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری امت میں شیخ احمد سرہندی پیدا ہوئے ہیں۔ پھر خطبہ کے دوران ایک کاغذ پہ تحریر یہ فرمایا ہے کہ میرے چار اصحاب راشد ہیں۔ پانچواں دوست شیخ احمد ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کرے گا اس کے ایمان میں پورا پورا فرق آجائے گا۔

شیخ سلطان نے خواب کے شکریہ میں دوگانہ ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ اور اس بات کا شکریہ بجا لائے کہ ایسے شخص سے رشتہ ہوا جو امت میں سے افضل ہے۔

تجدید سے پہلے عالم شباب میں ایک بار حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کمزور ہو گئے۔ چنانچہ ضعف اس قدر طاری ہوا کہ زیست کی امید باقی نہ رہی۔ زہرائے عصر نے (شیخ سلطان کی بیٹی) جو آنجناب کے حرم محترم تھے۔ از سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عجز و انکساری سے بارگاہِ الٰہی میں آنجناب کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ خاطر جمع رکھو ابھی اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے ہزارہا کام لینے ہیں جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلد ہی آنجناب شفا یاب ہوئے۔ اور آنجنابؓ کو قرب الٰہی کا وہ درجہ عنایت ہوا۔ اس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آسکتا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کو خرقہ خلافت ملا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبرآباد سے واپس آنے اور شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سرہند ہی رہے۔ اور باطنی کمالات کا فیضان حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آگیا۔ تو

www.maktabah.org

آپ نے تمام بیٹوں کو بلایا اور خرقہ خلافت جو سلسلہ گنگوہی، سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا تھا اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا۔ سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔

نسبتِ فردیت کا سرمایہ

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ "مبدا و معاد" میں فرماتے ہیں کہ مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ اپنے والد بزرگوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مردِ خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ۔ کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ (یہاں مردِ خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں۔)

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس درویش کو عبادت نافلہ کی توفیق حاصل تھی۔ نافلہ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے، نصیب ہوئی۔ یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

شجرہ چشتیہ

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے۔ انہیں شیخ محمد عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ احمد عبدالحق

www.maktabah.org

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے، انہیں خواجہ قطب الدین کاکی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علی دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انہیں شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں عبدالاحد زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیرالمؤمنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہیں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے۔ اور اسی واسطے آنجناب کے خلفاء آج تک مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالف سنت مثلاً رقص وسماع اور توحید وجودی سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید سے پیشتر سالکوں کی ترقی شرعی امور کی مخالفت کی وجہ سے مسدود ہو گئی تھی۔

اولیاء اللہ کے یہ سلسلے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود شریف کے توسط سے از سرِ نو

www.maktabah.org

متبع شریعت ہوئے۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پہ کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ کے حالات

حضرت باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام ہیں جو اپنے زمانہ کے مشہور ولی اللہ تھے۔ دن رات خوف خدا سے گریہ و زاری میں مشغول رہتے خواجہ باقی باللہ کابل میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن سے ہی بزرگی کے آثار جناب کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ آپ نے ظاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ ماوراءالنہر کے مختلف علاقوں کی بہت سیر و سیاحت کی۔ اور وہاں کے علماء و مشائخ سے ظاہری اور باطنی فیض کا حصہ حاصل کیا اور سلسلہ خواجگان کے خلفاء سے بہت سی نعمتیں حاصل کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے۔

آپ راہِ خدا میں حد سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں اور ویرانوں اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور قلق کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پتھر مار کر ہٹاتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پرواہ نہ کرتے۔ اور کیچڑ، مٹی۔ برف اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتیٰ کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر اپنے خوان نعمت سے آپ کو معمور کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کام خواجہ بہاءالحق والدین نقشبند اور ان کے خلفاء کی وجہ سے سرانجام ہوا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اویسی

www.maktabah.org

تھے۔ آپ کے مفصل حالات آپ کا ماوراءالنہر، بدخشاں اور ہندوستان میں سیاحت کرنا۔ مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کرکے ہندوستان میں اقامت پذیر ہونا۔ اور آپ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصًا حضرات القدس اور برکات الاحمدیہ میں تفصیلی طور پر درج ہیں۔ اس واسطے یہاں پر آپ کے مفصل حالات نہیں لکھے گئے۔

ایک روز حضرت خواجہ بیرنگ، حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُرانوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ مؤخرالذکر نے خواجہ بیرنگ کو فرمایا۔ کہ عزیزمن عنقریب ملک ہندوستان میں حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب اتم مبعوث ہوگا۔ صحابہ کرام کے بعد اولیاء امت میں کوئی ولی اس جیسا پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہی بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیار کی توجہ اس کی طرف ہے ہر ایک اسے اپنے سلسلہ میں لانا چاہتا ہے تاکہ اس کے وسیلے سے ان کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت وارشاد کے نور کی شعاعیں عرش سے فرش تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ ہماری بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید غالب ہے کہ ہماری یہ امید بر آئیگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہندوستان جاؤ اور اس مردِ خدا سے ملو ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلے میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القا فرمائی تھی وہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم تک بطورِ امانت پہنچی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفاء کے سپرد کر دی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہے۔ اغلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہوگا۔ پہلے خواجہ امکنگی کے پاس جاؤ اور ان سے یہ نسبت حاصل کرکے ہند کا رُخ کرو۔ پھر یہ نسبت

www.maktabah.org

اس عزیز کو پہنچاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصل جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پہلے گذر چکا ہے)

نسبت نقشبندیہ

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب الحکم خواجہ نقشبند خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں فرمایا کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے گذشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سُن کر ہر دو خواجہ صاحبان چند روز خلوت میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت کی تربیت سے سرانجام ہوا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت لو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک نائب تام مبعوث ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب الحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہند کی تیاری میں مشغول ہوئے۔

www.maktabah.org

خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں تشریف آوری

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب مخدوم خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔ تو میں نے اس کام کی بلندی کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ جب میں نے استخارہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ٹہنی پہ ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے نیت کی کہ اگر یہ طوطا خود آکر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو یہ سفر میرے لئے بامراد رہیگا۔ یہ خیال کرتے ہی وہ طوطا اُڑ کر میرے ہاتھ پہ آ بیٹھا۔ میں نے اپنا دہن اس کی چونچ میں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیے۔ کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دامن تربیت میں آئے گا جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائیں گے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہوگا۔ مدت سے تمام اولیا اس مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں جلدی جا کر اس سے ملو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو تمہارے دامن تربیت میں آئے گا۔ اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے۔

www.maktabah.org

حضرت باقی باللہ کی حضرت مجدّد کی خواب میں ملاقات

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ملّا بدرالدّین اپنی تواریخوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرّہٗ نے حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ مَیں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ تم اب قطبُ الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہو اور پھر اس کا حُلیہ بھی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی۔ کسی کو بھی اس صورت وشمائل کا نہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کہیں معائنہ کیئے۔ مَیں نے کہا شائد اس شہر کے کسی باشندے میں قطبیّت کی قابلیّت ہو جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حُلیہ مل گیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دنوں حضرت خواجہ بیرنگ سرہند میں وارد ہوئے ان دِنوں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن کوہ کی سَیر کو گئے ہوئے تھے۔

سرزمینِ سرہند چراغاں ہوگئی

خواجہ ہاشم کشمی اور ملّا بدرالدّین اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ مَیں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا کہ زمین سے لے کر عرش تک ایک مشعل روشن ہے جس سے تمام جہان منوّر ہو رہا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور اس ایک مشعل سے ہزارہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کیئے ہیں حتٰیکہ تمام جنگل چراغوں سے پُر ہوگیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس مشعل سے مراد ہی عزیز ہے جس کی خاطر تم آئے ہو۔ اور وہی جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نسبتِ خاص کا وارث ہے۔ یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھی رشک کرنے لگے

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجگی کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا کہ جب حضرت امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم الخدمت یاروں نے دیکھا کہ حضرت خواجگی نے خواجہ بیرنگ کو چند روز کی ہم نشینی میں خلعت خلافت دے کر ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے غیرت کے بہت جھنجھلائے کہ ہم نے اتنی مدت خدمت کی اور اس جوان نے جلدی خلافت کاملہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ خواجگی امکنگی نے یاروں کی شورش کی خبر سنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام سرانجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصحیح کر کے خلافت حاصل کی ہے ہندوستان میں ایک کارِ عظیم در پیش ہے۔ اسے اس کام کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اولیائے امت اس عزیز کے منتظر ہیں۔ اس واسطے اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علو شان پر دال ہیں چنانچہ ان میں سے چند ایک لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سننے والے کی طبیعت پر ایک گونہ ملال آجاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا گیا ہے۔

جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس عزیز کی ہر جگہ جستجو کی۔ جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور خوابوں میں دیکھ چکے تھے لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ نہ ملا۔ آخر

www.maktabah.org

جب دار الارشاد سرہند میں پہنچے جو اس عزیز کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا کہ واقعی یہ شہر اس عزیز کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے اور حد سے زیادہ جستجو کی۔ لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال کیا کہ شہر دہلی جو ہندوستان کا دار السلطنت ہے۔ وہیں چلیں شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عزیز کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس عزیز سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے۔ اس نسبت کے وارث یعنی اس عزیز کو دی۔ اس عزیز سے مراد حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر حج پر

حضرت خواجہ باقی باللہ سے پہلی ملاقات

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشتاق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید بر نہیں آتی تھی جب آنجناب کے والد ماجد اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ کر لیا۔ کسی دوسرے کو اس کی اطلاع نہ کی۔ اور تن تنہا اس سفر مبارک پر روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے تو مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو شروع سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات اور مناقب بیان کیے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت شوق ہوا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی اس

www.maktabah.org

سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سُنی تھی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی عزیز ہیں جن کی تشریف آوری کی خوشخبری حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دی تھی۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وطن مالوف سے یہاں کیوں آئے ہیں۔ حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دلی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی فرمایا۔ آپ حرمین الشریفین کی زیارت کو جارہے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الٰہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے وہ یہیں سے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اچھا تین روز ٹھہریں۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مان لیا بعد ازاں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں لے جاکر خواجگان نقشبند کے طریقہ کے مطابق ایک نشان دیا جس سے دن بدن بلکہ آناً فاناً آنجناب کو ایقان و اطمینان حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بہ ساعت ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گذشتہ و آئندہ اولیائے امّت سے سبقت لے گئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آسکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت، فردیت، قیومیت، خلعت، طینت، اصالت، نسابقیت، اور تجدید الف ثانی سب کچھ حاصل کرلیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی رضؓ سلوک کے ابتدائی دور میں

پہلے پہل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.maktabah.org

کو توحید وجودی کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ خود آنجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ انابت کے ایک روز بعد بے خودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیا معتبر سمجھتے تھے۔ اور غیبت سے موسوم کرتے ہیں، مجھ پر بھی طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور تمام دنیا سے اس طرح نمایاں ہوں جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بے خودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی۔ بعض اوقات ساری ساری رات بیخود رہنے لگا۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی تو فرمایا۔ یہ ایک قسم کی فنا ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے دوسروں کے سامنے ایسی کیفیت کے ذکر سے منع فرمایا۔ اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیا میں مروج ہے۔ جب اس کی کیفیت خواجہ باقی باللہ سے عرض کی تو فرمایا اپنے کام میں لگے رہیں۔ بعد ازاں فنائے فنا حاصل ہوئی۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ نے پوچھا کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہیں اور متصل اور واحد کی پہچان کرتے ہو۔ مَیں نے عرض کی جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا قابلِ اعتبار ہے۔ کہ باوجود دید کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی رات اس قدر ہی فنا حاصل ہوئی۔ مَیں نے اس کی کیفیت یوں عرض کی۔ کہ پہلے مجھے حق تعالیٰ کا علم حضر حاصل ہوا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو لپیٹ لیا۔ مَیں نے اس نور کو حق تعالیٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا ہے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیاء سے ہے۔ جو اوپر نیچے واقع ہیں۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نقطہ کی نفی کر دینی چاہیئے۔ مَیں نے ویسا ہی کیا۔ وہ

www.maktabah.org

نقطہ بھی درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی کہ اس مقام پر مشہود حق خود بخود ہے۔ جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے۔ اسی حضور کو حضور بے غیب بھی لکھتے ہیں۔ اسی مقام پر نہایت کے مدارج بدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق میں رنگ اخذ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے سلسلوں میں پیر کے بتائے ہوئے اوراد و اذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ ہاتھ آتی ہے۔

؎ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مقامات سلوک میں ترقی

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل ہوئی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ اس فنا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھی جیسے پہاڑ کے مقابلے میں رائی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اٹھارہ ہزار عوالم کو فرداً فرداً بچشم خود دیکھا۔ اور اپنے آپ کو عین یہ سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک ذرے میں حق تعالیٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی کم تر دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک ذرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کے باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے۔ اور اسی مقام کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں تمام جہان کی مختلف صورتوں کو جیسا کہ پہلے دیکھا کرتا تھا۔ اب وہ وہمی اور خیالی دکھائی دینے لگیں اور ہر ایک ذرے کو جسے میں پہلے حق تعالیٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی تغیر و تبدل کے وہمی دیکھنے لگا۔ اس دید

www.maktabah.org

سے بڑی حیرت ہوئی ۔

فصوص الحکم کے معارف سے قلبی کیفیت درست ہوگئی

اسی اثنا میں فصوص کی یہ عبارت

"وان شئت قلت الذی عالم حق شئت انہ خلق وان شئت قلت انہ خلق من وجہ وان شئت بالحیرت بعدم التمیز بینھما ۔ جو مَیں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی یاد آگئی ۔ اس عبارت سے وہ حیرت و گھبراہٹ دُور ہوگئی ۔ بعد ازاں یہ کیفیت بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں عرض کی ۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا ۔ اپنے آپ میں لگے رہو ۔ حتیٰ کہ موجود اور موہوم کی تمیز کر سکو ۔ مَیں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی پڑھی ۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا ۔ بعض اہم نسبتوں کی عدم تمیز ثابت ہے ۔ مَیں حسب الارشاد اپنے کام میں مشغول رہا ۔ اللہ تعالیٰ نے دو روز بعد محض اپنے فضل و کرم سے موہوم اور حقیقت کی تمیز عنایت فرمائی ۔ جس سے موجود حقیقی اور موہومی میں تمیز کی ۔ اور صفات ۔ افعال اور آثار جو موہوم دکھائی دیتے ہیں ۔ وہ حق سبحانہ سے معلوم ہونے لگے ۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض موہوم پایا ۔ اور خارج میں سوائے ایک ذات کی کسی اور وجود کو نہ دیکھا ۔ جب یہ کیفیت حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی ۔ تو فرمایا ۔ کہ " فرق بعد از جمع " کا مقام ہے ۔ تمام اولیائے گذشتہ و آئندہ کی کوشش اور رسائی صرف اسی مقام تک ہے ۔ اسی مقام پر تمام مشائخ نے مقام تکمیل وارشاد رکھا ہے ۔ اس سے آگے حسبِ استعداد ظاہر ہوتا ۔

جو کمالات اوروں کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں ۔ وہ حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھوڑے دنوں میں حاصل ہو گئے ۔

www.maktabah.org

گلے بہ دند زیں دہلیز نسبت　　　　یاں درگاہِ والا دست بدست

توحید وجودی کے نظریات سے رجوع

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجدید الف ثانی اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید وجودی کے مذکور بالا کمالات و مقالات سے ترقی کر کے اور اصل اصول سے جو کمالاتِ نبوت کا اخص خصائص ہے اور سوائے صحابہ کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ مشرف ہوئے اور یہ کمالات سنت نبویہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری پیروی پر مشتمل ہیں۔ تو جو کچھ آنجناب نے اس سے پیشتر توحیدِ وجودی کے بارے میں لکھا۔ یا فرمایا تھا۔ اس سے نادم ہوئے اور رجوع فرمایا۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۰۶ میں جو اپنے سلسلہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحیدِ وجودی وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے۔ جب مجھے کام کی اس حقیقت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں شرمندہ اور مستغفر ہوا۔

استغفر اللہ واتوب الیہ من جمیع کرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ -

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو کلام میں نے توحید وجودی کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے اس سے اب میں توبہ کرتا ہوں تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے مقابلہ میں توبہ بھی مشہور شدہ چاہیئے۔ مقام وحدت الوجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس قدر غالب آئے کہ جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو قلم کو قط لگاتا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی کٹ جاتی۔

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین

www.maktabah.org

حضرت خواجہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا کے سرتاج تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج الدین کو حکم دے رکھا تھا کہ دوستوں کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتایا کریں لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنےٰ کر رکھا تھا وہ بذاتِ خود سنا کرتے تھے۔ ایک روز ابتدائے حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا کہ اے جوان! کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے۔ میں نے از روئے انکسار کہا۔ کہ میرے احوال آپ کے سننے کے لائق نہیں۔ شیخ تاج نے جب مجھے زیادہ مجبور کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں نے خواب دیکھا تھا۔ میں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اس پر تصرف کیا ہے۔ تو بے خود ہو کر گر پڑے ہیں۔ جب انہوں نے بہت کچھ منت و سماجت کی تو میں نے از روئے جذبہ واقعہ مذکورہ بیان کیا۔ وہ واقعہ سن کر شیخ تاج کی حالت بدل گئی۔ اور جو حالت میں نے خواب میں دیکھی تھی اس کا اثر ظاہری طور پر شیخ تاج پر ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حسبِ ذیل مضمون پر ایک خط لکھا۔

"ایک شخص شیخ احمد نام سرہند کا رہنے والا کثرتِ علم اور قوتِ عمل سے مالا مال چند روز میرے پاس رہا۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات مشاہدہ کئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دن آفتاب روحانیت بن کر چمکے گا۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقینِ فائق ہو گیا ہے۔ اس شیخ مذکور کے بھائی اور رشتے دار بھی ہیں۔ جو سب کے سب مشائخ اور عالم ہیں۔ ان میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسرارِ الٰہی اور جواہرِ علیہ

www.maktabah.org

ہیں۔ عجیب استعداد کے مالک ہیں۔ امید ہے کہ ان میں سے ہر ایک چراغ ہوگا۔ جس سے جہان اور اہلِ جہان ہر دو منور ہو جائیں گے۔"

مختصر یہ ہے کہ وہ شجرہ طیبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے نیک اور عمدہ پھول عطا کرے گا اللہ تعالیٰ کے دروازے کے فقیروں کے دِل بھی عجیب ہیں۔ قیامت تک ان کے ارشاد و ہدایت کا نور منقطع نہیں ہوگا۔

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہؒ کی نسبت معہود کا حصول

امانت ولائیت کی سپردگی

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کے شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کا کام آسان کر دیا کہ ایسی فضیلت اور قابلیّت والے شخص (حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو آپ کی جناب میں پہنچایا۔ جو انسانیت کے انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت و تکمیل کو کامل درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں بُلا کر فرد امانت عطا کی جو پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بطورِ امانت خواجہ اُمکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی۔ اور خواجہ امکنگیؒ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیّت کے بموجب کہ اس نسبت کو اس کے وارث تک پہنچا دینا (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آتے سب سے پہلے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھے تھے۔ آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس ملک میں اپنے آنے کا مقصد بھی بیان فرمایا۔ کہ ہمیں خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

www.maktabah.org

صرف تمہاری خاطر اس ملک میں بھیجا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کوئی سبقت لے جائے اور اس گوہر کو جو امت کے سلسلوں کے گوہروں کا شاہ گوہر ہے اپنا سر حلقہ بنائے۔ اور یہ نسبت کہ میری رحلت کے دو ہزار سال کے شروع میں ایک شخص مبعوث ہوگا۔ اسے پہنچائے سو وہ نسبت کئی وسیلوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلیفہ کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث ملے اسے یہ پہنچا دینا۔ وہ نسبت چند واسطوں سے مجھ تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ وغیرہ بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پہ پاکر یہ نسبت آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لو۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو القا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ امانت پورے طور پہ تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق اپنے مرکز پہ آ ٹھہرا ہے۔ عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پہ آپ پہ ہوگا۔

حضرت خواجہ نے نسبت القا کرکے فرمایا کہ میں نے پہلے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک طوطا ہے جس کی چونچ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی۔ کہ تمہارے طفیل ایک ایسا عزیز رونکار ہوگا جس سے تمہیں نعمت عظمیٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں باقی دوسرے واقعات بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دیکھے تھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ بیان فرمائے۔

خلافت کے بعد پہلی بار سرہند میں تشریف آوری حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسبت خاصہ نصف رجب ۱۰۰۹ سنہ ہجری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.maktabah.org

کو القا فرمائی۔ پھر حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامل اجازت وخلافت دے کر آپ کے ہمراہ چند اپنے معتبر اصحاب کئے۔ اور سرہند شریف کی طرف رخصت فرمایا۔

ملا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔ کیونکہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شخص اس سلسلے میں آہی گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے یہ بیج بخارا اور سمرقند سے لاکر ہندوستان کی بابرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی وقت تک ہوتی ہے جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہولیں۔ چونکہ اب ہم ان کے کام سے فارغ ہوگئے ہیں۔ اب ہم مشیخیت سے کنارہ کش ہوکر طالبوں کو ان کے سپرد کرتے رہیں گے۔

سرہند میں روحانی تربیت کا آغاز

جب حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالارشاد سرہند میں واپس تشریف لائے اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہزارہا لوگ آپ کے باطنی چشمہ سے سیراب ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ عین ارشاد کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اعلیٰ مقاصد کے لئے گوشۂ تنہائی بھی اختیار کیا۔ اس اثنا میں اور طریقے پر خواجہ صاحب سے اپنا منشاء عرض کرتے تھے۔ جب آنجناب کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو خواجہ بزرگوار کی خدمت میں ایک عرضی

www.maktabah.org

لکھی جس میں ظاہر کیا کہ تجدید الف ثانی کے مقدمات درپیش تھے۔ اس واسطے چند روز قدسیے تنہائی اختیار کی گئی ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

اولیائے امت کا تعاون

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو مکمل کیا۔ تو امت محمدیہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلّم کے تمام گزشتہ و آئندہ اولیا میرے ممد و معاون رہے۔ اور ہر ایک نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ اور تربیّت دی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرّف سے مجھے اصل الاصل اور قابلیّت اولیٰ کے مقامات میں جسے حقیقت محمدی صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک عروج حاصل ہوا۔ جو اس قابلیّت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بمنزلہ تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیّت کے لئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب محمدّی صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی روحانیت کی تربیت سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک ہے اور دائرہ ظلیت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے۔ چند ایک اس مقام سے ممتاز ہیں بعض قطب افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچ کر جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جا ملا۔ اور وہاں پر فنا و بقا حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچایا ۔ اور منصب فردیّت[۵۲] سے اس فقیر کو مشرف فرمایا۔ در حقیقت مجھے نسبت فردیّت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اور جو سائے سے ملا ہوا ہے ۔ اپنے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا تھا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرد خدا سے "جو خوارق عظیم میں مشہور تھے۔" حاصل ہوا تھا۔ لیکن مجھے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوا ۔ لیکن صرف ایک وقت تک۔ جب تک اقطاب کے مقامات سے نہ گزرا

---

۵۱ اصطلاحات صوفیہ میں فنا و بقا خصوصی مقامات ہیں۔ فنا عدم شعور کو کہتے ہیں۔ ذات احد میں درجہ استغراق ہوتا ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ ایک مکمل بے خودی طاری رہتی ہے۔ ؎ ہستی من رفت وخیالش نماند + ایں کہ تو بینی نہ منم بلکہ اوست ۔ اس ہوش میں نہ رہنے کا بھی ہوش نہ رہے تو اسے فنا الفناء کہتے ہیں۔ فنائے افعالی، فنائے صفاتی، فنائے ذاتی ۔ تمام علیحدہ علیحدہ مقامات ہیں ۔ بقا ۔ جو بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے ۔ وہی مقام صوفیاء ہے۔ (استفادہ از سر دلبراں ۔ ذوقی)

۵۲ ۔ دنیائے تصوف میں فرد ایک نہایت اہم منصب ہے۔ قطب عالم ترقی کر کے منصب فردیت پر پہنچتا ہے۔ فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ تصرف اور تحقیق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار علی الدوام تجلی ذات صفات الٰہی میں ہوتا ہے ۔ فرد تجلی ذات میں قطب مدار خاص ہے اور فرد اخص اسی طرح فردانیت مقام مسرّت اور انبساط ہے۔ اس منصب پر انسان کی اپنی مراد باقی نہیں رہتی ۔ اولیاء اللہ تجلّی افعالی، تجلّی ۔ الواحد اور تجلّی اُنا ہی رہتی ہے۔ بعض مقام صحو میں اور بعض مقام سُکر میں ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات حروف ب سے ماوراء ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت ان تمام مقامات سے برتر ہوتے ہیں ۔

www.maktabah.org

تھا۔ لیکن اس مقام سے گذرنے پر اور مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں۔ اور آپ ہی خود بخود پائے جاتے ہیں۔ عزیز من! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے

"سیر عن اللہ باللہ" کے مقام

مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "عن اللہ باللہ" ہے۔ دوسرے سلسلوں کا مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقررہ حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ نے بطورِ ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا خلاصہ مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں مجھے مقام جذبہ میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔ اس سے بھی نیچے لائے۔ اس کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے۔ جسے مقام جامع بھی کہتے ہیں۔ اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد و تکمیل کا تعلق ہے۔ مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔ اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی۔ عروج واقعہ ہوا۔ اس موقع پر اصل کو بھی سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب پر جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے مل گیا۔

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور سیر و سلوک کا حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء و اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اس کا عشرِ عشیر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہوگا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد "جو نسبت فردیت کا جامع ہوتا ہے" عزیز الوجود ہے۔ اِس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اِسی کے نور

ے عروج دراصل سیر الی اللہ ہے۔

www.maktabah.org

ظہور سے عالم ظلماتی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور سارے جہان پر یکساں ہوتا ہے۔ محیط سے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت اور معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالےٰ کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص قطب ارشاد سے واقف نہیں۔ اور ذکر الٰہی سے بھی غافل ہے۔ لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے۔ اور اس کی قطبیت کا قائل و مقر ہے۔ اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پہنچے گا۔ قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے[لے] اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت

لے معارف تصوف میں قطب ارشاد کی اہمیت اور منصب اہل سلوک کے لئے بڑی اہم چیز ہے۔ صوفیاء اسلام نے اگرچہ اس کی تشریح میں بڑا مواد بہم پہنچایا ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں قطب ارشاد کے منصب اور مقام کو خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔

ہر زمانہ میں قطب کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن ساری دنیا میں بیک وقت بڑا قطب ایک ہی ہوتا ہے جسے قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں یا قطب ارشاد کہا جاتا ہے۔ عالم سفلی اور علوی اس کے تصرف میں ہوتے ہیں اور سارا عالم اس کے فیض و برکت سے قائم رہتا ہے۔ اگر قطب ارشاد کا وجود ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قطب ارشاد حق تعالیٰ سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ کسی بڑے شہر میں سکونت اختیار کرتا ہے۔ بڑی عمر پاتا ہے۔ نور خاصہ مصطفویؐ کے طفیل اس کی نگاہیں ہر چیز پر ہوتی وہ سوتے جاگتے کارخانہ کائنات کی نگرانی کرتا ہے۔ اقطاب کی ترقی۔ تنزلی اور تقرری اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ولی کی تقرری و معزولی اسی کے اختیار میں ہے۔ خود ولایت شمسی رکھتا ہے مگر دوسروں کو ولایت قمری میں رکھتا ہے۔ قطب ارشاد مظہر تجلی اسم رحمان ہوتا ہے۔ حضور نبی کریمؐ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

www.maktabah.org

بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہوتا ہے۔ اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک دریچہ کھل جاتا ہے۔ جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے۔ خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ارشاد کی وساطت سے پہنچتا ہے۔ منصب فردیت سے کسی کو فائدہ فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دونوں منصب ارشاد و اور فرد) ایک شخص کو حاصل ہوں تو ایسا شخص نورٌ علیٰ نور ہے۔ مدّت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گوہر ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کو خلعت مجدّدیّت سے نوازا گیا

حضرت سلطان الاولیاء قیوم رابع خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الفِ ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشاہدات، تجلّیات، ظہورات، احوال و معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے۔ اور وحدت الوجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) وآلہ وسلّم مظہرِ خاص تجلی الوہیّت ہیں۔ قطب ارشاد کی ترقی جاری رہتی ہے۔ وہ فردانیت کے مقام تک ترقی کرتا جاتا ہے اور مقام محبوبیّت پہ پہنچ جاتا ہے۔ اہل اللہ میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔

قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ تمام قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں۔ یہ قطب عباد، قطب زہاد، قطب عرفا، قطب متوکّلان تمام کے تمام قطب ارشاد کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ (استفادہ از مہرّ دلبراں)

www.maktabah.org

آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے۔ مفقود ہوتے گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت الوجود کے متعلق ہیں وہ ولایت صغریٰ ہیں ہیں۔ جو عام اولیاء کی ولایت ہے۔ جو احوال سالک پر ولایت عُلیا۔" جو علی الترتیب ولایت انبیاء اور ولایت ملائکہ ہیں۔" اور کمالاتِ نبوت و رسالت وغیرہ۔" جو کمالاتِ نبوت کے انتہائی مقام میں وارد ہوتے ہیں۔ وہ خزینۂ شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالاتِ نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے فقہ و کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح وقایہ۔ ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔ حضرات انبیاء اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علوم ومعارف اور خاص الخاص کمالات دراصل وہی علوم ومعارف ہیں۔ جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوئی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالاتِ نبوت میں ہے۔

ولایت اور نبوت کا مقام

جن علوم ومعارف کا ذکر اولیا نے کیا ہے جیسے وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع ونغمہ سننا۔ یہ انبیاء کے کمالات ومعارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں سے ہیں۔ جو ولایت انبیاء کا ظل ظلال ہے۔ جن کی یہ رائے ہے۔ "الولایۃ افضل من النبوۃ" (کہ ولایت نبوت سے افضل ہے) اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے منہ موڑ کر حق تعالےٰ کا رُخ کیا جاتا ہے۔ اور نبوت میں حق تعالیٰ سے منہ موڑ کر خلقت کی طرف رُخ کیا جاتا ہے۔ پس جو رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ اس سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہتر و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ ولی کا رد الی الحق ہونا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات تک ہوتا ہے اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔ چونکہ ذات کی نگرانی اس کی دامنگیر ہے۔ اس واسطے نزول بھی من کل الوجود نہیں کر سکتا۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی کما حقہٗ نہیں کر سکتا۔ لیکن برخلاف اس

www.maktabah.org

کے نبوت کا عروج ذات تک ہے۔ وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی بوجہ احسن کر سکتا ہے۔ ہر خلق ولایت اور نبوت اس قسم کی ہوا کرتی ہے۔ اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی۔ تو حق تعالیٰ کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔ اور انبیاء کو اولیاء کہہ کر تعریف کرتا۔ ادنیٰ مقام کو اعلیٰ مقام پر کیونکہ ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالے نے کسی مقام پر انبیاء کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا جہاں کسی نبی کی تعریف کی ہے نبوّت سے کی ہے نہ کہ ولایت سے۔ جابجا پروردگار نے انبیاء کی تعریف میں " وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا " فرمایا ہے۔

وحدت الوجود علوم معارف انبیاء نہیں

صوفیائے متقدمین نے جو فرمایا ہے کہ وہ علوم معارف ان پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جو وحدت الوجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص الخاص علوم معارف انبیاء کے ہیں۔ ہزار ہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے۔ اگر یہ علوم و معارف انبیاء کے ہوتے تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت الوجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور سماع و نغمہ سنتے۔ کیونکہ انبیاء کا خاصہ ہے۔ کہ جو حق بات ہوتی ہے اسے ظاہر کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ خواہ اُس کے اظہار سے انہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پوشی کرتے ہیں۔ پھر ان کے سوا اور کون ہے۔ جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کرے اللہ تعالے نے جہاں کہیں انبیاء کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کا کلام غیر۔ غیریّت، عابدیّت اور عبودیّت کے بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید۔ اتحاد پر۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر دال ہے۔ نہ حلّت پر۔ وحدت الوجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہہ دینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ عام سی بات ہے جو علوم و معارف توحید وجودی اور سماع و

www.maktabah.org

نغمہ کے متعلق ہیں - وہ انبیاء کے علوم سے نہیں۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیاء میں داخل ہی

لہ فلسفۂ وحدت الوجود امت محمدیہ کے اکثر علماء و مشائخ کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تصوف کے کئی خانوادے اسی نظریہ کے مؤید رہے ہیں۔ خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نظریہ کی ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردان کرام نے اس فلسفہ کی ترجمانی اور اشاعت میں بڑی بڑی گراں قدر کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ (جس کے بلند قدر ترجمان خود حضرت مجدد الف ثانی ہیں) کے بیشتر مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ مگر جس دور میں حضرت مجدد نے برصغیر میں احیائے دین اور تجدید امت کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت بہت سے صوفیائے خام نے وحدت الوجود کی آڑ میں اتحاد و حلول، بھگتی تحریک، حق و باطل کی یکجہتی۔ کفر و اسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک اہم مسئلہ قرار دے دیا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود (ہمہ اوست) کو علمی انداز میں پیش کیا تھا مگر اکبری دور کے گمراہ صوفیوں نے "حلول و اتحاد" کی ہزاروں گمراہیوں کو منظر عام میں لا رکھا تھا جس سے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ان مدعیانِ بے خبر نے عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے۔ زمین بھی خدا، آسمان بھی خدا، شجر و حجر۔ نباتات و جمادات، نور و ظلمت، خیر و شر، کفر و اسلام، غرضیکہ ہر چیز خدا ہی خدا ہے۔ حضرت مجدد نے ان گمراہ کن نظریات کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور صوفیائے خام کے نعروں میں امتیاز ثابت کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریہ کی غلط تعبیریں کر رہے ہیں۔ آپ نے ان گمراہیوں کی رد کو روکنے کے لئے وحدت الشہود کی دیوار کھڑی کی جسے اہل علم نے تسلیم کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بار بار رقص و سرود، سماع و نغمہ، کو خلافِ شریعت قرار دیتے ہوئے امت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتباع شریعت اور سنت ہی اصل دین قرار دیا۔

(مرتب)

www.maktabah.org

نہیں۔ ہاں یہ ولایت اولیا میں داخل ہے۔ جو ولایت انبیاء کی ظل ظلال ہے۔ کمالاتِ نبوت ولایت سے ہزارہا درجہ اوپر ہیں۔

اللہ تعالٰے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد وہ علوم و معارف کی کمالات از سرِ نو تازہ ہوں۔ جو ذات کے متعلق ہیں۔ انسانی تاریخ میں ہر ہزار سال کے بعد ایک پیغمبر اولوالعزم صاحب شریعت جدید پیدا ہوا کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں تنسیخ و تبدیل اور صاحب منصب نبوت نبی کی بعثت نہیں اس واسطے ضروری تھا کہ اس امت میں کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو اس دین کو از سرِ نو تازہ کرے۔ زینت بخشے اور ذاتِ حق کے متعلقہ علوم و معارف کے کمالات کا اظہار کرے۔ اور اس کے بندوں تک پہنچائے۔

ولایتِ صُغریٰ سے ولایتِ کُبریٰ تک

جب حضرت قیوم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ولایت صغرا سے ترقی کر کے ولایت کبریٰ ولایت علیا اور کمالاتِ نبوت حاصل کئے۔ جو صحابہ اور تابعین کے بعد اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئے تھے حتیٰ کہ ولایتِ کبریٰ تک کوئی نہ پہنچا۔ چہ جائیکہ ولایتِ علیا اور کمالاتِ نبوت حاصل کرتے آنجناب پر علوم معارف شرعیہ جو معارفِ انبیاء ہیں ظاہر ہونے لگے۔ جب کمالات نبوت بدرجہ اتم حاصل ہو چکے تو اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے تجدید الفِ ثانی کی خلعت حضرت مجدّد کو عنایت فرمائی۔

حدیث میں آیا ہے کہ ہر سو سال بعد مجدّد پیدا ہوا کرے گا[۱] اور جو حدیثِ حضور صلے

---

[۱] سُنن ابوداؤد میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت سے ان الفاظ میں موجود ہے۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ تعالٰی امت محمدیہ کے لئے ہر سو سال کے اختتام پر ایک ایسا شخص مبعوث فرمائے گا جو دینِ اسلام

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہے۔ "علماءِ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل"
وہ بھی اسی مقصد پر صادق آتی ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام یکے بعد دیگرے ایک ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہونا تھا۔ جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کا قائم مقام ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی تجدید کرے گا۔ اس حدیث کو مشکوۃ شریف کے کتاب العلم میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ حاکم نے مستدرک میں طبرانی نے اوسط میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری نے شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو حدیث صحیح کہہ کر درج کیا ہے۔ کنز العمال میں بیہقی نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ ابونعیم نے بھی حلیۃ الاولیاء میں ابن عدی نے کامل میں۔ امام جلال الدین سیوطی نے مرقات الصعود میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے رسالہ میں، اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ محدثین حدیث اور شارحین احادیث نے اس حدیث کے ضمن میں ان مجددین کے اسماءِ گرامی بھی لکھے ہیں جو ہر صدی میں اختتام پہ آتے رہے اور تجدید دین امت کا فریضہ سر انجام دیتے رہے ہیں۔ ان حضرات نے ایسے مجدد کے اوصاف علمی مقام، عادات و شمائل اور فرائض کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ صاحب مجموعہ فتاوٰی نے حافظ سیوطی و سات۔ افادۃ الافہام کے حوالے سے سابقہ صدیوں کے مجددین کے یہ نام لکھے ہیں۔

۱۔ عمر بن عبد العزیز (۲) امام شافعی (۳) قاضی ابن شریح (۴) ابوبکر باقلانی (۵) امام غزالی (۶) امام فخر الدین رازی (۷) تقی الدین ابن دقیق مالکی (۸) زین الدین عراقی (۹) جلال الدین سیوطی۔ (۱۰) شہاب الدین رملی رحمہم اللہ علیہم۔

گیارہویں صدی کے آخر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی روز روشن کی طرح نظر آتا ہے اور اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ متاخرین نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی اور اور علماء اہل سنت نے حضرت مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار دیا ہے۔ (مرتب)

www.maktabah.org

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام ملائکہ مقربہ اور تمام اولیائے امت سمیت تشریف فرما ہوئے۔ خود دست مبارک سے ایک نہایت شاندار خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ اور گویا وہ محض نور تھی۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے۔ چنانچہ امّت کا دینی دنیاوی تمام کارخانہ تمہارے حوالے کیا ہے۔ آئندہ دینی اور دنیاوی مثلاً فیض، رشد، ہدایت، ایمان رزق، روزی، عمر، شفا، مرض وغیرہ جو ہوں گے۔ تمہاری وساطت سے ہوں گے۔ جو قرب ومنزلت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت سپرد ہوئی وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی اور نہ آئندہ کرے گا۔

گوئے عارفاں راز میداں ربودۂ

تجدید الف را تو سزاوار بودۂ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے امور ہمارے سپرد تھے وہ سب تمہارے سپرد کر دئیے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں ہماری امّت کے خبر گیر رہنا۔ علاوہ ازیں ایک اور اہم کام تم سے لیتا ہے۔ بعد ازاں جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے اوراق میں آنجناب کا اسمِ شریف خزینۃ الرحمت مجدّد الف ثانی تحریر فرمایا۔ اور ملائکہ کروبیہ کو حکم دیا۔ کہ زمین وآسمان میں منادی کر دو کہ پروردگارِ عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے۔ اور ان کا نام دیوان قدس میں ”مجدّد الف ثانی“ لکھا ہے۔ تمام مخلوق کو مطلع کر دو۔ کہ جو شخص دین ودنیا کی سعادت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کرے اور جو تجدید وغیرہ کے کمالات کو جن

www.maktabah.org

سے وہ دوسرے اولیا سے ممتاز ہیں۔ مانتے۔ اگر انکار کرے گا تو اس پر غضب الٰہی نازل ہو گا۔ اللہ تعالےٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

اتباع شریعت محمدیہ کا اعلان

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کو ماضی، حال اور آئندہ کے تمام اولیائے نے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیر حضرت باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آنجناب کے کمال کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور آکر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔ تمام مخلوقات انبیاء، رسل معہ صحابہ ملائکہ اور تمام اولیائے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک بادی اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے آپ کو افضل تسلیم کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے سپرد ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلاف شرع معارف ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ رقص و سماع کا مظاہرہ کرنا۔ کیونکہ معدودے چنداں کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص ان کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے۔ صرف ان کے اقوال و افعال پسند کر کے ان پہ عمل کرتے ہیں اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیاء کے لئے وحدت وجودی کا مقام بند کر دیا ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعوٰی کرے گا۔ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ سالکوں کو بھی سماع و نغمے سے ترقی نصیب نہ ہو گی۔ آئندہ جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہو گا گمراہ ہو گا۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آداب نبوت بجا لا کر اپنے جبہ مبارک کو آستانِ رسالت کی خاک پر ملا۔

مجدد صدی مجدد صد سالہ وہ شخص ہے کہ سو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو۔ اسی کے طفیل سے ہو۔ اس سو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث، قطب، ولی وغیرہ ہوں گے ان کے تمام منصب سب اسی مجدد کے فیض کے محتاج ہوں گے۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف میں وہی فرق ہے جو سو اور ہزار میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صد سالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

مجدد الف اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان علوم کا اقتباس انوار نبوت کی شمع سے کیا گیا ہے۔ جو تجدید الف ثانی کے بعد بعیت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا مالک و ترجمان موجودہ مجدد الف ہے۔ چنانچہ مخفی نہیں ہے کہ جو علماء، ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات، صفات، افعال، احوال، مواجید، تجلیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے بلند درجہ ہیں۔ بلکہ ان علوم کو اُن علوم سے وہ نسبت ہے جو مغز کو پوست سے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست۔

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدید کی تصریح فرمائی ہے[۱]۔ چنانچہ مکتوب،

۱ے حضرت مجدد الف ثانی کے تجدیدی کارنامے کی تفصیل برصغیر کی اسلامی تاریخ پر لکھی جانے والی کتابوں میں جا بجا ملتی ہے۔ خصوصاً حضرت مجدد کے خلفاء سلسلہ مجددیہ کے علماء و مشائخ نے اور پاک و ہند کی تہذیبی اور دینی حقیقت پر لکھنے والے حضرات نے بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے جس دور میں احیائے دین کی ذمہ داری سنبھالی تھی وہ جلال الدین اکبر کے ملحدانہ نظریات کا گہوارہ تھا۔ اس وقت عالم اسلام ہزاروں

www.maktabah.org

میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا الب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) قسم کی گمراہیوں اور بدعتوں کے طوفانوں کی زد میں تھا۔ اکبری ملّاؤں نے ملّا مبارک کی تحریک پر دربار میں ایک محضر نامہ پیش کیا جس میں اسلام کی حاکمیت کی بجائے اکبر بادشاہ کو عقل کل، عادلِ مطلق، اور مجتہدِ اعظم قرار دے دیا گیا۔ وہ طاقت اور مذہب کا سرچشمہ بن گیا۔ اس محضر نامہ کی تیاری اور تسویدپر تو ملا مبارک کے بیٹے ابوالفضل اور فیضی تھے۔ مگر اس کے مؤیدین میں ان علمائکرام (جنہیں حضرت مجددّ الف ثانی علماء سوء کا نام دیتے ہیں) کے نام بھی سامنے آتے ہیں۔ جو اللہ کے خوف سے بے نیاز ہو کر جلال الدین اکبر کی بدعات کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ یہ محضر نامہ ملکی قوانین بن گیا۔ اور ہر صغیر کا بچہ بچہ بلا امتیاز مذہب و ملّت اس "آئین اکبری" کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اسلام کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ کفر والی حرکات قوت بننے لگیں۔ ہندوانہ رسومات دربار اور رعایا میں مقبول ہونے لگیں۔ علماء کا تمسخر اڑایا جانے لگا۔ اسلامی عقائد پر پابندی لگ گئی۔ اور الحاد و بے دینی ننگی ہو کر ناچنے لگی۔ ملا عبدالقادر بدایونی ایک ایسا حق گو مؤرخ ہے جس نے اکبری دربار کی ان غیر اسلامی حرکات کو سب سے پہلے طشت از بام کیا۔ اور اپنی کتاب منتخب التواریخ کے صفحات کو ان ملحدانہ خباثتوں کا ترجمان بنایا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر دربار میں مجتہدین اسلام جن میں امام غزالی شمس الائمہ حلوائی، امام ابوحنیفہ اور دوسرے حضرات کے اقوال پیش کئے جاتے تو ابوالفضل جھٹ بول اٹھتا کہ فلاں حلوائی فلاں کفش دوز، فلاں چمڑے والے کا قول دربار میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اکبر تائید کرتا "درست ہے"۔ دربار کی یہ حالت ایرانی اور عراقی شیعوں نے سنی تو جوق درجوق ہندوستان پہنچنا شروع ہو گئے۔ صحابہ کے کارناموں کو مسخ کیا جانے لگا۔ خلفائے ثلاثہ، فدک، صفین وغیرہ کا ذکر اکبر کی زبان سے ایسے غلیظ انداز میں ہوتا کہ اہل ایمان کی روحیں کانپ جاتیں۔ اسلامی عقائد حشر و نشر، قیامت، دیدارِ الٰہی، جنت و دوزخ غرضیکہ اسلام کے عقائد دربار کے ان مسخرے علماء و امراء کے سامنے بازیچہ اطفال بن کر رہ گئے۔ اکبر دربار میں بیٹھے بیٹھے حضور نبی کریم کے واقعہ معراج پر گفتگو کرتا تو کہتا کہ دیکھو میں بادشاہ ہو کر ایک

www.maktabah.org

وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان پر بدعت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوا کرتے تھے۔ اور نئی شریعت ولایا کرتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ خاتم الانبیأ جناب پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علما، کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔ انبیاء کے وجود سے صرف اولیأ کے وجود پر اکتفا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے۔ جو شریعت کو زندہ رکھتا ہے خصوصاً ہزار سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا لیکن اس زمانے میں ایک عالم، عارف، مکمل معرفت والا اس امت میں درکار ہے۔ گذشتہ امتوں کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ٹانگ اٹھاؤں۔ پھر دوسری اٹھاؤں تو زمین پر گر جاتا ہوں۔ بھلا عرب کا ایک پیغمبر کس طرح آسمان پر جا سکتا ہے اور عقل کیسے مان سکتی ہے۔ معاملہ یہاں سے آگے بڑھ گیا۔ تو اسلامی فتوحات، غزوات اور بہادرانہ کارناموں کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ اکبر کی بے دینی کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد مصطفےٰ، احمد یا مجتبیٰ آتا۔ انہیں خالی نام رکھنے پر مجبور کیا گیا۔ علماء سوء اپنی کتابوں میں حضور کی تعریف اور صحابہ کے مناقب لکھنے سے دست کش ہو گئے۔ ہندو مصنفین اور ہندو نواز مسلمان مولفین حضور کی ذات اقدس پر اعتراض لکھنے لگے۔ دربار میں نماز پڑھنا جرم قرار دیا گیا۔ مساجد کی اذانوں کی آوازوں پر پابندی لگا دی گئی۔ نماز، روزہ، حج ساقط قرار دیئے گئے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدم آگے بڑھائے۔ اور نعرۂ حق بلند کیا۔ یہ تھا وہ ماحول جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجدیدی کارنامے مؤثر ثابت ہوئے اور یہ تھے وہ طوفان جن کے مقابلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہِ گراں بن کر کھڑے ہوئے۔ (مرتب)

www.maktabah.org

کسی اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالیت جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ " اولھم خیر ام آخرھم خیر " پہلے اچھے ہیں اور آخری۔ لیکن " اولھم اوسطھم " پہلے یا بیچ کے نہیں فرمائے۔ اوّل اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی جو تردد کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دونوں اچھے ہیں۔ درمیان میلا ہے۔ واقعی اس امّت میں اگرچہ لغزش ہے لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متآخرین میں یہ نسبتاً قلیل ہے لیکن ہے بلحاظ کمیّت وکیفیت بہت اعلیٰ درجہ کی لیکن سابقین سے مناسبت دی۔ اسی واسطے جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے " الاسلام بدءغریباً وسیعود کما بدا فطوبا للغرباءَ " اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہُوا اور عنقریب ایسا ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہُوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے بعد مختلف معاملات میں بیّن تبدیلی ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں ہی اس واسطے ضرور تاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں ظاہر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملّت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں سے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

www.maktabah.org

بھائی جان! یہ بات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھا نہیں جا سکا۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کو جانچیں اور احوال کی صحت و سقم کو دیکھیں تو وہ شرعی امور کے مطابق ہیں یا مخالف اور پھر یہ دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم و توقیر کس میں زیادہ ہے ایسا کرنے سے شاید اصل حقیقت سے واقف ہو کر ہٹ دھرمی چھوڑ دیں گے۔ شاید آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے سامنے ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں خصوصاً مکتوبات میں سلسلہ مجددیہ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اصلی غرض نعمت حق کی اظہار اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے نہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دینا۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہٗ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا۔ چہ جائیکہ اکابر کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے۔ ؎

دلے چوں شہ مرا برداشت از خاک ۔۔۔ سزد گر بگذرانم سر بر افلاک

من آں خاکم کہ ابر نوبہاری ۔۔۔ کند از لطف بر من قطرہ باری

اگر بر روید از تن صد زبانم ۔۔۔ چو سوسن شکر لطفش کے توانم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۱۰ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق تشرین کی دسویں تاریخ تھی۔

www.maktabah.org

اللہ تعالےٰ

حضرت مجدّد الف ثانیؓ کو خلعتِ قیّومیّت عطا فرماتا ہے

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ مراقبہ میں آنجناب نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی۔ اسی وقت الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ پیغمبرِ اولوالعزم کو عنایت کرتا ہے۔ سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرّسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے۔ آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔

سید الانبیاء اپنے ہاتھ سے دستارِ قیومیّت پہناتے ہیں

بعد ازاں حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہوئے اور اپنے دستِ مبارک سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی اور منصب قیوّمیت کی مبارکباد دی۔ حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امّت کے قیومِ اوّل ہیں۔

www.maktabah.org

قیومِ اوّل کا مقام

قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام اسما و صفات شیونات، اعتبارات اور اصول ہوں اور تمام گذشتہ اور آئندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان، وحوش، پرند، نباتات ہر ذی روح، پتھر، درخت، بر و بحر کی ہر شے، عرش، کرسی، لوح، قلم، ستارہ، ثوابت سورج، چاند، آسمان، برج سب اس کے سائے میں ہوں، افلاک و بروج کی حرکت و سکون، سمندروں کی لہروں کی حرکت، درختوں کے پتوں کا ہلنا، بارش کے قطروں کا گرنا۔ پھلوں کا پکنا، پرندوں کا چونچ پھیلانا، دن رات کا پیدا ہونا، اور گردش کنندہ آسمان کی موافق یا موافق رفتار سب کچھ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بارش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر گرتا ہو۔ زمین پر حرکت و سکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں۔ جو آرام و خوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہوتا ہے اس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی گھڑی، کوئی دن، کوئی ہفتہ، کوئی مہینہ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے۔ غلہ کی پیدائش، نباتات کا اگنا، غرضیکہ جو کچھ بھی خیال میں آسکتا ہے وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا۔

روئے زمین پر جس قدر زاہد، عابد، ابرار اور مقرب، تسبیح، ذکر، فکر، تقدیس اور تنزیہ میں، عبادت گاہوں، جھونپڑوں، کٹیوں، پہاڑ اور دریا، کنارے، زبان قلب روح، سر خفی، اخفیٰ اور نفس سے شاغل اور معتکف ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں، گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب ان کی عبادت قبول نہ ہو اللہ تعالٰے کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ ؎

کارے جہاں بسر نہ رود بے رضائے او ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ درِ دستِ اوست سختئ نہ چرخ را مہار

بر جملہ خاکداں روان است حکم او ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ ‎ چوں جادۂ صحاری چوں موج در بحار

www.maktabah.org

قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہے

قیوم بمنزلہ جوھر اور ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے اسے بیچونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے۔ اس لئے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ اہلِ جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انبیائے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ فترت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا۔ جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی خاصی تعداد بھی مرتد ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسے اللہ تعالےٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔

لعل نایاب

جواھر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے تیار ہو کر نکلتا ہے اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر الوجود ہوتا ہے۔ گوہروں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جو جہان بھر کے لعل و جواہر سے یکتا ہوتا ہے۔ اور

www.maktabah.org

ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا۔ اور نہ ہو گا۔ وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ حضرت قیوم اوّل الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا حسب اور نسب

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ طریقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور آنجناب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

جب آفتاب رسالت پناہ نے ان دو پہاڑوں پر سایہ ڈالا۔ اور ہزار سال تک کمالات نبوت اور انوار رسالت، فیضان قیومیت کی تربیت اولیوں کی طرح پہاڑوں کے کانوں پر چمکتی رہی۔ اور جب وہ تربیت درجہ کمال کو پہنچی۔ اور کھیتی اپنے اختتام کو پہنچی تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اوّل خاتم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ آفتاب رسالت کے لعل ظاہر ہوئے ؎

چو خورشید رسالت شد ہویدا — بہ زیر سایۂ ایں لعل پیدا
منور گشت چوں نورش زجبین — اشارت می کنم از ہر دو شیخین
بہا اور انبا شد در بدخشاں — بود دوشش بہ رنگ لعل رخشاں
ازاں چوں الف ثانی شد مجدد — بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اول چوں الف ہست — دلیل خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ روئے زمیں می گشت معدوم — بعالم گر نبودے ہمچو قیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است — چنیں دانم کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض جاودانہ — بود تا ایں زمین و تا زمانہ !

www.maktabah.org

قیومیت کی طینت اصالت سید الرسل سے ہے

قیومیت کی ضروری شرط طینت اور اصالت ہے یعنی جو شخص قیوم ہے۔ اس کی مٹی میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت سنہ ۱۰۱۰ھ میں عنایت ہوئی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا سے سفر کیے سات ہزار ترپن سال گذر چکے تھے۔ اور زمین و آسمان کو پیدا ہوئے دو۲ ارب بتیس کروڑ ننانوے لاکھ ترپن سال ہو چکے تھے۔ ماہِ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب کہ بحساب شمسی پندرہیں میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق قیمارع تھی۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے۔

طینت و اصالت و محبوبیت ذاتی حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے قیوم اوّل مجدد الف ثانیؒ کو عنایت کیے تھے

طینت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے رسالت کا درجہ طینت سے اعلیٰ ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ محبوبیت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے، افعالی، صفاتی، ذاتی، افعالی محبوبیت امتِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اکابر اولیاء کو حاصل ہے جو مستثنےٰ ہیں۔ صفاتی محبوبیت انبیاء کو حاصل ہے اور ذاتی محبوبیت حضرت ختم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت

www.maktabah.org

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمتِ عظمےٰ سے مشرف فرمایا گیا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر موقوف ہے۔ سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت مجدّد کا بدن حضور نبی کریم کے بقیہ خمیر سے بنایا گیا تھا

ایک رات حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نماز کے بعد دُعا میں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جن کی تاب آنکھیں نہیں لا سکتیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ آپ کا یہ بدن حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی طینت کے خمیر سے بقیہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصّہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات حصہ اوّل کے مکتوب بانوے میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "جناب سرور دین و دنیا حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک سعادت مند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث۔ پھر قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السّلام کو اصالت سے جو حصّہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت عیسیٰ

www.maktabah.org

علیہ السلام کی طینت سے ہے۔"

مقامِ اصالت

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔"جب محفل عالی یعنی محفل انبیاءٗ کرام میں پہنچے۔ تو وہاں اتنی بھیڑ تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی وہاں پر صرف انبیاء ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی شان خاص تھی۔ انہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کر دیں۔ جب جگہ ملی تو میں معہ اپنے فرزند محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھ گیا۔" یہ مقام اصالت ہے۔ جو حق تعالےٰ نے انبیاء کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سبب نصیب ہوا ہے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں۔

اہل طینت محمدّی کا مقام

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترا ہو۔ جو سوائے انبیائے کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے۔ اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے جلوہ فرما تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طینت محمدّی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترہ کے دائیں طرف وہ انبیاءٗ تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیاء میں جگہ دی گئی۔ جو سرزمین ہند میں مبعوث ہوئے۔ نیز فرمایا کہ انبیاء کا لباس ہماری نسبت اعلےٰ درجے کا تھا۔ جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام حاضرین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں پر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا۔ کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروّج الشریعت ہیں۔

www.maktabah.org

مقام ضمنیت اس چبوترے کے نیچے مقام ضمنیت ہے اس میں بھی چار زینے ہیں۔ اور یہ شکل میں مربع ہے۔ انبیاء کے چبوترے بھی چار ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع حقیقت صلوٰۃ کا منتہائی مقام ہے۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت قیوم اول اور قیوم ثانی کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے۔ بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا۔

یہ وہی مقام ہے جس کی نسبت حضرت محبوب رب العلمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب و لا نبی مرسل۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہوتا ہے۔

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی وراثت اور اتباع کے طور پر ہو۔ تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص نبی ہو گیا ہے یا نبی کے مساوی ہو گیا ہے۔ منصب نبوت کو حاصل کر لینا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کر لینا اور بات ہے۔ حضرت سید الانبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا امتی اور تابعدار خواہ مقامات الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیاء طفیل سے بری ہیں۔ تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں۔ محض متبوع ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرموا عمتکم النخلة فانها خلقت من طینة آدم علیه السلام " یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی طینت سے بنائی گئی ہے۔" جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے اور قالب مبارک تیار ہو جانے کے بعد آپ کے خمیر میں سے کچھ مٹی بچ رہی۔ تو حکم الٰہی سے اس کو کھجور کا درخت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر ترو تازہ نہیں ہوتا

www.maktabah.org

جس طرح انسان کا سر کٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا۔

جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ پھر ایک درخت کو طینت آدم پر تسلیم کرنے وقت کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو پھر حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے تخلیق کرنے پر معترض کیوں ہیں۔

جن دنوں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مقامات و کمالات مثلاً تجدید الف۔ طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو جس طرح میرے بیٹے **قاسم** اور **ابراھیم** رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا کئے ہیں اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں دیئے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد ہوئی کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیئے تھا۔ جو تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اولوالعزم کے قائم مقام ہو۔ تم سے میرے دین کو از سر نو تروتازگی ہوگی۔ زینت نصیب ہوگی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہوں گے اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت۔ طینت اصالت بطریق وراثہ پدری نصیب ہوں گے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور میرے اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پُر ہے۔ ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے نور سے منور ہو اور دین اسلام کو از سر نو رونق ہو۔"

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.maktabah.org

ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھائی ہے۔ جو حق تعالےٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت قیوم اوّل کو بغل میں لیا۔ اور از راہ عنایت وشفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزند ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بیٹا یہ کام تم بھی کرو۔ اور جو حدیث شریف ہمارے سردار ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ لَوْعَاشَ لَکَانَ نَبِیًّا ط ”اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔“ ضروری ہے کہ جناب خاتم الرسل صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو جو انبیائے اولوالعزم سے ہوتا آیا ہے چنانچہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور پذیر ہوا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تر وتازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہوگئی۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امّت کا دینی ودنیوی کارخانہ اور رحمت الٰہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کو تاج قیومیت اور خطاب "خزینۃ الرحمت" ملتا ہے

ہم ناظرین کی خدمت میں اس سے پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے زیارت میسر نہ ہو سکی۔ اس سال آپ کے دِل میں وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک دِن اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ انسان، فرشتے، جنّ وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رُخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجناب نے توجہ کی تو معلوم ہوا۔ کہ مکہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے ہر شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں منعکس کر دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنجناب کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مِل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ امین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام علائق کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتۂ غیب نے آواز دی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں

www.maktabah.org

میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا تھا۔ اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا۔ تبرک کے طور حوض کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا۔ آجکل وہ صُفّہ عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آنجناب کا روضہ مبارک اسی صُفّہ کے شمال کی طرف ہے۔ اس صُفّہ اور روضۂ مبارک کے درمیان قریباً چالیس ہاتھ یا بیس گز کا فاصلہ ہے۔

خزینۃ الرّحمت کا خطاب

جب حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ معاملہ دیکھ چکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرّحمۃ" کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور آپ کو رحمت کاملہ کا خزانہ عنایت فرمایا۔ اس وقت آنجناب کیا دیکھتے ہیں آسمان سے لا انتہا فرشتے آکر آنجناب کے روبرو دست بستہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور اس قدر خوب صورت ہیں کہ آنکھیں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ انہوں نے آنجناب سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کی فرمانبرداری کریں۔ ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رحمت کا خزانہ آپ کو دیا ہے۔ الٰہی صفات کی اصل رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کنندہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ سو خزانۂ رحمت اور اس کی تقسیم بہ طریق نیابت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوئی۔ آنجنابؓ نے قیامت میں لوگوں کا بہشت میں داخل کرنا حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہوگا آپ کی مہر سے ہوگا۔ اسی واسطے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو "خازن الرحمت" فرمایا ہے۔ رحمت کی باقی خدمات مثلاً گنہگاروں کو آگ

www.maktabah.org

سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی سے گذارنا۔ بُرے اعمال کا حساب ۔میزان وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔سب قیوم ثانی معصوم زمانی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۳۱۱ میں جو حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ ؎

ہمچو الف ربّ حبیب خدا ہائے دو چشمی است مربی ما
لام مربی خلیل اللہ است میم ز تکلیم کلیم آگہ است

اس میں ہائے دو چشمی کا اشارہ رحمتِ الٰہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوّم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اس دو چشمی ہا کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دو چشمی کے کمالات کی تفصیل کا شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے اجتہادی کارنامے

مکتوبات کی پہلی جلد کے رسالہ مبدء و معاد میں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اوائل حال میں جناب پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس روز سے علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماتریدیہ کی ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کی تقلید

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک حصہ۔ اگرچہ آپ کے نزدیک دونوں مذاہب قابل عمل لائق تقلید تھے مگر آپ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

حضرت مجدد کا اجتہاد

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی جلد میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے اور اپنا مذہب پیش کیا۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے استادوں

www.maktabah.org

اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ پہ اثر کیا اور اس نور کی فنا و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں کو لے کر تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ پہ اثر کیا اگر آنجناب کے اجتہادی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پہ۔ اور اگر دونوں کے موافق نہ ہو تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت مجدد کے اجتہادی کارنامے

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہادیہ مسائل بہت ہیں جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل متکلمین کی رائے "شاھق الجبل" یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابوالمنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ خدا شناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاھق الجبل کافر مطلق ہیں۔ اور خود ابوالمنصور کی بھی یہی رائے ہے اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ "بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا" چنانچہ ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا۔

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابوالحسن اشعری کی رائے ہے کہ "شاھق الجبل" جنتی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

www.maktabah.org

کہ "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا" "یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں۔"

اب یہ دونوں آئیتیں ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشیں گے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے عذاب نہیں دیں گے۔ دونوں مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے۔

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو نبی کی وساطت کے بغیر بہشت میں تو داخل کر لیا جائے لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دیئے بغیر عذاب دے دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کر دیا جائیگا۔

آنجناب یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیاء کی خدمت میں پیش کی۔ تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ اسی طرح آنجناب دارالحرب کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی خاک کر دیئے جائیں گے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان بچوں کو اہلِ ذمّہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں اور معذور ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہادیہ بکثرت ہیں۔ یہاں پر بطورِ "مشتے نمونہ از خروارے" صرف انہیں دو مسائل پہ اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے مسائل اجتہادیہ کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک "ہر سہ جلد مکتوبات و ہفت رسائل" کا مطالعہ کرے۔

ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت میں بڑے جیّد عالم تھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سُنے تھے

www.maktabah.org

اسی سال مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں ان یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کا حضرت باقی باللہ کی نگاہ میں مقام | خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

"برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مخلص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الٰہی کا آخری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں تشریف لائیں گے تو ان سے تمہارے واسطے التماس کی جائے گی۔ اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھوڑے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دیں گے۔ اور جو تمہارا مدعا ہے پورا ہو جائے گا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کرایا کرتے تھے۔ جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب اسے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتے تھے۔ ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تھا درج کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب

"ارشاد کی مسند زیادہ وسیع اور منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اسے خواجہ برھان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسے اہل نظر و محبت کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ

www.maktabah.org

یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلیٰ پائے کا ہے۔ میری دلی منشأ یہ ہے کہ آپ خواجہ احرارؒ کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ارواح ان کے متعلق تھے۔ لیکن جب حاضرِ خدمت ہوا تو قوت حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے متردد ہوا۔ کہ اس سے کون شخص مراد تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ میں دیکھنا چاہیئے تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے ان کی باتوں میں پاکیزگی جھلکتی ہے۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محبت خلقت "نہایت در بدایت" مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت مطلق ہے۔ کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ از راہ مہربانی وہاں بھی دیکھیں۔

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے اوپر کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقرب کا سبب ہوئی ہو۔ از راہ عنایت بہت ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے۔

اور التماس یہ ہے کہ فنائے بشریت کے بارے میں بھی توجہ فرمائیں۔ کہ آیا اس میں فنافی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے بالا بالا پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور فنائے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوئی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے محو ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ کی بہر حال عود بشریت سے محفوظ ہیں۔

نیز خانہ جبروت "جو مقام انبیائے علیہم السلام ہے" میں بھی ایک نظر ڈالیں اس میں کوئی ایسا مقام ہو گا جو عود مذکورہ سے بے کھٹک کر دیتا ہو گا۔

www.maktabah.org

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس ظاہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شاید اللہ تعالٰی کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے ہوں۔ میرے باقی حالات اللہ تعالٰی کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا لکھوں کیونکہ کئی ایک مقامات کے نہ نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکہ لکھوں۔ انشاء اللہ تعالٰی حسب مرضی کارروائی ہوگی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیاز مندی قبول فرمائیں۔"

حضرت باقی باللہ اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیر تھے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح پوچھتے ہیں جس طرح مُرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں "متوقف" "جس کا ترجمہ کا (مترجم) نے لفظ میرے سے کیا ہے۔" سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں۔ جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھ رہے ہیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر تمام مریدوں اور خلفاء سمیت استقبال کے لئے آئے اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لایا گیا اور آنجناب سے مریدانہ سلوک کیا چنانچہ انہیں مسند پر بٹھایا۔ اور خود ان کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوئے اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے کر کے تاکیداً فرمایا۔ کہ جو کچھ یہ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ) حکم کریں۔ اس پر عمل کرو یہی میری خواہش ہے اور یہی میرا طریقہ ہے۔

---

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی قیومیت کے دوسرے سال میں

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگؒ کا ایک اہم اقدام

حضرت باقی باللہ کے مرید مجدد الف ثانی کی خدمت میں

اس سال حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ مگر بعض احباب نے اس بارے میں حجت پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایسے آفتاب ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں ستارے بے نور ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں۔ ان میں ایک شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں کی طرح آنجناب کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اٹھتے تو ادباً اُلٹے پاؤں واپس آتے۔ کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ خاص کے لئے التماس کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التجا کرتے۔

www.maktabah.org

شاہ سکندر کیتھلیؒ جناب غوث الاعظمؓ کا خرقہ پیش کرتے ہیں

جب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے تو اسی اثنا میں شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ان کے دادا شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ بطور امانت تھا اور حکم تھا کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا اور وصیت کی کہ جب اس خرقہ کا وارث مبعوث ہو اُسے دے دینا۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر رکھ دیا تھا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجدید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ اب یہ خرقہ قیومت مآب کو پہنچا دو۔ شاہ سکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ کو دینے میں قدرے تامل کیا۔ کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دُوں۔ شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ تاکید کی کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ سکندر نے دیدہ دانستہ غفلت کی۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب وہ خرقہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ حضور صبح کی نماز کے بعد حلقہ احباب میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ

www.maktabah.org

عنہ نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خرقہ پہنا۔ اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ کیا کہ نقشبندیہ نسبت دب گئی پھر نسبت نقشبندیہ ابھری اور قادریہ نسبت مستور ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کبھی وہ نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں، مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رکاب میں تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بھی تمام پیروں اور اپنی طریقہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں تشریف لائے اس مجلس میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ ان تمام ارواحِ قدسیہ نے اسی شاندار تقریب میں گفتگو فرمائی۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لڑکپن میں ہماری نسبت لی۔ یعنی لڑکپن میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان چوس کر تمام قادریہ نسبت لے لی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) اس لئے سب سے ہمارا حق فائق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلے کو رواج دے اور اس کی خدمت کرے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مسند نشین ہے۔ اور جو نسبت معہود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بطورِ امانت پہنچی ہے۔ وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے۔ اس پہ ہمارا حق ہے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دیں۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں کیونکہ اس مرد خدا کے آباؤ اجداد ہمارے سلسلہ چشتیہ سے تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے اور اصرار کرنے لگے کہ انہیں ہمارے سلسلہ تصوّف کی ترجمانی پہ لگایا جائے۔ غرضیکہ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے

www.maktabah.org

تاکہ ان کے سلسلے کو رواج دیں۔

خواجہ ہاشم اور ملّا بدرالدین علیہما الرحمۃ اپنی مستند نامہ یحوں میں لکھتے ہیں کہ اس قدر اولیائے امّت کی روحیں سرہند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر، کوچے بازار بلکہ شہر کا گردونواح اور آس پاس کے گاؤں اور شہر پُر ہو گئے۔ اور چاروں طرف انوار کی بارشیں ہوتی دکھائی دیتی تھیں۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک یہی مقامات و مذاکرات ہوتے رہے۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں رجوع کیا۔ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے از راہِ لُطف وکرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہو گا۔ اس کا اجر تمہیں بھی مل جائے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو زیادہ رواج ہو گا۔ کیونکہ اسے نسبت معہود میری سنت کی اتباع کی استقامت اسی سلسلہ سے ہاتھ آئی ہے۔ اور اسی سلسلہ کے سردار حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے بعد باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ پائی جاتی ہے اس سے دوسرے درجہ پر اس عزیز سے سلسلہ قادریہ کو رواج بھی ہو گا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہو گا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کیمیا اثر میں گذاری۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ممتاز فرما دیا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔ جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منوّر ہو گئیں۔

www.maktabah.org

نسبتِ خاصہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبتِ خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔ آپ کے طریق کا سالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور مشائخ سلاسل میں چاہیں اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس سلسلہ میں چاہیں مرید کریں اور اس سلسلہ کا فیض عام کریں لیکن ان کے بعد ان کے خلفا کو سختی سے ممانعت کردی کہ سوائے نقشبند اور قادریہ سلسلہ کے کسی کو مرید نہ کریں۔ کیونکہ اِن دو سلسلوں کا حق باقی سلسلوں کی نسبت فائق ہے اگرچہ حضرات قیوم اربعہ بھی کسی کو اِن دو سلسلوں کے سوا باقی سلسلوں میں شاذ و نادر ہی مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ احمدیہ میں تمام سلسلے پائے جاتے ہیں لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے، کہ دوسرے سلسلوں میں بعض بدعات بھی در آئی ہیں مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا لوگ عام طور پر اپنی سہولت کے لئے اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلافِ شرع باتیں مباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد کرنے کی اجازت پاسکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرہند مجددیہ سختی سے منع فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں۔ لیکن بعض امور مثل وحدت الوجود اور سماع و نغمہ سے تاکیداً منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت معہود طریقہ نقشبندیہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے سلسلہ نقشبندیہ کو کثرت سے شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق اعلان کیا اور فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہوئے۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۱۵ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق دِتو کی پندرہویں۔

www.maktabah.org

تاریخ تھی۔

صدر جہاں اور خانِ اعظم حلقہ مریدین میں

اسی سال سید صدر جہاں اور خانِ اعظمؒ جن کے حوالوں اور واقعات کا ذکر اس

لہ یہ خانِ اعظم حضرت مجدد الف ثانی کے عقیدت مند امرائے دربارِ اکبری میں سے ایک تھے۔ ان کا نام خانِ اعظم مرزا عزیز کوکلتاش خان تھا۔ آپ میر شمس الدین محمد خان جو اکبر کے قریبی امراء میں سے تھے کے بیٹے تھے۔ اکبر کی پیدائش سے پہلے ہی اکبر کی والدہ نے خانِ اعظم کی والدہ کو کہہ دیا تھا کہ اگر مجھے اللہ بیٹا دے تو تم اسے دودھ پلانا۔ چنانچہ اکبر کی پیدائش پر خانِ اعظم کی والدہ جی جی بیگم نے اکبر کو دودھ پلایا۔ اس طرح خانِ اعظم اکبر بادشاہ کے رضاعی بھائی تھے۔ خانِ اعظم کی والد شمس الدین آتکہ شہید ہوئے تو اکبر نے ان کے اس بچے کو بڑی شفقت دی۔ ۹۶۹ھ میں مرزا عزیز کو مرزا کوکہ اور خانِ اعظم کہہ کر پکارا جانے لگا۔ دربار میں پرورش پانے کی وجہ سے اکبر سے بے تکلفی بھی تھی۔ اور بعض اوقات گستاخانہ اندازِ گفتگو بھی اختیار کر لیا جاتا۔ جسے اکبر خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا تھا۔ اگر کبھی حد سے زیادہ گستاخی ہوتی تو اکبر کہتا کہ میرے اور کوکہ کے درمیان دودھ کی نہر حائل ہے۔ مجھے لحاظ مانع ہے۔ ۹۷۸ھ میں عبداللہ خان اوزبک (جو حضرت مجدد الف ثانی کا مرید تھا) کی طرف سے سفارت آئی۔ تو ان کے لئے علیحدہ تحائف ساتھ آئے۔ اکبر نے آپ کو دیپال پور کا علاقہ جاگیر کے طور پر دے دیا تھا۔ جب اکبر حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے پاکپتن تشریف آیا تو کئی ہفتے خانِ اعظم کا مہمان رہا۔ خانِ اعظم نے اکبر کے تمام امراء، لشکریوں اور رشتہ داروں کو گراں قدر تحائف دے کر اپنی فیاضی اور دریا دلی کا سکہ بٹھا دیا۔ ۹۷۹ھ میں اکبر نے صوبہ گجرات بھی خانِ اعظم کی جاگیر میں دے دیا۔ ۹۸۲ھ

www.maktabah.org

سے پیشتر ہو چکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) بیں اکبر نے جب دینِ الٰہی کی بدعتوں اور کفریات کو ملک میں رائج کرنا شروع کیا تو امرائے دربار میں سے خانِ اعظم پہلا شخص تھا جس نے بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔ اور بادشاہ کی جاری کردہ قباحتوں پر برملا تنقید شروع کر دی چنانچہ جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ اور خانِ اعظم کو آگرہ کے باغ جہاں آرا میں نظر بند کر دیا۔ مگر خانِ اعظم کی گردن نہ جھکی۔ سنہ ۹۸۳ھ کے آخر میں اکبر نے رہا کر کے دوبارہ جاگیر بحال کی۔ تو خانِ اعظم نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے خانِ اعظم کے بوڑھے چچا قطب الدین کو منانے کے لئے کہا۔ ماں سے سفارش کرائی۔ خانِ خاناں نے زور لگایا مگر خانِ اعظم سرنگوں نہ ہوئے۔

سنہ ۹۸۸ھ میں اکبر نے بڑی منت سماجت کے ساتھ خانِ اعظم کو سپہ سالاری کا عہدہ قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ سنہ ۹۹۰ھ میں بنگال میں بغاوت ہوئی تو خانِ اعظم نے حسن تدبیر سے اُسے دبا دیا۔ ملک کے مختلف علاقوں میں شورشیں برپا ہوئیں تو خانِ اعظم کی تدابیر اور شمشیر دونوں آگے بڑھ کر کام آئیں۔

سنہ ۱۰۰۱ھ تک اکبر بادشاہ کا دربار دینِ اسلام اور مذہب کے خلاف ایک مرکز بن گیا تھا۔ اسلام کی ہر چیز کا تمسخر اُڑایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ اکبر نے حکم دیا کہ تمام امراء اور علماء داڑھیاں صاف کرائیں۔ مولانا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے۔ "بگفتاریش ہا برباد دادہ منصد یچندے" خانِ اعظم اکبر بادشاہ کو عزیز بھی تھا۔ اور بیٹوں کا ہم پایہ بھی تھا۔ مگر وہ اسلام کی محبت کی بنا پر اکبر کی کسی ثروت یا انعام کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ وہ سپاہی زادہ تھا۔ اور سپہ سالار تھا۔ اس نے مذہب کے خلاف اقدام کرنے والوں کو برملا ٹوکا۔ دربار میں بادشاہ کے چہیتے ابوالفضل اور بیربر کو للکارا۔ درباری نورتن بڑے ہوشیار تھے۔ سامنے چُپ رہتے۔ علیحدگی میں بادشاہ کے کان بھرتے رہے۔ بادشاہ نے خانِ اعظم کو دربار میں طلب کیا۔ خانِ اعظم نے برملا کہا۔ مَیں ایسے مردود دربار میں

www.maktabah.org

نے بھی ان کے حق میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے اور دونوں حضرات آپ کی خصوصی توجہ کے مرکز رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نہیں آنا چاہتا۔ جہاں اسلام کی توہین ہوتی ہو۔ ابوالفضل نے اپنی لچھے دار تحریر میں فرمان شاہی بھیجے مگر خانِ اعظم نے کسی فرمان کی پرواہ نہ کی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں حج پر جانیوالا ہوں اور بادشاہ کے تمام فرامین کے جواب میں ایک خط لکھا کہ دین و ملک کے بدخواہوں نے آپ کو راہِ راست سے ہٹا کر بے دین اور گمراہ کر دیا ہے۔ انہوں نے آپ کو ایسی پٹی پڑھائی ہے کہ آپ نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ کیا آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ یا شق القمر کا معجزہ رونما ہوا ہے۔ چار اصحاب راشد آپ نے بنائے ہیں یہ لوگ حقیقت میں آپ کے بدخواہ ہیں اور خوشامد کر کے آپ کی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ حج بیت اللہ کو جا رہا ہوں آپ کے لئے خانہ کعبہ میں جا کر دعا کروں گا۔"

خانِ اعظم اپنے تمام اہل و عیال، نوکروں اور خدمت گذاروں کو لے کر جہاز میں سوار ہوئے اور دیارِ حبیب میں جا پہنچے۔ مسلمان رعایا نے آپ کو بڑی شان و شوکت سے الوداع کیا۔ حرمین الشریفین میں خانِ اعظم نے اپنی سخاوت سے اہلِ مکہ اور اہالیانِ مدینہ کی جھولیاں بھر دیں۔ سنہ ۱۰۰۲ھ میں واپس آئے تو اکبر نے دربار میں بلا کر بڑی عزت کی۔ جاگیریں بحال کیں۔ اب خانِ اعظم بہار میں سکونت پذیر ہو گئے۔ بیٹوں کو بھی اکبری دربار سے جاگیریں ملیں۔

سنہ ۱۰۱۴ھ میں اکبر مر گیا تو خانِ اعظم اور دوسرے مذہب پسند امراء جہانگیر کی تخت نشینی کے لئے کوشاں تھے۔ جہانگیر نے عنانِ حکومت سنبھالتے ہی خانِ اعظم کے تمام اعزازات میں اضافہ کر دیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ جہانگیر نے خانِ اعظم کو دربار کے خلاف سازش کرنے اور اپنے داماد خسرو کو تخت پر بٹھانے کی کوشش پر قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رہائی ملی۔ تو خانِ اعظم سنہ ۱۰۲۳ھ میں احمد آباد گجرات میں چلے گئے جہاں فوت ہو گئے۔ خانِ اعظم ایک بہادر سپاہی،

www.maktabah.org

نیز اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علوِ شان معلوم ہوتی ہے۔

حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی مکتوب

مکتوب ۶ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچائے یاد رہے۔ یہ زمین بزرگوں کے نصیبے کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں سرِ مو تکلف نہیں جو حقیقت ہے۔ لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں گو ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو۔ تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جہاں سے خوشبو میسّر آئے۔ کیوں اس طرف نہ جائے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حکم پر موقوف ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ایک دین پسند امیر، اور با تدبیر سپہ سالار کی حیثیت سے نام آور ہوئے۔ جہانگیر اپنی تمام بدگمانیوں کے باوجود تزک جہانگیری میں خانِ اعظم کو ہدیۂ تحسین پیش کرتا ہے۔ آپ اکبری دربار کی بدعات اور جہانگیری عہد کی بے اعتدالیوں کے خلاف ہمیشہ کلمۂ حق بلند کرتے رہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی عقیدت مندوں اور تحریک احیائے اسلام کے زبردست حامی تھے۔ نور اللہ مرقدہٗ۔ ملا بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ خانِ اعظم نے حج سے واپسی پر اکبر کے دینِ الٰہی کو تسلیم کر لیا تھا۔ داڑھی صاف کرا دی۔ اور گمراہ لوگوں کے ساتھ مل کر اکبری دین پر گامزن ہو گئے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) (مرتب)

www.maktabah.org

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دیں　　خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دلی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے۔

دوسرے ہمارا مقصد یہ ہے کہ میر صالح نیشاپوری نے اظہار طلب فیض کیا تھا۔ اُسے آنجناب کی خدمت میں بھیج رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور ہوں گے۔ اور کامل توجہ و عنایت حاصل کریں گے۔ والسلام۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا۔ تواضع اور انکسار کی علامت ہے چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مہینے بعد پھر خواجہ صاحب نے ایک مکتوب نہایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پھر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا اور وہ یہ ہے۔

" اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچائے۔ مدّت سے مَیں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیاز مندی عرض نہیں کی۔ اس کیفیت کو مرا نامہ بر ضرور خدمتِ والا میں عرض کر دے گا۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں اور کیا عرض کروں۔ کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں لکھنا بڑی جرأت کی بات ہے۔ اور دنیاوی اوضاع و اطوار کی حکایت بہت بے جا معلوم ہوتی ہیں ہمیں اپنے حد کو مدِّنظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیئے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و آرزو بیان تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں۔

بس تشنہ و بس خرابم اے دوست　　در حسرت یک دم آبم اے دوست
ہر جا کہ ترشّحے تو بینم　　در لعطش آیم و بنشینم "

یہ مکتوب پڑھ کر حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار اٹھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی روانہ ہو گئے۔

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الف ثانی قیومیّت کے تیسرے سال میں حضرت باقی اللہ بیرنگ کی خدمت میں

حضرت مجدد اپنے پیرو مرشد کی نظر میں

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار ہو کر دھلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنی۔ تو پا پیادہ شہر سے باہر آئے اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسند ارشاد پہ بٹھایا۔ اور اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب حلقہ یا مجلس سے" جس میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا کرتے اُٹھتے تو الٹے پاؤں واپس آتے۔ تاکہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ بلکہ غائبانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور اپنے مریدوں کو بھی تلقین کرتے۔ کہ جو آداب و استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ حضرت مجدّد کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر بجا لایا کرتے تھے۔ یہ واقعات وہ ہیں جو خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدرالدین سرہندی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ مزید براں ہم نے حضرت قیوم اربع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سُنے ہیں۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے مرشد میر **محمد نعمان** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حجرے میں تخت پر اونگھ آگئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ تن تنہا آنجناب کی زیارت کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحبؒ نے اسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیاز کے ساتھ کڑکڑاتی دھوپ میں آستانہ کے باہر کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ یہ سن کر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُچھلے اور بڑے افتقار و انکسار کے ساتھ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر لائے اور ادباً دو زانو ہو کر سامنے بیٹھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور وہیں یادِ الٰہی میں مشغول رہو۔ اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی میں لگے رہو۔ بلکہ ان کے رُوبرُو ہماری طرف بھی توجہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا۔ کہ **شیخ احمد** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے امت **محمدیہ** صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں کوئی ولی نہ ایسا پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص بیاض سے نقل کیا ہے کہ حضرت

www.maktabah.org

قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بااصرار عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں۔

وِلایت اور وَلایت حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک کتاب میں چار دائرے کھینچے اور ہر ایک دائرہ میں انتہائی کمالات الٰہی درج فرمائے جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوتے۔ ایک دائرہ میں وَلایت اور دوسرے میں وِلایت لکھا۔ (واؤ کی زبر اور زیر سے) تیسرے میں کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق۔ ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار مشائخ کے نام لکھے۔ جو اولیاء امت میں سے افضل ہیں۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے۔ (سب کا سردار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

اپنے مرشد پر توجہ نسبت ایک روز حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں جسمانی کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اب زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیر خوار اور خورد سال بچوں خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ کو گود میں اٹھا کر حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التماس کی کہ ان دونوں نور دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب الارشاد ان مخدوم زادوں پر ایسی توجہ کی کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی ظاہر ہوا۔ نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غائبانہ آنجنابؒ کے فرزندوں کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۶۴ میں جو حضرت خواجہ صاحبؒ کے فرزند کے نام لکھا ہے۔ بیان فرمایا ہے۔ آنجنابؒ کے احوال لکھنے والوں نے بھی

www.maktabah.org

بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے تو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب و انکسار سے معافی مانگی۔ کہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے لیکن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہماری باطنی ترقی اس وقت تک صرف وحدت الوجودی کے مقام تک آکر رُک گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں جو اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں وہ صرف انبیاء کا حصہ ہیں۔ بڑی ہی بدقسمتی ہوگی اگر آپ ایسی نعمت سے مجھے محروم رکھیں جب حضرت خواجہ صاحبؒ بہت درپے ہوئے اور خطرہ تھا کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ مجبوراً حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا اور توجہ باطنی یعنی اپنے کمالات کا خاصہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولیائے امّت سے افضل بنایا۔ اپنے پیر بزرگوار پہ ان کی خواہش کے مطابق کی۔ حتیٰ کہ عنایت الٰہی سے ان کا مقصود حاصل ہُوا۔ خواجہ صاحبؒ نے اس موقع پہ اپنے مریدوں کے لئے اشارتاً فرمایا ہے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے بڑے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "جن کا حال تھوڑا سا پہلے لکھا گیا ہے۔" زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ مَیں نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے سُنا۔ جو فرماتے تھے کہ ہم حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی بھی نہ دیکھے تھے۔ ان کی توجہ نے ہمیں توحید وجودی کے مقام سے اٹھا کر مقاماتِ شرعیہ میں پہنچا دیا۔

www.maktabah.org

عزیز متوقف

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر عام مجلسوں میں آشنا و بیگانہ و یار و اغیار کے روبرو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا کہ توحید تو ایک تنگ کوچہ ہے۔ شاہراہ سلوک تو اس سے بہت وسیع ہے۔

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض داشتیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں ان میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچا دیا اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں "عزیز متوقف" سے مراد آنجناب کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں۔

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکتوب عرض داشت کی صورت میں آیا۔ اس میں بھی عزیز "متوقف" کے احوال درج تھے۔ جب پڑھا گیا تو بعض یاروں نے جرأت کر کے پوچھا کہ "عزیز متوقف" سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ میں ہی "عزیز متوقف" ہوں۔ مجھے انہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے۔ اور پھر اشارۃً عزیز متوقف لکھتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیس عرضداشتیں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے۔ اس کتاب میں ان کی گنجائش نہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے رخصت ہو کر دارالارشاد سرھند کی طرف لوٹ آئے۔

www.maktabah.org

اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

مراۃ العالم اور مراۃ جہان نما "مرأت عالم" اور "مرأت جہاں نما" میں جو سلطان اورنگ زیب کے حکم سے تالیف کی گئی ہیں اور جس میں ابتدائے خلقت سے لے کر اورنگ زیب کی پہلی دہ سالہ حکومت تک کے حالات مندرج ہیں۔ اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہان میں ہوئے لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں انبیاء، اولیاء، بادشاہ، علماء، شعرا، اہل حرفہ وغیرہ سبھی کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے بجا لایا کرتے تھے بطورِ عجائب روزگار درج کئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت کی جانکاہ خبر سُنی

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر دہلی سے واپس آئے تو تھوڑا عرصہ دار الارشاد سرہند میں رہ کر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام ممتاز شرفا آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر سر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علماء مثلاً مولانا طاہر، مولانا حاجی محمد، مولانا جمال تلوی رحمہم اللہ علیہم وغیرہ صبح و شام آنجناب کے

www.maktabah.org

کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی آپ سے واقف تھے۔ کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے رکھی تھی۔ جب انہوں نے یہ سُنا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ پیر و مرشد ہونے کے باوجود مریدوں کی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب بجا لاتے ہیں۔ اور باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ ہی سے کرتے ہیں تو ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ ان لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی۔ کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں سو اللہ تعالیٰ ان کی خوش قسمتی سے آنجناب کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجنابؒ کی تشریف آوری کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت خیال کر کے بمعہ قبائل، قوم، تابعین، لواحقین اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار در ہزار مرید ہو گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات کے ہزارہا آدمی بھی آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے۔

مولانا جمال تلویؒ

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں کہ مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بڑا شاگرد مجھ سے کہنے لگا کہ ایک روز مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال اعتقاد سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اٹھ کر آپ کی نعلین مبارک اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیں۔ جب حضور اٹھے تو پہنائیں۔ لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو ناگوار گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ دونوں حضرات علم میں یکساں ہیں۔ اور ورع اور صفائی باطن میں بھی مولانا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے۔ تو آگے بڑھ کر مولانا سے پوچھا۔ کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا جمال تلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم باللہ اور "اسرارِ لی مع اللہ" سے واقف

www.maktabah.org

ومحرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم ان کی تواضع کرنے سے اجرِ عظیم حاصل کرلیں۔

وحدت وجود کا راز

ایک روز مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیاء مسئلہ وحدت الوجود "جو بظاہر شرع کے بالکل خلاف ہے" کے قائل ہیں۔ آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا جمال تلوی کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے۔ جن کو سن کر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جس طرح ایک مدہوش انسان ہوتا ہے۔ زانوئے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دے کر رخصت ہوئے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان گوہر فشاں سے کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پڑھ دیا۔ ؎

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی ۔۔۔ کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی[1]

---

[1] حضرت ملا جمال تلوی قدس سرہٗ اکبری دور کے ایک بلند پایہ عالمِ دین، ماہر تعلیم اور سالک تھے۔ لاہور میں میو ہسپتال کی توسیع عمارت کی جگہ ایک محلہ تلا تھا۔ اسی جگہ ملا جمال تلوی کا دینی دارالعلوم تھا۔ اس میں علم تفسیر احادیث اور فقر و سلوک کے اساتذہ مصروف تدریس تھے۔ آپ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات سے پہلے فلسفہ وحدت الوجود کے سخت مؤید تھے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ زندگی کے پورے بارہ سال بلاناغہ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پرانوار پہ حاضری دی اور فاتحہ خوانی کے بعد روحانی فیوض سے بہرہ ور ہوئے۔ ایک بار کئی روز کھانا میسر نہ آیا تو خان خاناں کے باغ کی طرف جا نکلے۔ ایک توت کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہوگئے۔ حالانکہ اس موسم میں توت پر پھل کا موسم نہ تھا۔ درخت کے پتوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ تو ایک نورانی شکل کا بزرگ توت کھاتا دکھائی دیا۔ کہتے

www.maktabah.org

مولانا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے جیّد عالم تھے۔ آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور ایک عرصہ تک اپنی خدمت میں رکھا۔ حتیٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالےٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائے گا۔

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدخشاں اور ماوراءالنہر کے بڑے مشائخ سے تھے۔ وہاں پر بعض مشائخ کی بشارتوں اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قیومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ملک توران میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عام تعارف ہوا اور یہ بات عام ہوئی تو وہ بڑے متعجب ہوئے۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد ہوتے ہوئے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) لگا۔ جمال توت کھا ؤگے۔ کہا۔ ہاں۔ اس بزرگ نے ایک شاخ کو جھاڑا۔ تو زمین پر توت گرنے لگے۔ جمال تلوی نے خوب کھائے۔ اور بھوک جاتی رہی۔ جمال تلوی کہتے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری تھے۔ ازاں روز مردم از امراء و شاگرداں ہم ہدایا می فرستند۔ حساب می کنم۔ ہر روز پنج روپیہ شود (مرآت عالم صفحہ ۴۹)۔ مُلا بدایونی لکھتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے اعلم علماء میں تھے۔ آپ کے درس کی دور دور تک شہرت تھی۔ آپ نے آٹھ سال سے پڑھانا شروع کیا اور ۱۰۰۴/۱۵۹۵ء تک پڑھاتے رہے۔ معقولات و منقولات کے باریک نکتے شاگردوں کو سمجھا دیتے تھے۔ فیضی کو اپنی بے نقاط تفسیر سواطع الالہام میں مشکلات پیش آئیں تو آپ حل فرما دیتے۔ ملّا بدایونی نے آپ کی شان میں یہ شعر لکھا

چیست بحث علم اگر تا فرق فرقد ما رود
ذکر مولانا جمال الدّین محمّد می رود

www.maktabah.org

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ باطنی لی ہے۔ کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے۔ ان میں سے بعض اپنے وطن واپس گئے۔ انہوں نے ازراہ تعجب تجدید الف، طینت، اصالت، قیومیت اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ لینا۔ وہاں کے لوگوں کو بتایا۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ اُمکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سُنے ہوئے تھے۔ اس لیئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کے منتظر تھے۔ یہ باتیں سُن کر انہیں کامل یقین ہو گیا۔ بعض نے آنجناب رضی اللہ عنہ کے دیدار سے مشرف ہونے کا ارادہ کیا۔ ان میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین اٹھے اور کمر ہمت باندھ کر ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو اُن دنوں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سرہند سے چل کر لاہور میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کر کے مرید بنے۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں کئی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین قدس سرہٗ کے نام ہیں۔

میر نصیر احمد رُومی رحمۃ اللہ علیہ

میر نصیر احمد رُومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے ممتاز شیخ تھے۔ آپ ایک روز حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ منورہ کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام اولیائے امّت سے افضل ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت میں چلے جاؤ۔ اور اس سے دعا اور توجہ طلب کر کے اسے اپنے لیئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ حضرت مذکور حسب الارشاد جناب رسولِ خدا صلے

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کرکے شہر لاہور میں پہنچے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کو شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کی خبر آئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بہت افسردہ خاطر ہوئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند پہنچے تو دو تین دن رہ کر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں خان عبدالرحیم خان خاناں اور مرتضیٰ خاں جو حکومت کے اعلیٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دنوں یہ دونوں شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم اوّل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانا اور ان کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد خان خاناں اور مرتضیٰ خاں دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے[1]

---

[1] ۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے اسلام نے مغل دربار کے بہت سے نیک دل

www.maktabah.org

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۵, جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو ہؤا۔ اور شہر دھلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا احسام الدّین نے تعمیر کرایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی تھی کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے حسب منشا عمارت نہ بنوائی گئی۔ صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا لیکن نہایت عمدگی اور نفاست کی شان جھلکتی تھی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار کا امتیاز

عجیب تصرف یہ ہے کہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب، نہیں لاسکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انوارِ الٰہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحب کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بڑا وسیع قبرستان ہے۔ امراء اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قسمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اور اہل ایمان مسلمان امراء کو متاثر کیا تھا۔ چنانچہ خوف اور لالچ کے باوجود چند امرائے دربار نے آپ کے نظریات کی بڑھ چڑھ کر تائید کی۔ ان امراء میں شیخ فرید بخاری، قلیج خان صدر جہاں، مرزا کوکہ خان عالم، خواجہ حسام الدّین، عبدالرحیم خان خاناں اور مہابت خان وغیرہ تو حضرت مجدّد الف ثانی کے عقیدت مند اور جان نثار مرید تھے۔ شیخ فرید نے فتنہ ارتداد دین اور بدعات دین

www.maktabah.org

اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کے لئے بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قسمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر ان کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ عبیداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ الٰہ داد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ تینوں حضرات خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے۔

الٰہی کو روکنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان میں سے اکثر نے جہانگیر کی تخت نشینی میں اہم کردار ادا کیا۔ اور جب جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا تو ان امراء نے اپنی قوت سے جہانگیر کو خلاف اسلام قوانین کے نفاذ سے رُک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ (مرتب)

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی خواجہ باقی باللہ کی تعزیت کے لئے دھلی تشریف لائے

حضرت خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین برکات الاحمدیہ اور حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہار غم کے لئے دھلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجا لائے اور انہوں نے آنجناب سے بیعت کی۔ اسی اثنا میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ کیا اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منغص ہوگئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بہت سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن بے سود نہ صرف اتنے پر اکتفا کی بلکہ بعض تو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پہ جا کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کی دعائیں کرنے لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان بے جا تجاوز کرنے والوں کی نسبت سلب کر لی۔ جب پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ کر سرہند چلے گئے۔

شیخ تاج کی کیفیت

شیخ تاج جو ایسے لوگوں کے پیش پیش تھے۔ ان کے دل میں بھی ان کی باتیں سن سن کر کچھ شبکہ، سا

www.maktabah.org

آگیا تھا۔ وہ بھی اپنے وطن چلے گئے۔ اثنائے ختم میں ایک صاحب کشف اہلِ ختم نے خواب میں دیکھا کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچے تو اپنے باطن کی طرف بڑی توجہ دی لیکن باطنی احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مغموم ہوئے۔ جب متوجہ ہوئے تو خواب میں دیکھا۔ کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے افضل کے منکر ہو گئے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کو دعوت دیتا ہے۔ اور اس حالت میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے۔ اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیا نے فرداً فرداً شیخ تاج کو یہی عتاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھے کہ یا الٰہی وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے اور میں کب اس کا منکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس مجلس کے صدر نشین حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رُخ حضور کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سردار خود آپ ہی ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شیخ تاج نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا تھا اس لئے میرے دل میں شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آ گیا تھا۔ اب میں معافی کا خواستگار

www.maktabah.org

ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کا کان پکڑ کر یہی فرمایا۔ جب شیخ تاج نے حد سے زیادہ عجز و زاری کی تو آنجنابؓ نے شیخ تاج کی تقصیرات معاف فرمائیں۔

شیخ تاج حضرت مجدّد کے غلاموں میں

شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ واقعہ دیکھ کر سخت شرمسار ہوئے اس شبہ سے جو آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ان کے دل میں تھا سخت نادم ہوئے۔ اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے پیر بھائیوں خصوصاً مولانا محمد قلیج کی طرف جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالار تھے۔ اور مرزا حسام الدّین کی طرف اس مضمون کا لکھا کہ تم سب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھو۔ اور اس عریضہ میں مجھ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرمادیں گے۔ دوسرے دھلی کے یاروں کو بھی واضح رہے کہ جس شخص نے پہلے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا اور ابھی تک آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے وہ مرتد ہے اور جو بن رجوع منحرف ہوگیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو مرتد ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان ہے لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہوجائے گا۔ آخری وقت میں اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائے گا۔ تم سب اپنے پیر بھائیوں کو اطلاع دے دو۔ جب کچھ مدّت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں ٹھہرے۔ اور ملّا حسن، جعفر بیگ اور خواجہ محمد صدّیق آپ کی خدمت میں آئے

www.maktabah.org

تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یہ لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا۔ معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو انجناب کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا اور دہلی کے یاروں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ میں نے توجہ کی لیکن مقصد ہاتھ نہ آیا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا۔ بیان کیا۔

خواجہ حسام الدین کا خواب

خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم منبر پہ جلوہ فرما ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثنا و ستائش کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فصیح کلمات سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح مترشح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم از رہ ئے فخر فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ میری امت میں ایسا بزرگ ظاہر ہوا ہے جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ بزرگ تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ یہ سن کہ تمام یاروں نے توبہ کی اور اپنے اپنے بدعقیدہ سے سخت نادم ہوئے۔

شیخ تاج کا حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں عریضہ

شیخ تاج نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے میں لکھا۔ اس عریضہ میں یہ واقعہ بھی لکھا کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سوداگر نماز ادا کرنے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی کمر پہ پانسو دینار کی

www.maktabah.org

ہمیانی تھی۔ وہ اُسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا کہ شاید اسی بزرگ نے اٹھائی ہے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو کہا تو انہوں نے اس بزرگ کو بہت مارا پیٹا۔ آخر اس بزرگ نے چاروناچار مان لیا۔ اور کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیانی کسی اور جگہ سے ملی۔ جو تکلیف اس نے بزرگ کو دی تھی۔ اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ پیارے! تم اس قدر عاجزی کیوں کرتے ہو۔ جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ سے مَیں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے چلوں گا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے قصور سے درگذر فرمائیں گے۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا۔

دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقعہ پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ننگے سر ہو کر پگڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی ہیئت کذائی سے آنحضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہِ لطف و کرم سب کو معاف فرما دیا۔ اور ان کے قصور بخش دیئے

انہیں دنوں خواجہ حسام الدین[1] نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلے

---

[1] خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ایک خاص (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جو یار دوست حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ان پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستعملہ پانی پیئے گا وہ اس بلا سے بچ جائے گا۔جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستعملہ پانی پینا مکروہ ہے۔فقہ کی کتابیں دیکھنے پر اتنا نکتہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) عرصہ آپ کی خدمت میں اکتساب فیض کیا۔آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک کے مؤید بنے اور مریدین کو مدارج سلوک طے کرئے۔آپ غازی خان عرف قاضی خان کے بیٹے تھے۔آئین اکبری کے انگریز مترجم ایچ بلوشمین نے آئین اکبری کے صفحہ ۴۸۷ پر غازی خان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔غازی خان نے فقہ اسلامی اور احادیث نبوی کی تعلیم ملا اسماء الدین ابراہیم سے حاصل کی تھی۔اور اپنے وقت کا معروف عالم دین بن کر اُبھرا۔وہ شیخ حسن خوارزمی قدس سرہٗ کا مرید تھا۔اسے شاہِ بدخشاں سلیمان کے دربار میں بڑا منصب ملا تھا۔اسی نے قاضی صاحب کا لقب دے کر قاضی القضاۃ کا عہدہ دے دیا تھا۔ہمایوں کی موت کے بعد سلیمان نے کابل پر حملہ کر دیا۔کابل ایک عرصہ تک محاصرے میں رہا۔آخر شاہ سلیمان نے قاضی خان (غازی خان) کو کابل کے گورنر منعم خان کے پاس بھیجا تاکہ وہ کابل خالی کر دے۔منعم خان نے غازی خاں کو کئی دن اپنے پاس قلعہ میں ہی رکھا۔اور اتنی خاطر تواضع کی کہ کبھی بدخشانی نے ایسا سلوک نہ دیکھا تھا۔ان دعوتوں نے غازی خان پر ایسا اثر ڈالا کہ اس نے واپس جا کر سلیمان کو کہا کہ کابل میں وافر خوراک موجود ہے۔آپ محاصرہ اٹھالیں تو بہتر ہے۔چنانچہ سلیمان کابل کا محاصرہ اٹھا کر واپس بدخشاں چلا گیا۔

کچھ عرصہ بعد غازی خان نے شاہ بدخشاں کی ملازمت چھوڑ دی اور ہندوستان آگیا۔خانپور کے مقام پر غازی خان کا تعارف اکبر بادشاہ سے کرایا گیا۔اکبر نے غازی خان کی تحریری قابلیت دیکھ کر اسے پروانہ نویس بنا دیا۔اور غازی خان کا لقب عنایت کیا اور ملکی اور غیر ملکی مہمات میں غازی خان نے اپنا نام پیدا

www.maktabah.org

مرتبہ بغیر نیت قرب اعضاء دھوئے جائیں تو وہ پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب اور کیا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یار سبھوں نے بڑے پکے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی۔ خواب کا منشاء بھی پورا ہو گیا اور فقر کے مسئلہ سے بھی رو گردانی نہ ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے)۔ کیا۔

غازی خان راجپوتوں کی ایک مہم پر مان سنگھ کی افواج کا کمانڈر تھا۔ بڑی جرأت سے لڑا۔ کچھ عرصہ بعد اسے بہار کی بغاوت دبانے کے لئے پورے اختیارات سے کمانڈر بنا دیا گیا۔ غازی خان ۹۹۲ھ میں ستر سال کی عمر پا کر اودھ میں مر گیا۔ غازی خان بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ اکبری دربار میں سجدہ / سجدۂ تعظیم یا کورنش کا رواج اسی غازی خان کی بدعتی ترغیب سے جاری ہوا تھا۔ حضرت باقی باللہ کے مرید اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤید مولانا خواجہ حسام الدین اسی غازی خان کے بیٹے تھے۔ حسام الدین اکبری افواج میں ایک ہزاری کمانڈر تھے اور خانِ خاناں کے زیرِ کمانڈر مختلف معرکوں میں دادِ شجاعت دیتے رہے۔ دکن میں کافی عرصہ گذارا۔ مگر اچانک ان کے دل میں طلب حق کی آگ بھڑک اٹھی اس نے خان خاناں کو اپنی قلبی کیفیت بیان کی۔ اور فوج سے استعفیٰ دے دیا۔ اور فقیرانہ لباس زیب تن کر کے دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ کے مزار پر آ بیٹھے۔ خانِ خاناں نے انہیں بہت سمجھایا مگر حسام الدین پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حسام الدین نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ ننگے بدن پر مٹی اور گوبر مل لیا اور دہلی کی گلیوں میں گھومنے لگے۔ اب اکبر نے آپ کا استعفیٰ قبول کر لیا۔ اور آپ شاہی فوجوں سے آزاد ہو گئے۔ ان دنوں خواجہ باقی باللہ نے آپ پر خصوصی نگاہ ڈالی۔ اور آپ کو راہِ طریقت کا سالک بنا دیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا جلیس بنا یا۔ حسام الدین ۱۰۳۴ھ اور بقول صاحب زبدۃ المقامات ۱۰۴۰ھ میں فوت ہوئے آپ کی بیوی ابو الفضل اور فیضی کی سگی ہمشیرہ تھی۔ اس نیک دل عورت نے اپنے خاوند کے حکم پر اپنے تمام زیورات غریبوں میں بانٹ دیئے اور دو لاکھ روپیہ مساکین میں تقسیم کیا۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

جلال الدین اکبر بادشاہ کے اعلانیہ دعویٔ الوہیت پر حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے مسلمانوں میں اضطراب

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ہندوستان کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔ اب اس نے خدائی کا دعویٰ بھی شروع کر دیا۔ اس کے امراء لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کرواتے تھے۔ کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ یہ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تخت نخوت پر بیٹھ کر خلقت سے سجدہ کرواتا۔ اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی "میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا۔ اور نمرود مردود کی طرح رعونت کے تخت پر بیٹھ کر لمن الملک "کس کا ہے ملک" کا نقارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلم دونوں کے لئے یہ جہان بہت تنگ ہو گیا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔ تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ بہت سے جانباز مسلمان اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا اور بادشاہ کے آگے نہ جھکے۔ اسی طرح ہزارہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلقت بہت گھبرا گئی تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا کہ ہم آپ کی قیومیت کی آمد آمد کے منتظر تھے۔ اور ہمارا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اس خیر اولیاء کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائے گا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح مصائب میں گرفتار چلے آتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے غیرت میں آکر بادشاہ کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔

www.maktabah.org

مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام

خانِ خاناں۔ خانِ اعظم۔ سید صدر جہاں اور مرتضےٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ "ہوا جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے۔" حضرت

ع ۱ عبدالرحیم خان خاناں جہانگیری دربار کا ایک رکن اور مغلیہ حکومت کا ستون مانا جاتا تھا۔ اکبر بادشاہ کے مشیر، استاد اور مختار سلطنت بیرم خاں کا بیٹا تھا۔ ۹۶۴ھ میں لاہور میں پیدا ہوا۔ ابھی تین سال کا تھا کہ والد کا اقتدار ختم ہوگیا۔ بلندیوں سے پستیوں پر آگئے۔ بیرم خان پر سختیاں ہونے لگیں۔ امراء اور وزراء کا آنا جانا بند ہوگیا۔ گھر قبرستان کا نمونہ بن گیا بلکہ زندان خانہ نظر آنے لگا۔ عبدالرحیم نے ہوش نہ سنبھالا تھا کہ مصائب کی آندھیاں چلنے لگیں۔ گھر اجڑ گیا۔ خاندان برباد ہوگیا۔ تو لاہور سے دہلی اور دہلی سے احمد آباد آ ٹھہرے۔ بیرم خاں کو موت نے آدبوچا۔ مگر اکبر نے حکم بھیجا کہ عبدالرحیم کو دربار میں لایا جائے۔ ۹۶۹ھ میں یہ پانچ سال کا بچہ جب دربار اکبری میں پہنچا تو دربار میں باپ کے دشمنوں کا تسلط تھا۔ عبدالرحیم کے باپ کے خلاف گفتگو ہوتی۔ الزامات دھرائے جاتے۔ برائیاں سنائی جاتیں۔ غداریوں کے تذکرے ہوتے تو بچہ سن سن کر سہم جاتا۔ مگر اکبر کی شفقت نے اسے سہارا دیا۔ اسے مرزا خاں کہہ کر پکارا جانے لگا۔ اکبر کے سایہ میں پرورش پانیوالا یہ بچہ سن شعور کو پہنچا تو ایک باکمال سپاہی، علم و فضل کا برج تیزیٔ فکر و دانش میں اپنی مثال آپ بن کر ابھرا۔ وہ خود عالم تھا۔ علماء کا قدردان تھا۔ شاعر اور صاحب قلم تھا۔ شاعروں اور ادیبوں کا مربی بن کر کھڑا ہوا۔ عربی بلا تکلف بولتا۔ فارسی اور ترکی میں باکمال تھا۔ وہ حسن و جمال کا پیکر بن کر جواں ہوا۔ جدھر جاتا مصور تصویر بناتا۔ مگر دل والے اس کے حسن کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اس کا اپنا گھر اہل علم، اہل بصیرت، شعراء اور اہلِ کمال سے بھرا رہتا۔ اور وہ انعام و اکرام کی بارشیں برساتا جاتا۔ وہ اکبر کا منظور نظر تھا۔ اپنے اعلیٰ کردار اور حسن اخلاق سے ہر دلعزیز تھا۔ اکبر خانِ خاناں عبدالرحیم کی خانِ اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کی بیٹی ماہ بانو بیگم سے شادی کر دی۔ ۹۷۳ھ میں پہلی بار عبدالرحیم نے اپنی شمشیر کے جوہر دکھائے اور پنجاب پر حملہ آور قوتوں کو

www.maktabah.org

مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کو نصیحت آمیز مکتوبات اور کلمات کہلا بھیجے کہ اگر وہ اس دعوے سے باز آجائے اور توبہ کرے اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دے تو بہتر ورنہ غضبِ الٰہی کا منتظر رہے۔ ان حضرات نے بادشاہ کو بذاتِ خود بھی سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا کہ منّت سے کام نہیں نکلتا تو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور تصرّف کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ پہلے ہی وحشتناک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے بادشاہ کو سنائے اور بتائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) اور بغاوتوں کو تہس نہس کر دیا۔ ۹۸۳ھ میں احمد آباد کی حکومت دے کر سرحدوں کا نگران مقرر کر دیا۔ ۹۸۶ھ میں شہباز خان ملیر پر حملہ کیا تو عبدالرحیم نے بڑھ کر اس کے پاؤں کاٹ دیئے۔ ۹۹۰ھ میں شاہزادہ سلیم جس کی عمر ۱۳ سال تھی کا اتالیق مقرر ہوا جبکہ عبدالرحیم کی عمر ۲۸ سال تھی۔ جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تو عبدالرحیم کو خانِ خاناں کا خطاب ملا۔ وہ جہانگیر کے قریبی اور باعتماد امراء میں سے تھا۔ حضرت مجدّد الف ثانی سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ درباری قباحتوں اور غیر اسلامی رسموں کے سخت خلاف تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو سازشیں ہوتیں یا شاہی عتاب نازل ہوتا۔ خان خاناں سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے فیصلہ کے خلاف عبدالرحیم خان خاناں نے جہانگیر کو بڑے اعتماد سے سمجھایا۔ جب آپ گوالیار میں پس دیوار زندان رہے۔ تو عبدالرحیم خانِ خاناں کے مشورے سے ہی مہابت خاں نے جہانگیر کو قید کر لیا تھا۔ یہ ان اہل ایمان امراء سے تھا جنہوں نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مغل دربار کی بدعات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

(استفادہ از دربار اکبری)

www.maktabah.org

پہلی کامیابی آخر بحث و تمحیص کے بعد صرف اتنی بات قرار پائی اور اعلان کیا گیا کہ آج سے لوگوں کو اختیار ہے. خواہ وہ دین محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ دین الٰہی میں آجائیں. جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے[1]

---

[1] اکبر کے مرتد ہونے کا صدمہ ہر مسلمان کو ہوا۔ اہلِ ایمان کے دل بیٹھ گئے۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی مشہور کتاب منتخب التواریخ میں بڑی تفصیل کیا تو اکبر کے کفریہ اقوال و احوال کا تذکرہ کیا ہے۔

ملا بدایونی نے لکھا کہ اکبر نے گمراہی میں مبتلا ہوتے ہی لوگوں کو ایک حکم دیا لاالٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ ابوالفضل نے مہابھارت کے ترجمہ میں اکبر کو خلیفۃ اللہ لکھا۔ اکبر کی حضور سے عداوت کا یہ عالم ہو گیا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد احمد محمود مصطفیٰ تھا۔ اسے خان سے بدل دیا گیا۔ سکوں پر کلمہ طیبہ کی جگہ رام اور سیتا کی تصویریں چھپنے لگیں۔ شاہی محلات اور دربار میں نماز ادا کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ مسجد میں اذان دینا بند کر دی گئی۔ اگر ہندو کسی مسجد پر قبضہ کر لیتے تو اسے منہدم کر دیا جاتا تھا۔ ماہِ رمضان کے روزے کو "ماہِ گرسنگی و تشنگی" کہا جانے لگا۔ اکبر نے اپنے عمّال کو زکوٰۃ جمع کرنے سے روک دیا۔ حج پر جانے والوں پر پابندی لگا دی گئی۔ صرف اسے ہی حج پر جانے دیا جاتا جسے ملک بدر کرنا ہوتا تھا۔ مسئلہ کلام، دیدار الٰہی، حشر و نشر کے تمسخر اڑائے جانے۔ اکبر نے دربار میں اعلان کر دیا کہ عقل و دانائی کی بات مجھ سے دریافت کی جائے۔ علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اکبر کو حضور کی سنت، اور اعمال سے تھا۔ وہ حضور کے معراج کا مذاق اڑاتا تھا۔ وہ صحابہ کرام کے کارناموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور دربار کے شیعہ امراء صحابہ پر سب و شتم کرتے تو خوش ہوتا۔ اسلام کے مسئلہ اجماع اور قیاس کو اکبر اور اس کے حواری ایک مذاق قرار دیتے۔ جنگ صفین، قضیہ فدک، نکاح ام کلثوم بنت علی، تعمیر کوفہ، خلافت اصحاب ثلاثہ اس کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے تھے

www.maktabah.org

انہیں تاکیداً منع کیا گیا کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لایا جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے)

علمائے کرام کی رائے کو کفش دوزوں، درزیوں، حلوائیوں اور بازوں کی رائے قرار دی جایا کرتی تھی۔ اگر کسی کو گالی دینا ہوتی تو اُسے فقیہہ کہہ دیا جاتا۔

اکبر نے اسلام سے منحرف ہونے کے بعد ایک چہل تن مجلس قائم کی۔ یہ مجلس ہر مسئلہ کو اپنی ناقص عقلوں کی سان پر چڑھاتے۔ اگر کوئی مسئلہ ان کی عقل میں آتا تو اسے دینِ الٰہی کا حصہ بنا لیا جاتا ورنہ بازیچۂ اطفال قرار دیا جاتا۔ غسلِ جنابت ساقط کر دیا گیا۔ انسانی منی کو خلاصۂ انسانیت قرار دیا گیا۔ تجہیز و تکفین کو ایک فرسودہ رسم قرار دیا گیا۔

یہ تھے وہ موٹے موٹے اعلانات جس سے اکبر نے اسلام کی بیخ کنی کر دی۔ اور لوگ مضطرب ہو کر مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے، آپ نے اکبری دور کی اس اضطرابی حالت کو اپنے ایک مکتوب نمبر ۳۵ میں لکھا۔ مسلمان اظہارِ اسلام سے عاجز تھے۔ اگر وہ اسلام کا اظہار کرتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اکبر کی ان بے ہودگیوں کو دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی تو کجا ملا یزدی نے بھی اسے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ ساری مملکت میں شراب نوشی کی عام اجازت مل گئی۔ بدایونی نے ایسے علماء اور قاضیوں کے نام لکھے ہیں جو کثرتِ شراب نوشی سے مر گئے تھے۔ نکاح کے معاملہ میں یہ نعرہ عام تھا "خدا ایکے وزن بکے"۔ شیطان پورہ کی تعمیر کی گئی۔ جس میں زنا کی عام اجازت تھی۔ جواریوں کی سہولت کے لئے شیطان پورے میں ایک جوا خانہ قائم کیا گیا۔ سود حلال قرار دیا گیا۔ قاضی عبدالسمیع درباری عالم نے رشوت لینا فرض قرار دے دیا۔ داڑھی منڈوانے کا عام رواج ہو گیا۔ حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک حدیث نکال لی۔ کہ ایک صحابی کے ریش تراشیدہ بیٹے کو حضور نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ جنتیوں کی شکل ہے۔ چنانچہ داڑھیاں منڈوائی جانے لگیں۔ اس قسم کی خرافات کا چرچا ہوا۔ تو مسلمان گھبرا اُٹھے۔ اس موقعہ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ ایمان امراء کو مکتوبات لکھے۔ اور انہیں تحریکِ احیائے اسلام پر آمادہ کیا۔ (مرتب)

www.maktabah.org

دینِ الٰہی اور دینِ مصطفیٰ کا مقابلہ

اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر ہوگیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین الٰہی میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دِن بادشاہ پر غضبِ الٰہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے بالاخانہ میں بیٹھ کر محل کے نیچے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔ ایک کو زر و دیبا سے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑاؤ کرایا گیا اور اس کا نام بارگاہِ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں پرانا ہونے کے وجہ سے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی۔ اور اسے جگہ جگہ سے کیڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم رکھا گیا۔ بارگاہِ اکبری میں قسم قسم کے لطیف نفیس اور پُر تکلف کھانے اور میوے سجائے گئے اور بارگاہ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں بالکل نامرغوب طبع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ اب لوگوں کو عام اجازت دی گئی کہ جو شخص چاہے بارگاہِ اکبری میں داخل ہو اور جو چاہے بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں آئے۔

بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر وزیر سلطنت کے تنخواہ دار تو بارگاہِ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام مریدوں مثلاً خانِ خاناں، مرتضیٰ خاں، سید صدر جہان، اور خانِ اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگوں کے ساتھ جو اسلام کے شیدائی تھے جناب سیّدالاولین والآخرین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں بیٹھا تھا۔ اسے کہا۔ ارے سیّد! آج تو تُو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جدّ امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلے

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو کیا منہ دکھائے گا۔ یہ سُن کر وہ سخت شرمندہ ہُوا۔ اور بارگاہِ محمدی صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میں داخل ہوا۔ دونوں فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کہ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ آئے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر مٹھی بھر خاک جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دی تھی۔ بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکتے ہی شمال کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا چنانچہ طعام کے رکاب خیموں کی میخیں اور رسیاں وغیرہ اکھڑ گئیں اور سارے خیمے اور سائبان اہلِ بارگاہ کے سروں پر پڑے۔ حتیٰ کہ وہاں ایک ہلاکت خیز منظر تھا۔ جس بالاخانہ میں بادشاہ بیٹھا تھا اس کے کواڑ بادشاہ کے سر پہ لگے چنانچہ اس کے سر پہ سات زخم لگے۔ اکبر بادشاہ زمین پہ گر پڑا۔ جس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ چور ہو گئیں[۱]۔ ایک بگولا بارگاہِ محمدی صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے گرداگرد پھرتا رہا۔ لیکن اندر کے آدمیوں کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دل جمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے۔ سات روز بعد اکبر بادشاہ ان زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا اور داخل فی النار ہو گیا۔

ف۱ اکبر بروز جمعرات ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ ۱۵ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو مر گیا تھا۔ وہ اپنی زندگی کا تریسٹھواں ۶۳ جشن منا چکا تھا۔ اکبر کی موت کے ساتھ ہی دینِ الٰہی ختم ہو گیا۔ اس کے ماننے والوں میں سے اکثر امراء اور سپہ سالار پہلے ہی موت کی وادی میں چلے گئے تھے۔ دینِ الٰہی پہ ایمان عارضی تھا۔ اکبر نے اپنے دین کا کوئی جانشین نہ بنایا۔ چنانچہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ البتہ اس کے دین کی بہت سی بدعات اور رسومات ایک عرصہ تک رائج رہیں جو حضرت مجدد کی مسلسل کوششوں سے جہانگیر کے آخری دور میں ختم ہوئی تھیں۔

www.maktabah.org

عمائدین سلطنت حضرت مجدد الف ثانی کے مرید بن گئے

اس روز ہزارہا آدمی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے

خان جہاں لودھی اور سکندر خان لودھی اور دریا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات میں خان جہاں لودھی کے نام بہت سے مکتوب لکھے ہیں اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی لکھے۔ بہادر خاں کا باپ دریا خاں اور شاہجہان پور اور شاہ آباد کا بانی دلیر خاں اور بہادر خاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہجہانپور دہلی سے مشرق کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں آنجناب رضی کے خلیفہ حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید بنا۔ اور دلیر خاں حضرت قیوم ثانی معصومِ زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔

---

www.maktabah.org

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی کی قیومیّت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا

عالم اسلام کے علماء و مشائخ حضرت مجدّد کے مرید بن گئے

جب حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت خراسان اور ماوراءالنہر اور بدخشان وغیرہ میں پورے طور پر پہنچی۔ تو ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے علماء آنجناب کے شیفتہ و دلدادہ بن گئے۔ ہر ایک کے دل میں یہی تمنا تھی کہ کسی طرح آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہو۔

علمائے کرام کا ایک نوری قافلہ

شیخ طاہر بدخشی بدخشان کے بادشاہ کا مقرب خاص تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ حبیب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم مع خلفائے راشدین تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ تیرے لئے یہ زیبا نہیں کہ تو بادشاہ کی خدمت میں پڑا رہے۔ بہتر ہے کہ تو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اسی دن صبح کو شیخ نے بادشاہ کی رفاقت چھوڑ دی اور ہندوستان کا رخ کیا۔ راستے میں مولانا صالح گولابی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے بھی اس بارے میں خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادے میں آپ کے رفیق ہو گئے۔ جب یہ دونوں بزرگ شہر طالقان پہنچے، اور مدرسہ میں کسی رفیق راہ کی جستجو کی۔ ان دنوں طالقان کے بڑے جیّد عالم مولانا یار محمد مدرّسہ کے معلم تھے۔ جب آپ سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے ارادہ پوچھا تو دونوں نے اپنے

www.maktabah.org

اپنے ارادے سے آگاہی دی۔ مولانا یار محمد نے بھی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت و ثنا سنی ہوئی تھی۔ بے اختیار۔ ان دونوں کے ہمراہ ہو لیئے۔ اب تین ہو گئے۔ شیخ عبدالحق شادمانی نے خواب میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشخبری سنی ہوئی تھی وہ بھی حضور کی زیارت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ بھی ان تینوں سے آملے شیخ صاحب بھی تنہائی سے تنگ آگئے تھے۔ جب انہوں نے شیخ صاحب سے ملاقات کی۔ ایک دوسرے کے ارادے سے واقف ہوئے تو چاروں متفق ہو گئے اور روانہ ہوئے۔ جب شہر برک میں آئے جو کہ کابل اور قندھار کے درمیان واقع ہے۔ تو شیخ احمد برکی جس نے حضور کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا۔ بہت سے اوصاف بھی سن چکا تھا۔ اور دیدار فرحت آثار کا از حد مشتاق تھا۔ اور اپنے دارالعلوم کا صدر مدرس تھا۔ ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کو بھی ساتھ لیا۔ شیخ یوسف نے پہلے اپنے احوالِ باطنی سے حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھیج کر پوچھ لیا تھا۔ کہ آیا یہی انتہا ہے یا کچھ اور بھی۔ اور حضور نے جواب میں لکھا تھا کہ یہ ابھی ابتدائی احوال ہیں۔ چونکہ وہ عزیز حضور کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ ہو لئے آخر تمام منزلیں طے کر کر کے دارالارشاد سرہند میں پہنچے۔ اور حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمالِ جہاں آرا سے مشرف ہوئے۔ حضور نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ شیخ احمد برکی کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دے کر وطن کو

لے شیخ احمد برکی حضرت مجدد کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ ملا بدرالدین سرہندی نے حضرات القدس میں آپ کے تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق آپ کابل اور قندھار کے درمیان ایک قصبہ واد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید تھے۔ وطن سے چلے اور قصبہ کانکریت میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور حضرت مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ کیا۔ تو سرہند پہنچے۔ اور حضرت مجدد کے مرید ہوئے۔ وہ اپنے

www.maktabah.org

رخصت کیا۔ بلکہ اس ولایت کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ وہاں پر شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔

خراسان اور بدخشاں کے ہزاروں لوگ حلقۂ ارادت میں

خراسان بدخشاں اور توران کے ہزارہا آدمی شیخ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ اس ولایت کے بڑے شیخ شیخ حسن بھی شیخ احمد کے مرید ہوئے اور شیخ صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے شیخ حسن کو بھی خلافت دے کر خراسان بھیجا اور شیخ احمد برکی کو لکھ دیا کہ اگر تم ماوراء النہر جاؤ تو شیخ حسن کو خراسان میں رکھو۔ کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کے ایک رکن ہیں۔

شیخ یوسف برکی کو بھی اسی سال خلافت دے کر خراسان بھیجدیا گیا۔ جہاں شیخ مذکور کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ شیخ یوسف کئی مرتبہ خراسان گئے۔ اور کچھ عرصہ شہر حیاالله صر میں بھی قیام کیا۔

مولانا صالح گولامی کو کچھ عرصہ خدمت میں رکھ کر بدخشاں کی خلافت عنایت کی اور رخصت فرمایا۔ مولانا مذکور کو بدخشاں میں قبولیت تامہ حاصل ہوئی۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے معتقد ہو گئے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) علاقہ کے قطب تھے۔ آپ نہ صرف حضرت مجدد کے زیر تربیت رہے بلکہ منظورِ نظر بھی تھے حضرت مجدد نے آپ کی وفات پر آپ کے بیٹوں کو تعزیتی پیغام میں لکھا کہ شیخ احمد برکی عالم اسلام میں اللہ کی آیات سے ایک آیت تھے۔ وہ مقبولِ بارگاہ رسالت تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کو آخری مکتوب لکھا تو اس میں حکم دیا۔ اگر خدا نخواستہ رخصت کا وقت آجائے تو شیخ حسن کو اپنا نائب مقرر کرنا۔ مکتوب ملنے سے چند روز بعد ۱۰۲۶ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ (مرتب)

www.maktabah.org

مولانا یار محمد طالقانی کو بھی خلافت عنایت کر کے طالقان میں جو بدخشاں کی سرحد پہ واقع ہے بھیج دیا۔ اس کے گرد و نواح کے ہزار ہا لوگ مولانا کے مرید ہوئے اور فوائد حاصل کیئے۔

مولانا قاسم علی کو جو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدیمی مرید تھا۔ اسی سال خلافت عنایت کر کے ماوراء النہر بھیج دیا۔ وہاں کے بیشمار لوگوں نے مولانا سے فوائدِ کثیر حاصل کیئے۔

سلسلہ مجدّدیہ کی ایران میں اشاعت و مقبولیت

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقۂ علیۂ احمدیہ کا رواج خراسان، بدخشان، اور توران میں اس قدر ہوا۔ کہ وہاں کا کوئی شہر، گاؤں یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں پر اس سلسلہ علیہ کے خلفا نہ ہوں۔ اور وہاں کے بڑے بڑے آدمی ان کے معتقد نہ ہوں۔ حتیٰ کہ عبداللہ خاں ازبک جو تمام ولایت توران، خراسان اور بدخشاں کا بادشاہ تھا۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا معتقد ہو گیا کہ جو کام کرتا حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی اجازت سے کرتا۔ اگر کسی کام کے لئے خلفا اجازت نہ دیتے تو اس سے باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء کی خانقاہوں کا خرچ جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیتا۔

www.maktabah.org

اسی سال میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو فرزندوں کے بعد پہلا خلیفۂ اول تھے خلافت دے کر دکن بھیجا۔ اس علاقے میں میر مذکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی کہ مراقبہ کے وقت خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا ہجوم ہو گیا کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر مذکور کو دکن سے واپس بلوا کر اپنے پاس رکھا۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ کی خدمت میں شاہِ توران عبداللہ اوزبک کا ایک مراسلہ

خراسان کے رافضیوں کا حشر

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب رفض (شیعہ) کا پورے طور پر رواج اور زور ہو گیا تھا اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پُر ہو گئے تھے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی۔ کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدوم شامت لزوم سے پُر ہو گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں میں اعلانیہ تین خلفائے راشد اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی گلوچ بکتے تھے اس خبر سے اہل سنت و جماعت نہایت آزردہ خاطر تھے۔ خاص کر ماوراء النہر کے لوگ اور وہاں کے علماء جن میں مذہبی جوش اور جذبہ ایمانی بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے مل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبداللہ اوزبک کو ایران سے جہاد کرنے

www.maktabah.org

کے لیے کہتے۔ چونکہ عبداللہ ایک مسلمان، پرامن، دیندار اور متقی پرہیزگار آدمی تھا۔ اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ شرعی حجت کے بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کیونکر اہل قبلہ سے جہاد کروں۔ لوگ کہتے کہ رد رفض سے جہاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ آیا وہ فی الواقعہ تین خلفاء کے دشمن ہیں۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیے۔ عبداللہ خاں نے علماء کی خواہش کے مطابق حضور کی خدمت میں عرضی لکھی۔ کہ اگر اجازت ہو تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت معلوم کر کے ایک خط اور ایک رسالہ" جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور ان کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں" عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا اور حکم دیا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیجدو اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور فتح نصیب ہوگی۔

عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ ایران شاہ عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے فضائل کو تو قبول کیا۔ لیکن باقی تین خلفاء اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ جب ایلچی یہ خبر لائے۔ تو یہ دہشت ناک خبر سن کر عبداللہ خاں آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک میرا گھوڑا سبزوار بازار میں روافض کے خون میں نہ تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ کروں گا۔

چنانچہ عبداللہ خاں اوزبک ایک لشکر جرار لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ بے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یہ قیامت اثر خبر شاہ عباس والئے ایران نے سنی تو ایک بہت گربے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت

www.maktabah.org

کی جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو عبداللہ خاں نے پہلے مذہب اہل سنت و جماعت شاہ عباس کے پیش کیا۔ اس نے انکار کیا۔ اس واسطے مجبوراً عبداللہ خان نے تلوار اٹھائی ایرانی بھی برسرپیکار رہے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہوا۔ آخر میں فتح تورانیوں ہی کی ہوئی۔ شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اس کی ساری فوج قتل ہوگئی۔

لڑائی سے پہلے ایک پیغام ایک اور روایت کے مطابق لڑائی سے پہلے شیعہ شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اسے خیال تھا کہ میں قوی ہیکل اور پرزور ہوں اور عبداللہ خاں لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خاں نے اپنی بہادری ظاہر کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ بہرحال دونوں اس بات پر متفق ہوگئے اور لشکر سے ایک طرف الگ آپس میں کشتی لڑنے لگے۔ آخر عبداللہ خاں نے شاہ عباس کو پچھاڑ لیا۔ شاہ عباس نے کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیے۔ عبداللہ خاں نے یہ بھی منظور کرلیا۔ اس لڑائی میں بھی خان توران ہی غالب آیا۔ عبداللہ خان نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کہ جہاں کہیں کوئی ایرانی ملے اس کا سر قلم کردو۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں قصبوں اور گاؤں کے آدمی قتل کئے گئے۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ خون کے دریا بہنے لگے لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس ہے۔ بالکل امن چین میں رہا۔ جو رافضی تلوار سے بچ گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے۔

عبداللہ خاں امام رضا کے مزار پر عبداللہ خان نے حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر انہیں امان دی۔ لیکن جب مزار مقدس کی زیارت کے لئے گیا تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا جس کے جوتوں کے تلوؤں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے۔ خان نے نیزہ لے کر اس ملعون رافضی کے تلوؤں پر وار کیا۔ جب وہ زمین پر گرا۔ تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے

www.maktabah.org

پامال ہو گیا۔ اور فی الفور داخل فی النار ہوا۔ باوجود یہ بات دیکھنے کے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا۔ عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان مذکور پہ تیر پھینکا۔ جو خان عبداللہ سے چوک کر مزار مبارک پر لگا۔ عبداللہ خاں نے کہا میں نے مزار مقدس کی حرمت ملحوظ رکھی تھی لیکن ان بدبختوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے۔ اس نے غصے میں آکر حکم دیا کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ چنانچہ مشہد شریف میں بھی خون کی ندیاں بہہ نکلیں[1]۔ عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا۔ کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالیٰ

---

[1] تاریخ ایران میں عبداللہ خان اوزبک اور شاہ عباس کے درمیان جنگ کے واقعات کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ہم ہسٹری آف پرشیا کے ایک انگریز مصنف بریگیڈیئر جنرل سر پرسی سائیک کا ایک مختصر تبصرہ لکھتے ہیں۔ شاہ عباس کی شیعہ پروری نے تمام خراسان کے سنیوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔ عبداللہ خان اوزبک نے شاہ عباس کو ۹۹۵ھ / ۱۵۸۷ء میں چیلنج کیا اور بغداد کے نزدیک ایک جنگ لڑی گئی جس میں ۱۵۰۰۰ ہزار شیعہ سپاہی قتل ہوئے تبریز کو فتح کر لیا گیا اور عبداللہ خان کے ملک توران کی سرحدیں عراق عجم، لورستان اور خوزستان تک جا پہنچیں ایک اور حملہ میں شیروان، قراباغ اور گنجہ کو قبضہ میں لے لیا گیا۔ ان فتوحات نے شاہ عباس کی شیعہ سلطنت کو نہایت کمزور کر دیا تھا۔ عبداللہ خاں نے اپنی سلطنت کو مشرق میں فرغانہ، کاشغر، بلخ اور بدخشاں تک پھیلا لیا۔ اور پھر شاہ عباس پہ دوسرا حملہ کر کے ہرات کو نو ماہ تک محاصرہ کر لینے کے بعد فتح کر لیا۔ ہرات کے بعد مشہد فتح کر لیا جس میں شیعوں نے سلطان کو مارنے اور صحابہ کرام کی برملا توہین کرنے کے پروگرام بنائے۔ عباس شاہ آگے بڑھا مگر تورانی فوجوں کے سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ نیشاپور، سبزوار، القریان، تن اور خراسان کے کئی شہر قبضہ میں آ گئے۔ ان فتوحات کے پیچھے جو روحانی قوت کام کر رہی تھی وہ سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

www.maktabah.org

کی خاطر کی ہے۔ کوئی ملک لینے کی خاطر نہیں کی۔ اس واسطے تمہارا ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو۔ انہوں نے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا۔ صرف منافقانہ طور پر توبہ کی۔ جب عبداللہ خاں توران میں چلا گیا۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اہلِ سنت و جماعت (عبداللہ خاں) جب علمی بحث میں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے تو "السیف آخر الحیل" تلوار آخری حیلہ ہوتا ہے۔ کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی۔

ردّ روافض پر حضرت مجدّد کا رسالہ

شیعوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر توران میں عبداللہ خاں کے پاس بھیجا۔ عبداللہ خان نے فتح کا شکرانہ اور ہدیے مع اس رسالہ کے حضرت قیوم اوّل مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی کہ ان شبہات کا ردّ تحریر فرمائیں۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں التجا کی۔ آنحضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی درخواست پر رسالہ ردِّ شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پُر لکھ کر ماوراء النہر میں بھیج دیا۔ عبداللہ خاں نسخہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجدیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علمائے شیعہ نے کہا کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واقعی جواب ایسے لکھتے ہیں۔ جس پر مخالف کے لئے اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ کو مطالعہ کر کے ہزارہا شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی۔

"چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ" جو علمائے ایران نے محاصرہ مشہد کے وقت لکھ کر علمائے ماوراء النہر کو دیا۔" میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا۔ کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ۔ اباحت قتل اور ان کے مال

www.maktabah.org

واموال کو تاخت وتاراج کرنے کا ذکر ہو۔"

جو رسالہ میرے پاس پہنچایا گیا اس میں خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ان دلائل سے مندرج تھی۔ جو محض بے وقوفوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذمت پر بڑا زور دیا گیا تھا۔

ترسم ایں قوم کہ بر دردکشاں مے خندند
بر سر کار خرابات کنند ایماں را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ ان شبہات کا حل اور فرقہ ناجیہ اہلِ سنت کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیے تاکہ کوئی سادہ لوح روافض کی تحریر کے لایعنی مقدمات سے غلطی میں پڑ کر سیدھی راہ سے منحرف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔" واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔"

رسالہ ردِ روافض کی شہرت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا۔ ان دنوں ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ تھے۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم بھی شیعہ تھا۔ اس لئے جب یہ

---

[1] اکبری دربار میں ہر طرف شیعہ چھائے ہوئے تھے۔ مبارک ابوالفضل فیضی نے علماء اہل سنت کو دربار سے بھگا دیا تھا۔ پھر اکبر کے دل و دماغ کو اللہ کے دین سے بیگانہ کر دیا تھا۔ پھر امراء اور وزیر اعظم اپنی پوری قوتوں سے شیعیت کو پھیلانے میں کوشاں تھے۔ جن دنوں اکبر دین سے دُور ہوا تو شیخ مبارک اور ان کے بیٹوں نے اسے مختلف مذاہب کی وہ خوبیاں ذہن نشین کرائیں کہ نہ وہ مسلمان رہا۔ نہ ہندو بن سکا۔ علماء دین کے اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے شیخ مبارک نے ایک محضر نامہ تیار کرایا جسے ابوالفضل اور دوسرے درباری علماء نے پیش کر کے سارے اختیارات دینی اجتہادی بادشاہ کو دے دیئے اور

www.maktabah.org

لوگ رسالہ مذکورہ کو دیکھتے تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن دلائل کی روشنی کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیرِ اعظم نے موقع پا کر بادشاہ سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبر کو امیر المومنین اور ظل اللہ بنا کر طاقت کا سرچشمہ بنا دیا۔ مبارک ایک چالاک شیعہ تھا۔ اس کے آباؤ اجداد یمن سے اُٹھ کر سندھ میں سیون شریف کے قریب ریل نامی قصبہ میں آتے یہ قصبہ شیعوں کا مرکز رہا ہے۔ شیخ مبارک کے والد شیخ خضر ناگور میں آنکلے اور مبارک یہاں ہی پیدا ہوا تھا۔ رانا سانگا کی فوجوں کی بربریت سے تنگ آکر یہ خاندان احمد آباد آگیا۔ احمد آباد ایک عرصہ تک اسمٰعیلیوں کا تبلیغی مرکز رہا ہے۔ اگرچہ مبارک کو مختلف مکاتیب فکر کے علماء سے علوم دینیہ حاصل کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ مگر اس کی ذہنی افتاد شیعیت کی طرف رہی۔ یہی تعلیم اس نے اپنے بیٹوں ابو الفضل اور فیضی کو دی۔ شیخ مبارک فقہ جعفریہ کا مجتہد بنا۔

اکبر کے دربار میں جبؐ کنہ مومنانِ عراق آنے لگے تو شیخ مبارک کا سارا خاندان مکمل شیعہ بن کر سامنے آیا۔ جب شیخ مبارک نے محضر نامہ تیار کیا تو اکبر کو امام عادل اور مجتہد اعظم قرار دیا گیا۔ اس خاندان کے علاوہ اکبری دربار میں شاہ فتح اللہ شیرازی۔ ملا محمد یزدی، حکیم ابو الفتح جیسے بڑے بڑے معتبر شیعہ چھائے ہوئے تھے۔ ملا احمد ٹھٹھوی جیسا غالی شیعہ اکبری دربار کا تبرائی تھا۔ وہ بقول بدایونی " طعن صریح و نا سزائے قبیح بر خلفائے ثلاثہ گفتہ و تکفیر و تفسیق عامہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کردہ۔" قاضی نور اللہ شوستری صاحب مجالس مومنین دربار کا پردھان بنا ہوا تھا۔ اور وہ ابو الفضل جیسے فلسفی شیعی و دہری "کا دست راست تھا۔ عرفی شیرازی اگرچہ بڑا بلند پایہ شاعر تھا۔ مگر وہ ابو الفضل کی مجالس میں بیٹھ کر صحابہ اور سلف کے متعلق سست گفتگو کرتا تھا۔ فتح اللہ شیرازی تو اکبر کے سامنے امامیہ طریقہ سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ ان شیعوں کی صحبت نے اکبر کو صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور سپہ سالاران اسلام کے بارے میں خفیف کلمات کہنے کی جرأت دے دی تھی۔ تاریخ الفی میں ملا بدایونی نے صحابہ کے کارنامے لکھے تو اکبر

www.maktabah.org

تعالیٰ عنہ کی چغلی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اس کا سبب یہی تھا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع مذکور ہو گا۔

اسی سال حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مرض لاحق ہوا۔ کہ "نصیب اعدا" زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمدؐ صادق اور میر محمد نعمان کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا القا کیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے حضور مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدّت بعد آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے پورے طور پر صحت یاب فرما دیا اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عین حیات ہی میں وصال ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نے یہ کام ملّا احمد ٹھٹھوی جیسے غالی شیعہ کے سپُرد کر دیا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے اکبر کو سلطان عادل، برہان کامل، قافلہ سالار حقیقی و مجازی، پیشوائے خدا شناساں، قبلہ خدا آگاہاں، ہادی علی الاطلاق اور مہدی بالاستحقاق" بنا دیا تھا۔

یہ تھے وہ اساطین دربار جنہیں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلی دشمنی تھی اور وہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر بات کی مخالفت کرتے تھے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کی قیومیّت پر شیخ فضل اللہ برہانپوری اور شیخ حسن غوثی کی تصدیق

شیخ فضل اللہ برہانپوری کی تحقیق و جستجو

جب شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے[1]" سُنا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیت کا دعویٰ کیا ہے تو حضور مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے حضور مجدد کے خلاف چند بناوٹی باتیں بیان کیں مثلاً یہ کہ معاذ اللہ آنجناب مجدد اپنے آپ کو انبیأ سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحبِ کمال تھے اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سُنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد مرید کو حضور مجدد کی خدمت میں بھیجا۔ اور اسے وصیّت کی کہ تم جا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال اور اوضاع و اطوار کی جستجو

۱؎ شیخ فضل اللہ برہان پوری اپنے وقت کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ نائب رسول کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جون پور میں پیدا ہوئے۔ مگر برہان پور میں قیام فرمایا۔ آپ نے ایک بہت بڑے دینی دار العلوم کی اس وقت بنیاد ڈالی جب برِ صغیر میں اسلام کا نام لینا اہلِ اقتدار کو کھٹکتا تھا۔ آپ نے فقہ، تفسیر اور احادیث کی تدریس میں بڑا حصّہ لیا۔ ۱۰۰۵ھ / ۱۵۹۷ء کو فوت ہوئے۔ مدفن برہان پور میں ہے۔ (تذکرہ علماءِ ہند)

www.maktabah.org

کرو اور چند مہینے تک وہیں رہو اور رخصت ہوتے وقت یہ یہ شبہات جو مجھے آنجناب مجدد کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے دریافت کرو۔ وہ شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہنے لگا۔ آنجناب نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنجناب کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا۔ دو تین مہینے خانقاہ میں رہا۔ اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کئے۔ ان میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے فرمایا۔ کہ ہم تو انبیاء کی بارگاہ میں ایک ادب کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں تو جو چیز قرآن شریف، حدیث، اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو۔ اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں۔" اس شخص نے بھی کہا کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی یاد نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات عرض کئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا۔ جب یہ شخص حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔

ایک عالم دین کی شہادت

اسی اثنا میں ایک عالم دین سرھند سے شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اس زمانے میں اس شخص کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

www.maktabah.org

اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں تو بھی اس کا عشرِ عشیر ادا نہیں کر سکتے۔ شیخ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ آپ نے قطب الاقطاب حقیقت کے جو اسرار بیان کئے ہیں مثلاً "تجدید الف و قیومیت وغیرہ وہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں"۔ وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے۔ جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ جس میں آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا اور دعا اور توجہ کے لئے التماس کی۔

سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری

ان دنوں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض دشمنانِ دین کے بہکانے سے جہانگیر بادشاہ نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی رہائی کے لئے پانچوں وقت نماز میں دعا مانگتے جو شخص سرہند سے شیخ صاحب کی خدمت میں انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سرہند کی طرف سے آیا ہے تو آپ اُسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سا شخص موجود ہو اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی کی عقیدت

شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پائے کے شیخ تھے۔ بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید الف اور قیومیت کی نسبت کے شاکی ہو گئے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا۔ تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں۔ اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت

www.maktabah.org

مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہوگا۔ مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے۔ اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا۔ اس سے توبہ کی۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ اپنے تذکرہ میں جو اولیا کے احوال میں لکھا تھا۔ حضرت مجدّد کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "بالانشین مسندِ محبوبیت صدر آرائے محفل وحدانیت، خدیو مقام فردیت و قطبیت، صاحب مرتبہ، قیومیت و تجدید الف۔"

حضرت مجدّد الف ثانی کو دیکھ کر سالقہ اولیائے کرام کی عظمت کا قائل ہوگیا

ایک بڑا جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر ترین خان کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہوگیا ہے کیونکہ جب میں گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ شائد مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھے تو یقین ہوگیا۔ کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی تصنیفات کا مقام

ایک اور عالم باعمل اور پرہیزگار اس مجلس میں آگیا۔ اس نے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب و رسائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار اور

www.maktabah.org

علوم کو لکھا جائے۔ مدت ہوئی جہان سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں۔ سب تصنیفات ہیں [۱] نہ کہ تالیفات۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اور شریعت غرا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس مجلس کی قیل و قال سنی۔ اس وقت حضور مجدد کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو حضور کے کلام پہ واہی تباہی نکتہ چینی کر رہے تھے۔ اس نے کہا۔ کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک ادب کے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہو۔ کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر کا فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے سے قاصر ہے۔ اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قدر و منزلت بدرجہ کمال ہوتی۔ اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور متاخرین اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش

---

[۱] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی جو تصانیف اہل علم کی نظروں میں آج تک سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے مکتوبات مجدد الف ثانی کے علاوہ آپ کی ابتدائی عمر کی تصانیف یہ ہیں۔ رسالہ تہلیلہ، رسالہ اثبات نبوت، رسالہ رد روافض (یہ رسالہ عبداللہ خاں اوزبک والی توران کی گذارش پہ لکھا گیا تھا) اور یہ جواب تھا محمد بن فخر الدین علی رستمداری مدرس اہلی مشہد کی کتاب مجالس المومنین کا) رسالہ مبداء المعاد۔ مکاشفات عینیہ۔ آداب المریدین۔ معارف لدنیہ، تعلیمات العوارف، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ۔ (مرتب)

www.maktabah.org

کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آج کل کے لوگوں کی ذہانت کا اس کی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے جیسا ایک کوتہ اندیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے کہ "ایک دفعہ کسی دانا نے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے۔ جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اسے نہیں دیکھا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نہ ان کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اسے جاہل اور بے وقوف بنایا۔ مگر جب جانور بادشاہ کے رُوبرُو لایا گیا۔ اور اس نے انگارے کھائے۔ تو سب کو یقین ہو گیا۔"
بعد ازاں وہ امیر معہ تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے۔

حضرت خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی کی خدمت میں میرک شیخ کی حاضری

مکون اور مزور کون ہوتا ہے "مکون" اور "مزور" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ کو مرید میں القا کرے۔ تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید کی شکل وصورت اختیار کر لیتا ہے۔ مرید سر بہ سر شیخ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت نظر آتی ہے۔ حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے از راہِ لطف وکرم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا

www.maktabah.org

مکون و مزور بنایا۔

نبی کریم ؐ کے درود وسلام میں سے حضرت مجدّد الف ثانی کو حصہ ملتا ہے

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کا اجر مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے منسوب پاتا ہوں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری مکتوب ۵۵ پچپن میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا۔ باقی چار درجوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تابع وہ ہے جو تبعیت کے سات درجے طے کرے۔

تبعیّت کے سات درجے

تبعیت کے ساتویں درجے کے بیان میں فرماتے ہیں کہ متبوع کے تمام کمالات بطریق تبعیّت تابع میں حلول کرتے ہیں اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے وہ مخدوم۔ حق تعالیٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک "فنا فی الرسول" حاصل ہوتا ہے۔ جو ابتداء میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مزور" ہونا سوائے حضرات قیوم اربعہ کے علاوہ اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون و مزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تاکیداً حکم فرمایا۔ کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے

www.maktabah.org

چنانچہ حضرت مجدد نے حکم الٰہی کے مطابق اس کا اعلان فرمایا تھا۔

ایک مشاہدہ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکون و مزور ہونا ظاہر کیا۔ تو بعض کے دلوں میں شیطان نے وسوسہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے اور تمام اہل شبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بہ کمال شفقت جلوہ فرما ہوئے اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر ہوئے۔ لوگوں نے دیکھا۔ دونوں حضرات کی شکل مبارک ایک ہو گئی ہے، ایک لمحہ کے لئے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صورت مبارک حضرت قیوم اوّل کی سی ہو گئی۔ پھر دونوں حضرات کی شکلیں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہو گئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ واقعہ دیکھ کر ان لوگوں نے توبہ کی جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی۔

خواجہ محمّد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ ملّا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکون و مزور ہونے کی خبر سُنی۔ تو دل میں شبہ سا پیدا ہو گیا۔

جناب سرور کائنات کی زیارت کا ذریعہ خواجہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت

www.maktabah.org

قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں واپس آنے کے لئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک بزرگ کی زیارت کے لئے دوڑے جا رہے ہیں۔ مَیں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو ان سے پوچھا کہ تم کس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے ہو۔ ایک نے کہا۔ اد بے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف فرما ہیں۔ یہ خوشخبری سُن کر میرا شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ مَیں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ایک حلقہ بنائے کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہو چکا تو دوسرا شروع ہوا۔ مَیں بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا ہجوم بکثرت بڑھتا گیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کسی نیک مرد سے تحقیق کر لینا چاہئیے تاکہ اطمینان ہو جائے۔ پھر ان لوگوں سے مَیں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کے لئے آئے ہو۔ اور یہ مردِ خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مَیں بہ سبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جمال پُرکمال پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مَیں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ نہیں یہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ مَیں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر مَیں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعادت و ارادت سے مشرّف ہوا۔

www.maktabah.org

میرک شیخ کا مرید ہونا

اس سال میرک شیخ جو اپنے وقت کے جید علماء اور بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے[1]. حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے. شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے علامہ و فہامہ میرے ارشادہ استاد فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ تو میرے دل میں تین خیال آئے۔ اور ٹھان لی کہ اگر تینوں کا جواب شافی آپ خود دیں گے تو مرید ہو جاؤں گا. اوّل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آپکے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اُسے حل کریں. تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں ۔

الغرض جب مَیں حضور مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آو میرک شیخ ابن فلاں بن فلاں. جب مَیں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا. جب مَیں اُٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی. یہ خیال آتے ہی حضرت مجدد نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں. اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہیں. پھر مَیں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے حضرت مجدد کا مرید ہوگیا. اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں ۔

---

[1] میرک شیخ ہروی ایران کے ان علماء کے قافلہ کے ساتھ آئے جو مغلیہ دربار کی علم نوازی پر شہرت پاکر برصغیر میں آئے تھے. وہ قاضی محمد اسلم کے بھتیجے تھے. ان دنوں لاہور میں ملا عبد السلام کا درس شباب پر تھا. انکی شہرت دور عظمت دنیائے اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچی ہوئی تھی. میرک شیخ اپنے علم و فضل کے باوجود ملا عبد السلام کے مدرسہ میں داخل ہوئے تو جہانگیر نے اپنے بیٹوں کا اتالیق مقرر کیا. اسی دوران حضرت مجدد الف ثانی کی مجلس میں حاضر ہوکر چند سوالات پیش کرنے سے پہلے جواب کی خواہش کی جو حسب منشاء پوری ہوگئی. شاہجہان کے دورِ حکومت میں آپ کو دو ہزاری منصب ملا. اورنگ زیب نے آپ کو تمام مملکت کا صدر الصدور مقرر کردیا. آپ ۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۰ء میں لاہور میں فوت ہوئے.

(ماخوذ از علمائے کرام و دینی مدرسے از علم الدین سالک. مطبوعہ ماہنامہ نقوش. لاہور نمبر)

www.maktabah.org

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراقبہ کئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پر خیمہ تنا ہوا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ کے نیچے بیٹھی ہے اور کارکنانِ کارخانہ قدرت بھی وہیں موجود ہیں۔ اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سوراخ تھے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سوراخ میں سے کارکنان کارخانہ کو اشارہ کرتے ہیں جو آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کے لئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارہ سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی خدمت میں شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ کا ایک خاص مکتوب

شیخ خلیل اللہ بدخشی کا ایک مکتوب

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت و ارشاد کی شہرت، ولایت بدخشاں تک پہنچی۔ اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء پھیل گئے۔ تو ایک رات شیخ خلیل اللہ بدخشی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن نے "جن کے پاس شیخ خلیل اللہ کا وہ مکتوب موجود تھا۔ جو شیخ صاحب نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا تھا،" خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب لکھا ہے۔ وہ ہندوستان میں مبعوث ہوا ہے۔ (اشارہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا) آپ یہ مکتوب اسے پہنچا دیں۔

www.maktabah.org

آپ بیدار ہوئے تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند شریف میں آئے تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدترین مخالف تھا۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے نیّت کی۔ کہ صبح غسل کر کے نیا لباس پہن کر حاضرِ خدمت ہوں گا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب آپ کس ارادے سے واردِ سرہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اُس بدبخت نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہانت آمیز گفتگو شروع کر دی۔ حتیٰ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سرہند آنے پر سخت نادم ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے اور اپنے عصا سے اس بدنہاد شخص کا بند بند جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اُٹھے اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیائے امّت آپ کی تجدید الف و قیومیّت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزم گردانا جائے گا۔ اس لئے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور اسے عصا مار کر فرمایا۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ وہ فضلِ الٰہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اس نے آنجناب کی توہین شروع کر دی۔ مَیں نے کہا۔ اے بدبخت! اسی خاطر تو آنجناب رضی اللہ عنہ نے آکر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور جب مَیں نے بہت منت و سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکل کر ایک مسجد میں رات بسر کی۔ اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.maktabah.org

نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا۔ "ما مضی فی اللیل لم یذکر فی النہار" رات کے واقعہ کو دن کے وقت کسی سے بیان نہ کرنا۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمۃ کے مکتوب کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا۔ "کہ مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قیومیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ مرحمت فرمائیں۔"

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاتحہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں۔

شیخ بلخی کا بیعت ہونا

اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے زمانے کے مشائخ اکابر سے تھے۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔

ملّا بدرالدّین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد زاہد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ، خلیفہ صدر الدّین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پر فتوح کی طرف توجہ کی۔ (خلیفہ صدر الدین مدّت تک مشیخیت کی مسند پر سلسلہ کبرویہ میں اہل روحانیت کی راہبری کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھے اُن کی خدمت میں لے جا کر مرید بنا دیا) اور عرض کی: "خلیفہ صاحب! آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں اور میرا کام تاحال اسی طرح اُدھورا ہے تکمیل کو نہیں پہنچا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید ہونے کے لئے آتے ہیں۔ اب آپ، کسی ایسے بزرگ کا پتہ دیں جو اس زمانے میں سب سے افضل ہو۔" اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ ہم تجھے حضرت شیخ احمد سرہندی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

www.maktabah.org

بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بڑے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی حاضری میں ہی قبول فرمالیا۔

تبع رضی اللہ عنہ کا واقعہ

شیخ بلخی کے واقعہ سے ملتا جلتا یہ واقعہ بھی سامنے رہے۔ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے تبع نام کا ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا۔ بنی اسرائیل کے چار سو علماء ہمیشہ اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔ جو علماء اس کے ساتھ تھے انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھہرتے ہیں اس نے ٹھہرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ جناب پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان میں ہوگی۔ یہ سن کر وہ نہایت خوش و خرم ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نیازمندی ایک خط لکھ کر ان علماء کے سردار شامول کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو میرا یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامول نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ کہ یہ خط حفاظت سے رکھو۔ جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اسے پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ خط حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس امانتاً پہنچا۔ انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھ کر اس تبع کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیاء میں سے سب سے بلند مرتبہ تھا۔

---

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الفِ ثانی سے مختلف سلاسِل کے مشائخ کا ایک مباہلہ

منکرینِ قیومیّت سے اعلانِ مباہلہ | جب لوگوں نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی۔ انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کیا اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہو گئے[1] اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدّد الف ہیں تو

---

[1] حضرت مجدّد الف ثانی کو صرف اکبری دَور کے امراء اور ارکین کی بالا دستیوں کا مقابلہ ہی نہیں کرنا پڑا تھا بلکہ سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے جاہل صوفیاء اور درباری علماء (جنہیں آپ نے علماءِ سُو قرار دیا تھا) نے بھی آپ کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پہلے مسلم معاشرے میں اپنی بے ہودہ حرکات اور تاویلات سے بگاڑ پیدا کیا۔ پھر اکبر کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر دربار تک رسائی حاصل کر کے حضرت مجدّد کی دعوت عزیمت کے خلاف مشورہ دینے لگے۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب، سربراہ شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے اپنی کتاب "دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر" میں ایسے لوگوں پر ایک محققانہ تبصرہ کیا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایسے علماءِ سُو کا ایک خاص طبقہ حضرت مجدّد کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا ان میں

www.maktabah.org

ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ایک شخص حاجی ابراہیم سرہندی تھے۔ جو ایک منہ زور مناظر تھے۔ وہ اکبری عبادت خانہ میں علماء دین کو بے عزت کرتا۔ ابوالفضل اور فیضی کی شہ پر ہر ایک کی ٹانگ کھینچتا۔ اس نے پہلے تو ملاّ عبدالنبی اور مخدوم الملک جیسے علماء کو دربار سے رسوا کر کے نکلوا دیا۔ پھر مساجد اور درسگاہوں میں پہنچ کر علماء حق کو للکارنے لگا تھا۔ سلمان خواجہ جو اکبر کا میر حجاج تھا علماء سوء میں بڑا اہم کردار ادا کرتا تھا میران صدر جہاں اکبر کے دین الٰہی کا ترجمان بن کر سامنے آیا۔ یہ لوگ اکبر کے آخری دور تک دندناتے رہے۔ مگر جب مبارک فیضی، ابوالفضل، حکیم ابوالفتح جیسے اساطین دین الٰہی گر گئے۔ اور حضرت مجدد کے عقید تمند قلیج خاں، شیخ فرید بخاری خان خاناں جیسے راسخ العقیدہ امراء برسر اقتدار آئے۔ میراں صدر جہاں کی آنکھیں کھلیں اور تائب ہو کر حضرت مجددؒ کے حلقہ میں چلے آئے۔ ملا شیری لاہوری ان علماء سوء میں کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ قاضی زادہ عبدالحی نے اپنی تاویلات سے اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا دیا تھا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے ایسے علماء دربار اور علماء سوء کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ یہ بدبخت شراب پیتے، زنا سے نہ رکتے حتیٰ کہ سارے معاشرے کو شرابی اور زانی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے۔ خواجہ اسماعیل جو شیخ الاسلام کا پوتا تھا شراب میں دھت مر گیا۔ قاضی عبدالسمیع گو بھر لمبی داڑھی رکھے شطرنج کا استاد تھا۔ بدایونی نے شیخ تاج دہلوی جو تاج العارفین کے نام سے شہرت رکھتے تھے کے مکروہ کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ شخص اکبر کی خلوت گاہ میں جا کر اسے گمراہ کیا کرتا تھا۔ حاجی ابراہیم سرہندی نے اکبر کو شرعی حیلے سے ڈاڑھی منڈوانے کا فتویٰ لا کر دیا اور حدیث پیش کی کہ جنت میں کسی کی داڑھی نہ ہوگی۔ ان مقامی علماء سوء کے علاوہ ایران کے شیعہ علماء ابوالفضل اور فیضی کی انگیخت پر ہندوستان پہنچنے شروع ہو گئے۔ ملا یزدی دربار میں پہنچا تو شیعہ قباحتیں ساتھ لایا۔ علماء حق کو دربار سے نکلتے دیکھ کر کئی بدکردار لوگ صوفیا کے لباس میں قرب سلطانی سے مالا مال ہونے لگے۔ ان میں ہر مذہب اور فرقہ کا یاوہ گو چلا آتا تھا۔ شیخ قطب جلیسری نامی ایک مجذوب پادریوں کے سامنے آڈٹے۔ ایسے علماء اور بدخود غلط صوفیاء کو حضرت مجدد

www.maktabah.org

کی واہیات باتیں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہدو کہ اگر تمہارے دل میں مَیل ہے تو آؤ مباہلہ کر لو۔ اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔* مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوّت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوّت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل و عیال سمیت آکر طہارت کر کے بارگاہِ الٰہی میں ایک دوسرے کے لئے دعائے غضب کرتا چونکہ نبی اپنے دعوائے میں سچّا ہوتا تھا ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہو کر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔" جب ان معاندین نے حضرت مجدد کی طرف سے سنا۔ کہ آنجناب مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گمان غالب ہے کہ اس مرد خدا اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالےٰ رد نہیں کرے گا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہو گی۔ البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہو کر ہمارے سامنے آئیں۔ اور آپ کی تجدید الف اور قیومیّت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیّت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ آسان کر دے گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علماء سُو اور لصوص الدین" قرار دیا تھا آپ نے اعلان کیا۔ "ہر فسادے کہ پیدا شد از شومی علماء سوء بظہور آمدہ۔ مطلب ایشاں حب جاہ و ریاست۔ و منزلت نزد خلق است۔" یہ لوگ حضرت مجدد کے منکر بھی تھے اور اسلام سے برگشتہ بھی تھے۔

www.maktabah.org

جان محمد جالندھری کا مشاہدہ

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جالندھر سے آ کر حضرت مجدّد کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام حضرت مجدّد کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضور محل کے اندر تشریف فرما ہوتے تو وہ باہر دروازے پر دست بستہ کھڑا رہتا۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات القدس میں جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں شام سے پہلے ہی دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتاتا ہوں۔ کیا کر سکو گے میں نے عرض کیا۔ کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کر سکوں گا۔ حضرت مجدّد نے مجھے ایک اخروٹ دے کر فرمایا۔ کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں اسے ہمارا سلام کہنا اور یہ اخروٹ دے کر بلا لانا۔ میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور حضرت مجدّد کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا۔ مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ ہو لیا۔ حضور اس وقت محراب میں بیٹھے تھے۔ وہ آ کر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضور نے مجھے اشارہ کیا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں گیا۔ جہاں قہوہ پکا رہے تھے۔ پیالہ لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ان کے پاس لے جاؤ۔ جب میں ادھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی صورت کا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اسے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے جاؤ۔ جب ادھر نگاہ کی

www.maktabah.org

تو دیکھا۔ کہ ادھر بھی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں۔

قطب شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی جلوہ فرمائی

اس درویش نے پہلے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا۔ اس کا باپ میرا آشنا تھا۔ اسے آپنے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔ آنجناب نے فرمایا۔ سلسلہ قادریہ میں۔ اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ علاوہ ازیں یہ بات منکروں کے لئے دلیل ہو جائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے)۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلا جاکر وہاں سے فارغ ہو کر تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو۔ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف کیا) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ان کے درمیان میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر ہمارے سامنے آ کھڑا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان کی خدمت بجا لاؤ۔ اور سلام پیش کرو۔ یہی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں سر جھکا دیا۔ اس موقعہ پر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ اور واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بآواز بلند اعلان فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کرو۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ اور

www.maktabah.org

یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان کے چھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے وہ حضور کے تمام کمالات کو تہ دل سے قبول کرے۔ تمام اہلِ مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سُنا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہو کر قطب ستارے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب ستارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔

جناب غوث پاک کی تشریف آوری کی تصدیق

میں نے اس روایت کو بارہا حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابعہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے سُنا۔ انہوں نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذاتِ خود اس مجلس میں موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

سلاسل تصوف کے نگرانوں پر تصرف

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاءؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کو حیات محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا اس وقت کا نگرانِ اعلیٰ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کو بلا کر اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقراء جو اس باغ میں بیٹھے تھے سب کے سب مشائخ امت کے مختلف سلسلوں کے نگران تھے۔ بعد ازاں

www.maktabah.org

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرّف کیا۔ صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ ۱۰۲۱ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کو قطبیّت کی خوشخبری

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطبیّت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اس کی مفصّل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصومِ زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ "کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام جہان منوّر ہو گیا ہے اور وہ نور تمام جہان کے ذرّے ذرّے میں دھنس گیا ہے اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے"۔

جب میں نے یہ خواب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اشرف میں عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب بنو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھنا۔

؎ چنیں گفت آں احمدِ نامدار | کہ اے ثانیئے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دَوراں شوی | زمن ایں حکایت بیاد آوری
دریں لوح یک حرف نہ گذاشتی | ہر آنچہ نہادم تو بر داشتی[1]

---

[1] ترجمہ: حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی نے فرمایا، تم اس زمانے میں میرے ثانی (جانشین) ہوں گے اور زمانے کے قطب قرار پاؤ گے۔ میری طرف سے یہ خوشخبری ہے۔ میں نے لوحِ محفوظ کے وہ تمام مقامات جو تمہاری قسمت میں تھے۔ عطا کر دیئے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی حاضری اور ارادت

سلسلہ مجددیہ کی مغفرت تامہ

اس سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی۔ کہ آپکے سلسلے سے قیامت تک جتنے لوگ وابستہ ہوں گے سب بخشے جائیں گے اور پھر اس کے اظہار کے لئے بھی آنجناب مامور ہوئے۔

حضرت مجدد اپنے رسالہ "مبداء و معاد" میں تحریر فرماتے ہیں۔" وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔" اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا اوروں سے بھی بیان کرو"۔ ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے یاروں کے ایک مجمع میں بیٹھا تھا۔ اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگران تھا۔ اور یہ دید اس قدر غالب آئی کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں من تواضع للہ و رفعہ اللہ۔" جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔" کے مطابق اس دور افتادہ کو خاک ندامت سے اٹھایا گیا اور یہ آواز آئی۔ غفرت لكَ ولمن توسل بك الى بوسط او بوسط بغير الى يوم القيمة۔" ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطہ سے خواہ واسطہ کے بغیر بخش دیا۔" اور بار بار یہی فرمایا۔ حتے کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا۔ کہ

www.maktabah.org

اُس واقع کو لوگوں پر بھی ظاہر کر دو۔ ؎

اگر بادشاہ بر سرِ پیرہ زن بیارو تو اےخواجہ سلبت بکن

اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَتِ۔ "بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت وسیع ہے۔"

حضرت ملا عبد الحکیم سیالکوٹی حاضرِ خدمت ہو کر مُریدہوتے ہیں

اسی سال مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی جو علمائے وقت کے بادشاہ اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ اور جنھوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسے طالب علم تحصیل علم کے آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنھوں نے اکثر علمی اور تدریسی کتابیں لکھیں اور شرح کی۔ جس سے دینی طلباء فوائدِ کثیر حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی کے بغیر کوئی کتاب حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

ملا سیالکوٹی کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسا تھی۔ کہ مولوی صاحب کے دوسرے شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتے تھے۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔ اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ تو مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کی۔ کہ چند ورق میرے ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہو گیا تھا۔ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ کو جی نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دیئے۔ جب آپ نے ان اوراق کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا۔ جس کے علوم و معارف بالکل نئے نرو تازہ زیبا اور شریعت غرا کے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبد الحکیم حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک

www.maktabah.org

سے مشرف ہو چکا تھا اور اس وقت مولانا کی اس مجلس میں موجود تھا۔ کہا کہ یہ کلام تو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ مولانا عبد الحکیم ایک ہی نظر میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے کمالات علمیہ اور روحانیہ کے معتقد ہو گئے۔

اسی اثنا میں ایک رات مولانا عبد الحکیم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مولانا کو فرمایا۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ "تم صرف اللہ تعالیٰ کہو۔ چھوڑ دے انہیں اپنی خوض میں کھیلنے دے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منوّر ہو گیا اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکرِ الٰہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجب حالت طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوئے تو اپنے دل کو ذاکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیاز مندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی اور لوگوں کو کہنے لگے۔ آج سے میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ پھر چند روز بعد حضرت مجدّد کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمی بہ "دلائل التجدید" لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کیے ہیں[1]۔

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناقدین اور مصنفین نے آپ کے تجدیدی کارناموں اور دعویٰ مجددیت کو حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اسے دنیائے اسلام کی ایک اہم فکری تحریک قرار دیا ہے۔ یہ تحریک محض ایک فلسفہ ہی نہ تھی۔ بلکہ اسلام کی روحانیت کے تمام کمالات کو لے کر ابھری تھی۔ اس
(اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے اثرات نہ صرف مغل دربار کی غیر اسلامی رسومات پر پڑے بلکہ اس وقت کی ساری اسلامی دنیا نے اس کا اثر قبول کیا۔ اور کافی حد تک آج کی یہ اسلامی دنیا بھی اس تحریک سے اثر ہے۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ برصغیر میں اسلام صوفیاء اسلام کی بدولت آیا۔ پھر اسے علماء کرام نے ایک علمی اور منطقی قوت بخشی۔ مگر ایک وقت آیا کہ علماء دربار لالچ میں گرفتار ہو گئے۔ اور صوفیاء کی مسندوں پر جہالت اور رسومات نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح عام مسلمانوں نے احکام شریعت کی اتباع کی بجائے دولت اور خوشامد کو اپنا قبلہ و کعبہ بنا لیا۔ جاہل صوفیاء شرعی مسائل کا مذاق اڑانے لگے اور شریعت کو ایک مولویانہ نقل قرار دے کر تصوف کو ایک اعلیٰ مقام ملنے لگا۔ ان کے ہاں ابنِ عربی کا فلسفہ وحدت الوجود اس انداز سے اپنایا جانے لگا۔ کہ نصوص قرآنیہ کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ کی فصوص ہی مشعل راہ بننے لگیں نبوت کے کمالات کے لئے ظلی اور بروزی اصطلاحات گھڑی گئیں۔ بعض صوفیاء نے تو ولایت کو نبوت سے اعلیٰ قرار دے دیا۔ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریات کو ادیان و ملل کے اتحاد کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ ایسے صوفیاء کے پیچھے اہل علم کا ایک طبقہ موجود تھا۔ ملا عبداللہ سلطان پوری (جو ہمایوں کے عہد حکومت میں مخدوم الملک تھے اور شیر شاہ سوری کے دور میں شیخ الاسلام تھے) جیسے علماء اپنے گھروں میں سونے کے انبار رکھ کر بھی کئی شرعی حیلوں سے زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچ جاتے تھے۔ اس طرح مولانا زکریا اجودھنی نے بادشاہِ وقت کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ بعض علماء نے اکبر کو یہاں تک باور کرا دیا تھا کہ ایک ہزار سال کے بعد دینِ اسلام میں نہ قوت رہتی ہے نہ وہ قابلِ عمل رہتا ہے۔ ایسے خیالات کو ایران سے درآمد شدہ ان شیعہ علماء اور مجتہدین نے عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جو اکبر کی دعوت عام پر برصغیر میں آ پہنچے تھے مسلمانوں کی اس حالت نے ہندو بھگتی تحریک کو پرورش پانے کا موقعہ دیا۔ جو رحیم اور رام کو ایک ہی ذات خیال کرتے تھے۔

یہ تھے وہ حالات جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو اسلام کے احیاء اور تجدید پہ امادہ کیا

www.maktabah.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ آگے بڑھ گئے۔ اور اعلان کر دیا کہ اسلام میں تصوف اور شریعت جدا جدا نہیں ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ طریقت تو شریعت کے احکام کی اتباع کا ایک ذریعہ ہے شریعت ایک تجربہ ہے۔ طریقت ایک سکون قلب کا ذریعہ ہے۔ آپ نے مزید وضاحت کی۔ کہ حقیقت اور طریقت شریعت محمدیہ علی الصلوٰۃ والتسلیمات کی پہچان کے راستے ہیں۔ ان کے ہاں علم، عمل اور اخلاص سے شریعت مکمل ہوتی ہے۔ آپ کے اس اعلان پر صوفیاء اور علماء کا حقیقت پسند طبقہ آپ کا ہم نوا بن کر آگے بڑھا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ توحید اور رسالت ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہیں۔ مگر جاہل صوفیاء کی تعبیروں اور دنیا دار علماء کی تاویلوں نے وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے فلسفہ میں ولایت اور نبوت کو یکجا کر کے ولایت کے مقام کو نبوت سے بلند دیکھا جانے لگا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کو پیش کیا۔ اور اعلان کر دیا کہ ہم ابن عربی کی فتوحات مکیہ کو حضور سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث (فتوحات مدینہ) پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی بلند رتبہ رکھتا ہو۔ کسی نبی کا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نبوت اور ولایت کے مقامات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ صحابہ کرام تصوف اور شریعت کے علمبردار تھے۔ ولی اللہ خواہ کتنا بلند پرواز ہو وہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی (خواہ اس نے حضور کو ایک بار ہی دیکھا ہو) کے ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے ایک ہزار سال کے بعد اسلام کے زوال کی شرارت آمیز افواہ کے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر یہ بات درست ہے تو میں اسلام کے آغاز سے ایک ہزار سال کے بعد وہ مجدد ہوں جو اسلام کی قوت کے لئے جان تک کو قربان کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام اور کفر کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے اسی وجہ سے آپ کو اسلام کی برہنہ شمشیر قرار دیا ہے۔ آپ نے اکبر کے دینِ الٰہی کے مقابلہ میں محمد عربی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دینِ اسلام کو سامنے رکھا۔ آپ نے دربار کے اہلِ ایمان اُمراء کو جمع کیا۔

www.maktabah.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبر کی کفریات کو جہانگیری دور میں ختم کیا۔ سجدہ کی روایات کو منسوخ کرایا۔ دو سال کی قید کے بعد جب آپ باہر آئے تو لوگوں میں اسلام کی حرارت پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نے قید کے خاتمہ پر جہانگیر کی لشکر گاہ میں رہ کر اعیان مملکت اور امراء کو اسلام کی عظمت سے روشناس کیا۔ جہانگیر کی اصلاح کی۔ اور دربار کا رعب ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ سرھند آئے تو برِصغیر کا نقشہ بدل چکا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی ایک مجدد کی شکل میں کفر کے مقابلہ میں اسلام کا بلند پہاڑ بن کر اپنی خانقاہ میں کھڑے تھے۔ اور جاہل صوفیاء اور بے عمل علماء معاشرے کو تباہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک احیائے دین کی کامیابی آپ کی حکمتِ عملی کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے ایک طرف ان ارکانِ سلطنت کو جو دین سے محبت رکھتے تھے۔ اپنے مکتوبات کے ذریعہ بیدار کیا۔ اور دربار کی ہندو نواز روش کے خلاف اسلام کی برتری کا جذبہ عطا کیا۔ دوسری طرف ہم عصر علماء کرام کو جرأت و ہمت پر آمادہ کیا اور ایک اجتماعی دینی قوت کو منظم کر لیا۔ آپ کے مکتوبات نے جہاں سیاسی اور علمی بیداری پیدا کی۔ وہاں مختلف صوفیا اور مشائخ کو روحانی تربیت کے لئے تیار کیا۔ اس حکمتِ عملی کا ثمرہ یہ نکلا کہ برصغیر میں ایک اجتماعی قیادت اُبھری۔ جو مغل افواج، درباری امراء، با اثر علماء اور روحانی مشائخ پر مشتمل تھی۔ اس اجتماعی قیادت نے اکبر اور جہانگیر کی بدعات کے تمام محلات کی دیواریں ہلا کر رکھ دیں۔ درباری ملّا، بیدین امراء اور جاہل صوفیاء اس تحریک کے سامنے بے بس نظر آنے لگے اور ایک وقت آیا کہ جس مغل دربار سے اذان، مدارس دینیہ، علماءِ حق کے خلاف احکام جاری ہوئے تھے اسی دربار کے حکمران حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے سرشار ہو کر مساجد کی تعمیر، خانقاہوں کی نگہداشت، دینی قوانین کے نفاذ اور غرباء و مساکین کے حقوق کے محافظ بن گئے۔

(فاروقی)

www.maktabah.org

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی کا اپنے علمی انداز میں حضرت مجدّد الف ثانی کی مجددیت کا اعلان

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل کی مجلس میں تمام مرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھیڑا۔ کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا امام ہو۔ اور جن کا قول عوام وخواص کے لیے سند ہو۔ تجدید الف اور قیومیت کا اعلان کرے۔ تو مخالفوں کے لئے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گذری تھی کہ تمام اہل مجلس حضرت مجدّد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور خواب استراحت سے اٹھ کر وضو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبد الحکیم اس وقت کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول ومنقول میں یکتائے زمانہ ہیں۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے۔ اسے دیکھو۔ آنجناب کے فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یہ مولانا عبد الحکیم کا خط ہے۔ جب کھول کر پڑھا۔ تو اس میں حضرت مجدد کے بارے میں بہت سے مدحیہ فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے۔ "**امام ربانی محبوب سبحانی مجدّد الف ثانی**" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خواب اور اپنی حالت سب کچھ عرض کی۔ یہ مولوی عبد الحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔[1]

---

[1] ملا عبد الحکیم سیالکوٹی اکبری اور جہانگیری دور کے زبردست عالم دین تھے۔ آپ علمی اعتبار سے علامہ زمان اور شہرت کے لحاظ سے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے مولانا کمال الدین کشمیری سے اکتساب علم کیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہم مکتب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے کمالات کے معترف

www.maktabah.org

(بقیہ حاشیہ ص۲۶۳ سے آگے) اور ثنا خواں تھے۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد عقیدت تھی۔ آپ کی دعوت وعزیمت کے پیش نظر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے ہم سبق (دار العلوم ملا کمال کاشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم عصر اور ہم خیال تھے۔ آپ کے علمی کارنامے حضرت مجدد کی تحریک کو نمایاں کرنے میں بڑے موثر ثابت ہوئے۔ آپ نے حضرت مجدد سے عقیدت اور تعاون کو زندگی کا حصہ بنا لیا تھا۔ آپ حضرت مجدد کے قابل قدر دوست بھی تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کو علمی بلندی کے پیش نظر آپ کو "آفتاب پنجاب" کا لقب دیا۔ لاہور اور سیالکوٹ میں علمی مصروفیات سے اٹھ کر وزیر مملکت سعد اللہ کو ساتھ لیا اور سرہند شریف ہوئے اور حضرت مجدد سے بیعت ہوئے۔ تحریک احیائے اسلام کے زبردست موئید بنے۔ اور اپنی تمام علمی توانایاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں وقف کر دیں۔ اور آپ کی مشہور کتاب "دلائل التجدید" اس نظریہ پہ زبردست تحریر ہے۔ اور آپ کی یہ تائیدی کوششیں حضرت مجدد کی زندگی تک وقف رہیں۔ پھر آپ کی اولاد کے ساتھ بھی آپ ہمیشہ تعاون کرتے رہے۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جہانگیر کے عہد حکومت میں سیالکوٹ میں دینی درسیات کا عظیم الشان دار العلوم قائم کیا۔ جس سے ایسے نادر علماء نکلے جو مستقبل میں آسمان علم پہ آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ شاہجہان کے دور اقتدار میں آپ کو دہلی میں طلب کیا گیا۔ انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ شاہجہان آپ کے علم وکمال کا یہاں تک معترف تھا کہ حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو بار چاندی سے تلوا کر چاندی آپ کو بخش دی۔ کئی دیہات سیالکوٹ میں ہی بطور جاگیر آپ کو عطا کر دیئے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم نے ساری عمر تعلیم و تدریس میں گذار دی۔ بلند پایہ تصانیف لکھیں۔ اور اہل علم و فضل کی قدر افزائی کی۔ شاہجہان نے آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں ایک لاکھ روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ ۱۰۶۷ھ بمطابق ۱۶۵۶ء میں سیالکوٹ میں فوت ہوئے اور اسی شہر میں آپ کا مزار بنا۔

(ماخوذ از تذکرہ علماء ہند)

www.maktabah.org

حضرت شیخ حمید قدس سرہٗ

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نورِ قیومیت سے معلوم کیا کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالات الٰہی کے لئے کامل صاحب استعداد شیخ حمید نام رہتا ہے۔ جن کے طفیل سے ہزارہا لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحل ہدایت پر لگیں گے۔ اس واسطے آنجناب عین موسم گرما میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت اور ملاقات حضرت مجدّد کے مرید مخصوص ملّا عبدالرحمٰن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے حضرت مجدّد کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں غبار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ غبار سخت دشمنی سے تبدیل ہو گیا تھا۔ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملّا عبدالرحمٰن سے شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملّا نے عرض کیا کہ وہ تو آنجناب کا سخت مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گذر اس مکان کی گلی سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتے تھے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کی طرف ایک تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں شیخ کو باہر بلایا۔ آواز سنتے ہی شیخ حمید کی عداوت خوش اعتقادی اور محبت سے بدل گئی۔ بڑے ادب سے اُٹھ کر آداب قیومیت بجا لایا۔ اور حضرت مجدّد کے رُوبرو دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہوتے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید کی۔ کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دیا۔ شیخ حمید تین دن رات دروازے پر سرنگوں کھڑا رہا۔ انہیں اپنے آپ کی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ جب دوسرے احباب نے آنجناب سے اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعونت ٹوٹ لینے دو۔ تین روز بعد حضرت مجدّد نے شیخ حمید کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اسے مرید بنایا۔ تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بنگال کی طرف جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ رخصت فرماتے وقت حضرت مجدّد نے اپنی نعلین مبارک شیخ حمید

www.maktabah.org

کو عنایت فرمائیں۔ شیخ حمید نے انہیں اپنے دانتوں سے اٹھایا اور جب تک زندہ رہا اور طاقت رہی دانتوں سے اٹھاتا رہا۔ بعد ازاں سر پہ باندھ لیا۔ جب آنجناب سے رخصت ہوا۔ تو الٹے پاؤں واپس گیا۔ بلکہ اس شہر سے بھی الٹے پاؤں گیا۔ تاکہ پیٹھ کرنے سے بے ادبی نہ ہو۔

بنگال میں حضرت شیخ حمید نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کی

حضرت شیخ حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بنگال میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور حضرت مجددؒ کے نعلین مبارک آج تک وہاں موجود ہیں۔ وہاں کے اکثر مریض ان نعلین کو پانی میں دھو کر پیتے ہیں۔ جس سے شفائے کلی ان کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ کلمہ لکھا۔ قمشلہ الشیخین ھو احمد بین المحمدین۔ "وہ دو محمدوں کے درمیان ایک احمد ہے"۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مابین میں۔[۱]

---

[۱] شیخ حمید بنگالی قدس سرہٗ کے مفصل حالات کے لئے زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جنھوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی دعوت عزیمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ منگل کوٹ بنگال میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ اور سلوک کی تعلیم کے لئے سیاحت میں نکلے حضرت مجددؒ سے بیعت کی اور ایک سال میں سلوک مجددیہ کے مدارج طے کئے۔ حضرت مجددؒ کے ارشاد پر بنگال آئے اور ظاہری باطنی علوم کی اشاعت کرنے لگے۔ حضرت مجددؒ کے خلیفہ اور مرید خاص تھے۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

میر یوسف سمرقندی کا معاملہ

اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمہ فوت ہوئے۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی۔ کہ اس کا کام ضرور سر انجام کرنا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر بھی سلوک میں ترقی نہ کی کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراء النہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے انہیں ذکر قلبی سکھلایا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے۔ آنجناب کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفور تشریف لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی نسبت القا کی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطنی حالت پوچھی۔ جب میر یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی۔ تو فرمایا ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔ اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ باطنی انتہائی حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حضرت مجدد کا جوتا ساری عمر سر کے عمامہ کے نیچے سجائے رکھا مرنے کے بعد قبر کے روشن دان پر سجا دیا گیا۔ ۱۵۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

www.maktabah.org

باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول اُٹھے۔ آپ کے اٹھتے ہی میر یوسف جان بحق تسلیم ہوئے۔

جنات کا اخراج

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ ان کے نکالنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھت کے حجرے میں سوئے ہوئے تھے کہ جنوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کر دیا۔ ان کے شور و غوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے کیونکہ وہ جن دروازے کو بھی کھٹکھٹاتے تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور 'متنحیتی' فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا تھا کہ جن آپس میں کہنے لگے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاگ اُٹھے ہیں۔ سب کو تباہ کر دیں گے۔ آؤ بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن یک بارگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضرِ خدمت ہُوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کے لئے آئے تھے۔ اُن کو جان سے مار ڈالا۔ اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور جو نکلتے تھے۔ اپنا ساز و سامان ساتھ لے کر نکلتے تھے۔

سرہند شریف میں جنّات کا قیام

بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے عرض کیا کہ ہم مدت سے آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم آنجناب کے دیدار

www.maktabah.org

فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں گے۔ اس بارے میں بہت منت سماجت کی تو آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اس کے لشکر کے مرید کر لیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطورِ وکیل بھیجا۔ اور ایک ہفتے بعد جمعہ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبدالرحمٰن کو آنجناب کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ سب کے سب آنجناب کے مرید ہو گئے۔ آنجناب نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد تھوڑی سی جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرہند کے محلہ جنّات میں رہتے ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں۔ جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اس محلّہ کے پاسبان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں۔

سرہند کے جنّات

ایک روز میرے (مصنف) والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے (مصنف کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر مکان کی چھت پر جو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گا نا گا رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جنّ عورتیں ہیں۔ پوچھا تم کیوں گاتی ہو عرض کی مخدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشیاں منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو دکھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روضوں کے گرد و نواح میں بہت سے نیک جنّ اب تک رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت

www.maktabah.org

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مبداء و معاد" کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر بالشت بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جنّ کے سر پہ ایک فرشتہ گُرز لئے متعین ہے۔ اگر ذرا سر ہلائے تو فوراً اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے۔ تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا لیتا ہے۔ اور وہ جنّ شورش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قیومیّت کے سال سیزدہم کے واقعات

حضرت مجدّد الف ثانی کی برکت سے قبرستان سے عذاب اٹھ گیا

قیومیت کے تیرھویں سال ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند کے بانی اپنے چھوٹے دادا حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ فاتحہ کے بعد امام صاحب کے مزار پہ سارے قبرستان کی مغفرت کے لئے جناب الٰہی میں عاجزی و التجا کی۔ الہام ہوا۔ ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اُٹھا لیا۔ پھر التماس کی کہ اے پروردگار! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ مغفرت اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے۔ اس قبرستان والوں سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ آنجناب نے پھر التماس کی۔ تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب

www.maktabah.org

اٹھالیا۔ پھر التجا کی تو جناب باری سے بفضل و کرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھالیا ہے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ بزرگوار مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں ایک حدیث شریف کے مضمون کا خیال آیا۔ کہ جب کسی عالم کا گذر قبر پر سے ہوتا ہے تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھالیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دیں گے۔ شہر سرہند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے۔ جس کی بابت آنجناب کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنجناب کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے۔

حضرت شیخ بلخی کا خواب

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ ملا بدرالدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک جنازہ بڑی عظمت و جلالت سے لایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے۔ بلکہ تمام گذشتہ و آئندہ اولیاء بھی نظر آرہے ہیں۔ خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ غجدوانی سر حلقہ خواجگان خواجہ بہاءالدّین نقشبند۔ خواجہ عبیداللہ احرار اور کئی بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ اتنے میں مَیں نے ایک بزرگ سے پوچھا۔ کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں۔ جو اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب وہ تشریف لادیں گے تب نماز جنازہ ادا

www.maktabah.org

کی جائے گی۔ کیونکہ وہ امامت کرائیں گے۔ اور ہم سب مقتدی ہوں گے۔ اتنے میں ایک سروقد گندم گوں مائل سفیدی، کشادہ چشم۔ فراخ پیشانی۔ بلند بینی۔ مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین اور حسن محمدیؐ کی طرح ملیح تشریف لائے۔ جن کی پیشانی پر سے ولایت کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و صورت بڑی بارعب تھی۔ تمام اولیا نے تواضع کی اور سب کے سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر امامت کی۔ اور بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن سرہند شریف ہے۔

میں جاگا تو اس بزرگوار کے دیدار فائض الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔ صبح بلخ کو چھوڑ کر قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہوا۔ جب سرہند پہنچا۔ اور حضرت مجدد کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو جو حلیہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہٖ وہی تھا۔ میں نے اس درگاہ عرش اشتباہ پر روئے نیاز اور خانقاہ ملائیک پناہ کے گرد چند مرتبہ طواف کیا۔ اور جو کچھ دیکھا۔ وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبند کی نگاہ میں حضرت مجددؒ کا مقام

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ ایک سیّد زادہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخلص مرید تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ "حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہٗ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔" مجھے یہ سن کر تعجب ہوا۔ میں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندازِ بیان نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اترا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ آموجود ہوئے ہیں۔ اور

www.maktabah.org

فرشتے کو فرماتے ہیں۔ کہ سیّد زادہ کو زندگی بخشی گئی ہے۔ تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مر جاتا تو تین آدمی کافر ہو جاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے۔ نہیں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔

خواجہ معین الدّین اجمیریؒ فرماتے ہیں

اسی سال سلسلہ چشتیہ کے ایک سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے انہوں نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا کہ ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ کسی لڑائی لڑنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور آپ کے آگے آگے فوج جا رہی ہے اور شاہانہ جھنڈے اٹھائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آباؤ اجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہو۔ میں نے کہا کتے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ تو نے خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کیا فرق دیکھا۔ کہ تو ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے فرق مراتب کو جانتے ہو؟ وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدّین چشتی قدس سرہ نے اس شخص کو فرمایا۔ کہ اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ وہ (حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شریعت کو فروغ دینے والے اور استقامت بالسنۃ بدرجہ غایت رکھتے ہیں۔

---

www.maktabah.org

حضرت مجددّ الف ثانیؒ کی خلوت میں اکابر اولیاء کی ملاقات

سرہند میں طاعون سے تباہی اور اس کا ازالہ قیومیّت کے چودھویں سال شہر سرہند میں وبا سے طاعون کچھ اس شدّت سے پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزارہا آدمی صفحہ حیات سے تختۂ ممات پر پڑنے لگے جب خلقت تنگ آگئی تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے۔ اور آنجناب کے آستانہ مبارک پر جبیں نیاز جھکائے کھڑے رہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس بلاء کے دفعیہ کے لئے توجہ کی اور بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ اس بلا کا جزیہ ہم سے بھی مانگتا ہے۔ ہم نے عوام کے عوض اپنا بیٹا پیش کیا ہے۔ چنانچہ اُسی روز آنجناب کے فرزند رشید شیخ محمد عیسیٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ آنجناب نے غسل دے کر نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرّہٗ کے مزار میں دفن کیا۔ لیکن وبا میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیدگی کے تیسرے دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے اور وباء کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر بارگاہِ الٰہی میں خلاصی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہُوا۔ کہ اپنے دوسرے فرزند کو خلقت کے واسطے فدا کر دو۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ ہم نے دوسرا فرزند بھی عوام الناس کے واسطے فدا کرنا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد فرخ جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ مرض طاعون سے اسی دن فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم

www.maktabah.org

شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ لیکن وبا کی آندھی بدستور چلتی رہی پھر لوگوں نے آکر بڑی منت وسماجت اور آہ وزاری کی۔ اس مرتبہ آپ نے اپنی دختر فرخندہ اختر امّ کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو خلقت کے لیے فدیہ دیا۔ حضرت امّ کلثوم اسی وقت نزع کی حالت میں تھی۔ کہ فرشتوں نے آکر حضرت مجدّد کو مبارک باد دی۔ آپ حیران رہ گئے کہ اس موقعہ پہ مبارک باد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعد ازاں الہام ہُوا کہ ہم نے تمہاری بیٹی امّ کلثوم کو اپنے رسول یحییٰ علیہ السّلام سے جو حصُور تھا دی۔ حصُور اسے کہتے ہیں جس نے عورت کو چھُوا تک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ "سَيِّدًا وَّحَصُورًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ"[1] اور یہ انبیاء اور فرشتے اس واسطے آئے ہیں کہ امّ کلثوم کا نکاح یحییٰ علیہ السّلام سے کریں۔ حضرت خاتم النّبیّین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح سے فارغ ہوتے ہی امّ کلثوم اس دنیا سے سدھار گئیں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا۔ اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ اٹھایا۔ تو حضرت مجدّد نے فرمایا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت اس جنازے کے ہمراہ اس طرح ہیں جیسے بیاہ کے بعد دلہن کو لے جاتا ہے۔ امّ کلثوم کو حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جب جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی رُوح نے آکر پکڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ امّ کلثوم کی قبر کے انوار وبرکات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی ایک ولی کے بھی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس قبر پہ نورِ نبوّت کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وبا نہ تھمی۔ لوگ بکثرت مر رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدّد کے سب سے بڑے فرزند اکابر اولیا خواجہ

---

[1] ترجمہ: سردار ہے اور بند ہے عورتوں سے اور نبی ہے صالحین سے۔ پ۳ ع ۱۲

www.maktabah.org

محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ وبا کوئی تر لقمہ لیا چاہتی ہے۔ سو اس کا تر لقمہ میں بنوں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے سے مراد میں ہی ہوں لیکن حضرت نے بہ سبب شفقت پدرانہ جو انہیں مجھ سے تھی۔ مجھے محفوظ رکھ کر دوسرے فرزندوں کو نثار کرتے رہے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ فرزند میں ہوں سو میں اپنے آپ کو عوام الناس کے واسطے فدا کرتا ہوں۔ یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں ہوئے اور لمحہ بہ لمحہ مرض غالب آتا گیا حتیٰ کہ تین روز میں آپ کا وصال ہوگیا۔ نزع کے وقت آپ نے لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر سے مصیبتِ وبا، دور کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہوا تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چہدام میرے نام راہ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفائے کُلی عنایت فرمائے گا۔ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص اس مرض سے نہ مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادقؓ) لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکاتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک وبا کے لئے مجرّب ہے۔ اور اب تک بھی مؤثر ہے۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا زور ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دینا شروع کیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مریضوں کو شفائے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک وبا کے لئے بہت مجرّب ہے۔

حضرت قیوم اوّل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا۔ جو مسجد کے شمال کی طرف واقع ہے اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ یہ زمین جنت کا ٹکڑا اور اپنے مدفن کے

www.maktabah.org

لئے حضرت مجدد نے یہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے مدفن پر ایک عالیشان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص تھال میں روٹیاں رکھ کر لایا۔ اور عرض کی کہ یہ نیاز پیغمبر ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بدرجہ غایت محبت اور عقیدت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا۔

جنّت کا ٹکڑا اور حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا روضہ

جو زمین حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں حضرت قیوم اوّل نے جنت کا ٹکڑا ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خاتم المرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ منورّہ کی زمین جنت کا ایک حصّہ ہے چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ "بین القبری والمنبری روضۃ من ریاض الجنّۃ"۔ سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بہ سبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی گئی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے۔ تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے۔ جب سلطان اورنگزیب نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا۔ جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو اس

www.maktabah.org

بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پہ وہ خاک ڈالی۔ اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے بارے میں دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا۔ کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکستِ فاش دی۔ اس وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ وہی

سلہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات سے پہلے اپنے تین بیٹوں معظم شاہ، اعظم شاہ اور کام بخش کو اپنی ساری سلطنت تقسیم کر دی تھی۔ تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ مگر اورنگ زیب کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان شہزادوں نے جنگ تخت نشینی کا آغاز کر دیا۔ شاہزادہ معظم نے باپ کی موت کی خبر جمرود (پشاور) میں سنی۔ وہ اپنے لاؤ لشکر سمیت لاہور پہنچا۔ پنجاب کے گورنر منعم خان نے اسے جنگی ساز و سامان مہیا کیا۔ معظم شاہ نے محرم ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لقب پایا۔ صوبیدار منعم خان کو وزیرِ اعظم مقرر کیا گیا اور دہلی کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سرہند پہنچ کر حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ کی زیارت کی۔ اور آپ کی اولاد سے استمداد کر کے بہت سے تحائف دیئے۔ دہلی کے قلعدار نے اعلان کیا تھا کہ تین شہزادوں میں سے جو بھی پہلے پہنچا میں قلعہ اس کے حوالے کر کے دست بردار ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے قلعہ معظم شاہ کے حوالے کر دیا۔ شاہی خزانے پر معظم شاہ کا اختیار ہو گیا۔ معظم شاہ کے بیٹے عظیم الشان نے آگے بڑھ کر آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ جس سے کروڑوں کا خزانہ حاصل ہوا۔ ۱۸ ربیع الاوّل ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے مقام پر معظم شاہ کا لشکر اور اعظم شاہ کی فوجوں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ (معظم) نرم دل تھا۔ اس نے اپنے بھائی اعظم کو کہا کہ ہماری جنگ میں بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ صلح مندی سے ملک تقسیم کر لیں۔ مگر اس نے نہایت تکبر سے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ گرمی کی شدت، سپاہیوں کی جراءت، جنگ مغلوبہ دونوں بھائی خوب لڑے۔ اعظم شاہ کے کئی جرنیل کٹ مرے۔ اعظم شاہ کو ذوالفقار خاں نے بروقت مشورہ دیا کہ حالات خراب ہیں۔ میدانِ جنگ سے شب کو گوالیار کو نکل جائیں۔ مگر وہ نہ مانا۔ اس کا لشکر بھاگنے لگا۔ مگر وہ لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھی کے ہودے میں بیٹھے بیٹھے زخمی ہوا۔ اور مر گیا۔ معظم شاہ کے سپہ سالار نے اس کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور جشنِ فتح

www.maktabah.org

خاک ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی۔ اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی۔ اس کا طول چالیس گز اور عرض تیس گز ہے۔ طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے۔ اور عرض میں آنجناب کے در دولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے۔ وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پیئے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گی۔ اور بالضرور جنت میں داخل ہو گا۔

سرہند کی سرزمین کو عظمت ملی

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر اکابر اولیاء خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو اسی زمین عنبر میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ آنجناب ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صدقے شہر سرہند کو جو میری جائے پیدائش ہے۔ میری خاطر ایک گہرے تاریک کنوئیں کو پُر کر کے بلند صُفہ بنایا۔ اور بہت سے شہر اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور ودیعت کیا ہے۔ جو بے صفتی۔ بے رنگی اور بے کیفی کے نور سے لیا گیا ہے۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے۔

حضرت مجدد کے مزار پہ انوار الٰہیہ کی بارش

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کے وصال سے چند مہینے پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ایک کونے میں فقراء ہیں۔ لیکن جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے وقت شہزادہ معظم کے سامنے لا رکھا۔ اس طرح اس شہزادہ کا عبرتناک حشر ہوا۔ جس نے حضرت مجدد الف ثانی کی خاک کو حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔

www.maktabah.org

نور وہاں سے چمکا اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھ کر مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ یہ بات مَیں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادق) کو جو صاحب سرّ تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزند ارجمند کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریائے نور میں مستغرق ہو گیا۔ صاحب نعمت کو نعمت مل ہی جاتی ہے۔ یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے۔ کہ بڑا بیٹا جو بڑے اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطورِ ودیعت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا لمعہ ہے۔ جو میرے دل سے لے کر وہاں اس طرح روشن ہو گیا ہے۔ جیسے مشعل سے چراغ۔ "کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔" اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے بڑے بیٹے کے برابر مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ زمین بھی جنت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ کیونکہ آجکل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کر دی گئی ہے۔ اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقد پر عالیشان گنبد بنایا گیا۔

قبریں ادباً ایک طرف سمٹ گئیں

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب کی وصیّت کے مطابق حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقد گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر ماری۔ تو

www.maktabah.org

آپ کا مرقد از روئے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا - اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی قبہ میں دفن کیا گیا۔

جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پرے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو فرش بنایا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بموجب سنت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین مرقد ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرداگرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمت کا جو آنجناب کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی عمر مقررہ اور آپ کو اس کا علم تھا

حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ممتاز امت ہو۔ ضرور غم ہوا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائے گا۔ ایک روز ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میری عمر پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہو گی - اور میرے لئے اللہ تعالیٰ کی قضائے مبرم مقرر ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہوں گی۔

www.maktabah.org

انبیاء کے مزار سرہند کے ایک ٹیلے پر

اسی سال حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے۔ شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں۔ ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا کہ کشفی نظر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیاء کے مقبرے ہیں بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی جلد کا دو سو چھیواں مکتوب حضرت خانِ خاناں الرحمۃ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو انبیاء علیہم السّلام ہند میں مبعوث ہوئے ہیں اور اسی جگہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں نے ان سے ملاقات کی۔ مجھے نظر آتا ہے کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جا رہے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان کے نبیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض کی دو نے۔ بعض کی تین نے پیروی کی۔ مگر نظر کشفی سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کی پیروی چار شخصوں نے بھی کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام اور قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیاء اس مقام پر آرام کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد نسبت مختلف رائے ہے۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے کہ تین پیغمبر مرسل یہاں پر مدفون ہیں۔ ایک روایت کے مطابق پچیس غیر مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں۔

مضافات سرہند میں چالیس پیغمبروں کی قبریں ہیں

میرے (مصنّف) کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ اس مقام پر چالیس

www.maktabah.org

پیغمبر لیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پائتی کی طرف "براس" نام ایک گاؤں ہے جو انبیاء کی ہجرت گاہ ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیاء کے وقت آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیاء کے پیرو کار نہ بنے ان پہ ایمان نہ لائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔ شہر سرہند سے چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں سنکوتل نام ہے۔ یہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں لیکن وہاں کے لوگ بدقسمتی سے ان پہ ایمان نہ لائے۔ حق تعالیٰ نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا۔ آسمانوں سے پتھروں کی بارش کی گئی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کر کے "براس" میں آئے۔ اور یہیں وفات پائی۔

واضح رہے کہ اس قدر انبیاء جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں ہوئے بلکہ ایک ایک یا دو دو مختلف وقتوں میں ہوتے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ برصغیر کے دوسرے علماؤ مشائخ اس بات کے قائل نہیں تھے کہ ہندوستان میں بھی کوئی پیغمبر یا نبی مبعوث ہوا تھا۔ بلکہ اس کا انکار ہی کرتے آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکتوب میں "جس میں ہندوستان میں انبیاء کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے" لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیسات اور تنزیہات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیاء کے علوم سے بعض حقائق چوری کیے ہوئے ہیں۔ نہیں تو ان کے نامعقول اقوال خدا کی الوہیت پر کیونکر مان سکتے ہیں۔ نبی، رسول اور پیغمبر یہ سب الفاظ عربی فارسی ہیں۔ نہیں معلوم قدیم[1] ہندی زبان میں ان کے لئے کیا لفظ تھے۔

---

[1] قدیم ہندی زبان میں بسیٹھ کہتے تھے۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد کے مکتوبات جلد اوّل کی عالمِ اسلام میں اشاعت

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی اور اس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشاں وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ جو انبیائے مُرسل، اصحاب بدر، اور اصحاب طالوت کے عدد کے موافق ہیں۔ اس جلد کے آخر میں حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرضداشتیں حسب الامر آنجناب داخل کی گئی ہیں۔ اس جلد کے جامع شیخ یار محمد جدید طائفانی علیہ الرحمہ ہیں۔ جو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی نگاہ میں حروفِ مقطعات کے مطالب

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطّعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کئے۔ جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بطفیل صحبت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اس دولت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں۔ قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفائے آنجناب سے التجا کی۔ کہ ان اسرار سے از راہِ عنایت ہمیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجنابؒ نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے کے بعد

www.maktabah.org

سے ہے کہ آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں کئے گئے۔ دوسرے تو درکنار میں اپنے رشتہ داروں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قابل پاتا ہوں۔ حضرت مجدد کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا القا فرمایا۔

اسرار مقطعات کا القا خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر القا فرمائے تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر القا فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت منت سماجت سے عرض کی۔ کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو القا فرمائے ہیں۔ ہمیں بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے پیشتر میں نے خود کئی مرتبہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارہ میں التجا کی۔ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں حق تعالیٰ نے یہ اسرار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں البتہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے واقف فرمایا۔ شیطان بڑا زبردست دشمن ہے۔ کہیں چوری چوری سُنتا نہ ہو۔ میں نے پھر عرض کی کہ حضرت مجدد کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ شیطان کو دفع کریں۔ تاکہ چوری نہ سُن سکے جب میں نے بہت ہی منت وسماجت کی تو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ اور بارگاہ الٰہی سے اجازت طلب کی جب ان اسرار کے اظہار کے لئے اجازت ملی تو جہان بھر کے جنوں اور شیطانوں کو دریائے شور میں قید کر دیا گیا اور مجھے کعبہ معظمہ کے مکان میں لے جا کر بٹھایا گیا۔ اور ارد گرد فرشتوں کی صفیں

www.maktabah.org

کھڑی کر دی گئیں۔ حتیٰ کہ فرشتوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک حلقہ بنا لیا پھر آنجناب نے ان اسرار کا القا فرمانا شروع کیا۔ تین دن تک ایک ہی وضو میں ایک ہی جلسہ میں رہے۔ صرف نماز فرض اور سنت مؤکدہ وقت پہ ادا کرتے۔ اس کے سوا کسی اور شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسرار کا اظہار فرماتے تھے تو میں بیہوش ہو جاتا تھا۔ آنجناب فرماتے تھے محمد معصوم سمجھ گئے، تمہیں بڑا شوق تھا کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار معلوم ہوں۔ میں ہوش میں آ کر عرض کرتا۔ کہ جناب سمجھا ہوں۔ تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بدھ کے روز صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکور کی نویں تاریخ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد نے ان کے اظہار سے تاکیداً منع فرمایا۔ کہ اگر ذرہ بھر بھی بھید ظاہر ہوا۔ تو گلا کٹ جائے گا۔ اس کے واسطے قلم توڑ دیئے۔ کاغذ جلا دیئے گئے۔ نزدیک والے دور ہو گئے۔ طالب مہجور ہو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قیومیت کی استعداد ہو۔ اس پر اسرار منکشف ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسرار کو بطریق توجہ باطنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القا کیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیئے۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشاء کے بعد بالتمام حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القا فرمایا۔ ہر رات عشاء اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت مہربانی سے مجھ فقیر محمد احسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مؤلف کتاب کو حروف مقطعات قرآنی سے سرفراز

www.maktabah.org

فرمایا جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ میں نے یہ علوم و اسرار "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ لکھ دیئے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں۔

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں جو آج تک کسی نے نہیں لکھے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ظاہر کیے ہیں۔ ان کا لکھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکریہ بجا لاؤ۔ کہ پروردگار عالم نے تمہیں اپنے ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات قیومیت کے حقائق و معارف ہیں۔ اس واسطے ہم اس کا نام "کشف الحقائق مقامات قیومیت" رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور متشابہات بعض علمائے صوفیہ اسلام نے بھی بیان کی ہیں۔ چنانچہ وجہ سے مراد ذات اور یدید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت لی ہے۔ الف۔ لام میم سے مراد والم بمعنی درد لی ہے۔ جو محبت کے لئے لازم ہے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان تحریر کیے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ بیچارے بھی کیا کریں۔ معذور ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں۔ کہ ان اسرار سے واقف سوائے قیوم اربعہؓ کے کوئی نہیں تھا۔ یا جناب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام تھے۔

میں (مصنف کتاب) نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے انہیں دیکھے۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے۔ اور اسماء و صفات شیونات، اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے نکال کر لکھ دیئے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء دنیائے اسلام میں پھیل گئے تھے

اسی سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے خلفاء کو خلقت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص احباب میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قبچاق کی طرف روانہ فرمائے اور ان کی قیادت مولانا محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دی۔ اور چالیس آدمی عرب، یمن، شام اور روم ممالک کی طرف مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں روانہ ہوئے۔ اسی طرح اپنے معتبر دس یار مولانا صادق کابلی[1] کی قیادت میں کاشغر کی طرف روانہ فرمائے۔ اور تیس بڑے

---

[1] خواجہ محمد صادق کابلی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلفائے مجازین سے تھے۔ آپ کے حالات حضرات القدس اور زبدۃ المقامات کے مؤلفین نے بڑی عقیدت اور محبت سے لکھے ہیں۔ وہ ابتدائی عمر میں بہت بڑے امیر اور مغلیہ افواج میں ایک اعلیٰ پوزیشن پر سرفراز تھے۔ جہانگیر کے خاص الخاص ملازمین میں سے تھے۔ دل میں خدا جوئی کا جذبہ پیدا ہوا۔ تو الٰہ آباد سے دہلی پہنچے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلے۔ مگر اس وقت حضرت خواجہ باقی باللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کے ایک دوست خواجہ حسام الدین کی خدمت میں پہنچے۔ قلبی کیفیت بیان کی تو خواجہ حسام الدین نے انہیں حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ سرہند پہنچے۔ بیعت ہوئے۔ حضرت مجدد کی نظر شفقت و الطاف نے آپ کو مقامات سلوک

www.maktabah.org

خلیفوں کو توران بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا۔ اور ان کے سردار شیخ احمد بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقرر کیئے گئے۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ممالک میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بے پناہ لوگ مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بے شمار کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئیں۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے حتیٰ کہ ان ملکوں کے کئی بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

خلفاء مجدد کا انسانوں کے علاوہ حیوانوں اور پرندوں پر تصرّف

جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء ترکستان گئے۔ تو ان دنوں وہاں کے اکثر لوگ وحشی سیرت ہوتے تھے۔ اس واسطے بعض نے سر تسلیم خم

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) طے کرنے میں مدد دی۔ آپ بھی حضرت کے محرمانِ راز اور فرزندانِ پاکباز میں شمار ہونے لگے۔ ایک بار خواجہ محمد صادق کابلی از راہِ محبت احباب سرہند دریائے جمنا سے اونٹوں پر پانی لاد کر سرہند لائے۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے خواجہ صاحب کی محنت کی تعریف کی۔ مگر فرمایا۔ دریائے جمنا ہندوؤں کا مقدس دریا ہے۔ اس کا پانی مسلمانوں کے لیئے نہ پینے نہ وضو کرنے کے کام آنا چاہیئے۔ ہندوؤں کے بت کدوں سے ہوتا ہوا پانی کسی احترام کے لائق نہیں چنانچہ پانی کو زمین پر گرا دیا گیا۔ خواجہ محمد صادق کابلی کو جذام ہو گیا۔ احباب آپ سے دور رہنے لگے۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی آپ کو اپنے پاس بٹھلاتے۔ دوستوں نے آپ کو سمجھایا کہ یہ مرض کہیں آپ کو نہ لگ جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا علاج تو ہو جائے گا۔ مگر میں ایسے پیارے انسان کو اپنے سے جُدا نہیں کر سکتا۔ توجہ فرمائی جذام ٹھیک ہو گیا۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی کی ایک انگلی پر نشان جذام آگیا جو کچھ عرصہ بعد ختم ہو گیا۔

یہ حضرت خواجہ محمد صادق کابلی نقشبندیوں اور مجددیوں کے اس کاروان کے تاجدار تھے جو دشت قبچاق میں کوہ کرام کی وادیوں، شمالی ترکستان کی پہاڑیوں اور تاتار کے کفرستان میں تبلیغِ دین اور اشاعت سلوک کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ آپ کچھ عرصہ لاہور رہے۔ ۱۰۱۸ھ میں فوت ہو گئے۔

www.maktabah.org

گیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالف بن گئے۔ ایک روز یہ بزرگ جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے منکرین بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی ان کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ ان کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ بعض آدمی ہمارے ابھی تک منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا سلب ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں لوگوں کے گھوڑوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور ہمیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ان گھوڑوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کریں گے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کریں گے۔ اور اگر منکر رہیں گے۔ تو ان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے۔ انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہ گئے اور سب کے سب مرید ہو گئے۔ وہاں کے بادشاہ بھی ان کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولایتوں میں جو خلفا گئے۔ ان سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصّل لکھا جاوے تو الگ ایک دفتر درکار ہے۔

غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر، وزیر اور بادشاہ تک حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ ہدیوں اور تحفوں اور ارادت کے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔ اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب حضرت مجدّد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب حضرت مجدّد نے ہر ایک پر اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا۔

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الف ثانی کی مغلیہ لشکر گاہوں میں تبلیغ

حضرت مجدّد الف ثانی کی مقبولیت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کی شہرت اور ارشاد کا غلغلہ جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا اور آنجناب رضہ کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بجنے لگی اور قیومیت کی شہرت و خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبلہ ولایت کی ہدایت کے نقارے کی گونج آسمانوں پر سُنی جانے لگی۔ اور جن و انس کے مُرشد کا نور فیضان عرش و کرسی تک چمکنے لگا۔ ؎

زارشاد او گشت روشن جہان
بسجدہ در آمد زمین و زمان

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝ "جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہ گروہ اسلام میں داخل ہونے لگتے ہیں" کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب رضہ کے شمائل مبارک بذریعہ خواب اشاروں اور واقعات کے معلوم ہوئے اور نیز انبیاء اور اولیائے نے انہیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ تو خلقت ٹڈی دل کی طرح حضرت مجدّد کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخیّت ترک کر کے صاحب قیومیّت کی خدمت بابرکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے

www.maktabah.org

بڑے بڑے جید علماء درس و تدریس کے مکتب ترک کر کے جناب قطب الاقطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ اس زمانہ کے ساتوں ولائیتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر لیا۔ اور ارادت کا بالا کان میں پہنا۔

از جلوۂ او ہفت اقلیم
جنید ہزار تخت و دیہیم

زمانہ کے مشائخ حضرت مجدد کی خدمت میں

زمانہ بھر کے بڑے بڑے اولیاء حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کو پروردگار کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے اور تمام جہان کے چھوٹے چھوٹے وضیع و شریف بادشاہ و غلام۔ چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیاء میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رزق، روزی، عمر، شفا، سالکوں کی باطنی ترقی۔ ہدایت و فیضان ولایت، ایمان۔ اللہ تعالےٰ کی طرح طرح کی نعمتیں، فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا۔ حضرت مجدد کے طفیل اور وسیلے سے وابستہ تھا۔ آنجناب کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزار در ہزار افراد دریائے غفلت سے نکل کر ساحلِ مراد پر پہنچے۔ اور آنجناب کی توجہ سے گمراہی کے جنگل کے بے شمار سرگشتہ و آوارہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہزار ہا آدمی توبہ و انابت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ باطنی سے تقلید کا لباس اتار کر پایۂ تحقیق سے مشرف ہوتے اور ولایت کی فنائے اتم اور بقائے اکمل حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار

www.maktabah.org

کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور جیسے آئندہ اور گذشتہ اولیاء میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا، مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت مجدّد کا تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ تو آنجناب کی صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آپ کے حضور میں گویا ان کی کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ فروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دُور کھڑے رہتے۔ جب تک انہیں محبوب ربُّ العالمین کا خطاب نہ ہوتا کسی کی زبان نہ کھلتی آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبدبے کے یہ شان تھی کہ کسی امیر وزیر بادشاہ۔ قیصر خاقان دخان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب حضرت مجدّد ان کی طرف توجہ فرماتے تو یہ ایسے بے خود ہو جاتے کہ ان سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھنے کے لئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے اور جب حسب الحکم بیٹھتے تو آداب بجا لا کر ان قبلہ اولیاء کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آنجناب عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاہ و جلال اور حشمت کو لکھا جائے۔ تو کئی دفتر چاہئیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔"

کاملانِ وقت کا بے مثال اجتماع

غرضیکہ کامل اولیاء، طالبانِ مولا۔ دوستانِ خدا اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد سے ہے کہ نہ آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہو گا۔ جو طالبانِ حق حضرت قیوم اوّل مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھے۔ جو شخص انہیں دیکھتا۔ بے اختیار "اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ" پکار اٹھتا۔ حضرت مجدّد نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کر کے خلافت دے کر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیج دیا تھا۔ حتیٰ کہ عرب و عجم، ماوراء النہر، بدخشاں اور ہندوستان

www.maktabah.org

میں سے کوئی ایسا علاقہ نہ تھا۔ جو آنجناب کے خلفا سے خالی رہ گیا ہو۔ اور توران اور ہندوستان کے صوبوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص احباب اور مریدوں کو خلافت دے کر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفے نے اپنے اپنے مقام کو ٹھیک ٹھاک کر کے بڑے استغنا سے مربع بیٹھ کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور اوراد اذکار کا [illegible] بلند کر کے دین متین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشاں کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہان بھر کے بادشاہ ولایت اور شہروں کو ہدایت فرما خلفا کی ملائک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے۔ نہایت آرزو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دونوں جہان کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیازمندی اور ارادت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنجناب حضرت مجدّد کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے۔

شیخ بدیع الدّین جہانگیر کے لشکروں کے راہنما بنے

اسی سال شیخ بدیع الدّین رحمۃ اللہ تعالٰے کو جو آنجناب کے مخصوص خلفائ میں سے تھے۔ سلطان ہند جہانگیر کے لشکر کی خلافت دے کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا۔ آپ کے تقرر کی وجہ یہ تھی کہ جب سلطان جلال الدّین اکبر داخل فی النّار ہُوا۔ تو ارکانِ سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے بھی ابتداء میں باپ کی طرح اپنے آپ کو خلقت سے سجدہ کرانا شروع کر دیا تھا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطلہ کو رواج دیتا رہا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اسے مائل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں منائی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ کفر سے رہائی دلائی۔ لیکن جب دیکھا کہ دربار کی حالت بدستور ہے تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اوّل مجدّد

www.maktabah.org

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر آہ و زاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لئے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کریں گے۔ خلق خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیج دیا۔ رخصت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا کہ تمہیں شاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہو گی۔ اگر کسی باعث سے تکلیف بھی پہنچے تو مستقل مزاج رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف ہو گی۔ فی الواقع بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر ارکان سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزارہا آدمی مرید ہو گئے اور ہر روز اسقدر ہجوم ہوتا کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے ایک محتاج کے لئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ ہلکے اور عامیانہ تھے۔ جیسے کوئی ادنیٰ دوست کی طرف لکھتا ہے لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ اپنے والد کے پاس آنکلا۔ اس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے۔ جو ہمیں اس طرح کے معمولی القاب سے یاد کرتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے بتایا کہ شیخ بدیع الدین نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کس کا مرید ہے؟ اس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور اس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیشتر بھی اسے حضور رضی اللہ عنہ سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز بروز دین متین کو

www.maktabah.org

زیب وزینت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے موقعہ پاکر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آجکل شہر سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لاکھ جرار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ دوسری طرف ایران، توران اور بدخشاں کے بادشاہ ان کے بہت نیازمند اور مرید ہیں چنانچہ ان کا ایک خلیفہ شاہی لشکر میں بھی کام کر رہا ہے۔ آپ کے تمام اراکین سلطنت اس کے مرید ہیں۔ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کے دل میں سلطنت کی ہوس ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے تو ایک اشارے پر اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں کہ ماضی اور حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمٰعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار سوار کا مقابلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب یہ شیخ صاحب اس قدر طاقتور جمع کر لیں گے۔ کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہے گی تو پھر کیا علاج کیا جائے گا۔ بہتر ہے کہ اس کا انسداد پہلے ہی کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ بدیع الدین صاحب کے جو خلیفہ شاہی لشکر میں ہیں اور ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً روک دیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمدورفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیئے۔ اگر فرمانبرداری سے سر پھیرے تو قید کر دینا چاہیئے۔

جہانگیر آصف جاہ کی بات میں آگیا

بے وقوف، بادشاہ وزیر کی ابلہ فریب باتیں سن کر ڈر گیا اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمدورفت نہ کرے۔ یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمدورفت سے رک گئے۔ مگر بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ بلاتکلف شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ذکر ہونے لگا۔ تمام گلی کوچوں، بازاروں۔ گاؤں، شہروں بلکہ تمام ممالک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کر دیئے جو ہر وقت

www.maktabah.org

حضرت مجددؒ اور آپ کے خلفا کی خبر پہنچاتے رہتے۔ حضرت مجددؒ کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ بدیع الدین ان معارف کو بیان کرتے۔ دین متین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) اپنے آپ کو یہ اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہ کرام کے برابر کہتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین انجنابؓ کے بارے میں واہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص بدیع الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بارہا منع فرماتے کہ میرے پاس کم آیا کرو۔ میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ اس موقعہ پہ شیخ بدیع الدین صاحب نے نہایت پریشانی کے عالم میں ایک عرضی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد التماس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت مجددؒ نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ہلنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دکھ نہ ہو گا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان کا اظہار ہو گا۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے اسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کرو۔ اس سیہ بخت برگشتہ روزگار نے کہا مجھ سے یہ امید نہ رکھو جو ناقابل بیان بات ہو گی۔ میں چغلی کے طور پہ ابھی جا کر بادشاہ سے کہوں گا شیخ صاحبؒ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب حاصل ہے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے بُری بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ تم

www.maktabah.org

کسی بلا ومصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ جس سے تجھے رہائی ناممکن ہوگی۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اس نے بدگوئی کے لیئے ابھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا اسم مبارک لیا ہی تھا۔ کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا۔ کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتا تھا۔ اس طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد داخل فی النار ہوا۔

جب مخالفانِ دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادوگر ظاہر کرنے لگے۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نظیر وزیر آصف جاہ مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے مل کر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صلاح ومشورے کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہیئے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل وجان سے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدّین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجنی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی کہ کوئی شخص لشکر سے سرہند میں کسی قسم کی چٹھی نہ لے جائے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر شیخ بدیع الدین صاحب نے بذات خود آنجناب کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سرہند پہنچے تو حضرت مجدد شیخ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ میں نے تجھے تاکیداً منع کیا تھا کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آنا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوتی ہے۔ اچھا جو ہوا بہتر ہوا۔ اب تو واپس نہیں جائے گا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے غصہ میں واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مصلحت یہی ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ آنجناب

www.maktabah.org

کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سرہند آگئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لے کر شیخ نے (حضرت مجدد الف ثانی) کو پہنچایا ہے اور اس (حضرت مجدد الف ثانی) کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب جو تدبیر کرنی چاہیئے۔ جلدی کرنی چاہیئے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو بُری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی غلطی کی طفیل جو کچھ آنجناب کے سر پر بیتی سو بیتی۔

انہیں دنوں حضرت قیوم ثانی معصوم نعمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفر احمد رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔

سامانہ کے خطیب مسجد کی حرکت

اسی سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ عید الفطر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسم گرامی نہیں لئے۔ اور یہ کہ دکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے جس نے اپنا تخلّص کفری کیا ہے۔ آنجناب رضؓ نے از راہِ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دیئے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اگرچہ خلفائے راشدین کے اسمائے مبارک خطبہ میں داخل کرنا فرض اور واجب نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسمائے مبارک معہ وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اسی طرح اس شاعر کی طرف تنبیہاً لکھا کہ یہ تخلّص چھوڑ کر اس کی بجائے اسلامی تخلّص کرو۔ اس ضلع کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلّص چھڑوا دو۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر کے دربار میں طلب کیا گیا

حضرت مجدد جہانگیر کے دربار میں

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جب تک اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کرو گے۔ دینِ متین کی تجدید نہ ہوگی۔ اور کفر کی تاریکی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روشنی کے بغیر تبدیل نہ ہوگی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہوگی اور خلقت ہدایت سے محروم رہے گی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرلو۔ جیسا کہ گذشتہ انبیاء کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو ان کے دین کو رواج ہوا ہے۔ انبیاء اولوالعزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور ان کی اذیتوں کو برداشت کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ خاص کر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کفّار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالیٰ کی عظمت وجلالت کے بعض اسماء ایسے ہیں۔ کہ ان کی سیر بغیر تکلیف اٹھائے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ پیغمبری سنّت کا پیروی اپنے حق میں کرو۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس الہام کے بعد قضائے پروردگار پر راضی ہوئے۔ اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہو گئے۔ صبر کو اپنا شعار بنالیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع بھی دے دی۔ اور سب کو صبر وتحمّل کے واسطے تاکید کی۔

www.maktabah.org

جہانگیر کے دربار کی سیاسی تدابیر

القصہ جب وزیر آصف جاہ کے بہکانے سے جہانگیر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفین دین متین دن رات اسی فکر میں تھا کہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے۔ ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے روبرو یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک لشکر جرار بھیج کر اچانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ بودی تدبیر ہے۔ کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے اراکین شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے۔ اگر ہم شیخ صاحب کے لشکر کے لئے مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہو گی۔ تو فوج کے سپہ سالار بغاوت کر دیں گے۔ اور فساد برپا کریں گے۔ جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائے گا خطرہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب کی زبان میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ۔ ان کے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت دنیا کے اکثر بادشاہ ان کے مرید ہیں۔ اور ان کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہزارہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمربستہ ہو جائیں گے۔ اور توران، خراسان کے بادشاہ جو ان کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے ضرور بالضرور اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر ان سے مل جائیں گے۔ اور تمام جہان ہماری دشمنی پہ کمربستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہو گی۔ اور ہندوستان والوں کے

www.maktabah.org

لئے بڑا نازک موقعہ آجائے گا۔ اور اس مصیبت کا دُور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہو گا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ دور دراز علاقے میں بھیج دینا چاہیئے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو معہ خلفا بلا کر شاہ اکبر کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیئے۔ اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں) لشکر میں رکھو اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین بجا نہ لائیں۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کے مخلص اور مرید ان تک پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیئے۔ جب سختی پہنچے گی۔ خود بخود اطاعت پر آمادہ ہوں گے۔ اور رسم و آئین کی بابت جو کچھ ہم کہیں گے ضرور مان لیں گے۔ ایسا کرنے سے اگر ہندوستان کے امرار اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ کہیں ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شورش کریں بھی۔ تو پہلے شیخ کو معہ خلفا کے قتل کر دیا جائے گا۔ اور بعد میں باغیوں سے نپٹ لیا جائے گا۔ جب ان کا پیشوا قتل ہو جائے گا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہے گی۔ اور نہ ہی پھر اُن کے خلفا ہوں گے۔ جو اُن کے جانشین ہو سکیں۔ مجبورًا تتر بتر ہو جائیں گے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر بیٹھ جائیں گے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفار آئیں گے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی میں شریک ہو جائیں گے اور عذر و حیلہ کریں گے۔ اور کہیں گے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لا کر شیخ صاحب کے عوض میں بھی قتل کر دیں گے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پُر تکلف بنوا دیں گے۔ اور ان کی موت پر باقاعدہ اظہارِ رنج و الم کریں گے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سا روپیہ اور جاگیر دیں گے۔ اور جو خلفا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ ان کو معہ ان ولائتوں کے تحفے تحائف بھیج دیں گے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال

www.maktabah.org

کریں گے اور اس تعزیت نامے میں حیلے عذر اور افسوس کا اظہار کریں گے۔ جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب کی فاتحہ کے لئے آئیں گے تو جونہی ہماری حد میں داخل ہوں گے۔ ہم بڑی آؤ بھگت کریں گے اور ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کریں گے۔ جب یہاں پہنچیں گے تو ہر ایک کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کریں گے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک دیکھیں گے تو ضرور عداوت کو دل سے دُور کریں گے۔ اور اس طرح کرنے سے ان کے دلوں میں محبت کا پودا لگ جائے گا اور بے اختیار اخلاص سے پیش آئیں گے۔ اور فساد مٹ جائے گا۔ تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین و آفرین کی۔

مجدّد الف ثانیؒ کے مرید سپہ سالاروں کی دربار میں طلبی

دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت کو جو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ اراکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خان خاناں خان اعظم، خان جہاں لودھی، سکندر خاں لودھی، تربیت خاں سیّد صدر جہاں، اسلام خاں، قاسم خاں، جباری خاں، مہابت خاں، دریا خاں اور مُرتضےٰ خاں[1] وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کے نام دُور دراز ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مغلیہ دربار کی غیر اسلامی حرکات، اور اکبر کے بعد جہانگیر کے شب و روز دیکھے تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ کہ باپ کے مرنے کے بعد بھی اس کا بیٹا ایسی بدعات میں گرفتار ہے جن سے اسلام کی اہانت ہوتی ہے اور مسلمان ذلیل و خوار رہے۔ چنانچہ آپ نے کھل کر ان اعیانِ مملکت اور امراء سلطنت مغلیہ کو خط لکھے جن کے سینے میں اسلام کا احترام اور درد موجود تھا۔ چنانچہ آپ کی مسلسل مساعی سے جہانگیر کے مقتدر امراء اور وزراء حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین کے ہمنوا ہو گئے تھے۔ ان میں خان خاناں عبدالرحیم، خانِ اعظم عزیز کوکلتاش، خاں جہاں (پیر خاں ولد

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

www.maktabah.org

جاری ہوا۔ کہ تم فوراً اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خانِ خاناں کو دکن، سیّد صدر جہاں کو مشرقی ممالک، خان جہاناں لودھی کو ملک مالوہ، خان اعظم کو گجرات، اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کر کے بھیجدیا۔ غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کر کے روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں جناب اور جناب کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امّید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک حکم سرہند کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوا دو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) دولت خاں لودھی، تربیت خاں، سیّد صدر جہاں، سکندر خاں لودھی اسلام خاں، قاسم خاں، جبّاری خاں، مہابت خاں اور مرتضیٰ خاں کے اسمائے گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے نام آپ کے مکتوبات میں اسلام کی زبوں حالی، مستقبل کے خطرات، تحریک احیائے اسلام کے لئے تیار ہونے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کے قبول کرنے اور دین اسلام کی برتری کے لئے کام کرنے پر پُر زور الفاظ میں آمادہ کیا۔ آپ نے بار بار ان حضرات کو آگاہ کیا کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں خالص اسلام کے احیاء کے لئے کام کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو جہانگیر کو مجبور کر دیں کہ وہ بے دینی رسومات کو ترک کر دے۔

مکتوبات ربانی میں حضرت مجدد الف ثانی کے کئی مکتوبات شیخ فرید بخش مرتضیٰ خان کے نام موجود ہیں جس میں آپ نے جہانگیر کی تخت نشینی پر اظہار مسرت کیا اور اسے غیر اسلامی رسومات سے ہٹانے کی کوشش کرنے پر زور دیا۔ اسی طرح آپ نے دوسرے امراء کو بھی مکتوبات لکھے۔ آصف جاہ وزیر نے ان تمام حضرات کے لئے شاہی احکام صادر کرا دیئے۔ کہ وہ دار السلطنت سے دُور مقامات پر تعین کئے جائیں۔ تاکہ حضرت مجدد کی گرفتاری پر یہ لوگ دار السلطنت میں ہنگامہ نہ کرنے پائیں۔

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے۔ اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیج دیا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑیں۔ لیکن حضرت مجدد نے فرزندوں کو ساتھ لے جانے میں مصلحت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل و عیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلّی دی۔ اور وصیّت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائے گی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرف پانچ مریدوں کو "حالانکہ آنجناب رضؓ کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے" لے کر دہلی روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو اپنے تمام امراء کو حضرت مجدد کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر[1] بدضمیر نے بادشاہ اور آنجناب رضؓ کی ملاقات کا وقت مقرر

---

[1] ان دنوں جہانگیر کا وزیر اعظم جس نے حضرت مجدد کے خلاف دربار میں سازش اور کذب بیانی سے آپ کو قید و بند کا نشانہ بنایا۔ آصف جاہ تھا یہ وزیر خاص اور سپہ سالار افواج مغلیہ تھا۔ یہ شخص ابوالحسن اعتماد الدولہ میرزا غیاث کا لڑکا، نور جہاں ملکہ جہانگیر کا بھائی۔ شاہجہان کی ملکہ ممتاز محل (مدفون روضہ تاج محل) کا والد اور شاہنشاہ جہانگیر کا وزیر امور خاص اور شاہجہان کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ جہانگیر نے اسے مختلف مراتب سے ترقی دے کر ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۵ء میں لاہور اور شمالی علاقوں کا گورنر بنا دیا تھا۔ آصف جاہ اگرچہ ذہین۔ دلیر اور صاحب فن تھا مگر شیعہ ہونے کی وجہ سے اسے حضرت مجدد الف ثانی سے کمال دشمنی تھی اور وہ اس مذہبی بغض کو سیاسی رنگ میں پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسے جہانگیر پھر شاہجہان

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

گیا جب کہ بادشاہ شراب کے خمار میں تھا اور کچھ مزاج بھی بگڑا ہوا تھا۔ بادشاہ کے وہ وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے مزاج پر اتنا اثر تھا کہ مغلیہ سلطنت کے اکثر و بیشتر معاملات اسی کی رضا سے طے ہوا کرتے تھے۔

اسی کی تدبیر سے شاہجہان کو تخت نشینی میں آسانی پیدا ہوئی تھی۔ اسی نے جہانگیر کی موت کے فوراً بعد اپنی بہن نورجہاں کو قید کرا دیا۔ جہانگیر کے بڑے بیٹے سلطان خسرو کے بیٹے داور بخش کو وقتی طور پر ہندوستان کے تخت پر بیٹھا دیا۔ اور جب تخت کے دوسرے دعویٰ دار خاموش ہو گئے تو داور بخش کو علیحدہ کر کے شاہجہان کے لئے اقتدار کا راستہ صاف کر دیا۔ شاہجہان آصف جاہ کے اس احسان کا زندگی بھر ممنون رہا۔ اسے اپنے اقتدار کا نگران رکھا۔ اس کے مشوروں کو قبول کیا۔ شاہجہان اسے "دانائے امور سلطنت، واقف اسرار جلالت کبریٰ، سرخیل یک رنگان وفادار، سالار یکجہتان حق گذار، کار فرمائے سیف و قلم، مدبر امور عالم، زبدۂ قوانین عالی شان، قدوائے امرائے بلند مکان عضد الخلافۃ، یمین الدولہ عموئے دانا، آصف خاںؒ جیسے القابات سے یاد کیا کرتا تھا۔

جہانگیر کے انتقال کے وقت آصف جاہ لاہور اور ملتان کا گورنر تھا۔ ۱۰۳۷ھ میں شہزادہ اورنگزیب شجاع اور داراشکوہ کو لے کر لاہور سے آگرہ پہنچا۔ اور نوروز کے جشن میں حاضر ہوا۔ تو بادشاہ نے اسے پچاس لاکھ روپے سالانہ تنخواہ، نوہزاری کا منصب اور نوہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ کا بلند عہدہ عطا فرمایا۔

۱۰۴۰ھ میں شاہجہان نے اپنی اکتالیسویں سالگرہ پر یمین الدولہ خان خاناں کا خطاب دیا۔ اور تمام مغلیہ فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔ وہ اپنے باپ مرزا غیاث کی طرح علمی قابلیت کا مالک تھا۔ مگر اس نے اپنے تعصبات کی وجہ سے کوئی علمی یادگار نہیں چھوڑی۔ لاہور میں دہلی دروازے کے باہر ایک عالیشان محل بنایا جس پر بیس لاکھ روپے خرچ آئے۔ اور سکھوں نے اپنے زمانہ میں اس کی بنیادیں اکھیڑ دیں، ۱۷ شعبان ۱۰۵۱ھ / ۱۶۴۱ء میں لاہور میں فوت ہوا۔ "نہ ہے افسوس آصف جاہ" تاریخ وفات ہے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

ہُوا کرتے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا نشہ کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آصف جاہ کو مقبرہ جہانگیر کے پاس ہی دفن کیا گیا۔ ایک عالیشان بلند گنبد اور اس کے ارد گرد باغ اور چار دیواری تعمیر کرائی گئی۔ آصف جاہ کا مقبرہ ایک عظیم تاریخی یادگار ہے۔ شاہجہان نے اپنے اس محسن کی اس یادگار کو بڑے اعلیٰ طریقے سے زینت بخشی مگر انقلابات زمانہ نے اس مقبرہ کو تراش خراش کے رکھ دیا۔ آج آصف جاہ کا مقبرہ اور اس کی مشہور زمانہ ہمشیرہ نورجہاں کا مزار سکھ گردی کے ہاتھوں شکست و ریخت کی تصویر بنے نظر آتے ہیں۔ رنجیت سنگھ کی حضوری باغ میں نشست گاہ کی بارہ دری آصف جاہ کے مقبرے کے پتھروں سے بنائی گئی تھی۔

آصف جاہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سلسلہ سے بغض اور دشمنی تھی۔ وہ اپنی ساری عظمتوں اور مراتب کے باوجود خاندان مجددیہ کی مخالفت کی آگ میں جلتا رہا۔ کبھی قاضی نوراللہ شوستری کو آگے لاتا۔ کبھی ایران کے شیعہ مجتہدین کو درآمد کرتا۔ دربار میں حضرت مجدد اور ان کے رفقاء اور امراء سے خار کھاتا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اسے حق کے سامنے سرنگوں ہو کر ہزیمت اٹھانا پڑی۔ جہانگیر کو مہابت خاں نے گرفتار کیا تو یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب کی وساطت سے صلح مندی کے لئے دَوڑتا تھا۔ جب جہانگیر سرھند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کو آیا۔ تو آصف جاہ نذرانہ پیش کر رہا تھا۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے ٹھکرا دیا تھا۔

آخری عمر میں بادلِ نخواستہ اسے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جھکنا پڑا۔ بادلِ نخواستہ شرعی قوانین نافذ کرنے پڑے۔ سجدہ کے خاتمہ، گائے کی قربانی، اکبری بدعات کے انہدام کو اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ اور بے بس ہو کر قبول کرتا رہا۔

www.maktabah.org

جس وقت ناراض ہوتا تھا۔ اس وقت خلقِ خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ اور ظالمانہ احکامات نافذ کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھ کر انا ربکم الاعلیٰ کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جو اسے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجا نہ لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کہا۔ وزیر کو امید تھی کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دے گا۔ کیونکہ اس کی عادت تھی جو شخص ادب میں سرِمُو فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کے خلفا اور مریدوں نے ٹھانی ہوئی تھی کہ اگر خدانخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑے گا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو دربار میں ہی صفایا کر دیں گے۔ لیکن بادشاہ آنجناب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر وزیر حیران رہ گیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے اس کے جواب میں آنجناب حضرت مجدد نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جو چوتھے خلیفہ تھے۔ ان کے پیرو یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں۔ فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بدبختوں کے منہ پر نجاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی تھی۔ کیونکہ وہ بھی شیعہ تھا۔ اور وہ حضرت مجدد کے مصنفہ رسالہ ردِّ شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب رضی اللہ عنہ سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میرے نزدیک۔ تو ایک۔ ادب۔ کا ترک گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں جو صریحاً کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیاء کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الٰہی ظاہر کیا ہے۔ جو میرے لئے اپنانے

www.maktabah.org

جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیاء ہمارے ابنائے جنس ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کرے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ واقعی ہمارے خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہو گی۔ جب وزیر لعین آصف جاہ نے دیکھا۔ کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی آداب سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے کسی کا آداب بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا ایک طریقہ ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ آپ اس کا جواب نہیں دیں گے۔ اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے سجدہ کرو۔ حضرت مجدد نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ کروں گا۔ ایسی بُری بات مجھے کبھی نہ کہی جائے۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو اور میں کرا لوں گا۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کروا سکتے۔ ملّا عبد الرحمٰن مفتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حضرت مجدد کا قدیمی مخلص و مرید تھا عرض کیا۔ کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے اس لئے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ کیلئے سجدہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ ملّا یہ فتویٰ تیرے لئے ہے میرے لیئے نہیں۔ ہزارہا انبیاء اور ان کے صحابہ نے راہِ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہِ خدا میں جان دوں گا۔ لیکن سجدہ نہیں کرونگا پر نہیں کروں گا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کریں گے تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذری سر کو خم کر دیں۔ باقی آداب میں نے معاف کر دیئے۔ کیونکہ

www.maktabah.org

مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے آداب شاہی ضروری ہیں۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ٹلا نہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی سر نہیں جھکاؤنگا[1] بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو اور پھر انہیں تحفے اور مال دے کر رخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اٹھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدّد الف ثانی کے سر مبارک کو خم کرنا

---

[1] حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ وقت بڑا دشوار اور کٹھن تھا۔ آج جہانگیر کے درباریوں اور خاص کر بے دین وزراء کی سازش کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ آپ کو بادشاہ کے سامنے لا کر دینِ الٰہی کی ملحدانہ رسومات کے سامنے جھکانا چاہتے تھے۔ بادشاہ جہانگیر اپنی جہالت اور شاہی خمار میں مست آصف جاہ کے اشارے پر احکام نافذ کرتا جاتا تھا۔ حضرت مجدّد کی زندگی کے چالیس سال اکبری دور میں گذرے تھے۔ آپ نے اسلام کی زبوں حالی پر ایک عرصہ تک ماتم کیا تھا۔ درباری علماء، جاہل صوفیاء نے پھر مختلف مذاہب کی بالادستی کو دیکھا تھا۔ اہلِ مذہب کی ذلت اور بے دینی کی برتری پر آپ کا دِل ہزار بار کڑھا مگر مغلیہ دربار کی خرابیوں کے دُور کرنے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ آپ نے فوج اور دربار کے اندر ہی اسلام پسند امراء کو دوست بنایا۔ ان کے اندر اسلامی حمیت پیدا کی۔ اور انہیں اپنے مکتوبات کے ذریعہ دین کی احیاء پر تیار کر لیا تھا۔ آج ابو الفضل، فیضی، ملّا مبارک اور اکبر کے دینِ الٰہی کے محضر نامہ پر دستخط کرنے والے علماء اور صوفیاء تو موجود نہ تھے مگر اکبر کے دین الٰہی کی بدعات اور رسومات ابھی تک دربار اور ملک میں رائج تھیں۔ آصف جاہ جیسے بدکردار وزراء اور نور جہاں جیسی شیعہ عورتیں معاشرے کی برائیوں کی حفاظت میں سرگرم تھیں۔ حضرت مجدّد کے استقلال اور ثابت قدمی نے ان باطل ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ امراء دربار کے زور کے باوجود آپ نے سجدہ نہ کیا نہ سر جھکایا۔ اور گوالیار کے قلعہ کی قید و بند کو قبول کر کے حق کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔

www.maktabah.org

چاہا۔ بہتیرا زور مارا کہ قدرے خم کریں۔ لیکن میسّر نہ ہوا۔ حالانکہ آنجناب حضرت مجدّد بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرا نے اس قدر زور کیا۔ کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا۔ لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اسے نہ پھرا سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس چھوٹے سے دروازے سے جو بادشاہ کے روبرو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گذرتے وقت تو سر جھکا ئینگے کیونکہ یہ دروازہ قدِ آدم سے چھوٹا تھا۔ آنجناب نے اس دروازہ سے گذرنے کے لئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے یہ حالت دیکھی تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں معہ تاج و تخت اور سلطنت اپنے پاؤں سے پائمال کروں گا۔ جب آپ کے حضور میں اس قدر تکبّر کرتے ہیں۔ تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکل کر کس قسم کی شورش برپا کریں گے۔ خدشہ ہے کہ ملک میں ہزارہا فتنے برپا ہونگے ایسی صورت میں علاج محال ہو جائے گا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں لگے گا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کر لینا چاہیئے ورنہ بڑی ندامت اٹھانا پڑے گی۔ اور بعد میں پچھتانا کچھ مفید نہیں ہوگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہو کر آنجنابؒ کے محبوس کرنے پر راضی ہوا۔[1]

حضرت مجدّد کا ایمان دیکھ کر دربار کا ہندو راجہ مسلمان ہو گیا

ہندوستان کا ایک بڑا راجہ جو بُت پرست تھا۔ اس مجلس میں موجود تھا۔ جب اُس نے حضرت مجدّد کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نورِ اسلام سے بدل گئی۔ اس

۱؎ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے ▲ وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہبان

(اقبال)

www.maktabah.org

نے وزیر آصف جاہ کو کہا۔ کہ شیخ کو میرے پاس قید کردو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دینِ اسلام ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قید خانے میں پہنچے تو وہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا اور اپنے پاس رکھا اور خود معہ متعلقین کے مرید ہوگیا۔ اور صبح شام حلقہ، مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقررہ پہ ہونے لگا۔ اور گروہا گروہ لوگ آکر مرید ہونے لگے اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیئے۔ جو حصانت ومتانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا اور قلعہ گوالیار جو چھاؤنی سے چوبیس میل کے فاصلے پہ ایک نہایت اونچی پہاڑی پہ واقع تھا اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات حضرت مجدّد کو معہ خلفاء ومریدوں کے پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کردی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا اور جہاں تک ممکن سے ممکن ہو۔ شیخ اور اس کے خلفا کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کے لیئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القلب تھا۔ قلعہ میں مامور کردیا۔

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الف ثانی قلعہ گوالیار میں

جب حضرت قیوم اوّل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے تو حاکم قلعہ اور پاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفا آنجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیسی تم خیال کرتے ہوں گے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مدّنظر اور کام ہیں۔ یہ کہہ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پہ بیٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفا نے اور کرامتوں کا اظہار کیا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں۔ جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔ جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی اور حضرت مجدّد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی۔ کہ ہمیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔

حضرت مجدّد الف ثانی زندان خانہ میں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایام حبس میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے اور فرماتے کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے ہماری باطنی ترقی اور عروج ہوگا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو حضرت مجدّد نے فرمایا کہ ہماری شامت اعمال اور یہ آیت پڑھی۔ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ

www.maktabah.org

فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ جو کچھ تمہارے ہاتھوں نےکمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصورِ عمل کی دید آنجناب پر پورے طور پر غالب تھی۔ اور دوستوں کو بھی فرماتے تھے۔ کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیا میٹ کر دیتی ہے، جیسے لکڑی کو آگ۔ جن دِنوں آنجنابؓ نظر بند تھے۔ تو حضرت مجدّد اور آپؒ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے خوشی کا اظہار کرتے اور حضرت مجدّد کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے چنانچہ انہیں دنوں آنجناب کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرضداشت ارسال کی جس میں قبضِ حالِ باطنی اور ملامتِ خلق کی شکایت درج تھی۔ حضرت مجدّد نے اس کے جواب میں یہ لکھا۔

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الصّٰلِحِيْنَ۔" آپ کا صحیفہ شریف عام لوگوں کی ملامت اور جفا کی داستان ہے۔ پہنچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے اور ان کے دِلوں کے زنگار کے لئے مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہیئے۔ مجھے اس قلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کی ملامت کو نورانی لفافوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں اور کام پستی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ مَیں نے کئی سال جمالی تربیت میں بسر کئے۔ اور کئی منزلیں طے کیں۔ اب جلالی تربیت کی نوبت آئی۔ تاکہ مَیں اس کی منزلیں بھی طے کروں تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جمال و جلال دونوں کو یکساں خیال کروں۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ ذوق رہا نہ حال۔ ضروری تو یہ تھا کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دُگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذّت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عامیانہ رنگ میں

www.maktabah.org

بات کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دُور جا پڑے ہو۔ جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کے بندے تکلیف کو راحت سے بہتر تصوّر کرتے ہیں۔ کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف اور اعلیٰ ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

قیدوبند کی عظمتیں

قید کے دنوں میں ایک مکتوب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ارسال فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے :-

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ مخفی نہ رہے کہ اگر یہ عنایت الٰہی سے (عنایت اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلّی ہوئی) قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلال۔ خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان نہ ہوتا۔ آنجناب سے غیب سے، عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور ہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے ننگی و بے ناموسی کے خوشگوار شربت اور خواری و رسوائی کے مزے دار مربے نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت وطعن کے جمال کا لطف نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفا و بلا کی حس سے محفوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سررشتہ اور تضرع، التجا، انابت۔ استغفار ذل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو جو عظمت اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے

www.maktabah.org

آپ کو ایک خوار و ذلیل، بے اعتبار، بے ہنر، بے اقتدار، محتاج اور مفتقر معلوم نہ کر سکتا۔ " وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ " اور میں اپنے آپ کو پاک بازنہیں کہتا نفس برائی سکھاتا ہے مگر جو رحم کیا میرے ربّ نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان۔ اگر اس مصیبت کے گھر (قید خانہ) میں اللہ تعالیٰ کا فضل محض، متواتر فیوض واردات اور پے در پے عطیّات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں نا امید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ جس نے مجھے مصائب کی برکات سے آرام سے رکھا۔ جفا کے وقت مجھے عزت سے رکھا۔ قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی، غم، رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی، اور مجھے انبیاء کی متابعت پر ثابت قدم رکھا۔ اور مجھے اولیاء، وصلحاء، کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام انبیاء علیہم السّلام پر ہو۔

انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے۔ کہ اس نظر بندی سے آنجناب رض کی کب رہائی ہوئی۔ جب ان کی گھبراہٹ اور پریشانی حد سے بڑھ گئی۔ تو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلّی و تشفّی کے لئے پیغام بھیجا۔ کہ خاطر جمع رکھو جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے مکمّل کر دیا ہے۔ اب مجھے جلد ہی اس قید سے رہائی ہو گی۔ لوگوں نے یہ خوش خبریاں سُن کر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال آنجناب رح کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہو گیا۔ جب اس کی اطلاع آنجناب رح کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا اور فاتحہ پڑھا۔

میر سیّد احمد علیہ الرحمۃ جو آنجناب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول خلیفہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب رض کو تکلیف دی

www.maktabah.org

اور گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ ان دنوں میں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ مَیں نے اچانک سنا کہ جہانگیر بادشاہ نے آنجناب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا ہے۔ اس وحشت اثر خبر کو سن کر مَیں بہت گھبرایا اور حیران و پریشان ہو کر رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر دہلی کے اُترے ہوئے ہیں۔ مَیں ان کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ مَیں نے وہ وحشت ناک خبر سنائی۔ اس نے پُر درد دل سے آہ سرد بھری اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہیں لیکن قید میں ہیں۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ مَیں نے پوچھا۔ کہ تم نے آنجناب کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا مَیں آنجناب فیض مآب کا ادنےٰ مرید ہوں۔ یہ سُن کر مَیں اسے بڑی منت و سماجت سے گھر لے گیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلّی دی۔ مَیں نے پُوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا۔ مَیں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں۔ میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید محبت تھی۔ چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی رُوح پُر فتوح کے لیے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں ان سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا۔ مَیں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا ضروری ہے۔ مَیں نے عرض کیا مشائخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب اس کا نام فرمائیں۔ مَیں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ حضرت غوث الاعظم

www.maktabah.org

نے فرمایا کہ سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امّت سے افضل ہیں۔

مَیں نے حسب الارشاد علی الصّباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرافراز فرمایا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا۔

سید الانبیاء قید خانہ میں تشریف لاکر حضرت مجدّد کو تسلّی دیتے ہیں

جن دنوں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر بند تھے۔ آنجناب رضؓ کے ایک مخلص دوست نے بتایا۔ کہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہا گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ مَیں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم معہ اصحاب حضرت مجدّد کی خبر پرسی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ ان کی زیارت کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ مَیں بھی ان میں شامل ہوگیا۔ اور آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا شوقِ دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب مَیں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو لوگوں کا شور و غل تھا۔ اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہوگئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حبس سے رہا فرما دیا۔ اور جس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کام کو اختیار کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ نے سرانجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم آرہے ہیں۔

www.maktabah.org

مَیں نے حضرت عثمان رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوے مبارک پہ ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا۔ اور مارے شوق کے مَیں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ جب مجھے یاد کرو گے۔ مُجھے موجود پاؤ گے ۔ جب مَیں جاگا تو دیکھا۔ کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی کی گرفتاری پر مُغل سپہ سالاروں اور اُمراء میں بغاوت

جب ہندوستان کے امراء مثلاً خان خاناں، خانِ اعظم، سیّد صدر جہان، اسلام خان مہابت خان، مرتضےٰ خان، قاسم خان، تربیت خان، خاں جہان لودھی، سکندر لودھی، حیات خان، اور دریا خاں وغیرہ جو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کی گرفتاری اور قید کی وحشت اثر خبر سُنی تو بہت غمگین ہوئے۔ اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کرنے لگے۔ آخر سب کی یہ صلاح ٹھہری کہ کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی تمام امراء حضرت مجدّد کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کی۔ علاوہ ازیں بدخشاں، خراسان اور اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ حضرت مجدّد کے مرید تھے۔ مدد طلب کرنی چاہی۔ مذکورہ بالا امراء نے پوشیدہ طور پہ خزانے اور فوجیں کابل بھیج دیں۔ مہابت خاں نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہو گیا۔ دوسرے ملکوں

www.maktabah.org

کے مسلمان بادشاہ بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قید ہونے کی خبر سُن کر نہایت غمگین ہوئے۔ حتی المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزار سپاہی ہر روز ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے۔ کابل اور پشاور کے گرد و نواح کے مغل اور پٹھان جو آنجناب کے مرید تھے۔ وہ بھی مہابت خاں سے آملے۔ جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی تو بادشاہ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ خطبے اور سکّے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا گیا۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت گھبرایا۔ اور وزیر ابلیس نظیر و بد تدبیر اور دوسرے امراء سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے رائے دی کہ پہلے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع خلفاء قتل کر دیا جائے اور پھر باغیوں کی بیخ کنی کی جائے۔ وزیر نے کہا یہ مصلحت کا وقت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر جنگ پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان بدخشاں اور توران کے بادشاہ بھی ان کی مدد پہ تلے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی طرف سے انہیں امداد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل پٹھان بھی ان سے آملے ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بہ سبب کثرت غالب آجائے۔ ادھر ہمارے لشکر میں جتنے حضرت مجدّد کے مرید ہیں۔ سب ان سے مل جائیں گے اور ہمارے دشمن بن جائیں گے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب کا جانشین مقرر کر لیں گے تو یہ معاملہ لاعلاج ہو جائے گا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں کہ ہم پہلے ان مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے فساد برپا کیا تو یاد رکھو کہ تمہارے پیرو مرشد حضرت مجدد الف ثانی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس ڈر سے سب شورش سے باز آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گوالیار میں مقرر کر دینا چاہیئے۔ اور جو میرا بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے اسے سخت تاکید کی جائے کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جانے دے اور نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔

www.maktabah.org

ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنا کار آزمودہ لشکر منتخب کر کے لڑائی کے لئے بھیج دیں گے۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں گے۔ اگر فتح ہمیں ہوئی تو پھر نہ ہندوستان میں اور نہ کسی اور ملک میں مقابلہ کی جرأت ہو گی۔ اگر ہمیں شکست ہوئی۔ اور ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ اس صورت میں ہم حضرت مجدد کو قید خانہ سے نکال کر ان سے خدا اور رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن شریف کی قسم لیں گے کہ ہمارے خلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے وسیلہ سے ہم مخالفوں سے صلح کر لیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کے ساتھ اپنے لشکر میں رکھیں گے۔ تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے امراء نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔ ان میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں بھی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب نے دلوں کے قفل کھول دیئے اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے دل صاف ہوتے گئے۔ وزیر آصف جاہ کا بھائی اپنے متعلقین کو لے کر سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا۔ بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے شورش کی۔ تو ہم شیخ صاحب کو قتل کر دیں گے۔ انہیں آنجناب کا فرمان پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ کہ اب بادشاہ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنجناب حضرت مجدد کے قبضہ میں تھا اور قلعہ والے سب کے سب آنجناب کے حلقہ ارادت میں آ چکے تھے۔ اگر بادشاہ سالہا سال بھی کوشش کرتا۔ تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے کہنے کی ذرہ پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی

www.maktabah.org

طرف بڑھا۔ دوسری طرف مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ جس وقت بادشاہ روانہ ہوا تو ہندوستان کا امیر لشکر اور دوسرے امراء سب باغی ہوگئے۔ اور سرکاری آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں۔ کہ آنجناب قلعہ سے نکل کر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ مگر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہوگو۔ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو مجھے سلطنت کی خواہش نہیں۔ میرے سامنے اور کام ہے جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت نظر بند ہونا منظور کیا۔ جب وہ کام ہو چکے گا۔ تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس شورش سے باز آ جاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جاؤں گا۔

جہانگیر مہابت خان کی قید میں

یہ فرحت اثر اعلان سن کر تمام امیر بغاوت سے رک گئے۔ جب بادشاہ منزلیں طے کر کے دریائے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آ کر خیمے نصب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں بھی آنجناب کے مرید تھے۔ انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کر دیا۔ مہابت خاں بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبارہ اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر گرفتار کر لیا وزیر بدتدبیر باقی لشکر سمیت اور بند وبست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار ہو جانے کی خبر سن کر بہت حیران ہوا۔ اور گھبرایا۔ لیکن اس کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر جا کر مہابت خاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر سخت ناراض تھا۔ اسے گرفتار کر کے گندگی کا

www.maktabah.org

کا ایک توبرا اس کے منہ پر باندھنے کا حکم دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے۔ کہ تُو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرایا۔ اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب میں اپنے کئے سے سخت نادم و پشیمان ہوں۔

حضرت مجدد کی رہائی کی شرط پر جہانگیر کو رہائی ملی

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خان خاناں وغیرہ امراء کی طرف سے حضرت مجدد کی ہدایت پر خط پہنچا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ "فتنہ و فساد کو فرو کرو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا ہے۔" مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب کی رہائی کے لئے عہد و پیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تہ دل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھا کر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت بجا لایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا۔ کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اطاعت کے لئے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا۔

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں[1] کے پاس نظر بند رہا۔

---

[1] مہابت خان جہانگیر کے دربار کا بہت بڑا رکن اور سپہ سالار تھا۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدتمند تھا۔ اور درباری بدعات اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف تھا۔ مورخین نے اسے مختلف انداز میں پیش کیا ہے تحقیقات چشتی کے مؤلف نے لکھا ہے۔ کہ مہابت خاں نے خان خاناں کا لقب پایا۔ مرزا غیور بیگ کا بیٹا تھا۔ لوگ اسے محبت خان کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس نے اپنی زندگی میں ہی لاہور میں اپنا مقبرہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مؤرخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ جہانگیر بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا اور مختلف حالات سے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سن کر یہاں لکھے گئے ہیں۔

رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ نے کشمیر کا رُخ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی کا حکم کرتا۔ لیکن وزیر ابلیس نظیر اپنے خبث باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بجا لانے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان۔ اور بادشاہ کی بیگم نور جہان دونوں نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بارہا کہا کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اور خوبصورت باغ تعمیر کرایا تھا۔ شاہجہان نے اسے خطاب جاگیر اور ہفت ہزاری منصب سے نوازا تھا۔

تاریخ لاہور کے مصنّف نے مہابت خاں کا اصلی نام زمانہ بیگ ابن غیور بیگ کابلی لکھا ہے۔ توزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ میں نے اسے مہابت خاں کا لقب دے کر محلات کا بخشی مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے اسے اپنی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری کے بعد مہابت خاں جہانگیر سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا۔ جہانگیر سیر کشمیر کو آیا۔ تو مہابت خاں نے نہایت چابک دستی سے اسے جہلم کے قریب لشکر گاہ سے علیحدہ کر کے قید کر دیا اور حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی پر زور دیا۔ جہانگیری فوجیں مہابت خاں کی فوجوں سے لڑیں مگر شکست کھا کر بھاگ اٹھیں۔ آخر نور جہاں کی منت وسماجت اور ادھر قلعہ گوالیار سے مجدد الف ثانی کے ایک حکمنامہ ملنے پر جہانگیر کو رہائی ملی۔ اس واقعہ کے بعد اسے دکن کا صوبہ دار بنا دیا گیا۔ وہاں ہی برہان پور کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ تاریخ وفات۔ ۱۴ جمادی الاوّل ۱۰۴۳ھ ہے۔

www.maktabah.org

کے بارے میں اس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسماء و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ ان کی خاطر آنجناب رضؓ نے اپنے واسطے قید اختیار کی۔ چونکہ ابھی تک بعض مقامات حاصل نہ ہوئے تھے۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آنجناب رضؓ کے مریدوں میں داخل کیا اور اسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام سلسلہ عالیہ پر اس کا احسان ہے۔

القصہ جب جلالی تربیت حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روبزوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا دوبارہ اظہار نمودار ہوا۔ تو وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اور حنفی مذہب کو زیب و زینت بخشے اور دین اسلام کو فروغ ملے ظلمت و بدعت اور کفر نگونسار ہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کجیاں دُور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کے لئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنجناب رضؓ نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سُنائی۔ یہ سُن کر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے۔ سب اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الف ثانی قلعہ گوالیار سے باہر آتے ہیں

اسی اثنا میں ایک رات بادشاہ تخت پر بیٹھا ہُوا تھا اور خاص ندیم اور مخصوص احباب و امراء حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کہ اچانک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا کہ دیکھو! **شیخ احمد** سرہندی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آ رہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار کے قلعے میں قید ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ہیں۔ ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا رستہ ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں حضرت مجدّد الف ثانی شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب رضؓ کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہی تخت مع بادشاہ اٹھایا۔ اور بڑے زور سے زمین پر دے مارا اور خود غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چُور چُور ہو گئیں۔ لوگوں نے جہانگیر کو اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو تو معلوم ہُوا کہ وہ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہے۔ چنانچہ پیشاب بند ہو گیا۔ شاہزادہ شاہجہان نے باپ کو ملامت کی۔ کہ مَیں نے نہیں کہا تھا کہ تم کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکالیف اٹھانی ہوں گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہُوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔

رہائی کی شرائط

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہو گا۔ اگر وہ شرطیں تمہیں منظور ہوں۔ تو مَیں آؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ اوّل یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں

www.maktabah.org

از سرِ نو تعمیر کرواؤ۔ اور اپنے دربارِ عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آ کر اس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو۔ اور حکم دے دو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے ذبح کی جائے۔ چوتھے یہ کہ تمام انتظامیہ شرعی ہو مثلاً قاضی، محتسب، مفتی وغیرہ علماء کرام میں سے مقرر کئے جائیں۔ پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے یہ کہ تمام احکام شریعت کو کما حقہٗ نافذ کیا جائے۔ اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دُور کی جائے۔ ساتویں تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رہا ہو گئے

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمام امراض حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے بغیر دور نہیں ہوں گے۔ اور آنجناب کی توجہ کے بغیر سلطنت بھی قائم نہیں رہے گی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کر لیا۔ اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امراء کو آنجناب رضؓ کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و تکریم سے لشکرِ شاہی میں لائیں۔ جب امیر پہنچے تو آنجناب بھی امرِ الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہائی مل گئی۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے۔ اثنائے راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر ہوتے جاتے۔ اور انتظامیہ شرعی مقرر ہونے لگی۔ اور جابجا گاؤ کشی کے لئے قصاب مقرر فرماتے۔ جب الارشاد سرہند میں پہنچے۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیاں منانے میں مصروف ہو گئے۔ آنجنابؓ کے استقبال کو باہر نکل آئے۔ اکثر شعراء نے

www.maktabah.org

اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے۔

رہائی کے بعد جہانگیر کی بیمار پرسی اور اس کا علاج

ایک روایت ہے کہ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا۔ کہ درود پڑھو اور خوشی مناؤ کیونکہ آج خوشی کا دن ہے۔ حضرت مجدد سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہ کر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا۔ روانہ ہوئے لیکن بڑے لڑکوں کو آنجناب نے سرہند میں ہی چھوڑا۔ بادشاہ جہانگیر نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا۔ جو آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے۔ اِن دنوں بادشاہ بیماری کے بستر پہ لیٹا ہُوا تھا۔ اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ جب حضرت مجدد بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ تمہاری شفا شرعی احکام کے اجرا پہ موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب نے فرمائی تھیں۔ وہ تو میں نے قبول کر لیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ تاکہ نماز ادا کر کے بادشاہ کی شفا کے لئے دُعا کریں۔ وضو کے لئے سونے کا لوٹا اور تھال لائے گئے۔ حضرت مجدد نے فرمایا اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ حرام کِسے کہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منع فرمایا ہو۔ جہانگیر بادشاہ کو دین اسلام سے اس قدر بھی واقفیت نہیں تھی کہ وہ یہ جانے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نور جہاں جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہیمہ اور عقیلہ تھی۔ اس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کے لئے بھیجا۔ حضرت مجدد نے وضو

www.maktabah.org

کرکے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی شفا کے لئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دُعا کرتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر روؤ۔ تاکہ حق تعالیٰ تم پہ رحم کرے بادشاہ نے کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو ننگا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر حضرت مجدّد کی خدمت میں مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور توجہ کی۔ اسی دن سے حضرت مجدّد نے اسے اپنا مرید بنایا۔

ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ

اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم جاری کیا کہ آج سے تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر، قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں گے۔ اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہو گا۔ اور تمام شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں گے۔ اور تاکیدی حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت اور غیر اسلامی رسموں کو ملک سے دُور کیا جائے۔ اپنے آپ کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کر دیا۔ اور اس بُرے فعل سے توبہ کی۔ اسی وقت ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کی۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤ کشی کی۔ اور گائے کے گوشت کے کباب بنا کر بادشاہ نے وزیروں سمیت کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب ایک مسجد بنوائی گئی۔ جہانگیر بادشاہ امرا سمیت اس مسجد میں آیا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نمازِ باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی شریعت کو رواج ہوا۔ رونق ملی۔ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا چرچا ہوا ظلمت و بدعت مٹ گئی۔ ہندوستان کے تمام حامی اسلام باشندے حضرت مجدد الف ثانی کے ممنون احسان ہوئے اور اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجا لائے۔ ایک شاعر نے حسب ذیل اشعار کہے۔

www.maktabah.org

بسیط روئے زمیں باز گشت آباداں | بہ لطف خارق آں قطب مصدر عرفاں
تو دادی منبر اسلام را نشست صلیب | تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں
ز بازوئے تو قوی گشت بازوئے اسلام | کہ از تصادم کفار گشتہ بُد ویراں[1]

ایک تاریخی مثال معارج النبوت اور دوسری کتابوں میں جو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حالات میں لکھی گئی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب طنطنۂ محمدی کا شہرہ تمام جہان میں ہوگیا اور دِن بدن دینِ اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفّار قریش دیکھ کر جلنے لگے۔ وہ دِن رات اسی فکر میں رہتے کہ کسی قسم کی تکلیف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پہنچائیں۔ چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع ہو کر مشورہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔ اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔ اور شہر کے تمام آدمیوں کو بھی منع کیا جائے۔ کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے تمام قبیلے ان سے صلہ رحم اور رشتہ داریوں کو قطع کر دیں۔ اس کے متعلق میں ایک کاغذ پر معاہدہ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہؓ کے ایک درہ میں جسے شعب ابو طالب کہتے ہیں۔ نظر بند کر دیا گیا اور اس کے گردو نواح پہرہ بٹھا دیا کہ اُن .

---

[1] ترجمہ: آج سے پھر روئے زمین آباد و سرسبز ہوگئی ہے۔ حضرت قطبِ دوراں کی برکت سے زمانہ بیدار ہوگیا۔ آپ نے منبر اسلام کو بلند تر کر دیا۔ آپ نے ناقوس کی آواز کو اذان کی آواز سے تبدیل کر دیا۔ آپ کے بازو سے اسلام مضبوط اور قوی ہوگیا۔ جو ایک عرصہ سے کفار کی بالادستی سے کمزور اور ویران پڑا تھا۔

www.maktabah.org

میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بے چارہ ضرورت کے واسطے نکلتا بھی تو اسے بہت بہت تکلیفیں پہنچائی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے کو اجازت نہ تھی۔ کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو محصور لوگ شعب سے نکل کر کوئی چیز ان سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لئے اس چیز کی چوگنی قیمت دے کر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے۔ مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک موقعہ تھا۔ ہفتے کے بعد بصد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کے لئے ملتی۔ اور بسا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس لباس بھی نہ تھا اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پرانا اور میلا کچیلا۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال یہی کیفیت رہی۔ بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رقیق القلب رشتہ دار چوری چوری ان کے لئے کھانا بھیجتے جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام اور ابوجہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہوتی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے تو وہ اس سے لڑتے۔

ایک روز حکیم بن حزام نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں۔ اور ہمارے بھائی۔ بہن اور ماں باپ درہ میں فاقہ مست رہیں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں۔ آؤ کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنا لیں۔ دونوں متفق ہو کر ابوسفیان کے پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیئے اتفاقاً ابوالبختری نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور آخر قرار پایا کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دیا جائے جو قطع صلہ رحمی کے بارے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حزام نے کہا میں بات شروع کرونگا۔ اور تم نے میری تائید کرنا ہو گی۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے

www.maktabah.org

تو حکیم ابن حزام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ مَیں نے سنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعب میں کھانا بھیجا ہے۔ اس نے کہا مَیں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو نے اچھا کیا ہے۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابوجہل لعین بھڑک اٹھا اور بڑے غصّے سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا۔ حکیم ابن حزام اور ابوالبختری نے کہا کہ اس کو صلہ رحم سے کیوں منع کرتے ہو۔ بخدا ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور صلہ رحم بجا لائیں گے۔ اور اس کاغذ کے پُرزے پُرزے کر دیں گے۔ ابوسفیان نے بھی بہت سے قریش سے ان کی مدد کی اور ابوجہل سے مناظرہ کیا۔ ابوجہل نے کہا۔ تم یہ سارا منصوبہ پکا کر آئے ہو۔ اسی اثنا میں ابوطالب شعب سے باہر آئے اور آکر کہا کہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس کے اللہ نے خبر دی ہے کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کے بارے میں لکھا ہے۔ اس پر ایک کیڑا مقرر کیا گیا تھا۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کو کھا گیا ہے۔ اگر محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اس خبر میں سچا ہے تو اسے معہ صحابہ رہا کر دو۔ اور اگر جھوٹا ہے تو مَیں محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تمہارے حوالے کرتا ہوں جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو وہاں سے اُتار کر کھولا۔ دیکھا تو واقعی بسمک اللّٰھم " جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی" کے سوا باقی تمام حروف کیڑا کھا گیا تھا اور کاغذ پر سیاہی کا نام ونشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو رہا کر دیا۔ چونکہ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس دوران اس قدر تکلیف برداشت کی تو آنجناب حضرت نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دین تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق ومغرب، جنوب اور شمال میں اسلام کے جھنڈے لہرائے۔ معراج بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ چونکہ پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و

www.maktabah.org

فضل ہے۔

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے یہ سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ان سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند رہے۔ اور دین متین محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زیب و زینت حاصل ہوئی اور بدعت و ظلمت کا قلع و قمع ہو گیا۔

ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویّت کا اصول

اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے ہر ہزار بعد اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہُوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ حسب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا لیکن حضور سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے جو ذات بحت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ گذشتہ انبیاء کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیاء سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کے لئے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ اور وہ تمام علوم و معارف آنجناب حضرت مجدّد پر منکشف ہوئے۔ اور یہ علوم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیاء گذرے ہیں۔ ان کے علوم و معارف کے علاوہ تھے۔ ان میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہُوا تھا۔ کیونکہ گذشتہ اولیاء کو جن علوم و معارف کا کشف ہُوا۔ وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں۔ اور جو آنجناب حضرت مجدّد پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیاء کے علوم و معارف ہیں۔ جو ذات بحت

www.maktabah.org

سے تعلق رکھتے ہیں - اِن علوم کا خاصہ ہے کہ جس پہ منکشف ہوتے ہیں اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ انبیاء پہ ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیاء محض شریعت پہ مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں علوم و معارف سے دین متین کو زینت اور تر و تازگی بخشی۔ اور احکام شرعیہ کی تجدید کی۔ چونکہ انبیائے اولوالعزم صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں اس لیے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء کا رتبہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

ہندوستان میں اسلام کا بول بالا

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید سے رہا ہوئے اور دین اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہو گئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تو بادشاہ نے بڑی منّت و سماجت سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے جدا ہو جائیں گے تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حضرت مجدّد لشکر میں ٹھہرنے پر مامور تھے۔ تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو اور فوجیوں کی اصلاح کر دی جائے۔ اس واسطے حضرت مجدّد کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کے لئے انجناب سے التجا کرتا۔ آنجناب فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ مَیں اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے لوں۔

www.maktabah.org

اکبر بادشاہ کا حشر

ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع و فزع کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو مَیں نے دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں اور لوگ بیڑیاں اور طوق پہنائے گئے ہیں۔ فرشتے انہیں کھینچے لے جا رہے ہیں۔ دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹے کھا رہے ہیں۔ الہام ہُوا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومیت کے منکر ہیں۔ مَیں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ اکبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا دوزخ میں ہے۔ مجھے ایک گڑھا دکھایا گیا۔ جس میں ایک صندوق تھا۔ صندوق کو منگا کر دیکھا تو اس میں ایک چوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ اکبر ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ مَیں نے اسے صندوق سے نکال بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! مَیں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اب تو بھی اسے بخش۔ بعد ازاں حق تعالےٰ نے اسے بخش دیا۔

جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدّد سے اپنے باپ کے متعلق یہ خوش خبری سُنی۔ تو بہت خوش ہُوا۔ اور بہت سا روپیہ فقراء اور مساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے تجدید الف اور قیومیت کے منکروں کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ تو شیطان نے بعض لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈالا اور وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔

اسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان لوگوں میں اعلان کر دو کہ جو شخص شیخ احمد مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبولِ خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مردُود ہے۔ وہ ہمارا بھی مردُود ہے۔ اور جو ہمارا مردُود ہے وہ مردُودِ

www.maktabah.org

خدا ہے۔ میر نعمان نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ مَیں تو آنجناب مجدّد کا مقبول ہوں اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو تمہارا مردُود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردُود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے۔ کہ جو شخص حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے اور حدیث سے انکار گویا اسلام کے دوسرے رُکن کا انکار ہے۔

اسلام کے چار ارکان

فقہائے اسلام نے اسلام کے چار رُکن بیان کئے ہیں۔ اوّل۔ قرآن۔ دوسرے۔ حدیث۔ تیسرے اجماع۔ چوتھے۔ قیاس۔

علاوہ ازیں محدّثین کے وہ اقوال جو آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ منصب قیومیّت کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے۔ جو سراسر دوزخ کے لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر معلوم ہُوا کہ منصب قیومیّت اور کمالات نبوّت میں داخل ہے تو اس کا جواب یہ ہے :۔

کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیر جو آپ کے مرید ہوئے۔ قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیّت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ ازیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ

www.maktabah.org

ہیں تمام علماء کے سردار تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ پس آنجناب کا فرمان کلی سند ہے۔ اور خلقت کے لئے واجب ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو "مجدد الف ثانی" قرار دیا تھا۔

مغلیہ دربار میں نوراللہ شوستری اور دوسرے ایرانی شیعہ علماء کی آمد

نوراللہ شوستری کی ہندوستان میں آمد

جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ شریف سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں رائج ہوئی اور ظلمت و بدعت ملیامیٹ ہوئی۔ اور مذہب اسلام کو پورا پورا عروج ملا اور حق اپنے مرکز پر آٹھہرا جیسا کہ آئیہ کریمہ سے ظاہر ہے۔ " قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔" تو ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزار ہا لوگ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزار آدمی حضرت مجدد کے مرید بن گئے۔ اور ہندوانہ لباس آثار کر پایہ تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح و شام کم از کم بیس ہزار سے زیادہ آدمی حضرت مجدد الف ثانی کے حلقہ میں حاضر ہوتے دین متین کی خوب گرم بازاری ہوئی۔ اور رشد و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر

www.maktabah.org

وزیر ابلیس نظیر جلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بارے میں اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر علمائے شیعہ کے سردار نور اللہ شستری[لے] کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منت وسماجت سے منگوایا جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر آصف جاہ نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آرہا ہے جو ظاہری اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے۔ مَیں نے بڑی منت وسماجت سے اسے ایران سے منگایا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ جہانگیر بھی اس کا معتقد ہو گیا۔ وزیر لشکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اُسے دربار میں لایا گیا۔ بادشاہ بھی نہایت تعرلف تکریم سے پیش آیا۔ لیکن جس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے وہ وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً تنہائی میں رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ سے ایسا اعتقاد ہو گیا۔ کہ وہ دینی معاملات میں جو کچھ کہتا۔ بادشاہ اسے بطور سند جانتا۔ وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو اس نے منصوبہ بنایا۔

لے قاضی نور اللہ شستری زبردست شیعہ عالم تھا۔ اکبری دربار اور جہانگیر عہد اقتدار میں شیعوں اور دوسرے بدمذہبوں کی عزت افزائی ہونے لگی تو نورجہاں بیگم جہانگیر نے نور اللہ کو ایران سے بلالیا تاکہ علماء اہلسنّت کے خلاف مناظرے ہو سکیں۔ یہ شخص اپنے علم وفضل میں یکتائے زمانہ تھا۔ اس کی کتاب مجالس المومنین نے سارے عالم اسلام میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اور ایران وخراسان میں شیعیت کو فروغ دینے میں بڑا کام کیا تھا۔ اس نے ابوالفضل اور فیضی سے مل کر مغل دربار میں شیعیت کو بڑی تقویت دی۔ فیضی کی مشہور تفسیر زبردست تو قیع لکھی۔ حکیم ابوالفتح گیلانی کی وساطت سے اکبر کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔ قاضی معین الدین کی وفات کے بعد اکبر نے قاضی نور اللہ شستری کو قاضی لاہور مقرر کیا۔ ۱۰۱۹ھ مطابق ۱۶۱۰ء میں انتقال ہوا۔ یہ اپنی گستاخانہ گفتگو کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ شیعہ اسے شہید ثالث فی الہند قرار دیتے ہیں۔

(تذکرۂ علمائے ہند)

www.maktabah.org

کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے نفاذ کے لئے اس سے حکم لکھوا لیں گے۔ کہ تمام ممالک محروسہ میں اس کا نفاذ ہونا چاہیئے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا اس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے اپنے ایک مرید کو جو بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت پر مامور تھا۔ فرمایا کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے پیغام دینا۔ کہ ہماری ملاقات کئے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سرخ لباس پہن کر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم و ستم کرتا۔

نور اللہ شوستری کا حشر

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید لباس پہنانے کے لئے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے تم کیوں غمگین ہو۔ اس نے کہا اس سے بڑھ کر اور کیا غم ہوگا کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہو کر دین باطل کو اختیار کرنے والا ہے۔ تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑ کر والئ ایران شاہ عباس کا مذہب اختیار کر رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا ذرا اس کی مفصل کیفیت تو توسمجھاؤ۔ اس نے وزیر کا نور اللہ شستری سے مشورہ بیان کیا اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ بادشاہ اسی وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تخلیہ میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ وزیر نے نور اللہ شوستری کو ایران سے محض اس لئے منگوایا ہے کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کر کے اس باطل مذہب شیعہ میں لے جائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی۔ سلطان سنتے ہی سخت طیش میں آیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے جا کر سرخ لباس

www.maktabah.org

پہنا۔ دربار عام کیا اور نور اللہ شوستری کو بلوایا۔ اس نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنی گستاخانہ گفتگو شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی اہانت میں آگے بڑھا تو بادشاہ نے ایک مست ہاتھی منگوا کر اس کے پاؤں تلے رندوا ڈالا۔ اور جو لوگ نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروا دیا[1]۔ وزیر آصف جاہ اس

---

[1] نور اللہ شوستری کے علاوہ مغل کے دربار میں بہت سے شیعہ علماء اور مجتہد (جو اکبری دور میں ایران سے درآمد کئے گئے تھے) چھائے ہوئے تھے۔ وہ دربار میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کو سب وشتم کرتے ان کے متعلق سخت سُست گفتگو کرتے۔ ان میں شاہ فتح اللہ شیرازی۔ ملّا یزدی اور حکیم ابوالفتح۔ ابوالفضل اور فیضی تھے۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد آصف جاہ وزیر مملکت کی پناہ میں دندناتے پھرتے تھے۔ ملّا احمد ٹھٹھوی غالی شیعہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کو اعلانیہ گالیاں دیتا۔ یہ لوگ اکبر کا ایمان تو سلب کر ہی چکے تھے۔ مگر اب جہانگیر کے دربار پر بھی چھانے لگے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ملّا نور اللہ شوستری برسر دربار صوفیا اسلام کے خلاف ہتک آمیز گفتگو کر رہا تھا۔ تو دربار کے ایک عالم نے ملا شوستری سے پوچھا آپ سیّد عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ بد ملا بولا۔ "آں خروس بغداد بود" (وہ بغداد کا ایک مرغا تھا)۔ جہانگیر نے بات سُنی اور چپ رہا۔ اب اسی عالم نے ملّا شوستری سے پوچھا۔ دربارۂ سلیم چشتی چہ گوئی (سلیم چشتی کے متعلق کیا خیال ہے) (سلیم چشتی جہانگیر کے مرجع عقیدت و ایمان تھے) وہ دیدہ دہن بولا۔ آں خروس ہند است۔ (وہ ہندوستان کا مرغا ہے)۔ اب جہانگیر گرجا اور حکم دیا۔ اس بدزبان کی گندی زبان گدی سے کھینچ دو۔ نورجہاں کو پتہ چلا تو نور اللہ شوستری کو چھوڑنے کے لئے بڑی منت و سماجت کرنے لگی۔ مگر جہانگیر نے کہا۔ جانِ من! جان دادہ ام ایمان نہ دادہ ام۔ (جانِ من۔ میں نے جان تجھے دی ہے ایمان نہیں دیا)۔ اور شیعوں کے شہید ثالث کو ہاتھی کے پاؤں تلے رندوا دیا۔

www.maktabah.org

اس واقعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل بھن گیا۔ شیطان نے اسے ورغلایا۔ اور اس نے اپنی کوتہ اندیش عقل پر بھروسہ کر کے دین محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کا اعلان کر دیا۔ اور اپنی سُبکی کو دُور کرنے کے لئے لوگوں کو کہا کہ یہ لوگ ناحق مجھے شیعہ کہتے ہیں۔ گائے کو میرے سامنے ذبح کریں تو مجھے رحم نہ آئے۔ بایں ہمہ جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرف دار ظاہر کرتا۔ اس چال سے ناکام رہ کر اب اس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شعبدہ بازی سے بادشاہ دین اسلام سے منحرف ہو کر عیسائیت کے قریب ہو جائے۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کا عیسائیوں سے مناظرہ

غالی شیعوں کا سرغنہ نور اللہ شوستری مارا گیا۔ تو وزیر آصف جاہ غم و غصہ اور رنج و الم اور بے عزتی و سُبکی کی وجہ سے اسلام سے بیزار ہو گیا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔ تاکہ بادشاہ بھی دین حق پر قائم نہ رہ سکے۔ جب پادری لوگ آئے تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شعبدہ بازی اور سحر بازی کی۔ کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے منسوخ شدہ دین کی تصدیق کرنے لگا۔ ارادہ کیا کہ نصرانی دین قبول کرے، چنانچہ ایک روز اس نے تہیّہ کر لیا کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اسی کا نفاذ ہونا چاہیئے۔

جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنی۔ تو آپ سخت ناراض

www.maktabah.org

ہوئے اور آکر بادشاہ کو فرمایا تیری حالت پر سخت افسوس آتا ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے اور گمراہی کی بات ہے کہ منسوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ ابھی تک قلبی برائیاں جو اپنے باپ سے سیکھی تھیں دُور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگے ہو۔ اور گناہ پہ گناہ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے ہو۔ یہ بدبختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔ ؎

چہ دین است اینکہ کفرش رہنموں شد
چہ عقلست اینکہ سرشار جنوں شد[1]

ہم اب تک بارگاہ الٰہی میں دعائیں کرتے رہے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تم پھر ایسی مصیبت میں پھنستے ہو جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کے شعبدے ہیں۔ جو سب کے سب استدراج ہیں۔ اب انہیں میرے سامنے بلاؤ۔ ان سے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ساری شعبدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو آپ بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرّسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونوں فریق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ حضرت مجدّد نے ایک الزامی سوال پوچھا۔ کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تمہاری انجیل کو مانتے ہیں۔ مگر تم ان کا دین کیوں اختیار نہیں کر لیتے۔ ہمارا جواب یہی ہے۔ پادریوں

---

[1] یہ کیسا دین ہے جس کی راہنمائی کُفر کر رہا ہے۔ اور یہ کیسی عقل ہے جو جنوں اور پاگل پن سے سرشار ہے۔

www.maktabah.org

نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا تھا۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن آج بھی اس امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں ایسے غلام موجود ہیں۔ کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پہ آگرے۔

حضرت مجدّد الف ثانی کا جلال

میرے (مصنّف کتابؒ) والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جدّ امجد حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی حضرت محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا کہ مجھے قیومیت کا اس قدر جوش آیا ہے کہ اگر یہ پادری کہیں تو مَیں آسمان کو زمین پہ پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے سے ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور کہنے لگا۔ آپ کی کرامات وخوارق عادات وتصرفات میں کسی کو شُبہ نہیں۔ جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں مگر ہمیں ایسی کرامات سے معاف فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلا کر ایک نگاہ غضب سے دیکھا۔ تو سب کے سب زمین پہ گر پڑے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں کو آنجناب نے فرمایا۔ کہ اگر تم چاہو تو مَیں پھر انہیں بحکم خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر "قُمْ بِاِذْنِ اللہ" فرمایا۔ سب زندہ ہو گئے۔ اس کے باوجود اپنی نصرانیت پہ اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پہ نہ آئے۔ بلکہ اُسی اپنے مذہب پہ اڑے رہے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے

www.maktabah.org

قتل کر دیا گیا اور قطعی حکم دے دیا کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہنے پائے۔ باقی عیسائی جو ہندوستان میں تھے بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنجناب کے مرید بنے۔ بعض نے آنجناب کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ جن کا تھا انہوں نے اس کا خمیازہ اٹھا لیا۔ حضرت مجدد نے ان کی حالت پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ لیکن ان سے عہدو پیمان لیا۔ کہ آئندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل نہ کریں گے۔ خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہوں [1]۔

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک ہے اس وقوعہ کے بعد وزیر آصف جاہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی خطائیں معاف فرمائیں اور درگاہِ الٰہی میں بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی۔

---

[1] اگرچہ جہانگیر نے عیسائی پادریوں کی مزید درآمد پر پابندی لگا دی تھی۔ مگر اکبری دور کی رعایتیں انعامات، جاگیریں اور دوسری ترجیحات ابھی تک عیسائیوں کو سہارا دے رہی تھیں۔ عیسائیت سے توبہ کرنے کے باوجود جہانگیر نے گوا کے عیسائی پادریوں کو لاہور میں ایک بہت بڑا گرجا بنانے کی اجازت دی۔ لاہور کے سرکاری خزانے سے روپیہ دیا۔ وظائف جاری کئے۔ مگر شاہجہان نے عنانِ حکومت سنبھالتے ہی اس گرجے کو مسمار کرا دیا۔ پادریوں کے وظیفے ضبط کر دیئے۔ اور اورنگ زیب کے زمانہ میں ایک فرانسیسی سیاح تھیونانٹ لاہور آیا۔ تو اس نے اس گرجے کے کھنڈرات ۱۶۶۵ء میں دیکھے تھے۔ (ماخوذ از نقوش لاہور)

www.maktabah.org

شہزادہ شاہجہان کی بغاوت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انیس سال گذر چکے تھے۔ کہ شہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری کے ساتھ جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہ کی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہجہان سے جا ملے۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے[1]۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت

---

[1] غالباً مؤلف کتاب سے شاہجہان کی بغاوت کا واقعہ بیان کرنے میں سامح ہوا ہے۔ یہ بغاوت دراصل جہانگیر کے دوسرے بیٹے خسرو نے کی تھی جو بعض امراء کے مشورے سے سارے ہندوستان کی حکمرانی کے خواب دیکھنے لگا تھا۔ خسرو آگرہ سے نکلا اور دس ہزار سواروں کو لے کر دہلی اور متھرا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا لاہور آپہنچا۔ اس نے حکم دیا کہ لاہور کے قلعہ پر قبضہ کر کے شہر کو لوٹ لیا جائے۔ خسرو کی فوج شہر کا بڑا دروازہ جلا کر داخل ہوا ہی چاہتی تھی کہ جہانگیر ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر لاہور آپہنچا۔ خسرو نے مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر کابل کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سوہدرہ کے مقام پر گرفتار کر لیا گیا۔ جہانگیر مرزا کامران کی بارہ دری میں مقیم تھا جہانگیر نے خسرو کے امراء، فوجی سپہ سالار اور دوسرے مشاہیر کو جن کی تعداد سات سو تھی دریائے راوی سے قلعہ لاہور تک پھانسیوں پر لٹکا دیا۔ ان کی لاشیں لاہور والوں کے لئے عبرت کی تصویر بنی رہیں۔ خسرو کو پابہ زنجیر ایک ہاتھی پر سوار کر کے اس کے جانثار امراء کی لٹکتی ہوئی لاشوں کے راستے سے گذارا گیا۔ خسرو کے سپہ سالار حسن بیگ کو گائے کے چمڑے میں جکڑ دیا گیا۔ دیوان لاہور ابراہیم کو گدھے کی کھال میں جکڑا گیا۔ یہ دونوں دم گھٹ کر مر گئے۔ خسرو پانچ سال تک قید میں زندہ رہا۔ اور ۱۶۲۱ء میں مر گیا۔

www.maktabah.org

قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی کہ اس کام میں للہ توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ یہ عیسائیوں کی قربت کی شامت ہے جو تو نے ان کے حق میں کی تھی۔ بادشاہ نے کہا میں اپنے کئے سے پچھتاتا ہوں۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ ؎

کنوں در توبہ ام با صد ندامت

قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و زاری اور منت و سماجت کی تو آنجناب مجدّد الف ثانی نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ تو ہی ہندوستان کا بادشاہ رہے گا۔ ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دیں گے۔ جاؤ مخالف کی فوج پر حملہ کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں فتح دے گا۔

بادشاہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ شہزادہ بھاگ گیا۔ اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی۔ سب نے فتح کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنے کشف کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب کی نظر عنایت بھی اس بندے پر شروع سے ہے امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں گے۔ تاکہ دین کے دشمن اور راہِ یقین کے مخالف رسوا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی۔ لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھروسہ کر کے باپ سے پھر لڑائی شروع کر دی۔ بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ کئی سخت معرکے ہوئے جن میں شاہجہان کو ہی کو نیچا دیکھنا پڑا۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد جہانگیر کے پشت پناہ تھے

ملّا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ شکست کے وقت جب شاہجہان نے سنا کہ اس گردونواح میں ایک درویش صاحب خوارق و کرامات رہتا ہے اور اس کی کشف نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تو اس نے جا کر اس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی۔ حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں۔ اس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی۔ اور کشف و فراست کے بعد فرمایا۔ کہ اس زمانے میں چار ایسے شخص ہیں۔ جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے۔ تین تو تمہاری فتح پر راضی ہیں۔ لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری سلطنت پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آ کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ قید کے دوران بھی میں ہی آنجناب کے مخالفوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ سے کئی مرتبہ ناراض ہوا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت قائم رہے گی۔ فکر نہ کرو۔ اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دارِ فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئے گی۔ باطنی سلطنت محمد معصوم کے ہاتھ ہو گی اور ظاہری سلطنت تمہارے ہاتھ۔ اس ملک کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہے گی اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت اور ادب و آداب اسی طرح ملحوظ خاطر رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب بجا لا کر اسی وقت مرید ہوا۔ شاہجہان نے حضرت مجدد

www.maktabah.org

سے تبرکاً کچھ مانگا تو آپؓ نے اپنی دستارِ مبارک عنایت فرمائی۔ آج تک وہ دستار شاہانِ ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ شاہجہان نے مزید عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسا اعلان فرمائیں جسے میں اپنی سلطنت میں نافذ کروں۔ تاکہ بطورِ یادگار باقی رہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کر دیا۔ اور خیموں کو سرخ۔ اس سے پیشتر شاہانِ ہند کے خیموں میں سُرخ و سفید رنگ دھاریاں ہوتی تھیں۔ آج سے ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا ہے۔ (اصل نام شہزادہ خرم ہے مگر حضرت مجدّد نے شاہزادہ کا نام شاہجہان مقرر فرمایا۔) اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے۔ اور قطبیت زمانہ کا منصب آنجنابؓ کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ تعالیٰ آنجناب کی اولاد میں قیامت تک رہیگا۔

داراشکوہ کا رویّہ

شاہجہان کے عہدِ سلطنت میں اس کے بڑے بیٹے داراشکوہ نے بڑا زور لگایا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے۔ لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بارے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہو کر اسے منع کرتا۔[1]

مکتوبات مجدّد الف ثانی میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل تھی

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توقف فرمایا کہ میں اس قدر علوم و معارف لکھ رہا ہوں۔ آیا مرضی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی لکھے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان

---

[1] داراشکوہ خانوادۂ مجدّدیہ سے جو بغض رکھتا تھا۔ اس کی تفصیلات ہم روضۃ القیومیہ کی جلد دوم میں ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

www.maktabah.org

میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف لکھوئے[۱]۔

نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے ہیں۔ کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود تحریر فرمایا ہے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرہند سے طلب فرمایا۔

ح ۱ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی ایک زبردست دستاویز ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد ۱۰۲۵ھ میں مکمل ہوئی۔ دوسری جلد ۱۰۲۸ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ تیسری جلد ۱۰۳۱ھ کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ مکتوبات مقامات سلوک۔ تبلیغ اسلام کا ایک عمدہ نمونہ ہیں۔ صدیوں سے یہ مکتوبات اہل فکر و نظر کے مطالعہ میں رہے ہیں۔ ہر زبان میں ان کا ترجمہ ہوا۔ اور ہر ملک میں ان کی پذیرائی ہوئی۔ شریعت و طریقت کی تربیت کے لئے یکساں موثر ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الف ثانی جہانگیر کے ساتھ ہندوستان کے دورے پر

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ ہندوستان کے ساتھ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعض شہروں، قصبوں اور گاؤں سے گذرنا حکمت سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں کے باشندے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے جس میں خود بھی آنجناب کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب خیمے لگائے۔ اتنے میں مَیں نے آنجناب کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آئے۔ مَیں آنجناب کے پیچھے دوڑا۔ جب مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ دل میں آتا ہے کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو۔ وہاں چل کر تازہ وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ابھی چند قدم نہ گئے تھے کہ ایک نہایت مصفّا مسجد نمودار ہوئی۔ آنجناب نے وہاں وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر نے مجھ سے پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ مَیں نے بتایا تو وہ وہاں سے دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف العمر آدمی کو جو وہاں کا نمبر دار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلا لایا۔ اگرچہ اس میں چلنے کی طاقت نہ تھی لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سن کر اشتیاقِ زیارت سے آنجناب

www.maktabah.org

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جناب کے قدموں پہ سر رکھ دیا۔ ؎

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

اس رات اس نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معہ تمام مریدوں کے ضیافت کی اور معہ تمام متعلقین مرید ہوا ۔ اس گاؤں میں آنجنابؓ کی مبارک توجہ سے لوگ صاحب حضور و آگاہی ہوئے۔ رخصت کے وقت ایک منزل تک وہ سب آنجنابؓ کو وداع کرنے آئے۔

حضرت مجدد کی لاہور میں تشریف آوری

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاہور پہنچے۔ تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاہر کو عنایت ہوئی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے جب شاہی خیمے سرہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کی ضیافت کی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا۔ کہ ایسا لذیذ کھانا میں نے زندگی بھر نہیں کھایا۔ پھر آنجناب سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو فرمائیں تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم و تربیت کریں۔ آنجناب نے فرمایا۔ تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکے گا۔ پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجناب نے منظور فرمائی۔ اور آئندہ آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز جہانگیر بادشاہ کے لئے کھانا جانے لگا۔

ایک روز بادشاہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر گاہ میں واپس آرہا تھا۔ راستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ گھر کیسے بے جا اور بے سلیقہ بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں دقت ہوتی ہوگی۔ حکم دیا۔ ان مکانوں کو گروا دیا جائے۔ چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔

www.maktabah.org

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا۔ کہ ہم درویش اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد و رفت میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ دقت تو بادشاہوں کو ہوا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تا کہ کسی اور جگہ مکان بنالیں۔

جہانگیر کا مزاج

جہانگیر بادشاہ کی طبیعت کی اُفتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ سوداوی مزاج تھا۔ اس سے کام بھی سودائیوں کے سے ظہور میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثنائے راہ میں دیکھا کہ شہر سرہند کے دو رئیسوں کو ننگے سر پس پشت ہاتھ باندھے لے جا رہے ہیں۔ آنجناب رضؓ نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہاں لئے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کرو۔ اب ہم قتل کے لئے مقتل میں لے جا رہے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہیں ٹھہرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔ اس وقت بادشاہ بیگم نور جہاں سمیت ننگا اپنے بستر پہ پڑا تھا۔ کہ آنجناب رضؓ نے جا کر خوابگاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا میں ہوں احمد۔ بادشاہ حیران رہ گیا۔ کہ آپ کیونکر تشریف لائے۔ عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنجناب نے ان دونوں رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونوں میرے استقبال کے لئے نہیں آئے تھے۔ ملک کے خلاف تھے اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ آج تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنجناب نے فرمایا۔ انہیں معاف کردو۔ بیگم نے جو آنجناب کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی معاف

www.maktabah.org

کر دو۔ نہیں تو کسی اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض کی۔ مَیں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہییں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ اور معاف کر دو۔ بادشاہ نے عرض کی مَیں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو سو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف کر دو۔ عرض کی میرا حکم کبھی ردّ نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ آنجنابؒ نے فرمایا۔ وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور انعام دو۔ تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ مَیں نے آنجنابؓ کے حکم سے ان کی جان بخشی کی۔ اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویل دار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں خوابگاہ میں موجود ہیں۔ یہ ہی دے دو۔ اور تم بادشاہ ہو جس وقت چاہو اور منگا لینا۔ بیگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دے کر رخصت کرو اور کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا۔ فوراً مہیّا کیا گیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دیئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیہ لے کر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رئیسوں کو رہا کیا اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے۔

جہانگیر سرہند میں

جب بادشاہ نے سرہند سے دہلی جانا چاہا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ مَیں جناب سے جدا نہیں رہ سکتا۔ لیکن جناب کی خاطر اور تھوڑا سا عرصہ شہر سرہند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرہند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنجناب کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنجناب نے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے

www.maktabah.org

لوگ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہو کر مرید ہوتے اور فنا۔ بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے دریائے گنگا کا پانی پینے سے اجتناب کیا

ایک روز شاہی لشکر دریائے گنگا پر پہنچا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کی عبادت گاہ ہے[1] لوگوں نے عرض کی۔ کہ اس گرد و نواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنویں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے انجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنوئیں سے پانی لاتے رہے۔ یاروں کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں بادشاہ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجمیر ہی میں تھا کہ آنجناب اس سے رخصت ہوئے۔

---

[1] دریائے بیاس دریائے جمنا کی ایک شاخ ہے۔ جو اودھ کے علاقہ میں بہتی ہوئی جمنا میں آ گرتی ہے۔ گنگا اور جمنا دونوں ہندوؤں کے مقدس دریا ہیں۔ ان دریاؤں کے منبع سے لے کر میدانی علاقوں تک ہندوؤں کے سینکڑوں بت کدے موجود ہیں۔ پھر ہندو ان دریاؤں میں نہاتے ہیں۔ جلے ہوئے مُردوں کی ہڈیاں بہاتے ہیں۔ اور بسا اوقات اپنی لاشیں انہی میں بہا دیتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کو ان دونوں دریاؤں کے پانی کے استعمال سے بھی نفرت تھی۔ ایک بار آپ کے مرید نواب تربیت خان نے بڑی عقیدت سے دریائے جمنا سے پانی کے مشکیزے ہاتھیوں پر لاد کر سرہند پہنچائے تھے۔ مگر آپ نے حکم دیا۔ کہ اس دریا کا پانی وضو کے بھی قابل نہیں اسے پھینک دیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا یہ تقویٰ اور مشرکین کے مقدس مقامات سے اجتناب آپ کے تقویٰ کی ایک عمدہ مثال ہے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانیؓ سے شیخ نورالحق دہلویؒ

کے سوالات کا جواب

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا بیسواں سال تھا۔ آپ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرہند رخصت فرمایا۔ لیکن زادِ راہ مہیا نہ کیا گیا۔ جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اترے۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ زاد راہ نہیں لائے۔ حیران تھے۔ کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر بھی اتر اپڑا ہے۔ دونوں مخدوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا۔ لیکن سمجھ گئے کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف ہے۔ دونوں بھائی اپنے والدِ بزرگوار کی زیارت کے لئے لشکر گاہ میں گئے۔ اس وقت آنجناب وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں زاد راہ دینا بھول گئے تھے۔ یہ لو زاد راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زادِ راہ لے کر آنجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہوگئی۔

شیخ نورالحق دہلوی حضرت یعقوب علیہ السلام کی وارفتگی کی وجہ دریافت کرتے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بیٹے شیخ نورالحق نے جو دہلی کے علمائے کبار سے تھے۔ اپنے باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا

www.maktabah.org

کہ آنجناب حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قدر مبتلا ہونے میں کیا راز تھا۔ آنجناب ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب یہی راز ظاہر ہو جائے گا اور میں مفصل لکھ دوں گا۔

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ نورالحق مجلس سے اٹھے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ یاروں نے بارہا یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہوا۔ اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا تو میری توجہ خصوصی طور پر مبذول ہوئی۔ اور راز ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ، قلم، دوات موجود رکھنا۔ دوسرے دن ہی آنجناب نے قلم، دوات اور کاغذ منگا کر فرمایا۔ کہ آج تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی ہے۔ اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتی ہے۔ یہ فرما کر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو بوستان بنا دیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے۔

جب وہ رسالہ سائل کو دیا تو ایک مخلص نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلےٰ پائے کے حقائق مندرج ہیں۔ نیز اس میں آنجناب کے اعلیٰ خصائص بھی درج ہیں۔ دوسری طرف شیخ نورالحق حضرت مجدد کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں پر خاص اسرار ظاہر ہو جائیں اور آگے جا کے اختلاف و انتشار کا باعث بنیں۔ میں نے یہی بات حضرت مجدد سے عرض کی۔ آنجناب نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ قصہ نحلہ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم جس کی نسبت آپ نے اپنی ذات سے کی ہے۔ حضرت مجدد نے مسکرا کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا ؎

یارب آں غنچۂ خنداں کہ سپردی بمنش
مے سپارم بتو از چشم حسود چمنش

www.maktabah.org

یہ مکتوب مختلف مخالفین اور معاندین نے پڑھا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات تک نہ کی۔

البتہ جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھایا۔ تو اس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیادہ معتقد ہو گئے۔ اسی اثنا میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کے لئے التماس کرتے ہیں۔ صبح کو شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کو تسلیم کیا۔[1]

---

[1] حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی حضرت مجدد الف ثانی کے ہم عصر تھے اور سلسلہ قادریہ کے زبردست ترجمان اور علوم دینیہ کے ماہر تھے۔ آپ نے حضرت مجدد کے بعض دعاوی پر تنقید کی۔ استفسارات کئے اور وضاحت طلب کی۔ ان استفسارات اور خطوکتابت کو زمانہ حاضرہ کے ایک فاضل مؤرخ جناب خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب "حیات شیخ عبد الحق دہلوی" میں شائع کر دیا ہے۔ یہ خطوط ایک عالم دین اور ایک مجدد طریقت و شریعت کے درمیان افہام و تفہیم کی ایک علمی بحث تھی جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفین نے مخالفت اور اختلاف کا رنگ دے کر بہت اچھالا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابات اور وضاحتوں پر حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطمئن ہو گئے تھے۔ اور اپنی زندگی میں نہ صرف رجوع کر لیا تھا بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیالات سے اتفاق کیا۔ اور آپ کی قربت سے روحانی فیض حاصل کیا۔

(مرتب)

www.maktabah.org

انہیں دنوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تجدید اور قیومیت کا اعتراف کر چکے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حضرت مجدد الف ثانی پر اختلافات سے رجوع

ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک مکتوب یہاں نقل کرتے ہیں۔ یہ مکتوب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ کے خلف الرشید حضرت خواجہ کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے۔ اور حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے۔ اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ اور سلامت رکھے اور محبین کے سر پر آپ کا سایہ عاطفت رہے۔ آپ نے اِن دو دنوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضہ ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش ضعف سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحبت و عافیت سے مطلع فرما کر مسرور و مشکور فرمائیں گے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے کہ محبوں کی دعا قبول ہو کہ اثر عظیم پیدا کرے گی۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی سے مجھے بدرجہ غایت محبت ہے اور آپ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہوئی ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور شبہات کا کوئی حجاب درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔ طریقہ اور سلسلہ سے قطع نظر بھی دیکھا جائے تو عقل سلیم یہی کہے گی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے باطن

www.maktabah.org

ہیں ذوق و جدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی عادت پڑ گئی تھی جس کو زبان پورے طور پہ ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ دِلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلنے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہر بین کوتہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ صحیح صورتِ حال کیا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔"

حضرت مجدّد پر سرکارِ دو عالم کی نظرِ شفقت

خواجہ ہاشم لکھتے ہیں کہ حضرت مجدّد نے اسی سال کے ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا کہ آج عجب معاملہ ہوا ہے۔ میں اپنے تخت پہ تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ جو فرماتے ہیں کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ لکھنے کے لئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطاف عظیم درج تھے جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کی پشت پہ وہ عنایات کثیرہ لکھی تھیں جو عالم آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ بات حضرت مجدّد نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمائی ہے۔

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزارہا در ہزارہا مخلوقات بخشی جائے گی۔ اور آپ کا سلسلہ بہ سبب کثرتِ فضل دوسرے اولیائے اُمّت سے زیادہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ میری کثیر اُمّت آپ کی شفاعت سے جنّت میں داخل کرے گا۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو

www.maktabah.org

شکرانہ میں حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی نیاز کے طور پر طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی۔

حدیث صُلّہ کی وضاحت

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک عالم دین نے مجھے کہا کہ واللہ! کوئی ایسا بڑا معاملہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ مَیں نے اسے کہا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں۔ اس نے کہا ملّا جلال الدین سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے میرے پاس ہے اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب احادیث اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم دین نے کتاب ہاتھ میں لے کر کہا کہ اے پروردگار! یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خزینۃ الرحمت، اور صاحب قیومیت وطینت محمدّی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کہتا ہے۔ اگر اپنے دعوے میں سچّا ہے تو اس کے حق میں اس کتاب سے کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہہ کر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں ایک حدیث نکلی۔ جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ "یَكُوْنُ رَجُلٌ فِيْ اُمَّتِيْ يُقَالُ لَهٗ صُلَةٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ كَذَا وَ كَذَا۔" کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہیں گے۔ اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ مَیں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صُلہ کہتے ہیں۔ یعنی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت اور طریقت کو ایک کر دیا ہے۔ دوسرے صُلہ اس واسطے کہ ملاحت اور صباحت کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔ مَیں نے اس عالم دین سے کہا کہ یہ حدیث حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اس نے

www.maktabah.org

کہا۔ کیوں نہیں! مَیں نے اس بات کو مان لیا ہے۔ کہ واقعی یہ آنجناب رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے۔

حقیقت وطریقت شریعت کے تابع ہیں

اسی مجلس میں ایک اور عالم دین بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ بزرگوار نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں لیکن میری نظر سے کوئی مکتوب اور کتاب نہیں گذری۔ مَیں (خواجہ ہاشم) نے وہ مکتوب نکال کر اسے دیا جس میں حضرت مجدد نے لکھا ہے کہ حقیقت وطریقت دونوں شریعت کی خادمہ ہیں۔ جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف رُخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ هٰذا لشيخ المعظم اے پروردگار! اس شیخ معظم کو سلامت رکھیو۔ اور مجھے کہنے لگا۔ کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو سن کر جو زنگ میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے صاف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دل میں وہ وہ رنج والم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی ہے۔ اور جو کچھ کہتے ہیں۔ سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اوّل کے معتقد ہو گئے۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔

شیخ آدم بنوری مرید ہوتے ہیں

اِسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو آنجناب کے بڑے خلفاء میں سے ہیں آنجناب کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں جہانگیر کے شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی لشکر کافروں کے ایک گاؤں پہ حملہ آور ہوئی۔ آپ بھی اسی دستہ فوج میں شامل تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ اُن کے معبد میں گئے۔ اور اسے مسمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے اور ایسا مستغرق ہے کہ اسے جنگ کے ہنگامے یا قتل کا کوئی خوف وڈر نہیں۔ آپ نے اس کے سامنے ہو کر اُسے تلوار دکھائی۔ اور کہا۔ کہ یا تو مسلمان

www.maktabah.org

ہو جاؤ۔ نہیں تو ابھی سر اڑا دوں گا۔ اس نے آپ کی بات کی ذرا پروانہ کی۔ حتیٰ کہ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے آپ بڑے متاثر ہوئے۔ اور ملازمت شاہی ترک کر دی۔ اور فقراء کی خدمت اختیار کر لی۔ اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی حتیٰ کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا۔ کہ کیا سبب ہے کہ میں کوشش تو کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا کہ تمہارا نصیبہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ہے جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہو گی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آپ نے یہ خوشخبری سُن کر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رُخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے خلیفہ حاجی خضر سے ملاقات ہوئی۔ آپکی چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے اور کچھ مدت حاجی خضر ہی کی خدمت میں رہے اور مقاماتِ عالیہ سے مشرّف ہوئے۔ چونکہ آپ کی استعداد کہیں بڑھ کر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی اجمیر میں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب رضی نے دیکھتے ہی آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا۔ جس سے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بالکل تسلّی و تشفی ہو گئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔

چنانچہ "نکات الاسرار" میں شیخ آدم بنوری صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر

www.maktabah.org

پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے اجمیر میں مجھے آنجناب نے محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں حضرت مجدد کا وصال ہو گیا۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے۔

غسل کے وقت آنجناب سے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنجناب کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ میں (ملا ہاشم) دو سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا۔

حضرت شیخ آدم بنوری کی شاہی لشکر میں مقبولیت

ایک دفعہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی سے مخدوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو سوار بھی شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دیئے۔ جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گرمئ مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی سو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریا خاں پٹھانوں کا سردار تھا[1]۔ جو پٹھان وطن سے آتے۔ وہ دریا خاں کے پاس آتے

---

[1] دریا خاں روہیلہ پٹھانوں میں سے بڑا بہادر سپہ سالار تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

اور دریا خاں شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جاتے اور مرید بن جاتے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی اور پٹھان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخ صاحب کو لشکر سے نکال دیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسبِ موقع ذکر کیا جائے گا۔

اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام آدم خاں تھا۔ جب حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) وہ جہانگیری دور میں چار ہزار سواروں کا کمانڈر تھا۔ مگر شاہجہان کے دورِ حکومت میں جب شاہجہان نے مہابت خاں کو سپہ سالار اعظم قرار دیا۔ تو خانِ جہاں جو سپہ سالار بھی تھا اور دربار میں بڑی قدر اور قوت کا مالک تھا۔ شاہجہان کے خلاف ہو گیا۔ وہ دریا خاں کی انگیخت پر بغاوت پر آمادہ ہو گیا۔ حیدر آباد دکن سے اٹھا اور شاہی فوجوں کے خلاف کئی بار لڑائی ہوئی۔ شاہجہان نے اسے معاف بھی کر دیا۔ دوبارہ دربار میں قدر و منزلت دی۔ مگر خان جہان ۱۰ صفر ۱۰۳۹ھ کو دربار سے نکلا اور روہیلوں کے علاقہ میں جا پہنچا۔ وہ مالوہ میں پہنچا تو شاہی لشکر کے کمانڈروں عبداللہ خاں اور مظفر خاں نے بارہا تعاقب کیا۔ خان جہاں نے پچاس شاہی ہاتھی پکڑ کر بندیل کے راجہ کی سلطنت میں داخل ہو گیا۔ جھجھو سنگھ کے بیٹے جگ راج بکرماجیت نے خانِ جہاں کا مقابلہ کیا۔ اور ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۴۰ھ میں خانِ جہاں کے لشکر کے آخری دستوں پر حملہ کر کے دریا خاں اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں خان جہاں کے بہترین سپہ سالار تھے۔

(ماخوذ از آئین اکبری ترجمہ انگریزی بلوشمان صفحہ ۵۶۸۔)

www.maktabah.org

حضرت مجدّد الف ثانی کی خدمت میں اکابر علماء مشائخ خراسان و بدخشاں کی حاضری

ملّا بدرالدین اور خواجہ ہاشم اپنی مشہور تالیفات میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخلص احباب نے حضرت کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشاں۔ خراسان اور ماوراءالنہر پہنچائی۔ پہلے دفتر میں دوسرے دفتروں کے مقابلہ میں ابتدائی حالات درج تھے۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہا اعلیٰ وافضل تھا۔ ؎

آسمان نسبت بہ عرش آمد فرود
ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علما و مشائخ اپنے وقت کے ممتاز اہلِ کمال تھے۔ اور ابھی تک حضرت مجدّد الف ثانی کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا تو خوشی سے جھوم اُٹھے۔ ہدیۂ تحسین پیش کرنے کے بعد بے پناہ دعا وثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہ ہندوستان کے مُلک میں اس قسم کا بزرگ جو مشائخ امت کا امام ہے۔ ظاہر ہوا ہے۔ اور منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔

؎ بتاریکی دراں آبِ حیات است

www.maktabah.org

اکابر مشائخ ایران کے خطوط

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و سیادت پناہ میر کشاہ۔ شیخ المشائخ کبروی میر محمد۔ مومن بلخی۔ اور علمائے جیّد مثلاً مولانا ربانی حسن قبادانی اور اقص القضاۃ مولانا نولک نے ایک نیک مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نیازمندانہ خطوط بھیجے۔ اس نیک مرد نے وہ خطوط اجمیر میں حضرت مجدّد کی خدمت میں پیش کئے۔ اور ان بزرگوں کی طرف سے وفورِ محبّت و عقیدت کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا۔ کہ اگر بعض امور۔ کبرسنی۔ ضعف بدنی اور بُعد مسافت مانع نہ ہوتے۔ تو ہم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقی عمر جناب کے درِ دولت پر ہی بسر کرتے اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا۔ اقتباس کرتے۔

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سدِّ راہ ہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیازمندوں کو اپنے مخلص مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ کرم نوازیوں سے اِن نیازمندوں کے احوال پر توجّہ فرمائیں۔ گو ہم لوگ بظاہر مہجور ہیں۔ لیکن بباطن حضور ہیں۔ اس نیک مرد نے زبانی عرض کی کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ کہ ان کے لئے جناب سے ان کی عقیدت و ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی۔ کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب کے بلند معارف سُن کر مکتوبات کے دوسرے دفتروں کے بارے میں التماس کی ہے کہ اگر کوئی مکتوب مشتمل بر حقائق عالی ارسال فرمائیں۔ تو عین عنایت ہوگی۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے اور مکتوبات کی تیسری جلد کی ایک جزو اس نیک مرد کو عنایت فرمائی۔

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوۃ العرفا شیخ المشائخ وعلماء میر مومن وغیرہ مشائخ اور علما کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر اور دوسرے مشائخ اور علماء ذوق وخوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ اس وقت ہوتے تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور جان ومال سے مرید ہو جاتے۔

سید میر کشاہ سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں اس مکتوب پر پہنچا جو آنجناب نے ان اولیاء کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں ہوئے اور توحید وجودی کے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تاریکی کے بھنور سے نکل کر ساحل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے۔ ے

مجدد شیخ ما سرشار عرفاں — کہ سلطانِ ہزاراں بایزید است
مریدانِ مریدانِ مریداں — جنید و شبلی و شیخ فرید است
خمیر طینتش ذاتی کہ از چیست — باد از سید عالم رسید است
کمینہ صوفیائے چرخ نیلی — کہ حق دل آفتابش آفرید است

آستانہ مجدد کی طرف راہنمائی

اسی سال ایک خدا طلب حق پرست بزرگ جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی اور ان سے فوائد حاصل کئے تھے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر

www.maktabah.org

ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے۔ کہ میں اکبر آباد میں تھا کہ چند عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک ایسا درویش آیا ہے۔ جو کبھی غائب ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو اس بزرگ کی خدمت میں چل کر طلب حق کریں۔ چند اور اہلِ مروّت عورتیں بھی میرے ساتھ ہو لیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عورتوں کو کہا کہ تم جوان ہو۔ ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے۔ جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین خادم ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دُور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو بیٹھا تاکہ اگر وہ ہنسیں بھی تو فقیر مجھ پر اعتراض نہ کر سکے۔ ایک گھڑی گذرنے نہ پائی تھی۔ کہ ان عورتوں نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے دُور سے ہی سخت ناراض ہو کر کہا۔ کہ فقیروں سے ہنسی مخول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہ گئیں۔ کہ تاریک رات میں دور بیٹھے ہوئے کیسے جان لیا۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کہ اس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے۔ ڈر سے نیم جان سی ہو گئیں۔ درویش کا غصہ تھا۔ تو میں نے خدا طلبی کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب وقت قیوم زماں اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب نہ ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہو گا۔ میں نے دیدہ و دانستہ کہا۔ کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سُنی ہے۔ اور زیارت کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک حاضرِ خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ فلاں مقام فلاں دن دوپہر کے وقت حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بہ لفظ دہرائی۔ حالانکہ جس وقت مجھ میں اور حضرت مجدد الف ثانی کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی

www.maktabah.org

شخص تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے مَیں نے اقرار کیا۔ کہ ہاں مَیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ مَیں نے اس اولیاء کے سردار کی زیارت کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اور کروں گا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرتا ہے اس پہ دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ۔ جو تمہارا مدعا ہے حاصل ہو جائے گا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی ماجرا اسی طرح لفظ بہ لفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید ہوا۔

حضرت مجدّد الف ثانی حضرت محمّد معصوم قیوم ثانی کو خلافت عطا فرماتے ہیں

قیومیت کے بائیسویں سال حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سرہند میں تھے۔ بارہا مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے۔ چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آنجناب کی خدمت میں تھا۔ مَیں نے بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلیٰ درجے کی نعمت یا معرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونوں فرزندوں کو یاد فرماتے انہیں دنوں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف لکھے۔

مکتوب ۱: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

www.maktabah.org

میرے پیارے بیٹو! بے شک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہوں گے لیکن ادھر سے میں بھی تمہارے دیکھنے کا دِلی طور پر آرزومند ہوں۔ لیکن کیا کروں انسان کی ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ میں اس شاہی لشکر میں بے اختیار ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کئی گھڑی ٹھہرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیوں کہ جو کچھ یہاں میسّر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں اور یہاں کے مواجید و مقامات کا مجموعہ نرالا ہے۔ جہانگیر بادشاہ مجھے کہیں جانے سے منع کرتا ہے۔ حالانکہ میں اسے اپنے مولا کی رضامندی اور عنایت کا دریچہ خیال کرتا ہوں اور اس قید کو دونوں جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اور ان تفرقہ کے دِنوں میں عجیب وغریب القا اور اشارے دن بدن تازہ اور عجیب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں[۱] اس وقت فرزندوں کا خیال آ

---

۱ گوالیار کے قلعہ سے رہائی کے بعد جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کو اس خاص لشکر گاہ میں رکھا۔ سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ اس طرح جہانگیر آپ کی نگرانی کر رہا تھا اسے ڈر تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی عوام میں رابطے کی مہم چلا کر مغلیہ سلطنت کے خلاف انقلاب برپا کر دیں گے۔ مگر حضرت مجدد نے اپنے بیٹوں کو بتایا کہ اگرچہ میرا لشکر گاہ میں رہنا۔ اور جہانگیر کے دربار کے قریب ہونا ظاہراً پابندی اور بے اختیاری ہے۔ مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اشارات کی بے پناہ روحانی نعمتیں مجھے یہاں رہ کر ہی میسّر آرہی ہیں۔ دوسرے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قیام اُمراء دربار اور حکومتی کاروبار میں ایک موثر نظریہ رکھنے کا ذریعہ بن گیا۔ آپ نے اسی قیام میں دربار کی اصلاح۔ امراء سے تعلق۔ سپہ سالاروں سے دوستی، اور بگڑے ہوئے بااثر افراد کی تربیت میں جو کردار ادا کیا اس کے نتائج مستقبل میں بے پناہ مفید برآمد ہوئے۔

(مرتب)

www.maktabah.org

جاتا ہے اور ان کے نہ پانے سے جگر کباب ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے کیوں کہ امر مسلّمہ ہے کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑ کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن شاخوں کو جڑ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن مشیئت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ واقعی

؎ درخانہ بکد خدائی ماند ہمہ چیز

والسلام

منصب قیومیت کی تفویض پھر اسی سال آنجناب نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد سعید خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حسب ذیل مکتوب لکھا۔

"دل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا۔ کہ یہ خلعت (قیومیت) جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ مجھ سے جدا ہو گئی ہے ایک دوسری خلعت مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا۔ کہ دیکھئے یہ خلعت زائدہ کسی کو ملتی ہے یا نہیں میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زائدہ میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا کہ واقعی یہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی۔ اور وہ ساری کی ساری خلعت اسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زائدہ سے مراد منصب قیومیت ہے۔ جو بلحاظ تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور جب یہ خلعت جدید کا معاملہ

www.maktabah.org

اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائے گی۔ جو بعد میں اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے میرے دوسرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا بیں نے اس بارے میں التجا کی ہے جو منظور ہو گئی ہے۔ مَیں دونوں فرزندوں کو اس منصب کے قابل پا کر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ لکھا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ط وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ہ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ٭ پ۲۲ ع ۸

اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونوں مخدوم زادے حضرت قیوم اوّل کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ شرفِ زیارت سے مشرف ہونے کے چند روز بعد دونوں صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی دلبستگی اور دلچسپی نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیئے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے:۔

"جس وقت حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیّت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت حضرت مجدّد اور ہم دونوں بھائی موجود تھے۔ حضرت مجدّد نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی۔ جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہو گی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب مَیں نے آنجناب ؓ کی

www.maktabah.org

زبان مبارک سے آپ کے اس جہان سے وادئ قرب میں کوچ کر جانے کی بابت سُنا۔ تو گو مجھے آنجنابؓ نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر پھٹنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب حضرت نے میری طبیعت میں یکا یک تبدیلی دیکھی تو از راہِ لُطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے تو دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے۔

جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال ہوا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج وغم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو باتیں آنجناب سے پوچھنی تھیں۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے ٹھیک کہا ہے۔ ؎

وحشی گذشتہ پا کہ نہ کردہ حکایتے
اے خانماں خراب زبان تو بستہ بود

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنجنابؓ نے دیکھا کہ میرا رنج و الم بدرجہ غایت ہے تو فرمایا ابھی میرے کوچ میں کچھ عرصہ ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا ہے۔ ایک لحظہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے کہ

www.maktabah.org

بات یہ ہے کہ جب تک مَیں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے اور افرادِ عالم کا قیام تم سے۔ اس سے میرے غمزدہ دل کو گونہ تسلّی ہوئی ۔

طینتِ پیغمبری قیومیّت کی شرط ہے

اس واقعہ کے ایک سال بعد ماہ اور چند روز بعد آنجناب رضؓ کا وصال ہوا۔ کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۰۳۲ھ کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب رضؓ کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ یہ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیّت کے لئے ضروری شرط طینتِ پیغمبری ہے یعنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طینتِ محمدّی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ شرط ہو چکی تھی کہ قیوم ہزار سال بعد ہو گا۔ یہ شرط اولوالعزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیام کے بعد پھر اسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آپ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تابع تھے۔ اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیان ہو گا۔ اس واسطے آنجناب رضؓ نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا۔

چار خلفائے راشد اور چار قیوم

ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت نزدیک ہے۔ اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دینِ متین کو مضبوط کرنے کے لئے پے درپے چار قیوم آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسلّی کے لئے خلفائے راشدین کے اسماء نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ پے درپے چار قیوم ہوں گے ۔

www.maktabah.org

جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد پے در پے چار خلیفہ ہوئے۔

ذاتی محبوبیت کی عطا،

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلعت قیومیت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی۔ اور محبوبیت ذاتی بھی جو طینت محمدی پر موقوف ہے عنایت فرمائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنائیت نہیں فرمائی۔

قیوم ثانی کے لئے تمام خلفاء مجددیہ کو بیعت کا حکم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حضور میں خود مسند ارشاد پر بٹھایا اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب الارشاد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ کے سپرد کئے گئے اور خلیفے اور مرید بھی ان کے حوالے کئے گئے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام خاص وعام احباب کو حکم دیا کہ قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ جو شخص حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ اسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے۔

سرہند میں آخری ایام خلوت میں گذارے

جب سرہند شریف میں آئے تو آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خلقت کا ارشاد کرنا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود سرانجام فرمایا کرتے آپ صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تاکہ لوگ آنجناب رضی اللہ

www.maktabah.org

تعالیٰ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ تھی۔ کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت تھی۔ باقی تمام مرید اور خلفاء حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سلوک حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے۔ وہ اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بجا لاتے۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی جہانگیر کے لشکر سے سرہند میں آمد

اس وقت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف باسٹھ سال ہوگئی تو تو لوگوں کو فرمایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ میری عمر سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مطابق ترسیٹھ سال تک ہوگی۔ اس حساب سے میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے۔ کہ بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند تشریف لے جائیں۔ وہاں ہی رہیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرّہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے اجمیر گئے۔ تو دیر تک مرقد مبارک کے سامنے مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کر دیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں پر گفتگو فرمائی۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا تحفہ

چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس لشکر گاہ سے جانے کے لئے اتنا اصرار نہ کریں۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر چھوڑ دیں۔ جب وہ چاہے گا۔ خود ہی یہاں سے رخصت مل جائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت معین الدین چشتی قدس سرہٗ کا متبرک غلاف" جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا۔ اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے"۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ آپ سے بڑھ کر اس کے قابل اور کون ہوگا۔ آنجناب رضی نے قبول کیا اور اسے اپنے خادم کے سپرد کر کے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کے لئے سنبھال کر رکھنا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں ایک رات میں تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہو گیا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی ایک دردناک آواز سنائی دی۔ جب حجرہ کے سوراخ پر کان رکھ کر سنا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ ؂

باور از زندگی جاہئے شد سیر از غمت

چہ خوش بودے کہ عمر جاودانی یافتے

دربار جہانگیری سے حضرت مجددؒ کی سرہند میں آمد

آخر بڑی کوشش کے ساتھ بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ نے آپ کے اصرار پر آپ کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دار الارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجنابؒ کا استقبال

www.maktabah.org

گیا اور مارے خوشی کے پھُولے نہ سماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے تھے۔

ے دیوارُ درش سجود کردند
شکرانۂ ایں ورود کردند

اس سرزمین کے رہنے والے "العروۃ احمد" ہی پکارتے تھے۔ آپ نے اپنے درِ دولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کے لئے اختیار فرمائی۔ جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے۔ اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدّین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کے لئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگامہ ارشاد خلق مرید کرنا۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھا۔ آنجنابؒ نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنجناب نے فرمایا کہ محمد سعید! تم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالاتِ الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا کہ جب بوعلی وقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرب بہت عالی ہوگیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کردیا گیا۔

مشرب عالی تک رسائی

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہوگیا تھا۔ کہ آنجنابؒ کے بڑے سے بڑے اور کامل سے کامل خلفاء اور اصحاب بھی نو وارد طالبانِ الٰہی سے ہل گئے تھے۔ ان دنوں جو بعض دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے تو اُن میں دنیا سے بیزاری کا ذکر ہوتا۔ اور

www.maktabah.org

بعض مکتوبات میں توصریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پہ آئی۔ دیکھئے کیا پیش آئے۔

خواجہ ہاشم کشمی کی دکن کو روانگی

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں آج کل سلطنت کے امور میں سخت بدنظمی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچوں کو لے آؤں۔ آنجناب نے چار و ناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ جناب دعا فرمائیں تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دُعا کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں اکٹھے ہوں گے۔ تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

زندگی کی آخری راتیں

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت امام معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے دعائے مغفرت اور اس رات کی برکت کے لئے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التجا کی۔ اچانک زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کا نام دفتر ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور کس کا قائم رکھا گیا ہے۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہو گی جو چشم خود دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور ٹھنڈی سانس لی۔ بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں اور یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا از بس ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ بات عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور

www.maktabah.org

مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملاحت وصباحت کو ملانا تھا۔ صباحت کا یہ مطلب ہے کہ انسان خوش شکل ہو۔ یعنی آنکھ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو۔ اور ملاحت یہ ہے کہ مذکورہ بالاصفات نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو جو بے اختیار دلوں کو اپنی طرف مائل وگرویدہ بنالے یہ ظاہر ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ گو کیسے ہی خوش شکل لیکن وہ دلکش و دلربا نہیں ہوتے۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں۔ پس صباحت سے ملاحت بدرجہا بہتر ہے لیکن اگر دونوں مل جائیں تو نورٌ علیٰ نور ہیں۔ ؎

ازاں افیون کہ ساقی درمے افگند
حریفاں را نہ سرماند و نہ دستار

ملاحت کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبوبیّت سے مناسبت ہے۔ اور صباحت کو خلّت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔

چنانچہ حدیث شریف ہے۔ " انا املح و اخی یوسف اصبح۔" مَیں سب سے ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السّلام صبیح ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت خاتم النبیّن صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس صباحت کو طلب فرمایا ہے۔

درود ابراہیمی کی اہمیّت امت کے لئے حکم کیا گیا ہے کہ نماز میں درود کے وقت کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ پڑھیں۔ اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہزار سال تک خلوت میسّر نہ ہوئی۔ اور وصال کے بعد بھی امت کی رہنمائی اور انتظام و

www.maktabah.org

انصرام میں مصروف رہے۔ کیونکہ ہر ایک اُولوالعزم قیومیت کی خاطر ہزارہ سال رو بخلق رہتا ہے۔ ہزارہ سال بعد جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت، رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خلوت خاص میں قیام فرما ہوئے۔ اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا اختیار فرمایا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الٰہی اسم آخر کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزارہ سال کے عرصہ میں ختم ہوئی۔

کمالاتِ محمّدی کا ظہور

نیز یہ ضروری تھا کہ امت محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تفصیل اجمال طلب فرمائی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک سب پہنچائے۔ پس حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد سے کہ ہزارہ سال تک کمالات تفصیل جو اسم آخر کے مناسب تھے۔ ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزارہ سال بعد حضرت قیوم اول مجدّد الف

www.maktabah.org

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفاعت رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرزندوں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب نے خلوت اختیار کی۔

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحت وصباحت کی آمیزش اور تمام سوال و جواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خلیل دہر کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے نامۂ اعمال پر تمہاری مہر ہوگی جب تک تمہاری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہوسکے گا۔ اسی واسطے آنجناب کا خطاب خازن الرحمۃ رکھا گیا اور باقی تمام خدمات مثلاً قیومیت، گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا۔ حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں چنانچہ آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا گیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خازن الرحمۃ کو وہ خلعت پہنچائی جو کہ آپ نے قیومیت کے بعد پہنی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الٰہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے مرحمت فرمائے۔ ان سب کے انتہائی مقام پر مَیں نے محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دے دی۔ اور عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی بالاصالت عنایت فرمائے۔ اور اصالت طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر موقوف ہے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانیؓ کی چند کرامات

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کر کے جناب کا وصف بیان کیا جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کی عادت ہے کہ اولیاء اور انبیاء کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں ان کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ حقیقت میں کرامت تو یہی ہے کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لے جائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامتیں آنجناب کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے۔ اب تک ظاہر ہو چکی ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک۔ ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہے گا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور دلالت میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ سچ اور جھوٹ دونوں شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکماء اور ہندوستان کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بابت بڑے شرمسار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیاء کا عذاب کرامات کا ظاہر ہوتا ہے اور مومن کا عذاب اطاعات میں کوتاہی

www.maktabah.org

اور کمی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول میں اس قدر سرگرم اور مصروف رہے کہ انہیں کرامت کے اظہار کی فرصت ہی نہ تھی حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیاء کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

سجدہ میں کائنات کے احوال کا انکشاف

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں رہا۔ آنجناب کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال انکشاف ہوئے۔ بسا اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کے حالات اور دیگر احوال نظر آتے۔

مجھے خیال آیا اور میرے لئے یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قبض اور بستگی سی آگئی۔ جب میں قبض سے عاجز آگیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کا نتیجہ ہے۔ میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈال کر آنجناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنجناب نے میرا سر اٹھا کر فرمایا۔ تم طلب کرامت کرتے ہو۔ تو یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

کرامت یا استقامت

یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اپنے پیر و مرشد سے اس قسم کی کرامات کی توقع رکھتا ہے۔ وہ کسی اور شیخ کی تلاش کر لے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گذارے اور دیکھے کہ اتباع سنت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں۔

www.maktabah.org

بعض اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ دین کی تقویت ہو اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فخر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ صرف کافروں کو معتقد بنانے کے واسطے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس خشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب نہ وہ زمانہ ہے نہ ہی پروردگار کی مرضی۔ اور نہ ہی میرا دل ایسے حالات ظاہر کرنے کو چاہتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو چھپاتا جاتا ہے اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہوتا جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔ آجکل کی معرفت بہت اعلیٰ و اشرف ہے کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے جو چیز اعلیٰ درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو ملا کرتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں۔ معدودے چند معجزات ظہور میں آئے۔

چنانچہ حق تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیاء میں ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ فرماتا ہے "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ" پ۱۵ ع ۱۲۔ یعنی ہم نے موسیٰؑ کو نو ظاہر نشانیاں دیں۔ یعنی نو معجزے عنایت فرمائے۔

اولیاء سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی میں امتیاز

جو ولایت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اولیاء کو حاصل تھی اس کا تعلق اسماء صفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیاء کی نسبت مشہور ہے۔

www.maktabah.org

ہزارہا لوگ ظلال کے کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہُوا کرتی ہے وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیاء نے بہت کچھ ظہور کیا اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضور کا معجزہ قرآن ہے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی کرامت تو آنجناب کا کلام ہے جس میں جناب نے ذات وصفاتِ الٰہی کے معارف وحقائق بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں جو گذشتہ اولیاء کے بیان کردہ حقائق ومعارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس وقت جس چیز کا رواج ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیاء کو عطا کیا جاتا ہے تاکہ مروّجہ شئے پر غالب آجائے۔

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السّلام کے معجزات

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے عہد میں جادو کہانت رواج تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے عصا عنایت فرمایا۔ جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ہڑپ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں طبیبوں کا بڑا زور تھا چنانچہ تمام حکیم مثلاً افلاطون، ارسطاطالیس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے۔ اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا۔ جس سے وہ حکیم اور طبیب عاجز آگئے۔

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں فصاحت وبلاغت کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعراء نے اپنے اپنے قصائد کاغذ پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر چسپاں کر دیئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف جو فصاحت

www.maktabah.org

بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو عنایت فرمایا جسے دیکھ کر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے۔

حضرت مجدّد الف ثانی کے عہد کی معاشرت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں حقائق و معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بکثرت تصنیف ہوتیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مطابق و موافق وہ وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے۔ جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے۔ یہی حقیقت شریعت ہے۔ جس کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے کہ بعض اولیاء کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ ان میں بعض وحدت الوجود کے قائل تھے۔

مکتوبات کی ترتیب

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات حقائق و معارف پر تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیاء کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوب ہیں دوسری جلد میں اسماء حسنیٰ کے شمار کے موافق ننانوے ۹۹ ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اوّل مبداء و معاد دوم معارفِ دینیہ، سوم مکاشفاتِ غیبیہ، چہارم اثباتِ نبوت، پنجم ردِ شیعہ۔ ششم تہلیلیہ شرح کلمہ طیبہ، ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز۔

قطب ستارہ میں حضرت غوث الاعظم کا تخت

ایک رات حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ

www.maktabah.org

تعالیٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے جنہیں حاضرین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کیا۔ آپ قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آ گیا۔ جیسا کہ تجدید کے پندرہویں سال میں اس کا مفصّل ذکر لکھا گیا ہے۔

کیمیاگر حضرت مجدّد کی خدمت میں

میرے (مولّف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک کیمیاگر مرد خدا حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکسیر کا نسخہ نکال کر حضرت مجدّد کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا۔ کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خانقاہ کے درویشوں کے اخراجات کے کام آئے گا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ مَیں بھی ایک کام تجھے بتا دوں گا۔ بشرطیکہ تو کرے۔ پھر میں تجھ سے یہ نسخہ لے لوں گا۔ اس نے عرض کہ قربان جاؤں جناب آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم کو حکم دیا۔ کہ جس وقت ہم بیت الخلاء سے باہر نکلیں تو ہمارا بول و براز سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جا کر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کراہت وہ بول و براز بغل میں لے لیا اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے باہر نکل کر اسے دیکھا تو تمام خالص سونا تھا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہوگیا۔ اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

بُت خانہ کی بربادی

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک سیّد مرد رحمت اللہ نامی بیان کرتا ہے۔ "مَیں نے ملک دکن میں ایک بت خانہ دیکھا۔ ایک روز مَیں نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ

www.maktabah.org

تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سُنا تھا۔ کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے کیوں کہ ایسا کرنے سے اُسے راہِ خدا میں غازیوں کا سا ثواب ملے گا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے مَیں اس بتخانے میں جا پہنچا اور سارے بتوں کو توڑ دیا۔ یہ سارا واقعہ ایک ہندو جاٹ نے دیکھ لیا۔ اور بُت خانہ کے محافظوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا کہ ایک ہزار آدمی ہتھیار لئے میرے مارنے کے لئے آ پہنچے۔ مَیں حیران رہ گیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ مَیں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ مَیں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی دلوائیں۔ اسی آہ زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی) کہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آ پہنچے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ ایک ٹیلے پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگا کر ان موذیوں کو پسپا کر دیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دُم دبا کر بھاگ گئے۔

شیر بھاگ گیا

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مرید سیّد جمال نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھ کر مَیں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا التجا کرنا ہی تھا۔ کہ آنجناب وہاں تشریف لے آئے اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا جس سے وہ شیر لومڑی کی طرح دُم دبا بھاگ اُٹھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے۔

نوٹ۔ واضح رہے کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مؤلفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لی گئی ہیں۔

www.maktabah.org

خلافِ شرع کی قبر کی داستان

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک دوست کی منّت و سماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی میں ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلاف شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جانے کو تو میں چلا گیا۔ لیکن دِل آنجناب رضی کی طرف سے ڈرتا تھا۔ مگر اُس دوست کی موافقت بھی لازمی تھی۔ آخر جب مَیں نے اس شیخ کی تربت پر پہنچ کر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک شیر مجھے دکھلائی دیا۔ جو میری طرف بڑے غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ جب مَیں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اوّل کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ مَیں نے مراقبہ چھوڑ دیا اور جلدی اٹھ کر توبہ کی۔

جزامی کی شفا

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دوست کو مرض جذام (کوڑھ) ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے ملنا جلنا۔ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیا۔ اور کنارہ کشی کر لی۔ حتیٰ کہ ایک روز اس کے ایک خاص دوست نے بھی ساتھ کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ جس سے وہ سخت افسردہ دِل ہوا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہِ لطف و کرم توجہ فرمائی۔ اور وہ بیماری اس سے زائل کر کے اپنے پر لے لی۔ چند روز بعد اس مرض کا داغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر نام و نشان بھی نہ رہا۔ دوستوں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھی تو غمزدہ ہو کر اس مرض کے دفعیہ کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ چھوڑ دو مجھے مجذوم رہنے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت و سماجت کی کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔

www.maktabah.org

تو آپ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی جس سے وہ خشک ہو گیا۔

موسم بدل گیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں گرمی کی شدت، لُو، گرد و غبار اور پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ آپ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ دوستوں اور باقی لوگوں پر سخت دشواری آگئی۔ یہ لوگ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنجناب نے خود ہی مولانا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت دوستوں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آپ پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر گوشۂ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہوں گے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آ کر سایہ کیا اور محض اس قدر بارش ہونے لگی جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کیچڑ ہو جائے۔ پھر شمالی معتدل ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا

ایک نوجوان سید نے بیان کیا کہ مجھے ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی تھی۔ خصوصاً معاویہؓ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.maktabah.org

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ مَیں یہ تحریر پڑھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ روایت ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اوّل) نے بیان کی ہے۔ مَیں نے غصّہ سے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سرہانے پر سر رکھ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے غصّے میں تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونوں کان کھینچ کر فرماتے ہیں۔ اے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے اگر یہ بات میرے کہنے سے تیرے دل پر اثر نہیں کرتی تو آ تجھے تیرے جدّ حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس لے چلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کھینچ کر ایک باغ میں لے گئے۔ جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا ہُوا تھا۔ آپ نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو دونوں نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ مَیں نے سلام کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے زبان گوہر فشاں سے فرمایا۔ کہ خبردار۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اصحاب کا منکر اور دشمن نہ ہونا اور نہ انہیں ملامت کرنا ہم بھائی بھائی ہیں۔ اپنے اپنے معاملات کو ہم جانتے ہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کس نیت سے اختلاف کیا تھا۔ پھر حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسمِ مبارک لے کر فرمایا کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس سیّد نے مجھے بیان کیا۔ کہ اس کے باوجود میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی

www.maktabah.org

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہوئے اور حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر حکم دیا کہ اس کی گردن پہ ایک مُکّہ ماریں۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے زور سے میری گردن پہ ایک مُکّہ رسید کیا۔ مُکّہ کھا کر میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مُکّے کا نشان میری گردن پہ موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترض

ایک امیر کبیر نے جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ جب سنا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی وزیر کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ تو دل سے کڑھتا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے لئے مناسب نہیں کہ دنیاداروں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنجناب کے ایک مخلص درویش نے کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہوں گے۔ یا کوئی اور ضروری کام ہو گا۔ لیکن تیرا اعتراض بہرحال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس دولت مند جوان نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہو کر اسے لپٹ گئے ہیں جیسا کہ کوئی گنہگاروں اور مجرموں پہ آگرتا ہے اور چھری نکال کر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

ایک عالم دین کا مشاہدہ

ایک بہت بڑے جیّد عالم حاجی عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی بات پر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا۔ اس عالم نے آنجناب کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں حضرت مجدّد الف

www.maktabah.org

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ علاوہ ازیں مَیں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم آنجناب میں دیکھی ہے وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سُنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مردِ خدا ہے۔ یہ سُن کر اس عالم نے بڑی طول طویل بحث شروع کر دی۔ بہت قیل وقال کے بعد مَیں نے کہا کہ یہ رہا قرآن شریف۔ آؤ ہم اور تم وضو کر کے دوگانہ ادا کر کے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی گواہی ہو گی۔ اس نے بھی مان لیا چنانچہ ہم دونوں نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔" اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تجارت، خرید و فروخت یادِ الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صِدقِ دل سے حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

فرشتوں کا ادب

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ مَیں نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ایک رباعی کہی تھی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ ؎

اے آنکہ ملائک مگس قند تواند

تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی کی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں ہونی چاہیے فرشتوں کو گڑ کی مکھی کہنا خلافِ ادب ہے کیونکہ فرشتے عام و خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہرحال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسبِ ذیل شعر یاد آیا۔ ؎

بے عنایت حق و خاصان حق ۔۔۔ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

www.maktabah.org

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خاصانِ خدا کی مہربانی کے بغیر خواہ کوئی فرشتہ بھی ہو اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہی رہے گا۔"

لیکن یہ سبب ادب عرض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھا۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر پر بھروسہ کیا ہے یا تو میں اور مولوی صاحب خاصانِ حق اور انبیاء سے ہوں گے۔ یا مولوی صاحب نے از روئے شکر فرمایا ہو گا۔

ایک موثر دعا

ایک سفر میں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطنی نگاہ کر کے فرمایا کہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ آج بلائے عظیم نازل ہو گی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی دوستوں کو بھی اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم و بکلمات المقامات من شر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارے دل و جان اس بلا سے محفوظ رہیں۔ دو تین گھڑی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ شہر کے لوگ اسے بجھا نہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر معہ مال اسباب جل کر خاکستر ہو گئے۔ جو چیز آگ سے بچ گئی وہ چوری ہو گئی۔ آنجناب کے ایک مخلص مولانا عبدالرحمٰن کا اسباب بھی آگ میں جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب نے دوستوں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی۔ جس جس نے وہ دعا پڑھی۔ وہ بفضل خدا صحیح و سلامت رہا۔

دکن کا ایک فقیر

ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدم بوسی کا

www.maktabah.org

اشتیاق بدرجہ غایت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتیاق کی مفصل کیفیت عرض کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے اردگرد بہت نورانی انبساط دکھائی دی۔ آپ کا یہ مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور کچھ عرصہ خدمت میں رہا۔ آنجناب نے اسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس گردونواح میں اس سے ہزارہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گردونواح منوّر ہو گیا اور آنجناب کا قول حرف بہ حرف صحیح نکلا۔

خانِ خاناں کا منصب

خانِ خاناں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک بادشاہ کے وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔ وہ شیطان سیرت وزیر خانِ خاناں اور اس کے فرزندوں کا جانی دشمن بن گیا۔ خطرہ تھا کہ کہیں قتل نہ کرا دے۔ اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام عنقریب پہلے سے بھی اعلیٰ ہو جائے گا۔ خانِ خاناں نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ میری عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں۔ لیکن شانِ الٰہی دیکھو کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنجناب کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خاناں کے نام صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھ کر اس پر مہربانیاں کیں۔

ایک سجادہ نشین کا حشر

ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ ہر ایک وضیع و شریف پر مہربانی کرتے۔ لیکن

www.maktabah.org

خلاف عادت اس سجادہ نشین پر ذرا توجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ بڑے مشائخ سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ انکار لکھا ہے۔ تمام دوست حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا۔ اور آنجناب کی کشف حرف بہ حرف درست نکلی۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

ایک فقیر نے جو ابھی آنجناب کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام صحابہ اولیاء سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کہا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے۔ میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا۔

ایک صاحب دل سید کے غرور کا علاج

ایک دن ایک صاحب دل سید حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جاری تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو سنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہو گیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند

www.maktabah.org

ہو گئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو وہ شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہتا۔ ع

ہر چہ اندر خانہ بود آں طرہ طرار برُد

جب چند روز گذر گئے۔ تو آپ نے اسے بلا کر علیحدہ میں بلند احوال سے مشرف فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیے۔

حضرت مجددؒ اپنے بھائی کی موت کی خبر دیتے ہیں

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام کی خاطر قندھار گئے۔ انہیں دنوں آنجنابؒ نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعود کے کسی احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو بہتیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر نہ دیکھا جب پھر توجہ کی۔ تو اس کی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اس کے ہمراہیوں نے آ کر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

بارش روک دی گئی

جن دنوں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر میں تھے ماہِ رمضان المبارک موسم برسات میں آیا۔ آپ نے حسب عادت قرآن شریف ختم کیا۔ پہلی رات تراویح کے وقت بہ سبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی۔ ہوا کی گرمی اور تعفن کی وجہ سے آنجناب اور دوستوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلجمعی سے نماز ادا کر سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ ماہِ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہو گی۔ واقعتاً ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے لے کر پھر بارش شروع ہو گئی۔

www.maktabah.org

گرتی دیوار رک گئی

جس مسجد کی دیوار شک ہو گئی اور اس قدر ٹیڑھی ہو گئی کہ اب گری کہ اب گری۔ لوگوں کو یقین ہو گیا۔ کہ ابھی گر جائیگی کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا تھا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں گرے گی۔ آنجناب کے احباب اس ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے رہے اور مراقبہ کرتے رہے پھر ذکر و شغل میں مشغول ہوتے۔ لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنجناب نے وہاں سے کوچ کیا تو وہ بھی گر پڑی۔

لاہور کا ایک مکان

لاہور میں ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نماز عشا ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صحیح سلامت عمارت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے پاس کوئی نہ جائے حالانکہ ظاہری طور پر اس کے گرنے کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل میں کہا۔ کہ اس سے بڑے خستہ حال مکان اور بہت موجود ہیں۔ اس میں کونسی کسر ہے۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ کہ وہ مکان یکایک زمین بوس آ رہا۔ اس مکان میں ایک لڑکی سوئی ہوتی تھی۔ بفضلِ خدا صحیح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔ ان پر اینٹیں، ڈھیلے وغیرہ پڑے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اُسے مکان کے ملبے سے نکالا تو بالکل صحیح سلامت تھی۔

ایک فقیر کا غلط کشف

ایک حاکم نے اپنے دشمن پر چڑھائی کرنی چاہی یلغار سے پہلے اس نے ایک فقیر سے استخارہ کروایا۔ فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس فقیر کی خوشخبری سے اس مہم کے لئے آمادہ ہوا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن کا سامنا کرے۔ اس فقیر مرتے

www.maktabah.org

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ مَیں نے فلاں حاکم کو فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آنجناب نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے کشف میں خطا ہوئی ہے۔ میری دانست میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اسے جلدی سے اطلاع دو کہ واپس آجائے۔ درویش نے اسی وقت ایک آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا۔ کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر دُور نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور وہ نہایت خستہ حال سے واپس آیا۔ چنانچہ پرچم و نقارہ تک سب کچھ لٹوا بیٹھا۔

حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمت مجدّد الف ثانی

کے مکاشفات

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات مکتوبات کے دفتروں اور رسالوں میں مثل مکاشفات عینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش تو نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمناً و تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں ایک بادشاہ بڑا بھاری لشکر لئے آیا پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے الہام ہوا کہ یہ شریعت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری

www.maktabah.org

خانقاہ میں آئی ہے۔ اور اب قیامت تک یہیں رہے گی۔

ایک روز آنجناب اپنے محلوکہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بارگاہ احدیت کی کبریائی اور احدیت کے سراپردے اس میں نصب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔

مکاشفات عینیہ میں لکھا ہے کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ وتعالےٰ کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے ان صفات سے ذات مجرد ان کی ترتیب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات۔ قدرت علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہو سکیں۔ تو بھی صرف ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آ سکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہوگا کہ صفات موجود ہیں۔ یا علم ہی میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہلِ سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ بلکہ باوجود استغنائے ذات صفات موجود ہیں جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اسے ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت، حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔

نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ قابلیت اولیٰ جسے حقیقت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ قابلیت۔ ذات ہے۔ جو کمالات۔ شان کلام بلکہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے اور یہ قابلیت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔

مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے کہ قرآن شریف کا ہر حرف تمام کمالات کا جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ اور یہ کہ خاص فضیلت کسی لمبی سورت میں ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونے کا کوئی لحاظ نہیں۔

www.maktabah.org

البتہ ہر ایک سورت ہر ایک، آیت بلکہ ہر ایک کلمہ ہیں ایک خاص فضیلت ہے جیسا کہ شیون الٰہی میں ہر ایک شان تمام شیون الٰہی کی جامع ہے۔ لیکن مجمل طور پر۔ علاوہ ازیں ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت اولیٰ میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ ہیں ہر ایک شان تمام شانوں کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظل کا اعتبار ہے۔ نہیں تو تمام شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت شاہ کمال قدس سرہ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن شاہ کمال قدس سرہٗ کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ تمام دنیا کو بدعت نے ایک تاریک پردے میں گھیر لیا ہے جس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کئی مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں تھی جس کا پرتو تابعین پر پڑا۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہو گئی۔ اور ولایت ظلی کے کمالات غالب آئے۔ لیکن ہزار سال بعد وہی نسبت جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ دوبارہ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلفاء کی طرف ہے۔ باقی تمام اولیاء ظلال میں تھے۔

مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی

www.maktabah.org

شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ افضل اعلیٰ، اُولے حق اور ذاتِ حق کی طرف سب سے اوّل اور سابق ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کی نسبتِ خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدّدِ الفِ ثانی کی شب و روز کی عبادات و معمولات

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کے مطابق تھا۔

سنّت رسول کی پیروی

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عمل اور کام کیا چیز ہے۔ جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا گیا ہے۔ محض اس کا فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کے لئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دارو مدار اسی متابعت پر سمجھتے ہیں۔ اسی موقعہ پر فرمایا کہ میں استحباب کو اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں۔ کہ چہرہ دھوتے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دایئں رخسارے پر پانی پڑے۔

قرآن مجید لکھنے والی سیاہی کا اقدام

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ معارف لکھنے میں مصروف تھے۔ جلدی سے پیشاب کے لئے اُٹھے اور بیت الخلا

www.maktabah.org

میں داخل ہوئے مگر فوراً ہی باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ دوبارہ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے۔ نکلتے ہی آنجناب نے پانی منگوا کر انگوٹھے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں دوبارہ گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جب مَیں بیت الخلا میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآن کی کتابت کا سامان ہے اس واسطے مناسب، نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اشد ضرورت تھی لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اسے روک رکھا۔

اسی طرح ایک روز جو بیت الخلا میں داخل ہوئے تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے۔

ایک صوفی کو ایک لطیف نصیحت

ایک دفعہ مولانا صالح جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تھیلی میں سے چند ایک لونگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے جھڑک کر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اس نے سُنا کہ "اللہ وتر یحب الوتر" وتر کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا۔

کاغذ کا ادب

ایک روز اپنے تخت گاہ پہ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ جھٹ پٹ نیچے اُترے اور فرمایا کہ مجھے تخت کے نیچے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں۔ کہ تخت کے نیچے سے کاغذ نکالے۔ گویا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پہ بیٹھنا بے ادبی سمجھا۔

حافظ قرآن کا ادب

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ جس کے نیچے فرش تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آنجناب

www.maktabah.org

نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ جھٹ اپنے نیچے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور دوستوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو۔

نیز فرمایا کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی۔ حضور باطنی کے متعلق کاموں میں ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت توجہ سے مشغول ہوا کریں۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو معہ درود وظائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خلفاء نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجملاً بیان کرتا ہوں۔ وھو ھذا:-

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص خادم کی زبانی ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ خادم آپ کے لئے آب وضو۔ مصلےٰ اور عبادت کے متعلقہ دیگر سامان کا بندوبست کیا کرتا تھا۔ مجھے یا تو اس وقت فرصت ملتی ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب قیلولہ فرماتے ہیں۔ یا رات کے دوسرے تہائی حصّہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے ذاتی کاموں کے لئے موقع ملتا ہے۔ باقی وقت آنجنابؓ کی اطلاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی انجناب کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت مجدّد کے وضو کرنے کا طریقہ

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل یہ تھا۔ کہ تہائی رات رہے کر بیدار ہوتے۔ یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادعیہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رُو بہ قبلہ ہو کر وضو کرتے۔ لیکن اعضا دھوتے وقت شمال کی طرف رُخ کر لیتے۔ مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک عضو کو

www.maktabah.org

تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ غسالہ کو نہ رہنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے۔ ہر عضو دھوتے وقت کلمہ شہادت معہ ان دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعائے ماثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

رات کے معمولات

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھڑی پہلے سنت کے مطابق سو لیتے۔ تا کہ "تہجد بین النومین" دو نیندوں کے درمیان جاگنا ہو۔ پھر صبح کو بیدار ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی " سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہِ العظیم وبحمدہٖ۔" پڑھ کر مسجد میں آ کر فرض ادا کرتے۔ بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور اپنے روئے مبارک پر باریک کپڑا اوڑھ لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے لمبی قرأت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بال بچوں کی خبر گیری کرتے۔ اور معاش کے متعلق امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اور تلاوت کے بعد درویشوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں تربیت دیتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف اور اسرار خاصہ کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سناتے وقت نسبت القا اور نعمت عطا فرماتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے ارشاد فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے

www.maktabah.org

اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام دوستوں کو عالی ہمتی سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و مافیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔ اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے تو بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں کے بدلے نفیس موتی خرید لیے۔

کلمہ طیبہ کی برکات

کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں کہنے سے تمام جہان بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے۔ اگر اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہان ابدالآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا بڑا ہوگا۔ اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں۔ کہ کوئی شخص کسی کونے میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔

علم فقہ کی ترغیب

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کو فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ علمائے دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔ جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے بہت دور ہو جانے کی وجہ سے ظلمت و بدعت کا غلبہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے سوا نجات نہیں۔ آنجناب کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احباب اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ حضرت مجدد کی تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود

www.maktabah.org

اس قدر حالات عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہونے تھے کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چیخنا چلانا ظہور میں نہ آیا۔ حتی کہ آہ تک نہ بھری۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب کے چہرۂ مبارک پر کبھی آنسو بہتے تھے۔ یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت۔ آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکتی تھی۔ اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے تو خلوت میں آٹھ رکعت نماز ضحیٰ ادا کر کے محل کے اندر تشریف لیجا کر اپنے فرزندوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو۔ طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ماثورہ دعائیں پڑھتے آخری دنوں میں جب کہ آنجناب نے خلوت اختیار کر لی تھی۔ اور اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ خلوت خانہ ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

کھانا کھانے کے معمولات

آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں طعام کے بعد سورہ فاتحہ نہ پڑھتے تھے کیونکہ صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کچھ تناول فرماتے اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں۔ لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ کھانا ہی ہے جو عارف کو فرشتوں سے بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی مثالی صورت دیکھا کرو۔ آپ دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپاتیاں بھی وہ جو سیر کی ساتھ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیڑ بکری اور دُنبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔ چنانچہ اس کے کباب دستر خوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بڑے خشوع و خضوع اور احتیاط و التزام سے تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں یا اس پر رکھتے۔

www.maktabah.org

یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ غیر مجلس میں دونوں زانو اُٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر سُنّت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے مطابق تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔

ظہر کی نماز کے بعد کے معمولات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرتے اور فرماتے کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے بعثت سے رحلت تک نماز "فی الزوال" کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراق، ضحےٰ اور فی الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت ادا بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھاتے۔ اور پھر عصر کی نماز اول وقت میں جبکہ کسی شئے کا سایہ اس کی اونچائی کے دو چند کے برابر ہوتا" ادا کرتے آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنّت کو ساری عمر ترک نہ کیا۔ عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک دوستوں سے مل کر مراقبہ کرتے۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ میں یہ دستور آج تک چلا آتا ہے۔ کبھی کبھی حلقہ سکوت میں مراقبہ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی سالکوں کو اپنے پاس زانو بزانو بٹھا کر ہر ایک کو جدا جدا نسبت خاصہ کا القا کرتے ہیں۔

www.maktabah.org

اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اوّل وقت میں ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سے زیادہ وقفہ نہ دیتے۔ شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ وَاِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔" پڑھتے اس اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے بعد ازاں چھ رکعت اوّابین ادا کرتے۔ کبھی چار رکعت نماز اوّابین ادا کیا کرتے تھے۔

شام اور عشاء کی نمازیں

بعض علماء نے حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ اوّابین میں چھ رکعت ہیں۔ سو اس میں دو رکعت سنت نماز شام بھی داخل ہیں۔ نماز اوابین میں سورہ واقعہ پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے مراد شفق لیتے ہیں۔ ادا کیا کرتے تھے۔ عشاء کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ۔ دوسری میں سورہ ملک تبارک۔ تیسری میں سورہ حٰمٓ دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللّٰہُ اَحَد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے۔ لیکن عموماً سورہ الم سجدہ تبارک، قیامت، حٰم دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے۔ اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔ اصحاب کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو یہی سورتیں پڑھا کرو۔ وتر کی پہلی رکعت میں سبّح اسم دوسری میں قل یاایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللّٰہ پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یاایھا الکافرون پڑھتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں یہ دو

www.maktabah.org

رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ بعض علماء نے اس کی کراہیت کا فتویٰ دیا ہے وتر کبھی تو رات کے پہلے حصّہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کے بعد۔ اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نمازی سو جائے۔ تو اسے نیت کرنی چاہیئے۔ کہ وتر کو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر ادا کروں گا۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے اس کے اعمالنامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرلے۔

سنت نبوی کی پیروی

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر۔ جلدی۔ یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوتہ اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جَو بھر متابعت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے برابر نہیں۔

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور یاروں کو بلاکر فرماتے تھے۔ کہ سوائے متابعت پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کسی کام کی نیت نہ کرو۔ ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے۔

اللہ کو اس لئے پیار کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے نبی کا پروردگار ہے

آنجناب "مبدا و معاد" میں لکھتے ہیں "کہ مَیں اللہ تعالےٰ کو اس واسطے پیار کرتا ہوں۔ کہ وہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پروردگار ہے"۔

عشا اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی بستر استراحت پر لیٹ جاتے سونے سے پہلے ادعیۂ آیات ماثورہ پڑھتے۔ خصوصًا جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔ سوموار کی رات اور سوموار کے دن کے آخری حصّہ میں دوستوں کو جمع کر کے ہزار

www.maktabah.org

مرتبہ درود پڑھتے اور پڑھاتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ ایسا کرنے کے لئے مامور تھے۔

رسالہ **صلوٰۃ ماثورہ** جو ایک جزو سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اردو جس کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دونوں عیدوں کے وقت عیدگاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الضحیٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب حنفی طور پر بھی ذالحجہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ ناخن اتارتے، نہ سر کے بال منڈاتے۔ تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ مشابہت ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم ادا نہیں کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

تراویح میں چار قرآن ختم کرتے

نماز کسوف و خسوف ادا کیا کرتے تھے۔ تراویح کی نماز سفر و حضر میں با جماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

تلاوتِ قرآن کا طریقہ

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانئے مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے۔ کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں۔ جن کا علم صرف

www.maktabah.org

اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لے جاتا ہے۔ جو وہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف و رجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو ڈر اور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راگ اور رواجی سُروں کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے چہرے پر کپڑا اس واسطے اوڑھتے تھے۔ کہ لوگوں کے ستر پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نماز تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل ہے

نیز فرماتے تھے کہ نماز میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہی رعائتیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا تو حکم ہوا ہے مگر لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ نماز کی ادائیگی کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہ، ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "انها لكبيرة الا على الخٰشعين"، تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے پ ۱ ع ۵

نماز تہجد اور نوافل با جماعت ادا کرنے سے منع فرماتے تھے

نیز فرماتے تھے کہ میں نے بہت سے ریاضت کرنے والے اور متقی آدمیوں کو دیکھا ہے جو دوسری ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجا لانے میں غفلت کرتے ہیں۔ آپ نے مکتوبات میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اور دو رکعت نماز

www.maktabah.org

تحیۃ الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے۔ آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ احتیاط بہت فرمایا کرتے تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ آپ لوگوں کو عاشورہ شب برات، شب قدر، وغیرہ میں باجماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے نماز تہجد باجماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استخارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے۔ لیکن ہر مہم میں استخارہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کے لئے ایک ہی استخارہ کافی سمجھتے۔ تشہد کے وقت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ جو مراحل و کراہت کے درمیان ہو آپ اُسے ترک کرتے۔ ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کے لئے فاتحہ جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں۔ آپ نہ پڑھتے۔ صرف فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔

ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جنازہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیمار پرسی کرتے۔ اور مریض پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزارہا مریض جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کے لئے جاتے۔ استغفار اور ماثورہ دعاؤں سے ان کی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع میں جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر اسے مکروہ قرار دے کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہلِ قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ دعوت قبول فرمایا کرتے۔ لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لے جاتے جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات

www.maktabah.org

کے ذکر جہر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریق کی تکبیریں وغیرہ ان موقعوں پہ ذکر جہر کو جائز سمجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالف ہوتی - آپ اسے قبول نہ کرتے - اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا -

نیز فرماتے تھے کہ ادھورے اور غیر مکمل درویشوں پہ مجھے تعجب آتا ہے - کہ وہ اپنی کشف پہ اعتبار کر کے شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہوں گے۔ ان خالی ہاتھ بے سروپا لوگوں کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ واشعریہ کی مخالفت کریں۔ یہ بزرگ اقتباس نبوت کی نسبت اور اولیا کے نزدیک تھے۔

خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں

بشر کے خواص کو خواص ملک سے افضل کہتے اور نبوّت کو ولایت سے افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ صحو کو سکر پہ ترجیح دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازعہ کو نیکی پہ محمول کرتے۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے۔ حرص و ہوا سے دور رہتے اس بارے میں آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں نقشبندیہ طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلیٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے - دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پہ نصیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتداء ہی میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے اختلاف کے باوجود احترام اور محبت

خواجہ علاؤ الدین

www.maktabah.org

عطار، خواجہ محمد پارسا اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اصل معاملہ اس کے خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے اس لئے ماخوذ نہیں ہو سکتے۔

اجتہادی غلطی اور غلط تقلید

اسی طرح اجتہادی خطا قابل مولخذہ نہیں لیکن مقلد مخطی قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ ایک کا کشف دوسرے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری، مشکوٰۃ، قدوری، ہدایہ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ تحصیل علم دین سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام کے ضروری مسائل یعنی مسائل فقہ نماز، روزہ وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے۔ تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے بموجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست ختم ہو چکی ہے۔ سفر کے بارے میں جو ادعیہ ماثورہ تھیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے ادب کو ترک ہو جانے پر بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکریہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی دوستوں کو بھی تاکید کرتے۔ ریا، اور خود پسندی کو پاس نہ پھٹکنے دیتے۔ کیونکہ ریا، اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو۔

www.maktabah.org

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذریعہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مؤرخوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصّل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور یمن و تبرک نقل کیا ہے۔

حضرت مجدّد کا لباس اور حُلیہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کا لباس بھی صحابہ کرام کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عمامہ سر مبارک پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کور میں۔ شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک۔ قمیص کے گریبان کا شگاف دونوں کندھوں پر شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک۔ کفش مبارک پاؤں میں، عصا ہاتھ میں، سجادہ کندھے پر، سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا۔ رخساروں پر نور چمکتا تھا جو باطنی نورانیت کی علامت تھا۔ آنجناب کا قد خاصا، بدن مبارک نازک، رنگ گندم گوں۔ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور ناک اونچی تھی۔ پیشانی مبارک پر بھوؤں کے درمیان سے لے کر تمام سجدہ تک ایک سرخ خط تھا۔ جو ستارے کی طرح چمکتا تھا۔ جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی دست مبارک بڑے بڑے۔ انگلیاں باریک، پاؤں بہت ہی لطیف تھے۔ آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر، داڑھی اور سینے پر تو بھی تھوڑے، کے سوائے اور کہیں بال نہ تھے۔ لطافت اور نزاکت اس قدر تھی۔ کہ آنجناب کا کمربند آج کسی نازک سے نازک اور لاغر سے لاغر کمر پر نہیں تھا۔ غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی۔ آپ کے لباس اور عادات و شمائل کو ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصّل لکھ دیا ہے۔ اس میں سے دیکھ لینا چاہیئے۔

---

www.maktabah.org

حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی کے خصائص

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پہ لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے مجدد الف ثانی بنایا۔

خاصہ: آنجناب "قیوم اوّل" ہوئے جو پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہدِ مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو 'خزینۃ الرحمۃ' بنایا اور رحمت کا تمام قلمدان جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طفیل عنایت فرمایا۔

خاصہ: حضرت مجدد الف ثانی کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طینت کے بقیہ خمیر سے تخلیق فرمایا۔

خاصہ: اللہ تعالےٰ نے آپ کو محبوبیت ذاتی جو طینت محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر موقوف ہے۔ عنایت فرمائی۔ جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت نہ ہوئی تھی۔

خاصہ: آنجناب کو خلعتِ ابراہیمی حاصل ہوئی۔

خاصہ: آنجناب نے ملاحت و صباحت کو ملایا جو آجتک کسی نے نہ کیا۔

www.maktabah.org

خاصہ : اللہ تعالےٰ نے آپ کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔
والسابقون السابقون اولئك المقربون۔

خاصہ : باوجود ضمنیت کے اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آپ پہ مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوئے تھے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو کئی ایک خصوصی نسبتیں مثلاً تجدّد قیومیّت، محبوبیّت ذاتی، اصالت، طینت، خلت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیّت وغیرہ عنایت فرمائیں۔

خاصہ : اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔ نیز جسے اولیاء نے حق الیقین کہا ہے وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں اور کیا سمجھ سکتا ہوں یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں، صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے سے بڑے اولیاء بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں۔ یہ علوم مشکوٰۃِ نبوت سے مقتبس ہیں۔ جو تجدید کے بعد بطورِ تبعیت ظاہر ہوئے ہیں۔

خاصہ : آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا۔

www.maktabah.org

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے عنایت فرمائے۔ یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ باقی اولیا، اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے۔

خاصہ : آنجناب کے تمام علوم و معارف شریعت کے تابع ہیں۔ لیکن دوسرے اولیا بعض اعمال کے مخالف شریعت بھی ہیں۔

خاصہ : آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیاء، انبیاء اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علی الترتیب ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا، ہیں۔ باقی تمام اولیا سوائے صحابہ کرام کے ولایت صغریٰ میں ہیں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھ کر ہیں۔ ظاہر کئے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے ظاہر فرما دی تھی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تین ولائیتوں (صغری، کبریٰ، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز) سے مشرف فرمایا تھا۔

خاصہ : آج تک آنجناب کے مرید مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی۔

خاصہ : آنجناب کی ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاص ولایت ہے۔

www.maktabah.org

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے۔ مشرف فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے۔ اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے سیر انفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب نے اپنے مکتوبات میں طریق اقتباس نبوت، سے تعبیر فرمایا ہے۔

خاصہ : آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی، عنایت فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا۔ کہ جو شخص قیامت تک آنجناب کے طریقہ میں داخل ہو گا۔ وہ بخشا جائے گا۔

خاصہ : آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں بنایا گیا ہے۔ اگر آنجناب کے روضہ کی تھوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو وہ بھی بخشا جاتا ہے۔

خاصہ : آنجناب کی زیارت کے لئے کعبہ معظمہ سرہند میں آیا اور آنجناب کی قبر میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے۔ خاص کر آنجناب کا بدن مبارک طینت پیغمبری صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کے خمیر کے بقیہ کا ہے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ : حضرت خضر اور الیاس علیہما السّلام نے آنجناب سے ملاقات

www.maktabah.org

کی اور اپنی حقیقت و حیات آنجناب سے بیان کی۔

خاصہ: تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن و ظاہر ہوئے۔

خاصہ: تمام انبیاء، فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا۔

خاصہ: آپ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں ازل و ابد یکجا تھے اور وہاں پہ گذشتہ افعال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب ہو رہے ہیں اور جو حادثات آئندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبال دونوں کو موجود پایا۔

خاصہ: ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر میرے مرید زن و مرد، بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہوں گے۔ وہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دکھا دیئے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام و مقام بتا سکتا ہوں۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا اور اس طریقہ مجدّدیہ والے باقی طریقے والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہوں گے۔

خاصہ: جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی امّت کے کثرت سے نیک مردوں کا حشر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں ہوگا۔

خاصہ: ابتدائی دَور میں حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے آنجناب پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے آیا ہوں۔

www.maktabah.org

خاصہ: آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات وخصائص جو مذکور ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرزند صلبی کو بمعہ قیومیت عنایت فرمائے چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم اربع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خاصہ: حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ طریقت میں ہونگے اور آنجناب کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہوں گے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ مہدئیے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہوں گے۔

خاصہ: قیامت تک تمام خلقت کو فیض، رشد، ہدایت، ایمان، عمر، شفا رزق، روزی غرضیکہ تمام دینی ودنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل ووسیلہ سے نصیب ہوں گے۔

خاصہ: تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرح امور مثلاً" وحدت وجود۔ رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لے کر ان باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ: آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اس سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا۔

خاصہ: آنجناب امتِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آخری مجتہد تھے اور آنجناب نے اجتہادیہ مسائل اس قسم کے بیان فرمائے جو

www.maktabah.org

آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ: تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آپ سے ملاقات کی اور مناظرہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا نور آنجناب میں آگیا۔

خاصہ: جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

خاصہ: دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود مسعود کی اطلاعیں دیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنجناب کے پیر بھی تھے اور مرید بھی۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا۔

خاصہ: آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب الاقطاب ہونا معلوم ہو چکا تھا اور آنجناب کو ایک شمع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند سے تشریف لائیں گے۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کروں گا۔ وہ چھ روز میں تمہارا کام سنوار دیں گے۔

www.maktabah.org

خاصہ: آنجناب کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا اور خود کھلم کھلا آ کر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے۔

خاصہ: آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ میں نے درگاہِ ولایت میں نیازمندی عرض نہیں کی۔

خاصہ: آنجناب کے پیرومرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں لکھتے شرم آتی ہے۔

خاصہ: نیز آنجناب کے پیرومرشد نے آنجناب کی طرف لکھا کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیئے۔

خاصہ: آنجناب کے پیرومرشد نے آپ کی طرف لکھا۔ "وللارض من کاس الکریم نصیب"۔ زمین کو بھی سخی کے پیالہ سے حصّہ ملتا ہے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا۔ "شیخ الاسلام کہتا تھا۔ اگرچہ میں خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے۔" مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے۔

خاصہ: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ چنانچہ یہ قصہ مفصّل بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے اپنے دوستوں کو فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل معلوم ہوا کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہے۔

www.maktabah.org

خاصہ: تمام سیر و سلوک آنجناب کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا۔ آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک اور خط لکھ کر القلیل یدل علی الکثیر پر عمل کرتا ہوں۔

خاصہ: زمانہ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قیومیت اور تجدید الف وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی جیسے جید عالم آنجناب کی تجدید کے اقرار کرنے والے تھے جیساکہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی کی یادگار وصیتیں

ناپائیدار زمانے کا مدار بے وفائی پر ہے اور بے وفا کج رفتار آسمان کی وضع بے بقائی پر ہے ؎

کنج اماں نیست دریں خاکداں — مغز وفا نیست دریں استخواں

آنچہ دریں مائدہ حرکتے است — کاسۂ آلودہ دست تہی است

حضرت مجدد اپنے وصال کا اعلان کرتے ہیں تجدید الف کے تئیسویں سال کے آخر میں عیدالضحٰے کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی تھی کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اور قضائے مبرم سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ

www.maktabah.org

وسلّم کے مطابق ترسیٹھ سال ہوگی۔ اب ترسیٹھواں سال ختم ہونے کو ہے۔ مَیں بہت جلدی تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کروں گا۔ خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے ملا تھا وہ مَیں نے تم تک پہنچا دیا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف اور ملت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے رواج دینے میں مَیں نے کس قدر کوشش کی۔ کس قدر ظلم وستم سہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب مَیں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دِن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔ کیونکہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تم سے پوچھیں گے کہ مجدّد الفِ ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی؟" سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ "یا امام الاولیأ۔ یا نائب اتم خاتم الانبیاء! واقعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ انتہا کوشش کی۔ اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب آپ کو پیش آئے اُن پر آپ نے صبر کیا۔ اور شکرِ الٰہی بجا لائے۔ ہمیں سیدھی راہ دکھلائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت وطریقت و زینت بخشی۔ دین اسلام کو وہ تقویت دی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حضور میں گواہی دیں گے۔"

حضرت مجدّد الف ثانی کا اپنے مریدوں کے لئے آخری دُعا

آخر میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ تمہیں کمالیت

www.maktabah.org

کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے۔ دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گذرے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنا۔ دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سرمو فرق نہ لانا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلاف شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقرا وحدت وجود کے قائل ہیں اور رقص و سماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں اور شریعت محمدیہ کے منحرف ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک پر ان امور سے وارد ہوئے۔ میں نے انہیں جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیش کیا۔ انہوں نے ایسے معاملات سے منع فرمایا۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہوں گے۔ اس سے فائدہ تو تھوڑوں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کو ہو جاتا ہے۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا۔ عمل عزیمت پر کرنا۔ کرامت اور رخصت کو اعمال میں داخل کرنا۔ ذکر شغل اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یادِ الٰہی میں صرف کرنا تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔

شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی

اس وقت سے لے کر قیامت تک باطنی ترقی شریعت پر ثابت قدم رہنے اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنے کے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو۔ اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا۔ وہ دراصل استدراج ہے اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الٰہی کا مس تک نہیں۔ وہ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے مکتوبات میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھ دی ہیں۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنا تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے۔

www.maktabah.org

قیامت تک سلسلہ مجددیہ میں آنیوالے تمام مریدوں کے حالات کی خبر

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا ہے جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے اکثر نیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہیں۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن نیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہوں گے۔ اور قیامت تک علم و فضل ولایت، معرفت، قطبیت اور فردیت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہیں گے۔ یاد رکھو میرے فرزندوں کی عزت کرنا۔ ان سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرنا۔ سختی اور مصیبت میں ان سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف و کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہان کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہے گی۔ ہر زمانے میں وہ بلحاظ علم و فضل، ولایت، معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل ہوں گے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کو خطاب

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھیں گے۔ وہ تمہاری نسل سے ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہوں گے۔ خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں بعینہٖ مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے خصوصاً حضرت حجت اللہ و مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما گویا

www.maktabah.org

وہ مجدد الف ثانی وقت تھے۔ اور یہ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اسی سال پیدا ہوئے۔

کمالات مجددیہ چار نسلوں تک رہیں گے

بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں چار قرن تک رہیں گے۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک اور رہیں گے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائیں گے۔ ان کمالات سے مراد ظلیت، اصالت، قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قیومیت ہیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چار قرن گذرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک، قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب میں رہے گا۔ پھر بالکل چھپ جائے گا۔ پھر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے ذات پر جھیلی ہے۔ یعنی جتنا عرصہ میں بادشاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آئندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آئندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ دارا شکوہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچانے کے لئے بڑی منصوبہ بازیاں کیں لیکن تمام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔

www.maktabah.org

لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائے گا۔

تیرھویں صدی کے فتنے

بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو اطلاع دی کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا ہوں گے اور جہاں پُر آشوب ہو جائے گا۔ لیکن تم سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر قائم رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاربند رہنا۔ اور جہاں تک ہو سکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دُور کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بدعت کنندوں پر غالب آؤ گے اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حتیٰ کہ دجال کو بھی ہماری خانقاہ میں آنے کی جرأت نہ ہو گی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفاء ہیں۔ رئیسِ عالم بنایا ہے۔ وہ خلقت کی طرف متوجہ رہیں گے۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر فروغ ہو گا کہ تمام جہان مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہمارے سلسلہ مجددیہ سے بھر جائے گا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہوں گے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہوں گے۔ باقی ہمارے معتقد ہوں گے۔ دوسرے سلسلے کمیاب ہوں گے۔ ایک عرصہ دراز کے بعد امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے تو ہمارے طریقہ میں مرید ہوں گے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے وہ ہمارے نسبتِ خاصہ کو رواج دینگے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کرینگے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کریں گے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہو گی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیرِ اعظم ہو گا۔ مَیں کہاں تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں مَیں وسط میں محمد معصوم اور اس کے فرزند اور اخیر پر امام مہدی ہیں۔

حضرت امام مہدی کے وزیرِ اعظم حضرت مجددکی اولاد سے ہونگے

ایک روایت ہے کہ آنجناب نے

یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے وزیر اعظم احمد نام آنجناب کی اولاد نرینہ سے ہونگے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وزیر اعظم ہماری اولاد سے ہوگا۔

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہوں گے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا۔

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعود علیہ السلام تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمالات لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے۔

حضرت مجدد کا الوداعی سلام

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ یارو! اب میں تم سے وداع ہوتا ہوں۔ یہ سن کر لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ اور آنجناب خلوت میں تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملاً نقل کی گئی ہیں۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر

www.maktabah.org

دوپہر کو سو کر اُٹھے اور فرزندوں اور اہلبیت کو طلب فرمایا اور کہا کہ دو ماہ بعد موسم سرما آنے والا ہے۔ اس میں مَیں نہیں ہونگا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ نہیں بلکہ مَیں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہِ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنجناب کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔

حضرت جناب غوث اعظم کے ایک شعر کی تشریح

انہیں ایام مرض میں ایک روز آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں۔ ~

افلت شموس الاوّلین وشمسنا !
ابداً علےٰ افق العلےٰ لا تغربُ

ترجمہ: گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے۔ لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر چمکتا رہے گا۔ کبھی غروب نہیں ہو گا۔

اگر آپ اس کا حل لکھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدار پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے بسبب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اور یہ دُعا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ، بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ اگر طبیب کہہ دے کہ تم لا علاج ہو تو مَیں بہت سا روپیہ راہِ خدا میں صرف کروں گا۔ مرض موت میں آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیّت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبانِ مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کی اس وصیّت کو آپ کی اعزا داری کے دنوں میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی تیسری

www.maktabah.org

جلد میں داخل کر دیا۔ چنانچہ اس جلد کے آخیر میں بھی درج ہے۔ جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد قرآنی سورتوں کی تعداد کے موافق ایک سو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔

اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب عام خیرات و صدقے کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کے لئے صدقہ دیتے ہیں؟ فرمایا شوق وصال کے لئے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے۔ کہ چالیس پچاس دن بعد تمہیں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے۔ سعید دہر و جلیل عصر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے۔ تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب نے فرمایا۔ میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکوں گا۔ کیونکہ یہاں بہ بشری تعلقات اور قیود ہیں۔ جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تجرد ہوں گے۔

بزرگانِ سرہند کے مزارات کی آخری زیارت

انہیں دنوں میں ایک روز آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے۔ دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اُٹھ کر فاتحہ پڑھا اور قبرستان کے حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین

www.maktabah.org

نے عرض کی کہ کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوتی۔ آنجناب ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر اپنے جدّ اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پہ گئے۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام پہ واپس تشریف لائے۔ اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ بائیسویں صفر کو آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا۔ کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے ہیں۔ دیکھئے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آتا ہے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سُنکر غمگین ہوئے۔ کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاڑ گئے تھے کہ اب جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تیئیسویں صفر المظفر کو اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب کے بدن مبارک پہ کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔ اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایام مرض میں تھوڑے دن صحتیاب ہوئے اور بعد میں عود مرض سے آناً فاناً آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین حُبی جو تعین علمی اور تعین وجودی سے بڑھ کر

www.maktabah.org

ہے۔ بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ کہ دِن رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کا مرض الموت اور وصال

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض لوٹ آیا تو آنجناب کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہو گئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۳، صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب نے خادم کو فرمایا۔ کہ اتنے کے کوئلے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا۔ کہ جتنے کے میں نے کہے ہیں اس سے آدھے کوئلے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرشتۂ غیبی نے آواز دی ہے، کہ اس قدر کوئلے جلانے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی اور کام آ جائیں گے۔ جب لایا تو آنجناب نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال کے لئے بھیج دیئے۔ جس قدر آنجناب نے الگ کر کے رکھے وہ روز انتقال تک کافی ہوئے۔

حضرت مجدد کی زندگی کا آخری جمعہ جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری کے نماز کے لئے جامع مسجد میں تشریف لائے نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے جمعہ کا دن نصیب نہیں ہوگا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں دوبارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اور تاکیداً

www.maktabah.org

فرمایا کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا ضرور بالضرور خیال رکھنا۔ اس کی بابت سخت بازپرس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے مطابق ہونی چاہیئے۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفا کے سوا کوئی میرے پاس نہ ہو۔ میری قبر کسی گمنام مقام پر بنانا فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب نے پہلے فرمایا تھا کہ جو بڑے بھائی کے لیئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا۔ کہ اس زمین میں مرقد ہوگا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تامّل ہے تو فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا۔ یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن قبر کچی ہو تاکہ تھوڑے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے۔

اہل محبت کا اظہارِ غم

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الوہیّت کی بے نشانی کے مظہرِ اتم تھے۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کا وصال ہو گیا ہے اور میں روتا چلاتا اِدھر اُدھر پھر رہا ہوں۔ کبھی اَیْنَ اَحْمَد کبھی اَیْنَ حُجَّۃُ اللّٰہ پکارتا ہوں۔ اتنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ بڑی مسجد میں انکی قبر ہے جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میرے شیخ عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دیکھا۔

سایہ دارِ عالم درخت گر گیا

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت ہے۔ جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین

www.maktabah.org

پر گر پڑا۔ اور تمام خلقت چلّا اٹھی۔ مَیں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آیہ کریمہ کے موافق ہے۔ "کشجرۃٍ طیّبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السّمآء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنجناب رضی اللہ تعالٰی عنہ شریعت نبوی صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کے درخت تھے۔ اس لئے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا۔

قبر کے لئے وصیّت

جب آنجناب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھا کہ دو تین جگہ جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزندانِ گرامی کو ان میں تامل ہے تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا۔" ان وصیتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوت خانہ میں تشریف لائے۔ آنجناب کی یہ آخری وصیّت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہُوا۔ کیونکہ خلوت میں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جا سکتے تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے اہلبیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے مَہر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت کر دیا۔

اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف، وحقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے۔

وصال سے ایک دن پہلے

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا تو سعید عصر خلیل دہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان ملتوی فرمائیں۔ فرمایا۔ بیٹا! کہاں کا وقت اور کس کی فرصت۔

www.maktabah.org

اب تو تھوڑی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیشتر غشی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ کہ یہ غشی ضعف کی وجہ سے ہے یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہٗ مکشوف و مشہور ہو جائیں گے۔ آنجناب نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت تھوڑا سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم ربانی عروۃ الوثقٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے تراسیویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے۔ درج فرمایا ہے:

جس صبح آنجناب کا وصال ہونا تھا۔ اس سے پہلی رات میں بڑے بھائی حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنجناب نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے اسرار سے مستفیض فرمایا جائے گا۔ آنجناب نے فرمایا۔ وصال لایزال کے داعی نے مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے۔ میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستانِ قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام پر پہنچ چکا۔ تو بارگاہِ عالی سے آواز آئی۔ کہ بادشاہ گھر میں نہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتیٰ کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علمیہ صفات سے پرے ہے۔ جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صور نہیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین حبی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات شیونات اور اعتبارات کے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات سے معرا ہے۔ اس مقام میں تم دونوں بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنجناب نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ ایام مرض میں آنجناب

www.maktabah.org

کی امامت وہی کرتے تھے۔ یعنی اپنی ضمنیت سے حضرت خازن الرحمت کو اس مقام پر لے گئے اور مجھے فرمایا کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو۔ اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا آنجناب نے فرمایا کہ تم اس مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے وسیلے پہنچا ہوں۔ مجھے قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے جو کعبہ مقصود سے ملا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ضمنیت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ گو آنجناب پر ضعف غالب آگیا تھا لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سر مو فرق نہ آیا بدستور ذکر شغل، مراقبہ، دن رات کے اوراد، نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا۔ آنجناب نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائے گی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے۔ ع

آج ملا وا کہ سونی سکھی سب جگ دینواں وار

ترجمہ: (اے محرم! آج روزِ وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قربان کرتا ہوں۔)

طلوع آفتاب کے بعد قیومیت کا آفتاب غروب ہو گیا

اسی رات آنجناب نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جن کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ رات کے آخری تیسرے حصہ میں اُٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چھٹا حصہ ابھی

www.maktabah.org

باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب یہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور حسبِ عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا۔ لیکن اس میں ریت نہ تھی۔ آنجناب نے فرمایا کہ تھال میں ریت نہیں۔ احتمال ہے کہ پیشاب کے قطرے لباس پر گریں اس وقت بھی آنجناب نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ جب تھال میں ریت ڈال کر حاضر کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ پیشاب کروں۔ اور پھر تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف رُخ مبارک قبلہ کی طرف اور دائیاں ہاتھ رخسارہ مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ سانس جلدی آرہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آنجناب نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ انبیاء کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کا اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

فغاں از عالم بالا بر آمد	خروش از عرصۂ غبرا بر آمد
غبار از ساحتِ آفاق برخاست	پیام قبۂ خضرا بر آمد
بسے دمہائے آتش بار از غم	بجائے موج از دریا بر آمد
دراں وقتے مجدد شد ز عالم	غریو از یثرب و بطحے بر آمد

www.maktabah.org

فغاں از یثرب و بطحا بر آمد

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں۔ چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

یا ایھا الانام لقد ساف الانام — من کل اھل دافت عروۃ القبول
قطب الذی تفوض رب السماء لہٗ — حال التی خیر فی شانہا القول
یا الموت کان بدر کمال قد انطلق — من شرق الظھور الی المغرب الافول
لما اصابہ شار رسول تحفۃ — الکتب لعالم رحلت وارث الرسول

مولٰینا محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کے مطابق تریسٹھ تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جانِ شریعت، شہباز طریقت معرفت ظل محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں بیان کیا ہے۔ ؎

آں قطب کہ ہم عاشق و معشوق است — بر جوہر اسرار نبی صندوق است
آں سایۂ کہ از احمد مرسل بنہفت — ظاہر شدہ کیں احمد فاروق است

اہل علم نے پانچسو تاریخ وفات لکھیں

لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آنجناب کی تاریخ وصال کہی ہیں۔ جن میں سے اکثر ملّا بدر الدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں۔ ؎

فریاد ز گردش زمانہ ! — بیداد ز دست جور ایام
قطب ارشاد شیخ احمد — بخلق بود فیض او عام
در ماہ صفر بہ بست و ہشتم — بگذشت ز دہر بے سرانجام

www.maktabah.org

یک بارہ قرار و صبر و آرام	از رفتنِ او ز بے دلاں رفت
او بود بدھر مرد و دوام	او قلعہ دیں برج ایمان او
شد صبح امید طالبان شام	شد روز وصالِ عاشقاں شب
افسوس فتادہ برج اسلام	تاریخ وصالِ او بہ آمد

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر ۱۳۴۰ھ کو اشراق کے بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹ صفر ۱۳۴۰ھ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ ماہ ربیع الاوّل کی پہلی تھی۔ شمسی حساب کے مطابق جدّی کی دسویں تھی۔ اور اہلِ شام کے حساب کے مطابق دسویں برما۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق ۶۸ دن بیمار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ "یوم کفارت سنۃ" ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس روز آفتاب کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں۔ علمائے اکابر اس سرخی کو دوستانِ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح الصدور میں لکھا ہے۔ بلغنی ان السماوٰت والارض یبکیان علی المومن و بکاء السماء حمرت اطرافھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اس کی اطراف کا سُرخ ہو جانا ہے۔

---

www.maktabah.org

حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کی تجہیز و تکفین

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختۂ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنجناب اس طرح دست بستہ ہیں جس طرح نماز کے وقت ہاتھ باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئیے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرتے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنجناب کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو بھول گئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے۔ ؎

یاد داری کہ وقت زادنِ تو! ہمہ خنداں بدند و تو گریاں!
آں چناں زی کہ وقت رفتنِ تو ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

آنجناب کے دست مبارک کھول کر سیدھے کئے اور بائیں کروٹ لٹایا۔ اور دائیں جانب کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دائیں ہاتھ بائیں پر حسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھرتا۔ پھر لوگوں نے کھولے۔ تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو

www.maktabah.org

بہتیری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے۔ کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم ہوا کہ اس میں کوئی بھید ہے تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں۔ کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حدیث کے مضمون کو سچ کر دکھلایا۔ کہ "کما تعیشون تموتون" جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسی حالت میں مرتے ہیں۔

خازن الرحمت نماز پڑھاتے ہیں

حضرت قیوم ثانی اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما" جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہہ تھے۔" کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ 'لفافہ، قمیض اور تہہ بند'۔ قمیض مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ عمامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علماء کا اتفاق رائے ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کے لئے توقف نہ کیا۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنجناب کو اس روضہ میں (جس کی زمین کی نسبت آنجناب نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبہ خواجہ محمد صادق کے لئے بنوایا گیا تھا۔ اس قبہ کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت مجدّد کا جنازہ اندر لے گئے۔

www.maktabah.org

تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ از راہِ ادب، مشرق کو سرک گئی۔ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا۔ کہ آنجناب کو وصال کے بعد جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائیں۔ وہ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم! کسی کو مقام شکر سے حصہ ملا ہے۔ فرمایا۔ ہاں ملا ہے۔ چنانچہ مجھے شاکروں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے۔ "وقلیل من عبادی الشکور" میرے شکر گذار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ وہ لوگ صرف انبیاء ہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آنجناب نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنجناب سے پوچھا کہ منکر اور نکیر کے سوالوں سے معاملہ کیوں کر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ الٰہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں رہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا۔ مجھے تو نہیں ہوا۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا۔ اور تہجد کے لئے اُٹھتا تو دیکھتا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود دروازے سے اندر آئے۔ اور میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور اس قدر دبایا کہ میرا بدن

www.maktabah.org

کانپ اٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے۔

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظور نظر تھے۔ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے۔ تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صف پر میرے اور آنجناب کے درمیان فاصلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجنابؒ کو دیکھتا رہا۔ چنانچہ آنجناب نے دستار مبارک درست کی پائے مبارک پر مسح کیا۔ میں دیر تک تو حیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا۔ کہ شائد وہم و خیال ہی ہو۔ لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنجناب کو نہ دیکھا۔

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک مخلص رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت حاضر کر کے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آنجناب تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے دربار میں پہنچ چکے ہیں اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سر اندر کیا اور پھر بایاں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو لقائے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے بھی بہشت میں لے جاؤ۔ اور دیدار الٰہی سے مشرف کراؤ۔ آنجناب نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرزندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی۔

ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب کو

www.maktabah.org

میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف خط لکھ رہے ہیں جس کا عنوان یہ ہے۔ "ماخود بخود نگاہبانِ اینجہانیم ما ازیں جہاں گذشتیم و دراں جہاں نشستیم۔ "انا للہ و انا الیہ راجعون"

بعد از وفات مزار سے دوستوں کو الوداع کہا

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فائض الانوار پہ دو سال تک رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے رخصت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا پورا ہوا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی میں (مصنف کتاب) نے بھی اس معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنجناب کے مزار پہ جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے مکتوبات میں جابجا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفاء مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چل کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پہ رکھا۔

جہانگیر نے سرہند آکر اپنی خلافت مجددیہ کا اعلان کر دیا

جب بادشاہ ہند (جہانگیر) کو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل تھی۔

www.maktabah.org

اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آگیا۔ کچھ پہلے ہی اس کی عقل خراب سی تھی۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر نے رہی سہی بھی بگاڑ دی۔ مصرعہ

یکے بود مجنوں دگر خورد مے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرہند آیا۔ آنجناب کے مزار مبارک پہ فاتحہ کہنے کے بعد زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجا لایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس نے کہا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پہ بہت مہربان تھے۔ مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت فرمائیں۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفا سے مجھے بلحاظ عنایت ممتاز فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ اپنے تمام امراء و وزراء کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو۔ تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے حکم دیا۔ کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکری مہر ہے۔ اس میں "فلاں مرید سلطان جہانگیر" کھدا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اوّل کے خلفا کو معلوم تھا۔ کہ بادشاہ کو جنوں ہو گیا تھا۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ آنجناب کے خلفا جنہیں ہندوستان میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس رہو۔ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکن سے بلوا کر اپنے پایہ تخت اکبر آباد میں رکھا۔ لیکن آنجناب کے ہر ایک خلفا کی بڑی عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنجناب کی عمر تریسٹھ سال اور مدت قیومیت تئیس سال تھی۔

---

www.maktabah.org

اولاد و امجاد حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو ہے سات بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق رح۔ حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ، حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ، حضرت خواجہ محمد یحییٰ حضرت خواجہ محمد عیسےٰ، حضرت خواجہ محمد فرخ، اور حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی خواجہ محمد عیسےٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔

آنجناب کی بیٹیاں دو تھیں۔ ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ دوسری حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت خدیجہ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن حضرت ام کلثوم حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

حضرت مجدد کی اولاد میرا (مصنف) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے لے کر اب تک ہو گذری ہے یا موجود ہے) حالات بیان کرو۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرہند سے چلا آیا تھا۔ اس واسطے مجھے آنجناب کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرہند جانے کا اتفاق ہوا تو صرف دس پندرہ دن رہا۔ پھر شاہجہان آباد چلا آیا۔ جو جو کچھ حالات اس کتاب میں آنجناب کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند

www.maktabah.org

حضرت محمد اشرف کے دوہتے شیخ محمد عبداللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں۔ معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجناب کی اولاد کے نام معہ مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو بجنسہٖ بلاکم وکاست یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ "والعھدہ علی الراوی"۔

خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرزند اکبر ہیں ۱۰۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دیئے جاتے ہیں۔ رجب ۱۰۰۸ھ ہجری کو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں آئے تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے۔ ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی آٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاتحہ پڑھا۔ ان دنوں بہ سبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سر پاؤں سے ننگے، جدھر جی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے۔ ایک دن عین بارش میں ننگے سر اور پریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گذرے۔ تو فرمایا کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کر کے شیخ کامل سے خلافت لے کر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہٖ ایک اسّی سالہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تخفیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی برخورداری نصیب ہوگی۔ اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور رہے۔ اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آئے گا۔

حضرت خواجہ محمد صادق لڑکپن ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کونیہ (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دے دیتے۔ اور جب مقبروں پر لے جا کر مُردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امراء جو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے۔

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں آؤں۔ اور انہیں تنبیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا۔ کہ حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔

معقولات میں کمال حاصل تھا

ظاہری علم میں قوت تحقہ اور قوت مدرکہ یہاں تک زبردست تھی کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ جو کہ علم معقول میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنے بلیغ زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کیے۔ وہ سُن کر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کے لئے قوت مدرکہ ہے ہی نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت

www.maktabah.org

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف لکھی ہے۔

میرے معارف کا مجموعہ

چنانچہ مکتوب نمبر ۲۷۷ میں لکھتے ہیں کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ ہے۔ اور مقامات جذبہ وسلوک کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم اسرار ہے خطاو غلطی سے محفوظ ہے۔

مکتوب نمبر ۲۴۴ میں لکھتے ہیں کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور ان کی ولایت میں داخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں۔ یعنی سرہند میں قطبیت، خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

مکتوب نمبر ۳۱۱ میں لکھتے ہیں کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے۔ وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلے سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جسے مولوی کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے اور میرے فرزند کی ولایت فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے۔

نیز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا۔ کہ میرے بڑے فرزند نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ، اور عیسےٰ سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جلّ و علا کی آیت اور رب العلمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اُس نے وہ کچھ حاصل کیا۔ جو کسی کو کم نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ کہ اس کے شاگرد بیلناوی اور شرح مواقف کی سی کتابیں بآسانی پڑھا سکتے ہیں۔ آپ کے شہود و کشف کی حکایات، اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بازار کے مشکوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے اور کسی سے نہیں۔ موسوی علیہ

www.maktabah.org

السلام کی ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا اور اس ولایت کے عجائبات و غرائبات بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ منکسر المزاج اور خشوع و خضوع کی حالت میں رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالےٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ میں نے عاجزی کی خواہش کی ہے۔

مزار سے سفر پر نہ جانے کی ہدایت

آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعود تجارت کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ بھی ان کے ساتھ اپنے جدّ بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کے لیے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے۔ اس واسطے محض ایک بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راہیئے ملکِ عدم ہوئے۔ جب سرہند میں مرض طاعون کا زور ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ جاؤنگا یہ فرو نہ ہو گی۔ آپ کو بخار ہو گیا۔ اور سوموار کے روز ۹ ربیع الاوّل کو آپ کا وصال ہو گیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ جد بزرگوار کے مزار میں دفن کرنا چاہیئے لیکن حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا۔ چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید الف کی چودھویں سال کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جسے بخار ہوتا۔ وہی خواب میں دیکھتا۔ کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آکر مریض کو مؤکلوں سے ہاتھ سے نجات دلواتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھالیا ہو۔ تو پھر تم خلقت کو کیوں اس میں پیٹتے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت اکابر اولیا خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر گلے میں باندھے گا وہ مرض طاعون سے بچ جائے گا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پائی۔ وبا کے لیے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت مجرب ہے

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد صادق کے نام کا تعویذ وباء کو دور کر دیتا

ایک دفعہ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں وباء کا زور ہوا۔ آنجناب خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مریض کو دیتے تو گلے میں باندھتے ہی مرض زائل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اوّل ہر جمعہ کی نماز کے بعد ان فرزندوں کے روضہ مبارک کو دیکھنے جایا کرتے اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے اور جو لانہایت ترقیات آنجناب کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں۔ اور عنایت الٰہی وارد ہوئیں۔ ان پر ظاہر کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق ہر لحظہ خاص انوار اور آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب و غریب اسرار جو رحمت الٰہی کے متعلق تھے۔ بڑی شگفتگی سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ عرائض آنجناب کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا۔ کہ ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے اخیر پر ان کی تین عرضیاں مندرج ہیں۔

شیخ محمد یحییٰ شاہ

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ ہے۔ یعنی شیخ محمد ولد خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ (شیخ محمد) بچپن ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے۔ غلبہ جذبہ کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک روز شاہ کمال (جن کو حضرت قیوم اوّل نے صاحب جذبہ قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آ کر التماس کی۔ کہ اپنا ایک فرزند مجھے عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ اسے لے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پر ڈالا۔ اور فرمایا کہ

www.maktabah.org

اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے۔ بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پہ منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل دعیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بالکل بالکل نہ رہی۔ یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لے جا کر خود ان کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے۔ لیکن یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تصرف تھا کہ شیخ محمد یحییٰ کے ہاں اولاد ہوتی۔ ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منشا یہ تھی کہ خواجہ محمد صادق کی اولاد جہاں میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے۔

خواجہ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ: آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ: آپ شیخ محمد ابراہیم کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے پرہیزگار اور نیک مرد تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذ، اور محمد فاروق دونوں بھائی شائستگی اور نجتنگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروق لاولد تھے۔

خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ: آپ شیخ محمد ابراہیم کے دوسرے بیٹے تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پہ کاربند تھے۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد زکریا علیہ الرحمۃ آپ محمد ابراہیم کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے لاولد گئے۔

زینت النساء علیہا الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں۔

خواجہ شیخ محمد عابد علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ورع و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے آنجناب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجت اللہ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا تھا۔ یعنی شیخ بہاؤالدین عرف شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی و نقلی علوم کا کوئی دقیق مسئلہ فرو گذاشت نہ کرتا تھا۔ شیخ بہاؤالدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

خواجہ محمد شجاع علیہ الرحمۃ آپ بہاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہ کے طریقہ پر کاربند تھے۔

خواجہ محمد ابوبکر علیہ الرحمۃ آپ شیخ بہاؤالدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکیؒ سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد ظہیر علیہ الرحمۃ آپ شیخ بہاؤالدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی اولاد ترینہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں۔

شیخ بہاؤالدین علیہ الرحمۃ کی دو بیٹیاں تھیں۔ عین النساء و زین النساء، جن میں سے عین النساء حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النساء حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوہتے شیخ عبداللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں۔

شیخ محمد زاہد علیہ الرحمۃ شیخ محمد زاہد شیخ محمدؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ورع و تقوےٰ سے موصوف تھے۔ باطنی سلوک اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا اور اپنے آباو اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔ محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی۔ جو شیخ ابراہیم کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدینؒ کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا۔ اور بیٹیوں میں سے ایک شاہدرہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرے میر الحمد دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰؒ کے پوتے محمد روشن سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی صرف ایک لڑکی رابعہ نام ہے۔ شیخ محمد عبیداللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں۔

www.maktabah.org

احوالِ سعید عصر، خلیل دہر، خازن الرحمۃ، حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہِ شعبان ۱۰۰۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔

نجوانم کہ اکنوں مدح آں شاہ را | کہ چشمش ندیدہ جز اللہ را

سعید از ازل آمدہ نامِ او ! | سعادت بود اولیں کامِ او !

تفحص نمودم دریں شہ ورق ! | بفرماں نہ بردہ کسے زو سبق

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعیدؒ کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو۔ تو کہا۔ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی۔ تو فرمایا۔ محمد سعید بڑا رِند ہے۔ اس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعید نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیئے۔ آپ دس سال کی عمر میں دونوں علموں کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تھے۔

مسائلِ فقہ کا حل

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں۔ حضرت خازن الرحمت کا علم ظاہری اس درجے کا تھا کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس زمانے کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی، ملاّ سعد اللہ وزیر سلطان ہند وغیرہ ان کے شاگردوں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک

www.maktabah.org

لاینحل مسئلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران رہ گیا۔ سرہند کے مفتی ابوالخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا۔ اپنے خبث باطنی کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی۔ لیکن نہ دے سکا۔ چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لاینحل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہ چکا تھا۔ کہ اگر امام ابوحنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ جب آپ سے اس نے یہ مسائل برسرِ عام پوچھے تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہیے؟ کہا کہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں حواس باختہ ہو گیا۔

ابوالخیر علماءِ سُو سے تھا

حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں دونوں بھائیوں خازن الرحمت اور عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ رقعہ تھا۔ جو ان دونوں بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات بے جا ہے۔ حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا۔ اس کے لکھنے والے اور ہیں جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات بے جا ہے۔ جب اس نے حضرت خازن الرحمت کو رقعہ دیا تو اگر بے جا بھی تھا تو اپنے تصرف سے بجا کر دیا اور فرمایا کہ بجا ہے۔ تم کس طرح بیجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی بجا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آدھی رات۔ کونسی بارش میں کیوں تکلیف اٹھائی۔ کل برسرِ عام ہمیں زک دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکر کل پڑتی۔ میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ

www.maktabah.org

ابوالخیر علمائے سود سے تھا۔

علمائے لاہور کی ایک مجلس

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے اکثر علما و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت پر گفتگو شروع ہوئی۔ اور علمی دقائق کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونوں بھائیوں نے ہر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دونوں صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ تو کہنے لگے۔ واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیوں کر پیدا نہ ہوں۔

حضرت خازن الرحمت کی تالیفات

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم ظاہری میں بڑی اعلیٰ پائے کی کتابیں لکھی ہیں مثلاً تعلیمات مشکوٰۃ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور ترجیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے درج فرمائی ہے۔ جن پر حنفی مذہب کا دارومدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہد نماز میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے۔ جس میں بڑے بلند حقائق اور ذات و صفات کی تحقیق و تدقیق لکھی ہے جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے۔ "حضرت سلامت در شاہا باد مشغول بود روح را از بدن جدا دید ظاہر شد کہ ایں مقام حیرت است۔" حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے۔ کہ محمد سعید نے جو

www.maktabah.org

اپنے احوال لکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا۔ اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم اپنے بھائی اور میرے امام ہو۔

نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تواضع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا۔ اور بائیں طرف رجوع کیا۔ قطب دائیں طرف ہوتا ہے یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔

ولائیت احمدیؐ کے دو افراد

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت ہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلعت خلت و عنایت کی۔ آنجناب فرماتے ہیں کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنجناب نے حضرت محمد سعید کو خلعت خلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کنجی بھی عنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ ان کی مہر سے داخل ہوگا۔ اسی واسطے آپ کو خازن الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت میں نبوّت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ جناب حضرت خازن الرحمت اپنے فخر میں کہتے ہیں۔ "الیوم نسبتی کتیب المجدد"

www.maktabah.org

بارگاہِ رسول پر حاضری

جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو حج کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے پہلے مسجد نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں روضہ مبارک سے آواز آئی۔ "العجل العجل انا الیک مشتاق۔" جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جناب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ شریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی شفا کے لئے دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میری موافقت کرتے ہوئے۔ تمام مخلوق دست بدعا ہوئی۔ تمام ممکنات دعا کرنے لگے۔ حتیٰ کہ عرش، کرسی لوح و قلم، یہانتک کہ الٰہی اسماؤ صفات و شیونات زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبد الاحد نے "لطائفِ مدینہ" میں ان مکاشفات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازن الرحمت پر مکشوف ہوئے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے تھے کہ حضرت خازن الرحمت کا ایک ہندو مخلص مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا کہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ بے دین تھا۔ اسے کیونکر بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں پھر منت و سماجت کی تو حکم الٰہی ہوا۔ کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر رافضیوں کے گروہ میں داخل کردو۔ میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر مسلمان ہوگا۔

www.maktabah.org

ایک گستاخ فقیر

مولف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا۔ آتے جاتے اُسے کوئی آدمی نہ دیکھتا۔ گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوتی۔ کہ اسے کچھ کہے لشکر میں حضرت خازن الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا وہ مخلص اس سے گتھ گیا۔ وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر ہو بیٹھا۔ اس نے مجبور ہو کر حضرت خازن الرحمت کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو جھڑک کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے نیچے سے رہائی دی۔

کرامت

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خازن الرحمت کے ایک دولت مند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا۔ دیکھ۔ اس آستین میں اس نے باغ دیکھا۔ جو بہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ بلکہ دوپہر سے لے کر شام تک وہاں رہا۔ بعد ازاں اس کے چہرے پر سے آستین اُٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گذری تھی۔

حضرت ابوسفیان کا معاملہ

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت کی مجلس میں صحابہ کرام کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سن کر کراہت پیدا ہوئی۔ بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا۔ پہلے کچھ معاملہ ٹھیک نہ تھا۔ لیکن بعد میں درست ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت صبح سے

www.maktabah.org

شام تک شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازن الرحمت نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو استعداد استعداد اس قسم کی تھی۔ کہ اپنے وقت کے بڑے اولیاء سے ہوتی۔

وفات حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت وسماحت سے حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دارالخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا تھا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مدِّ نظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے۔ کہ بیماری شروع ہوئی۔ اور دِق بدن ترقی پر تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ آفاقہ نہ ہوا۔ جب مرض کی شدت زیادہ ہوگئی۔ تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے۔ طرح طرح کے علاج کئے۔ دعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کے لئے مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا کہ ایام وصال نزدیک ہیں۔ تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے چھتیس میل کے فاصلہ پر سنبھالکھ پہنچے۔ تو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۷۸ھ ہجری ہے تجہیز و تکفین کر کے پالکی میں ڈال کر سرہند لائے۔

www.maktabah.org

خواجہ سعید کی نعش

شیخ سعید الدین علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا اور ہر گھڑی بہ سبب بے قراری آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روئے مبارک کو دیکھتا تھا۔ ایک روز جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اُٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پالکی میں ادھر ہاتھ مارا لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ نہ تھا۔ مَیں نے آنجناب کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا۔ لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہوں گے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونہ اُٹھایا۔ تو دیکھا کہ آپ بدستور پالکی کے اندر موجود ہیں۔

حضرت مجدد کے قبہّ مبارک میں قبر کی جگہ بن گئی

جب حضرت قیوم ثانی نے آپ کی رحلت کی خبر سُنی تو سخت غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہّ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا چاہیئے۔ لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پہ مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پرے ہٹ گئی۔ اور فرش غائب ہو گیا۔ جب حضرت خازن الرحمت کو لحد میں رکھا گیا۔ تو آپ نے آنکھیں کھول کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک دونوں بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کیا۔ کہ آنکھیں بند کر لو۔ بھائی نے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کئے گئے۔

قبر سے سارا شہر معطر ہو گیا

آجکل اس قبر کی لحد بارش کے سبب سبب ننگی ہو گئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو

www.maktabah.org

دیکھا کہ آنجناب کا کفن تک میلا نہیں۔ اور بدن مبارک بدستور قائم ہے۔ اور قبر سے اس اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطّر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمالات اور کرامات حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تبرکًا صرف چند ایک کا ذکر مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پینٹھ سال تھا۔ آپ کی بلا واسطہ اولاد تعداد میں تیرہ ہے۔ جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطیف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعدالدین، شیخ عبدالاحد، شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، شرف النساء، فخر النساء زینب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

خواجہ شاہ عبداللہ شاہ سعیدیؒ

آپ حضرت خازن الرحمت کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر میں تھے تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھی۔ شاہ عبداللہ نے چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ جب آپ کی منسوبہ نے سنا۔ تو سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے مل کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مر جائے گی۔ عورتوں نے عرض کیا۔ کہ مرنے سے محفوظ رہے۔ صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تین روز بعد فوت ہو گئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے زخم لگایا ہے۔ جس سے جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

www.maktabah.org

خواجہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں آپ نے باطنی سلوک حضرۃ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ شاہ عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری جانی تھیں۔ جن میں سے جانی خواجہ محمد صادق کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

خواجہ شیخ احمدی علیہ الرحمۃ آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق کی بیٹی صلاح النساء کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ سے ہوئی۔ شیخ احمدی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ آپ شیخ احمدی کے فرزند شیخ محمد زکی کے مرید ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النساء شیخ محمد پارسا کے دوہتے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدین کا صرف ایک بیٹا تھا۔

خواجہ شاہ لطف اللہ علیہ الرحمۃ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانے کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی علیہ الرحمۃ آپ حضرت خازن الرحمت کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور

www.maktabah.org

باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث حضرت مروّج شریعت اور مولوی فرخ شاہ ہم سبق تھے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جیّد عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد ہے۔ مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشئے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراض حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں۔ ان کے جواب میں کشف الخطا' نام ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنّف) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز جب مَیں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بدستور ذکرِ الٰہی میں متحرک تھی۔ مَیں حیران رہ گیا۔ کہ یہ کس قسم کی نیند ہے۔ مَیں نے آپ کے جگانے کی تدبیریں کیں۔ کھانسا۔ چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے متقی اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ ۹ شوال ۱۱۱۸ھ ہجری کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منوّرہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں۔

خواجہ علی رضا علیہ الرّحمۃ

آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ ایک روز آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی وہیں تھے۔ جب انہیں توجہ دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ اس لڑکے میں شورش عظیم ہے ابتلائے فہیم ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی

www.maktabah.org

مصیبت میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت سیفی سیکھی جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو اشتغال اس طریقہ کے خلاف تھے کرنے شروع کر دیئے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منعقد کرتا۔ اور نماز تراویح میں ہر تراویح کے بعد مجلس بدعت و سماع و نغمہ قائم کرتا۔ رقص کرتا۔ اور بے ریش خوبصورت بچوں، عورتوں اور گائیوں کے راگ و ناچ سنتا اور دیکھتا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھ کر سخت بیزار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن یہ بات معلوم کر کے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے نکل کر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے۔ اور سخت ریاضت و مشقت اٹھائی۔ علم تکسیر، تسخیر، کیمیا، سیمیا، ریمیا وغیرہ حاصل کر کے اکثر جنوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو سختیاں اور مصیبتیں اس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ بتائی کہ میں چالیس روز ٹکٹکی لگائے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آنکھ تک نہ جھپکی۔ لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے عاق کر دیا تھا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی۔ یَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا۔ اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کرو کیونکہ شیطان رحمان کا نافرمانبردار تھا۔ آخر اکثر فقرا نے اسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین و ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو حق اس

www.maktabah.org

کی تابع تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے۔ اس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے؟ انہوں نے کہا حجت اللہ قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اسے معلوم ہوا۔ کہ دین و دنیا کے کام حضرات سرہند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہوں گے۔

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا۔ کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتیٰکہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب نے از راہِ کرم اس کی تقصیریں معاف فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی۔ بلکہ بدستور قدیمی عداوت پر رہے۔ اس نے سرہند آکر بہتیرے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا۔ حتیٰکہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرہند سے نکل کر گجرات میں آبسا اور وہیں مر گیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اسے کافر ہی سمجھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب سرہند میں علی رضا کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں۔ کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیازمندانہ عرضیاں دعا و توجہ کی التماس کے لئے آنجناب کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ پہ کاربند رہا۔ اس کی وفات

www.maktabah.org

کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنجناب کی خدمت میں نیاز مندانہ عرضیاں بھیجتے رہے۔ خاص کر محمد شاہ نے تو کئی مرتبہ چاہا کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سر تو بیعت کرے لیکن بہ سبب بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا غائبانہ مرید رہا۔

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ، وجیہ اللہ، محمدی، بدر عالم وغیرہ اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں۔

مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ آپ مولوی فرخ شاہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والدِ بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ علوم دینیہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علمِ طبعی، علمِ ریاضی، علم حکمت، ہیئت، ہندسہ، حساب، طبابت، رمل، نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علماء آپ کو اپنے سے افضل و برتر سمجھتے۔ اور آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والدِ بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت لی، اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پورے پورے کاربند تھے آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

خواجہ محمد راشد علیہ الرحمۃ آپ مولوی محمد ارشد کے بڑے بیٹے موزون قابل اور خوش طبع جوان تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ کا شیفتہ بن جاتا۔ محمد مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مولوی محمد ارشد کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا اور احمدیہ

www.maktabah.org

طریقہ پر پورے پورے کاربند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک وجیہہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے قابل اور ذکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں۔ مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔

شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ

آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سعنت پابند تھے۔ ورع۔ تقویٰ، صلاحیت۔ شریعت، اور طریقت پر ثابت قدمی آپ کا شعار تھا۔ آپ کے دس بیٹے تھے۔ لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ عطاء الٰہی علیہ الرحمۃ

آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ہیں۔ ابھی چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے۔

خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ

آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لاولد فوت ہو گئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمت النساء جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوبہ ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبد الحق کی منکوحہ ہیں۔ تیسری سیقہ جن کی شادی شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی۔

www.maktabah.org

شیخ سعد الدّین سعیدی قدس سرّہٗ آپ حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مروّج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ صلاحیت اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

شیخ محمد قطب علیہ الرحمۃ آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

شیخ محمد غوث علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیم اور جمال اللہ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے۔ دوسری محمد مرشد سے اور تیسری سیّد محمود سے۔ شیخ قطب کی لڑکی حضرت قیوم ثانی کے پوتے شیخ محمدؐ سے منسوب ہے۔ شیخ سعد الدّین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النسا، جو اپنے زمانے میں سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہ اور رضیۃ الوقت ہوتیں تو آپ کی غلامی کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساءِ عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ یہ تھا کہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت

www.maktabah.org

قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابوالعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب تھیں۔ دوسری سیدالنساء، جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوبہ تھیں۔

حضرت شیخ عبدالاحد مشتہر بہ شاہ گل سعدی قدس سرہٗ

آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والدِ بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرۃ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میں تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع اور کسرِ نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے۔ کہ باوجود چچا زاد بھائی ہونے کے حضرت حجت اللہ کی خدمت بجا لاتے۔ چنانچہ آپ کی سواری کی رکاب پکڑ کر پا پیادہ چلتے اور بعض وقت آنجناب کا عصا اور نعلین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث نے اس طریقہ کی تمام بشارات مثلاً ولایتِ ثلاثہ، کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ شیخ صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور سرہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحبؒ نے عنایت فرمایا۔ اگرچہ آپ کی اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے کہ شیخ صاحب نے قیوم ثالث سے استفادہ کیا۔ مگر ایک بزرگ نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجا لانا اور تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔

www.maktabah.org

میرے (مصنف) کو والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت اخلاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونوں صاحب شیخ صاحب کے محرم اسرار تھے۔ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ شیخ صاحب عبدالاحد نے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی باطنی استفادہ کیا ہے جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ؎

در گل از رنگِ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم	بلبل از بوئے تو چوں شند خبر یافتہ ایم
سر و پا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم	آبرو ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ ہا میکند از شربتِ فریاد ہنوز	یار شیریں دہنا طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہ ہر نفس نہ بندیم بزنگِ وحدت	نقشبندے است کہ از فیض نظر یافتہ ایم

میرے (مصنف) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد رح فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر جانتا ہوں۔ شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سردار ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں۔

بصیرت افروز اظہار

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ہم سفر تھا۔ اتنے میں ہندوؤں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جا رہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا۔ کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا، راما، جب اس نے اس مجمع کا رُخ کیا تاکہ ان سے جا کر نام پوچھے تو شیخ صاحب نے اسے واپس بلا کر فرمایا کہ اس کا نام "پاما" نہیں "راما" ہے۔ جب وہ اس مجمع میں پہنچا اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام (باما) ہے۔ جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اسے "راما" کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد بن گیا۔

www.maktabah.org

شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا اور شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور و معروف ہیں۔ اِن کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً "شواہد التجدید، لطائف مدنیہ، اور جنود اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے سب سے زیادہ صالح، عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کاربند تھے۔ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جس سال سکھوں کے لشکر سرہند پہ حملہ آور ہوئے تو آپ نے ان کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پہلے دے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد خود شاہجہان آباد چلے آئے اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے [۱] جب حضرت قیوم رابع

---

[۱] صاحب خزینۃ الاصفیا نے آپ کا سنِ وفات ۱۱۳۲ھ لکھا ہے۔ "شیخ کبیر" اور "مقتدا عبدالاحد یکتا دلی" سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت اور تربیت میں زبردست کام کیا آپ کے خلفاء نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، عرب و عجم اور دیارِ مصر میں پہنچ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو رواج دیا۔ آپ اہلِ حال بزرگوں کو پابندِ شریعت کر دیا کرتے تھے۔ اور جذب و مستی میں مستغرق حضرات کو متبع سنت بنا دیا کرتے۔

پروفیسر سید خورشید حسن بخاری نے اپنے ایک مقالہ" فارسی ادب میں اولیائے نقشبند کی خدمات" میں جہاں اور بزرگانِ نقشبندیہ کی علمی اور ادبی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں انہوں نے حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے ان مکتوبات کا ذکر کیا ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مغل شہزادوں کی اصلاح کے لئے لکھے تھے مکتوبات کو خواجہ محمد مراد کاشمیری نے ترتیب دیا تھا۔ اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے "مکتوبات گلشن وحدت" کے نام سے ۱۹۴۴ء میں ادارہ امجدیہ کراچی سے شائع کرایا تھا۔ یہ مکتوبات اورنگ زیب عالمگیر کے نام تھے۔ چند شاہ فرخ سید کو لکھے گئے اور اسے سلوک نقشبندیہ کی تربیت دی گئی۔ چند تربیت خان بخشی کے نام لکھے ہیں۔ خواجہ محمد نقشبند خواجہ سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ کے نام بھی بہت سے خطوط ملتے ہیں۔ جو نقشبندیہ طریقہ سلوک کی اہم دستاویزات کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ (مرتب)

www.maktabah.org

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ صاحب کو وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا۔ "گل بجنت رسید" پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کیا۔ اور آپکی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

حضرت شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالاحد کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ پہلے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بلّی کے ڈربے میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بلّی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا۔ اور بلّی اسے کچھ نہ کہتی تھی یہ آپ کا پاس ادب تھا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد زکی رحمہ اللہ

آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے عالم، عامل، صالح، متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک اپنے دادا جان اور اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آج کل ان نیک بختوں کے خاندان میں شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا اور کوئی نہیں۔ اغنیاء سے بے پرواہ شریعت کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کاربند تھے۔ آپ سرہند شریف کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعیدیہ کے بعض لوگ آپ کے مرید ہیں۔ اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپ کے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن رات ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آپکا صرف

www.maktabah.org

ایک ہی لڑکا ہے۔ یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکھ۔ بھیکھ ہندی زبان میں دریوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اسے بھیکھ کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کی مناسب استعداد تھی آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی دختر سے منسوب تھے۔ آپ کے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدیہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد میر رحمۃ اللہ آپ شیخ ابوحنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ دنیا سے لاولد گئے۔ شیخ ابوحنیف کی ایک دختر ستارہ خانم ہے جو حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوبہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں آپ حضرت حجت اللہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ محمد تقی کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی تھی۔ آپ طریقہ احمدیہ پر قائم اور شریعت وطریقت کے بڑے پابند تھے۔ شعر بھی اچھا کہتے تھے۔ ایک روز شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ بادشاہ سنہری لباس جس میں جواہر اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا۔ جب اس نے شیخ صاحب کو دیکھا تو ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ شیخ محمد تقی نے فی البدیہہ کہہ دیا۔

کجا آلودہ سازد آب زر دامان قرآن را ملوث کے کند اسباب دنیا اہل عرفاں را

www.maktabah.org

بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا خلف الرشید ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت محمد اظہر رحمہ اللہ آپ شیخ محمد تقی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے اپنا امیر اور مشیر مقرر کر لیا تھا۔ حضرت محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں۔ محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔

حضرت ظہور اللہ رحمہ اللہ آپ شیخ محمد تقی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ مجذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے خدیجہ بیگم حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمد کی منسوبہ ہیں اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ الاسلام کی منکوحہ ہیں۔ اور تیسری پیاری بیگم کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولیا بیگم کا ازدواج شیخ محمد یعقوب کے پوتے میر الٰہی سے ہوا۔

حضرت محمد جواد قدس سرہٗ آپ شیخ عبدالاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح، متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ محمد انوار رحمہ اللہ آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نہایت قابل مرد تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے یعنی نور الابصار، نور الاخیار، اور غلام احمد رحمہم اللہ علیہم۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ نور الحق رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ نہایت صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا ہے کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلیٰ قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت شیخ ضیاء الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ آپ کا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے جو نہایت صالح مرد ہے۔

حضرت شیخ عزیز الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا معز الحق نام ہے۔

حضرت شیخ سعید الحق قدس سرہ آپ شیخ نور الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ لاولد تھے۔

حضرت شیخ ثناء الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ لاولد تھے۔

حضرت شیخ جمیل الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں عطاء الحق شیخ بھی شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مسکین ہیں۔

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبدالاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فخر اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹے شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید

www.maktabah.org

اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ محمد عابد رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ سید جیون رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں آپکے مرید بکثرت ہیں۔

حضرت شیخ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں۔

حضرت شیخ شاہ گلشن رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں شعر بہت عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اس وقت کے اکثر شعراء آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے۔ [1]

---

[1] حضرت شاہ گلشن کے متعلق حضرت مظہر جانِ جاناں قدس سرہ کی رائے بڑی وقیع ہے۔ آپ کی یہ رائے مقاماتِ مظہری میں شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ نے بیان کی ہے۔ کہ حضرت شاہ گلشن کمال درجہ کے زہد اور ریاضت سے متصف تھے۔ وہ حضرت جنید کی خانقاہ کے درویشوں کی عادات سے متمثل تھے۔ تین روز کے بعد بھوک لگتی۔ تو جنگل کے درختوں کے پتے۔ کھیرے اور خربوزے کے چھلکے پانی سے پاک کر کے کھا لیتے۔ ایک ہی گدڑی میں تین سال گذار دیتے۔ ایک دن روزہ کی افطاری کے وقت ٹھنڈے پانی کا تقاضا کیا۔ تو ایک مرید نے بتایا۔ حضور آپ کی مسجد کے پاس ہی ایک کنواں ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے۔ فرمایا میں کئی سالوں سے حوض کے پانی سے افطاری کر تا رہا۔ مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ پاس ہی ٹھنڈے پانی کا کنواں بھی موجود ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

حضرت شیخ مراد رحمہ اللہ آپ بھی شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ بے شمار ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا موجب طوالت کلام ہے۔

حضرت شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رہ گیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں بہت خوشخبری دی ہے۔

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نو مسلم بوڑھا کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے۔ کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ کا نفس ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں۔ شیخ صاحب علم، حلم، ورع، اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے)۔ ایک دن سرہند کے ایک رئیس نے اشرفیوں کی ایک تھیلی پیش کی۔ لے کر اٹھے، اور کہنے لگے۔ مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ تیاری کے لئے بازار گئے تو ایک سائل نے سوال کیا تو تھیلی اسے دے دی۔ واپس آ کر فرمانے لگے۔ حج کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

ایک بلد زکوٰۃ دینے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ یہ ارکان دین میں سے ہے۔ اور اس کی ادائیگی سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ حبیب صاحب تعاب ہوئے۔ تو پہلے زکوٰۃ دی پھر سارا مال اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔ (ماخوذ مقامات مظہری۔ مرتبہ۔ محمد اقبال مجددی۔ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔ لاہور۔)

آپ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ جسے شیخ محمد مراد ننگ کشمیری نے مرتب کیا تھا۔ عبد اللہ جان فاروقی نے ۱۹۴۳ء میں کراچی سے شائع کیا تھا۔

www.maktabah.org

تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔ دیوار قرب کے اندر باہر واقع ہیں۔

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں۔ بزرگی میں ان سے چوتھے درجہ پر یہی قبر ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

حضرت محمد نور القدس رحمۃ اللہ آپ شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے

مجھے (مصنف) کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھ بیٹے حسب ذیل ہیں۔ جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہ کے مرید تھے۔ نور العلیٰ، شاہ میر، شیخ میر، میر مجتبیٰ، غلام مصطفےٰ، اور میر مرتضےٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت محمد مراد اللہ قدس سرہٗ آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت شیخ ید اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ محمد مراد اللہ کے فرزند صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ محمد محبوب، ید اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ لڑکیوں میں سے ایک خاتون خاتم مروج الشریعت

www.maktabah.org

کے پوتے شیخ نور الصمد سے منسوب ہے۔ دوسری صباحی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العلی کی منسوبہ ہے۔ تیسری فیض النساء شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوبہ ہے۔ شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خلیفے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک اخون شاہ مرد ہے۔ جو پٹھانوں کا شیخ ہے۔

حضرت شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبد الاحد سے حاصل کیا تھا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔ سلوک باطنی

اپنے چچا شیخ عبد الاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

حضرت شاہ صنعت اللہ قدس سرہٗ | آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبد الاحد سے

حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پہ پورے طور پہ کاربند تھے۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

حضرت سلطان مشائخ رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت عصمت اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ شیخ عبد الاحد کے مرید ہوئے۔ اعلیٰ درجے

کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

www.maktabah.org

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ

آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح پرہیزگار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے۔

حضرت میر الٰہی رحمہ اللہ

آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میر الٰہی کا صرف ایک بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب ہے۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروّج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوبہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہٗ

آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دو تنوں والا درخت تھا جس کے تنے ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹے تھے۔ آپ نے دونوں تنوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔

شیخ میر حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ کے مرید ہوئے

www.maktabah.org

اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بینظیر تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت سلام اللہ قدس سرّہٗ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی۔

حضرت محمد احسن اللہ رحمہ اللہ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ کو آپ کے نانا خلیل اللہ نے متبنیٰ بنا لیا تھا جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لے کر اب تک آپ سے سوائے پرہیز گاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ حضرت مروّج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد کی بیٹی سے منسوب تھے۔ جس سے دو بیٹے ہوئے۔

حضرات عرفان اللہ و ثناء اللہ آپ محمد احسن اللہ کے فرزند ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔

میر نجیب اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوبہ ہے دوسری درویش نام حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے محمد مبہج اللہ کی منسوبہ ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی منسوبہ ہے۔ دوسری حسن علی المشہور شاہ چراغ با شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے۔

حضرت خازن الرحمت کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام زیست میں پیدا ہوئی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ ان کا ایک لڑکا اور

www.maktabah.org

ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ بدیع الدین قدس سرہٗ آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر صالحہ کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی آنجناب سے اور نیز قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک سال قرآن شریف کی ورق گردانی کی خدمت پر مامور رہے۔ آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کیا۔ آپ نہایت صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد یونس رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ آپ کے دو فرزند محمد عاشق اور فخر الدین ہیں۔ جو دونوں کے دونوں صالح، متقی اور پرہیزگار ہیں۔ اور شیخ نور الاحد کے مرید ہیں۔

شیخ علیم اللہ المشہور بہ بڈھا رحمہ اللہ بڈھا ہندی زبان میں پیر فرتوت کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ دعائیہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑی عمر کرے۔ آپ کلیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغۃ اللہ کے دوہتے محمد امام کی منسوبہ تھی۔

شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ آپ شیخ بدیع الدین کے دوسرے فرزند ہیں۔ بہت ہی صالح اور متقی تھے۔ ظاہری علم

www.maktabah.org

بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے منسوب تھے۔ لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ شیخ بدیع الدینؒ کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے شیخ عبداللطیف کی منسوبہ تھیں۔ دوسری فخر النساء شیخ بہاؤالدین معروف بہ شیخ کالا سے منسوب تھیں۔ تیسری صالحہ عابدہ نام حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے شیخ عبدالقادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے منسوب تھی۔ حضرت خازن الرحمۃ کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ ابراہیم سے منسوب تھیں۔ اور تیسری بیٹی شرف النساء جو مریم زماں تھیں۔ اور جنہوں نے سلوک باطنی حضرات قیوم ثانی وثالث کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا حضرت مروج الشریعت کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النساء زینب تھیں جن کی نسبت مولوی فرخ شاہؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں تو فخر النساء کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی میر عبدالرحیم سے ہوئی جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی شاکرہ کے فرزند ہیں۔

حضرات امیر خسرو۔ سید آگاہ رحمۃ اللہ

دونوں سید اہل اللہ کے فرزند ہیں۔ دونوں صالح، متقی اور پرہیزگار ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں۔ ایک اسد اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خازن الرحمت کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے بیان کیا۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.maktabah.org

کے تیسرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خیر مال احوال معہ آپ کے خلفاء، فرزندوں اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمہ اللہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند تھے۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ "محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا۔ کہ کسی طرح میں دنیا سے لڑکپن میں گذر جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو۔" مرض موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے۔ تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عیسےٰ قدس سرہٗ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہیئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان کے مطابق محمد عیسیٰ نام رکھا۔ آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔

صاحب جواہر نفیسہ چنانچہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسیٰ سے ظاہر ہوئے ان کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا۔ کہ وہ جواہر نفیسہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں

www.maktabah.org

کے کشف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ اُن کے رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آئندہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں بجنسہٖ وقوع میں آتے۔ آپ مسجد میں جاتے تو دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف قدس سرہٗ

آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے۔

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جیو رحمۃ اللہ

آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں آپ ١٠٢٤ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد کے وقت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ "اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی۔" ہم تجھے ایک یحییٰ لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس اشارہ کے بموجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التماس ہے کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا اسی کو لے لیں۔ شاہ سکندر قدس سرہٗ نے اپنی نسبت کا القا آپ پہ کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جانے لگا۔ ہم ان کا مفصل حال شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں لکھ آئے ہیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرزند پہ بہت ہی مہربان تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے۔

ایک بار حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے۔

www.maktabah.org

لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرہند تشریف لے جائیں گے۔ تو عرض کیا کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ میرے سبق میں ناغہ ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے آگے نکل جائیں گے۔ آنجناب نے نہایت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور بہت شاباش دے کر رخصت فرمایا۔ آنجناب ۱۲۵
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد یحییٰ کو اس کے بھائیوں کا سا بنانا چاہتا ہوں لیکن کیا کروں ایک تو اُس کی عمر چھوٹی ہے دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوکِ باطنی پورا کیا اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حد سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات انہیں عنایت فرمائیں۔ حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔

میرے (مصنف) جدِ بزرگوار نے کتاب موطا امام مالک کی سند آپ سے حاصل کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرّہٗ سے۔ اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف نہایت بلند پایہ ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر کاربند تھے۔ دو مرتبہ حج کے لئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ سے مرصع سرپیچ مرحمت فرمایا۔

www.maktabah.org

اورنگ زیب کے نذرانے اورنگ زیب بادشاہ نے آپ کو مدد و معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے:" الملك ملتہ والملك يحيي۔" آپ نے سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا۔ آپ نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

حضرت شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو علیہ الرحمۃ جیو ہندی زبان میں دعائیہ کلمہ ہے۔ جس کے معنی ہیں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارات آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے سپرد کر دیئے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً آبدیدہ ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے آخر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام

www.maktabah.org

اولاد آپ کی فرمانبردار تھی۔ آجکل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں اور سرہند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آگئی تو آپنے شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس بڑھاپے میں سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں۔ جب آپ شاہجہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں اس بڑھاپے میں صرف جناب کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا بہت کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرہند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے ۱۱۳۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

حضرت حسن علی معروف بہ شاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ ضیاء الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔ بہت متقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپ کا کلیہ تھا کہ ہر روز بلاناغہ خواہ کیسے ہی مواقعات کیوں نہ آتے۔ عصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت غلام یحییٰ المشتہر بہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسن علی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ

www.maktabah.org

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آجکل آپ کے جدّ بزرگوار کی خانقاہ آپ سے منور ہو گئی۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصےّ میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ "مواہب احمدیہ" کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت غلام نقشبند قدس سرہٗ آپ شیخ محمدّی کے بیٹے ہیں۔ نہایت جوان، صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صبغۃ اللہ کے دو ہتے فدا احمد سے منسوب ہے اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

حضرت محمدّ باقر مشہور بہ حاجی رحمہ اللہ آپ حسن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا نثار احمد ابھی بچہّ ہے۔

حضرت سعادت اللہ رحمہ اللہ آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹیوں میں ایک شیخ عبدالاحد کے بیٹے محمدّ انوار سے منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت اللہ سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے۔

حضرت شاہ احمد رحمہُ اللہ آپ شیخ ضیاء الدیّن یوسف کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت، مرد صالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ کی صرف دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے لگمانی بیگم محمدّ باقر مذکور سے منسوب ہے۔ اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نورالاسلام سے۔ شیخ ضیاء الدین یوسف کی بیٹیوں میں سے نجم النساء شیخ خلیل اللہ کی

www.maktabah.org

کے بیٹے محمد مراد اللہ سے منسوب ہے۔ اور مہر النساء خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تیسری وجیہہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکی سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النساء کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے۔

حضرت شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ

آپ حضرت شیخ شاہ جیو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ نے آپ کو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ کے باطنی احوال بہت بلند پایہ تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے ظاہری و باطنی استفادہ کرتے تھے۔ ۱۱۲۰ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے قبہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

حضرت شیخ نور الاحد رحمہ اللہ

آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اپکے دو بیٹے ہیں۔

حضرت محمد برہان اللہ رحمہ اللہ

آپ نور الاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ صفی اللہ اور رضوان اللہ دونوں

www.maktabah.org

ہی جوان، صالح، حافظ اور طالبِ علم ہیں۔ اور دونوں شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔

خواجہ محمد محفوظ رحمہ اللہ آپ شیخ نور الاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت قابلِ زیبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی۔ دوسری محمد راشد سے اور تیسری محمد برہان اللہ سے۔

خواجہ محمد روشن ضمیر رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ اور تین لڑکیاں۔ دونوں بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی محمد ابوبکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے عبد الخالق کی منسوبہ ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبد الاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعیدیہ ہیں۔ اور سعیدیہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازعہ چلا آتا ہے۔

ایک روز میں (مصنف کتاب) نے شیخ محمد زکی کو کہا کہ آپ کے بھائیوں کو سعیدی لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی ان کے بدلے ان سے لئے ہیں۔ یعنی شیخ عبد الاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے نواسے ہیں۔ ہم نے لئے ہیں۔ محمد انوار کے لڑکے بھی ان میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اس نے کہا کہ ہم نے جو ان سے لئے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لئے وہ سخت

www.maktabah.org

فاسق اور عامیانہ زندگی کے مالک ہیں۔

خواجہ محمد درویش رحمہ اللہ آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ حضرت حجت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت صالح متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی۔

خواجہ کمال الدین قدس سرہٗ آپ محمد درویش کے بیٹے ہیں۔ جوان صالح اور متقی ہیں۔ شیخ ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔ آپ کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔

خواجہ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ خواجہ محمد درویش کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء میں مفصل لکھے جائیں گے۔ آپ کا ایک چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد سے منسوب ہے۔

حضرت شاہ گدا رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والدِ بزرگوار کی خدمتوں سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

خواجہ سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں۔ جوان، صالح، قابل زیبا اور خوش مجلس ہیں۔ آپ باپ کے ہی مرید ہیں۔ اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

www.maktabah.org

خواجہ شریف احمد رحمہ اللہ آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔

خواجہ ضیاء احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ فقیر اللہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرضیہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

حضرات یحییٰ احمدؒ و زین العابدینؒ رحمۃ اللہ علیہما دونوں ضیاء احمد کے بیٹے ہیں۔ دونوں ہی صالح اور قابل ہیں۔ ضیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوبہ ہے۔ اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

شیخ رضی الدین رحمہ اللہ آپ شیخ فقیر اللہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ بہت صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا کے مرید تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پہ کاربند ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا ہے۔

خواجہ غلام شرف رحمہ اللہ آپ رضی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوان اور قابل بیٹے ہیں۔ شیخ فقیر اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک خاتمی محمد یونس سے دوسری جاتمی محمد معظم کے چچا زاد بھائی فقیر احمد سے منسوب ہے۔

حضرت خواجہ محمد امام رحمہ اللہ آپ حضرت جیو کے تیسرے فرزند ہیں آپ آپ دنیا سے لاولد گئے۔ شاہ جیو کی بیٹی زیب النساء مشہور بہ مہجی۔ شیخ عابد کی منسوبہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت،

www.maktabah.org

شیر خوارگی میں فوت ہوگئیں۔ دوسری اُم کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے چل بسیں۔ تیسری خدیجہ زمان۔ واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والدِ بزرگوار حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو ولایت اور کمالاتِ نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی آپ کو خوشخبری دی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے عبد القادر کی منسوبہ تھیں۔ حضرت خدیجہ کے تین حسبِ ذیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔

خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خدیجہ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں۔ نہایت صالح اور متقی آدمی تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جو بچپن ہی میں فوت ہوگیا۔

حضرت شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ آپ حضرت خدیجہ دخترِ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ شیخ عبد اللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ عبد اللطیف کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے والدِ بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ محمد موسیٰ کے فرزند ہیں۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔ لڑکی سے بھی کوئی

www.maktabah.org

اولاد نہ ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور فدا احمد دونوں نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ ان کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء کے حالات میں مفصل لکھے جائیں گے۔ خواجہ رفیع الدین کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعز النسا شیخ عبدالحیٔ سے منسوب ہے۔

حضرت زین الدین رحمہ اللہ آپ شیخ عبداللطیف کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ کے مرید تھے۔ شیخ عبداللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے۔

حضرت حاجی فضل اللہ رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت خدیجہ کے نور چشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی و حضرت قیوم ثالث سے کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابع سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بڑے پابند، عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے۔ جس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

www.maktabah.org

حضرت حسام الدّین رحمہ اللہ آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے پرہیز گار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدّین، جلال، اور وجیہہ الدّین تینوں حسام الدّین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لاولد حسام الدّین کی لڑکی نور الحق کے بیٹے سے منسوب تھی۔

خواجہ میر صفر احمد رحمہ اللہ آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں "مقامات معصومی" نام ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے تھے۔ آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

خواجہ محمد معشوق علیہ الرحمۃ آپ میر صفر احمدؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجذوب الاحوال ہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے۔

حضرت میر نیاز احمد رحمہ اللہ آپ میر صفر احمد کے دو لڑکے ہیں۔ نہایت ہی صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے نانا حضرت صبغۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور قابلیت علمی میں بے مثال ہیں۔ تاریخ دانی شعر فہمی آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ ہر دلعزیز ہیں۔ جو شخص آپ سے ایک بار ملتا ہے شیفتہ ہو جاتا ہے۔ آپ کا ایک بیٹا ہے اور دو بیٹیاں۔

حضرت میر فدائی معصوم رحمہ اللہ آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ لیکن کم سن ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر درازکرے۔ نیاز احمد کی دونوں لڑکیاں روشن بیگم۔ فہیم النساء چھوٹی ہیں۔

www.maktabah.org

میر صفر احمد کی تین لڑکیاں ہیں۔ معزۃ النساء، عزیزۃ النساء، اور ہدایت النساء۔ حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوبہ ہے۔ حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پہلی خاتم جیو حضرت صبغۃ اللہ کی منسوبہ تھیں۔ دوسری رشیدہ حضرت حجت اللہ سے منسوبہ تھیں۔ تیسری امّ سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے۔ اور بھی عمدہ عمدہ بشارات اُن کے حق میں فرمائی ہیں وہ محمد صادق سے منسوب تھیں۔ ان کی صرف ایک لڑکی تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی۔ چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی۔

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام تھا۔ جو نہایت صالح مرد تھا۔ ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبد الہادی تھا۔ جو عالم العمل تھا۔ عبد الہادی کے تین بیٹے تھے۔

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔

مَیں (مصنّف) نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے۔ فی الواقع آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی۔ یہاں پہ آنجناب کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کرنے کی یہ وجہ ہے کہ بعض لوگ فخریہ طور پہ بلا سند حضرت مجدّد الف ثانی کی اولاد ہوتے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چونکہ کسی دوسرے مصنّف نے آنجناب کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے۔ اس لیے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچّا۔ اس واسطے ہم نے مفصّل حالات بیان کر دیئے ہیں۔ تاکہ اور کوئی غیر شخص حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنجناب کو حق تعالیٰ نے یہ شرف

www.maktabah.org

عطا فرمایا ہے۔ کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے۔ آنجناب کے وصال کو ایک سو تینس سال ہونے آئے لیکن حضرت کی اولاد کا یہ خاصا ہے کہ اس میں علم وفضل، بزرگی، شریعت وطریقت کی پابندی، ولایتی قوت، معرفت، احدیت میں ثابت قدمی، حقیقت میں استقلال، ارشاد مستحب وغیرہ کما حقہٗ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا چنانچہ اس بارے میں خود آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کے لئے التماس کیا کرو۔ اور جو اُن میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر نماز کے بعد فاتحہ پڑھ کر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کیا کرو۔ جو ان میں سے زندہ ہیں۔ ان کی خدمت کیا کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونوں جہان کی نیک بختی سمجھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دینی اور دنیوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کر دے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف ایک خاتون تھی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے کرام

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات نہایت اختصار سے بھی لکھنا چاہیں تو کوئی دفتر درکار ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنجناب کے تمام خلفاء کی تعداد جنہیں خلافت اور اجازت عنایت ہوئی پانچ ہزار ہے۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی۔ بعض نے زیادہ۔ خلفاء مرید اور فرزندوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ

آپ کے فرزندوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ میر سید شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشاں ہے۔ آپ سید بزرگ کے نام سے مشہور تھے۔ اور بدخشاں کے بڑے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ۹۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا۔ کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے مرید ہوئے[1]

---

[1] حضرت میر محمد نعمان قدس سرہٗ کے احوال و مقامات پر "صاحب حضرات القدس" خواجہ

www.maktabah.org

سانحہ حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) بدرالدین سرہندی نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ اعظم اور خاص الخاص محب تھے۔ آپ حضرت میر بزرگ میر شمس الدین بدخشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فرزند تھے۔ ۹۷۷ھ کو بلاد کشم بدخشاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان علم و فضل میں یگانہ روزگار تھا۔ اور آپ کے اجداد روحانیت میں ممتاز بزرگ تھے۔ حضرت میر محمد نعمان فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد ماجد کے سِر علوم سے واقفیت حاصل تھی۔ مگر ان کی ولایت کا اس وقت علم ہوا جب میں نے خواب میں آپ کو مقام ولایت پر دیکھا۔ سن شعور کو پہنچے تو امیر عبداللہ بلخی عشقی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ہندوستان آئے تو کئی بزرگوں کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ آخر کار حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ آپ نے میر نعمان کو اپنی انتہائی نگاہِ التفات میں تربیت دے کر سلوک کے کئی مقامات سے آگاہ فرمایا۔ اور اپنی خصوصی توجہ سے بیٹوں کی طرح رکھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر میر محمد نعمان بڑے شکستہ دل ہوئے۔ آہ و فغاں کے ساتھ یوں نظر آتے کہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس مصیبت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا۔ بڑا ترس آیا۔ فرمایا۔ "میر بے دلی مکنند انشاء اللہ امید خوب تر خواہد شد" ساتھ لیا اور سرہند لے آئے۔ بیعت ہونے کے بعد مقامات مجددیہ کے مدارج اعلیٰ پر پہنچا دیا۔ حضرت میر نعمان نے منازل سلوک کو بڑی تیزی سے طے کیا۔ آپ پر حضرت مجدد کی خاص نظر شفقت تھی۔ ایک بار حضرت مجدد سخت بیمار ہو گئے۔ خدشہ تھا کہ یہ بیماری جان لیوا ثابت نہ ہو۔ آپ نے اپنے بیٹے خواجہ محمد صادق اور حضرت میر کو طلب فرما کر خصوصی امانتیں اور نسبتیں عطا فرما دیں۔ حضرت مجدد صحت یاب ہوئے تو فرمایا۔ یہ مقامات اور مناصب کے فوری حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بیمار کر دیا تھا۔ آپ کو خلافت سے نوازا گیا۔ خصوصی فرمان جاری ہوئے۔ حضرت مجدد کے حکم پر میر محمد نعمان سرہند سے برہان پور چلے گئے۔ جہاں آپ کو قبولِ عام

www.maktabah.org

نے اپنے خلفاء کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا تو اُن میں ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حاصل ہوا۔ ہزاروں طالبانِ حق جوق در جوق آنے لگے۔ آپ کی مجالس اہل سلوک سے بھری رہتیں۔ صوفیاء، مشائخ حتیٰ کہ تصوف کے منکرین بھی آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے جاتے۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس علاقہ کے اکثر مشائخ بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں اکثر مکتوبات میں جو اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں آپکے نام ہیں وہ اہلِ تصوّف کے لئے ایک نعمتِ روحانی ہیں۔ آخری دن تک حضرت مجدد کی نگاہِ فیض آپ کے مراتب اور مناصب کی ترقی میں رہی۔

حضرت میر کی شہرت ہندوستان سے نکل کر مختلف ممالک اسلامیہ میں پہنچی۔ تو لاکھوں لوگ خدمت میں حاضر ہو گئے۔ خصوصًا افغانستان، ایران اور وسط ایشیا سے بہت سے حضرات ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے۔ حضرت مجدد کے مخالفین اور اسلام سے بغض رکھنے والے وزراء نے بادشاہ کے دربار میں اس خطرہ کا اظہار کیا۔ کہ میر محمد نعمان کے پاس ایک لاکھ اوزبکی افغان ہر وقت موجود رہتے ہیں کبھی وقت بغاوت کر کے سلطنت کا تختہ نہ الٹا دیں۔ بادشاہ کو بھی اس خبر سے فکر مندی ہوئی۔ آپ کو دربار میں طلب فرمایا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کہ تم میر کیوں کہلاتے ہو۔ میں نے لوگوں کو حضرت کہنے سے منع کیا ہوا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ آپ کے پاس ایک لاکھ سوار مرید ہیں۔ بادشاہ کی اس بات پر آپ ہنس دیئے۔ بادشاہ نے کہا۔ میں سوال کرتا ہوں اور آپ ہنستے ہیں۔ میں ایسے متکبر درویش کو پسند نہیں کرتا۔ مہابت خان سپہ سالار افواج مغلیہ بھی اس وقت موجود تھا۔ کہنے لگا۔ حضور ان کے پیر و مرشد شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے خلفاء کو مختلف ممالک کی بادشاہی دی ہوئی ہے۔ یہ برہانپور میں سارے دکن کے خلیفہ ہیں یہ ہم جیسے دنیاوی بادشاہوں کی کیا پرواہ کرتا ہے۔ بادشاہ نے غصے میں آ کر کہا۔ انہیں لے جاؤ اور اپنی قید میں رکھو۔ مہابت خان لے آیا اور آپ کی خدمت کرنے لگا۔ اہلِ ارادت مہابت خان کے محلات میں آنے لگے۔ بادشاہ نے مہابت خان کو بلا کر تنبیہ کی کہ یہ کیا تماشہ ہے۔ مہابت خان نے

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

یہ میر صاحب بھی تھے۔ پہلے پہلے میر صاحب کو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانے میں تامل تھا۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے سخت الفاظ میں فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہیں جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ پھر آپ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا جو کچھ کہا گیا تھا اس سے کئی چند بلند رتبہ ہیں۔ آپ تجدید کے ساتویں سال حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال حضرت مجدّد بیمار ہو گئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا القا فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجناب نے میر صاحب کو خلافت دے کر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے اور کوششوں کو وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ وہاں پر شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسےٰ جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزارہا مرید تھے۔ اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحب خصوصی توجہ کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ اَن گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحب کی خدمت میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ حضرت مجدّد نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ "آں عارف باللہ السید الکامل۔"

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے آگے) کہا حضور! یہ درویش صرف پانچ نماز پڑھتا ہے مزید اس کے پاس کچھ بھی نہیں اس سے کوئی خدشہ نہیں ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا اسے برہانپور سے اکبر آباد لے آؤ۔ اکبر آباد میں آکر آپ شہرت دربار میں اُمرا تک جا پہنچی اور آپ کو مزید روحانی تربیت کا موقعہ مل گیا۔

www.maktabah.org

کہ ایک بار یہ مکتوب لکھا۔ کہ

آج صبح تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہو گیا ہے اور قضاو قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطورِ امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب کوئی اور کسر نہیں رہ گئی۔ حسب دلخواہ کمال حاصل ہوا ہے۔ ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے انعکاس ہدایت لیتا رہے گا۔ دیر تک اس کی مثال صورت آنکھوں کے سامنے رہی۔ حتیٰ کہ پورا یقین ہو گیا۔ کہ یہ دولت اس خواب کا نتیجہ ہے۔ جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب بیباق ہو گیا۔ وعدہ ایفا ہوا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہو گی۔ اور اس گردونواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائیں گے۔"

اس علاقے کی قطبیّت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی تھی۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے میر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی۔ آپ نے جانے سے پہلے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد شور برپا ہوا کہ ذبح کرتے ہی بکرے میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ بکرہ حلال کی کمائی کا نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم شہر تھا۔ رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا۔

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے کے ساتھ گاتی بجاتی۔ آپ کے مکان کے پاس سے گزری۔ آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً اسلام پھیر کر سامنے پڑے ہوئے ایک بے تیغ

www.maktabah.org

کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا۔ کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہو گئی آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے سرہند روانہ ہو گئے۔ چھ ماہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ چھ ماہ پہلے ایک برات غائب ہو گئی تھی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا۔ کہ یہ میرا ہی قصور تھا۔ اُٹھ کر وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عَین بعین نمودار ہوئی اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی۔

امیر تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا۔ بچپن میں اس لڑکے کو چیچک نکل آئی۔ حتیٰ کہ مرنے کی نوبت آ گئی۔ جب وہ میر صاحب کے پاس لایا گیا تو آپ نے وہ بیماری اپنے جسم پر لے لی۔ چنانچہ اس کے دانے آپ کے چہرے پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے آخر آپ نے اسی بیماری کی آفت کو ایک دیوار پر ڈالا جو اسی وقت گر گئی۔

ایک روز جناب میر صاحب نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ "کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔" میر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مَیں آنجناب کا مقبول ہوں۔ پھر جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ "جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔"

ایک روز میر صاحب نے فرمایا۔ کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں مَیں ایک

www.maktabah.org

بلند جگہ سے گرا۔ گرنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس شکریہ میں مَیں نے حلوا بنایا اسی وقت مجھے الہام ہوا کہ آج جو شخص یہ حلوا کھائے گا۔ بہشت میں جائے گا۔

آپ کا مزار اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابوالعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ باطنی کیا۔ میر ابوالعلی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے۔ لیکن ان کے طریقہ میں بعض بدعتی امور پائے جاتے تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ مجددیہ کے مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرہند میر ابوالعلی کے طریقہ سے خوش نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیروں کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابوالعلی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید محمد کالپوی۔ دوسرے سید جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے ذریعہ سے حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد حنیف ہمیشہ میر صاحب کے شکر گذار رہے۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ حسب معمول دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی سرہند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی۔ کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت تھی کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم و معارف بیان فرمایا کرتے۔ خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے علوم و معارف کا ذکر کیا پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جاتا ہوں۔ پوچھا۔ میر محمد نعمان سے بھی ملو گے۔ کہا۔ جاتا ہی اس غرض سے ہوں۔ کہا تو پھر ان علوم و معارف کا تذکرہ میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد حنیف اور میر صاحب کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونوں ایک ہی سواری میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔ میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا۔

www.maktabah.org

کہ پہلی منزل آپ نے کہاں کی ؟ کہا بنور میں۔ پوچھا۔ شیخ آدم سے ملاقات کی ؟ کہا ہاں۔ پوچھا۔ باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا۔ اس کے اظہار سے شیخ صاحب نے منع کیا تھا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف و علوم بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ تھے۔ چنانچہ میر صاحب نے حرف بہ حرف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ یہی اس کے معارف ہیں جن پر اسے اتنا ناز ہے۔ اسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر رہا کرتے تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم زادوں سے برابری کے دعوے کرتا رہتا ہے۔ غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحب نے اپنے مریدوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ معارف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحب بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بے خود ہو گئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے، بیل اور دوسرے مویشی سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے کسی کو اپنے آپ کی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ بعد ازاں آفاقہ ہوا۔ تو میر صاحبؒ نے وہ ذکر چھوڑا۔ اور دوسری باتیں شروع کیں۔

حضرت خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ

کشم بدخشاں کے علاقے میں ایک شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات اور سفر و حضر میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ اس خدمت با برکت سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ تک پہنچایا۔ جس وقت حضرت

www.maktabah.org

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجمیر میں اپنے دونوں فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا۔ کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقربوں کا سر حلقہ بنایا۔" بعد از دو یارہ ثالث ہوز داغ سیاہی دارد" میں یارہ ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یار ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یار ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان[1]

---

[1] حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی کے منظورِ نظر اور مقبول بارگاہ تھے آپ کشم بدخشاں کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ آپ کے والد خواجہ قاسم اپنے وقت کے معروف عالم اور ممتاز صاحب ولایت تھے۔ مرزا شاہرخ بادشاہ بدخشاں کے استاد تھے۔ اور سلسلہ کبرویہ (خواجہ نجم الدین کبریٰ) سے وابستہ تھے حضرت خواجہ محمد ہاشم ہندوستان آئے۔ برہانپور میں حضرت میر محمد نعمان خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پہنچے۔ سلوک کے ابتدائی اسباق لیئے ۱۰۳۱ھ میں حضرت مجدد الف ثانی نے خود ہی آپ کو سرہند طلب فرما لیا۔ پورے دو[2] سال حضرت مجدد کی خدمت میں گذارے۔ "سفر و حضر میں بستہ دامان فتراک مجدد" رہے۔ حضرت کی مجلس خاص کے جلیس بنے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں آپ کو روحانی بشارتیں اور بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی کتاب "زبدۃ المقامات (۱۰۳۷ھ) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پڑھی۔ بعض مقامات پر اصلاح فرمائی اور اظہار مسرت فرمایا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیرو مرشد، اولاد و خلفاء کے مستند حالات قلمبند کیئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی آخری جلد آپ نے مرتب فرمائی تھی۔

www.maktabah.org

تھے۔ حضرات سرہند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ آپ نے زبدۃ المقامات، برکات احمدیہ جیسی مستند کتاب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھی تھی۔ اسے دنیائے مجددیت میں بڑی شہرت ملی۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔

"بھائی صاحب! آپ خوف، زوال سے نجات پا کر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہوں گے۔ اور جزء سے کل تک اور وہاں سے اوپر تک مل گئے ہوں گے۔ اور قوسین سے اَو ادنیٰ تک پہنچ گئے ہوں گے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہوگا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی پا لیا ہوگا۔ بلکہ "المرءُ من احب" "انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔" کے مطابق لفظ مذکورہ کے مرکز تک پہنچ گئے ہوں گے علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آ گئے ہوں گے۔ نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر سمت اثبات کو دیکھتے ہوں گے۔ بلکہ وہاں سے مجہول الکیفیت تک پہنچے ہوں گے۔ اور وہاں قرار کیا ہوگا۔ اور خلیل سے نجیب کا رُخ کیا ہوگا۔"

یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے

www.maktabah.org

مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کی۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ ہاشم صاحب ایک مجمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیائے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ گذشتہ اولیاء سے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس زمانہ میں کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اب بھی اولیاء سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور جگہ لیجائیں۔ یہ فرمانا تھا۔ کہ وہ خیمہ زمین و مجلس حرکت کرنے لگا حتیٰ کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے دیکھا تو اسے رک جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیاء کی کرامت کی بات کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ آپ کا مزار بُرہانپور میں ہے۔

حضرت شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے۔ علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے سختی سے پابند تھے اس واسطے آپ پیر بھی متشرع چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباعِ سنت میں وقت کے تمام اولیاء کے سردار تھے اس واسطے آنجناب کی خدمت میں بڑے عجز انکسار سے مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوڑا کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ

عنہمانے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی شیخ طاہر لاہوری کے حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور سر تعلیم کے سبب کافی کمزور ہوچکا ہے۔ شیخ طاہر لاہوری صاحبؒ آنجناب سے اس قدر ڈرا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ آنجناب نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور قرأت بڑی لکنت سے ادا کی۔

پیشانی پر لفظ شقی ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد نے صبح کے حلقہ سے اُٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے دوستوں میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام احباب ڈر گئے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص شیخ طاہر ہیں۔ شیخ صاحبؒ میں چند دنوں میں ہی بدبختی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ نے زنار پہن لیا۔ ایک ہندو خوبرو کے عشق میں تلک تک اختیار کیا۔ حضرت مجدد اپنی توجہ سے انہیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے مگر وہ اسی میں مشغول ہوجاتے تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ اٹل قضا کی زد میں ہیں۔ اس واسطے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں خشوع و خضوع سے التجا کی۔ کہ اے پروردگار! مجھے لوحِ محفوظ کا تصرف عنایت فرما۔ جناب باری نے عنایت فرمایا۔ تو آنجناب نے لوحِ محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ طاہر لوہوری کا نام اشقیا میں درج ہے۔ حضرت مجدّد نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر لفظ سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ واقعہ تواریخ اور حضرت مجدّد کے مکتوبات میں درج ہے۔ جہاں آپ نے ان تمام شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلّل اور شافی جوابات سے وضاحت کی ہے۔ شیخ طاہر کے اجازت نامہ اور سندِ خلافت میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ طاہر نے ان مصائب کے بعد سلوک ختم کر کے

www.maktabah.org

خلافت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ حضرت مجدد نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت لاہور کی قطبیت بھی مرحمت فرمادی۔ حضرت شیخ طاہر بھی ادباً ہر سال درویشوں سمیت پاپیادہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ زندگی بھر سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی خلقت سے قطع تعلق اور خداجوئی میں آپ ایک مثال تھے۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے دوستی نہ کرتے۔ چنانچہ گورنر لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ آدم نے ایک جامع کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت حاصل کی۔ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا مزار لاہور میں ہے۔[1]

---

[1] حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قادری مجددی ۱۵۷۶ء مطابق ۹۸۴ھ ہجری اکبری عہد میں پیدا ہوئے تھے۔ شاہ سکندر بن شاہ کمال کیتھلی قدس سرہما کے مرید ہو کر سلسلہ قادریہ میں تربیت حاصل کی۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی کے والد خواجہ عبدالاحد قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ آپ وقت کے ممتاز عالم دین اور ماہر تعلیم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے صاحبزدگان خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد صادق کی تعلیم کے لئے آپ کو مقرر فرمایا۔ تو آپ نے ان صاحبزادگان کی علمی تربیت میں بڑی محنت کی۔ ایک بار

www.maktabah.org

حضرت شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی مجلس میں از روئے مکاشفہ اعلان فرمایا کہ ہماری مجلس میں ایک ایسا شخص ہے جس کی پیشانی پر شقی اور ھُوالکافر کے الفاظ لکھے ہیں۔ احباب کو تشویش ہوتی تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ بدقسمتی حضرت شیخ طاہر لاہوری کے مقدر میں ہے۔ ملا طاہر عالم و فاضل ہونے کے باوجود سرہند کی ایک خوش شکل ہندو عورت کے عشق میں پھنس گئے۔ اس کے لئے نماز و روزہ ترک کر کے زنار باندھ لیا۔ یہ عورت مندر میں جایا کرتی تھی۔ آپ بھی اس کے اشارہ پر ہندوانہ لباس پہنتے اور قشقہ ملتے یہ لگائے مندر میں جا پہنچتے۔ حضرت مجدد، آپ کے احباب اور خصوصاً آپ کے دونوں صاحبزادوں کو اپنے قابل صد احترام اُستاد کی اس کیفیت پر بڑا صدمہ ہوا۔ صاحبزدگان نے سفارش کی۔ تو حضرت مجدد نے خصوصی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ سے ملا طاہر کی توبہ کی توفیق حاصل کر لی۔ تائب ہونے کے بعد ملا طاہر نے حضرت مجدد سے پوری پوری توجہ حاصل کی۔ حضرت مجدد نے آپ کو سرہند سے لاہور منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ اور وہاں کی قطبیت عطا فرما دی۔

لاہور آکر آپ نے پہلے محلہ شیخ اسحاق (اندرون شہر موتی بازار اور چونا منڈی کے پاس قلعہ شیخوپوریاں اور جمعدار خوشحال سنگھ نے ایک قلعہ نما حویلی بنائی۔ قیام پاکستان کے بعد اسے سی ائی اے کا ہیڈ کوارٹرز بنایا گیا۔ ان دنوں مستورات کا ایک کالج بنایا گیا ہے) میں قیام کیا۔ لاہور کے گلی کوچے آپ کے علم و فضل کی روشنیوں سے منور ہونے لگے۔ رات دن ظاہری اور باطنی علوم کے طالبوں کا مجمع ہونے لگا۔ ان دنوں جہاں لاہور کا قبرستان میانی ہے۔ وہاں اکبری دور کے ایک امیر حافظ جان محمد کا گاؤں تھا۔ حافظ جان محمد نے حضرت ملا طاہر کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اور نہایت اصرار سے اپنے گاؤں لے آئے۔ یہاں آکر آپ نے ایک دینی دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور اس علاقہ کا نام میانی آپ کی نسبت سے

www.maktabah.org

تھے۔اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔بلکہ نماز کے بھی اتنے پابند نہ تھے۔ ایک

(بقیہ حاشیہ سابقہ سے آگے) مشہور ہوا۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب خزینۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں کہ آپ فقہ، حدیث کی کتابیں اپنے ہاتھ سے خوش خط لکھتے اور اس پہ حواشی و تعلیقات لکھ کر فروخت کر کے روزی کماتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جو روحانی تربیت دی تھی اس کی ضیائیں لاہور اور پنجاب کو روشن کرنے لگیں۔ اگرچہ آپ نے سرہند سے لاہور آتے قدرے ہچکچاہٹ محسوس کی مگر یہاں آکر ارواحِ بزرگان دین خصوصًا صحابہ کرام اور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ شفقت نے آپ کو مالا مال کر دیا۔ آپ نے ان نوازشات کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی کو ایک خط میں کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور مقتدر خلیفہ شیخ آدم بنوری مجددی حضرت ملا طاہر لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور بنور سے ہی ننگے پاؤں پہنچتے اور حضرت طاہر قدس سرہ سے روحانی فیض پاکر واپس جاتے۔ آپ ۱۰۴۰ھ بمطابق ۱۶۳۵ء کو ۸ محرم الحرام کو بعمر ۵۶ سال فوت ہوئے اور اپنے دار العلوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جہاں آج تک آپ کا مزار اہل عقیدت کی زیارت گاہ ہے

سب سے پہلے آپ کا روضہ شیخ ابو محمد رئیسِ لاہور نے تعمیر کرایا۔ آج سے ۱۶۰ سال پہلے فقیر فضل الدین جو راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا نے اسے از سرِ نو تعمیر کرایا۔ قبرستان کی چار دیواری بنائی۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے والدین یا آباؤ اجداد کا ذِکر نہیں کیا۔ آپ نے دو شادیاں کیں مگر اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے پانچ خلفاء ابو محمد قادری لاہور (مدفون میانی)، سید صوفی (مدفون دہلی)، حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جنۃ البقیع مدینہ منورہ)، لکھن مست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون بیرون موری دروازہ۔ لاہور)، اور شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جدہ شریف) سالکانِ وقت ہوئے ہیں۔

(مرتب)

www.maktabah.org

روز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم کیا تو آپ سے وجہ پوچھی۔ عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہِ راست پہ لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بنتا۔ آنجناب نے فرمایا کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلوت میں لے جا کر ذکر قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پہ توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بے خود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا۔ تو آپ نے آنجناب کی خانقاہ میں رہ کر آنجناب سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحبؒ کے سر پہ بیتی اور شیخ صاحبؒ کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ لشکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ہر روز ڈیڑھ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنجناب کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی عرضی بھیجی:

"کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا" انت سراج اللہ" تو اللہ تعالیٰ کا چراغ ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعات دل خوش کن ہیں۔ گو ناقابل ہیں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو سکے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ آپ کا مزار سہارنپور میں ہے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہے۔

نفس کی رعونت کا علاج ایک دفعہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھلی میں سبق پڑھا رہے تھے۔ کہ شیخ نور محمد اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذرا کہ جس طرح ہمیں معلوم ہے اس طرح حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آنجناب نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونوں کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بڑی سفارش کی لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حسام الدینؒ نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان کے نفس ابھی موٹے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے رہتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو تو مسجد تلے کا مدتوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کرا دیں۔ اس سے ان کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہیگی اور مسجد کی خدمت بھی ہو جائے گی۔ آنجناب اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دونوں جوانمردوں نے تھوڑی مدت میں سالہا سال کا پڑا ہوا کوڑا کرکٹ صاف کیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر ان کے حال پر مہربانی کی۔

حضرت نے شیخ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت دے کر ہندوستان کے مشہور شہر بلسنہ میں بھیج دیا۔ لیکن شیخ صاحب آپ کی یہ کیفیت حضرت مجدّد نے

www.maktabah.org

سنی۔ تو ایک تہدید آمیز حکم جاری کیا اور انہیں لکھا کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنجناب کے ارشاد کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے شہر کی طرف گھانس پھونس کی ایک کٹیا بنائی اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت وعبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ نور محمد بڑے اولیاء میں سے ہیں۔

حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال لکھ چکے ہیں۔ جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پہلے وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیاء کے منکر تھے۔ جو وحدت الوجود کے قائل تھے حضرت مجدد نے ابتدائی طور پر شیخ حمید کی تربیت وحدت الوجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مردہ گائے کو پڑے ہوئے۔ دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں حضرت مجدد نے حضرت شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔ اور ایسے خیالات کو اللہ کی شان میں اہانت قرار دیا۔

ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بڑے امیر نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی۔ کہ تو ان کا مرید ہو گیا۔ میں نے شیخ حمید کا واقعہ سُنا دیا۔

جوتے کا دھوون ذریعہ شفا بن گیا حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کو انہیں کے

www.maktabah.org

وطن کی خلافت دے کر روانہ فرمایا۔ رخصت ہونے وقت شیخ صاحب نے عرض کی۔ کہ مجھے آنجناب حضرت مجددؒ اپنے پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحبؒ نے اس پاپوش کو سرہند کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگال کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس نعل مبارک کو دھو کر پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا سلسلہ ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور پر رائج ہے۔ آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

حضرت شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیمی خلفاء سے ہیں۔ آپ نے آنجناب کی بہت خدمتگاری کی اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور مقام پر اس بارے میں لکھتے ہیں کہ تمہارے لئے شیخ مزمل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے ہیں۔ ایک بار شیخ مزمل پہاڑ کی سیر کو گئے۔ اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسلا تو غار میں گر کر راہیٔ ملک بقا ہوئے کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا۔ اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی کو خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ مزمل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کوئی شخص ان کی فریاد رسی نہیں کرتا۔ ایک جنگلی نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ آنجناب کو آکر خبر دی۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فاتحہ پڑھی

www.maktabah.org

شیخ صاحب ورع اور تقوٰی سے موصوف تھے۔[1]

حضرت شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ

آپ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔

آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا اور خلافت پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے کہ جب آنجناب علوم و معارف بیان فرماتے تو آپ اس طرح آرے اور نعم کہہ کر سر ہلاتے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر جونپور بھیجا۔ لیکن شیخ صاحبؒ نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح وضع ایسی اختیار کی۔ کہ لوگ انہیں ملامتی کہنے لگے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں لکھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ عجب سادہ لوح ہو۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیئے۔ لوگوں کے مجمع کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیئے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ ملامت نہ ہو سکے اس بارے میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پورے پورے پابند تھے۔

حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرّہ نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا تھا۔ آپ

www.maktabah.org

آنجناب کے ساتھ سمرقند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ نے سفارش کی تھی کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں اجل نے آدبایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین نزع کے وقت تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرا کام سرانجام نہیں ہوا۔ آنجناب نے آپ کے حال پہ توجہ فرمائی اور کام سرانجام فرمایا۔ آپ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ بجالائے سر قدموں پر رکھا اور راہیے ملکِ بقا ہوئے۔

حضرت مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ

برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔ مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک کی منازل طے کرائی گئیں۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنجناب نے آپ کی تعریف لکھی ہے کہ مولانا کی بزرگی میرے نزدیک اظہر من الشمس ہے۔ اس ولایت کی قطبیت بھی حضرت مجدد نے مولانا کو عنایت فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۰۲۶ سنہ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آنجناب نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ مغفرت پڑھا۔

حضرت مولانا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنجناب نے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں۔ اگر تمہیں ہندوستان یا ماوراءالنہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام ہوں گے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجنابؓ نے

www.maktabah.org

انہیں خلافت دے کر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے۔

حضرت مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا وبقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ میں فقراء کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا۔ میں نے سرہند کی جامع مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو بے اختیار آنجناب کا شیفتہ ہو گیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کا غسالہ تھال میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً پی لیا۔ پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن اور رات کے مختلف درود وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ محمد صدّیق بدخشی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ اور ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرّہٗ نے آنجناب کے حوالے کیا تھا۔ آنجناب نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی جو مکتوب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مولانا محمد صدّیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ سنہ ۱۰۳۰ھ کو حج کے لئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بہت اچھا کہا کرتے تھے چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے حسب ذیل شعر اسی مثنوی سے ہیں۔

www.maktabah.org

بہ تنہائی چنیں میل دلم چیست — ازیں تنہا نشستن حاصلم چیست

سگم من در سگی معذور باشم — بدیں عذر از خلائق دور ہستم

غلط گفتم کہ سگ داند ازیں راز — کہ خود را کردہ ام نسبت بوے باز

زننگ ایں سخن افغاں برآرد — کہ بد عہدے ز ما خود را شمارد

سگاں خود صاحب خود را شناسند — بسے از ناشناسائے براسند

نہ خود را مے شناسد نے خدا را — چرا بدنام سازد خیل ما را

دریں مدت کہ عمر من بسر شد — نہ از دیں و نہ از کفرم خبر شد

ندانم ہرچہ ملت زیستم من — نہ سگ نے آدمی پس کیستم من

حضرت شیخ عبد الحیؒ شادمانی رحمۃ اللہ علیہ شادمان اصفہان کے علاقے میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ آپ اسی شہر شادمان کے رہنے والے تھے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تلنبہ بھیجا جہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔ اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمدؒ تھے اور وسط میں شیخ عبد الحیؒ۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قران السعدین سمجھو۔

شیخ عبد الحی حضرت مجددؒ کی نظر میں آنجناب نے جو مکتوب شیخ نور محمد کی طرف لکھا اس میں شیخ عبد الحیؒ کے

www.maktabah.org

حالات یوں تحریر فرمائے کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے اور تمہارے پڑوس میں بھی۔ یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کے لئے اس کی صحبت غنیمت ہے۔ کہ تو وارد ہے اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی۔ بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی بھی اسے خبر ہے۔ اور جذبہ و سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذرگاہ ہے۔" مکتوبات کی بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہو سکا اس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جمع کی تھی۔[1]

حضرت شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں۔ نہایت عزیز الوجود مرد تھے۔ سلوک باطنی آپ نے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ پر راسخ القدم تھے۔

حضرت شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ

آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں، اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلیٰ درجے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے حضرت شیخ عبدالحی کا سالِ وفات ۱۰۷۰ھ لکھا ہے۔ اور تاریخ اس شعر سے کہی ہے۔

اعظم است سالش

قطب دین حق پرست عبدالحی

www.maktabah.org

ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں۔ میں (مصنف) نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنو میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

حضرت مولانا یار محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ

طالقان بدخشاں کے علاقے میں ایک شہر ہے۔

مولانا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے حسن کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ میرے نبی کریم پر درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہو وج میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے جو عرفات میں آنجنا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے واسطے لایا گیا تھا۔ زیارت کرتے ہی بیہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو رقص کرنے لگے۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجمی مجنون ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے۔

گر ایں لیلے از خیمہ بیروں شود　　　بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں بود

حضرت مولانا یار محمد جدید طالقانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنجناب کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل دسترس تھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں "سنوات الاتقیاء" جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں۔ تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ [1]

---

[1] حضرت شیخ بدرالدین سرہندی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تربیت یافتہ اور خانوادہ مجددیہ کے مشہور تذکرہ نویس کی حیثیت سے شہرت دوام کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان، اساتذہ، مشائخ اور اولاد و امجاد پر حضرات القدس نامی کتاب دو[2] جلدوں میں مرتب فرمائی تھی۔ آج یہ کتاب فارسی۔ اردو میں میسر ہے۔ اگرچہ ہاشم کشمی کی کتاب زبدۃ المقامات خانوادہ مجددیہ کی ایک اہم دستاویز ہے مگر حضرات القدس (درجات الابرار۔ مرتبہ ۱۰۴۳ھ) کا ایک اپنا مقام ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب سیر احمدی بھی تحریر کی تھی۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے پسند فرمایا اور بعض مقامات پر اس کی اصلاح بھی فرمائی تھی۔ مگر اس کتاب کا مسودہ چوری ہو گیا۔ حضرت شیخ بدرالدین صاحب قلم تھے اور تذکرہ نویسی میں باکمال تھے۔ سرہند کے علی اکبر کروڑی نے آپ کو برصغیر کے بزرگانِ کرام کا تذکرہ لکھنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے ڈیڑھ ہزار صوفیاء کا تذکرہ ۱۰۴۴ھ میں مکمل کر لیا۔ اور اس کا نام مجمع الاولیاء رکھا گیا۔

آپ کی شہرت قلمی سے متاثر ہو کر دارا شکوہ نے ۱۰۴۷ھ میں آپ کو دہلی طلب کر لیا۔ اور فرمائش کی کہ بہجۃ الاسرار اور روضۃ النواظر کا فارسی میں ترجمہ کریں۔ ان تراجم سے فرصت ملی تو دارا شکوہ نے

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

حضرت مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ عبد الہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف آنجناب نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی ہے[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی تفسیر عرائس البیان کے ترجمہ کا کام سپرد کر دیا۔ آپ نے عرائس البیان کا ابھی چوتھا حصہ مکمل کیا ہی تھا کہ دارا شکوہ کے اقتدار کو زوال آگیا۔

وصال احمدی بھی آپ کی ایک مختصر سی تالیف ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے مرض الموت سے وصال تک کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ آپ نے یہ خوارق بعداز موت لکھی۔ پھر رد امحہ لکھی۔ سنوات الاتقیا لکھی۔ فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ کیا۔ (استفادہ ماہنامہ نور الاسلام اولیائے نقشبند نمبر)

---

[1] آپ بدایوں کے فاروقی النسب بزرگ تھے۔ بعض تذکروں میں آپ کا اسم گرامی شیخ عبد الہادی منگن لکھا ہوا ہے۔ "آثار اولیائے شہر بدایوں" کے مؤلف سید منظور علی منظور بدایونی نے آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۱۰۵۱ھ لکھی ہے۔ مزار تکیہ خرم شاہ بدایوں میں ہے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے۔

حضرت شیخ محب اللہ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری سے خلافت حاصل کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمان کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر آپ کے وطن مانکپور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارہ میں آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیج دیا جائے۔ آنجناب نے پھر آپ کو الٰہ آباد بھیج دیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الٰہ آباد میں ہے۔

حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول ہیں آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ دن رات گریہ و زاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید و ولولہ تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ ان میں سے ایک شیخ آدم بنوریؒ بھی ہیں۔ یہ ابتداء میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے بعد ازاں حاجی صاحب انہیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ سرہند سے باہر ایک گاؤں میں رہے[1]۔ پھر چند روز بعد آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کے گاؤں کا نام بہلول پور متصل سرہند لکھا ہے۔
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

روز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تجھے ہمارے دوستوں پر بھی تصرف ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پہ لے آتا ہوں۔ لیکن حاجی خضر پہ اتنا بھی قابو نہیں۔

حضرت شیخ احمد دیبی رحمۃ اللہ علیہ | آپ پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحب کے ساتھ رہے۔ پھر دوبارہ حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آپ نے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ | حسن ابدال[1] لاہور اور کابل کے درمیان ایک قصبہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ پہلے حضرت شیخ عبد الاحد حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی کے زیر تربیت رہے۔ پھر حضرت مجدد کی خدمت میں رہ کر تکمیل سلوک کی۔ جج پر گئے تو دنیائے اسلام کے مشائخ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ آپ کی وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی۔

[1] جناب منظور الحق صدیقی نے اپنی کتاب تاریخ حسن ابدال مطبوعہ ادارۂ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب، لاہور میں شیخ کریم الدین حسن ابدالی کی وفات ۱۰۵۰ھ لکھی ہے۔ اور آپ نے تاریخی حوالوں اور مقامی شہادتوں سے تحقیق کر کے ثابت کیا ہے کہ آج لوگ جس مقبرہ کو خانقاہ حضرت بابا حسن ابدال مشہور رکئے ہوئے ہیں دراصل یہ شیخ کریم الدین حسن ابدالی مجددی کا مزار ہے۔ بابا حسن ابدال کا مزار قندھار کے قریب ہے۔ آپ موضع عثمان پور کھٹر کے رہنے والے تھے۔ جو حسن ابدال سے چند میل فاصلے پر ہے۔ اور یہاں سے کشمیر کو ایک سڑک جاتی ہے۔ شیخ کریم الدین آخری عمر میں حسن ابدال آگئے۔ جہاں آپ کی وفات ہوئی اور مزار بنا۔

www.maktabah.org

شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس علاقہ میں سلسلہ مجددیہ کو بہت رواج ہوا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپ کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب حضرت مجدد نے خلوت اختیار فرمائی۔ تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتداء تھا۔ حضرت شیخ صاحب کا مرید ہوا۔ اس طرح اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحب پوری اکیس دفعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحب نے اس بارہ میں ایک عرضی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ آنجنابؒ نے تصدیق فرمائی اور ان واقعات پر ایک مکتوب آپ کی طرف تحریر فرمایا۔

حضرت مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ بہشت میں نماز ہو گی یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور رو دیئے۔ کہ پھر وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی بسر

www.maktabah.org

ہو گئی۔ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں سلوک باطنی مکمل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کو بخارا بھیج دیا۔ آپ وہاں جا کر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رح نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ عبد الواحد ہمارا مہمان آیا ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان کیا۔ لوگ آ کر مولانا عبد الواحد صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔ اور مرید بن گئے۔

حضرت مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفاء سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ حضرت مجدد کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ سنہ ۱۰۳۰ھ میں حج کے لئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کے بہت منت سماجت کرتے۔ لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے روادار نہ تھے۔ ٹاٹ پہنے سر پاؤں سے ننگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ منورہ پہنچے بعد ازاں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کے لئے شام گئے۔ اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت ہی مستقیم الاحوال خلیفہ تھے۔

حضرت شیخ داؤد ساکی علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب انکسار و نیستی تھے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ سلیم تبوری علیہ الرحمۃ: آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکمل خلفاء سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ محمد حری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے اجل خلفا سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے۔

حضرت شیخ نور محمد نہاری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی گئی ہے۔

حضرت صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بڑے پابند تھے۔

حضرت مولانا صادق کابلی علیہ الرحمۃ آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفا سے تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فوائد پہنچے۔

www.maktabah.org

حضرت مولانا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آنجناب کی خدمت خاص آپ کے ہی سپرد تھے۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا۔ آنجناب آپ پر بہت مہربان تھے سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔

حضرت مولانا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اجازت حاصل تھی، اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت صوفی فرمان جدید رحمۃ اللہ آپ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص دوستوں میں سے تھے۔ آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم الخدمت ہیں۔ آپ کو آخری عمر میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم خلفا سے ہیں۔ آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنجناب کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ آپ روم کے بڑے اجل مشائخ سے تھے۔ پھر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑکی حضرت

www.maktabah.org

خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ تھی۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے۔

حضرت مولانا حمید احمدی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔

حضرت حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے۔

حضرت شیخ عبدالرحیم بھیر کی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے صاحب انکسار و نیستی اور قوی جذبہ تھے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آنجناب نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دی۔ آپ نے سلوک باطنی اور مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا۔

حضرت مولانا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا۔

حضرت مولانا عبدالغفور سمرقندی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجلّ اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنجنابؒ سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا۔

www.maktabah.org

حضرت حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ

آپ بھی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں سے ہیں۔ آنجناب رضؓ نے آپ کو مقامِ ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔

حضرت خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہؒ و خواجہ خورد عبیداللہؒ

یہ دونوں حضرات حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ العزیز کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں مخدوم زادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اور فرمایا کہ ان پر توجہ دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی قوت اس درجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے وصال کے بعد جب دونوں عزیز بالغ ہوئے تو سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی سرہند سے باہر ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہلا بھیجا کہ اگر والدِ بزرگوار کی وصیت کے مطابق آتے ہو، تو آؤ اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آتے ہو تو میں پیرزادگی والے آداب و استقبال بجا لاؤں۔ دونوں نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خانقاہ میں رکھا۔ اور سلوک ختم کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورد پیر پہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت زیادہ تھی۔ چنانچہ اپنی نسبت خاص کا القا بھی فرمایا۔

خواجہ خورد کا مقام

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ خورد کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ محمدی مشرب ہے۔ محبوب ہے۔ خواجہ خورد

www.maktabah.org

نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ پہلی جلد کا دو سو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد بہ مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خورد محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب نمبر ۸۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکما عین ذات کہتے ہیں۔ اور متکلمین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے۔ وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورد ہی کے نام لکھا گیا ہے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام آپ نے مکتوبات میں فنا و بقا، ولایت، قرب، معرفت حضرت احدیت کی بشارات لکھی ہیں۔ ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے۔ اس واسطے مجملاً بیان کیا گیا ہے۔ آنجناب کے تمام خلفار کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت سے خلفا اس وقت گذر گئے۔ اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفا کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

---

www.maktabah.org

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بنور، سرہند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ پھر انہیں کے وسیلے سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ ملّا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے سیّد ہے لیکن ان کا دادا پٹھان تھا۔ القصّہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا وہ انہوں نے القا کر دیا۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جدّ بزرگوار "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا۔ کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتہائے علیہ عطا فرمائیں تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ میرے پاس تھا۔ میں نے سب تمہیں پلا دیا۔ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بحرِ زخّار کے پاس لے چلتا ہوں۔ پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں لائے۔ یہاں پر پھر جو کچھ ملا سو ملا"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

www.maktabah.org

خلیفہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالاتِ عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے عرض کیے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل قصوائے و ذروہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی صاحب کی اجازت سے قبلہ اہل دل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرش نشان آستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمت اقدس میں عرض کیے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی دہلی دُور ہے۔ مجھے خیال آیا۔ کہ شاید مجھے مرید ہونے کا شوق دلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہوگا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد صاف تھا۔ اس واسطے میں آنجناب کی خدمت میں مشغول رہا۔ مدت بعد مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ مجھے اویسی رحمانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات واردات میں ابتدا ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بتوہ جانے کے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی تعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مسند نشین اور مشیخیت پہ مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ نور باطنی واقف ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے ضرور پوچھیگا تم نے باوجود قدرتِ ہدایت کے اپنے آپ کو معذور رکھا ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کر دیا۔

شیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے۔ جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنجنابؓ نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو

www.maktabah.org

کم نصیب ہوں گے۔ مَیں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر میں مجھے خدمت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرہند میں مجھے خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرتؒ کا وصال ہوگیا تو ہم مہجوروں کے سینے داغ حسرت سے بریاں تھے۔ غسل کے وقت آنجناب سے خوارق عظیم کا ظہور ہوا۔ اکثر احباب نے آنجناب کے وصال کے بعد آپ کو اپنے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ مَیں حضرت مجددؒ کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنجناب کے روضہ مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی میں کرتا ہے۔ جیسے زندگی میں آنجناب سے فیض حاصل ہوتا تھا۔ بجنسہٖ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغانؒ) نے آنجناب کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض کمالات اخذ کیئے۔ چنانچہ قادریہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا۔"[1]

---

[1] حاجی خضر رومانی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کے بیعت تھے اور سلسلہ قادریہ چشتیہ میں فیضان یافتہ تھے۔ مگر شیخ عبدالاحد کے حکم پر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہوئے۔ اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں بڑا مقام حاصل کیا۔ آپ قصبہ بہلول پور جو سرہند کے قریب ہی ہے پیدا ہوئے اور وہاں ہی قیام پذیر تھے۔ حضرت مجددؒ کی نگاہ سے آپ کی شہرت ہندوستان سے نکل کر تمام اسلامی ممالک تک پہنچی۔ آپ نے عالم اسلام کی سیاحت کی۔ وقت کے مقتدر مشائخ کی زیارت کی۔ حرمین الشریفین میں پہنچے۔ بیت المقدس گئے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی ع۱

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے)۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار ابلیس کو دیکھا تو پوچھا میرے سلسلہ میں کوئی ایسا شخص جو تیرے مکر و فریب سے محفوظ ہو۔ ابلیس نے بتایا۔ آپ کے خلیفہ حاجی خضر میرے دام تزویر سے ہمیشہ بچ جاتے ہیں۔ حضرت حاجی خضر ۱۰۵۲ھ میں فوت ہوئے اور بہلولپور میں مزار بنا۔ (ماخوذ از خزینۃ الاصفیاء)

ع۱ اگرچہ شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ کے حالات کتاب کی جلد اوّل و دوم اور خصوصاً جلد دوم کے دیباچہ میں لکھے جا چکے ہیں مگر ہم اس فاضلِ یگانہ اور عارفِ زمانہ کی زندگی کے بعض احوال مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہٗ کی کتاب خزینۃ الاصفیاء سے اخذ کر کے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری سرہند کے مضافات میں قصبہ بنور میں پیدا ہوئے۔ حاجی خضر قدس سرہٗ سے علوم تصرف حاصل کیا۔ اور آپ کے حکم پر حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے حلقۂ ارادت میں آئے اور بلند درجات پر پہنچے۔ مولانا بدر الدین اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ آپ اتباع سنت رفع بدعت میں نہایت استقامت سے قائم رہے۔ آپ کی مجلس میں روزانہ ایک ہزار طالبان سلوک حاضر رہتے تھے۔ اور ایک ہزار سے زیادہ لوگ آپ کے دسترخوان سے ہر روز کھانا کھاتے تھے۔ آپ والد کی طرف سے حسینی سید اور والدہ کی طرف سے افغان تھے۔

تذکرہ آدمیہ کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ ۱۰۵۲ھ میں لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کے گرد اگرد افغان اور سادات مشائخ اور علماء کا ایک پُر ہجوم حلقہ تھا۔ تو سلطنت کے بعض امراء نے جائزہ لے کر بادشاہ جہانگیر کو کہا۔ کہ اگر یہ شخص کچھ عرصہ مزید قبولیت عامہ حاصل کر گیا تو آپ کی سلطنت کے لئے خطرہ پیدا کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے صحیح صورت حال کو معلوم کرنے کے لئے اپنے وزیر نواب سعد اللہ کو آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے وزیر سعد اللہ کی آمد پر اس کی طرف خاص توجہ نہ دی۔ وہ دل میں بگڑ گیا۔ چونکہ

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پہ گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نواب سعداللہ روحانیت سے بے بہرہ تھا۔ اس نے آپ کے نیازمندوں کے عظیم اجتماع کو سیاسی نظر سے دیکھ کر بادشاہ کو رپورٹ دی کہ یہ شخص کسی وقت سلطنت کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان دنوں شاہی فوجیں جنگ کتمار اور راجہ جگتہ کی جنگ میں دارالسلطنت سے بہت دُور ہیں۔ یہ شخص کسی وقت بھی قلعہ پر قابض ہو جائے گا۔ بادشاہ نے حضرت شیخ آدم کو گذارش کی کہ آپ لاہور سے اپنے وطن سرہند چلے جائیں۔ آپ نہ صرف بنور گئے بلکہ اعلان کیا کہ ہم ہندوستان چھوڑ کر سفرِ حجاز اختیار کر رہے ہیں۔ آپ سرزمین حبیب پہنچے۔ حج کیا۔ زیارۃ روضہ نبوی سے مشرف ہوئے اور وہاں ہی وفات پاکر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

مولانا بدرالدین سرہندی آپ کے پیر بھائی اور ہم سلوک تھے۔ آپ نے مناقب الاولیاء میں آپکے کمالات لکھے ہیں۔ حاجی محمد امین بدخشی نے اپنی کتاب "مناقب الخوات" میں آپ کو ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے۔ اسی طرح "تذکرۃ الاولیاء، سنوات الاتقیاء اور روضۃ السلام کے مؤلفین نے آپ کے بھرپور مناقب اور مراتب لکھے ہیں۔ حضرت آدم بنوری نے اپنی زندگی میں ایک لاکھ طالبانِ حق کو سلوک کی تعلیم دی کر اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اگرچہ آپ ابتدائی زندگی میں فن سپاہ گری کے ماہر تھے اور مغلیہ فوج میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کر چکے تھے۔ مگر جاذب عشق حقیقی نے آپ کو حضرت مجدد کی بارگاہ تک پہنچایا۔ اور آپ راہِ سلوک کے نامور بزرگ بنے۔ آپ نقشبندیہ اور مجددیہ سلسلہ کے علاوہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور شطاریہ سلاسل میں اجازت دیا کرتے تھے۔ آپ کو خلیفۃ الزمان اور قطب الاقطاب کے خطابات سے نوازا گیا۔

حضرت آدم بنوریؒ دربارِ رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو روضۂ منورہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے۔ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ اندر گئے تو حضور نبیٔ کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر شیخ کو دست بوسی کی سعادت بخشی۔ یہ

www.maktabah.org

مشاہدات سے مشرف ہوتے اور آپ کے خلیفہ بن کر مسندِ ارشاد اور تکمیل پر بیٹھتے آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقۂ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود شیخ صاحب بھی صاحب استقامت، ورع اور تقویٰ تھے۔ امر معروف اور نہی منکر۔ آپ کا پسندیدہ شیوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھ سے زیادہ ہیں۔ شیخ صاحب بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شاید کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا۔ آپ کی نظر میں اعلیٰ ادنیٰ، چھوٹا۔ بڑا۔ وضیع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں امرا کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) واقعہ تمام حاضرین دیکھ رہے تھے۔

آپ نے اپنی کتاب نکات الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ فقیر کسی کو تصوف میں نہیں لاتا۔ لوگ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس طرح فقیر نے اب تک چالیس ہزار حضرات کو صاحب ارشاد بنایا ہے۔ آپ کے ایک خلیفہ شیخ صالح نقشبندی لکھتے ہیں کہ میں آپ کا مرید ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مجددیہ طریقہ نیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ فکر نہ کرو۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ تمام اولیائے متقدمین تشریف لا رہے ہیں، میں ہر ایک سے مصافحہ کر رہا ہوں۔ ہر ایک بزرگ مجھے مبارک دیتا کہ میں مجددیہ آدمیہ کے سلسلہ میں مرید ہوا ہوں۔ یہ طریقہ پسندیدہ سلسلہ ہے۔ صبح اٹھا۔ دوڑا دوڑا حضرت شیخ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ صالح الحمد للہ تمہیں اطمینان ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ نوری کے چار بیٹے تھے۔ اور دو لڑکیاں تھیں۔ سفر حجاز میں آپ کے تین بیٹے شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد اولیاء اور شیخ محمد محسن آپ کے ساتھ تھے۔ مگر شیخ غلام محمد ہندوستان میں رہے۔ آپ مدینہ منورہ میں ۱۳ ماہ شوال فوت ہوئے۔ جنت البقیع میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کے سایہ میں دفن ہوئے۔ فخر آدم ہادی حق اور شیخ زمانِ آدم سے تاریخ وصال برآمد ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

نواب سعد اللہ خاں حاضر خدمت ہوئے

ایک روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں آپ کی زیارت کے لئے آیا لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی خانقاہ میں باورچی لوگ باوضو کھانا پکایا کرتے اور برابر بانٹا کرتے۔

شیخ صاحب فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا چراغ روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں ایک نورانی لڑکا پیدا ہوگا۔

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیز نکال کر عنایت فرمائی۔ کہ اسے کھالو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھالیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے عطیہ سے ہے۔

میرے (مصنفؒ) جدامجد "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچے ہیں اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ کہ تنزیہات کے شروع تک پہنچ چکے ہیں۔

شیخ آدم بنوریؒ کے مریدوں کا ایک غلط تاثر

شیخ صاحب کے مرید آپ کے حق میں اس قدر افراط بلکہ غلو سے کام لیتے ہیں جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں۔

www.maktabah.org

وہ شیخ صاحبؒ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے ہیں حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں سے بھی۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی پر (جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولیعہد اور وصی مطلق ہیں) شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اوّل خلیفہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں آنحضرتؒ نے خود مکتوبات میں مفصل و مشرح بیان فرما دی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات

حضرات القدس، اور برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفا اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ اور ان کے مصنّف بھی آنجناب کے خلفا ہیں۔ بلکہ حضرات القدس تو آنجناب کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں یہ آنجنابؒ کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربّانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جا بجا سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں ایک اُمّی آدمی ہوں اور مخدوم زادہ کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر

www.maktabah.org

ہو۔ اگر مجھ سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحبؒ نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کے لئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ میں نہیں جانتا کہ شیخ صاحبؒ کے سلسلہ والے پھر کس دلیل سے شیخ صاحبؒ کو آنجناب کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں۔

مقامِ قیومیت کا صحیح ادراک

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرۃ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خبر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ ترجیح دیتا ہے وہ صریحاً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے۔ اور آنجناب کا منکر ہونا ایمان کی کمی کی دلیل ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب ہمارے پیر ہیں، اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں تو اس کی وہی مثال ہے کہ چشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے سید جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے منسوب ہے کہہ دیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اس واسطے باقی تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے جد اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہٖ رافضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے۔ کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار تو ارتداد کا باعث ہے۔ اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام

www.maktabah.org

اصحاب کمالات نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہوتے گئے۔ ہزار سال بعد پھر ایسے کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں۔ ہم ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کر آئے ہیں۔ کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصفِ قیومیّت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں مفصّل مندرج ہے۔

شیخ آدم بنوریؒ کا حضرت محمد معصومؒ سے ایک اختلاف

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک لاہوری مخلص دوست نے ایک بار شیخ صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند شاہجہان بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس مخلص کی دعوت قبول کر کے پانچ ہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کے لئے شہر میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں آنجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سُبکی ہوگی اور سلسلہ مجدّدیہ کا وقار مجروح ہوگا۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔

www.maktabah.org

اور خاموش رہے لیکن حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں نیت کی ہے اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب نے اس بات کو وزن نہ دیا اور لاہور روانہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحبؒ نے کہا تھا کہ بادشاہِ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے انہوں نے آنجناب کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ غالباً شیخ صاحبؒ اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا پرواہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ " مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے اب مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اور جو کمال میرے نصیب میں تھا وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کو التجا کیوں کروں؟"

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحبؒ کی یہ باتیں سُن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سرہند کے قریب پہنچے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ملّا بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحبؒ کے پاس بھیج کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا اور یقین دلایا کہ میں نے نہیں کہیں۔ جنہوں نے یہ باتیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے۔ بایں ہمہ شیخ صاحب نے آ کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام سمجھتا ہوں۔ اور اپنے پیر کا ثانی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُن کر خاموشی اختیار کی اور شیخ صاحبؒ کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحبؒ کو اپنے کشف پر پورا بھروسہ تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو انہیں پوچھنا نہیں چاہیئے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا تو اس پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔[۱] جب شیخ صاحب لاہور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں آتے اور زیارت کرتے آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی۔ کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل ہو جاتا جب بادشاہ نے سُنا کہ لاہور میں ایک ایسا شیخ آیا ہے تو اس نے بھی ملاقات کا ارادہ فرمایا۔ اس مطلب کے لئے پہلے ملک العلماء مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی اور اپنے وزیر سعد اللہ خاں کو بھیجا۔ جب دونوں شیخ صاحبؒ کے پاس آئے تو شیخ صاحبؒ نے انہیں خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی چنانچہ وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھے رہے۔ دیر بعد جب آپ خلوت سے نکلے۔ تو پھر بھی ان کی طرف التفات نہ فرمایا۔ مولوی صاحب اور وزیر صاحب منصب ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں جید عالم بھی تھے۔ انہوں نے جب علمی مباحثہ شروع کیا تو شیخ صاحب اوّل تو ان کی باتوں کو سننے کو تیار ہی نہ تھے اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحبؒ نے شیخ صاحبؒ سے حضرت مجدد

---

[۱] فاضل مؤلف روضۃ القیومیہ نے اس واقعہ کو قیوم ثانی اور حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باہمی کشیدگی اور رنجش قرار دے کر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حالانکہ خانوادۂ مجددیہ کے حالات کے دوسرے محققین نے اس قسم کی ناراضگی کو قطعاً غلط قرار دیا ہے اور واقعاتی شواہد سے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات میں کوئی وجہ مخالفت نہیں تھی محمد اقبال مجددی ایم اے نے حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کی کتاب حسنات الحرمین کے دیباچہ میں بڑے دلائل سے تردید کرتے ہوئے ثابت کیا ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات کسی غلط فہمی یا غلط فکری کا شکار نہیں تھے۔ بلکہ حضرت آدم بنوری ایک طرف حضرت مجدد الف ثانی کے مرید با صفا تھے۔ خلیفہ مجاز تھے۔ تو دوسری طرف خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیحد احترام کرتے تھے۔ آپ انہی کی اجازت سے حرمین الشریفین گئے۔ وہاں انتقال کیا جب حضرت خواجہ معصومؒ حج کو گئے تو جنت البقیع میں شیخ بنوری کی قبر پر فاتحہ خوانی کی کشف میں ملاقات کی۔

www.maktabah.org

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایک اجتہادیہ مسائل پوچھے تو شیخ صاحب نے ان کا جواب کسی وقت پر ٹال دیا۔ صرف حضرت مجدد کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں خود مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا کہ شیخ صاحب! جہاں سے آپ کو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں، میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے۔ میں بھی حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنا ہم مشرب اور ہم سلوک سمجھ کر آیا تھا۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعد اللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے۔ دونوں شیخ صاحب سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو کہا کہ یہ جاہل ہے۔ پٹھان بہت اکٹھے کر رکھے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا کر دے۔ لیکن مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اس معاملہ میں خاموش رہے۔ اور بادشاہ سے کچھ نہ کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی صرف وزیر نے چغلی کھائی۔ یہ باتیں سن کر بادشاہ کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف

ع ۱ مآثر الامراء کے مؤلف شاہنواز خاں نے حضرت مولانا علم الدین المعروف مولانا سعد اللہ خان علامی وزیر اعظم شاہجہان کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں۔ آپ چنیوٹ ضلع جھنگ میں بنی تمیم کی ایک شاخ کے نامور فرزند تھے۔ بڑے ذہین اور ذکر رسا کے مالک تھے۔ آپ کے ذہن معلومات کا ایک سمندر تھا۔ ابتدائی عمر میں مقامی مدارس سے علوم حاصل کئے۔ قرآن حفظ کیا۔ اور پھر تحریر و تقریر میں کمال حاصل کیا۔ شاہجہان جوہر شناس تھا۔ اس نے آپ کی علمی شہرت سنی تو خان صدر کی وساطت سے دربار میں طلب کر لیا۔ چند دنوں میں ہی آپ کی قابلیت، استعداد کار اور خلوص نے شاہجہان کو بے حد متاثر کیا۔ چنانچہ شاہجہان کے خواص معتمد بن گئے۔ سعد اللہ خاں کا خطاب دیا گیا۔ اور ذاتی امور کا نگران مقرر کر دیا گیا۔ ایک ایسا وقت جب بادشاہ کی کی

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

ہو گیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ اس واسطے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) سے کی وجہ سے ت ہوئی۔ تو آپ کو انعامات خاص سے نوازا گیا اور منصب میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ اسلام خاں۔ خان دوران کے انتقال کے بعد آپ کو دیوان خالصہ مقرر کر دیا گیا۔ یہ عہدہ شاہی فرامین اور احکامات خاص کے مسودے تیار کرتا تھا۔ آپ نے اس کام کو نہایت قابلیت سے نبایا۔ اور اس کام کو اتنا سلیقہ کیا کہ بیرونی سلطنتیں اور سفارتیں بھی مغل دربار کی قابلیت کا اعتراف کرنے لگیں۔ چنانچہ شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وزیر کُل بنا دیا۔ پانچ ہزاری منصب اور ایک ہزار۔ پانسو سوار کے منصب کے ساتھ ہاتھی اور تختی سواری کے لئے مقرر کر دی گئی۔

بلخ اور بدخشاں کی مہم پر شاہزادہ مراد بخش کو انتظامی معاملات میں کچھ مشکلات پیش آئیں تو شاہجہاں نے سعد اللہ خاں کو وہاں بھیجا۔ جہاں پہنچ کر سعد اللہ خاں نے وہاں کے حالات اور انتظامات کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اور ان علاقوں میں مغل حکومت کی فرمانروائی کو مستحکم کرنے میں سعد اللہ علامی نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ شاہجہاں نے خوش ہو کر ان کے منصب میں اور ترقی دے دی۔ ان دنوں شاہ صفی کا لڑکا شاہ عباس اپنا لشکر لے کر قندھار کی طرف بڑھا۔ تو اورنگ زیب عالمگیر کی کمان میں جو مہم روانہ کی گئی اس کے مشیر اور نگران سعد اللہ علامی ہی تھے۔ اس مہم پر بھی سعد اللہ نے اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر کے بلند مناصب حاصل کئے۔ راجہ جگجیت سنگھ کے لڑکے راج سنگھ نے جن دنوں قلعہ بندی شروع کر دی۔ اور مغل اقتدار کے لئے خطرہ بنتا جا رہا تھا۔ سعد اللہ خاں نے آگے بڑھ کر قلعہ چتوڑ کو دوبارہ فتح کر کے ہندو راجوں کی قوت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔

شاہجہاں کی تخت نشینی کے تیسویں[۳۰] سال سعد اللہ خاں کو قولنج کا درد اٹھا جس کا علاج تو کر لیا گیا مگر کمزوری دور نہ ہو سکی۔ شاہجہاں اس کی عیادت کے لئے خود جاتا۔ آخر مغل دور کا یہ عظیم اور ذہین وزیر اعظم ۲۲ جمادی الثانی ۱۰۶۶ھ / ۷ اپریل ۱۶۶۵ء کو فوت ہو گیا۔ سعد اللہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ خلیق۔ متواضع اور علم دوست اور علماء کا مربی تھا۔ معاملات کے حل کرنے میں عدل و انصاف کو سامنے رکھتا تھا۔

www.maktabah.org

شیخ صاحبؒ کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحبؒ حج کو چلے جائیں شیخ صاحبؒ کی نیت پہلے ہی حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیئے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا پیر بھائی ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کروں گا۔ نیز اس طریقہ مجددیہ پر بادشاہ کا حق ہے۔ جب اس بادشاہ کے باپ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف دی۔ تو اس نے حضرت مجدد کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مخدوم زادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ میں اس سلسلے میں مؤدب اور خاموش رہوں گا۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے معذرت

ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند کے باہر ایک باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی معہ بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آرہے ہیں۔ اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ بلا لاؤ۔ شیخ صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجا لانے کے بعد معافی مانگی۔ اور کہا کہ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے۔ اگر مجھ سے سہو و خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر عاطر پر ملال آگیا ہو۔ تو للہ معاف فرما دیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) سرکاری معاملات میں دیانتداری میں کمال تھا۔ رعایا پر رحم اور اہل کاروں پر شفقت کرتا تھا۔ اس کی وزارت میں ہندوستان کو ہر طرح ترقی ملی۔ داراشکوہ ہمیشہ اس کے خلاف رہا۔ مگر اس کی حرکات سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ وہ علامی، فہامی، جملۃ الملک کے خطابات سے نوازا گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاشیہ نشینوں اور مؤدب امراء صف اول میں تھا۔

www.maktabah.org

کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی معاف فرما دیا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحبؒ دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا۔ یا ولدی انت فی جواری۔ بیٹا! تم میرے پڑوس میں رہو۔ نیز فرمایا۔ یَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اے آدم! مع اپنی بیوی جنت میں رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہو رہیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ شیخ صاحب نے مدینہ میں وفات پائی اور ہمیشہ ہمیشہ دیار النبی میں رہے۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحبؒ کے مرقد پر پڑتا ہے آپ کا مقبرہ عرب میں شیخ الہدایٰ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔

قیومانِ مجددیہ کی حضرت آدم بنوریؒ کی قبر پر نظر التفات

"یاقوت احمر" نام کتاب میں حضرۃ مروج الشریعت رضے اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہو چکے تھے۔ جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لے جاتے تو شیخ صاحبؒ کی قبر پہ دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دفعہ حج کے لئے گئے تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک ٹھہر کر فاتحہ پڑھتے۔ شیخ صاحبؒ

www.maktabah.org

سے کرامات کا بہت کچھ ظہور ہوا۔ حتیٰ کہ چند مرتبہ مُردوں کو بھی زندہ کیا۔

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ زندگی بھر بنور سے سرہند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پا پیادہ آیا کرتے۔ پھر تین کوس سے ننگے پاؤں چل کر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے اور سرہند کے جنگلات سے مٹی کے ڈھیلے لے کر پہلے انہیں اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کرتے پھر اہل خانقاہ کے استنجے کے لئے لاتے۔

ولایت میں شیخ آدم بنوریؒ کا مقام

اب ہم شیخ آدم بنوری کے خلفا کا ذکر کرتے ہیں جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ" اگر خواجہ قطب الدین اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس زمانہ میں ہوتے تو مشیخیت چھوڑ میرے مریدوں سے آ کر فیض حاصل کرتے۔"

www.maktabah.org

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ کے خلفاء کرام

حضرت میر علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خاص ہیں۔ نہایت متشرع اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اتنے سخت پابند تھے۔ کہ اولیائے گذشتہ میں اس کی مثال محال ہے۔ حتّٰی کہ جب آپ نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی۔ تو خود عرب میں جاکر تحقیق کی۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں۔ بعینہٖ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک رات اورنگ زیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ تاریخ لکھ رکھی۔ چند روز بعد میر علیم اللہ کے فوت ہونے کی خبر پہنچی۔ تو تاریخ ملانے سے معلوم ہوا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے۔ جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔

آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔[1]

حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ میر علیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار کی طرح سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پکے

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کو متقی، کامل، عالم، عامل اور سنت نبوی کی پابندی میں بے مثال لکھا ہے۔ آپ کا سن وفات ۱۱۸۰ھ ہے۔

www.maktabah.org

متبع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ آج جہان میں کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ چند روز بعد حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوا کہ آنجناب قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا جب سید محمدؒ نے فرمایا تھا۔ کہ آج جہان پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے۔

حضرت محمد صابر علیہ الرحمۃ

آپ میر علیم اللہ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد بزرگوار کی قبر پر ہی رہا کرتے تھے۔ اور ان کے چچا حضرت سید احمد شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر چلے ہیں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ زین رحمہ اللہ

آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ مستقیم الاحوال ہیں بعض آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے۔ اب آپ کا صرف ایک بیٹا گل محمدؒ نام ظاہری علوم میں طاق ہے۔ اُس نے سلوک باطنی بھی اپنے باپ سے حاصل کیا ہے۔

حضرت شیخ عبد الحلیم رحمہ اللہ

آپ میر علیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔

حضرت ابو القاسم رحمہ اللہ

آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت متشرع اور صاحب حال تھے۔ آپ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ سلطان رحمہ اللہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ قدم تھے۔

حضرت شیخ محمد عمران رحمہ اللہ | آپ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقے پر کاربند تھے۔

حضرت شیخ الہُدیٰ رحمہ اللہ | آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے پٹھان مشائخ سے تھے۔ پہلے آپ حافظ سعد اللہ وزیر آبادی کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔ شیخ صاحب نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہُدا۔ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ کی ہدایت تم پر ہو۔ یہ کہتے ہی شیخ الہدا پر احوال کشف ہوئے۔ شیخ الہدا مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پٹھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا اور اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اجازت دی۔

حضرت شیخ محمد ریاض رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ الہُدا کے فرزند ارجمند ہیں سلوک باطنی شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ سے حاصل کیا۔ پھر دل و جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مصروف ہوئے اپنے ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنف) نے ان کی زیارت کی ہے۔ فی الواقعہ آپ کی حالت اچھی ہے۔ حضرات سرہند کے طریقہ احمدیہ مجددیہ کے خوب پابند ہیں۔

حضرت حاجی عبداللہ کوہاٹی رحمہ اللہ | آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور ہیں۔ کوہاٹ (پشاور کے نزدیک) کابل کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بہادر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتبر

www.maktabah.org

یاروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت حاجی یار محمد پائینی رحمہ اللہ پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک گاؤں ہے۔ حاجی صاحب شیخ آدم بنوری کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک پایا۔ شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پابند تھے۔ آپ کا مزار پائین میں ہے جنگل کے تمام درخت آپ کے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت دوست محمد رحمہ اللہ آپ حاجی یار محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی اور مرید ہیں۔ واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں۔

حضرت میر علی اکبر رحمہ اللہ آپ دوست محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور طریقہ احمدیہ، شریعت اور طریقت کے پکے پابند ہیں۔

حضرت شیخ مامون رحمہ اللہ آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پورے پورے پابند ہیں۔

حضرت اخون محبت رحمہ اللہ آپ شیخ مامون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

حضرت شیخ سعدی لاہوری رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ احوال باطنی میں پکے ہیں۔

حضرت شیخ یحییٰ رحمہ اللہ آپ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ استغراق

www.maktabah.org

اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے۔

حضرت محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ یحییٰ کے مرید و مختار اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حافظ سعد اللہ وزیر آبادی رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

حضرت اخون احمد رحمہ اللہ آپ حافظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔

حضرت اخون سعادت رحمہ اللہ آپ اخون احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب وہ ناراض ہوئے۔ تو آپنے شیخ سلطان کے خلیفہ محمد عمر سے سلوک حاصل کیا۔

حضرت شیخ امید علی رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ نور رحمہ اللہ آپ اخون درویزہ کے فرزند اور شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی شیخصاحبؒ سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ عرب رحمہ اللہ آپ شیخ نورؒ کے مخصوص مرید ہیں۔ شیخ عرب بار اخون عبد الحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال تھے۔ صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول

www.maktabah.org

رہتے تھے۔

حضرت شیخ فتح محمد رحمہ اللہ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔

حضرت شیخ میانداد رحمہ اللہ آپ شیخ فتح محمدؒ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب استقامت وکرامت تھے۔ جذبہ بھی قوی تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ عبدالرسول رحمہ اللہ آپ شیخ میانداد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علیؒ دونوں سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت غلام نقشبند رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالرسول کے فرزند ہیں۔ اپنے والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالرسول کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے۔

حضرت شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالرسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ بھی اپنے عہد کے بڑے جید عالم تھے چنانچہ معقول ومنقول اور فروع واصول کے جامع تھے۔ علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی۔ آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھی۔ چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی وضاحت سے لکھی۔ اور اُس کے اکثر مسائل بطورِ تصنیف بطریق فردیت بیان فرمائے۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ عثمان شاہجہانپوری رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جب بہادر خاں نے شاہجہانپور بنانا چاہا تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا، عرض کیا۔ آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے۔ تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے شیخ آدم نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا۔ تب سے شیخ عثمان نے شاہجہانپور میں رہنا اختیار کیا۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو میں (مصنف) نے دیکھا ہے۔ جس کا نام محمد طاہر تھا۔ اور جو نہایت عزیز الوجود تھا۔

حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ علیہ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید ہیں۔ شریعت اور طریقت کے پابند تھے۔

حضرت حافظ محمد مراد رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت اخون نعیم کامہ رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ ورع و تقوےٰ آپ کا شعار تھا۔ میر ویس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ آپ کا مرید تھا۔

حضرت حاجی ولی خاں رحمہ اللہ آپ اخون نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جب محمود نے ایران پر چڑھائی کرنی چاہی تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں۔ اخون صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خانؒ کو اس کے ساتھ کیا۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ عبد الرحیم و شیخ محمد رضا رحمۃ اللہ علیہما دونوں شیخ آدم کے معتبر خلفا سے ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ صاحب کرامت و خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور مشائخ خیال کئے جاتے تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کی بہت تعریف کی ہے۔ اب ان کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ ان کے مرید ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ان کی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پرانی دلی میں اور دوسرا شاہجہانپور کے قریب ہی قصبہ پہلت میں۔ بہت سے افراد مقیم ہیں۔

حضرت شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ آپ شیخ عبد الرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ عموماً پہلت میں رہتے ہیں۔ [1]

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ العزیز بن عبد الرحیم العمری الحنفی النقشبندی المعروف الدہلوی بروز بدھ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ/ ۱۷۰۳ء پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ابتدائی مروجہ کتابیں پڑھ لیں اور شرح ملا جامی تک درس نظامیہ چہ جبیہ حاصل کر لیا۔ پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک ہوئے۔ والد مکرم نے تدریس کی اجازت بھی دی اور اس تقریب کا افتتاح ہم عصر علماء کی موجودگی میں فرمایا۔ اور قدیم محدثین اور فقہا کی طرز پر تدریس دیتے تھے۔ ۱۱۴۳ھ/ ۱۷۳۱ء کو حج بیت اللہ کیا۔ دیار حبیب میں قیام کے دوران حضرت شیخ ابوطاہر مدنی سے استفادہ کیا۔ دو سال بعد واپس دہلی آئے۔ ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء کو وصال ہوا۔

آپ کے چار بیٹے مولانا شاہ عبد العزیز، مولانا رفیع الدین، مولانا عبد القادر اور مولانا عبد الغنی نے برصغیر میں علمی شہرت میں بام عروج پر پہنچے۔ فتح الرحمان، فوز الکبیر، المسوّی، المصفّٰی، فیوض الحرمین، قول الجمیل، عقد الجید، ہمعات، الطاف القدس، الانصاف، سطعات، انفاس العارفین، شفاء القلوب،

www.maktabah.org

حضرت حاجی شریف رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ شریعت اور طریقت کی پابندی اور ورع و تقوےٰ میں مشہور تھے۔

حضرت شیخ عبد النبی رحمہ اللہ آپ حاجی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ لاہور کا حاکم عبد الصمد خاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدمؒ کے طریقہ میں شیخ عبد النبی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ آپ کے دو دوست بھی مستقیم الاحوال ہیں۔ ؎[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الانتباہ، الدار الثمین، حجۃ اللہ البالغہ، تفہیمات الٰہیہ جیسی مشہور زمانہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں آپ کی تربیتی خدمات نے ایک جہان کو مستفیض کیا ہزاروں طالبان حق فیضیاب ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کی بھرپور ترجمانی کی۔ عارفان عصر نے آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔

؎[1] حال ہی میں شیخ عبد النبی نقشبندی مجددی کے مکتوبات (فارسی۔ اردو) بعنوان مجموعۃ الاسرار پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہو کر علمی دنیا میں آئے ہیں جنہیں ان کی اولاد میں سے ایک بزرگ حاجی محمد سلیم شاہی نقشبندی نے شائع کیا ہے۔ ان مکتوبات کے دیباچہ میں حضرت شیخ کے حالات بھی قلمبند کئے گئے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق حضرت شیخ عبد النبی شاہی قدس سرہ مشرقی پنجاب کے قصبہ شام چوراسی میں ایک ہندو گھرانے میں ۱۰۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام لالہ دیوان بوہڑہ مل کھتری تھا۔ لالہ بوہڑہ مل مغل حکومت کی طرف سے شام چوراسی سے مالیہ وصول کر کے سرہند کے خزانہ

www.maktabah.org

حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ آدم کے مشہور خلفا سے ہیں۔
سلوک باطنی باقاعدہ شیخ صاحب سے حاصل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ماسبق سے آگے) میں جمع کراتے تھے۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں مسند ارشاد پر جلوہ فرما تھے۔ ہندو ہونے کے باوجود حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹے کی درخواست کی۔ عبدالنبی شامی کا نام بھوبت رائے رکھا گیا۔ ہوش سنبھالنے پر ایک مسلمان اُستاد کے ہاں فارسی زبان سیکھی۔ گلستان بوستان پڑھی۔ ایک دن گلستان کا یہ شعر یاد کیا۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا   تواں رفت جز بر پئے مُصطفیٰ

تو دل کی کیفیت بدل گئی۔ راہ صفا اور راہِ مصطفیٰ کی جستجو شروع ہو گئی۔ بچے نے استاد سے راہِ مصطفیٰ کے حصول کی تلاش پر اصرار کیا۔ مولوی صاحب نے کلمہ پڑھایا مسلمان ہو گئے۔ نام عبدالنبی رکھا گیا۔ رات کو خواب میں زیارت مصطفیٰ نصیب ہوئی تو راہِ مصطفیٰ پا لیا۔ ہندوؤں نے آپ کا جینا محال کر دیا۔ گھر چھوڑا کپور تھلہ میں موضع سلطان پور میں حاجی عبداللہ کے ہاں پناہ ملی بیعت کر لیا۔ حاجی عبداللہ حضرت آدم بنوری کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت آدم بنوری حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔ حضرت آدم بنوری حرمین الشریفین چلے گئے۔ تو آپ ان کے خلیفہ حاجی محمد شریف متقی کے زیر تربیت رہے پھر سیّد محمد طاہر عالم پوری سے تعلیم مکمل کی اور تاج العارفین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ہزاروں لوگوں کو سلوک نقشبندیہ سے نوازا۔ معارف مجددیہ کی ترجمانی کی۔ اگست ۱۶۱۹ء یوم پیدائش تھا۔ اور ایک سو اٹھارہ سال زندہ رہ کر ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء / ۱۱۴۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

آپ کا مزار مبارک شام چوراسی میں مرجع خلائق ہے۔ تقسیم پنجاب کے بعد غیر مسلم آپکے مزار پر عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ اور سالانہ عرس کرتے ہیں۔ آپکے خلفا میں سے شیخ علی احمد سہارنپوری، میاں محمد اشرف۔ میاں محمد مکمل، میاں محمد قاسم، شیخ عبدالہادی، میاں محمد شہریار، مولانا جان محمد جالندھری، شیخ عاشق محمد جالندھری حافظ محمد حسین قدس سرہم کے نام مشہور ہیں۔

www.maktabah.org

کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ معمول تھا۔ آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے۔ امر معروف اور نہی منکر پر عملی گامزن رہے۔ چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپ نے بادشاہ کو برملا کہا کہ تو نے اپنی لڑکیوں کو بغیر نکاح کے کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں ان کا نکاح نہیں کرتا۔ کیا تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اب میں ضرور ان کا نکاح کردوں گا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد ان کے مزار پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے اولیاء مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ فیروز خواجہ مکی رحمہ اللہ

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت خواجہ محمد امین مکی رحمہ اللہ

آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی۔ طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی اور استقامت سے کاربند تھے۔ حضرت قیوم ثانی محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپؓ کے خلفاء و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدمؒ کے حالات زندگی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ بلکہ اس تصنیف کا اصل موضوع شیخ آدم کے حالات ہیں۔ ضمناً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت حافظ محمد شفیع رحمہ اللہ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ خواجہ رحیمؒ جو اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ تو اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حافظ صاحبؒ نے مجھے نگاہِ لطف سے دیکھا۔ جب میں نے استاد کی خدمت میں جاکر سبق پڑھنا چاہا۔ تو مجھ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی۔ جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا۔ لیکن میرے استاد جنہوں نے بزرگوں کی مجالس دیکھی تھیں۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم پر کسی بزرگ کی نظرِ عنایت ہے۔ جب سن تمیز کو پہنچا اور فقرا کی خدمت میں آنے جانے لگا۔ تو اس وقت مجھے مذکورہ بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہِ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی۔

حضرت مجددِ الفِ ثانی کے معاصر علماء، مشائخ، شعراء اور حکمران

حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ انہیں کے حق میں حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم آفتاب پر تو بے تکلف نگاہ ڈال سکتے ہیں لیکن شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب پر بہ سبب نور کی شعاعوں کے نگاہ ڈالی نہیں جاسکتی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا۔ وہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ [ا]

[ا] حضرت سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ قادریہ کے باکمال بزرگ مانے جاتے ہیں۔ صاحب قصرِ عارفاں نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سید شاہ کمال قدس اسرہ العزیز کے پوتے تھے۔ بڑے عالی قدر، رفیع الشان، صوفی مشرب بزرگ تھے۔ مگر آپ طبقہ ملامتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بڑی بے باکی اور جرأت کے ساتھ ملامتی شعار کا اظہار کرتے تھے۔ داڑھی صاف، چٹ کماتے لمبی لمبی مونچھیں رکھواتے تھے۔ بعض اوقات گدھا منگواکر اس پر سوار ہوتے۔ اور بچوں کو کچھ دے دلاکر اپنے پیچھے شور مچانے پر آمادہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی منہ پر سیاہی پھیلا کر سامانہ اور کیتھل کے کوچہ و بازار کا چکر لگاتے تھے۔ اس طرح غرورِ نفس اور انا کو خوار و زار کرتے۔ بایں ہمہ وقت کے کئی شاہبازانِ طریقت آپ کے زیرِ دام آئے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلہ قادریہ کا فیضان آپ ہی کی وساطت سے پایا تھا۔ اور آپ اس نسبت کو نقشبندی مجددی سلوک کے ساتھ اپنے بعض مریدوں میں جاری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ہی کی بدولت حضرت غوث الدھر اور قطب العصر سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبرکات اور فیوض ملے تھے۔ شیخ محمد طاہر لاہوری (حضرت طاہر بندگی) کو بھی سلسلہ قادریہ میں آپ سے ہی فیض ملا تھا۔ حضرت طاہر لاہوری قدس سرہ العزیز ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد جن دنوں ملا جمال تلوی رحمہ اللہ کے دار العلوم واقع جامع مسجد وزیر خاں لاہور میں مدرس تھے۔ شاہ سکندر کیتھلی مسجد وزیر خاں کے نیچے سے گزرے۔ حضرت طاہر لاہوری نے آپ کو قلندرانہ لباس میں دیکھا تو مسجد میں کھڑے کھڑے پہلے تو ملامت کی۔ مگر مسجد کے صحن سے نیچے اترے تو بازار میں آکر حضرت سکندر کیتھلی کے پاؤں میں گر گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے دوستوں کو بھنگ کا پیالہ لانے کو کہا۔ اور سرِ بازار مولانا محمد طاہر لاہوری کو پلا دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ دونوں نشہ میں مست بھی ہیں اور ہوش میں بھی ہیں۔ اس دن سے حضرت طاہر بندگی نے تجرید و تفرید کے مقامات

www.maktabah.org

حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوری رحمہ اللہ آپ اپنے وقت کے مشہور شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت مستقیم الاحوال، صاحب کرامات ظاہرہ وخوارق باہرہ تھے۔ آپ نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا اقرار کیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا۔

حضرت شاہ عیسےٰ برہانپوری رحمہ اللہ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کو برضا ورغبت قبول کیا۔

حضرت شیخ نظام نارنولی رحمہ اللہ آپ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔

حضرت شیخ نظام تھانیسری رحمہ اللہ آپ شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف وکرامات تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت شاہ قاسم سلیمانی رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمعصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے اَن گنت کرامات ظاہر ہوئیں۔ خلقت کا رجوع آپ کی طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) طے کر گئے۔ اور آپ کی خلوت، عزلت، صحبت وبرکت سے عارف حق بن گئے اور سلوک کے بلند مقام پر پہنچے۔ حضرت سکندر کیتھلی کا مزار حضرت شاہ کمال کے قدموں میں ہے۔

www.maktabah.org

بہت تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے ڈر کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمۃ اللہ

آپ ماوراء النہر کے بزرگ زادوں میں سے ہیں۔ لیکن لاہور میں آکر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید الف و قیومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے۔[1]

---

[1] حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المعروف بہ حضرت ایشاں کشمیر کے آخری بادشاہ محمد حسین کے زمانہ میں کشمیر آئے۔ یہاں آکر وادیٔ کشمیر میں آپ نے ایک سلسلہ تقاریر جاری کیا۔ تو بے پناہ شیعہ حضرات نے عقائد اہلسنت اختیار کر لیا۔ چونکہ بادشاہ شیعہ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ مگر چند دنوں بعد اکبر نے کشمیر پر حملہ کر کے محمد حسین کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور اکبری افواج کشمیر پر قابض ہو گئیں۔ آپ اکبر کے آخری دور میں کشمیر سے لاہور آ گئے۔ آپ کا وطن بخارا تھا۔ اور حضرات نقشبند کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی آپ کو مخدوم زادگان نقشبند تصور کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ سلطانیہ بخارا سے تحصیل علوم کر کے اسلامی ممالک کی سیاحت شروع کی۔ سمرقند، ہرات، قندھار اور کابل سے ہوتے برصغیر میں آئے تھے۔ تحقیقات چشتی کے مصنف نے لکھا ہے۔ کہ وادیٔ کشمیر میں شیعہ سنی اختلافات کی وجہ سے جہانگیر نے آپ کو آگرہ بلا لیا تھا۔ آپ آگرہ اور شاہجہان آباد کے بزرگان دین سے ملاقات کے بعد لاہور آ گئے۔ یہ ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۳ء کا زمانہ تھا شاہجہان نے آپ کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔ آپ نے اپنی مسجد، خانقاہ، باغ اور مقبرہ خود ہی تعمیر

www.maktabah.org

شاہ فتح اللہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر اور شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

حضرت سیّد میر کشادہ بلخی رحمہ اللہ آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے۔ جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سُنا۔ تو بے اختیار ہو کر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب و توجہ غائبانہ کی التماس مندرج تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے آگے) کرالیا۔ تاریخ کبیر کشمیر کے مصنّف نے لکھا ہے کہ آپ کا عالیشان مقبرہ سعید خاں شاہجہانی امیر نے بنوایا تھا۔ نواب وزیر خاں۔ بانی مسجد وزیر خاں لاہور آپ کا عقیدتمند تھا۔ آپ کے ایک بیٹے خواجہ معین الدین نقشبندی آپ کے ساتھ ہی لاہور میں آئے۔ آپ نے اس عالم بیٹے کو خانقاہ فیض پناہ سری نگر میں لنگر اور دوسرے انتظامات کے لئے کشمیر بھیج دیا۔ یہ لڑکا بڑا صاحب تصنیفات ہوا ہے۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر کی ایک بہن کی بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ خواجہ معین الدین نقشبندی ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء میں ۷۰ سال کی عمر میں تین بیٹے یادگار چھوڑ کر فوت ہوئے۔ خواجہ نورالدین محمد آفتاب اور خواجہ کمال الدین شہید (شہادت ۱۱۸۸ھ) آپ کے ہی فرزند تھے۔

حضرت ایشاں اور میاں میر لاہور کے درمیان مسائل تصوّف پر مکالمات و مباحث رہے ہیں۔ آپ اپنی مسجد میں وعظ فرماتے۔ نواب زکریا خاں والئ لاہور نے آپ کی خانقاہ کو سراپا رونق بنایا۔ لنگر اور مدرسہ جاری رہا۔ مگر آپ کا باغ مدرسہ اور مسجد رنجیت سنگھ کے سپہ سالار گلاب سنگھ بھونڈ نے تباہ برباد کر کے چھاؤنی بنا لیا۔ اور اس میں گھوڑے گدھے اور فیل باندھے جانے لگے۔ آپ کا مزار آج بھی پرانے نقش و نگار کے ساتھ موجود ہے۔ آپکے مقبرہ میں سکھ دور میں بارودخانہ بنا دیا گیا۔ انگریزوں کے آنے کے بعد اسے واگذار کیا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے خواجہ عبدالاحد کاشمیری نے کشمیر سے آکر ۱۸۶۰ء میں مقبرہ کی مرمت کرائی۔ (ماخوذ از نقوش لاہور نمبر)

www.maktabah.org

حضرت میر مومن بلخی رحمہ اللہ

آپ خراسان کے ممتاز مشائخ سے تھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔

علامہ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر بلکہ مرید تھے معقول منقول اور فروع و اصول کی تمام متداولہ کتابوں پہ آپ کے حاشئے ہیں۔ اور آپ نے ان کی شرحیں لکھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتا۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔[ل۱]

ل۱ حضرت ملا عبد الحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ اپنے وقت کے " علامہ زماں فہامہ دوراں اور سربرآمد معاصرین، افتخار فقہا و محدثین " تھے۔ والد کا نام مولانا شمس الدین تھا۔ سیالکوٹ میں ۹۸۰ھ (حفظ ۹۸۰ھ تاریخ ولادت) کو پیدا ہوئے۔ حضرت ملا کمال الدین محمد کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ ملا کمال قدس سرہٗ کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی سے علم حدیث لیا۔ (انسان العین شاہ ولی اللہ)

آپ نے عمر عزیز تدریس علوم دینیہ اور تصنیف و تالیف میں گذاری۔ عالم اسلام کے علماء کرام آپ کے مدرسہ سے علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ لاہور کے دار العلوم میں صدر مدرس رہے۔ جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت میں آپ کی شہرت پنجاب سے ابھر کر مغلیہ دربار میں پہنچی۔ مگر شاہجہان بادشاہ نے تو آپکے علم کی قدر افزائی میں کمال کر دیا۔ کئی بار سونے سے تولا گیا۔ اعزازات سے نوازا گیا۔ لاکھوں کی جاگیریں عطا کی گئیں۔

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے دربار تک رسائی کے بعد برصغیر میں دینی مدارس قائم کئے۔ علماء کرام کے اعزاز میں اضافہ کرایا۔ لاہور۔ اکبر آباد۔ سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں بڑے بڑے

www.maktabah.org

حضرت مولوی عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ	آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر اور ہندوستان کے بڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) دارالعلوم قائم کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیازمندی رہی۔ بیعت ہوئے۔ اور سلوک کے کئی مدارج طے کیے۔ حضرت مجدد نے آپ کو "آفتاب پنجاب" کا خطاب دیا۔ آپ کے علمی مباحث اور خدمات سے دنیائے اسلام کے علماء متاثر ہوئے۔ ایرانی علماء سے کئی بار مناظرے ہوئے۔ جس میں آپ ہمیشہ غالب آئے۔

سید شریف احمد شرافت نوشاہی قدس سرہٗ کی تحقیقات کے مطابق آپ نے سلسلہ مجددیہ کے علاوہ سلسلہ نوشاہیہ کے بانی حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہٗ سے سلوک کی منزلیں طے کیں اور درجہ کمال کو پہنچے۔ (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول)۔

بایں ہمہ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی احیائے دین کی جد و جہد سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ پوری طرح شریک کار تھے۔ آپ نے ہی حضرت مجدد کو سب سے پہلی بار "مجدد الف ثانی" کہا (مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید صفحہ ۱۱) اور حضرت مجدد کے معاون و مددگار رہے)

آپ تدریسی مصروفیت کے ساتھ ساتھ گراں قدر تصانیف کے مالک تھے حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات اربعہ تلویح۔ حاشیہ شرح عقائد نسفی التفتازانی، حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ ملا جلال دوانی۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ شرح مطالع الانوار۔ حاشیہ ہدایۃ الحکمت۔ حاشیہ مراح الارواح۔ تکملہ عبد الغفور۔ حاشیہ مطول، حاشیہ شریفیہ آپ کی یادگار ہیں ہیں۔ ان حواشی نے دنیائے علم و ادب میں تہلکہ برپا کر دیا۔ دنیا بھر کے علماء نے ان حواشی کو اپنایا اور آج تک انہیں روشنیوں سے ہمارے مدارس جگمگا رہے ہیں۔

آپ حضرت شاہ دولہ گجراتی کی زیارت کر کے سیالکوٹ جا رہے تھے کہ راہ میں سوہدرہ کے

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

مشہور اور جید عالم تھے۔ مدارج النبوت، جذب القلوب الی دیار المحبوب (تاریخ مدینہ) تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج کر پوچھا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے۔ اس میں بھید کیا تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھ کر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جواب کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد اور آپ کے کمالات کے مقر ہوئے۔

حضرت مولٰنا جمال لاہوری تلوی رحمہ اللہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمعصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جیّد عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب اکبر کے وزیر ابوالفضل نے تفسیر بے نقط لکھنے کے لئے تمام علمائے ہندوستان کو بلایا۔ تو ان میں مولٰنا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوّل نمبر پر تھے۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مولٰنا حسن قبادانی رحمہ اللہ

آپ خراسان کے بڑے جید عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) مقام پر ۱۰۴۲ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار آپ کے مدرسہ مسجد اور جاگیر کی وسیع زمین پر سیالکوٹ میں مرجع خلائق ہے۔

www.maktabah.org

حضرت مولانا تولک رحمہ اللہ آپ ماورالنہر کے بڑے علماء سے تھے۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ نے جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور کلام کو سُنا۔ تو بہت معتقد ہوئے اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

معاصر شعراء

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں عرفی، ظہوری، شیدہ طالب، کلیم، طالب آملی، شوکت بخاری اور قاسم انوری وغیرہ شعرا موجود تھے۔ قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے (مصنّف) پسند آئے۔ قطعہ ؎

اگر خامہ چوں لب نمی پر کند   گذر بر خیاباں مسطر کند
حروف و نقطہ و جملہ از بوئے ہم   سیہ مست رفتند بر روئے ہم

خبر دہ زیک رنگی دوستاں   کہ بودند چوں گل دریں بوستاں
چمن را تر و تازہ آراستند   چو شبنم نشستند و برخاستند

کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔ ؎

www.maktabah.org

ہنوز اندک شعور دارم زمن مگذر
بچشم مست خود تکلیف دہ ایں جام خالی را

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔ ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعوت و ارشاد کی ابتدا، اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں ہوئی۔ اکبر دین سے مرتد ہو گیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ مگر جہانگیر آخری عمر میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ آنجناب نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی۔ توران میں ان دنوں عبداللہ خاں اوزبک نامی حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شیعہ حکمران شاہ عباس کی حکومت تھی۔ عبداللہ خاں اوزبک شاہ توران نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے شاہ عباس والیٔ ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اسے مذہب اہلسنّت وجماعت پہ لانا چاہتا تھا جس میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا
وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا
اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

فضائل درود شریف

اعلیحضرت بریلوی

خاکِ کربلا

تذکرہ علمائے اہلسنت

کتاب الشفاء (دو جلد)

شواہد النبوت

جگر گوشہ رسول

مکتوبات امام ربانی

امام ربانی

کربلا کا مسافر

سیرت طیبہ

(دو جلد)

لا امتیاز بین الحقیقت و المجاز

الوظیفۃ الکریمۃ

تکمیل الایمان

زلزلہ

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم ثانی

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم ثانی

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ

محمد احسان

مجددی سرہندی

مقدمہ

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

رَوُضُ مِنُ الرَّوُضَۃ'' الُقَیُومِیَۃ الُمَجَدَّدیہ

نام کتاب .... روضۃ القیومیہ

نام مولف .... ابوالفیض کمال الدین خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع .... احوال و مقامات قیوم دوم حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

سال تالیف ۱۲۰۱ھ

سال طباعت اول (اردو) .... ۱۳۱۸ھ (فرید کورٹ انڈیا)

سال طباعت دوم (اردو) .... ۱۳۳۵ھ (لاہور پاکستان)

سال طباعت سوم (اردو) .... ۱۹۸۹ء۔۱۴۰۹ھ (لاہور)

سال طباعت چہارم (اردو) .... ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء (لاہور)

ترتیب و تعلیقات .... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ناشر .... مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

صفحات .... ۴۴۸۔۔۳۶×۲۳٪۱۶

قیمت .... [redacted] روپے

نقشبندی اور مجددی حضرات کو تینتیس (۳۳)

فیصد رعایت دی جائے گی۔

www.maktabah.org

فہرست عنوانات روضۃ القیومیہ جلد دوم

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
ا	ابتدائیہ	
ب	مقدمہ ۔ محمد اقبال مجددی	انتیس
پ	حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ ۔	تیس
ت	منصبِ ارشاد ۔	اکتیس
ٹ	اولاد و خلفاء ۔	بتیس
ث	تصانیف ۔	تینتس
ج	مکتوباتِ معصومیہ ۔	"
چ	یواقیت الحرمین ۔	چونتیس
ح	مکاشفات غیبیہ ۔	"
خ	اذکارِ معصومیہ ۔	پینتس
د	بیاض حضرت خواجہ معصوم ۔	چھتیس
ڈ	حضرات کا سفر حرمین الشریفین ۔	سینتس

www.maktabah.org

ذ	حضرت خواجہ کے خلفاء ساکن حرمین۔	چالیس
ڈ	شیخ مراد شامی۔	〃
ر	سیّد زین العابدین۔	تینتالیس
ڑ	قیام حرمین کے تاثرات۔	چوالیس
ز	عرب میں سلسلہ مجدّدیہ کی ترویج۔	انچاس
س	حضرت خواجہ محمد معصوم اور شیخ آدم بنوری۔	پچاس
ش	اس عہد کا مذہبی ماحول۔	اٹھاون
ص	داراشکوہ کے عقائد۔	ساٹھ
ض	شیخ محبّ اللہ الٰہ آبادی۔	چونسٹھ
ط	محسن فانی کشمیری۔	اڑسٹھ
ظ	سرمد۔	ستر
ع	بابا لال۔	بہتّر
غ	چندربھان برہمن۔	پچھتّر
ف	میاں باری۔	ستتّر
ق	شیخ سلیمان مصری قلندر۔	اٹھہتّر
ک	شاہ فتح علی قلندر۔	〃
گ	صوفیائے خام۔	اسّی
ل	داراشکوہ کے عقائد۔	تراسی
م	علمائے کرام کی توہین۔	بانوے

www.maktabah.org

ن	اورنگ زیب کے علماء ومشائخ سے تعلقات۔	١
و	خواجہ محمد معصوم اور اورنگ زیب۔	١
ہ	اورنگ زیب کی دیانت داری۔	٩
ی	جنگ تخت نشینی۔	١٢
یٰ	اورنگ زیب کا ایک مکتوب۔	٢٢
١	اورنگ زیب سے نقشبندی روابط۔	٢٧
٢	مجدّدی حضرات کی اورنگ زیب سے مصاحبت۔	٣٤
٣	خلفائے مجدّدیہ اور اورنگ زیب۔	٤٦
٤	تین سال کی عمر میں	٥٤
٥	سات سال کی عمر میں	٥٥
٦	حضرت خواجہ محمد معصوم کی مسند ارشاد پر جلوہ فرمائی۔	٥٦
٧	طینت واصالت کا حصّہ	٥٦
٨	محبوبیت کی تین قسمیں	٥٧
٩	خلت قیومیت	٥٧
١٠	قیوم اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے	٥٩
١١	سابقین کی جماعت	٦٠
١٢	حضرت مجدد الف ثانی خواجہ محمد معصوم کا ادب کرتے ہیں	٦١
١٣	باالذات محمدی مشرّف	٦١
١٤	قرآنی مقطعات کے اسرار	٦١

www.maktabah.org

۱۵	حضرت خواجہ محمد معصوم مسندِ ارشاد پر	۶۲
۱۶	حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء حضرت قیوم ثانی سے بعیت کرتے ہیں	۶۳
۱۷	جہانگیر حضرت مجدد الف ثانی کی تعزیت کے لئے سرہند آیا۔	۶۳
۱۸	جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کی خلافت کا اعلان کر دیا	۶۴
۱۹	حضرت مجددؒ الف ثانی کے خلفاء تعزیت کے لئے حاضر ہوئے۔	۶۵
۲۰	حضرت خواجہ محمد نقشبند کی ولادت	۶۶
۲۱	قیوّمیت مطلقہ کا سال	۶۷
۲۲	قیوم ثانی کو عروۃ الوثقٰی کا خطاب	۶۷
۲۳	حضرت خلیفہ محمد نعمان کے خلاف ایک درباری سازش	۶۸
۲۴	میر محمد نعمان اکبر آباد میں قیام پذیر ہوئے۔	۶۹
۲۵	عروۃ الوثقٰی کے خطاب کا اعلانِ عام	۷۰
۲۶	جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی	۷۰
۲۷	شاہزادہ شہریار کی چند روزہ تخت نشینی	۷۱
۲۸	شاہجہان تابوت میں بند ہو کر لاہور پہنچا	۷۲
۲۹	شاہجہان تختِ حکومت پر	۷۲
۳۰	شاہجہان حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر	۷۳
۳۱	شاہجہان کی حکومت کو قیوم ثانی نے تسلیم کر لیا۔	۷۳
۳۲	ہندوستان میں شاہجہان کے دور میں تین لاکھ مساجد کی تعمیر۔	۷۴
۳۳	شاہجہانی دور میں ایک لاکھ دینی مدارس کا قیام	۷۴
۳۴	شاہجہان کا وزیر اعظم زیر عتاب	۷۴
۳۵	حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں خواجہ محمد حنیف کابلی	۷۵

www.maktabah.org

۳۶	خواجہ محمد حنیف کابلی سرہند میں ۔	۷۷
۳۷	خواجہ محمد صدیق پشاوری اور ابو مظفر برہانپوری شیخ ابو مظفر بیعت ہوتے ہیں	۷۷
۳۸	عروۃ الوثقےٰ سے اخون موسیٰ ننگرہاری کی بیعت	۷۹
۳۹	بدزبان اور گستاخوں کا حشر	۸۰
۴۰	ایک دن میں اسی ہزار آدمی مرید ہوئے	۸۱
۴۱	خواجہ عبد الصمد کابلی کے دل کو روشن کر دیا	۸۱
۴۲	مولانا شیخ بدرالدین سلطانپوری	۸۲
۴۳	حضرت قیوم ثانی کی والدہ کی رحلت	۸۳
۴۴	شام کے علماء ومشائخ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں	۸۴
۴۵	بادشاہ روم بیعت ہوتے ہیں ۔	۸۶
۴۶	سلسلۂ مجددیہ کا سلوک	۸۸
۴۷	عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں شیخ حبیب اللہ بخاری	۸۹
۴۸	مولانا شریف کابلی اور خواجہ محمد صدیق پشاوری کے اختلافات	۹۰
۴۹	عروۃ الوثقےٰ دارالخلافہ شاہجہان آباد میں	۹۱
۵۰	شاہجہان آباد کی تعمیر و آبادی	۹۲
۵۱	لال قلعہ دہلی کی بنیاد حضرت خواجہ محمد معصوم نے رکھی تھی ۔	۹۳
۵۲	باغ حیات بخش	۹۴
۵۳	دلی کی فصیل اور دروازے	۹۴
۵۴	مغل دور میں دہلی میں ایک لاکھ مساجد	۹۵
۵۵	شاہجہان کا لاہور کی تعمیر میں حصّہ	۹۵
۵۶	حضرت خواجہ معصوم کی نگرانی میں خانقاہِ حضرت مجدد کی تعمیر	۹۶

www.maktabah.org

۵۷	حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں شاہِ توران	۹۸
۵۸	حضرت عروۃ الوثقٰی سے شہزادوں کی بیعت	۱۰۰
۵۹	داراشکوہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں	۱۰۲
۶۰	شاہجہان کی بیٹی روشن آرا، حضرت خواجہ معصوم سے بیعت ہوئی۔	۱۰۴
۶۱	شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا، حضرت خواجہ معصوم کی مرید ہوئی۔	۱۰۵
۶۲	شاہجہان کی فتح قندھار کے لئے حضرت خواجہ محمد معصوم سے دعا کی درخواست	۱۰۷
۶۳	حضرت قیوم ثانی کی توجہ سے خراسان کی فتح	۱۱۲
۶۴	سلطان عبدالرحمٰن والیٔ بلخ حضرت عروۃ الوثقٰی کا مرید ہوا۔	۱۱۶
۶۵	بادشاہِ بدخشان نے حضرت خواجہ محمد معصوم سے بیعت کی۔	۱۱۸
۶۶	حضرت عروۃ الوثقٰی سے ترکستان اور قپچاق کے سلاطین کی بیعت۔	۱۲۰
۶۷	امراء کو بد اعتقادی کی سزا	۱۲۰
۶۸	دشت قپچاق	۱۲۱
۶۹	خلفائے قیوم ثانی کے خلاف ایک سازش	۱۲۱
۷۰	ترکستان کے خان اللہ کی گرفتاری	۱۲۳
۷۱	دشت قپچاق کا تاریخی طوفان	۱۲۴
۷۲	قپچاقی حضرت کے مرید بن گئے۔	۱۲۴
۷۳	امام معصوم کی خدمت میں شاہ ایران شاہ سلیمان کی حاضری	۱۲۵
۷۴	شیعوں کے رضاکار حضرت خواجہ محمد معصوم کو قتل کرنے سرہند آئے۔	۱۲۵
۷۵	شاہ ہند کا سفیر شاہ ایران کے دربار میں	۱۲۶
۷۶	سات قاتل غلام بن گئے۔	۱۲۸
۷۷	حضرت قیوم ثانی سے شاہ کاشغر کی بیعت۔	۱۳۲

www.maktabah.org

۷۸	حضرت امام معصوم کی خدمت میں امام یمن کا مکتوب	۱۳۱
۷۹	امام قیوم زمانی اپنے خلیفہ شیخ حبیب اللہ کو بخارا روانہ فرماتے ہیں۔	۱۳۳
۸۰	بخارا میں حضرت قیوم ثانی کی مثالی موجودگی	۱۳۴
۸۱	بخارا کے تازہ میوے سرہند میں	۱۳۵
۸۲	حضرت قیوم ثانی سے شیخ محمد بنوری کی شکایت۔	۱۳۶
۸۳	قیوم ثانی کا ایک تنقیدی مکتوب	۱۳۸
۸۴	شیخ آدم بنوری اور خواجہ محمد معصوم میں فرق۔	۱۳۹
۸۵	بادشاہ ہندوستان کی شیخ آدم بنوری سے بدظنی	۱۴۰
۸۶	مملکت ختا اور سرزمین چین میں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت۔	۱۴۱
۸۷	ختا کے بادشاہ کا ایک خواب	۱۴۳
۸۸	خواجہ ارغون تین سو سالکوں کے ساتھ چین پہنچے۔	۱۴۳
۸۹	ختا کے بعض علاقوں کی حالت	۱۴۶
۹۰	شہر ختائی کے بُت کدے	۱۴۷
۹۱	چین کے دارالسلطنت میں بارہ لاکھ فوج	۱۴۷
۹۲	شاہ چین نے حضرت خواجہ معصوم کے خلیفہ کا پانچ لاکھ درباریوں سے استقبال کیا۔	۱۴۸
۹۳	قاآن چین خواجہ ارغون سے بغل گیر ہوا	۱۴۸
۹۴	خواجہ ارغون مجدّدی نے شاہِ چین کو اسلام کی دعوت دی	۱۴۹
۹۵	شاہ چین کو خواب میں تنبیہہ	۱۵۰
۹۶	عروۃ الوثقٰی نے شیخ مراد کو خلافت دی	۱۵۱
۹۷	شیخ مراد حج کے لیے روانہ ہوئے۔	۱۵۱

www.maktabah.org

۹۸	والیٔ شام کی ایک بشارت	۱۵۲
۹۹	شریفِ مکہ شیخ مراد کا استقبال کرتے ہیں	۱۵۳
۱۰۰	سلطنت مغلیہ کا ایک اہم رُکن مرید ہوا	۱۵۴
۱۰۱	شیخ محمد ہادی کی ولادت	۱۵۶
۱۰۲	حضرت قیوم ثانی کی بارگاہ میں شاہجہان کی حاضری	۱۵۷
۱۰۳	حضرت خواجہ محمد معصوم نے داراشکوہ سے نفاذ شریعت کا عہد لیا	۱۵۸
۱۰۴	حضرت مجدد الف ثانی کے عرس پر سلطنت مغلیہ کی تقسیم	۱۵۹
۱۰۵	قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر کی ولادت	۱۶۰
۱۰۶	رئیس تاج محمود کے ارتداد اور قتل کا واقعہ	۱۶۰
۱۰۷	وزیر اعظم سعد اللہ خاں کا حشر	۱۶۲
۱۰۸	مفتی سرہند ابوالخیر کا حشر	۱۶۳
۱۰۹	حضرت قیوم ثانی کی سکھوں کو دبانے کی پہلی کوشش	۱۶۴
۱۱۰	گرو تیغ بہادر کا قلعہ سے فرار	۱۶۹
۱۱۱	داراشکوہ کی کفر نوازی سے ہندوستان میں اسلامی اقدار گرنے لگیں	۱۷۰
۱۱۲	داراشکوہ ہندو راجاؤں سے امداد طلب کرتا ہے۔	۱۷۰
۱۱۳	داراشکوہ کی فتنہ پردازیوں سے مسلمان تنگ آگئے۔	۱۷۱
۱۱۴	حضرت خواجہ محمد معصوم حج بیت اللہ کو	۱۷۳
۱۱۵	حضرت قیوم ثانی کی عدم موجودگی میں ہندوستان میں انتشار	۱۷۳
۱۱۶	حضرت مجدد کی قبر مبارک سے اورنگ زیب کی کامیابی کی بشارت	۱۷۴
۱۱۷	حضرت امام معصوم زمانی راہ حرمین الشریفین میں	۱۷۵
۱۱۸	والیٔ یمن نے قافلہ کا استقبال کیا۔	۱۷۸

www.maktabah.org

۱۱۹	کعبۃ اللہ آگے بڑھ کر آیا	۱۷۸
۱۲۰	ابن عربی کا ایک مکاشفہ	۱۷۹
۱۲۱	راہِ حجاز مقدس میں رونما ہونے والے واقعات	۱۷۹
۱۲۲	فرشتے طواف کعبہ کرتے ہیں	۱۸۰
۱۲۳	مسجد خیف کے منارہ کے سائے میں	۱۸۰
۱۲۴	حج کی تحریری قبولیت	۱۸۱
۱۲۵	حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر کی زیارت	۱۸۲
۱۲۶	حقیقتِ کعبہ اور حقیقتِ محمدی	۱۸۳
۱۲۷	کعبۃ اللہ بغل گیر ہو گیا	۱۸۳
۱۲۸	رکن یمانی کے ستر ہزار فرشتوں سے ملاقات	۱۸۴
۱۲۹	خواجہ محمد معصوم حضور کی امت کے وزیر مقرر ہوئے۔	۱۸۴
۱۳۰	حضرت قیوم ثانی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو	۱۸۶
۱۳۱	جنت البقیع کی خصوصی زیارت	۱۸۸
۱۳۲	بارگاہ مصطفےٰ کی خصوصی حاضری	۱۸۸
۱۳۳	حضور کی نعت اور درود میں حضرت محمد معصوم کا حصہ	۱۸۹
۱۳۴	حضرت خواجہ محمد معصوم شیخ آدم بنوری کی قبر پر	۱۹۱
۱۳۵	قیام مدینہ میں سرور کائنات کی زیارت کا شرف	۱۹۲
۱۳۶	بارگاہ نبوی سے جدائی	۱۹۳
۱۳۷	ہندوستان کو واپسی کا حکم	۱۹۴
۱۳۸	حضرت خواجہ محمد معصوم مکہ سے مدینہ آئے۔	۱۹۴
۱۳۹	بحرین کا ایک ولی اللہ جسے قطب بنا دیا۔	۱۹۵

www.maktabah.org

۱۴۰	شہزادہ اورنگ زیب سے بھائیوں کی جنگ اقتدار	۱۹۶
۱۴۱	اورنگ زیب اور راجہ ہند میدان جنگ میں	۱۹۷
۱۴۲	پہلے معرکہ میں اورنگ زیب کی فتح	۱۹۸
۱۴۳	اورنگ زیب اور دارا شکوہ کا آمنا سامنا	۱۹۸
۱۴۴	دارا شکوہ کا میدان جنگ سے فرار	۲۰۱
۱۴۵	شجاع کی ایک اور کوشش	۲۰۳
۱۴۶	شجاع کا حشر	۲۰۴
۱۴۷	دارا شکوہ کی جنگ اور اورنگ زیب کی تخت نشینی	۲۰۶
۱۴۸	دارا شکوہ ہندو راجاؤں سے مدد مانگنے لگا.	۲۰۶
۱۴۹	حضرت شیخ سعدالدین مجددی کی ایک جنگی تدبیر	۲۰۶
۱۵۰	دارا شکوہ ملتان کے ایک سوداگر کی پناہ میں	۲۰۸
۱۵۱	دارا شکوہ کی گرفتاری	۲۰۸
۱۵۲	اورنگ زیب تختِ ہندوستان پر	۲۱۰
۱۵۳	سرمد کو قتل کر دیا گیا	۲۱۰
۱۵۴	عروۃ الوثقےٰ کی حرمین الشریفین سے واپسی	۲۱۲
۱۵۵	عالمگیر نے علماء و مشائخ کو حضرت خواجہ معصوم کے استقبال کو بھیجا.	۲۱۲
۱۵۶	اورنگ زیب عالمگیر نے قیوم ثانی کو تخت پر بٹھانے کی التجا کی	۲۱۳
۱۵۷	حضرت خواجہ محمد معصوم کی سرہند میں تشریف آوری	۲۱۳
۱۵۸	حسنات الحرمین کی تالیف	۲۱۴
۱۵۹	سلطان اورنگ زیب بارگاہِ معصومیت میں	۲۱۵
۱۶۰	خازن الرحمت کی رحلت	۲۱۶

www.maktabah.org

۱۶۱	مؤلف کتاب کا مشاہدہ	۲۱۶
۱۶۲	حضرت قیوم ثانی پر ایک الزام	۲۱۷
۱۶۳	عالمگیر بادشاہ سرہند میں	۲۱۸
۱۶۴	حضرت شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ	۲۱۹
۱۶۵	عالمگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات مروج الشریعت سے سُنے	۲۲۰
۱۶۶	معصومی اور سعیدیوں کا مناظرہ	۲۲۱
۱۶۷	شیخ عبدالاحد کی نظر شفقت	۲۲۲
۱۶۸	شیخ ابوالقاسم اور شیخ محمد الدین کی صلح	۲۲۳
۱۶۹	حافظ صادق کو تنبیہہ	۲۲۳
۱۷۰	حضرت معصوم زمانی کا فیض عام	۲۲۴
۱۷۱	حضرت قیوم ثانی کے چھ بیٹے	۲۲۵
۱۷۲	ایک دن کی فتوحات سے غریب لڑکی کا جہیز	۲۲۸
۱۷۳	حضرت قیوم ثانی کے دستر خوان سے پانچ ہزار افراد روز کھانا کھاتے تھے۔	۲۲۹
۱۷۴	حضرت قیوم ثانی کے نو لاکھ مرید ہوئے۔	۲۲۹
۱۷۵	حضرت مخدوم جہانیاں کے سجادہ نشین حضرت قیوم ثانی کی بیعت میں	۲۲۹
۱۷۶	عروۃ الوثقےٰ کی خواجہ محمد نقشبند کو قیومیت کی بشارت	۲۳۰
۱۷۷	حضرت حجۃ اللہ پر الہامات کی بارش	۲۳۱
۱۷۸	مرضی سے بارش رُک گئی	۲۳۱
۱۷۹	متھرا کا بُت خانہ زمیں بوس ہو گیا	۲۳۲
۱۸۰	حضرت امام معصوم کی اپنے پوتوں کو بشارت	۲۳۳
۱۸۱	خواجہ محمد معصوم پوتوں کی روحانی تربیت کرتے ہیں	۲۳۴

www.maktabah.org

۱۸۲	خواجہ محمد حنیف کابلی سے ناراضگی	۲۳۵
۱۸۳	حضرت عثمان غنی برقعہ پوش ہوکر تشریف لائے	۲۳۶
۱۸۴	عروۃ الوثقیٰ سرہند سے دہلی میں	۲۳۶
۱۸۵	شاہجہان کی پگڑی کے تین لعل	۲۳۷
۱۸۶	ظالمانہ محصولات پر نصیحت	۲۳۷
۱۸۷	سلسلہ مجددیہ کے پاکبازوں کا عظیم الشان اجتماع	۲۳۸
۱۸۸	شہزادہ اعظم شاہ کو مریدوں کے ہجوم کی وجہ سے ملاقات میں دشواری	۲۳۹
۱۸۹	حضرت امام معصوم کے خلفاء اکناف عالم میں روانہ ہوئے ۔	۲۴۰
۱۹۰	توجہ قسری	۲۴۰
۱۹۱	سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کے انتظامات	۲۴۱
۱۹۲	ایک ہزار سات سو خلفاء دشتِ قبچاق میں	۲۴۲
۱۹۳	امام معصوم زمانی لشکرگاہ کی تربیت میں	۲۴۲
۱۹۴	اورنگ زیب کے استاد کی مجلس مزامیر کا احتساب	۲۴۲
۱۹۵	گویّوں ۔مغنیوں اور رقاصاؤں پر پابندی	۲۴۴
۱۹۶	اورنگ زیب کے سامنے موسیقی کا جنازہ	۲۴۴
۱۹۷	شہزادہ اعظم شاہ کی شادی پر غیر شرعی رسومات پر پابندی	۲۴۵
۱۹۸	حضرت عروۃ الوثقیٰ کے چند کمالات و تصرفات	۲۴۶
۱۹۹	جنگل میں جن آپ کے مرید کی حفاظت کرتے ہیں	۲۴۶
۲۰۰	غرق ہوتے جہاز کو کنارے لگا دیا	۲۴۷
۲۰۱	تبرکات کی عنایتیں	۲۴۸
۲۰۲	ایک سیّد کا احساس	۲۴۸

www.maktabah.org

۲۰۲	لاعلاج مریض کا علاج	۲۴۸
۲۰۳	مفلسی دور ہوگئی	۲۴۹
۲۰۴	آنکھیں روشن ہوگئیں	۲۴۹
۲۰۵	حج اور حفظ قرآن	۲۴۹
۲۰۶	جماعت میں سو صفیں	۲۵۰
۲۰۷	ناصر علی سرہندی کی شاعری خواجہ محمد معصوم کے وضو کے پانی کا ثمرہ تھی	۲۵۰
۲۰۸	مردہ زندہ ہو گیا	۲۵۱
۲۰۹	ایک علاج	۲۵۱
۲۱۰	شاہ کاشغر کی دستگیری	۲۵۱
۲۱۱	لاہور کے گورنر کی نجات	۲۵۲
۲۱۲	لڑکے کی ولادت کی دعا	۲۵۲
۲۱۳	زندگی بھر کے لیئے وظیفہ	۲۵۳
۲۱۴	انگور سے مریدوں کو شفاء	۲۵۳
۲۱۵	صحابہ کے گستاخ کو سزا	۲۵۳
۲۱۶	ایک گستاخ کا حشر	۲۵۳
۲۱۷	طبیب کا کام چل نکلا	۲۵۴
۲۱۸	ایک دنیا دار مرید کی آرزو !	۲۵۴
۲۱۹	مکاشفات حضرت عروۃ الوثقیٰ	۲۵۵
۲۲۰	علماء اور اولیاء	۲۵۵
۲۲۱	حضرت قیوم ثانی کے مکتوب	۲۵۷
۲۲۲	عبادات وشمائل حضرت عروۃ الوثقیٰ	۲۵۸

www.maktabah.org

۲۲۳	سنت نبوی کی پابندی	۲۵۸
۲۲۴	انتہائی احتیاط	۲۵۸
۲۲۵	رات کے معمولات	۲۵۹
۲۲۶	صبح کے معمولات	۲۵۹
۲۲۷	تلاوتِ قرآن	۲۵۹
۲۲۸	تلاوت کی منزل	۲۵۹
۲۲۹	اہل خانہ کے ساتھ کھانا	۲۶۰
۲۳۰	حضرت قیوم ثانی کا دستر خوان	۲۶۰
۲۳۱	نماز ظہر کے بعد کے معمولات	۲۶۰
۲۳۲	متفرق وظائف	۲۶۱
۲۳۳	سال میں دو عرس	۲۶۲
۲۳۴	جسم کا تناسب	۲۶۲
۲۳۵	حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خصائص	۲۶۲
۲۳۶	حضرت امام معصوم زمانی کی وفات حسرت آیات	۲۶۶
۲۳۷	شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم	۲۶۶
۲۳۸	کتب خانے کی تقسیم	۲۶۷
۲۳۹	طبیب عاجز آگئے	۲۶۷
۲۴۰	عاشورہ محرم کو آخری خطاب	۲۶۸
۲۴۱	بیٹوں کو ہدایت	۲۶۸
۲۴۲	حضرت قیوم ثانی کی آخری باتیں	۲۶۸
۲۴۳	مزارات کی آخری زیارت	۲۶۹

www.maktabah.org

۲۴۴	حضرت مجدد الف ثانی کا آخری عرس مبارک	۲۶۹
۲۴۵	اورنگ زیب کی قیوم ثانی کی تیمارداری	۲۷۰
۲۴۶	موت کے دروازے پر	۲۷۰
۲۴۷	زبان مبارک پر آخری الفاظ	۲۷۱
۲۴۸	چو مرگ آید تبسم برلب او !	۲۷۱
۲۴۹	حضرت امام قیوم زمانی کی تجہیز و تکفین	۲۷۳
۲۵۰	جنازے پر سارا سرہند رویا	۲۷۴
۲۵۱	ردّ شمس کے واقعات	۲۷۶
۲۵۲	قبر میں پہلی رات	۲۷۶
۲۵۳	وصال کے بعد زیارت	۲۷۷
۲۵۴	مزار پر پانی کے کوزے شفائے امراض بن گئے۔	۲۷۸
۲۵۵	وصال کے بعد شیخ عبد الاحد کے سوال کا تحریری جواب	۲۷۸
۲۵۶	اورنگ زیب تعزیت کے لئے سرہند میں	۲۷۹
۲۵۷	شیروں کی لڑائی	۲۸۰
۲۵۸	حضرت عروۃ الوثقٰی کے روضہ مبارک کی تعمیر	۲۸۱
۲۵۹	حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ میں دوسرے افراد خاندان کی قبریں	۲۸۳
۲۶۰	حضرت خواجہ محمد معصوم کی اولاد کے حالات	۲۸۴
۲۶۱	حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۴
۲۶۲	تمباکو کی بجائے چنبیلی کے پھول	۲۸۶
۲۶۳	حضرت شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ	۲۸۶
۲۶۴	حضرت شیخ محمد اسمٰعیل رحمہ اللہ	۲۸۷

www.maktabah.org

۲۶۵	حضرت شیخ غلام معصوم رحمہ اللہ	۲۸۸
۲۶۶	حضرت شیخ غلام احمد رحمہ اللہ	۲۸۸
۲۶۷	حضرت شیخ غلام محمد رحمہ اللہ	۲۸۸
۲۶۸	مروج الشریعت حضرت خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۲۹۳
۲۶۹	خواجہ محمد عبید اللہ مسند ارشاد پر	۲۹۳
۲۷۰	خواجہ محمد عبید اللہ کو مروج الشریعت کا خطاب	۲۹۵
۲۷۱	سرہند میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر	۲۹۶
۲۷۲	ایک چالاک خرقہ پوش سے ملاقات	۲۹۷
۲۷۳	لوح محفوظ پر نگاہ	۲۹۷
۲۷۴	شیخ عبد الرحمان خوارزمی رحمہ اللہ	۲۹۸
۲۷۵	حضرت مروج الشریعت اور اورنگ زیب کی دعوت	۲۹۸
۲۷۶	ایک بلا تکلف دعوت	۲۹۹
۲۷۷	حضرت حجۃ اللہ کی وفات	۳۰۰
۲۷۸	شیخ شاہ محمد قدس سرہٗ بیعت ہوئے	۳۰۰
۲۷۹	حضرت مروج الشریعت سرہند سے شاہجہان آباد میں	۳۰۱
۲۸۰	اورنگ زیب کی دعوت سے گریز	۳۰۲
۲۸۱	والدہ ماجدہ کا حکم	۳۰۲
۲۸۲	اورنگ زیب بادشاہ مرید ہوتے ہیں۔	۳۰۳
۲۸۳	شہزادہ اعظم شاہ کی بیگم کی بیعت	۳۰۳
۲۸۴	شہزادہ اعظم شاہ کا مردہ بیٹا زندہ ہو گیا	۳۰۴
۲۸۵	وزیر اعظم جعفر خاں کی دعوت سے انکار	۳۰۴

www.maktabah.org

۲۸۶	مروج الشریعت کے قرض کا ایک واقعہ	۳۰۵
۲۸۷	حضرت مروج الشریعت کے مکاشفات وکرامات	۳۰۶
۲۸۸	حضرت مروج الشریعت کے خصائص	۳۰۹
۲۸۹	حضرت مروج الشریعت کی وفات	۳۱۲
۲۹۰	موت کا علم تھا	۳۱۳
۲۹۱	السلام علیک یارسول اللہ! کہتے ہوئے موت کو پکارا۔	۳۱۳
۲۹۲	جنازے سے شیعوں کو ہٹا دیا گیا	۳۱۴
۲۹۳	جنازہ سرہند میں	۳۱۵
۲۹۴	اورنگ زیب مروج الشریعت کی وفات پر رویا	۳۱۶
۲۹۵	شہزادہ معظم سرہند میں تعزیت کرنے آیا	۳۱۶
۲۹۶	حضرت ابوالحسن تاج الدین شیخ محمد ہادی قدس سرہ	۳۱۷
۲۹۷	غازی الدین کو فتح کی خوشخبری	۳۲۱
۲۹۸	شیخ محمد ہادی کی وفات	۳۲۳
۲۹۹	ابوالکمال الدین محمد احسان (مولف کتاب ہذا)	۳۲۸
۳۰۰	حضرت شیخ محمد صدیق قدس سرہ	۳۵۳
۳۰۱	خلفائے عظام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ	۳۵۶
۳۰۲	خواجہ محمد حنیف کابلی رحمہ اللہ	۳۵۶
۳۰۳	خواجہ محمد صدیق پشاوری رحمہ اللہ	۳۵۷
۳۰۴	خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ	۳۵۸
۳۰۵	مولانا محمد شریف کابلی رحمہ اللہ	۳۵۸
۳۰۶	شیخ ابوالمظفر برہان پوری رحمہ اللہ	۳۵۸

www.maktabah.org

۳۰۷	خواجہ حسین عشاق رحمہ اللہ	۳۵۹
۳۰۸	شیخ حبیب اللہ بخاری رحمہ اللہ	۳۶۰
۳۰۹	شیخ محمد نعمان رحمہ اللہ	۳۶۰
۳۱۰	شیخ محمد مراد شامی قدس سرہ	۳۶۰
۳۱۱	حضرت شیخ مصطفٰے رحمہ اللہ	۳۶۲
۳۱۲	اخون موسے انگر ہاری رحمہ اللہ	۳۶۲
۳۱۳	خواجہ عبدالصمد یعقوبی قدس سرہ	۳۶۲
۳۱۴	اخون میر محسن سیالکوٹی رحمہ اللہ	۳۶۲
۳۱۵	حافظ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ	۳۶۳
۳۱۶	حاجی عاشور رحمہ اللہ	۳۶۳
۳۱۷	بدرالدین سلطان پوری رحمہ اللہ	۳۶۳
۳۱۸	شیخ عمر الدین رحمہ اللہ اور دوسرے خلفاء	
۳۱۹	ایک گذارش	۳۷۵
۳۲۰	حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے معاصرین شعراء اور علماء	۳۷۷
۳۲۱	حضرت خواجہ محمد معصوم کے معاصر سلاطین	۳۷۷
۳۲۲	تمت بالخیر	—

www.maktabah.org

ابتدائیہ

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹۷۱ھ سے ۱۰۳۴ھ) کی جد و جہد نے برصغیر کی دینی اور معاشرتی زندگی میں بڑے اہم اور دور رس اثرات قائم کئے۔ آپ نے اکبری دور کی کفریات اور جہانگیری عہد کی بدعات کے خاتمہ میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے اقتدار کے ایوانوں میں کلمۃ الحق بلند کیا۔ مغل دربار کے امراء اور رؤساء کے نظریات کی اصلاح کی۔ علماءِ عصر اور مشائخ وقت کو بیدار کیا۔ اور شریعت و طریقت کی بنیادوں پہ ایک ایسے اسلامی معاشرے کی عمارت کو کھڑا کیا جو آگے جا کر اپنی استقامت اور وسعت کی وجہ سے روشنی کا مینار بنی۔ آپ نے جن حالات میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان کی تفصیلات اسی کتاب کی جلد اوّل میں قارئین کے مطالعہ میں آئیں گی۔

حضرت مجدّد ۱۰۳۴ھ میں خاکدانِ عالم کو چھوڑ کر ساکن دار البقاء ہوئے تو آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد معصوم مجدّدی سرہندی قدس سرہ مسند آرائے ارشاد و سلوک مجدّدیہ ہوئے اور ۱۰۷۹ھ تک (تقریباً نصف صدی) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ طریقت اور ترویج شریعت کو بڑی تندہی اور خوبی سے جاری رکھا۔ کتاب کا زیرِ نظر حصّہ آپ کی ان ہی مساعی جمیلہ اور

www.maktabah.org

دعوتِ عزیمت کی تفصیلات کی ایک مستند دستاویز ہے۔ آپ نے اس نصف صدی میں نہ صرف اپنے خانوادہ کے افراد کی روحانی تربیت کی بلکہ مغل سیاست معاشرتی اقدار۔ اور علمی درسگاہوں کو شریعت اسلامیہ کے زیرِ اثر رکھنے میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ آپ نے مغل سیاسیات کو نشہ اقتدار سے محفوظ رکھنے کے لئے دن رات کام کیا۔ علماء کرام کو شاہی محضر ناموں پہ آنکھیں بند کر کے دستخط کرنے سے روکا۔ پھر صوفیاء خام کی پھیلائی ہوئی بدعات کے استیصال میں مؤثر اقدام کیا آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت مجدد الف ثانی اور برادرِ مکرم خواجہ محمد صادق مجددی اور شیخ محمد طاہر لاہوری (طاہر بندگی) رحمۃ اللہ علیہم سے علوم معقول و منقول میں کمال حاصل کیا۔ تو سرہند میں بذاتِ خود طلباء کو تفسیر بیضاوی، مشکوٰۃ شریف ہدایہ، عضدی اور تلویح کے اسباق دیتے تھے اور اپنے مکتب کے دوسرے اساتذہ کی نگرانی فرماتے تھے۔ اس عرصہ میں بیعت و ارشاد کا سلسلہ اس قدر وسیع ہوا کہ مغل دربار کے بڑے بڑے امراء اور سپہ سالار آپ کے سلسلۂ ارادت میں شریک ہوئے۔ پھر دور دراز کے صاحب اثر اعیان مملکت اور سربراہان ممالک اسلامیہ کو خط و کتابت کے ذریعہ سے شریعت اسلامیہ کی سربلندی کے لئے کام کرنے پہ آمادہ کیا۔

تصوّف کے دوسرے سلسلوں کے برعکس مشائخ مجدّدیہ نے اپنے مکتوبات کو ہی ذریعہ تبلیغ و اشاعتِ دین بنایا تھا۔ مشائخ چشت کے ملفوظات، مشائخ قادریہ کی تصنیفات اور مشائخ سہروردیہ کی مجالس تزکیہ نفس اور روحانی تربیت کا ذریعہ رہے ہیں۔ مگر حضرات نقشبندیہ مجدّدیہ نے اپنے مکتوبات کو اصلاح احوال کا شاندار ذریعہ بنا کر ایسا تاریخی کام کیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت

www.maktabah.org

مجددؒ الف ثانی قدس سرہٗ السامی کے مکتوبات کو برصغیر کی تمام تبلیغی اور روحانی تحریروں میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کے مکتوبات سیاسی ناہمواریوں کی اصلاح دینی استفسارات کی تشریح اور تصوف کے رموز کی تصریحات کے سلسلہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ نے بھی اپنے مکتوبات سے اصلاحِ معاشرہ کا بڑا زبردست کام سر انجام دیا۔ مکتوبات معصومیہ کی جلد اوّل آپ کے صاحبزادہ خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت نے جمع کی۔ جسے پہلی بار مطبع نظامیہ کانپور نے شائع کیا۔ اسی طرح جلد دوم حضرت مولانا سیّد مشرف حسین بن میر عماد الدّین ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمائی۔ اور پہلی بار لدھیانہ پریس میں طبع ہوئی۔ مکتوبات معصومیہ کی تیسری جلد خواجہ محمد معصوم بخاری قدس سرہٗ الباری نے ترتیب دی جسے پہلی بار امرتسر سے طبع کیا گیا۔ ان بلند پایۂ تحریروں کے مکتوب الیہم عالمگیری دَور کے امراء۔ پردہ نشین خواتین، اعلیٰ منصب دار، مغل فوج کے سپہ سالار اور عالم اسلام کے اعیان مملکت تھے۔ یہ لوگ آپ کے مکتوبات کے نہ صرف مخاطبین تھے بلکہ حلقۂ ارادت میں منسلک بھی تھے۔ اسی طرح خواجہ محمد نقشبند مجدّدی سرہندی کے مکتوبات تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہیں اور وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول کے نام سے شائع ہوئے۔ غرضیکہ خانوادۂ مجددیہ کے مشائخ نے مکتوبات کی زبان میں بات کی۔ مکتوبات سے دلوں کو مسحور کیا۔ اور مکتوبات سے ہی سیاسی زندگی میں انقلاب پیدا کیا۔

مکتوبات معصومیہ نے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کو خصوصی طور پر اپنا مخاطب بنایا۔ اس بادشاہِ دین پسند نے آپ کی تربیت سے باطل قوتوں کو نیست و نابود کر دیا۔ کفر و الحاد کے طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ دین کے خلاف ابھرنے

www.maktabah.org

والے فتنوں کو زیرِ زمین دفن کر دیا۔ پھر ساتھ ساتھ اپنے نفس کی اصلاح میں یہاں تک کامیاب ہوا۔ کہ مغل سلطنت کا یہ شہنشاہ روزِ روشن تو خدمتِ خلق میں مصروف رہتا اور رات کو خاموش تنہائیوں میں سربسجود ہوتا۔ رعایا کے آرام کے لئے شب و روز صرف کرتا۔ مگر خود قرآن نویسی اور ٹوپیوں کی سلائی سے جو ملتا اسے اپنی قوتِ لایموت بناتا۔ ان مکتوبات پہ نگاہ ڈالی جائے

ان مکتوبات پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی نگاہِ فیض اثر نے اورنگ زیب عالمگیر کی قدم قدم پر راہنمائی فرمائی۔ جنگ اقتدار، جنگِ دکن، جنگِ قندھار، پھر مرہٹوں سے نبرد آزمائی، بے دینوں کی شورش اور ملاحدہ کی سرکشیوں غرضیکہ برصغیر کی تمام فکری اور سیاسی تحریکوں میں حضرات مجددیہ نے سہارا دیا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی روحانی اور دینی نگرانی پر حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ اپنے بیٹے سیف الدین مجددی کو ۱۰۹۰ھ میں مقرر فرمایا۔ جو ہر وقت لشکرگاہ اور ملکی مہمات میں شریک رہ کر بادشاہ کی اصلاح کرتے رہتے تھے۔ مغل دربار کی اصلاح و نگرانی کے اثرات نے برصغیر کی معاشرتی زندگی پہ اسلامی رنگ کو نمایاں کر دیا۔ اور یہی وہ زمانہ تھا۔ جو برصغیر کی تاریخ میں اعلیٰ دینی اور اسلامی اقدار کا سنہری دور مانا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی قدس سرہٗ نے برصغیر پاک و ہند کی معاشرتی اور روحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ سارے عالم اسلام کو سلوک مجددیہ سے مالامال کر دیا۔ آپ کے خلفاء سرہند سے تربیت پا کر اٹھے۔ تو افغانستان سے ہوتے ہوئے کوہِ ہندوکش سے آگے بڑھ کر کوہ قراقرم کے اس پار کے دور دراز

www.maktabah.org

علاقوں میں پھیل گئے۔ وہاں کے خوانین اور سلطانین نے سلوک مجددیہ سے استفادہ کیا۔ دوسری طرف خانوادۂ مجددیہ کے خلفاء نے شمالی ترکستان سے آگے نکل کر وسطی روس تک اپنی خانقاہیں اور درسگاہیں قائم کیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی ایک جماعت چین اور ختناء کے شمالی صوبوں تک جا پہنچی۔ اور کاشغر سے آگے علاقوں میں نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کی اشاعت کی۔ ان علاقوں کی روحانی تربیت کے علاوہ اسی کتاب کے مقدمہ (مرتبہ محمد اقبال مجددی) میں حضرات مجددیہ کی ان کوششوں کی بھی تفصیل ملے گی۔ جن کی روشنی میں ترکی، شام عرب اور مصر سے آگے بڑھ کر کئی افریقی ممالک میں سلسلۂ مجددیہ کو رواج ملا آپ کے خلیفہ مراد شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے سلسلۂ کے جلیل القدر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آثار و انوار تو آج تک ممالک عرب و شام میں ملتے ہیں۔

روضۃ القیومیہ کی جلد اوّل کی اشاعت کے بعد خانوادہ مجددیہ سے وابستہ اہلِ علم حضرات نے راقم کی مساعیٔ محقرہ کو جس انداز سے سراہا۔ اور اس سلسلہ میں کئے جانے والے کام کی جس انداز میں پذیرائی کی۔ اس پہ اللہ کا جس قدر شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ ان حضرات نے اس کتاب کے مطالعہ کے لئے جس تشنہ کامی کا اظہار کیا ہے۔ وہ میرے لئے کسی داد و تحسین سے کم نہیں۔ اس گئے گذرے دور میں بھی مجددی سلوک کی ضیا باریاں دلوں کو منوّر کئے ہوئے ہیں ملک اور بیرون ملک کے بہت سے مشائخ مجددیہ نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس نایاب مرقع مجددیہ کو زیورِ طبع سے آراستہ کرنے اور حواشی و تعلیقات سے مزیّن کرنے پہ دلی خلوص اور محبت سے نوازا

www.maktabah.org

ہے۔ کس کس کا نام لوں؟ کس کس کا شکریہ ادا کروں؟ کس کس کی آمد پہ آنکھیں فرشِ راہ کروں؟ کس کس کی دعا، پہ اللہ کا شکر ادا کروں؟ کس کس کی نظرِ التفات پہ سرِ تسلیم خم کروں؟

کس کس کی یاد ہے میرے دل میں بسی ہوئی

خانوادۂ مجددیہ کے ایک بزرگ جو قدم قدم پہ کتاب کی اشاعت اور طباعت میں میرے ساتھ رہے۔ وہ قابلِ صد ستائش ہیں۔ وہ ہیں صاحبزادہ سید عاشق حسین شاہ صاحب مجددی سرہندی مدظلہ العالی (مسند آرائے ۱۳۷۰ھ) بن حضرت سید امیر محمد شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۳۴۵ھ) بن سید محمد حسن شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۳۱۴ھ) بن سید محبوب علی شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۲۷۹ھ) بن سید فیض علی شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۲۶۱ھ) بن سید عبدالرحیم شاہ میر لالہ شاہ غازی سرہندی (مسند آرائے ۱۲۲۷ھ) بن سید حفیظ اللہ شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۱۷۳ھ) بن سید شیر علی شاہ سرہندی قدس سرہم العالیہ۔ صاحبزادہ صاحب کے پاس حضرات مجددیہ کی قلمی اور مطبوعہ کتابوں کا ایک گراں قدر ذخیرہ موجود ہے جس سے اہلِ تحقیق استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

کتاب کی ترتیب و حواشی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں خانوادہ مجددیہ کی جن بے شمار حوالہ جاتی کتابوں کی زیارت کا موقعہ ملا۔ وہ میری زندگی کا ایک علمی سفر اور مطالعاتی خوشگوار تجربہ ہے۔ ان کتابوں کے حصول کے لئے مجھے ملکی اور قومی لائبریریوں کے علاوہ کتاب دوست حضرات کے ذاتی کتب خانوں کے

www.maktabah.org

ستائیس

دروازوں پر دستک دینے کی بھی سعادت ملی ۔ اِن احبابِ علم نے جس خندہ پیشانی سے اپنے نادر و نایاب خزینے میرے سامنے لاکر سجا دیئے ۔ مَیں ان کا کس زبان ، کس بیاں ، کس اسلوب ، کس انداز اور کس عقیدت سے شکریہ ادا کروں ۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ فِیْ عِلْمِھِمْ وَ فِیْ
مَالِھِمْ وَ فِیْ حَالِھِمْ

اقبال احمد فاروقی

۱۸۱ ریواز گارڈن
لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

مقدمہ

محمد اقبال مجددی،

بہ شکریہ

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف
ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان،

www.maktabah.org

حضرتِ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

حضرتِ خواجہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین، مرجع خلائق، مصلح، انتہائی پابند شرع، قاطع بدعت، اسلاف کے صحیح ترین مقلد، سیاسی امور میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے متبع اور "عروۃ الوثقیٰ" کی جامع ترین تصویر تھے۔

ولادت

حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت بستی ملک حیدر (قریباً دو میل خام از سرہند) میں شوال ۱۰۰۷ھ / مئی ۱۵۹۹ء کو ہوئی۔[1] اسم گرامی محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجد الدین اور خطاب عروۃ الوثقیٰ ہے۔ آپ سولہ سال کی عمر میں تحصیلِ علم سے فارغ ہو گئے۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری[2] (ف ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء) خلیفۂ

---

[1] صفر احمد معصومی: مقاماتِ معصومیہ۔ قلمی (نسخہ ب) ص ۸۲
سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مولف حضرات القدس (۲ / ۲۶۲) نے ۱۰۰۹ھ لکھا ہے اور اس کی اتباع جواہر علویہ، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ اور مولف خزینۃ الاصفیاء نے کی ہے حالانکہ مولف حضرات القدس سے سہو ہوا ہے۔ انہوں نے خود حضرت مجدد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ محمد معصوم کی ولادت میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی ہے کیونکہ اس ولادت سے چند ماہ بعد مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی ملازمت نصیب ہوئی۔ یہ مسلمہ ہے کہ حضرت مجدد، حضرت خواجہ سے ۱۰۰۷ھ میں منسلک ہو گئے تھے۔ لہٰذا حضرت خواجہ محمد معصوم کا صحیح سالِ ولادت ۱۰۰۷ھ ہے۔ زبدۃ المقامات اور مقاماتِ معصومیہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے (زید ابو الحسن: مقاماتِ خیر ۵۹)

[2] صفر احمد: مقامات معصومیہ ص ۱۱۳

www.maktabah.org

حضرت مجددؒ اور اخوند سجاول سرہندی (مولف شرح وقایہ) اور سلطان العلماء ملاّ بدرالدین سلطانپوریؒ[1] سے آپ نے تحصیلِ علم کی۔ اور قیام حرمین الشریفین کے دوران آپ نے اپنے خلیفہ مولانا سید زین العابدین محدث مدنی سے اجازتِ حدیث بھی لی تھی۔[2]

منصبِ ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا اور اپنے ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم میں بہت واضح طور پر تحریر فرمایا :

"بعد نماز بامداد مجلس سکوت داشتم ظاہر شد کہ خلعتے کہ داشتم از من جُدا شد و خلعت دیگر بمن متوجہ شُد کہ بجائے آن خلعت نشیند بخاطر آمد کہ این خلعتِ زائلہ را بکسے خواہند دادیانہ و آرزوے آن شد کہ اگر آن را بدہند بہ فرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند بعد از لمحہ دید کہ بفرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت او را بتمام پوشانیدند و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ[3] .... الخ

حضرت امامِ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرما دی ہے کہ اس خلعت سے مراد منصب قیومیت ہے جو ارشاد و تعلیم و تربیت سے عبارت ہے۔

حسنات الحرمین اور روضۃ القیومیہ میں ہے کہ قیامِ حرمین کے دوران آپ

---

[1] صفر احمد : مقاماتِ معصومیہ ص ۸۳۱

[2] ایضاً : ص ۴۸

[3] مجدد الف ثانی : مکتوبات ۱۰۴/۳

www.maktabah.org

کو الہام ہوا کہ "تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے[1]"۔

چنانچہ آپ سے خلقِ کثیر نے ظاہری و باطنی علوم میں فیض پایا اور طالبانِ حق کو اس فیض سے بہرہ ور کرتے رہے[2]۔

آپ کا وصال ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ/۱۷ اگست ۱۶۶۸ء کو سرہند میں ہوا۔

اولاد و خلفاء

حضرت خواجہ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں یعنی حضرت صبغت اللہ، حضرت محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ، خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت، شیخ محمد اشرف، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد صدیق۔ دخترانِ عفت مآب میں امۃ اللہ، عائشہ، عارفہ، عاقلہ اور صفیہ کے اسمائے گرامی ان کی اولادِ مبارک اور ان سب کے احوال و مقامات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے[3]۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نفس گرم، توجہ مبارک اور صحبت میں کچھ ایسی برکت دی تھی کہ آپ کے حینِ حیات ہی آپ کے خلفائ پورے عربستان، ماوراء النہر

---

[1] روضہ ۹۸/۲ و حواشی حسنات الحرمین۔
[2] تفصیل کے لیے دیکھیے مقدمۂ ہذا تحت "اولاد و خلفاء"
[3] ان حضرات کی اولاد گرامی کے حالات و انساب کے لیے ملاحظہ ہو:
احمد کی : ہدیۂ احمدیہ۔ کانپور
محمد حسن جان : انساب الانجاب۔ طبع ٹنڈو سائیں داد سندھ
زید ابو الحسن : مقاماتِ خیر۔ طبع دہلی ۱۳۹۲ھ ص۱۶
محمد فضل اللہ مجددی : عمدۃ المقامات۔ طبع ٹنڈو سائیں داد سندھ ۱۳۵۵ھ

www.maktabah.org

اور افغانستان سے سرہند تک اس طرح پھیل گئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ دعوت و عزیمت کے مبارک منصب پر فائز ہو کر آپ جہان کو منوّر فرما رہے ہیں۔ حضرت شاہ محمد مظہر نے لکھا ہے کہ آپ کے دستِ مبارک پر نو لاکھ افراد نے بیعت کی اور آپ کے خلفاء تقریباً سات ہزار تھے۔[1]

مولف مقاماتِ معصومیہ نے جو آپ کے نواسے تھے، آپ کے بہت سے خلفاء کے نام ان کی وطنی نسبتوں سمیت تحریر کیے ہیں جن میں سے بعض کی صحبت انہیں میسر آئی تھی۔ انہوں نے ان میں تئیس خلفا کے مفصل حالات بھی لکھے ہیں۔[2]

حضرتِ خواجہ کی تصانیف

اگرچہ حضرتِ خواجہ کو دعوت و ارشاد کے سلسلہ میں بے پناہ مصروفیت کے باعث علمائے اسلام کی طرح تصنیف و تالیف کے مواقع میسر نہیں آئے لیکن اس کے باوجود آپ نے طالبانِ حق کی راہنمائی کے لیے اپنے مکتوبات کی تین ضخیم جلدیں اور کئی رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔

مکتوباتِ معصومیہ

اپنے والد بزرگ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی طرح آپ نے بھی اپنے مکتوبات جمع کروانے کا اہتمام فرمایا تھا اور یہ تینوں جلدیں آپ کے حین حیات ہی میں یعنی بترتیب ۱۰۶۳، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳ھ میں مرتب ہو کر ہدایت و روحانی رہنمائی

---

[1] محمد مظہر مجدّدی : مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ۔ ۳۴

[2] آپ کے بعض عرب اور مقیم عربستان خلفاء کے کمالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا تحت "حضرتِ خواجہ کا قیام حرمین"

www.maktabah.org

کے سرچشمہ کا کام دینے لگی تھیں۔ آپ کے مکتوبات کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مکتوبات حضرتِ مجدد کے بعض مغلق مقامات اور بعض توضیح طلب امُور کو نہایت ہی واضح الفاظ میں بیان کر کے اس سلسلہ علیہ پر بڑا احسان کیا ہے[1]۔

یواقیت الحرمین

مکاشفاتِ غیبیہ

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات پر مشتمل ہے حضرت مجدد نے متفرق اوراق پر اپنے مکاشفات تحریر فرمائے تھے۔ جسے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے مستقل رسالہ کی شکل دے دی۔ مقاماتِ معصومیہ میں ہے۔

"مکاشفاتِ غیبیہ را حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) قدسنا اللہ تعالےٰ بسرہ الاقدس ومبداء ومعاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہ جمع نمودہ اند، یعنی خطبہ آنہا از خود ساختہ در رسائل یافتہ من البدایت الی النہایت عبارت حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]...."

حضرتِ خواجہ نے اس رسالے پر ۱۰۵۱/۱۶۴۱ میں خطبے کا اضافہ[3] فرمایا تھا۔

---

[1] مکتوباتِ معصومیہ کی یہ تینوں جلدیں دو مرتبہ شائع ہو چکی ہیں۔ دوسری مرتبہ جناب ڈاکٹر غلام مُصطفیٰ خان نے مرتب فرما کر شائع کیے۔

[2] صفر احمد: مقاماتِ معصومیہ "

[3] خطبہ حضرت خواجہ محمد معصوم در ابتداء مکاشفاتِ غیبیہ۔ طبع کراچی ۵

www.maktabah.org

ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب کے مختصر مقدمہ[1] کے ساتھ یہ رسالہ ۱۹۶۵ء میں ادارہ مجددیہ کراچی نے پہلی مرتبہ مع اُردو ترجمہ مکاشفاتِ غیبیہ مجددیہ کے نام سے شائع کیا۔

اذکارِ معصومیہ

حضرتِ خواجہ نے شب و روز کے اذکارِ مسنونہ کو ایک رسالہ کی صورت میں مرتب فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ میرزا خان کو غفلت سے اجتناب کرنے اور رسالہ مذکورہ کے مطابق عمل کرنے کا حکم اس طرح فرمایا ہے :

این فقیر رسالہ اذکار و ادعیۂ ماثورہ موقتہ وغیر موقتہ با ذکر فضائل بعضے از ان کتب احادیث معتبر نوشتہ است نقل آنرا فرستادہ مطالعہ خواہند فرمود[2] ...... الخ

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام مولانا محمد حنیف میں اس کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں :۔

---

[1] حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب مدظلہ نے اس رسالہ کے سرورق اور اپنے مقدمہ میں اسے خواجہ محمد ہاشم کشمی کا مرتبہ رسالہ لکھا ہے۔ حالانکہ رسالہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی کہ اسے خواجہ کشمی نے ترتیب دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ص۱۵ میں مندرج اجازت نامہ برائے خواجہ کشمی سے یہ قیاس فرمالیا ہے (مقدمہ ص۱۲) جبکہ اس رسالہ میں شامل دیگر اجازت ناموں میں بھی اجازت دہندگان کے اسماء اسی طرح درج ہوئے ہیں۔ پھر حضرت خواجہ کے نواسے میر صفر احمد کی شہادت مذکورہ بالا کے بعد قیاس آرائی کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی طرح اس رسالہ کا نام مکاشفات غیبیہ جو قدیم کتابوں میں درج چلا آرہا ہے یکسر بدل دینا بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔

[2] محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۲/۱۰۱

www.maktabah.org

بعضے ازیں قسم وظائف اوراد و اعمال را ایں فقیر جمع نمودہ است۔[1]
یہ رسالہ چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اسے حکیم سیفی مرحوم نے باعانتِ محکمہ اوقاف لاہور ۱۳۸۴ھ میں خوبصورت کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا۔

بیاض حضرت خواجہ محمد معصوم رح

اس بیاض میں حضرتِ خواجہ نے اپنے والد و مرشد بزرگ حضرت مجدد کے وہ اسرار و مکاشفات تحریر فرماتے تھے جو آپ نہ تو خلفاء کے سامنے بیان کرتے تھے اور نہ ہی عموماً ان اسرار کا اظہار کرتے تھے۔ بعد میں حضرت خواجہ اپنے مکاشفات بھی اسی بیاض میں تحریر کرتے رہے۔ حضرتِ خواجہ محمد ہاشم کشمی کی نظر سے یہ بیاض کئی مرتبہ گزری تھی، لکھتے ہیں:۔

ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد معصوم) راغایت اطلاع است بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ غیر آن از اسرارِ خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند و بعضے را ازانہا در بیاضۂ خاصۂ خود تسوید فرمودہ، چوں بایں بندہ نظر

---

[1] محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۱/۱۴
محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب نے مقدمہ مکتوبات معصومیہ (۱۵) میں مکتوب (۱/۱۴) کی مندرجہ بالا عبارت سے سہواً اس رسالہ کو مولانا محمد حنیف (مکتوب الیہ) کا جمع کردہ رسالہ قیاس فرمالیا ہے حالانکہ حضرت خواجہ کی عبارت بہت واضح ہے ——————
نیز صاحب عمدۃ المقامات (۲۶۸) نے حضرت خواجہ کے رسالۂ زبادر فن حدیث در کیفیت ادعیہ ماثورہ موقتہ و غیر موقتہ ...... کا جس طرح ذکر ہے اس سے عام قاری کو التباس ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ نے فن حدیث پر ایک رسالہ تالیف کیا ہوگا لیکن ساتھ ہی مؤلف عمدۃ المقامات نے اس رسالہ کا جو موضوع بتایا ہے وہ واضح کر دیتا ہے کہ یہ زیر بحث رسالہ اذکار ہی ہے۔

www.maktabah.org

عنایتی داشتند و محرم می دانستند باکثر آنہا اطلاع بخشیدہ بودند بہ نقل بعضی اجازت فرمودہ......[1]

وبائے طاعون کے دوران بھی یہ بیاض حضرت خواجہ کے پاس تھی۔ اس وبا کے دوران بھی اس میں مکاشفات کا اندراج ہوا تھا۔ ایک مکاشفہ خواجہ کشمی نے حضرت خواجہ سے نقل کیا ہے۔[2] اس مبارک بیاض سے مولانا بدرالدین سرہندی نے بھی حضرات القدس کی تالیف کے دوران استفادہ کیا تھا۔[3] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں اس بیاض کی نقلیں اس سلسلہ کے بعض حضرات نے حاصل کرلی تھیں۔ مقاماتِ معصومیہ کے مؤلف جو حضرت خواجہ کے نواسے ہیں اس بیاض کے بکثرت اقتباسات دیتے ہیں۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ بیاض مقاماتِ معصومیہ کی تالیف (۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء) تک موجود تھی۔ اگر روضۃ القیومیہ (حدود ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء) اور عمدۃ المقامات (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) کے مؤلفین نے زبدۃ، حضرات اور مقامات معصومیہ سے نقل کرنے کی بجائے اس بیاض کے اقتباسات براہ راست بیاض سے دیئے ہیں تو یہ اس کے ۱۸۱۸ء تک موجود ہونے کا ثبوت ہے۔

حضرات کا سفر حرمین الشریفین

صوفیۂ کرام اور خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کی تحریرات میں اس "پاک سرزمین" پر

---

[1] محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات۔ طبع نولکشور ۳۱۸

[2] ایضاً ۲۷۲، ۱۹۱-۱۹۲

[3] بدرالدین سرہندی: حضرات القدس ۲/۱۰۸
اگر زبدۃ المقامات، حضرات القدس اور مقاماتِ معصومیہ میں سے اس بیاض کے اقتباسات یکجا کیے جائیں تو اس کا ایک خاکہ ضرور سامنے آسکتا ہے۔

www.maktabah.org

حاضر ہونے کی خواہش اور بسا اوقات نہایت اضطراب کے ساتھ حرمین شریفین کے بارے میں "مکاشفاتِ غیبانہ" کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ اسی مقدس سرزمین پر حاضری کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن "کعبۂ مقصود" دہلی ہی میں مل گیا، پھر سرہند شریف میں "نزولِ کعبہ" کا واقعہ اور مکاشفہ اس ذوق وشوق کی نشاندہی کرتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں حج کے لیے ہندوستان سے روانہ ہوئے لیکن آپ کے ایک مکتوب سے جو ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء کا تحریر کردہ ہے آپ کے یہ سفر اختیار کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے[1]۔

حضرت خواجہ اپنے ایک خلیفہ شیخ بایزید بن بدیع الدین سہارنپوری کو اپنے ارادۂ سفر کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

امید داریم کہ اواخر ایں ماہ کہ ذی الحج باشد از بست و دوم تا بست و نہم انتقال از سرہند واقع شود و از راہ بندر سورت بہ کعبۂ مقصود وصول میسر آید......... ہر چند عقل عقیل نظر بہ عالم اسباب پابندمی شود لیکن در راہ عشق پارہ از بند عقل باید بر آمد[2]......... الخ

مکتوب کے اس اقتباس سے مفصلہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:-

حضرت خواجہ حج کے ارادہ سے ۲۲ ذی الحج کو سرہند سے روانہ ہوئے اور حدود ۲۹ ذی الحج کو بندر سورت سے گزرنے کی قیاسی تاریخ بتائی۔

حضرت خواجہ جب روانہ ہوئے تو یقیناً اس وقت سال روانگی ۱۰۶۷ھ تھا جیساکہ حسنات کے ابتدائیہ میں مترجم نے وضاحت کی ہے۔ اس لیے اس مکتوب کا سال تحریر ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء متعین ہو جاتا ہے۔

---

[1] محمد معصوم، مکتوبات ۲/ ۷۰

[2] ایضاً ۲/ ۷۴

www.maktabah.org

حضرات صاحبزادگان ہندوستان کے مختلف شہروں کے طویل سفر اور سلسلہ مجددیہ کے بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے سورت پہنچے تھے۔

حضرات جب سرہند شریف سے رخصت ہوتے تو پہلا قیام پانی پت کی بڑی مسجد میں ہوا[1]۔ بہت سے مزارات کی زیارت کے لیے بھی گئے۔ سب سے پہلے اپنے جد بزرگ حضرت شیخ عبدالاحد، پھر امام رفیع الدین[2] اور حضرت مجدد اور پھر پانی پت میں مزار حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر اور شیخ احمد ترک، دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیا، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، امیر خسرو وغیرہ[3]

حضرات دیگر کئی مزارات پر بھی گئے حضرت خواجہ محمد نعمان بدخشی خلیفہ حضرت مجدد، اور حضرت مجدد کے شہرۂ آفاق سوانح نگار مولانا محمد ہاشم کشمی کے مزار پر خصوصیت سے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت وحدت لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد سعیدؒ قدس سرہ نے جب برہانپور کے قیام کے دوران خواجہ کشمی کے مزار پر جانے کا قصد کیا تو عالم مثال میں وہ ہمارے استقبال کے لیے آتے ہوئے معلوم ہوئے جس کا انہوں نے دور سے ہی ادراک کر لیا:

قال سیدنا الشیخ (محمد سعید) فی برهانبور لما اردت زیارت قبر خلیفه مجدد الالف الثانی خواجه هاشم البدخشی استقبلنی من مقامه فادرکنی علیٰ مسافة[4] ...... الخ

---

[1] صفر احمد : مقامات معصومیہ ۴۸۴

[2] وحدت عبدالاحد سرہندی : لطائف المدینہ ۔ قلمی ورق ۱۲-الف

[3] ایضاً : ورق ۱۲-ب-۱۳-الف ہر مزار کی خصوصیات اور ان پر اپنے مکاشفات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

[4] ایضاً : ورق ۱۳-ب

www.maktabah.org

اسی طرح یہ حضرات اس سلسلہ کے دوسرے اصحاب کے مزارات پر بھی حاضر ہوئے جن کی تفصیل حضرت وحدت نے لطائف المدینہ میں دی ہے۔

مختلف مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام صاحبزادگان اس سفر میں شریک ہوئے۔ اگر روضۃ القیومیہ کے اس بیان پر اعتماد کیا جائے تو یہ ایک بہت بڑا اہل اللہ کا لشکر تصور کیا جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ اپنے دونوں بھائیوں (حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد یحییٰ) اور سات ہزار خاص مریدوں جن میں دو ہزار آپ کے خلفاء اور سات سو حضرت مجدد کے، جن میں سو بڑے خلفاء بھی تھے..... روانہ ہوئے[1].....

حضرت خواجہ کے خلفاء ساکن حرمین

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے کئی خلفاء حرمین الشریفین میں مقیم اور ارشاد و تبلیغ اور درس و تدریس میں مصروف تھے ان سب کے حالات اور کمالات کا احاطہ اس مقدمہ میں مشکل ہے چند شخصیات کا مجمل تعارف کروایا جا رہا ہے۔

شیخ مراد شامی[2]

اگرچہ ان کا قیام شام اور دمشق میں تھا لیکن اکثر حرمین الشریفین میں مقیم رہتے تھے۔ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے ماہر تھے۔ ان کے والد شیخ علی" سمرقند کے نقیب الاشراف" تھے۔ شیخ مراد ہندوستان آئے اور حضرت خواجہ محمد معصوم سے

---

1. کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۸۹

2. ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ شیخ مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد حسینی حنفی بخاری نقشبندی (مرادی : سلک الدرر ۴/۱۲۹)

www.maktabah.org

استفادہ کیا۔ واپسی پر بلادِ عجم کا سفر بھی کیا، سمرقند اور بلخ کے مشائخ سے ملے اور مشہور شاعر مرزا صائب سے ایران میں ملاقات ہوئی۔ دوسرے حج کے بعد ۱۰۸۰ھ/۱۶۷۰ء میں وہ دمشق گئے۔ ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں رُوم اور قسطنطنیہ کے سفر کے بعد ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۶ء میں تیسری مرتبہ حج کیا اور ایک سال حرمین الشریفین میں مقیم رہے۔ ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء میں انہوں نے چوتھی مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے اپنے علاقے میں ایک مدرسہ قائم کیا جو مدرسۂ نقشبندیہ کہلاتا تھا۔

شیخ مراد کو دس ہزار احادیث مع اسناد حفظ تھیں۔ ان کی وفات ۲۱ ربیع الآخر ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء میں جامع ابی ایوب خالد انصاری میں ہوئی اور مدفن درس خانہ مدرسہ المعروفہ محلہ نیشانجی پاشا قسطنطنیہ ہے[1]۔

شیخ مراد کے جو حالات ان کے علاقائی ماخذ میں بیان ہوئے ہیں ان کی روشنی میں سرہند میں تالیف ہونے والے اعتقادی تذکروں میں بہت سی غلطیوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ مثلاً سب سے زیادہ مبالغہ مؤلفِ روضۃ القیومیہ[2] نے کیا ہے کہ شیخ مراد امی محض تھے، حالانکہ شیخ مراد کی قریب العہد اور ان کے پوتے کی تالیف سلک الدرر کے حوالے سے ہم لکھ آئے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے ان کے اساتذہ کے نام بھی لکھے ہیں۔ مقاماتِ معصومیہ میں ان کے نام کی نسبت "کشمیری ثم شامی" سے

---

[1] مرادی محمد خلیل : سلک الدرر ۴/ ۱۲۹-۱۳۰
شیخ مراد کے سال وفات میں تذکرہ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مؤلف مقامات معصومیہ نے حدود ۱۱۲۴ یا ۱۱۲۵ھ لکھا ہے (۸۴۳) ظاہر ہے کہ مؤلف سلک الدرر شیخ مراد کے اخلاف میں تھے اس لیے ہم نے ان کے مندرجہ سال وفات ۱۱۳۲ھ کو ترجیح دی ہے جب کہ مؤلف مقاماتِ معصومیہ نے صحیح سال کے تعین کی بجائے "حدود" لکھ کر اس باب میں اپنی اپنی لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے۔

[2] روضہ ۲/ ۲۳۷ ہم نے مقاماتِ معصومیہ کے حواشی میں ایسے متضاد بیانات کی نشاندہی کر دی ہے۔

www.maktabah.org

اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اصلاً کشمیر کے ہوں گے یا کشمیر آکر مقیم ہوتے ہوں لیکن ان کے علاقائی مآخذ اس کی تصدیق نہیں کرتے اور نہ ہی رجال کشمیر کے سلسلہ میں کشمیری مآخذ۔[1]

مؤلف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ حج کے لیے حجاز مقدس میں حاضر ہوئے تو شیخ مراد بھی کئی ہزار شامیوں کے ہمراہ حضرت کے استقبال کے لیے مکہ میں حاضر ہوتے۔[2] تاہم یہ امر مسلمہ ہے کہ ان کی وجہ سے شام اور ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کو بڑا فروغ ہوا۔ شیخ مراد کئی کتابوں کے مؤلف بھی تھے انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد کے بعض حصوں کا عربی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔[3] ایک رسالہ فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ[4] اور نقشبندی سلسلہ کے آداب پر بہت سے رسائل اور مکتوبات وغیرہ ہیں۔[5]

شیخ مراد کی سب سے مشہور تالیف "المفردات القرآنیہ" ہے، جو دو جلدوں میں ہے۔ اس میں آیات کی تفسیر اس طرح ہے کہ پہلے عربی میں پھر فارسی اور آخر میں ترکی زبان میں کی گئی ہے ــــ یہ کتاب سلک الدرر کی تالیف تک علماء میں

---

[1] تاریخ کشمیر اعظمی میں جن شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نقشبندی کے حالات ملتے ہیں ان کے والد کا نام مفتی محمد طاہر ہے جب کہ زیر نظر شخصیت کے والد کا نام شیخ علی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارا مقالہ شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (مشمولہ نور اسلام۔ اولیائے نقشبند نمبر) البتہ فہرست سازوں نے جامع المفردات کے بیان میں مؤلف کے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہے۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید شیخ مراد نے خود بھی اپنے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہو۔

[2] روضہ ۲/ ۹۳

[3] صفر احمد : مقامات معصومیہ ۱۴۱ ۸

[4] بغدادی، اسمٰعیل : ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۱۶ طبع بیروت

[5] مرادی : سلک الدرر ۴/ ۱۳۰

کحالہ عمر رضا : معجم المؤلفین ۱۲/ ۱۱ طبع بیروت

www.maktabah.org

بہت ہی مقبول تھی۔[1]

ہمیں بعض مستند ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جامع المفردات کے چند نہایت خوشخط قلمی نسخے ترکی کے کتب خانوں میں اب تک محفوظ ہیں۔

شیخ محمد مراد کے دونوں صاحبزادے شیخ محمد دمشقی مرادی[2] (ف ۱۱۶۹ھ/ ۱۷۵۵ء) حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی کے خلیفہ تھے۔[3]

شیخ محمد مراد، حضرت خواجہ کے فرزندوں کا بھی اسی طرح احترام کرتے تھے۔ جب حضرت خواجہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ محمد صبغۃ اللہ حج کے لیے گئے تو شیخ محمد مراد نے حاضر خدمت ہو کر ایک لاکھ روپے بطور نذر پیش کیے۔[4]

سیّد زین العابدین یمنی محدث مدنی

حضرت خواجہ کے عرب خلفا میں ان کا نام بھی سرفہرست ہے۔ روضۃ القیومیہ کے ایک بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید زین العابدین عرب سے سرہند میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے۔[5] حضرت خواجہ نے اپنے قیام حرمین الشریفین کے دوران

---

[1] مرادی: سلک الدرر ۱۳۰/۴

[2] مرادی: سلک الدرر ۴/۱۱۴-۱۱۶ (مفصل حالات)

[3] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲۹۷/۲

[4] صفر احمد: مقامات معصومیہ ۲۴۲ [5] کمال الدین محمد احسان: ۲۴۴/۲

www.maktabah.org

ان سے اجازتِ حدیث لی تھی[1] حضرت خواجہ کا ایک عربی مکتوب بھی ان کے نام ہے[2]
ان کے علاوہ بھی حضرت خواجہ نے کئی علماء حرمین کو اجازتِ ارشاد دی تھی، ان میں سے بعض کے اسماء تذکروں میں محفوظ ہیں۔

شیخ عمرو شافعی مینی نے بھی آپ سے خلافت پائی اور اپنے پیر کی اتباع میں حنفی مسلک اختیار کرنا چاہا لیکن حضرت نے منع کیا۔ یمن میں ان سے اس سلسلہ کو بڑا فروغ ہوا۔

خواجہ محمد صادق بخاری بھی حضرت کی طرف سے عرب میں ہی مصروف کار تھے[3] مولانا عبداللہ حجازی بھی آپ کے خلیفہ تھے اور شیخ مراد کے ہمراہ حضرت خواجہ کی حرمین الشریفین سے واپسی کے وقت مکہ میں حاضر تھے[4] اسی طرح مولانا محمد امین بدخشی جو حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ، ان کے سوانح نگار اور حضرت خواجہ سے بھی منسلک تھے وہ عربستان میں نہ صرف سلسلۂ نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف تھے بلکہ ان کی بدولت مخالفین سلسلہ مجددیہ کی مخالفت فرو ہوئی اور انہوں نے اس سلسلہ میں تحریری طور پر بہت اہم کام کیا[5]

حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے اثرات

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سفرِ حرمین کے بڑے مثبت اثرات مرتب

---

[1] صفر احمد : مقاماتِ معصومیہ ۴۸

[2] محمد معصوم : مکتوبات ۲/۱۴۱ - ان کی نسبت مینی روضۃ القیومیہ سے اور محدث مدنی کا لقب مقاماتِ معصومیہ سے ماخوذ ہے۔

[3] محمد احسان : روضہ ۲/۲۴۴

[4] ایضاً : ۲/۱۱۴

[5] تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ ہذا تحت حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ مجددیہ۔

www.maktabah.org

ہوئے تھے اور ان اثرات کے بہت سے پہلو ہیں۔ ہم صرف دو نکات پر بحث کر رہے ہیں۔

اوّل اس سفر کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ نقشبندیہ۔

دوم اس سلسلہ کی نشر و اشاعت عربستان میں۔

آپ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ

ان سنین (۱۰۶۷-۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷-۱۶۵۸ء) میں سلسلہ مجدّدیہ پر ہندوستان اور عرب میں کئی اہم کتابیں مرتب ہوئیں۔ جن میں اوّل کتب مناقب و احوال دوم حضرتِ خواجہ اور اعیان سلسلہ کی تائید میں مؤثر کتب اور سوم حقیقتِ کعبہ کے مسلہ پر کئی رسائل اس دوران تالیف ہوئے جن کا مختصر تعارف یہ ہے:۔

(۱) لطائف المدینہ ۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی نے اپنے والد حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کے احوال، ملفوظات اور سفر حرمین کے دوران آپ کے مکاشفات فصیح عربی زبان میں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء کو ہی مرتب کر لیے تھے۔ مولانا محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں حضرت خواجہ محمد سعید کے جن مکاشفات کو حضرت وحدت کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اس رسالہ سے ماخوذ ہیں۔ ہم نے تحقیق و حواشی سے اس اہم رسالہ کو مرتب کر لیا ہے انشاء اللہ جلد طبع ہو جائے گا۔

(۲) مولانا بدخشی نے لکھا ہے کہ مخدوم زادوں نے اپنے قیامِ حرمین کے دوران اپنے مکاشفات پر کئی رسائل لکھے تھے۔ ان میں حضرت وحدت کے نام کے ساتھ علامہ محمد فرخ مجدّدی کے رسالہ مکاشفات کا بھی ذکر کیا ہے۔[۱]

---

[۱] بدخشی محمد امین : نتائج الحرمین ورق ۲۴۴ ب ۲۴۵ - ا

بدخشی : مقامات احمدیہ و معصومیہ ۴۵ (اُردو ترجمہ طبع لاہور)

www.maktabah.org

(۳) مولانا بدخشی نے ہی صراحت کی ہے کہ اس قیام کے دوران حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت خواجہ کے مناقب لکھ کر بدخشی کو دیے کہ وہ انہیں نتائج الحرمین میں شامل کر لیں۔[۱]

(۴) مؤلفِ حضرات القدس مولانا بدرالدین سرہندی کے فرزندوں نے حضرتِ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدّد کے حالات پر اس دوران کئی رسائل تالیف کیے۔ مولانا بدخشی لکھتے ہیں :

"شیخ بدرالدین و فرزندان او در مناقب ایشان رسالہا و مکتوبہا و کرامتہا جمع کردہ اند۔"[۲]

(۵) تالیفات مولانا محمد امین بدخشی : حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ مولانا بدخشی نے بھی اس دوران میں کئی اہم کتابیں تالیف کیں۔ ان کی کتابوں کی خاصی تعداد ہے۔ ان میں ہم صرف متعلقہ کتابوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

مقاماتِ احمدیہ و مناقب حضرات المعصومیہ۔ یہ کتاب مولف نے حضرت خواجہ کے حرمین الشریفین میں حاضر ہونے پر عربی زبان میں لکھی تھی۔ نتائج الحرمین کی تکمیل حدود ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۲ء کے بعد اس کا خلاصہ فارسی زبان میں بھی کیا تھا۔ نیز انہوں نے وضاحت کی ہے کہ مجھے "علوم و معارف و مناقب حضرت خواجہ پر کئی رسائل لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔"[۳]

---

[۱] بدخشی : مناقب احمدیہ و مقامات معصومیہ ۴۸

[۲] بدخشی : نتائج الحرمین ۔ ورق ۲۹۳ - ا،ب

[۳] بدخشی : نتائج الحرمین ۔ ورق ۲۷۸ ۔ ب

رسالہ مناقب احمدیہ و مقاماتِ معصومیہ کا ایک بہت ہی غیر مربوط اور متن سے خاصا مختلف سا اُردو ترجمہ لاہور سے ۱۹۴۰ء میں طبع ہوا تھا۔

www.maktabah.org

مولانا بدخشی کی سب سے اہم کتاب نتائج الحرمین ہے جو تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا بنیادی موضوع حضرت شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) کے احوال، مناقب اور افکار کا بیان ہے لیکن ضمناً اس میں سلسلہ مجدّدیہ کے بارے میں ایسی معلومات درج ہوگئی ہیں جن سے دوسرے مآخذ یکسر خالی ہیں مثلاً اس کی تیسری جلد میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم کے حالات و کمالات کا بہترین طریقہ سے تذکرہ کیا گیا ہے، خصوصاً حضرات کے سفر حج کی سب سے زیادہ تفصیلات اس میں درج ہوئی ہیں کیونکہ اس کے مؤلف حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران ہمہ وقت حضرت خواجہ کے ہمراہ رہتے تھے۔ نیز حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہجرت حرمین (۱۰۵۳ھ) سے لے کر سال تکمیل (۱۰۹۳ھ/۱۶۸۲ء) تک حرمین الشریفین میں سلسلہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کیلئے جو سعی کی گئی اس کی سب سے زیادہ معلومات کی حامل بھی یہی کتاب ہے۔

(۶) مناقب کے ساتھ ساتھ اس قیام کے دوران بعض حاسدین نے حضرت خواجہ کی 'مذمت' میں بھی رسائل لکھے تھے[۱]۔ جن کے جواب علماء نے موثر طور پر دیے تھے اور ردّ و قبول کا یہ سلسلہ حضرت سے پہلے اور وصال کے بعد تک بھی جاری رہا، کتاب "مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

(۷) حضرت کے حرمین الشریفین پہنچنے سے پیشتر ہی وہاں حقیقتِ کعبہ کا مسئلہ علماء کے درمیان زیر بحث تھا۔ نقشبندی حضرات کا خیال تھا کہ "کعبہ سنگ و کلوخ کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقتِ کعبہ تمام حقائق سے افضل ہے حتیٰ کہ حقیقتِ

[۱] بدخشی : مناقب احمدیہ ۸۰

www.maktabah.org

انبیاء کرام سے بھی۔"

یہ مسئلہ اس وقت شدت سے بحث کا موضوع بن جاتا ہے جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلیفۂ اجل حضرت شیخ آدم بنوڑی ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں ہجرت کر کے حرمین الشریفین میں مقیم ہو جاتے ہیں اس وقت سے حضرات مخدوم زادگان کے حرمین پہنچنے تک (یعنی ۱۰۶۸ھ) اس موضوع پر کئی رسائل تائیدی و تردیدی وجود میں آ چکے ہوتے ہیں۔ خود حضرات سرہند نے ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں سرہند سے اس موضوع پر مفصل رسائل تالیف کر کے حرمین کے علماء کے پاس بھیجتے تھے[1] جن میں انہوں نے اپنے مذکورہ بالا مسلک کی تائید میں پُر زور دلائل بھی دیے۔ مولانا محمد امین بدخشی خلیفۂ حضرت شیخ آدم بنوڑی نے اس موقع پر سب سے اہم کردار ادا کیا اور اس موضوع پر ایک مفصلہ رسالہ "المفاضلہ بین الانسان والکعبہ" کے نام سے لکھ کر اس قسم کے تمام تالیف شدہ رسائل کا جائزہ لیا ہے[2]۔ انہوں نے عربی و فارسی میں اس موضوع پر کئی اہم رسائل تالیف کرنے کا بھی ذکر کیا ہے اور اپنی سب سے مشہور کتاب نتائج الحرمین میں اس مسئلہ کے لیے تقریباً چالیس صفحات وقف کیے ہیں[3]۔ اگر معاملہ یہاں تک ہی رہتا تو زیادہ اختلاف پیدا نہ ہوتا لیکن جب حاسدین سے اس موضوع پر دلائل نہ بن سکے تو وہ سلسلہ مجددیہ کی مخالفت کے لیے دوسرے ذرائع استعمال کرنے لگے[4] اور یہ سلسلہ عرصہ تک وہاں چلتا رہا۔ دونوں اطراف سے تائیدی و تردیدی رسائل

---

[1] بدخشی : المفاضلہ ورق ۱

[2] یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اقتباسات نتائج الحرمین میں پائے جاتے ہیں۔

[3] بدخشی : نتائج الحرمین۔ نسخہ۔ ل ورق ۱۹۴-۲۱۶

[4] بدخشی : المفاضلہ (اس رسالہ میں اس سلسلہ کی نشر و اشاعت کی راہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔)

www.maktabah.org

لکھے جاتے رہے[1]۔

عربستان میں سلسلہ مجددیہ کی ترویج

جس طرح سلسلہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت ہندوستان، ماوراالنہر، ایران اور مغربی علاقوں میں ہوئی اس طرح عرب میں یہ سلسلہ بڑی سرعت سے رائج ہوا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے فعال ترین بزرگ مصنف حضرت خواجہ محمد پارسا (ف ۸۲۲ھ/۱۴۲۰ء) مدفون جنت البقیع (مدینہ منورہ) حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ اجل شیخ تاج الدین سنبھلی کا قیام حرمین اور اس سلسلہ کی معروف کتاب رشحات کا عربی ترجمہ[1]، پھر مکتوبات حضرت مجدد کے عربی تراجم نے مل کر اس سلسلہ کی ترویج کے لیے ایسا ماحول پیدا کر دیا جس سے اس میں روز بروز اتنی ترقی ہوئی کہ حضرت خواجہ محمد معصوم ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء میں جب حرمین الشریفین پہنچے تو ان کا جس طرح خیر مقدم کیا گیا اس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے بہت سے عربی خلفاء میں سے چند ایک کا تعارف بھی کروایا جا چکا ہے۔

مولانا محمد بن فضل اللہ محبی نے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی والعشر میں، شیخ محمد خلیل مرادی نقشبندی (جن کے جدِ اعلیٰ حضرت مراد مذکور حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے) نے سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی والعشر میں اور مولانا محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں ایسی تمام سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جن کا تعلق اس سلسلہ کی ترویج سے ہے اور اس سلسلہ سے وابستہ بہت سے اصحاب کے بلند احوال اور کمالات کا دلنشین پیرایہ بیان میں تذکرہ کیا ہے، جن کی روشنی میں ان اثرات کا جائزہ لینا بہت آسان ہو جاتا ہے جو ان نفوس قدسی کے دم قدم سے اس پاک سرزمین پر مرتب ہوئے۔

---

[1] ہم نے اس موضوع پر ایک مفصل مقالہ "حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں" لکھا ہے، مشمولہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۸۲ء

www.maktabah.org

تعلقاتِ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ

ایک غلط فہمی کا ازالہ

روضۃ القیومیہ کے ذریعہ عوام و خواص میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ کے تعلقات بہت کشیدہ تھے بلکہ ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے تو ان سرہندی حضرات کی دو پارٹیاں بنانے کی کوشش کی ہے۔ تعجب ہے کہ ڈاکٹر اکرام صاحب روضۃ القیومیہ پر ہر قسم کی تنقید کرتے ہوئے اُسے غیر محتاط، غالی معتقد، کم علم اور غیر ثقہ سب کچھ کہے جا رہے ہیں اور قارئین کو احتیاط کے ساتھ اس کے مطالعہ کی تلقین بھی مسلسل کرتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جہاں مجددی سلسلہ کے خلاف کوئی روایت ملتی ہے جس سے ان کے موقف کو سہارا ملتا نظر آتا ہے اُسے تو روضۃ القیومیہ پر تبصرہ کیے بغیر قبول کر لیتے ہیں اور جہاں کہیں ان کے اپنے خیالات پر زد پڑتی ہے وہاں روضۃ القیومیہ انہیں رطب و یابس کا مجموعہ نظر آنے لگتا ہے۔

بالکل ایسا ہی معاملہ روضۃ القیومیہ کی ان متضاد روایات کے بارے میں ہے۔ جو حضرت خواجہ اور حضرت شیخ آدمؒ سے متعلق ہیں۔ اس لیے ہمارے نزدیک ان روایات کا بھی بڑی تنقید کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

روضۃ القیومیہ میں ۲۶ سال قیومیت (۱۰۵۱ھ) کے تحت لکھا ہے:

..... جب شیخ صاحب (آدم بنوڑی) کے مرید تعداد میں زیادہ ہو گئے۔ چنانچہ ہزارہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے تو آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کی اطاعت سے سر پھیر لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا

www.maktabah.org

مجھے حضرت قیوم اول سے مل چکا ہے۔ مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے ...... آنحضرت کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ بنوڑ گئے تو انہوں نے شیخ آدم سے ایسی گفتگو سنی جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت جیو مجھ سے فیض حاصل کریں...... اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی کو لکھیں۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدمؒ کے متعلق خواجہ محمد معصومؒ کا ایک مکتوب بنام حضرت شاہ جیو بھی کہیں سے نکال لیا ہے۔ مکتوب یہ ہے۔

بعض نامکمل اور ادھورے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابر دین کی برابری کرتے ہیں لیکن برابری کہاں ان سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے جو محض نادانی اور خام خیالی ہے۔ بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالاتِ فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں۔ انہوں نے ضائع کیا، کھویا اور گنوایا۔ اصل تو در کنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے۔ محض خواب ہیں ان کی مثال چوہے کی سی ہے، جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے[1]

صاحب روضۃ القیومیہ نے ۱۰۵۱ھ کے واقعات میں یہ سب کچھ لکھا ہے جیسا کہ مولانا بدخشی نے خود وضاحت کی ہے کہ وہ ان ایام میں خانقاہ سرہند میں مقیم تھے۔ اگر اس

---

[1] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲/۶۴

www.maktabah.org

قسم کا کوئی واقعہ پیش آتا تو کہیں اشارتاً ہی اس کا ذکر کرتے۔ بلکہ نتائج الحرمین کے مطالعہ کے بعد تو یہ بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ صاحبزادگان سرہند اور حضرت شیخ آدمؒ کے درمیان تعلقات میں کسی قسم کی کشیدگی نہیں تھی۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ کے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے چنانچہ شیخ آدمؒ نے اپنے مریدوں اور فرزندوں کو تعلیم و تربیت کے لیے حضرت خواجہ کے پاس بھیجا تھا اور شیخ آدم حضرت خواجہ کو حضرت مجدد کا قائم مقام جانتے اور تعظیم کرتے تھے۔ ان دنوں (۱۰۵۰ھ) مولانا بدخشی بھی خانقاہ سرہند میں مقیم تھے فرماتے ہیں:-

"ایشان (خواجہ محمد سعید) حضرت سیدی (شیخ آدم) را بسیار دوست می داشتند و فرزندان و فقرائے ایشان تربیت می کردند لهذا سیدی فرزندان خود را بایشان سپردہ بودند توجہ می خواستند و خود ہم تواضع نمودہ در حلقہ و خلوت ایشان می نشستند و بجای پیر خود تعظیم می کردند ایں جامع علیہ الرحمۃ در سال ہزار و پنجاہ زایشان مہربانی بسیار دیدہ۔"[1]

حضرت خواجہ غلام محمد بن شیخ آدمؒ کو خود شیخ آدمؒ نے اپنے مخدوم زادوں کی خدمت میں حصولِ علم ظاہر و باطن کے لیے سرہند بھیجا ہوا تھا۔ مولانا بدخشی ۱۰۵۰ھ میں سرہند میں مخدوم زادہ غلام محمد کے درس ہدایہ و مطول میں خود شریک تھے، فرماتے ہیں:

"مخدومی شیخ غلام محمد اکثر علوم را بخدمت حضرات پیرزادہائے خود بزرگوار یعنی مولانا خواجہ محمد سعید و سیدنا خواجہ محمد معصوم و سیدی شاہ محمد یحییٰ سلمہم اللہ تعالیٰ تحصیل علوم ظاہری و باطنی میکردم بخدمت ایشان (شیخ غلام محمد) ہم آشنائی و خصوصیت داشتم و در درس ایشان در ہدایہ و مطول شریک بودم از ایشان

---

[1] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین نسخہ ۱، ورق ۲۹۳-۱

www.maktabah.org

بغایت مہربانی میدیدم...... چوں در سہر ند ملازمت حضرات عزیزاں میفرستادند سفارش تربیت باطنی ایشان راہم میکردند۔"[1]

حضرت شیخ ابونصر ابانی[2] جنہوں نے باطنی تربیت حضرت مجدد الف ثانیؒ سے پائی تھی۔ حضرت مجدد قدس سرہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ آدم کی خدمت میں مزید باطنی تربیت کے لیے حاضر ہوئے تو شیخ آدم نے یہ قبول نہیں کیا اور کہا میرے پیر بزرگوار کے مخدوم زادگان کے پاس جاؤ، کیونکہ وہی مریدوں کے مربی ہیں۔ بدخشی، شیخ ابونصر کی زبانی لکھتے ہیں:

"بعد از وفات ایشان قدس سرہ (حضرت مجدد الف ثانی) پیش حضرت خلیفۃ الزمانی علیہ الرضوان (شیخ آدم) آمدم ایشان را قبول نکردند و گفتند پیش حضرات مخدوم زادہائے پیر بزرگوار ما بروید کہ ایشان مربی مریداں اند و حضرت ایشان لازم ترند۔"[3]

حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے مریدوں کو شیخ آدم کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید فرماتے تھے اور حضرت شیخ آدم اپنے مریدوں کو حضرت خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی تلقین مکرر فرماتے تھے، لکھا ہے:

"در صحبت مخدومی و سیدی بودم امور مکروہہ و اغراض نفسانیہ از ہیچ یک ندیدم بلکہ ہر یک مرید خود را بدیگری ترغیب میکردند چنانچہ بارہا شنیدہ ام کہ سیدی بمریدان میگفتہ اند کہ حضرات مخدوم زادہای ما بکمالات صوری و

---

[1] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین ورق ۱۳۲ ب

[2] ایضاً: ورق ۲۲۵۔ا

[3] ایضاً: ورق ۲۴۹۔ ب

www.maktabah.org

معنوی آراستہ اند ہر کہ را رغبتِ صُحبت ایشان باشد، ہیچ مانعی نیست اگر خواہند من او را بردہ سفارش کنم[1]۔

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے نتائج الحرمین کا ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت شیخ آدم بنوڑی نے کہا کہ "حضرت خواجہ محمد معصوم کی صُحبت اختیار کرو، اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے تو میں خود اس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش حضرتِ خواجہ سے کی لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا[2]۔"

نتائج الحرمین کے منقولہ بالا اقتباسات کی روشنی میں حضرت شیخ آدمؒ پر یہ محض بہتان ہے۔ خود مولانا محمد امین بدخشی نے حضرات مخدوم زادگانِ سرہند سے تین سال تک مسلسل سرہند میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی تھی۔ ۱۰۵۱ھ میں حضرت خواجہ نے اپنی ایک خاص مجلس میں مولانا بدخشی سے کہا کہ میاں شیخ آدم بڑے بزرگ ہیں ان دنوں ان کی مجالس خوب گرم ہیں اور انہوں نے قادری سلوک بھی حاصل کیا ہے۔ اگر تمہیں ان کی صحبت اختیار کرنے کا اشتیاق ہے تو کوئی ممانعت نہیں۔ حضرت خواجہ نے بات یہیں پر ختم نہیں کر دی بلکہ صحبتِ شیخ آدم اختیار کرنے کے سلسلہ میں "ترغیب" سے کام لیا فرماتے ہیں:

چند سالی کہ در ملازمتِ حضرات مخدوم زادہای بزرگوار بودم و تحصیل ضروریات دین میکردم دریں مدت چند سال ہرگز چیزی نشنیدم کہ موجب استخلاف شد بلکہ ہمیشہ تعظیم یک دیگر باشند۔ میکردند خصوصاً شیخ محمد معصوم جیو نشستہ بودم باوجود حظِ وافر در خاطر شوق بنوڑ خطور میکرد بناگاہ ایشان مطلع گردیدہ مرا مخاطب نمودند کہ یا فلانی میاں شیخ آدم بسیار بزرگ اند

---

[1] ایضاً: ورق ۲۴۹ ب

[2] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲/۶۴

www.maktabah.org

مجلسهای گرم دارند۔ اکنون شنیده می شود کہ ایشان میگویند کہ از حضرت میران محی الدین ہم پیشتر گذشتہ ام اگر باشد ہیچ مانعی نیست و دریں ترغیب تکرار میکردند از یں سخن کمال انصاف و غایت نیک نفسی ایشان معلوم میشود۔ آنرا از طفیل آن خاطر رحمانی و اجازت آن ناصح ربانی صحبت آن عارف ربانی در اشرف مکان بحصول پیوست[1]۔"

مولانا بدخشی نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہمراہ حرمین کا سفر اختیار کرنے کے لیے باقاعدہ حضرت خواجہ محمد معصوم سے اجازت لی تھی فرماتے ہیں :

"مقصود آن است کہ در صحبت سیدی (شیخ آدم) و رضای مخدومی (خواجہ محمد معصوم) آمدم شاہد آنکہ ہر دو عزیز را بہ خود مہربان دیدہ افادہ ہا یافتم در علوم و معارف و مناقب ایشان رسالہ ہا نوشتم"۔[2]

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ "شیخ آدم کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ سے افضل سمجھتے تھے"۔[3]

مندرجہ بالا مبحث کے بعد اس مہمل اقتباس پر تبصرہ کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ کہہ دینا لازم ہے کہ نتائج الحرمین میں شیخ آدم کے جتنے خلفاؒ کے حالات مندرج ہیں کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی بلکہ شیخ کے خلفاء تو مبتدیوں کو خانقاہ سرہند میں استقامت کے ساتھ مقیم رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ خود مولانا بدخشی کے ایک ہم سبق مولانا شیخ عثمان پشاوری جو شیخ آدم کے خلیفہ بھی تھے، مولانا کو خانقاہِ سرہند میں قیام

---

[1] بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۱۸۷ ب - ۱۸۸ - ا
[2] ایضاً : ورق ۲۷۸ ب
[3] کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/ ۶۳

www.maktabah.org

پر مجبور اور مستقل مزاج رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ لکھا ہے:

"در خانقاہِ سہرند پیش فقیر می آمدند و باقامت و استقامت در ہمین خانقاہ ترغیب میکردند و میگفتند آنچہ ما از بنوڑ حاصل کردیم شما ہم داریم۔"[1]

نتائج الحرمین میں متعدد ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے ان دونوں حضرات کے مخلصانہ تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مثال اور ملاحظہ ہو:

"چنانکہ مخدومی فقیر را بسیدی ترغیب کردند....... و سیدی ہم جمعی را بہ مخدومی ترغیب میکردند و میگفتند کہ حضرات مخدوم زادہای بکمالات صوری و معنوی آراستہ اند ہر کرا رغبت بصحبت ایشان باشد مبارک است اگر خواہد من اورا بردہ سفارش کنم۔"[2]

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کی اہانت کے سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے جو منقولہ بالا مکتوب منسوب کیا ہے۔ اسے ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے بغیر کسی ردّ و قدح کے قبول کر لیا ہے۔ یہ تعجب کا مقام اس لیے نہیں ہے کہ مکتوب نقل کرنے سے پیشتر ڈاکٹر اکرام مجدّدی حضرات کے سیر مقامات پر تنقید کرتے چلے آرہے تھے کہ اچانک انہیں شیخ آدمؒ کے سیر مقامات کے خلاف ایک وضعی مکتوب ملا جسے انہوں نے یہ کہتے ہوتے اپنی کتاب میں جگہ دے دی:

مجدّدیوں نے اپنی طرف سے ایسے واقعات کا اشتہار دیا ہے کہ عقل حیران ہوتی ہے اور خیال آتا ہے کہ اگر ان بزرگوں نے پرانے صوفیوں کی بعض غلطیوں کی اصلاح کی ہے تو کیا انہوں نے بدعتیوں اور خوش اعتقادوں کو اُلجھانے کا اس سے زیادہ سامان تو نہیں پیدا کر دیا! احوال و مقامات

---

[1] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین ورق ۲۳۰ب۔ نسخہ ا۔
[2] ایضاً: ورق ۲۷۹۔ ا

www.maktabah.org

پر بھروسہ رکھنے سے انسان جن خام خیالیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے اس کا اندازہ اس خطرے سے ہوسکتا ہے جو حضرت مجدد کے جانشین خواجہ محمد معصوم نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے والد کے ایک مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوڑی کی نسبت لکھا ہے[1]:

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اکرام روضۃ القیومیہ سے خواجہ صاحب کا یہ مکتوب نقل کرتے وقت روضۃ القیومیہ کے غیر ثقہ اور غیر مستند ہونے کا اپنا سبق بھول گئے تھے۔ اگر بنظر تحقیق دیکھا جائے تو حضرت خواجہ کے مکتوبات کے مجموعہ میں یہ مکتوب سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ:

مخدوم زادہ سید محمد اولیاؒ بن حضرت شیخ آدم نے اپنے برادر بزرگ شیخ غلام محمدؒ کی وفات (۱۰۶۵ھ) کے بعد سجادہ نشینی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس باب میں نہایت انکسار فرمایا تو والد بزرگوار کے خلفائے کبار نے جمع ہو کر منصب مشیخت قبول کرنے کی درخواست کی تو پھر بھی انکار کر دیا۔ آخر جب مخدوم زادگان سرہند نے سنا تو خود بنوڑ تشریف لائے اور انہیں مسند سجادگی پر بٹھا کر اپنی دستار عنایت کی اور خلافت دے کر عزت بخشی لکھا ہے:

"تا آنکہ حضرات عزیزان سہرند شنیدہ در بنوڑ تشریف آوردہ ایشانرا سجادہ نشین ساختند و دستار خود را بر ایشان نہادند خلافت دادند۔"[2]

اگر روضۃ القیومیہ میں منقول مکتوب (دربارۂ حضرت شیخ آدم) صحیح ہوتا تو صاحبزادگان ایسا اقدام نہ کرتے اپنی دستار خلافت سے نہ نوازتے۔

اس لیے ہمارے نزدیک یہ مکتوب بالکل وضعی ہے اور ان حضرات کے مابین کوئی نزاع نہیں تھی۔

---

[1] اکرام ایس ایم: رود کوثر ۲۹۷ [2] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین نسخہ ا، ورق ۱۳۶-ا

www.maktabah.org

اِس عہد کا مذہبی ماحول

وحدت الوجود اور وحدت الشہود[1]

یہاں ان دونوں نظریات کی تفصیل اور ان کے درمیان فرق بیان کرنے کا موقع نہیں ہے[2]۔ صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ جب ہندوؤں نے نظریۂ وحدت الوجود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کر دی تو اس سے صوفیۂ خام کا طبقہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور ان کی مدد سے انہوں نے اسے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ اس کے افکار کا مرکزی نقطۂ نظر "وحدتِ ادیان" ہے۔

ان حالات میں حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایسے صوفیہ کو للکارا اور اس کے انجام سے خبردار کیا۔ خود چشتی سلسلہ کے بزرگوں نے جن کے ہاں اس نظریہ کو سب سے زیادہ پذیرائی ہوئی تھی، اس نظریہ کے تمام تر مبحث کو خانقاہ تک محدود رکھنے کی پوری پوری کوشش کی، لیکن جب ان شرائط کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو عوام تک پہنچ کر اس نظریہ نے منفی اثرات مرتب کرنا شروع کر دیے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کو آمیزش سے پاک کرنے کے لیے بہت سعی فرمائی اور اس کے مقابل "وحدت الشہود" کو پیش کیا۔

---

[1] اس موضوع پر اختصار کے پیش نظر ہم نے صرف انہیں چند عنوانات پر لکھا ہے۔

[2] ان دونوں نظریات کی تفصیل اور فرق کی وضاحت کے لیے دیکھئے ملا عبد العلی بحر العلوم کا رسالہ وحدت الوجود مرتب و مترجم مولانا زید ابوالحسن۔ طبع دہلی و مقدمہ مقاماتِ مظہری۔

www.maktabah.org

افسوس کہ خود غرض اور دُنیا پرست علماء وصوفیہ نے اس پر غور وفکر کیے بغیر اسے ایسے معنی پہنائے جس سے مخالفین کو مزید تقویت ملی۔

داراشکوہ نے اس معاملہ میں انتہا کر دی اور سیاسی مقاصد کے لیے ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے وحدت الوجود اور ہندوؤں کے فلسفۂ ویدانت کو اس طرح ملانے کی کوشش کی کہ وحدت الوجود سے وحدتِ ادیان تک جانے میں کوئی مشکل نہ رہی جس کا عملی نتیجہ دارا کی تالیف مجمع البحرین ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ داراشکوہ کے زیرِ اثر اس نظریہ نے مباحث کی ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ غیر ملکی سیاح بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور فرانسیسی سیاح برنیر جو دارا اور اورنگ زیب کی جنگ تخت نشینی کے ایام میں (۱۶۵۸ء) داراشکوہ کے لشکر میں بحیثیت طبیب کام کرتا تھا، لکھا ہے کہ وحدت الوجود کے بارے میں ہندوستان میں بڑا غل پڑا ہوا ہے۔ نیز اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ پنڈت اور دوسرے فلاسفہ دارا اور اس کے بھائی شجاع کے ذہن میں یہ نظریہ القا کر رہے ہیں:

I shall explain to you the Mysticism of a great sect which has latterly made great noice in Hindoustan, inasmach as certain Pendits or Gentile Doctors had instilled it into the minds of Dara and Sultan Sujah.[1]

گو اورنگ زیب کی کامیابی، دارا کے قتل اور مرکز کی مضبوطی نے اس نظریہ کو اورنگ زیب کے حین حیات اُبھرنے نہ دیا لیکن پھر بھی خفیہ طور پہ وہ پنڈت اور ڈاکٹر (صوفیہ خام) اس نظریہ کے پرچار اور اسے وہ رنگ دینے میں لگے رہے جس کا آغاز انہوں نے دارا کے سہارے کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کے جانشینوں اور اورنگ زیب

---

[1] Bernier, F: Travels in the Mughal Empire, London, 1891. p. 345.

www.maktabah.org

نے ان کا شدید محاسبہ جاری رکھا۔ جس کی وضاحت کے لیے اس عہد کے عقائد اور مذہبی رجحانات کا پس منظر بیان کیا جا رہا ہے۔

دارا شکوہ کے عقائد کا پس منظر

اکبر کی طرح دارا شکوہ بھی ابتدا میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا، ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں جب اس نے اپنی پہلی کتاب سفینۃ الاولیاء لکھی تو اس کی عمر ۲۵ سال تھی اس میں اُس نے اپنا نام صوفیہ متقدمین کی تقلید میں انکسار کے ساتھ اس طرح لکھا:

"ایں فقیر حقیر محمد دارا شکوہ حنفی قادری"۔

اسی کتاب میں اس نے "سرورِ کائنات بہترین موجودات صلی اللہ علیہ وسلم" کے چاروں اصحاب کو دین کا رکن، اسلام کی ملتِ مستقیم کا بُرج، ان اصحاب کے ساتھ محبت کو خُدا و رسُول کی دوستی اور ان کے ساتھ دشمنی کو خُدا و رسول کی دشمنی قرار دیا ہے اور اہلِ سنت کے چار آئمہ کو "چہار دیوار خانۂ اسلام" کا درجہ دیا ہے[1]۔

اس کے بعد وہ کتبِ تصوّف کا مطالعہ کرتا رہا اور تصوّف سے اس کا تعلق محکم ہوتا چلا گیا۔ ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء میں جبکہ اس کی عمر ۱۹ سال تھی وہ اپنے والد شاہ جہاں کے ہمراہ لاہور میں قادری سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت میاں میر لاہوریؒ (ف ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء) سے دو مرتبہ ملا اور اس کے ذہن پر ان کی عقیدت نقش ہو گئی[2]۔ وہ ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں ہی کشمیر کی سیر کے دوران حضرت میاں میرؒ کے خلیفہ ملّا شاہ بدخشی سے ملنے گیا اور ان سے اتنا متاثر ہوا کہ بیعت کر کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا اور ان کے تعلقات محکم ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ

---

[1] دارا شکوہ: سفینۃ الاولیاء۔ طبع نولکشور۔ کانپور ۱۹۰۰ء، ۱۲

[2] دارا: سکینۃ الاولیاءَ۔ طبع تہران ۴۸

www.maktabah.org

انہوں نے دارا کو مریدین کی تعلیم و تربیت کے لیے کہا۔[1]

اس واقعہ کے تین سال بعد ہی اس نے ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں حضرت میاں میر لاہوریؒ اور ان کے خلفاء کے حالات پر سکینۃ الاولیاء کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔

اگر اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کتاب کی تالیف سے اس کے شریعت کی قیود سے آزاد تصوّف کی طرف رغبت کا پورا احساس ہونے لگتا ہے۔

ہمارے خیال میں ملاشاہ بدخشی جیسے شرعی حدود سے آزاد تصوف کے علمبردار صُوفی کی صحبت میں رہ کر اس نے الحاد کی راہ اختیار کی تھی خود داراشکوہ نے ملاشاہ کی جس زندگی کی تصویر کشی کی ہے اسلام نے اس کی کبھی اجازت نہیں دی۔[2]

ملاشاہ اپنے ابتدائی ایام سلوک میں شاید پابند شرع صوفی ہوں لیکن داراشکوہ کے زمانۂ عروج میں وہ محض ایک آزاد مشرب تھے۔ ان کے نزدیک ایک صوفی کا سکر کی حالت میں رہنا نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر تھا۔

"سکر حالتی بلند تر است از نماز گزاردن[3]"

انہوں نے اپنے رسالہ مرشد میں جہاں بہت سی غیر شریعی باتوں کا صوفیہ کے لیے جواز پیش کیا ہے وہاں ان کے نزدیک انا الحق کہنا بھی درست ہے[4]۔ ان کے کلام کے عمومی عنوان تعریفِ آتش، تعریفِ حقہ اور تعریفِ نوروز وغیرہ ہیں[5]۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملاشاہ اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کرتے ہوئے طالب کے مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے ان کے حلقہ میں بنوائی نام کا ایک ہندو بھی تھا جو کشمیر میں ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۴ء میں ملاشاہ

---

[1] دارا: ایضاً ۱۷۴، ۱۷۸

[2] دارا: ایضاً ۱۵۴، ۱۵۸

[3] داراشکوہ: حسنات العارفین۔ طبع تہران ۶۴ (بسلسلہ تفسیر آیۃ لاتقربوا الصلوٰۃ .....)

[4] ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۱۴۱/۲ [5] ایضاً ۱۴۴

www.maktabah.org

سے منسلک ہوا تھا معاصر کتاب دبستانِ مذاہب میں لکھا ہے کہ وہ ملاشاہ سے بہرہ اندوز ہوا:
"کامیاب شناخت گشت"[1]

دبستانِ مذاہب کے اندراج سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ ہندو اس وقت قصداً وحدتِ ادیان کے پرچار میں مصروف تھا اور صرف ملاشاہ سے ہی "بہرہ اندوز" نہیں ہوا تھا بلکہ کئی "درویشانِ ہند" کی صحبت اختیار کی تھی۔[2]

ملاشاہ بدخشی کے اشعار بھی ان کی اسی قسم کی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کا ضخیم کلیات بھی موجود ہے۔ داراشکوہ نے ان کے جو اشعار نقل کیے ہیں وہ یقیناً اس کے بھی پسندیدہ تھے ملاحظہ ہو:

رشتۂ تسبیحِ ما، رشتۂ زنار شد — رہ سوی میخانہ داد، مرشد دانای ما
روشنیٔ کفرِ ما، ظلمتِ اسلام سوخت — تاچہ زند فتنہ ہا، سر دگر از پای ما[3]

شعرا کے تذکروں میں ملاشاہ کا یہ شعر بھی ملتا ہے ؎

پنجہ در پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفیٰ دارم[4]

ان اشعار اور خصوصاً آخری شعر کے پیشِ نظر وہ اپنی آزاد مشربی کی حدود سے بھی بہت

---

[1] دبستانِ مذاہب۔ طبع بمبئی ۱۲۷۷ھ ۱۳۸

[2] اس ہندو کی اس صحبت کو محض ملاقات اس لیے نہیں قرار دیا جاسکتا کہ ملاشاہ کے حالات پر جہاں آرا بنت شاہ جہان نے جو مستقل کتاب صاحبیہ لکھی ہے اس میں اس نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ملا صاحب "اپنے عقیدت مندوں اور اخلاص کیشوں کے علاوہ کسی دوسرے سے صحبت نہیں رکھتے۔" (محمد ابراہیم ڈار، مقالہ بر رسالۂ صاحبیہ، اورنٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۲۷ء ۹)

[3] داراشکوہ، حسنات العارفین۔ طبع تہران ۶۷

[4] نصرآبادی، محمد طاہر: تذکرۂ شعراء۔ تہران ۱۳۱۷ش (تالیف حدود ۱۰۸۳ھ) ۶۳

www.maktabah.org

آگئے "کفرِ حقیقی[1]"، کی تلاش میں نکل پڑے تھے۔

ان کے اپنے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس روش سے راسخ العقیدہ علماء، جنہیں انہوں نے "ملایانِ قشر" اور "زاہدانِ خشک" جیسے القاب سے یاد فرمایا ہے، نے ان کے خلاف آواز بلند کی تھی ایک مرتبہ انہوں نے "ذوقی وسیطی عظیم" کی کیفیت میں داراشکوہ سے کہا:

بعضی ملایان قشر و زاہدان خشک مارا چناں آزردہ ساختہ بودند[2]......

معلوم ہوتا ہے کہ ان "بدبختانِ شریر" نے متحدہ طور پر ان کے خلاف کارروائی کی ہوگی کیونکہ ملاشاہ داراشکوہ کو انہیں تنبیہہ کرنے کے لیے خط لکھتے ہیں:

شمارا بے شک دست رسا است، و مارا فائدہ از آشنائی شما بہ ازین دیگر چہ خواہد بود[3]؟

اگر ہم ملاشاہ اور داراشکوہ کی تالیفات کا تقابلی مطالعہ کریں تو ہمیں ان پیر و مرید کے افکار میں بہت ہی مماثلت و ہم آہنگی ملے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملاشاہ بدخشی کے افکار کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے[4] تاکہ اس دور کی فکری فضا کے خاکے سامنے

---

[1] داراشکوہ نے اس اصطلاح کو اپنی ان تالیفات میں استعمال کیا ہے جو اس نے ملاشاہ سے منسلک ہونے کے بعد تالیف کی تھیں تفصیل آگے آرہی ہے۔

[2] داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ ۱۶۷ [3] دارا: ایضاً ۱۸۴

[4] ملاشاہ بدخشی کے احوال و افکار کے بنیادی مآخذ یہ ہیں:

(۱) کلیات ملاشاہ مع رسائل نظم و نثر و تفسیر قرآن (قلمی نسخوں کے لیے ملاحظہ ہو پاکستان میں فارسی ادب ۲/۱۳۶-۱۶۳)

(۲) جہان آرا بیگم بنت شاہ جہاں، رسالہ صاحبیہ (در حالات ملاشاہ) متن مرتبہ محمد اسلم مشمولہ جرنل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان۔ لاہور جلد ۱۶۔ شمارہ ۴، جلد ۱۷۔ شمارہ ۱۔) وتعارفی مقالہ محمد ابراہیم ڈار۔ شائل اورنٹیل کالج میگزین۔ لاہور اگست ۱۹۳۷ء

(۳) داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۱۹۶۵ء

(۴) ایضاً: حسنات العارفین (شطحیات)، طبع تہران ۱۳۵۲ھ ش ۲۵، ۴۸، ۶۴

www.maktabah.org

آسکیں اور اس ماحول میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کی ان کے خلاف صف آرائی کی کوششوں کو بآسانی سمجھا جا سکے۔[!]

شیخ محب اللہ الہ آبادی

شیخ محب اللہ الہ آبادی (متوفی ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء) عہد شاہجہانی کے سلسلہ چشتیہ صابریہ کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیمات کی بنیاد شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے افکار پر رکھی ـــ انہوں نے اسے اپنا موضوع بنالیا تھا یہاں تک کہ وہ اس میں اجتہاد کے درجہ کو پہنچ گئے تھے، انہوں نے شیخ اکبر کے وحدت الوجود کے افکار کو ہندوستانی مزاج کے مطابق اس طرح بیان کیا کہ "وحدتِ ادیان" کی شالوں کے متلاشی افراد کو ان میں سے بہت سا مواد مل گیا۔

انہوں نے عربی میں فصوص الحکم کی شرح لکھی اور ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء میں فارسی زبان میں اس کی دوسری شرح کی اور شیخ عبدالرحیم خیر آبادی (جو ان کے مکتوب الیہ بھی تھے) کی وساطت سے اس کا ایک نسخہ داراشکوہ کو بھیجا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہفت احکام اور مناظر اخص الخواص (۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء) مرتب کئے اور ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء میں عبادات الخواص،

---

(۵) ایضاً: مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق۔ کلکتہ ۲۳

(۶) توکل بیگ: نسخہ احوال شاہی (حالات و مقامات ملاشاہ) ۱۰۷۷ھ قلمی نسخہ برٹش میوزیم (ربو ضمیمہ نمبر ۱۳۰) اس رسالہ کے فرانسوی خلاصہ کے لیے دیکھیے:

Mollah-Shah et le spiritualisme oriental, par M. A. dc Kremer (J. Asiatique vi sere Tome xiii, (1869) pp. 105–159.

(۷) محسن فانی: مثنویاتِ فانی، طبع امیر حسن عابدی۔ جموں ۱۹۶۴ء

(۸) دبستانِ مذاہب۔ طبع بمبئی ۱۲۷۷ھ ۱۳۸، ۳۱۹ - ۳۲۷

www.maktabah.org

تفسیر القرآن، المغالطۃ العامہ اور عقائد الخواص[1] وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ ان سب رسائل میں ان کا بنیادی نظریہ وحدت الوجود کا پرچار اور افکارِ ابنِ عربی کا دفاع ہے۔

شیخ محب اللہ الہ آبادی کے مکتوبات کا ضخیم مجموعہ بھی مرتب ہوا تھا، اس میں بھی تمام تر خطوط کا ایک ہی موضوع ہے یعنی "وحدت الوجود"۔

اس مجموعہ میں دارا شکوہ کے نام ان کے طویل مکتوبات موجود ہیں[2]۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب جنہوں نے سلسلۂ چشتیہ پر تحقیقی کام کیا ہے اور اس سلسلہ کے افکار کا گہرا مطالعہ بھی کر چکے ہیں، وہ تسلیم کرتے ہیں کہ:

"شاہ محب اللہ الہ آبادی تصوف کے جس حلقۂ فکر کی ترجمانی کر رہے تھے، اس سے دارا شکوہ کو خاص عقیدت تھی[3]۔"

دارا نے اپنے ایک خط میں شیخ محب اللہ کو لکھا ہے کہ میرے سوالات کے جواب آپ نے دیئے اس سے بڑی مسرت ہوئی اور اس سے مجھے آپ کے ساتھ اپنی ہم مشربی کا علم ہو گیا:

"مکتوبِ ایشان۔۔۔۔ رسید، از مطالعہ آن مسرت و خوش وقتی روے داد، ہم مشربیِ ایشان معلوم خاطر گردید۔۔۔۔ ایں مشرب را صاف دریافتہ باشند[4]۔"

وہ شیخ محب اللہ کے عین حیات ہی متقدمین صوفیہ کی کتابوں کا مطالعہ ترک کر چکا تھا اور ان سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا اور وہ اب اپنے دل کی گہرائیوں کا مطالعہ کرنے

---

[1] ان رسائل کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے تاریخی مقالاتِ خلیق احمد نظامی ۱۴۸

[2] مکتوبات کے نسخۂ علی گڑھ میں دارا شکوہ کے نام جو مکتوبات ہیں وہ ۴۶ صفحات کو محیط ہیں۔ (ایضاً نظامی ۱۵۱)

[3] نظامی، خلیق احمد: تاریخی مقالات۔ دہلی ۱۹۶۶ء ۱۴۹

[4] نجیب اشرف ندوی (مرتب): رقعات عالمگیر۔ دار المصنفین ۳۲۹

www.maktabah.org

لگا تھا۔ اس خط میں شیخ صاحب کو لکھتا ہے:

بہ مطالعۂ دل کہ بحریست لامحدود و از آن، ہمیشہ گوہرہائے تازہ برون ... می آید۔[1]

دارا شکوہ نے جس طرح دیگر صوفیہ کی خدمت میں تصوف سے متعلق سوالات ارسال کر کے ان سے جواب دینے کے لیے کہا تھا اسی طرح اس کا ایک سوالنامہ بنام شیخ محب اللہ اور ان کا جواب بھی موجود ہے[2]۔ اسی قسم کے سوالات اس نے شیخ فتح علی قلندر کے پاس بھی ارسال کیے تھے[3]۔

یوں تو شیخ محب اللہ کے تعلقات اس کے ساتھ اس وقت زیادہ استوار ہو جاتے ہیں جب شیخ صاحب کے مسکن الہ آباد کی صوبیداری اس کے سپرد کی جاتی ہے لیکن اس سے قبل شیخ صاحب اسے شرح فصوص الحکم کا ایک نسخہ روانہ فرما کر اپنے خیالات سے آگاہ کر چکے تھے۔ جب اس صوبہ کی نگرانی اس کے سپرد ہوئی تو اس نے شیخ کو ایک خط کے ذریعہ اس کی خوشخبری دی اور اسے شیخ سے استفادہ کا بہترین موقع قرار دیا[4]۔ اس کے جواب میں حضرت شیخ نے جو مکتوب لکھا اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

..... از گرہ فتن صوبہ الہ آباد بیشتر خوشحالی بوجود تست، بر صاحب عالم روشن است کہ چوں فقیر برین ہمہ اخلاق حمیدہ و الطاف کہ صاف در طینت و عین ثابت آں مربی و ملاذ فقرا۔ بید عنایت رحمانی تعبیہ یافتہ نظر می کند، شکر ہا می گوید کہ، ہیچ شاہ و شہزادہ بہ کمالات صاحب علم مشرف شدہ باشد،

1۔ ایضاً ۳۳۰

2۔ رقعاتِ عالمگیر طبع ندوی ۳۲۵-۳۲۹
غالباً یہی سوالات و جوابات بصورت رسالہ معارج الولایت میں بھی محفوظ ہیں نسخہ آذر

3۔ تفصیل اسی مقدمہ میں بعنوان "شیخ فتح علی قلندر اور دارا" ملاحظہ کریں۔

4۔ یہ مکتوب نجیب اشرف ندوی مرحوم کے مرتبہ مجموعہ رقعاتِ عالمگیر ۳۲۰ میں موجود یہی مکتوب دراصل مذکورہ بالا سوالنامہ ہی ہے۔

www.maktabah.org

پس زہے سعادت اہل زمانہ کہ مثل تو شہزادہ دلربا رامی بینند و اوصاف پسندیدہ آن صاحب می شنوند۔[1]

ہمیں اس وقت داراشکوہ کے سیاسی رجحان کا عہد شاہ جہانی میں ہی جنگ تخت نشینی سے بہت پہلے ہی علم ہو جاتا ہے جب وہ شیخ محب اللہ سے اکبر کے عہد کے پیدا شدہ ایک سیاسی مسئلہ "آیا حکومت کو اپنی ساری رعایا کا مساویانہ خیال رکھنا چاہیئے یا مسلم و کافر میں تمیز کرنی چاہیئے؟[2]" کے بارے میں استفسار کرتا ہے۔

شیخ محب اللہ کے جس رسالہ پر اس وقت کی ذہنی فضا مکدر اور مذہبی زندگی میں ہلچل مچ گئی وہ رسالہ تسویہ تھا جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے بارے میں ایسی بحث کی تھی جو علماء کے نزدیک قابل اعتراض تھی[3]، اس رسالہ کے خلاف باقاعدہ کارروائی تو ان کی وفات کے بعد اورنگ زیب کے عہد میں ہوئی لیکن معاصر ماخذ معارج الولایت کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حین حیات بھی ان کے نظریات کے خلاف شورش برپا ہوئی تھی اور وہ اس قدر شدید تھی کہ عوام ان کے قتل کے درپے ہو گئے تھے جب شیخ محمد رشید جونپوری کو معلوم ہوا تو وہ برق رفتاری سے جونپور سے آئے اور عوام کے نرغے سے بچایا اور ان کے کلام کی توضیح کر کے عوام کے جذبات فرو کئے۔[4]

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں راسخ العقیدہ علماء کی درخواست پر اورنگ زیب نے ان کے رسالہ تسویہ کے تمام نسخے جلانے کا حکم صادر کیا تھا بلکہ خود اس کا مطالعہ کیا تو شاہ صاحب کے تمام مریدین کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا لیکن شاید یہ عملی طور پر ممکن نہیں تھا، ان کے

---

[1] نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۹-۱۵۰

[2] نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۰

[3] شیر خان لودھی : مراۃ الخیال۔ طبع مطبع فتح الاخبار کول ۱۸۴۸ء ۲۲۸

[4] عبدی، عبداللہ خویشگی : معارج الولایت۔ قلمی۔ ذخیرۂ آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۲۵ ورق ۴۳۲ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احوال و آثار عبداللہ خویشگی ۱۵۵)

www.maktaban.org

صرف دو خلفاء، میر سید محمد قنوجی اور شیخ محمدی کے حاضر ہونے کا ذکر ملتا ہے[1]۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے صاحبزادے خواجہ خرد نے اس رسالہ کی تردیدی شرح عہد عالمگیر میں ہی لکھی۔

اس رسالہ کی کئی شرحیں لکھی گئیں۔ خود شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے بھی اس کی ایک شرح لکھی، سلسلۂ قلندریہ کے اصحاب نے بھی اس کی ایک ضخیم شرح طبع کروائی تھی۔ شیخ محب اللہ تو اپنے مکتوبات میں اس رسالہ کو عام کرنے سے اپنے خلفاء کو منع کرتے رہے کہ اسے اپنے تک محدود رکھیں اور اغیار کو نہ دکھائیں لیکن اس دور کی فضا ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ اس قسم کے لٹریچر کا تقاضا کیا جانے لگا تھا۔ اس لیے ان کے مریدین اس کے پابند نہ رہ سکے۔

شاہ محب اللہ الٰہ آبادی کی ساری تالیفات اور خصوصاً ان کے مکتوبات کے مجموعہ کا مطالعہ از بس لازم ہے اس سے اس عہد کی فکری فضا اور دو متحارب مکاتب فکر جن کے ترجمان داراشکوہ اور اورنگ زیب تھے، کے بنیادی تصورات کا تجزیہ کرنے کے لیے یہ مجموعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

محسن فانی کشمیری (۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء)

محسن فانی، حضرت میاں میرؒ، ملا شاہ بدخشی[2] اور شاہ محب اللہ الٰہ آبادی کا عقیدت مند

---

[1] لودھی، شیر خان: مراۃ الخیال ۲۲۸-۲۲۹
اس رسالہ کے خلاف اورنگ زیب کی کارروائی کے محرک حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی (نبیرۂ حضرت مجدد) بتائے گئے ہیں (روضۃ القیومیہ ۹۲/۳) لیکن روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو شک و شبہہ کی نظروں سے دیکھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کیونکہ اورنگ زیب کے ساتھ ان حضرات کے جس قسم کے روابط تھے اس سے اس شرعی گرفت کے محرک یہی بزرگ ہو سکتے ہیں۔

[2] فانی نے اس کی خود وضاحت کی ہے ؎

برپا کردم سلسلۂ پیر و مرید　　　ہم ملا شاہ و ہم میاں میر شدم

(پاکستان میں فارسی ادب ۳۴۲/۲)

www.maktabah.org

تھا[1]۔ آزاد مشرب صوفیہ میں اس کا بلند مقام ہے۔ وہ بھی ایسے افکار کا پرچار کرنے میں مصروف تھا کہ علماء کو اس کے خلاف آواز بلند کرنا پڑی تھی، اس کے اپنے اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خلاف فتویٰ صادر کیا گیا تھا ؎

قاضی از دیباچہ ای بر نسخۂ فانی نوشت
فتویٰ خونین رقم زد زہر را در شیر کرد[2]

اس شعر میں وہ وحدت الوجود کو وحدتِ ادیان کا رنگ دیتے ہوتے محسوس ہوتا ہے ؎

کتاب صلح کل گر درس گوید پیر میخانہ
تواں از بادۂ توحید شست اوراق مذہبا[3]

ایک شعر میں اس نے شرعی عبادات سے بے زاری اور اپنے لیے ان کو غیر ضروری قرار دیا ہے ؎

ایں عبادتہای رسمی خوش نمی آید مرا
لیک میدانم کہ کردن خوشتر از ناکردن است[4]

چونکہ فانی کے پیر نے "من چہ پروائے مصطفیٰ دارم" کا نعرہ لگایا تھا، اس لیے ان کے اس شعر سے بھی اسی قسم کی فکر کا اظہار ہوتا ہے ؎

نیست ما روشندلان را حاجتِ طوافِ حرم
کلبۂ تاریک ما بیت الحرام مابس است[5]

وحدت الوجودی صوفیہ کی طرح فانی بھی معتقد ہے کہ اپنی ذات کو خدا کی ذات میں فنا کر دو اور ہو بہو عین خدا ہو جاؤ ؎

۱؎ فانی: مثنوی مصدر الآثار۔ طبع امیر حسن عابدی ۲۶۰ - ۲۶۲ (شامل تلنیات فانی)

۲؎ ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۲/۲۳۸

۳؎ ۴؎ ۵؎ ایضاً ۲/۳۴۳

www.maktabah.org

در ذات دوست محو شو از بایدت کمال　　　　در بحر قطرہ ناشدہ گوہر نمی شود[1]

فانی داراشکوہ کی سرکار سے متوسل تھا، ایک شعر میں "درِ داراشکوہ" پر سجدہ کرتے ہوئے اس کا ذکر کرتا ہے ؎

فانی کہ سجدہَ درِ داراشکوہ کرد　　　　دیگر سرش فرود بہ ہر در نمی شود[2]

داراشکوہ اور فانی کے درمیان خط وکتابت بھی تھی۔ ایک خط میں دارا نے اس سے اس کے تخلص فانی کی بابت پوچھا تو اس مکتوب کے جواب میں فانی نے جو عرضداشت ارسال کی اس میں اس نے دارا کو "مرشد مسترشدان" اور "بادشاہِ دین ودُنیا" لکھنے کے علاوہ حسبِ ذیل قابلِ توجہ القاب سے نوازا:

بموقف عرضِ رازدانانِ ملک وملکوت ورمز شناسان جبروت ولاہوت کہ مقربانِ درگاہ صاحبِ عالم فانی ونزدیکان بارگاہ مالک جہاں جاودانی...[3]

اس قسم کے تعلقات کی بُنیاد پر یہ بات سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ دارا نے ایسے ہی صوفیہ کی صحبت میں شرعی عبادات کو رسمی عبادات کہہ کر ان سے بے زاری کا اظہار کیا تھا۔[4]

سرمد

وہ آرمینیہ کا باشندہ، کاشان میں مقیم رہا وہ نسلاً یہودی تھا، اسرائیلی زبانوں اور علوم کا ماہر تھا۔ وہ مشہور حکماء ملّا صدرا شیرازی اور ابوالقاسم فندرسکی کا شاگرد تھا۔ ہندوستان چلا آیا، حیدرآباد میں رہا، عبداللہ قطب شاہ نے اُسے خوش آمدید کہا، وہ اپنے ٹھٹھہ کے

---

[1] ایضاً ۲/ ۳۴۴

[2] فانی: مثنویاتِ فانی طبع عابدی ۵

[3] ظہورالدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۲/ ۳۴۰

[4] دارا نے اپنی کئی تالیفات میں اسلامی عبادات کا مذاق اڑایا ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

www.maktabah.org

قیام ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء کے دوران ایک ہندو لڑکے ابھی چند پر ایسا عاشق ہوا کہ وہ اُسی کا ہو کر رہ گیا۔ اُسے کئی زبانیں سکھائیں، اس ہندو لڑکے نے اس کی نگرانی میں توریت کے ابتدائی حصّے کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا۔[1] دبستانِ مذاہب کا مؤلف سرمد سے ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں حیدر آباد میں ملا تھا اور اس سے کئی اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ اس کے اشعار و اقوال سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ وحدتِ ادیان کا قائل تھا۔ اس کا ایک شعر ہے ؎

در کعبہ و بُت خانہ سنگ او شد و چوب او شد
یکجا حجر الاسود و یکجا بت ہندو شد[2]

اگرچہ اس نے اِسلام قبول کر لیا تھا[3] لیکن اس کے عقائد و افکار میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ بلکہ اس کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہاں آیا تھا، اُسے دارا شکوہ کا سہارا ملا تو یہیں کا ہو کر رہ گیا۔

وہ ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء میں دہلی پہنچا۔ معاصر تذکرہ نویس شیر خان لودھی نے مراۃ الخیال (۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء) میں لکھا ہے کہ چونکہ دارا شکوہ کی طبیعت اس قسم کے مجانین کی طرف راغب ہے اس لیے :

چوں خاطر سلطان دارا شکوہ بجانب مجانین میل داشت صحبت باوی در گرفت و مدتی باتر صفات او سرخوش بود تا آنکہ روزگار طرح دیگر انداخت۔[4]

تمام مآخذ متفق ہیں کہ وہ اپنے قیام ٹھٹھہ (۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء) کے دوران ہی مادر زاد برہنہ ہو گیا تھا۔

ہمارا قیاس ہے کہ وہ آوارہ گردی کرتا ہوا دہلی نہیں پہنچا تھا بلکہ دارا شکوہ نے اُسے خود دہلی بلایا تھا کیونکہ اس کی دارا شکوہ کے ساتھ خط و کتابت بھی تھی۔ دارا کا ایک خط بنام

---

[1] دبستانِ مذاہب ۱۹۵ [2] ایضاً یہ ترجمہ دبستان میں شامل ہے ۱۹۶-۲۰۲ [3] ایضاً
[4] لودھی : مراۃ الخیال۔ طبع کول ۱۸۴۸ء ۱۵۴

www.maktabah.org

سرمد، سید مصطفےٰ طباطبائی نے رسالہ انڈو ایرانیکا (کلکتہ) میں شائع کر دیا تھا۔[1]

سرمد کو اس حالت میں غیر ملکی سیاحوں نے بھی دیکھا تھا۔[2]

جب داراشکوہ کو جنگِ تخت نشینی میں شکست ہوئی اور اورنگ زیب نے حکومت سنبھالی تو جہاں اس نے بہت سے غیر شرعی صوفیہ کا احتساب کیا وہاں سرمد پر بھی گرفت ہوئی اسے دربار میں طلب کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اعتماد خاں مُلّا عبدالقوی کو حکم دیا کہ وہ سرمد کو حاضر کرے، اس نے دربار میں سوال و جواب کے دوران بھی اسلام کے خلاف توہین آمیز کلمات کہے اور اس کی انہیں حرکات کی بدولت علماء کے فتویٰ سے قتل کر دیا گیا۔[3]

یقیناً داراشکوہ اسی قسم کے صوفیۂ خام کی صُحبت میں رہ کر "کعبہ و بت خانہ" اور "مسجد و مندر" کا فرق مٹانے کے درپئے ہوا تھا۔

بابا لال

وحدتِ ادیان کے پرچار اور کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لیے وجود میں آنے والی بھگتی تحریک کا اس آخری دورِ شاہجہانی میں بابا لال علم بردار تھا اور اپنی فکر کو پھیلانے کے لیے اس نے باقاعدہ ایک حلقہ بنا رکھا تھا جو بابا لالی کہلاتے تھے۔

داراشکوہ کا اس کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا ۔۔ وہ اپنے پرائیویٹ سیکرٹری چندر بھان برہمن کے ہمراہ لاہور میں لال بابا سے نومبر اور دسمبر ۱۶۵۳ء میں دو ماہ تک

---

[1] نائینی، سید محمد رضا جلالی: سکینۃ الاولیاء (مقدمہ) ۳۶

[2] Bernier: Travels in the Mughal Empire, p. 317.

[3] سرمد کے قتل کے سلسلہ میں مختلف بیانات کے لیے ملاحظہ ہو:
مآثر الامرا۔ ۱/۲۲۴-۲۲۵، مراۃ الخیال ۱۵۴، ریاض الشعراء قلمی، واقعاتِ عالمگیری ۱۲۱-۱۲۲ وغیرہ۔

www.maktabah.org

ملاقاتیں کرتا رہا اس میں چندر بھان ترجمان کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس عرصہ میں بابا سے جو گفت گو ہوئی وہ کتابی صورت میں ہندی زبان میں محفوظ کرلی گئی[1]۔ بعد میں ان مکالمات کے ترجمان چندر بھان برہمن نے اس کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا جو "مکالمۂ بابالال و داراشکوہ" کے نام سے مشہور ہے[2]۔ ان مکالمات میں جو سوالات دارا نے کیے ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ذہن کس طرح تیزی سے "کفرِ حقیقی" کے حقائق جاننے کی طرف مائل ہو رہا تھا اور اس کے بعد جب اس نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا گہرا مطالعہ اور پھر ان پر تحقیق و ترجمہ کا کام شروع کیا تو اس وقت تک وہ بابالال سوامی کے رنگ میں پوری طرح اپنے آپ کو رنگ چکا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دارا ملاقات کے انہیں ایام میں ہی حسنات العارفین[3] بھی مرتب کر رہا تھا اور ان ملاقاتوں کے بعد ہی یعنی جنوری ۱۶۵۵ء میں اسے مکمل کرلیا تھا۔ اس کتاب میں بابالال کی وہ نصیحتیں جو اس نے دارا کو کی تھیں، محفوظ ہیں۔ دارا اس کتاب میں بابالال کو "کمل عرفا" اور تمام ہندوؤں میں اسے اس سے زیادہ "عارف و متین" شخص نظر نہیں آتا تھا۔ ایک نصیحت جو اس نے دارا کو کی اس سے کفر و اسلام کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے بابا نے کہا:

> ہر قوم میں عارف و کامل ہوتے ہیں خدا ان کی برکت سے اس قوم کو نجات دیتا ہے۔ تم کسی قوم کے منکر نہ ہونا۔[4]

---

[1] اس اصل رسالہ کا ہندی نام ہے Goshti Baba Lal Dyal

(مقدمہ) دیوان چندر بھان برہمن نوشتہ محمد عبدالحمید فاروقی۔ گجرات، احمد آباد۔ ۱۹۶۷ء ۸۱

[2] کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ لاہور سے اس کا اردو ترجمہ بھی چھپا تھا۔

[3] تفصیل آگے آرہی ہے۔

[4] داراشکوہ : حسنات العارفین ۴۹

www.maktabah.org

ایک اور مقام پر بابا اُسے نصیحت کرتا ہے :

(اے دارا) تم شیخ نہ بننا، ولی نہ بننا اور نہ ہی صاحبِ خوارق و کرامات ہونے کی خواہش کرنا بلکہ آزاد مشرب فقیر بننا[1] (فقیرِ بے ساختگی)

اس سے اگلے ہی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں جب وہ اپنی مشہور کتاب مجمع البحرین[2] لکھنے بیٹھا تو اس پر بابا لال کے افکار پوری طرح مسلط ہو چکے تھے[3]۔

داراشکوہ نے مجمع البحرین میں نبوّت و ولایت کے بیان کے تحت بابا لال کو اپنا مرشد لکھا ہے :

در زمان دیگر چوں شیخِ من جنید ثانی شاہ میر و استادِ من میاں باری و مرشدِ من ملا شاہ و شاہ محمد دلربا و شیخ طیب سرہندی و باوا لال بیراگی[4]۔

---

[1] داراشکوہ : حسنات العارفین ۵۵ ۔ بابا لال کی اصطلاح فقیرِ بے ساختگی کا یہ ترجمہ عصرِ حاضر کے وحدتِ ادیان کا سب سے بڑا تحریری نعرہ لگانے والے ڈاکٹر اطہر عباس رضوی نے کیا ہے یعنی

"Be rather an independent Faqir"
(Muslim Revivalist Movements in India, p. 355)

[2] تفصیل اپنے مقام پر آئے گی ۔

[3] ڈاکٹر رضوی نے اس حقیقت کو اس طرح تسلیم کیا ہے :

The answers which Dara Shukoh received from Baba Lal . . . were fully drawn upon by him in his unique work Majma-ul-Bahrain. . . (Rizvi: Movements, p. 355).

[4] داراشکوہ : مجمع البحرین ۔ طبع محفوظ الحق ۱۰۲

بابا لال کا نام معاصر کتابوں میں کئی طرح لکھا ہوا ملتا ہے جس سے التباس ہوتا ہے کہ یہ ایک نام نہیں ہے لیکن درحقیقت یہ ایک شخص کا نام ہے جسے مختلف طریقے پر لکھ دیا گیا ہے شلاً دارا نے حسنات میں بابا لال مندیہ اور مجمع البحرین میں باوا لال بیراگی، بعض مآخذ میں لال دیال وغیرہ ۔

www.maktabah.org

بابالال نے سرہند کے قریب دھیان پور میں ایک مندر کے ساتھ اپنے چیلوں کی تربیت کے لیے ایک تربیت گاہ بنالی تھی۔ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ داراشکوہ کے حکم سے یہ "سمادھی بابالال" تعمیر کی گئی تھی جو اب تک موجود ہے[1]۔ جہاں بہت سے طالب اس کے گرد جمع رہتے تھے۔

ہمارا قیاس ہے کہ بابالال کے لیے قصداً داراشکوہ نے سرہند میں اس لیے یہ سمادھی بنائی تھی کہ "مجدّدی تحریک" جس کی بُنیادی فکر احیائے اِسلام ہے اور جس کا مرکز سرہند شریف تھا، کی نقل وحرکات سے وہ ہر وقت باخبر رہ سکے۔

چندربھان برہمن (حدود ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء)

وہ شاہ جہانی عہد میں معزز عہدوں پر فائز رہا[2]، وہ ہندو ہونے کے باوجود مسلمان اساتذہ سے عربی وفارسی اور دینی تعلیم حاصل کرتا رہا، اس کی طبیعت اور مزاج بالکل داراشکوہ جیسا تھا فرق صرف یہ تھا کہ دارا نے حصولِ تخت کے لیے اپنے مذہبی عقائد کو سیاسی لبادہ اُڑھادیا تھا۔

معاصر مؤرخ محمد صالح کنبوہ نے لکھا ہے :

اگرچہ بظاہر زنار بند است اما سر از کفر بر می تابد و ہر چند بصورت ہندو است
اما در معنی در اِسلام می زند[3]۔

---

[1] گنیش داس وڈیرہ نے دارا کے کئی مرتبہ بابا کے پاس جاکر مستفید ہونے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا ہے کہ اس وقت تک بابا کے سجادہ نشینوں کا سلسلہ جاری ہے (چار باغ پنجاب ۲۹۶)
نیز دیکھئے مقدمۂ جوگ بششٹ۔ نوشتہ امیر حسن عابدی ۷۔حاشیہ و
سراکبر۔ طبع تہران ، مقدمہ ۲۴۷

[2] ڈاکٹر عبدالحمید فاروقی نے مقدمۂ دیوان برہمن میں اور ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے پاکستان میں فارسی ادب (۲/۹۴-۱۲۴) میں معاصر ماخذ اور برہمن کے بیانات کی بنیاد پر حالاتِ زندگی مرتب کیے ہیں۔

[3] کنبوہ محمد صالح : عمل صالح ۳/۴۳۴

www.maktabah.org

اس کی نظر میں کعبہ و بت خانہ، مسجد و مندر اور مسلمان و ہندو میں کوئی مذہبی فرق نہیں تھا۔ وہ اپنے افکار کے اعتبار سے وحدتِ ادیان کے مکتبِ فکر کا ایک خاص رکن معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اس شعر پر ہنگامے کا ذکر تذکرہ نویسوں نے کیا ہے ؎

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندیں بار

بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

ہمارے خیال میں اس کا درج ذیل شعر اس عہد کے وحدت الوجود کی اس فکر کی ترجمانی کرتا ہے جبکہ اس فکر کو وحدتِ ادیان کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا، کہتا ہے ؎

بانی خانہ و بت خانہ و می خانہ یکیست

خانہ بسیار ولی صاحبِ ہر خانہ یکیست

اس کے دیوان میں بہت سے ایسے اشعار ملتے ہیں[1] جن سے اس کے مذہبی رجحانات کا اندازہ ہوتا ہے اگر دیوانِ داراشکوہ اور دیوان برہمن کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو متصفانہ افکار میں بہت مماثلت ملے گی۔ اسی جذباتی ہم آہنگی کی بنیاد پر تو داراشکوہ نے اس کی خدمات شاہجہان سے اپنے لیے مانگ لی تھیں۔ جب داراشکوہ قندھار کی مہم پر روانہ ہوا تو برہمن اس کے مصاحب کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا اور جب دارا اس مہم سے ناکام واپس آیا تو لاہور میں بابا لال اور دارا کی ملاقات میں بھی ترجمان کی حیثیت سے برہمن شامل تھا۔ اس ملاقات کے دوران گفت گو کو ریکارڈ کرنے اور پھر اس کا فارسی ترجمہ کرنے کی خدمت بھی برہمن نے ہی ادا کی تھی[2]۔ وہ اپنی منشآت میں سرہند جانے کا ذکر بھی کرتا کہ وہ وہاں بابا لال دیال سے ملا تھا جس کے پاس دور دراز سے لوگ آتے تھے[3]۔

---

[1] برہمن: دیوان مرتبہ عبدالحمید فاروقی۔ احمد آباد گجرات ۱۹۶۷ء

[2] تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا تحت "بابا لال"

[3] منشآتِ برہمن بحوالہ مقدمۂ دیوان برہمن نوشتہ عبدالحمید فاروقی ۶۷

www.maktabah.org

میاں باری (ف ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء)

داراشکوہ نے حسنات العارفین اور مجمع البحرین میں انہیں اپنا اُستاد بتایا ہے۔ دارا کئی سال ان کے پاس جاتا رہا لیکن انہوں نے اس سے بات تک نہ کی۔ آخر تین سال جب دارا نے ان کی خدمت کی تو انہوں نے گفت گو سے نوازا، انہوں نے مرتے دم تک دارا سمیت کسی کو اپنا نام و نشان تک نہ بتایا۔ دارا کہتا ہے کہ چونکہ وہ قصبہ باری کے نواح میں عزلت گزین تھے اس لیے میں انہیں "باری تعالیٰ" کہا کرتا تھا۔ آخر وہ سکوت ٹوٹا اور وہ خاموشی رازدارانہ گفت گو میں اس طرح تبدیل ہوگئی کہ دارا ان کی "خدمتِ ایشان بسیار گستاخ بودم"۔

ایک مرتبہ دارا نے ان سے پوچھا کہ آپ کس کے بندے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں "بندۂ خود" ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں اپنا مرشد بھی آپ ہی ہوں، میں خود ہی اپنا مرید ہوں..... وہ باطنی طور پر ہر وقت داراشکوہ کے احوال سے آگاہ رہتے تھے..... وہ موسم سرما و گرما میں بھی برہنہ رہتے تھے۔ ان کا مقبرہ جو انہوں نے خود بنوایا تھا موضع "سرحنہ از توابع پرگنہ باری" ایک تالاب کے کنارے تھا جس پر داراشکوہ نے ایک بند بھی بندھوایا تھا۔

داراشکوہ نے خود لکھا ہے کہ وہ جب تک (ان کے مرتے دم تک) ان کے پاس جاتا رہا لیکن ان کی محفل میں کبھی اللہ پاک کا ذکر تو درکنار کبھی نام تک نہیں آیا۔ اس طرح انبیاء و اولیاء کے اسماء بھی کبھی ان کی زبان پر نہیں آئے تھے[1]۔ ایک مرتبہ دارا نے ان سے اُن کی تعلیم کے بارے میں سوال کیا تو بولے میں نے "ملّا و پنڈت دونوں کو مار ڈالا ہے[2]"۔ یعنی وہ اسلامی و غیر اسلامی دونوں علوم سے بیزار تھے۔

---

[1] دارا: حسنات العارفین ۶۹

[2] ایضاً: ۷۱

www.maktabah.org

شیخ سلیمان مصری قلندر

سلسلہ قلندریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دارا کی ان سے ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء میں ملاقات ہوئی تھی اور خواب میں اُسے ایک قلندر مشرب بزرگ سے ملاقات کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا، وہ سیاحت پیشہ تھے، جب وہ ملتان پہنچے تو دارا نے والیٔ ملتان کو حکم دیا کہ اُن کا پورے اعزاز سے استقبال کرے اور انہیں دارالخلافہ لانے کا انتظام کیا جائے۔

عندالملاقات دارا کو ان میں "یگانگیٔ مشرب" کا احساس ہوگیا۔ دارا چونکہ اپنے ہم مشرب صوفیہ کا متلاشی تھا اس لیے یہ اس کے لیے بڑی نعمت تھی، وہ خاصے آزاد مشرب تھے۔ انہوں نے خود دارا سے بیان کیا تھا ان کے نماز باجماعت نہ پڑھنے پر جب علمائے اعتراض (طعن) کیا تو انہوں نے امامت کرانے والے اس دیار کے تمام علمار کو ہی ناقص کہہ دیا:

> علمائے ایں دیار طعن کردند کہ نماز با جماعت نمی گزارد۔ فرمودند: اقتدا۔ بہ ناقصان نمی کنم[1]

انہوں نے ایک مرتبہ دارا سے کہا کہ انہیں سیاحت کرتے ہوئے ۵۴ سال ہو گئے ہیں، لیکن انہوں نے دارا جیسا سخنور اور عالی مشرب شخص نہیں دیکھا[2]

شاہ فتح علی قلندر (ف ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء)

قلندریہ سلسلہ کی یہ دوسری شخصیت ہیں جن کے ساتھ ہمیں داراشکوہ کے تعلقات کا علم ہوا ہے۔ شاہ فتح قلندر اپنے عم بزرگ شاہ عبدالقدوس قلندر اور شاہ مجتبا قلندر عرف شاہ مجا

---

[1] دارا: حسنات العارفین ۷۶ [2] ایضاً ۷۷

www.maktabah.org

قلندر لاہرپوری (ف ۱۰۸۴ھ/۱۶۷۴ء) کے تربیت یافتہ تھے[1]۔ سلسلۂ قلندریہ ہندوستان میں وحدت الوجود کے لیے بحرِ زخار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے خیال میں سلسلہ چشتیہ کے بعد افکارِ ابن عربی کی شرح و توضیحات میں اس سلسلہ کو خاص مقام حاصل ہے بلکہ سلسلہ چشتیہ کے دورِ زوال میں اس خدمت کو اس سلسلہ نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ "خانقاہ کاکوری" نے اس سلسلہ کے افکار کی جو کتابیں شائع کی ہیں وہ وحدت الوجود کی مکمل تصویر ہیں۔ اس سلسلہ نے شاہ محب اللہ الٰہ آبادی کے رسالہ تسویہ کی مفصل شرح بھی شائع کی تھی۔ شیخ مجتبیٰ قلندر اور شاہ فتح علی قلندر کے مابین جو مراسلت ہوئی ہے اس سے بھی عیاں ہے کہ وہ کن افکار کے حامل تھے یعنی ان کے محبوب موضوع "نفیٔ خودی" اور "توحیدِ وجودی" ہیں[2]۔

دارا شکوہ اور شاہ فتح علی کے درمیان بھی مراسلت کا سلسلہ تھا۔ حسنِ اتفاق سے وہ سوالات جو دارا نے ان کی خدمت میں بھیجے تھے اور ان کے جوابات بصورتِ رسالہ محفوظ ہیں اور شائع ہو چکے ہیں[3]۔ اس کی جھلک ملاحظہ ہو:

شاہ فتح قلندر اپنے جوابات کی وضاحت کے لیے جن شخصیات کے اقوال پیش کرتے ہیں ان میں مجذوب شیرازی کے علاوہ "بھگت کبیر" کا نام بھی شامل ہے جس کے افکار وہ "موحد ہندی" کے لقب سے فخر کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایک سوال میں دارا نے پوچھا کہ کس علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے تو شاہ فتح فرماتے ہیں ؎

علمِ حق در علمِ صوفی گم شود   ایں سخن کی باور مردم شود

---

[1] شاہ فتح قلندر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:
تقی علی قلندر: روض الازہر فی مآثر القلندر۔ طبع رام پور ۱۳۳۶ھ ۱۷۴
تقی حیدر قلندر (مرتب)، تعلیماتِ قلندریہ (مجموعہ مکتوبات بزرگان قلندریہ) لکھنؤ
اس میں شاہ مجتبیٰ قلندر کے مکتوبات بنام شاہ فتح قلندر موجود ہیں ۳۷-۴۰

[2] تقی حیدر: تعلیمات قلندریہ ۳۸-۴۰

[3] شمائل مقدمہ سوگ بشسٹ مرتبہ امیر حسن عابدی۔ طبع علی گڑھ۔

www.maktabah.org

دارا نے ان سے جب "ظلوماً جھولاً" کے بارے میں پوچھا کہ یہ انسان کی تعریف میں کہا گیا ہے یا اس کی مذمت میں۔ اس کا جو جواب شاہ فتح علی نے دیا وہ حرف بحرف ملا شاہ بدخشی کی اس تفسیر کے مماثل ہے جس کا اقتباس ہم گزشتہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں۔

دارا نے ان سے دریافت کیا کہ "بے نہایت" دل میں کیسے سما سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں شاہ فتح نے فرمایا ؎

حلول و اتحاد ایں جا محال است
زعین وحدتش این خود ضلال است[1]

داراشکوہ کے تینوں دریافت شدہ سوالناموں یعنی سوالات بنام شاہ محب اللہ الہ آبادی، بنام لال بابا بیراگی اور بنام شاہ فتح قلندر کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نہ صرف سوالات کی نوعیت میں مماثلت ملے گی بلکہ ان کے جوابات بھی بہت حد تک ایک دوسرے کے افکار سے ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں۔

دیگر صوفیۂ خام

دارا نے حسنات العارفین میں کئی معاصر صوفیہ سے اپنی ملاقات کا حال اور اُن کے اقوال لکھے ہیں ان میں سے چند ایک کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں:

اس نے حسنات العارفین میں شاہ محمد دلربا کو اپنا اُستاد اور مجمع البحرین میں اپنا مرشد بتایا ہے[2] اور ان کے جتنے اقوال دارا نے نقل کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسخ شدہ تصوف کی ساری منزلوں کو طے کر کے حلول و اتحاد کے دائرے میں داخل ہو چکے تھے۔ وہ دارا سے ملا بدخشی کے اشعار سنانے کی اکثر فرمائش کیا کرتے تھے۔ جس سے اندازہ

---

[1] عابدی: جوگ ششٹ از داراشکوہ۔ طبع علی گڑھ ۲۶

[2] دارا: مجمع البحرین۔ ۱۰۲

www.maktabah.org

ہوتا ہے کہ وہ اسی فکر سے متاثر ہو کر اس رنگ میں رنگے گئے تھے۔ ان کی زبان پر دارا کے لیے اکثر یہی ہوتا تھا "اللہ بیا، اللہ بنشین" ظاہر خلق باطن خالق است و ظاہر خالق باطن خلق[1]۔

شیخ طیّب سرہندی کو بھی دارا نے مجمع البحرین میں اپنا مرشد لکھا ہے[2]۔ اس شیخ طیّب کے ذریعہ دارا کو بابا پیارے کے بہت سے اقوال ملے تھے۔ شیخ طیّب بابا پیارے کے سلسلہ پیاریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض فرمودات یہ تھے:

بابا پیارے کسی قسم کی ظاہری عبادت نہیں کرتے تھے۔ قرآن و حدیث سے اقوال کبھی نقل نہیں کرتے تھے۔ خدا کا نام اس لیے نہیں لیتے تھے کہ وہ تو غائب ہے۔ وہ مسنون طریقہ پر بال بھی نہیں کٹواتے تھے[3]۔ یہ ہے بابا پیارے کی تصویر جن کے متعلق دارا کا اعتقاد تھا:

> از کبار مشائخ ہندوستان است.... از اولیا.... مثل وے دران وقت کسی نہ بودہ[4]۔

صلح کل کا علمبردار ہونے کی وجہ سے دارا کے سکھوں کے گروؤں سے بھی بہت خوش گوار تعلقات تھے۔ جب دارا اورنگ زیب سے شکست کھا کر لاہور کی طرف بھاگا تو وہ گرو ہر رائے (۱۶۳۰-۱۶۶۱ء) کے پاس بھی گیا، عصر حاضر کے سکھ مؤرخین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس جنگِ تخت نشینی میں ہمارے گرو کی ہمدردیاں "متعصب" اورنگ زیب کی بجائے "وسیع المشرب" داراشکوہ کے ساتھ تھیں، بقول خوشونت سنگھ:

---

[1] جنات العارفین ۷۲-۷۵

[2] دارا: مجمع البحرین ۱۰۲

[3] دارا: جنات العارفین ۵۶ [4] ایضاً ۵۵

www.maktabah.org

Har Rai became friendly with – Dara Shikuh, who being of sufi persuasion sought the company of saintly men of all denominations, when the war of succession began between Shah Jahan's sons, the Guru's sympathies where naturally more with the liberal Dara Shikuh than with the bigoted Aurangzeb.[1]

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ دارا کے ہر رائے کے ساتھ مذہبی ہم آہنگی کی بنیادوں پر تعلقات تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ شکست کھا کر بھاگ رہا تھا تو اورنگ زیب کی متعاقب فوج کو گرو نے دریائے ستلج عبور کرنے سے روکنے کی کوشش کی تاکہ دارا کو ایران بھاگ جانے کا موقع مل جائے۔ عہد حاضر کے ایک سکھ محقق ڈاکٹر فوجا سنگھ نے اسے اس طرح تسلیم کیا ہے:

Guru Har Rai, was similarly inspired when he led his troops to the bank of the river Satluj in order to block the passage across the river of Aurangzeb's Troops marching in hot pursuit of Dara Shikoh.[2]

جب کہ نقشبندی بزرگ پنجاب میں رہتے ہوئے سکھوں کی مذہبی سرگرمیوں اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کارروائیوں کو ہمیشہ اسلام کے خلاف ایک محاذ قرار دیتے رہے، خود حضرت مجدد الف ثانی نے گرو ارجن کے قتل کو اسلام کی فتح عظیم اور کفر کی شکست قرار دیا تھا۔[3] یہی حضرت خواجہ محمد معصوم و دیگر حضرات کا نقطۂ نظر تھا جسے اورنگ زیب نے

---

[1] Khushwant Singh: History of the Sikhs, Oxford University Press, Delhi, 1977. Vol. I, p. 68.

[2] Fuja Singh: The Martyrdom of Guru Tegh Bahadur (The Punjab Past and Present, April, 1975, p. 154

[3] مجدد الف ثانی: مکتوبات ۱/۱۹۳۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ مقامات مظہری

www.maktabah.org

اپنایا تھا جس کی وجہ سے وہ سکھوں کی نظروں میں "متعصب" اور دارا "وسیع المشرب" کہلایا۔

دارا نے شاہ محمد دلربا کے نام اپنے ایک خط میں واضح طور پر تسلیم کیا ہے کہ انہیں صوفیہ کی صحبت کی بدولت "اسلام مجازی" اس کے دل سے "برخاست" ہو چکا ہے اور "کفر حقیقی" رونما ہو رہا ہے اور وہ انہیں کی صحبت کی برکت سے "کفر حقیقی" کی صحیح "قدر" سمجھ سکا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب وہ صحیح معنوں میں "زنار پوش، بت پرست بلکہ خود پرست[1] و دیر نشین" بنا ہے:

الحمد للہ الحمد للہ کہ از برکت صحبت این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دل این فقیر اسلام حقیقی برخاست و کفر حقیقی روی نمود..... اکنون قدر کفر حقیقی دانستم زنار پوش و بت پرست بلکہ خود پرست و دیر نشین گشتم[2]۔

دارا شکوہ کے عقائد

اس پس منظر میں دارا کے مذہبی عقائد کو نہ صرف سمجھنا آسان ہو جائے گا بلکہ اس کی اس بے راہ روی اور دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا تقابل کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا بھی سہل ہو جائے گا۔

آپ نے دیکھا کہ اس نے اپنی پہلی تالیف سفینۃ الاولیاء میں اپنے نام کے ساتھ "قادری حنفی" لکھا اور خلفائے راشدین کی دشمنی کو اسلام کی دشمنی قرار دیا اور اہل سنت کے چاروں ائمہ فقہا کو چہار دیوار خانہ اسلام کا درجہ دیا اور پھر کس طرح اپنی افتاد طبع

---

[1] دارا کے استاد میاں باری نے اسے خودی کی جو تعلیم دی تھی وہ ہم گزشتہ صفحات میں درج کر چکے ہیں یہاں اُسے ذہن میں رکھتے ہوئے غور کریں تو اس کے اثرات واضح ہو جائیں گے۔

[2] نجیب اشرف ندوی (مرتب) رقعات عالمگیر ۳۲۲

www.maktabah.org

اور صوفیۂ خام کی صحبت میں اس کی دین سے بیزاری بڑھتی رہی حتیٰ کہ اس نے یہاں تک لکھ دیا کہ جس بستی میں ملّاں (علماؔ) رہتے ہوں وہاں عقلی علوم کی ترقی کے امکانات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

وہ اپنی دوسری کتاب سکینۃ الاولیاء کی تالیف کے دوران ہی ہمیں آزادیٔ مذہب کی طرف راغب نظر آنے لگتا ہے۔

رسالہ حق نما اس کی تیسری تالیف ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء میں مکمل ہُوا۔ اس رسالہ میں اس نے اپنے نام کے ساتھ "حنفی و قادری" کو قائم رکھا ہے۔ اس وقت تک وہ سلوک کی بہت سی منازل طے کر چکا تھا۔ وہ اس رسالہ کے بارے میں پابندی عائد کرتا ہے کہ اسے صرف اس طالب کو پڑھنا چاہیئے جس کی ہدایت کے لیے مرشد موجود ہو اور اپنے کشف کے بارے میں سکینۃ الاولیاء میں مندرج دعوے کو دہرایا ہے۔ اس رسالہ میں وہ وحدت الوجود کی کتابوں میں سے فتوحاتِ مکیہ، فصوص، لمعات اور لوامع کے بکثرت حوالے دیتا ہے[1]۔

۱۰۵۶-۱۰۶۲ھ/۱۶۴۶-۱۶۵۲ء کے بعد وہ اپنے ہم مشرب صوفیہ سے ملاقاتیں کرتا رہا اور خود کو ان کے رنگ میں اس طرح رنگ لیا کہ اس کی اپنی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مذہبی خیالات پر لوگوں نے اعتراضات کرنے شروع کر دیے تھے جن کا جواب دینے کے لیے اس نے ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء میں حسنات العارفین نام کی ایک کتاب لکھنا شروع کر دی جو ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں مکمل ہوئی۔ داراشکوہ کے عقائد میں ۱۶۴۶-۱۶۵۵ء تک جو تبدیلیاں ہوئیں ان میں سے بعض کا ذکر اس نے خود اس کتاب میں کر دیا ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں نہ تو اس نے اپنے نام کے ساتھ "حنفی و قادری" لکھا ہے اور نہ ہی انکسار کے ساتھ خود کو اپنے ابتدائی قاعدے کے مطابق فقیر حقیر لکھا ہے بلکہ:

---

[1] محفوظ الحق: (مقدمہ) مجمع البحرین ۹-۱۰

www.maktabah.org

"می گوید فقیر بے حزن واندوہ محمد داراشکوہ"۔
لکھنا ہی کافی سمجھا ہے۔ اس نے وضاحت کی ہے کہ "اس وقت جبکہ سال ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء ہے اور اس کی عمر ۳۸ سال ہوگئی ہے۔ اہلِ سلوک کی کتابوں سے اس کا دل بالکل "ملول" ہوگیا ہے اور اُسے چونکہ "وجد و ذوق" حاصل ہو چکا ہے اس لیے اس حالت میں اکثر اس کی زبان سے "کلماتِ بلند حقائق و معارف" سرزد ہوتے رہتے ہیں"۔ اس کی اپنی ہی عبارتِ ذیل سے عیاں ہوتا ہے کہ اب تک اس کو کافر بھی کہا جانے لگا تھا:

زاہدانِ خشک بے حلاوت از کوتاہ بینی در صدد طعن و تکفیر و انکار می شدند[1]

اس کے دیباچہ میں ہی اس نے راسخ العقیدہ علماء کو جو اس کی خلافِ شرع باتوں پر اعتراض کرتے تھے، "پست فطرت، زاہدِ خشک، دجال، فرعون اور ابوجہلانِ محمدی مشرب" جیسی صفات سے نوازا ہے گویا اس کے نزدیک "محمدی مشرب" ہونا بھی اب جرم تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ان خلافِ شرع حرکات و سخنان کو سہارا دینے کے لیے تاویل کے طور پر متقدمین و معاصرین صوفیہ کی شطحیات کو اس کتاب میں یکجا کیا اور اسے اپنے اشعار سے بھی سجایا۔ وہ نامی گرامی اور انتہائی پابندِ شرع صوفیہ کی شطحیات بھی نقل کرتے ہوئے ان کے نام کے ساتھ عجیب القاب بھی لکھتا مثلاً حضرت بایزید بسطامیؒ کی شطح نقل کرتے ہوئے کہتا ہے۔ "عارف بے پروا از بدنامی بایزید بسطامی"، وہ شیخ اکبر ابن عربی کو بھی "موحد" اور بھگت کبیر کو بھی "موحد ہندی" ہی کہتا ہے اور اسے "کمل عارفان ہندوستان"[2] بھی لکھا ہے۔ بابا پیارے جس کی خلافِ شرع باتیں خود دارا کے الفاظ میں ہم نقل کر آئے ہیں، کے متعلق لکھتا ہے کہ اکبر کے زمانے میں اس جیسا کوئی ولی نہیں ہوا۔[3]

---

[1] دارا: حسنات العارفین ۲ [2] ایضاً ۵۳ [3] ایضاً ۵۵

www.maktabah.org

چھیاسی

اسلام کی "صرف ہزار سالہ زندگی" کے بارے میں اکبر کے عہد سے ہی بحث ہو رہی تھی دارا نے یہاں اس کی بھی وضاحت کر دی ہے :

یعنی محمد پیش از ہزار سال رسول بود[1]......

دارا نے اپنے معاصر صوفیہ میں سے شیخ فرید لاہوری کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نے ان جیسا کوئی شیخ نہیں دیکھا اور ان کی ان تمام نوازشات کا ذکر بھی کیا جو انہوں نے شہزادے پر کی تھیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دارا کے مخالفین کو مردود کہتے تھے[2]۔ حالانکہ دارا کے مخالفین میں ایک عالم بھی بدعقیدہ نہیں تھا۔

جب وہ یہ کتاب مکمل کر چکا (۱۰۶۵ھ) تو اس کے حواریوں نے جنہیں وہ "طالبانِ صادق" (اور اکابر علماء اہلِ سنت کو ابوجہلان محمدی مشربان) کہتا ہے، کہا کہ شہزادے تم اپنی شطحیات میں سے بھی تو اس میں کچھ درج کرو تو دارا نے جو جواب دیا اس سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ صرف شطحیات کے میدان میں کہاں تک دُور نکل گیا تھا، اُس نے کہا :

کہ تمام شطحیات جو میں نے بیان کی ہیں وہ دراصل میری ہی ہیں۔ ہمارا قیاس بھی یہی ہے کہ اگر اس کی اس کتاب میں شامل شطحیات کو ان مشائخ کی معاصر کتب سوانح سے تقابل کیا جائے تو بہت سے شطحیات جو دارا نے ان کے نام منسوب کیئے ہیں محض اس کے ذہن کی پیداوار ثابت ہونگے ، اس نے حضرت میاں میرؒ اور ملّا شاہ کی جو شطحیات اس میں بیان کی ہیں وہ بھی اس نے اپنی شطحیات کو سہارا دینے کے لیے وقتی طور پر تراش لی ہیں کیونکہ سکینۃ الاولیاء میں اس قسم کی شطحیات کا اس نے ذکر نہیں کیا جس میں حضرت میاں میرؒ نے اپنے مرید ملّا شاہ بدخشی کے متعلق یہ کہا ہو کہ "کشمیر کے خدا کا کیا حال ہے[3] ؟

---

[1] دارا : حسنات العارفین ۵۹ [2] ایضاً ۶۳ [3] ایضاً ۶۱

www.maktabah.org

تاہم اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں اس وقت کے تصوف میں تنزل کے آثار ملتے ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بھگتی تحریک شاہ جہاں کے ان ایام میں داراشکوہ کی سرکردگی میں اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور اس تحریک سے متاثر ہونے والے سارے صوفیہ کے ساتھ اس کے روابط تھے۔ اس حقیقت کو ڈاکٹر اطہر عباس رضوی نے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے:

The characteristic feature of this work is an emphasis on that aspect of Kabir's teachings which seeks to despise as frivolous any distinction drawn between Kufr and Islam.[1]

اسی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں اس نے مجمع البحرین لکھی۔ اس میں اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام اور کفر (ہندومت) میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ ان کا منبع و مخرج ایک ہی ہے۔ ان دونوں دریاؤں کو ملا دینا چاہیئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ وہ وحدتِ ادیان کے علمبردار تمام ہندوستانی صوفیہ اور ہندو سادھوؤں سے مل چکا تھا اور ان کے معارف و کلمات اس پر پوری طرح مسلط ہو چکے تھے اس نے خود اس کے دیباچہ میں اس کی یوں وضاحت کی ہے:

بعد از دریافت حقیقت الحقائق و تحقیق رموز و دقائق مذہب برحق صوفیہ و فائز گشتن بایں عطیۂ عظمیٰ درصدد آن شد کہ درک کند مشرب موحدان ہند و بعضی از محققاق این قوم و کاملانِ ایشان ..... مکرر صحبتہا داشتہ و گفتگو نمودہ، جز اختلاف لفظی در دریافت و شناختِ حق تفاوتی ندید۔ ازیں جہت سخنانِ فریقین را باہم تطبیق دادہ[2]........

اس نے حسنات العارفین میں راسخ العقیدہ علماء کو جس طرح کوسا ہے وہ آپ

---

[1] Rizvi, S. A. A.: Muslim Revivalist Movements, p. 354.

[2] داراشکوہ: مجمع البحرین - طبع محفوظ الحق ۸۰

www.maktabah.org

ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں وہ اپنے ہم مشرب "موحدان ہند" کو مجمع البحرین میں "کاملان" "نہایت" "ادراک و فہم" کے مالک و خدارسیدہ[1] کہتا ہے۔ درج بالا اقتباس میں اس نے صاف بتایا ہے کہ اسلام اور ہندو مت کے افکار میں اسے لفظی فرق کے سوا کچھ محسوس نہیں ہوا۔

اس کتاب میں اس نے اپنے معاصر صوفیہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ میاں باری کو اپنا اُستاد، ملّا شاہ، شاہ محمد دلربا، طیب سرہندی اور بابا لال بیراگی کو اپنا مرشد لکھا ہے[2]۔ دارا کے حامیوں نے اس کتاب پر بابا بیراگی کے افکار کی مکمل چھاپ کی جس طرح تصدیق کی ہم سابقہ اوراق میں واضح کر چکے ہیں۔

اورنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے مثالوں کے متلاشی اور مشہور مورخ جادوناتھ سرکار[3] اور ان کے حلقہ کے ایک مؤلف اور عرصہ حاضر میں دارا شکوہ کی سب سے تحقیقی سوانح عمری لکھنے کا شرف حاصل کرنے والے مورخ قانون گو[4] نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دارا ان دونوں مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے ان کے درمیان کسی " قدر مشترک" کا متلاشی تھا جس سے جنگ تخت نشینی میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی حمایت اُسے حاصل ہو جائے۔

دارا کو ہندو مسلم اتحاد یا ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی اتنی فکر تھی کہ اس نے اس کا سنسکرت زبان میں ترجمہ کروانے کا بھی اہتمام کیا تھا جو اس کی زندگی میں ہی "سمودر سنگم" کے نام سے مکمل ہو گیا تھا[5]۔ اگلے سال ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۶ء میں دارا نے اپنی وسیع المشربی

---

[1] دارا شکوہ : مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق ۸۰ [2] ایضاً ۱۰۲

[3] Sarkar, J. N: History of Aurangzeb, Calcutta 1925, Vol. I pp 273 274.

[4] Qanungo: Dara Shikoh, Calcutta, 1935, p. 134.

[5] عابدی، امیر حسن : جوگ بششٹ (مقدمہ) ۲۲

www.maktabah.org

کا مزید ثبوت بہم پہنچایا، اب تک اس نے اسلام اور ہندو مت کا صرف تقابلی مطالعہ ہی کیا تھا اور زیادہ تر اس کے ماہرین سے گفتگو کر کے کچھ سیکھا تھا۔ لیکن اب اس کا جی چاہا کہ ہندو مت کا براہِ راست مطالعہ کرے چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے جوگ بشسٹ کا فارسی میں ترجمہ کروانے کے لیے ماہرین کا ایک بورڈ قائم کیا۔ اگرچہ اکبر کے زمانے سے ہی اس کتاب کے ترجمے ہوتے چلے آرہے تھے[1]، لیکن وہ ترجمے دارا کو پسند نہیں تھے۔ دارا اس کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس نے ایک خواب میں بشسٹ اور رام چندر کو دیکھا۔ بشسٹ نے رام چندر کو اشارہ کیا کہ دارا شکوہ "طلبِ صدق" میں تمہارا بھائی ہے اس لیے اس سے معانقہ کرو، تو وہ "کمالِ محبت" سے دارا سے بغل گیر ہوا۔ پھر بشسٹ نے رام چندر کو شیرینی دی کہ دارا کو کھلا دو تو دارا نے رام چندر کے ہاتھ سے وہ شیرینی کھالی۔ جس سے اس کی تجدیدِ ترجمہ کی خواہش زیادہ ہو گئی تو اس نے ترجمہ کا حکم دیا[2]۔

بقول پروفیسر نجیب اشرف ندوی:

> دارا اس ترجمہ کے ذریعے یہ بات باور کرنا چاہتا ہے کہ اگرچہ وہ ظاہراً ولی عہدِ شاہ جہان ہے لیکن بباطن وہ بھی رام چندر جی کی طرح واصل الی الحق بزرگ ہے[3]۔

ڈاکٹر رضوی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دارا کا اس ترجمہ سے مقصد ہندو مسلم اتحاد اور جذباتی ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنا تھا[4]۔

---

[1] ترجموں کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

عابدی: جوگ بشسٹ مقدمہ ۲۹-۳۲

Rizvi, S. A. A: Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975, p. 215

[2] دارا: جوگ بشسٹ طبع عابدی ۴ [3] نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعاتِ عالمگیر ۳۵۹

[4] Rizvi, S. A. A: Muslim Revivalist Movements, pp. 358-59

www.maktabah.org

دارا کے حکم سے کیا ہوا یہ ترجمہ با تحقیق و حواشی چھپ چکا ہے[1]۔

اس ترجمے کے ایک ہی سال بعد یعنی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں اس نے بنارس کے پنڈتوں اور سنیاسیوں کی مدد سے ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب اپنشد کے منتخب پچاس ابواب کا ترجمہ فارسی میں کروایا۔ جس کا نام اس نے "سرِ اکبر" تجویز کیا۔

اس کے ابتدائیہ میں دارا نے لکھا ہے:

.... چونکہ قرآن مجید ..... کی اکثر باتیں رمز کی ہیں ..... اس لیے میں نے چاہا کہ تمام آسمانی کتابوں کو پڑھوں ..... میں نے تورایت، انجیل، زبور اور دوسری کتابیں پڑھیں، لیکن ان میں توحید کا بیان مجمل اور اشارات میں تھا.... اس لیے اس بات کی فکر میں ہوا کہ ہندوستان وحدت عیان میں توحید کی گفتگو کیوں بہت زیادہ ہے ..... تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس قوم قدیم (ہندوؤں) کے درمیان تمام آسمانی کتابوں سے پہلے چار آسمانی کتابیں تھیں رگ بید، سام بید، اتھربن بید ...... اور محض توحید کے اشتغال اس میں درج ہیں جس کا نام انبکھت ہے ..... جو کہ توحید کا خزانہ ہے .... توحید کے متعلق ہر قسم کی مشکل اور اعلیٰ باتیں جن کا میں طلب گار تھا، لیکن حل نہیں پاتا تھا اس قدیم کتاب کے ذریعہ سے معلوم ہوئیں جو بلا شک و شبہ پہلی آسمانی کتاب ہے اور بحرِ توحید کا سرچشمہ اور قدیم ہے اور قرآن مجید کی آیت بلکہ تفسیر ہے اور صراحتاً ظاہر ہے کہ یہ آیت بعینہٖ اس کتاب آسمانی .... کے حق میں ہے انه لقرآن کریم فی کتاب مکنون ..... متعین طور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت توریت اور انجیل کے حق میں نہیں ..... پس

---

[1] امیر حسن عابدی کی تحقیق سے اس کا فارسی متن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بنام جوگ بششٹ ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔

www.maktabah.org

تحقیق کہ چھپی ہوئی کتاب یہی کتاب قدیم ہے[1]۔

دارا اس سے پانچ سال پیشتر حسنات العارفین لکھنے بیٹھا تو جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں اس کا دل تمام مسلمہ کتب سے اچاٹ ہو چکا تھا اور اس نے کہا تھا :

"جز توحید صرف منظورِ نظر نبود[2]۔"

گویا ۱۰۶۲ - ۱۰۶۷ھ میں اس نے سب کچھ ترک کر کے صرف "حصولِ توحید" (یعنی وحدت الوجود کے رنگ میں وحدتِ ادیان) کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا تو اس کا جو نتیجہ نکلا اس نے سر اکبر کے دیباچہ میں واضح کر دیا۔

دارا کی سرِ اکبر بھی حال ہی میں ایرانی و ہندوستانی محققین کے مشترکہ اہتمام سے طبع ہو چکی ہے[3]۔ اورنگ زیب کی حمایت میں اُردو زبان میں قلم اٹھانے والے پہلے مسلمان مولف علامہ شبلی نے سر اکبر کا دیباچہ پڑھ کر جو رائے لکھی تھی وہ ملاحظہ ہو :

اس کتاب کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دارا بالکل ہندو بن گیا تھا اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تختِ شاہی پر متمکن ہوتا تو اسلامی شعار اور خصوصیات بالکل مٹ جاتے[4]۔

انہیں دنوں دارا نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی جس پہ خدا کا نام ہندی زبان میں "پربھو" لکھوایا تھا۔ معاصر مورخ محمد کاظم شیرازی نے لکھا ہے کہ وہ اسے متبرک خیال کرتا تھا :

---

[1] صباح الدین عبدالرحمٰن : بزم تیموریہ ۴۰۳ - ۴۰۵ (ملخصاً)

[2] دارا : حسنات العارفین ۲ انہیں ایام میں اس نے اپنی ایک اور کتاب طریقۃ الحقیقت تالیف کی تھی جس میں اس نے صاف الفاظ میں لکھ دیا تھا :

در کعبہ و سومنات افسانہ توئی ، در صومعہ و خرابات توئی ....

(اس کتاب کا فارسی متن اور اُردو ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے)

[3] سرِ اکبر مرتبہ تارا چند و محمد رضا جلالی نائینی۔ تہران ۱۹۶۱ء

[4] شبلی نعمانی : مقالات - دارالمصنفین ۱۹۳۸ء ۷/۱۰۱

www.maktabah.org

"بجائے اسماءِ حسنیٰ الہٰی اسمی ہندوی کہ ہنود آن را پربھومی نامند و اسمِ اعظم میدانند بخط ہندوی بر نگینہ ہای الماس و یاقوت و زمرد وغیرہ آن از جواہرے کہ می پوشید نقش کردہ بآن تبرک می جست[1]"

وہ مندروں کی تعمیر و آرائش میں بھی دلچسپی کا مظاہرہ کرنے لگا تھا۔ ڈاکٹر غوری اور جادوناتھ سرکار نے معاصر کتب تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے متھرا کے مقام کیشو رائے کے مندر میں پتھر کے ستون نصب کروائے تھے[2]۔ دارا کے مسلسل اصرار پر شاہ جہان نے ہندوؤں کے بعض ٹیکس بھی معاف کر دیے تھے۔

دارا کی تصانیف کو متعارف کرانا ہمارا مقصود نہیں ہے، البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی ساری تالیفات کو ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے مطالعہ کیا جائے اور پھر اس عہد کے اس نوعیت کے لٹریچر سے تقابل بھی ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ دارا نے ان سے کیا کچھ اخذ کیا اور ان پر اپنے افکار کے کتنے اثرات مرتب کئے۔

داراشکوہ اور علمائے کرام کی توہین

داراشکوہ جس نے اپنی پہلی کتاب میں اہلِ سنت کے چاروں آئمہ کو "چہار دیوار خانہ اسلامؒ کا درجہ دیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ تیرہ سال تک وسیع المشرب صوفیہ کی صحبت میں رہ کر کیا بن گیا تھا اس کا اندازہ اس کے عقائد کے پس منظر اور عقائد کی ان تفصیلات سے لگایئے جو ہم نے اس کے اپنے الفاظ میں بیان کی ہیں، وہ اپنے حواریوں کو تو معزز ترین القاب سے یاد کرتا ہے لیکن راسخ العقیدہ علماء کو ایسے خطابات دیتا ہے جس سے اس کی دین سے نہ صرف بیزاری بلکہ لاتعلقی کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ دارا کے مصاحبین اور وہ صوفیہ بھی

---

1. محمد کاظم شیرازی، عالمگیر نامہ۔ کلکتہ ۱۸۶۸ء ۳۵

2. Ghauri, I, A: War of succession, p. 73.

www.maktabah.org

جن کو وہ اپنا استاد و مرشد لکھتا ہے علمائے کرام کیلئے ایسے ہی خطاب استعمال کرتے ہیں۔

ملا شاہ بدخشی کی آزاد مشربی کے خلاف علماء نے کارروائی کی تو انہوں نے دارا کو جو خط لکھا اس میں انہیں "ملایان قشر"، "زاہدانِ خشک" اور "بدبختانِ شریر"[1] کو تنبیہہ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ دارا اپنے دوست صوفیہ کو "عارفانِ این وقت"[2] وہ تصوف کی اصطلاح میں مسلمان صوفیہ کو بھی "طالبانِ صادق"[3] اور رام چندر کو بھی "طالبِ صادق" ہی لکھتا ہے[4]۔

جن صوفیہ خام نے اس کی مذہبی زندگی کو تاریک کیا تھا ان کے متعلق اس کے یہ شاندار القاب ملاحظہ ہوں:

از برکتِ صحبتِ این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دلِ این فقیر اسلام مجازی برخاست و کفرِ حقیقی روے نمود[5]۔

بابا لال بیراگی کو "از کمل عرفا"[6] اپنے اُستاد میاں باری کو "حضرت باری تعالےٰ"[7] بھگت کبیر کو "کمل عارفانِ ہندوستان"[8] اور اپنے پسندیدہ کئی صوفیوں کے نام کے ساتھ "از مفردانِ وقت" لکھا ہے۔ اس کے ہم مشرب پیر سلیمان مصری قلندر علماء کو "ناقصان" کہا کرتے تھے[9]۔

وہ ہندو پنڈت اور سنیاسی جن کی صحبت میں رہ کر اس نے ہندو فلسفہ (جسے وہ توحید کہتا ہے) سیکھا تھا، کے لیے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

---

[1] دارا: سکینہ ۱۶۷، ۱۸۴

[2] دارا: حسنات العارفین ۲ [3] ایضاً ۷۹ [4] دارا: جوگ بشسٹ ۴

[5] مکتوب دارا شکوہ بنام شاہ دلربا۔ رقعاتِ عالمگیر۔ طبع ندوی ۳۲۲

[6] دارا: حسنات العارفین ۴۹ [7] ایضاً ۶۹ [8] ایضاً ۵۳

[9] ایضاً ۷۴

www.maktabah.org

مشربِ موحدانِ ہند و بالبعضی از محققان این قوم و کاملانِ ایشان کہ بہ نہایت ریاضت و ادراک و فہمیدگی و غایت تصوف و خدایابی رسیدہ بودند مکرر صحبتہا داشتہ[1]۔

وہ ہندوؤں کے اوتار بششٹ کی اپنے اوپر غایت درجہ مہربانی کا اظہار کرنے کے بعد رام چندر کو "طلبِ صدق" میں اپنا بھائی اور پیر بھائی بتاتا ہے[2]۔

ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس کو "دار العلم" کہنے کے بعد اس شہر کے وہ پنڈت اور سنیاسی جو اس سے گہرا تعلق رکھتے تھے، کو "سرآمد وقت" کے لقب سے ملقب کیا ہے[3]۔

اپنے حواریوں کے لیے ان القاب کو سامنے رکھتے ہوئے جو دارا نے ان کے لیے استعمال کیے ہیں۔ ان خطابات کا جائزہ لیجئے جو اس نے راسخ العقیدہ علماء کے لیے لکھے ہیں تو اس کی وسیع المشربی کا پول کھل جائے گا۔

جب وہ متقدمین صوفیہ کرام کی کتابوں سے متنفر ہو گیا تو وہ حق کی تلاش کا آغاز کرنے سے پیشتر راسخ العقیدہ علماء کو ان القاب سے یاد کرتا ہے:

"دجاجلۂ عیسیٰ نفسان و فراعنۂ موسیٰ صفتان و ابوجہلانِ محمدی مشربان[4]"

اور ان خطابات کی تحریر سے پہلے وہ بالکل ملا بدخشی کی اصطلاح میں انہیں "پست فطرتان دون ہمت و زاہدانِ خشک[5]" سے خطاب کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ محمدی مشرب علماء کو ابوجہل قرار دینے کے بعد بظاہر کوئی خطاب باقی نہیں رہنا چاہیے تھا لیکن اس پر بھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو فلسفۂ ہندو میں توحید کے متلاشی اپنے ہم خیال صوفیہ

---

[1] دارا: مجمع البحرین ۸۰ [2] ایضاً جوگ بششٹ ۴
[3] صباح الدین: بزم تیموریہ ۴۰۴
[4] دارا: حسنات العارفین ۳ [5] ایضاً ۲

www.maktabah.org

کی صفات بیان کرنے کے بعد "سر اکبر" کے دیباچہ میں انہیں جو کچھ کہتا ہے اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے ملاحظہ ہو :

"جہلائے وقت خدا شناسوں اور موحدوں (فلسفۂ ہنود پر تحقیق کرنے والے مسلمان) کے قتل، کفر اور انکار میں مشغول ہیں.... وہ خدا کے راستے کے راہزن ہیں[1]"......

اس کے عقائد کے پس منظر میں ہم نے جن شخصیات کو اس کے مذہبی رجحانات میں تبدیلی کا ذمہ دار قرار دیا ہے اس سے بھی واضح ہے کہ اس کے اُستاد میاں باری کی تعلیم تھی کہ "ملا اور پنڈت" دونوں کو مار ڈالو (یعنی خود کو مذہب کی قید سے آزاد کر لو) اور سلیمان قلندر کا سبق یہ تھا کہ علمائے ظاہر "ناقص" ہیں[2] تو دارا اس قسم کے خیالات کا اظہار اپنے اشعار میں کیوں نہ کرتا نیز اس کے مصاحبین میں سے جتنے شعراء کے شعری مجموعے ہمیں ملے ہیں ان سب میں علماء کے خلاف نفرت کے آثار پائے جاتے ہیں، دارا نے بھی اپنے کلام کو ان کی تقلید کا شرف بخشا ہے۔ وہ اپنے اشعار میں بہشت کہتا ہی اُسے ہے جہاں اُسے "ملا" نظر نہ آئے اور نہ ہی وہاں نماز و اذان کی آواز ہو ؎

بہشت آنجا کہ ملائی نباشد
زملا شور و غوغائی نباشد

وہ اپنی من چاہی توحید کی تلاش و تحقیق کسی ایسے مقام پر کرنا چاہتا تھا جہاں اس کے کانوں تک "شور ملا"، اور جہاں اس کے "فتویٰ کی کوئی اہمیت نہ ہو ؎

جہاں خالی شود از شورِ ملا
ز فتویٰ ہاش پروای نباشد

---

[1] دارا : سر اکبر طبع تہران۔ دیباچۂ دارا د بزم تیموریہ ۴۰۴
[2] ان کے اقوال بلفظہ سابقہ اوراق میں نقل کیے جا چکے ہیں۔

www.maktabah.org

چنانچہ وہ ایسے مقام کی تلاش میں بہت جلد کامیاب ہوگیا اُسے ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس جہاں اس نے "سرآمد وقت" پنڈتوں کے جھرمکٹ میں بیٹھ کر "سراکبر" مرتب کی یہ شہر اس کی نظر میں "دارالعلم" تھا۔ لیکن جس شہر میں ملّا رہتے ہوں وہاں عقلی علوم پر تحقیق کرنا تو درکنار وہاں اس کے خیال میں "دانائی" کا نام ونشان بھی نہیں ہو سکتا۔

در آن شہری کہ ملّا خانہ دارد　　　در آنجا ہیچ دانای نباشد

اس کے خیال میں "انبیاء واولیاء" کو دنیا میں جتنی تکلیفیں پہنچی تھیں وہ سب علماء کے "شرِ نفس" کی وجہ سے تھیں۔

از شومئ شرِ نفس ملّایان است　　　با ہر نبی و ولی کہ آزار رسید!

وہ گمراہی کی تلاش (جسے وہ تحقیق توحید کہتا ہے) میں اتنا دُور نکل گیا تھا کہ اُسے اپنے لیے گمراہ کے لفظ میں فخر محسوس ہونے لگا تھا۔

ہر کس کہ بحق رسید گمرہ گفتند　　　من گمرہ از آنم کہ مرا راہ نماند

اس لیے ان حالات میں اس نے اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

کافر گفتی تو از پی آزارم　　　ایں حرف ترا راست ہمی پندارم

پستی و بلندی ہمہ شد ہموارم　　　من مذہب ہفتاد و دوملت دارم[1]

علّامہ اقبال کا یہ شعر حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔

تخمِ الحادے کہ اکبر پرورید　　　باز اندر فطرتِ دارا دمید

اب اس ہیجان انگیز فضا میں اس مذہبی کشمکش کو مدنظر رکھتے ہوئے اورنگ زیب کے افکار اور اس کے پسندیدہ علماء و مشائخ کی تعلیمات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

---

[1] دارا شکوہ کے یہ تمام اشعار اس کی کتاب جوگ بششٹ کے مقدمہ نوشتہ امیر حسن عابدی سے منقول ہیں ۲۰-۲۱

www.maktabah.org

اورنگ زیبؒ کے علمأ و مشائخ سے تعلقات

داراشکوہ کے مقابلہ میں اورنگ زیب کو راسخ العقیدہ علماء وصوفیہ سے عقیدت تھی اور اس کے روابط بھی اسی قسم کے حضرات سے تھے۔ اگر اس کے علمأ و مشائخ سے تعلقات کا مفصل جائزہ لیا جائے تو ہمیں سلسلۂ نقشبندیہ کے مشائخ کے نام سب سے زیادہ ملیں گے جن کے براہ راست اورنگ زیب کے کسی نہ کسی طرح روابط تھے۔ ان تعلقات کی تفصیل سے دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا واضح فرق بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس کے تعلقات کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو:

حضرتِ خواجہ محمد معصومؒ اور اورنگ زیب

تخت نشینی (۱۶۵۹ء) سے بہت پہلے حضرت خواجہ کے ساتھ اورنگ زیب کی عقیدت کے ثبوت ملتے ہیں۔ چنانچہ ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء میں وہ باقاعدہ بیعت ہونے کیلئے حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوا، جہاں اُسے "سلطنت" کی خوش خبری بھی دی گئی تھی[۱]۔ اگرچہ روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو مبالغہ آمیزی کہا گیا ہے لیکن حضرات کے ساتھ اس کی مراسلت سے اس کے اس سلسلہ سے باقاعدہ منسلک ہونے کے شواہد ملتے

---

[۱] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲/ ۳۸-۳۹
ہمارے خیال میں اس خوشخبری کے ملنے کا یہ حسد تھا کہ دارا اس سے اگلے سال کشمیر جا کر ۱۰۴۹ھ/ ۱۶۳۹ء میں باقاعدہ ملّا شاہ بدخشی سے بیعت ہوا تھا (سکینۃ الاولیاء ۴۸، ۸۰۱)
تفصیل کے لیے اسی مقدمہ کا عنوان "دارا کے عقائد کا پس منظر" ملاحظہ کریں۔

www.maktabah.org

ہیں۔حضرت خواجہ کے فرزند خواجہ سیف الدین واضح طور پر اس کے اس طریقہ میں داخل ہونے اور حضرتِ خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں :

"مخفی نہ ماند کہ بادشاہ بہ دخولِ طریقہ علیہ مشرف گشتہ ، بسیار متاثر گشت سہ صحبت با حضرتِ ایشان (خواجہ محمد معصوم) داشت[1] ......

اگر اورنگ زیب کی حضرت خواجہ کے ساتھ بیعت کو نہ بھی تسلیم کیا جائے تب بھی آخر دم تک اس کی اس خاندان سے وابستگی اور گہری عقیدت کے واضح اثرات ملتے ہیں۔ اس کے ان روابط کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اوّل شہزادگی کا زمانہ دوم تخت نشینی کے بعد کے تعلقات۔

اورنگ زیب ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء سے ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء تک قندھار[2] فتح کرنے کی مہمات میں مصروف رہا، شاہ عباس ثانی (والیٔ ایران) نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن دارا شکوہ کی سازشوں کی وجہ سے اورنگ زیب اس مہم میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دارا، اورنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے جو طریقے اختیار کرتا رہا، یہ سازش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اورنگ زیب نے اس مہم میں کامیابی کے لیے حضرت خواجہ سے دُعا کے لیے کہا تو آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل مکتوب اُس کے نام ارسال کیا جس میں جہاد کے فضائل تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اُس کی اس مہم کو جہاد قرار دیتے ہوئے لکھا :

"اللہ کی راہ میں ایک ساعت کا جہاد مکہ میں حجرِ اسود کے قریب شبِ قدر

---

[1] سیف الدین خواجہ : مکتوبات سیفیہ ۸۳/۱۲۳

[2] اس محاصرۂ قندھار کی تفصیل کے ملاحظہ ہو :

Riazul Islam: Indo-Persian Relations, Tehran, pp. 110-116.

www.maktabah.org

کے قیام سے افضل ہے[1]۔"

لطف یہ ہے کہ اس مہم کی ناکامی کے بعد خود داراشکوہ نے اپنا وقار بڑھانے کے لیے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء کو اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ محاصرہ تقریباً پانچ ماہ تک جاری رہا لیکن کوئی چال بھی کامیاب نہ ہوئی اور دارا نے تنگ آکر واپسی کا فیصلہ کر لیا اور اس ناکامی کا داغ دھونے کے لیے دارا نے عجب ڈرامائی انداز اختیار کیا کہ "مجھے قندھار کے مشہور ولی بابا حسن ابدال نے خواب میں بتایا ہے کہ قندھار کی فتح اس وقت اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے اس لیے محاصرہ ختم کر دو۔"

داراشکوہ نے لکھا ہے کہ اس محاصرے کے دوران میرے پیر ملّا شاہ بدخشی نے مجھے بھی خطوط لکھے اور فتح کی خوشخبری دی۔ اس نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں یہ خطوط نقل کیے ہیں[2]۔ ملّا شاہ بدخشی کے ان خطوط اور حضرتِ خواجہ کا اورنگ زیب کے نام مذکورۂ بالا مکتوب کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو دونوں رُوحانی رہنماؤں کے افکار کا واضح فرق معلوم ہو جائے گا۔

---

[1] محمد معصوم، خواجہ : مکتوبات ۶۴/۱

جناب پروفیسر محمد اسلم نے سہواً حضرتِ خواجہ کے اس مکتوب کو اورنگ زیب کی دارالحکومت پر جنگ تخت نشینی کے سلسلہ میں فوج کشی سے متعلق قیاس کر لیا ہے کہ "اورنگ زیب جب بُرہانپور سے فوج لے کر نکلا تو خواجہ صاحب نے اُسے ایک خط ارسال کیا جس میں اسے دارالحکومت پر فوج کشی پر تحسین پیش کی۔"

(المعارف لاہور۔ اگست ۱۹۶۸ء ۲۶، ۳۱ حوالہ نمبر ۴۰-۴۱)

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں حضرت خواجہ کے مکتوبات کی یہ جلد اول جس میں زیر بحث مکتوب نمبر ۶۴ شامل ہے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء میں جمع ہو کر مکمل ہو چکی تھی اور اورنگ زیب نے برہانپور میں ایک ماہ دارالحکومت پر حملہ کی تیاری میں صرف کر کے ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء میں یہ کارروائی کی تھی۔ اس لیے ۱۶۵۳ء سے پہلے کے نوشتہ مکتوب کا اس فوج کشی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ خط اس کی مہم قندھار سے متعلق ہے۔

[2] داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۱۹۶۵ء ۱۸۵-۱۸۸

www.maktabah.org

دکن کے معاملات عرصہ دراز سے مغلوں کے لیے خاصے تشویش کا باعث بنے ہوتے تھے خصوصاً شاہ جہان کے آخری سالوں میں ایران کی ان ریاستوں کے ساتھ مراسلت[1] و مداخلت اور وہاں شیعہ مذہب کا اثر بڑھ جانا اور ان علاقوں میں جمعہ کے خطبوں میں خلفائے ثلاثہ پر سب و شتم کیا جانا نہ صرف مغلوں بلکہ سارے ہندوستان کے لیے اشتعال اور مذہبی غیرت کا باعث بن گیا تھا۔ انہیں حالات میں ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۵ء کو اورنگ زیب نے گولکنڈہ کا محاصرہ کر لیا جو اس زمانہ میں شاہ جہان کی طرف سے "نظامتِ دکن" پر مامور تھا۔ انہیں دنوں حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی نے اُسے اسی نوعیت کا ایک خط لکھا جس قسم کا ان کے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم اُسے محاصرۂ قندھار کے دوران لکھ چکے تھے، حضرت خواجہ محمد سعید نے واضح الفاظ میں اسے احکامِ شریعت کی "تقویت" کا ذمّہ دار قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ خود بھی اس جہاد میں شریک ہونے کے متمنّی ہیں لیکن پیرانہ سالی کے باعث ایسا کرنے سے معذور ہیں، لکھتے ہیں :

> دریں ایام ضعفِ مراسم اسلام چوں تائیدِ ارکان ملت بیضا و تقویت احکام شریعت غرا وابستہ بہ ذات اشرف است ...... دریں ولا استماع یافت کہ چوں اہل گولکنڈہ سر از ربقہ اطاعتِ واجبہ کشیدہ اند و نقض عہد نمودہ داخلِ جرگہ ینقضون عہد اللہ .... گشتہ اند و آن قبلہ گاہی از رو حمیّت دین و غیرتِ اسلام توجہ بآن صورت تافتہ ہمت سامیہ را بر تخریب آن جماعتِ ناہنجار گماشتہ ....

فتح و نصرت کی دُعا کے بعد لکھا ہے ....

---

[1] ایران کی دکنی معاملات میں مداخلت کے لیے تفصیل کے لیے دیکھئے:

Riazul Islam: Indo Persian Relations, pp. 116 - 120.

www.maktabah.org

جائے آن بود کہ این فقیر از سر قدم ساختہ شریک این مجاہدہ مے شد لیکن ضعفِ بدن کہ ہموارہ عارض است[1] ......

لیکن داراشکوہ کی سازش اور اورنگ زیب کو بدنام کرنے کی غرض سے عین فتح و نصرت کے حالات میں مرکز کی طرف سے محاصرہ اُٹھانے اور ان کے علاقے واپس کرنے کے احکام صادر ہو جاتے ہیں[2]۔

مجددی حضرات کے علاوہ اورنگ زیب کے دیگر سلاسل کے صوفیہ سے بھی اچھے تعلقات تھے، جنگ تخت نشینی سے پہلے وہ شیخ برہان الدین شطاری برہانپوری سے کئی مرتبہ ملا تھا۔ ایک بار اس نے ان کے پاس حاضر ہو کر داراشکوہ کے عقائد کے بارے میں اُن کو آگاہ کیا کہ دارا اسلام سے برگشتہ ہو چکا ہے اور اس نے ضلالت کی وادی میں قدم رکھ دیا ہے اور ملحدوں کی تقلید شروع کر دی ہے۔ اس نے تصوّف کو بہت بدنام کیا ہے اور کفر و اسلام کو ملانے اور ان کا ایک منبع قرار دینے کے لیے اس نے ایک کتاب مجمع البحرین لکھی ہے۔ اس نے ہمارے والد بزرگ کو سلطنت سے بے اختیار کر دیا ہے اور اس نے مسلمانوں کے قتل اور گمراہ کرنے کے لیے کمر ہمت باندھلی ہے۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ "دفع شر" کے لیے دُعا کریں گے[3] ——— انہوں نے

---

[1] محمد سعید خواجہ : مکتوبات ۱۴۳/۸۲

[2] محاصرۂ گولکنڈہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے :
نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر۔ طبع دار المصنفین ۲۶۳-۲۹۹ و بعد
Yar Muhammad Khan — The Deccan Policy of the Mughals Lahore, pp. 195–227.

[3] غوری، افتخار احمد : جنگ تخت نشینی (انگریزی)، بحوالہ کتب معاصر۔
بعض حلقوں کی طرف سے اورنگ زیب پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اسے صرف سرہند کے چند مجددی بزرگوں کی حمایت ہی حاصل تھی، یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ شیخ برہان تو شطاری سلسلہ کے شیخ تھے اور سلسلۂ شطاریہ و نقشبندیہ کے مابین کشیدگی کے بھی آثار ملتے ہیں۔ ←

www.maktabah.org

اس کے لیے دُعا کی۔ اورنگ زیب کی سید احمد میران جی شطاری کے ساتھ ملاقات کا ذکر بھی تذکروں میں ملتا ہے[1]۔

اورنگ زیب کے زمانۂ شہزادگی سے ہی جن علما و مشائخ سے تعلقات تھے وہ سب کے سب راسخ العقیدہ بزرگ تھے۔ شیخ عبداللطیف برہانپوری (ف ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۶ء) کے ساتھ اس کے مراسم خاصے قدیم تھے وہ بہت پابندِ شرع بزرگ تھے۔ معاصر مورخ بختاور خان نے لکھا ہے:

"وہ امر معروف و نہی منکر میں بہت متشدد تھے اور رزقِ حلال کے لیے تجارت کرتے تھے۔ وہ مریدوں سے نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے، برہانپور میں قیام سے پہلے ہی اورنگ زیب کی ان کے ساتھ مذہبی موانست تھی اور امور دینی سے آگاہ کرنے کے لیے وہ بلا تکلف اورنگ زیب کے پاس چلے جاتے تھے[2]۔"

شہزادگی کے زمانے سے ہی اورنگ زیب کی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ساتھ محبت و مذہبی ہم آہنگی کا ثبوت ہم بہم پہنچا چکے ہیں۔ حضرت خواجہؒ اپنے والد بزرگ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے صحیح ترین جانشین اور انتہائی درجہ پابند شرع تھے بالکل حضرت مجددؒ کی طرح آپ بھی سارے ہندوستان کے حالات سے بخوبی واقف تھے

← شیخ برہان کے حالات کے لیے دیکھیے:
- بختاور خان: مراۃ العالم ۲/ ۴۰۸۔ طبع لاہور ۱۹۷۹ء
- خافی خان: منتخب اللباب ۲/ ۱۱
- راشد مطیع اللہ: برہانپور کے سندھی اولیاء۔ طبع حیدر آباد سندھ ۲۶۳ - ۳۳۳
- عاقل خان رازی: ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان شطاری) طبع دکن

[1] ملکاپوری، عبدالجبار، محبوب ذی المنن ۱/ ۵۸

[2] بختاور خان: مراۃ العالم ۲/ ۴۰۷ - ۴۰۸

www.maktabah.org

اور جس طرح حضرت مجدد کی تحریرات میں اسلام کی زبوں حالی اور ضعفِ دین اور حفاظتِ دین کے لیے جس کرب اور بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم بھی اپنے زمانے میں دارا شکوہ کے زیرِ اثر خلافِ اسلام تحریکوں سے پوری طرح آگاہ تھے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

اے عزیز ان ایام میں معاملاتِ دین میں سستی آگئی ہے، سنت ترک ہو گئی ہے اور بدعت کو پھیلا دیا گیا ہے۔ اس لیے اس "ظلمانی وقت" میں دینی علوم کا حاصل اور نشر کرنا مہم کا درجہ رکھتا ہے اور احیائے سنّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا مقصد ہے۔ (اس لیے تم، شرعی علوم کی تحصیل، اشاعت اور احیائے سنتِ مصطفویہ کے لیے کمر ہمت باندھ لو[1]...... الخ

ایک مکتوب میں تصوف کی انتہائی معراج "کمال احکام شرعیہ" کو قرار دینے کے بعد امر فرماتے ہیں :

باید کہ کمرِ ہمت را در اتیان احکام شرعیہ چست بر بندند...... واحیائے سنن متروکہ را از اہم امور دانند[2]......

ایک خط میں صوفیۂ متقدمین کے اقوال تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

جو شخص مشیخت کی گدی پر بیٹھا ہو اور اس کا عمل موافق سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اور نہ وہ خود زیورِ شریعت سے آراستہ ہے، خبردار! خبردار اس سے دُور رہنا، بلکہ احتیاطاً اس شہر میں بھی نہ رہنا..... آدابِ نبوی کا خیال نہ رکھنے والوں اور سنن مصطفوی کے ترک کرنے والے کو ہرگز عارف خیال نہ کرنا...... مردِ حق دراصل وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخواست رکھے، بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خدا سے غافل نہ رہے[3]۔

---

[1] محمد معصوم خواجہ: مکتوباتِ معصومیہ ۱/۱۷۸ [2] ایضاً ۱/۱۷۷ [3] ایضاً

www.maktabah.org

اورنگ زیب جب قندھار فتح کرنے کی مہم پر روانہ ہوا[1] تو آپ نے اسے ایک مکتوب کے ذریعہ جہاد کے فضائل سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا :

یہ حدیث ہے کہ اللہ کے لیے ایک ساعت کا جہاد شب قدر میں مکہ معظمہ میں حجرِ اسود کے نزدیک قیام سے افضل ہے[2]۔ (مع اسناد حدیث)

اور جہادِ اصغر کے فضائل اور جہادِ اکبر کی شرح بھی اس مکتوب میں آپ نے تحریر کی۔ حضرت خواجہ کے مکتوبات کے تین ضخیم دفاتر اسی قسم کے معارف سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ترویج شریعت اور احیائے سنت کے سلسلہ کے اقتباسات جمع کیے جائیں تو پورا ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت خواجہ کے برادرِ بزرگ خواجہ محمد سعید کے مکاتیب بنام اورنگ زیب و دیگر افراد و امراء میں بھی احیائے سنت پر خاص توجہ مرکوز کی گئی ہے[3]۔ ہماری معلومات کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دو نواسے سفر و حضر میں اورنگ زیب کے ہمراہ رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت خواجہ محی الدین کو حضرت خواجہ محمد سعید نے اپنے ایک تعارفی خط کے ذریعہ "شہزادۂ دیندار اورنگ زیب" کے پاس بھیجا کہ "اس تربیت یافتہ صاجزادے کو محرم بارگاہ سلطنت بنا لو[4]"۔ دوسرے نواسے خواجہ عبداللطیف کے بارے میں واضح نہیں ہے کہ انھوں نے اورنگ زیب کی مصاحبت کب اختیار کی تاہم اس کی تخت نشینی کے بعد ان کی ملازمت کا ذکر ملتا ہے[5]۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا

[2] محمد معصوم خواجہ : مکتوباتِ معصومیہ ۱/ ۶۴

حضرت خواجہ نے اپنے کئی مکاتیب میں اورنگ زیب کو اتباعِ سنت اور ترویج شریعت کے لیے پرزور دلائل کے ساتھ آمادہ کرنے کی سعی کی ہے۔ بعض اقتباسات آئندہ اوراق میں نظر سے گزریں گے۔

[3] بعض اقتباسات اس سے پیشتر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

[4] محمد سعید خواجہ : مکتوباتِ سعیدیہ ۴۵/ ۱۰۱

[5] تفصیل آگے آ رہی ہے۔

www.maktabah.org

جنگ تخت نشینی سے پہلے اور سفر حج پر روانہ ہونے سے بیشتر حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اورنگ زیب کی استدعا پر شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کے ہمراہ رہنے کا حکم دیا تھا[۱]۔ حضرت مجددؒ کے یہ دونوں پوتے اور دونوں مذکورہ نواسے علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ اور شریعت کے حد درجہ پابند تھے اورنگ زیب ان کی مصاحبت میں رہ کر مزید اتباع شرع کا خواستگار ہو گیا تھا۔

اورنگ زیب کی دینداری

اورنگ زیب کی ولادت ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۷ھ/۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو ہوئی۔ اس وقت کے جید علماء سے تحصیل علم کی۔ اس کے اساتذہ میں مولانا عبداللطیف سلطان پوری، میر محمد ہاشم گیلانی، ملا موہن بہاری، علامی سعد اللہ خان، مولانا سید محمد قنوجی، ملا احمد جیون، دانشمند خان اور مولانا شیخ عبدالقوی[۲] کے نام ملتے ہیں۔

اورنگ زیب نے بادشاہ بننے کے بعد ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء میں قرآن پاک حفظ کیا تھا[۳]۔ تحصیل علم کا سلسلہ تادم حیات جاری رہا لیکن کبھی دارا کی طرح فلسفۂ ہنود سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے اپنے آخری ایام حکومت کے دوران حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے مولانا محمد فرخ سرہندی سے بخاری شریف دوبارہ پڑھی تھی[۴]۔

وہ فقہ حنفی سے خصوصی لگاؤ رکھتا تھا۔ حدیث و تفسیر کی کتابوں کے علاوہ کتب

۱۔ تفصیل جنگ تخت نشینی کے تحت اسی مقدمہ میں دیکھئے۔

۲۔ نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر ۱۲۵-۱۲۸

اورنگ زیب کے اساتذہ یقیناً اس سے زیادہ تھے۔ ہم نے چند نام محض اس کے علمی تبحر اور متقیانہ زندگی کے ثبوت کے طور پر تحریر کئے ہیں۔

۳۔ ایضاً ۱۲۸ (حفظ قرآن کی یہ سعادت مغل بادشاہوں میں سے صرف اسی کو حاصل تھی۔)

۴۔ صفر احمد: مقامات معصومیہ قلمی ۴۷،

www.maktabah.org

اخلاق و تصوّف میں سے تصانیف امام غزالی، خصوصاً احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت کا اکثر مطالعہ کرتا رہتا تھا[1] اور اپنے فرزندوں کو بھی امام غزالی کی کتابیں مطالعہ کے لیے بھیجا کرتا تھا اور ان کے نام کی بجائے "امام حجۃ الاسلام" کا لقب استعمال کرتا تھا[2]۔ اس کی تربیّت ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ مذہبی رنگ میں رنگتا چلا گیا اور عین جنگ و جدل کے دوران بھی وہ نماز قضا کرنے کا تصوّر نہیں کرتا تھا۔ اس کی دین داری اور تقویٰ کے بارے میں تمام مورخین متفق ہیں جس میں اس کے مخالف مورخ ہندو تاریخ نویس بھی شامل ہیں۔ اس کی دین داری و تقویٰ کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ دربار شاہ جہانی میں دارا اور اس کے ہم مشرب اورنگ زیب کی مذہب سے انتہائی دلچسپی کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور اس کے نام خطوط میں اس کی اس گرویدگی پر طعن و تشنیع کی جاتی تھی۔ اسے "نمازی، فقیر" اور ریاکار اور بہت سے ایسے خطابات سے یاد کیا جاتا تھا[3]۔

بے شک اس قسم کا استہزا اس وقت اورنگ زیب کے لیے بہت ہی تکلیف کا باعث تھا جس کا اس نے اپنے خطوط میں اظہار بھی کیا ہے لیکن آج اگر صرف ہم اورنگزیب کے حامی مورخین کے بیانات سے اس کی دینی زندگی کی جھلکیاں پیش کرتے تو جانبداری کا الزام عائد ہوتا۔ اس لیے یہ خطوط اس کے تقویٰ پر شاہد ہیں۔

مآثر عالمگیری کے مولف نے اورنگ زیب کی مذہبی زندگی کی جو تصویر کشی کی ہے، اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

> حضرت خلد مکان اپنی فطری سعادت اندوزی کی وجہ سے مذہبی احکام و شعائر کے بے حد پابند تھے، حنفی المذہب سُنّی تھے، اسلامی فرائض خمسہ

---

[1] نجیب اشرف ندوی ۱۲۹

[2] ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری۔ کلکتہ ۳۹۷

[3] شاہ جہاں اور دارا کے خطوط کے اقتباسات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ رقعات عالمگیر ۲۲۶، ۳۹۵-۳۹۶

www.maktabah.org

کی پابندی اور ان کے اجرا میں بے حد کوشاں رہتے تھے، حضرت ہمیشہ باوضو رہتے ...... نماز اوّل وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ...... روزوں کے پابند تھے ..... قبلۂ عالم حق طلبی کے شیدائی تھے، معمول تھا کہ مسجد میں تمام رات اہل اللہ کے ساتھ سرگرم گفتگو و ذکر رہتے ...... رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے ..... قبلۂ عالم نے ابتدائے سن تمیز سے تمام مکروہات و محرمات سے شدید پرہیز فرمایا..... نغمہ و سرود سے نفرت تھی اور اسے حرام قرار دیا تھا..... غیر مشروع لباس اور سونے چاندی کے برتنوں سے پرہیز کرتے ..... تمام ممالکِ محروسہ میں شرعی احکام جاری تھے، احتساب کا محکمہ نہایت فعال تھا...... غرض کہ حضرت کے عہد میں دین متین کا آوازہ بلند ہوا، اور جس طرح ملک ہندوستان میں شریعت اسلامی کا کامل لحاظ رکھا گیا اس کی نظیر فرمان روایان سابق کے کارناموں میں قطعاً معدوم ہے[1]

اورنگ زیب نے محسوس کیا کہ سلطنت کے قیام کے استحکام کے بعد ایک عظیم الشان کتاب فقہ مرتب کی جائے جو اسلامی قانون کا کام دے سکے تو اس نے حنفی مذہب کے فقہی مسائل کی تدوین کے لیے اس وقت کے جیّد اور راسخ العقیدہ علماء کا ایک بورڈ قائم کیا جس کے تحت یہ اہم کام انجام کو پہنچا۔

دارا کی تصانیف اور اورنگ زیب کے اس بے مثال تالیفی کام یعنی —— فتاویٰ عالمگیری کے تقابلی مطالعہ سے دونوں کے مقصدِ حیات اور مذہبی رجحانات میں جو خلیج حائل تھی اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

---

[1] ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری (یہ ملخص ترجمہ بزم تیموریہ ۲۳۳-۲۳۶ سے ماخوذ ہے)

www.maktabah.org

جنگِ تخت نشینی میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کا کردار

یوں تو ہندوستان میں اس سے پیشتر اور اس کے بعد بھی تخت نشینی کیلئے اَن گنت جنگیں ہوئی تھیں لیکن اس جنگ کی نوعیت سب سے مختلف تھی کیونکہ اس کی بنیاد مذہبی نظریات پر تھی۔ دارا اور اورنگ زیب کے جن مذہبی افکار و رجحانات کا ہم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جنگ دو بھائیوں کے درمیان ہی نہیں تھی بلکہ حق اور کفر کا معرکہ تھا، اصل جنگ تو راسخ العقیدہ اور آزاد مشرب صوفیہ کے افکار کا ٹکراؤ تھا، وحدتِ ادیان کی تحریکوں، بھگتی گیانیوں اور پابندِ شرع نقشبندیوں کے تصادم کا نام "جنگ تخت نشینی" تھا۔

عصرِ حاضر کے مورخین نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے ـــــــ مشہور مورخ اور اورنگ زیب کے سوانح نگار لین پول جس کی تحقیق کے مطابق "اورنگ زیب کے تمام معاصر عیسائیوں نے اُسے ریاکار اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے مذہب کو آڑ بنانے والا ثابت کیا ہے[1]۔" بھی یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ:

> "اورنگ زیب نے بڑی جرأت کے ساتھ اکبر اور دارا کے نظریات کے خلاف ردِ عمل کے طور پر کام کیا۔"

اورنگزیب کے سوانح نویس ظہیر الدین فاروقی نے اس جنگ میں دونوں فریقوں کے حامیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندو اکبر جیسا بادشاہ چاہتے تھے لیکن مسلمان دوبارہ اس بدقسمتی کا شکار نہیں ہونا چاہتے تھے[2]:

---

[1] All contemporary christians. . .denource him as a hyprocrite who used religion as a clock for ambition
(Lane-Pole: Aurangzeb, Delhi, p. 60)

[2] Faruki: Aurangzeb and his Times, Lahore. 1977. p. 28.

www.maktabah.org

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنی تالیفات میں اورنگ زیب اور دارا کے مذہبی رُجحانات کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ایک موقع پر ہندو راجاؤں کی حکمتِ عملی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ جہان کے عہد میں وہ دارا پر اعتماد کر سکتے تھے کیونکہ اس نے دوسرا اکبر بن کر دکھانے کے عزم کا اظہار کیا تھا[۱] ——— لندن یونیورسٹی نے ایم اے کا ایک مقالہ اس جنگ کے بارے میں لکھوایا ہے۔ مقالہ نگار ڈاکٹر افتخار احمد غوری نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اس جنگ میں سُنّی امرا، علماؔ اور مشائخ نے علانیہ اورنگ زیب کی حمایت کی تھی[۲]۔ اس لیے قدرتی طور پر اس کش مکش میں راسخ العقیدہ مسلمان علما و مشائخ کے علاوہ مسلم عوام کی نظریں بھی اورنگ زیب پر مرکوز ہو گئیں۔

خصوصاً علما و مشائخ کے اس طبقہ نے جو اکبر جیسے مذہبی حالات کے پھر عود کرنے کے خدشہ کا اظہار کرتا رہتا تھا اس جنگ میں کھل کر اورنگ زیب کی حمایت کی۔ یہ سوچ غلط ہے کہ اس مذہبی کش مکش میں اورنگ زیب کو صرف سرہند کے چند نقشبندی بزرگوں کی ہی حمایت حاصل تھی بلکہ ہر سلسلہ کے صوفیہ و علماؔ نے اورنگ زیب کی حمایت عملی طور پر کی تھی۔ مشہور محدث اور مجمع بحار الانوار کے مولف کے پوتے قاضی عبدالوہاب نے بھی اورنگ زیب کی بھرپور حمایت کی تھی اور قاضی القضات کو شاہ جہان کے حین حیات اورنگ زیب کے نام کا خطبہ پڑھنے کے لیے قائل کر لیا تھا[۳]۔

اورنگ زیب کو جب شاہ جہان کی بیماری کی اطلاع ملی تو اس نے کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے بُرہانپور میں پورا ماہ اس انتظار میں گزارا کہ شاید شاہجہان

---

۱ Qureshi, I. H. Ulama in Politics, p. 104.

۲ Ghauri, I. A. War of Succession, Lahore, 1964.

۳ Ishwardas Nagar: Futuhat-i-Alamgiri, Translated by Tasneem Ahmad, Dehli, 1978, p. 55.

www.maktabah.org

تندرست ہوکر سلطنت خود سنبھال لے۔ اس دوران وہ بُرہانپور میں کئی علماء و مشائخ سے ملا اور ان کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ شیخ بُرہان الدین شطاری سے اورنگ زیب کی ملاقات کا حال ہم درج کر چکے ہیں۔ منوچی کے بیان کے مطابق اورنگ زیب کے اُستاد شیخ میر بھی اس جنگ میں بہ حیثیت سپاہی دارا کے خلاف لڑے تھے[۱]۔ اسی طرح کئی علماء کی اولاد بھی اورنگزیب کی حمایت میں حتی الامکان کام کرتی رہی۔

لیکن سب سے زیادہ جس سلسلۂ سلوک کے بزرگوں کی اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے کوششوں کا ذکر ملتا ہے وہ سلسلۂ نقشبندیہ کے افراد ہیں۔ ہمارے خیال میں اسی حمایت کی وجہ سے داراشکوہ اس سلسلہ کے افراد کا مخالف ہوگیا تھا۔ روضۃ القیومیہ کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور آپ کے سارے خانوادے کو تکلیف پہنچانے کے درپے بھی ہوا تھا۔ عین انہی ایّام میں جب کہ اس جنگ کے لیے فضا مکدر ہو رہی تھی، حضرت خواجہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں حج کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں، دکن میں بھی کئی مقامات پر قیام فرمایا، بُرہانپور میں خصوصی قیام کا ذکر ملتا ہے[۲]۔ اس دوران حضرات مجدّدیہ سے اورنگ زیب کی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حج کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر حضرات کا برہانپور جانا مصلحت سے خالی نہیں تھا[۳]۔ کیونکہ وہاں اورنگ زیب عرصہ سے مقیم اور جنگی تیاری میں مصروف تھا۔ اس کے وہاں ایک ماہ تک اسی سلسلہ میں قیام کا ذکر اس کے درباری مورخ

۱۔ Manucci, N: Travels through Mughal India. Translated by Irvine, Lahore, 1976. p 64, 104.

(شیخ میر کے امیر لشکر مقرر ہونے کا ذکر روضۃ القیومیہ ۲/۱۱۲ میں بھی ہے)

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ ہذا تحت "حضرات کا سفر حرمین"

۳۔ وحدت، عبدالاحد: لطائف المدینہ قلمی تفصیل کے لیے دیکھئے "حضرات کا سفر حرمین"

www.maktabah.org

محمد کاظم شیرازی نے بھی کیا ہے[1]۔ یوں بھی یہ شہر حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور وہاں بڑے بڑے نقشبندی حضرات مدفون و مقیم تھے اور یہیں اورنگ زیب نے حضرات کی موجودگی میں ہی دارا کے خلاف جنگ کا پورا پروگرام مرتب کر لیا تھا۔ ہمارا قیاس ہے کہ حالات چونکہ نقشبندی حضرات کے لیے نہایت ناموافق ہو گئے تھے اس لیے اورنگ زیب کے مشورہ پر حضرات نے یہ سفر مبارک اختیار کیا ہوگا۔ ورنہ جیسا کہ ہم حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم کے حالات کے تحت لکھ آئے ہیں کہ ان ایام میں حضرت مجدد کے یہ دونوں صاحبزادے انتہائی بیمار تھے۔ اس لیے ایسی حالت میں یہ طویل سفر ان کے لیے بظاہر ممکن نہیں تھا، اس لیے ایک طرح سے ان کا یہ سفر ہجرت کے مترادف تھا[2]۔

حضرت مجدد کے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد سعید سفر حج پر روانہ ہونے سے پیشتر اورنگ زیب کو بذریعہ خط اطلاع دیتے ہیں کہ ہم ۱۶ ربیع الاول کو سرونج پہنچیں گے اور حرمین الشریفین جا کر تمہاری سلامتی و کامیابی کے لیے دعا کریں گے کہ تمہاری کامیابی دراصل " صلاح عام اور تقویتِ اسلام " کا باعث ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں :

> روز سہ شنبہ شانزدہم شہر ربیع الاول بہ سرونج رسیدیم، امید است کہ بعد از وصول بآن اماکن شریفہ وظیفہ دعا سلامتی و مزید ابہت و اقبال آن عالی حضرت کہ متضمن صلاح عام و تقویت اسلام است[3]......

۱۔ محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ ۴۸ (طبع کلکتہ)

۲۔ حسنات الحرمین کے یہ فقرات " جب حضرت خواجہ اس سفر پر روانہ ہو گئے تو " تقاتل عام بہ سبب اختلافِ سلطنت و تغیر و تبدل امور عظام روی نمود " (یہ اشارہ واضح طور پر شاہ جہان کے عین حیات دارا کا امور مملکت پر حاوی ہونے کی طرف ہے۔)

۳۔ محمد سعید، خواجہ : مکتوباتِ سعیدیہ ۱۴۵/۸۴

www.maktabah.org

اورنگ زیب کی استدعا پر حضرتِ خواجہ محمد معصوم نے اپنے بھتیجے شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو سفر حرمین اختیار کرنے سے پہلے ہی اورنگ زیب کے پاس بھیج دیا تھا اور شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کا رفیق کار بننے کا حکم دیا۔[١]

رخصت کے وقت اورنگ زیب بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے اُسے ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی۔ اورنگ زیب نے دس جہاز اس سفر کے لیے پیش کیے۔[٢] روضۃ القیومیہ ہی کی روایت کے مطابق یہی شیخ محمد اشرف میدان جنگ میں بھی اورنگ زیب کے ہمراہ اور فتح و نصرت کے لیے دُعا میں مصروف بتائے گئے ہیں۔[٣] شیخ سعد الدین مذکور تو حق و باطل کی جنگ میں ہمہ وقت اورنگ زیب کے ساتھ میدان میں ہی مصروف نظر آتے ہیں۔[٤]

جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں دارا شکوہ اپنے ابتدائی دَور میں سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوا تھا اور پھر جب اس کا دل اس تصوفِ اسلامی سے اچاٹ ہو کر فلسفۂ ہنود کی طرف راغب ہوا تو اس نے اپنے نام کے ساتھ نسبت "حنفی و قادری" لکھنا ترک کر دی تھی گویا وہ اس سلسلۂ عالیہ سے خارج ہو چکا تھا اور اب وہ جن افکار کا مالک تھا، تصوفِ اسلامی کے کسی سلسلہ میں ان کی گنجائش نکلنا ممکن نہیں تھی۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

١؎ کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ٢/٩١

(جنگ کے خاتمہ اور اورنگ زیب کی کامیابی کے بعد ان کے حرمین الشریفین پہنچنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ایضاً ٢/٩١)

٢؎ ایضاً (حضرت خواجہ کے نواسے میر صفر احمد نے مقاماتِ معصومیہ (قلمی ٣٥٣) میں اس بشارت کا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اورنگ زیب کی تسلی کے لیے اسے تحریری بشارت دی تھی۔ جس سے روضۃ القیومیہ کے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے)

٣؎ ایضاً ٢/١٠٧ ٤؎ ایضاً ٢/١١٠-١١١

www.maktabah.org

بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے اس لیے حج کے لیے روانہ ہونے کے دوران ہی آپ نے اپنے فرزند کلاں حضرت خواجہ صبغت اللہ کو بغداد روانہ کیا کہ روضہ مبارک حضرت غوث الثقلینؒ پر حاضر ہو کر عرض کرو کہ دارا شکوہ کی حمایت ترک فرما دیں، چنانچہ صاحبزادہ بزرگ بغداد میں حاضر ہوئے تو حضرت غوثِ اعظم نے ان کی یہ استدعا منظور فرمالی۔ قریب العہد ماخذ معدن الجواہر اور زبدۃ المقامات و حضرات القدس کی طرح معتبر تذکرہ عمدۃ المقامات میں اس واقعہ کی تفصیلات درج ہیں[۱]۔

اس کے بعد حضرت خواجہ مع اعزہ و خلفا حرمین الشریفین کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں اور پھر اس جنگ کی کش مکش اور تیز ہو جاتی ہے۔ اورنگ زیب کے لیے علماء و صوفیہ کی دعائیں بدستور جاری رہتی ہیں

جب شاہ جہاں شدید بیمار ہوا تو امور سلطنت بالکلیہ دارا نے اپنے ہاتھ میں لے لیے تو جانشینی کے لیے انتخاب کی کش مکش بھی خاصی بے چینی کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے ان ایام میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ بزرگ حضرت شیخ آدم بنوڑی جو اس جنگ سے پندرہ سال پہلے (۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) حرمین میں وصال فرما گئے تھے۔ عالم رویا میں بامرِ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلفاء پر ظاہر ہوئے اور اس جنگ میں انہیں اورنگ زیب کی حمایت کرنے کا حکم دیا۔ معاصر ماخذ نتائج الحرمین میں ہے:

"چوں شاہ جہان عنانِ سلطنت خود را در دست دارا شکوہ پسر کلان خود داد، او قابلیت این امر نداشت، حضرت سیدنا و مولانا (شیخ آدم) قدس سرہ بامر حضرت افضل مخلوقات علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات، بر خلفائے خود ظہور نمودہ فرمودند اورنگ زیب را در حمایت دارید[۲]۔"

---

[۱] محمد فضل اللہ مجددی: عمدۃ المقامات۔ طبع ٹنڈو سائیں داد۔ سندھ ۳۱۸-۳۱۹

[۲] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ خطی نسخہ۔ کتب خانہ انڈیا آفس۔ ورق ۲۰۲-ا

www.maktabah.org

اور خاص طور پر آپ نے اپنے ایک خلیفہ کو حکم دیا کہ میدان جنگ میں اورنگ زیب کے ساتھ جاکر شریکِ معرکہ ہو جاؤ:

امر کردند کہ در جنگ با اورنگ زیب ہمراہ باشید حضرت ایشان بر فیل اورنگ زیب ہمراہ بودند توپخانہ، داراشکوہ را مہر کردند[1]......

جنگ تخت نشینی کے ایام میں اورنگ زیب کا ایک حامی امیر، نواب قطب الدین خان[2] حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ شیخ عبدالخالق قصوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور اورنگزیب کی کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے اس کی کامیابی کے لیے دعا کی۔ فتح مندی کے بعد ان سے کہا گیا کہ بطور امداد کچھ قبول کریں تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے ردّ کر دیا کہ:

"قطب خان...... آمد و گفت کہ مراد ما حاصل شد یک دہ نذرِ شما کردہ ام ایشان قبول نہ کردہ و گفتند ما برائے خدائے تعالیٰ مدد کردہ ایم نہ برائے طمع دنیا"[3]

قادریہ سلسلہ کے کئی متقی بزرگ بھی اورنگ زیب کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے تھے چنانچہ سید شیخ محمد قادری برہانپوری اورنگ زیب کے زمانہ شہزادگی سے اس پر نظرِ عنایت فرماتے اور اُسے اپنی خلوت میں بھی آنے کی اجازت دیتے تھے اور بعض دفعہ سفر کے دوران بھی وہ اورنگ زیب کے ہم رکاب رہے۔ انہوں نے بھی اس جنگ میں اورنگزیب کی کامیابی کے لیے دعا کی تھی۔[4]

---

[1] ایضاً ورق ۲۰۲-ا

[2] نواب قطب الدین خان خویشگی بن نظر بہادر خویشگی قصوری نے اس جنگ میں اعلانیہ اورنگزیب کی حمایت کی تھی۔ تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو:
صمصام الدولہ شاہنواز خان: مآثر الامراء ۳/ ۸۷-۹۶

[3] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ قلمی نسخہ۔ ا، جلد سوم ۱۷۹

[4] بختاور خان: مراۃ العالم طبع لاہور ۲/ ۴۰۹

www.maktabah.org

تخت نشینی کی اس نظریاتی جنگ میں صرف علما و صوفیہ ہی اورنگ زیب کے حامی نہیں تھے بلکہ راسخ العقیدہ سنی امرا، جو سلطنت مغلیہ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے، دل و جان سے اورنگ زیب کے حامی بن گئے[۱]۔ اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے حرمین الشریفین میں بھی علما و مشائخ نے دُعائیں کی تھیں جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ہندوستان سے باہر بھی دیندار طبقے اس "شہزادۂ دین پناہ" کے طرف دار تھے۔

حسنات الحرمین اور اس سلسلہ کی دوسری معتبر کتابوں میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا یہ مکاشفہ اور کرامت بھی درج ہے کہ جب حضرتِ خواجہ سفرِ حرمین الشریفین کے لیے روانہ ہوئے تو دارا کی اسلام دشمنی، سلسلہ نقشبندیہ سے عداوت اور دیگر سیاسی امور کے بارے میں خلصے متردد تھے، اس لیے مدینہ منورہ سے ہندوستان کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر بھی روضۂ پاک حضرت رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت یہی خیال آیا ——— واقعہ یوں ہے۔

جب حضرتِ خواجہ مواجہۂ کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوتے کہ واپسی کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضئ مبارک معلوم کریں، تو انہیں واپس

---

[۱] بعض محققین نے بڑی محنت سے تخت نشینی کی جنگ میں جانشینی کے اُمیدواروں کے حامی امرا کی فہرستیں چارٹوں کے ذریعہ بنا کر وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اطہر علی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں چاروں بھائیوں کے حامی امرا کا چارٹ مرتب کیا ہے ملاحظہ ہو:

Athar Ali The Mughal Nobility under Aurangzeb Aligarh, 1970, p. 96.

اسی طرح ڈاکٹر اِفتخار احمد غوری نے بھی دو الگ الگ چارٹوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی ہے دیکھئے کتاب مذکور ۸۰، ۹۶
ان مرتبہ خاکوں کی مدد سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ درجہ اوّل کے تمام سنی امرا (بڑے عہدہ دار) اورنگزیب کے حامی تھے۔

www.maktabah.org

جلنے کا واضح اشارہ ہوا تو ان کے دل میں دارا شکوہ کی شریعت دشمنی اور اس سلسلہ سے اس کی عداوت و انتقامی جذبات کے بارے میں گمان گزرا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ننگی تلوار تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دارا کے قتل کا اشارہ فرمایا تو حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ دشمن اسلام قتل ہو چکا ہے۔[1]

حسنات الحرمین کے مولف نے اپنے ایک مکتوب بنام مخدوم زادہ خواجہ محمد پارسا مجدّدی، یہ واقعہ درد انگیز عربی الفاظ میں تحریر کیا ہے۔[2] اسی نوعیت کا مکاشفہ حضرت خواجہ محمد سعید کے مکاشفاتِ حرمین میں بھی مذکورہ ہے۔[3] اور اس سلسلہ کی دیگر معتبر کتب میں بھی اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔[4] اور دارا کے قتل کو حضرت خواجہ کی کرامت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی قرار دیا ہے:

"فانہ کرامۃ لہ و معجزۃ للنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام"

اس بشارت کے ملتے ہی حضرتِ خواجہ اپنے اعزہ سمیت واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ اس جنگ کے واقعات[5] بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے ہم نے

---

۱ مروج الشریعت : حسنات الحرمین (کتاب حاضر) آخری فصل

۲ ایضاً : خزینۃ المعارف ۱۴۱/ ۱۵۶

۳ وحدت، عبدالاحد : لطائف المدینہ۔ قلمی۔ ورق ۲۴۔ ا، ب

۴ ملاحظہ ہو :

محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین۔ قلمی۔ نسخہ ا، ورق ۲۷۵۔ ا۔ب

ایضاً : مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ۔ (اُردو ترجمہ طبع لاہور میں اس واقعہ کا ترجمہ بالکل غلط ہو کر رہ گیا ہے)

صفر احمد : مقامات معصومیہ۔ قلمی ۳۵۴

کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/ ۱۰۴ ۵ یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

www.maktabah.org

صرف اس کے مذہبی پہلو پر ہی بحث کی ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح ہندوستان کے سارے دیندار طبقات اور خصوصاً حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کے جانشین و خلفا نے اورنگ زیب کی حمایت کی۔

جب حضراتِ سرہند واپس ہندوستان پہنچے تو دارا شکوہ کو شکست ہو چکی تھی، چونکہ حضرات مخدوم زادگان بے چینی سے اس فتح و نصرتِ حق کی خوش خبری سننے کے منتظر تھے[۱]، اس لیے اورنگ زیب نے دارا پر قابو پاتے ہی جب اس کا تعاقب شروع کیا تو اس کی اطلاع کے لیے اس نے نہایت ہی مسرت کے ساتھ جو خط حضرات کو لکھا تھا وہ ہم نے دریافت کر لیا ہے۔ جس کا متن مع عکس یہاں دیا جا رہا ہے:

فرمان عالی شاہ بادشاہ عالمگیر بعد از منہزم شدن دارا شکوہ —— کہ بشیخ محمد سعید و شیخ محمد معصوم نوشتہ۔ نحمدہ و نصلی از جانب این نیازمند ترین خلائق بدرگاہ حضرت واہب العطیات بہ حقائق معارف آگاہ فضائل و کمالات دستگاہ شیخ محمد سعید سلامِ عافیت انجام برسد۔ آنچہ از مجد و نصرت یافتن آن لشکرِ اسلام بر اعداء دین بظہور آمدہ بہ سمع شریف رسیدہ باشد ؎

از دست زبان کہ برآمد
کز عہدہ شکرش بدر آمد

---

[۵] اس جنگ کے مفصل واقعات عصر حاضر کے محققین نے معاصر ماخذ کی بنیادوں پر اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں ملاحظہ ہو:

نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعاتِ عالمگیر ۳۳۴-۴۸۷

Ghauri: War of Succession between the sons of Shah Jahan, Lahore 1964.

Sarkar, J. N: History of Aurangzeb, Vol. I, pp. 265-612.

[۱] صاحبزادگان کے مکاتیب بنام اورنگ زیب میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔

www.maktabah.org

۹۔ اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط جو اس نے دارا شکوہ کو شکست دینے کے بعد خوشخبری کے طور پر حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے نام سرہند ارسال کیا (خط کے متن کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا صفحہ ۱۲۱) ماخوذ از قلمی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ورق) مخزونہ کتابخانہ گنج بخش۔ راولپنڈی۔ پاکستان۔ نمبر ۱۴۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجددی

www.maktabah.org

کہ چوں ظلمتِ شب بہ میان جان آن سیہ روی در آمد نسیم جان بہ ہزار نکبت از معرکہ بیروں برد لشکر گرانی بہ تعاقبت آں بے عاقبت تعین گشتہ امید از فضل بخشندہ بے منت آنست کہ بہ زودی اسیر گردد، توقع کہ ایں خیر خواہ عباد اللہ را بدُعا سلامت دارین و خیریت نشاتین در مظان اجابت یاد می نمودہ باشند۔ والسلام و بہ غضبت پناہ شیخ محمد معصوم و شیخ محمد یحییٰ سلام عافیت انجام رسد، والسلام والاکرام[1]۔"

چنانچہ اورنگ زیب داراشکوہ کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ان دنوں شاہ جہاں بقیدِ حیات تھا اس لیے اورنگ زیب نے شاہ جہان کو خط لکھا کہ چونکہ اس افتاد کی ذمہ داری شاہ جہان کی دارا سے کورانہ محبت تھی، اس لیے اس حقیقتِ حال کا اظہار بھی کیا گیا:

خدا نخواستہ اگر بہ حمایت آنحضرت اندیشہ آن بدکیش از قوت بہ فعل می آمد و عالم از ظلمتِ کفر و عدوان تاریک گشتہ کار شرعِ شریف از رونق می افتاد؛ روز جزا از عہدۂ جواب برآمدن بغایت صعب و دشوار باشد[2]....... الخ

(ترجمہ) خدا نخواستہ اگر آپ (شاہ جہان) کی حمایت سے وہ بدکیش کامیاب ہوجاتا تو سارا عالم کفر کی ظلمت اور ظلم و ستم سے تاریک ہوجاتا، "شرع شریف" سے رونق جاتی رہتی، اور قیامت کے دن آپ سے اس کا جواب دینا بہت ہی دشوار ہوجاتا۔

---

[1] اورنگ زیب کا یہ خط کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان (راولپنڈی، پاکستان) کے ایک قلمی مجموعہ رسائل نمبر ۱۴۲۹ میں شامل مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے آخری ورق ۱۲۱ پر منقول ہے جو تا حال ہمیں اورنگ زیب کے خطوط کے مطبوعہ مجموعوں میں نہیں مل سکا۔ ہمارے خیال میں حضرت خواجہ محمد سعید کا مکتوب نمبر ۴۴ بنام اورنگ زیب، اس کے اسی خط کا جواب ہے۔

[2] نجیب اشرف ندوی (مرتب)۔ رقعاتِ عالمگیر ۲۱۲

www.maktabah.org

اس لیے گرفتار کرنے کے بعد اس فتنہ پرور کو اورنگ زیب نے ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء میں قتل کروا دیا[1]۔ نیز اورنگ زیب نے دارا شکوہ کے حامیوں، شرع اسلامی سے بیزاری کا اظہار کرنے والوں اور دارا کے سہارے غیر اسلامی تحریکوں کو چلانے والوں کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی۔

اورنگ زیب نے دارا کے سب سے بڑے حامی ملا شاہ بدخشی کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ کشمیر سے نکلنا نہیں چاہتے تھے لیکن کشمیر کے گورنر نے انہیں زبردستی روانہ کیا تو انہوں نے راستے میں ہی اورنگ زیب کی تخت نشینی پر مبارک باد کی یہ رباعی لکھ کر دربار میں روانہ کر دی ؎

صبحی دل من چوں گل خورشید شگفت؛ حق ظاہر شد، غبار باطل رفت
تاریخ جلوس شاہ اورنگ مرا ظل الحق گفت ایں راحق گفت[2]

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ملا شاہ بدخشی جو ساری زندگی دارا شکوہ کو تحریری طور پر "بادشاہِ ظاہر و باطن" کہتے رہے اور اپنے خطوط میں اُسے :

خوشوقتا، محظوظا، محفوظا، کامیابا، آفتابا، جہانتابا، حل مشکلا، صاحبدلا، عاقلا، کاملا[3]........ الخ

لکھتے رہے، اب اس کارروائی سے ان کی درویشی و فقیری کو کیا ہوا تھا کہ انہوں نے

---

[1] دارا کے قتل کے مفصل واقعات اور معاصر شہادتوں کے علاوہ یورپین سیاحوں کے بے ہنگم بیانات اور اس قتل کو علما کی ذمہ داری کے الزام کی تردید کے لیے ملاحظہ ہو :
نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر ۴۸۱ - ۴۸۵
Ghauri: War of Succession, pp 157–159.

[2] ملا شاہ کی یہ رُباعی معاصر تذکرہ شعرا مراۃ الخیال میں درج ہے ۱۴۴

[3] ملا شاہ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں موجود ہے جس میں کئی خطوط دارا شکوہ کے نام ہیں جن میں یہ القاب درج کئے گئے ہیں۔ (پاکستان میں فارسی ادب ۱۶۱/۲)۔

www.maktabah.org

اس رباعی میں دارا کو "غبارِ باطل" کہہ دیا اور اورنگ زیب کو "ظل الحق" کیا وہ ساری زندگی اسی "غبارِ باطل" کو ظاہری و باطنی بشارتیں دیتے رہے؟

بعض تذکرہ نویسوں نے ملا شاہ کی اسی رُباعی کو دوسرے معنے پہنانے کی کوشش کی ہے، لیکن خوش قسمتی سے ملا شاہ کے رقعات میں ان کا ایک خط اورنگ زیب کے نام بھی مل گیا ہے جس میں انہوں نے اورنگ زیب کو تخت نشینی کی نہ صرف مبارک باد دی ہے بلکہ اسے دُعا دیتے ہوئے لکھا ہے:

دولتِ دیدار نصیب ...... حق سبحانہ و تعالیٰ آن برگزیدۂ خالق و خلائق را برطبق مراد الی یوم المیعاد داراد- آمین! بسیار بسیار بیش از بیش این درویش خیر اندیش بجہت جلوس ذات راس الرؤس در احسن اوقات..

..... ظلِ آن ظل الحق ممدود الی الموعود[1]۔

لیکن اورنگ زیب نے ان سے مواخذہ و محاسبہ نہیں کیا بلکہ انہیں لاہور میں قیام کا حکم دیا[2]۔ جہاں وہ اپنی وفات ۱۰۷۲ھ/ ۱۶۶۲ء تک مقیم رہے اور وہیں اپنے مرشد حضرت میاں میرؒ کے قریب دفن ہوئے۔

ان کے علاوہ بھی دیگر مصاحبین دارا کے خلاف کارروائی کی گئی، مثلاً چندر بھان برہمن اور محسن فانی کشمیری وغیرہ لیکن ان میں سے سرمد کے سوا باقی تمام نے مصلحت کو ترجیح دی اور اورنگ زیب کی ملازمت میں داخل رہے۔ سرمد کو دربار میں طلب کیا گیا اس کے خلافِ شرع عقائد پر گرفت ہوئی، اس نے انہیں تسلیم کر لیا اور قتل کر دیا گیا[3]۔

شاہ محب اللہ الہ آبادی کا انتقال تو عہد شاہ جہان میں ہی ہو چکا تھا لیکن ان کے

---

[1] ایضاً ۲/ ۱۶۱-۱۶۲

[2] شیر خان لودھی: مرآۃ الخیال ۱۴۵

[3] ان کارروائیوں کے واقعات معاصر کتب تاریخ میں مفصل درج ہوئے ہیں۔

www.maktabah.org

افکار پر جیسا کہ ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں ان کی زندگی میں بھی شورش برپا ہوئی اور ان کی وفات کے بعد اورنگ زیب نے ان کے رسالہ تسویہ کو جلانے کا جو حکم دیا تھا ہم اس طرف اشارہ کر چکے ہیں۔

اسی طرح قادری سلسلہ کے عظیم بزرگ اور مصنف حضرت سلطان باہوؒ نے بھی اپنی تصانیف میں جس شاندار طریقے پر اورنگ زیب کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اور اپنی کتابوں میں اس کے لیے جو طویل القاب لکھے ہیں[1] وہ کسی طرح بھی اُن القاب سے کم نہیں ہیں جو مجددی حضرات نے اس کے لیے استعمال کیے تھے۔ قادری شطاری سلسلہ کے ایک اور بزرگ مصنف شیخ محمد اشرف بن محمد مرید شاہدی لاہوری نے عہد عالمگیر میں اہلِ تشیع کے خلاف ایک معرکۃ الآرا کتاب تحفۃ الحسینی[2] کے نام سے لکھی تو اس کے آغاز میں اورنگ زیب کے لیے تقریباً ایک ورق کے بقدر القاب تحریر کیے۔

ایسی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن قادری سلسلہ کے ان دو عظیم بزرگوں اور سید شیر محمد قادری جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا کی مثالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ دارا شکوہ کا سلسلہ قادریہ سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔

مشہور عالم دین اور شیخ طریقت حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری کے فرزند خواجہ معین الدین کشمیری[3] جو بیس سال سے ہندوستان میں پیدا شدہ بدعات کی وجہ سے پریشان تھے جب اورنگ زیب کا دور آیا تو انہوں نے شکر خداوندی کے اظہار کے طور پر کلام پاک کی ایک تفسیر لکھی اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

---

[1] سلطان باہو: کلید التوحید۔ قلمی مخزونہ کتب خانہ مرکز تحقیقاتِ فارسیٔ ایران و پاکستان۔ راولپنڈی

[2] محمد اشرف شطاری لاہوری: تحفۃ الحسینی۔ خطی نسخہ۔ نیشنل میوزیم۔ کراچی

[3] مولانا خواجہ معین کشمیری کئی اہم اور قابل توجہ کتابوں کے مصنف تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے تلمذ تھا۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو حدیقۃ الاولیاء طبع لاہور ۱۲۴-۱۲۶

www.maktabah.org

میں عرصہ دراز سے ان "بدعات و ہوا" کی وجہ سے پریشان تھا جو اس ملک میں رائج ہیں، بیس سال کے بعد عالمگیر کا دور آیا اور مجھے اور اہل ملک کو اطمینان حاصل ہوا تو بطور تشکر یہ میں نے یہ تفسیر لکھی اور بادشاہ (اورنگ زیب) کے حضور میں پیش کی ...... شاہ اورنگ زیب، عادل عالمگیر" تاریخ تالیف ہے[1]

اسی طرح حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری کے ایک اور فرزند خواجہ احمد نے بھی اورنگ زیب کو مبارکباد کا خط لکھا[2]

اورنگ زیب کے نقشبندی مشائخ سے روابط

یوں تو اورنگ زیب کے تقریباً ہر سلسلۂ تصوف کے صوفیہ سے روابط کا سراغ ملتا ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ سے اس کے گہرے تعلقات کے ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں، داراشکوہ کی آزاد مشربی کے باعث صوفیہ میں شرعی قیود سے جو آزادی کا رجحان پیدا ہو گیا تھا اورنگ زیب اُسے ختم کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف رہا اور مہمات کے سلسلہ میں آتے جاتے اُسے جہاں کہیں کسی آزاد مشرب صوفی کے بارے میں پتہ چلتا تھا وہ فوراً اُسے حاضر ہونے کا حکم دیتا تھا۔ تحفۃ السالکین ایک ہم عصر کتاب ہے جو حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کے حالات پر مشتمل ہے اس کتاب میں ان جید علما کی ایک فہرست موجود ہے جو ان مہمات کے دوران اس کے

---

[1] معین خاوندی کشمیری: زبدۃ التفاسیر۔ قلمی مخزونہ کتب خانہ سعیدیہ ٹونک (ہندوستان)، بحوالہ قاضی محمد عمران: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف۔ مقالہ مشمولہ معارف اعظم گڑھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء ۲۳۰

[2] محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ ۶۲۹

www.maktabah.org

ہمراہ رہتے تھے۔ ان میں مشہور فقیہہ مولانا نور محمد مدقق لاہوری کا نام بھی ملتا ہے۔ اس احتسابی مہم کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

یہاں نہ تو اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے بحث کرنے کا موقع ہے اور نہ ہی تمام سلاسلِ تصوّف کے صوفیہ کے اورنگ زیب سے تعلقات کی تفصیلات بیان کی جاسکتی ہیں البتہ کتاب حاضر (حسنات الحرمین) کی مناسبت سے فقط "مجدّدی حضرات" کے روابط کا نہایت مختصر سا خاکہ پیش کیا جارہا ہے:

پاک و ہند کے نقشبندی مشائخ نے سیاسی معاملات اور سلاطین سے میل جول کے سلسلہ میں اپنے متقدمین مشائخ کے طریق کار کو اپنائے رکھا[1]۔ حضرت مجدد الف ثانی سیاسی امور کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے اقوال نقل کرتے ہیں اور آپ کا اس معاملہ میں نقطۂ نظر یہ ہے:

"بادشاہ کا صالح ہونا دُنیا کا صالح ہونا ہے اور بادشاہ کا مفسد ہونا دُنیا کو فساد میں مبتلا کرنا ہے۔"

لیکن بلا ضرورت بادشاہ سے ربط رکھنے سے منع فرمایا۔ آپ نے اپنے فرزند گرامی خواجہ محمد معصومؒ کو نصیحت فرمائی تھی کہ بادشاہ کی صحبت اختیار نہ کرنا۔ اورنگ زیب جس کے ساتھ اس کے زمانۂ شہزادگی سے آپ کے بہت اچھے روابط تھے اور اس نے بارہا خواہش کی تھی کہ حضرت خواجہ اس کی صحبت اختیار فرمائیں لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

---

[1] نقشبندی حضرات کے سیاسی امور کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

احمد طاہری عراقی: رسالۂ قدسیہ (تالیف خواجہ محمد پارسا) مقدمہ ۱۰-۲۷

Nizami, K. A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and Politics, Islamic Culture, Vol 39 (No. I) January, 1965.

www.maktabah.org

صرف اصلاحِ احوال و ترویج شریعت کی تلقین کے لیے اُسے شرف ملاقات بخشتے رہے[1]۔ حضرت مجدد کے اس طریقِ کار سے حضرت خواجہ نے اپنے فرزندان گرامی کو بھی آگاہ فرماتے ہوئے اپنے فرزندِ بزرگ خواجہ صبغۃ اللہ کو اس سلسلہ میں وصیت فرمائی:

"صحبتِ سلاطین "بے ضرورتِ کلی" اختیار نخواہد نمود[2]۔"

حضرتِ خواجہ نے اپنے فرزندِ پنجم خواجہ سیف الدین کو اورنگزیب کی استدعا پر دربار میں بھیج دیا تھا اور وہ محل کے جوار میں رہتے تھے ان کی بھی بادشاہوں سے روابط کے معاملہ میں یہی پالیسی تھی، فرماتے ہیں کہ نیتِ حسنہ سے "دفع بدعت اور ترویجِ سنت" کے لیے بادشاہ سے ملنا بہتر ہے:

"بہ نیتِ ارتفاع بدعت و ترویج سنت می تواں سلطان را دید الخیر فیما صنع اللہ سبحانہ[3]۔"

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے رہائی کے بعد "اصلاح بادشاہ، دفع بدعت اور ترویجِ سنت" کے لیے احکام جاری کروانے کے لیے جہانگیر کے ساتھ

---

[1] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ نسخہ ا، ورق ۲۶۴۔ ب
(پروفیسر حبیب سکول آف تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کی سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں آراء تو ڈاکٹر اطہر عباس رضوی کی تالیفات کے ذریعہ ہم تک پہنچ چکی تھیں، حال ہی میں ان کے زیر اثر منتخب اللباب کے حصۂ عہد اورنگ زیب کے انگریزی ترجمے پر پی ایچ ڈی دی گئی ہے جس کے مقدمہ میں تحریر ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم، اورنگ زیب کے دربار میں رہتے تھے اور اس سے مددمعاش لے کر اس کے حق میں پروپیگنڈہ جاری رکھا" (XXIX) یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت خواجہ نے کبھی بھی دربار میں قیام نہیں فرمایا۔ کیا پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لیے مقالہ نگار کے گرو (موصوف نے اس کے انتساب میں پروفیسر حبیب کے لیے گرو کا خطاب خود ہی تحریر کیا ہے) کی اپنے طلبہ کے لیے یہ تعلیم تھی؟
Anees Jahan Syed. A...ment... in Muntakhab ul Lubab, Delhi, 1977 p. xxix.

[2] صفر احمد: مقامات معصومیہ ۴۲۶ [3] سیف الدین خواجہ: مکتوبات سیفیہ ۱۹۲ / ۱۸۹

www.maktabah.org

اس کے لشکر میں رہنا پسند فرمایا تھا اسی طرح حضرات مجدّدیہ نے بھی اورنگ زیب کی صحبت اختیار کی۔

شہزادگی کے زمانے میں اورنگ زیب کی ان حضرات سے عقیدت اور ان بزرگوں نے جس طرح اُسے دارا کے مقابلہ میں "پاسداریٔ شرع شریف" کی تلقین کی تھی، ہم تفصیل سے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اب صرف بادشاہ بننے کے بعد ان حضرات نے اس کی مذہبی پالیسی کو جس طرح اسلامی رنگ دینے کی کوشش کی، اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اس کے بادشاہ بننے کے بعد بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اُسے کئی خطوط لکھے تھے جب اس نے امن و امان کے قیام کے بعد بدعتوں کے ازالہ کی طرف توجہ شروع کی تو حضرتِ خواجہ نے اُسے ان اقدامات پر مبارک باد دیتے ہوئے لکھا:

حضرت سلطان الاسلام ..... امیر المومنین ......

اظہارِ نیازمندی و خاکساری و ادائے شکر و ثنا نعمتِ امن و امان و رونق اسلام و قوت شعائر آں می نماید و بہ وظیفۂ دعائے ازدیادِ عمر و اُبہت و ظفر و نصرت کہ از مدتِ مدید بآں آنس و الفت یافتہ است ..... باجمعے از درویشان اشتغال دارد ......

یہ خط اس دُعا پر ختم فرماتے ہیں:

آفتابِ دولت و سلطنت بر اُفقِ مجد و علیٰ تابان باد۔[1]

اورنگ زیب بھی وقتاً فوقتاً حضرت خواجہ کو خطوط ارسال کیا کرتا تھا۔ حضرت نے اس کے ایک مکتوب کے بدست خواجہ محمد شریف بخاری موصول ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اس کے جواب میں اسے بہت سی بیش قیمت نصیحتوں سے نوازا ہے۔[2]

---

[1] محمد معصوم خواجہ: مکتوبات ۶/۳ (اس خط میں اورنگ زیب کے لیے جو القاب لکھے گئے ہیں وہ بہت ہی قابل توجہ ہیں۔ ہم نے دیگر القاب بھی دوسرے مقام پر یکجا کر دیے ہیں)

[2] ایضاً ۲۲۱/۳

www.maktabah.org

اسی طرح آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ نے بھی اورنگ زیب کو نہایت مؤثر طریقے پر خطوط کے ذریعہ احیائے دین کی ترغیب دی ہے۔

تخت نشینی کے چند سال بعد ہی حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے جو خط لکھا ہے وہ القاب سمیت اس قابل ہے کہ یہاں نقل کیا جائے لیکن طوالت کے خوف سے ہم صرف اس کا خلاصہ یہاں دے رہے ہیں:

اُسے دعا دینے کے بعد نہایت مؤثر الفاظ میں لکھا ہے کہ

الحمدللہ کہ تمہاری کامیابی دراصل "آفتابِ ہدایت" کا طلوع ہے اور اس سے "کفر و ضلالت" کی "ظلمت معدوم" ہوگئی ہے اور "الحاد و بدعت" کو جڑوں سے اکھاڑ ڈالا ہے اور عدل و انصاف جس مقام کا مستحق ہے وہ اُسے مل گیا ہے........ اس لیے دین پروری کا تقاضا یہی ہے کہ باقی فحش اور منکرات کے سدباب کے لیے بھی کوشش کی جائے۔ مساجد کی تعمیر و مرمت اور معطل شدہ مدرسے جاری کیے جائیں۔ علماء، فضلاء، زہاد کی تکریم کی (بحالی) کے لیے احکام صادر کیے جائیں[1]........

ایک اور مکتوب میں حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے کامیابی پر جس طرح مبارکباد دی ہے اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ اس نے داراشکوہ کو شکست دینے کے بعد اس کے تعاقب کے دوران اطلاع کے طور پر جو خط حضرت خواجہ محمد سعید کے نام ارسال کیا تھا[2]، یہ مکتوب گرامی اسی کا جواب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

این مسکین شکرانۂ احسان و عنایت بے غایت حضرت صمدیت ..... نماید کہ بموہب و فضلِ خویش فتح و ظفر لشکرِ اسلام کرامت فرمود و رفع و ہدم ارکان کفر و بدعت و قمع رسوم الحاد و زندقہ نمود .... چہ عرض نماید کہ از

---

[1] محمد سعید خواجہ: مکتوباتِ سعیدیہ طبع لاہور ۳۸، ۹۲
[2] اورنگ زیب کا یہ خط ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

www.maktabah.org

استماع ایں بشارت عظمیٰ برین شکستہ زدانہ خمول چہ قدر شادی رو داد....[1]

اس کے بعد اسی خط میں اوّل الذکر مکتوب سے بھی زیادہ پُر زور الفاظ میں احیائے دین متین اور دفع بدعت کی تلقین کی ہے۔

ایک مکتوب جو آپ نے اُسے شہزادگی کے زمانہ میں ارسال فرمایا تھا شرع شریف کے رائج کرنے کی ضرورت اور اس دَور میں جو "ظلمات اور بدعات" رواج پا گئی تھیں کے خاتمہ کے لیے اورنگ زیب کی ذات کو :

"شاہسوارِ مضمار استقامت ذات اشرف است[2]"

قرار دینے کے بعد لکھا ہے کہ تمہارا خط ملا جس سے "خوشحالی عظیم" میسر آئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اورنگ زیب تخت نشینی سے بہت پہلے ان حضرات سے نہ صرف بیعت تھا بلکہ مراسلت بھی کرتا رہتا تھا۔

ایک خط کے ذریعہ اُسے صحابہ کرام و اہلِ بیت کے فضائل سے متعلق بہت سی احادیث مستند کتب سے نقل کر کے ارسال کی تھیں[3]۔

اورنگ زیب کی زمانۂ شہزادگی کی مہم گولکنڈہ کو آپ نے جس طرح جہاد قرار دیتے ہوئے اس جہاد میں خود شرکت کی خواہش کی تھی اس کی تفصیل ہم سابقہ اوراق میں تحریر کر چکے ہیں۔

اس کے نام شہزادگی کے زمانے میں ایک مکتوب میں اس کے ساتھ عدم ملاقات کو جس کرب کے ساتھ "ہجران و دُوری" فرمایا تھا[4] وہ اللہ تعالیٰ نے پوری فرما دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کو حضرت مجدد کے ان صاحبزادوں کے ساتھ کمال درجہ انس تھا، حضرت خواجہ محمد سعید کی آخری عمر اور انتہائی ضعف کی حالت میں بھی وہ خواہش کرتا ہے کہ

---

[1] محمد سعید خواجہ : مکتوبات ۴۰/۹۵ [2] ایضاً ۴۵/۹۹

[3] ایضاً ۶۶/ ۱۲۲ - ۱۲۶ [4] ایضاً ۴۶/۱۰۲

www.maktabah.org

اس کے ساتھ رہ کر اس کی تربیت کریں۔

میر صفر احمد معصومی لکھتے ہیں :

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آخر عُمر مبارک خویش سفر دار الخلافہ شاہ جہان آباد بموجب طلب بادشاہ خلد مکان بمقتضائے الہام حضرت رحمٰن تعالیٰ اختیار فرمودہ بودند[1]......

اورنگ زیب بھی ان دونوں حضرات کی بہت ہی تکریم کرتا تھا اور کئی مرتبہ ان دونوں صاحبزادوں کو تحائف بھی دیے۔ معاصر ماخذ عالمگیر نامہ میں ہے کہ ان دونوں صاحبزادوں کو تین سو اشرفیاں نذر پیش کی گئیں[2]۔ اسی طرح خواجہ محمد سعید کو " خلعت اور دو ہزار روپے ملنے کا ذکر بھی محمد کاظم شیرازی نے کیا ہے[3]۔

حضرت مجدد کے فرزند اصغر حضرت خواجہ محمد یحییٰ کی بھی اورنگ زیب بہت تعظیم کرتا تھا۔ معاصر مورخ بختاور خان نے لکھا ہے :

"مکرر بدرگاہ سلاطین پناہ رسیدہ، مورد مراحم و اعطاف شاہنشاہی شد"[4]

---

[1] صفر احمد : مقامات معصومیہ ۳۷۱

(حضرت خواجہ محمد سعید کا وصال بھی راستے میں ہی دہلی سے سرہند جاتے ہوئے ہوا تھا۔ مراۃ العالم ۱۳/۲اھ میں حضرت خواجہ محمد سعید کی دربار میں تشریف آوری اور اورنگ زیب کا ان کی تعظیم کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔)

[2] محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ (طبع کلکتہ) ۲۹۳

بختاور خان : مراۃ العالم ۱/۱۲۲، قابل خان ابو الفتح : آداب عالمگیری ۲/۱۰۸۰

(مراۃ العالم اور آداب عالمگیری میں "سی صد اشرفی" درج ہوا ہے لیکن سب سے قدیم ماخذ عالمگیر نامہ میں " سہ صد اشرفی" ہے۔ اس لیے ہم نے موخر الذکر ماخذ کو ترجیح دی ہے۔ یوں بھی اول الذکر دونوں ماخذ نے عالمگیر نامہ کی عبارت کی لفظی نقل ہی کر دی ہے۔)

[3] محمد کاظم : عالمگیر نامہ ۵۹۵ [4] بختاور خان ۲/۴۱۴

www.maktabah.org

نبائرِ حضرت مجددِ الف ثانی اورنگ زیب کی مصاحبت میں

جیساکہ ہم حضرات سرہند کے سیاسی معاملات کے سلسلہ میں حضرت خواجہ کی وصیت نقل کر آئے ہیں کہ "بلاضرورتِ کلی" سلاطین سے میل جول نہ رکھا جائے لیکن اس مقام پر صاحبزادگان نے عین "ضرورتِ کلی" کے احساس کے تحت داراشکوہ کے بے دینی والحاد کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے اورنگ زیب کی صحبت اختیار کر لی تھی۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضرت مجدد کے دو نواسوں نے اورنگ زیب کے ہاں مستقل ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ان میں سے خواجہ محی الدین کو تو خود حضرت شیخ محمد سعید نے سفارشی رقعہ دے کر اورنگ زیب کے پاس بھیجا تھا کہ انہیں:

"محرمِ بارگاہِ سلطنت گردید[1]"

اسی طرح دوسرے نواسے شیخ عبداللطیف کی مالی حیثیت بہت اچھی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے اورنگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کو ترجیح دی[2]۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزندِ پنجم حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ تعلقات کے سب سے نمایاں ثبوت ملتے ہیں۔ جیساکہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اورنگ زیب نے حضرتِ خواجہ سے کہا تھا کہ وہ سفر و حضر میں اس کے ساتھ رہا کریں لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا تھا اور بادشاہ کی مکرر خواہش پر آپ نے اپنے اس صاحبزادے کو بادشاہ کی تربیت کے لیے دہلی بھیج دیا تھا اور بقول صاحبِ مآثر عالمگیری صاحبزادے نے شاہی محل کے قریب ہی قیام فرمایا۔ بادشاہ رات کو امورِ سلطنت سے فراغت کے بعد آپ کی صحبت

---

[1] محمد سعید خواجہ: مکتوبات ۴۵ / ۱۰۱

[2] صفر احمد معصومی: مقاماتِ معصومیہ ۴۰، ۷ اس کی تصدیق حضرت خواجہ سیف الدین کے ان مکتوبات سے بھی ہوتی ہے نمبر ۲۶، ۵۷، ۵۸

www.maktabah.org

کے انوار و برکات کے حصول، تبادلہ خیال اور کلمات عالی سننے کے لیے ان کے پاس جاتا تھا:

"بعد مرورِ یک پاسِ شب از راہ باغ حیات بخش بآتش خانہ کہ مسکنِ حقائق و معرفت آگاہ شیخ سیف الدین سہرندی مقرر بود بنزولِ فیض شمولِ بادشاہ غربانواز فقیر دوست، منظرِ انوار برکات گردید ساعتے بتذکارِ کلمات افادت آثار صحبت داشتہ و شیخ مذکور را در اقرانش باکرام برداشتہ بدولت خانہ تشریف آوردند۔[1]"

حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات میں واضح طور پر تحریر ہوا کہ آپ نے اورنگ زیب کی مکرر خواہش پر اپنے اس صاحبزادے کو ملہمہ طور پر استخارہ کے بعد دار الخلافہ روانہ کیا[2]۔ حضرتِ خواجہ اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ زیب میں لکھتے ہیں کہ صاحبزادہ جو کمالات صوری و معنوی سے آراستہ ہے اس کا مزاج انتہائی عزلت پسند اور میل جول کا عادی نہیں ہے محض تمہاری خواہش اور "خیر خواہی" کے لیے اسے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، فرماتے ہیں

فقیر زادہ ...... بعزلت و عدم اختلاط خو کردہ و بصحبت چندانے سرے نداشت لیکن محض خیر خواہی او را بریں معنی آوردہ است[3]"

ایک اور مکتوب میں صاحبزادے کے وہاں قیام کی حیثیت و مقصد کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

فقیر زادہ منظورِ نظر قبول گشتہ و اثر صحبت بحصول انجامیدہ و از امر معروف و نہی منکر کہ شیوۂ فقیر زادہ است اظہار شکر و رضامندی نمودہ است[4]۔

---

[1] محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری۔ کلکتہ ۱۸۷۱ء، ۸۴ [2] صفر احمد، مقاماتِ معصومیہ۔ ۶۰۹

[3] محمد معصوم خواجہ: مکتوبات ۳/ ۲۲۷

[4] ایضاً: ۳/ ۲۲۱

www.maktabah.org

حضرتِ خواجہ سیف الدین کمال توجہ اور ہمت سے بادشاہ کی ظاہری و باطنی تربیت کرنے میں مصروف رہے۔ انہوں نے بادشاہ کے سلوک و معرفت سے میلان اور اس میں ترقی کا حال اپنے کئی عریضوں میں حضرت خواجہ کو خوشی کے ساتھ لکھا ہے جو ان کے مجموعہ مکتوبات میں موجود ہیں۔ ان عریضوں کے جواب بھی حضرت خواجہ کے مکتوبات میں شامل ہیں۔

اپنے ایک مکتوب بنام صاحبزادۂ مذکور میں "احوال بادشاہ دین پناہ سلمہ ربہ" کا بھی ذکر ہے۔ بادشاہ کی منازل سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بادشاہ کو "رفع بعضے منکرات" کے لیے بھی کہا جائے اور بادشاہ کے اس رویہ پر آپ نے خداوند کریم کا شکر بھی ادا کیا۔[۱] ایک اور مکتوب میں خواجہ سیف الدین نے بادشاہ کے مراتب سلوک تیزی سے طے کرنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواب میں حضرت خواجہ نے انہیں مشورہ بھی دیا ہے۔[۲]

اورنگ زیب نے حضرت خواجہ سیف الدین سے کہا کہ وہ حضرت خواجہ سے میرے لیے "توجہ غائبانہ" کی استدعا کریں تو اس کے جواب میں آپ نے براہِ راست اورنگ زیب کو خط لکھا، اس میں فرماتے ہیں کہ جو باطنی اسباق ہم نے صاحبزادے کے خط میں تمہارے لیے لکھے ہیں وہ تمہاری نظر سے گزرے ہوں گے اور پھر غائبانہ توجہ کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ خود ہی اس کی باطنی تعلیم و تربیت کے لیے بذریعہ خط اسباق لکھتے تھے اور صاحبزادگان محض اس کی مشق کے لیے مقرر تھے۔ حضرت خواجہ کے ایک مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادے کے ہمراہ حضرت خواجہ کے ایک خلیفہ شیخ عبد العلیم بھی دار الخلافہ میں بادشاہ کی تربیت کے لیے بھیجے گئے تھے اور وہ بھی بادشاہ کے "احوال باطنی" کی اطلاع حضرت خواجہ کو دیتے رہتے تھے۔[۳]

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے والد بزرگ کی وفات ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۹ء کے بعد بھی دہلی میں مقیم رہے اور اسی خدمت پر مامور رہ کر اپنے مشن کو تاحیات جاری رکھا۔

۱۔ ایضاً ۳/۲۲۰ ۲۔ ایضاً ۳/۲۴۲ ۳۔ ایضاً ۳/۱۲۲

www.maktabah.org

حضرت خواجہ سیف الدین کی بادشاہ کے ساتھ جن صحبتوں کا حال تذکروں میں درج ہے وہاں بعض مجلسوں میں ان کے برادر گرامی شیخ محمد اشرف کا ذکر بھی آیا ہے[۱]۔ یہ شیخ محمد اشرف وہی ہیں جو جنگ تخت نشینی میں حضرت خواجہ کی نیابت کے لیے اورنگزیب کے ساتھ تھے اور جن کے اس جنگ میں باقاعدہ میدان میں اورنگ زیب کے ہمراہ رہنے کی تفصیلات ہم درج کر چکے ہیں۔

خواجہ سیف الدین تاحیات دفع بدعات میں مصروف رہے۔ موسیقی جو مغلوں کے دربار کے لوازمات میں شامل ہو گئی تھی اس سے اورنگ زیب کو متنفر کروایا۔ اور اُسے کئی خطوط میں احیائے سنت کی برابر ترغیب دیتے رہے۔ ایک خط میں اسے لکھتے ہیں کہ:

یہ حدیث ہے کہ جو میری ایک مردہ سنت کو زندہ کرے گا اُسے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا[۲]۔

داراشکوہ نے شیخ اکبر ابن عربی کے افکار کو جس رنگ میں پیش کیا تھا اس کے اثرات اس وقت تک موجود تھے اس لیے اُن کو زائل کرنے کی بھی اشد ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنے کئی خطوط میں اورنگ زیب کو حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول لکھا:

"مارا بہ نص کار است نہ بہ فص، فتوحاتِ مدینہ از فتوحاتِ مکیہ مستغنی ساخت[۳]۔"

ایک اور خط میں اس کی بہت ہی خوبصورت وضاحت کی ہے:

"از نص بہ فص نمی گرانید و از فتوحاتِ مدینہ بہ فتوحاتِ مکیہ التفات

۱۔ صفر احمد: مقاماتِ معصومیہ ۶۱۱ ۲۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۸۸/۱۶۱

۳۔ ایضاً ۳۹/۲۳

www.maktabah.org

نمی نمایند"[1]

اورنگ زیب کی کئی مہمات کو خصوصاً اس کی دکن کی طرف پیش قدمی کو انہوں نے واضح طور پر "جہاد" قرار دیا۔ بلادِ کفار کی فتح اور ان پر اس جزیہ کے ازسرنو نافذ کرنے کے لیے کہا جو دارا نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے شاہ جہان سے معاف کروالیا تھا اور کئی مہمات میں اورنگ زیب کے ہمراہ شریکِ جہاد ہونے کی بھی آرزو کی تھی۔[2]

قریب العہد ماخذ مقاماتِ معصومیہ کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ سیف الدین، اورنگ زیب کے ہمراہ ایک لشکر میں موجود تھے۔[3]

اورنگ زیب نے ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۹ء میں شہزادہ اعظم کی شادی کی تو جن عظیم علما[4] نے نکاح پڑھایا ان میں حضرت خواجہ سیف الدین کا نام بھی شامل ہے[5]۔ اورنگ زیب بھی حضرت خواجہ کو خطوط لکھا کرتا تھا، ان میں سے بعض کے جواب حضرت خواجہ کے مجموعۂ مکتوبات میں شامل ہیں، یہاں اورنگ زیب کے غیر مطبوعہ ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ سیف الدین کا عکس دیا جا رہا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند ثانی حضرت شیخ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ (۱۰۳۴- ۱۱۱۵ھ/ ۱۶۲۴- ۱۷۰۳ء) کے اورنگ زیب کے ساتھ بہت ہی مشفقانہ مراسم تھے۔ ان کے اپنے بیانات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ اورنگ زیب کی مصاحبت میں

۱؎ ایضاً ۸۲/۵۸ ۲؎ ایضاً ۱۱۳/۷۶

۳؎ صفر احمد : مقاماتِ معصومیہ ۴۷۹

۴؎ علمائے کرام کے نام یہ ہیں : قاضی عبدالوہاب، قدوۂ اصفیا میر سید محمد قنوجی، اسوۂ فضلاء ملا عوض وجیہہ آخسیکتی (مآثر عالمگیری ۸۷)

۵؎ محمد ساقی مستعد خان : مآثر عالمگیری ۸۷

www.maktabah.org

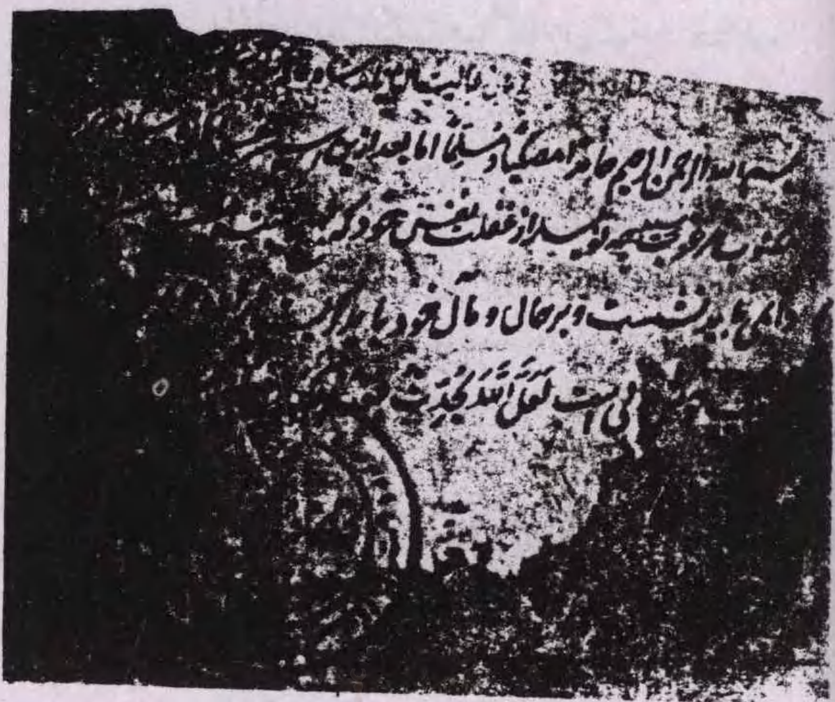

۱۰- اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے نام۔ عکس مبنی بر خطی نسخہ مکتوباتِ حضرتِ مجدد (آخری ورق) مخزونہ کتابخانۂ گنج بخش، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔ نمبر ۱۴۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجددی

www.maktabah.org

رہتے تھے۔ ان کے مکتوبات کا مجموعہ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول کے نام سے طبع ہو چکا ہے جس میں "بادشاہ دین پرور" اورنگ زیب کے نام ان کے بہت سے خطوط موجود ہیں۔

ایک مکتوب میں اورنگ زیب سے اپنی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا ہے[1]۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ سیف الدین تو اورنگ زیب کی تربیت کے لیے پہلے ہی دار الخلافہ میں مقیم تھے یہ بھی تشریف لے گئے اور اورنگ زیب کو اُن سے اتنا انس ہوا کہ جدائی برداشت کرنا مشکل ہوگیا خود فرماتے ہیں:

"باوجودے کہ بادشاہِ دین پناہ از کمالِ اخلاص وعنایت از خود جُدا نمی فرمودند"[2]......

انھوں نے بھی اپنے والد اور برادر اصغر کی طرح بادشاہ کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں ترویجِ شریعت پر بہت زور دیا ہے۔ اس کی کئی مہمات مثلاً دکن کی مہمات کو جہاد قرار دیتے ہوئے مہمات میں کامیابی پر کئی مرتبہ مبارک باد دی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کے کئی صاحبزادے بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے، ایک خط میں اُسے لکھا ہے کہ میرے فرزندوں نے تمہاری ملازمت کا عزم کیا ہے[3]۔ برادر زادہ محمد پارسا بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے[4]۔

اورنگ زیب کی دکن پالیسی سے حضراتِ نقشبندیہ کو پورا اتفاق تھا اور اس کے مذہبی اسباب کی بنا پر جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اسے جہاد قرار دیا تھا۔ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء میں جب حضرت حجۃ اللہ اورنگ زیب سے ملے تو اس کے عزم بیجاپور کا حال معلوم

---

[1] حجۃ اللہ محمد نقشبند: وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول۔ مرتبہ غلام مصطفیٰ خان۔ طبع حیدرآباد سندھ ۱۹۶۳ء ۷۱/۸۸

[2] ایضاً ۱۲۴/۱۳۹ [3] ایضاً [4] ایضاً ۳۱/۴۲، ۲۳/۴۳

www.maktabah.org

کیا۔[1] پھر بیجاپور کی فتح پر اُسے مبارکباد پیش کی۔[2] ان کے فرزند گرامی شیخ عزالدین احمد اس مہم۔ بیجاپور میں اورنگ زیب کے لشکر میں شامل تھے۔[3]

۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء میں حیدرآباد کی فتح ہوئی تو حضرت حجۃ اللہ نے اُسے پھر مبارکباد دی[4] اور اگلے سال اورنگ زیب کے حکم سے اس کے آخری والی ابوالحسن کی دُوسری بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے صاحبزادے شیخ محمد عمر کی شادی کی گئی۔[5]

اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ[6] (مؤلفِ حسنات الحرمین) کے بھی اورنگ زیب کے ساتھ تعلقات کا علم ہوا ہے اور انہوں نے اورنگ زیب کی دین داری و دین پروری کے ساتھ اس کی صاحبزادگان سرہند کے ساتھ محبّت والفت کے عجیب واقعات بھی تحریر کیے ہیں۔[7] ایک مکتوب میں اُسے حالاتِ حاضرہ پر خبردار کرتے ہیں:

"وقت تراکم ظلمات است وشیوع بدعات وہنگام قرب قیامت است وظہور رفتن کہ اجل مسمٰی ہر ساعت نزدیک ترمی گردد۔"[8]

وہ ایک سفر کے بعد پشاور سے سرہند پہنچے تو مزاراتِ مقدسہ پر جاکر اورنگ زیب کی مہماتِ ملکی میں کامیابی کے لیے دُعا کی۔[9] ایک اور خط میں اورنگ زیب کے لیے طویل القاب لکھنے کے بعد ترویجِ اسلام کے لیے اس کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوتے اُسے ان

---

[1] محمد ساقی مستعدخان: مآثرِ عالمگیری ۲۷۶ [2] صفر احمد: مقاماتِ معصومیہ ۵۳۲

[3] ایضاً ۵۴۱ [4] ایضاً ۵۳۱ [5] محمد ساقی مستعدخان: مآثر عالمگیری ۳۱۲

[6] حضرت مروج الشریعت کے تفصیلی حالات اسی مقدمہ میں درج کیے جا چکے ہیں۔

[7] مروج الشریعۃ: خزینۃ المعارف ۱۲۸/۱۴۴-۱۴۵

[8] ایضاً ۹۵/۱۲۱ [9] ایضاً ۱۱۹/۱۳۷

www.maktabah.org

الفاظ میں دعا دی :

"آفتاب سلطنت و عدالت ہموارہ درخشان و تابان باد"[1]۔

خلفائے حضرات مجددیہ اور اورنگ زیب

اورنگ زیب جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولادِ مبارک کا احترام کرتا تھا اور انہیں اپنے سے جدا کرنا کسی طرح بھی پسند نہیں کرتا تھا اسی طرح ان حضرات کے خلفا کے ساتھ بھی اس کے تعلقات اور مذہبی معاملات میں ان سے مشورت کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ اس کی مختلف مہماتِ ملکی میں بھی کئی خلفاء و معتقدین سلسلہ لشکر میں موجود رہتے تھے۔

مشہور مورخ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے لکھا ہے کہ اس کے لشکر میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے کئی خلفا موجود تھے[2]۔ ان حضرات کے خلفا کی کثیر تعداد تھی جن میں سے بعض کے حالات و کمالات کتابوں میں درج ہیں[3]۔ معاصر مورخ بختاور خان نے حضرت خواجہ محمد معصوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

"خلفا و مریدان ایں سلسلہ در اقطار و اکنافِ عالم از حیطۂ شمار بیرون اند"[4]۔

حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب سے روابط کی نوعیت تفصیل سے بیان ہو چکی ہے وہ اس سلسلہ کے معتقدین کو اورنگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کی اکثر تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بادشاہ سے نیت حسنہ کے ساتھ ملاقات کرنا

---

[1] ایضاً ۱۲۳/ ۱۴۱

[2] محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر اعظمی۔ مرتبہ مفتی سعادت۔ طبع مقبوضہ کشمیر ۱۳۵۵ھ

[3] تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ ہذا تحت "اولاد و خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم"

[4] بختاور خان : مراۃ العالم ۲/ ۲۱۴

www.maktabah.org

بہت اچھا ہے[1]۔ ایک معتقد نے اس سے ملاقات میں تاخیر کی تو اسے تعجب کیساتھ لکھا:

عجب کہ شما بایں ہمہ خواہش ملاقات نہ نمودید[2]

حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک خلیفہ مولانا محمد باقر لاہوری (مولف کنز الہدایات) اورنگ زیب کے عہد میں لاہور کے مفتی تھے[3]۔ ان کے والد شیخ شرف الدین عباسی بھی "مفتیِ لاہور" تھے[4]۔ مولانا محمد باقر کو خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں کہ بادشاہ دین پرور (اورنگزیب) تمہارے حقوق کے معترف ہیں اور تمہارا ذکر یہاں دربار میں ہوتا رہتا ہے[5]۔

ان کے علاوہ اس سلسلہ کے بہت سے افراد اورنگ زیب کے ہاں ملازم، شامل لشکر اور مشیر تھے چند ایک نام ملاحظہ ہوں۔

حافظ مقصود علی، سید عبدالعلیم (خواجہ سیف الدین کے ہمراہ اورنگ زیب کی تربیت کے لیے مامور تھے)[6] سید علی عرب عیدروس (مولف زین العلم فی شرح عین العلم) میر محمد عارف، خواجہ عبدالصمد، اور خواجہ عوض۔

یہ محض الزام ہے کہ اورنگ زیب کے سامنے یہ حضرات محض ہاں میں ہاں ملانے والے تھے اور انہوں نے اس سے مدد معاش لے کر دائمی خاموشی اختیار کر لی تھی حضرت شیخ آدم بنوڑی (عظیم خلیفہ حضرت مجدد) کے ایک خلیفہ حضرت شیخ سلطان حق گوئی میں اورنگزیب جیسے شاہنشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے وہ اکثر بادشاہ کو بے باکانہ رقعات کے ذریعہ

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "نبائر حضرت مجدد اور اورنگ زیب۔

۲۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۶۲/ ۱۸۹

۳۔ محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین ترجمہ و ترتیب محمد ایوب قادری۔ کراچی ۱۹۷۲ء ۲۰۵

۴۔ ایضاً

۵۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۴۸/ ۱۷۳

۶۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت حضرت خواجہ سیف الدین

www.maktabah.org

امور شرعیہ کی تلقین کرتے اور بدعات کا رد فرماتے اور بادشاہ انہیں قبول کرلیا کرتا تھا۔[1]
اورنگ زیب نے ان حضرات کے زیرِ اثر وہ تمام بدعات دین سے رفع کرنے کیلئے کمرِ ہمت باندھ رکھی تھی جو شاہ جہان کے آخری ایام حکومت میں داراشکوہ کے عمل دخل کی وجہ سے رواج پا گئی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم اسے اپنے خطوط میں بطورِ دعا "آفتابِ سلطنت و کوکبہٴ معدلت تابندہ و درخشندہ باد۔[2]" لکھا کرتے تھے۔

---

[1] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ نسخہ ا، ورق ۱۶۹-ا ۱۰۷-ب
یہاں ہم ایک اور غلط فہمی کا ازالہ کرنا بھی لازم سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سلسلہٴ نقشبندیہ کے مخالف محققین یہاں یہ اعتراض کریں کہ اس خانوادہ سے منسلک بعض حضرات داراشکوہ سے بھی وابستہ تھے۔ جیسے حضرت مجدد کے سوانح نویس ملا بدرالدین سرہندی (مولف حضرات القدس) مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہی اور میر غضنفر داراشکوہی وغیرہ"۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مولف حضرات القدس نے خود ہی وضاحت کی ہے کہ داراشکوہ نے ان کو ۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء میں بہجۃ الاسرار اور روضۃ النواظر وغیرہ کے فارسی ترجمہ کے لیے بلایا تھا (حضرات ۱۵۹/۲) جیسا کہ ہم ترتیب زمانی کے اعتبار سے دارا کے الحاد کی طرف مائل ہونے کا تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ اس سے عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ ابتدا میں ایک راسخ العقیدہ صوفی تھا اور اس کے اس میلان کی طرف واضح رغبت کے ۱۰۵۲ھ سے ثبوت ملتے ہیں۔ اس لیے مولف حضرات القدس کا ۱۰۴۷ھ میں اس کے لیے ترجمے کرنا تعجب کا باعث نہیں ہے۔ ان کا صحیح سال وفات ہمیں معلوم نہیں ہے تاہم اتنا واضح ہے کہ وہ اس سفر حج میں (۱۰۶۷ھ) میں شریک سفر نہیں تھے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے قبل فوت ہو چکے تھے۔ بیشک دارا ۱۰۴۷ھ میں انہیں القاب کا مستحق تھا جو ملا بدرالدین سرہندی نے اس کے لیے لکھے ہیں، یعنی:
"شہزادہٴ عالی قدر، والا گہر، ملی عہد، وصی عصر و دانش پرور سلطان محمد داراشکوہ"۔
لیکن ۱۰۶۲ھ میں جب وہ حسنات العارفین لکھنے کے لیے بیٹھا تو نہ صرف علماء بلکہ ان کتابوں سے ہی جن کا ترجمہ اس نے ملا بدرالدین سے کروایا تھا اس کا دل بیزار ہو چکا تھا۔ (تفصیل متعلقہ مقام پر ملاحظہ کریں)
ہمارے خیال میں مجددی حضرات کا داراشکوہ سے ملنا اسی طرح ہے جس طرح حضرت مجدد اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کا ابتدا میں فیضی سے رابطہ تھا۔
اسی طرح مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہی اور میر غضنفر کے بارے میں بھی واضح طور پر

←

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد سعید، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ نے خصوصیت سے قدم قدم پر حوصلہ افزائی کے طور پر اس کو ترویج دین کے لیے خطوط لکھے اور بار بار اسے "بدعاتِ ماندہ" کے استیصال کے لیے پُرزور خطوط لکھتے رہے۔ خاص طور پر انہوں نے اورنگ زیب کی مہماتِ دکن کو مذہبی بنیادوں پر جہاد کا درجہ دیا تھا اور ان مہمات کے دوران اُسے مبارک باد کے جو خطوط لکھے ان میں "فضائلِ جہاد" کو مکتوبات کا موضوع بنایا اور پھر ان تینوں اصحاب کی اس کے ہمراہ اس جہاد میں شمولیت کی خواہش نے اس کے حوصلے اور عزم کو بہت ہی تقویت دی جس طرح اورنگ زیب کی دوسری ملکی پالیسیوں میں ان حضراتِ سرہند (اولادِ حضرت مجدد) کو خاص عمل دخل حاصل ہے اسی طرح دکن پالیسی" میں بھی ہمارے یہی حضرات کارفرما نظر آتے ہیں حتیٰ کہ سقوطِ گولکنڈہ کے بعد والیٔ گولکنڈہ کی بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے فرزند کی شادی بھی اس کی نشاندہی کیلئے کافی ہیں[1]۔

اورنگ زیب کے مخالف اور مشہور شیعی مورخ نعمت خان عالی نے اورنگ زیب کے محاصرۂ گولکنڈہ کے واقعات کے تحت اس طرح حضرت مجدد کی اولاد مبارک کو ہدف تنقید بنایا ہے ؎

افترا و زور و بہتان فال و خواب خواجگان
شید و خدعہ دعوت شیخان سرہندی[2] وطن

مقاماتِ معصومیہ (۸۲۵) میں تحریر ہے کہ وہ داراشکوہ کے سامنے واضح الفاظ میں "کلمۂ حق" کہتے تھے اور اس کے الحاد کا انہیں ذرا بھی خوف نہیں تھا۔

[2] محمد معصوم خواجہ، مکتوبات ۲۲۷/۳

[1] ان اشارات کی تفصیلات اسی مقدمہ میں متعلقہ مقامات پر تحریر ہو چکی ہیں۔

[2] نعمت خان عالی: وقائع۔ طبع نولکشور ۱۹۲۸ء ۱۶

www.maktabah.org

اس تنقید لایعنی سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اورنگ زیب کے ۳۵ جلوس تک ہمارے حضرات اس کے شانہ بشانہ ان مہمات میں ذہنی، عملی اور فکری طور پر اس کے ہمراہ تھے اور انہیں حضرات کی بدولت وہ دین کو زندہ کرنے میں کامیاب ہوا اور "محی الدین" کے لقب سے نوازا گیا۔

اس لیے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد نے اس سے جس گہری اُلفت و محبت کا اظہار کیا ہے اس سے محض "احیا و ترویج دین متین" مقصود تھا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس کے لیے یہ شاندار القاب استعمال کیے ہیں:

شاہزادۂ دین پناہ[1]، حضرت سلطان الاسلام .... ہادم اساس الجور والاعتساف، ...... حضرت امیر المومنین انار اللہ برہانہ[2]،

حضرت محمد معصوم کے برادر بزرگ خواجہ محمد سعید نے بھی اس کے لیے بہت سے القاب تحریر کیے تھے جن میں سے بعض یہ ہیں:

حضرت امیر المومنین ظل اللہ الارضین، رافع اعلام الشریعۃ الغرا قامع بنیان البدعۃ الغبراء، مالک السلطنۃ القاہرہ کاسر اعناق الکفرۃ الاکاسرہ محی السنۃ والاسلام رحمۃ اللہ الانام[3] ...... شہزادۂ دیندار عالی قدر ناصر الملت البیضاء مروج الشریعت الغراء، موید الدین القویم، مشید احکام الصراط المستقیم[4] ......

اورنگ زیب کے ان القاب اور داراشکوہ کے اُن القاب کا اس پس منظر میں موازنہ کیجئے جو اس کے مصاحبوں نے اُسے "خدا آگاہ" باور کروا کر اس کے سہارے اس ملتِ اسلامیہ کے ساتھ روا رکھا اور پھر اس کے مسموم اثرات کو جس طرح اس "شہزادۂ دیندار"

---

[1] محمد معصوم: مکتوبات ۶۴/۱ [2] ایضاً ۶/۳

[3] محمد سعید خواجہ: مکتوبات ۹۱/۳۰، [4] ایضاً ۱۰۲/۳۶، ۱۲۱/۶۵، ۱۲۵/۸۴

www.maktabah.org

د "دین پرور" اور "محی الدین"، محی السنۃ" جیسے القاب کی صحیح نوعیت آپ پر واضح ہو جاتے گی۔

عصر حاضر کے مورخین نے بھی اورنگ زیب کے مذہبی رجحانات میں مشائخ نقشبندیہ کے حصّے کو تسلیم کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین نے لکھا ہے کہ ان حالات میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سمجھ لیا تھا کہ انہیں اورنگ زیب کو کس طرح احیائے دین کے لیے راغب کرنا ہے:

Khwaja Masum was fully conscious about his responsibilities in brining Aurangzeb in complete accord with the Shariat and a complete transformation of his heart in favour of orthodox Islam. [ا]

ایک اور مقام پر ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ اورنگ زیب کی ساری "سٹیٹ پالیسی" کے پس منظر میں سرہندی رُوح کارفرما تھی:

It will not be an exaggeration to say that Aurangzeb's state policy was promopted by the voice of Serhindi from behind the scence. [۲]

عہد حاضر کے مذہبی تاریخ کے مشہور محقق جناب خلیق احمد نظامی نے اکبر اور اورنگزیب کی مذہبی پالیسی کا تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے سیاست میں اس راسخ العقیدگی کو متعارف کروایا جو نقشبندی مشائخ کی پیدا کی ہوئی تھی:

ا. Muhammad Yasin: Social Hisotry of Islamic India, Lucknow, 1958. p. 170.

۲ Ibid. p. 171.

www.maktabah.org

Akbar had brought religion into politics inspired by his zeal for religious cosmopolitanism, Aurangzeb introduced religion into politics impelled by an orthodox religious attitude created by the Naqshbandi Saints.[1]

نظامی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے مذہبی رجحانات پر نقشبندی مشائخ کی تعلیمات کا اتنا گہرا اثر ہے کہ اس کی سیاسی پالیسیوں میں سے صاف جھلکتا ہوا نظر آتا ہے :

Aurangzeb's religious thought was thus deeply influenced by the teachings of the Naqshbandi Saints and it found expression in his political activities also.[2]

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم نے بھی تسلیم کیا ہے کہ :

Aurangzeb was greatly helped by the Naqshbandi influence in war of succession, and when he emerged victorious and ascended the throne as Muhiyy-ud din Alamgir he proved to be the political culmination of the Mujaddidi Movement.[3]

محمد اقبال مجددی

دار المؤرخین
گیلانی سٹریٹ نمبر ۹۔ منور عزیز پارک۔ نیو وسن پورہ۔ لاہور

---

1. Nizami, K, A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers, Islamic Culture, Vol. 39 (No. 1) p. 49.
2. Ibid: p. 50.
3. Qurashi, I, H: Ulama in Politics, Karachi, 1974. p. 98.

www.maktabah.org

قیومِ ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احوال حضرت عروۃ الوثقٰی قیوم ثانی معصوم زمانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کنوں گویم از قبلۂ اولیاء — امام جہاں سرورِ اصفیاء
چو معصوم بود از خطا و خطر — بسفتند در نام اُو ایں گہر
نبی نیست لیکن برنگ نبی — بجو شد ز گوشش ہزاراں ولی
یزید از نگاہش شود بایزید — شقی گر در آید بر آید سعید
سرشتند از نور حق خاک او — بود چوں نبی طینتِ پاکِ اُو
جہاں را بذاتش چہ در سر بود — عرض را چہ نسبت بجوہر بود
بُوئے گفت آں احمد نام دار — کہ اے ثالثئِ من دریں روزگار
تو آخر چو من قطبِ دوراں شوی — زمن ایں بشارت بیاد آوری
دریں لوح یکحرف نگذاشتی — ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرا فرزند حضرت محمد معصوم رضؓ پیدا ہوا تو مجھ پر ایک بے خودی طاری ہوئی اِس بے خودی میں کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے اور ہزاروں فرشتے اور نبی ہمارے گھر جمع ہو رہے ہیں۔ اور مجھے مُبارکباد دیتے ہیں کہ یہ نُور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا ہے تیرا فرزند ہے جس کے وجود کے نُور سے جہان اور اہلِ جہان دونوں روشن ہو جائیں گے۔ اور اس کی ہدایت و ارشاد کا نُور اس کے خلفاء اور فرزندوں کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے فرزند محمد معصوم کے پیدا ہونے کے دِن خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دوسرے انبیاء، اولیا اور اصحاب سمیت شہرِ سرہند میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور تمام انبیاء، اولیا اور اصحاب حضرتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ تمھارا یہ فرزند میری اُمّت کے تمام اولیاؔ سے افضل ہے اور کمالات اور قربِ الٰہی کے تمام مدارج میں تمھارے ساتھ ہے۔

پدر نُور و پسر نُور است مشہور ازیں جا فہم کُن نُوراً علےٰ نُور

(جسکا باپ نُور ہو بیٹا بھی نُور ہو، پھر اسی بات سے نُوراً علیٰ نُور کا فلسفہ سمجھ میں آجاتا ہے)

اور یہی بیٹا میرے تمام کمالات اور اَسرار کا وارثِ کامل اور حامل ہو گا۔ میری اُمّت کا ارشاد ہدایت اور فیض اسی کی طفیل سے عام ہو گا۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اس کے فرزند بھی اس کی طرح ہادی و مہدی خلق ہوں گے۔ اور میری اُمّت کے تمام اولیائے سے افضل ہوں گے۔ اور اس کی آمد تمھارے حق میں بہت مبارک ہے کیونکہ

www.maktabah.org

اب عنقریب تمھیں وہ کمالات عنایت ہوں گے جو اس سے پہلے کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے تھے۔ اور پھر وہ کمالات اس فرزند کے وسیلے سے جہان میں پھیل جائیں گے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ حضرت محمد معصومؒ کی ولادت ہمارے حق میں ازبس مبارک ثابت ہوئی۔ کہ اس کی پیدائش کے بعد انہی دنوں حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز ماوراءالنہر سے ہندوستان تشریف لائے۔ اور میں نے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ دیکھا اس کی مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ اس بیٹے کی آمد پر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت معہودہ سے مشرف ہوا۔ خلعت تجدید الف و قیومیت ملی۔ یہ تمام کمالات محمد معصومؒ کے آنے کی برکت سے حاصل ہوئے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابتدا سے انتہا تک بلکہ ابدالاباد تک معصوم رہے گا۔ اس واسطے اس کا نام محمد معصوم رکھنا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محمد معصوم نام ابوالخیرات کنیت اور مجدد الدین لقب مقرر فرمایا ؎

مرشدے کز عصمتش کلک قضا   نام پاکش زد بمعصومی رقم
آنکہ در سایہ نشنید آفتاب   قدر او آنجا کہ افرازد علم
مے سزد گر سے بر در احسان او   کاسۂ دریوزہ گردد جام جم

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے اور بول و براز کا کپڑوں پر کہیں نشان نہیں ہوتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ننگے ہو جاتے۔ تو جھٹ پٹ اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے تھے۔ آپ نے دایہ سے کبھی دودھ نہیں مانگا۔ وہ خود ہی آپ کے دہن مبارک میں پستان رکھتی۔ ماہِ رمضان میں دن کے وقت ہرگز ہرگز دودھ نہ پیتے تھے۔ دایہ اپنا پستان آپ کے دہن مبارک میں رکھنا چاہتی لیکن آپ منہ پھیر لیتے نمازِ مغرب کے بعد پیٹ بھر کر دودھ پیا کرتے۔

www.maktabah.org

ایک دفعہ ماہِ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا کہ چاند نکلا ہے یا نہیں! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دُودھ پیا ہے یا نہیں! معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرتِ قیومِ اوّل نے فرمایا کہ آج سے ماہِ رمضان شروع ہے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب محمد معصوم نے بات کرنا شروع کی تو پہلے توحید فنا اور بقا کے بارے میں باتیں شروع کیں۔ تجلّی ذات کی حقیقت جامعہ کی بابت خبر دینا اور کہا کرتا تھا کہ میں آسمان ہوں۔ میں زمین ہوں۔ میں عرش ہوں۔ میں کرسی ہوں۔ میں لوح ہوں۔ میں قلم ہوں۔ میں فلاں ہوں۔ میں فلاں ہوں وغیرہ وغیرہ۔

تین ۳ سال کی عمر میں

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میرے فرزند محمد معصومؒ کی عمر ابھی تین سال کی تھی کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے اُمت کے تمام کمالات اُسے عنایت فرمائے اور تجلّے ذات کا مرحلہ طے کر کے ذاتِ بحت تک پہنچ گیا۔ اور قیّومیّت کے آثار اور محبوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ یہ فرزند قیومِ زمانہ اور پروردگار کا محبوبِ خاص ہوگا۔

جب حضرتِ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شیر خوارگی کی حالت میں مجلسوں اور محفلوں میں لایا جاتا۔ تو لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "السلوك السلوك" اور جب کسی کو دیکھتے تو سلام علیک کی بجائے سلوک کی باتیں بیان کرتے۔ اُسی وقت لوگوں کے باطن پر اثر ہو جاتا۔ جب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اِن باتوں کا بچپن میں مشاہدہ کیا تو فرمایا کہ قربِ راہ میں بُوڑھے، جوان، بچّے اور عورتیں سب برابر ہیں اور ہر ایک پر فیض کے انوار مختلف ہیں۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے، اللہ تعالےٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

www.maktabah.org

سات سال کی عمر میں

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کے ظہور کا منظر تھے۔ کیونکہ آنجناب سے ہر روز عجیب و غریب کمالات کا اظہار ہوتا تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ علم ظاہر ضروری ہے اس سے جلدی جلدی فارغ ہو جاؤ کیونکہ مجھے تم سے بہت سے کام لینے ہیں حضرت قیوم ثانی نے معقول و منقول کی تمام کتابیں خوب تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور گیارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو گئے ابھی آنجناب کی عمر تیرہ سال کی تھی کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو قطب الاقطابی کی خوشخبری سنائی۔ جب آنجناب بالغ ہوئے تو حضرت قیوم اوّل رضؓ نے آپ کی شادی کرنی چاہی اس بارے میں استخارہ کیا تو نکاح کا اذن نہ ملا۔ ایک عرصہ تک اس بارے میں ملتجی رہے۔ ایک روز آپ پیشاب کرنے کے لئے چھت پر گئے۔ بیٹھنے کے بعد دیکھا۔ کہ گیہوں کے چند دانے وہاں پڑے ہیں بہ سبب ادب وہاں پیشاب نہ کیا۔ ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ گیہوں کے دانے ناپاک مقام پر پڑے تھے۔ آپ نے انھیں وہاں سے اٹھا کر پاک کر کے کھا لیا۔ اسی اثنا میں آپ کو الہام ہوا کہ تمھیں تمھارے فرزند کے نکاح کی اجازت ہم نے دے دی۔ اور ساتھ ہی منکشف فرمایا کہ اس کام سے ہم نے اس واسطے روکا تھا کہ ہمیں غیرت آتی تھی۔ کہ محمد معصوم کا تعلق دُنیا سے ہو۔ چونکہ اس کے ارادہ میں تھا۔ کہ آنجناب کے فرزند بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہوں گے۔ اور دین و دُنیا کا کارخانہ اس کے حوالے ہو گا۔ اِس واسطے نکاح کا حکم جناب الٰہی سے صادر ہوا۔ حضرت قیوم ثانی کا نکاح حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کے خاص خلیفہ میر صغیر احمد رومی رضؓ کی دوسری بیٹی رقیہ سے، ۲، ذوالحجہ ۱۰۲۱ھ ہجری کو ہوا۔ آنجناب کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد معصوم کی مسندِ ارشاد پر جلوہ فرمائی

حضرت قیوّم ثانی محمد معصوم رضی اللہ عنہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ اس بندہ نے تقریباً چودہ برس کی عمر میں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے آپ سے ایک ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمام دُنیا منوّر ہو رہی ہے اور وہ تمام موجودات کے ذرّے ذرّے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر وہ نور غائب ہو جائے تو جہان تاریک ہو جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی۔ میری اس بات کو یاد رکھنا کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ جو وعدہ کیا گیا تھا پورا ہوا اور خوشخبری کے آثار ظاہر ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور مُلّا بدرالدین روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ ہماری نسبتوں کا اقتباس محمد معصوم نے اس طرح کیا ہے جس طرح صاحبِ شرحِ وقایہ نے وقایہ کو پڑھنے اور حفظ کرنے میں کیا۔ چنانچہ وہ شرحِ وقایہ کے خطبہ میں لکھتا ہے۔ کہ جُوں جُوں مجھے میرے جدِّ امجد نے پڑھایا میں ساتھ ساتھ اُسے حفظ کرتا گیا۔

طینت و اصالت کا حصّہ

حضرت عُروۃ الوثقیٰ ایک سو بانویں ۱۹۲ مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کا کچھ حصّہ باقی رہ گیا تھا۔ وہ بقیہ آنحضرت کی اُمّت کے ایک صاحبِ نصیب کو عطا ہوا اور اس کی طینت کا خمیر اسی بقیہ سے کیا گیا۔ اور اسی بقیہ کے مطابق اصالت سے بھی اُسے حصّہ مِلا۔ اس فرد کی طینت کے خمیر سے جو کچھ باقی بچا وہ اس فرد کے فرزندوں میں سے ایک کو نصیب ہوا۔ اصالت کا جو حصّہ مہدئ موعود کے نصیب ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وساطت سے ہے۔ اس صاحبِ دولت فرد اور اس کے فرزند سے مراد

www.maktabah.org

حضرت قیومِ اوّل مجدد الف ثانیؒ اور حضرت قیومِ ثانی خواجہ محمد معصومؒ ہیں۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانیؒ اور آنجناب کے فرزندِ ارجمند امام معصومؒ خود حضرت قیومِ اوّل اور قیومِ ثانی کو طینت اور اصالت کی خوشخبری سنائی۔ ایک اور مقام پر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدّد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ اصالت سے کچھ حصّہ تمہیں نصیب ہے، محبوبیت تمہارے وجود میں ودیعت ہے یعنی فرمایا کہ محبوبیت ذاتی اور کمالِ انفعالی دونوں قیومِ ثانی میں ہیں، محبوبیتِ ذاتی سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

محبوبیّت کی تین قسمیں

محبوبیت کی تین قسمیں ہیں۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی، کامل اولیائے محبوبیت افعالی تک پہنچتے ہیں۔ اور صفاتی اہلِ اولیا کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذاتی صرف حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یا حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ عنہم بہ سبب وراثت و پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مشرف ہوئے محبوبیت ذاتی طینت محمّدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ سو طینتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سوائے قیومِ اربعہؓ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

خلعتِ قیومیت

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ نے ۱۰۳۲ھ ہجری میں حضرت عروۃ الوثقےٰ محمد معصومؓ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے سامنے مسندِ ارشاد پر بٹھا کر خلعتِ قیومیت پہنائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اجمیر میں تھے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کو لکھا کہ جو خلعت مجھے حاصل تھی۔ وہ مجھ سے جدا کی گئی ہے اس وقت میرے دل میں خواہش ہوئی کہ خلعت مذکور میرے فرزند محمد معصومؓ کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ خلعت میرے فرزند محمد معصومؓ کو عطا ہوئی۔ اس خلعت زائلہ سے مراد قیومیت ہے۔ جس کا تعلق تربیت اور ارشاد سے ہے۔ اس عرصہ میں ارشاد و ارتباط کا باعث وہی خلعت قیومیت

www.maktabah.org

تھی۔ یہ پڑھ کر حضرت عروۃ الوثقٰی ؒ بہت جلدی اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں پہنچے حضرت قیومِ اوّل ؒ نے آپ پر بہت مہربانی کی اور خلوت میں بلا کر خلعتِ قیومیت عنایت فرمائی۔

جیسا کہ حضرت عروۃ الوثقٰی مکتوب ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت قیومِ اوّل نے مجھے خلعتِ قیومیت سے سرفراز فرمایا تو خلوت میں بلا کر فرمایا کہ میرا اس مجمع سے تعلق کا سبب صرف یہی معاملہ قیومیت تھا۔ جو تمہیں عنایت کیا گیا ہے۔ اب اس جہانِ فانی میں میرا رہنا لاحاصل ہے سو میں عنقریب یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں۔ گو مجھے خلعتِ قیومیت سے ایک گونہ مسرت ہوئی۔ لیکن یہ بات سن کر دل بیٹھ گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہ حضرتِ مجدد کے وصال کے دن نزدیک آ گئے ہیں۔ جب آپ نے میری یہ حالت دیکھی تو ازراہِ لطف و کرم فرمایا کہ اللہ تعالے کا نظام یہی ہے کہ ایک کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسرے کو اس کا قائم مقام بناتا ہے۔

جب جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا گیا تو حضور کے قائم مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ بنے۔ اور جب انھیں اپنے پاس بلایا گیا تو ان کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کو بٹھایا اور جب اُن کا وصال ہوا تو ان کا جانشین حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کو بنایا۔ اور جب وہ دارالبقا میں تشریف لے گئے تو اُن کا قائم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو مقرر کیا گیا۔

چونکہ مجھے اس بات کی قابلیت اپنے آپ میں معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور علاوہ ازیں رنج و الم کا بھی دل پر بوجھ تھا۔ اس واسطے ہاں یا نہیں کچھ نہیں کہہ سکا۔ اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا۔ ان میں سے بھی کسی کا ذکر نہ کر سکا۔ جب آنحضرت ؒ نے فرمایا کہ میری قیومیت کی نسبت تمہاری قیومیت پر چیزیں زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ تو پھر بھی بکثرت رنج و الم میں اس کی وجہ نہ پوچھ سکا۔ جب آپ نے مجھے حد سے زیادہ غمگین دیکھا۔ تو فرمایا کہ ابھی میرے کوچ میں تھوڑی مدت باقی ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ اب مجھے کس واسطے دنیا

www.maktabah.org

ہیں ٹھہرانا ہے۔ متوجہ ہوکر ایک لمحہ بعد فرمایا کہ تمہارا قیام مجھ سے اور افرادِ عالم کا قیام تم سے ہے اس سے مجھے ایک گونہ تسلّی ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ دن کم ایک سال تین ماہ بعد آنحضرت کا وصال ہوگیا۔ چنانچہ یہ واقعہ ذوالحجہ ۱۰۳۲ھ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوا۔

قیوم اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے

واضح رہے کہ قیوم اس جہاں میں خلیفۂ حق اور اس کا نائب مناب ہوتا ہے۔ جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ تو وہی ہوتا ہے، خواہ انہیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ غوث قطب اور فرد تمام اس کے اُردلی اور خادم ہوتے ہیں۔ تمام اولیا اس کے زیرِ سایہ ہوتے ہیں۔ اہلِ جہان کا قیام اس کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ کیونکہ افرادِ عالم اس کے اسماء وصفات کے مظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی اور ذات ہونی چاہیئے تاکہ تمام اعراض واوصاف اس سے قائم ہوں۔

اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ ہے کہ عرصۂ دراز کے بعد کسی عارف کو اپنی ذات سے کچھ عنایت کرتا ہے جسے ذات موہوب کہتے ہیں جو بطور خلافت و نیابت جہاں کا قیوم ہوتا ہے اور تمام چیزیں اسی سے قائم ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ قیوم اللہ تعالےٰ کا وزیرِ اعظم، نائبِ اتم اور خلیفۂ اکبر ہوتا ہے قیومیت کی خدمت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصّل درج ہو چکی ہے۔ تمام اولیائے اُمّت میں سوائے قیومِ اربعہ کے کسی اور کو یہ خدمت سپرد نہیں ہوئی۔ جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات سرورِ عالمیان صلے اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر اولوالعزم آیا کرتا تھا۔ لیکن اس زمانہ آخری میں آنحضرت کی تبعیت و وراثت سے یکے بعد دیگرے چار ہوئے۔ کیونکہ قیامت قریب تھی اور استحکامِ دین کی بڑی ضرورت تھی۔ کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت، میں قیومِ اربعہ کا یکے بعد دیگرے مبعوث ہونا معہ اسباب و وجوہ مفصل بیان کیا گیا ہے۔

www.maktabah.org

نیز حضرت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے ایک مکتوب میں قیومیت کا بیان یوں تحریر فرماتے ہیں: "قیوم ایک عارفِ کامل لقائے ذاتی سے مشرف اور علم کے آئینے میں اس کے جمال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کی ذات کو کلی اور اجمالی طور پر دیکھتا ہے۔ جہاں کی تمام چیزیں اس کی مظاہرِ تفصیل اور اس کی ذات کا آئینہ ہوتی ہیں۔ تمام افرادِ جہان کو اس طرح گھیرے ہوتا ہے جیسے کل اپنے جزو کو۔ بعض ذات کو بذریعہ صفات احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ذات و صفات ہر دو کا مظاہر ہوتا ہے۔ یہ آخری قسم افراد سے مخصوص ہے اور یہ عنقا صفت ہوتے ہیں۔ اگر ہزار سال بعد بھی ایک ایسا پایا جائے تو غنیمت ہے۔

سابقین کی جماعت

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے سابقین کے زمرے کی بابت جو فرمایا ہے۔ "ثلت من الاولین وقلیل من الآخرین"۔ جب میں نے ان کے بارے میں غور سے نگاہ کی تو اپنے آپ کو "قلیل من الآخرین" میں پایا اور اپنے ایک فرزند محمد معصوم کو بھی وہاں دیکھا۔

مؤلف کتاب لکھتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیومِ ثانی کے فرزند بھی "قلیل من الاخرین" میں شامل ہیں۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد معصوم کو فرمایا تھا کہ تمھارے فرزند بھی تمھاری طرح ہوں گے اور تیری مجلس میں میری طرح بیٹھیں گے۔ اور تجھ سے توجہ باطنی کے خواستگار ہوں گے۔ یہاں پر یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند عین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی کے فرزندوں کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کی طرح عام ہوں گے۔ یعنی طینت اصالت قیومیت وغیرہ اُن میں بھی ہوں گی۔ حضرت قیوم اوّل کے باقی مخصوص کمالات بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے چھ فرزندوں کو عطا فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی نے حضرت

www.maktabah.org

قیوم ثانیؒ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن اُمّتِ محمّدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی تمھارے وسیلہ سے نصیب ہوگی۔

حضرت مجددؒ خواجہ محمّد معصومؒ کا پاس کرتے ہیں

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام معصومِ زمانی رضی اللہ عنہٗ اپنے والد بزرگوار کے خلوت خانہ میں سوئے ہوئے تھے اس اثنا میں حضرتِ مجددؒ تشریف لائے تو خادم نے خلوت خانے کا دروازہ کھول کر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمّد معصوم کو جگانا چاہا۔ لیکن حضرت قیوم اوّل نے اصرار فرمایا کہ دروازہ نہ کھولا جائے۔ آپ باہر دھوپ میں اس وقت تک انتظار کرتے رہے۔ جب تک حضرت قیوم ثانی بیدار ہوئے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمّد معصوم کو جب آپ کی آمد کی خبر ہوئی۔ تو بڑی جلدی سے باہر آئے اور آداب بجالائے۔ جب حضرت قیومِ اوّل اندر تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم اس لئے باہر کھڑے رہے کہ کہیں دروازہ کھولنے یا آواز سے محمّد معصوم جو پروردگار کا خاص محبوب ہے بے آرام نہ ہو جائے اور حق تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہم سے سرزد نہ ہو جائے۔

بالذّاتِ محمّدی مشرب

حضرت مجدد الف ثانی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ہم ولایت موسویؑ سے ولایتِ محمدی میں لائے تھے۔ اور محمد سعید کو ولایتِ ابراہیمی سے ولایتِ محمّدی میں لانا چاہتے ہیں اپنے فرزند محمّد معصوم کی نسبت کیا لکھوں۔ وہ بالذاتِ محمدی مشرّب ہے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی نے جن مقامات اور کمالات کو خود سے منسوب فرمایا ہے ان میں حضرت قیوم ثانی کو بھی اپنا شریک بتایا اور فرمایا کہ یہ تمام کمالات حق تعالیٰ نے محمّد معصوم کو باالاصالت عنایت فرمائے ہیں۔ اس میں کسی طرح سے وسیلہ نہیں ہُوا۔

قرآنی مقطعّات کے اَسرارؒ

حضرت قیوم اوّل نے حضرت قیوم ثانی سے جب قرآنی مقطعّات کے اسرار بیان فرمائے تو تمام شیطانوں اور

www.maktabah.org

جنوں کو خشکی پر سے اٹھا کر سمندر کی تہ میں قید کر دیا گیا۔ اور فرشتوں نے اس مجلس کے گرد حلقہ باندھا اور آسمان تک اپنے پر پھیلائے تاکہ کوئی شیطان یا جن وغیرہ چوری چوری سُن نہ لے۔ تین دن اور تین رات ایک ہی مجلس میں صرف حرفِ قاف کے اسرار بیان فرمائے بعد ازاں باقی حروفِ مقطعات کے اسرار حضرت قیومِ ثانی کو مسندِ ارشاد پر خود بخود منکشف ہوئے حضرت مجددِ الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسرارِ مقطعات تمہارے باطن میں تھے لیکن تمھیں معلوم نہ تھے۔ اور اُن کی تعلیم ضروری تھی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے سفرِ اجمیر سے واپس آکر خلوت اختیار فرمائی۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیومِ ثانی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسندِ ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام خلفا و مریدین کو آپ کے حوالے کیا۔ حضرت قیوم اوّل کے تمام اصحاب حضرت قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے اور انھیں کی بیعت کرتے تھے اور انہی سے باطنی توجہات حاصل کرتے تھے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ صرف جمعہ کے روز خلوت سے باہر تشریف لاتے اور لوگ آپ کے دیدارِ فرحت آثار سے مشرف ہوتے حضرت قیومِ اوّلؓ لوگوں کو حضرت قیومِ ثانی کی اطاعت اور ادب کی سخت تاکید کرتے۔ اور فرماتے کہ محمد معصوم کو تمام اولیائے اُمّت سے افضل جانو! جو استعداد حق تعالیٰ نے میرے فرزند محمد معصوم کو عنایت کی ہے۔ اگر مجھے مرحمت ہوتی تو میں اُس پر فخر کرتا۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی حضور میں ایک سال تین ماہ سات روز قیومیت کی۔ آنجناب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت قیومِ اوّل رضی اللہ عنہ کی حضور میں آپ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کا منصب حاصل ہوا۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء اور مرید

حضرت قیوم ثانیؓ سے بیعت کرتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدوں اور خلفائ نے حضرت قیوم ثانی سے بیعت کی اور آپؓ کے حلقہ میں آئے۔ حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد و قیومیت کی مسند پر اشراق کے وقت پنجشنبہ کے روز یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو جلوہ افروز ہوئے شمسی حساب کے مطابق ۱۷ دلو تھی۔ اس روز آپ سے پچاس ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔ جن میں دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفاء ہی تھے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے باقی تمام خلفاء بھی جو مختلف ممالک میں قیام فرما تھے۔ سب کے سب حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصومؓ کی از سرِ نو بیعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سرہند میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے ماوراءالنہر، خراسان، بدخشان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے نمائندے معہ تحائف و ہدایا اور عرائض دوبارہ بیعت و اذعان حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمتِ اقدس میں روانہ کئے۔

جہانگیر حضرت مجدد الف ثانیؓ کی تعزیت کے لئے سرہند آیا

جہانگیر بادشاہِ ہندوستان بھی حضرت قیوم اولؓ کے وصال کی خبر سن کر تعزیت کے لئے سرہند پہنچا روضۂ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ حضرت مجدد الفؒ ثانی کا ولیعہد کون ہے؟ لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کی طرف اشارہ کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے تمام خلفاء و مریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان تھے۔ اور عرصۂ دراز تک میرے ساتھ رہے مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ میں تو آنجناب کا مرید خاص ہوں کیونکہ مجھے خرقہ

www.maktabah.org

عنایت ہوا تھا. چونکہ وہ بادشاہ تھا اس لئے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانیؒ نے اُن لوگوں کی ترغیب اطاعت کے لئے جو اس سے باغی ہو گئے تھے. (اس کتاب کے پہلے حصّہ میں اس کا مفصّل ذکر ہو چکا ہے) اس کی گذارش پر بہت خاص نظر فرما کر مہربانی فرمایا کرتے تھے. پھر رُخصت کے وقت اس کے دِل کو تسلی دی اور اسکی سلطنت کو خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے تبرّک کے طور پر اپنی چادر اُسے عنایت کی۔

جہانگیر نے حضرت مجدّد کی خلافت کا اعلان کر دیا

جہانگیر جو کہتا تھا کہ مجھے خلوت میں بلا کر توجّہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے یہ ایک معمولی اور عام بات ہے کیونکہ جو کسی مرید کرتا ہے وہ خلوت میں لے جا کر طریقت کے بعض امور بیان کرتا ہے۔ اس سے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ بس جو عنایت اور خصوصیت مجھ سے تھی کسی اور سے نہ تھی۔ اور بزرگانِ سلسلہ کا یہ سلوک اپنے ہر طالب کے ساتھ ہوتا ہی ہے. آپ کے اس حُسن سلوک سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ حضرت مجدّد نے اُسے اپنا خلیفۂ اعظم اور نائب قرار دے کر توجہ فرمائی ہے. چنانچہ حضرت مجدد کا خرقہ پہن کر آپ کی خانقاہ میں آ بیٹھا اور اپنے امیروں اور سپاہیوں کو کہا کہ حضرت مجدّد الف ثانی کا سب سے بڑا خلیفہ تو مَیں ہوں میری بیعت کرو۔ تمام لشکر نے خوف اور ڈر کے سبب اُس کی بیعت کی. پھر اس نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنی انگشتریوں اور مہروں میں "مریدِ سُلطان جہانگیر" لِکھا کریں سب نے ایسا ہی کیا۔ اب تک جہاں کہیں جہانگیر کے وقت کی مہر ملتی ہے اس میں "مرید سُلطان جہانگیر" لِکھا ملتا ہے. پھر حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی کے تمام خلفائ کو بھی اپنی بیعت کے لئے بھی کہا. تمام کے تمام حیران رہ گئے۔ آخر ایک مجلس مشاورت میں یہ قرار پایا. کہ بادشاہ کو یہ کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد الف ثانی کو عنایت فرمایا تھا. جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں. ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے۔ اور جو باتیں دین کے متعلق ہیں ان کی خلافت حضرت

www.maktabah.org

عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصومؒ کو حاصل ہے کیونکہ بادشاہ کو اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو باطنی توجہ دے سکے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ چنانچہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفاء نے بیعتِ سلطنت تو بادشاہ سے کی اور بیعتِ قیومیت اور قطبیت حضرت قیوم ثانیؓ سے کی اور بادشاہ نے لشکر کو بھی حکم دیا کہ بیعتِ قیومیت حضرت قیوم ثانیؓ سے کرو چنانچہ ہندوستان کے تمام امراء مع اپنی فوج کے علانیہ حضرت محمد معصومؒ کے مرید ہوئے۔ اگرچہ یہ لوگ پہلے بھی مرید ہو چکے تھے لیکن دوبارہ بادشاہ کے روبرو تجدید بیعت کرنے لگے۔

بادشاہ نے سرہند میں کچھ عرصہ تک ڈیرے جمائے اور اطراف و جوانب سے جو امراء و بادشاہ یا خلفاء وغیرہ حضرت قیوم اوّل کی ماتم پرسی کے لئے آتے تھے۔ اُن کے لئے مہمان نوازی کا سامان مہیّا کرتا تھا۔

حضرت مجدّد کے خُلفاء تعزیت کیلئے حاضر ہوئے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں سے سب سے پہلے میر محمد نعمان ماتم پرسی کے لئے حاضر ہوئے اور قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی بیعت کے لئے آئے۔ بادشاہ نے اپنے خاص آدمیوں کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ جو بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو شہر میں لائے۔ میر صاحب نے پہلے مزار فائض الانوار پر فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت قیوم ثانیؓ سے بیعت کی اسی طرح حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانیؓ کا جو بھی خلیفہ آتا۔ پہلے مزارِ مبارک پر فاتحہ پڑھتا پھر بیعت ہوتا۔

بادشاہوں میں سے جو پہلے پہل حضرت قیوم ثانی کی بیعت سے مشرف ہوا عبداللہ خاں اورنگ بادشاہ توران تھا۔ اس نے اپنے امیروں کو تحفے اور ہدیئے دے کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمتِ بابرکت میں بھیجا۔ بادشاہِ ہند نے اپنے امرا کو اُن کے استقبال کے لئے بھیجا اور ان کی شان کے مطابق مہمانداری کے فرائض سرانجام دیئے۔ عبداللہ خاں کا بھائی اور اس کے اُمراء نے پہلے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کے روضۂ منوّر کی زیارت کی

www.maktabah.org

پھر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے بادشاہ کی طرف سے بھی بیعت کر کے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ آپؓ نے بادشاہ توران کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفوں اور ہدیوں کو قبول فرمایا۔ بعدازاں خراسان بدخشاں اور ترکستان کے بادشاہوں کے امرا معہ تحائف و ہدایا حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوتے اور اپنے اپنے بادشاہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں بیعت کر کے موردِ عنایت بنتے۔ اسی طرح اور ممالک کے امراء اور بادشاہ معہ تحائف و ہدایا حاضرِ خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوتے۔

لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفاء اور دنیا بھر کے بادشاہ و اُمراء وغیرہ سرہند پہنچ کر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں شرفِ بیعت حاصل کرتے۔ یہاں تک کہ تمام عالمِ اسلام کے اکثر مشائخ، علماء، صلحا، فقراء، امراء، بادشاہ، غلام، وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے حاضر ہو کر معتقد و مُرید ہوئے۔ اور جناب کی غلامی اختیار کی۔ "مرأت العالم" اور "مرأت جہان" میں لکھا ہے کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کی خدمت میں اسقدر معتقدوں اور مریدوں کا ہجوم ہُوا ہو۔ یا اس قدر ارشاد اور مشیخیت کا ظہور ہوا ہو۔ یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخیت کی مسند پر جلوہ افروز ہُوا ہو۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی ولادت

اُسی سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے قیوم ثانی کو فرمایا تھا۔ کہ میرے وصال کے بعد اسی سال تمھارے ہاں ایک لڑکا ہو گا۔ جو کمالات اور قربِ الٰہی میں مجھ جیسا ہو گا۔

حضرت عروۃ الوثقٰے اس فرزند ارجمند تاجِ قیومیت کے موتی۔ سپہرِ قطبیت کے آفتاب کے تولد سے بہت ہی خوش و خرم ہوئے۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر

www.maktabah.org

پڑھی اور مولودِ مسعود کا اسم مبارک محمد نقشبند، کنیت ابوالقاسم۔ اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا۔ روحانی طور پر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمام انبیاء و ملائک اس بچے کی ولادت کی مبارک دینے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت اس فرزندِ سعید کو گود میں لے کر اپنی نسبت کا القا کرنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ کو فرمایا کہ یہ وہی فرزند ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ فرزند کمالاتِ الٰہی میں میری طرح ہو گا۔ واقعی یہ ایسا ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے اپنے قرب کے تمام مراتب عنایت فرمائے گا۔ اور یہ اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا۔ منصب قیومیت تمہارے بعد اسے نصیب ہو گا۔

قیومیتِ مطلق کا سال

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ خوشخبری سن کر دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر بہت سا طعام فقراء کو تقسیم کیا۔ حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ عنہ کے طریقہ مجددیہ میں اس سال کو "سالِ قیومیتِ مطلق" کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم نے وفات پائی۔ دوسرا مسندِ ارشاد منصبِ قیومیت پر بیٹھا۔ اور تیسرا قیوم پیدا ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی مسند قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور قیوم ثالث حجت اللہ پیدا ہوئے۔

قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب

قیومیت کو دوسرا سال ہو چکا تھا ادھر جہانگیر بادشاہ ہند کو سرہند میں رہتے ہوئے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔ تو شاہزادہ شاہجہاں نے جو باپ سے پہلے ہی باغی ہو چکا تھا۔ دارالسلطنت سے غیر حاضری کے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر دکن میں بغاوت اور شورش بپا کر دی۔ بادشاہ اس کے دفاع کے لئے سرہند سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی کو تفریح طبع اور والد بزرگوار کے غم فراق کو دور کرنے کے لئے ساتھ لیا۔

www.maktabah.org

جس گاؤں قصبہ یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ و انابت سے مشرف ہوتے۔ اور کمالاتِ الٰہی سے کامل حصّہ حاصل کرتے تمام شاہی لشکر آنجناب کا مرید ہو گیا۔ چنانچہ صُبح شام ہزاروں آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ رُشد و ھدایت کی گرم بازاری ہوئی۔ بادشاہ جہانگیر کا وزیر آصف الدولہ نہایت بدضمیر بدتدبیر ابلیس نظیر تھا اسے اس خاندان سے قدیمی دشمنی تھی۔ جیساکہ اس کتاب کے پہلے حصّہ میں بیان گذر چکا ہے۔ اس وقت بھی اپنی عادتِ قدیمہ کے بموجب آنجناب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلخوری کرتا۔ اور بادشاہ کے مزاج کو آنجناب سے منحرف کرنے کی کوشش میں سرگرم تھا۔ لیکن چونکہ بادشاہ آنجنابؓ کا اعلےٰ درجہ کا محبّ و مخلص تھا۔ اس لئے اس بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر اسے اپنے پاس سے دُور کر دیا۔

الغرض جب بادشاہ دکن کے قریب پہنچا تو شہزادہ شاہجہاں شاہی لشکر کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بغیر لڑے بھاگ گیا۔ اور دولت آباد کے قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بادشاہ نے اُسے اسی قلعہ میں نظر بند کر کے اس ملک کا بندوبست اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جو لوگ آمادہ فساد اور شاہزادہ کے حامی تھے سب کو تنبیہہ کی۔

حضرت خلیفہ محمد نعمانؒ کے خلاف ایک درباری سازش

حضرت مجدد الفؒ ثانی کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمانؒ حضرتؓ مجدد کے حکم کے مطابق دکن میں ہی سکونت پذیر تھے۔ شہزادہ اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اور اکثر آپ کی خدمت میں اس کی آمد و رفت تھی۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپ کے مرید تھے۔ مخالفوں نے موقع پاکر میر صاحب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چُغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ میر صاحب کا معتقد اور پیر بھائی تھا۔ اس واسطے آپ کے خلاف کچھ اقدام نہ کیا۔ صرف آپ کو بُلاکر اتنا کہا کہ میر صاحب ہمارا ساتھ دیجئے اور ہمارے ساتھ رہیئے۔ دکن میں رہنا چھوڑ دیجئے۔ میر صاحب نے بھی اس بات کو منظور کر کے بادشاہ کے

www.maktabah.org

ساتھ رہنا اختیار کیا۔ اسی ثنا میں شہزادہ نے پوشیدہ طور پر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے خوشخبری سنائی تھی کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت ہاتھ آئے گا۔ سو اب آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے وصال کو قریباً دو سال گذر چکے ہیں اور میں نے بھی بہتیری کوشش کی ہے لیکن تعجب ہے کہ اب تک گوہرِ مقصود ہاتھ نہیں آیا۔ میں آنجناب کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قائم مقام اور تمام عالمِ اسلام اور اہل جہان کا قیوم یقین کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب اس بارے میں توجہ خاص فرمائیں گے۔ تاکہ کسی طرح مراد کی چابی ہاتھ آئے اور شاہد مقصود بغل میں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ برسرِ سلطنت آنے کے بعد شریعت و طریقت کو حسب دلخواہ رونق دوں گا۔ اور سلسلہ علیہ احمدیہ کو رائج کروں گا۔

آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی عروس سلطنت بلا محنت و مشقت تمہارے ہاتھ آئے گی۔ کیونکہ تمہارے باپ کی عمر اب ختم ہو چکی ہے صرف اتنی دیر اور صبر کرو کہ ہم سرہند واپس پہنچ جائیں۔

میر محمد نعمانؒ اکبر آباد میں قیام پذیر ہوئے

شہزادہ یہ فرحت اثر خبر سن کر نہایت خوش ہوا۔ بادشاہ دکن کا بندوبست کر کے واپس آتا ہوا جب اکبر آباد پہنچا۔ تو میر محمد نعمانؒ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر بادشاہ کی مرضی ہو تو میں اس شہر میں بود و باش اختیار کر لوں۔ آپ نے جہانگیر سے میر صاحب کی خواہش کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے کہا یہ شہر بھی میرے پایہ تخت کا ہم پلہ ہے یہیں رہے۔ چنانچہ میر صاحب نے اکبر آباد میں سکونت اختیار کی۔ جہانگیر نے کئی ایک گاؤں بطور مدد میر صاحب کے حوالے کئے۔ اور پھر بادشاہ اکبر آباد سے سرہند آیا۔ چند مہینے یہاں رہ کر لاہور روانہ ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ کو ساتھ لے جانا چاہا لیکن آپ رضؓ نہ مانے اور بادشاہ مرتے دم تک لاہور اور اس کے مضافات میں ہی رہا۔

www.maktabah.org

عُروۃ الوُثقیٰ کے خطاب کا اعلانِ عام

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سفر سے واپس آکر ایک روز فرمایا کہ آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ سرورِ کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغلگیر ہوئے ۔ اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو "عروۃ الوثقےٰ" کا خطاب دیا ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتے انبیاء، اولیاء نے آکر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں یا محمد عروۃ الوثقےٰ! ۔ اور پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرشِ مجید کے گرد "محمد عروۃ الوثقےٰ" لکھا ہوا دیکھا اور منادی ہو رہی ہے کہ پروردگارِ عالم نے اپنے کمال فضل وکرم سے محمد معصوم کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لوگوں کو آنجناب کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ حکمِ الٰہی یوں ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا نجات ابدی حاصل کرے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا۔ عذاب وغضب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ ؎

زہے عُلیا عشقش عروۃ الوثقےٰ ماست
جنت الماوٰے وصلش مقصد الاقصائے ماست

اسی طرح اُسی دن سات آدمیوں نے اِسی قسم کا خواب دیکھا۔

جہانگیر بادشاہِ ہندوستان کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی

جب بادشاہ لاہور پہنچا۔ تو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو گیا۔ ایک مرض کا علاج ہوتا تو دوسری بیماری شروع ہو جاتی۔ یہ حالت دیکھ کر بہت گھبرایا۔ اُنہیں دِنوں ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں کہ دنیا میں تیری محافظت کرنے والا میں تھا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ یہاں تجھے اُخری عذاب سے بچاؤں۔

www.maktabah.org

یہ خواب دیکھ کر بادشاہ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ ارکانِ سلطنت کو بلا کر یہ ماجرا اُن سے بیان کیا اور اپنے بڑے بیٹے شہر یار کو ولیعہد اور قائم بنایا۔ بعدازاں وفات پائی۔ اور لاہور میں دریائے راوی کے شمال میں مدفون ہوا۔ اب اس مقام کو جہاں پر جہانگیر کا مقبرہ اور باغ ہے شاہدرہ کہتے ہیں۔ لاہور اور شاہدہ کے درمیان دریائے راوی ہے۔

جہانگیر کی وفات کے بعد شہر یار تخت پر بیٹھا اور سلطنتِ ہند پر قابض ہوا۔

شہزادہ شہر یار کی چند روزہ تخت نشینی

جب جہانگیر کی وفات اور شہر یار کی تخت نشینی کی خبر حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضؓ نے سُنی تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور مغفرت کی خوشخبری دی۔ بعدازاں فرمایا کہ شہر یار کا تسلط چند روزہ معلوم ہوتا ہے آخر صاحب تاج و تخت شاہجہاں ہی ہو گا۔

جب شاہجہاں نے دولت آباد کے قلعہ میں باپ کے مرنے کی خبر سُنی تو اس سے پہلے ہی وہ بیمار تھا۔ یہ خبر سُن کر اہلِ قلعہ کو بلا کر کہا کہ اب میں تو کوئی دم کا مہمان ہوں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد مجھے لاہور میں وہاں دفن کرنا جہاں میرے باپ کی قبر ہے۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر بعد دم بند کر لیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا ہے چنانچہ اُسے غسل دے کر تابوت میں بند کر کے لاہور بھیج دیا گیا۔ شاہجہاں نے پہلے ہی سے ہمراہیوں کو اس حیلہ سے آگاہ کر رکھا تھا۔ کہ جب میرا تابوت قلعہ سے نکلے تو مجھے ایک علیحدہ کونے میں تابوت سے نکال دینا۔ جب شاہجہاں اس حکمت سے قلعہ سے نکلا تو اس کے ہمرازوں نے کونے میں لے جا کر اُسے تابوت سے نکالا اور ہاتھی پر سوار کیا لیکن ہودج چاروں طرف سے بند کر دیا۔ اور تابوت میں اسلحہ اور جنگی آلات رکھ دیئے تاکہ کسی کو خیال نہ گزرے کہ شہزادہ تابوت میں نہیں۔

شاہجہاں جب سرہند پہنچا تو پوشیدہ طور پر حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں آ کر سلطنت کے لئے دعا اور توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ تمہاری سلطنت

www.maktabah.org

تو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کشف سے ثابت ہو چکی ہے۔ ہماری نظر میں بھی اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے۔

شاہجہاں ایک تابوت میں بند ہو کر لاہور پہنچا

شاہزادہ یہ خبر سن کر باغ باغ ہو گیا آنحضرتؒ سے رخصت ہو کر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہریار کو خبر ہوئی کہ شاہجہاں کا تابوت آ رہا ہے تو لوگوں کو بھیجا کہ خوب تفتیش کرو، کہ شاہجہاں واقعی مرا ہے یا کوئی مکروفریب بنایا ہے۔ لوگوں نے تابوت دیکھ کر اُسے اطلاع دی۔ شہریار نے وزیر کو بھیجا کہ تابوت کھول کر شاہجہان کی صورت دیکھ آؤ۔ وزیر پہلے ہی شاہجہاں کا مخلص اور اس سازش سے واقف تھا۔ آکر صورتحال معلوم کی اور شہریار کو کہا "تسلی رکھو! شاہجہاں فی الواقعہ مر گیا ہے۔ میں اس کی صورت دیکھ کر آیا ہوں"۔

پھر بھی شہریار نے اُس کی بات کا یقین نہ کیا۔ وزیر نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ شاہجہاں مرا ہُوا ہے۔ تب شہریار کو پورا یقین آیا۔ بعد ازاں وزیر نے شاہجہاں کو ہاتھی پر بٹھا کر چوری چوری بادشاہی لشکر میں بھیج دیا۔ اور خود بادشاہ کو کہا کہ شاہجہاں کا مال و اسباب اور اس کی بیگمات آئی ہیں۔ حکم ہو تا کہ محل میں داخل ہوں اور بادشاہ اُن کی دلجوئی کرے۔ اظہار افسوس کرے۔ شہریار نے یہ بات مان لی۔ اور شاہجہان کے بعض متعلقین بھی شاہی حرم سرائے میں داخل ہو گئے۔ شہریار اُن کی دلجوئی کے لیئے محل میں گیا۔

شاہجہاں تختِ حکومت پر

اس وقت شاہجہاں نے بادشاہی تمام کارخانوں خزانوں اور مال و اسباب پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے تھے۔ اور خود تخت پر جلوہ افروز ہو چکا تھا۔ شہریار کو آتے ہی محل ہی میں قید کر لیا گیا۔ اور لشکر کا بندوبست کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ پھر شہریار کو قید سے

www.maktabah.org

نکال کر قتل کر دیا گیا۔ اور پھر دوسرے بھائیوں اور بھتیجوں مثلاً خسرو پرویز وغیرہ کو تہ تیغ کیا۔ جب شہریار کے لڑکوں کو قتل کیا گیا تو اُن کی ماں شہریار کی بیوی پیٹتی حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ شاہجہاں نے میرے بیٹوں کو ناحق قتل کیا ہے آنحضرتؒ نے فرمایا "فکر نہ کرو اس کی اولاد بھی اسی طرح ناحق قتل ہو گی۔

شاہجہاں یہ سن کر اپنے کیئے سے سخت نادم ہوا۔ جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہاں نے کہا کہ حضرت قیوم ثانی کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لے لیا ہے۔

شاہجہاں نے حضرت مجددؒ کے مزار پر حاضری دی

جب شاہجہاں تختِ سلطنت پر بیٹھا اور تمام محروسہ ممالک پر پر قابض ہو گیا۔ تو سرہند میں حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور بہت سے تحفے اور ہدیئے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر سات روز تک سرہند میں فقیروں کو کھانا کھلاتا رہا۔

شاہجہاں کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں بڑا رسوخ اور اعتقاد تھا۔ دوبارہ آپ سے بیعت کر کے صبح و شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ آنحضرت بھی اس پر غایت درجہ مہربان تھے۔

شاہجہان کی حکومت کو حضرت خواجہ محمد معصوم نے تسلیم کر لیا

چنانچہ سلطنت کی نیابت کا حکم جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسے دلایا۔ شاہجہان نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت قیوم اوّلؒ نے فرمایا تھا کہ اپنی سلطنت میں جھنڈوں کو سبز اور خیموں کو سُرخ بنوانا گذشتہ بادشاہوں کے عہد میں جھنڈے عموماً سُرخ رنگ کے ہوا کرتے تھے۔ اور خیموں میں سُرخ و سبز رنگ کی دھاریاں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے فرمان

www.maktabah.org

کے مطابق آج تک تمام بادشاہ جھنڈے سبز اور خیمے سُرخ بنواتے آئے ہیں۔ شاہجہان نے ان بعض بدعتوں کو جو جہانگیر کی بیوقوفی اور حماقت سے ملک میں باقی رہ گئی تھیں۔ بالکل دور کر دیا۔ چنانچہ حکم دیا کہ سنہری اور روپہری سکّے پر کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ" اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارک ضرب کئے جائیں۔ اور یہ کہ تمام شہروں، گاؤں اور قصبوں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں۔ اور اسلامی طرزِ زندگی کو اپنایا جائے۔

ہندوستان میں بادشاہ شاہجہان کے زمانۂ اقتدار میں تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ دینی مدارس قائم ہوئے

تخت نشینی کے پہلے سال ہی تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کروائے اور جا بجا علماء، فقراء اور محافظوں کے وظائف مقرر کئے۔ دین اسلام کی ترویج میں بدرجہ غایت کوشش کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کو بُلا کر دربار میں رکھا۔ اور حد سے زیادہ ادب و حرمت کرنے لگا۔ مسند پر اپنے برابر بٹھاتا اور ہر کام میں ان کے مشورے کو مقدم سمجھتا۔ پہلے ان سے اجازت حاصل کرتا پھر کوئی کام کرتا۔ جس طرح میر صاحب فرماتے اُسی طرح کرتا۔

شاہجہان کا وزیر اعظم زیر عتاب آگیا

بادشاہ کا وزیر آصف الدولہ جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آتش حسرت میں جلتا تھا۔ آخر ایک روز موقعہ پاکر شاہجہان کی خدمت میں حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصومؒ کے بارے میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ آنحضرت کا بہت ہی معتقد تھا۔ اس لئے چغلی سُن کر سخت ناراض ہوا اور وزیر جلتا بنا۔

انہی دنوں ایک دن شاہجہان سلطنت کے احوال کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر رہا تھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ وزیر کے قبضہ میں ہے۔ وزیر کو کہا کہ ہماری سلطنت میں کسی منصب ہفت ہزاری سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم نے تجھے نہ ہزاری بنایا۔ اس لئے

www.maktabah.org

حساب کر کے نہ ہزاری رہنے دیا۔ باقی ملک اُس سے لے لیا۔

ہفتے میں دو دن یعنی منگل اور سنیچر شکار کے لئے مقرر کئے۔ اور سواری کی آمد و رفت کا رستہ وزیر آصف الدولہ کے گھر کے پاس بنایا۔ اس لئے مجبوراً اُسے جواہر یاقوت اور روپیہ بطور نذرانہ دینا پڑتا تھا۔ علاوہ بریں جو مشکل کام پیش آتا اس کا خرچ بھی وزیر سے لیا جاتا حتےٰ کہ تھوڑی مدت میں اس کے سارے خزانے خرچ کر دیئے۔

ایک روز وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے تمھاری سلطنت کے لئے اس قدر کوشش کی کہ جھوٹی قسم کھائی قرآن شریف سر پر اٹھایا۔ دین کو تمھاری خاطر برباد کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو نے خواہ مخواہ دین کو میری خاطر ضائع کیا۔ اگر تجھ میں دین کی کچھ بھی حمیت ہوتی تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں کا معتقد ہوتا۔ وزیر یہ سن کر سخت پشیمان ہوا۔ اور سر جھکا لیا۔

جب سے اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی لنجا ہو گیا۔ چند روز بعد اس کی زبان بھی بند ہو گئی۔ اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ ؏

با درد کشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں

خواجہ محمد حنیف کابلی کی آمد

قیومیت کے چوتھے سال اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فیض ہر در و دیوار سے برس رہے تھے۔ حضرت امام الطریقت مروج الشریعت ۱۱ شعبان پیر کے روز متولد ہوئے۔

حضرت قیوم رابعہ خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی ولادت کے دن حضرت عروۃ الوثقٰی فرماتے تھے کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے اسقدر فرشتے زمین پر آئے ہیں کہ تمام روئے زمین

www.maktabah.org

اُن سے پُر ہو گیا ہے۔ اور اس مولودِ مسعود کے حق میں اس قدر معصومیت کا بیان کرتے ہیں جو پروردگار نے حضرت یحییٰ پیغمبرؑ کے حق میں فرمایا "یوم ولد یموت ویوم یبعث حیا"۔ اور مبارک دیتے ہیں اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام انبیاء سمیت تشریف فرما ہوئے اور اس بچے کو گود میں لیا۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور فرمایا کہ یہ فرزند اپنے باپ دادا کی طرح صاحبِ طینت و اصالت ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جو فرمایا تھا کہ محمد معصوم! تمھارے فرزند میری طرح ہونگے اور اُن سے مراد یہی دو فرزند تھے۔ یعنی حجۃ اللہ اور مروج الشریعت۔ حضرت قیوم ثانیؒ نے اس مولودِ مسعود کا نام مبارک محمد عبداللہ، لقب بہاؤالدین اور کنیت ابوالعباس مقرر فرمائی۔

عبید اللہش فخرِ جہاں است | ہمہ اسرارِ عالم بندۂ او
رسیدہ برفلک گلبانگ گستاخ | ابوالعباس شد خورشید ایں کاخ

حضرت قیوم ثانی کو اس فرزند سے غایت درجہ محبت تھی۔ چنانچہ اس طرح پیار کرتے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے۔

حضرت قیوم رابعؒ خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانیؒ رات کے وقت اپنے پلنگ کے پاس حضرت مروج الشریعت کی چارپائی بچھاتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ بیٹا! جب تک میں تمھیں نہیں دیکھ لیتا۔ مجھے آرام و قرار نہیں آتا۔ آپ اس فرزند کو بسبب کثرتِ محبت حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مروج الشریعت سرہند میں حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

حضرت مروج الشریعت کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا بڑا بھاری احسان ہے وہ یہ کہ اُن کی پیدائش کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے

www.maktabah.org

مجھے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرے ہوتے میں کسی اور عورت سے شادی نہ کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک لونڈی تھی اُسے بھی جواب دے دیا۔

خواجہ محمد حنیف کابلی سرہند میں

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی علیہ الرحمۃ جو کابل کے اکابر سے تھے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ تھا کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امّت شہر سرہند میں جمع ہیں اور اُنکے بیچ میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہیں اور تمام صف باندھے ان کے سامنے باادب کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں جواب ملا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں جو قیوم وقت ہیں۔ انھیں حق تعالیٰ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔

خواجہ محمد حنیف اس سے پہلے میر محمد نعمان رضؓ کے آشنا تھے۔ صُبح یہ خواب اُن سے بیان کیا۔ میر صاحب رضؓ نے خواجہ صاحب کو آنحضرت کی خدمت میں لاکر بیعت کرا دیا آنحضرت نے خواجہ صاحب پر بہت مہربانی کی حتّٰے کہ فرزندوں کے بعد خلفا میں سے اوّل درجہ پر انھیں مقرر فرمایا۔ اور خلافت دے کر کابل بھیج دیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی اور ہزار ہا لوگ آپ کے مرید ہو کر صاحب حال ہوئے۔

خواجہ محمد صدّیق پشاوری اور شیخ ابوالمظفر برہانپوری حضرت قیوم ثانی کی بیعت میں

اس سال خواجہ محمد صدیق جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا واقعہ

www.maktabah.org

یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بلخ سے سمرقند آرہا تھا۔ ہر منزل پر گروہ در گروہ ہزاروں آدمی ہندوستان کو آتے ہوتے دیکھتا تھا۔ جس سے میں پوچھتا کہاں جا رہے ہو؟۔ کہتا کہ ہم قطب جہاں قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیئے جاتے ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے جس کے پاس اس قدر بے پناہ لوگ جاتے ہیں۔

یہ دیکھ سن کر میرے دل میں بھی حضرت قیوم ثانی کی محبت پیدا ہوئی۔ اس بات کے لیئے پہلے میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں کہ ہم عروۃ الوثقٰے کی زیارت کے لیئے جاتے ہیں کیونکہ پروردگار کا حکم اسی طرح ہے کہ جو شخص خالص اعتقاد سے عروۃ الوثقٰے کی زیارت کریگا۔ میں اُسے قیامت کے دن دوستوں میں داخل کروں گا۔ جب میں جاگا تو اپنے آپ کو اس جماعت میں داخل کیا۔ جو آنحضرت ؒ کی زیارت کو جا رہے تھے۔ اور جو کام مجھے درپیش تھا اُسے چھوڑ کر سرہند میں چلا آیا۔ اور آنحضرت ؒ کے دیدارِ فائض الانوار سے مشرّف ہوا۔ پھر جو کچھ دیکھا۔ سو دیکھا۔

خواجہ محمد صدیق حضرت عروۃ الوثقٰے کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ آپ نے انھیں خلافت دے کر پشاور بھیج دیا وہاں آپ کو قبولیت عظیم حاصل ہوئی۔

شیخ ابوالمظفر بیعت ہوتے ہیں

اسی سال شیخ ابوالمظفر جو دکن کے رؤسا میں سے تھے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ یہ ہوا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے اُمت مکہ میں جمع ہو کر ایک عزیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی اثنار میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہندوستان کی طرف سے نمودار ہوا۔ تمام مشائخ اس کے تخت کے پاس باادب کھڑے ہو گئے۔ اس کا تخت خانہ کعبہ کے اندر لایا گیا۔ اور تمام اولیائے امت دروازے کے باہر کھڑے رہے۔ ایک گھڑی بعد تخت بیت اللہ شریف سے باہر آیا

www.maktabah.org

اور ہزارہا فرشتے اس کے گرد ہیں اور نور کے تھال اس پر نچھاور کر رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت تخت کو چوم رہے ہیں۔ اور بزرگ تخت پر ہیں وہ ہر ایک پر مہربانی کرتے ہیں اور تخت پر سے اٹھا کر کچھ نہ کچھ عنایت کر رہے ہیں شیخ صاحب نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ تخت پر کون شخص ہے؟ سب نے کہا کہ یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ، فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت عرصہ آپ کی خدمت میں رہ کر بہت سے فوائد اور نعمتیں حاصل کیں پھر آپؒ نے شیخ ابوالمظفر کو مروج الشریعت کی سفارش سے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ اور دکن بھیج دیا۔ دکن میں شیخ صاحب کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپؒ کے مرید ہوئے اور سینکڑوں نے خلافت حاصل کی۔ اور اس ملک میں شیخ صاحب کے وسیلہ سے آج تک طریقہ علیہ مجددیہ احمدیہ کا رواج ہے۔

شیخ صاحب قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ کی وفات کے بعد شیخ صاحب نے مروج الشریعت کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور آپ سے فیض حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی اولاد میں سے جس کو ملتے یہی کہتے کہ میں حضرت صاحب مروج الشریعت کا کمترین غلام ہوں۔

عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانیؓ سے

اخون موسےٰ ننگرہاری کی بیعت

قیومیت کے چھٹے سال ننگرہار کے سب سے بڑے سید اخون سید موسےٰ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز اخون صاحب ایسی مجلس میں گئے جہاں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے

www.maktabah.org

اکثر مخالف موجود تھے۔ اتفاقاً آپؒ کا ذکر خیر ہُوا۔ تو ہر ایک مخالف نے آپ کے حق میں مخالفانہ باتیں شروع کر دیں۔ اور آپ کے حق میں لعن طعن کرنے لگے۔ اس مجلس میں ایک ایسا شخص موجود تھا۔ جو اس مجلس میں سب سے حقیر خیال کیا جاتا تھا۔ اور وہ حضور کا مرید تھا۔ اس نے کہا "او منافقو! دین کے دشمنو! اللہ تعالیٰ تمھارے مُنہ کو توڑے اور تمھارے چہروں کو سیاہ کرے۔ تمھاری زبانیں کٹ جائیں۔ تم لوگ یہ کمینے پن ایسے شخص کے حق میں کرتے ہو جو ایک سُنّت کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے۔ اور جس کے تمام افعال و اقوال اور اعمال کتاب و سنت کے تابع ہیں۔ اور جو شریعت غرا سے بال بھر اِدھر اُدھر نہیں جاتا۔ اور دین متین کو اس کی کوششوں سے ترقی ملی ہے۔ شریعت، طریقت، اور معرفت نے اس کی طفیل جلا پائی ہے۔ بدعت اور گمراہی کا نام و نشاں نہیں رہا۔ بدعتی اور ملحد اس کی وجہ سے سر نگوں خوار و شرمندہ ہیں۔ اس کے نُور سے تمام جہان عرش کرسی تک منوّر ہے۔ یاد رکھو! عنقریب تم ایسی بلا میں پھنسو گے جس سے تمھیں رہائی نصیب نہ ہو گی۔

بدزبان اور گستاخوں کا حشر

یہ کہہ کر اُس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، "اے پروردگار! اگر حضرت عروۃ الوثقےؒ حق پر ہیں تو ان لوگوں کو کوئی نشانی دکھا۔" اس کے کلام سے حاضرین پر ایک رُعب چھا گیا۔ چنانچہ سب کانپنے لگے۔ کسی کو بات کرنے کی سکت نہ رہی۔ مگر یہ عزیز بدستور غصّے میں بھرا بیٹھا تھا۔ مارے غصّہ کے لال پیلا ہو رہا تھا۔

ایک لمحہ بعد ایک بگولا آیا جس سے تمام جہان پر تاریکی چھا گئی اور زلزلہ اِس شدت سے آیا کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ اور مکان گر گئے۔ صُبح سے عصر تک یہی کیفیت رہی۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ غضب الٰہی صرف اسی لئے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے حضرت قیوم ثانیؒ کے حق میں واہی تباہی بکواس کی ہے۔ سب شرمندہ اور تائب

www.maktabah.org

ہوئے ۔اور بارگاہِ الٰہی میں عجز و زاری کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خلقت پر سے عذاب اٹھالیا۔ لیکن جنھوں نے گستاخی کی تھی اسی دن طوفان کے بعد کچھ تو گونگے ہو گئے کچھ بہرے اور کئی بیمار۔ اور کئی ایک کے اعضا خشک ہو گئے۔ بہت سے پاگل ہو گئے۔ ولایت کے تمام باشندے حضرت قیوم ثانی کی قیومیت کے کامل معتقد ہو گئے۔

ایک دن میں اسّی ہزار آدمی مُرید ہوئے

کہتے ہیں اس روز اسی ہزار آدمی غائبانہ مرید ہوئے۔ جس میں چار ہزار آدمی دارالارشاد سرہند میں پہنچ کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک اخون موسٰے بھی تھے۔ جب آپ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے اخون صاحب پر نہایت شفقت و محبّت کی نظر فرمائی ۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر ان لوگوں کا سردار بنا کر ننگرہار کی طرف روانہ کیا۔

ننگرہار کابل کے گرد و نواح میں ایک علاقہ ہے۔ وہاں پر اخون صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے آج تک اس گرد و نواح میں آپ کا طریقہ ہی جاری ہے۔ آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص کو سانپ نے ڈسا ہو اگر وہ اخون موسٰے کا نام لے تو زہر اثر نہیں کرتا۔

خواجہ عبد الصمد کابلی کے دل کو روشن کر دیا

اسی سال خواجہ عبد الصمد کابلی جو کابل کے بڑے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ جب میں نے آپؒ کی شہرت سُنی۔ تو بے اختیار حضور کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ جب اس بارے میں استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا۔ کہ ہزارہا اولیا جمع ہیں۔ میں بھی ان میں جا گھسا۔ اور اُن سے کہا کہ مجھے حضرت عروۃ الوثقٰے کی خدمت میں پہنچاؤ۔ دو شخص مجھے پکڑ کر روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا

www.maktabah.org

کہ ایک تخت پر ایک مردِ خدا بیٹھا نظر آیا جس کے سامنے سب اولیاءٗ دست بستہ کھڑے ہیں۔ ان دو شخصوں نے مجھے کہا کہ تمہارا مطلوب یہ ہے۔ میں بھی باادب سلام کر کے تخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا اور میرا دل نکال کر اس پر نظرِ عنایت کی اور پھر میرا دل میرے ہاتھ میں دے دیا۔ جب میں نے اُسے پکڑا تو دیکھا کہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور اس سے ایک جہان روشن ہے۔

صُبح میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب حاضرِ خدمت ہو تو جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہی اعلانیہ دیکھا۔" آپ نے خواجہ صاحب کو از راہ عنایت خلافت عطا فرما کر کابل روانہ کیا۔ اس علاقے میں خواجہ صاحب سے اس طریقہ کا رواج ہوا۔ اب تک خواجہ عبدالصمد کا طریقہ وہاں جاری ہے۔ بلکہ کابل کی حکومت بھی آپ آپ کے فرزندوں کو نصیب ہے۔

مولانا شیخ بدرالدین سُلطان پوری
حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کی بارگاہ میں

شیخ بدرالدین جو اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ یوں ہے۔ کہ آپؒ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگوں کو مار پیٹ کر دوزخ لے جایا جا رہا ہے دوزخ کے کنارا کے قریب ایک مردِ خدا ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہے۔ اور لوگوں کو عذاب کے فرشتوں کے ہاتھ سے چھڑا رہا ہے۔ شیخ صاحب نے پوچھا" یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا" یہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کے سپرد اللہ تعالےٰ نے امتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کو عذاب سے بچانا کیا ہے" لاتنے ہیں

www.maktabah.org

فرشتوں نے شیخ صاحب کو بھی پکڑ کر دوزخ میں جھونکنا چاہا۔ مگر حضورؐ نے فرشتوں کو فرمایا کہ یہ شخص ہمارے پڑوس میں رہتا ہے۔ آپ کا فرمان سنتے ہی فرشتوں نے شیخ صاحب کو چھوڑ دیا۔

بعدازاں شیخ صاحب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے اس خواب کو آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپؓ نے ان پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور خلافت دے کر سرہند سے اکیاون ۵۱ میل مغرب کی طرف شہر سلطان پور میں بھیج دیا۔ وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے اور اب تک اس ضلع میں شیخ صاحب کا طریقہ جاری ہے۔ شیخ صاحب کا ایک خاصہ یہ ہے کہ آپ آنحضرتؓ کے تمام فرزندوں کے استاد ہیں۔

اسی سال شیخ انور نور سرائی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کو چند مہینے اپنی خدمت میں رکھ کر خلافت عطا فرمائی۔ اور سرہند سے چھتیس میل مغرب میں نور محل میں بھیج دیا۔

حضرت قیوم ثانی کی والدہ کی رحلت

اسی سال حضرت قیوم ثانی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ اور حضرت قیوم اوّل کے روضۂ منورہ میں حضورؓ کے قبہ سے سات ہاتھ مغرب کی طرف مدفون ہوئیں۔ ان کے مرقد کے گردونواح پختہ جالی دار احاطہ بنایا۔ حضرت قیوم ثانی کو والدہ ماجدہ کے گذر جانے کا بڑا غم ہوا۔ چنانچہ چند روز مریدوں کو توجہ بھی نہ دی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مجلس منعقد ہے جس میں تمام شریف بیبیاں مثلاً سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت مریمؑ وغیرہ جمع ہیں۔ وہاں پر میری والدہ ماجدہ بھی بیٹھی ہیں۔ اور کوئی شخص مجھے کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمھاری

www.maktabah.org

والدہ کو بھی زمانہ کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے۔

اُسی سال میر سفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اصحابِ خاص تھے اور جن کی دُخترِ نیک اختر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھیں جو حضرت حجۃ اللہ اور مروّج الشریعت کی والدہ ہیں۔

شام کے علماء و مشائخ
حضرت خواجہ محمد معصوم قیومِ ثانی کی خدمت میں

ملک شام کے علماء و مشائخ حضرت قیوم ثانی کی زیارت و ارادت کے لئے شام سے چلے اور سرہند تشریف لائے۔ اور اکثر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اُن سب کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبداللہ دمشقی جو مشائخِ شام کے سردار تھے ایک رات بیت المقدس کی مسجدِ اقصےٰ میں گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد جب آدمی چلے گئے تو شیخ صاحب ایک کونے میں بیٹھ گئے ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی۔ کہ بے شمار نورانی چہروں والے لوگ گروہ در گروہ مسجد میں آئے۔ اور وضو کر کے بیٹھ گئے۔ اس کثرت سے آئے کہ مسجد پُر ہو گئی۔ ایک بزرگ کا انتظار ہو رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے۔ سب نے استقبال کیا اور تخت صدر مسجد میں لایا گیا۔ بعد ازاں ایک جوان کو لاکر اس مردِ بزرگ کے فرمان سے خلعتِ فاخرہ پہنائی گئی۔ اور اس بزرگ نے اپنے دستِ مبارک سے دستار اُس جوان کے سر پر رکھی۔

شیخ عبداللہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تخت پر کون بزرگ ہیں؟ اور یہ جوان کون ہے؟۔ حاضرین نے کہا۔ یہ لوگ اولیاء اللہ اور اہل خدمت باطنی ہیں اور تخت پر بیٹھے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقےٰ شیخ محمد معصوم ہیں جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور قیوم ہیں۔ آج اس ملک کا قطب فوت ہو گیا تھا

www.maktabah.org

یہ اولیاء اللہ اس لئے یہاں آئے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمائیں۔ چنانچہ اس جوان کو اس علاقے کی خلعتِ قطبیت پہنائی گئی ہے۔ صبح کے قریب تمام اولیاء اللہ کو رخصت کر کے خود بہت سے مشائخ کے ساتھ شیخ صاحب ہندوستان چلے آئے۔ علی الصبح شیخ عبداللہ شام کے تین ہزار بڑے بڑے مشائخ سمیت حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کی زیارت کے لئے تیار ہوئے۔

جب شیخ عبدالسلام نے جو کہ علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کے متولی تھے۔ صبح آکر دیکھا کہ وضو کے لئے جو پانی ڈالا گیا تھا وہ نہیں ہے تو حیران ہو کر سقوں کو جھڑکا کہ تم نے آج رات پانی کیوں نہیں ڈالا؟ سب نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے عشاء کے بعد پر کیا معلوم نہیں کونسی اتنی بڑی فوج آئی جو سارا پانی خرچ کر گئی۔ جب دیکھ بھال کی تو مسجد کے گرد وضو کا غسالہ بکثرت پایا گیا۔ اور بہت سے آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی نظر آئے۔

شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران تھے کہ اتنے میں شیخ عبداللہ نے مسجد میں آکر رات والا قصہ سنا دیا۔ شیخ عبدالسلام نے یہ سن کر اور اس کی علامات دیکھ کر بے اختیار حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصومؒ کی زیارت کا ارادہ کر لیا۔ اور سات سو بڑے مشہور علماء کو ساتھ لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سب کے سب حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں سرہند حاضر ہوئے۔ تو آپؒ نے ان کے حال پر نہایت شفقت فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ پاک زمین سے آئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے شام میں بہت خیر و برکت رکھی ہے اکثر بڑے بڑے پیغمبر وہیں مبعوث ہوئے ہیں۔ لوگوں پر لازم ہے کہ تمہاری عزت کریں تمام علماء و مشائخ آپؒ کے مرید ہوئے۔

اہل شام نے عرض کیا ہمارے ملک کے بہت سے لوگ جناب کی قیومیت و قطبیت کے معتقد ہیں۔ لیکن دوری اور دوسری رکاوٹوں کی وجہ سے حاضر خدمت ہو

www.maktabah.org

کرمرید نہیں ہو سکے ۔انھوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ ہمیں غائبانہ مرید کریں. چنانچہ آپؒ نے ان سب کو غائبانہ مرید کیا ۔

بادشاہ روم کی بیعت

یہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی قیومیت کا نواں سال تھا .اس سال بادشاہوں کے بادشاہ خنگار روم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی. جس میں ارادت کی خواہش اور قیومیت کا اقرار واعتقاد درج تھا .

بادشاہ روم کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ والئِ شام نے وہ تمام ماجرا جو شیخ عبداللہ نے مسجد اقصٰے میں دیکھا تھا ،خنگار روم کو لکھا .علاوہ ازیں یہ بھی لکھا کہ شیخ عبدالسلام ہزار مشائخ وعلماء سمیت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے سرہند روانہ ہو گئے ہیں. خنگار شیخ عبداللہ اور شیخ عبدالسلام کا بڑا معتقد تھا .سلطنت کا کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہ کرتا تھا .اور ہمیشہ اُن سے دُعا اور توجّہ کی درخواست کیا کرتا تھا .اور ان کو ظاہر و باطن میں اپنی سلطنت کا ممد ومعاون جانتا تھا ۔

ان کے جانے سے حیران رہ گیا پوچھا کہ جس بزرگ کی خدمت میں یہ دونوں گئے ہیں وہ کون ہیں ارکانِ سلطنت نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ وہ عزیز حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فرزند ہیں ۔پھر پوچھا کہ ان کا کوئی مرید یا خلیفہ یہاں ہے ؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ بہت سے رُومی ان کے مرید ہیں ۔خنگار نے کہا ،جو اُن میں سے ان کے طریقہ اور مذہب سے واقف ہو اُسے لاؤ ۔ اتفاقاً ان دِنوں شیخ حامد جو حضرت قیوم ثانیؒ کے خلیفۂ خاص تھے ۔بغرض تجارت روم آئے ہوئے تھے .لوگوں نے کہا کہ ایک عظیم الشان تاجر ہندوستان سے آیا ہوا ہے ممکن ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو. خنگار نے اُسے دربار میں لانے کا حکم دیا ۔شاہی ہرکارے شیخ حامد کو بادشاہ کے پاس لے آئے ۔اس

www.maktabah.org

نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ کیا تم حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ کو جانتے ہو؟۔ شیخ صاحب نے فرمایا "میں ان کا کمترین مرید ہوں"۔ خنگار نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جو تمہارے پیر کے علوم و معارف اور طریقہ و مذہب سے بخوبی واقف ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ میں جواب شافی دوں گا۔"

خنگار نے پوچھا "تمہارا مقتدر خلقت کو کس چیز کی دعوت دیتا ہے؟"

شیخ صاحب نے فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ کی کتاب خدا و سُنّتِ نبوی اصحاب کرام کی پیروی اور اہلِ حق ائمہ مجتہدین کے مذہب کی دعوت کرتے ہیں اور بعد ازاں ذکرِ قلبی کی تعلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ "اِلاّ بذکر اللہ تطمئن القلوب" دلوں کو ذکرِ الٰہی سے اطمینان ہوتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو بدعت سے تاکیداً رد کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرو تاکہ قیامت کے دن تم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو سکو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پیروی کو اپنی ترقی باطن کا سبب جانو۔ اور جو کچھ اہلِ حق، علماء و مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرو تاکہ نجات پا سکو۔ اور جو حالت کتاب، سُنّت، اجماع اور قیاس کے خلاف ہو اُسے منظور نہ کرو۔ کیونکہ کشف میں عموماً غلطی ہو جایا کرتی ہے۔ وحدتِ وجود کے مطلق قائل نہیں۔ رقص سماع اور نغمہ سے بالکل منع فرماتے ہیں۔ شریعت سے بال بھر بھی مخالف نہیں چلتے۔ سوائے متابعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور بات کو اپنے سلسلہ میں جائز نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ آنجناب کا سلسلہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم ہے۔

www.maktabah.org

سلسلۂ مجددیہ کا سلوک

خنگار یہ باتیں سُن کر بہت خوش ہُوا۔ اور پوچھا کہ تمھارے شیخ نے حقائق و معارف کی کونسی اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانیؒ ولایت اولیا کو ولایت صغرٰی کہتے ہیں۔ اور تمام اولیائے سلف و خلف کی اصطلاحات ولایتِ صغرٰی میں مندرج ہیں اور وہ چیز جو اللہ تعالٰے نے محض اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو عنایت کر رکھی ہے۔ اور جس کے سبب وہ باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں وہ ولایت کبرٰی ہے۔ جو ولایتِ انبیاء ہے اور ولایت علیا ہے جو ولایتِ ملائکہ ہے۔ ان کے علاوہ کمالاتِ نبوت، حقیقت کعبہ، حقیقتِ قرآن اور حقیقت صلوٰۃ وغیرہ ہیں۔ آپؒ کے نزدیک نبوت ان تینوں ولایتوں سے بدرجہا افضل ہے۔ حتٰے کہ تینوں ولائتیں نبوت کے مقابلے میں اتنی بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ۔ ہمارے حضرت صاحب کے کمالات ولایتِ صغرٰی کے علاوہ ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اولیا نے کیا ہی نہیں۔

اولیاء اللہ کی تمام خدمات اور مناصب مثلاً قطبیت اور غوثیت وغیرہ سب کی سب ولایتِ صغرٰی میں شامل ہیں۔ سب سے بڑا منصب جو حضرت عروۃ الوثقٰے کو حاصل ہے۔ وہ قیومیت ہے۔ جو کمالاتِ نبوت کا انتہائی مقام ہے"

شیخ صاحب نے قیومیت کے تمام خصائص بیان کئے اور کہا کہ ہزار سال بعد حق تعالٰے نے منصب قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ اور بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کو عنایت کیا اور اپنے سامنے مسندِ ارشاد پر بٹھایا اور اپنا ولیعہد مقرر فرمایا۔ خنگار یہ سُن کر حضرت قیوم ثانی کا بہت معتقد ہوا۔ پھر پوچھا کہ آنجناب کے مریدوں کی کیا حالت ہے؟ شیخ صاحب نے کہا۔ سب کے سب عالم، صالح، متقی، عارف اور کامل ہیں۔ پھر پوچھا کہ لوگ بکثرت مرید ہوتے ہیں یا خال خال؟ شیخ صاحب نے فرمایا ہر روز ہزاروں آدمی اطراف و جوانب سے آکر مرید ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے ملک سے

www.maktabah.org

بھی ہزاروں آدمی گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ممالک سے بھی آ رہے ہیں۔

اسی اثناء میں شام سے ایک قافلہ آیا جنہوں نے شب مذکورہ کا واقعہ اور وہاں کے علماء و مشائخ کا سرہند پہنچنا اور فیض حاصل کرنے کی تفصیلات بیان کیں۔ ان کے کہنے سے خنگار کا اعتقاد اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ اس نے ایک عرضی معہ تحف و ہدایا اپنے وکیل کے ہاتھ آنحضرتؒ کی خدمت میں بھیجی۔ جن میں ارادت کی خواہش قیومیت کا اقرار تھا۔ جب خنگار بذریعہ وکیل غائبانہ مرید ہو گیا۔ تو بعد ازاں ہر سال آنحضرت کی خدمت میں عریضۂ نیازمندی معہ تحائف و ہدایا بھیجا کرتا تھا۔

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی کی خدمت میں شیخ حبیب اللہ بخاری کی حاضری

میرے (مصنف کے) جدِ بزرگوار "کوکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ شیخ حبیب اللہ نے مجھے کہا کہ میں آنحضرت کا مرید یوں ہوا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لیئے گیا اور رات کو وہیں سو رہا۔ جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہوئی ہے اور ہر ایک سپاہی کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے اس فوج کے بیچ میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ہزارہا اولیائے اُمت ساتھ ہیں اتنے میں خواجہ قطب الدین و نظام الدین اولیاء وغیرہ جو دہلی کے گرد و نواح میں آرام فرما ہیں۔ معہ مریدوں کے قبروں سے نکل کر صفیں باندھے اس بزرگ کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب اس مردِ خدا کا تخت ان قبروں کے پاس سے گذرا۔ تو یہ سب ساتھ ہو لیئے۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ اس تخت پر کون ہے؟ ہمراہیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم وقت ہیں۔ میں صبح ہوتے ہی حضورؒ کی زیارت کے لیئے روانہ ہوا۔ اور دیدار فرحت آثار سے مفتخر

www.maktabah.org

ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوا اور کمالاتِ الٰہی اور نعمتہائے نامتناہی مشاہدہ کیں شیخ حبیب اللہ حضرت قیوم ثانی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ اُن کے خلافت حاصل کر کے بخارا جانے کے واقعات تفصیل سے لکھے جائیں گے۔

مولانا شریف کابلی اور خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین اختلاف

اسی سال مولانا شریف کابلی اور حضرت قیومِ ثانی رضہ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین نزاع کلی واقع ہوئی۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ مولانا شریف خواجہ محمد صدیق کے خاص مرید تھے خواجہ صاحب نے انھیں تربیت کر کے خلافت دے کر کابل بھیجا۔ مولانا کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور ہر صبح شام پانسو آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔

اتفاقاً شیطانی وسوسے نے مولانا کے دل میں گھر کر لیا۔ اور خود پسندی اور تکبر سما گیا۔ اور اپنے آپ کو خواجہ صاحب سے بے نیاز اور بڑا سمجھنے لگے۔ اور جو آداب خواجہ صاحب کے پہلے بجالاتے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ بلکہ ملاقات تک ترک کر دی۔

خواجہ صاحب نے اس بات پر سخت ناراض ہو کر نسبت سلب کر لی تھی جب آپ کے مریدوں میں مشہور ہو گیا کہ خواجہ صاحب نے مولانا شریف سے نسبت سلب کر لی ہے تو مولانا یہ سن کر بہت گھبرائے اور حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے ادھر خواجہ صاحب نے بھی ایک شکایتی عرضی آنحضرت کی خدمت میں ارسال کر دی تھی۔ حضور بھی مولانا سے ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ ہماری رضا خواجہ صاحب کی رضا کی شاخ ہے۔ تعجب ہے کہ تمھارا ایمان سلامت رہے۔ مریدوں سے میل جول رکھنا تو اور بات ہے جس طرح ہو خواجہ صاحب کو راضی کرو اور خواجہ صاحب ہماری طرف لکھیں کہ فلاں شخص سے راضی ہوں اس وقت ہم بھی راضی ہوں گے۔ اس کے علاوہ

www.maktabah.org

اور وعظ و نصیحت بھی فرمایا۔ جب مولانا نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی رضامندی کے بغیر آنحضرت بھی توجہ نہیں فرماتے بلکہ بیزار ہیں تو مجبوراً خواجہ صاحب سے معافی مانگی حتٰے کہ اپنا چہرہ سیاہ کر کے پگڑی گلے میں ڈال خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہاں تک کہ خواجہ صاحب آپ سے راضی ہو گئے۔

حضرت عروۃ الوثقٰی امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافت شاہجہاں آباد میں قیام

یہ قیومیت کا گیارہواں سال تھا۔ اس سال بعض مخالفین نے بادشاہ شاہجہاں کی خدمت میں آنحضرتؒ کی طرف سے شکایت کی کہ آپ مُغلیہ سلطنت پر راضی نہیں اِدھر آپؒ کی خدمت میں ظاہر کیا کہ بادشاہ آپؒ سے بدظن ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں سراپا جھوٹ تھیں اُنھیں ایک رات بادشاہ نے خواب دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان پُرنزاکت و لطافت شہر ہے۔ اس قسم کا شہر بادشاہ نے اپنی زندگی میں کبھی نہ دیکھا تھا۔

اس شہر میں ایک سرخ رنگ کا قلعہ ہے، جس میں سونے اور جواہرات کے طرح طرح کے محل بنے ہوئے ہیں۔ بہشت کی طرح وہاں چشمے اور نہریں جاری ہیں کہ "فی جنّٰتٍ تجری من تحتھا الأنھار"۔ ان پر صادق آتا ہے۔ ان نہروں اور ندیوں پر دیبا کا جواہرات اور یاقوت سے جڑاؤ بڑا خیمہ ہے جس کے اندر جواہرات سے ایک تخت رکھا ہے۔ اور پھر اس پر تخت طاؤس کی شکل ہے۔ جو زمرد کی بنی ہوئی ہے۔ طاؤس کے سر پہ ایسا لعل جڑا ہے جس کی روشنی سے تمام خیمہ جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔

بادشاہ اس شہر قلعہ۔ محلات۔ ندیوں، خیمے اور تخت وغیرہ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ سمجھا کہ یہ دنیاوی مکان تو ہے نہیں۔ شہر والوں سے پوچھا کہ شہر کونسا ہے؟ اور قلعے کا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا۔ کہ یہ شہر اور جو کچھ اس میں ہے سب حضرت عروۃ الوثقٰی

www.maktabah.org

خواجہ محمد معصوم کی ملکیت ہے۔ پوچھا "آنجنابؒ کہاں تشریف فرما ہیں؟" جواب ملا کہ برج میں بیٹھے ہیں۔ بادشاہ آپ کی زیارت کے لئے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرتؒ کے گرد ہزارہا اولیاء اللہ دست بستہ صف باندھے کھڑے ہیں۔ اور وہ برج آٹھ پہلو سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے۔ جالی دار ہے جن میں تمام لعل، زمرد، الماس اور یاقوت جڑے ہیں۔ اس کی ایک طرف دریا ہے۔ اور دوسری طرف خوبصورت باغ۔ اور اس میں آنحضورؒ بادشاہ کی طرح جلوہ افروز ہیں۔

بادشاہ سلام کر کے باادب کھڑا ہو گیا۔ آپؒ نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے بڑی کوشش سے تمہیں بادشاہ کیا اور اب بھی تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ بعض سخن چینوں نے ہماری طرف سے تمہیں سکھلایا اور تمہاری طرف سے ہمیں غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔ سو یہ دونوں باتیں ہی بے بنیاد اور محض افترا ہیں۔ یہ قلعہ اور قلعہ کی تمام چیزیں ہم نے تمہیں بخشیں۔ بعرصہ دراز تک سلطنت تجھ سے نہیں جائے گی۔ بعد ازاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت طاؤس پر بٹھایا۔

شاہجہاں آباد کی بنیاد اور تعمیر

اتنے میں بادشاہ جاگ پڑا۔ جاگتے ہی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیشتر اس کے کہ بادشاہ کچھ عرض کرے۔ آپؒ نے فرمایا "اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہو گی۔ دیکھا ہم نے کیسا جنت نشاں مقام رات کو تمہیں عنایت کیا۔ بادشاہ نے حضورؒ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آپؒ نے فرمایا "جس طرح کی عمارت رات کو تم نے دیکھی تھی ویسی ہی بنواؤ۔" عرض کیا "جہاں ارشاد ہو"۔ فرمایا "دہلی کی شمال کی طرف۔" پھر عرض کیا کہ مجھے اس شہر اور قلعہ کی ترتیب یاد نہیں رہی۔ حضورؒ نے ایک آدمی کو قلم دوات لانے کا حکم دیا۔ جب لایا تو اسے بلا کم و کاست رات والے قلعہ اور شہر کی ترتیب سمجھائی۔ اور اس نے کاغذ پر لکھ دی بادشاہ یہ دیکھ کر اور بھی معتقد ہو گیا۔ اور عرض کیا "بالکل صحیح اور درست ہے۔ اسی قسم کا شہر اور

قلعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا"۔

بادشاہ نے آداب بجا لاکر وہ کاغذ لیا اور اس مقام پر پہنچا جہاں اب شاہجہان آباد کا قلعہ آباد ہے۔ تمام حکماء نے بادشاہ سے کہا کہ جیسی معتدل آب و ہوا اس مقام کی ہے سارے ہندوستان میں کسی مقام کی نہیں۔ سلطان نے پھر حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ آنجناب خود دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھیں تاکہ یہ عمارت مبارک ہو اور آفات سے محفوظ رہے۔

لال قلعہ دہلی کی بنیاد حضرت خواجہ محمد معصوم نے رکھی تھی

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بپاسِ خاطر سلطان بہ نفسِ نفیس وہاں قدم رنجہ فرما کر بنیادی پتھر رکھا۔ حق تعالےٰ نے آنحضرت کے دستِ مبارک کی برکت سے اس عمارت کو تکمیل تک پہنچایا۔ اور زلزلے کے حادثات سے محفوظ رکھا۔ چنانچہ آج تک وہ قلعہ جسے تقریباً تین سو سال ہونے کو آئے۔ بدستور قائم ہے۔

بادشاہ نے پہلے دریا کے کنارے سرخ قلعہ بنوایا اور اس میں نقشہ کے مطابق محل وغیرہ بنوائے۔ اور تمام محلوں کو سنہری کیا۔ پھر اس میں آٹھ پہلو برج خواب کے مطابق جالی دار دریا کنارے بنوایا۔ جن میں بیش قیمت جواہر لعل۔ زمرد اور یاقوت جڑوائے۔ اس برج کے شمال کی طرف ایک باغ لگوایا۔ جس کی دیوار سنگِ رخام کی ہے۔ اس کی تمام دیواروں پر یمنی عقیق جڑوائے۔ اور اس کے اندر طرح طرح کے پھولدار اور پھل دار درخت لگوائے۔ محل بنوائے۔ نہریں جاری کرائیں۔ اور اس کے کنارے پر ایک سنہری مسجد بنوائی۔

اس باغ کے دروازے پر یہ شعر لکھ دیا ؎

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

www.maktabah.org

باغ حیات بخش

اس باغ کا نام "حیات بخش" رکھا گیا۔ اس باغ کے محاذی دار السلطنت جو بادشاہ کے جلوس کا مقام ہے اور جسے دیوانِ خاص کہتے ہیں۔ جس میں سوائے ارکانِ سلطنت کے کسی اور کو آنے کی اجازت نہیں سنہری بنوایا۔ اس کے مغرب کی طرف دربارِ عام جس میں چالیس ستون تھے جس کے اکثر مقامات پر سنہری کام ہوا تھا، بنوایا اور دربار عام کے سامنے ایک نہایت وسیع میدان رکھا۔ اس میدان کے گرداگرد ایک سو محراب بنوائے۔ ہر ایک محراب میں دس گز مربع حجرہ بنوایا۔ جو طرح طرح کے نقش ونگار سے آراستہ تھا۔

اس قلعہ کے چار دروازے بنوائے۔ ایک دریا کی طرف دوسرا قلعہ سلیم کی طرف جو دریا کے بیچ واقع ہے۔ ایک مغرب کی طرف اور ایک جنوب کی طرف ان دونوں دروازوں سے لوگ آتے جاتے ہیں۔

دہلی کی فصیل اور دروازے

اس قلعہ کے گرد ایک بڑی فصیل (دیوار) بنائی جس میں چھ دروازے ہیں۔ اور جس کا رقبہ سات کوس ہے۔ ان دروازوں کے نام یہ ہیں۔ اوّل کشمیری دروازہ۔ دوسرا کابلی دروازہ۔ تیسرا لاہوری دروازہ۔ چوتھا اجمیری دروازہ۔ پانچواں ترکمانی دروازہ۔ چھٹا دہلی دروازہ۔ ان کے علاوہ آٹھ چھوٹے دروازے ہیں۔ دو چھوٹے دروازے لاہوری دروازے کے دونوں طرف ہیں۔ ایک اجمیری دروازے کے قریب اور باقی پانچ متفرق مقامات پر ہیں۔

اس قلعہ کے اندر ایک ٹیلے پر ایک جہاں نما جامع مسجد سنگِ خام اور سنگِ موسئے کی بنوائی۔ اور ایک اور مسجد لاہوری دروازہ کے مقابل حضرت قیوم ثانی رضؓ کے نام پر بنوائی۔ جس کا نام "سرہندی مسجد" رکھا گیا۔ اس کے گرد ونواح میں ایک باغ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے نام پر بنوایا گیا جس کا نام "سرہندی باغ" رکھا گیا۔ قلعہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک اور نہایت عالیشان باغ بنوایا۔ جس کا نام شالامار مقرر کیا۔ اور دریا سے

www.maktabah.org

نہر نکال کر شہر میں لائی گئی جس کی شاخیں ہر کوچہ و بازار میں تھیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے مکان کے پاس سے اس کی چھوٹی سی شاخ گذار سکے۔ اس نہر کی وجہ سے شہر کی تر و تازگی سو گنا ہو گئی۔ لاہوری دروازے کے باہر چند تیر پرتاپ کے فاصلہ پر ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد جمعہ اور عید کی نمازوں کے لیے بنوائی لیکن عالمگیر بادشاہ نے اس مسجد کو چھوڑ کر ایک بغیر چھت کی اور عیدگاہ بنوائی۔

مغل دور میں دہلی شہر میں ایک لاکھ مساجد آباد تھیں

شاہجہاں آباد کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل اور گرد ا چھتیس میل ہے ایک لاکھ کے قریب مسجدیں اور بیس ہزار تمباکو کی دوکانیں ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی وسعت و رونق کس قدر ہوگی۔ اس کے بازار ایک تیر پرتاب کے فاصلے کے برابر چوڑے ہیں۔ جواہرات کے علاوہ دس لاکھ روپیہ اس شہر پر صرف ہوا۔ اور ایک لاکھ طلائی مہر ثمن برج پر خرچ ہوئی۔ دس لاکھ روپیہ سے مسجد جہاں نما تیار ہوئی۔

شہر اور قلعہ کی عمارات سے فارغ ہو کر بادشاہ نے حکم دیا کہ جس قسم کی بارگاہ اس نے خواب میں دیکھی تھی۔ بنائی جائے۔ کہتے ہیں کہ اس قسم کی بارگاہ گذشتہ بادشاہوں میں سے کسی نے نہ بنوائی تھی۔ اور شاہجہاں کے سوا اسے کوئی قائم نہ کر سکا۔

شاہجہاں نے لاہور کی تعمیر کی

ایک دفعہ شاہجہاں نے لاہور میں ایسی بارگاہ بنوائی جس میں کھڑا کرنے میں چار سو مزدور ہلاک ہوئے۔ پھر وہ تخت بنوایا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جتنا روپیہ سارے شہر اور قلعے پر خرچ ہوا تھا اتنا اکیلے تخت پر صرف ہوا۔ اس کے قبے پر زمرد کا طاؤس بنایا اور دس ہزار روپے سے زیادہ قیمت کا لعل اس طاؤس کے سر پہ رکھا۔ اور یہ بارگاہ دربار عام کے سامنے قائم کی گئی اس کے تمام محراب دیبا کے اور سنہری تھے۔ ان محرابوں پر لعل یاقوت جواہر اور مروارید ٹانکے گئے۔ بارگاہ کے اندر اس تخت کو رکھا اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو معہ خلفائ

www.maktabah.org

مدعو کیا گیا۔ آنحضرت تشریف فرما ہو کر اس ثمن برج میں بیٹھے اور بادشاہ کو فرمایا کہ تو نے خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ گویا وہی خواب ہے جسے جناب کی طفیل حالتِ بیداری میں دیکھ رہا ہوں۔

بعد ازاں آنحضرتؓ نے بادشاہ سے فرمایا کہ "جاؤ! تخت پر بیٹھو، اللہ تعالیٰ یہ تخت یہ قلعہ یہ شہر اور یہ ملک تمھارے اور تمھاری اولاد کے لئے مبارک کرے بادشاہ ارشاد کے مطابق تخت پر بیٹھا اور دوگانہ شکر ادا کر کے بلند آواز سے کہا کہ فرعون نے ہڈی کے تخت پر بیٹھ کر خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتِ عظمیٰ عطا کی ہے۔ تاہم اس کی بندگی کا طوق میری گردن میں ہے۔

حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کے حق میں دعا کی بادشاہ ہر سال اسی طرح جشن کرتا۔ آج تک بادشاہ بدستور سال میں ایک دفعہ جشن کرتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے اکبر آباد اور لاہور میں بھی از سرِ نو عماراتِ عالی بنوائیں۔ اور لاہور میں ایک شالامار باغ بنوایا۔ تختِ طاؤس نادر شاہ کے آنے تک ہندوستان میں رہا بعد ازاں اُسے وہ ایران لے گیا۔

حضرت امام معصوم عروۃ الوثقٰی قیوم ثانیؓ کی نگرانی میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کی تعمیر

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی کثرت ہوئی۔ اور ہزارہا آدمی پانچوں وقت نماز میں شامل ہونے لگے۔ تو مسجد قدیم جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی۔ تنگ محسوس ہونے لگی۔ اس لئے حضرت قیوم ثانیؓ نے ایک اور وسیع مسجد بنوانا چاہی۔ آپؓ کی اس خواہش سے تربیت خاں نے جو اس بارگاہ کا خاص مرید تھا عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ یہ سعادتِ عظمیٰ میں ہی حاصل کروں اور میری

www.maktabah.org

نگرانی میں مسجد تعمیر ہو۔ آپ نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا۔ اور خانقاہ بنانے کی اجازت عنایت فرمائی۔

تربیت خاں نے نہایت عالیشان اور وسیع خانقاہ بنوائی۔ اور قدیمی مسجد کی علامت کے طور پر ایک صفہ اس مسجد کے صحن میں کعبہ کی طرح چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ مقام بہت متبرک ہے اس لئے کہ کعبہ معظمہ نے یہیں نزول کیا تھا۔ اور اس زمین کو کعبہ کی زمین کے ساتھ فنا و بقا حاصل ہے۔ حضرت قیوم اوّلؒ نے حضرت قیوم ثانی کو اسی مقام پر مقطعات قرآنی کے اسرار سے مطلع کیا تھا۔ اس صفہ سے مغرب کی طرف ایک حوض بنوایا اس کے اوپر مچھلی کی پیٹھ کی طرح ایک آبشار بنوایا۔ مسجد کے جنوب میں سالکانِ سلوک کے لئے چند حجرے بنوائے۔ مسجد قدیم کا حوض اور بہت سی زمین حضرت قیوم اوّل کے روضہ متبرکہ کے گرد و نواح کو وسیع کر دیا۔

اس مسجد کی ایک فضیلت آنحضرتؒ پر منکشف ہوئی۔ کہ یہ مسجد الحرام، مسجد النبی اور مسجد الاقصیٰ کے علاوہ باقی تمام جہان کی مساجد سے افضل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی مسجد قدیم کی بابت جو اس وقت موجود مسجد کا صحن ہے۔ یہی فضیلت منکشف ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں لکھا گیا ہے۔ حضرت قیوم اوّل کے روضہ منورہ کے مغرب اور شمال کی طرف ایک باغ تھا جس کا طول اور عرض ایک ایک کوس تھا۔ اور جو باغِ ملک احمد کے نام سے مشہور تھا۔ اس باغ کے مالک نے حضرت قیوم ثانیؒ کی خدمت میں بطور نذرانہ یہ باغ پیش کیا۔ آنجنابؒ نے اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا۔ ہر ایک نے اپنے رہنے کے لئے اس باغ میں عالیشان عمارت بنوائی اور اس باغ کے ارد گرد کی زمین بھی لے کر اس میں عالیشان مکانات بنوائے۔

اس باغ کے شمال اور مغرب کی طرف ایک وسیع میدان تھا اس میں نہایت عمدہ اور خوبصورت بازار بنوایا۔ جس میں ملک کی ہر چیز موجود ہوتی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا

www.maktabah.org

مہتمم حضرت کا صندل نامی خواجہ سرائے تھا۔ اس لئے یہ بازار صندلپورہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس بازار کے مشرق کی طرف باغ کے کنارے کے قریب حضرت قیوم ثانیؒ کے لئے محل بنائے گئے۔ جن میں آنحضرتؓ حلقہ و مراقبہ کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے اپنی عمر عزیز کے آٹھ برس یہیں بسر کئے۔

اسی سال بادشاہ ہندوستان شاہجہان آپ کی زیارت کے لئے سرہند آیا اور چند ماہ یہیں رہا۔ اپنے ارکان سلطنت کو کہنے لگا کہ یہ شہر میرے دونوں دارالخلافوں لاہور اور دہلی کے درمیان ہے اکثر اس شہر میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ اور آنحضرتؓ کی زیارت کے لئے میں یہیں ٹھہرتا ہوں علاوہ ازیں یہ پاکیزہ شہر نہایت متبرک اور ہندوستان کا سر ہے

الاسود ایاں شہر یست در ہند　　　　که اندر پائے او بنہاد سر ہند

بہتر یہ ہے کہ اس شہر میں ایک اور عالیشان عمارت بنوائی جائے۔ چنانچہ وہاں اس قسم کے محل بنوائے، جیسے شاہجہاں آباد کے قلعہ میں بنوائے تھے۔

اسی سال آپؓ کو الہام ہوا کہ آپ کو ہم نے اپنے فضل و کرم سے اُمّتِ محمّدی کے گنہگاروں کو دوزخ سے نجات دینا سپرد کیا ہے۔ جسے چاہیں دوزخ سے بچائیں۔ جسے چاہیں دوزخ میں جھونک دیں۔ اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرتؓ کو یہ خوشخبری سنائی تھی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عبد العزیز خاں بادشاہِ توران بیعت ہوئے

قیومیت کے تیرھویں سال عبد العزیز خاں بادشاہِ توران نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں معہ تحف و ہدایا دینار ایک عرضی بھیجی۔ ان دنوں عبد اللہ اوزبک شاہ توران کا انتقال ہو گیا جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مرید خاص تھا۔ تو ارکانِ سلطنت نے عبد العزیز خاں کے بھائی

www.maktabah.org

کو تخت پر بٹھا دیا اور عبدالعزیز خاں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر وہ سمرقند سے بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا اس نے آنحضرت کے خلیفہ خواجہ کلاں کی خانقاہ میں پناہ لی اور خواجہ صاحب سے مدد کی درخواست کی۔

خواجہ صاحب نے فرمایا "میں بھی آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تم بھی ہو۔ امید ہے آنحضرت کے طفیل سے تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی" عبدالعزیز خاں عشاء کی نماز کے بعد آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ بہت ہی عاجزی کی عین عاجزی کرتے کرتے اُسے نیند آ گئی خواب میں دیکھا۔ کہ ہزاروں سوار فاخرہ لباس پہنے صفیں باندھے کسی شخص کے منتظر ہیں اتنے میں ایک اور بزرگ جن کی پیشانی سے نور چمکتا تھا۔ ابلق گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے۔ تمام درختوں اور پتھروں نے اس بزرگ کو سجدہ کیا میں نے حیران ہو کر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ جن کو دیکھتے ہی صفیں سربسجود ہو گئیں۔ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ عبدالعزیز نے آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آنحضرت نے اس کے حال پر بہت مہربانی کر کے فرمایا" خاطر جمع رکھو! ہمارا خیال تمہاری طرف ہے۔ انشاء اللہ! عنقریب ہی بفضل خدا اپنے مقصود میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب قندھار جاؤ! وہاں پر ہمارے مرید ہیں۔ تمہاری رفاقت کریں گے۔

خواجہ کلاں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ دوسرے روز خواجہ کلاں اور عبدالعزیز خاں دونوں قندھار روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں کے خلفاء نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ ہمیں عبدالعزیز خاں کی مدد کرنی چاہیئے سو وہ اس سے مل گئے۔ چنانچہ بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادوں کا لشکر بخارہ کی طرف روانہ ہوا۔ علاوہ بریں جہاں کہیں آنحضرت کے خلفاء و مرید تھے۔ سب نے عبدالعزیز کا ساتھ دیا راستے میں جو شہر یا قلعہ آتا وہاں سے موجودہ لوگوں کو نکال کر اپنے آدمیوں کو وہاں بٹھاتے جب بخارا کے قریب پہنچے تو بادشاہ اور ارکان

www.maktabah.org

سلطنت کے دِل پر رُعب طاری ہوا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، کے تمام خلفاء اور مرید اس کے ساتھ ہیں۔ تو چونکہ وہ بھی آنحضرت کے مُرید تھے۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت اس کے بادشاہ ہونے میں راضی ہیں۔ اور جو خوشخبری آپؒ نے سلطنت کے بارے میں اُسے دی تھی وہ بھی اُسے سُن چکے تھے اس لیئے انھوں نے عبدالعزیز خاں کو پیغام بھیجا کہ آپؒ بلا تکلف تشریف لائیں ہم موجودہ بادشاہ کو پکڑ کر آپ کے حوالے کر دیں گے۔

جب بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہاں سے خود ہی بھاگ گیا۔ عبدالعزیز خاں نے دوسرے روز بخارا میں جا کر آنحضرتؒ کی توجہ کی برکت سے بلا مزاحمت غیرے توران کے تخت پر جلوس کیا۔ اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرتؒ کی خدمت میں بھیجی جس میں ارادتِ غائبانہ کا اظہار کیا تھا۔ ہر سال پھر اُسی طرح آپؒ کی خدمت میں ہدیئے اور تحفے بھیجتا رہا۔

جب اس کی عرضی آنجنابؒ کی خدمت میں پہنچی تو آنجنابؒ نے ازراہِ عنایت اُسے غائبانہ مرید کیا۔ اور جو لوگ اس کی عرضی لائے تھے۔ ان سے عین کمال شفقت سے پیش آئے۔

حضرت عروۃ الوثقٰے امام معصوم قیوم ثانیؒ سے شاہزادہ اورنگ زیب بیعت ہوئے

شاہزادہ محمد اورنگ زیب آنحضرتؒ سے بیعت ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کی وجہ یہ بتلاتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ اور خلقت پریشان حال دکھائی دے رہی ہے۔ عذاب کے فرشتے لوگوں کو کھینچ کر لیے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کا عذاب پہنچاتے ہیں۔ مجھے بھی پکڑ کر دوزخ میں لے جانا

www.maktabah.org

چاہا۔ اس اثنا میں حضرت معصوم تخت پر بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے۔ تو میدانِ قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ امام معصوم آ گئے ہیں جن کے سپرد حق تعالیٰ نے گنہگاروں کو عذابِ دوزخ سے چھڑانا کیا ہے آپؓ نے پہلے ان آدمیوں کو چھڑایا جنہیں عذاب دیا جا رہا تھا۔ بعد میں اس احاطے کی طرف متوجہ ہوئے جہاں تمام جہان کے گنہگار قید تھے۔ سب کو وہاں سے رہائی دلوائی۔ اور ہر ایک کو خلعتِ فاخرہ دے کر بہشت میں بھیج دیا۔ لیکن جنہیں بخشش نصیب ہوئی۔ وہ دو قسم کے تھے۔ ایک گروہ کو تو فقط خلعتِ عنایت ہوئی۔ اور دوسرے کو خلعت معہ جنتی براق بھی دیئے گئے۔ اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جن پر اس قدر رحمتِ الٰہی ہوتی ہے۔ جواب ملا؛ "یہ گذشتہ انبیاء کی امتیں ہیں۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ مرحومہ ہے"۔ اس امتِ مرحومہ میں میں نے بعض لوگوں کو دیکھا۔ کہ نور اور روشنی کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اور بہشت کے فرشتے اُن کے ساتھ ہیں۔ اور آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟ کہا" یہ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے مرید ہیں۔ اتنے میں آپؓ نے میری طرف توجہ کر کے فرمایا کہ اسے بھی تخت اور نوری لباس دو۔ کیونکہ یہ ہمارا مرید ہے۔ بعد ازاں مجھے زمرد کا تخت اور نور کا لباس عنایت ہوا۔

یہ خواب دیکھ کر صبح حاضرِ خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ نے اس سے پہلے فرمایا تھا کہ شاہجہان کے بیٹوں میں سے جو سب سے پہلے آکر مرید ہوگا ہم تاجِ سلطنت اس کے سر پر رکھیں گے۔ چونکہ شہزادہ اورنگ زیب پہلے مرید ہوا۔ اس لئے آپؓ نے سلطنت کی خوشخبری اسے عنایت فرمائی۔ اور بیشتر اس کے کہ شاہزادہ خود خواب کو بیان کرے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ جس طرح تو نے خواب میں دیکھا ہے انشاء اللہ اسی طرح قیامت کے دن تو ہمارے ساتھ ہوگا۔

www.maktabah.org

جب دُوسرے شہزادوں نے سُنا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے اورنگ زیب کو سلطنت کی خوشخبری دی ہے تو کُڑھے اور جو ارادہ دل میں تھا آنحضرت کے مرید بنیں گے۔ توڑ دیا اور اور جگہ جاکر مرید ہوئے۔

داراشکوہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں

کہتے ہیں کہ جب اورنگ زیب مُرید ہو چکا تو داراشکوہ بھی آنحضرتؒ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ آپؒ نے فرمایا "ہم جانتے ہیں کہ تم اللہ کی خاطر ہمارے پاس نہیں آئے بلکہ سلطنت کے لئے آئے ہو۔ سو وہ تو ہم سے اورنگ زیب لے گیا ہے۔ داراشکوہ مایوس ہو کر آپؒ کی خدمت سے اٹھا اور جاکر شاہ میاں میر لاہوریؒ کا مرید ہو گیا۔ اس دن سے حضرت خواجہؒ سے دل میں کدُورت رکھنے لگا۔ ہر روز

۱۔ شہزادہ داراشکوہ ذہنی طور پر مشائخ نقشبندیہ کے نظریات سے مانوس نہ تھا۔ یہ ابتدائے کار سے ہی جوگیوں۔ جوتشیوں، مہدیوں پھر فلسفہ وحدت الوجود کے حامی قادری بزرگوں سے مجالس رکھا کرتا تھا۔ سکینۃ الاولیاء کے صفحات کے مطابق داراشکوہ ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۲ء میں ۱۹ سال کی عمر میں پہلی بار اپنے والد کے ساتھ حضرت میاں میر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے لاہور گیا تھا۔ پھر ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء کو دوبارہ ملا اور آپ کا عقیدتمند بن گیا۔ ۱۰۴۹ھ/ ۱۶۳۹ء کشمیر کی سیر کے دوران حضرت میاں میر کے خلیفہ ملا شاہ بدخشی سے ملا اور اتنا متاثر ہوا کہ بیعت کر کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔ وہ ان صوفیاء کے افکار سے بے حد متاثر تھا۔

علماء کرام کو "ملایان قشر" اور مشائخ نقشبندیہ کو "زاہدان خشک" کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ اُسے شیخ محب اللہ الہ آبادی کے نظریات محسن فانی کشمیری کے اشعار۔ سرمد کے عقائد۔ بابا لال کا فلسفہ۔ چندر بھان برہمن کے عقائد۔ میاں باری کی تاویلات۔ شیخ سلیمان مصری قلندر کی روایات

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

اس سلسلہ کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہا جتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اس دشمنی اور ایذا کا بدلہ دیا اور اورنگ زیب کو ہندوستان کی سلطنت عنایت کی آج تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔[1]

(سابقہ صفحہ سے آگے)

اور شاہ فتح علی قلندر کی حکایات سے دلی لگاؤ تھا وہ مغل دربار اور ملکی انصرام میں مشائخ نقشبندیہ کے اثر و رسوخ کی وجہ سے رسماً سرہند گیا۔ حالانکہ وہ ان بزرگان دین کے ساتھ چل نہ سکتا تھا۔

1۔ حضرت میاں میر بالاپیر قادری لاہوری قدس سرہ (۹۵۷ھ/۱۰۴۵ھ) سلسلۂ قادریہ کے مشائخ عظام میں مانے جاتے تھے۔ آپ شیخ خضر سیوستانی کے مرید۔ قاضی سائندہ بن قاضی قلندر کے بیٹے اور حضرت فاروق اعظم کی اولاد میں سے تھے۔ آپ سیوستان میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں علوم دینیہ سے فارغ ہوئے۔ سلسلۂ قادریہ میں سلوک کے منازل طے کئے اور شیخ کامل بن کر پچیس سال کی عمر میں لاہور آئے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں کمال کر دیا۔ ساری رات نوافل پڑھتے۔ سات دن کے بعد روزہ افطار فرماتے اور حالت استغراق میں کئی کئی ہفتے گذار دیتے۔ داراشکوہ نے آپ کے احوال و کمالات پر ایک مبسوط کتاب "سکینۃ الاولیاء" لکھی۔ جس میں آپ کی کرامات کا تذکرہ ملتا ہے۔ بادشاہان وقت آپ کے دروازے پر حاضری دیتے۔ دربار کے امراء اور رؤساء آستان بوسی کرتے۔ علماء و مشائخ آپ سے استفادہ کرتے اور عوام الناس آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ جہانگیر، شاہجہان۔ داراشکوہ اپنے زمانۂ اقتدار میں آستان بوسی کے لئے کئی بار حاضر ہوئے۔

لاہور کے نواب وزیر خان مغلیہ دور کے سپہ سالار۔ خانقاہ کی جاروب کشی کو سرمایۂ افتخار خیال کرتے تھے۔ ۱۰۶۵ھ میں فوت ہوئے۔ اور لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔

www.maktabah.org

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے تیسرے فرزند حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ، پیدا ہوئے۔

شاہجہان کی بیٹی روشن آرا
حضرت خواجہ معصوم زمانی کی بعیت ہوئی

جب اورنگ زیب آنحضرتؓ کا مرید ہوا تو اس نے اپنی بہن روشن آرا، کو جو تمام بھائی بہنوں سے خوبصورت تھی۔ آنحضرتؓ کا مرید ہونے کو کہا۔ دوسرے بھائی مختلف فقیروں کے اوصاف اس سے بیان کرتے تھے۔ تاکہ کسی اور فقیر کی مرید بنے۔ ایک رات اس نے استخارہ کیا کہ مجھے کس بزرگ کی مرید ہونا چاہیئے؟۔

www.maktabah.org

اس محل پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ گنبد سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور محل کے نیچے تمام اولیائے اُمت آپؒ کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ آنحضرت خربوزہ کھا کر اس کے چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں۔ جنہیں اولیائے اُمت بڑی خواہش اور رغبت سے کھاتے ہیں۔ اور اُن کے لینے میں بڑی جدوجہد کرتے ہیں۔ آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے سے چھینتے ہیں۔ اور ان چھلکوں کے کھانے پر فخر کرتے ہیں۔ اس اثنا میں غیب سے کوئی پکار کر کہتا ہے کہ جو شخص حضور کے پس خوردہ خربوزے کے چھلکے کھائے گا اللہ تعالیٰ اُسے صدیقوں میں داخل کرے گا۔ اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی۔

جب صبح اس نے یہ خواب اپنے بھائی اورنگ زیب سے بیان کیا تو وہ اُسے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں لایا اور مرید بنایا۔ اور خواب کا واقعہ آپؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ روشن آرا۔ نے آپؒ کے انتقال کے بعد اسی قسم کا روضہ منورہ بنوایا جیسا کہ اس نے خواب میں دیکھا تھا۔

اس کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے مزین ہے۔ اور اس طرح چمک رہا ہے۔ کہ دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور اس کے نقوش ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ چاروں طرف چار سنگ رخام کے برج بنے ہوئے ہیں۔ اور ان چاروں پر گنبد بنے ہوئے ہیں۔ اور اس محل کے اوپر ایک بڑا عظیم الشان سنہری گنبد ہے۔ جو سورج کی طرح چمکتا ہے۔

شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا، قیوم ثانیؒ کی مُرید ہوئی

بادشاہِ ہند شاہجہان کی لڑکی گوہر آرا۔ دانائی عقلمندی، سمجھ، فہم، علم اور حلم، آراستگی اور شائستگی میں اپنی نظیر آپ تھی۔ رات دن عبادتِ خدا میں مشغول رہتی اور

www.maktabah.org

صبح و شام خوفِ خدا سے روتی ۔ سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سرِ مو تجاوز نہ کرتی۔

ایک دن اس نے اپنے بھائی اورنگ زیب کو کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک باغ ہے جس کی دیواریں سُرخ یاقوت کی ہیں ۔ درخت زُمرد کے ہیں اور زمین سُنہری ہے ۔ اس باغ میں مروارید کا ایک محل ہے ۔ جس میں جناب سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ۔ محل کے ایک طرف امت کے تمام صالحین اور اولیائے کرام بیٹھے ہیں ، اور دوسری طرف امت کی صالحات اور اولیاء خواتین بیٹھی ہوئی ہیں جن میں سیدہ عائشہ صدیقہ ۔ حضرت فاطمۃ الزہراء اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نمایاں دکھائی دے رہی ہیں ۔ عورتیں آتی جاتی ہیں اور ان کے پاس بیٹھتی جاتی ہیں اسی طرح مرد بھی جوق در جوق آتے جاتے ہیں اور مردوں کے طبقے میں بیٹھتے جاتے ہیں ۔

اس محل کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے جسے حضور سرورِ کائنات دیکھتے جاتے ہیں ۔ آپ اس شخص کو گذارشات پیش کرنے کا حکم فرماتے ہیں تو وہ دوسروں کے مطالبات پیش کرتا جاتا ہے ۔ کبھی اس کی زبان پر مردوں کے مطالبات ہیں ۔ کبھی عورتوں کے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان معاملات پر غور فرما کر حکم صادر فرماتے جاتے ہیں اور اس طرح تمام حاضرین کے چہرے روشن ہوتے جاتے ہیں ۔

میں نے کسی سے پوچھا "یہ شخص کون ہے ؟" بتایا گیا "یہ عروۃ الوثقٰی حضرت مخدوم محمد معصوم سرہندی ہیں ۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کا تمام کارخانہ آپ کے حوالے کیا ہے ۔ اور آپ کی التجا پر لوگوں کے کام ہو جاتے ہیں ۔"

یہ خواب دیکھ کر شہزادی گوہر آرا ء اٹھیں حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئیں ۔ آپ نے بھی شہزادی کے حال پر خصوصی توجہ فرمائی ۔ بلکہ آپ نے شہزادی کے حق میں یہ خوشخبری سنائی کہ تم جنت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

www.maktabah.org

کی ازواج مطہرات کی خصوصی خدمت میں رہو گی۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابعہ خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے وصال کے بعد شہزادی گوہر آرا حضرت قیوم ثالث سے تکمیل سلوک کرتی رہیں۔ اور ولایتِ ثلاثہ۔ کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری پائی۔

قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور جگہ فرمایا کہ گوہر آرا جنت میں ازواج مطہرات کے ساتھ رہے گی۔ حضرت خلیفۃ اللہ جمعہ کی نماز کے بعد سرہندی باغ میں تشریف لے جاتے اور گوہر آرا کی قبر پر فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور پھر فرماتے اس قبر پر نور عظیم کا ظہور ہوتا ہے جو مقتدر اور اعلیٰ اولیاء اللہ کی قبروں پر ہی ہوتا ہے۔

بادشاہ شاہجہان فتح قندھار کے لئے
حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے دعا کراتا ہے

آپؒ کی قیومیت کا ستارھواں سال تھا جب بادشاہِ ہندوستان نے ایران پر چڑھائی کی جس کی وجہ یہ تھی کہ والیٔ ایران نے اپنی مجلس میں کہا کہ سلطانِ ہند شاہجہان میں اہلِ ایران سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ایک مہینے میں سارے ہندوستان کو اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں لیکن چونکہ زمانہ قدیم سے ہم میں اور ان میں

www.maktabah.org

برادری اور خیر سگالی کے مراسم ہیں۔ اس لئے ہماری کبھی خواہش نہیں ہوئی۔

جب شاہجہان نے یہ بات سُنی کہ شاہِ ایران کا یہ خیال ہے پھر وہ برسرِ عام خلفاء ثلاثہ کے حق میں غیر مناسب کلمات بھی استعمال کرتا رہتا ہے۔ تو بڑا پیچ و تاب کھانے لگا۔ اُسی وقت ایک زبردست لشکر لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے سرہند پہنچ کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اور اس مہم کے لئے دُعا اور توجّہ کی درخواست کی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم آج رات اس بارے میں توجہ کریں گے جو کچھ معلوم ہوگا اس کے موافق جواب دیں گے۔

دوسرے روز جب بادشاہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ ہم نے اس مہم کے بارے میں خصوصی توجہ دی ہے بفضلِ الٰہی سے امید غالب ہے۔ کہ حق تعالےٰ تمہیں فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے باغ باغ ہوگیا۔ اور خوشی خوشی ایران کی طرف روانہ ہوا۔ آخر منزلیں طے کر کے جب کابل کے گرد و نواح میں پہنچا۔ تو شہزادہ اورنگ زیب کو ہراول لشکر دے کر بھیجا۔ شہزادہ نے ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوبارہ مدد و اعانت کے لئے لکھا۔ آپؓ نے اس کے جواب میں ایک مکتوب لکھا۔ جس میں جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر کے فضائل اور ان کے متعلق احادیث درج فرمائیں۔ اس میں ان حدیثوں کا ذکر بھی فرمایا جو روافض کی تکفیر کے بارے میں آئی ہیں۔

یہ مکتوب آپؓ کے مکتوب کی پہلی جلد کا چونسٹھواں مکتوب ہے تکفیر روافض کے متعلق حسب ذیل احادیث کا اقتباس کیا۔ **حدیث**:-

اخرج ابو درد االذهبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما مرفوعا یکون فی آخر الزمان قوم یسمعون الرافضه یرفضون	ابو درد ا میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت کی کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے۔ جن کو روافض کہیں گے اور جو اسلام کی

www.maktabah.org

الاسلام فقتلوھم فانھم مشرکون۔

توہین کریں گے۔ اُن کو قتل کرنا کیونکہ یہ مشرک ہو گئے۔

حدیث

واخرج الدارقطنی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سابق من بعدی قوم یقال لھم الرافضہ فان ادرکتموھم فاقتلوھم فانھم مشرکون قال قلت یا رسول اللہ ما العلامتہ فیھم قال یفرطونك بما لیس فیك ویخالفون عن السلف واخرجہ عن الطریق اٰخر وادعنہ ینحلون عنا اھل البیت یسوء کذلك ذلك انھم یسبون ابابکرؓ وعمرؓ۔

دار قطنی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی ہونگے جنھیں رافضی کہا جائے گا اگر وہ تمھیں ملیں تو انھیں ضرور قتل کرنا کیونکہ وہ سراسر مُشرک ہوں گے۔ آنجنابؓ نے حضور نبی کریم سے پوچھا کہ ان کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا جو باتیں تم میں (حضرت علیؓ میں) نہیں پائی جاتیں انھیں اصل سے بھی بڑھا چڑھا کر بیان کریں گے۔ گذشتہ لوگوں کی مخالفت کریں گے انہی میں بالفاظ دیگر فرمایا ایسے لوگ اہلِ بیت سے باہر نکل جائیں گے لیکن وہ ایسا کرنے میں سراسر برائی پہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ حضرت ابابکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہیں گے۔

اِن احادیث کے بعد لکھا: "رجعلنا من جھاد الاصغر الی جھاد الاکبر۔" ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف ہوئے۔

حدیثِ قُدسی میں آیا ہے: "عاد نفسك فانھا اغضب بمعاد۔" تو اپنے نفس سے عداوت کر کیونکہ وہ معاد کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔

انسانی نفسِ امارہ باوجود تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی اپنے کُفر و انکار پر اڑا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عملدرآمد نہیں کرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ سب اُس کے فرمانبردار

www.maktabah.org

ہو جائیں اور وہ کسی کا مطیع و ماتحت نہ ہو۔ چونکہ خودی پر قائم ہے اور انا ربکم کی ندا اس کے وجود سے نکلتی ہے اس واسطے اس سے عداوت کرنا عین اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے۔ اور اس سے مخالفت اور جہاد کرنا عین شریعت غزا کے مطابق ہے غزا ایسا جہاد اکبر ہے جو بیرونی دشمنوں سے کبھی کبھی کرنا پڑتا ہے۔ مگر اندرونی دشمن سے تو ہر وقت جہاد کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا۔ غرور و تکبر بادشاہوں کا خاصہ ہے۔ اس لیئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سے جہاد کرنا مناسب اور ضروری خیال فرمایا پھر حضرت قیوم ثانی رضؓ نے شہزادہ کے قاصد کو قندھار کی فتح کی خوشخبری دے کر رخصت فرمایا۔ شہزادہ اس مکتوب کے پہنچنے پر قندھار کی طرف روانہ ہوا۔ آخر قریب پہنچ کر شہر اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے اورنگ زیب کے لشکر کی طاقت کو دیکھا اور بھاگ اٹھا۔ اور قندھار پر شاہزادہ قابض ہو گیا۔ [۱]

---

[۱] شاہجہان نے پہلی بار ۱۶۴۶ء میں قندھار پر ایک مہم بھیجی جو شاہزادہ مراد کی سربراہی میں روانہ ہوئی اور اس فوج کا سپہ سالار علی مردان خان تھا۔ یہ فوج ایران کے مشرقی علاقوں میں آگے بڑھتی گئی۔ بلخ و بدخشان کو فتح کیا۔ اس مہم کے دوران شاہجہان خود لاہور میں مقیم رہا۔ اور یہاں وہ تاریخی عمارتوں کی تعمیرات کی نگرانی کرتا رہا جو آج تک یادگار زمانہ ہیں۔ مگر ایران کے ان علاقوں پر برف باری اور طوفانی ہواؤں کی وجہ سے شہزادہ مراد اپنے قبضے کو مستحکم نہ رکھ سکا اور مغل فوجیں تھوڑے ہی عرصے بعد پسپا ہونے لگیں۔ موسم کی ناموافقت اور ایرانیوں کی دفاعی سرگرمیوں سے مغل افواج کو واپس آنا بھی غیر یقینی ہو گیا۔ سعد اللہ خاں چنیوٹی کی حکمت عملی سے یہ فوجیں حفاظت سے واپس آگئیں۔

اس ہزیمت کا بدلہ لینے کے لیئے شاہجہان نے حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی سے توجہ کی درخواست کی۔ اور اورنگ زیب کو ۱۶۴۷ء میں ایک زبردست لشکر دے کر روانہ کیا۔ شاہجہان خود بھی کابل تک گیا۔ اگرچہ شہزادہ اورنگ زیب سابقہ مہموں کی نسبت تھوڑی فوج لے کر آگے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شاہجہاں نے اس فتح سے بہت خوش ہو کر شکریہ کے طور پر تحفے اور ہدیئے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں روانہ کئے۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے بھی آنحضرت کی خدمت میں عریضہ مع اس ولایت کے تحفوں کے بھیجا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

بڑھا۔ اور موسمی حالات بھی شدید تھے۔ تاہم اورنگ زیب اپنی جنگی تدابیر اور شجاعت کیساتھ شہروں کے شہر فتح کرتا گیا۔ اس مہم میں حضراتِ مجددیہ اورنگ زیب کے ساتھ تھے اور روحانی طور پر اس کے پُشت پناہ تھے۔ اورنگ زیب نے فوج کو اس خوبی سے لڑایا کہ قندھار اور بلخ پر قابض ہو گیا۔ بخارا کا حکمران عبدالعزیز خان مقابلہ میں آیا مگر شکست کھا کر بھاگ نکلا۔

اس معرکہ میں اورنگ زیب نے جس شجاعت کا مظاہرہ کیا وہ اس کے جنگی کردار کا بہترین نمونہ ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد ہنگامہ کارزار میں اترا۔ تیر و تفنگ کی بارش میں اپنا لشکر آگے بڑھاتا گیا۔ توپیں آگ برسا رہی تھیں۔ مگر اورنگ زیب آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ عین معرکہ میں نماز کا وقت آیا۔ اورنگ زیب گھوڑے سے اُترا۔ میدان جنگ میں ہی نماز ادا کی۔ مغل فوج اس کی اس ادا پر جانیں قربان کرنے لگی۔ ایرانی فوج اسکی استقامت دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں ایرانی سپہ سالاروں پر اورنگ زیب کے اس استقلال کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ انھوں نے صلح کی درخواست کی۔ اورنگ زیب نے یہ استدعا قبول کر لی۔ ایک اور حریف نذر محمد آگے بڑھا۔ جس کے لشکر کو اورنگ زیب کی فوجوں نے گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا۔ بادشاہ بدخشان نے شاہجہان سے صلح کے بعد بدخشان کی واپسی کی التجا کی جو بادشاہ نے کمال فیاضی سے قبول کر کے اُسے بدخشان واپس دے دیا۔ اس فتح مندی کے اثرات میں اورنگ زیب اور شاہجہان خانوادۂ نقشبندیہ سرہندیہ کے پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثانیؒ کی توجہ سے
اورنگ زیب نے خراسان فتح کر لیا

جب والیِ ایران نے سنا کہ قندھار پر سلطانِ ہند قابض ہو گیا ہے۔ اور اصفہان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو بہت سٹپٹایا اور ایک عاجزانہ عریضہ بادشاہِ ہندوستان کی خدمت میں لکھا۔ کہ ہم میں اور آپ میں قدیم زمانہ سے اخلاص اور خصوصیت چلی آتی ہے بلکہ جب سلطان ہمایوں اس علاقے میں آیا۔ تو جس قدر ہم سے ہو سکا ہم نے اس کی خدمت کی۔ بلکہ تمام سلطنتِ ایران اس کے حوالے کی۔ اب معلوم نہیں آپ کس لئے

www.maktabah.org

ادھر آرہے ہیں۔ قندھار پر آپ پہلے ہی قابض ہو گئے ہیں۔ ہم آپ کے قبضہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ آپ اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیں۔ کیونکہ ہم نے ابتداء ہی سے یہ ملک آپ کو دے رکھا تھا۔ اب آپ اپنے ارادے کی باگ ہندوستان کی طرف موڑ دیں۔ اور اگر کچھ اور ارادہ ہے تو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ اس کا فکر کیا جائے۔

والیِ ایران نے جو لکھا کہ ہم نے ایران ہمایوں بادشاہ کے حوالے کیا۔ اس کی اصلیت یوں ہے کہ شاہجہان کے دادا ہمایوں شیر خاں سوری افغان سے شکست کھا کر ہندوستان سے ایران پہنچا تو شاہ ایران نے اس کی بہت آؤ بھگت کی۔ حتٰی کہ تمام ملک ایران اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے یہ کر پھر اسی کے حوالے کر دیا۔ اور خود ہندوستان جا کر اسے دوبارہ فتح کیا۔

جب والیِ ایران کا خط شاہجہان نے دیکھا۔ تو اُسے رحم آیا اور کہا کہ قندھار ہم اس سے بطور جزیہ لیتے ہیں۔ اور شہزادہ اورنگ زیب کو لکھا کہ ایران کی طرف سے واپس چلے آؤ۔ جب شہزادہ نے باپ کا حکم پڑھا تو بہت مایوس ہوا اور ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔ کہ حضورؓ کی توجہ مبارک سے میں نے قندھار کو فتح کر لیا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ خراسان کے شہروں میں رافضی لوگ اعلان حضرات صحابہ خصوصاً شیخین کو گالی گلوچ کرتے ہیں اگر اجازت ہو تو اس طرف کا رُخ کروں اور انھیں نیست و نابود کر دوں۔ آپؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم تمھارے احوال کی طرف متوجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ جدھر کا رُخ کرو گے فتح پاؤ گے۔ جہاں کہیں رافضیوں کو پاؤ قتل کر ڈالو کیونکہ یہ دین کے دشمن ہیں۔

شہزادے نے آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب خراسان پر حملہ کر دیا۔ اور اس تمام کے تمام علاقے کو تہ و بالا کر دیا۔ ہزارہا روافض کو قتل کیا۔ اور مرو اور ہرات کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور ایران والوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔

www.maktabah.org

یلا نہائے ایران درخون و خاک ‏ ‏ ‏ ز شمشیر ہندی شدہ چاک چاک
ز ایران سپہ مرو خستہ شُد ‏ ‏ ‏ وزاں روئے پیکار پیوستہ شُد

جو تلوار سے بچ رہے وہ بھاگ کر عراق جا پہنچے۔ جب یہ اصفہان گئے تو ایرانی لشکر بہت گھبرایا۔ اکثر لشکری بھاگ گئے۔ بادشاہ بھی یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔ پھر ایک خط شاہجہان کی طرف اور ایک شہزادہ اورنگ زیب کی طرف لکھا۔ کہ میں نے تم سے بہت اچھے اچھے سلوک کئے ہیں۔ لیکن تمھارے دل پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ ایران کے بعض فتنہ برپا کرنے والوں کو جن کی حالت حسبِ ذیل اشعار کے مطابق ہے فساد مٹانے کی خاطر ؎

بے خرد چند ز خود بے خبر ‏ ‏ ‏ عیب شمارند بھر ہنر
باد شوندار بہ چراغے رسند ‏ ‏ ‏ دود شوندار بدماغے رسند

سزا دی گئی۔ اس لئے وہ ایران سے نکل کر ہندوستان میں آ گئے۔ اور از راہِ دشمنی ہمارے خلاف واقع باتیں کیں۔ ہماری طرف سے تمھارے پاس بیان کیں۔ اور تمھیں ہم سے ناراض کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے ہمیں رفض کی تہمت لگائی۔ حالانکہ یہ بیان بہتان عظیم ہے۔ جبکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی زبان سے نہ بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ دُنیا والوں نے اللہ تعالےٰ کو صاحب اولاد اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہا۔ ہمارا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے۔ اصحاب کے دوست دار ہیں۔ اہلبیت کی محبت ہمارے دلوں میں بہت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہماری طرف سے کہا گیا ہے۔ محض جھوٹ ہے۔" اور شاہزادہ کی دعوت کے لئے پانچ لاکھ تومان بھیجے۔

شاہجہان نے اورنگ زیب کو لکھا کہ ہندوستان واپس چلے آؤ۔ شہزادہ بھی والیٔ ایران کی تواضع کو مدنظر رکھتے ہوئے مجبور ہو کر ہندوستان لوٹ آیا۔ واپس آتے وقت بلخ کے پاس سے گذر ہوا۔ وہاں کے بادشاہ نے تھوڑی سی فوج لے کر مقابلہ

www.maktabah.org

تو کیا لیکن شکست کھائی اور قید ہو گیا۔

ہندوستان کے وزیر اعظم کے بیٹے شہزادہ سعد اللہ خاں کو اس شہر اور قلعہ کے بندوبست کے لئے بھیجدیا گیا۔ شہزادہ سعد اللہ خاں نے شاہی قلعہ پر قبضہ کیا بلخ کے کے تمام علماء مشائخ اور چھوٹے بڑے اُسے مبارکباد دینے آئے۔ وہاں کا وزیر بھی اپنے وقت کے عالموں کا سردار تھا۔ اپنی امارت اور علم پر تکبر کرتے ہوئے علماء کا امتحان کرنے کے واسطے جیسا کہ طلبہ علم کا دستور ہے۔ کہ آپس میں بحث کرتے ہیں۔ علماء سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دلائل کیا ہیں؟ انھوں نے محبت اسلام اور دین کی حرارت کی وجہ سے نہایت غصہ سے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت پر دلائل واضح ہیں ایسے سوالات کی کیوں ضرورت پیش آرہی ہے۔ ہم ایسے شخص کو کافر قرار دیں گے۔ جو حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت پر شبہ کرتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے کہا کہ جائز ہے کہ نواب کو کافر قرار دیا جائے۔ اس نے کہا یہ جو اس باختہ ایرانی علماء و مشائخ ہیں۔ اور ان کے منہ سے اونٹ کی طرح جھاگ نکلتی رہے۔ انھوں نے اس کی تکفیر کا فتوٰے دیا۔ سعد اللہ خاں اپنے کہنے سے سخت شرمندہ ہوا۔ اور کہنے لگا میں تو تمہارے علم کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ مجھے اس میں شبہ بالکل نہ تھا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بذریعہ دلائل ثابت کیا۔ لیکن وہ اس طرح بے خود ہوئے کہ بے اختیار بار بار یہی کہتے تھے کہ نواب کو کافر قرار دینا جائز ہے۔ آخر سعد اللہ خاں نے سر ننگا کر کے ان کے پاؤں پر رکھ دیا کہ برائے خدا میری خطا پر درگذر کرو۔ میں اپنے کہے سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک لاکھ روپیہ ان کی نذر کیا۔ شاہزادہ ان علماء پر بہت خوش ہوا۔ اور ان کو اپنے پاس بلا کر ہر ایک کے مناسب حال رعایت کی اور فاخرہ خلعت عنایت کی۔

کچھ عرصہ بعد شہزادہ اورنگ زیب نے اس ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور

www.maktabah.org

وہاں کے بادشاہ عبدالرحمٰن کو اپنے ساتھ لے کر ہندوستان روانہ ہوگیا۔ اس وقت خراسان کے بادشاہ نے بھی ڈر کر بہت سا روپیہ معہ اس ملک کے تحائف و ہدایا بطریق ضیافت شہزادہ کے پیش کیئے۔ اور عاجزی ظاہر کی۔ شہزادے نے اس کی ضیافت اور عاجزی کو قبول کیا۔ اور پھر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہجہان نے بیٹے کو گلے لگایا اور اس کا سر منہ چوما اور کہا۔ واقعی تخت و تاج کے لائق تو ہی ہے۔ اور سلطان عبدالرحمٰن کو بڑی عزت سے اپنے پاس رکھا۔ اور اسے مجلس میں اپنے فرزندوں کے برابر بٹھایا تھا۔ اور شہزادوں کی طرح اس سے سلوک کرتا تھا۔ اُمرا کو تاکید کردی کہ جس طرح شہزادوں کا ادب بجالاتے ہو۔ اسی طرح اس کا بھی ادب بجالایا کرو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے۔

جب شاہزادہ اورنگ زیب حاضرِ خدمت ہوگیا۔ تو بادشاہِ شاہجہان آباد میں آیا۔ لیکن راستے میں سرہند آیا حضرت قیوم ثانی کی آستانِ بوسی سے مشرف ہو کر ان فتوحات کے شکریہ میں ہدایا و تحائف پیش کیئے۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رح بھی کمال لطف و کرم سے شہزادہ اورنگ زیب سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا، کہ حق تعالےٰ تمہیں دین و دنیا میں خوش رکھے۔ شہزادہ بھی آدابِ قیومیت بجالایا۔

سلطان عبدالرحمٰن والیٔ بلخ
حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی کا مرید ہوگیا

جب شاہجہان بادشاہِ ہندوستان قندھار خراسان اور دوسرے ممالک کی فتح سے فارغ ہو کر حضرت قیوم ثانی کی آستان بوسی سے مشرّف ہوا۔ تو سلطان عبدالرحمٰن کو اپنے بیٹوں کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ شہزادہ محمد اورنگزیب نے سلطان عبدالرحمٰن کو آنحضرت کا مرید ہونے کے لئے کہا۔ سلطان پہلے ہی غائبانہ

www.maktabah.org

معتقد تھا۔ لیکن اِن دِنوں بسبب بُغض اہلِ غرض کے کہنے گئے تیری سلطنت میں زوال
صِرف حضرت قیوم ثانی کی توجہ کے سبب آیا ہے قدرے بداعتقاد ہوگیا تھا۔

اسی اَثنا میں اس نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے بعض لوگوں کو
طَوق و زنجیر پہناتے مارتے پیٹتے دوزخ میں لیجا رہے ہیں۔ سلطان نے پوچھا یہ کون
لوگ ہیں جنھیں دوزخ میں لے جایا جا رہا ہے؟۔ کہا" یہ حضرت عروۃ الوُثقٰے کے مخالف
ہیں اتنے میں ایک فرشتہ نے آکر اُسے بھی پکڑ کر دوزخ میں لے جانا چاہا۔ کہ کسی نے
آواز دی کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حضرت عروۃ الوُثقٰے کا خاص مُرید ہے۔ اور آپؓ نے
اُسے دائمی سَلطنت عطا فرمائی ہے۔ سُلطان نے اسی وقت اپنے سابقہ بُرے
عقیدے سے توبہ کی اور فیصلہ کرلیا۔ کہ میں ضرور آنحضرتؓ کا مُرید ہوں گا۔

اُس نے دوسرے روز یہ خواب اورنگ زیب کو بتایا اُس نے لاکر آنحضرتؓ
کا مُرید کرایا اور اُس خواب آنحضرتؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ سُلطان عبدالرحمٰن آنحضرتؓ
کا خاص الخاص مُرید ہے۔ شاہِ توران کی بیٹی ایلور بیگم نے بھی جو سلطان کی منکوحہ تھی۔
اِس بارے میں خواب دیکھا تھا۔ وہ بھی آنحضرتؓ کی مرید ہوئی۔ بادشاہ نے بڑے
اعتقاد سے اس پردہ نشین کو آنحضرتؓ کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ اس نے آپؓ
سے بالکل پردہ نہ کیا۔

سلطان عبدالرحمٰن کی قبر حضرت عروۃ الوُثقٰے کے روضۂ مُنوّرہ کے صفہ کے
جنوب میں سنگ رخام کی بنی ہوئی ہے۔ "شرف المکان بالمکین"۔ اس کے
حق میں صادق آتا ہے۔ حضرت [illegible] ثانی اس پر نہایت مہربان تھے۔ حتّٰی کہ سلطانِ ہند
نے بڑے زور و شور سے بلخ کی سلطنت اُسے دینی چاہی۔ لیکن اس نے صاف انکار کر
کے حضرت امام معصوم کی خدمت کو اختیار کیا۔ اور اپنی سلطنت اپنے بھائی کو دے
دی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہٗ کے وصال تک سلطان آپؓ کی خدمت میں رہا۔

www.maktabah.org

اس سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

بادشاہِ بدخشاں نے
حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کرلی

جب شاہ بدخشاں نے شاہزادہ اورنگ زیب سے ڈر کر بہت سا روپیہ اس کی ضیافت کے لیئے بھیج کر اظہار عجز کیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے تو بعض مخالفوں نے موقع پاکر اُسے کہا کہ اورنگ زیب صرف حضرت قیوم ثانی کے اشارے سے ادھر آیا تھا۔ گذشتہ بادشاہ جو آنحضرت کا معتقد اور مُرید تھا۔ فوت ہو چکا تھا۔ اور یہ اس کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا۔ ابھی پورے طور پر آنحضرت کے کمالات سے واقف نہ تھا چونکہ نوجوان اور نو دولت تھا۔ اس لیئے لوگوں کے بہکانے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے اُن خلفاء کے آداب و تواضعات کو جو بدخشان میں رہتے تھے۔ ترک کر دیا۔ اور ہر سال جو تحفے آنحضرت کی خدمت میں ارسال ہوتے تھے۔ وہ بھی بند کر دیئے۔

بدخشان کے رئیسوں، علماء، اور مشائخ نے ان حالات کی وجہ سے اس سے ناراض ہو کر اُسے وعظ و نصیحت کی کہ آنحضرت نے اورنگ زیب کو صرف ایران کے شیعوں کے لیئے بھیجا تھا۔ نہ کہ بدخشان اور توران پر۔ تم آنحضرت کے حق میں بدعقیدہ نہ ہو۔ ورنہ دین و دنیا میں نقصان اٹھاؤ گے۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد معصوم تو قیوم زمانی ہیں۔ اور غم و الم رنج و راحت۔ شادی، غمی اور بادشاہوں کی موقوفی اور بحالی سب آپکے اختیار میں ہے۔

در دستِ اوست بخششِ چرخ را مہار — کارے جہاں بسر نرود بے رضائے او
چوں جادہ صحاری چوں موج در بہار — بر جملہ خاک واں روانست حکم او

لیکن اس نے ایک نہ سُنی۔ اسی اثناء میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہیں اور ہزارہا اولیاء اللہ تخت کے پاس دست بستہ باادب کھڑے ہیں۔

www.maktabah.org

بدخشی بادشاہ نے ایک سے پوچھا۔ یہ کون بزرگ ہیں؟ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ بادشاہ نے دیکھا کہ آنحضرت بادشاہوں کی طرح مہمات ملکی میں مصروف ہیں۔ بعض کو انعام واکرام دیتے ہیں۔ اور بعض کو مار پیٹ ہوتی ہے۔ پھر دنیا بھر کے بادشاہوں کو آپ کے روبرو لایا گیا۔ بعض پر مہربان ہوکر خلعتِ فاخرہ عنایت فرمائی۔ اور جڑاؤ تاج مرحمت فرمائے اور خاص خاص ملک سپرد کئے۔ اور بعض پر سخت ناراض ہوئے اور سلطنت سے علیحدہ کر دیا۔ اتنے میں بدخشی بادشاہ کو بھی آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر اُسے فرمایا کہ تو ہی ہے جس نے ہمارے خلفاء کے احترام کو ترک کر دیا ہے۔ اور ہم پر بداعتقاد ہو گیا ہے۔ ہم نے اپنی توجہ سے تجھے آباد کیا اور تیری سلطنت کے مدد و معاون ہم ہیں۔ اور اپنے خلفاء کو ہم نے تیری سلطنت کی حفاظت کے لئے اس ملک میں رکھا ہوا ہے۔ یہ فرما کر بڑے زور سے اس کی گدی پر مُکا مارا۔ جس پر اس نے کہا۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ اور آنحضرت کی مریدی قبول کرتا ہوں۔ آئندہ حضور کے خلفاء کی حرمت کما حقہٗ کرونگا۔ تین مرتبہ آپ نے انہی الفاظ کا اعادہ کیا اور مُکا مارا۔ اور اس نے بھی تینوں مرتبہ توبہ کی۔ بعد ازاں، آنحضرت رضؓ نے اس کے کان کو زور سے کھینچ کر فرمایا "خبردار! بھول نہ جانا"۔

کان کھینچنے پر بادشاہ جاگ پڑا۔ تو کان درد کر رہا تھا۔ اور مُکے کا نشان اور درد دونوں موجود تھے۔ اسی وقت اٹھ کر حضرت امام معصوم کے خلفاء مثل خواجہ محمد امین بدخشی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے سابقہ بدعقیدے سے توبہ کی۔ غائبانہ آنحضرتؓ کا مرید ہوا اور ایک عرضی معہ تحف وہدایا۔ آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ کہ میرے گذشتہ قصوروں کو معاف فرمایا جائے۔ اور مجھے اپنا مرید بنایا جائے۔ آپ نے اس کے قصور معاف فرمائے اور اس کے وزیر نے آنحضرت کی خدمت میں اس کی طرف سے بیعت کی۔

اس طرح شاہ بدخشان غائبانہ مرید ہوا اور آنحضرت نے اپنی کلاہ مبارک بطور تبرک اُسے ارسال فرمائی۔ جو آج تک بدخشان کے بادشاہوں کے ہاں موجود ہے۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کی خدمت میں ترکستان و قبچاق کے سلاطین کی غائبانہ بیعت

حجت الاحمدیہ میں لکھا ہے کہ جب ترکستان میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلفاء کی تعداد حد سے زیادہ ہوگئی اور ترکوں پر اُن کا تصرف اس قسم کا ہوگیا کہ وہ اپنا کوئی کام آپ کے خلفاء کی اجازت کے بغیر نہ کرتے تھے۔ اور وہاں کے خان بھی اسی طرح محکوم تھے۔ (ترکستان اور توران میں بادشاہ کو خان کہتے ہیں۔) اگر وہاں کے خان کوئی کام آنحضرت کے خلفاء کی مرضی کے خلاف کرنا چاہتے تو نہ کر سکتے۔ لیکن خلفاء، خانوں کے خلاف مرضی کر سکتے تھے۔ یہ دیکھ کر اکثر جاہل خان اُن سے ناراض ہوتے تھے۔ جو آنحضرت کے مُرید تھے۔

ترکمان امراء کو بد اعتقادی کی سزا

دوسرے خان جو ابھی ابھی اپنے اپنے قبیلے کے سردار ہوئے تھے حضرت قیوم ثانی کے کمالات سے چنداں واقف نہ تھے۔ اس لیئے وہ آنحضرت کے خلفاء سے ناراض ہوئے۔ آنحضرت کے مخالفوں نے جو دین کے دشمن تھے۔ موقعہ پاکر ان خانوں سے کہا کہ شاہزادہ اورنگ زیب جو تمھارے نیست و نابود کے لیئے ادھر آیا تھا۔ صرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے آیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ تمھارے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتا۔ تو واپس چلا گیا۔ وہ یہ سُن کر بے اعتقاد ہوگئے۔ اور انھوں نے آنحضرت کے خلفاء کو تکلیف پہنچانی چاہی سب سے پہلے اعزخاں نے شورش مچائی۔ جو ترکمان قبیلے کا سردار تھا۔ اس نے باقی خرگاہ نشین خانوں کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ ان خانوں کو خرگاہ نشین اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ گھوڑوں پر سوار رہتے ہیں بھیڑ بکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں جن کے دودھ دہی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اور ان کی پشم کا لباس اور خیمہ و خرگاہ بناتے ہیں۔ جہاں کہیں پانی گھاس دیکھتے ہیں۔ وہیں ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ اس سارے ملک میں کہیں عمارت کا نام و نشاں نہیں تھا۔ ترکستان کے اکثر

www.maktabah.org

خان اور دشت قبچاق کے تمام سُلطان صحرا نشین اور خانہ بدوش تھے۔ جو ہمیشہ خیموں میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس لئے ملک قبچاق کو دشت قبچاق کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کوئی عمارت نہیں پائی جاتی۔ تمام وضیع و شریف اور اعلیٰ و ادنے بادشاہ و رعایا آسمانی تاروں کی طرح حرکت میں رہتے ہیں۔ آج یہاں تو کل وہاں۔

دشتِ قبچاق

تاریخ شہرخی میں لکھا ہے کہ دشت قبچاق کا طول و عرض اٹھارہ[۱۸] لاکھ میل ہے اسی دشت کے دوسرے سرے پر قطب شمالی واقع ہے۔ وہاں پر آسمان چکی کی طرح پھرتا نظر آتا ہے۔ اس جنگل میں ایک مقام ایسا بھی ہے کہ وہاں صُبح صادق شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی نمودار ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے علمائے ماوراء النہر کہتے ہیں کہ وہاں پر عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ عشاء کی نماز شفق کے غائب ہو جانے پر شروع ہوتی ہے۔ اس جنگل میں سات سو بادشاہ ہیں جن میں سے ہر ایک ہندوستان کے بادشاہ کی طرح ہے۔ سدِ سکندری بھی اسی جنگل میں ہے [۱]

اس سے پہلے دشتِ قبچاق میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے خلفاء گئے تھے۔ اور وہاں کے بادشاہ مُرید ہوئے تھے اور ہر طرح سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ، اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے معتقد و مرید تھے۔

خلفائے قیوم ثانی کے خلاف ایک سازش

لیکن جب ترکستان کے خان حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، پر ناراض ہوئے۔ تو دشت قبچاق کے خان بھی انھوں نے اپنے ساتھ شامل کر لئے۔ جن میں سے بعض تو اُن سے مل گئے۔ لیکن توقمش خاں بادشاہ۔ قرا آسمان قلیچ خاں سلطان سیادوق اوذون قرا تیمو والیٔ عرقوی وانکم خاں حاکم بالغ داغ اور بالیغر خاں قورق کول وغیرہ اسّی[۸۰] بادشاہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے انھیں سرزنش کی۔ کہ ایسے بُرے ارادے سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو۔ کیونکہ قیوم وقت کی مخالفت کرنا دین و دُنیا کو

---

[۱] یہ علاقہ ان دنوں روس اور چین میں تقسیم ہو چکا ہے اور اسکی معاشرتی صورتحال یکسر بدل چکی ہے۔

برباد کرنا ہے۔ انھوں نے مصلحت وقت کے مطابق منافقانہ توبہ کی لیکن درپردہ اسی فکر میں رہے اور یہ قرار پایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کے دن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء پر ہاتھ صاف کرنا چاہیئے۔

اغرخاں نے دشت قبچاق کے قریب ترکستان کے علاقے میں دریائے وشق کے کنارے عُرس قرار دیا۔ اور ترکستان اور دشت قبچاق میں جس قدر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے سب کو مدعو کیا۔ نیز علاقوں کے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور خاقان خان اور سلطان وغیرہ سب کو بلایا۔ تمام کے تمام ماہ صفر میں مقرر کردہ مقام پر جمع ہوئے۔ دریائے وشق کے قریب سمور پہاڑ کی چوٹی پر بارہ ہزار قلماق مقرر کردیئے۔ کہ عین عرس کے وقت اگر تم نے خلفائے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا صفایا کردینا ہے۔

اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے خواجہ یوسف اور خلیفہ عبدالرحمٰن کو ان لوگوں کے مکر کی اطلاع دے دی۔ ان کو جب کشف تصدیق ہو چکی تو انھوں نے باقی خلفاء کو اطلاع دی۔ سب نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو سب کو اس مکر کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے اغرخاں کو فرمایا کہ تو نے ہماری دعوت کی ہے یا قتل کرنے کے لیئے بلایا ہے۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی۔ خواجہ صاحب نے انھیں فرمایا سچ بتاؤ تم کو ہمارے قتل کے لیئے کس نے مقرر کیا ہے۔ انھوں نے کہا اغرخاں اور فلاں فلاں نے۔ پھر انھوں نے کہا۔ کہ ہم اس بُرے کام سے شرمسار ہو کر توبہ کرتے ہیں جب انھوں نے ہمیں ایسا کرنے کے لیئے مقرر کیا تھا۔ کسی فرد بشر کو خبر نہ تھی۔ اب لوگوں کو جو خبر ہوگئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بارگاہِ الٰہی میں قرب و منزلت حاصل ہے۔

وہ سارے قلماق حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء کے مرید ہوئے۔ اغرخاں وغیرہ سخت نادم ہوئے۔ بیچاروں کو مرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ بعدازاں تمام خلفاء سخت ناراض ہوئے۔ اور خانوں کو کہا کہ تمھارا یہ دین اور آئین اچھا ہے۔ ہم نے تم سے کونسی بدسلوکی کی تھی

www.maktabah.org

جو تم ہمارے قتل کے درپے ہوئے صبح و شام ہم تمہاری سلطنت کے حامی ہیں اور تمہیں ہم اپنی دُعا کے ضمن میں لئے ہوئے ہیں اور تمام مکروہات کا بوجھ ہم نے اپنے اوپر لیا ہُوا ہے۔ ان سب بھلائیوں کا عوض یہی ہے۔ کہ تم ہمیں قتل کرو ؎

چہ سود است کیں قوم ناحق شناس — کنند آفریں را بہ نفریں قیاس

بجائیکہ بد خواہ خوئی بود — تواضع نمودن نہ بونی بود

ترکستان کے خان اللہ کی گرفت میں

اللہ تعالےٰ تم سے اس کا بدلہ لے گا۔ جو منصوبہ تم نے ہمارے لئے باندھا۔ وہ تمہیں پر عائد ہو گا۔ کیونکہ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے۔ وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ بس ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم اب حضرت قیوم ثانی کے معتقد نہیں رہے۔ یہ ہمارا جوش و خروش اور غیظ و غضب صرف اسی خاطر ہے۔ نہ کہ اپنی خاطر بعد ازاں آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔

"اے پروردگار! اگر حضرت امام المعصوم قیوم حق ہیں تو انھیں کوئی علامت دکھا جو آنحضرتؒ کی قیومیت پر کامل دلیل ہو۔"

خلفاء اس وقت مارے غصّے کے کانپ رہے تھے۔ اور لال پیلے ہو رہے تھے اور سروں کو ننگا کر کے دعائیں کر رہے تھے۔ ابھی ایک گھڑی بھی گذرنے نہ پائی۔ اور دعا کر ہی رہے تھے۔ کہ آسمان سے بجلی کڑکی۔ جس سے زمین اور پہاڑ کانپ اُٹھے۔ پھر ایسی آندھی آئی کہ درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے۔ اور خیمے خرگاہ معہ آدمیوں کے ہوا میں اُڑنے لگے۔ اور پہاڑ پر دریا میں گرنے لگے۔ دریا اس قدر جوش میں آیا، کہ تین نیزے پانی چڑھ گیا۔ اور دشت قبچاق اور ترکستان کا تمام لشکر درہم برہم ہو گیا۔ بعض دریا میں غرق ہو گئے اور بعض پہاڑ سے ٹکڑا ٹکرا کر ہلاک ہوئے۔ بعض کو ہوا اُچھال کر زمین پر ٹپکتی تھی۔ چنانچہ اعز خاں وغیرہ مخالف خانوں کو سات بار زمین پر دے ٹپکا۔ سب کے سب بیہوش ہو گئے۔ بجلی کی آواز ایسی خوفناک تھی کہ پتے پھٹے جاتے تھے۔

www.maktabah.org

دشتِ قبچاق کا تاریخی طوفان

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے خلفاء معہ مریدوں معتقدوں اور دوسرے مخلص خانوں کے اور قلماق کے جواب مُرید ہوئے تھے اپنے اپنے خیموں میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر اس مصیبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مختصر یہ کہ جب ترکستان اور دشتِ قبچاق کے تمام خان معہ اپنے لشکروں کے پامال طوفان ہوئے۔ سے

تیرِ فقیراں چو کشاد از کمال ❊ بگذر واز نہ سپہر آسماں

ان کے لشکروں کا اکثر حِصّہ ہلاک ہُوا۔ جو باقی رہے۔ وہ بھی قریب المرگ تھے کیونکہ طوفان دم بدم زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنار میں توقمش خاں وغیرہ ننگے سر خلفار کے قدموں پر آگرے۔ اور بہت کچھ عاجزی اور آہ وزاری کی۔ خلفار کو بھی اُن کے حال پر رحم آیا۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس آفت کے دفعیہ کے لِئے دُعا کی۔ دُعا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس بلا کو ٹالا۔ بیہوش شدہ آدمی ہوش میں آئے۔ اور اپنے فعل سے توبہ کر کے سب کے سب مرید ہو گئے۔ انفر خاں ہوش میں آنے پر کہنے لگا۔ کہ اس بیہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اس لشکر میں کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے حقوق کو فراموش کر دیا۔ اب تمہیں اس بلا سے نجات دلانے والا کون ہے؟ میں نے بہت عاجزی کی اور دل سے توبہ کی۔ آپؓ نے میری توبہ کو قبول فرمایا اور اس بلا سے نجات بخشی۔

قبچاقی حضرتؓ کے مرید بن گئے

کہتے ہیں کہ چالیس بادشاہوں نے اس بیہوشی میں ایسا ہی واقعہ دیکھا۔ سب نے آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے خلفار سے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بعدازاں ترکستان اور دشتِ قبچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے مرید ہوتے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے غائبانہ مرید ہوتے۔ کہتے ہیں اس دن چار سو بادشاہ مرید ہوئے۔ جنہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ تحف و ہدایا آنحضرت

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیں۔ ہر ایک بادشاہ نے اپنی طرف سے ایک ایلچی بھیجا تاکہ غائبانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوں۔ جب وہ ایلچی سرہند میں آئے۔ تو آپؓ نے ہر ایک پر شفقت وعنایت کی اور مرید کیا۔ اور غائبانہ دعا و توجہ کی۔

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

بادشاہ ایران شاہ سلیمان کی حاضری

شیعوں کے رضاکار حضرت خواجہ محمد معصوم کے قتل کے لئے سرہند آئے۔

قیومیت کے بائیسواں سال شاہ سلیمان، بادشاہ ایران کی عرضی ارادت اور نیازمندی کے بارے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی۔ اس کے مرید ہونے کی کیفیت یہ ہے۔ کہ جن دنوں بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی تھی۔ ایران کے بادشاہ کو متواتر خبریں پہنچیں کہ ایران پر ہندوستان کے بادشاہ کا چڑھائی کرنا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ کے ایما سے ہوا ہے۔ اس لئے آنحضرت سے سخت ناراض تھا۔ علاوہ ازیں ایران کے بادشاہوں کو حضرات سرہند سے قدیمی عداوت تھی۔ کیونکہ ان کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جن سے ان روافض کو سخت دشمنی ہے۔

عبداللہ خاں اوزبک نے ایران میں جو خون ریزی کی تھی وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے کی تھی۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اس کتاب کے پہلے حصہ میں تجدید کے ساتویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک روز خود شاہ سلیمان نے اپنے ارکانِ سلطنت سے مشورہ کیا کہ ہم ان سرہندی مشائخ سے بہت تنگ آگئے ہیں وہ ہمیشہ ہمیں دکھ دینے کے درپے رہتے ہیں عبداللہ خاں اوزبک کو بھی انھوں نے ہی بھیجا تھا۔ اب بادشاہ ہندوستان کو بھی انھوں نے ہی ورغلایا۔ کوئی ہے۔ جو ان کی طرف سے ہمیں مطمئن کرے۔ بنروار کے سات رافضی اس بات پر آمادہ ہوئے۔ کہ جس طرح ہو

www.maktabah.org

سکے گا۔ ہم جاکر حضرت قیوم ثانی رضؓ کو قتل کر دیں گے۔ شاہِ ایران نے انھیں ہزارہا تومان دیئے اور وعدہ کیا کہ جب تم اس مہم میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ تو میں تمھیں سبزوار مع مفصلات بطور انعام دوں گا۔ جب وہ سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ تو راستے میں اُن میں سے ایک نے خواب دیکھا۔ جو یوں بیان کرتا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ جنگل میں کھڑے ہیں میں نے وار کرنا چاہا تو میرا ہاتھ سوکھ گیا۔ پھر آسمان سے آواز آئی کہ جو شخص حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہٗ کی قیومیت کا قائل و معتقد نہیں اس کا دین و دنیا دونوں خراب ہیں۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ ہزارہا فرشتے آسمان سے اُتر کر آنحضرت کے گرد اگرد صف بستہ ہوتے ہیں اور سخت ناراض ہو کر مجھے کہتے ہیں کہ تو ہی ہے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کو قتل کرنے چلا ہے۔ یہ کہہ کر فرشتوں نے مجھے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ میں نے دل سے توبہ کی تو آپ رضؓ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اِسے اب چھوڑ دو۔ اس نے توبہ کر لی ہے۔ اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

جب میں جاگا تو مار پیٹ کے نشان بدستور موجود تھے۔ میں نے یہ خواب اپنے ہمراہیوں کو سُنایا اور کہا کہ جس کام کے لئے تم جا رہے ہو اُس سے میں باز آیا۔ بلکہ میں نے تو نیّت کر لی ہے کہ سرہند جا کر حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہٗ کا مرید ہو جاؤں گا تمھیں بھی اس ارادے سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر باز آ جاؤ گے تو دین و دنیا کی نجات تمھیں نصیب ہو گی۔ انھوں نے کہا ہم نے بھی اس بارے میں خواب دیکھے ہیں اور توبہ کر لی ہے۔ بعد ازاں ہر ایک نے اپنا اپنا خواب سنایا جن کا یہاں لکھنا باعثِ طوالت ہے۔

پھر ساتوں مرید ہونے کے ارادے سے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور حاضر خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

شاہِ ہندوستان کا سفیر شاہِ ایران کے دربار میں

اُنہی دنوں شاہِ ہندوستان کا ایلچی معہ تحف و ہدایا شاہِ ایران کے پاس آیا۔ وہ

www.maktabah.org

ایلچی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص مرید تھا. شاہ ایران کو اس ایلچی سے خاص طور پر محبت ہو گئی. حتیٰ کہ ایک دم بھی اُسے جدا نہ کرتا. ایلچی صبح و شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتا.

ایک روز بادشاہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ہم سے کیا تقصیر ہوئی ہے کہ آنحضرتؓ ہمیشہ ہمیں دکھ دینے پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ اور ہند اور توران کے بادشاہوں کو ہم پر حملہ کرنے پر آمادہ کرتے رہتے ہیں۔ ایلچی نے کہا بات یہ ہے کہ آپ دینی جوش و حرارت کے مالک ہیں. انھوں نے متواتر یہ خبریں سُنیں کہ تم لوگ باقی تین خلفاء اور حضرت عائشہ صدیقہ سے دشمنی کرتے ہو۔ اور انھیں گالیاں دیتے ہو۔ لہٰذا آپ کی ناراضگی تو محض للہ ہے۔ ورنہ ذاتی غرض کو اس میں ہرگز ہرگز دخل نہیں۔

ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک کوّا درخت پر آ بیٹھا. بادشاہ نے تیر کمان سے تیر پھینکنا چاہا کہ ایک شخص نے عرض کیا. کہتے ہیں کہ کوّے کی عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے. ممکن ہے اس کوّے نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی ہو۔ بادشاہ نے تیر کمان ہاتھ سے پھینک دیا۔

ایلچی نے بادشاہ سے کہا کہ ایک کوّا جو نجاست کھاتا ہے۔ اور جس کی نسبت احتمال ہے کہ اس نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہو۔ اس کا تو اتنا ادب اور لحاظ ہے لیکن جو لوگ صبح و شام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے رفاقت کی جانفشانی کی اور موت کے بعد بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مدفون ہوئے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں حدیثیں جن کی شان میں ہیں ان پر تم لوگ طعن کرتے ہو۔ تمھارا مذہب بھی عجیب قسم کا ہے۔ جس میں گالی دینا عبادت میں داخل ہو. وہ مذہب ہی کیا.

بادشاہ یہ سُن کر اپنے بدعقیدے اور رفض سے تائب ہو گیا.

www.maktabah.org

سات قاتل غلام بن گئے

اسی اثنا میں ایک شخص نے ہندوستان سے آکر بتایا کہ جن سات شخصوں کو بادشاہ نے شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ ان کو میں نے سرہند میں دیکھا ہے۔ کہ شیخ صاحب کے باورچی خانے کے لئے سر پاؤں سے ننگے سروں پر ایندھن کے گٹھے ڈھو رہے ہیں۔

جب اظہار افسوس کر کے ان سے احوال پوچھا تو ہر ایک نے اپنے واقعات بیان کئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور ہم ایسے بدراہ سے تائب ہوئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔ جو آنحضرت کا دشمن ہو گا۔ ہم اسے قتل کریں گے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ تم ایران میں تو شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اب ذلت میں گرفتار ہو۔ انھوں نے کہا۔ یہ ذلت اس دولت سے بدرجہا افضل ہے بادشاہ کو ہمارا اسلام دینا اور کہنا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو حضرت قیوم ثانی کے مرید ہو جاؤ۔ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہو گی۔ جس سے تمھیں رہائی نصیب نہ ہو گی۔

بادشاہ نے یہ کلمات سن کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مردِ خدا کو تائید غیبی حاصل ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے جو خواب دیکھا تھا وہ ایلچی سے یوں بیان کیا۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ مع بارہ اماموں کے ایک باغ میں بیٹھے ہیں میں نے جا کر سلام کہا قبول نہ کیا۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ تو ہی ہے۔ جس نے حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ وہ قیوم وقت محبوبِ پروردگار ہے۔ تو کبھی بھی اس ارادے میں کامیاب نہیں ہو گا۔ بہتر ہے کہ اس سے معافی مانگے اور رفض سے باز آئے۔ تا کہ تیری خطا معاف ہو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گا کہ نہ تو رہے گا اور نہ تیری سلطنت" میں نے اسی وقت رفض سے توبہ کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت جو مجھے بداعتقادی تھی۔ اس سے استغفار کی۔ اور آپؓ کی طرف رجوع کیا۔ ایلچی نے کہا میں نے تو پہلے آپؓ کے کمالات آپ کی خدمت میں عرض

www.maktabah.org

گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ خود آپ نے مشاہدہ کر لیا۔

بادشاہ نے اسی وقت اپنے وکیل کو معہ تحائف و ہدایا حضرت خواجہ محمد معصوم رضؓ کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک عرضی درباۂ ارادت و نیاز ارسال کی۔ جب وکیل آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تحفے پیش کئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ، نے اس کے عریضہ کو پڑھ کر اس پر بہت بہت مہربانی کی۔ اور بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔

بعد ازاں وکیل اپنے بادشاہ کی طرف سے آپؓ کا مرید ہوا۔ ہزار ہا شیعہ اس روز تائب ہوئے۔ اور آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شاہ سلیمان ہر سال تحف و تحائف معہ عریضہ آپ کی خدمت میں ارسال کرتا رہا۔

حضرت قیوم ثانی رضؓ سے بادشاہ کاشغر کی

غائبانہ بیعت

اس سال کاشغر کا بادشاہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا غائبانہ مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک ہندوستانی سوداگر جو حضرت قیوم ثانی کا مرید خاص تھا کاشغر گیا۔ اس سے پہلے بھی کاشغر میں حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے خلفاء موجود تھے اور وہاں کا بادشاہ ان کا معتقد تھا۔ بلکہ حضرت قیوم اوّل رضؓ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا بھی مرید ہوا تھا۔ لیکن ان دِنوں بعض مخالفانِ دین کے بہکانے سے اس کے اعتقاد میں فرق آ گیا تھا۔

جب مذکورہ بالا سوداگر ہندوستان کے تحفے لے کر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ اس کی فصاحت و بلاغت سے خوش ہُوا اور اسے اپنے ندیموں میں شامل کر لیا۔ ایک روز بادشاہ اس سے ہندوستان کے بڑے مشہور مشہور آدمیوں کے حالات پوچھ رہا تھا۔ اس نے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، کا ذکر خیر بھی کیا۔ اور آپ کے کمالات

www.maktabah.org

کو بڑی شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا لوگ تو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ سوداگر نے کہا معاذاللہ آنحضرتؓ کی طرف سے ایسا خیال تک بھی دل میں نہ لانا کیونکہ آپ اس وقت قیومِ وقت اور خلیفہ زمان ہیں۔ آنجناب کا منکر ہونا دین وایمان کا برباد کرنا ہے۔ بادشاہ اس سے بڑا متاثر ہوا۔ اسی وقت دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی کہ "پروردگار! مجھے اس بات کی حقیقت سے اطلاع دے۔ کہ آیا فی الواقع حضرت عروۃ الوثقٰی قیوم وقت ہیں۔"

ابھی دُعا ہی کر رہا تھا۔ کہ بیہوشی سی طاری ہوئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ تمام اولیائے اُمّت جمع ہیں۔ جن کے درمیان ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھا ہے اور تمام اولیاء اس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ حیران ہو کر پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں؟" کسی نے کہا "شیخ محمد معصوم جو قیومِ وقت ہیں۔" بعد ازاں تمام اولیا نے جھڑک کر اسے کہا کہ تو آنحضرت کی قیومیت کا شک و انکار کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اس کے کان کھینچے۔ اس نے توبہ کی۔ بادشاہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے خیالات سے توبہ کی۔ اور ایک عرضی دوبارہ تجدید بیعت عجز و نیاز اور عذر خواہی معہ تحف وہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں ارسال کی۔ آپؓ نے بھی اُس پر بہت مہربانی کر کے اس کے حق میں دُعائے خیر کی۔

آپ کی قیومیت کا یہ تیئیسواں ۲۳ سال تھا۔ جب آپ کے دوسرے فرزند حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ، کی شادی حضرت خدیجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ رشتے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ، کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ عنہ، متولّد ہوئے۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقیٰ امامِ معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں امامِ یمن کا ایک اہم مکتوب

قیومیت کے چوبیسویں سال امامِ یمن نے ایک عریضہ دربارۂ ارادت و نیازمندی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کی مفصّل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے کچھ خاص مرید حج کے لیے گئے۔ تو راستے میں علاقہ یمن کے شہر مخہ سے اُن کا گذر ہوا۔ وہاں کا حاکم امام یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ کیونکہ یمن میں بادشاہ کو امام کہتے ہیں۔ جب اس نے ان مریدوں کا انداز زندگی دیکھا۔ اور انھیں شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا۔ اور ہر طرح سے صالح دیکھا۔ تو اُن کا بہت ہی معتقد ہوگیا۔ اتفاق سے اُنھیں دنوں اس امام یمن کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہوئی۔ کہ زندگی کی اُمید نہ رہی۔ تمام طبیبوں نے لاعلاج کر دیا۔ ایک روز تو ایسا غش آیا کہ قریب المرگ ہوگئی۔ بلکہ نبض کی حرکت بالکل بند ہوگئی امام یمن نے اُن سے دُعا و توجہ کی درخواست کی۔ انھوں نے تھوڑا پانی دم کر کے اُسے دیا۔ کہ مریضہ پر چھڑک دو۔ انشاء اللہ بفضل خدا آرام ہو جائے گا۔ پانی کا چھڑکنا ہی تھا کہ اس کو ایسا افاقہ ہوا کہ گویا کبھی کسی قسم کی بیماری نہ تھی۔

یہ کرامت دیکھ کر امام مذکور کا اعتقاد پہلے سے سوگنا ہوگیا۔ اور مرید بن گیا اور اُن کی تعریف والیٔ یمن کو لکھی۔ والیٔ یمن بھی ان کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ اور بڑی منت سماجت سے انھیں اپنے پاس بلایا امام یمن نے انھیں بلا کر ان کے سلسلے کی بابت پوچھا۔ اُنھوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کا اِسم شریف بتایا کہ ہم آنحضرت کے مُرید ہیں۔ امام مذکور نے کہا میں نے تو آپ کی پہلے ہی بہت کچھ تعریف سُنی ہے آپ لوگ بھی جناب کے حالات تفصیل سے بتائیں۔

اُنھوں نے کہا آنحضرت رضی اللہ عنہٗ قیومِ وقت ہیں اور آنحضرت کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر کی بقیہ طینت سے بنا ہے۔ اور آپ کے اور کمالات

www.maktabah.org

بھی بیان کئے امام یمن آپؒ کے کمالات کو سُن کر حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا "سُبحان اللہ! اس زمانے میں ایسا بزرگ موجود ہے۔

اس اثنار میں امام یمن نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں تمام اولیائے اُمّت جمع ہیں۔ اس مجمع میں سنہری کُرسیاں رکھی ہیں ہر بزرگ کرسی پر فاخرہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کُرسیوں کے درمیان دو تخت جواہرات و یاقوتوں سے جڑاؤ رکھے ہیں۔ جن پر دو بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور زمرّد اور مروارید کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اُن کی پیشانیوں سے اس قسم کا نور چمک رہا ہے کہ تمام جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ تمام اولیائ اور کرسی نشین بڑے ادب سے ان دو بزرگوں سے نیچے بیٹھے ہیں۔ اور ان کی عنایت و مہربانی کے منتظر ہیں۔ امام نے کہا میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا "یہ لوگ جو کرسیوں پر اور تخت پر بیٹھے ہیں کون ہیں؟" انھوں نے کہا یہ سب اولیائے امت ہیں جو کرسیوں پر ہیں وہ قطب الاقطاب وقت ہیں جن کی ماتحت تمام اولیائے اُمت ہیں اور یہ دونو بزرگ جو تخت نشین ہیں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ ہیں جو قیوم زمانہ ہیں دونوں اولیائے اُمّت کے سردار ہیں۔ ان میں سے ایک کا وصال ہو گیا ہے اور ایک اس وقت موجود ہیں۔

امام یمن نے یہ خواب آنحضرتؒ کے خلفار سے بیان کیا۔ اور بعدازاں ایک عرضی دربارۂ ارادت د نیازمندی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ارسال کی اور غایبانہ مرید ہوا۔ جب امام یمن کی عرضی حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے اس کے حق میں دُعا و توجّہ باطنی فرمائی۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت کی شادی حضرت خازن الرحمتؒ کی بیٹی سے ہوئی۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفہ شیخ حبیب اللہ کو بخارا روانہ فرمایا۔

اس سال حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ حبیب اللہ کو جو آنحضرتؒ کے یارِ مخصوص تھے۔ خلافت عنایت کر کے بخارا بھیجا۔ بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ آپؓ نے سُنا کہ بخارا میں سلسلہ مجدّدیہ کے مخالف علماء خصوصاً رافضی زبان دراز ذاکروں کا غلبہ ہے۔ اور دین میں سُستی کرتے ہیں۔ اور طریقۂ علیہ احمدیہ کی اہانت اور نعنت کے درپے ہیں۔

رخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں، ماوراءالنہر کے علماء سے کیونکر مقابلہ کروں گا۔ آپؓ نے فرمایا جب تمھیں کوئی مصیبت پیش آئے مجھے یاد کر لینا میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپؓ نے دو مرتبہ شیخ صاحب کو بھیجا پہلی دفعہ کامیابی نہ ہوئی۔ جب دوسری مرتبہ بھیجا تو اس وقت یہ سوال و جواب ہوئے۔ اب کی مرتبہ جب شیخ صاحب بخارا پہنچے تو وہاں کے اعلیٰ و ادنے اور چھوٹے بڑے عزّت سے پیش آئے۔ اور وقتاً فوقتاً شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بادشاہ بھی ہر جمعہ شیخ صاحب کے پاس آیا کرتا۔ مخالفوں کے سرغنہ اخون شریف نے یہ افترا پردازی کی کہ شیخ صاحب نے انبیاء کی اہانت کی ہے اور چند ایک جھوٹے گواہ بھی بنائے اور بارہ ہزار کا جتھہ لے کر شیخ صاحب کے مکان کو گھیر لیا۔ اس وقت شیخ صاحب کے پاس صرف بارہ مرید تھے۔ جب شیخ صاحب نے سُنا۔ تو اپنے پیر و مُرشد خواجہ محمد معصوم کی طرف توجّہ کی۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو تمھیں تکلیف نہیں ہوگی۔

شیخ صاحب نے اس مکاشفہ کا ذکر حاضرین سے کیا۔ شیخ صاحب کا ایک خاص مرید خواجہ سرائے بادشاہ کا مقرّب تھا۔ اس نے اس بات سے واقف ہو کر اس کی اطلاع

www.maktabah.org

. بادشاہ کو دی۔ بادشاہ اُسی وقت سوار ہو کر شیخ صاحب کی خدمت میں آیا جس کے آنے پر مخالفین تتر بتر ہو گئے۔ اخون شریف بھی کترا گئے۔ بادشاہ نے اخون شریف کو بلا کر تنبیہہ کی۔ لیکن اخون شریف قلبی عداوت سے باز نہ آئے ہر مجلس میں شیخ صاحب کی شکایت کرتے۔ اور اپنے آپ کو شیخ صاحب سے اچھا ظاہر کرتے۔ اور کہتے کہ شیخ صاحب تو بے علم ہیں۔

ایک رات خواب میں اخون شریف نے دیکھا کہ شیخ صاحب چھت پر کھڑے ہیں اخون شریف تمام کتب تحصیل تلے اوپر رکھ کر سب سے اوپر کھڑے ہو کر شیخ صاحب سے کچھ عرض کرتے ہیں لیکن شیخ صاحب توجہ ہی نہیں کرتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ تم میں اور شیخ صاحب میں یہی فرق ہے۔ اخون شریف نے دوسرے روز شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنا خواب بیان کیا۔

بخارا میں حضرت قیوم ثانیؒ کی مثالی موجودگی

ایک روز باقی مخالفوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کریں۔ اور آنحضرت کے مرید ہوں لیکن ہم ہیں وہاں جانے کی طاقت نہیں۔ اگر آنحضرت یہاں تشریف لائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔

شیخ صاحب نے فرمایا" انشاء اللہ کل ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف فرما ہوں گے تم مہمانی کا فکر کرو!"

چونکہ شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرمان پر پورا پورا الیقین تھا۔ اس لیئے لوگوں سے آنحضرتؓ کی تشریف آوری کا وعدہ کیا۔ جب بادشاہ نے تشریف آوری کی خبر سُنی تو شیخ صاحب سے خود آکر پوچھا" واقعی حضرت تشریف لا رہے ہیں؟" شیخ صاحب نے فرمایا "ٹھیک ہے۔ کل آنحضرت تشریف لا رہے ہیں۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا دوسرے روز بادشاہ امراء وزراء اور تمام چھوٹے بڑے شیخ صاحب کی مسجد میں جمع ہوئے

www.maktabah.org

طرح طرح کے میوے لائے گئے، کھانے پکائے گئے اور آنحضرت کا انتظار کرنے لگے اتنے میں آنحضرت ایک پرانے حجرے سے جو سالوں سے بند پڑا تھا۔ اور ایک عرصے سے بند پڑا تھا۔ اس کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ تشریف لائے۔ شیخ صاحب اور بخارا کے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت کی زیارت کی تھی۔ اٹھ کر آپؓ کے قدموں میں گر پڑے اور کہنے لگے۔ یہی حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ بعد ازاں بادشاہ اور باقی تمام لوگوں نے قدم بوسی کی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی تشریف آوری پر سب حیران تھے۔ آپ نے بادشاہ اور باقی لوگوں کو چند ایک نصیحتیں کر کے تاکیداً فرمایا کہ شیخ صاحب کی عزت و حرمت کیا کرو۔ پھر قدرے طعام تناول فرمایا اور کچھ میوے چکھ کر فرمایا کہ باقی میوے ہماری خانقاہ کے یاروں کے لئے رکھ دو۔ لوگوں نے عرض کیا جہاں ارشاد ہو وہیں رکھ دیں فرمایا اس چھت پر رکھ دو۔ انھوں نے وہیں رکھ دیئے۔ بعد ازاں عصر کی نماز با جماعت ادا کی اور تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ جن لوگوں نے مرید ہونا تھا انھیں مرید کیا۔ بادشاہ بھی دوبارہ شرفِ بعیت سے مشرف ہوا۔

آپؓ ہوا خوری اور تفریح طبع کیلئے چھت پر تشریف لے گئے۔ جب بہت دیر ہو گئی تو لوگ آپ کو دیکھنے چھت پر گئے تو وہاں نہ آنحضرت رضی اللہ عنہٗ تھے نہ میوہ جات جو وہاں رکھے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر مخالفین دل و جان سے حضرت خواجہ محمد معصومؓ کے مرید و معتقد ہوئے۔ اور شیخ صاحب سے رجوع کیا۔ مخالفوں کا اعتقاد زیادہ ہو گیا۔

بخارا کے تازہ میوے سرہند میں

جب وہ میوے سرہند لائے گئے۔ اور آپ نے لوگوں میں تقسیم کئے تو چند ایک دانے بادشاہ ہندوستان کو بھی بھیجے۔ ان میووں کو دیکھ کر تمام حیران رہ گئے کہ بخارا کے یہ تر و تازہ میوے ہندوستان میں پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور نہ آ سکتے ہیں۔ یہ کہاں سے

www.maktabah.org

آ گئے۔ بادشاہ نے بھی کہا کہ یہ میوے ہماری خاطر کوئی نہیں لاتا۔ لوگوں نے کہا یہ میوے بہ سبب لطافت بخارا سے یہاں نہیں پہنچ سکتے۔ یہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرف ہے اگر آزمائش کرنا چاہتے ہو تو تھوڑے دن ان کو رکھ چھوڑو۔ جب رکھے گئے۔ تو تیسرے دن خراب ہو گئے۔

مدت بعد جب بخارا کے لوگ ہندوستان آئے تو انھوں نے بخارا میں حضرت قیوم ثانیؓ کی تشریف آوری کا قصہ مفصل سنایا۔ ہند کے لوگ سن کر پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے اور بہت سے مخالف آپؓ کا یہ تصرف دیکھ کر مرید ہو گئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد تیار ہوئی۔ جسے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اور جس میں دوسو چالیس ۲۴۰ مکتوب ہیں۔

حضرت قیوم ثانی سے شیخ آدم بنوری کی شکایت اور حضرت شیخ کا رجوع

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بعض لوگوں کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے حضور میں، حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسندِ ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفاء کو حکم دیا کہ ان کی بیعت کرو۔ اور ان کے حلقہ میں شامل ہوا کرو۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بعد آپ تمام خلفاء اور مریدوں نے حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ سے تجدیدِ بیعت کی۔ اور صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں

www.maktabah.org

بیعتوں میں شامل تھے اور ہر صبح و شام آپؒ کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ، کے باقی تمام خلفاء مختلف ممالک میں گئے۔ اور مسندِ شیخیت پر بیٹھے تو حضرت خواجہ محمد معصوم کے بھی مرید و معتقد رہے۔

شیخ آدم بنوریؒ اپنے شہر بنور میں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ رہنے لگے۔ ایک ہفتہ بنور میں رہتے اور ایک ہفتہ حضرت قیومِ ثانی کی خدمت میں۔ جب حضرت شیخ صاحب کے مرید تعداد میں بہت زیادہ ہو گئے۔ ہزار ہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے تو دل میں غرور و تکبر آ گیا۔ اور اعلانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا۔ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے مل چکا ہے۔ مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں شیخ صاحب کے مرید بھی انھیں حضرت مجدد الفؒ ثانی کا نائب مناب خیال کرتے۔ اور انھیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، سے افضل سمجھتے تھے۔

جب حضرت قیوم ثانی کی خانقاہ والوں نے یہ سنا تو شیخ صاحب کو بہت لعن طعن کی کہ افسوس تم قیوم کے منکر ہوتے ہو۔ تم اپنا دین و دنیا برباد کر دو گے۔ قیامت کے دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کہ تم آنحضرت کے ولی عہد کی مخالفت کرتے ہو۔ اسی اثنار میں بعض نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ آدم بنوری اپنے آپ کو قطب الاقطاب بتاتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے برابر جانتا ہے۔ یہ سن کر آنجناب کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے برگشتہ ہو گیا۔ اور سخت ناراض ہوئے۔

جب شیخ صاحب حسب عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ذرا توجہ نہ کی بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ بعد ازاں جب کبھی شیخ صاحب حاضرِ خدمت ہوتے تو آنحضرت منہ پھیر لیتے۔ لیکن شیخ صاحب بدستور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ شیخ صاحب کے خلیفہ خواجہ محمد امینؒ "مناقب الحضرات" میں

www.maktabah.org

لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ صاحب حضرت معصوم زمانی کو اپنے پیر و مُرشد کا قائم مقام جانتے اور مریدانہ سلوک کرتے ہیں ۔ اور اپنے مریدوں کو کہتے ہیں کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں اور حضرت معصوم ربانی دونو علم کے عالم ہیں ۔ علم ظاہر بھی ہے اور باطنی بھی ۔ اُنکی خدمت میں جاؤ تاکہ دونو علوم سے مستفید ہو سکو اور اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے تو میں خود اُس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں ۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش آنحضرت سے کی لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا ۔ [۱]

قیوم ثانی کا ایک تنقیدی مکتوب

حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہٗ کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے چھوٹے بیٹے ۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہٗ کی زندگی میں ابھی چھوٹے تھے ۔) سیر کے لئے ہنور جا نکلے تو شیخ آدمؒ نے علانیہ مجلس میں کہا کہ یہ مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چھوٹے تھے اس لئے آپؓ سے سلوکِ باطنی حاصل نہ کر سکے ۔ اور یہ نعمت مجھے حاصل ہے ۔ یہ بھی انہی کے والد بزرگوار کی عطا کردہ ہے ۔

اس بات کے کہنے کا یہ مطلب تھا کہ شاہ جیو مجھ سے فیض حاصل کریں ۔ اسی بات کو لمبا چوڑا کر کے اور کچھ اور باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کو لکھیں آپؓ سخت ناراض ہوئے ۔ حتیٰ کہ چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا ۔ حضرت شاہ جیو کو لکھا کہ بعض ناکمل اور ادھورے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابرِ دین کی برابری کرتے ہیں ۔ لیکن برابری کہاں، اُن سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے جو محض نادانی اور خام خیالی ہے ۔ بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالات فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے ۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں گمراہ ہیں ۔ انھوں نے ضائع کیا ۔ کھویا ۔ اور گنوایا ۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک نہیں پہنچے ۔

---

[۱] موتف علاّم کی یہ روائت تحقیقی حوالہ جات کے خلاف ہے کتاب کے دیباچہ میں اسکی وضاحت کی گئی ہے ۔

www.maktabah.org

محض خواب میں ہیں۔ اُن کی مثال چوہے کی سی ہے جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے۔

حضرت شاہ جیو اس خط کے دیکھتے ہی بنور سے سرہند چلے آئے۔ اور شیخ صاحب بھی بہت سٹ پٹائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک پر جا کر معاملہ باطن میں اپنے والد بزرگوار سے شیخ صاحب کی شکایت کی۔ کہ اس شخص (شیخ آدم) نے آپ کی وصیت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف عمل کرتا ہے۔ میں صرف اس بات کا لحاظ کرتا ہوں کہ آپؓ کا مرید ہے۔ ورنہ میں اسکی نسبت کو سلب کر لوں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمھاری خاطر ہم نے اُسے ملک بدر کیا۔

شیخ آدم بنوری اور خواجہ محمد معصوم کے مقامات کی مثال چڑیا اور سیمرغ کی تھی

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) جد امجد "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنی اور شیخ آدم کی نسبت کا مقابلہ کر کے فرمایا کہ میری نسبت اور شیخ کی نسبت سیمرغ اور چڑیا کی سی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ، نے فرمایا میری مثال سات ولایتوں کے بادشاہ کی سی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں شیخ آدم ایک گاؤں کے مالک ہیں۔

اسی اثناء میں شیخ آدم کو خواہش ہوئی کہ بادشاہ ہندوستان کو مطیع کریں۔ چنانچہ اس ارادے سے پانچ ہزار پٹھانوں کو ساتھ لے کر بنور سے روانہ ہوئے۔ اور سرہند آ کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ پھر حضرت عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی لشکر میں اس طریقہ عُلیہ احمدیہ کی ترویج کرنا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں استخارہ کر کے حکم فرمائیں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ،

www.maktabah.org

نے اس وقت اپنے بھائی سے کہا کہ اِس شخص کے وہاں جانے سے اس سلسلہ کی سُبکی ہوگی۔ دوسرے روز جب شیخ صاحب نے جواب مانگا تو آپؓ نے توجہ نہ فرمائی۔ لیکن حضرت خازن الرحمت نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ آپ شاہی لشکر میں نہ جائیں کیونکہ ماسوائے تکلیف کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن شیخ اپنے کشف پر بھروسہ کر کے شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ جن دنوں شیخ صاحب ابھی سرہند میں تھے بحضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مُلّا بدرالدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم نے سُنا ہے کہ تم اپنے آپ کو ایسا ایسا بتلاتے ہو۔ شیخ صاحبؒ نے مذکورہ بالا باتوں سے صاف انکار کیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ جنہوں نے جناب کو اطلاع دی ہے وہ گواہ پیش کریں۔ گواہوں نے صاف صاف کہہ دیا تو شیخ صاحب نے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا قائم مقام سمجھتا ہوں۔ اور اپنا پیر جانتا ہوں میری طرف سے بعض حاسدوں کے کہنے سے بدظن نہ ہوں لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

بادشاہِ ہندوستان شیخ آدم بنوری سے بدظن ہوگیا۔

جب شیخ صاحب شاہی لشکر میں پہنچے تو اوّل اوّل وہاں آپ کو قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی لیکن بادشاہ کو حاسدوں نے بہت کچھ سکھا کر شیخ صاحب کی طرف سے بدظن کر دیا جس نے آپ کو ملک بدر کرنے کا حکم دیا (اس کی مفصّل کیفیت اس کتاب کے رُکنِ اوّل میں شیخ آدم کے حالات میں لکھی گئی ہے۔)

ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، سرہند سے تین میل مغرب کی طرف باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دُور سے ایک ہوج معہ انبوہِ کثیر نظر آیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حاضرِ خدمت ہوں۔ آپ نے اجازت دے دی جب حاضرِ خدمت ہوئے تو عرض کیا کہ میں آنجناب کا ادنیٰ چاکر ہوں اگر مجھ سے سہواً کچھ خطا ہوگئی ہے۔ جو آنجنابؒ کے ملالِ خاطر کا باعث ہوئی

www.maktabah.org

ہو۔ تو معاف فرمادیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ، نے بھی معاف فرمایا۔ اور بہت کچھ عنایت و شفقت فرما کر رخصت کیا۔ شیخ صاحب آداب بجالا کر حج کو روانہ ہوئے۔ وہیں وفات پائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کے روضہ کے برابر میں مدفون ہوئے۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، حج کو گئے تو (جیسا کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ، یاقوتہ میں لکھتے ہیں)، جب کبھی جنت البقیع کی زیارت کو جاتے۔ شیخ کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے اور باطن میں اس کے ممد و معاون ہوتے اور فاتحہ کے بعد فرماتے کہ شیخ آدم ہم سے بہت شرماتے ہیں لیکن ہم نے ان کو بالکل معاف کیا ہے۔ اور ان کی شرمندگی کو دُور کر دیا ہے۔

مملکتِ خطا، اور سرزمین چین میں سِلسلہ مجدّدیہ کی اشاعت

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے خواجہ ارغون رحمۃ اللہ علیہ کو جو آپؓ کے بڑے خلفاء میں سے تھے ملک خطاء میں بھیجا۔

"طبقاتِ معصُومیؔ" میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا کہ نمو چین نور بجر قان خطا و چین کا بادشاہ چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اور زمانہ قدیم سے توران اور ترکستان کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ رہا تھا۔ اور وہاں کے تمام خان اس کے مطیع تھے نہایت تعظیم کے باعث اُسے قاآن کہتے تھے۔ قاآن کے معنی ہیں تمام جہان کا بادشاہ۔

ایک دفعہ اس قاآن نے ایک بڑا جلسہ کیا۔ جس میں توران اور ترکستان کے اکثر بادشاہوں کو بُلایا۔ بہت سے بادشاہ خان اور خاقان مالنع میں جو قاآن کا دارالخلافہ تھا جمع ہوئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ تین ہزار بڑے بڑے مشہور منگول بادشاہ شریک ہوئے۔ لقمش خان

www.maktabah.org

اور اعز خاں بھی ترکستان کے بادشاہ جن کا حال اکیسویں[۲۱] سال کے واقعات میں لکھا گیا ہے۔ اس جلسہ میں آئے۔ اور یہ دونو حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کے چند خلفار کو بھی اپنے ساتھ لائے۔ چونکہ اس مُلک میں بُت خانے بکثرت تھے۔ اس لئے خلفار نے اِن بُتوں کو توڑا اور کئی ایک بُت خانوں کو ویران کردیا۔

جب یہ خبر قاآن نے سُنی تو نہایت غضبناک ہوکر کہا: "وہ کون ہیں جو ہمارے ملک میں آکر شورش کرتے ہیں ان لوگوں کو پکڑ لاؤ، تاکہ انھیں سزا دوں۔" ترکستان کے بادشاہوں کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب قاآن کے پاس آکر کہنے لگے کہ اپنی اور اپنے ملک کی خیریت چاہتے ہو تو ان بزرگوں کی عزت کرو۔ ورنہ نہ تم رہو گے نہ تمھارا ملک رہے گا۔ یہ لوگ اس شخص کے خلیفہ ہیں جو اس وقت تمام اہلِ جہان سے افضل ہے سب کا قبلۂ توجہ اور تمام مخلوقات کا قیوم ہے۔ جہان کی خوشحالی و بدحالی اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کر رکھی ہے۔ روئے زمین کے بادشاہوں کی بحالی اور معزولی کا اُسے اختیار دے رکھا ہے۔ اگر تمھارے دِل میں کچھ اور خیال آیا تو ایسی بلا میں پھنسو گے کہ رہائی محال ہو جائے گی۔ پھر دشتِ قبچاق کے بادشاہوں اعز خاں وغیرہ کا قصہ بیان کیا کہ یہ بادشاہ بہ سبب بدگمانی و بدنیتی ایسی ایسی بلاہیں گرفتار ہوئے تھے۔

قاآن نے یہ ماجرا پہلے بھی سن رکھا تھا۔ ان باتوں کے سُننے سے اس کے دِل پر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا رُعب چھا گیا۔ کہا: "اس شخص کے خلفار کو بلاؤ تاکہ اُن سے دُعا کی درخواست کروں۔"

بقمش خاں آنحضرتؓ کے خلفار کو قاآن کی خدمت میں لے گیا۔ قاآن نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ سنہری کرسیوں پر بٹھایا اور عرض کیا کہ میں آپ لوگوں کی دُعا کا اُمیدوار ہوں۔ کیونکہ بادشاہوں کی سلطنت کا استقلال آپ لوگوں کی دُعا کی برکت سے ہے۔" بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے خلفار نے جیسا کہ

www.maktabah.org

مناسب اور ضروری تھا آنحضرت ؓ کا ذکرِ خیر کیا ۔ اور بہت سی کرامات بیان کیں۔ یہ حالات و کرامات سُن کر قاآن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کا بہت ہی معتقد ہوگیا اور خلفاء کو ملکِ خطار کے عمدہ عمدہ تحفے اور ہدیئے دے کر رخصت کیا ۔

ختار کے بادشاہ کا ایک خواب

اسی رات قاآن نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان باغ ہے ۔جس کے اندر ایک محل میں ایک نورانی بزرگ بیٹھے ہیں اور اُن کے اِردگرد ہزارہا لوگ کھڑے ہیں ۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہٗ ہیں جو شخص دنیا و دین کی خیریت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کرے ورنہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب میں گرفتار ہوگا اس آواز کی ہیبت سے قاآن جاگ پڑا ۔

اسی وقت اعزخاں اور تعمش خاں کو بُلاکر خواب سُنایا ۔ اور پھر آنحضرت رضی اللہ عنہٗ کے خلفاء کو بلاکر دوبارہ تحفے اور ہدیئے دیئے اور عرض کیا ۔کہ آپ لوگ میری طرف سے آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی دربارہ نیازمندی اور التماس دُعاو توجہ لکھیں اور بہت سی اعلےٰ درجہ کی چیزیں جو خطا میں مہیا ہوسکتی تھیں ۔حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا ۔جس میں یہ تمام واقعات عرض کئے ساتھ ہی ایک خلیفہ کے لیئے درخواست کی کہ آکر قاآن کو راہ راست پر لائے ۔ اور خطار و چین میں دین اسلام کو رواج دے۔

خواجہ ارغون تین سو صاحب حال سالکوں کے ساتھ چین پہنچے

جب ان کے عرائض معہ تحائف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے ان کی درخواست کے مطابق اپنے ایک بڑے خلیفہ خواجہ ارغون کو تین سو سالک اور صاحب حال یاروں سمیت روانہ فرمایا ۔ اور تصرفات اور کرامات کی بہت سی قوت خواجہ صاحب کو عنایت فرمائی کیونکہ دور دراز کا فاصلہ اور کفرستان تھا ۔ تاکہ ضرورت ان تصرفات اور کرامات کا اظہار کرسکیں ۔جب خواجہ

www.maktabah.org

صاحب ختنا کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے ہی یقمش خاں اور اعز خاں ۔نے قاآن کی طرف لکھا کہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہو رہے ہیں ۔

قاآن نے سنتے ہی اپنے تمام ماتحتوں کو جو خواجہ صاحب کی راہ میں تھے لکھا کہ خبردار خواجہ صاحب کو رستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ہر طرح سے خاطر و مدارت کرنا خواجہ ازغون پہلے کشمیر آئے جو سرہند سے بیس منزل ہے پھر بیس روز میں کشمیر سے تبت خورد میں اور ایک مہینے میں تبت خورد سے تبت کلاں میں۔ ایک مہینے میں تبت کلاں سے کاشغر پہنچے۔ یہاں کا بادشاہ لوازمات مہمانی پورے طور پر بجالایا۔ پھر آپ چالیس روز میں کاشغر سے چلکائے یلدوز میں پہنچے وہاں کے حاکم نے بھی حسب حیثیت مہمان داری کی پھر ایک مہینے میں چلکائے یلدوز سے بیابان شیر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر یقمش خاں وغیرہ ترکستان کے خانوں کے آدمی خواجہ صاحب کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کے لئے آئے اور چالیس روز میں بیابان شیر بہرام سے شہر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر بھی اعز خاں وغیرہ خانان ترکستان کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی ضیافت کا سامان کیا۔ یہاں سے بیس[20] روز میں شہر ختن میں پہنچے۔ اس شہر میں دشت قبچاق کے خرگاہ نشین سلاطین کے اکثر آدمی مہمانداری کے لئے آپہنچے۔ کیونکہ ختن خانہ بدوش سلاطین کی سرحد پر ہے۔

ختن سے خانان مالنع تک جو قاآن کا دارالخلافہ ہے۔ کچھ کم نو مہینے کا رستہ ہے مختصر یہ کہ تمام خانہ بدوش سلاطین سے خواجہ صاحب ازغون کو ملک قراخواجہ تک چالیس روز میں پہنچادیا۔ وہاں کا حاکم کماحقہ، لوازمات مہمانداری بجالایا۔ قراخواجہ سے سعادل تک جو ملک ختنا کی سرحد میں واقعہ ہے۔ ایک مہینے میں پہنچے۔ اس شہر سے آگے ایک پہاڑ سے لے کر دوسرے پہاڑ تک بہت اونچی اور چوڑی دیوار کوئی ساٹھ میل لمبی ہے۔ اس دیوار پر دروازے بنا رکھے ہیں اور وہاں بہت سی فوج محافظت کے لئے رہتی ہے۔ اس دیوار سے کجاقو تک جو ملک خطا میں واقع ہے۔ دو مہینے میں پہنچے یہاں کے حاکم

www.maktabah.org

نے ضیافت کے سامان بوجہ احسن مہیا کئے۔ وہاں سے ملتائے تک جو ختا میں ایک بڑا شہر ہے پچاس روز میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس راہ کے علاوہ ایک اور راستہ بھی ہے جہاں سے ہو کر شہر خاں مالنع میں ساٹھ روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اس رستے میں کہیں پانی یا آبادی نہیں۔ اگر کہیں پانی ہے بھی تو ایسا کہ پیتے ہی انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس سرزمین میں دو کنوئیں ہیں۔ جن کے درمیان اٹھ روزہ راہ کا فاصلہ ہے۔ اگر ایک پانی زہر ہے تو دوسرے کا آب حیات اور کبھی خاصیت اس کے برعکس ہو جاتی ہے۔

الغرض خواجہ صاحب ملتائے سے اقاقاش میں دس روز کے بعد پہنچے اور تین دن میں اقاقاش سے قراقاش تک۔ پھر پندرہ روز بعد قاصوفی میں پہنچے۔ اسی اثناء میں تمش خاں اور اعز خاں وغیرہ بادشاہ احتیاطاً خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے کہ کہیں خ مار والے شورش نہ کریں۔ کیونکہ وہ مخالف دین ہیں۔ وہاں سے پچیس روز میں شہر قطاس میں پہنچے۔

کہتے ہیں کہ اس علاقے میں ایک عظیم الجثہ گائے ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ایک سوار کو زمین پر سے ایک ہی سینگ پر اٹھا لے گئی۔ جس پر وہ سوار کئی دن تک رہنا۔ پھر وہاں سے پانچ روز میں شہر سوکجور میں پہنچے اور ختا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اہل ختا خواجہ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سن کر قاآن کے حکم کے مطابق استقبال کے لئے آئے اور مہمانداری کے لوازمات مہیا کئے۔ پھر پندرہ روز میں قلعہ قراول میں پہنچے جو نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کے گرد و نواح تمام بلند اور دشوار گذار پہاڑ واقعہ ہیں۔ یہاں سے خان بالنع تک ایک سو ساٹھ گھر آباد ہیں۔ اور گھروں کی چھتوں کے مابین قرعو بہت قوی ہے۔ قرعو سے مراد وہ گھر ہے۔ جس کی بلندی معمولی ساٹھ گھروں کے برابر ہو۔ اور وہ ساٹھ گز ہے۔ اس میں ہمیشہ بارہ آدمی رہتے ہیں۔ یہاں سے دوسرا قرعو دکھائی دیتا ہے۔ جب کوئی حادثہ

www.maktabah.org

ہوتا ہے، تو آگ جلاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے قرعو والوں کو اطلاع ہو جائے۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے کے اندر یعنی ایک دن رات میں چار مہینے کی راہ کے فاصلہ کی خبر پہنچ جاتی ہے کہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔

ختائی کے بعض علاقوں کی حالت

پھر اس واقعہ کی حقیقت لکھتے ہیں۔ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر ڈاک چوکی ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو دست بدست خط پہنچاتے ہیں۔ ہر ایک قرعو میں دس آدمی دس روز تک رہتے ہیں پھر وہ اپنے گھروں میں آجاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے آدمی چلے جاتے ہیں۔ لیکن ڈاک چوکی ہمیشہ وہی رہتی ہے۔ حفاظت کرتی ہے۔

الغرض جب خواجہ صاحب ایک ماہ بعد شہر سکچور میں پہنچے اور بعد ازاں پندرہ[۱۵] روز میں شہر قمچو میں پہنچے۔ یہ دونو شہر ملک ختائی کے بڑے شہر ہیں۔ اور دونوں شہروں کے مابین بارہ گھر ہیں۔ دونو شہروں کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی مہمانداری کے لوازمات پورے طور پر مہیا کیے اور اچھی طرح خدمات بجالائے۔ شہر قمچو میں ایک کوکب ابلدی نام ایک محل ہے۔ جسے فارسی میں چرخ فلک کہتے ہیں۔ وہ ایک آٹھ پہلو عمارت ہے۔ جس کے اکیس طبقے ہیں۔ ہر ایک طبقے میں اچھے اچھے منظر تیار کیے ہیں اور عمدہ عمدہ نقش و نگار ہیں۔ ان کے نیچے دیووں کی شکلیں بنائی گئی ہیں۔ گویا وہ دیو اس محل کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ محل بیس گز اونچا بیس گز چوڑا ہے۔ سب کا سب سنہری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس میں ایک سردآبہ بنایا گیا ہے اور اس کے بیچ میں لوہے اور قلعی کا ایک ستون نصب ہے۔

یہاں پر ایک اور محل بنا ہوا ہے۔ جو سردآبہ کی تھوڑی سی حرکت سے چکر کھانے لگتا ہے۔ یہاں سے ایک ماہ بعد شہر حسن آباد میں پہنچے۔ اس شہر کے لڑکے لڑکیاں نہایت ہی خوبصورت ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اسے حسن آباد کہتے ہیں۔ اس شہر تلے ایک دریا

www.maktabah.org

بہتا ہے جس کا پاٹ بارہ میل کا ہے۔

شہر صدین قور کے بُت کدے

یہاں سے چل کر دس روز میں شہر صدین قور میں پہنچے۔ یہ بہت بڑا شہر ہے۔ جس میں بہت سے بُت خانے ہیں ہر ایک بُت خانے میں ایک بُت اسّی گز قد کا ہے اس بُت کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں ایک اور بُت بنا ہوا ہے۔ اس بُت کا نام ہزار دست (ہزار ہاتھ والا) ہے۔ اس بُت کو جس پتھر پر رکھا گیا ہے وہ نہایت بڑا اور خوبصورت سنگِ رخام کا ہے۔ پتھر کے ٹکڑوں کو اس طرح آپس میں ملایا گیا ہے۔ کہ ایک ہی ٹکڑا معلوم ہوتا ہے اس بُت کی چوڑائی میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں اس بُت کے قدم سے لے کر سر تک ہال ہیں۔ اور ہال کے ساتھ کوٹھریاں جو نہایت آراستہ و منقش ہیں۔ اس بُت کے دو پاؤں پندرہ پندرہ گز لمبے ہیں اور سر میں بہت سی کوٹھریاں بنی ہوئی ہیں۔ اچھا خاصہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔

چین کے دارالسلطنت میں بارہ لاکھ فوج کا لشکر

یہاں سے چل کر ایک ہفتے بعد شہر خان بالنغ میں پہنچے۔ اس شہر کے باہر بھی چرخ فلک ایک محل بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ شہر قمچو میں تھا۔ جو بلندی میں پہلے سے بھی دگنا ہے۔ یہ بڑا وسیع شہر ہے اس میں چار قلعے ہیں جن کا باہمی فاصلہ تین تین کوس کا ہے۔ شہر کے باہر پھر اور فصیل بنائی گئی ہے۔

چین کا سب سے بڑا شہر یہی ہے۔ اس کا گردا سو میل ہے۔ اس میں بارہ لاکھ فوج رہتی ہے تین لاکھ چوبی مکانات ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں کئی کئی گھر آباد ہیں۔ باقی اہل حرفہ وغیرہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی حفاظت کے لیے اسی ہزار پولیس ہے۔ شہر کے اندر دریا بہتا ہے۔ جس میں پندرہ دریا آکر ملتے ہیں۔ اس شہر میں تین ہزار کشتیاں ہیں۔ حالانکہ اس قدر بڑا شہر ہے پھر اس کی گلی کوچوں کا فرش اینٹ پتھر کا ہے۔

www.maktabah.org

بارش کے وقت کیچڑ بالکل نہیں ہوتا۔

شاہِ چین نے حضرت خواجہ کے خلیفہ کا پانچ لاکھ درباریوں سے استقبال کیا

القصہ جب خواجہ صاحب اس شہر کے قریب پہنچے تو قاآن نے اپنے وزیراعظم کو آپ کے استقبال کے لیئے بھیجا جو خواجہ صاحب کو بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ شاہی دروازہ کے سامنے ایک میدان تقریباً تین میل حلقے کا سنگِ رخام سے فرش کیا ہوا ہے۔ اور جس میں اُسوقت پانچ لاکھ آدمی لباس فاخرہ پہنے مسلح کھڑے ہیں۔ اور دروازے پر بارہ ہاتھی سُونڈ اٹھائے اور دس شیر کھڑے ہیں۔

اس قلعہ کے اندر سنگِ رخام کا ایک نہایت وسیع میدان بنایا ہوا ہے۔ اس اندرونی میدان میں تین لاکھ سے زیادہ مسلح آدمی تھے۔ جو لباس زرّیں پہنے ہوئے تھے۔ اس میدان میں ایک چبوترہ چالیس گز اونچا خاصہ ٹیلہ نظر آتا تھا۔ اس پر ایک اَسّی گز سنہری محل بنا ہوا تھا۔ جس کا طول ایک سو گز اور عرض نوّے ۹۰ گز تھا۔ اس چبوترہ کے سامنے ایک اور چبوترہ تھا جس پر نقارہ طبل۔ نفیری وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ جب کبھی قاآن ان کے بجانے کا حکم دیتا ہے تو ایک ہزار آدمی ان کے بجانے کے لیئے آتے ہیں۔

اس محل کے اندر ایک جڑاؤ تخت رکھا ہوا ہے۔ اس میدان کے گرد و نواح سُنہری اور منقش کمرے اور محل بنے ہوئے ہیں۔ تیسرے محل میں ایک پانچ گز اونچا خالص سونے کا تخت بنا ہوا ہے ایک لاکھ آدمی اس کے گرد مسلح ہو کر کھڑے ہیں۔ دس ہزار کے ہاتھ میں ننگی تلواریں۔ دس ہزار کے ہاتھ میں تیر و کمان۔ دس ہزار کے ہاتھ میں گرز۔ دس ہزار کے ہاتھ میں کلہاڑیاں علیٰ ہذالقیاس سب کے سب مختلف آلاتِ حرب سے مسلح تھے۔

قاآنِ چین خواجہ ارغون سے بغل گیر ہُوا

جب خواجہ صاحب تیسرے محل میں گئے تو آپ کے آتے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھ

www.maktabah.org

کر نکلا اور نقارے وغیرہ بجنے لگے۔ اور ختائی زبان میں قاآن کی ثنا، و دعا کے گیت گائے. قاآن نے خواجہ صاحب سے بغلگیر ہو کر آپ کو سنہری کرسی پر بٹھایا اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے حالات پوچھے۔ خواجہ صاحب نے بھی آنحضرت کی طرف سے دعا پہنچائی اور فرمایا کہ آنجناب تجھ پر بہت مہربان اور تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں قاآن اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا۔ آدابِ قیومیت بجا لایا اور پھر ایک عالیشان محل خواجہ صاحب کے رہنے کے لیے مقرر کیا اور مناسب طور پر ضیافت کا سامان کیا۔

خواجہ ارعون مجددی نے شاہِ چین کو دعوتِ اسلام دی

دوسرے روز خواجہ صاحب نے جب قاآن کو دعوتِ اسلام دی تو قاآن سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے ارکانِ سلطنت شورش کرنے لگے۔ اور انھوں نے خواجہ صاحب کو تکلیف دینی چاہی۔ ادھر تمش خان وغیرہ خانہ بدوش بادشاہ بھی لشکر سمیت لڑائی کے لیے تیار کھڑے تھے۔

اغر خاں نے ہر دو فریق کی تسلی کی اور کہا کہ یہاں لڑائی سے کام نہیں نکلے گا۔ یہاں تو کوئی بڑی کرامت کام دے گی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اہلِ ختا کو فرمایا کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ وہ میرے فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے بتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے بتو! اگر ہمارا دین سچا ہے اور ہمارا پیر فی الواقعہ قیومِ وقت ہے۔ تو میرے پاس آجاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔"

یہ آواز سنتے ہی سارے بت اپنی جگہ سے حرکت کر کے خواجہ صاحب کے پاس اکھٹے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا "ہتھیار لے کر ختا والوں سے جنگ کرو"۔ تمام بت ہتھیار لے کر ختا والوں پر ٹوٹ پڑے اور ہزار ہا کو قتل کیا جب ختائی ان پر وار کرتے تو ان کے ہتھیار ٹوٹ جاتے۔ کیونکہ بت تو کانسی اور لوہے کے بنے ہوئے تھے قاآن یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور دوسرے ختائی بھی گھبرا گئے۔ سب کو اپنی موت

www.maktabah.org

کا یقین ہو گیا۔ انھوں نے ننگے سر پگڑیاں گلے میں ڈال کر خواجہ صاحب کے پاس آکر معافی مانگی اور عاجزی ظاہر کی۔ اور توبہ کی۔ تمش خان وغیرہ بادشاہوں نے بھی سفارش کی۔ خواجہ صاحب نے ان کی عاجزی پر رحم فرما کر ان بتوں کو جنگ سے باز رکھا۔

تمش خاں اور راعز خاں وغیرہ نے قاآن کو کہا کہ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ان بزرگوں کی رضامندی پر چلنا چاہیئے نہیں تو جان و مال اور ملک کی خیر نہیں۔ اب بھی دل سے توبہ کرو اور مسلمان ہو جاؤ تمھاری بہتری اسی میں ہے۔ قاآن نے یہ بات مان لی۔

شاہِ چین کو خواب میں تنبیہہ اور دعوتِ اسلام

اسی طرح قاآن نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کو خواب میں دیکھا جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے خلیفہ کو تیرے پاس بھیجا اور تو نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ قاآن نے صبح دربار عام کیا اور تمام ختائیوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔

جب سب جمع ہو گئے تو انھیں مخاطب کر کے اعلان کیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو بہتر ورنہ سب کو قتل کرا دوں گا ختائیوں نے کہا آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جب آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو ہم بھی ہوتے ہیں۔ اسی وقت قاآن معہ تمام خطائیوں کے مسلمان ہو کر غائبانہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کا مرید ہوا۔ تمام بتخانوں کو توڑا۔ اور ہزار دست بُت کو گرا دیا۔ بعد ازاں چین اور خطا کی نفیس چیزیں ایک لاکھ مہر اور پانچ لاکھ روپیہ بطور ہدیہ و تحفہ معہ ایک عریضہ کے جس میں اظہار عجز و نیاز اور ارادت کیا تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں بھیجا۔ اور خواجہ ارغون کے ہاتھ بیعت کی تین سو یار جو خواجہ صاحب کے ساتھ آئے تھے۔ انھیں چین اور خطا کے مختلف شہروں میں بھیج دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے ہزارہا آدمیوں کو مرید کیا۔ سینکڑوں کو خلافت کی چنانچہ خطا و چین کے تمام شہروں میں اُن کے خلیفے اور مرید بکثرت ہو گئے اور اس ملک میں طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ خوب طور پر رائج ہوا۔ اور اب تک ختا و چین میں اس سلسلے کا

www.maktabah.org

رواج ہے۔ خواجہ ارغونؒ نے شہر خان بالنغ میں سکونت اختیار کی۔ اور ہزارہا لوگوں نے خواجہ صاحب کی طفیل سے ہدایت حاصل کی۔ اور کئی ہزار آدمی ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔

کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے ایک ہزار آدمی کو خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ صاحب شہر خان بالنغ میں فوت ہوئے۔ اور موضع قراق میں مدفون ہوئے آپ کا مزار ختا و چین میں خاص و عام زیارت گاہ ہے۔ خواجہ صاحب کی اولاد اور آپ کے مرید اب تک خان بالنغ میں موجود ہیں۔

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو خلافت دے کر شام روانہ فرمایا

اِس سال ہندوستان کے ایک بڑے آدمی شیخ مراد حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہُوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے اُمت ایک مقام پر جمع ہیں۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ان کے صدر نشین ہیں۔ تمام بزرگ آپ کے سامنے دست بستہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کرے گا۔ نجات پائے گا۔ بعد ازاں شیخ صاحب حاضر خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

شیخ مراد حج کے لِئے روانہ ہوئے

میرے (مصنف علیہ الرحمتہ) والد ماجد روایت فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دے کر ملک شام میں روانہ فرمایا حضرت

www.maktabah.org

قیوم اربعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے تین ہفتے بعد شیخ مراد کو روانہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت ایک ہفتہ میں عنایت فرمائی۔ اور رخصت تین ہفتے بعد۔ شیخ صاحب دونو پاؤں سے معذور تھے۔ چنانچہ آپ کے پاؤں میں ہڈی وغیرہ نہ تھی۔ صرف تسمہ کی طرح نرم تھے۔ اس لئے رخصت کے وقت عرض کیا کہ میں ایک کمزور اور معذور، بے پا آدمی ہوں۔ علاوہ ازیں میرے پاس سرمایہ علمی بھی نہیں۔ وہاں مجھ سے طریقہ مجددیہ احمدیہ کا نفاذ کیونکر ہوگا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ، نے فرمایا میں نے اپنے تمام خواجگان کی رائے لے کر تمھیں رخصت کیا ہے۔ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ مزید فرمایا کہ پہلے ماوراالنہر جاکر چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہیں۔ اور پھر ایران کی راہ ملک شام میں پہنچ جانا۔ اور وہاں پہنچ کر بیت المقدس میں قیام کرنا۔ شیخ صاحب حضورؓ کے حکم کے مطابق پہلے ماورالنہر جاکر شیخ حبیب اللہ کے پاس رہے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق شیخ حبیب اللہ سے استفادہ بھی کیا۔ بعد ازاں ایران کی راہ شام پہنچے۔ وہاں کے علما اور مشائخ نے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے مرید تھے۔ جیسا کہ قیومیت کے آٹھویں سال میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑی عزت و تکریم سے شہر بیت المقدس میں لائے۔ ہر صبح و شام تمام مشائخ و علماء آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے اور شام کے اکثر لوگ آپ کے مرید تھے۔

والی شام کی ایک جسارت

شیخ صاحب کا ارشاد اس درجہ زیادہ ہوا کہ والیِ شام نے ڈر کر آپ کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ اسی اثنا میں اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام پیغمبر مثلاً حضرت ابراہیم اور آپ کے تمام فرزند علیہم السلام جو شام میں آرام کئے ہوئے ہیں جمع ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر اسے فرماتے ہیں کہ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم محمد معصوم عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ، کے خلیفہ کو

www.maktabah.org

تکلیف دینا چاہتا ہے ۔ حالانکہ وہ ہمارے حکم سے یہاں آئے ہیں ۔اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے ۔ تو توبہ کر اور اس سے معافی مانگ ورنہ ایسی مصیبت میں مبتلا ہو گا کہ اس سے تجھے نجات نصیب نہ ہوگی ۔

والیٔ شام نے یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور تہہ دل سے مُرید ہوا ۔ جب خنگار روم نے سنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ نے اپنا ایک خلیفہ ملک شام بھیجا ہے ۔ تو ایک امیر کو ایک لاکھ دینار دے کر شیخ صاحب کی مہمانداری کے لیۓ بھیجا ۔ اور آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لیۓ تین لاکھ دینار سالانہ مقرر کیئے ۔ آپ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ پانچ لاکھ سُرخ دینار تھا ۔ جن میں سے دو لاکھ تو فتوح پہنچ ۔ اور تین لاکھ خنگار روم بھیج دیتا ۔

شیخ صاحب اپنے وقت میں ملک شام کے مشہور شیخ تھے جب کبھی آپ حج کے لیۓ آتے تو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے ۔

شریف مکّہ حضرت شیخ مراد کا استقبال کرتا ہے

جب آپ پہلی مرتبہ حج کو آئے تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مسجد الحرام میں آ کر کھڑے ہیں ۔ اور کہتے ہیں ۔ کہ کل اس مسجد میں اللہ تعالےٰ کا ایک دوست آئے گا ۔ شریف اتم نے اس کا استقبال کرنا اور اُسے تخت پر سوار کر کے مسجد حرام میں لانا ۔

چونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے اس لیۓ تخت پر بیٹھ کر مسجد حرام میں آئے ۔ اور یہ شرف اس سے پہلے کسی ولی اللہ، شیخ امیر یا بادشاہ کو حاصل نہیں ہوا تھا ۔ کہ سوار ہو کر مسجد الحرام میں آئے ۔ صرف شیخ صاحبؒ کو حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہٗ کی طفیل یہ شرف حاصل ہوا ۔ بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے ۔ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانیؓ کے بعد حضرت

www.maktabah.org

قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور رجب تک آنحضرت وہاں رہتے تمام خرچ شیخ صاحب کے ذمے ہوتا۔ حالانکہ آنحضرت کے ساتھ تقریباً ایک ہزار آدمی ہوتے تھے۔ اور ایک سال تک عرب میں رہتے۔ آج تک ملک شام میں شیخ کے فرزند موجود ہیں۔ ایک کا نام شیخ محمدؒ ہے۔ جو شیخ صاحب کے قائم مقام اور خانقاہ کے متولی ہیں دوسرے شیخ مصطفےٰ ہیں۔ حاجی سعادت اللہ جو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مخصوص دوست ہیں۔ ایک دفعہ ملک شام میں گئے تو واپس آکر انھوں نے بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی خانقاہ میں اس وقت بھی ہزار آدمی موجود ہیں۔ اور تین لاکھ دینار سُرخ جو خنگار روم نے اخراجات کی بابت مقرر کر رکھے تھے۔ بدستور ملتے ہیں اور فتوح اس کے علاوہ ہے۔

حاجی سعادت اللہ نے یہ بھی بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی آرزو ہے کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کو تشریف لائے تھے۔ اور میرے والد بزرگوار آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو میں بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا کروں وہ ہر سال آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھیجا کرتا تھا۔

سلطنتِ مُغلیہ کا اہم رُکن شیخ میر

حضرت خواجہ محمد معصوم کا مُرید ہوا

اِس سال ارکانِ سلطنت میں سے شیخ میر نام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مُرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ پہلے شیخ میر بعض دین کے دشمنوں، اور مخالفینِ سلسلہ مجددیہ کے بہکانے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے سخت مخالف تھے

www.maktabah.org

ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ایک مجلس تھی جس میں حضرت قیوم ثانی کے مخالف و معاندین موجود تھے۔ وہاں پر آپؓ کا ذکر خیر ہوا۔ تو مخالفوں نے آنجناب کی اہانت شروع کردی۔ مخلص اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ پہلے زبانی گفتگو اور بحث و تکرار ہوتی رہی۔ آخر دست و گریبان تک نوبت پہنچی۔ دشمنی جب زیادہ ہوگئی تو دوسرے روز باقاعدہ جنگ کے لئے مستعد ہوگئے۔ شیخ میر نے اپنی فوج کا بہت سا حصہ مخالفوں کی مدد کے لئے بھیجا۔

جب دونوں فریق بالمقابل ہوئے تو ایسا گرد و غبار اُٹھا کہ فضا میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ مخالفوں کی آنکھوں کانوں ناکوں اور مُنہ میں گرد پڑنا شروع ہوئی۔ جس سے وہ اندھے بہرے اور گونگے ہوگئے۔ حق تعالیٰ نے ان کے سر پر بدبختی کی خاک ڈالی۔ شکست کو غنیمت سمجھ کر بھاگ اُٹھے لیکن حضرت کے مخلص جنابؓ کی توجہ کی برکت سے اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ اُن پر گرد و غبار کا نام و نشان تک نہ تھا کیونکہ بگولا اُنکے پیچھے کی طرف سے اٹھا اور مخالفوں پر چلا۔

اسی اثناء میں شیخ میر نے خواب میں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اُسے پکڑ کر خوب مار پیٹ کی ہے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا کر کہتے ہیں۔ کہ تو ہی نے آنحضرتؓ کے مخالفوں کی مدد کی تھی۔ اور تیرے دل میں آنحضرت کی طرف سے نفاق ہے۔ جب وہ جاگا تو مار پیٹ کے نشان اس کے بدن پر موجود تھے۔ اور سارے اعضاء درد کر رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور بہت معتقد ہو گئے۔ آپ کے دو بیٹے مکرم خاں اور محتشم خاں آنحضرتؓ کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے۔ باوجود امارت و ریاست کے دونوں حضرت کی پالکی کو کندھوں پر اٹھا کر شاہجہاں آباد میں لے جاتے آنجناب بھی اُن پر بدرجہ غایت درجہ مہربان تھے۔

www.maktabah.org

شیخ محمد ہادیؒ کی ولادت

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادیؒ جو مؤلفِ کتاب کے جدِ شریف ہیں پیدا ہوئے۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت امام معصوم محل کے اندر بیٹھے تھے اور اہلبیت اور بہو بیٹیاں حاضر تھیں آنحضرت اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ ایک پھانک اپنے اہلبیت کو دے کر فرمایا کہ یہ ملا جیون کی والدہ کو دے دو۔

آنحضرت کی بڑی بیٹی حضرت خازن الرحمت کے فرزند رشید شاہ عبداللہ کی منکوحہ حاملہ تھیں۔ وہ سمجھیں کہ شاید اپنی بڑی بیٹی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ انھوں نے بیٹی کو وہ پھانک دینی چاہی لیکن آپؒ نے حضرت خازن الرحمت کی بیٹی شرف النسار کی طرف اشارہ کیا۔ جو حضرت مروج الشریعت کی منکوحہ تھی۔ زقیہ زمان نے وہ پھانک مریم مکانی کو دی۔ اس پھانک کے کھانے کے بعد حاملہ ہوگئیں اور وقت مقررہ گذرنے پر ۱۲ رمضان المبارک ۱۰۶۰ھ میں ہادی الزمان پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور حضرت مروج الشریعت کو فرمایا یہ فرزند اعلیٰ درجے کا ولی اللہ ہوگا۔ اُمید غالب ہے کہ اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔

واقعی آپؒ کی توجہ شریف سے یہ فرزند اپنے وقت میں ممتاز ہوا۔ عقیقہ کے روز حضرت خازن الرحمتؒ نے محمد حسن نام رکھا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے محمد ہادی اور سب سے آخر پر یہ قرار پایا کہ کنیت ابوالحسن۔ لقب تاج الدین اور نام محمد ہادی رکھا جائے آخر اسی کو پسند کیا گیا۔ آپ کو بچپن میں حضرت قیوم ثانی کی بشارت کے بموجب مُلا جیون کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ جیون ہندی لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ جیتا رہ۔ علمِ ظاہری میں آپ اپنے عہد میں بےنظیر تھے۔ آپ کی جس قدر تصنیفات ہیں بڑے بڑے عالم بدقت انھیں سمجھتے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثانی محمد معصوم کی بارگاہ میں

بادشاہ شاہجہاں کی حاضری اور ملکی مشاورت

اس سال بادشاہِ ہندوستان شاہجہان سرہند میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیئے آیا۔ قدم بوسی کے بعد عرض کیا کہ دنیاوی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جیتے جی اولاد کو ملک بانٹ دوں۔ تاکہ میرے بعد شہزادے آپس میں نہ لڑیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔؟

آپ نے فرمایا" ضرور ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن اورنگ زیب کو ولی عہد بنانا، کیونکہ یہی تمام شہزادوں سے لائق اور دین دار ہے۔ ورنہ بڑا بھاری فساد برپا ہوگا۔" شاہجہان نے بھی اس بات کو منظور کرلیا۔ دُوسرے روز جب اورنگ زیب کو ولی عہد بنانا چاہا اور ملک دکن دارا شکوہ کے حوالے کرنا چاہا تو دارا شکوہ چونکہ بڑا بیٹا تھا اس نے دکن لینے سے انکار کردیا۔ سُلطان شاہجہان اس کے زیرِ اثر تھا۔ جو وہ کہتا مان جاتا۔ اس لیئے مجبوراً دکن اورنگ زیب کو دیا گیا اور ہندوستان داراشکوہ کو۔ اورنگ زیب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے سلطنت درکار نہیں ہیں ایک فقیر آدمی ہوں۔ میں حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں رہوں گا۔ دکن اور ہندوستان دونوں داراشکوہ کو دے دو۔

بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے تو بہتیرا حیلہ کیا کہ کسی طرح داراشکوہ دکن لینے پر راضی ہو جائے لیکن وہ نہیں مانتا۔ اور وہ میرے بس میں بھی نہیں۔ اگر ہندوستان اورنگ زیب کے سپرد کیا گیا تو فسادِ عظیم کا خطرہ ہے بلکہ یقین واثق ہے لڑائی ہوگی اور مسلمان ناحق مارے جائیں گے۔ اور ملک میں کھلبلی مچ جائے گی۔ اورنگ زیب تو آنجناب کا مرید ہے۔ آپ کے فرمان کو قبول کرے گا، اسے دکن لینے پر راضی کریں۔ آپ نے اورنگ زیب کو بلا کر فرمایا کہ تسلی رکھو۔ آخر تم ہی دکن

www.maktabah.org

اور ہندوستان دونوں کے بادشاہ ہو گے۔ تمھاری سلطنت کا سرزمینِ ہندوستان میں ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس وقت باپ کے فرمان کو قبول کرو۔ اور دکن لینے پر راضی ہو جاؤ اورنگ زیب آنحضرت ﷺ کے فرمان سے مجبور ہو کر دکن لینے پر راضی ہوا۔ تمہ[1]

حضرت خواجہ محمد معصوم نے داراشکوہ سے شریعت کے نفاذ کا عہد لیا

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے اورنگ زیب کو دکن لینے پر راضی تو کر لیا ہے. لیکن داراشکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعتِ محمدی کی اشاعت کی کما حقہ کوشش کرے۔ اور شریعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے تاکہ اس کی سلطنت قائم رہ سکے۔ اگر اس نے دین میں ذرا بھی سستی کی اور امور شرعی کے اجراء میں غفلت کی تو نہ وہ رہے گا اور نہ اس کی سلطنت۔ بلکہ شامتِ اعمال کا خمیازہ تمھیں بھی بھگتنا پڑے گا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا اور داراشکوہ کو آپؒ کی خدمت میں لا کر مذکورہ بالا نصیحت کی۔ داراشکوہ نے بھی اس نصیحت کو قبول کیا۔

بادشاہ نے اب ملک کو اس طرح تقسیم کیا کہ شاہجہاں آباد، اکبر آباد، الہ آباد، بہار اودھ۔ مالوہ۔ اجمیر۔ سرہند۔ لاہور۔ ملتان ٹھٹھہ۔ کشمیر اور کابل داراشکوہ کو دیا اور برہانپور۔ اورنگ آباد۔ بیدر۔ کرناٹک اور گرکاٹ وغیرہ دکن کے تمام ملحقہ علاقے اورنگ زیب کے سپرد کئے اور انھیں دونوں کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور یہ قرار دیا کہ اورنگ زیب اورنگ آباد میں رہے اور داراشکوہ شاہجہان آباد میں۔ اور دونو کی سرحد دریائے نربدا قرار پائی۔ دونو کو تاکید کی کہ اپنی اپنی حد پر قائم رہنا۔ اور اپنے ملک کی حفاظت کرنا۔ بھائیوں کی طرح آپس میں رہنا۔ لڑائی نہ کرنا۔ دوسری طرف بنگال شجاع کو دیا جو تیسرا بیٹا تھا۔ اور ملک گجرات مراد بخش کو دیا جو چوتھا بیٹا تھا۔ دے دیا۔

چاروں سے قسم لی کہ اپنی اپنی حدود پر قائم رہنا۔ اس بارے میں ایک عہد نامہ لکھا

www.maktabah.org

گیا۔ پہلے اس پر حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ، خازن الرحمت رضی اللہ عنہ، اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کی گواہی لکھی گئی بعدازاں ارکانِ سلطنت اور ہندوستان کے مشہور آدمیوں کی شہادتیں لکھی گئیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کے عرس پر سلطنتِ مغلیہ کی تقسیم کا اعلان ہوا

جس دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک تھا اور ملک کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے رؤسا حاضر تھے۔ شاہجہاں بھی چاروں بیٹوں سمیت وہاں عرس کی تقریبات میں حاضر ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد تمام امراء و وزراء وغیرہ کے روبرو وہ عہد نامہ ایک شخص کو دیا کہ پڑھ کر سنائے۔ اُس نے شاہی حکم نامے کے مطابق برسرِ عام اس عہد نامے کو پڑھا۔ اور اس بارے میں حاضرین کو گواہ بنایا۔ اس معاملہ کے تین روز بعد بادشاہ نے اس محل میں جو سرہند میں بنوایا تھا ایک بڑا جشن کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے بھی درخواست کی کہ تشریف لائیں۔

آپؓ نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے اس محل کو مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے چاروں بیٹوں کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ خود دستِ مبارک سے ہر ایک کے سر پر تاج رکھیں۔ آپؓ نے ایسا ہی کیا۔ شاہزادے آدابِ قیومیت بجالائے اتفاق ایسا ہوا کہ بیٹھتے وقت تینوں شہزادوں کے تاجوں میں سے جواہرات گر کر ٹوٹ گئے۔ صرف اورنگ زیب کے سر پر تاج قائم رہا۔ لوگوں نے اُسی وقت کہہ دیا کہ ان تینوں کی سلطنت کو بقا نہیں ہوگی۔ واقعی تھوڑے دنوں میں ان تینوں کی سلطنت تباہ ہوگئی اور اورنگ زیب مستقل بادشاہ ہوا۔ اب تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔

بادشاہ نے شہزادہ داراشکوہ کو کہا کہ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ، تمہاری ولایت میں ہیں۔ اس بات کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالانا اور آپ کی رضامندی کی کوشش کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ آنحضرت کسی طرح تم سے ناراض ہو جائیں۔ ورنہ میں آنجناب سے سخت شرمسار

www.maktabah.org

ہوں گا۔ اس وقت پھر نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کیں اور پھر آنحضرت سے رخصت ہوکر شاہجہاں آباد آیا۔ پہلے اورنگ زیب کو دکن روانہ کیا۔ شجاع کو بنگال میں اور مراد بخش کو گجرات میں۔ بعد ازاں دارا شکوہ کے سر پر تاج رکھ کر اس کو اپنا ولی عہد بنایا۔

قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوالعلیٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے افضل تھے حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ اور حضرت حجت اللہ کو فرمایا کہ یہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت کا کامل وارث ہوگا۔ اور اس کی طفیل ہزار در ہزار لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں گے۔

واقعی حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوگیا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا فرمان لفظ بہ لفظ پورا ہوا۔

رئیس تاج محمود کے مُرتد ہونے اور قتل ہونے کا واقعہ

اس سال شہر سامانہ جو سرہند کے مضافات میں ہے۔ سلطنت کے ایک رئیس تاج محمود نام سے دینِ اسلام کی اہانت سرزد ہوئی۔ جس سے خلقت پر واجب ہوگیا کہ اُسے قتل کیا جائے۔ جب یہ خبر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے سنی تو آپ نے اسلامی جذبہ کے پیش نظر اس بات کا سختی سے اقتساب کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے

www.maktabah.org

یار اُسے پکڑ لائے۔ اور اس کا نام تاج مردود رکھا اور اس کے قتل کے بارے میں ایک حکم شرعی مرتب کیا گیا۔ جس میں تمام علما فقہا صدر اور قاضی کی مہریں ثبت تھیں۔ مگر سرہند کے مفتی ابوالخیر نے مہر نہ لگائی کیونکہ تاج مردود نے اُسے بہت سارو پیہ چڑھا دیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ یہ جرم مجھ پر ثابت نہ ہونے دیا جائے۔

مفتی ابوالخیر نے منطقی دلائل سے بڑی کوشش کی لیکن اس کی پیش نہ گئی۔ اسکی والدہ اور چچی دونوں کا شاہی محل میں دُہرا رسوخ تھا۔ بلکہ اس کی والدہ نے تو داراشکوہ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ اس لئے داراشکوہ نے سرہند کے حاکم کی طرف لکھا کہ جس طرح ہو سکے تاج محمود کو بچایا جائے۔ میں تم پر نہایت مہربان ہوں گا۔

جب یہ خبر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سنی تو بادشاہ کی طرف لکھا کہ تاج محمود تاج مردود ہے اس کا قتل کرنا ہم پر اور تم پر لازم اور واجب ہے۔ بادشاہ نے آپ کے مخصوص مرید عضد والدولہ خان دوران کو سرہند بھیجا تاکہ علماء سے فتویٰ لے کر تاج محمود کو قتل کر دے۔ جب خان دوران آنحضرت کی خدمت میں شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضۂ منورہ میں ایک اجلاس کیا گیا۔ جس میں سرہند کے تمام علما و فقہا کو بلایا گیا۔ سوائے مفتی ابوالخیر کے سب نے تاج محمود کے قتل کا فتویٰ دیا۔ خان دوران نے اس کی مہر لے کر خود اس فتوے پر ثبت کر لیا اور وہ فتویٰ بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابوالخیر نے سرہند کے حاکم سے کہا کہ خان دوران نے مجھ سے مہر زبردستی لی ہے اور اس محضر پر لگا دی ہے۔ سرہند کے حاکم نے یہ معاملہ بادشاہ کی طرف لکھ دیا لیکن اس عریضہ کے پہنچنے سے پہلے وہ محضر بادشاہ کو پہنچ چکا تھا اور اس نے تاج مردود نے کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ حضرت قیوم ثانی سلطنت مغلیہ میں ایسے مرتد کو قتل کرنا چاہیئے تھے۔ تاکہ دُوسروں کو عبرت ہو۔ حاکم سرہند نے اُسے داراشکوہ کے پاس آخری

www.maktabah.org

احکام کے لئے بھیج دیا۔ جب آنحضرت کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو بہ نفس نفیس شاہجہان آباد گئے جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو ارکان سلطنت کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی چھ میل تک استقبال کیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔

آپ نے پہلی ہی ملاقات میں بادشاہ کو فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ دارا شکوہ کی عملداری میں دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور سستی ہوگی۔ اب وہی بات ہوئی۔ ازروئے شریعت تاج محمود کا قتل واجب ہے۔ اُسے حاضر کر کے شرعی کارروائی کرنی چاہیئے اتنے میں دارا شکوہ کے اشارے سے ابوالخیر مفتی سرہند بھی بادشاہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اس پر شرعی جُرم ثابت نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا وہ بالضرور واجب القتل ہے اور جو اس کی حمایت کرے گا وہ بھی واجب القتل ہے۔

وزیراعظم سعد اللہ خان کا حشر

سعد اللہ خان وزیراعظم بھی اس وقت موجود تھا۔ اور تاج مردُود کے معاملہ سے واقف تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس معاملہ کی خبر سعد اللہ خاں کو بھی ہے اس سے پوچھنا چاہیئے۔ وزیراعظم سعد اللہ خان دارا شکوہ کے اشارے سے خاموش رہا۔ بلکہ آہستہ سے شاہزادے کو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ قیوم وقت کیوں جھوٹ بولتے ہیں!

یہ بات ایک شخص نے حضور کے گوش گذار کر دی۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ حتٰی کہ مارے غصّے کے لال پیلے ہو گئے۔ اور سعد اللہ خان کو فرمایا کہ تو حق کو پوشیدہ کرتا ہے اور قطبِ وقت کو جھٹلاتا ہے۔ بہت جلدی تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور ساتھ ہی بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو تاج مردُود کو حاضر کر کے قتل کر دو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گے کہ اس سے رہائی نہ ممکن ہوگی بادشاہ بہت پریشان ہوا اور عرض کیا کہ جو حضور فرماتے ہیں۔ حق ہے۔ میں اُسے حاضر خدمت

www.maktabah.org

کرتا ہوں. جو خاطرِ عاطر میں آئے کیجئے گا اور مجھ عاجز سے ناراض نہ ہو جیئے گا. بادشاہ نے تاج مردود کی تلاش میں ادھر ادھر آدمی دوڑائے۔ اور آنحضرت اپنی خواب گاہ میں تشریف لائے۔ جب سعد اللہ خان وزیر بادشاہ سے رخصت ہوا تو اسی وقت اس کے پیٹ میں ایسا درد شروع ہوا کہ وہ بے قرار ہو کر سواری سے گر گر پڑتا تھا۔ لوگ بار بار اسے سوار کرتے لیکن وہ ہر بار گر پڑتا۔ آخر جب گھر پہنچا اور قریب المرگ ہوا تو اپنے بیٹے فتح اللہ خان کو حضرت قیوم ثانی محمد معصوم کی خدمت میں بھیج کر معافی مانگی کہ میں توبہ کرتا ہوں میری خطا معاف فرمائی جائے۔

جب اس کا بیٹا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور باپ کا پیغام عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ آج وہ زندہ نہیں رہے گا چونکہ اس نے توبہ کرلی ہے۔ اور معافی مانگی ہے۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اگر معافی نہ مانگتا تو جان و ایمان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ۱ے

ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرتؒ نے اس کے حق میں دعائے شفا کرنا چاہی تو زبان مبارک سے نکلا "لے اللہ اُسے بخش"۔ جب فتح اللہ خاں گھر آیا تو دیکھا کہ باپ مرا پڑا ہے۔ سعد اللہ خاں کے مرنے پر بادشاہ بہت گھبرایا اور دارا شکوہ کو لعنت ملامت کی کہ تیرا حشر بھی سعد اللہ خاں جیسا ہوگا۔ نہیں تو تاج مردود کو تلاش کر کے لاؤ۔ دارا شکوہ نے ڈر کر تاج مردود کو حاضر کر دیا۔ آنحضرت نے شرع کے مطابق اُسے قتل کرایا اور جو لوگ اس کے حامی تھے انھیں سزا دی۔

مُفتیِ سرہند ابوالخیر کا حشر

ابوالخیر بھی انہی میں سے ایک تھا۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا بھی حکم دیا۔ ابوالخیر نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آپ نے اُسے قتل سے تو بچا لیا۔ ابوالخیر شروع شروع میں سرہند میں صابن بیچا کرتا تھا۔ اور خانقاہ میں آکر پڑھا کرتا تھا۔ جب تحصیل علم سے فارغ ہوا تو

www.maktabah.org

آنحضرت نے سفارش کر کے بادشاہ سے اسے سرہند کا مفتی لگا دیا۔ لیکن وہ بدطینتی کے باعث ہمیشہ اسی فکر میں رہتا کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت پر الزام دیئے اور آپ کو نقصان پہنچے لیکن خود خانقاہ کے بچوں سے قائل ہو جاتا۔

میرے (مصنفؒ) جدامجد کوکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت فرماتے ہیں۔ کہ ابوالخیر امت محمدی کے بڑے علماء سے ہے۔ جب وہ مر گیا تو اس کا جنازہ آپؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ ابوالخیر سخت عذاب میں مبتلا ہے۔ اس کے عذاب کی کمی کے لیے بڑی توجہ کرتا ہوں لیکن اثر بہت کم ہوتا ہے۔ القصہ آنحضرت تاج محمود کے قتل کے بعد سرہند تشریف لائے۔

اسی سال مروج الشریعت کے دوسرے فرزند خواجہ محمد پارسا پیدا ہوئے۔ اور اسی سال سرہند کا ایک رئیس فوت ہو گیا۔ بعض امور کی مخالفت کی وجہ سے آنجناب اس کی عزاداری پر نہ گئے۔ حتیٰ کہ اس کے لڑکے نے بھی آکر عاجزی سے التجا کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی جب اس کا بیٹا نا امید ہو کر واپس چلا گیا۔ تو جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ اگر تم اس کے جنازہ میں شامل ہو تو ہم اُسے بخش دیں گے۔ آنحضرت اس کی قبر پر تشریف لے گئے جاتے ہی آپ کو الہام ہوا کہ ہم نے اُسے بخش دیا ہے۔ اس کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لائے۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے مکتوب کی دوسری جلد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کے نام سے حاجی عاشور علیہ الرحمہ نے جمع کی۔

حضرت قیوم ثانی کی سکھوں کی شورش کو دبانے کی پہلی کامیاب یلغار

ان دنوں ایک مسلمان بڑھیا فریاد لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ

www.maktabah.org

سکھ زبردستی میری لڑکی کو لے گئے ہیں۔ ان کفار کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ زمانہ سابق میں ہندوستان کے کافروں میں سے ایک شخص نانک نام فقیر ہوا ہے۔ جو بہ سبب ریاضت سحرسازی شعبدہ بازی لوگوں کو استدراج دکھایا کرتا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ اُسے کچھ منتر یاد تھا۔ جس کے سبب شیطان اُسے آکر غیب کی کچھ خبریں بتلا جایا کرتا تھا۔ اس لئے ہندوستان کے اکثر چھوٹے بڑے وضیع و شریف اور بادشاہ و غلام سبھی اس کے معتقد تھے۔ اور اس کی بہت ہی تعظیم کیا کرتے تھے۔ یعنی اُسے گُرو اور مرشد کہتے تھے۔ اور اس کے چیلوں کو سنگھ یعنی شیر کہتے ہیں۔ اور مشہور کر دیا گیا کہ بابا نانک مصدق الدمعین تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ایک شخص اس کا قائم مقام ہوا۔ اسی طرح ہر زمانہ میں ایک نہ ایک اس کا جانشین ہوتا رہا اور لوگوں کو راہِ اسلام سے بھٹکاتا رہا۔

حتیٰ کہ ایک شخص گرو بندا نامی کو جو نانک صاحب کا خلیفہ تھا۔ اُٹھا۔ سکھ اُسے خدا جان

---

۱ گورو گوبند سنگھ سکھوں کا دسواں گورو مانا جاتا ہے یہ گورو تیغ بہادر کا بیٹا تھا ۱۶۶۶ء میں پیدا ہوا۔ وقت کے ممتاز پنڈتوں سے تعلیم حاصل کی فن سپاہگری میں کمال پیدا کیا۔ آٹھ نو سال کی عمر میں گدی نشیں ہوا۔ اس کے باپ کو ایک ہندو رائے رام نے اورنگ زیب کے زمانہ اقتدار میں قتل کر دیا تھا اگرچہ گورو گوبند سنگھ عمر میں چھوٹا تھا مگر اس نے اپنی ذہانت سے سکھوں کے اختلافات ختم کر کے انھیں پہلی بار سیاسی قوت بنا دیا۔ سکھوں میں مذہبی جذبہ بیدار کیا۔ پھر مسلمانوں کے خلاف اور مُغل حکومت کے خلاف انتقامی جذبات کو ابھارا۔ اس نے پہلی بار انبالہ کے قریب سرمور کے پہاڑی سلسلے میں جنگ جو سکھوں کے دستے منظم کئے۔ اور مغل حکمرانوں کے احکام کی دسترس سے باہر چلا گیا۔ وہ پورے بیس سال سکھوں کو منظم کرنے میں مصروف رہا اور اس نے ایک لاکھ لڑاکے سکھ تیار کئے۔

یہ پہلا گورو تھا جس نے سکھوں کو مسلمانوں اور ہندوؤں سے ممتاز بنانے کے لئے ہر سکھ کے نام کے ساتھ "سنگھ" (شیر) کا لفظ استعمال کرنے کا رواج دیا۔ اور ہر سکھ کو کیس، کڑا، کرپان

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

کر اس کی پرستش کرنے لگے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت میں گرو تیغ بہادر بابا نانک صاحب کے جانشین ہوئے۔ ہزاروں کافر اور بے دین اس کے مرید تھے اُس نے سرہند کے قریب اپنی رہائش کے لئے دامنِ کوہ میں ایک نہایت عظیم الشان قلعہ بنوایا اب گرد و نواح کے مسلمانوں کو اُن کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑتا۔ سب لوگوں نے آنحضرت

(سابقہ صفحہ سے آگے)

کنگھا اور کچھا (پانچ ککوں) سے ملبوس کیا۔ "واہ گورو جی کا خالصہ" اور "واہ گورو جی کی فتح" کا نعرہ دیا اس نے اپنے دفاع میں جابجا قلعے تعمیر کرلئے۔ چنانچہ سرہند کے اردگرد پونٹہ، چمکور۔ انند پور اور لکھوال میں قلعے بنوائے۔

گورو گوبند سنگھ نے ۱۶۹۹ء میں بیساکھی کے اجتماع میں امرتسر کے قریب سکھوں کو خطاب کیا اور اپنی روحانی اور ناقابل تسخیر قوتوں کا اظہار کرکے سارے پنجاب کے سکھوں کو لڑنے مرنے پر تیار کرلیا۔ اس نے سکھوں کو یقین دلایا کہ آج کے بعد دنیا کی کوئی قوت سکھوں کو شکست نہیں دے سکے گی، گورو گوبند سنگھ نے اپنے اردگرد کی ہندو ریاستوں کو اپنے ساتھ ملانے کا اعلان کیا۔ مگر جب ہندو فرمانرواؤں نے اس کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کردیا تو اس نے سکھ جتھوں کو منظم کرکے ان ریاستوں پر حملے شروع کردیئے۔ چنانچہ ریاست باہمن۔ اندور۔ نالہ گڑھ اور کانگڑھ کی ریاستوں پر ہلے بول دیئے گئے۔ سکھ منظم اور مذہبی جنوں کا مجسمہ تھے۔ جہاں جاتے فتح پاتے۔ اب سکھوں کے جتھے قلعہ لوہ گڑھ۔ فتح گڑھ اور انند گڑھ میں ہر وقت جنگ کی تیاریاں کرتے رہتے۔ یہ علاقہ سرہند شہر کے لئے مستقل خطرہ تھا۔ ان دنوں سادھوڑا کے سادات کو سکھوں نے اتنا ڈرایا کہ ان میں چند کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہوگیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب اورنگ زیب دکن کی مہمات میں الجھا ہوا تھا۔ ہندو راجاؤں نے اس

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہو کر ان شورش پسند سکھوں کی طرف سے فریاد کی۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

سے مدد مانگی سرہند کے مجدّدی بزرگوں نے اُسے اس خطرہ سے آگاہ کیا۔ مگر اورنگ زیب پنجاب میں نہ آسکا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے جانشینوں نے خود اپنے مریدوں کو ساتھ لیا اور آگے بڑھ کر سکھوں کے دستوں کو کئی مقامات پر شکست دی۔

جب سکھوں کی چیرہ دستیاں بہت بڑھ گئیں تو اورنگ زیب نے لاہور کے حاکم زبردست خاں اور سرہند کے حاکم شمس الدین خاں کو گورو گوبند سنگھ کے دستوں کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ دونوں لشکروں نے انند پور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور بیرونی علاقوں میں سکھوں کی قوت کو توڑ کر رکھ دیا۔ ۱۷۰۳ء میں ایک زبردست معرکہ میں سکھوں اور مسلمانوں نے قوت آزمائی کی۔ گورو گوبند سنگھ کے دو لڑکے اجیت سنگھ اور جوہر سنگھ مارے گئے۔ خود گورو گوبند سنگھ بھیس بدل کر قلعہ سے نکل گیا۔ اور اس کی ماں ماتا گجری اس کے دو بیٹوں فتح سنگھ اور زور آور سنگھ کو لے کر سرہند چلی گئی۔

گورو گوبند بھاگ کر اپنے فارسی استاد پیر محمد کے پاس بہلول پور لدھیانہ میں پناہ گیر ہو گیا۔ اور جب اس علاقہ سے مغل فوج واپس چلی گئی۔ تو وہ بھٹنڈا میں آگیا۔ سکھوں کو جمع کیا۔ اور فیروز پور کے قریب مکتسر میں اجتماع کرنے لگا۔ اس نے یہاں بارہ ہزار سکھ فوج تیار کر لی۔ سرہند کے گورنر نے ان سکھوں کی سرکوبی کے لیئے ایک لشکر بھیجا۔ مگر سکھوں کو فتح ہوئی۔ اس فتح یابی پر گورو گوبند کے حوصلے بلند ہو گئے۔ وہ فیروز پور سے مالوہ چلا گیا۔ اور کچھ عرصہ پُر امن اور خاموش رہ کر انند پور آگیا۔ گورو گوبند سنگھ نے مغل حکومت سے خیر سگالی اور صلح وصفائی کے تعلقات قائم کیئے۔ چودہ سو اشعار پر مشتمل "ظفر نامہ" تیار کیا۔ اور اورنگ زیب کو دکن کے قیام کے دوران یقین دلایا کہ سابقہ غلطیوں کو نظر انداز کر کے سکھ قوم کو اعتماد میں لیا جائے۔ اورنگ زیب نے

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

آپ نے حمیتِ اسلامی کے پیشِ نظر بادشاہ کو لکھا کہ اس ملعون سے جہاد کرنا ضروری ہے ہم بھی تمھارے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اس صورت حال کے سامنے آتے ہی داراشکوہ آگے بڑھا اور اس نے بادشاہ سے کہا کہ گرد تیغ بہادر ایک فقیر آدمی ہے اور فقیر سے جنگ نہیں کرنی چاہیئے۔ بادشاہ داراشکوہ کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا تھا۔ اس لیئے آنحضرت کو کہلا بھیجا کہ عنقریب ہم کافروں سے جہاد کریں گے۔ جب چند روز گذر گئے اور سلطان نے غفلت کی تو آپ نے پھر بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ تم اس معاملہ میں تساہل کرتے ہو اس مہم

(سابقہ صفحہ سے آگے)

اس معذرت کو قبول کر کے گورو گو بند سنگھ کو دکن بلا لیا۔ وہ پنجاب سے روانہ ہوا تو راجپوتانہ میں اُسے اورنگ زیب کی وفات کی خبر ملی۔ وہ آگے جانے سے رُک گیا۔ دلی آیا۔ شاہزادہ محمد معظم سے ملا جس نے اس وقت شاہ عالم بہادر شاہ کے نام سے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی تھی شہزادہ معظم جب جنگ اقتدار میں اپنے بھائی شہزادہ اعظم سے جاجو کے مقام پر آگرے کے قریب لڑا تو گورو گو بند سنگھ اس کی حمایت میں زیر کمان تھا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ شہزادہ اعظم کو جس تیر نے گھائل کیا وہ گورو گو بند سنگھ کی کمان سے نکلا تھا۔ بادشاہ بہادر شاہ نے گورو گو بند کو انعامات سے نوازا۔ ایک عرصہ تک گورو گو بند سنگھ بہادر شاہ کے زیر کمان مغلوں کے اقتدار کی جنگوں میں شریک رہا۔ گورو گو بند شاہی لشکر میں حیدر آباد دکن میں تھا۔ کہ کسی پٹھان نے اپنے باپ کے قتل کے انتقام میں گورو گو بند سنگھ کو قتل کر دیا۔

۱۷۰۸ء میں ناندیڑ کے قریب گورو گو بند سنگھ نے بندہ بیراگی کو اپنا جانشین بنایا۔ جس نے آگے چل کر سکھوں کو پنجاب میں اکٹھا کر کے مسلمان بستیوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اور سکھ اقتدار کے لیئے پنجاب کے میدانوں کو ہموار کر دیا۔

www.maktabah.org

کو جلدی سرانجام دینا چاہیئے۔ بادشاہ نے پہلا سا جواب دیا۔ جب آپؒ نے دیکھا کہ بادشاہ اس معاملہ میں غفلت کرتا ہے۔ تو خود بہ نفس نفیس شاہجہان آباد تشریف لے گئے۔ بادشاہ آپ کا استقبال کر کے بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لے گیا۔ آپؒ نے بادشاہ کو سختی سے فرمایا کہ آج کافروں کے ساتھ جہاد کرنے سے غفلت کرتے ہو۔ قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دو گے۔؟ بادشاہ نے شرمندہ ہو کر کہا کہ آپ جس طرح فرمائیں میں حاضر ہوں۔ آنحضرتؒ نے فرمایا

ضرور است شاہ را ز برخاستن ۰۰ کمر بستن و لشکر آراستن

اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر کافروں سے جنگ کرو۔ بادشاہ نے حضرت کی بات قبول کر کے تیاری شروع کی لیکن دارا شکوہ بادشاہ کو کافروں سے جنگ کے لیئے نہیں جانے دیتا تھا۔ ہر روز نیا ہی حیلہ اور عذر پیش کر دیتا۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی کام لے بیٹھتا کہ پہلے اس کو سرانجام دے کر پھر جنگ کریں گے چونکہ بادشاہ ہر طرح سے اس کے اختیار میں تھا۔

گرو تیغ بہادر قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گیا

جب آنحضرتؒ نے دیکھا کہ بادشاہ جہاد کے لئے نہیں جائے گا۔ تو ناخوش ہو کر واپس آئے شاہی لشکر میں جتنے مرید تھے سب آپؒ کے ساتھ سرہند آئے۔ آنحضرتؒ نے خود مریدوں سمیت گورو تیغ بہادر کے قلعہ کا رُخ کیا۔ جب گورو کو آنحضرتؒ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو ڈر کر بھاگا۔ اور قلعہ چھوڑ گیا۔ اور ساتھ ہی اپنے چیلے چانٹے لے گیا آنحضرتؒ نے حکم دیا کہ قلعہ گرا دیا جائے۔ جو چیلے چانٹے باقی رہ گئے تھے۔ انھیں بے دریغ قتل کر دیا گیا۔ تیغ بہادر کی بڑی تلاش کی گئی لیکن وہ پہاڑوں کی غاروں میں اس طرح چھپا کہ کہیں نام و نشان تک نہ ملا۔ اس کے جتنے ہمراہی ہاتھ آئے۔ ایک ایک کو قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں آنحضرت بطور فاتح سرہند میں داخل ہوئے۔ لیکن دارا شکوہ کی دین اسلام

www.maktabah.org

میں سُستی کی وجہ سے اس پر بہت ناراض ہوئے اور اس کے حق میں بد دعا کی۔ کہ "اے پروردگار! اس کافر نواز حکمران سے سلطنت لے لے۔"

اسی وقت جناب الٰہی سے الہام ہُوا کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے ہم نے اُسے نہ صرف سلطنت سے معزول کیا ہے۔ بلکہ عنقریب دنیا سے بھی اُسے رخصت کیا جائے گا۔ اور سلطنت تمہارے مرید اورنگ زیب کو دی جائے گی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ، نے اُسی وقت یہ مکاشفہ لوگوں پر ظاہر فرمایا جسے سُن کر سبھی خوش ہوئے۔

داراشکوہ کی کفر نوازی کی وجہ سے ہندوستان میں اسلامی اقدار گرنے لگیں

داراشکوہ کی اسلام دشمنی اور کُفریہ نظریات کی وجہ سے ہندوستان میں بدعت کا بہت زور ہو گیا۔ اور دین اسلام کو بہت نقصان پہنچا۔ داراشکوہ ولی عہد تھا اور بادشاہ کا وصی عصر تھا وہ بدعتیوں کی صُحبتوں میں زیادہ وقت رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ بدعتیوں اور ملحدوں کا ملک ہند میں دور دورہ تھا لیکن اس بات کے سبب داراشکوہ کو اورنگ زیب سے خطرہ تھا کہیں شورش نہ کر دے کیونکہ ایک تو اس کی بہادری اور دلیری کی دھاک سارے ہند میں تھی۔ داراشکوہ کیا سارے بھائی اس سے کانپتے تھے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ داراشکوہ اہل بدعت کا ہم صحبت تھا جو حضرت کے طریقہ کے سراسر خلاف تھے۔ اُسے اس لئے بھی ڈر تھا کہ اورنگ زیب حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کا مرید ہے کہیں طیش میں آکر فساد برپا نہ کرے۔

داراشکوہ ہندو راجاؤں سے امداد طلب کرنے لگا

ایک روز باپ سے کہنے لگا۔ کہ میرے کام کو راجگان ہند کی مدد سے

www.maktabah.org

مضبوط بنا۔ بادشاہ نے ہندوستان کے راجاؤں کے سردار کو بلاکر داراشکوہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا کہ اس کی ہر طرح سے مدد کرنا۔ اس نے بڑی خوشی سے قبول کیا داراشکوہ نے اس کو راضی کرنے کے لئے کافروں سے جزیہ لینا بند کر دیا۔

پھر تو داراشکوہ کے پاس برہمنوں اور جوگیوں کا جمگھٹا رہنے لگا۔ اور وہ اُن سے سنسکرت کی تعلیم حاصل کر کے ہندی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ کافروں کے طریق پر چلنے سے بھی انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ دینِ اسلام میں اولیاء اور اصفیاء ہیں۔ کفار میں بھی رشی اور اوتار ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اس لئے ہندوستان میں کافروں کا ایک بار پھر غلبہ ہو گیا۔ جو ہر طرح سے مسلمانوں کو دکھ دینے لگے اب اہلِ اسلام کی جرأت نہ تھی۔ کہ کسی کافر کے آگے دم ماریں۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت سخت نازک تھی۔ کوئی ان کی فریاد سننے والا نہیں تھا۔

داراشکوہ کی فتنہ پردازیوں سے مسلمان تنگ آ گئے

داراشکوہ نے اپنے باپ شاہجہاں بادشاہ کو نظر بند کر رکھا تھا۔ اُنکے دروازے پر اپنے آدمی بطور پہرہ بٹھا دیئے تھے۔ کہ کسی کو بادشاہ سے ملاقات کرنے نہ دی جائے۔ اور کوئی بات داراشکوہ کی مرضی کے خلاف بادشاہ تک نہ پہنچائی جائے۔ ہر ایک حکم اپنی مرضی کے موافق لکھتا۔ اور بادشاہ کی طرف سے لوگوں میں نافذ کرتا حالانکہ بادشاہ کو ان حکموں کی بالکل خبر نہ ہوتی۔ ملک میں آئے دن ان ملحدوں اور بدعتیوں اور خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، کے خلفاء میں جنگ ہوتی۔ کیونکہ ان کے طریق عمل سے سخت ناراض ہوتے تھے اور انہیں منع کرتے تھے۔ اور جب وہ باز نہ آتے تو اُن سے جنگ کرتے اور بفضل خدا کامیاب ہوتے

داراشکوہ انھیں خون آلود حالت میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا۔ کہ دیکھو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، کے مرید احکامِ سلطنت کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اس لئے

www.maktabah.org

شاہی آدمیوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور کہنے لگا" مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ بادشاہ دارا شکوہ کی ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کرتا۔ ایک روز موقعہ پاکر پھر بادشاہ سے کہا کہ جہان بھر کے بادشاہ اپنی اپنی فوجیں لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہیں اور لشکرِ شاہی کے افسر بھی ان کے مرید ہیں۔ جس شخص کے پاس اس قدر جمعیت ہو اس سے فتنہ وفساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ علاوہ ازیں میں نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ قیوم ثانی محمد معصوم سرہندی کا دلی ارادہ ہے کہ کسی طرح سلطنت ہاتھ آئے۔ چنانچہ اس کے آثار بھی ظاہر ہیں کہ ان کے مرید ہر روز شاہی آدمیوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اور بادشاہی احکام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے ایسا نہ ہو کہ فساد عظیم برپا ہو۔ جس کا علاج بعداز وقت محال ہو۔ اس کا بندوبست ابھی کرنا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ شیخ صاحب کو بیچ سے اٹھا ہی دیا جائے۔ تاکہ یہ آئے دن کا فساد مٹ جائے نہیں تو سلطنتِ مغلیہ ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

بادشاہ نے سخت جھنجلا کر دارا شکوہ کو کہا" ارے بدبخت! تو قیوم زمان اور قطب جہان کے بارے میں ایسی بات کرتا ہے۔ تجھ پر خدا کی مار۔ بس معلوم ہو گیا کہ تو سلطنت کے لائق نہیں اور بادشاہی تیرے نصیب میں نہیں۔ کیونکہ تمام جہان کے بادشاہ قطب وقت کے حکم سے سلطنت کرتے ہیں۔ تیرے اس خیال کی شامت مجھ پہ عائد ہوگی اور جانتا ہے جو تیرے دل میں سمایا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت یہاں سے اٹھایا جائے یا نکال دیا جائے۔ ناممکن ہے کیونکہ تو خود قائل ہے اور جانتا ہے کہ شاہی لشکر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع وشریف آپ کے مرید ہیں۔ جب ان کا پیشوا اور مقتدا، مارا جائے گا۔ تو کیا وہ انتقام کے لئے کمربستہ نہ ہوں گے۔ اور ہم سے ناراض نہ ہوں گے۔ بلکہ جس طرح ہو سکا ہمیں ضرور قتل کریں گے۔ اور سلطنت وجان کھو کر ہم عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے اس سے بچو، ڈرو اگر تم اپنی جان اور ایمان کی خیریت چاہتے ہو تو اس بیہودہ خیال سے

www.maktabah.org

توبہ کرو۔ اس تنبیہہ کے بعد دوبارہ داراشکوہ نے کبھی بادشاہ سے اس قسم کے خیال کا اظہار نہ کیا۔ دوسری طرف اسلام کی بے حرمتی کو دیکھ کر حضرت قیوم ثانی کا دل بہت کڑھتا تھا چنانچہ آپ نے فیصلہ کر لیا کہ ہندوستان کو چھوڑ کر کسی اور ملک میں تشریف لے جائیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم حج بیت اللہ کو روانہ ہوئے

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ، یاقوت احمر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے میں مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر ظاہر ہوا کہ تمام جہان اہل جہان جن آدم وغیرہ ساری مخلوقات مجھے سجدہ کر رہے ہیں میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا جس نے مجھے گھیر لیا۔ دراصل جو شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ مجھے سجدہ کر رہا ہے۔

یہ دیکھ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی زیارت کا اشتیاق بدرجہ غایت ہوا حتیٰ کہ بے قرار ہو گئے کہ حج کا مصمم ارادہ کر لیا۔ آپ کے اکثر مخلصوں اور دوستوں نے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا لیکن بے سود۔ آپ نے کسی کی ذرا پرواہ نہ کی۔

ایک روز مروج الشریعت رضی اللہ عنہ، نماز ضحےٰ کے بعد آنحضرت کی خدمت میں آئے تو آپ کو بہت خوش حالت میں پایا۔ آپ نے فرمایا کہ آج میں سفر حج کی کیفیت کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے اپنے آپ کو تمام بھائیوں کو عین طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے لوگ جو رکاوٹیں اور مشکلات سفر حج کی بیان کرتے ہیں میں نے کوئی بھی نہیں دیکھی۔

حضرت قیوم ثانی کی عدم موجودگی میں ہندوستان انتشار اور فساد کا شکار ہو گیا۔

اسی اثناء میں آنحضرت پر ظاہر ہوا کہ آنجناب کے چلے جانے سے سلطنت ہند میں فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا جب آنحضرت ہندوستان سے باہر سمندر طے کر چکے

www.maktabah.org

تو ہندوستان میں جا بجا فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہو گئی ۔ وبائیں بھی ایسی پھوٹ پڑیں ۔ کہ ہزاروں آدمی روزمرہ مرنے شروع ہو گئے ۔ صرف سرہند شہر سے ایک ہزار آدمی روزانہ وبا سے ہلاک ہوتے ۔ آپ کی غیر حاضری میں اہل سرہند نے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں اور صعوبتیں جھیلیں ۔ ملک بھر میں قتل عام مچ گیا ۔ اور سلطنت میں پوری پوری کھلبلی مچ گئی ۔ سخت قحط پڑا ۔ اور بہت سے لوگ بے خانماں ہو گئے ۔ اور رہے سہے ہلاک ہو گئے اور ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ۔

حضرت مجددؒ کی قبر مبارک سے اورنگ زیب کی کامیابی کی بشارت

جب آنحضرتؓ نے حج کا عزم بالجزم کر لیا تو رخصت ہونے کے لئے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پہ حاضر ہوئے حضرت قیوم اوّل نے کمال بشاشت سے رخصت کر کے فرمایا کہ داراشکوہ دنیا سے عنقریب رخصت ہوگا اور سلطنت تمہارے مرید اورنگ زیب کے ہاتھ آئے گی تم واپس آؤ گے تو اس کی سلطنت میں ہو گے ۔ آپؓ نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی تو سب کے سب پھولے نہ سمائے ۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ معہ اپنے دونوں بھائیوں حضرت خازن الرحمت اور حضرت شیخ محمد یحییٰ اور سات ہزار خاص مریدوں کے جن میں سے دو ہزار آپؓ کے خلفاء اور سات سو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے جن میں سو بڑے خلفاء تھے ۔ حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے ۔ جب یہ یہ کاروان مجددیہ اکبر آباد پہنچا تو بادشاہ نے استقبال کیا لیکن حضورؓ نے کوئی توجہ نہ فرمائی ۔ بادشاہ تاڑ گیا کہ آپؓ ناراض جا رہے ہیں ۔ اس لئے بہت منت سماجت کی کہ جانا ملتوی کر دیں ۔ لیکن آنحضرت نے اس کی التماس کو شرف قبولیت نہ بخشا ۔ جب بادشاہ مایوس ہو کر پھرا ۔ تو سخت ناراض ہو کر داراشکوہ کو کہا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ حضرت خواجہ

www.maktabah.org

محمد معصوم کی مرضی کے خلاف نہ کرنا ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گا جو ہر طرح سے لاعلاج ہو گی۔ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ نہ تو رہے گا نہ تیری سلطنت۔ اب بھی جہاں تک ہو سکے یہ کوشش کرنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ملک سے باہر نہ جائیں ورنہ مصائب کا منتظر رہو۔

داراشکوہ نے باپ کے کہنے کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑی منت وسماجت کی بلکہ صبح وشام آنحضرت کی خدمت میں رہ کر غایت درجہ کوشش کی کہ کسی طرح آپ اس سے راضی ہو جائیں ۔ اور اپنا جانا موقوف کر دیں لیکن اس کی عاجزی اور حاضری مفید نہ پڑی۔ اس لئے جو قدرے قلیل اخلاص تھا۔ وہ بھی نفاق سے بدل گیا۔ نہایت کمینہ پن سے گھر میں بیٹھ کر کہنے لگا۔ کہ کوئی شیخ کو اتنا نہیں سمجھاتا کہ کیوں ڈوبنے جاتا ہے۔ ایک شخص نے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی۔ آپ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا" دیکھا جائے گا چند روز میں کون غرق ہوتا ہے آیا میں یا وہ "؟ ایک اور روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ تمہیں غرق کرنے جا رہا ہوں۔

بعدازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ، حرمین الشریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور داراشکوہ دونوں آنجناب کو رخصت کرنے آئے اور بہت سا روپیہ بطور زادراہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت رضؓ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر جب بہت منت سماجت کی تو بادشاہ کے پیش کردہ روپے میں سے تھوڑا سا لیا۔ لیکن داراشکوہ کے روپے سے پھوٹی کوڑی بھی منظور نہ فرمائی۔ اس سے تمام آدمیوں کو یقین ہو گیا کہ اب داراشکوہ کے ہاتھ سے سلطنت ضرور جائے گی اور مصیبت میں گرفتار ہو گا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضؓ راہِ حرمین الشریفین میں

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اکبر آباد سے دکن کا رخ کیا۔ تو جس گاؤں

www.maktabah.org

یا شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے اور حاکم آنجناب کے استقبال کے لئے آتے اور بڑی تعظیم و تکریم اور خاطر و مدارات سے اپنی دوسری سرحد تک وداع کر آتے۔ اور بہت سے گھر بار چھوڑ کر آپؓ کے ہمراہ ہو لیتے۔ پھر دوسری حدود کے لوگ حاضر خدمت ہو کر آگے پہنچا آتے۔ سمندر کے کنارے تک یہی کیفیت رہی۔

سرہند سے لے کر ساحل سمندر تک چالیس ہزار آدمی حج کے ارادے سے آنجناب کی خدمت میں جمع ہو گیا۔ چونکہ اورنگ زیب راستے میں تھا اور دارا شکوہ کو ڈر تھا۔ کہ کہیں آپ اورنگ زیب کو مجھ پر چڑھائی کرنے کا حکم نہ دیں۔ اس واسطے بادشاہ کی طرف سے اورنگ زیب کو لکھوا دیا کہ فلاں مقام پر شورش ہے اُسے جا کر فرو کرو۔ اور وہ مقام آنحضرتؓ کی راہ سے بہت دور تھا۔ جب اورنگ زیب نے آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر سنی کہ دکن، تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس موقع کو غنیمت جان کر سر کے بل دریائے نربدا سے عبور کر کے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ آپؓ نے اپنے ہاتھ سے ازراہِ لطف و کرم تاجِ سلطنت اورنگزیب کے سر پر رکھا۔ اور اپنی خاص ٹوپی عنایت کر کے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ اب ہم اس وقت ہندوستان میں داخل ہوں گے۔ جب سارے ملک کی سلطنت تمہارے ہاتھ آ جائے گی۔ جاؤ جا کر ہندوستان سے تاریکی اور گمراہی کو دُور کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہوں اور بدعتیوں پر فتح دے گا۔ اور تم شاہجہان آباد وغیرہ تمام ہندوستان کی بادشاہی حاصل کرو گے۔ جب ہم واپس آئیں گے۔ اس وقت تمام ہندوستان میں تمہاری حکومت ہو گی۔

اورنگ زیب اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا اور آدابِ قیومیت بجا لا کر عرض کیا کہ اگر اپنے ایک فرزند کو میرے ساتھ رہنے کی اجازت عنایت فرمائیں تو میری تقویت کا باعث ہو گا۔ آپؓ نے اس کی التماس کے مطابق حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین کو جو حضرت قیوم رابعؓ کے نانا تھے۔ اس کے پاس چھوڑا۔ اس نے دوبارہ عرض کیا کہ آنجناب کے صلبی فرزندوں میں سے بھی ایک میرے ساتھ ہونا چاہیئے۔ آپؓ نے

www.maktabah.org

از راہِ لطف و کرم اپنے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف کو اس کا رفیق بنایا۔ دارا شکوہ پر غالب آجانے کے بعد حضرت محمد اشرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بعد ازاں آنحضرت اورنگ زیب کو ہندوستان کی طرف روانہ کر کے خود جہاز پر سوار ہوئے۔ حج کے لیے دس جہاز اورنگ زیب نے بھی آپ کے مریدوں کے لیئے دیئے تھے۔ اور پانچ خود حضرت قیوم ثانی نے کرایہ پر لئے تھے۔ جن میں غربا اور فقراء کو مفت سفر کرایا گیا۔ اور جو صاحب مال و دولت آپ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے اپنے خرچ پر خود بندوبست کیا۔

کہتے ہیں اس سفر میں ہندوستان کے امراء اور رؤسا سوداگر اور مشہور آدمی مل ملا کر تین ہزار آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ ان میں سے سو ایسے تھے جنہوں نے سینکڑوں آدمی اپنے ساتھ لیئے تھے۔ تین ہزار علما اور مشائخ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ان سب میں سے پانسو آدمی ایسے تھے۔ جن کے ہزار ہا مرید اور شاگرد ہندوستان اور دوسرے ممالک میں موجود تھے۔ روایت ہے کہ جتنے جہاز بندر سورت میں تھے۔ سب آپؒ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جب آپ جہاز پر سوار ہوئے تو فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے انوار نظر آرہے ہیں۔ آنحضرت کو جہاز میں درد مفاصل ہوا۔ اور یہ مرض پہلے بھی کبھی کبھی غلبہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب بیماری سے افاقہ ہوا تو دیر تک مراقبہ کیا اور آنجناب کے چہرہ مبارک پر فرحت اور خوشی کے آثار نظر آئے۔ اور شوق کے مارے آنحضرت رونے لگے۔

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت وغیرہ بڑے فرزندوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آنحضرتؓ نے تھوڑی خاموشی کے بعد فرمایا کہ اس مراقبہ میں وہ عنایتِ الٰہی معلوم ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ ایک بار مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے خیال نہ آیا۔ یہ خوشخبری ذات بحت کے وصول کے متعلق ہے۔ جو نسبت اور اعتبارات سے بالکل معرا ہے۔ اور اس مقام پر سوائے صحابہ کرام کے کوئی نہیں پہنچا۔ اب مجھے الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت تمھیں

www.maktabah.org

ہماری درگاہ میں حاصل ہے۔ اس سے پہلے سوائے تمہارے والدِ بزرگوار کے اور کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ نیز جن دنوں حضرت قیوم ثانی جہاز میں سوار تھے تو آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور میرے بڑے بھائی عارفِ ربانی خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ ہیں۔ میں اور زبدۃ العارفین خواجہ محمد سعید خازن الرحمت بھی موجود ہیں۔ حضرت قیومِ اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہم تینوں بھائیوں کو پشمینے کی تین چادریں عنایت فرمائی تھیں۔ خواجہ محمد صادق نے اپنی چادر لپیٹ کر رکھ دی۔ خواجہ خازن الرحمت نے تھوڑی سی اوڑھی اور باقی لپیٹ کر رکھدی۔ میں نے اپنی چادر خوب کھول کر اوڑھی۔

مؤلف کتاب عرض پرداز ہے کہ چادر سے مراد ارشاد ہے۔ چنانچہ جیسا ارشاد کو آنحضرت سے رواج ہوا کسی سے نہ ہوا بلکہ اس کا عشرِ عشیر بھی کسی گذشتہ ولی سے نہ ہوا۔

والیِ یمن نے قافلہ کا استقبال کیا

جب جہاز یمن کی بندرگاہ مخّہ پر پہنچا۔ تو والیِ یمن نے ارکانِ سلطنت کو آنحضرت کے استقبال کے لیے بھیجا۔ آنجناب مخّہ سے حرم محترم کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ تمام جنگل بیابان اور نشیب و فراز انوار میں درخشاں نظر آئے۔ اور میں بھی اس بحرِ پُر نور میں غرق ہوں۔ آپ ۲۳ شعبان جمعہ کی رات کو اونٹ پر سوار ہوئے۔ کجاوے کی ایک طرف آنحضرت تھے اور دوسری طرف حضرت مروّج الشریعت۔

کعبۃ اللہ آگے بڑھ کر آیا

فرماتے تھے کہ آج کل کعبہ کے انوار بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب سے جہاز پر سوار ہوئے ہیں اب تک یہی کیفیت ہے اور آج تو پہلے دنوں کی نسبت زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے حرکت میں ہے ایک ساعت بعد معلوم ہوا کہ کعبہ میری طرف آ رہا ہے۔ اس وقت کعبہ کی ہیئت یہ تھی کہ بڑی بشاشت سے مسکراتا ہوا

www.maktabah.org

سفید رنگ دراز قد شخص کی صورت میں سُرخ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوا۔ نماز مغرب کے وقت نور اسم ظاہر ہوا بلکہ بات کرتے وقت تک اسی شکل و ہیئت میں نظر آتا رہا

ابن عربی کا ایک مکاشفہ

یہ مکاشفہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ سے ملتا جلتا ہے۔ جو اس رسالے میں درج فرمایا ہے۔ جس میں اس گفتگو کا ذکر کیا ہے جو کعبہ اور آپ کے درمیان ہوئی۔ آپ لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں کعبہ میں رہتا تھا۔ ایک رات چاند کی چاندنی تھی اور کچھ کچھ کہیں بادل کے ٹکڑے بھی نظر آرہے تھے۔ میں طواف کے لئے نکلا، جب میں حجرِ اسود کے پاس پہنچا (اس سے پہلے میں اپنے آپ کو کعبہ سے اچھا سمجھا کرتا تھا کیونکہ میرا خیال تھا کہ حقیقتِ انسانی حقیقتِ حجری (پتھر) سے افضل ہے۔) تو اس رات میں نے کعبہ کو ایک نہایت خوبصورت عورت کے روپ میں دیکھا۔ کہ اس سے پہلے کبھی ایسی شکل میں نے نہیں دیکھی تھی۔ کہ دامن چُنے ہوئے ہاتھ میں آلۂ حرب لے کر مجھ پر حملہ آور ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ کب تک تم میری قدر کو کم خیال کرتے رہو گے بخدا میں تمھیں اپنا طواف نہیں کرنے دوں گی۔ اگر میں حطم میں پناہ گزیں نہ ہوتا تو وہ ضرور مجھ پر وار کرتی۔

اس حکایت کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ مجھے ہوش آگیا۔

راہِ حجاز مقدس میں

رونما ہونے والے واقعات

بادشاہانِ عصر اور مشائخ زمانہ استقبال کرتے ہیں

جب آنحضرت رضی اللہ عنہٗ جہاز پر سے اُترے تو عرب و یمن کے لوگ خصوصاً کعبہ کے رہنے والے۔ شریف مکہ اور بادشاہ یمن آنجنابؓ کے استقبال کے لئے آئے اور

www.maktabah.org

آپؒ کے خلفاء جو گرد و نواح میں رہتے تھے۔ وہ بھی حاضرِ خدمت ہوئے اور شیخ مراد جسے آپ نے اپنا خلیفہ بنا کر ملک شام میں بھیجا تھا۔ کئی ہزار شامیوں کو ساتھ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ خنگار روم جو مدت سے آنجناب کا غلام تھا۔ معہ ارکانِ سلطنت اور تحف و ھدایا قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ صُبح و شام شریفِ مکہ۔ روم۔ شام اور عرب کے امراء و بادشاہ یمن۔ روم اور شام کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آپ کی خدمت میں حاضر رہتے جب عرفات میں پہنچے تو تمام حاجی کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب آپ کے ہمراہ تھے اور آپ اس قافلہ کے سردار تھے۔

عرب کے لوگ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کے زمانے کے بعد کوئی ایسا بزرگ حج کرتے نہیں دیکھا گیا۔ حاجیوں کا جو اجتماع اس سال ہوا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔

فرشتے طوافِ کعبہ کرتے ہیں

یاقوتِ احمر میں لکھا ہے۔ کہ حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے مکہ میں آ کر طواف کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت حسین مردوں اور عورتوں کی جماعت طواف میں ہماری شریک ہے۔ لیکن وہ طواف بڑے اشتیاق سے کر رہے ہیں ان کا طواف ہم لوگوں سے نہیں ملتا۔ ہر وقت شوق میں کعبہ سے بغلگیر ہوتے ہیں اور چومتے ہیں اور ان کے قدم بھی زمین سے اُوپر ہیں۔ اور سر آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ بھی اُن کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ مذکورہ بالا آدمی فرشتے ہیں اور عورتیں حُوریں۔

مسجدِ خیف کے منارہ کے سایہ میں حضرت آدمؑ کا مزار ہے۔

آنحضرت فرماتے تھے کہ جب عرفات کے ارادے سے نکلے تو نماز کے لئے مسجدِ خیف میں گئے اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کے نزدیک کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ نصب کر کے اسے منزل قرار دیا تھا۔ نیز یہ پیغمبروں کا مقام ہے انھیں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون ہیں۔ اسی

www.maktabah.org

مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے تلے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے مسجد مذکورہ میں ہم بیٹھے تھے کہ الوہیت اور ابہت جلالی سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا۔ تمام چیزیں انوار میں مستغرق ہوگئیں۔

قبولیتِ حج کی تحریری قبولیت

روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تشریف آوری شکرِ خدا کے مشاہدہ کے لیۓ تھی اور نیز اس واسطے کہ آنحضرت کا امکان و مرتبہ معلوم ہو جائے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں منزل منٰے میں گئے جب زیارت کے لیۓ شہر میں آئے تو فرمایا کہ جب ہم طواف سے فارغ ہوئے تو ظاہر ہوا کہ فرشتہ نے حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ اگرچہ کچھ رسومات باقی تھیں۔ لیکن ارکان کے ادا کرنے کی وجہ سے دراصل حج ختم ہو چکا تھا۔ حضرت قیوم ثانی رض جن دنوں مکہ میں تھے اکثر طوافِ کعبہ میں مشغول رہتے تھے۔ اور ان دنوں اسی طواف کو ہی بہترین عبادت خیال کرتے اور فرماتے کہ عجیب و غریب باتوں کا انکشاف ہوتا ہے اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ مجھ سے گلے ملتا ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔

انہی دنوں ایک روز ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکل رہے ہیں کہ انھوں نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے اور جنگل و بیابان ان انوار و برکات سے پُر ہو گیا ہے اور اُن کے مقابلے میں تمام انوار چھپ گئے ہیں۔ جب اس کی حقیقت کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دُور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرف فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ سے یہ انوار ظاہر ہوتے تھے میں نے دیکھا۔ کہ بہت سے فرشتے کعبہ کا اسطرح طواف کر رہے ہیں جیسے کوئی بادشاہوں کی خدمت کرتا ہے۔

www.maktabah.org

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر کی زیارت

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، محرّم کی تیسری تاریخ کو اہلِ معلّٰی کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے آنجناب فرماتے تھے۔ کہ یہ مقبرہ بہ سبب بلندی درجہ اور کثرتِ انوار تمام مقبروں سے افضل ہے۔ جب عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ، کی قبر پر جو کہ وہیں واقع ہے پہنچے تو توقف کے بعد فرمایا کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پڑوس ہونے کی وجہ سے اس قبر کے انوار موجزن ہیں۔

اس کے بعد جناب اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر پہنچ کر معہ تمام اصحاب مراقبہ طویل کر کے فرمایا کہ مادرم خدیجہؓ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ جنابہ از روئے کمال اہتمام اور کثرت اعتنا جو مجھ غریب کی حالت پر آپ کو ہے۔ سرادقاتِ حجاب سے نکل کر باہر کھڑی ہوئی ہیں۔ اور انعام و کرام کے لئے فرماتی ہیں کہ فلاں شخص کو یہ عطیہ دے دو۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم فاتحہ سے فارغ ہوئے تو امّ المومنین سرادقات میں تشریف لے گئیں۔

بعدازاں فضیل بن عیاضؒ اور سفیان، عتبہؓ وغیرہ مشائخ کے مرقدوں پر جو وہاں پر واقع ہیں فاتحہ پڑھی۔ اور ان کے حق میں تعریفی کلمات بیان فرمائے۔ اس کے بعد اُس شخص کی قبر پر گئے جو ہندوستان میں آپ کا مرید ہوا تھا لیکن بعد میں شیطان نے اُسے درغلا کر آنجناب سے مردود کر دیا تھا۔ اور وہ دوسرے لوگوں سے مل گیا تھا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد فرمایا، اس پر بہت توجہ کی گئی ہے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا۔ بعدازاں آپ ایک شیخ کی قبر پر گئے جو ہندوستان سے یہاں آکر آباد ہوا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کا مخصوص دوست تھا۔ لیکن حضرت قیوم اوّل، مجدد الف ثانی نے اسے خلافِ شرع امور کے ظہور کے باعث ہندوستان سے نکال دیا تھا۔ اور اپنے یاروں سمیت فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ فلاں شخص عجب حالت میں ظاہر ہُوا

www.maktabah.org

ہے شرمندگی کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا. اور نہ میری طرف دیکھ سکتا ہے۔ اس سے میں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میری یہ حالت حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی عدم توجہی سے ہوئی ہے۔

حقیقتِ کعبہ اور حقیقت محمدیؐ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام میں حقیقتِ کعبہ کو حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی گئی ہے۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، اس بارے میں غور فرماتے تھے۔ کہ ایک روز اثنائے اقامت مکہ میں فرمایا کہ جب ہم نے اس مسئلہ پر زیادہ غور و فکر کیا۔ تو کعبہ کی حقیقت کو تمام حقائق سے فائق پایا۔ اور محسوس ہوا کہ تمام چیزیں اُسے سجدہ کر رہی ہیں۔ عبودیت کے تمام مراتب حتیٰ کہ نبوت اور رسالت بھی اس سے نیچے ہیں۔ اس سے پرے معبودیت صرف ہے۔ کیونکہ حقیقت کعبہ سے مراد آٹھوں طرف کی صفات کا مقام ہے اور پہلا نور جو ان صفات سے ذات بحت پر قرار پکڑے ہوئے ہے۔ اور جس میں حدوث و امکان کی ملاوٹ نہیں اُسے حقیقتِ کعبہ کہتے ہیں۔ سو اس لحاظ سے ضروری ہے کہ یہ حقیقت حقیقتِ امکان سے اوپر ہو۔ اگرچہ حقیقتِ کعبہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہے لیکن حقیقت کعبہ کو اپنے مقام سے اوپر عروج حاصل نہیں۔ مگر حقیقت محمدی کو وہ عروج ہو سکتا ہے کہ حقیقتِ کعبہ اس سے کئی درجے نیچے رہ جاتی ہے۔

کعبۃ اللہ بغل گیر ہو گیا

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، پہلے پہل عاشورہ کے روز بیتِ عتیق میں داخل ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس گھر کے اندر عجیب و غریب اسرار ظاہر ہوئے جن کا باہر نام و نشان تک نہ تھا۔

حضرت قیوم رابعؒ اپنے جد امجد حضرت حجت اللہ قیوم ثالث کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت خازن الرحمت مکہ میں تھے تو ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے کعبہ میں جا کر دفع مرض کے لیئے توجہ کی اور نہایت عاجزی سے

www.maktabah.org

دست بدعا ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ ممکنات کی ہر ایک چیز میرے ساتھ دست بدعا ہے۔ مختلف قسم کی ان گنت مخلوق فرشتے جن انسان آسمان زمین عرش کرسی سبھی عاجزی کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام چیزوں کی حقائق اسمار۔ صفات۔ اصول۔ ظلال۔ شیونات اور اعتبارات تک میرے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ حتیٰ کہ قبولیت کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انھیں شفا ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ دعا سے فارغ ہو کر میں نے طواف کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ میرے گلے ملتا ہے اور شوق سے مجھے بغل میں لے کر دباتا ہے۔

رُکن یمانی کے ستر ہزار فرشتوں سے ملاقات

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ طواف کے بعد رکنِ یمانی کے مقابل اس مقام پر جہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ وتر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ فرمایا رُکنِ یمانی کے نزدیک بہت سے فرشتے موجود ہیں۔ چنانچہ حدیث بھی وارد ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے رکن یمانی میں رہتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا کہ وہ فرشتے اپنی جگہ سے سرک کر میرے گرداگرد جمع ہو گئے اور ان کے ہاتھوں میں قلم دوات ہے میری حقیقت لکھ کر چلے گئے۔

آپ نے فرمایا کہ سحر کے وقت میں نے بعض کمالات کے واسطے التجا کی تو ایک گھڑی بعد آواز آئی کہ تمہارا قرب تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء سے زیادہ ہے پھر مجھے ایک نہایت عالیشان خلعت عطا فرمائی معلوم ہوا کہ یہ خلعتِ عبودیت ہے۔

خواجہ محمد معصوم حضورؐ کی اُمت کے وزیرِ اعظم مقرر ہوئے

حضرت عروۃ الوثقیٰ ایک روز حلقہ ذکر میں بیٹھے تھے۔ کہ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی نہایت عالیشان خلعت عنایت ہوئی ہے اور

www.maktabah.org

اور اپنے آپ کو ارشاد کے اس قدر مناسب پایا ہے۔ کہ اس سے زیادہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن مقتضائے وقت اور قرب قیامت کی وجہ سے میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے قلم دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے منصبِ وزارت عطا ہوتا ہے۔ اور مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوقات پر وزیرِ اعظم بنایا۔

آنجناب دوبارہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو فرمایا اس گھر میں اللہ تعالےٰ کی لاانتہا عنایت میرے حق میں ہوئی۔ اور سبز رنگ کی خاص خلعت عطا ہوئی آپ فرماتے تھے کہ میں اس گھر کے اردگرد فرشتوں کا مجمع دیکھتا ہوں اور طواف میں عموماً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور بھائی خواجہ محمد صادق۔ اور بعض انبیائے کرام کو دیکھتا ہوں۔

ساتویں صفر کو آپؒ بابِ ابراہیم علیہ السلام کے قریب بیٹھے تھے اور اپنے فرزندوں کو شرکِ خفی سے بچنے اور فنا اتم کی تحقیق کے بارے میں چند کلمات فرما رہے اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی کہ کسی شخص کی تسبیح اللہ تعالےٰ تک نہیں پہنچتی واپس اسی پر پھینکی جاتی ہے۔ گویا وہ اپنی تسبیح کرتا ہے۔ کیونکہ گو وہ شرک کے وقائع سے تو نکلا ہے۔ لیکن ابھی اس کا نفس درمیان میں ہے۔ اس لیے اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق نہیں ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا کہ جب میں نے کشفی نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور کوئی اس درجہ پر نہیں پہنچا۔ کہ اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق ہو۔ میری تسبیح بھی ذات بحت تک پہنچتی تھی۔ بعد ازاں از روئے لطف وکرم مجھے یہ درجہ عطا ہوا۔ اب جو تسبیح میں پڑھتا ہوں ذاتِ باری تک پہنچتی ہے اس وقت میں کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ محسوس ہوا کہ کعبہ اپنی صورت اور حقیقت سے میری طرف متوجہ ہوا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس مقام میں اس کا نشان

www.maktabah.org

تک نہیں۔ چھت دیوار وغیرہ آکر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھے بوسے دیئے۔ اور جب میں ذکر کرتا مجھے بوسہ دیتا۔ چونکہ کعبہ پروردگار کے مقام واجب سے ہم آغوش ہے جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ میری تسبیح ضرور جناب باری تک پہنچتی ہے گیارہویں ربیع الاوّل کو آنجناب فرماتے تھے کہ آج چاہِ زمزم کے قریب ارشاد کے بارے میں بارگاہِ الٰہی میں ملتجی ہوا کہ اس بارے میں اللہ تعالےٰ کی کیا مرضی ہے۔ الہام ہوا کہ تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کو روانہ ہوتے ہیں۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، ماہ ربیع الاوّل میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے۔ آنحضرت مدینہ کی راہ میں صحابہؓ کے مزارات۔ اور مساجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کرتے اور جہاں کہیں سن پاتے زیارت کے لئے جاتے جب وادی بدر میں پہنچے تو راستے سے ہٹ کر جنگ بدر کے شہید عبیدہ ابن حارث کی زیارت کے لئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اُن کی قبر کے پاس بیٹھا تو آپ نے قبر سے نکل کر نہایت بشاشت سے ملاقات کی۔

جب مدینہ کے نزدیک پہنچے تو اس رات کثرت شوق اور ظہور انوار کے سبب تمام رات بیٹھے رہے۔ صبح مدینہ آگئے تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے تین چار روز بعد اہل مدینہ نے آنحضرت کا مرید بننا چاہا۔ لیکن آنحضرت کو بپاس ادب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس

www.maktabah.org

کام میں تامل تھا۔ اسی اثنا میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ میری خاص امت تو وہی ہے جو تمہاری مرید ہے۔ پھر خلعت ارشاد پہنائی بعدازاں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما نے بھی بہت سی مہربانی کی۔

چند روز بعد بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ تو فرمایا کہ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے بہت بہت مہربانی فرمائی۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مدفن بقیعہ میں ہے لیکن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دیکھا ہے۔ آپ نے ایک کام میں شیخین کی سفارش کرائی۔ تو اس کی قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہوا۔ لیکن جب اس معاملہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مدد کی درخواست کی تو جنابہ سنتے ہی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر وہ کام منوا ہی لیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے تھے کہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا، خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے معہ تمام اہلبیت ظاہر ہو کر مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کو معہ اصحاب کثیر روضہ مبارک کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ روضہ منورہ کے اندر جا کر بے خودی طاری ہو گئی۔ ایک طویل مراقبہ کیا۔ بعدازاں کمال انکسار سے سر اور چہرہ پردہ خاص کے اندر مل کر اپنا معراج سمجھ کر باہر آئے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ منورہ کے قریب ہے۔ بیٹھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب ہم اس مقام عالی سے نکلے تو جناب سرور کائنات حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت عطا فرمائی جس میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ جوں جوں روضہ منورہ سے میں دور جاتا تھا۔ اس خلعت کا نور زیادہ ہو جاتا تھا۔ ایک روز مدینہ میں کسی شخص نے آنجناب کے سامنے بعض مشائخ کا ذکر کیا تو مجھے ان سے معزز ہونے کا خیال آیا۔ اسی وقت الہام ہوا کہ اس نسبت والے کو

www.maktabah.org

شایاں ہے کہ وہ کسی سے اپنے آپ کو معزز خیال کرے۔

ایک روز حضرت قیوم ثانی نے شافعی جماعت کے ساتھ عشار کی نماز ادا کی۔ اُسی وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر خوشی و سرور کا اظہار کیا۔ اس موافقت سے آنجناب رضؓ نے تین دن رات روضہ منورہ میں اعتکاف کیا۔ جب عشار کی نماز سے فارغ ہوئے۔ تو تمام وضیع و شریف کو وہاں سے باہر کر دیا جیساکہ دستور ہے پھر آپ نے تن تنہا جا کر بالموجہہ بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازروئے لطف و کرم حجرہ سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے اور مجھے خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا میسّر ہوا۔

جنّت البقیعہ کی خصوصی زیارت

جمادی الاوّل کے شروع میں بقیعہ کی زیارت کو گئے فرمایا۔ کہ حضرت عثمان حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت کمال ابہت میں ظاہر ہوئی۔ ہر ایک نے مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ جب بقیعہ سے واپس آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت نے ظہور کیا اور مجھے اپنی طرف کھینچا بعد ازاں حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا کی نسبت ظاہر ہوئی اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ بعد ازاں ہر دو نے ظاہر ہو کر مجھے اپنی اپنی طرف کھینچا۔ حضرت فاطمہ الزہرا دائیں طرف تھیں۔ اور ان کی نسبت سُرخی مائل تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اب تک تو اسی قسم کا معاملہ ہے کہ میں ان دونوں کی کثرت عنایت سے فرح و سرور میں ہوں۔

بارگاہِ مصطفیٰ کی خصوصی حاضری

جُمعہ کے بعد آپ رضؓ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کے لیے گئے۔ وہاں سے آکر فرمایا کہ روضہ کے بالمقابل مجھے سُرخ رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے بعد ازاں اس خلعت پر ایک زرد خلعت دکھائی دی ظاہر ہوا کہ

www.maktabah.org

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عنایت ہے۔ واپس آتے وقت ایک نہایت گہرے سبز رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مرحمت کردہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ باوجود استغنائے محبوبیت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت عرش سے فرش تک تمام مخلوقات ملائک جن انسان اور تمام ممکنات کو ہے سبھی آنحضرتؐ کے محتاج ہیں۔ اور ہر فرد بشر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے فیض سے پہنچتا ہے۔

منگل کی رات یکم جمادی الاوّل کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندارجمند کو فرمایا کہ آج ہم پر وہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ بھی بیان کیا جائے۔ تو گلا کٹ جانے کی نوبت آجائے۔ البتہ بعض میں تمہیں اشارتًا بتلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ بعض مشائخ نے 'کمون وبروز' مقرر کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ چاہے کہ اپنے بعض کمالات مرید صادق میں القا کرے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے اور مرید کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت مُرید بالکل شیخ کا ہم رنگ اور اس کا دقائق و حقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جاتی ہے۔

حضور کی نعت اور درود میں سے حضرت قیوم ثانی کو حصہ ملتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہی معاملہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے میں منسوب فرمایا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو نعتیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں یا درود بھیجے جاتے ہیں۔ ان میں سے مجھے بھی حصہ ملتا ہے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا "کمون و بروز" یہی فنا اور بقا ہے یا کچھ اور؟ فرمایا "یہ معاملہ فناء و بقا کے علاوہ ہے۔ یہ ان خصائص سے ممتاز ہے جو فنا و بقا میں نہیں پائے جاتے۔ یہ بات سوائے حضرت مجدد الف ثانی

www.maktabah.org

کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔"

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر روحانی اہل سموات وغیرہ الٰہی لشکر دیکھنے جاتے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے خفیہ اسرار کی سیر کرائی اور اسرار اپنے آپ ہیں مجھے معلوم بھی ہوتے تھے لیکن ان کے بارے میں طبیعت کو تردّد ضرور ہوتا تھا۔ سو وہ تردّد بھی جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے حضور میں دُور ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ مطلوب تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ ایک اصالت جو خاص نبیوں کا حصّہ ہے دوسرا ضمنیت۔ ان میں سے پہلا بہت قریب ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۶ جمادی الثانی کو اہلِ بقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے واپس آکر فرمایا کہ اصحاب میں سے جس کی قبر پر میں بیٹھتا تو۔ دوسرے صاحب میرے آنے کے منتظر رہتے۔ بلکہ اپنی قبروں سے آگر میرے لئے کھڑے رہتے۔ اور وہ میری ملاقات کو اس طرح اکٹھے ہوتے جیسے کسی عزیز مہمان کے لئے۔ یہ ایک غیر مترقبہ رعایت تھی۔ تمام صحابہ اہلِ قبور کہتے تھے کہ جب سے ہمیں دفن کیا گیا ہے۔ اب تک کوئی ایسا عزیز بزرگ حق تعالیٰ کا مقرب ہمارے فاتحہ کے لئے نہیں آیا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے فارغ ہوئے تو آنجناب رضؓ کو خلعت عنایت ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں سیّدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گیا دیکھا کہ آنحضرت روضہ منوّرہ سے تشریف لا کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ آنجنابؓ محض نور معلوم ہوتے تھے کیونکہ آنجناب کے حق میں وارد ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابراہیم ہوتا۔ اس کے بعد میں دُوسرے اصحاب کی قبروں کی زیارت کو گیا تمام نے آکر مجھ

www.maktabah.org

پر بہت مہربانی کی۔ جب میں اُمّہات کی قبروں پر گیا۔ تو سب نے مجھ پر اس طرح شفقت کی جیسے مائیں بیٹوں پر کرتی ہیں۔

بعد ازاں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ، کے مرقدوں پر گیا تو ان دونوں صاحبوں نے کمال مہربانی سے ملاقات کی۔ پھر میں نے امام مالک بن انس رح اور خواجہ پارسا کی قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھی۔ امام مالک کی شان نہایت اعلیٰ ہے۔ اور خواجہ پارسا بھی ولایت قدیم میں راسخ ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم شیخ آدم بنوری کی قبر پر

بعد ازاں آپ حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ شیخ آدم رح کی قبر پر گئے۔ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک کے برابر ہے۔ تو دیر تک کھڑے رہ کر مراقبہ کیا۔ پھر فاتحہ پڑھ کر ان کے حق میں توجہ باطنی کی۔ اور جب کبھی آپ بقیع میں جاتے تو شیخ آدم کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے۔ اور فاتحہ پڑھ کر فرماتے کہ شیخ ہم سے بہت شرم کرتے ہیں لیکن ہم نے شیخ کی ندامت کو توجہ باطنی سے رفع کر دیا ہے اب ہم ان کے باطن کے ممد و معاون ہیں جب قلعہ میں گئے تو امام اسمٰعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ، کی قبر پر فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں کلمات مدحیہ فرمائے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اصحاب کرام کے مزارات میں میری نسبت نے عجب ظہور کیا۔ مجھے جو قرب و منزلت بارگاہِ الٰہی میں ہے اس کا مشاہدہ کیا معلوم ہوا کہ عرش سے فرش تک تمام جہان میرے نور سے پُر ہے۔ اور تمام مخلوقات صفیں باندھ کر میرے پیچھے کھڑی ہے۔ اور میں ان کا امام ہوں اور اللہ سے جو فیوض و برکات مخلوقات کو پہنچتے ہیں وہ میرے وسیلے سے پہنچتے ہیں اور تمام گذشتہ موجودہ اور آئندہ اولیا مجھ سے ترقیات و برکات کے حصول کے خواہشمند ہیں۔ اکثر اوقات قلم دوات اپنے پاس موجود پاتا ہوں۔ تاکہ اس سے فرمان ٹھیک کروں جیسا کہ بارگاہ سلطانی کے وزیر اعظم کیا کرتے ہیں گویا میں بارگاہِ الٰہی کا وزیر اعظم ہوں۔ اس خدمت کے علاوہ اصالت و محبوبیت وغیرہ

www.maktabah.org

مراتب جو مجھے مراحمت فرمائے ہیں۔ ان کا کیا بیان کرو۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت ہم نے تمہیں دی ہے۔ وہ تمہارے باپ کے سوائے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ جوں جوں میری نسبت کا ظہور ہوتا ہے میں مسیحی ہوتا جاتا۔ کیونکہ صحابہ کے حضور میں اور کی گنجائش نہیں معلوم ہوا کہ یہ نسبت ان بزرگوں کی برکات و کمالات کا ایک شمہ ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، جبلِ اُحد کے قریب جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ہندوستان کے مشائخ کیساتھ حمزہ اور دوسرے شہدا کی زیارت کے لئے دو مرتبہ گئے۔ ان کی نسبت کا ظہور آنجناب پر ہوا۔ ہر ایک نے آپ پر مہربانی کی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم دونو کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ درجے کی خلعت جواہر اور یاقوتوں سے جڑی ہوئی عطا ہوئی ہے۔

قیام مدینہ میں ہر روز جناب سرور کائنات کی زیارت کا شرف ملتا تھا۔

آنجناب ہر روز فجر کی نماز کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حلقہ مراقبہ کرتے۔ ایک روز مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ حشم و خدام روضہ مبارک سے نکل کر اس حلقہ میں تشریف لائے چند ایک خاص مقرب جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ان کے سردار میرے فرزند محمد عبد اللہ مروج الشریعت تھے اسی اثنار میں جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" محمد معصوم! فرزند محمد عبد اللہ ان خواص کا سردار ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیار فرماتے تھے کہ جب کبھی میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو حضرت مروج الشریعت کو پہلے ہی وہاں موجود پاتا۔

www.maktabah.org

بارگاہ نبوی ؐ سے جدائی

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ وداع کے وقت غم و گریہ مجھ پر غالب آئے اسی غم میں تھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روضہ مبارک سے نکل کر نہایت لطف وکرم سے ایک خلعت اور ایک شاہانہ تاج مجھے عنایت فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاج پر ایک طرّہ ہے اور طرّہ پر ایک لعل ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ خلعتِ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی ہے۔ یہ اور خلعتوں کی طرح نہیں۔

بعدازاں آپ ؓ کے دونوں فرزندوں کو بھی اسی طرح کی خلعتیں عطا ہوئیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ایک بھائی میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ اس کے لئے التجا کی تو قبول نہ ہوئی۔ دوبارہ جب التماس کی تو ایک سرپیچ عنایت ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ یہ خلعت جو مجھے عطا ہوئی۔ وہ ایک گذشتہ خواب کی تعبیر تھی اور وہ یہ ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نماز میں امام بنے ہوئے ہیں۔ اور تمام خلقت آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑی ہے۔ میں اور میرے دو نو بھائی خواجہ محمد صادق اور خواجہ محمد سعید پہلی صف میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، عین نماز میں فرماتے ہیں کہ محمد معصوم سے ہمیں یہ ملا اور کچھ گن رہے ہیں۔ اور دو نو بھائی کہتے ہیں۔ کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانی ؓ کو یہ یہ چیز ملی ہے۔

اسی اثنار میں حق تعالےٰ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کو خطاب ہوا۔ کہ محمد معصوم کی آرائش کرو۔ آنحضرت ؓ نے پوچھا کس قسم کی آرائش۔ حکم ہوا کہ اس کے سر پر تاج رکھو اور اس تاج میں ایک لعل ٹانک دو۔ جس کی روشنی سر سے قدم تک پہنچے اور جس سے یہ ہمہ تن نور ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ یہ خلعت

www.maktabah.org

جو عطا ہوئی ہے اس سے مراد یہ ہے جو مجھے نسبت خاص اور معاملہ مخصوص کا فیض عطا ہوا ہے۔ کشف میں وہ خلعت ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخصوص خلعتیں آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئیں اور فیض و برکت دوسرے یاروں کو۔

ہندوستان واپسی کا حکم

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بر سبب غلبہ محبت مدینہ میں اقامت کا ارادہ کیا تو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ کیونکہ وہ تمہارے بغیر ظلماتی رہے گا۔

اسی اثناء میں خبر آئی کہ داراشکوہ نے اورنگ زیب کو قتل کر دیا ہے۔ اور خود سارے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت بہت حیران ہوئے۔ اور جناب سرورِ کائنات کی خدمت میں التجا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک میں ننگی تلوار پکڑے ہوئے سخت غصے میں فرمایا کہ داراشکوہ کو حاضر کرو۔ جب حاضر کیا گیا تو خود دستِ مبارک سے اس کا سر قلم کیا اور فرمایا کہ محمد معصوم! میں نے تمہاری خاطر اسے قتل کیا ہے اب بفراغ خاطر جاؤ۔ کیونکہ تمہارا مُرید اب بادشاہ ہے۔

بعد ازاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سر اور منہ پر بوسہ دیا اور رخصت فرمایا۔

حضرتؒ قیوم ثانی خواجہ محمدؐ معصوم رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہؒ سے مکہ معظمہ

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آنجناب کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہوا۔ ایک روز شدتِ مرض میں فرمایا کہ مجھ پر حضراتِ عالیات۔ بتول۔ صدیقہ۔ حبیبہ وغیرہ نے بہت کچھ مہربانیاں کیں جب

www.maktabah.org

وادیٔ صفراء میں پہنچے تو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مزار پہ جاکر فاتحہ پڑھی۔ ابو ذر رضؓ نے آپؒ کو خلعت دی۔ جب تخلیص میں پہنچے تو فرمایا کہ ساری جگہ کعبہ کے انوار سے پُر ہے اور یہاں پر ملائک اور روحانیوں کا ہجوم معلوم ہوتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ کعبہ ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف فرما کر بہت مہربانی فرمائی اور مجھ سے بغل گیر ہو کر خاص خلعت عنایت فرمائی ہے جب آپ مدینہ منورہ سے دوبارہ مکہ معظمہ میں آئے تو آپ کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ داخلہ وداعی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اپنے حق میں لاانتہا دیکھتا ہوں۔ اور مجھے ایک نہایت فاخرہ اور جواہرات سے جڑی ہوئی خلعت عطا ہوئی ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعتِ الوداعی ہے۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کو بھی خلعتِ فاخرہ عطا ہوئی۔

آپ فرماتے تھے کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا کہ مجھے ایک خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ جسے ہم کثرتِ نور در وشنی کے باعث کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ گو یا وہ محض نور تھی۔ ساتھ ہی مجھے الہام ہوا کہ حق تعالیٰ یہی لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ "الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔" کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے۔

بحرین کا ایک ولی اللہ جسے قطب بنا دیا

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکہ سے جدہ پہنچے تو فرماتے تھے کہ جس قدر انوار و اسرار حرم کے اندر دکھائی دیتے تھے اس سے کہیں زیادہ باہر نظر آتے ہیں کیونکہ حضور میں غلبۂ انوار کی وجہ سے آنکھ کام نہیں کرتی۔ اسی اثناء میں آنحضرت ایک جنگل میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں سر پاؤں سے ننگا اور بکھرے بالوں والا ایک درویش آکر کھڑا ہوا ایک گھڑی بعد بیٹھ کر مراقبہ کرنے لگا۔ آنجناب بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور مراقبہ

www.maktabah.org

کیا۔ جب دیر بعد مراقبہ سے فارغ ہوا تو آنحضرتؓ سے رخصت ہوا۔ فرزندوں نے آپؓ سے اس درویش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ شخص بحرین کا ولی ہے وہاں کا قطب فوت ہو گیا۔ اس لئے آیا تھا کہ میں کس کو اس آسامی کے لئے تجویز کروں۔ سو میں نے اسے ہی کر دیا اور وہ مجھ سے رخصت ہوا۔

اتنے میں امامِ یمن یعنی بادشاہ یمن نے جو آنحضرت کا مرید تھا۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ کہ ملک یمن یہاں سے اب بہت قریب ہے۔ امید ہے کہ جناب چند روز اس ولایت میں اقامت فرما کر اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائیں گے۔ آنجناب نے اس کی التماس کے مطابق چند روز یمن میں قیام کیا۔ بعد ازاں ہندوستان کا رخ کیا۔ اب ان حادثات سلطنت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی کرامات کا اظہار ہوا۔

شاہزادہ اورنگ زیب سے دارا شکوہ

اور دوسرے بھائیوں کی جنگ

جب دارا شکوہ سارے ہندوستان پورے طور پر غالب آگیا۔ تو شاہجہان کے پاس سلطنت اور رعایا کی خبریں پہنچنا بند کر دی گئیں۔ اور نہ بادشاہ کی خبر رعایا کو دیتا دارا شکوہ نے شاہجہان پر اتنی پابندی عائد کر دی کہ شاہزادوں کے خطوط بھی بادشاہ تک نہ پہنچنے دیتا۔ بلکہ اپنی طرف سے ہی حسب منشا احکام جاری کر دیتا۔ اس کے غلبہ کے باعث جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ہندوستان میں اسلام کا دوبارہ مذاق اُڑایا جانے لگا۔ اورنگ زیب یہ حالت دیکھ کر سخت پریشان ہوا۔ حالانکہ حضرت قیوم ثانیؓ نے اسے فتح ہند کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ اس واسطے مرادِ بخش کو ساتھ ملا کر چالیس ہزار سوار

www.maktabah.org

لے کر دارالسلطنت کا رُخ کیا۔ مراد بخش بھی گجرات سے آکر اس کے ساتھ مل گیا۔ دونوں نے دریائے نربدا پار کیا۔ جب ان کی آمد کی خبر سُنی تو بادشاہ کی طرف سے ان کو حکمِ امتناہی لکھا لیکن اورنگ زیب نے کہلا بھیجا کہ تم اتنی مدت باپ کی خدمت میں رہے ہو اب ہمیں اس کی خدمت میں رہنے دو۔ اور تم کسی اور علاقہ میں چلے جاؤ۔ [۱]

داراشکوہ نے دوبارہ حکم بھیجا۔ لیکن اورنگ زیب نے پرواہ نہ کی۔ اور اکبر آباد کا رُخ کیا۔ جہاں بادشاہ رہتا تھا۔ داراشکوہ نے جب دیکھا کہ اورنگ زیب نہیں رُکتا۔ تو مجبوراً ہندوستان کے راجاؤں کے رئیس راجہ کو کہا کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب کو دارالسلطنت آنے سے روکو۔ مہاراجہ نے ایک کثیر لشکر کے ساتھ دکن کا رُخ کیا۔ داراشکوہ نے قاسم خاں نامی ایک رُکن سلطنت کو فوج کثیر دے کر مہاراجہ کے ساتھ کیا ابھی یہ دونوں مالوہ ہی پہنچے تھے کہ اورنگ زیب دکن سے آپہنچا۔

اورنگ زیب اور راجۂ ہند میدانِ جنگ میں

مہاراجہ نے اسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمھیں آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔ اورنگ زیب جنگ پر آمادہ تھا۔ مہاراجہ نے بھی جنگ کی تیاری کی۔ اور جنگ کے دو ستون کھڑے کئے جنھیں ہندی میں رن کھیت کہتے ہیں یعنی لکڑی کے دو لمبے ستون میدانِ جنگ میں کھڑے کرکے ان کے تلے جنگ کرتے ہیں جب تک فریقین میں سے ایک کو نمایاں فتح نہ ہو لڑائی بدستور جاری رہتی ہے۔

اورنگ زیب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت میں (جنھیں آنحضرت نے اس کی تسلی کے لئے اس کے پاس مقرر کیا ہوا تھا) ملتمس ہوا۔ آپؒ نے توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ انشاء اللہ فتح تمھاری ہے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا باطن تمھاری طرف متوجہ ہے۔ اس لئے نہ صرف یہ فتح بلکہ اور بہت سی فتوحات کی امید قوی ہے۔ اورنگ زیب یہ خوشخبری سن کر نہایت خوش و خرم ہوا۔ فاتحہ پڑھ کر جنگ

www.maktabah.org

کے لیے سوار ہوا۔ اس طرف سے مہاراجہ بھی لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا۔ دونوں طرف سے بدرجہ غایت کوشش ہوئی ہنگامہ گرم ہوا اور جنگ کی چنگاری بھڑک اٹھی۔

دہادہ خروش آمد و دار و گیر | ہوا دام کرگس شدہ از بہ تیر
فسردہ ز خوں پنجۂ دست و تیغ | چکاں قطرۂ خوں چو تاریک میغ
تو گفتی زمیں موج خواہد زدن | درے موج بر اوج خواہد زدن
زہر سو چکا چاک تیغ و تبر | چو اندر دریں چرخ نیلی سپہر

پہلے معرکے میں ہی اورنگ زیب کو فتح ہوئی

آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے فتح و نصرت کی نسیم اورنگ زیب ہی پھریرے پر چلی اور مہاراجہ کا تمام لشکر تہ تیغ ہوا۔ خود راجہ بیک بینی و دو گوش میدان جنگ سے بھاگا۔ اورنگ زیب شکر الٰہی بجا لایا۔ جب اورنگ زیب دکن سے آیا تھا تو اس وقت شجاع بھی بنگال سے روانہ ہوا تھا۔ دارا شکوہ نے اس کے مقابلے پر اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا تھا۔ اتفاقاً سلیمان شکوہ اس پر غالب آیا اور شجاع بھاگ گیا۔

جب اس فتح کی خبر دارا شکوہ نے سنی تو باپ سے کہا کہ حکم ہو تا کہ خوشی کا نقارہ بجایا جائے کیونکہ سلیمان شکوہ نے شجاع پر فتح پائی۔ شاہجہان نے کہا تمھارے بیٹے کو فتح نصیب ہوئی ہے تم خوشی کے نقارے بجاؤ۔ میرے بیٹے کو تو شکست ہوئی ہے میں کیونکر خوشی کے نقارے بجاؤں۔ اتنے میں اورنگ زیب کی فتح اور راجہ کی شکست کی خبر پہنچ گئی تو دارا شکوہ بہت گھبرایا۔ چاروں طرف سے لشکر جمع کیا۔ ۱۸۱

اورنگ زیب اور دارا شکوہ کا آمنا سامنا

جب اورنگ زیب اکبر آباد کے قریب آ پہنچا تو ادھر سے دارا شکوہ نے بھی تمام فوجوں سمیت اس کا مقابلہ کیا۔ شاہجہان نے دارا شکوہ سے کہا کہ تمھارا اورنگ زیب کے

www.maktabah.org

مقابلے پر جانا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تم سے ضرور لڑے گا۔ اس واسطے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی باطنی توجہ اس کے شامل حال ہے اور اغلب ہے کہ وہ تجھ پر فتح پائے۔ مجھے اس کے مقابلے پر جانے دو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا۔ اور میں اُسے دم دلاسا دے کر تیرا مطیع بنادوں گا۔ داراشکوہ نے کہا کہ آپ اس بات سے نہ ڈریں۔ کہ میں آپکے بیٹے کو قتل کروں گا۔ خاطر جمع رکھیں میں اُسے گوشۂ کمان سے زندہ پکڑ کر لاؤں گا۔

شاہجہان نے بہتیرا منع کیا لیکن بے سود۔ داراشکوہ تمام لشکر اور ارکان سلطنت کو لے کر مقابلہ پر آیا۔ اورنگ زیب نے اپنے لشکر کو تاکید کر رکھی تھی۔ کہ خبردار جنگ کی ابتدار تمھاری طرف سے نہ ہو۔ جب مخالف تم پر ہاتھ اٹھائیں۔ تو تم بھی پھر کسر نہ اٹھا رکھنا۔

جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو داراشکوہ کی طرف سے ابتدار ہوئی۔ پھر اورنگ زیبی لشکر بھی مشغول جنگ ہوا۔ بڑے گھمسان کا رَن پڑا۔

خروش سواران آواز کوس ۔۔۔ ہوا قیر گوں شد زمیں آبنوس
زِ دو لشکر آواز سنبور نائے ۔۔۔ برآمد دہلیز پروہ سرائے
شدُہ روئے میدان چو باغ جناں ۔۔۔ گل روسر غنچۂ داستاں
چمنہائے او شد صف کارزار ۔۔۔ ہمہ دار او مردم جنگ دار
ہمہ میوہ اش خنجر و تیغ د تیز ۔۔۔ بہ بر باغ بود آں یکے رستخیز
جہاں گشتہ چوں روئے دیگ سیاہ ۔۔۔ در آمیختہ یک بدیگر سپاہ
دو لشکر چو مور و ملخ تاختند ۔۔۔ نبرد جہاں در جہاں یاختند
بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند ۔۔۔ گذرگاہ کردند بر مور تنگ
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ ۔۔۔ زنیرہ ہوا شد چو پشت پلنگ
زبس کشتہ افتاد بر خاک راہ ۔۔۔ شدہ عرصۂ رزم گہ قتل گاہ

کہتے ہیں اس قدر کشت و خون ہوا کہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اسی

www.maktabah.org

گھمسان میں اورنگ زیب کے لشکر کی طرف سے ایک بارود کا گولہ داراشکوہ کے ہاتھ پر پڑا۔ جس سے فیل بان جل گیا۔ اتنے میں ایک اور گولہ لگا جس سے فدائی جو فیل بان کے پیچھے تھا۔ مر گیا۔ تیسرا ہاتھی کی عماری پر پڑا۔ جب داراشکوہ نے یہ حالت دیکھی تو مجبور ہو کر ہاتھی پر سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہو لیا۔ جب اس کے لشکر نے اسے ہاتھی پر نہ دیکھا۔ تو خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے۔ اس لئے اس کا سارا لشکر بھاگ اٹھا۔ [1]

---

[1] داراشکوہ اور اورنگ زیب کے درمیان اقتدار کی جو آخری جنگ لڑی گئی وہ ساموگڑھ میں ۲۹ مئی ۱۶۵۸ء کو لڑی گئی تھی۔ داراشکوہ کے پاس شاہی لشکر تھا۔ اسلحہ خانہ تھا۔ بارود خانے اور ہاتھی تھے۔ پھر مغلیہ سلطنت کے مشہور سپہ سالار تھے۔ ہندو راجپوتوں کی حمایت حاصل تھی۔ راؤ ساتر سال ہدی۔ روپ سنگھ راٹھور۔ رام سنگھ راٹھور۔ راجہ شیو رام گرڑھ۔ راجہ بھتبل داس کا بیٹا بھیم سنگھ۔ رام کشن گر۔ بہرام دیو۔ کنور رام سنگھ اور دوسرے راجپوت جرنیل داراشکوہ کے وفادار تھے۔ دوسری طرف سادات بارہ بھی داراشکوہ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سید شیر خاں بارا۔ منور شاہ بارہ۔ نور العین بارہ۔ مغل بارہ۔ رستم خاں فیروز جنگ (جو اپنے وقت کا بہترین جرنیل مانا جاتا تھا۔) جیسے شیعہ جنگ جو بھی داراشکوہ کی حمایت میں تھے۔

داراشکوہ پچاس ہزار سے زائد شاہی فوج لے کر اپنے بھائی کے مقابلہ پر کھڑا تھا اسے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کی فوجوں کا بھی انتظار تھا۔ اور اس کی خواہش تھی کہ اورنگ زیب کچھ دن دریائے چنبل کو عبور نہ کر سکے۔ مگر اورنگ زیب جیسا جری جرنیل اپنی صف شکن فوجوں کے ساتھ دریا عبور کر کے میدان جنگ میں ڈٹ گیا۔

میدان جنگ میں پہنچنے کے بعد بھی اورنگ زیب نے صلح کی ایک اور کوشش کی۔ اور اپنے باپ شاہجہان کو خط لکھا کہ داراشکوہ کی زیادتیوں کو دور کیا جائے۔ اس کے علاقے واپس کئے جائیں۔ اور داراشکوہ کو بادشاہ کے احکام جاری کرنے کی بجائے اسے اپنے

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

جب داراشکوہ نے دیکھا کہ تمام لشکر کو شکست ہوئی. تو خود بھی بھاگا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر کو روانہ کیا. آخر وہ شاہجہان آباد سے بھی بھاگ گیا.

داراشکوہ میدان سے بھاگ گیا اور اورنگ زیب کی فتح

اورنگ زیب نے فتح کے بعد باپ کی ملاقات کے بارے میں عرضی لکھی اور ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہوا. اسی اثنار میں ایک جاسوس شاہجہان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط اورنگ زیب کے پاس لایا جو اس نے داراشکوہ کے ایما پر داراشکوہ کے نام لکھا تھا کہ تو شاہجہان آباد کے گرد و نواح میں رہ. فلاں روز اورنگ زیب میری ملاقات کو آئے گا. تو میں اُسے پکڑ کر قید کر لوں گا اور تجھے بلا کر تخت پر بٹھاؤں گا.

اورنگ زیب نے یہ خط پڑھ کر باپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا. جب مقررہ دن آیا تو شاہجہان نے تمام شہر سجوایا اور تمام قلعہ کی آرائش اور بیٹے کا انتظار کرنے لگا. لیکن جب اورنگ زیب نہ گیا. تو شاہجہان کو بڑا تعجب ہوا۔ دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہاں آرا بیگم کو اس کے پاس بھیج کر نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ اورنگ زیب نے اس کے جواب میں شاہجہان کا وہی خط پیش کر دیا۔ خط کو دیکھ کر جہاں آرا بیگم اپنا سا منہ لے کر واپس آگئی. اور باپ سے سارا حال بیان کیا۔

بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو شاہجہان کے پاس بھیجا اور نصیحت کی کہ دادا جان کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لانا اور اپنی حفاظت کا

(سابقہ صفحہ سے آگے)

صوبہ پنجاب میں بھیج دیا جائے۔ اورنگ زیب نے ایک ایسا ہی خط جعفر خان وکیل سلطنت کو بھی لکھا. مگر نہ تو بادشاہ شاہجہان نے ان صلح ناموں کا کوئی جواب دیا اور نہ جعفر خان نے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت کی. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

خود انتظام کرنا۔ تمام قلعہ اور شہر میں اپنے آدمی بٹھانا۔ چنانچہ وہ جا کر آداب بجا لایا۔ اور شہر اور قلعہ پر اپنے آدمی مقرر کر گیا۔ گو اورنگ زیب نے شاہجہان کو باہر نکلنے سے روک دیا تھا۔ لیکن وہ بدستور تخت پر بیٹھتا اور بڑے بڑے امراء آ کر اسے شاہانہ سلام کرتے اور ہر کام کے متعلق وہ حکم احکام جاری کرتا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

دارا شکوہ کی فوج اندر سے کمزور تھی۔ دارا شکوہ کی اعتقادی اور اخلاقی سوچ نے مسلمان فوج کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ دارا شکوہ کے ذاتی دستے اور ہندو راجاؤں کی فوجیں تو ٹھیک تھیں۔ مگر عام مسلمان سپاہی اس سے بددل تھے۔ مسلمان جرنیل یا تو شاہجہان کی وفاداری میں دارا شکوہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ یا وہ دارالسلطنت میں رہنے کے لئے اس لشکر میں کھڑے تھے۔ ورنہ اعتقادی اور نظریاتی طور پر وہ مشائخ سرہند کے تربیت یافتہ تھے۔ اور انھیں اورنگزیب کے دینی افکار سے زیادہ دلچسپی تھی۔ وہ زبانی طور پر دارا شکوہ کے ساتھ تھے۔ مگر باطنی طور ان کے دل اورنگ زیب کو چاہتے تھے۔ خلیل اللہ خاں جرنیل کا یہ مشورہ کہ عین لڑائی میں دارا شکوہ ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر آ جائے۔ اس کی غداری کی بے مثال علامت تھی جس نے جنگ کی صورت ہی بدل دی تھی۔ دارا شکوہ دوسرے مسلمان جرنیلوں سے بھی مایوس ہو گیا۔ راجپوتوں کے جیالے میدان جنگ میں مارے گئے۔ چنانچہ دارا شکوہ میدان سے بھاگ نکلا۔ خلیل اللہ خان کے علاوہ قاسم خان جو میسرہ افواج کا سپہ سالار تھا۔ خاموش کھڑا رہا۔ اسی طرح مہا سنگھ بہادریہ کا کردار بھی مشکوک تھا۔ یہ فوجی سپہ سالار بھی دارا شکوہ کی شکست کا سبب بنے تھے۔

دارا شکوہ کی ہندو دوستی اور شیعہ نوازی نے ساری مغل فوج کو میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانے سے روک دیا تھا۔ ہندوؤں راجاؤں یا شیعہ جرنیلوں کے علاوہ کوئی بھی اس کا جانثار نہ

(جاری ہے)

www.maktabah.org

اسی اثنار میں ایک شخص نے مراد بخش کی فتنہ انگیزی اورنگ زیب پر ظاہر کر دی۔ اس بنا پر اورنگ زیب نے مراد بخش کو گرفتار کر لیا۔

شجاع کی ایک اور کوشش

اب ہم شجاع کا قصہ بیان کرتے ہیں جب اس نے سلیمان شکوہ سے شکست کھائی تو دوبارہ لشکر لے کر چڑھ آیا۔ اورنگ زیب نے بھی کافی لشکر سے اس کا مقابلہ کیا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور تیر و تلوار کی نوبت آئی۔ تو بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ طرفین کے بے شمار آدمی میدان میں کام آئے۔ اسی اثنا میں وہ مہاراجہ جو پہلے اورنگ زیب سے شکست کھا چکا تھا۔ دوبارہ لشکر لے کر پیچھے سے حملہ آور ہوا۔ اب مخالفین نے اورنگزیب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا۔ اور بعض بھاگ بھی گئے صرف گنتی کے آدمی اسکے پاس رہ گئے۔

چو کردند دشمن برو دست برد — رُخ نامداران او گشت زرد
دگر بارہ چرخش چہ بازی نمود — جہانش چہ نیرنگ سازی نمود
بنوواست در لشکر او شکیب — کہ دست از عناں رفت و پا از رکیب

قریب تھا کہ اورنگ زیب کی جان پر آبنے اس وقت حضرت خازن الرحمت کے فرزند سے کہا کہ یہ حالت کیا ہے آپ کے چچا صاحب نے فتح و سلطنت کی خوشخبری دی تھی۔ انھوں نے فرمایا کہ جو کچھ چچا جان نے فرمایا ہے حق ہے تم قائم رہو اور میدان میں ڈٹے رہو۔ اور آنحضرت نے جو کلاہ تمھیں عنایت کی ہے وہ مخالفوں کو دکھاؤ اورنگ زیب باطن میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آپؒ کی کلاہ مبارک دشمنوں

(سابقہ صفحہ سے آگے)

تھا۔ سادات بارہ نے اس کی پوری پوری حمایت کی۔ داراشکوہ کے شیعہ جرنیل ظفر خان احسن۔ فخر خان نجم ثانی۔ حسین بیگ خان۔ (علی مردان کا داماد) ابراہیم خان۔ اسماعیل خان اور اسحاق بیگ تینوں

(جاری ہے)

www.maktabah.org

کو دکھائی۔ دشمن دیکھتے ہی تتر بتر ہو گئے۔ ان کی شکست کا باعث بھی داراشکوہ والا ہوا یعنی ہاتھیوں سے اتر کر جب وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ تو فوج پراگندہ ہو کر بھاگ گئی۔ اور آخر وہ خود بھی بھاگ اُٹھے۔

شجاع کا حشر

اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو ان کے پیچھے بھیجا لیکن شجاع ایسا گم ہوا کہ آج تک اس کا پتہ نہیں۔ بعض کہتے کہ ہیں کہ اس

(سابقہ صفحہ سے آگے)

بھائی (علی مردان کے بیٹے) غضنفر خان جیسے شیعہ جرنیل تو جان توڑ کر لڑے۔ ایک اور شیعہ جرنیل رستم خان تو داراشکوہ کا دستِ راست تھا۔ یہ سارے جرنیل داراشکوہ کی شیعہ نواز پالیسی کی حفاظت کے لئے جانبازی سے لڑے انھیں اورنگ زیب کی سُنیت پھر مجددی مشائخ مجددیہ کی قربت قطعاً پسند نہ تھی۔

دوسری طرف اورنگ زیب کے ساتھی جن میں ملا عبدالقوی۔ ہوشدار خان (تو محض اور محض دین کی حفاظت کی خاطر لڑتے تھے) جیسے مفتی اور مولوی بھی اورنگ زیب پر جان فدا کرنے میدان جنگ میں کھڑے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ کی تلواروں کے پیچھے نظریات اور عقائد کے ہاتھ کام کر رہے تھے۔ پھر اورنگ زیب کا ایک ایک جرنیل اپنے فنی امور میں بڑی مہارت کے ساتھ لڑا۔

اگرچہ اورنگ زیب کے سپہ سالار نئے جذبہ کے ساتھ میدان میں کھڑے تھے۔ مگر اورنگزیب کی دین پسندی اور خصوصاً سُنیت نے ہر ایک کو جانباز بنا دیا تھا۔ اعتقاد کی یہ قوت پہاڑ بن کر شاہی فوج سے نبرد آزما رہی۔ داراشکوہ کے بہادر راجپوتوں کی بہادری اور شجاعت ضرب المثل تھی مگر ایمان کی قوت نے ان بہادروں کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔ شاہی لشکر کٹ گیا۔ داراشکوہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ اور اورنگ زیب کے لئے دہلی کا راستہ صاف ہو گیا۔ وہ نہایت کامیابی کے ساتھ تخت پر قابض ہو گیا۔

www.maktabah.org

نے کابل میں آکر سکونت اختیار کی۔ شجاع نعمت اللہ ولی کا مرید تھا۔ شکست کے وقت ایک شخص نے اُسے کہا کہ تم شاہ نعمت اللہ ولی کے مُرید تھے اور رنگ زیب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کا مرید تھا۔ اورنگ زیب کو اپنے پیر کی توجہ سے سلطنت ملی لیکن تمہارے پیر کی توجہ نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔ شجاع نے کہا سلطنت تو مجھ سے چھن گئی۔ اب میرے دین میں کیوں خلل ڈالتے ہو۔ میں خدا کی خاطر مرید ہوا تھا۔ کچھ سلطنت کی خاطر تو نہیں ہوا تھا۔

www.maktabah.org

داراشکوہ سے آخری جنگ

اور اورنگ زیب کی تخت نشینی

داراشکوہ ہندو راجاؤں سے مدد مانگنے لگا

جب داراشکوہ اورنگ زیب سے شکست کھا کر پنجاب پہنچا۔ تو دوبارہ لشکر کے جمع کرنے کی فکر میں ہوا۔ اس بارے میں ایک خط راجہ کی طرف لکھا۔ راجہ نے جواب میں لکھا کہ اگر آپ میرے ملک میں آئیں تو حتے المقدور جانفشانی کی جائے گی۔ داراشکوہ اپنی جمع کردہ فوج لے کر اجمیر گیا۔ جہاں سے مہاراجہ کا ملک قریب تھا۔

اس اثنا میں راجہ کے بعض دوستوں نے اسے سمجھایا کہ اس بھگوڑے کا کیا ساتھ دیتے ہو مستقل بادشاہ تو اورنگ زیب ہوگیا ہے۔ جب سارے ہندوستان کا لشکر جمع تھا۔ تو اس فوج سے نیچا دیکھ چکی ہے۔ اس کے مقابلے کی تاب کیونکر لا سکتی ہے۔ اگر اب کی مرتبہ جاؤ گے تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ پھر بھاگ آؤ گے اور جہاں جاؤ گے شاہی آدمی تمہیں تلاش کر کے ذلیل و خوار کریں گے۔ اور بادشاہ کے پاس لے جا کر تمہیں قتل کر دیں گے۔ تیری اولاد کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب سے اپنے گذشتہ قصور معاف کرانے کی کوشش کرو۔ مہاراجہ نے اس بات کو قبول کیا اور ایک عرضی معافی تقصیرات کے بارے میں اورنگ زیب کی خدمت میں بھیجی بادشاہ نے اس کے گذشتہ قصور معاف کر دیئے۔

حضرت شیخ سعد الدین مجددیؒ کی ایک جنگی تدبیر

جب اورنگ زیب نے سنا کہ داراشکوہ لشکر جمع کر کے اجمیر پہنچ چکا ہے تو یہ بھی لڑائی کے لیئے تیار ہوا۔ اب شیخ سعد الدین نے اورنگ زیب کو فرمایا کہ اس جنگ کا مہتمم اور سپہ سالار کوئی اور شخص مقرر ہونا چاہیئے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ

میں سپہ سالار پر سخت مصیبت آئے گی۔ تو اورنگ زیب نے اپنے ایک رکن سلطنت شیخ میر کو اپنی فوج کا افسر مقرر کر کے دارا شکوہ سے لڑنے کے لئے بھیجا اور خود بھی اس کے پیچھے پُشت پناہ بن کر روانہ ہوا۔

جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا۔ کہ اورنگ زیب خود لڑائی کے لئے آرہا ہے تو اپنے دوسرے بیٹے سپہر شکوہ کو مہاراجہ کے پاس بھیج کر مدد کی درخواست کی لیکن مہاراجہ نہایت سرد مہری سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا کہ میری فوج کا اکثر حصّہ قتل ہو چکا ہے اور کچھ متفرق ہو گئی ہے۔ سردست مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سپہر شکوہ نااُمید ہو کر واپس آیا۔ اور حقیقت حال سے باپ کو آگاہ کیا۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج ساتھ لے کر آمادہ جنگ ہوا۔ اورنگ زیب نے مہاراجہ کو حکم دیا۔ کہ وہ بھی شیخ میر کی فوج کے ساتھ مل جائے چنانچہ وہ آملا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ ؎

سپہ ہر دو سو در خروش آمدند — دو دریائے آتش بجوش آمدند
زسم ستوران ہر دو سپاہ — تزلزل در آمد بہ نادر دگاہ
رواں گرد دریائے چوں مرد جنگ — شناور ہزاراں در آنجا نہنگ

طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے۔ اس وقت دارا شکوہ کی فوج نے اورنگ زیب لشکر میں گھس کر بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ حتیٰ کہ شیخ میر کے ہاتھی کے قریب پہنچ کر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جب وہ تیروں کے نشانوں سے قریب المرگ ہو گیا اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا تو تکیہ منگا کر پیٹھ کو سہارا دیا۔ تاکہ لوگوں کو یہی معلوم ہو کہ شیخ میر زندہ ہے۔ جو فدائی پیچھے کی طرف بیٹھا تھا۔ اُسے کہدیا کہ میرے مرنے کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس سے اشارہ کرتے رہنا تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ میں زندہ ہوں۔

اس فدائی نے شیخ میر کے مرنے کے بعد ایسا ہی کیا سب کو معلوم ہو گیا کہ شیخ میر ابھی زندہ ہے۔ اس لئے خوب جان توڑ کر لڑے اتنے میں اور فوج بھی مدد کے لئے

www.maktabah.org

آپہنچی۔ پھر گیا تھا۔ اور نگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔

داراشکوہ بھاگ کر ملتان کے ایک سوداگر کے پاس پناہ گزیں ہو گیا۔

داراشکوہ حسبِ عادت بھاگ کھڑا ہوا۔ اورنگزیب نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا۔ داراشکوہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں مارا مارا پھرتا تھا۔ ملتان کے ایک سوداگر کے ہاں جو اس کا مخلص تھا اور جس کی آشنائی پر اُسے بھروسہ تھا۔ جانکلا۔ پہلے تو وہ اس کی مدد پر آمادہ ہوا لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہی آدمی اس کے تعاقب میں آگئے ہیں تو خود شہزادے کو ان کے حوالے کر دیا اور کہا کہ میں نے بڑی تلاش سے اِسے پکڑا ہے تاکہ بادشاہ کے سپرد کر دوں۔

جب تاجر خوشی خوشی انعام و اکرام کی امید پر اورنگ زیب کے پاس آیا تو بادشاہ نے سوداگر سے کہا کیا تیرے لیے یہ مناسب تھا کہ وہ تجھ پر بھروسہ کر کے تیرے پاس پناہ لینے آئے اور تو اُسے پکڑ کر میرے حوالے کر دے تو نے سخت بے وفائی کی ہے۔ بخدا میں تجھے کچھ نہ دوں گا۔ سوداگر شرمندہ ہو کر بادشاہ کے ہاں سے نکلا۔ لوگوں نے بادشاہ کے اشارے سے اُسے پتھروں سے ہلاک کر دیا۔

داراشکوہ گرفتار ہو گیا

داراشکوہ کو ایک مضبوط مقام پر نظر بند کر دیا گیا۔ اورنگزیب نے اسے کہلا بھیجا کہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرو۔ داراشکوہ نے کہا میں تمہارے کہنے سے توبہ نہیں کروں گا۔ جن عقائد پر ہوں قائم رہوں گا۔

اورنگ زیب نے علماء کو بلا کر اس کے عقائد باطلہ سے (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) انھیں واقف کیا اور فتوے کی درخواست کی۔ تمام علماء نے اس کے قتل کا فتوے دیا۔[1]

---

[1] اگرچہ اورنگ زیب کے بعض ناقدین اور معاندین نے الزام لگائے ہیں کہ علماءِ وقت نے اورنگ زیب کی خوشنودی کے لئے داراشکوہ کو زندیق قرار دے کر اس کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ مگر اس وقت کے دینی معاشرہ کے حالات کے محققین نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ داراشکوہ کی بے راہ روی
(جاری ہے)

www.maktabah.org

اورنگ زیب نے ایک امیر کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ کہتے ہیں اس وقت وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ پہلے قرآن شریف کو اس کے پاس سے اٹھالیا۔ اور پھر اس کے بیٹے کو اس سے جدا کیا۔ جب داراشکوہ کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے قتل کرنے

(سابقہ صفحہ سے آگے)

نے مسلم معاشرہ میں جو خرابیاں پیدا کر دی تھیں۔ اس کا حل داراشکوہ کی پھانسی ہی تھا۔

تاریخ شاہجہانی کے مولف نے اس موضوع کی وضاحت کرتے ہوئے تفصیل سے لکھا ہے کہ پہلے تو اورنگ زیب نے اپنے تمام ملکی اور جنگی مشیروں کے مشورے سے داراشکوہ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا تھا۔ اسی قلعہ میں شاہزادہ مراد بھی پس دیوار زندان دن گذار رہا تھا جسے دارا نے قید میں ڈالا ہوا تھا۔ لیکن جب دارا کے کفریہ کردار پر علماء وقت نے فیصلہ کر دیا۔ تو داراشکوہ کی بہن روشن آرا بیگم اور دوسرے رشتہ داروں نے بھی داراشکوہ کے قتل پر صاد کیا اور سفارش کی کہ اسے ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائے۔

اس وقت کی تاریخیں جن میں تذکرہ سلاطین چغتائی، واقعات عالمگیری۔ نسخۂ دلکشا (بھیمن سین) اور فتوحات عالمگیری (ایشر داس نگر) تمام نے لکھا ہے۔ کہ داراشکوہ کے قتل سے پہلے علماء کرام سے قانونی فتویٰ حاصل کر لیا گیا تھا۔ ہاں داراشکوہ کو ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کرنے کا فیصلہ خاندان مغلیہ کا اپنا فیصلہ تھا۔ اس میں علماء کرام نے کوئی فتویٰ نہیں دیا تھا۔ برنیر نے بھی اپنے سفرنامہ میں انہی حقائق کو بیان کیا ہے۔ یہ سیاح داراشکوہ کی موت کے وقت دہلی میں موجود تھا۔ جن امراء۔ علماء اور مغل اساطین نے داراشکوہ کی موت پر خصوصی زور دیا تھا۔ ان میں روشن آرا بیگم۔ حکیم داؤد (تقرب خان) سائیشتہ خان۔ خلیل اللہ خان اور محمد امین خان اور دہلی اور سرہند کے علماء کرام کے نام قابل ذکر ہیں۔ داراشکوہ کی ہندو نوازیاں رافضیوں کے زیر اثر احکامات۔ بعض جوگیوں کے اشارے پر اسلام اور اہل اسلام پر ناروا سختیاں۔ پھر شعائر اسلام کے خلاف برملا احکامات داراشکوہ کی موت کا سبب بنے۔ ان تمام عادات کی تفصیلات کتاب کے دیباچے اور دوسرے صفحات پر بیان کی گئی ہیں۔

www.maktabah.org

کے لئے آئے ہیں تو ایک چھوٹی سی چھری سے قاتلوں پر تین مرتبہ حملہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کو کہا بابا سپہر شکوہ یہ ہمیں قتل کرنے کو آئے ہیں بعدازاں اسے قتل کر کے اس کا سر اورنگزیب کے پاس لائے جو بادشاہ کے حکم سے دفن کیا گیا۔

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ، کے حضور میں عرض کیا کہ دارا شکوہ مر گیا ہے۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا "ایمان لے گیا"۔

مراد بخش بھی کسی کے دعوے کی وجہ سے قتل ہوا۔ بعدازاں اورنگ زیب نے اپنی لڑکیاں دارا شکوہ اور مراد بخش کے لڑکوں کو دے کر ان کے باپوں کے خون معاف کرائے شاہجہان نے اپنے فرزندوں کے قتل کی خبر سن کر سخت افسوس کیا اور کہا۔ یہ حضرت قیوم ثانی کی بددعا سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے۔

اورنگ زیب تختِ ہندوستان پر

بعدازاں اورنگ زیب بے دھڑک ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ تخت پر جلوس کیا۔ اپنا خطاب عالمگیر مقرر کیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لایا۔ اور تمام ملحدوں اور بے دینوں کو جنھیں دارا شکوہ کے وقت میں بڑی قدر و منزلت حاصل تھی۔ قتل کر دیا گیا۔

سرمد کو قتل کر دیا گیا

سرمد کو قتل کیا۔ سرمد بالکل مادر زاد ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے مُلّا عبدالقوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپو سرمد نے کہا شیطان قوی ہے۔ مُلّا نے بادشاہ سے کہا کہ اس نے کفر کا کلمہ کہا ہے اس لئے واجب القتل ہے بادشاہ اس کے قتل کے لئے راضی ہو گیا۔ کہتے ہیں جب جلاد نے سرمد پر تلوار کا وار کیا تو اس نے ابھی صرف لا الٰہ الا اللہ پڑھا تھا جب اس کا سر تن سے جدا ہو کر گرا تو محمد رسول اللہ۔ کہا۔ بادشاہ کو اس کے قتل کا بڑا افسوس ہوا۔[۱]

---

[۱] سرمد آرمینیہ کا یہودی تھا۔ ایک عرصہ تک کاشان میں مقیم رہا۔ اسرائیلی علوم کا ماہر تھا۔ ملاصدرالدین

(جاری ہے۔)

www.maktabah.org

اورنگ زیب نے تمام شرعی احکام جاری کئے اور بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھاڑ دیا تمام سرکشوں اور گمراہوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

شیرازی ابوالقاسم خندرسکی جیسے مشہور حکماء سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ ہندوستان آ کر ٹھٹھہ ٹھہرا۔ عبداللہ قطب شاہ کا دوست بنا۔ ننگا پھرتا اسلام کے خلاف گفتگو کرتا رہتا۔ دبستانِ مذاہب کے مصنف نے لکھا ہے کہ اس نے ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۲ء میں اسلام قبول کیا تھا مگر وہ ہمیشہ وحدتِ ادیان کا قائل رہا۔ اس کے نزدیک کفر و ایمان یکساں نظریات تھے۔ داراشکوہ نے اسے اپنے نظریات کا ہمنوا پا کر اپنا معتمد بنا لیا۔ اسے حکمران وقت کا سہارا مِلا تو اپنے خیالات عام کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ داراشکوہ اُسے ننگ دھڑنگ ملنگ دیکھ کر قلندر اور عارف خیال کرتا تھا۔ دہلی پہنچا تو امرائے سلطنت کے اور قریب ہوگیا۔ داراشکوہ کی تخت نشینی میں الحاد پھیلاتا رہا۔ مگر اورنگ زیب کی آمد پر داراشکوہ کی فتح کی پیش گوئیاں کرتا رہا۔

اورنگ زیب کی تخت نشینی پر علماء اہلسنت نے ایسے تمام بے دین اور بے لگام ملنگوں کے محاسبہ کا مطالبہ کیا۔ سرمد بھی محاسبہ کی زد میں آگیا۔ اعتماد خان مُلا عبدالقوی نے اس کی کفریہ باتوں کے خلاف ارتداد کا فتویٰ دیا۔ علماء نے اورنگ زیب کے دربار میں محضر نامہ پیش کر کے اسے قتل کرا دیا۔

سرمد کی شخصیت آج تک متنازعہ رہی ہے۔ بعض اسے شہید اور بعض مقتول کہتے ہیں۔ بعض اُسے عارف باللہ کہتے ہیں۔ اور بعض ملحد اور زندیق قرار دیتے ہیں۔ داراشکوہ کے نظریات کے حامی اسے اورنگ زیب کی سیاست کا شکار کہتے ہیں۔ مگر اورنگ زیب کے معتقد اس کے قتل کو برحق قرار دیتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام جو وحدت ادیان کے حامی تھے۔ سرمد کو اورنگ زیب کے ظلم کا نشانہ قرار دے کر بڑا افسانوی رنگ دیتے ہیں۔

www.maktabah.org

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کی حرمین الشریفین سے ہندوستان واپسی

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے عرب۔ یمن۔ روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ اور اپنے بڑے بڑے خلفاء مثلاً شیخ مراد شامی اور شیخ عبداللہ حجازی وغیرہ کو بھی واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور خود ہندوستانی آدمیوں سمیت جہاز پر سوار ہوئے۔ آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت مروج الشریعت سے فرمایا کہ سفر مبارک میں اللہ تعالےٰ کی عنایات اس قدر ظاہر ہوئی ہیں جن کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اللہ تعالےٰ نے تم بھائیوں کو تمام اولیائے اُمت سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ تیرے فرزند اولیائے اُمت سے ممتاز ہیں اور تیرے خلفاء ہمارے بڑے مقرب ہیں۔

یہ قافلہ آپؓ کی رفاقت میں سمندر عبور کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچا۔ یہاں ہر روز ہزاروں آدمی مرید ہونے لگے۔ صُبح شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ایک روز اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ آج صُبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں مَیں اس فکر میں تھا کہ اس قدر بندگانِ خدا پر تصرف کرنا اللہ کو پسند ہے یا نہیں؟ چنانچہ میں نے اس سلسلے کو حتیٰ کہ تمہیں بھی چھوڑنا چاہا۔ اتنے میں عنایتِ الٰہی سے غیب سے آواز آئی۔ یہ حق تعالےٰ کا فضل و کرم ہوا کہ ہم خود اپنے بندوں کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور ارشاد و ھدایت کا ہنگامہ تو ہم خود برپا کرتے ہیں۔ تمہارے سارے مرید ہمارے مقبول ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ جب کبھی کلاہ اور شجرہ طالبوں کو دیتے ہیں تو اُسے بھی حق تعالیٰ سے منسوب پاتے ہیں۔

عالمگیر نے علماء و مشائخ کو آپ کے استقبال کے لیے بھیجا

جب عالمگیر کو جناب کی واپسی کی خبر ملی تو اس نے حکم دیا کہ ہندوستان کے تمام علماء مشائخ اور امراء وغیرہ آپ کے استقبال کے لئے جائیں۔ آپؓ

www.maktabah.org

جس گاؤں یا شہر میں آتے تھے وہاں کے تمام اعلےٰ وادنیٰ اور چھوٹے بڑے آپؒ کے استقبال کے لئے چشم براہ ہوتے تھے۔ اسی طرح اکبر آباد پہنچے تو شاہجہان نے ضیافت کے انتظامات کئے۔ اور داراشکوہ کی سابقہ حرکات سے شرمندہ ہوکر عرض کیا اگر جناب دوبارہ مجھے تخت سلطنت پر بٹھائیں تو جو کچھ جناب کی مرضی ہوگی اسی طرح عمل کروں گا۔ اور جو باعثِ فساد ہوگی اس کو نکال دوں گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اب تو موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔

عالمگیر شاہجہان آباد سے اکبر آباد تک آنحضرتؓ کے استقبال کو آیا اور شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ آپؓ نے بھی اس پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اس کے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت آپؓ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ علاوہ ان آدمیوں کے جو صرف استقبال کے لئے آئے تھے۔ پچاس ہزار آدمی آپ کے مرید اس وقت حاضر خدمت تھے۔ جن میں سے تین ہزار سات سو خلفاء تھے۔ ان کی سواری کے لئے ایک ہزار اونٹ، چار ہزار گھوڑے خچر ٹٹو۔ چندایک پالکیاں اور سات سو رتھ اور بہلیاں ساتھ تھیں۔

اورنگ زیب عالمگیر نے حضرت قیوم ثانی سے بذات خود تخت پر بٹھانے کی التجا کی

عالمگیر نے عرض کیا کہ آنجناب خود دستِ مبارک سے مجھے تخت پر بٹھائیں۔ چنانچہ آپ بہ نفس نفیس قلعہ میں تشریف فرما ہوئے اور عالمگیر کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ نے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اور سرہند معہ مضافات بطور اخراجات خانقاہ نذر کیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت خازن الرحمت نے بھی قبول نہ فرمایا۔ آپؓ کے فرزندوں نے بھی انکار کر دیا۔ لیکن آپؓ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد یحییٰ نے اس جاگیر میں سے تھوڑا سا حصہ لے لیا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کی سرہند میں تشریف آوری

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ دارالارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے

www.maktabah.org

جب شہر کے قریب پہنچے تو سرہند کے تمام لوگ استقبال کے لئے آئے۔ شہر کی آرائش کی گئی۔ خوشیاں منائی گئیں اور اہلِ شہر مارے خوشی کے جھوم جھوم جاتے تھے۔ آپ پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ منورہ کی زیارت کو گئے۔ تھوڑی دیر خانقاہ میں ٹھیر کر محل میں تشریف لے گئے۔

اسی سال ایک روز آنحضرت خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے اترے جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ نہایت لطف و کرم سے آپؓ کے سر اور چہرہ پر بوسہ دے کر پھر آسمان پر چلے گئے۔

اسی سال آنحضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب اشرفِ کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت مجددِ الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں اور حضرت مجددِ الف ثانی رضی اللہ عنہ، بھی کھڑے ہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونو باپ بیٹوں یعنی حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی کے حق میں فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ اس شہر میں حق تعالیٰ نے اپنے دو ایسے بندے پیدا کئے ہیں کہ فرشتے آسمان سے ان کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

حسنات الحرمین کی تالیف

عرب و ہند کے اکثر آدمیوں کی التماس کے مطابق آنحضرتؓ کے الہامات اور مکاشفات عربی زبان میں جمع کئے گئے۔ اور اس کتاب کا نام "حسنات الحرمین یاقوتِ احمر" رکھا گیا۔ یاقوت احمر نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے حضرت مروّج الشریعت کو فرمایا کہ میں اس کتاب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک میں لے جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

جب یہ رسالہ آنحضرت کے روضہ مبارک میں لے گئے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے بڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ جس قِسم کا فضلِ ربّی تم پر ہوا ہے کسی

www.maktabah.org

پرکم ہوا ہے۔ اور یہ مکاشفات بالکل صحیح اور سچے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت قیوم اوّل کمال مرحمت سے میرے گرد پھرتے ہیں۔ اور خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہیں بعد ازاں دو آدمی دو خوان ہاتھ میں لیے ہوئے آئے۔ ایک کی حقیقت تو معلوم نہ ہوئی۔ دوسرے نے ہمارے سامنے تھال لا رکھا۔ جس میں نہایت آبدار جواہر اور یاقوت تھے۔ جن کی روشنی سے تمام مجلس روشن ہو گئی الہام ہوا کہ یہ یواقیت و جواہرات تمہارے مکاشفات ہیں۔ اسی اثنار میں ایک شخص نے آکر جواہرات اور یاقوت کا جڑاؤ تاج میرے سر پر رکھا۔ اس واسطے حضرت مروّج الشریعت نے عنات الحرمین کا نام یاقوتِ احمر رکھا۔

حضرت قیومِ اوّل کے خلیفہ ملا بدرالدین کے فرزندارجمند محمد شاکر نے اس یاقوتِ احمر کا ترجمہ عربی سے فارسی میں حضرت مروّج الشریعت کے ایما سے کیا۔ جن مکاشفات کا ذکر "روضۃ القیومیہ" میں ہے وہ یاقوتِ احمر سے لیے گئے ہیں۔

سُلطان اورنگ زیب عالمگیر کی

بارگاہِ قیومِ ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہٗ میں حاضری

آپ کی قیومیت کا سینتیسواں سال تھا عالمگیر بادشاہ نے حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ حضور اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیج دیں۔ اور ایک خط حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آنجناب نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ بادشاہ نے اس مضمون کا خط لکھا ہے۔ سو حضرت خازن الرحمت بادشاہ کی التماس اور حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہٗ کے فرمان کے مطابق شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امیروں کو استقبال کے لیے بھیجا۔ جو آپ کو بڑی عزت اور شان و شوکت سے شہر میں لائے۔ آپ مدت تک شاہجہان آباد میں رہے۔

www.maktabah.org

خازن الرحمت کی رحلت

بعد ازاں حضرت خازن الرحمت بیمار ہو گئے بیماری روز بروز بڑھتی گئی حتّٰی کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو رخصت ہے کر وطن کی طرف لوٹے راستہ میں سنبھالکہ مقام پر داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ آپ کی وفات کا حال سُن کر بہت غمگین ہوئے۔ جب لاش سرہند میں آئی تو آپ نے فرمایا کہ اُسے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہٗ کے قبہ میں دفن کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ جب آنحضرتؒ نے سخت تاکید فرمائی کہ ضرور قبہ کے اندر دفن کرو۔ تو لوگوں نے مجبوراً قبہ کے اندر خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر کدال زمین پر مارا۔ پڑتے ہی قبہ کی دیوار چاروں طرف پیچھے ہٹ گئی۔ اور قبہ کے اندر کا فرش گم ہو گیا۔ اور قبر کے لئے جگہ نکل آئی۔ حضرت خازن الرحمت کو قبہ کے اندر دفن کیا گیا۔ جب قبر میں رکھا۔ تو آنحضرتؒ نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا انھوں نے بھی آنکھیں کھول لیں۔ دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اِسی اثنار میں لوگوں میں شور مچ گیا۔ تو آپ نے حضرت خازن الرحمت کو آنکھیں بند کرنے کا اشارہ کیا پھر مٹی ڈال دی گئی۔

مؤلف کتاب کا مشاہدہ

آج کل ایک روز کسی طرح قبر کا دہانہ کھل گیا۔ تو دیکھا کہ حضرت خازن الرحمت کا بدن و کفن بدستور سلامت ہیں گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ آپ کی قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہوئے۔ مولوی فرخ شاہ نے اپنی مریدی کے لئے اذن کے واسطے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضہ منورہ میں جاکر مراقبہ کیا تو حضرت خازن الرحمت نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ جاکر اپنے چچا کے مرید ہو جاؤ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ، کے قائم مقام ہیں ۔

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ، اپنے ایام زندگی میں فرمایا کرتے تھے ۔ کہ شیعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام معصوم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے ۔ سو ہمیں امام معصوم مل گیا ہے انھیں کہہ دو کہ آکر اس امام کے مقتدی بنیں ۔

نیز حضرت خازن الرحمت فرمایا کرتے تھے ۔ کہ میرے بھائی کے کمالات لاانتہا ہیں ۔ جب حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں نے آنحضرت سے رجوع کیا ۔ تو آپؒ نے انھیں شروع سے سلوک سکھایا ۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس قدر تو اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر لیا ہے آپ نے فرمایا میری عادت ہے کہ میں شروع سے سلوک کی تعلیم دیتا ہوں سب نے اس بات کو قبول کیا ۔ اور ابتدا سے سلوک شروع کیا ۔

حضرت قیوم ثانی پر ایک الزام

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے بعض مخالفوں نے اپنی طرف سے بادشاہ سے منسوب کر کے ایک خط لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کہ سنا جاتا ہے تم جب عورتوں کو مرید کرتے ہو تو ان کے پستانوں پر ہاتھ رکھ کر انھیں قلبی ذکر سکھاتے ہو ۔

جب یہ خط آنحضرت کو ملا آپ کو سخت ملال ہوا ۔ آپکے چہرہ مبارک کا رنگ سرخ ہو گیا ۔ اس کے جواب میں بادشاہ کو لکھا کہ ہم ایسا نہیں کرتے نہ کر سکتے ہیں کسی نے تمھیں جھوٹ کہا ہے ۔ کیا تم خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے ہم نے تمھارے لیے کس قدر توجہ اور کوشش کی ہے ۔ حق تعالیٰ نے تمھیں سارے ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا ہے تمھارے دشمنوں کو ذلیل و خوار کیا ہے ۔ دارا شکوہ تخت سلطنت سے پایہ ذلت کو پہنچا تھا ۔ اب تم ایسے خیالات فاسدہ کی پرورش کر کے دارا شکوہ کی طرح بننا چاہتے ہو ۔

بادشاہ یہ خط دیکھ کر بہت گھبرایا قسم کھائی کہ مجھے اس خط کی خبر نہیں ۔ مجھے معلوم نہیں کس نے یہ خط لکھا ہے ۔ جو آپ کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے ۔ میں آنجناب رضؓ کا

www.maktabah.org

سب سے ادنیٰ مُرید ہوں۔ میری کیا ہستی کہ ایسی گستاخی کروں۔ یہ محض افترا ہے برائے خدا مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ ورنہ میری دنیا اور دین دونو خراب ہو جائیں گے۔"

آنحضرت بھی سمجھ گئے کہ بادشاہ اس معاملہ میں بے قصور ہے۔ یہ یار لوگوں کی افترا پردازی ہے۔ بادشاہ نے بہر حال مفتریوں کی تفتیش کر کے سزا دی اور خود عذر خواہی کے لیئے آپؓ کی خدمت میں سرہند پہنچا۔ اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ اپنے قصرِ قدیم کو جو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ سے بطور ورثہ ملا تھا۔ چھوڑ کر صندل پورہ کے نئے محل میں جو آپؓ نے خود بنوایا تھا۔ آباد ہوئے۔ اب وہ محل آنجناب کے روضہ مبارک کے برابر ہے۔ اور وہیں اپنے فرزندوں کو محل تقسیم فرمائے اور وہ پرانا محل شیخ سیف الدین کو عنایت فرمایا۔ لیکن پانچوں وقت نماز فریضہ اسی خانقاہ میں آکر پڑھتے۔

عالمگیر بادشاہِ ہندوستان سرہند میں

جب سُلطان عالمگیر کو معلوُم ہوا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ مذکورہ بالا خط کی وجہ سے ناراض ہیں تو بہت گھبرایا اور معافی مانگنے کے لیئے بذاتِ خوُد سرہند میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آدابِ قیومیت بجا لایا اور عرض کرنے لگا کہ میں جان و دِل سے آنجناب کا مرید اور نیاز مند ہوں۔ مجھے اس خط کی بالکل خبر نہیں۔ جنھوں نے وہ خط لکھا تھا میں نے انھیں سزا دی ہے۔

آپؓ نے اس معذرت کے بعد اس پر بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ معلوم ہوا کہ واقعی تمھیں اس کا علم نہیں تھا۔ خاطر جمع رکھو ہم تم سے ناراض نہیں جن لوگوں نے یہ خط لکھا تھا انھیں سزا نہ دی جائے ہم درویش آدمی ہیں ہمیں کسی سے کیا دشمنی۔ بادشاہ اس محل میں اُترا جو شاہجہان نے یہاں بنوا رکھا تھا۔ فجر کے حلقہ کے وقت اکثر آپؓ کی خدمت

www.maktabah.org

میں حاضر ہوتا. طرح طرح کے عجز و انکسار سے پیش آتا۔ آنحضرت بھی کبھی کبھی شاہی محل میں تشریف فرما ہوتے ایک روز آپؒ ازراہِ محبت بادشاہ کے پاس شاہی محل میں تشریف فرما تھے. چاروں طرف سے ہدیئے اور تحائف نذر و نیاز کی آمد تھی. ہزار ہا روپیہ نقد اور مال و اسباب آپ کی خدمت میں لوگ لا رہے تھے. اس وقت کئی مستحق لوگ بھی بیٹھے تھے. ایک ان میں سے اکیلا ہی سارے تحفے اور ہدیئے سمیٹتا گیا. دوسرے خالی بیٹھے تھے. حتیٰ کہ اس قدر روپیہ اس نے لیا کہ اس سے اٹھایا نہیں جا سکتا تھا.

آپؒ نے سب کچھ جاننے کے باوجود بھی کچھ نہ فرمایا لیکن وہ اتنا روپیہ لینے کے باوجود بھی سیر نہ ہوا. اتنے میں ایک شخص دو ہزار اشرفی بطور نذر لایا. وہ بھی اس شخص نے لینی چاہی تو آپؒ نے فرمایا کہ اے عزیز! ابھی تک دل نہیں بھرا اتنا لے چکے ہو. اب یہ روپیہ اوروں کا حق ہے. یہ کہہ کر آپ نے وہ روپیہ دوسرے مستحقوں میں تقسیم کیا.

حضرت شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ

ابھی بادشاہ سرہند ہی میں تھا کہ بعض کور باطن مخالفوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنایا اس کا سبب یہ تھا. کہ بادشاہ نے آپ کے مکان کے قریب کی زمین آپ کو عمارت کے لئے دے رکھی تھی. جس میں پہلے کھیتی باڑی ہوا کرتی تھی, اس زمین کا مالک بعض مخالفوں کے ورغلانے پر اس زمین کے دینے میں ٹال مٹول کرتا تھا. آپ نے آدمیوں کو بھیجا جو اُسے پکڑ لائے. اتنے میں مخالفوں نے ایک شخص کو کہا کہ زمین کے مالک کو مار ڈالو اور کہو کہ شاہ جیو نے مارا ہے.

ایک شخص نے اس وقت آ کر اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا جب کہ شاہ جیو کے آدمی اسے پکڑ کر لے جا رہے تھے. وہ مر گیا اور قاتل غائب ہو گیا. مخالفین جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کہ شاہ جیو کے آدمیوں نے اُسے راستہ میں قتل کیا ہے. حالانکہ شاہ جیو کے آدمیوں میں سے ایک کے پاس بھی اس وقت کوئی چھری یا چاقو وغیرہ نہ تھا مخالفوں

www.maktabah.org

نے اس کے وارثوں کو بھی بھڑکایا کہ تم دعوےٰ کرو۔ اس کے وارث اس وقت فریاد کرنے آئے جب کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، اور بادشاہ دونو اکٹھے بیٹھے تھے۔ انھوں نے دعوےٰ کیا کہ شاہ جیو نے فلاں شخص کو فلاں وقت اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ اس وقت شاہ جیو میرے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر کہا کہ ان کو نکال دو۔ آپؓ نے فرمایا کیوں نکالتے ہو؛ ان کی حق رسی کرو۔ اور شریعت کے مطابق کارروائی کرو۔ بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ اور اس مقدمہ کی شنوائی کے لیئے ایک دِن مقرر ہوگیا۔ اس روز تمام ارکانِ شرع، قاضی مفتی وغیرہ جمع ہوئے آنحضرت نے مروّج الشریعت کو فرمایا کہ اس مجلس میں بیٹھ کر اس مقدمے کا فیصلہ آپ کریں۔ حضرت مروّج الشریعت اور شاہ جیو دونوں وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ کا وکیل بھی آیا جو مخالفوں سے مِلا ہُوا تھا۔ مقتول کے وارث بھی آئے۔ بہتیرا غور کیا لیکن جُرم ثابت نہ کر سکے اتنے میں چند آدمیوں نے آکر گواہی دی کہ اُسے تو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ جب قاتل کو بلایا گیا۔ تو اس نے کہا مجھے فلاں فلاں آدمی نے ایسا کرنے کے لیئے کہا تھا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرا دیا۔

عالمگیرؒ نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات مروّج الشریعت سے سُنے

اِنھیں دنوں ایک روز بادشاہ آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت مروّج الشریعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے مکتوبات پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے جب حضرت مروّج الشریعت کا رنگ ڈھنگ دیکھا اور اُن کے پڑھنے کا طریقہ ملاحظہ کیا تو بے اختیار شیفتہ و فریفتہ ہوگیا۔ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں چند روز حضرت مروّج الشریعت کی ہمنشینی سے مشرف ہوں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا کہ بادشاہ کی یہ خواہش ہے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں عرض کیا اگر جناب کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ اگر میری مرضی پوچھیں تو مَیں اس کی شکل تک

www.maktabah.org

دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ آنحضرت اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ کو فرمایا کہ اُن کا دِل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا۔ بعدازاں بادشاہ آنحضرت سے رُخصت ہوکر کشمیر گیا چند روز وہاں رہ کر پھر لَوٹا۔ لوٹتے وقت آنحضرت بیمار تھے اس واسطے بادشاہ پھر سرہند آیا اور آپ کے صحت مند ہونے تک وہیں رہا۔ بعدازاں رُخصت لے کر شاہجہاں آباد چلا گیا۔

معصُومیوں اور سعیدیوں کا مناظرہ

اس سال معصومیوں اور سعیدیوں میں مناظرہ ہوا۔ اس واقعہ کی اصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کے فرزند مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ بادشاہی محل واقع سرہند میں تھے اس وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے پوتے حضرت سبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم معہ لواحقین وہاں گئے۔ وہاں پر حضرت امام عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت کا ذکرِ خیر ہوا۔ تو اس شیخ ابوالقاسم سعیدیوں سے ناراض ہو گئے۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، بیٹھے تھے کہ اتنے میں شیخ ابوالقاسم نے آکر عرض کیا کہ آپ اپنے بھتیجوں کو بیٹوں کے برابر جانتے ہیں اور وہ آپ کے مرید بھی ہیں لیکن پھر بھی وہ آپ کو کچھ نہیں سمجھتے اور اپنے باپ کو آپ سے بدرجہا افضل کہتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا" اچھا اگر یہ حالت ہے تو مجھ سے کچھ حاصل نہیں کریں گے۔ خصوصاً شیخ عبدالاحد پر سخت ناراض ہوئے۔ جب کبھی شیخ عبدالاحد سامنے آتے آپ بالکل پرواہ نہ کرتے۔

میرے (مؤلف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد نے مجھ سے کہا کہ مجھ سے اور تو کوئی قصور نہیں ہوا صرف اتنا ہوا ہے کہ شیخ ابوالقاسم حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی تعریف کر رہے تھے تو میں نے حضرت خازن الرحمت کے اوصاف بیان کئے سعیدی

www.maktabah.org

حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے برابر جانتے ہیں۔ اس لیے معصومی اُن سے جھگڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے حضرت قیوم ثانی کو اپنا ولیعہد مطلق بنایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ انھیں تمام کمالاتِ الہٰی بطریق اصالت عطا ہوئے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت کو بطریق ضمنیت اصالت۔ اور ضمنیت کا فرق ظاہر ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثانیؓ کے مرید ہیں۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے۔ اگر وہ یہ کہیں۔ کہ حضرت خازن الرحمت بھی ہمارے پیر ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آخری پیر پہلے پیر کی نسبت معتبر ہوتا ہے چنانچہ شروع شروع میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کئی جگہ مرید ہوئے۔ لیکن آخری پیر آپ کے شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سو شجرہ میں شیخ ابو سعید مخزومیؒ کا اسم مبارک لکھا جاتا ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، پہلے اپنے باپ کے مرید تھے بعد ازاں خواجہ باقی اللہ رضی اللہ عنہ، کے مرید ہوئے سو آنحضرت کے معتبر پیر خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ، ہیں۔ اور یہی سلسلہ اب تک چلا آتا ہے اسی وجہ سے معصومیوں اور سعیدیوں میں نزاع چلی آتی ہے۔

شیخ عبدالاحد پر نظر شفقت

جب حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ، کا مزاج شیخ عبدالاحد سے پھر گیا تو شیخ صاحب بہت گھبرائے۔ صبح و شام آنحضرتؓ کی خانقاہ کے گرد روتے پھرتے تھے۔ حضرت مروج الشریعت کو شیخ صاحب سے خصوصیت تھی۔ ایک روز آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ عبدالاحد کے حق میں ایک لڑکے کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ شیخ صاحب کو کئی مرتبہ تہجد کے وقت آنحضرت کی خدمت میں لاتے اور حد سے زیادہ سفارش کی۔ حتےٰ کہ آنحضرت شیخ صاحب پر پھر مہربان ہوتے۔ آنحضرت اس مکتوب میں حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ عبدالاحد بہت مقید ہے۔ اور خانقاہ میں ایک حجرہ بھی اس واسطے لیا ہے آنحضرت شیخ صاحب پر حضرت مروج الشریعت کی طفیل سے نہایت مہربان تھے۔ اُن

www.maktabah.org

کے حق میں عمدہ خوشخبریاں سنائیں۔ ایک سال تک آنحضرت شیخ صاحب سے ناراض رہے۔

شیخ ابوالقاسم اور شیخ سعد الدین کی صلح

اسی سال ایک دفعہ شیخ ابوالقاسم اور شیخ سعد الدین آپس میں جھگڑے حتیٰ کہ دونوں کی مدد پر بہت آدمی جمع ہو گئے قریب تھا کہ ہنگامہ برپا ہو لیکن حضرت مروج الشریعت نے جا کر دونو کو ٹھنڈا کیا اور شیخ سعد الدین کی تقصیر آنحضرت سے معاف کرائی۔

اسی سال توران کے بادشاہ نے اپنے ایلچی کو معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جب وہ ایلچی سرہند میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نہایت شفقت سے پیش آئے۔ بخارا کا حال پوچھا۔ تو ایلچی کے ہمراہیوں نے نہایت افسوس سے عرض کیا کہ تمام بخارا رافضی ہو گیا ہے۔ آنحضرت نے غمگین ہو کر پوچھا وہ کیونکر؟ عرض کیا بخارا کے بازاروں میں اعلانیہ پنیر اور خربوزہ جو رافضیوں کی خوراک ہے۔ فروخت ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ اس خوراک سے کوئی رافضی نہیں ہو جاتا۔

حافظ صادق کو تنبیہہ

اسی سال بادشاہ نے آپ رضؓ سے التماس کی۔ کہ کوئی خلیفہ ارسال فرمائیں۔ تاکہ میں اس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آپ رضؓ نے اپنے بڑے خلفاء میں سے حافظ صادق کو بھیجا۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ صاحب بھی شاہجہان آباد جا نکلے۔ ایک روز شیخ صاحب بادشاہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ حافظ صادق آکر شیخ صاحب کے پاس آکر بیٹھ گئے اس پر شیخ ابوالقاسم سخت ناراض ہوئے۔ کہ میری اجازت کے بغیر میرے برابر بیٹھ گیا ہے۔ آپ نے یہ گلہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا۔ آنحضرت رضؓ نے حافظ صاحب کو جھڑکا کہ تم نے ابوالقاسم کا ادب کیوں نہ ملحوظ رکھا۔ کیونکہ وہ میرا فرزند ہے اس کا آستانہ ہے۔ حافظ صاحب نے شیخ صاحب سے بہت بہت معافی مانگی اور کئی ہزار روپیہ نذر کیا۔

شیخ ابوالقاسم حافظ صاحب پر مہربان ہوئے اور آنحضرت کی طرف لکھا۔ کہ اب میں اس سے راضی ہوں۔ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ آنحضرت نے شیخ ابوالقاسم کو لکھا۔ کہ تم بھی عجیب

www.maktabah.org

قسم کے آدمی ہو کر پہلے اس کی شکایت لکھی۔ اب اس کی سفارش کرتے ہو پہلے اس کا کام بگڑوا دیا۔ اب بنوانے کے لئے کہتے ہو۔ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی
قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض عام

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی کثرت ارشاد و مشیخیت بیان سے باہر ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد اور مشیخیت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ "مرات العالم" و "جہاں نما" جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں اور جن میں تمام جہان کے انبیاء اولیاء۔ بادشاہ۔ حکماء اور شعراء وغیرہ کے حالات ابتدائے خلقت سے لے کر عالمگیر کی ابتدائی دس سالہ حکومت تک کے مندرج ہیں لکھا ہے کہ مشیخیت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ۔ جہان کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ۔ علماء۔ مشائخ۔ چھوٹے بڑے۔ وضیع و شریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے آپؓ کے مرید و مطیع تھے۔

لاانتہا خاص و عام بندگان خدا، صبح و شام پروانوں کی طرح آپؓ پر جان فدا کرتے ہندوستان توران۔ ترکستان۔ بدخشان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ ختا۔ روم۔ شام اور یمن کے بادشاہ آپؓ کے مرید ہوئے۔ وقت کے بڑے بڑے شیخ اور علماء گروہ در گروہ اپنی اپنی مشیخیت ترک کر کے آنجناب کے مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں سے لوگ آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھ کر اور انبیاء و اولیاء سے خوشخبری پا کر حاضر خدمت ہوتے اور شرف بیعت حاصل کرتے مختلف ممالک میں آپؓ کے خلفاء کی خدمت میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مرید حاضر خدمت ہوتے اور فناء و بقاء اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔

www.maktabah.org

آنحضرت کی مجلس کا رُعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفت گو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آنحضرت بدرجۂ غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بہ سبب غایت ادب اس نے آنجناب کے حضور میں کبھی کسی سے گفتگو نہ کی اور بغیر اجازت نہ بیٹھا۔ امراء وسلاطین کے آداب بالکل ادا نہ فرمایا کرتے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ کا جاہ و جلال میں اگر لکھوں تو ایک علیحدہ جلد درکار ہے صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفار کی گئی ہے۔

سفرِ حج سے واپس آکر آنحضرت کے ارشاد اور ہجوم خلق کی یہ کیفیت ہوئی کہ امراء و سلاطین کو جناب کی زیارت بہزار دقت نصیب ہوتی کیونکہ آپؓ کے حضور میں اعلیٰ وادنےٰ سبھی برابر تھے۔ ہر روز ہزاروں آدمی مختلف ممالک سے جناب کی زیارت کو آتے۔ آپؓ کی عادت تھی۔ کہ براہ راست کسی کو آپؓ سے ملاقات نصیب نہ ہوتی۔ بلکہ آپؓ کے کسی فرزند کے وسیلہ سے زیارت نصیب ہوتی اور وہی لاکر مرید کرواتے اور جو مخدوم زادہ جس کو اس طرح مرید کرواتا۔ وہ اسی کے مریدوں میں شامل ہوتا۔

ایک دفعہ کوئی مہینہ بھر یہ حالت رہی کہ صرف شیخ سیف الدین فرزند خامس ہی لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے دوسرے فرزند بالکل بے کار تھے۔ ایک روز آنحضرت نے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ محمد سیف الدین لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے ہیں اور باقی فرزند کسی کو نہیں لاتے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت شیخ سیف الدین کے مرید شہر کے باہر چاروں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آتے ہیں۔ انھیں وہ مرید کہتے ہیں کہ آنجناب کی زیارت بلا وساطت فرزندوں کے حاصل نہیں ہوسکتی

حضرت قیوم ثانی کے چھ۶ بیٹے

آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے چھ فرزند ہیں:

(۱) حضرت صبغۃ اللہ اکثر سیر میں رہتے ہیں شاذو نادر ہی

www.maktabah.org

والدِ بزرگوار کی خدمت میں رہتے ہیں۔

(۲)۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ اکثر مریض رہتے ہیں یہ بھی والدِ بزرگوار کی خدمت سے دُور رہتے ہیں۔

(۳) حضرت خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ حضرت جیو صاحب خانقاہ اور اہل وعیال کا تمام انتظام ان کے متعلق ہے۔ اس لیے آنحضرت ان کی طرف کم توجہ فرماتے ہیں۔

(۴)۔ حضرت محمد اشرف یہ بہت عیاش ہیں۔

(۵)۔ حضرت محمد صدیق ابھی خورد سال ہیں۔

(۶)۔ حضرت محمد سیف الدین ہیں۔

جو کمال ہے وہ حضرت سیف الدین میں ہے بڑے باکمال ہیں۔ عقیدتمند کہتے۔ "آؤ! ہم تمھیں ان کے پاس لے چلیں وہ تمھیں حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں پہنچادیں گے۔ جو تمھارا مطلب ہے اللہ تعالیٰ پورا کرے گا۔"

آنحضرت یہ سُن کر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ محمد نقشبند کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ بیمار رہتے ہیں اور ان میں کمالاتِ الٰہی بہت کم ہیں۔ اور محمد عبداللہ کی نسبت جو کہتے ہیں کہ ان سے اس واسطے توجہ کم کرتے ہیں کہ خانقاہ کا کاروبار اُن کے ذمّہ ہے۔ بخدا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات ان دونوں بھائیوں میں موجود ہیں۔

اس بھید کے کھُلنے پر حضرت شیخ سیف الدین چند روز شرمسار رہے۔ اس سال آپؒ کی خدمت میں اس قدر مرید آئے کہ اتنا بڑا شہر ہونے کے باوجود شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے۔ خصوصاً اس سال تمام روئے زمین پر کے خلفاء معہ اپنے مریدوں کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ اور امیر اپنی اپنی سلطنت اور امارت چھوڑ کر جناب قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آئے۔ چنانچہ خانِ توران و ترکستان۔ والیانِ دشتِ قبچاق و بدخشان۔ فرمانروایانِ خطا و خراسان۔ تخت نشینانِ کاشغر و طبرستان۔ حاکمانِ قہستان و

www.maktabah.org

گرجستان سب کے سب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار کے لئے شہر سرہند میں حاضر ہوئے شہر کے اردگرد ایک ایک میل تک نیازمندوں کا لشکر تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی بعد میں ایسا ہوا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کو بھی کافی جگہ نہ ملتی۔

ہندوستان کا وزیراعظم جعفوخاں آنجناب کی زیارت کے لئے آیا۔ بسبب ادب اپنے آدمی دور باہر چھوڑ آیا تھا۔ کثرت ہجوم کے باعث زیارت نہ کرسکا دوسرے دن آیا۔ تو بھی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ تیسرے روز آیا تو بھی یہی حالت دیکھی۔ چوتھے روز بڑی مشکل سے زیارت نصیب ہوئی لیکن بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ اسی طرح کھڑا رہا۔ کیونکہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں امراء و روساء بھی عام لوگوں کی طرح کھڑے رہتے۔

چنانچہ ناصر علی شاعر کہتا ہے ؎

چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آنجا نہ گنجد نظر بے کار ماند پا نہ گنجد
ردائے ماہتابی شرع بردوش چو صبح از پاکئے باطن قطب پوش
دوعالم گرد خود را فرش راہش کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
فقیران درش شاہان درویش شکوہ مملکت را رانده از پیش
گدائش خندہ برظل ھما زد ہمہ روئے زمیں بر پشت پا زد
بہ بالا گر شود زیں نہ دو ایر گزد پایان بال نسر طائر
ہدایت کار اہل دین اکا برا بود کار نہایت دیگر انرا
سر یرِ معرفت را بادشاہے بفرق از فرق درویشے کلاہے
حیات صدق را صدیقؓ ثانی ز نخل باغ فاروقؓ ارمغانی
ز علم و حلم فضل نیل عثمانؓ خمیرش کاشف اسرار قرآں

www.maktabah.org

زرو ئے جود واحسان وکرامت | قبائے حیدری بر قدو قامت
ستون بارگاہِ شرع اسلام | بہ افعال پیمبر گام برگام
نہے عزت کہ رب العزتش داد | کہ بر سر تاج قیومیش بنہاد
جہاں قائم باواو با خداوند | زخود بگسستہ با حق کرد پیوند
گرم شد منصب قیومی اورا | علم شد نام درمعصومی او را
جہاں روشن رز روئے انور او | سر خورشید بکنشت در اُو
چرا گردش فلک را گشت پیشہ | کہ بر گرد سرش گردد ہمیشہ
فروتر طفلگانِ آں گذرگار | قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ
چہ گویم مدحت پیرانِ آں در | کہ آمد طفلِ آں در پیر رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں داں | کہ با خود آں بزرگی داد یزداں
علی اے بے ادب زیں حرف بس کن | دعا را با اجابت ہم نفس کن
جہاں در سایہ احسان او باد | فلک قائم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رویاں | بخلوت گاہ عصمت پارسایاں
زصاحبزادہ ہائے پاک گوہر | چہ گویم چوں زمہر وصف اند برتر
فلک را گرچہ در عظمت رسائی است | ازیشاں کردہ کسب پارسائی است

ایک دن کی فتوحات سے ایک مرید کی لڑکی کا جہیز تیار ہو گیا

خواجہ محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد رسل اپنے والد بزرگوار کی نسبت فرماتے ہیں کہ ایک روز کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کاغذ پیش کیا۔ جس میں اس نے لڑکی کی شادی کا تمام ساز و سامان درج کیا تھا۔ آپؒ نے فرمایا کل جو کچھ آئے وہ سب اسی کو دے دینا۔ عصر کے وقت وہ سائل پھر آیا۔ آنحضرت نے پوچھا تمام چیزیں مل گئی ہیں یا کچھ باقی ہیں؟" عرض کیا اور تو سب کچھ مل گیا ہے۔ مہندی نہیں آئی۔ فرمایا "پھر دیکھو ضرور آئی ہو گی"۔

www.maktabah.org

آخر معلوم ہوا کہ مہندی بھی نیاز میں آئی تھی لیکن تحویلدار اس کا دینا بھول گیا تھا۔ وہ بھی سائل کو دے دی گئی۔ سائل کا بیان ہے کہ ان اشیار سے میں نے پُر تکلف شادی کی اور اتنی چیزیں باقی بچیں کہ انھیں فروخت کر کے اس قدر روپیہ حاصل کیا کہ میری ساری عمر کے لیئے کافی تھا۔ اس سے آنحضرت کے اثرات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر روز بطور نیاز اس قدر چیزیں آنجناب کی خدمت میں آتی تھیں۔ نقدی اس کے علاوہ تھی۔

حضرت قیوم ثانی کے دستر خوان سے پانچ ہزار افراد پر تکلف کھانا کھاتے تھے

میرے (مؤلف کے) دادا جان "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ ہم چار آدمیوں نے ٹھانی کہ آج جس قدر نیاز آئے۔ اس کا اندازہ کرنا چاہیئے چنانچہ ہم نے صرف نقدی کا اندازہ اس طرح کیا۔ کہ ہر نیاز کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتے گئے صبح سے عصر تک اس قدر کنکروں کا ڈھیر لگ گیا۔ جن کا شمار کرنا مشکل تھا۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ ہر نیاز میں سو روپیہ تھا کہ ہزار۔ اکثر نیازیں سینکڑوں روپیہ کی تھیں۔ ہر صبح و شام پانچ ہزار آدمی آنحضرت کی خانقاہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور کھانا بھی نفیس ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی۔ بکرے کا گوشت ملتا۔ بڑے بڑے خلفار کے لیئے دو دو ہزار خوان تیار ہوتے۔ جن میں طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے وغیرہ ہوتے۔

حضرت قیوم ثانی کے نو لاکھ مُرید ہُوئے

کہتے ہیں کہ خلفار اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہ راست نو لاکھ آدمی آنحضرت کے مرید ہُوئے آنحضرت کے خلفا کی تعداد سات ہزار ہے جو سب کے سب صاحب کمالات ہیں اور جن میں سے ہر ایک کا ارشاد آنجناب کی طرح روشن تھا۔ اور جن کا سلسلہ آج تک موجود ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں زکریا ملتانی کے سجادہ نشین حضرت قیوم ثانی سے بیعت ہوئے

اسی سال مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین شیخ محمد یوسف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے مرید ہوئے آپ کے

www.maktabah.org

مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ اپنے جدّ بزرگوار کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد یوسف تم قیوم وقت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ! وہاں تمھیں بہت سی نعمت ملے گی ہمارے حق میں بھی ان سے دُعا کے لئے التماس کرنا۔

آپ دوسرے روز اپنی مشیخیت کو ترک کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپؓ پر بدرجہ کمال مہربانی کی۔

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی طرف سے خواجہ محمد نقشبند کو منصبِ قیومیّت کی بشارت

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اپنے دوسرے فرزند حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کو منصبِ قیومیت عنایت فرمایا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اپنے جد بزرگوار قیوم ثالث کی بابت فرماتے ہیں۔ مَیں (قیوم ثالثؓ) نے جب بعض علوم ومعارف اور اسرار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں بیان کئے۔ تو فرمایا کہ یہ علوم ومعارف جو تم بیان کرتے ہو وہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے مجھے خلوت میں فرماتے تھے۔ بعد ازاں دوسرے روز مجھے خلوت میں بُلا کر منصب قیومیت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ جو تاج مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا۔ اب وہی تاج تمھیں عنایت ہُوا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ وہ تاجِ طینت۔ اصالت قیومیت اور محبوبیت ذاتی پر مشتمل تھا فرمایا بعینہٖ وہی تاج ہے جو مجھے عنایت ہوا تھا۔ اب وہی تمھیں دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کے قائل نہ ہوں گے تو میں حضرت قیوم ثانی سے عرض کرتا

www.maktabah.org

کہ یہ خوشخبری بھائیوں کے رُوبرو مجھے عنایت فرماتے۔

حضرت حجۃ اللہ پر الہامات کی بارش

اِس سال ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ نے ایک عرضی لکھی کہ حضرت سلامت! آج کل مجھے عجیب و غریب الہامات اور خطابات سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے انت من اولیائی تو میرے اولیاء سے ہے کبھی "انت من عبادی الصالحین" تو میرا صالح بندہ ہے کبھی "انت لاخوف علیھم ولا ھُم یحزنون" تو ان لوگوں سے ہے جنہیں کوئی ڈر نہیں۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور کبھی یہ جو قرب تجھے حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔

کل میں بالاخانہ پر بیٹھا تھا ایک طرح کی غنودگی ہوئی کہ کعبہ مقصود پر نظر جا پڑی دیکھا۔ کہ میں جناب مقدس میں بلاواسطہ غیرے پہنچ گیا ہوں۔ اسی اثنا میں باخیر و برکت نزول ہوا۔ معلوم ہوا کہ اجابتِ دعا کا وقت ہے۔ پہلے میں نے آنجناب کے لئے دعا مانگی۔ تو آنجناب کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ الہام ہوا کہ آج تجھے باپ سے ملا کر ایک کر دیا گیا ہے۔ کل سے برابر توجہ کرتا ہوں لیکن اس واقعہ کو خلاف نہیں پاتا اُمیدوار ہوں کہ آپؓ اس معاملہ کی تصدیق فرمائیں گے۔

آنحضرتؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ کیا لکھوں کہ مجھے اس واقعہ شریفہ کے مطالعہ سے جس میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے کیا کچھ خوشی ہوئی کام میں یہاں تک ترقی کی کہ معاملات میں شراکت پیدا ہوگئی۔ ہمارے روبرو یہ الہام ہوا ہے پھر ہماری تصدیق کی کیا ضرورت ہے۔ باوجود اس کے میں تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔ یہ مکتوب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں ہے۔

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے فرزند محمد نقشبندؒ کو آتے دیکھتا ہوں تو اس کی تعظیم کو دل چاہتا ہے۔ لیکن باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنا ہندوستان میں معیوب

www.maktabah.org

خیال کیا جاتا ہے۔ اس بیٔے نہیں کرتا۔ محمد نقشبند وہ شخص ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ محمد معصوم! اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو کمالات الٰہی میں میری طرح ہوگا۔

مرضی سے بارش رُک گئی

اسی سال شیخ ابوالقاسم کی شادی حضرت حجۃ اللہ کی بیٹی سے ہوئی۔ ہیرے بھائی شیخ اسمٰعیل کی شادی حضرت مروج الشریعت کی لڑکی سے ہوئی۔ کہتے ہیں شیخ اسمٰعیل کی شادی کے دنوں میں ہر روز شام کے وقت بارش ہوتی تھی۔ جب برات کا دن آیا تو صبح کے وقت لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آج کل شام کے وقت ہر روز بارش ہوتی ہے اگر آج شام بھی بارش ہوئی تو برات کا لطف نہیں آئے گا آنحضرت نے لوگوں کی التماس کے بموجب دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک کالی گھٹا اٹھی اور اس قدر برسی جتنی ہر روز شام کو برسا کرتی تھی۔ بعد ازاں مطلع صاف ہوگیا اور شام تک تمام گلی کوچے خشک ہو گئے۔ اور برات وغیرہ بفراغ خاطر روانہ ہوئی۔ اور شب نکاح بھی خیریت سے گذری۔

اسی سال شیخ آدم بھکری رحمۃ اللہ علیہ بہت سے آدمیوں سمیت آکر مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ تھا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی پھیل گئی ہے ایک شخص لوگوں کو تاریکی سے نکال کر راہِ روشن پر لاتا ہے۔ آپ نے کسی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ ہیں۔ دوسرے دن آپ نے یہ خواب لوگوں کو سنایا اور کہا میں اس بزرگ کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔

متھرا کا بُت خانہ زمین بوس ہوگیا

اسی سال عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم سے متھرا کا بُت خانہ جو کفار کا سب سے بڑا تیرتھ ہے گرا دیا۔ اس کے گراتے وقت بے شمار کفار نے لڑائی کی لیکن بادشاہ نے سب کے قتل کا حکم

www.maktabah.org

دیا۔ اس واسطے کفار نے بھی تلوار اٹھائی۔ چنانچہ بارہ ہزار بڑے بڑے برہمن غازیوں کی تلوار کے گھاٹ جہنم وارد ہوئے۔ جب کافروں کو شکست ہوئی تو اہلِ اسلام نے مندر کو مسمار کرنا چاہا۔ اتنے میں ایک شخص نکلا جس نے پانچ سیر اکسیر کی ڈبیا اورنگ زیب بادشاہ کو پیش کی کہ یہ لو اور بُت خانہ کو مت گراؤ۔ بادشاہ نے وہ ڈبیا برہمن سے لے کر دریا میں پھینک دی اور بُت خانہ کو گرا کر عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اس کا نام متھرا اسلام آباد رکھا۔

ایک برہمن تخلص کافر شاعر نے اس مسجد اور بُت خانہ کے بارے میں یہ شعر کہا ؎

بہ بین کرامت بتخانہ مرا اے شیخ | کہ چوں خراب شود خانہ خدا گردد[1]

رُوحی تخلص ایک مسلمان شاعر نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر کہا ؎

بہ بین کرامتِ شیخ مرا کہ بُت خانہ | بمین پیر منش خانہ خدا گردد[2]

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

اپنے پوتوں کو بشارتیں دیتے ہیں

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اپنے تیسرے فرزند حضرت خواجہ محمد عبد اللہ مروج الشریعت کو طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی۔ چنانچہ جناب مروج الشریعت اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے مجھے خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کو جو حق تعالیٰ نے تمام اولیائے اُمّت پر فضیلت دی ہے۔ اس کا سبب بھی محمدی طینت و اصالت ہے

---

[1] اے شیخ میرے بُت خانہ کی کرامت دیکھو وہ برباد ہو کر بھی اللہ کا گھر بن جاتا ہے۔

[2] میرے پیر و مرشد کی کرامت ملاحظہ ہو کہ اس کے پاؤں کی برکت سے بتکدے خانۂ خدا بن جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

کہ آنجناب کا بدنِ مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنا۔ اسی لئے حضرت قیوم ثانی کو مقام اصالت نصیب ہوا اور تمام اولیائے امت پر فضیلت عنایت ہوئی۔ مجھے بھی طینت واصالت سے مشرف کیا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وہ کمالات تمہیں عنایت فرمائے ہیں یعنی طینت واصالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطا فرمائی ہے تمہارے بدن کے بعض اعضاء طینتِ محمدیؐ کے بنے ہوئے ہیں اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔

حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، اپنے پوتوں کی روحانی تربیت فرماتے ہیں

اِسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنے معزز پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا بڑا صالح اور متقی تھا۔ القائے نسبت کے لئے بلایا۔ سب سے پہلے حضرت حجۃ اللہ کے فرزند ابوالعلی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے نسبت خاص کا القاء کر کے فرمایا۔ کہ جن کمالات کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، ممتاز تھے۔ وہ تمہیں مل گئے ہیں۔ بعد ازاں دوسرے پوتے حاضر خدمت ہوئے آپ نے سب پر مہربانی کر کے توجہ دی۔

دوسرے روز آنحضرتؓ قصرِ سلطانی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ ہم تینوں بھائی شیخ محمد ہادی شیخ محمد سالم اور میں اور ہمارے چچوں کے بیٹے حضرت ابوالعلی۔ شیخ محمد ابوالقاسم شیخ محمد اسمٰعیل۔ شیخ محمد اعظم شعیب۔ شیخ محمد قطب بن شیخ سعد الدین۔ اور علی رضا بن مولوی فرخ شاہ وغیرہ سب حاضر تھے۔ آنحضرت نے ہم سب کو توجہ دی۔ اور ہر ایک کو نسبت خاص القاء فرمائی۔ توجہ سے فارغ ہو کر سب کو کمال قرب حق کی خوشخبری دی۔ حضرت ابوالعلی کے حق میں فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت اور کمالات مخصوصہ اس فرزند میں معلوم ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ کسی وقت ان کا ظہور ہو گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا یعنی اس نسبت اور کمال کا ظہور حضرت ابوالعلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ میں ہوا

www.maktabah.org

جن کے ارشاد سے تمام جہان مغرب سے مشرق تک منور ہوگیا۔

حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا کہ یہ ہمارے کمالات کا وارثِ کامل ہوگا۔ محمد قطب کی ٹھوڑی کو پکڑ کر تین مرتبہ قطب قطب قطب قطب فرمایا۔ مجھے کچھ فرمایا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا علی رضا کے حق میں فرمایا کہ اس میں شورشِ عظیم معلوم ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کو فرمایا کہ بیٹے کی خبر رکھنا یہ بلائے عظیم میں گرفتار ہوگا۔ آپؒ کے وصال کے بعد علی رضا واقعی ایک بلائے عظیم میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ بدعتوں اور گمراہیوں میں پڑ کر گمراہ ہوگیا۔ اور تمام حضرات سرہند اس سے بیزار ہوگئے۔ باپ نے اس کو عاق کر دیا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

خواجہ محمد حنیف کابلیؒ سے ناراضگی

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ (آنحضرت کے پہلے خلیفہ) نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ جسے پڑھتے ہی آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ خواجہ محمد حنیف کو کہہ دو کہ جو کچھ ہم سے حاصل کیا ہے وہ دے دے اور اپنا کام کسی اور جگہ سے درست کرالے۔

حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت سے پوچھا کہ اس عرضی میں کیا لکھا ہے جس کی وجہ سے جناب اس قدر خفا ہوئے ہیں۔ فرمایا اس عرضی میں لکھا ہے کہ "میں آج رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوگئے بعد ازاں خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا تو وہ بھی ظاہر ہوگئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ آنحضرت کے اسرار بدرجہا افضل و اعلیٰ ہیں۔" حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں حضرت مجدد الف ثانی کا اسم مبارک ہو، وہاں دوسرے کی کیا گنجائش ہے اس سبب سے ناراض ہوئے۔

جب خواجہ محمد حنیف کو آنحضرت کے عتاب کی خبر ملی تو گھبرائے اور اپنا منہ کالا کر کے سرہند آئے حضرت مروج الشریعت نے سفارش کی۔ آخر آنحضرت نے خواجہ صاحب کا قصور معاف فرمایا۔

www.maktabah.org

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھٹے فرزند شیخ محمد صدیق ہانسی حصار میں جہاں جمال ہانسوی کی اولاد رہتی ہے۔ اور جو ہندوستان میں چار قطب کے نام سے مشہور ہے۔ منسوب ہوئے۔ آنحضرت نے حضرت مروج الشریعت کو حضرت محمد صدیق کے ہمراہ شادی کے لئے بھیجا۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے حضرت محمد صدیق کو فرمایا کہ میں حضرت جیو صاحب محمد عبداللہ کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ خبردار! ان سے برادرانہ سلوک کرنا۔ کیونکہ وہ باپ کی جگہ ہیں۔ جو ادب میرا بجا لاتے ہو وہی ان کا بجا لانا چاہیئے۔ حضرت مروج الشریعت حضرت محمد صدیق کو ساتھ لے کر ہانسی پہنچے۔ اور بڑی دھوم دھام سے شادی کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، برقعہ پوش ہو کر اقتدار فرماتے ہیں

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی سال ایک دفعہ حضرت امام معصوم عشار کی نماز کے بعد خانقاہ کے گوشہ میں تنہا نفل ادا کر رہے تھے کہ ایک برقعہ پوش آکر مقتدی بنا۔ نماز سے فارغ ہو کر اس برقعہ پوش نے جانا چاہا تو آپؓ نے برقعہ پوش کا پتہ پوچھا تو کیا دیکھتے ہیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، ہیں۔ آنحضرت آداب بجا لائے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ مجھے مقتدی بننے کا بڑا اشتیاق تھا لیکن آپؓ کو اکیلا نہیں پاتا تھا۔ آج تنہائی میں پا کر مقتدی بنا ہوں۔ ذالک فضل اللہ

عروۃ الوثقی امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، سرہند سے دہلی تشریف لے جاتے ہیں

حضرت خواجہ محمد معصوم کی قیومیت کا تینتالیسواں سال تھا کہ شاہجہان بادشاہ فوت ہو گیا۔ شاہجہان کی لڑکی جہاں آرا بیگم جو ہمیشہ باپ کی خدمت میں رہتی تھی۔ اور داراشکوہ دونوں بہن بھائی اورنگ زیب کے جانی دشمن تھے۔ اور آپس میں ان کی بڑی محبت تھی۔ چنانچہ

www.maktabah.org

داراشکوہ کو ولیعہدی اس کی طفیل نصیب ہوئی۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا تو جہان آرا، نے شاہجہان کے پاس رہنا شروع کر دیا۔ جب شاہجہان کی موت کا وقت قریب آگیا۔ تو جہان آرا، نے اُسے کہا کہ اب میں تیرے بعد کیا کروں گی اور کہاں رہوں گی؟ باپ نے کہا اب میرے اختیار میں کچھ نہیں رہا۔ جہاں آرا، نے کہا اگر آپ میری سفارش سے اورنگ زیب کا قصور معاف کر دیں تو میرا احسان اس پر ثابت ہو جائے گا۔ شاہجہان نے عین جاں کنی کے وقت کاغذ قلم دوات منگا کر اپنے ہاتھ سے لکھا کہ "میں نے جہاں آرا بیگم کے کہنے سے اورنگ زیب کی تمام تقصیرات معاف کیں اور اب میں اس سے راضی ہوں"۔ بعدازاں مر گیا۔

جب اورنگ زیب کو باپ کی وفات کی خبر پہنچی۔ تو ماتم پرسی کے لئے شاہجہان آباد سے اکبر آباد گیا۔ جہاں آرا بیگم نے وہ کاغذ اورنگ زیب کو دیا۔ جس سے اورنگ زیب اس کا ممنون واحسانمند ہوا۔ اور اُسے اپنے ساتھ شاہجہان آباد لا کر بڑی عزت سے رکھا۔

شاہجہان کی پگڑی سے تین لعل گر کر ٹوٹ گئے

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شاہجہان کے فوت ہونے کی اطلاع ملی تو اس کی بخشش کے لئے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ مجھ پر کشف ہوا دیکھا کہ روز قیامت شاہجہان داراشکوہ کے افعال شنیعہ کی حمایت کی وجہ سے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہے۔ میں نے اُسے چھڑا کر دارالامان میں پہنچا دیا۔ شاہجہان کہتا ہے کہ میری دستار میں چار لعل تھے۔ جن میں سے تین گر کر ٹوٹ گئے۔ صرف ایک رہ گیا۔ اُسے آنحضرت کے قدموں میں رکھ دیا۔ اُن چار لعل سے مراد اس کے چار لڑکے تھے جن میں سے تین قتل ہوئے۔ اور اورنگ زیب سلامت رہا۔

عوام پر ظالمانہ محصولات کے خلاف نصیحت

اسی اثناء میں آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو تجارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ آکر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ بادشاہی آدمیوں نے چالیس مقامات

www.maktabah.org

پر مجھ سے محصول لیا گیا ہے اور ہندوؤں سے جزیہ لینے میں حکام تغافل کرتے ہیں۔ بلکہ بادشاہ کا پس خوردہ جو امراء کو دیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے مال سے لیا جاتا ہے اس کے عوض نقد روپیہ دیتے ہیں۔ آنحضرت یہ سن کر نہایت خفا ہوئے۔ آخر جب آنحضرت شاہجہان کی ماتم پرسی اور بادشاہ کو چند نصیحتیں کرنے کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ تو بادشاہ نے مطلع ہو کر اپنے ارکانِ سلطنت کو استقبال کے لئے بھیجا۔ کہ ہر ایک منزل پر سامان مہیا کریں۔

سلسلۂ مجددیہ کے پاکبازوں کا عظیم الشان اجتماع

آنحضرت قیومیت کے چالیسویں سال میں جسقدر خلفاء اور مرید آئے تھے۔ سب کو لیکر شاہجہان آباد روانہ ہوتے۔ ہر منزل پر امراء اور شاہی فوجیں استقبال کو آئیں۔ گویا شہر کے شہر آنحضرتؒ کے ہمراہ تھے۔ کئی کوس تک جنگل آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب شاہجہان آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر موضع سنپت میں پہنچے۔ تو بادشاہ خود بھی استقبال کے لئے حاضر خدمت ہوا روایت ہے کہ سنپت سے قلعہ تک بیس کوس کے اندر تمام آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ پانچ ہزار سات سو خلفاء، صاحب ارشاد ہمراہ تھے۔ اسی سے دوسرے مریدوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم شاہجہان آباد میں خانجہان بہادر کے محل میں جو ایک نہایت وسیع عالیشان خوبصورت اور عدیم المثال عمارت ہے میں ٹھہرے۔ اور خلفاء اور مرید مختلف مساجد اور مدرسوں میں جاگزیں ہوئے۔ تمام مسجدیں اور مدرسے آپؓ کے مریدوں سے پُر ہو گئے آپؓ دوسرے روز شاہجہان کی فاتحہ کے لئے بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ تعزیت کی رسومات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ بادشاہی آدمی سوداگروں سے محصول زیادہ لیتے ہیں اسے روکنا چاہیئے۔ بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ جب سوداگر سے ایک جگہ محصول لے لیا جائے تو دوسری جگہ نہ لیا جائے۔ پھر فرمایا کہ تم میں نہ اسلامی محبت ہے نہ شاہی کہ کفار تمہارے کھانے کو مکروہ سمجھ کر نہیں لیتے۔ تم اس کے عوض روپیہ دیتے ہو۔ عرض کیا۔ دارا شکوہ ایسا کیا کرتا تھا۔ میں نہیں کرتا۔ پھر فرمایا جزیہ لینے میں عمال کیوں تغافل کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ

www.maktabah.org

جو چیز واجب ہے اس کے لینے میں سُستی کرتے ہیں اور جو منع ہے وہ لیتے ہیں۔ بادشاہ نے عرض کیا میں نے جزیہ لینے کے بارے میں سخت تاکید کی ہے۔ میں نہیں جانتا کیوں اس کے لینے میں سستی کرتے ہیں اور جو چیز منع ہے وہ لیتے ہیں اسی وقت حکم دیا کہ جزیہ بڑی سختی سے وصول کیا جائے۔

جن دنوں حضرت محمد معصوم قیوم ثانی شاہجہان آباد میں تھے ایک امیر کا بیٹا بیمار تھا۔ امیر کا ایک نوکر اس بچے کو اٹھائے ہر روز آنحضرت کی خدمت میں دعائے شفا کے لیئے لاتا۔ ایک روز رستے میں وہ بچہ مر گیا۔ وہ نوکر امیر کے ڈر سے لڑکے کو آپؓ کی خدمت میں لایا۔ آنحضرتؓ نے ابھی چند ایک آیتیں پڑھ کر دم کی تھیں کہ بچہ زندہ ہو گیا۔ وہ شخص اُسے لے کر خوشی خوشی گھر چلا گیا اور امیر سے سارا حال بیان کیا۔

شہزادہ اعظم شاہ کو مریدوں کے ہجوم کی وجہ سے ملاقات میں دشواری

ان دنوں آنحضرتؓ کے پاس خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ شہزادہ اعظم شاہ باریاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ وہ ازراہِ ادب اپنے نوکر چاکر پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ جب پہلے دن آدمیوں کی کثرت دیکھی تو واپس چلا گیا دوسرے روز بڑی تکلیف سے آدمیوں میں گھسا اور جا کر شرف باریابی حاصل کیا۔ آنحضرتؓ شاہجہان آباد میں گیارہ روز رہ کر سرہند واپس تشریف لے آئے۔ ان گیارہ دنوں میں تین دفعہ سوار ہوئے۔ ایک دفعہ بادشاہ کے ہاں جانے کیلئے۔ اور دو دفعہ جمعہ کی نماز کے لیئے۔ تین مرتبہ بادشاہ خود آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رخصت کے وقت بارہ کوس تک آنحضرتؓ کیساتھ گیا۔ آپؓ نے بادشاہ کو فرمایا کہ یہ ہماری آخری رخصت ہے پھر قیامت کو ملاقات ہوگی۔ بعد ازاں کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت غمگین ہوا۔

اسی سال خواجہ محمد حنیف کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں دوبارہ حاضر خدمت ہونے کی پہنچی۔ آنحضرتؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ لوگ حاضر خدمت اس لیئے ہوتے ہیں

www.maktabah.org

کہ مقامات قربِ الٰہی حاصل کریں۔ سو تمھیں عنایت کیے گئے ہیں۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق نے بھی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں لکھی۔ اور مقامات اصالت کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا کہ تم نے کس اصالت کی بابت سوال کیا ہے۔ آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس کے حاصل کرنے میں خواجہ نقشبند نے اپنی عمر صرف کردی اور جس کے لیے مولانا عارفؒ نے کئی دفعہ سفر حج کیا۔ تاکہ اصل کی بُو ہی حاصل کر سکیں۔ سو وہ اصالت مُدّت سے خود تمھیں حاصل ہے۔ اگر اس اصالت سے مراد طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے تو یہ خیالِ خام ہے۔ یہ اصالت تمام اُمّت میں صرف تین شخصوں کو میسّر ہوئی ہے۔ مہدی موعود کو اصالتِ عیسوی علیہ السلام نصیب ہوگی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصومؓ زمانی خلفاء کو اطراف و اکناف عالم میں روانہ فرماتے ہیں

توجّہ قسری

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اپنے چوتھے فرزند خواجہ محمد اشرف پر توجہ قسری کی۔ توجہ قسری کا مطلب یہ ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل سالک کو ابتدا سے لے کر انتہا تک پہنچا دیتا ہے حضرت خواجہ محمد اشرف اپنے بیاض میں خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، محل میں بیٹھے تھے۔ مجھے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال اور ہے آؤ! میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو۔ اور نہ آئندہ کوئی کرے۔ پھر مجھے القائے نسبت کیا اور کامل توجہ دے کر فرمایا کہ ہم نے تمھیں کمالات الٰہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ جس کے آگے وہم و خیال میں نہیں آسکتا۔

آنحضرتؓ نے ولایتِ صغریٰ۔ کبریٰ۔ علیا اور کمالاتِ نبوّت و کمالات رسالت۔ حقیقتِ کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقتِ صلوٰۃ اور صباحت و ملاحت وغیرہ سب کچھ ایک

www.maktabah.org

ہی وقت میں مجھے حاصل کروا دیئے۔ چنانچہ ان تمام مقامات کا احساس میں اپنے آپ میں کرنے لگا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

سلسلۂ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے انتظامات

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں اور خلفاءٔ کو حسب ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کو کابل اور اس کے گرد و نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید ہوئے حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہؒ کے سپرد بدخشان۔ ترکستان۔ دشتِ قپچاق۔ کاشغر۔ ختا۔ روم شام۔ یمن کے مرید اور ہند کے بعض آدمی سپرد کیئے۔ جسب ذیل خلفاء بھی ان کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری۔ خواجہ عبدالصمد۔ اخون موسےٰ ننگرہاروی۔ شیخ مراد شامی۔ خواجہ ارغون ختائی وغیرہ۔ شہزادہ اورنگ زیب بھی آنجنابؒ کے سپرد ہوا۔ جب حضرت حجۃ اللہ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔

حضرت خواجہ محمد عبیداللہ مروج الشریعت کو خراسان۔ ماوراء النہر۔ توران۔ داراگنج۔ غور سد اندراب۔ قہستان۔ طبرستان اور سجستان کے علاقے سپرد کیئے اور حسب ذیل خلفاء آپؒ کے ماتحت کیئے۔ شیخ ابوالمظفر برہان پوری۔ شیخ حبیب اللہ بخاری۔ صوفی پائندہ طلا۔ شیخ ابوالقاسم بلخی وغیرہ اور ہند کے اکثر امراء اور شاہزادہ معظم شاہ بھی آپ کے سپرد ہوا۔ آخر انھوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد مروج الشریعت اور حضرت خواجہ محمد اشرف اور دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفاء کو حوالہ کیا۔

حضرت شیخ محمد سیف الدین کے سلطان اورنگ زیب۔ اعظم شاہ۔ جعفر خاں۔ وزیر شائستہ خان۔ مکرم خاں۔ محتشم خاں۔ سلطان عبدالرحمٰن سپرد کیئے اور حسب ذیل خلفاء حوالے کیئے۔ اخون میر محمد حسن سیالکوٹی۔ صوفی پائندہ ملاس۔ شیخ ابوالقاسم بھکری وغیرہ۔ سلطان ہند نے آخر حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صدیق کو عرب۔ بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کیئے۔

www.maktabah.org

ایک ہزار سات سو خلفاء دشت قپچاق کو بھیجے گئے

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خلفاء کو جہان کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ چالیسویں سال قیومیت میں دنیا کے مختلف حصوں سے جو مرید خلفاء حاضرِ خدمت ہوئے تھے۔ سب کے سب موجود تھے تمام کو رخصت کیا۔ ایک ہزار سات سو خلفاء ترکستان اور دشت قپچاق میں بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبدالرحمٰن کو بنایا۔ پانچ سو خلفاء کاشغر اور ختا کی طرف بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ ارغون کو مقرر فرمایا۔ چار سو خلفاء، شام اور روم کی طرف بھیج کر ان کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔ سات سو خلفاء خراسان۔ بدخشان اور توران میں شیخ حبیب اللہ کے ماتحت کر کے بھیجے۔ ایک سو خلفاء کابل میں اور ایک سو خلفاء نواح پشاور میں بھیجے۔ بیس خلفاء ننگر ہار میں ان سب کا سردار خواجہ محمد حنیف، خواجہ محمد صدیق اور اخون موسے کو مقرر فرمایا۔

باقی خلفاء کو ہندوستان کے مختلف شہروں میں بھیجا۔ اس سال حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی شادی حضرت محمد اشرف کی بیٹی سے ہوئی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امامِ معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شاہی لشکرگاہوں کی تربیت کے لئے مخصوص خلفاء کو مقرر فرمایا

اس سال خواجہ محمد حنیف نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ، کو ان کی وفات کا بہت افسوس ہوا۔ اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کو کابل بھیجا وہاں کے تمام وضیع و شریف آپ کے مطیع و مرید ہوئے۔ آپ کچھ مدت وہاں رہ کر واپس سرہند حاضر خدمت ہوئے۔

شیخ سیف الدین قدس سرہٗ سلطانِ ہند کی نگرانی پر مقرر ہوتے ہیں

اسی سال آنحضرت رضؓ نے اپنے پانچویں فرزند شیخ سیف الدین کو سلطانِ ہند

www.maktabah.org

کی تربیت کے لئے شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پا کر استقبال کیا۔ اور نہایت تعظیم وتکریم سے شہر میں لاکر قلعہ میں اپنے ساتھ رکھا۔

داراشکوہ نے اپنے دور اقتدار میں قلعہ کے اندر سنہری اور روپہری ہاتھی بنوائے ہوئے تھے۔ اور قلعہ کے دروازے پر بھی رنگ رنگ کی تصویریں بنوا رکھی تھیں۔ جب قلعہ میں داخل ہوتے وقت شیخ صاحب کی نگاہ ان تصویروں پر پڑی تو فرمایا کہ ہم اس بت خانے میں نہیں جاتے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا تو اسی وقت تمام تصویریں تیروں سے مٹائی گئیں۔ چنانچہ آج تک اُن کے نشان موجود ہیں۔ ان ہاتھیوں کو بھی دور کیا۔ بعد ازاں آپ قلعہ میں داخل ہوئے بادشاہ صبح وشام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتا اور مریدانہ سلوک کرتا۔ توجہ باطنی حاصل کرتا۔

اورنگ زیب کے استاد کی مجلس مزامیر کا احتساب

ایک روز حضرت شیخ نے سنا کہ بادشاہ کا علم ظاہری کے استاد سید محمد قنوجی نے جو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار پر مجلس قائم کی ہے اور طریقہ چشتیہ کے مطابق اس مجلس میں گویئے مطرب گاتے ہیں۔ اور چنگ رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ بجاتے ہیں۔ کچھ لوگ رقص وسماع کرتے ہیں۔

اس وقت شہر کے اکثر گویئے اور قوال وہاں حاضر تھے۔ حضرت شیخ امر معروف کے مطابق احتساب کے لئے معہ بارہ ہزار مریدوں کے اس طرف روانہ ہوئے۔ لوگوں کے احتساب کے لئے ہر روز آپ کی سواری میں سات سو لوہے کی لاٹھیاں ہوتیں۔ جب سید محمد قنوجی نے سنا کہ حضرت شیخ محمد سیف الدین احتساب کے لئے آرہے ہیں تو خود اکیلے وہاں سے کسی طرف کو نکل گئے۔ باقی اہل مجلس بھی ایک ایک کر کے کھسک گئے۔ آپ کے مریدوں نے بدعت کے تمام ساز چنگ و رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ توڑ ڈالے اور جس کو وہاں پایا مارپیٹ کی۔ ؎

گمرہے اہل بدعت فتنہ اندیش　　نشستہ ہر یکے فارغ ز تشویش

www.maktabah.org

چو روئے فوج شیخ از دُور دیدند | ہمہ لاحول خواں از جا رمیدند
درآمد آں بکار شرع ممتاز | شکیبے ساز بدعت کرد آغاز

گویّوں مغنیوں اور رقاصاؤں پر پابندی

بعدازاں جب تک حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ، زندہ رہے۔ شاہجہان آباد کے مزارات پر ایسی مجلس کبھی منعقد نہ ہونے پائی۔ بادشاہ نے سید محمد کو بہت ملامت کی۔ کہ تم نے عالم ہوکر ایسی بدعت کی اور مجھے شیخ صاحب سے شرمندہ کردایا۔ سید محمد نے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ کسی نے یونہی میرا نام لے دیا ہوگا۔ میں تو وہاں موجود نہ تھا۔ آپ نے فرمایا "ہاں! ہم بھی جانتے ہیں کہ تم عالم ہوکر ایسا کیوں کرنے لگے؟"

شیخ صاحب نے بادشاہ کو حکم دیا کہ تمام قوالوں۔ مطربوں۔ گویّوں اور اہلِ بدعت کو اپنے ملک سے نکال دو۔ بادشاہ دین پناہ نے اسی وقت قطعی حکم دیا کہ تمام گویّوں۔ مطربوں، گائیوں اور بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہلِ بدعت کو ہندوستان کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔ تمام حکام نے شاہی حکم کے مطابق عمل کیا۔ اہل بدعت کو دور کیا۔ اور اُن کے ساز توڑ ڈالے۔ غیر شرع فقراء نے توبہ کی۔ مخالف شرع آدمیوں کو ملک بدر کیا گیا۔ اور جو باقی بچے وہ شرع کے پابند ہوگئے۔

اورنگ زیب کے سامنے موسیقی کے جنازے کا مظاہرہ

ایک روز بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو جنگل میں تمام مطربوں اور گویّوں نے مل کر یہ شعر گایا۔

؎

درکوئے نیکنامی مارا گذر نہ دادند | گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

بادشاہ نے کہا کہ حضرت شیخ سے جاکر کہو۔ انھوں نے جب شیخ صاحب کا نام سُنا تو نا امید ہوکر چلے آئے۔ ہزار ہا ڈھولک۔ طنبور، چنگ رباب وغیرہ ساز بدعت لا کر توڑے گئے۔ جب مطربوں اور گویّوں کو کامل یقین ہوگیا۔ کہ اب بادشاہ بدعت کا کوئی کام

www.maktabah.org

نہیں کرتا۔ تو ایک جنازہ بنایا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے نکالا۔ بادشاہ نے پوچھا "کس کا جنازہ ہے؟ کہا "سرود اور نغمہ مر گیا ہے اُسے دفن کرنے جا رہے ہیں"۔ بادشاہ نے کہا ایسا دفن کرنا کہ قیامت تک نہ نکلے۔

دکن میں بادشاہ کے ایک امیر نے پوشیدہ مجلس سرود قائم کی لیکن اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ اگر حضرت شیخ صاحب کو اطلاع ہو گئی تو میری سخت بے عزتی ہو گی۔ یہ کہہ کر گویّوں کو رخصت کر دیا۔

شاہزادہ اعظم شاہ کی شادی پر غیر شرعی رسومات بند کر دی گئیں

انہی دنوں اعظم شاہ کی شادی دارا شکوہ کی لڑکی سے ہوئی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس مجلس میں کوئی خلافِ شرع کارروائی ہوئی تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔ شہزادہ نے کوئی بدعت کا کام نہ کیا۔ حتیٰ کہ ایک لاکھ روپیہ کے خرچ سے آتشبازی کا سامان تیار ہوا تھا۔ اُسے بھی استعمال نہ کیا۔ بادشاہ شاہزادہ کو لئے ایک مقام پر بیٹھا تھا کہ ابھی شیخ صاحب آ کر اپنے ہاتھ سے سہرا باندھتے ہیں۔ جب شیخ صاحب تشریف لائے اور ایک اور جگہ ہو بیٹھے تو بادشاہ اور شہزادہ دونوں وہیں حاضر خدمت ہوئے۔ آنجناب نے خود دستِ مبارک سے سہرہ باندھا۔ شیخ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف ان تمام امور کی شکر گذاری لکھی اور بادشاہ کے بعض باطنی امور بھی عرض کئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کی طرف لکھا۔ جس میں بادشاہ کی حالت یوں بیان فرمائی۔ کہ بادشاہ فنائے قلب میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے پہنچ چکا ہے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ حق تعالیٰ کا شکر بجا لایا پھر شیخ صاحب سرہند تشریف لائے اور اپنے والد بزرگوار کے فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کے لئے سرہند میں دیبا کا ایک خیمہ جواہرات اور مروارید سے سجا ہوا۔ نصب ہوتا۔ جس کی چوبوں پر یاقوت جڑے ہوتے اور اس خیمہ کے اندر ایک جڑاؤ کرسی رکھی جاتی جس پر آنجناب جلوہ افروز ہوتے اور جن کے گرداگرد نقیب اور

www.maktabah.org

چوبدار ہاتھوں میں سنہری اور روپہری عصا لئے ہوئے کھڑے ہوتے. بادشاہ، شہزادے اور امراء حاضرِ خدمت ہو کر کھڑے رہتے، جب تک حکم نہ ہوتا نہ بیٹھتے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے حضرت مروج الشریعتؒ کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کو القائے نسبت خاص اور توجہ سے سرفراز فرما کر حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میر سامان ہوگا۔ قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور یہی اہتمام کرے گا۔ اور باقی تمام اہلِ اہتمام اس کے ماتحت ہوں گے۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، نے اس جہانِ فانی سے اپنے ارتحال کے قریب ہونے کی خبر دی۔ لوگ یہ سن کر سخت غمگین ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے مکتوبات کی تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کے چند کمالات اور تصرفات

جنگل میں جن آپ کے مرید کی حفاظت کرتے ہیں

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کی جلالت و قدرت اس قدر نہیں کہ میں چند ایک کرامتیں بیان کر کے اُسے ادا کر سکوں۔ میں نے تاریخ نویسوں کے قاعدہ کے مطابق جو اکثر اولیاء انبیاء کے حالات لکھتے وقت ان کی کرامتوں اور معجزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی چند ایک کرامتوں کا ذکر تبرّکاً لکھ دیا ہے جو میں نے آنجناب کے معتبر فرزندوں سے سُنی ہیں۔

میرے (مصنف کے) جدِ بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ، کواکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو مالوہ کے جنگل میں رات آگئی۔ جہاں کوسوں تک آبادی کا نام و

www.maktabah.org

نشان تک نہ تھا۔ بہت گھبرایا اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتنے میں ایک لشکر عظیم دکھائی دیا۔ لشکر کو دیکھنے سے قدرے تسلی ہوئی۔ جب لشکر میں آیا تو لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ اُٹھ کر بغل گیر ہُوا۔ اور خوب ضیافت کے سامان کئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کام کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ کئی گز لمبا ہوگیا۔ جسے دیکھ کر وہ شخص ڈرا۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ وہ ڈر گیا ہے۔ تو اس سے پوچھا۔ کیا تم ڈر گئے ہو؟ کہا ہاں" بادشاہ نے کہا میں جنوں کا بادشاہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کا مرید ہوں اس ملک میں رہتا ہوں آنحضرت نے اس وقت مجھے حکم دیا ہے کہ میرا فلاں مرید جنگل میں ہے اس کی خبر گیری کرو۔ اس لئے میں نے تمھیں بلایا ہے تم میرے پیر بھائی ہو آج رات ہمارے پاس رہو! کسی قسم کا وسواس نہ کرو کل جہاں چاہو گے تمھیں پہنچا دیں گے۔

وہ رات بھر عیش میں رہا صبح انھیں کہا کہ مجھے شہر سرونج میں کچھ کام ہے مجھے وہاں پہنچا دو۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا" تمھاری مہانداری میں ہم سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے یہ لو روپیہ تمھارے کام آئے گا۔ اور آنکھیں بند کرو"! اس نے بدرہ ہاتھ میں لے کر آنکھیں بند کیں۔ تو ایک گھڑی بعد جب آنکھیں کھولیں تو سرونج کے پاس تھا۔ بدرہ کھول کر جب روپیہ گنا تو پانچ ہزار اشرفی تھی جس سے وہ فارغ البال ہوگیا۔

غرق ہوتے ہوئے جہاز کو کنارے لگا دیا

طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک جناب کا دست مبارک اور آستین تر ہو گئے۔ لوگ حیران رہ گئے۔ وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا اس نے میری طرف توجہ کی اور اپنی نجات کے لئے مجھ سے مدد طلب کی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے جہاز کو غرقاب سے نکال کر ساحل پر پہنچا دیا ہے۔ مدت بعد وہ سوداگر نذر لے کر حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا۔

www.maktabah.org

تبرّکات کی عنائتیں

خواجہ عبدالرحمٰن ترمذی فرماتے ہیں کہ ترمذ سے بہت سے لوگ آنحضرت کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آنحضرت نے ہر ایک کے حال پر مہربانی کی اور سب کو بطور تبرک کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا اور مجھے کچھ بھی نہ دیا۔ میرے دل میں تبرک کی آرزو ہی رہی۔

جب ہم وطن کو لوٹے تو مجھے اس بات کا بہت قلق تھا۔ کہ اوروں کو تو تبرک مل گیا اور میں محروم رہ گیا۔ شائد میں بدنصیب ہوں۔ اتنے میں شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت عروۃ الوثقٰیؒ تشریف لائے ہیں۔ لوگ آپؒ کے استقبال کے لیئے جا رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ شہر کے باہر آکر دیکھا کہ آنحضرتؒ ابلق گھوڑے پر سوار آ رہے ہیں۔ آنجنابؒ نے ازراہ لطف و کرم مجھے فرمایا کہ "عبدالرحمٰن! کیوں خفا ہو۔ یہ لو کلاہ!" جب میں نے کلاہ لی تو آپؒ نظر سے غائب ہو گئے اور جو آدمی ہمراہ تھے اُن میں سے بھی کوئی نظر نہ آیا۔

ایک سیّد کا احساس

شیخ محمد شاہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آنحضرتؒ کی سواری کے وقت ایک سید بپاسِ ادب پا پیادہ جا رہا تھا۔ انبوہ کے باعث وہ سیّد ایک کوچے میں جا پڑا۔ اور دل میں کہا کہ میں سیّد ہو کر آنحضرتؒ کی سواری میں ایسا ذلیل ہوں۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے فرمایا "سیّد صاحب! میں نے آپ کو کب کہا تھا کہ ضرور میری سواری میں پیدل چلو اور ذلیل بنو۔ اس نے اپنے خیال سے توبہ کی۔

لاعِلاج مرید کا عِلاج

مقاماتِ معصومی میں لکھا ہے کہ آنحضرت کا ایک مخلص امیر بیمار ہو گیا۔ جسے تمام اطبائے ہند نے لاعلاج قرار دیا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ آخر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں اطبا کے علاج کی وجہ سے زندگی سے ناامید ہو چکا ہوں۔ اگر جناب توجہ فرمائیں۔ تو زیست کی امید قوی ہے۔ آنجنابؒ نے فرمایا تسلی رکھو اس مرض سے شفائے کُلّی نصیب ہو گی۔ اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کو دیا۔ جس کے پیتے ہی کامل شفا پائی اور وہ امیر

www.maktabah.org

تندرست و توانا ہوگیا۔

مفلسی دُور ہوگئی

آنجناب کا ایک خاص مرید بیان کرتا ہے کہ میں حد درجے کا مفلس ہوگیا حتیٰ کہ نان شبینہ کا محتاج ہوگیا۔ روٹی کھانے کو نہ ملتی۔ میں نے اپنی حالت آپؒ سے عرض کی کہ مجھے افلاس سے بچایا جائے۔ آنحضرت نے پوچھا "دنیوی جمیعت چاہتے ہو یا دینی؟"۔ میں نے عرض کیا "دینی اور دُنیوی دونو!"۔ مسکرا کر میرے حق میں دعا کی۔ اور پھر خوشخبری دی کہ حق تعالیٰ نے تجھے دین اور دنیا کی جمعیت عطا فرمائی ہے ابھی ایک مہینہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ دنیوی مال و اسباب بکثرت مل گیا۔ امید ہے کہ قیامت کے دن بھی مجھے جمیعت حاصل ہوگی۔

آنکھیں روشن ہوگئیں

آنجنابؒ کے ایک عزیز مخلص نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہُوا۔ بہت علاج کیا۔ لیکن بے سود۔ ایک شخص ایک دوائی لایا جس کی اس نے بڑی تعریف کی جب وہ میری آنکھ میں ڈالی گئی۔ تو میں اندھا ہوگیا چند روز اسی حالت میں رہا۔ انہی دنوں حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، سفرِ حج سے واپس تشریف لائے۔ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر آپؒ کی خدمت میں لے گیا اور حال بیان کیا آپؒ نے سخت افسوس کیا اور اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں پر لگا کر فرمایا کہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کر کے گھر جا کر کھولنا۔ حسب الحکم گھر جا کر آنکھیں کھولیں۔ تو دونو بالکل روشن تھیں۔

حج اور حفظِ قرآن

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خاص مرید حافظ حامد بیان کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا تو مجھے بھی حج کا حد سے زیادہ شوق ہوا۔ سفر کی تیاری کی۔ اور ضرورتِ سفر بہم پہنچائیں۔

اسی اثنار میں ایک روز آپؒ نے فرمایا "حامد! ہم تو حج کو جاتے ہیں مگر تمہارا جانا معلوم نہیں ہوتا۔ اچھا! ہم حج سے ہو آئیں۔ اتنے میں تم قرآن پاک حفظ کر لو۔" میں حیران رہ گیا۔ کہ ہر طرح سے ساز و سامان کر چکا ہوں۔ پھر میرا جانا کیونکر نہ ہوگا۔ چند روز بعد میں ایسا بیمار اور لاغر

www.maktabah.org

ہو گیا کہ چلنے کی طاقت نہ تھی۔ آنحضرت حج کے لیے روانہ ہو گئے اور میں کمزوری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ جب اس مرض سے افاقہ ہوا تو آنحضرت سمندر پار تھے میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حج سے فارغ ہوئے اور قرآن شریف کے حفظ سے۔

جماعت میں سو صفیں

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نماز کے وقت قرأت پڑھتے تو آنجناب رضی اللہ عنہ کے پیچھے بعض اوقات سفر یا سیر میں سو سو صف بھی ہوتیں لیکن آواز اس قسم کی تھی کہ جتنی اونچی آواز پہلی صف والوں کو سنائی دیتی اتنی ہی آخری صف والوں کو۔

ناصر علی سرہندی کی شاعری خواجہ محمد معصوم کے وضو کے پانی کا ثمرہ تھی۔

ناصر علی شاعر کا بیان ہے کہ مجھے شعر کہنے کا از حد شوق تھا۔ لیکن کہنا نہیں آتا تھا۔ ایک روز میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے۔ از راہ عنایت مجھے فرمایا کہ علی! جو چاہو، مانگ لو۔" میں نے عرض کیا" زبان چاہتا ہوں"۔ فرمایا" ارے کم ہمت! اچھا، یہ لو میرے وضو کا پانی پی لو۔ کافی ہو گا۔ میں نے حسب الارشاد وضو کا پانی پیا۔ پیتے ہی میرا سینہ معرفت الٰہی سے منور اور میرا دل مظہر فیض الٰہی ہو گیا۔ میری زبان سے اس قسم کے شعر نکلنے لگے کہ جن سے بڑھ کر وہم و قیاس میں بھی نہیں آ سکتے۔ میرا شعر بلحاظ فصاحت و بلاغت اور نزاکت و لطافت کے تمام جہان کے شاعروں سے بڑھ کر تھا۔ ؎

با ایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمے آید
بایراں مے فرسیم تا کہ مے گوید جوابش را

حسب ذیل دو شعروں میں اپنے عرفان کا اظہار کیا ہے۔ ؎

بترس از من کہ مقبولِ الٰہم — نیم شاعر گدائے بادشاہم

www.maktabah.org

ز تیغ غیرتم جاں رانگہدار   سپر کن شرم وایماں رانگہدار

مُردہ زندہ ہوگیا

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کا بیٹا بیمار ہوگیا بہترا علاج کیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ ماں باپ نااُمید ہو کر لڑکے کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ لڑکا مرگیا اور باپ بھی بے قراری کی وجہ سے زمین پر گر پڑا اور قریب المرگ ہوگیا۔ جب آنحضرت نے آکر لڑکے کو مرا ہوا اور باپ کو بھی مُردوں کی طرح پڑا ہوا دیکھا تو اس کے حال پر رحم آیا۔

آپ نے اس لڑکے پر توجہ فرمائی اور دیر تک کھڑے رہ کر مراقبہ کیا۔ دیر بعد تھوڑا سا پانی لے کر کچھ آیتیں پڑھیں۔ دم کر کے وہ پانی لڑکے پر چھڑکا۔ جس کے چھڑکتے ہی لڑکا اٹھ بیٹھا گویا مرض کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حاضرین یہ حال دیکھ کر حیران رہ گئے اور ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت زیادہ ہوگیا۔

ایک علاج

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک بھتیجے نے جو آنجناب کا داماد بھی تھا پوشیدہ طور پر ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ناراض اور دل گرفتہ تھی۔ اس نے دوسری بہنوں کو اکٹھا کر کے آپ رضی اللہ عنہ سے خاوند کی شکایت کی آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بے اختیار نکلا "ضرور مر جائے گی" اب اس کے لئے دعائے خیر کرو تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اس بات کے تیسرے روز وہ عورت مرگئی۔

شاہِ کاشغر کی دستگیری

ایک دفعہ کاشغر کا بادشاہ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ کی غرغر کے کافروں سے سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں شاہِ کاشغر مغلوب ہوا۔ فوج بھاگ گئی صرف چند ایک آدمی ساتھ رہ گئے۔ غنیم بہت قریب آگیا اور قریب تھا کہ اُسے پکڑ کر لے جائے۔ اس وقت اُس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی اور مدد کا خواستگار ہوا۔ اسی اثنا میں ایک فوج نمودار ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ سلطان کاشغر کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ آنحضرت فوج میں گھوڑے پر سوار ہیں۔ اس فوج کو دیکھتے ہی

www.maktabah.org

دشمن بھاگ اُٹھا۔ بادشاہ نے اس کا تعاقب کیا اور اُن کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ غزنویوں کو قتل کیا۔ جب فتح کر کے لوٹا تو آنحضرت کی زیارت کے لیئے فوج کے قریب آیا تو فوج مذکور غائب ہو گئی۔

لاہور کے گورنر کی نجات

ایک دفعہ والیئِ لاہور سے کوئی خطا سرزد ہوئی دارا شکوہ ولیعہد اس پر سخت ناراض ہوا۔ شاہی آدمیوں کو بھیجا کہ اُسے پکڑ کر لے آؤ۔ جب شاہی آدمی اُسے لاہور سے بادشاہ کے پاس لے جا رہے تھے۔ تو راستے میں سرہند پہنچ کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی حالت عرض کی۔ آنحضرت نے فرمایا "تسلی رکھو! تمھیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس نے عرض کیا کہ دارا شکوہ نے میرے قتل کی ٹھان لی ہے فرمایا تمھیں ذرہ بھر تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ بلکہ تیرا قرب اور بھی زیادہ ہو جائے گا۔ آنجنابؒ کے فرمانے سے اس کی تسلی ہوئی۔

جب اُسے دارا شکوہ کے پاس لے گئے تو اس نے کہا "گو میں نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اب جو میں نے اُسے دیکھا تو بے اختیار میرے دل میں اس کی محبت ہو گئی ہے اس وقت مہربان ہو کر ملتان اور لاہور کی حکومت اُسے دے کر رخصت کیا۔ جب وہ سرہند پہنچا تو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کامل اعتقاد سے مرید ہوا۔

لڑکے کی ولادت کے لئے دعا

آنحضرت کے ایک مرید کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک روز اس نے آپؒ سے التماس کی کہ میں نے عورت بھی کی لونڈیاں بھی رکھیں لیکن کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا "جاؤ! اس سال تمھارے ہاں لڑکا پیدا ہو گا جو صاحب معنی ہو گا۔

اسی سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ سنِ رشید و تمیز کو پہنچا تو آنحضرت کا مرید بنا اور سلوک حاصل کر کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوا۔ واقعی جیسا آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

www.maktabah.org

زندگی بھر کیلئے وظیفہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ مجھے افلاس نے تنگ کیا تو میں نے گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ افلاس کے ہاتھوں سخت لاچار ہوں۔ آنحضرت نے مجھے روپوں کا بدرہ دیا اور فرمایا کہ اسے گِننا مت جس قدر چاہو خرچ کئے جاؤ۔ میں حسب ضرورت اس میں سے وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا حتٰے کہ ایک لاکھ روپیہ میں اس میں سے صرف کر چکا لیکن وہ اُتنے کا اتنا ہی تھا۔

ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گِنا تو سات سو نکلا۔ اس کے بعد جب ہم نے خرچ کیا تو ختم ہو گیا۔

انگوروں سے مریضوں کو شفا

ایک دفعہ آنحضرت کو مرض لاحق ہوا۔ بادشاہ نے آنحضرت کے واسطے انگور بھیجے جب آنحضرت نے انگور دیکھے تو فرمایا یہ انگور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی اور منت وسماجت کرتے ہیں کہ ان میں شفا رکھی جائے حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان دانوں میں شفا رکھ دی ہے جو مریض ان دانوں کو کھائے گا۔ شفا پائے گا۔ پہلے چند دانے آنحضرت نے تناول فرمائے بعد میں باقی اور مریضوں کو تقسیم کئے جس جس نے کھائے وہی تندرست ہو گیا۔

صحابہ کے گستاخ کو سزا

ایک شخص نے آپؓ کے حضور میں ایک شیعہ کے بعض بدعقیدوں کا ذکر کیا کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کو بُرا بھلا کہتا ہے آنحضرت سُن کر سخت ناراض ہوئے۔ خربوزہ کھا رہے تھے۔ آپ نے چھری ہاتھ میں لے کر خربوزے کو دو ٹکڑے کیا اسی روز رافضی مرگِ مفاجات سے مرگیا۔

ایک گستاخ کا حشر

ایک مجلس میں آنحضرت کا ذکرِ خیر ہوا۔ تو آپؓ کا ایک دشمن جو اس مجلس میں موجود تھا۔ آپ کے حق میں نامناسب کلمات کہنے لگا۔ جنہیں آپؓ کے ایک موجودہ مخلص نے سُن کر سخت ناراض ہو کر کہا کیا تو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے نہیں ڈرتا۔ کہ امام معصوم کے حق میں ایسی باتیں کرتا ہے۔ اسی رات تجھ پر

www.maktabah.org

مصیبت نازل ہوگی۔ اسی رات اس مخالف نے گولر بکثرت کھائے جس سے اس کا پیٹ پھول گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر پیٹنا شروع کیا۔ ابھی صُبح نہ ہوئی تھی کہ اس دنیا سے چل بسا۔

طبیب کا کام چل نکلا

آنحضرت کے ایک مرید نے کسی امیر کو دوائی دی۔ جو اتفاقیہ مخالف پڑی۔ وہ امیر اس کے دُکھ دینے کے درپے ہوا۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں طبیب ہوں۔ میں نے یہ دوا کسی شخص کی زبانی سُن کر اُسے دی جو اُس کے مزاج کے موافق نہیں آئی۔ اب وہ مجھے تکلیف دیتا ہے۔

آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا" تو پہلے طبیب نہ تھا۔ اب ہمارے کہنے سے طبیب ہُوا ہے اُسے جاکر دوا دو! تندرست ہو جائے گا۔ اور جسے بھی دوائی دو گے شفا پائے گا"۔

اُس نے بازار سے دوائی لے کر اُسے دی جس سے وہ بفضل خدا و بتوجہ خواجہ محمد معصوم صحت یاب ہوا۔ اس روز سے جو دوا وہ کسی مریض کو دیتا۔ شفائے کاملہ نصیب ہوتی۔

ایک دُنیادار مرید کی آرزو

آنحضرتؒ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہند و توران کے میوے کھا رہے تھے! اورنگزیب بادشاہ ان میووں کو اپنے ہاتھ سے صاف کر کے آنحضرتؒ کے دستِ مبارک میں دے رہا تھا بے اختیار میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہیں انھیں دنیوی میوے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میوے جو بادشاہ انھیں دے رہا ہے اگر مجھے عنایت کر دیں تو بادشاہ کے ہاں میری عزت زیادہ ہو جائے گی۔

یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو کچھ میں کھاتا ہوں، یا پہنتا ہوں اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق کرتا ہوں۔ نہ کہ اپنے نفس کی رضامندی کے لئے۔ بعد میں جو میوے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنجناب کی خاطر صاف کئے تھے مجھے مرحمت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ دنیوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی کیا خواہش کرتے ہو، کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاؤ۔

www.maktabah.org

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی کرامات اسقدر نہیں کہ حیطۂ تحریر میں آسکیں۔ یہ چند ایک کرامتیں بطور تبرّک وتیمناً لکھ دی ہیں۔ بہت سی کرامات آپ کے حالات سنوات میں لکھ دی ہیں۔

مکاشفاتِ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

علماء اور اولیاء حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کشف میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس آخری زمانے میں باطنی احوال بھی شریعت غرا کے تابع ہیں۔ اس بات کی کوشش کرو کہ سر مُو شرع کی مخالفت نہ کرو۔ سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ جو کچھ علمائے مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ تمام علمائے مجتہدین بہر وجوہ تمام اولیاء سے افضل ہیں۔ عہد نبوّت کا قرب اُن کے حق میں ثابت ہے۔

اس بارے میں حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد ہے "خیر القرون قرنی ثم الّذین یلونھم ثم الذین یلونھم" سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اس سے کم ان کا جو مجھ سے ملتے ہیں اس سے کم ان کا جو ان سے ملتے ہیں۔

اکثر مجتہد تابعین اور تبع تابعین میں داخل ہیں۔ اس واسطے اُن کا کہنا سند کلی اور حجت کامل ہے۔ اور اس کا قبول کرنا خلقت پر واجب ہے۔ جس نے قیامت تک شریعت کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے مجتہدین کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ وہ گمراہ ہوئے اور باطن سے محض بے نصیب رہے۔ اگر ایسے شخصوں سے بطور خرق عادات کچھ ظاہر ہو تو اُسے استدراج سمجھو۔

www.maktabah.org

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے دسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عجب معاملہ ہے ظاہر میں باطنی خدمات کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کی ترقی کے لئے کوشاں رہتا ہے لیکن باطن اس سے بیگانہ رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے ظاہری طاعت اور مجاہدات سے حسن وطراوت زیادہ ہوتے ہیں۔ نہ کہ اس کی معشوقیت کا وصف جو ناز اور استغنا ہے۔ کمال کو پہنچتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ انتہا میں نسبت باطنی کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک بدن عنصری موجود ہے۔ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے۔ تو پھر باطن بڑی آب وتاب سے پردہ خلوت میں ظہور کرتا ہے اس وقت اس کا ادراک بھی ہو جاتا ہے کیونکہ پہلے ظاہر اس کے لئے بمنزلہ حجاب ہوتا ہے۔ چونکہ موت قیامت کے مقدمات سے ہے اس لئے مشہود وہاں پر اتم واکمل ہے۔ چونکہ موت اور نیند آپس میں بہنیں ہیں۔ اس لئے بعض کمالات نیند کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں اور جو موت کی حالت کے مشابہ ہوتے ہیں۔

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حق تعالےٰ کی طرف سے فیض وانعام دائمی ہے۔ بندے پر اگر صوری اور معنوی فیض ایک گھڑی یا ایک لمحہ کے لئے منقطع ہو جائیں۔ تو بندے کا نام ونشان تک مٹ جائے کیونکہ موجود اور کمالات اس کے وجود کی تابع ہیں۔ اس واسطے انسان کو لازم ہے کہ ایک لحظہ بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ دوام حضور سے موصوف ہو۔ نہایت نقصان اور شرمندگی ہے کہ منعم حقیقی تو نعمت دینے کے درپے ہو اور نعمت لینے والا اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ اس سے مُنہ پھیرے۔

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ عوام کا ایمان غیب ظلماتی اور نورانی پردوں کے پیچھے ہے چند ایک خواص کا ایمان ظلماتی حجاب سے مبرّا ہے۔ لیکن نورانی پردوں سے بالکل نہیں نکلا سو وہ اسی میں گرفتار رہتے

www.maktabah.org

ہیں اور وہ اس کے شہود کو شہود و مطلوب تصور کر لیتے ہیں۔ اور جو عاشقی نفس مطلوب سے ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ اخص الخاص نے دوسرے گروہ کے مشہود کو بھی پسِ پشت ڈال رکھا ہے اور ورا الورا میں گرفتار ہیں۔ یقین کیا ہے۔ یقیناً انھیں اس نشہ میں مرتبہ مقدسیہ سے سوائے ایقان کے کچھ نصیب نہیں۔ کیونکہ رُویت کا وعدہ آخرت کا ہے۔ اگرچہ کسی قسم کا حجاب مائل نہیں لیکن ضُعفِ بصیرت و مانع درک و شہود ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

مکاشفہ

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جو زندگی دنیا کے متعلق ہے اس کے لئے دو چیزیں مطلوب ہیں حرکت اور حس۔ اور جو نشار برزخ کے متعلق ہے۔ حس بغیر حرکت کے ہے۔ حق تعالےٰ نے ہر مقام کے موافق زندگی دی ہے برزخ میں حس ضروری ہے تاکہ درد اور لذت نہ ہو۔ حرکت کی کوئی ضرورت نہیں لیکن دنیوی اور اُخروی نشار میں دونو ضروری ہیں۔

حضرت قیوم ثانی کے مکتوبات

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مکاشفات کو کہاں تک لکھوں۔ ان کے لکھنے کے لئے دفتر درکار ہیں صرف اتنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض مکاشفاتِ حج کے دنوں میں زیادہ لکھے ہیں۔

اگر آپؓ کے مکاشفات دیکھنا ہوں تو آپؓ کے مکتوبات کی تین جلدیں ہیں۔ پہلی جلد کو حضرت مروج الشریعت نے جمع کیا ہے دوسری جلد کو حاجی جاشور نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث کے نام سے جمع کئے ہیں۔ تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کئے ہیں۔

www.maktabah.org

عبادات وشمائل حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سُنّتِ نبویؐ کی پابندی

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق تھا۔ نہایت محتاط روایت کے مطابق عمل کرتے تھے۔ رخصت کو اعمال میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے۔ مریدوں کو بھی اِس بات کی سخت تاکید کرتے تھے۔ کہ سُنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور بال بھر بھی بدعت کو دخل نہ دو۔ آنحضرت کا تقویٰ طاقت بشری سے بڑھ کر تھا۔

انتہائی احتیاط

کتاب نجم الہدیٰ میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے آپؒ کی عالم پناہ خانقاہ سے استنجا کیا۔ ہاتھ دھوئے بغیر ہی ڈول کو پکڑ کر کنویں میں ڈالا۔ اور پانی نکال کر وضو کیا۔ تین چار روز تک لوگ اس کنویں کا پانی استعمال کرتے رہے۔ بعد میں جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا ممکن ہے کہ اس کے ہاتھ پر بول کے چھینٹے پڑے ہوں۔ اس لیئے ڈول اور کنواں دونوں ناپاک ہو گئے۔ جن جن لوگوں نے اس کنویں کا پانی استعمال کیا ہے ان کے بدن برتن اور لباس ناپاک ہو گئے ہیں۔ سب لوگ غسل کریں اور برتنوں اور کپڑوں کو پاک کریں۔ ہمارے کپڑے اور برتن بھی صاف کریں۔

آنحضرت کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا۔ خود آنحضرت نے غسل کیا اور نیا لباس زیبِ تن فرمایا۔ کہتے ہیں کہ اس دن نصف سے زیادہ شہر نے غسل کیا۔ تمام شہر میں جا بجا کنوؤں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو غسل کے لیئے کھڑے تھے۔ اس دن کنویں سے پانی بھرنا موقوف کیا۔ لوگ جوق در جوق بیرونی کنوؤں پر غسل کے لیئے گئے۔ جہاں جہاں پانی تھا وہاں ہزار کا ٹھٹھ موجود تھا۔ مشتبہ کنویں کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ اس کنویں کا سارا پانی نکال دو۔ اس بات

www.maktabah.org

سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

رات کے معمولات سفر و حضر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ تھا کہ تیسرا حصہ رات سے کر بیدار ہوتے۔ کمال احتیاط سے جس سے زیادہ ممکن نہیں وضو کر کے تہجد ادا کرتے اور اس نماز میں سورۃ یٰسین پڑھتے۔ بعد ازاں تھوڑی دیر بعد سو جاتے۔ تاکہ دو خواب کے درمیان تہجد ہو۔ نماز تہجد میں آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے۔

صبح کے معمولات فجر کی نماز بہت سویرے ادا کر کے اصحاب سمیت حلقہ کر کے مراقبہ فرماتے۔ جب دن اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے فارغ ہو کر دو سلام سے چار رکعت نماز پڑھتے۔ بعد میں خاص مریدوں کو القائے نسبت اور توجہ باطنی فرماتے۔ ایک ایک کو بلا کر زانو سے زانو ملا کر بٹھلاتے۔ اور مراقبہ فرماتے اور مراقبہ کے بعد ہر ایک کو اس کے کمالات باطنی کی خوشخبری دیتے۔

چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت آنجناب پر عجیب ظہورات ہوتے تھے۔

تلاوتِ قرآن کوکب دُریہ میں لکھا ہے کہ جس وقت آنحضرت قرآن شریف کی تلاوت کرتے اس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ پر تمام قرآن شریف کے تمام اسرار و معانی منکشف ہوتے۔ ایک آدمی آنحضرت کے سامنے تکیہ لگائے ورق گردانی کرتا رہتا اور آنجناب بڑے وقار سے تلاوت کرتے۔ اس وقت تمام مرید آنجنابؓ کے ارد گرد مراقبہ کئے بیٹھے رہتے۔

تلاوت کی منازل آنحضرت کی منازل تلاوت یہ ہیں۔ منزل اوّل تا آیت کنتم خیر اُمّۃ۔ دوم سورۃ انعام سوم تا آیت وقالت الیھود عزیر ابن اللہ چہارم سورۃ ابراھیم پنجم سورۃ انبیاء ششم سورۃ قصص ہفتم سورۃ ص

www.maktabah.org

ہشتم سورۃ محمد نہم سورۃ مُلک دہم اخیر تک۔

اہل خانہ کیساتھ کھانا کھاتے

تلاوت کے تقریبًا آدھا دن محل کے اندر تشریف لے جاتے اور اہل وعیال سے مل کر کھانا تناول فرماتے آنحضرت کے دسترخوان پر بادشاہوں کی طرح کھانے چنے جاتے۔ آنحضرت کو مٹھائی اور حلوے وغیرہ میٹھی چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آنحضرت کے باورچی خانے میں دن رات کھانا پکتا رہتا۔ لوگ جو کھانا تقسیم کرنے پر مقرر تھے۔ وہ صبح سے ظہر تک طعام تقسیم کرتے۔ رات کا کھانا شام سے آدھی رات تک تقسیم کرتے رہتے۔

حضرت قیوم ثانی کے دسترخوان سے ہر روز پانچ ہزار آدمی کھانا کھاتے۔

کہتے ہیں کہ ہر صبح وشام آپ کے باورچی خانے سے پانچ ہزار آدمی کھانا کھاتے۔ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی چاول اور گوشت ملتا۔ آنحضرتؓ کے خلفا کے لئے دو ہزار دسترخوان جاتے۔ جن میں طرح طرح کے کھانے میوے اور حلوہ جات ہوتے تھے روایت ہے کہ چالیس آدمی صرف برتن جمع کرنے پر مقرر تھے۔

نماز ظہر کے بعد کے معمولات

آنحضرت رضی اللہ عنہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر خواب قیلولہ کرتے۔ بعدازاں اٹھ کر وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کر کے نماز ظہر ادا کرتے ظہر کے بعد خاص مریدوں کو القائے نسبت فرماتے بعدازاں کبھی فقہ کلام۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں کا سبق پڑھاتے اور کبھی چار رکعت طویل عصر کی نماز تک پڑھتے۔ عصر کے بعد دربار عام ہوتا۔ عصر اور مغرب کی نماز کے مابین لوگوں کو عمدہ عمدہ وعظ ونصیحت فرماتے پھر نماز مغرب ادا کر کے چھ رکعت نماز تین سلام سے ادا فرماتے اس نماز میں سورۃ واقعہ بار بار پڑھتے بعدازاں یاروں کو بلا کر صحبت سکوت میں ان کی احوال پرسی کرتے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشاء کی نماز ادا کرتے۔ سنت کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل ادا

www.maktabah.org

کرتے۔ پہلی رکعت میں "سورۃ الم سجدۃ" پڑھتے دوسری میں سورۃ حٰم، دخان تیسری میں، سورۃ مُلک اور چوتھی رکعت میں سورۃ قیامت پڑھتے۔ بعدازاں وتر ادا کر کے پوری مد سے "سبحان الملک القدوس" پڑھتے پھر دیر تک فاتحہ پڑھتے۔

اس کے بعد محل کے اندر تشریف لے جاکر کھانا تناول فرماتے۔ طعام کے بعد وظائف پڑھ کر آرام فرماتے آنحضرت کے مختلف اوقات کے وظائف مثلاً وضو کرنا۔ کھانا۔ سونا اور اور دن رات کے ورد و وظائف الگ کتاب میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ جس کا نام "وظائفِ معصومی" رکھا گیا ہے۔ آنحضرتؒ کے وظائف دیکھنے کے شوقین اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

متفرق وظائف

آنحضرت منتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید کرتے تھے۔ اور خود بھی پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز فریضہ اور مغرب کی سُنّتوں کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھتے۔ اور مریدوں کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم دیتے۔ آنحضرت رضؓ نے سات درود جمع کئے ہیں جسے درودِ ہفتہ کہتے ہیں۔ اُن میں سے ہر روز ایک پڑھتے ہیں۔ ذکر۔ وظائف اور تسبیحات کو کبھی بھی ترک نہ کرتے۔

جُمعہ کی نماز اپنی مسجد میں پڑھتے۔ سنت احتیاط کو بھی ادا کرتے۔ نماز جمعہ سے پہلے سورۃ کہف۔ سورۃ ہود اور سورۃ آلِ عمران پڑھتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد شہر کے باہر سیر کے لئے تشریف لے جاتے اور وہاں پر لوگوں کو طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے۔ باغ کی سیر کے لئے بکثرت جایا کرتے۔ دونوں عیدوں کی نماز کے لئے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ عیدگاہ میں جاتے۔ عید الضحیٰ کو خود دستِ مبارک سے اونٹ اور بھیڑ بکری کو نحر یا ذبح کرتے۔ ماہ رمضان میں نماز تراویح میں تین مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے پہلے دس دن اپنی مسجد میں خود پڑھتے۔ تیسرے عشرے میں حضرت مروج الشریعت پڑھتے اور آنحضرت رضؓ سنا کرتے۔ آنحضرتؒ ہر نماز کے وقت خود امام بنتے اور رمضان المبارک کے آخری عشرے میں معتکف ہوتے۔

www.maktabah.org

سال میں دو عُرس کرتے

آنحضرت رضی اللہ عنہ مریض کی بیمار پرسی اور مُردہ کی تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔ ہر سال دو عُرس کرتے ایک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا۔ ان دونوں عُرسوں پر حافظ لوگ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ طرح طرح کے کھانے حلوے میوے اور مٹھائیاں لوگوں میں بانٹی جاتیں۔

جسم کا تناسب

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا قد خاصہ تھا۔ اور بدن مبارک پُر گوشت، رنگ گندمی، ابرو کشادہ، ناک اونچی، آنکھیں بڑی بڑی، داڑھی سفید اور تمام اعضاء نہایت متناسب اور خوش شکل تھے۔ آنحضرت کا لباس نہایت لطیف بلکہ الطف ہوتا۔ عمامہ سر پر ہوتا، کبھی ہندی لباس زیب تن فرماتے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن رات کے حالات اور اوضاع و اطوار بجنسہٖ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار کی طرح تھے۔ جو اس کتاب کے پہلے حصّے میں لکھے گئے ہیں۔ اس واسطے اس حصّہ میں مجملاً اور مختصراً لکھے گئے ہیں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خصائص

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خصائص بے شمار ہیں۔ یہاں پر صرف مشہور لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ:- آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر طینت کے بقیہ سے بنایا گیا۔

خاصہ:- اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تمام مخلوقات کا قیوم بنایا۔

www.maktabah.org

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو محبوبیتِ ذاتی جو حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاصہ ہے عطا فرمائی۔

خاصہ :۔ آنحضرت کو خلعتِ ابراہیمی علیہ السلام مرحمت ہوئی۔

خاصہ :۔ آنحضرت کو جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کمون و بروز نصیب ہوا۔

خاصہ :۔ مقطعاتِ قرآنی کے اسرار آپؓ پر منکشف ہوئے۔

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آنجنابؓ کو "والسابقون اُولٰئک المقربون" کے زمرہ میں داخل کیا۔

خاصہ :۔ باوجود ضمنیت آنحضرت کو اصالت بھی عطا ہوئی۔

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بلند قدر مناصب و کمالاتِ باطنی عطا فرمائے۔

خاصہ :۔ سالک آنحضرت کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا۔

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔

خاصہ :۔ آنحضرت کو ولایت صغریٰ، کبریٰ علیا، کمالات نبوت و رسالت، حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ قرآن، حقیقتِ صلوٰت عطا ہوئیں۔

خاصہ :۔ تمام کمالات۔ مقامات اور مناصب آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئے۔ اب تک وہ کمالات ان کے مریدوں میں پائے جاتے ہیں۔

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی دنیا کو بمنزلہ آخرت بنایا۔

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو ولایت کے انتہائی مقام۔ مقامِ رضا سے مشرف فرمایا۔

خاصہ :۔ آنحضرت کی ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور آپؓ خالص محمدی المشرب ہیں۔

www.maktabah.org

خاصہ :۔ آپؒ کو علمِ لدنی حاصل ہُوا ۔

خاصہ :۔ کعبہ شریف آنحضرتؒ کی زیارت کے لئے سرہند میں آیا ۔

خاصہ :۔ کعبہ شریف آپؒ کے استقبال کے لئے آیا ۔

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو تمام اولیائے اُمّت سے افضل بنایا ۔

خاصہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے فرزندوں کو قیومیت اصالت اور محبُوبیت ذاتی عنایت فرمائی ۔

خاصہ :۔ آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہوا کہ اس سے پہلے کسی ولی یا بزرگ کا نہیں ہوا تھا ۔ چنانچہ سات لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے ۔ اور سات ہزار خلفاء صاحبِ ارشاد ہُوئے ۔

خاصہ :۔ مہدیٔ موعود آنجناب کے طریقہ میں مبعوث ہوں گے ۔

خاصہ :۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آپؒ کے حق میں فرمایا ہے کہ حقائقِ اشیاء میری قیومیت کی نسبت خواجہ محمد معصوم کی قیومیت پر زیادہ راضی ہیں ۔

خاصہ :۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجنابؒ کے حق میں فرمایا ہے ۔ کہ جو استعداد میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی ہے اگر مجھے مرحمت ہوتی تو میں اس پر فخر کرتا ۔

خاصہ :۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا ۔ کہ تمہارے فرزند میری طرح ہوں گے ۔

خاصہ :۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؒ کو فرمایا کہ میرے جیسے تمہارے ہم نشیں ہوں گے ۔

خاصہ :۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؒ کے بارے میں فرمایا کہ محمد معصوم میں اس دولت کی ذاتی قابلیت ہے ۔

خاصہ :۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کے حق میں فرمایا کہ

www.maktabah.org

محمد معصوم نے ہماری نسبتوں کا اس طرح اقتباس کیا جیسے شرح وقایہ والے نے وقایہ کے حفظ و تعلیم میں کہ اس کے دادا تصنیف کر کے اسے پڑھاتے تو وہ ساتھ ساتھ حفظ کرتا جاتا۔ حتیٰ کہ اتنے میں انھوں نے تصنیف کیا۔ اتنے میں اس نے حفظ کر لیا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی نے دیر تک آپ کا انتظار دھوپ میں کھڑے رہ کر کیا۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب کے بارے میں محبوبیت ذاتی کی وجہ سے نکاح کا حکم نہ ہوا۔

خاصہ:۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آنحضرت کو بارہ سال کی عمر میں قطبیت کی خوشخبری دی۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت کو خلعتِ قیومیت پہنائی۔ اور طینت و اصالت اور محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دی اور اپنے تمام مریدوں اور خلفاء کو آنجناب کا تابع کیا۔

خاصہ:۔ پہلے پہل جب آنحضرتؒ نے بات چیت کرنا شروع کی تو توحید فنا اور بقا کی گفتگو کی اور حقیقت جامع اور تجلی ذات کی خبر دی۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؒ کو تین برس کی عمر میں اولیائے اُمت کے تمام کمالات عنایت فرمائے۔

خاصہ:۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت پر ظاہر کیا کہ جہان کی قطبیت قیامت تک آنجناب کی اولاد میں رہے گی۔

خاصہ:۔ حضرت قیومِ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں آنجناب "قطب الاقطاب" اور "قیوم" نماں ہوئے۔

www.maktabah.org

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو "امامِ معصوم" کا خطاب اور اسمِ با مسمیٰ عنایت فرمایا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے چھڑانے کی خدمت سپرد کی۔

آنحضرتؓ کے خصائص کہاں تک لکھوں؟ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وفاتِ حسرت آیات

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو ایک عرصہ سے وجع المفاصل کا مرض تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

قیومیت کے پینتالیسویں سال اس مرض کا غلبہ بہت ہو گیا۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ جب لوگ علاج کرتے تھے۔ تو آنحضرت فرماتے تھے کہ اس مرض کو کوئی دوا فائدہ نہیں دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن سے اثر اٹھا لیا ہے اور یہ میری آخری بیماری ہے۔ میں عنقریب اس جہانِ فانی سے عالمِ بقا کو سدھاروں گا۔ کیونکہ دنیا میں میرے رہنے کی غرض صرف ارشاد تھی۔ سو اب ارشاد کا معاملہ آخری حد تک پہنچ گیا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تمام دنیا میں پھیل چکا ہے۔ جہان بھر کے سرکش اور سردار اس سلسلہ کے مطیع ہو چکے ہیں۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہ مرید ہو چکے ہیں۔ تمام بڑے بڑے علماء، مشائخ، وضیع وشریف

www.maktabah.org

بادشاہ اور اہلِ جہان غلام بن چکے ہیں۔ اب مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہارے ارشاد کا سلسلہ انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اس قسم کا ارشاد نہ اس سے پہلے کسی کو نصیب ہوا ہے اور نہ اس کے بعد کسی کو ہوگا۔ ہم نے تمھیں اس بات کا اختیار دیا ہے۔ کہ اگر چاہو تو آجاؤ۔ اگر چاہو تو حسبِ منشا دنیا میں رہ لو۔ سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔

یہ سُن کر تمام لوگ رونے لگے اور بہت پریشان ہوئے۔

کتب خانہ کی تقسیم

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات فرمانے کے بعد اپنا تمام کُتب خانہ اپنے چھ فرزندوں میں بانٹ دیا۔ کتب خانہ کی تقسیم سے سب کو یقین ہوگیا کہ آنجناب کا وصال اب قریب ہے۔ بہت غمگین ہوئے۔

طبیب عاجز آ گئے

جب آنحضرت کو گھٹنے کا درد شدت سے ہوا۔ تو تپ بھی ہوگیا۔ تمام طبیب حاضرِ خدمت ہوکر علاج کرنے لگے۔ لیکن کوئی علاج بھی مفید نہ پڑا۔ اورنگ زیب نے انگریز ڈاکٹروں کو علاج کے لئے بلایا۔ انھوں نے حتی المقدور تدبیریں کیں حتےٰ کہ زانوئے مبارک چیر پھاڑ کر اس میں دوائی رکھی۔ آنحضرت اس قدر تکلیف کے باوجود بڑے وقار و تمکن سے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنحضرت کو اس چیر پھاڑ کا درد محسوس ہوا ہے۔

آخر آنجناب فرنگیوں کی ہم نشینی سے بیزار ہو گئے۔ لیکن لوگوں کی خاطر کچھ نہ فرمایا حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی بیزاری کو تاڑ کر انگریز ڈاکٹروں کو اجازت دے دی اور کہا۔ کہ آئندہ علاج کے لئے نہ آنا۔ آنحضرت نے ان کے حق میں دُعا کر کے فرمایا کہ سوائے حضرت میاں جیو صاحب کے کوئی مرض شناس اور میرا محب نہیں۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے تمام اطبا کو فرمایا کہ آنحضرتؓ کا علاج جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے ہو جائے گا۔ آئندہ کوئی شخص علاج کے لئے نہ آئے۔

www.maktabah.org

عاشورہ محرّم کو آخری خطاب

عاشورہ کے دن دسویں محرّم کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اشراق کی نماز کے بعد لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ شہر اور مفصلات کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خانقاہ میں جمع ہوئے۔ آنحضرت رضؓ نے نہایت عمدہ وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا کہ میں نے پہلے بھی تمھیں کہا تھا کہ اب میں دُنیا سے جانے والا ہوں۔ سو اب میرے ارتحال کے دن قریب آگئے ہیں میں تمھیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ قرآن حدیث اجماع اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا۔ خلاف شرع فقراء سے بچنا۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں جو شخص بھی بال بھر بھی شرع کے خلاف ہو اُسے نہ مانو۔ کیونکہ اگر اس کی پیروی کرو گے تو تمھارے دین کو نقصان ہوگا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات مثلاً تجدید الف۔ قیومیت۔ طینت۔ اصالت وغیرہ کے قبول کرنے کو واجب جانو۔ جو شخص آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کا منکر ہوگا۔ وہ گمراہی اور غضبِ خدا میں گرفتار ہوگا۔ کیونکہ حق تعالے نے قیامت تک دین و دنیا کا کار خانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ مہدیٔ موعود بھی آنحضرت کے طریقہ میں مبعوث ہوں گے۔ عرفانِ الٰہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ اگر آنحضرت رضؓ کی امداد کی ضرورت ہو تو قیوم وقت کو مانو۔

بیٹوں کو ہدایات

بعد ازاں فرزندوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قیامت تک جتنے اقطاب ہوں گے۔ سب تمھاری اولاد سے ہوں گے۔ حضرت محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی زبانی بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کی اولاد سے قطب ہوا کریں گے۔

حضرت قیوم ثانی کی آخری باتیں

بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب میں تو تم سے جا رہا ہوں لیکن اپنے چھ فرزندوں کو جن میں ہر ایک بزرگی اور قربِ حق میں میری طرح ہے تمھارے پاس چھوڑتا ہوں یہ چھیوں تمام اولیائے اُمت سے

www.maktabah.org

افضل ہیں۔ تم ان کی متابعت کرنا؛ تاکہ نجات پاسکو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کی عزت و حرمت کرنا۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے انھیں تمام اہلِ عالم پر شرف دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر کاربند رہو گے تو تمھیں کسی قسم کی دینی یا دنیوی تکلیف نہ ہوگی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں بکثرت ہیں یہاں پر تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں تاکہ کلام طویل نہ ہو جائے۔

مزارات کی آخری زیارت

یہ باتیں سُن کر لوگ زار و قطار رونے لگے اور آنحضرتؒ محل کے اندر تشریف لے گئے۔ دوسرے دن حضرت مخدوم کی زیارت کے لئے گئے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ اور دوسرے مقبروں پر بھی متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ ان قبروں والوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طفیل بہت نعمت عطا فرمائی ہے۔

بعد ازاں حضرت امام رفیع الدین کے مزار پر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی یہی معاملہ ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ان دنوں اکثر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر رہتے۔ اور فرماتے کہ حضرت قیوم اوّلؒ بار بار ظاہر ہو کر فرماتے ہیں کہ آجاؤ!۔ ان دنوں آنحضرت نے بہت سے مشائخ کو رقعے لکھے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ تم لوگ میرے ایمان کے لئے دعا کرو سب نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے لئے دعا کریں کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔

ایک نے آپ کے رقعہ کے جواب میں لکھا۔ ؎

یقیں میداں کہ شیراں شکاری   دریں راہ خواستند از مور یاری

حضرت مجدد الف ثانی کا آخری عُرس

ماہ صفر کے اخیر میں جب حضرت مجدد الف ثانی کے عُرس کا موقعہ آیا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حسب سابق عرس کیا۔ طرح طرح کے کھانے میوے اور حلوہ جات حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے لئے لوگوں میں تقسیم کئے۔ عین عرس کے موقعہ پر آنحضرتؒ نے

www.maktabah.org

پھر لوگوں کو وصیت فرمائی کہ ہمارا دل بے اختیار اس بات پر مائل ہے کہ ربیع الاوّل کے پہلے ہفتے ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مدعا کو پورا کرے گا۔ عرس کے بعد آپؒ پر مرض کا زیادہ غلبہ ہو گیا۔

اورنگ زیب قیوم ثانی کا تیماردار

اورنگ زیب صبح و شام آنحضرت کی صحت کی خبر منگاتا۔ اس خبر رسانی کا سلسلہ اس طرح قائم تھا کہ شاہجہان آباد سے سرہند تک ہر کوس پر ایک ایک آدمی بیٹھا تھا۔ جو ایک دوسرے کو اطلاع دیتے تھے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے بادشاہ کو خبر پہنچتی تھی۔

بادشاہ آپؒ کی بیماری کے سبب سخت بے قرار تھا۔ کئی مرتبہ آپ کی بیمار پرسی کے لئے آنا چاہا لیکن آنحضرت نے منع فرمایا۔ بادشاہ نے اپنے تمام ارکانِ سلطنت کو آپؒ کی خدمت میں بھیجا۔ تب اور دیگر امراض کا آنحضرت پر اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی سکت نہ رہی۔ لیکن آپ بدستور عبادت قدیم و وظائف میں مشغول رہتے۔ فریضہ نماز باجماعت ادا کرتے اس شدت مرض میں کبھی بے قرار نہ ہوئے۔ کبھی اُف تک نہ کیا۔ بلکہ بڑے وقار سے عبادت میں مشغول رہے۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ آپؒ بیمار بھی ہیں یا نہیں۔

موت کے دروازے پر

بیسویں ربیع الاوّل کے دن مسجد میں نماز جمعہ پڑھ کر فرمایا۔ کہ ہم کل اس وقت تک دنیا میں رہیں گے۔ پھر چند ایک نصیحتیں کر کے خلوت میں تشریف لے گئے۔ اس اثنا میں سخت آندھی آئی اور اس شدت کا زلزلہ آیا۔ کہ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ اکثر عمارتیں گر گئیں۔ "ان زلزلۃ الساعۃ لشیئ عظیمٌ" کا ظہور ہوا لیکن یہ زلزلہ کبھی زیادہ ہوتا تھا کبھی کم۔ شام تک یہی کیفیت رہی۔ مغرب کے وقت عین زلزلہ کی شدت کے وقت کوچہ بکوچہ اور گھر گھر ایک شخص منادی کرتا تھا لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ قطب وقت اور قیوم زمان دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اس کے جانے کی وجہ سے زمین کانپ رہی ہے۔ لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ آنحضرت

www.maktabah.org

نے یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ کیوں معترض ہوتے ہو وہ فرشتہ ہے۔

تمام رات زلزلہ رہا۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت نے صُبح کی نماز تعدیل ارکان سے ادا فرمائی۔ بعد میں مراقبہ کیا۔ نماز اشراق بڑے خشوع وخضوع سے ادا فرمائی۔ پھر آنحضرت پر سکرات موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ سانس اسقدر جلدی آتا تھا کہ بات بھی ٹھیک طور پر نہیں کر سکتے تھے۔

کواکب دریہ میں میرے (مصنف علیہ الرحمۃ) جد امجد لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی۔ جب میں کان لگا کر سُنا تو آنحضرت سورۃ لیٰسین پڑھ رہے تھے۔

زبان مبارک پر آخری لفظ السلام علیک یا نبی اللہ! تھا۔

مرأت جہاں نما میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں "السلام علیک یا نبی اللہ!" فرمایا۔ صحیح روایت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مروّج الشریعت نے اپنے وصال کے وقت یہی کہا۔ ممکن ہے کہ دونو بزرگوں سے ایک ہی بات ظہور میں آئی ہو۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری نماز ادا کی تو فرمایا کہ اس وقت مجھ پر عرش کا انکشاف ہوا ہے میری اور میرے موجودہ یاروں کی نماز عرش پر واقع ہوئی ہے۔ آنحضرت کی نماز از روئے باطن ہمیشہ عرش پر ادا ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ بشارت اسوقت اور یاروں کے حق میں بھی فرمائی۔

چو مرگ آید تبسم بر لب اُوست

آنحضرت رضی اللہ عنہ پیر کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو اس جہان سے فردوس اعلےٰ میں تشریف فرما ہوئے وصال کے وقت آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ چاروں طرف سے آہ وفغاں ہونے لگی ؎

فغاں افتاد درعالم زہر سو که ختم اولیاء از اولیاء رفت

www.maktabah.org

درارشاد بستہ شد ہدایت — چو آں راہِ حقیقت رہنما رفت
نجاتِ طالباں چوں بود مقصود — ہماناں، ہمرایں نزدِ خدا رفت
دل اندر سینہ ام دیوانہ اش بود — زدستِ غم ندانم کجا رفت
زختم اولیا نہ سال افگند — پس آنگہ گفت ختم اولیا رفت
مہیں فرزند احمد خواجہ معصوم — نسیم آسا باں گلشن سرا رفت
چرا صبحِ قیامت بر نیاید — کزیں ظلمت کدہ شمعِ ہدا رفت
بقا باللہ فانی بود فی اللہ — ازیں دار الفنا سوئے بقا رفت
بسال تسع تسعین زالف ثانی — چنیں فرزند شاہِ اولیا رفت

لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ اُن میں سے چند ایک یہاں پر لکھ دی جاتی ہیں۔

نصف شنبہ نہم ربیع الاول۔ مسیح دینار حلت نمود۔ بخدا پیوست۔ بجنّت خوابید خلوت بگذید۔ از صحبت مایان ملول شد ماہ باخلوت۔ آہ بکہ شد مقام قیومیت۔

حضرت مروج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تاریخ کہی "ہو عند ملیک مقتدر"۔

عالمگیر بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ہے۔ "نور عالم برفت۔ عالم تاریک شد"۔

میر مفاخر حسین نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے۔

مرشدے گر عصمتش کلک قضا — نام پاکش را بمعصومی رقم
لے کہ در سایہ نشیند آفتاب — قدِ او آنجا کہ افرازد علم
میسزد ذکرے بروئے لعسان او — کاسۂ دریوزہ گردد جام جم
چشم ہمت را ز دنیا بست و زد — چوں فزاے گلبنِ رضوان قدم
خواند تاریخش زدل اُمّ الکتاب — نو بہاری شد بہ گلزار ارم

ناصر علی سرہندی شاعر نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:۔

www.maktabah.org

چراغِ خاندان شرعِ اسلام — فروغ دین احمد خواجہ معصوم
بسوئے گلشن جنت قدم زد — ازیں ویرانہ آباد کہن بوم
دلم ار گفتم از سالِ وصالش — ندا آمد ز عالم رفت معصوم

شیخ عبدالاحد نے حسب ذیل تاریخ لکھی ہے :-

قیوم زماں خلیفۃ اللہ — دانندۂ سرہائے مکتوم
در دائرہ وجود نا بود — بودش بجہاں مثال معدوم
نقاش ازل بصفحۂ کون — نقشے بہ از و نکردہ مرقوم
اسرار صفات ذاتِ والا — حقا کہ جز او نکردہ مفہوم
خورد او بربیع اوّل ماہ — چوں شاہ رسل رحیق مختوم
چابک قدم بکوہ وحدت — ہرگز بہ از و نگشتہ معلوم
تاریخ وصال او خرد گفت — رفتہ ز جہاں امام معصوم

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارتحال کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی۔ بارش کے دوران ہی آپؒ کو اسی محل میں غسل دیا گیا جس کے اندر آپ کا وصال ہوا تھا۔ فوت ہوتے وقت بھی آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ غسل کے وقت بھی آنجناب کے مبارک لبوں پر تبسم تھا۔ غسل کے وقت حاجی عاشور۔ خواجہ عبدالرحمٰن۔ صوفی احمد اور شیخ النور وغیرہ پانی ڈالتے تھے اور بدن مبارک پر ہاتھ سے ملتے تھے۔ لیکن بدن پر کسی قسم کا میل نہ تھا۔ کسی

www.maktabah.org

کی نگاہ آپؒ کے ستر پر نہ پڑی۔ پہلے ناف سے ے کر زانو تک چادر باندھ کر پھر لباس دُور کیا۔ آنحضرت کے کفن میں تین سفید چادریں تھیں۔ لفافہ۔ تہ بند اور قمیص قمیص کندھوں پر سے پھاڑی ہوئی تھی۔ پھر نعش مبارک اٹھا کر عین بارش میں نماز جنازہ کے لئے محل سے باہر لے گئے۔

جنازے پر سارا سرہند رویا

جس وقت آنجناب کا جنازہ اٹھایا گیا۔ تمام چھوٹے بڑوں امیروں بادشاہوں اور وضیع و شریف نے گریبان چاک کئے سر پاؤں سے ننگے سر پیٹتے تھے۔ کثرت گریہ وزاری اور شور وفغاں کی وجہ سے زمین و زمان میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔ بعض حضرات تو شدتِ غم سے بیہوش ہو گئے۔ جنھیں اپنا ہوش بھی نہ تھا مردے کی طرح پڑے تھے۔ بعض مرغ نیم بسمل کی طرح بارش کے کیچڑ میں تڑپ رہے تھے بعض درد والم کیوجہ سے حواس باختہ ہو کر دیوانہ وار جنگل میں نکل گئے۔ بعض قطب عالم قیوم زمان کے حادثہ سے بنات النعش اور فرقدان کی طرح متفرق اور پراگندہ ہو گئے۔

اس حادثہ کی کیفیت قلم لکھنے سے قاصر ہے زبان بیان کرنے سے عاجز ہے۔ ہماری آنکھوں نے ایسا سخت ماتم اس سے بیشتر کبھی نہ دیکھا تھا۔ اگرچہ مشائخ کا بہت ماتم ہوتا ہے لیکن خلقت کا اس قدر ہجوم اور اس کی اسقدر بے قراری کبھی نظر نہ آئی ظن غالب ہے کہ آئندہ بھی کبھی ایسا نہ ہو گا۔ شیخ عبد الاحد نے اس ماتم کے احوال کا ایک منظر حسب ذیل نظم میں بیان کیا ہے۔ ؎

ازیں زندان فانی در گذشتہ | شہے کیں نہ طبق را بود سرپوش
غریو از شش جہت برخواست آندم | کہ مرغ گلشن حق گشتہ خاموش
زداغ غم بہ صحرا رُو نہادہ | چو لالہ نازنیناں خانہ بردوش
جہاں را آتش اندر خرمن افگند | خود اندر خلوت وصلش ہم آغوش
بسا کیں خاناں برباد دادہ | بسا کیں رفتہ رفتہ رفتہ از ہوش
پئے تابوت آں قطب زمانہ | چو رعد نعرہ زن احباب در جوش

www.maktabah.org

بنات النعش شد امروز بیہات ہماں مجمع کہ سرایں دیدش دوش
در پیر مغاں بستند افسوس کنوں کو رند کو میخانہ کو نوش

گواکب دریہ ہیں میرے (مصنف کے) جد امجد تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک اٹھانے والوں کے کندھوں کے اوپر خود بخود چلتی تھی۔ لوگ بہتیرا پکڑنا چاہتے لیکن کسی کے ہاتھ نہ آتی۔ قصر معصومی کے شمال کی طرف ایک وسیع میدان تھا جہاں اب عمارات بکثرت بن گئی ہیں۔ نماز جنازہ ادا کی گئی صفوں کی لمبائی قلعہ شاہی سے لے کر ملک حیدر آباد تک تھی۔ جن کا باہمی فاصلہ تقریباً دو کوس ہے۔ پھر بھی لوگ تنگ کھڑے تھے۔ بہت سے لوگ تو آپ کے جنازہ کے شرف سے محروم رہ گئے تھے۔

حضرت مروج الشریعت نے آپؒ کی نماز جنازہ کی امامت کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بارش بھی تھم گئی۔ مطلع صاف ہو گیا۔ اور سورج نکل آیا۔ بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جہاں پر آنحضرت کی نعش مبارک نماز کے لئے رکھی گئی وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنا دیا۔ اور قبلہ کی طرف بطور مسجد ایک دیوار بنائی۔ اب یہ چبوترہ صندل پورہ کے بازار میں ہے۔ جو خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔

بعد میں آپؒ کی نعش مبارک کو لا کر اس زمین دفن کیا گیا جو آنحضرت کے قصر کے جنوب کی طرف حضرت مروج الشریعت کی ملکیت تھی۔ آپؒ کے فرزندوں نے آنجناب کے جسد مبارک کو مرقد میں رکھا۔ جب دفن کر چکے تو ناصر علی شاعر سرہندی دیدار کے لئے آئے۔ شیخ عبد الاحد نے کہا ؎

بے خبر دیر رسیدی در منزل

اس نے کہا "مخدوم زادہ! یہ مصرع میرا ہے۔ سو میں نے ایسے موقع پر آپؒ کا نیاز کیا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کا وصال دوپہر کے وقت ہوا تھا۔ تجہیز و تکفین میں شام کا وقت ہو گیا۔ لوگوں کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ حضرت مروج الشریعت نے آسمان کی طرف

www.maktabah.org

رُخ کر کے حسب ذیل شعر پڑھا۔

اے فلک آہستہ رَو کائے کہ بر ما کردہٗ
ماہِ سیمین مرا در خاک پنہاں کردہٗ

ترجمہ: اے آسمان! اپنی رفتار کو روک دے تو نے ہم پر وہ ظلم کیا ہے کہ ہمارے چاند کو زمین میں دفن کر دیا ہے۔

یہ شعر پڑھتے ہی آفتاب پھر نکل آیا۔ اور لوگوں نے نماز عصر ادا کی۔

ردِ شمس کے واقعات

غروبِ آفتاب کے بعد دوبارہ سورج کا نکلنا اس سے بیشتر دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب کہ آپ اُڑنے والے گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خفا ہو کر گھوڑوں کے پَر کاٹ دیئے۔ چنانچہ گھوڑوں کے زانوؤں پر اب تک وہ نشان قائم ہے اللہ تعالیٰ نے پھر آفتاب کو نکالا۔

دوسرے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے۔ امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف تھے۔ کہ سورج غروب ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تو سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز ادا کی۔

تیسرے حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت چونکہ حضرت خواجہ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اتم و وارثِ کامل تھے اس لئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آفتاب دوبارہ نکلا۔

قبر میں پہلی رات

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے وفات کے دوسرے دن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے منکر نکیر کی بابت سوال کیا کہ ان سے کیونکر معاملہ ہوا۔ فرمایا نہایت خوبصورت فرشتے جو خوبصورتی اور رعنائی میں عدیم المثال تھے۔

www.maktabah.org

نہایت پر تکلف لباس میں میرے پاس آکر نہایت ادب سے کھڑے ہوئے لیکن مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔ ایک گھڑی بعد چلے گئے۔

پھر حضرت مروج الشریعت نے پوچھا کہ کیا پہلی رات اولیائے اکمل کو قبر میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ فرمایا "مجھے تو سوائے راحت اور خوشی کے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی جب میں دُنیا سے دارالبقاء میں آیا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا کہ بیٹھ جاؤ! پھر مجھے اختیار دیا گیا کہ چاہو تو گھر چلے جاؤ۔ سو اگر میں چاہوں تو میں اس طرح گھر چلا جاؤں جیسے بحالت زندگی جایا کرتا تھا۔ لیکن ایسا کرنے سے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فتنۂ عظیم پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

وصال کے بعد زیارت

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مجھ پر ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ کارخانہ خدائی کی کیفیت آنجناب نے کیا دیکھی فرمایا تمام کارخانہ الٰہی میں سوائے رحمت کے اور مجھے کچھ نہیں ملا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت اپنے والد بزرگوار کے فراق میں آنحضرت کے روضہ منورہ میں جاکر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔ ؎

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ

دِلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

ترجمہ: ہم آپ کے روضہ کے گرد دیوانہ وار گھومتے ہیں۔ ہمارے دل درد و فراق سے پارہ پارہ ہو گئے ہیں۔

بعد ازاں روضہ مبارک کو کھول کر اندر گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں روضہ مبارک میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کی قبر شق ہو گئی ہے اور قبر سے نکل کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم اس قدر غمگین کیوں ہو۔ اگر کہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ گھر چلا جاؤں لیکن ایسا کرنے سے اُمتِ محمدی میں فساد برپا ہوگا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے تسلی ہوئی

www.maktabah.org

یہ واقعہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت مروج الشریعت فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گیا۔ جب اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ قبر پر سوار ہیں اور فرما رہے ہیں۔ "الانبیاء یمیلون الیّ والاولیاء یقبلون اقدامی۔" انبیاء میری طرف مائل ہیں اور اولیاء میرے قدم چومتے ہیں۔ یہ معاملہ بھی میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔

مزار پر پانی کے کوزے شفائے امراض بن گئے

حضرت محمد اشرف فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کہ آنحضرت نے روضہ مبارک کے محراب میں پڑے ہوئے کوزوں کے پانی پر دم کر کے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں مریض کو دے دینا۔ اگر پئیں گے تو شفا پائیں گے۔

صبح میں نے وہ کوزے مریضوں کو بھیجے اور خوشخبری سنائی انھوں نے پانی پیا۔ تو پیتے ہی انھوں نے کامل شفا پائی۔ اس روز سے لوگ پانی کے کوزے بھر کر روضہ منورہ کے محراب میں رات کے وقت رکھ دیتے صبح وہ پانی مریضوں کو پلا دیتے۔ مشہور ہے کہ آنحضرت ہر رات ان کوزوں پر دم کرتے ہیں۔

وصال کے بعد شیخ عبدالاحد کے سوال کا جواب لکھ کر دیا۔

شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کی زندگی میں اپنے بیاض میں دس سوال لکھ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجے۔ آنحضرت نے ان میں سے نو کا جواب لکھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جناب نے نو سوالوں کا جواب لکھا ایک کا نہیں لکھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ غلطی سے رہ گیا ہو گا۔ بیاض بھیج دینا اسے لکھ دوں گا۔

بیاض بھیجنے کا اتفاق نہ ہوا اتنے میں آپؒ کا وصال ہو گیا۔ سخت افسوس ہوا۔ آنحضرتؒ کی طرف متوجہ ہو کر التجا کی کہ اس دسویں سوال کا جواب مطلوب ہے۔ ایک رات آنحضرتؒ کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں کہ عبدالاحد! میں نے اب تمہارے دسویں سوال کا جواب

www.maktabah.org

لکھ دیا ہے اپنے بیاض میں دیکھو۔ جب صبح کو دیکھا تو بیاض میں دسویں سوال کا جواب بھی اسی قسم سے لکھا تھا جس سے پہلے نو کے جواب لکھے تھے۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لوگوں میں یہ واقعہ عام طور پر مشہور ہو گیا۔

آنحضرت کے ایک امیر مخصوص مرید کئی ہزار اشرفیاں بطور نیاز شیخ صاحب کی خدمت میں لایا۔ کہ وہ بیاض جس میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں۔ مجھے عنایت فرما دیں شیخ صاحب نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا بھی مجھے دو گے تو بھی میں آنحضرت کے دستخط نہیں دوں گا۔ پھر وہ حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں گیا۔ جو آنحضرتؓ کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ حضرت شیخ نے خود آ کر بیاض شیخ صاحب کے حوالے کیا۔

بادشاہ اورنگزیب کی تعزیت کیلئے سرہند میں حاضری

شیخ محمد تقی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شاہجہان آباد میں بادشاہ کے دربار سے اٹھ کر ابھی آیا ہی تھا۔ کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے۔ یہ وہی وقت تھا جب سرہند میں آنحضرت کا وصال ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ خبر دینے والا شخص کوئی فرشتہ تھا۔ میں گھبرایا ہوا بادشاہ کے پاس گیا اور اطلاع دی بادشاہ نے کہا میرے آدمی کوس بکوس بیٹھے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پہلے مجھے اطلاع ہوتی۔

رات کے وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر پہنچی۔ بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکلا "نورِ عالم برفت" جہاں کا نور جاتا رہا۔ "عالم تاریک شد" جہان سیاہ ہو گیا۔ دونوں جملوں سے آنحضرت کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

بادشاہ آپؒ کی ماتم پرسی کے لئے سرہند آیا۔ پہلے آنحضرت کے روضہ مبارک پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھی۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کے پاس جدا جدا ماتم پرسی کی۔ فرزندوں نے قطب الاقطابی اور ولیعہدی کا دعوے کیا۔ کیونکہ آنحضرت نے حضرت حجت اللہ کو خلوت میں قیومیت اور قطبیت کی خوشخبری دی تھی۔ اس واسطے بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ مناظرہ

www.maktabah.org

اور اختلاف کی نوبت آ پہنچی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جو جو آدمی اپنی زندگی میں اپنے فرزندوں کے سپرد کئے تھے وہ انہیں قطب الاقطاب اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا واحد قائم مقام مانتے تھے۔

آپؒ کے مرید اور خلفا، جو جہان کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب آپؒ کی فاتحہ خوانی اور ماتم پرسی کے لئے حاضر ہوئے۔ تمام ملکوں کے بادشاہوں نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک جو آپؒ کے مرید تھے۔ اپنے اپنے نمائندوں کو معہ تحف د ہدایا نیاز تعزیت اور فاتحہ کے لئے سرہند بھیجا۔ ہزاروں امیر بادشاہ خان۔ بادشاہوں کے ایلچی۔ چھوٹے بڑے۔ بوڑھے۔ جوان فاتحہ کے واسطے آتے تھے۔ جس جس فرزند کے ماتحت تھے۔ اسی سے تجدید بیعت کی۔ کئی سال تک آپؒ کے مرید اور خلفاء، بادشاہ اور اُن کے وکلاء آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے آتے رہے۔

شیروں کی لڑائی

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں اختلاف ہوا اور مناظرہ عظیم ہوا۔ تو آپؒ کے خلیفہ اخون میر حسن سیالکوٹی نے سرہند جانا ترک کر دیا۔ لوگوں نے اخون صاحب سے وجہ پوچھی کہ آپ سرہند کیوں نہیں جاتے؟ فرمایا "وہاں شیروں کی لڑائی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کسی شیر سے مجھے گزند نہ پہنچ جائے۔"

حضرتؒ کے دونوں فرزند حضرت حجۃ اللہ اور حضرت مروج الشریعت اپنے آپؒ کو قیوم اور قطب کہتے تھے۔ دوسرے چاروں قیومیت کا انکار کرتے تھے۔ لیکن اپنے آپؒ کو قطب بتلاتے تھے۔ آخر حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد اشرف نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کا اقرار کر لیا۔ ان دونوں بزرگوں کی اولاد حضرت حجۃ اللہ کی مرید ہوئی۔ اب بھی وہ آنجناب کی مرید ہیں۔ لیکن باقی تین بزرگ تا دم مرگ اپنے آپ کو قطب کہلاتے رہے۔ ان کی اولاد اور ان کے مرید تا دمِ حال اسی اعتقاد پر قائم ہیں۔ لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ آنحضرت کے تمام فرزند تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب

www.maktabah.org

کے تیسرے حصہ میں اس کا حال لکھا جائے گا۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے روضۂ مبارک کی تعمیر

جہاں پر اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک ہے۔ وہ جگہ حضرت مروج الشریعت کی ملکیت تھی۔ جب آنحضرت کا وصال ہوا تو حضرت مروج الشریعت نے آپؓ کو اپنی جگہ میں دفن کر کے نہایت عالیشان روضہ بنانا چاہا۔ شاہجہان کی لڑکی روشن آرا نے عرض کیا کہ یہ سعادت عظمیٰ میں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ آنجناب نے اسے منظور فرمایا اور تعمیرِ روضہ کی اجازت دے دی۔ اس باپردہ بیگم نے ایران سے نہایت اعلیٰ درجہ کے معمار اور استاد منگائے۔

اس خاتون نے مرید ہونے سے پہلے ایک اعلےٰ قسم کا محل خواب میں دیکھا جس پر آنحضرت کھڑے تھے۔ وہ محل اُسے بڑا پسند آیا۔ اسی کا نقشہ کاغذ پر بنا کر معماروں کو دیا کہ اس قسم کا محل بناؤ۔ پہلے پتھر اور چونے کا ایک قدِ آدم چبوترہ بنایا مرقد شریف پر جو چبوترہ میں تھی مٹی ڈال کر چبوترہ کے برابر کر دیا۔ آنحضرتؓ نے حضرت مروج الشریعت پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ اسقدر مٹی کا بوجھ میرے سینے پر کیوں رکھا ہے؟ اس کو ہٹاؤ! ۔ اسی وقت حضرت مروج الشریعت نے حسب الارشاد صفہ کے درمیان سے جگہ خالی کروائی۔ اور تہ خانہ میں مرقد اعلےٰ بنایا۔ اس کے مقابلہ میں چبوترے پر بھی ایک مرقد بنایا پھر اس چبوترے پر نہایت عالیشان محل بنایا جو آیئنہ کی طرح چمکتا تھا۔ اور جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش تھا۔ چین و انگلستان کے نقوش سے آراستہ تھا۔ پھر اس محل پر سنگِ رخام کا نہایت اونچا گنبد بنوایا۔ اس محل کے چاروں کونوں میں چار برج بنائے گئے۔ یہ گنبد اور چاروں برج سنہری بنوائے گئے۔ اس محل کے چاروں طرف بڑے محراب بنوائے۔ ہر محراب میں دو حجرے بنوائے۔ محل کے اندر نقاشی کا کام بکثرت

www.maktabah.org

کیا۔ دیبا کی قسم کے فرش بنوائے بعض نے وعدہ کیا۔ کہ ہم نوبت بنوبت مہیا کرائیں گے۔ دروازوں کے پردے شامیلنے اور مزار پوش زربفت کے تھے۔ شامیانہ کے لئے اور سامان قبر کے فرش کے لئے پتھر۔ اور عود جلانے کے لئے۔ سونے چاندی کی انگیٹھیاں۔ غرضیکہ ہر قسم کا اعلیٰ سے اعلیٰ شاہانہ سامان وہاں لگایا گیا۔

اس قسم کی خوبصورت اور عالیشان عمارت پورے ہندوستان میں نہیں۔ ناصر علی سرہندی نے ایک قصیدہ میں اس روضہ کی بابت لکھا ہے۔ ؎

اے زمیں مولد قدسی نسب و ہفت سما رفعت بام تو از عالم ایجاد درا

مغربی روضہ تو ہست چوں بیت المعمور گشت فردوس بریں مرقدش دہر آرا

مظہر نورِ خدا است مزار ملکوت مرقد خواجہ کنم نام تو با عرشِ خدا

اپنے دیوان میں جو غزل اس روضہ کی شان میں لکھی ہے اس کا مطلع یہ ہے ؎

در فیض است منشیں از کشا کش ناامید اینجا

برنگ دانہ از ہر قفل مے روید کلید اینجا

اس روضہ کی تاریخ تعمیر جو دیوار روضہ پر لکھی ہے۔ یہ ہے۔ "مرقد محبوب حق قطب زماں"۔ ایک اور شخص نے یوں تاریخ بنا رکھی ہے۔ "بہشتے بنا شد"۔

آنحضرت کے خلیفہ شیخ عطاء اللہ نے اپنے ہاتھ سے نہایت جلی قلم سے جس کا قطر تقریباً دو انگل چوڑا ہے۔ قرآن شریف لکھ کر روضہ مبارک میں رکھا ہوا ہے۔ اس قرآن شریف کا جلد کا طول دو گز اور عرض ایک گز ہے۔

آپ کے فرزندوں نے اپنے حلقہ اور مراقبہ کے لئے روضہ مبارک کے گرداگرد چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنوائی ہیں۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے لئے مغرب کی طرف روضہ مبارک کے بالمقابل ایک چھوٹا سا محل بنوایا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو دے دیا اور حضرت شیخ سیف الدین نے حضرت مروج الشریعت سے اجازت لے کر مشرق کی طرف محل بنوایا۔ دوسرے فرزندوں

www.maktabah.org

نے بھی اپنے اپنے لئے عمارتیں بنوائیں ۔

حضرت مروج الشریعت نے روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنوائی اور اُسی مسجد پر اونچے مینار بنوائے ۔ایک بڑا وسیع حوض لوگوں کے وضو کے لئے بنوایا ۔ روضہ مبارک اور مسجد کی عمارت اس قدر مضبوط بنوائی کہ کئی مرتبہ روضہ مبارک کے گنبد پر بجلی گری لیکن نقصان نہ پہنچا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے وقت میں جب سرہند پر غیر مسلم غالب آئے. تو کئی ہزار بدکار کافر آنحضرت کے روضہ مبارک پر چڑھ گئے اور گنبد کو گرانا چاہا لیکن گرا نہ سکے .تین سو کافر گنبد سے گر کر ہلاک ہوئے. مجبور ہو کر روضہ سے بھاگ گئے [۱]

حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ مبارک میں دوسرے افراد خاندان کی قبریں

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر آٹھ قبریں ہیں۔ (۱) آنحضرت رضی اللہ عنہ کی ۔ (۲) حضرت مروج الشریعت کی ۔(۳) حضرت قیوم رابع کے والد ماجد حضرت ابوالعلی کی ۔ (۴) حضرت محمد اشرف کی ۔(۵) حضرت محمد صبغۃ اللہ کی ۔ (۶) میرے (مصنّف کے) دادا حضرت شیخ محمد ہادی کی ۔ (۷) حضرت محمد پارسا کے فرزند شیخ الاسلام کی ۔ (۸) حضرت محمد پارسا کے پوتے نور معصوم کی ۔ یہ تینوں قبریں پانچ قبروں کی پائنتی کی طرف ہیں۔ روضہ مبارک کے باہر چبوترہ کے ایک کونے میں حضرت محمد پارسا کا گنبد ہے .حضرت محمد صدیق کا مزار مبارک آنحضرت کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف ہے.مسجد کے مقابل حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کی بلندی اس قدر ہے کہ کئی میلوں سے نظر آتا ہے ۔

کہتے ہیں کہ اس روضہ مبارک کی عمارت اور سامان فرش فروش پر ایک لاکھ روپیہ سے

---

[۱]: یہ سکھا شاہی کا زمانہ تھا جب مغلیہ سلطنت زوال پذیر ہوئی ,مسلمانوں کی دفاعی صلاحتیں جواب دے گئیں تو سکھ مختلف مسّلوں میں سارے پنجاب میں طوفان بپا تھے .سرہند شریف کو خصوصاً نشانہ ستم بنایا گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی. تفصیل جلد سوم میں ملاحظہ فرمائیں ۔

www.maktabah.org

زیادہ خرچ ہوا۔ پانچ ہزار اشرفی گنبدوں پر صرف ہوئیں۔ چالیس ہزار روپیہ مسجد پر خرچ ہوا۔

حضرت عروۃ الوثقٰی امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے حالات

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد بے واسطہ چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندانِ نرینہ کے اسماء یہ ہیں :-

(۱)۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ (۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ

(۳)۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ (۴) حضرت محمد اشرف

(۵) حضرت شیخ محمد صدیق (۶) حضرت شیخ سیف الدین۔

رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان چھ بیٹوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ یہ تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔ آنجناب کی صاحبزادیوں کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں :-

امت اللہ۔ عائشہ۔ عارفہ۔ عاقلہ۔ صفیہ۔ رحمہم اللہ علیہن۔

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آپ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۳۲ھ ہجری کو حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں حضرت قیوم ثانی کو فرمایا کہ محمد معصوم ! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو۔

میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں بھائیوں سمیت بیٹھا تھا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی حضرت صبغۃ اللہ کو بشارت دینے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ بعض نے کہا اصل سے مراد طینت ہے بعض نے کہا اصل سے مراد اسماء و صفات کے

www.maktabah.org

کمالاتِ عین ہیں۔ اس اثنار میں حضرت صبغۃ اللہ کی سواری آپہنچی۔ لوگوں نے کہا کہ آؤ انھیں سے پوچھ لیں۔ آنحضرت کی خدمت میں آکر اس بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا "اصل سے مراد ظلال سے اوپر کے کمالات ہیں جو عین اسما، وصفات سے تعلق رکھتے ہیں۔ سوائے حضرت قیوم ثانی کے اور کسی کو یہ طینت حاصل نہیں"۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی موجودگی میں بیمار ہوئے۔ مرض اس قدر غالب آیا کہ زیست کی اُمید باقی نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اپنے فرزند کی شفا کے لئے دعا کی التجا کی۔ تو حضرت قیوم اوّل نے فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے۔ اور ہزاروں مرید اس کے گرد کھڑے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی یہ خوشخبری واقعی پوری ہوئی جو انھوں نے حضرت صبغۃ اللہ کے بارے میں دی تھی۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کی عمر تقریباً سو سال ہوئی۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سفرِ اجمیر سے واپس آئے تو انھیں دیکھ کر فرمایا "السلام علیکم یا صبغۃ اللہ۔" حضرت صبغۃ اللہ نے علوم معقول منقول۔ فروع اور اصول انتہائی درجے تک حاصل کئے۔ بعد میں والد امجد کی خدمت میں باطنی علم حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص وکمالات حاصل کئے۔ آپ نے اس فرزند کو ولایتِ کامل اور غور کی خلافت مطلق دے کر رخصت فرمایا تھا۔ اس علاقہ کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی طرف رجوع ہوئے۔ آپ کے حلقہ میں ہر صبح وشام ہزاروں آدمی شامل ہوا کرتے۔

میرے (مؤلف کے) حضرت قبلہ گاہ فرماتے تھے کہ کابل میں ایک روز حضرت صبغۃ اللہ استنجا کرنے کے بعد ایک کونے میں پھر رہے تھے۔ ہاتھ میں اسی طرح استنجا کا ڈھیلا تھا۔ اتنے میں ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ آپ نے وہی ڈھیلا اسے عنایت کیا۔ فقیر نے کہا کیا آپ مجھے استنجا کا ڈھیلا دیتے ہیں؟ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ یہ لو! اس

www.maktabah.org

نے مجبور اُسے لیا۔ جب غور سے دیکھا تو وہ خالص سونا تھا۔

آپ پیٹ کے درد کے وقت چنوں کی روٹی جو سراسر مرض کے مخالف ہے کھایا کرتے تو پیٹ کا درد رفع ہو جاتا۔

تمباکو کی بجائے چنبیلی کے پھول

ایک روز آپ حقہ پی رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے آیا۔ لیکن وہ ادب کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکا۔ آپ نے اس کے خیال سے واقف ہو کر فرمایا" دیکھ اس حقہ میں کیا بھرا ہے۔" جب چلم اُلٹ کر دیکھا تو بجائے تمباکو کے چنبیلی کے پھول تھے۔ جن پر آگ کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ شخص آپؒ کا بہت معتقد ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تین آدمی افضل تھے۔ ایک حضرت حجۃ اللہ، دوسرے حضرت مروج الشریعت، تیسرے حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ میں نے ان میں سے دو کو دیکھا ہے۔ ایک حضرت حجۃ اللہ دوسرے حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت محمد صبغۃ اللہ کا وصال ۹ ربیع الثانی ۱۱۲۱ سنہ ہجری جمعہ کے دن عصر کے وقت غلبہ کفار میں شہر سرہند کے اندر ہوا۔ باوجود کفار کے غلبہ کے آنجناب کا جنازہ نہایت بلند آواز سے صلوٰۃ و تکبیرات کہہ کر ہزاروں مسلمانوں کی موجودگی میں ہوا۔ اور بڑی عزت اور دھوم دھام سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں لا کر دفن کیا۔ لیکن کافروں نے دم نہ مارا یہ آنحضرت کا تصرف تھا۔ حضرت صبغۃ اللہ کی قبر مبارک حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے گنبد میں مغربی دروازہ کے اندر حضرت محمد اشرف کی مرقد کے پہلو میں واقع ہے۔

آپ کی اولاد چار لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔

حضرت شیخ ابو القاسم

آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی عمر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں پچیس سال کی تھی۔ باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔

www.maktabah.org

ظاہری علم اپنے والد بزرگوار اور چچوں سے انتہائی درجہ تک حاصل کیا. شیخ ابوالقاسم حضرت محمد صبغۃ اللہ کے سارے فرزندوں سے بڑھ کر مقبول و منظور تھے ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے داماد اور حضرت مروج الشریعت کے متبنٰی اور حضرت محمد اشرف کے شاگرد تھے۔ تمام کتابیں تحصیل کر کے حضرت شیخ سیف الدین کی خانقاہ کے میر سامان ہوئے حضرت محمد صدیق کے ہم عمر تھے. ۱۰۸۱ھ ہجری میں آپ کا وصال ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں چبوترے کے باہر جنوب کی طرف دفن ہوئے ۔ حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں سب سے پہلی قبر جو بنی تھی وہ یہی تھی ۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت مروج الشریعت نے اپنے دستِ مبارک سے شیخ ابوالقاسم کو قبر میں اتارا. بہت غمگین ہوئے ۔ آنحضرت کے تمام فرزندوں نے آپ کی وفات پر اظہارِ افسوس کیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے ۔

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ

آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ پہلے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی ۔ والد بزرگوار نے شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنے فرزندوں سے اپنا قائم مقام بنایا اور تمام مریدوں پر خلیفہ مقرر فرمایا ۔ ایک سال خود حضرت شیخ کابل تشریف لے جاتے اور ایک سال شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنا قائم مقام بنا کر کابل بھیجا کرتے تھے ۔ تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا ۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی وفات کے بعد تمام مریدوں نے آپ سے بیعت کی شیخ محمد اسمٰعیل بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر ثابت قدم رہے۔ آپ حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے منسوب تھے ۱۰۳۶ھ ہجری میں وفات پائی ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے ۔

آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں ۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے بڑے بیٹے اور اپنے دادا کے مرید تھے سلوک باطنی بھی انہی سے حاصل کیا۔ میرے (مصنف کے) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ شیخ محمد صبغۃ اللہ حضرت حجۃ اللہ کی اولاد میں ممتاز ہیں۔

لڑکپن میں ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے۔ حتیٰ کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ آپ کی والدہ نے جو حضرت مروج الشریعت کی صاحبزادی تھیں۔ باپ کے پاس آکر التجا کی۔ آنحضرت نے ظاہر ہوکر اس کا مرض اپنے آپ پر لیا آپ کو شفا ہوئی۔ آنجناب بیمار ہوئے اور اسی مرض میں وفات پائی۔ شیخ صبغۃ اللہ ورع۔ تقوےٰ اور استقامت حضرات سرہند سے موصوف تھے۔ لیکن آپ کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہ رہا۔

حضرت شیخ غلام معصوم رضی اللہ عنہ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے دوسرے فرزند اپنے دادا کے مرید ہیں۔ سلوک باطنی بھی انہی سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ دادا صاحب کے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے قائم مقام ہوئے اکثر اصحاب کو خلافت عطا فرمائی۔ احمدیہ معصومیہ طریقہ پر ثابت قدم رہے آپ اپنے وقت کے مشہور آدمی تھے۔ آپ کی مشیخیت اس زمانے ابنائے جنس میں ممتاز تھی۔ آپ حضرت قیوم رابع کی بہن اور حضرت ابوالعلی کی بیٹی سے منسوب ہیں۔

آپ کے نو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت غلام احمد قدس سرہٗ آپ حضرت قیوم رابع کے بھانجے اور شیخ معصوم کے بڑے بیٹے ہیں صالح اور متقی مرد تھے۔

حضرت غلام محمد قدس سرہٗ آپ شیخ غلام معصوم کے دوسرے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی والد ماجد سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کو والد بزرگوار نے اپنا قائم اور خلیفہ بنایا۔ آپ کے سات لڑکے ہیں اور ان کے نام معلوم نہیں۔ آپ کے سات اور بھی لڑکے ہیں ان کے نام بھی معلوم نہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے جو حضرت

www.maktabah.org

یشیخ محمد ہادی کے پوتے نور سُبحان سے منسوبہ تھیں۔ شیخ محمد اسمٰعیل کی مذکورہ بالا اولاد حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے ہوئی۔

حضرت محمد اسحاق رحمہ اللہ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے تیسرے فرزند اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر ثابت قدم رہے۔

حضرت شیخ عبد الرزاق رحمہ اللہ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے چوتھے فرزند اور اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر قائم تھے۔

شیخ محمد اسمٰعیل کی پانچ لڑکیاں تھیں ایک منور خانم جو شیخ حسام الدین سے منسوب رہے۔ دوسری منیرہ مخدومہ۔ تیسری منیرہ جو شیخ کلمۃ اللہ سے منسوب تھی۔ چوتھی خدیجہ خانم جو محمد فاروق کی منسوب تھی۔ پانچویں فاطمہ خانم جو محمد معاذ کی منسوبہ تھی۔

حضرت شیخ اہل اللہ رحمہ اللہ آپ حضرت صبغۃ اللہ کے تیسرے فرزند نہایت قابل اور نیک سیرت تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے آپ کی اولاد میں سے صرف ایک بیٹی تھی جو شیخ محمد سے منسوب تھی۔

حضرت شیخ پیر رحمہ اللہ آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے چوتھے فرزند تھے اپنے والد ماجد کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی۔ آپؒ اپنے اباؤ اجداد کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی ایک بیٹی صائمہ شیخ محمد کاظم قدس سرہٗ سے منسوب تھی۔ دوسری راضیہ جو نہایت عالمہ اور محدثہ تھیں۔ شیخ محمد کاظم کی منسوبہ تھیں۔ تیسری عالیہ، شیخ محمد مولے سے منسوب تھیں۔ چوتھی ماریہ، صفر احمد کی منسوبہ تھیں۔ پانچویں رافعہ جو شیخ عبدالحی کی منسوبہ تھیں۔ چھٹی باقیہ المشہور بہ ہودہ نہ بیگم جو شاہ گدا سے منسوب تھیں۔ ساتویں روشن آرار، جو شیخ محمد برکت اللہ کی منسوبہ تھیں۔

www.maktabah.org

حضرت صوفی عبدالرشید رحمۃ اللہ

آپ حضرت صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی آنجناب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اکثر آیا کرتے تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ شجرہ نقشبندی کو آپ نے منظوم کیا۔ جس کا مقطع یہ ہے۔ ے

رشیدی کلب ایشاں را امیدست　　　که یابد لقمه از اخوان ایشاں

حضرت صوفی عبداللطیف رحمۃ اللہ

آپ حضرت محمد صبغتہ اللہ کے خلیفہ ہیں طریقہ احمدیہ مجددیہ پر پورے پورے ثابت قدم تھے۔ بہت لوگوں کو آپ سے فائدہ ہوا۔

حضرت سرہ شاہ عالم رحمۃ اللہ

آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ کہتے ہیں آپ نے شیخ غلام معصوم سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی بہت سے پٹھان آپ کے مرید ہوئے۔ آپ ملک مالوہ میں رہتے تھے۔ حضرت صبغۃ اللہ کے خلفاء بکثرت ہیں۔ کہاں تک اُن کے حالات لکھوں۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حالات اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات اس کتاب کے تیسرے حصے میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت امام الطریقت مروج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے مجمل حالات

زساز دگر پردہ بنیاد کن　　　زنقش عبید اللہی یاد کن

www.maktabah.org

طراوتِ دہِ گلشنِ خاکیاں	معطر کن بزمِ افلاکیاں
شریعت از دیافت زیب و ذکر	طریقت ازو یافت تازہ ز سر
بدو گفت آں والدِ نامدار	کہ اے در طریقت شہ کامگار
بقطبیت گر بخواہم سزاست	یقیومیت گر بگویم رواست

آنجناب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ۲۱ شعبان ۱۰۳۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت کی ولادت کے دن فرشتے آسمان سے اُترے۔ جن سے تمام روئے زمین پُر ہو گیا۔ فرشتے بحکمِ خدا یہ آیت پڑھتے تھے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے۔ "یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا[۱]" اور حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتے ہیں۔

ترویحہ میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے فرزند محمد عبیداللہ کی ولادت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ دوسرے انبیاء علیہ السلام تشریف آور ہوئے۔ اور اس فرزند کے دائیں کان میں اذان بائیں کان میں تکبیر پڑھ کر فرمایا کہ یہ فرزند صاحبِ طینت و اصالت ہے۔ اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل ہو گا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا اسم محمد عبیداللہ، لقب بہاؤالدین۔ اور کنیت ابوالعباس مقرر فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آپ سے اس طرح محبت تھی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی۔ کبھی ان کے پلنگ

---

[۱] جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرا اور جس دن اُٹھے گا زندہ ہو کر۔ پ ۱۶۔ ع ۴

www.maktabah.org

کو اپنے سے جدا نہ کیا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اتفاقاً وہیں رات ہوگئی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود دست مبارک سے رقعہ لکھا کہ اے فرزند! جلدی جلدی پہنچو! کیونکہ میری طبیعت تمہاری طرف متوجہ ہے۔ دین و دنیا کے کام تمہارے آنے پر موقوف ہیں۔ چونکہ قیوم زمان تھے اس لئے آپ کے کسی اور طرف متوجہ ہونے سے اہلِ زمانہ کے کاروبار میں فرق پڑتا تھا۔ حضرت مروج الشریعت خط کو دیکھتے ہی والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آنحضرت کثرت محبت کی وجہ سے اس فرزند کو حضرت جیو صاحب کہا کرتے تھے اسی لئے حضرت مروج الشریعت کو حضراتِ سرہند حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

حضرت صاحب کہ شاہِ دلبران است — او سراپا دلبراں را دلبران است
چو عناصر نہ فلک سرگشتہ او — بر جسم و روح و عقل اول آن انست
نہ علم و حلم او آخر چہ گویم — علی وقت زین عارفان است
ہمہ احرار علم بندۂ او — عبید اللّٰہش فخر جہان است
حضرت صاحب کہ مہرش در دلِ من — نہ جسم و جان بل خود جانِ جان است
میاں بوستان شرع اسلام — خراماں ہمچو سرورِ بوستان است
بہارش را خزاں ہرگز مبادا — کہ او سرور دان و را انس و جان است

حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا احسان ہے کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان کی ولادت کے بعد مجھ سے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ آئندہ تمہاری زندگی میں اور کسی عورت سے نکاح نہیں کروں گا۔ ایک لونڈی جو اس سے پہلے موجود تھی اسے بھی جواب دے دیا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے

www.maktabah.org

مجھے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند میری طرح ہوں گے۔ ان فرزندوں سے مراد محمد نقشبند اور محمدؐ عبید اللہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خوشخبری دی تھی۔ نیز آنحضرت اس فرزند کو فرماتے تھے کہ تم میرے ساتھ برابر جاتے ہو۔ بیچ کی انگلی سبابہ سے اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ میرا اور تیرا عروج برابر ہے اور میرا اور تیرا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت جیو صاحب کو خاص حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں وہاں پہلے ہی مروج الشریعت کو موجود پاتا ہوں۔

خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ

مسندِ ارشاد پر تشریف فرماتے ہیں

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت جیو خواجہ محمد عبید اللہ نے سوموار کے دن ۱۱ ربیع الاوّل ۱۰۹۶ھ ہجری کو مسند ارشاد کو رونق افروز ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے اکثر مرید اور خلفاء نے آپ سے بیعت کی۔ بہت سے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے اپنی مشیخیت ترک کر کے آپ ہی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ ہر روز گروہوں کے گروہ اطراف و جوانب عالم سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے۔ اور اس قدر ہجوم ہو جاتا۔ کہ مراقبہ کے لئے بیٹھنے کو مجلس میں جگہ نہ ملتی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے جس خلیفہ نے سب سے پہلے آپ سے بیعت کی۔ وہ شیخ ابو المظفر برہانپوری تھے۔ بعد ازاں باقی کے مرید اور خلفاء بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے خلفائے معصومی کو از سر نو خلافت عنایت فرمائی۔ اور باقی مریدوں کو اپنی طرف سے

www.maktabah.org

خلافت عنایت کر کے روئے زمین کے مختلف حصّوں میں بھیج دیا۔ جہاں جہاں آپؒ کے خلفائے گئے۔ ہزاروں آدمی ان کے مرید ہوئے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خانقاہ کی رونق و شوکت حضرت جیو صاحب سے بدستور قائم رہی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نائب اتم اور قائم مقام بنے۔

عبید اللہ شاہِ اولیاء بود | مہیں فرزند قیومِ زماں بود
ز معصوم ازل محبوبیت یافت | ز نور فیض بر عالم ازاں تافت
جبینش از اصالت گشتہ پر نور | چو در مصحف نمایاں آیتے نور
ز ہر جامش جہاں مست و مدہوش | بہر کشور ز فیض جوشش در جوش

حضرت جیو صاحب کے چچا کے بیٹے شیخ سعد الدین، شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل اللہ بھی آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ سعد الدین فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات مَیں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد عبید اللہ قربِ الٰہی میں میری طرح ہیں۔ جو شخص میرے خاص کمالات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُسے لازم ہے کہ محمد عبید اللہ سے رجوع کرے۔ صبح آکر میں آپؒ کا مرید ہو گیا۔

شیخ عبد الاحد کو قدیم سے حضرت جیو صاحب سے خصوصیت تھی۔ جیسا کہ پینتیسویں ۳۵ سالِ قیومیت میں بیان ہو چکا ہے۔ سو وہ امام معصوم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت جیو صاحب کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی میں آنجناب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو حضرت امام معصوم اور حضرت جیو صاحب کو کمالاتِ الٰہی میں یکساں دیکھتا ہوں۔

خواجہ محمد عبید اللہ قیوم اوّل اور قیوم ثانی کے حقیقی قائم مقام تھے

شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت قیوم ثانیؒ سے پوچھا کہ آنجناب کے بعد بھی کوئی صاحبِ طینت اصالت ہے یا نہیں؟

فرمایا میرے فرزند محمد معصوم عبید اللہ میں طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور وہ میرا قائم مقام ہے۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی وفات کے حضرت جیو صاحب سے رجوع کیا۔ جس قسم کا فیض حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کرتا تھا۔ اسی طرح کا حضرت جیو صاحب سے حاصل کیا۔

میں (مصنف) نے شیخ خلیل اللہ کی زبانی سنا ہے جو فرماتے تھے۔ کہ اگر حضرت صاحب زندہ ہوتے تو میں کسی اور کی طرف رجوع نہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد نے باطنی رجوع حضرت سے کیا۔ اور فیض حاصل کیا حتیٰ کہ حضرت امام معصوم کے فرزندوں نے بھی آنحضرت کے کمالات کا اقرار کیا۔

خواجہ محمد عبید اللہ کو مروج الشریعت کا خطاب

میرے (مصنف کے) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت شیخ سیف الدین کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کو طینت و اصالت حاصل ہے۔ پھر حضرت شیخ نے پوچھا یہ کیونکر معلوم ہوا؛ میں نے کہا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت کی خوشخبری دی ہے۔ حضرت صاحب نے اس خوشخبری کو اپنے دست مبارک سے لکھا ہے۔ اگر آپ اپنے بھائی کے دستخط پہچان سکتے ہیں تو میں لاؤں۔ فرمایا "ہاں؛ میں پہچانتا ہوں۔ وہ کاغذ لاؤ"۔

دوسرے روز میں وہ کاغذ لایا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ فلاں روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی ہے۔ اور بعض اعضار بھی مقرر فرمائے۔ "اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔" جب حضرت شیخ صاحب نے اس کاغذ کو دیکھا۔ تو مطالعہ کے بعد فرمایا کہ حضرت عروۃ الوثقٰے کے بعد شیخینِ فکر میں اس لائق ہیں کہ انھیں طینت و اصالت حاصل ہو۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت ہیں۔ اس سال حق تعالیٰ نے حضرت صاحب کو مروج الشریعت کا خطاب دیا۔

www.maktabah.org

آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کئے بیٹھا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا جس میں دو محل ہیں۔ ایک چھوٹا دوسرا اونچا میں نیچے کے محل میں بیٹھ گیا۔ کہ اچانک مجھے اونچے محل میں لے گیا۔ الہام ہوا کہ تجھے تمہارے محل سے تمہارے جدامجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ جدامجد سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی حضرت صاحب کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی طرح ہیں۔

بعد ازاں الہام ہوا کہ تمھیں مروج الشریعت کا خطاب دیا گیا ہے چنانچہ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تم مروج الشریعت ہو۔

سرہند میں

ایک عالی شان مسجد کی بنیاد

اس سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ آپ کے ہر مرید ومخلص نے اپنے حسب مقدور اس سفر کی تیاری کے لئے روپیہ بطور ہدیہ ونذرانہ پیش کیا۔ اتفاقاً بعض وجوہات سے سفر کا ارادہ ملتوی ہو گیا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ روپیہ سفر حج کے لئے جمع کیا ہوا ہے۔ یہ روپیہ میں اپنے مصرف میں نہیں لانا چاہتا۔ بہتر یہ ہے کہ اس روپیہ سے ایک عالیشان مسجد بنوائی جائے حکم دیا کہ روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنائیں۔ تھوڑے عرصہ میں اینٹ پتھر اور چونے کی ایک نہایت خوبصورت اور عظیم الشان مسجد بن کر تیار ہو گئی۔ دیواریں اور محراب کچے بنائے گئے۔ دونوں اطراف دو اونچے مینار اور تین بڑے گنبد اس مسجد پر بنائے گئے اور ان کے اندر بیل بوٹے کا نہایت عجیب وغریب کام کروایا۔ مسجد کے شمال میں ساٹھ گز مربع ایک حوض بنوایا۔ آپؒ کے وصال کے بعد قدیم حوض کو بند کر دیا گیا۔ اور ایک اور عمارت بنائی

www.maktabah.org

گئی اور مسجد کے جنوب کی طرف روضہ مبارک اور محل کے درمیان تعمیر کیا گیا۔

ایک چالاک خرقہ پوش سے ملاقات

اسی سال حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی دوسری شادی کے لئے آنجناب کے ساتھ کابل تشریف لے گئے اس سفر میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تین فرزند ہمراہ تھے۔ یعنی حضرت حجۃ اللہ حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد صدیق۔

حضرت مروج الشریعت کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے خاص مریدوں سمیت آدھی رات کو سفر کرتے اور صبح ہونے تک منزل تک پہنچ جاتے۔ باقی کے ہمراہی فجر کے وقت روانہ ہو کر دوپہر کو منزل پر پہنچتے۔ اثنائے راہ میں ایک رات ایک خرقہ پوش نے آکر سلام کیا۔ اور کہا کہ آپ نے کابل میں مجھ سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا تھا۔ اب ادا کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میں کبھی کابل نہیں گیا اور نہ پہلے تیری صورت کا آشنا ہوں۔" اس نے کہا" ضرور بالضرور آپ ہی نے مجھ سے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر ہزار روپیہ لینا چاہتے ہو تو منزل پر پہنچ کر دے دیں گے۔ اس نے کہا میں ایک قدم آگے نہیں جانے دوں گا۔ اسی جگہ لوں گا۔

آنحضرت از راہ خلق وہیں کھڑے ہو گئے اور ایک شخص کو پیچھے بھیجا تاکہ ہزار روپیہ لے آئے۔ جب روپیہ لایا گیا تو اس مکار نے روپیہ لینے کے بعد کہا جب آپ نے مجھ سے قرض لیا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کا وزن اس سے زیادہ تھا یا کم۔ اگر کم وبیش ہے۔ تو میں نے بخشا۔ اور روپیہ مجھے بخشو۔ حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا میں نے بخش دیا۔ بعد ازاں اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس مرد نے اپنی عاقبت کو بھی پاک کر لیا ہے۔

لوح محفوظ پر نگاہ

اسی سفر کے دوران ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کیا اور فرمایا کہ لوح محفوظ مجھ پر منکشف ہوئی۔ وہاں میں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصوم صدیق دلی۔ ایک شخص نے کہا اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصوم

www.maktabah.org

ولی صادق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں! بلکہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن خوارزمی بیعت ہوئے

حاجی عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ کا نکاح پشاور میں کر کے واپس لاہور پہنچے تھے۔ کہ خوارزم کے مشہور شیخ۔ شیخ عبدالرحمٰن خوارزمی آپ کی خدمت میں مرید ہوئے انھوں نے کہا مرید ہونے کا سبب یہ ہے کہ رات تہجد کی نماز کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ان کے گرد ہزاروں آدمی کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں ؛ اور یہ گرد و نواح کھڑے ہونے والے کون ہیں ؛ جواب ملا" یہ بزرگ محمد عبیداللہ مروج الشریعت ہیں اور یہ لوگ شریعت اور طریقت کے رُکن ہیں جنھیں حق تعالیٰ نے ان کے تابع کیا ہے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آنحضرت کی زیارت کا شوق بڑھ گیا۔ حتیٰ کہ بے قرار ہو کر سفر سہند کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو خواب والا نظارہ دیکھا۔

شیخ عبدالرحمٰن آنحضرت کے بڑے خلفاء سے ہیں جب تینوں بھائی سرہند میں آئے تو حضرت صاحب اور حضرت محمد صدیق کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دونوں لڑکیوں کو حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لایا گیا کہ اپنی نسل کو پہچانتے ہیں یا نہیں۔ آنحضرت نے اپنی بیٹی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ہماری بیٹی ہے۔ اس کا نام حسن النساء مقرر فرمایا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو اورنگ زیب عالمگیر نے دعوت دی

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سلطان عالمگیر کو حضرت شیخ سیف الدین کے حوالے کیا۔ ان دنوں حضرت شیخ بعض دشمنوں کے کہنے سے بادشاہ

www.maktabah.org

سے ناراض ہو گئے تھے۔ حالانکہ بادشاہ بے قصور تھا۔ بادشاہ نے بہت کہا کہ کسی نے میری طرف سے آپ کی خدمت میں جھوٹی باتیں کہی ہیں۔ لیکن حضرت شیخ سیف الدین نے بادشاہ کی طرف ذرا توجہ نہ کی۔

بادشاہ اس بات سے بہت گھبرایا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک رات خواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ میرا فرزند محمد عبید اللہ صاحب طینت و اصالت ہے اور قرب الٰہی میں میرے برابر ہے۔ جا کر اس کے مرید ہو جاؤ۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی کہ آنجناب کی ملازمت کا اشتیاق حد سے زیادہ ہے۔ طبیعت بے اختیار چاہتی ہے کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں لیکن بعض امور سلطنت کی وجہ سے میرا وہاں آنا مشکل ہے۔ اگر آپ ازراہ کرم اس طرف قدم رنجہ فرمائیں تو بہت سے لوگ گرداب ضلالت سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں گے۔ اور مذکورہ بالا خواب بھی لکھ دیا۔

آنجناب نے اس عرضی کے جواب میں لکھا۔ کہ میرا شاہجہان آباد آنا سخت مشکل ہے ہم غائبانہ دعا میں مشغول ہیں جو بے حد سریع الاثر ہے۔ بادشاہ نے دوبارہ آنحضرت کی طلب کے لئے عرضی لکھی۔ آپؒ نے بھی ویسا ہی جواب لکھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے خود چودہ خط لکھے۔ لیکن ایک بھی مفید نہ پڑا۔ آپؒ نے بادشاہ کے پاس جانا منظور نہ فرمایا۔

ایک بلا تکلف دعوت

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہی دنوں ایک رات عشاء کی نماز کے حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ میں نے دونوں بزرگوں کی دعوت کی ہے میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ دونوں اصحاب نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دعوت قبول فرمائی۔ اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں سے اس کے گھر کا پتہ پوچھا۔ کہا

www.maktabah.org

پاس ہی ہے۔ دونوں بزرگ پیدل چل پڑے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنے آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں۔ آپ دونوں بھائی اکیلے ہی تشریف لے چلیں۔ حضرت مروج الشریعت نے تمام دوستوں کو رخصت کر دیا۔

جب تھوڑا راستہ طے کر چکے تو پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے۔ جواب دیا آپکے سامنے" آخر شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں لے گیا۔ اس دن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سخت درد تھا۔ راستہ چلنے کے باعث اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ تھی لایا۔ جسے دونوں بھائی کھا کر واپس آئے حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ دعوت کرنے والا وہی شخص ہے۔ جس کی سفارش آنجناب نے بادشاہ سے کئی مرتبہ کی۔ جب کہ بادشاہ سرہند میں آیا۔ جب اس کے کام میں ذرا دیر ہوتی۔ تو وہ دعوت یاد دلاتا۔

حضرت حجۃ اللہ کی وفات

انہی دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے حضرت مروج الشریعتؒ بھی بھائی کے ساتھ گئے جب ستلج پار ہوئے۔ تو حضرت کو تپ دق کا عارضہ ہوا۔ آنجناب وہیں سے سرہند میں واپس آگئے اس مرض کا اسقدر غلبہ ہوگیا۔ کہ اسی آزار سے آپ کا وصال ہو گیا۔

شیخ شاہ محمد مرید ہوئے

اسی سال شیخ شاہ محمد حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضرت مروج الشریعت تمام اُمت کے احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔ اور اہل دنیا کے کام سرانجام کروا رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے بھی اپنے مقصد کو ظاہر کیا۔ آپؒ نے اس کا کام بھی درست کروا دیا۔ اور فرمایا تو فلاں روز ہمارے پاس آئے گا تو تمہارے دوسرے کام بھی ٹھیک کر دوں گا۔

اس خواب کے دوسرے روز میں نے آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ عرصہ پاس رکھا اور خلافت

www.maktabah.org

دے کر رخصت کیا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

سرہند سے شاہجہان آباد گئے

مسندِ ارشاد پر یہ آپؓ کا چوتھا سال تھا۔ اس سال خراسان اور ماوراالنہر کے بہت سے لوگ آکر آپؓ کے مرید ہوئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ بخارا کے جیّد عالم خواجہ ابراہیم خراسانی نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک بڑے وسیع دریا کے کنارے کھڑے ہیں لیکن گذرنے کا کوئی رستہ نہیں ملتا۔ اتنے میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھا ہوا ظاہر ہوا۔ دریا بیچ میں سے پھٹ گیا۔ اور اس مردِ خدا کو رستہ دے دیا۔ کھڑے ہوئے لوگ سب اس کے پیچھے ہو لیئے۔ ایک شخص نے منادی کی کہ جو شخص دریا پار کرنا چاہتا ہے وہ اس بزرگ کے پیچھے دریا پار کرلے۔ لوگ اس بزرگ کے پیچھے دریا پار کر گئے اور دریا کا پانی پھر مل گیا۔

خواجہ صاحب نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ مردِ خدا کون ہے؟ جواب ملا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت ہیں۔ حق تعالٰے نے انھیں باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اور طینت و اصالتِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عنایت فرمائی ہے۔ دوسرے دن خواجہ صاحب آپؓ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے خواجہ صاحب خراسان اور ماوراالنہر میں بہت معتبر تھے۔ اس لیئے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے۔ شیخ حبیب اللہ بخاری نے بھی ان کے ہاتھ ایک عرضی مع تحف و ہدایا حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں بھیجی۔ جب یہ لوگ سرہند شریف پہنچے تو آنجناب نے اُن پر بہت مہربانی کی انھیں مرید کیا اور خواجہ ابراہیم کو ایک عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت عنایت فرمائی اور رخصت کیا۔

www.maktabah.org

اسی سال حضرت حجۃ اللہ نے کابل سے ایک خط آنجناب کی خدمت میں لکھا جس میں انھوں نے اپنی قیومیت کا اظہار کیا۔ آنحضرت نے اس خط کو جمعہ کی نماز کے بعد جبکہ تمام وضیع و شریف موجود تھے۔ بلند آواز سے پڑھا اور فرمایا کہ سب سے پہلے خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی قیومیت کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ سبحان اللہ! حضرت مروج الشریعت کا انصاف دیکھیئے! کہ باوجود ان کمالات کے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کا اقرار کرنے میں ذرا بھی بخل سے کام نہیں لیا۔ آپ کی عظمت کی یہ واضح دلیل ہے۔

اورنگزیب کی دوبارہ دعوت پر شاہجہان آباد کو روانگی سے گریز

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ پر مرض کا بہت غلبہ ہوا بادشاہ نے پھر آنحضرت کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ کہ اس تپ دق کے مرض میں سیر کرنا بہت مفید ہے۔ اگر بطور سیر اس طرف تشریف لائیں تو یہاں اس مرض کا علاج بھی عمدہ طور پر کیا جائے گا لیکن آنجناب نے شاہجہان آباد جانا منظور نہ فرمایا۔

والدہ ماجدہ کے حکم پر شاہجہان آباد کو روانگی

بادشاہ نے اسی مضمون کا ایک خط حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ آنجناب کو یہاں بھیج دیں۔ چونکہ والدہ صاحبہ آپ کی تیمارداری میں دن رات مشغول تھیں دل میں خیال آیا کہ شاید اسی طرح مرض زائل ہو جائے۔ اپنے فرزند حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ شاہجہان آباد چلے جاؤ۔ حضرت صاحب والدہ صاحبہ کے فرمان سے مجبور ہو کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

جب بادشاہ کو حضرت مروج الشریعت کی آمد کی اطلاع ہوئی تو ارکان سلطنت کو مع شاہزادہ معظم بہادر شاہ آنحضرت کے استقبال کے لئے بھیجا۔ خود بھی بارہ میل تک استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی تنظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ اور خاص قلعہ میں اپنے محل کے قریب آپ کو ٹھہرایا۔

www.maktabah.org

اورنگ زیب حضرت مروج الشریعت سے بیعت ہوئے

عالمگیر نے آنحضرت سے تجدید بیعت اور اخذ فیض کیا۔ جب حضرت صاحب نے بادشاہ کو القائے نسبت اور توجہ باطنی سے مشرف فرمایا تو بادشاہ کے دل کی کیفیت دگرگوں ہو گئی۔ توجہ لینے کے بعد بادشاہ نے کہا مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ آج آسمان تلے آپ جیسا کوئی نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے بڑے بھائی حجۃ اللہ سے توجہ لو تو ان حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو گے۔

اس روز سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی زیارت کا بہت شوق ہو گیا۔ صبح و شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ہر روز آپ کی خدمت میں ہزاروں آدمی حاضر ہوتے تمام شاہی آدمیوں۔ ارکانِ سلطنت اور وضیع و شریف نے حضرت مروج الشریعت سے بیعت کی۔ اور آپ کے مرید ہوئے۔

ایک روز آنحضرت شاہجہان آباد میں اشراق کی نماز کے بعد مسجد چوبین سے جو کہ قلعہ کے اندر ہے محل کے اندر چلے گئے۔ اتنے میں ایک فقیر سر پاؤں سے ننگا بدن کو آلودہ کئے ہوئے آیا۔ اور آنجناب سے بڑے زور سے بغل گیر ہوا۔ لوگوں نے اُسے دور کرنا چاہا لیکن آنحضرت نے لوگوں کو تاکیداً منع فرمایا۔ وہ فقیر دیر تک آپ کو پکڑے کھڑا رہا۔ پھر چھوڑ کر چل دیا کسی نے معلوم نہ کیا کہ وہ کون تھا۔ میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ وہ فرشتہ آزمائش تھا۔

شاہزادہ اعظم شاہ کی بیگم نے حضرت مروج الشریعت کی بیعت کی

شاہزادہ اعظم شاہ کی بیگم حضرت مروج الشریعت کی مرید تھی۔ آپ کی زیارت کے لئے آئی۔ اور چند روز رہ کر گھر چلی آئی۔ شاہزادہ نے اس سے پوچھا اتنے دن کہاں رہی ہو؟ کہا میں اپنے پیر کی زیارت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ شاہزادہ

www.maktabah.org

نے کہا وہ تو ہمارے دشمن ہیں۔ وہ معظم کی سلطنت کے لئے دعا کرتے ہیں یہ کہہ کر بیگم پر سخت ناراض ہوا۔

شاہزادے کے کئی لڑکے پہلے بھی مر چکے تھے اب جو باقی تھا وہ بھی اتنا بیمار ہوا کہ زندگی کی امید نہ رہی بیگم نے کہا حضرت صاحب کا تصرف دیکھا۔ شاہزادہ بولا "اب کیا کروں ؟" کہا "اس کا علاج اب بادشاہ سے ہوگا۔ شہزادے نے باپ سے لڑکے کی حالت بیان کی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنحضرت کی خدمت میں عرضداشت لکھی کہ محمد بیدار بخت کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ اگر اس کو یہاں لایا گیا تو شک ہے کہ جو دم باقی ہے شائد وہ بھی ختم ہوجائے۔ اگر جناب کا مزاج شریف بحال ہو تو قدم رنجہ فرمائیں۔ تاکہ جناب کے قدومِ میمنت لزوم سے میرے فرزند کو اللہ تعالے شفائے کاملہ نصیب فرمائے۔ چنانچہ آنحضرت سوار ہو کر مع فرزندوں کے اعظم شاہ کے گھر تشریف لے گئے۔

شہزادہ اعظم شاہ کا مُردہ بیٹا زندہ ہو گیا

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد بادی فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرت کے ساتھ اعظم شاہ کے گھر گئے اس وقت وہ لڑکا پلنگ پر مردہ پڑا تھا۔ بہت غور سے دیکھا لیکن زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ آپؒ نے بچے پر نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ یہ مردہ ہے دیکھئے کلامِ خدا کا کیا اثر ہوتا ہے۔ آپ نے کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ دم کرتے ہی لڑکے کا پلنگ ہلنے لگا۔ آپ نے دوبارہ دم کیا تو لڑکا رونے لگا۔ تیسری مرتبہ دم کیا تو لڑکا پلنگ پر سے اٹھ کر زمین پر ہو بیٹھا اور کھیلنے لگا۔ گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اعظم شاہ یہ تصرف دیکھ کر آنحضرت کے قدموں پر گر گیا اور نہایت معتقد ہو گیا۔

وزیر اعظم جعفر خاں کی دعوت سے انکار

بادشاہ کا وزیر اعظم جعفر خاں۔ ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور بڑا معتقد تھا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ میں آنجناب کی دعوت کرنا چاہتا

www.maktabah.org

ہوں اگر قبول فرمائیں۔ آپ نے اس کی التماس کو منظور فرمایا۔ اور اس کام کے لئے ایک دن مقرر فرمایا۔ وزیر نے طرح طرح کے کھانے پکائے۔ حلوے اور میوے مہیا کئے اور اپنے گھر کو سجایا۔ لوگوں کو آنحضرت کے لانے کے لئے بھیجا۔ ایک شخص کی زبان سے نکلا کہ جعفر خاں نے ہزاروں روپیہ بطور تحفہ و ہدیہ مقرر کیا ہے۔

جب آپؒ نے یہ بات سنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ شائد جعفر خاں نے ہمیں مول لے لیا ہے۔ کہ اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ کل کوئی اور ہمیں مول لے گا۔ ہم اس کے گھر نہیں جائیں گے۔ جعفر خاں کو پتہ چلا تو فوراً حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ یہ بات بھول سے میرے منہ سے نکل گئی تھی اس نے کہا "یہ بات مجھ سے بھول کر نکل گئی ہے آپ نے فرمایا خواہ تم نے کسی طرح کہی ہے لیکن ہم نہیں جائیں گے۔ جعفر خاں نے خود آکر منت سماجت کی لیکن آپؒ نے منظور نہ فرمایا اس کے گھر نہ گئے۔

انہی دنوں بادشاہ کا متبنٰے نوسر مرید ہونے کے لیے آیا اس وقت ظاہراً کوئی خلاف شرع بات اس میں نہ پائی جاتی تھی۔ لیکن آپؒ نے ناراض ہو کر اُسے دُور کر دیا اس نے بہت کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایسا نہ کروں گا۔ لیکن آپؒ نے ذرا توجہ نہ کی۔

مروج الشریعہ کے قرض کا ایک واقعہ

انہی دنوں بعض لوگوں نے بہکاوے میں آکر بادشاہ سے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قرض دار ہو گئے تھے۔ اس واسطے آئے ہیں۔ بادشاہ نے پچیس ہزار روپے ادائے قرض کے لئے بھیجا۔ جب وہ روپیہ آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ اور ساتھ ہی رقعہ کا مطالعہ کیا۔ تو روپیہ واپس کیا۔ اور بادشاہ کی طرف ایک رقعہ لکھا کہ میں قرضدار نہیں کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے بادشاہ نے جب آنحضرت کا رقعہ دیکھا۔ تو جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی انھیں اپنے پاس سے دُور کر دیا۔ ایک روز بادشاہ نے ایک نہایت نفیس دوشالہ قیمتی چار سو روپیہ بطور تحفہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ اس دوشالے کو کندھے پر ڈال کر ایک

www.maktabah.org

کونے میں نماز اوابین ادا کر رہے تھے۔ اور وہاں کوئی شخص نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے پیچھے سے آکر وہ دوشالہ مجھ سے کھینچ کر لینا چاہا اس دوشالے کا ایک کونہ میرے ہاتھ کے نیچے تھا۔ میں نے بھی کھینچ لیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ دیدہ دانستہ اپنا مال کسی کو کیوں دوں۔ میں نے کونہ مضبوطی سے پکڑا۔ اس نے بہتیرا زور مارا۔ لیکن نہ چھڑا سکا۔ دونو دیر تک کھینچتے رہے آنحضرت قرآن شریف کا ایک ربع نماز اوابین میں تلاوت فرمایا کرتے تھے نماز کے آخر تک وہ شخص زور آزمائی کرتا رہا جب دیکھا کہ اب سلام کا وقت ہے تو ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیئے دیکھا کہ اب شرمندہ ہونا پڑے گا وہ چھوٹنے ہی کو تھا۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نے اتنی محنت کی ہے۔ اب وہ ضائع جا رہی ہے۔ اور یہ خالی جا رہا ہے اس لیئے میں نے وہ کونہ بھی چھوڑ دیا۔ وہ دوشالہ لے کر چلتا بنا۔

اس شخص کو میں پہچانتا ہوں۔ صبح شام میرے پاس آتا ہے۔

حضرت مروّج الشریعۃ رضی اللہ عنہ

کی کرامات اور مکاشفات

جنگل میں اژدھا سے نجات

تردیحہ میں لکھا ہے کہ آپ کے ایک مرید نے بیان کیا ہے کہ مجھے جنگل میں ایک نہایت عظیم الجثہ اژدھا ملا۔ جس نے مجھے نگلنا چاہا۔ میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ نے اسی وقت آکر اژدھا کو عصا سے مار ڈالا۔ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی۔

کابل کے گورنر کی خطا معاف

کابل کے حاکم پر ناراض ہو کر بادشاہ نے اُسے بلا بھیجا تاکہ اُسے قتل کرائے جب امیر مذکور سرہند پہنچا۔ تو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ آنحضرت

www.maktabah.org

نے اُسے تسلی دے کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہیں تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بلکہ بادشاہ تم پر مزید عنایت کرے گا۔ جب وہ امیر بادشاہ کے روبرو گیا۔ تو بادشاہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا "میں نے اِسے بہت غصے میں بلایا تھا کہ اُسے قتل کروں گا۔ لیکن اب میرے دل میں اس کی ایسی محبت پیدا ہوگئی ہے کہ میں اسے انعام واکرام دیتا ہوں"۔

اسی وقت اسے خلعت اور تلوار بخشی اور پھر کابل کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا۔

اوباش بیٹا نیک بن گیا

ایک امیر کا لڑکا نہایت بیباک اوباش اور خلافِ شرع امور میں مشغول تھا۔ اس امیر کے دِل میں خیال آیا کہ اگر آنحضرت میرے بیٹے کو نصیحت کریں اور وہ راہِ راست پر آجائے۔ تو میں آپ کا مرید ہو جاؤں گا۔ اتفاقاً ایک روز وہ امیر بیٹے سمیت آنحضرت کی زیارت کو آیا۔ آپؓ نے جب اس کے بیٹے کو اوباش پایا تو اُسے نصیحتاً فرمایا کہ اپنی وضع سے توبہ کرو۔ آپ کے فرماتے ہی وہ رونے لگا۔ اور توبہ کر کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو گیا۔ نہایت صالح ہو گیا۔ باپ بھی اپنے ارادے کے مطابق مرید ہو گیا۔

مروج الشریعۃؒ کی سواری سے ہاتھی بھاگ گیا۔

ایک دفعہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی سواری شاہجہان آباد میں جارہی تھی۔ کہ ایک مست ہاتھی سامنے سے آیا۔ جو لوگوں کو نقصان پہنچاتا چلا آرہا تھا۔ جو لوگ سواری کے اہتمام میں تھے۔ ہاتھی قریب آپہنچا اور ڈرے لیکن کنارہ کرنے کی انھیں مجال نہ تھی۔ اسی طرح اہتمام کرتے ہوئے سواری کے ساتھ چلے آرہے تھے۔ وہ ہاتھی آنجناب کی سواری کو دیکھتے ہی بھاگ اٹھا۔

ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بیمار ہوئیں۔ لوگوں نے آکر آپؓ سے التجا کی۔ کہ آپ ان کی شفا کے لئے دعا کریں۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تین دن بعد شفا ہو گی۔ واقعی تیسرے دن شفا ہو گئی۔

www.maktabah.org

شیخ صبغۃ اللہ پر جان قربان کر دی

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے نواسے شیخ صبغۃ اللہ بیمار ہوئے۔ اس بیماری کا اس قدر غلبہ ہوا کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ ان کی والدہ نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا تو آنحضرت نے اس بچے کی بیماری اپنے اوپر لی اس لڑکے نے شفا پائی اور آپ کا وصال ہو گیا۔

پیدائش سے پہلے اپنے پوتے کا حلیہ بتا دیا

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا کہ میری وفات کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا اس شکل و صورت کا ہوگا آپ کے وصال کے بعد فی الواقعہ ویسا ہی فرزند آپکے ہاں پیدا ہوا جس کا نام محمد بشیر رکھا گیا۔

آپؒ نے اپنے بڑے بیٹے کو یہ خوشخبری بھی دی۔ کہ تمہارے ہاں اور لڑکے بھی پیدا ہوں گے۔ جو سب کے سب صالح اور متقی ہوں گے۔ واقعی آپ کے فرزند کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ جو سب کے سب صالح متقی اور عارف باللہ ہوئے۔

وضو کے پانی سے جذامی کی صحت یابی

ایک دفعہ ایک شخص کو مرض جذام ہو گیا اس نے آنحضرت کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی۔ آنجناب نے اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کے لئے دیا۔ جس کے پیتے ہی اُس نے کامل شفا پائی۔

ایک بار ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کی گستاخی کی۔ اسی رات اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا دن ہے اور اسے فرشتے مارتے پیٹتے دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو ہی ہے جس نے حضرت مروج الشریعت کو برا بھلا کہا ہے۔ اس نے کہا میں نے توبہ کی تو فرشتوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ دوسرے روز وہ شخص حاضر خدمت ہو کر معافی کا خواستگار ہوا اور مرید ہو گیا۔

آنحضرت کی کرامات تاریخ کی دوسری کتابوں میں مفصل وارد ہیں۔

www.maktabah.org

مکاشفاتِ حضرت مروّج الشریعت رضی اللہ عنہ

مکاشفہ:۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وہ مقام منکشف فرمایا جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے جو کوئی شخص اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اس کا ہمزاد مسلمان ہو جاتا ہے لیکن اس مقام پر پہنچنا سخت مشکل ہے۔

مکاشفہ:۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھ پر منکشف ہوا کہ جو شخص درود پڑھتا ہے۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَعْدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِاٰتَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ہ"۔ اسے دس ہزار دُرود کا ثواب ملتا ہے اور یہ درود تمام درودوں سے افضل ہے۔

مکاشفہ:۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اس عرضداشت میں جو آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلامت! میں نے اپنے آپ کو کئی مرتبہ نورانی عریاں حالت میں رحمانی تبارک و تعالےٰ کے دونو ہاتھوں میں دیکھا ہے۔ آنحضرت کے مکاشفات آپ کے مکتوبات میں مفصل درج ہیں۔

خصائص حضرت مروّج الشریعت رضی اللہ عنہ

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص خدمت سپرد کی۔ تمام اُمت کے احوال کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا آپ کے سپرد ہوا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمائی۔ آپ کا جسدِ مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر سے بنا۔

www.maktabah.org

خاصہ:۔ پروردگار نے آنحضرت کو مروج الشریعت کا خطاب دیا ہے۔

خاصہ:۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ حضرت مروج الشریعت کو اپنے تمام فرزندوں کی نسبت زیادہ محبت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دم اپنے آپ سے جدا نہیں کرتے تھے۔

خاصہ:۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ تمھارے بیٹے میری طرح ہوں گے۔ اِن سے مراد محمد نقشبند اور محمد عبیداللہ ہیں۔

خاصہ:۔ حضرت قیوم ثانیؒ نے آنجناب کو فرمایا تم ہر پہلو سے میرے برابر ہو۔

خاصہ:۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپؒ کو فرمایا تھا کہ میرا اور تمھارا عروج برابر ہے اور میرا اور تمھارا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے۔

خاصہ:۔ آنحضرت کو الہام ہوا کہ تجھے تیرے محل سے تیرے جدامجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقابل میں پہنچایا گیا۔

خاصہ:۔ آپؒ کے چچازاد بھائیوں نے جو پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ بعد میں آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور فیضِ باطنی بھی آپ سے حاصل کیا۔

خاصہ:۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لِئے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اسقدر ہے۔ مجھے حضرت مروج الشریعت اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ صرف اِتنا فرق ہے کہ وہ بیٹے ہیں اور یہ باپ۔ قربِ الٰہی میں دونو کا مرتبہ برابر ہے۔

خاصہ:۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کو مرض کا غلبہ ہوا۔ تو لوگوں نے آپؒ کی صحت کے لِئے دعائیں مانگیں۔ آنحضرت کو الہام ہوا۔ کہ اگر چاہو تو تمھیں شفا دی جائے۔ اور تم سے اس قدر ارشاد ہو جتنا کہ تمھارے باپ دادا سے ہوا ہے۔ لیکن آنحضرتؒ نے

www.maktabah.org

باوجود اس کے تمام کام اپنے بڑے بھائی محمد نقشبند کے حوالے کئے اور خود اس مرض سے وفات پائی۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خصائص، کمالات باطنی اور کرامات حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ یہاں پر صرف چند ایک تبرکاً و تیمناً لکھی گئی ہیں۔ آپ کا وقار و تمکین اس درجہ تھا کہ ایک دن حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ جناب کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ نہ پوچھی۔ پھر بھی ایسا ہی ہوا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے آپ سے وجہ نہ پوچھی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا رنگ بار بار کیوں بدلتا ہے؟ عرض کیا شاید میری پیٹھ میں کوئی کانٹا چبھا ہوا ہے۔ جب کُرتہ ہٹا کر دیکھا تو چار بچھو تھے جنہوں نے کاٹ کاٹ کر ساری پیٹھ چھلنی کر دی تھی۔

ایک دفعہ آپؒ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص ہندی میں لکھا ہوا ایک خط یمن دین کے بارے میں آنحضرت کی خدمت میں لایا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ جو ہندی زبان سے واقف ہو۔ حضرت مروج الشریعتؒ نے اس خط کو پڑھا اور اس کا مطلب بیان کیا حالانکہ آپ ہندی خط کے عالم نہ تھے۔

ایک بار حضرت مروج الشریعت بیت الخلاء میں گئے جب وہاں بیٹھے تو دیوار میں سے ایک سانپ نکل کر آپ کی پیشانی کے بالمقابل آگیا۔ آپ نے بڑے اطمینان سے پائے مبارک سے جوتی اتار کر اس سانپ کو ہلاک کر دیا۔

غصے پر برداشت

میرے (مصنّف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور اس قسم کی یاوہ گوئی کرنے لگا کہ اس کے منہ میں جھاگ آگئی۔ آنجناب خاموش رہے۔ لوگوں

www.maktabah.org

نے اس کا منہ بند کرنا چاہا. مگر آپ نے انھیں روکا. آپ ایک شخص سے پچاس روپے لے کر اس کے پاس گئے "تاکہ اُسے وہ روپیہ دیں اور اس کا غصہ فرو کریں۔

جب اس کے قریب گئے تو اس نالائق نے منہ پھیر لیا اور نماز نفل نیت لی. آپ اسی طرح منتظر کھڑے رہے. اس نے بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ دیر تک آپ کھڑے رہے. جب سلام سے فارغ ہوتا. تو پھر نیت کر لیتا. چند دفعہ اس نے سلام سے فارغ ہو کر پھر نیت باندھ لی. آخر جب نماز سے فارغ ہوا تو آپؓ نے بڑی عاجزی سے اسے فرمایا کہ اب تو غصہ تھوک دو. اور چونکہ تمہارا دماغ خالی ہو گیا ہے. یہ لو روپیہ! اس کے بادام کھانا تاکہ تمھارے دماغ کی کمزوری رفع ہو جائے سبحان اللہ! کس درجہ کی تواضع اور فروتنی ہے۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

کی وفات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپؓ کو تپ دق کا عارضہ لاحق تھا. مرض روز بروز بڑھتا گیا. جو دوا کی جاتی مخالف پڑتی۔ بادشاہ نے ہندوستان. ایران اور دوسرے ملکوں کے طبیبوں کو جمع کیا. سب نے متفق ہو کر علاج کرنا شروع کیا. لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔

مرآت جہاں نما و مرآت العالم میں لکھا ہے کہ جب آپ کے پاس دوا لائی جاتی تو آنجناب فرماتے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ دوا فائدہ نہیں دے گی. لیکن لوگوں کے پاس خاطر کے لیے کھا لیتا ہوں. آپؓ کو براہ باطن معلوم ہو چکا تھا. کہ مرضِ موت ہے. تمام اطباء نے متفق ہو کر کہہ دیا. کہ ہم نے جہان بھر کے بادشاہوں کا علاج کیا اور ان کی خدمت میں رہے لیکن حضرت مروج الشریعت جیسا معتدل مزاج کسی کا نہیں دیکھا۔

کہتے ہیں جب آنحضرت بیت الخلاء میں جاتے تو بدبو بالکل نہ آتی. اور آنجناب کا

www.maktabah.org

بدن مبارک ایسا لطیف تھا۔ کہ جب انار کھاتے تو آپ کا منہ خون آلود ہو جاتا۔

موت کا علم تھا

میرے (مصنفؒ کے) والد ماجد فرماتے ہیں کہ لوگوں نے جب بہت منت و سماجت سے حضرت مروج الشریعت سے عرض کیا کہ آپ اپنی صحت کے لئے توجہ فرمائیں۔ جب توجہ کی۔ تو الہام ہوا۔ کہ اگر تم چاہو تو تمہاری عمر بڑھا دی جائے اور تمہارے ارشاد کو تمہارے باپ دادا کی طرح کر دیا جائے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ کارخانہ اپنے بڑے بھائی حضرت محمد نقشبند کو سونپ دو اور خود دنیا سے سفر کر آؤ۔ چنانچہ آپؒ نے کارخانہ بھائی کے سپرد کیا۔ اور یہ بات اپنے ساتھیوں پر بھی ظاہر کر دی۔

حضرت حجۃ اللہ کو اس بارے میں خط لکھا جس کے آخر پر حسب ذیل دو شعر لکھے ؎

گر بمانیدم زندہ بر دوزیم   ور برفتیم عذر ما بپذیر
جامۂ صبر کز دو چاک شدہ   اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

السلام علیک یا رسول اللہ! کہتے ہوئے موت کو پکارا۔

جب آنحضرتؒ پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ کا بیان ہے کہ حضرت مروج الشریعت کو رخصت کرتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کیا بہتر ہو کہ آنحضرت مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آنحضرت نے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ حضرت حجۃ اللہ سے باطنی رجوع کرنا۔ میری اولاد کی عزت کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ ابنائے جنس میں ذلیل ہوں۔ چند ایک اور نصیحتیں کر کے بادشاہ کو رخصت کر دیا۔

بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امراء آپ کے ساتھ بھیجے۔ جب آپ سنبھالکہ کی منزل پر پہنچے جو شاہجہان آباد سے تینتیس ۳۳ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے۔ تو پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کیا سنبھالکہ فرمایا ہماری منزل موعودہ یہی ہے۔ خبردار ہو جاؤ! سنبھال کے معنی ہندی میں "خبردار ہو جاؤ!" کے ہیں۔ اس منزل کی سرائے کے اس برج میں جو جنوب مشرقی کونے میں ہے اترے۔ صبح کی نماز پڑھ کر مراقبہ کیا۔ اتنے میں آنجناب کے اہلبیت

www.maktabah.org

کی سواری بھی آپہنچی۔ چونکہ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اسی منزل میں فوت ہوئے تھے۔ اس لئے عورتوں کو وہم تھا۔ کہنے لگیں کہ یہاں سے جلدی کوچ کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ اب سواری کی طاقت نہیں رہی۔ پھر لوگوں سے پوچھا کیا اشراق کا وقت ہوا ہے عرض کیا "جناب! ہوگیا ہے"۔ آنحضرت نے بڑی احتیاط سے تیمم کر کے نماز کی نیت کی۔

میرے (مصنفؒ کے) جد امجد ترویحہ میں لکھتے ہیں کہ جب آنجناب نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس وقت میں آپ کے پاس ہی تھا۔ پھر ہاتھ کھول کر تکیہ پر پیٹھ لگائی۔ لیکن لبیں متحرک تھیں۔ میں نے کان لگا کر سنا تو آپ قل ہو اللہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں پھر ہاتھ باندھ کر قدرے سیدھے ہو کر بیٹھے اور "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!" کہہ کر رحلت فرمائی۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ ؎

آنحضرت اہل یقین و مرشد ارباب دیں ۔۔۔ بر بست رخت زندگی زیں تنگنائے سفلیں
از دیدہ ہا شد خوں رواں و زماتمش اندر جہاں ۔۔۔ پوشیدہ ہر کس در بدن پیراہن بے آستیں
افسوس زاں پیر جواں اندر دل پیر و جواں ۔۔۔ داغ فراق او بجاں جا کردہ چوں نقش نگیں
تا شد رواں او از جہاں گشت دے دہر و زماں ۔۔۔ یارب شفیع ماکنی آں پیر را ، در زپسیں
گفتم کہ کے شد زیں جہاں تف بر آور دایں فغاں ۔۔۔ در یک ہزار ہشتاد و سہ شد عازم خلد بریں

صوفی شاہ محمد نے کہا کہ ہم نے سنا تھا جو شخص صاحب طینت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے آخری وقت میں ضرور اس کے پاس جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف آور ہوتے ہیں۔ سو حضرت مروج الشریعت کی بابت ہم نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

آپ کے جنازے سے شیعوں کو ہٹا دیا گیا

اسی برج میں آپ کو غسل دے کر نعش مبارک سرہند لائی گئی۔ کفن حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت قیوم ثانی کی طرح آپ کو پہنایا گیا۔ نعش اٹھاتے وقت بعض ایسے آدمی بھی شامل تھے۔ جن پر رفض کا شبہ تھا۔ جنازہ ان کے ہاتھ سے اوپر کو اٹھا تو انہیں ہٹا دیا گیا۔ آنحضرتؓ کے

www.maktabah.org

خاص مرید اور خلفاء جنازہ اٹھا کر سرہند گئے۔

ترویحہ میں لکھا ہے کہ جس برج میں آنحضرت کا وصال ہوا تھا. لوگوں نے اس مقام کی قدر نہ کی. ایک سپاہی کو وہاں ٹھہرایا گیا. اور اس کے گھوڑے کو بھی وہاں باندھا حضرت مروج الشریعت نے رات کو خواب میں اس سپاہی کو ناراض ہوکر فرمایا کہ یہاں سے دور ہوجا. یہ میرے نہلانے کا مقام ہے. پھر اسے زمین پر دے پٹکا اور اس مکان والوں پر بہت غصے ہوئے کہ تم نے میرے مغسل کی حرمت نہیں کی. آپ نے مارپیٹ بھی کی. حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے اور عالم بیداری میں بھی زدوکوب کا درد محسوس کرنے لگے۔

وہ سپاہی بہت پشیمان ہوا.

اسی وقت اٹھ کر اور جگہ رات بسر کرنے کے لئے چلا گیا. اور وہاں کے آدمیوں کو ملامت کی کہ مجھے ایسے متبرک مقام میں کیوں اتارا. اور پھر اپنا خواب بیان کیا. بعد میں برج کو صاف کر کے وہاں طرح طرح کی خوشبودار چیزیں رکھیں. اور وہاں مزار بنا دیا. اور ہر روز اس مکان کی خدمت کرنے لگے. حد سے زیادہ ادب بجالانے لگے۔

آج کل وہ مقام زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔

جنازہ سرہند میں پہنچا تو کہرام مچ گیا.

مختصر یہ کہ آنحضرت کی میت مبارک کو سرہند لایا گیا تو پہنچنے سے پہلے لوگ ضیافت و مہمانداری کے سامان تیار کرنے میں مشغول ہو گئے. پہلے روز حضرت شیخ سیف الدین نے ضیافت کی تیاری کی. والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھ کر ضیافت کی صلاح کی. کہ اتنے میں یہ دہشت ناک خبر آن پہنچی لوگوں کی خوشی کی صبح شام غم میں بدل گئی.

والدہ محترمہ نے خود کو کنوئیں میں گرانا چاہا. لیکن حضرت شیخ سیف الدین نے پکڑ لیا. حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سن کر بے ہوش ہو گئے. حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند بھی نعش کے استقبال کے لئے آئے. اور بڑی عزت سے شہر میں لائے. اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے

www.maktabah.org

گنبد کے اندر مشرق کی طرف دفن کیا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ ہجری جمعہ کے دن اشراق کے وقت ہوا۔ جیسا کہ اس تاریخ سے ظاہر ہے ع

قطب عالم برفت از عالم

آنحضرت کی وفات کے تیسرے دن وصیت کے مطابق آپ کے سارے خلفاء اور مریدوں نے حضرت حجۃ اللہ سے بیعت کی اور ان کے مرید ہو گئے۔

اورنگ زیب مروج الشریعۃ کی وفات پر رو دیا

جب بادشاہ کو آنحضرت کے وصال کی خبر ملی۔ تو سخت افسوس کر کے کہا کہ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ "۔ یعنی جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ زمین پر بہت دن رہتا ہے۔ جو نفع حضرت مروج الشریعت کی ذات مبارک سے پہنچا ہے۔ اس قدر کسی سے نہیں ہوگا۔ یہ جوانی کی حالت میں کیوں فوت ہو گئے۔ سنبھالکہ میں ضرور کوئی چیز ہے کہ دو جوان بزرگ یہاں فوت ہوئے۔ ایک خازن الرحمت اور دوسرے مروج الشریعت رضی اللہ عنہ۔

شاہزادہ معظم نے سرہند میں آکر اظہار افسوس کیا

بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے بھیجا۔ اور آنحضرت کے فرزندوں کو بلایا۔ شاہزادہ سرہند میں آکر ماتم پرسی کے لوازمات بجالایا۔ اور آپؒ کے فرزندوں کو واپسی پر اپنے ساتھ لایا۔ اورنگ زیب نے انھیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ خاص قلعہ کے اندر اس محل میں ٹھہرایا جہاں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ رہتے تھے اور خود مخدوم زادوں کی خدمت میں آکر فاتحہ پڑھی۔ جس طرح آنحضرت سے سلوک کرتا تھا۔ اسی طرح آپ کے فرزندوں سے کیا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ دنیا سے تین جوان عجیب گئے۔ اگر ان کی عمر زیادہ ہوتی تو جہان کو ان سے زیادہ فائدہ پہنچتا۔

www.maktabah.org

ایک میرے بھائی مروج الشریعت دوسرے شیخ سیف الدین تیسرے فرزند ابوالعلی رضی اللہ عنہ۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت ہیں۔ ایک جلد مکتوبات دوسرے رد فخرالدین رازی۔ ابن ہمام نے حنفی مذہب کی تقویت کے دلائل لکھے ہیں ان کا رد فخرالدین رازی نے لکھا اور فخرالدین رازی کا رد آپ نے لکھا۔ اور بھی آپ کی بہت تصنیفات ہیں۔ آپ کی عمر چوالیس ۴۴ سال کی تھی۔ آنجناب کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے اسماء یہ ہیں۔ عبدالرحمن، عبدالرحیم۔ یہ دونوں لڑکپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت شیخ محمد ہادی، حضرت خواجہ محمد پارسا۔ اور شیخ محمد سالم۔ بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں۔ فضل النساء شائستہ بیگم اور حسن النساء۔

حضرت ابوالحسن تاج الدین شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ

آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ۱۰۶۲ھ ہجری کو ماہ رمضان میں پیدا ہوئے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طے کیا۔ آنجناب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مختار بشارات عنایت کیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری باطنی توجہ آپ کو دی۔ اس کے بعد کسی کو نہ دی۔ حدیث اور تفسیر کا سبق بھی حضرت قیوم ثانی نے آپ پر ہی ختم کیا۔ پھر کسی کو سبق نہ دیا۔

ایک روز حضرت مروج الشریعت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے اس وقت اپنے پوتے محمد ہادی کو بلا کر توجہ باطنی دی۔ توجہ دینے کے بعد حضرت مروج الشریعت کے کان میں کچھ فرمایا۔ جب حضرت حجۃ اللہ حضرت ہادیٔ زمانہ کو عمدہ بشارات دے رہے تھے فرمایا کہ تمھارے بارے میں میں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے وہ بات سنی ہے جس کے باعث اللہ تعالےٰ نے تمھیں تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ سو وہ بات اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ظاہر کرے گا۔ حضرت ہادی صاحب حضرت قیوم ثانی کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار سے بھی خلافت پائی۔ اور والد کے بعد اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ

www.maktabah.org

قیوم ثالث کے مرید ہوئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص اور کمالات اخذ کئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو نیابت قیومیت عنایت فرمائی۔

شیخ محمد ہادی حضور نبی کریم کی سواری کے میر ساماں تھے

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری دیکھی ہے جس کے آگے آگے میرے فرزند محمد ہادی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں سنہری عصا لئے انتظام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے محمد ہادی کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میر ساماں مقرر فرمایا ہے۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو ولایت صغریٰ۔ کبریٰ اور علیا۔ کمالاتِ نبوت۔ کمالات رسالت۔ اور حقیقتِ کعبہ۔ حقیقت قرآن حقیقتِ صلوٰۃ خلعت محبوبیت ذاتی بہ ضمنیت اور حضرت قیوم اوّل کے اور خصائص عنایت فرمائے۔ اور سرہند کے سارے علاقہ کی قطبیت سہارنپور تک عطا فرمائی۔ آپ نے علم ظاہری بدرجہ کمال حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کا علم وفضل اسلافِ مجتہدین کا ساتھا۔

شیخ محمد ہادی مجتہدِ وقت تھے

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عم محترم شیخ محمد ہادی علم ظاہری میں مجتہد وقت تھے۔ اور علم باطنی میں تمام اولیائے امت سے ممتاز تھے۔ آنجناب رضؓ نے اپنی طرف سے قرآن شریف کی تفسیر لکھنی چاہی "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کی تفسیر میں چالیس جلدیں لکھیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی تفسیر لکھنے کو حضرت نوح علیہ السلام کی سی عمر درکار ہے صرف بسم اللہ شریف کی تفسیر پر اکتفا کر کے اس کتاب کا نام "بسمل" رکھو۔

ایک دفعہ میر محمد نعمان کے پوتے میر اسمٰعیل کو علم تصوف میں چند ایک شبہات واقع ہوئے۔ آنجناب سے اس نے ان کا جواب پوچھ بھیجا۔ آپ نے قاصد کو فرمایا "بیٹھ جاو!

www.maktabah.org

میں ابھی ان کا جواب لکھ دیتا ہوں۔ لکھنا شروع کیا تو پینتیس جلدیں لکھیں۔

شیخ محمد ہادی کی تصانیف

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ ایک کواکب دریہ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کے حالات لکھے ہیں۔ اس کے پانچ دفتر ہیں۔

حجۃ الاحمدیہ بھی اپنے مشائخ کے احوال میں لکھی ہے۔ تردیحہ میں حضرت مروج الشریعت کے حالات مندرج ہیں۔ تجدید احوال میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید کا بیان ہے نصوص الدقائق جو نصوص الحقائق کے جواب میں لکھی ہے۔ معقول و منقول کی تمام کتابوں پر حاشیے اور ان کی شرح لکھی ہیں۔ آنحضرت اپنے مشائخ کے احوال لکھنے میں حد سے زیادہ مصروف تھے۔

آپ کا ایک مسئلہ اعتقاد یہ ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے دوسرے سفر سے سمندر پار ہوئے تو آپ آنحضرت کے استقبال کے لئے سرہند سے روانہ ہوئے۔ اس وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بادشاہی لشکر میں تشریف لائے تھے۔ آپ بھی وہیں حاضر خدمت ہو گئے بادشاہ نے بڑے بڑے امراء کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔

سلطان الاولیاء حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ عم محترم شیخ محمد ہادیؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں شاہی لشکر میں داخل ہوا۔ اور لوگ میرے استقبال کے لئے آئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ تو مشیخیت کی اس شان و شوکت کے ساتھ جا رہا ہے۔ اگر حضرت حجۃ اللہ نوکروں کو حکم کر دیں کہ تجھے جوتیاں مار کر لشکر سے نکال دیں۔ تو جو اعتقاد تجھے آنحضرتؓ پر ہے۔ اس میں کچھ فرق آئے یا نہیں۔ جب خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس عقیدے میں بال برابر فرق نہیں آئے گا۔ بلکہ زیادہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہے۔ وہی میرے واسطے کرتے ہیں۔

ایک نو وارد مرید پر توجہ

میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ حضرت ہادیؒ زمانہ کابل جا رہے تھے اور ہم بھی ساتھ تھے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے۔ تو دور

www.maktabah.org

سے ایک سوار دکھائی دیا۔ جس کے ہاتھ میں حلوے کا بھرا ہوا ایک تھال تھا۔ اس نے آکر کہا میں نے آج حضرت مجدد الف ثانی کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ کل ہمارے فرزند فلاں مقام پر آئیں گے۔ تم نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہونا ہوگا۔ پھر اس فرزند کی شکل و صورت بیان فرمائی۔ میں حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب آپ کو دیکھا تو وہی شکل و صورت تھی جو آپؒ نے فرمائی تھی۔ پھر اعتقاد کامل سے مرید ہوا۔ جب آنجناب نے القائے نسبت کیا۔ تو وہ اپنا سر پتھروں اور درختوں پر پٹکتا تھا۔

تاجر کا گم شدہ خچر میرے والدِ ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفر میں ایک سوداگر آپ کے ساتھ تھا۔ اثنائے راہ میں اندھیری رات کو سونے سے لدی ہوئی ایک خچر گم ہو گئی۔ اس سوداگر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حالت عرض کی۔ آپؒ نے اس کے حق میں دعا کی۔ اور توجہ کے بعد فرمایا کہ فلاں مقام پر خچر درخت سے بندھی ہوئی ہے۔ جب اس مقام پر جا کر دیکھا۔ تو واقعی خچر ایک درخت سے بندھی ہوئی تھی۔

ایک کشتی منجدھار میں میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ایک کشتی جس میں آنجناب بھی سوار تھے۔ عین منجدھار میں ٹوٹ گئی۔ لوگ ڈوبنے کے قریب تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ کشتی پر سے اتر جاؤ۔ لوگ اترنے سے ڈرتے تھے لیکن آپ کے حکم سے اُترے دریا کا پانی لوگوں کو گھٹنوں تک آیا۔ آنجناب کی توجہ شریف سے لوگوں نے نجات پائی۔

میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریائے سندھ میں آنجناب کشتی پر سوار تھے کوہِ جلالہ کے نیچے ایک بھنور میں کشتی پھنس گئی۔ جب کشتی اس مقام پر پہنچتی ہے تو ضرور بالضرور غرق ہو جاتی ہے۔ لوگ گھبرائے۔ آنجناب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کشتی اس بھنور سے نکل کر کنارے پر پہنچ گئی۔

www.maktabah.org

غازی الدین کو فتح کی خوشخبری

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غازی الدین خاں سپہ سالار شاہ ہند نے غنیم پر فوج بھیجی۔ مدت گذر گئی لیکن اس فوج کی کوئی خبر نہ ملی۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں اپنی پریشانی عرض کی۔ آپؓ نے توجہ فرماکر خوشخبری دی کہ تین دن بعد فتح کی خبر آئے گی۔ جب تیسرا دن ہوا تو واقعی دوپہر کے وقت فتح کی خوشخبری پہنچ گئی۔

میرے والد محترم فرماتے ہیں کہ آنحضرتؓ نے بہادر شاہ کے بڑے لڑکے شاہزادہ معزالدین کو خوشخبری دی کہ باپ کے بعد حکمران تم ہی ہوگے۔ واقعی بہادر شاہ کے بعد معزالدین ہی تخت نشین ہوا۔

حضرت کا غصہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص خادم محمد عیسٰے کا بیان ہے کہ آنحضرت اپنی عمر کے آخری سال ایک گاؤں میں جو بطور اخراجات خانقاہ مجددیہ کو ملا ہوا تھا۔ تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے روپیہ دینے میں ٹال مٹول سے کام لیا۔ آپ نے ناراض ہوکر فرمایا کہ خدایا! نہ یہ گاؤں رہے نہ یں رہوں۔ اس بات کو سال بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ وہ گاؤں اس طرح اُجڑا کہ آج تک آباد نہیں ہوا۔

تین بار آواز دینے سے مُردہ زندہ ہو گیا

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ آنجناب کا ایک مرید فوت ہو گیا۔ آنحضرت نے اس کے پاس جاکر اس کا نام لے کر پکارا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ مُردہ ہے۔ آپؓ نے جھڑک کر اُسے خاموش کر دیا۔ اور پھر اُسے پکارا۔ تین دفعہ آواز دینے کے بعد وہ شخص زندہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔

حضرت ہادئ زمانہ بہت رقیق القلب تھے اگر کسی بچے کو روتا دیکھتے تو خود بھی آبدیدہ ہو جاتے اور جس طرح ہو سکتا اُسے رونے سے روکتے اور بچوں کو رونے سے روکنے کے لئے کئی کئی ختم کراتے تھے۔

www.maktabah.org

چور کو سارا مال بخش دیا

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کے مال میں سے بہت سا روپیہ اور جواہرات چرا لیئے۔ جب اُسے پکڑ کر آنحضرت کے پاس لایا گیا۔ تو اس نے اقرار کیا کہ میں نے چرا کر وہ روپیہ وغیرہ فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔ جب اس نے اتنا کہا تو آنجناب رو دیئے اور فرمایا کہ جا میں نے تجھے وہ مال بخشا۔

جب وہ چلا گیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب اس نے اقرار کیا کہ میں نے چرایا ہے تو معلوم نہیں اس کے دل پر کیا گذری ہو گی؟ اسی بات کا میرے دل پر اثر ہوا۔

گورو گوبند سنگھ کی ملاقات سے انکار

ایک دفعہ گرو گوبند سنگھ نے جسے تمام ہندو اوتار مانتے تھے۔ آنحضرت کو کہلا بھیجا کہ میں آپ کے سلام کو آنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اپنے ساتھ برابر بٹھائیں اور میرا اسلام منظور کریں تو میں ایک ہزار روپیہ نذر کے طور پر دوں گا۔ آپ نے قبول نہ کیا۔

بیماری میں دُعا

ہر سال آنجناب کی پُشت اور گردن پر آبلے ہو جایا کرتے تھے۔ اور دوا لگانے سے آرام ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب آبلے نکلے۔ تو علاج کے باوجود کچھ افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے دن تھے۔ کہ اس مرض کا آپ پر غلبہ ہوا۔ ہر روز بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگتے، کاش! میں ان دنوں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہو جاؤں آپ کو جناب سید الکونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت حد سے زیادہ تھی۔

عید میلاد النبیؐ کی تقریبات کا اہتمام

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا شیخ محمد ہادی نے مجھے فرمایا کہ میں حضرت مروج الشریعت کا عرس ۱۹ ربیع الاوّل کو بڑے پر تکلف انداز میں کیا کرتا تھا۔ مجھے الہام ہوا کہ اسی مہینے میں ہمارے محبوب کا عرس ہے اور اسی میں تیرے باپ کا۔ تو اپنے باپ کا عرس کرتا ہے لیکن ہمارے محبوب کا عرس نہیں کرتا۔ یہ الہام ہوتے ہی مجھ پر رعب سا چھا گیا۔ میں

www.maktabah.org

نے ۱۲، ربیع الاوّل کو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا عُرس مقرر کیا اور جو ثواب مجھے اس عرس سے حاصل ہوا اُسے میں نے اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا۔ ۱۹، ربیع الاول کو بھی طعام پکاکر لوگوں کو تقسیم کیا۔

جب ربیع الاوّل کی گیارھویں تاریخ ہوئی۔ تو آنحضرت پر مرض کا غلبہ بہت تھا آپ کی پیشانی پر ورم ہوگیا۔ اپنے فرزند کو بلاکر فرمایا۔ کہ میری یہ حالت ہوگئی ہے۔ تم جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس بدستور کرنا۔ اس کام سے جلدی فارغ ہونا کیونکہ اور کام درپیش ہے صاحبزادوں نے حسب الارشاد بارہویں ربیع الاوّل کی رات شہر کے تمام آدمیوں کو عرس کے لیئے بلایا اور طرح طرح کے کھانے حلوے عطریات میوے اور سامانِ عرس مہیا کیا۔ عشاء کے بعد تیسرا حصّہ رات گذرنے پر عرس سے فارغ ہوئے تو سب وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے سب کو رخصت کیا۔

شیخ ہادی کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جب لوگ چلے گئے تو آنجناب نے لباس تبدیل کیا اور پیشاب کرنے اُٹھے۔ جب پیشاب کرنے لگے تو فرمایا اللہ اکبر! اسی وقت کا ڈر تھا پیشاب نہ کیا۔ پھر چارپائی پر تکیہ لگایا۔ سورۃ یٰسین پڑھنا شروع کی۔

اتنے میں پھر بڑے بڑے حضراتِ احمدیہ و معصومیہ جمع ہوگئے کسی نے آپ کو ان کے آنے کی اطلاع دی۔ آنحضرت نے ان کی تعظیم کے لیئے اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور سورۃ یٰسین پڑھتے رہے۔ ابھی سورۃ ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئے۔ اور اپنی جان کو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کردیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱۲۱؁ ہجری کو ہوا۔ جیساکہ ذیل میں دو تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ "ہیہات برفت ہادی"۔ اور "افسوس کہ رفت امام الاسلام"۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر جنوب کی طرف مدفون ہوئے آپکی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

جنابؒ محمد بشیر رحمۃ اللہ

آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے پہلے فرزند ہیں۔ جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آپ شکم مادر میں تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس شکل وصورت کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ بعینہٖ اسی شکل وصورت کا لڑکا پیدا ہوا۔ اس لئے آپ کا نام محمد بشیر رکھا گیا۔ لیکن آپ لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے۔

جناب شیخ محمد مبینؒ

آپؒ حضرت شیخ محمد ہادی کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ۔ عالم عامل۔ صالح۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور آنحضرت کے ساتھ حج کو گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو تینوں ولایتوں (صغرٰے کبرٰے علیا) اور کمالات نبوت کی خوشخبری دی۔ ظاہری علم کو بھی مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا۔ قیوم ثالث کے بعد اپنے باپ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ اور فنائے اتم۔ بے نفسی اور زوال عین حاصل کیا۔

۱۱۴۹ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے آپ دنیا سے لاولد گئے۔

حضرت ابو العباس بدر الدین شیخ حسن احمد قدس سرہٗ

آپ حضرت ہادی زمانہ کے تیسرے فرزند ہیں آپ ۹، صفر ۱۰۹۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔

میرے (مصنف کے) دادا صاحب اپنی بیاض میں لکھتے ہیں کہ میرے فرزند عزیز حسن احمد کی شب پیدائش کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمھیں مبارک ہو تمھارے بھتیجے محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ ہم نے اس کا نام احمد مقرر کیا ہے۔ اس واسطے اس پر اضافہ کر کے حسن احمد۔ نام اور ابو العباس کنیت اور بدر الدین لقب مقرر

www.maktabah.org

کیا ہے۔ آنجناب کی تاریخ ولادت شیخ حسن احمدی سے نکلتی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ انھوں نے آپ کو ولایت احمدی کی خوشخبری دی۔ آپؒ کمالات نبوت میں راسخ قدم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ حضرت قیوم اولؒ کے مکتوبات کے معارف جاننے میں یگانہ روزگار تھے۔

ایک مفلوک الحال مغل کی قسمت بدل دی

ایک دفعہ پشاور میں ایک مغل نے آپ کی خدمت میں اپنی تنگی کا ذکر کیا۔ اور توجہ کے لیے التماس کی۔ آنحضرتؒ نے پوری توجہ سے اس کی حاجت براری کے فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالے تمھیں بہت مال و دولت عنایت کرے گا۔ اور تمھارے وسیلے سے ہزاروں لوگ امیر کبیر اور صاحب دولت بن جائیں گے لیکن جتنی جلدی ہو سکے شاہجہان آباد چلے جاؤ۔ دوسرے دن حسب الارشاد شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ جب وہاں پہنچا تو بعض آدمی اُسے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے اُسے دیکھتے ہی مہربان ہو کر بہت انعام و اکرام دیا اور اپنے امیروں میں شامل کر لیا۔ ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ بادشاہ کا ایک بڑا امیر بن گیا۔

ایک دفعہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لایا۔ جو قریب المرگ تھا۔ اور آپ سے اس کی شفا کے لئے درخواست کی۔ آپؒ نے قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ کر دم کیا۔ تو ایک گھڑی بعد اسے آرام ہو گیا۔

امراء کی جنگوں کی نگرانی

ایک دفعہ بادشاہ کے دو امیروں میں دشمنی ہو گئی۔ اُن میں سے ایک لڑکا آپ کا مخلص تھا۔ وہ اپنے باپ کی فتح کے لئے ہر روز آنجناب کی خدمت میں عرض کرتا۔ ایک رات اس کی التماس کے مطابق توجہ فرمائی تو صبح کو فرمایا کہ میں نے فلاں شخص کے باپ کے لئے استخارہ کیا ہے معلوم ہوا ہے کہ دوسری طرف غالب رہے گی اور فتح اسی کی رہے گی۔ لیکن اس لڑکے کو اس لئے نہ کہا کہ اس کا

www.maktabah.org

دل ٹوٹ جائے گا۔ ابھی ایک مہینہ گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ اس امیر کے شہید ہونے کی خبر پہنچ گئی۔ جب کہ توران کے مغلوں اور قطب الملک عبداللہ خان اور حسین علی خاں میں سخت دشمنی تھی اور تورانیوں کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی۔ ان دنوں بعض افراد نے آنجناب ؒ سے عرض کیا۔ کہ اس کا انجام کیونکر ہو گا؟ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام ہندوستان مغلوں سے پُر ہو گیا ہے۔ اور ان کے مخالف مغلوب ہوئے ہیں۔ چندروز بعد حسین علی خاں مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور عبداللہ خاں گرفتار ہو گیا۔

بیٹی پر جان نثار کردی

آنجناب کی منجھلی لڑکی دائم المریض تھی۔ ایک دفعہ جب لڑکی پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو اس کے پاس جاکر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا "اے بارخدایا! اگر فی الواقعہ اس کی اجل آگئی ہے تو مجھے اس کے بدلے اُٹھالے۔" یہ کہتے ہی آپ کو تپ ہو گیا۔ اسی تپ سے چھٹے روز وفات پائی۔ آپ کا وصال ۱۱۳۹ھ ہجری سوموار کی رات کو ہوا۔

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی خبر ملی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ جو محبت مجھے بھائی حسن احمد سے تھی۔ اس کا عشر عشیر بھی اور کسی سے نہیں تھی۔ اچھا بھائی جان! اگر تم چلے گئے ہو، تو لو ہم بھی آئے۔ اس واقعہ کے تین سال، تین ماہ اور تین دن بعد آنحضرت کا بھی وصال ہو گیا۔ پھر شیخ حسن احمد کی نماز جنازہ ادا کر کے نعش مبارک کو سرہند بھیج دیا گیا جس کے استقبال کے لئے شہر کے تمام امیر و غریب آئے اور بڑی شان و شوکت اور عزت و احترام کے ساتھ شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف گنبد کے اندر دفن کیا۔ میں اس وقت کوہ کمایوں کی تلیٹی میں تھا۔ کہ وحشت ناک خبر سُنی گھبرا کر حواس باختہ ہو گیا۔ آنجناب کی عمر شریف ساٹھ سال تھی۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ محمد احسن سلمہ ربہٗ

آپ حضرت شیخ حسن احمد کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ ؒ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ ظاہری اور باطنی قابلیت عقلمندی اور دانائی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا جن کی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ اور حضرت قیوم ثالث ؒ نے پرورش کی تھی۔ اور حضرات سرہند کے سردار تھے۔ لڑکپن ہی سے آپ پر حد سے زیادہ مہربان تھے۔ انھوں نے کمال مہربانی سے آپ کو القائے نسبت کیا۔ اور توجہ باطنی عنایت فرمائی۔

حضرت محمد انور غلام زبیر رحمہ اللہ

آپ ؒ شیخ محمد احسن کے فرزند تھے پہلے آپ کے ہاں لڑکا ہوا تو چھٹے روز فوت ہوگیا۔ آپ بڑے غمگین ہوئے۔ مَیں (مصنف)، نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا تو آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو تمھارے ہاں ایک اور لڑکا ہوگا۔ اسی سال آنجناب کی توجہ سے یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ اللہ اور میرے والد بزرگوار نے غلام زبیر رکھا۔

حضرت محمد منور غلام عروۃ الوثقیٰ رحمہ اللہ

آپ شیخ محمد احسن کے دوسرے فرزند تھے لیکن بچپن ہی میں فوت ہوگئے۔

حضرت شیخ محمد کریم رحمہ اللہ

آپ شیخ محمد احسن کے تیسرے فرزند ہیں نہایت صالح اور صاحب کمال ہوئے۔

شیخ محمد احسن کی ایک لڑکی منورہ نام کی تھی جو جلد ہی فوت ہوگئی تھی۔

شیخ محمد محسن رحمہ اللہ

آپ حضرت شیخ حسن احمد کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے ولی اور متقی ہیں۔ سلوک باطنی حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کیا۔ آپ لڑکپن ہی سے آنحضرت کے منظورِ نظر تھے خصوصاً آخری عمر میں کوئی شخص بھی آپ کے قرب میں نہ تھا۔ آپ کے حالات اس کتاب کے

www.maktabah.org

چوتھے حصّہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا کے حالات میں لکھے جائیں گے۔

آپ کی دو لڑکیاں ہیں ایک معصومہ بیگم۔ دوسری نعیم النسار۔ محمد فاروق غلام قیوم شیخ محمد محسن کے تین بیٹے تھے۔ ایک محمد فاروق، دوسرے محمد، تیسرے محمد حسین اور چار لڑکیاں تھیں ایک عزیز النسار، دوسری زینت النسار تیسری نعیم النسار اور چوتھی کریم النسار۔ اس بیٹے کو میں نے تبرکاً متبنیٰ کیا ہے۔ لیکن ابھی چھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اپنے اباؤ اجداد کے کمالات کا وارث بنائے (آمین)

صاحبِ کتاب ابوالفیض کمال الدین محمد احسان عفی عنہ

گو اس فقیر میں اتنی لیاقت تو نہیں کہ اپنے آپ کو آنجناب کی کی اولاد میں شمار کرے لیکن کیا کروں نہ تو حقیقت سے آنکھیں بند کی جاسکتی ہیں نہ قطع نسل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بعض بنی اسرائیل کافر ہو گئے لیکن حق تعالیٰ نے پھر بھی انھیں یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے نام سے یاد کیا ہے۔

میں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں۔ لڑکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ اور عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا۔ بعدازاں آنجناب نے مجھے خلافت دے کر مشرق کی طرف بھیجا۔ ایک مدت تک وہاں رہ کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ نے پھر دوبارہ اسی طرف جانے کا حکم دیا۔

حسب الارشاد میں اس طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں معلوم ہوا کہ آنحضرت عنقریب دُنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ گھبرا کر بہت جلدی پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واقعی ڈیڑھ ماہ بعد امام زمان اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ میں آنجناب کی نعش مبارک کے ساتھ سرہند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار فائض الانوار پر رہا۔ پھر ایک بار مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ میں نے دو سال بعد جب غم والم میں قدرے تخفیف ہوئی تو اس کتاب کو تالیف کرنا شروع کیا۔ امید قوی ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کی توجہ شریف سے ایمان سلامت لے جاؤں گا۔

www.maktabah.org

میری اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام محمد غلام مجدد ہے جو ۱۱۶۴ھ ہجری کو پیدا ہوا۔ چنانچہ اس کی تاریخ ولادت " باہزاراں برکات مبارکباد" ہے۔ اس بچے کی ولادت مسلمانوں کے حق میں نہایت مبارک ہوئی۔ کیونکہ ان دنوں کافروں نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اس فرزند کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو کافروں کے پنجے سے نجات دلائی[1]۔ مجھ پر بھی ظاہری اور باطنی برکات کا ظہور ہوا۔ اس لئے اس کی کنیت ابوالبرکات، لقب شمس الدین اور نام محمد عرف غلام مجدد مقرر کیا گیا۔

سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار اس کی پیشانی سے نمایاں ہیں۔ پیشانی پر کا نشان نور کی طرح چمکتا ہے۔ استعداد نہایت اعلیٰ درجے کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے چراغ ہوگا اور اس سے

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا جب سکھا شاہی کے جارحانہ حملوں سے سرہند شہر کی اینٹ سے اینٹ بج چکی تھی۔ پنجاب کے مختلف علاقوں سے سکھوں کی مثلیں مسلسل سرہند پر حملہ آور ہوتیں یہ سکھ شہر کو لوٹتے مسلمانوں کو قتل کرتے حتیٰ کہ جانوروں اور مویشیوں تک کو نیست و نابود کر دیتے۔ مغلیہ حکومت دفاعی قوت سے محروم ہو چکی تھی۔ اس کے عیاش حکمران اپنی سلطنت کا تحفظ کرنے سے عاجز تھے۔ ۱۱۶۴ھ ہجری میں سکھوں کی کثیر التعداد فوج نے سرہند کا محاصرہ کر لیا۔ دور دور تک کھیتیاں ویران کر دی گئیں اور مسلمانوں کو چن چن کر قتل کیا جانے لگا۔

قاضی نور محمد مؤلف "جنگ نامہ" کے مطابق اسی سال (۱۱۶۴ھ) احمد شاہ ابدالی کے ساتویں حملے کے لشکر کے ساتھ جب سرہند پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سرہند کا پورا شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے۔ وہ ان کھنڈرات پر دیر تک گھومتا رہا۔ مگر اُسے سوائے گدھوں اور اُلوؤں کے کوئی جانور بھی نظر نہ آیا۔ سرہند کے دیہات میں دور دور تک سکھ چھائے ہوئے تھے۔ احمد شاہ ابدالی کے آنے پر یہ حملہ آور بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ یہ وہ زمانہ پرآشوب ہے جب ہمارے مؤلف کے ہاں غلام مجدد پیدا ہوئے۔ وہاں چند مجددیوں کے گھر خانقاہ کے اردگرد آباد تھے۔ احمد شاہ کی آمد پر چند مسلمان پھر سے سرہند میں آئے اور سکھ بھاگ گئے۔ (جنگ نامہ گنڈا سنگھ صفحہ ۱۲۸)

www.maktabah.org

ایک جہان منور ہوگا۔ اے پروردگار! اس فرزند کی عمر اپنے حبیب کے صدقے دراز کرنا اور خلق میں سے سب سے صالح اور حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کا وارث بنانا (آمین)

لڑکیوں میں سے ایک بادشاہ بیگم تھی جو شیرخوارگی کی حالت میں فوت ہوگئی تھی۔ دوسری حضرت بیگم اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے۔ (آمین)

میرے قبلہ گاہ شیخ حسن احمد کی آٹھ لڑکیاں تھیں ایک ام کلثوم اختر افروز بیگم جو حضرت محمد اشرف کے پوتے محمد شاہ نور کی منسوبہ تھی۔ اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اُمت النبی دوجہہ النساء۔ دوسری میمونہ جو شیخ جلال الدین سے منسوب تھی۔ تیسری ام حبیبہ۔ بشرہ جو شیخ اسد اللہ کی منسوبہ تھی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مبارک اللہ ہے۔ باقی لڑکیاں بچپن ہی میں فوت ہوگئی تھیں۔ ان کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔ بدر النساء نشاط۔ مبارک النساء۔ دہر آرائے۔ رابعہ۔

حضرت خواجہ نور الصمد رحمہ اللہ حضرت شیخ محمد ہادی کے چوتھے فرزند ہیں۔ سلوکِ باطنی حضرت حجۃ اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو کمالاتِ نبوت کی خوشخبری دی تھی خواجہ نور الصمد نہایت عزیز الوجود تھے۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔

جناب نور الرحمان آپ خواجہ نور الصمد کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک شیخ ضیاء الدین یوسف کی خدمت سے حاصل کیا۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔

جناب نور السبحان آپ خواجہ نور الصمد کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان تھے۔ لیکن عالمِ جوانی ہی میں فوت ہوگئے۔

جناب محمد اکبر آپ نور السبحان کے فرزند ہیں۔ لیکن بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ عمر دراز کرے اور نیک بنائے۔

خواجہ نور الصمد کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک جہاں آرا بیگم۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

کے پوتے شیخ محمد عبد اللہ سے منسوب تھی۔ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ علیم اللہ وغیرہ دوسری لڑکی گیتی آرائے محمد احسن اللہ سے منسوب تھی۔

حضرت محمد رضا اللہ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے پانچویں فرزند ہیں۔ سات سال کی عمر میں دکن میں فوت ہو گئے۔ نعش مبارک سرہند لا کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کی گئی۔

حضرت شیخ محمد برکت اللہ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ سیاحت بہت کی۔ چنانچہ ایران و توران۔ یمن۔ عرب۔ روم۔ شام وغیرہ ملکوں کی سیر کی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ سے باطنی فیض حاصل کیا۔ جہاں گئے نکاح کیا۔ جب روم گئے تو بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اپنی لڑکی مجھے دو۔ بادشاہ نے بڑی تدبیریں کیں کہ آپ کو تکلیف دے لیکن اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان بارگاہ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے اور ہزاروں آدمی ہاتھوں میں سنہری عصا لیئے ہوئے اس کے گرد کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ معصومی بارگاہ ہے۔ اور اس تخت پر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ بادشاہ نے بارگاہ کے اندر جانا چاہا لیکن حضرت امام معصوم نے فرمایا "اسے نکال دو! کیونکہ اس نے میرے فرزند کی حرمت نہیں کی۔ جب بیدار ہوا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر ان سے معافی مانگی۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا۔

آپ نے ملک شام میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کی دو لڑکیاں ہیں۔ ایک گوہر آرا، جو غلام معصوم کے بیٹے غلام محمد سے منسوب ہے۔ دوسری امت الرحمن جو محمد محفوظ کی منسوبہ ہے۔

حضرت شیخ محمد ہادی کی دو لڑکیاں ہیں۔ ایک زبدۃ النساء جو شیخ شہاب الدین سے منسوب تھیں اور دوسری زیب النساء جو شیخ عبد الباقی کی منسوبہ تھیں۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ

آپ حضرت مروج الشریعت کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۶۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ پھر اپنے والد بزرگوار اور اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ سے بقیہ سلوک پورا کیا۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات دیں۔ جن کے ذریعہ آپ ممتاز تھے۔ حضرت حجۃ اللہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کوئی کام اُن کے مشورے کے بغیر نہ کرتے۔ عالمگیر بادشاہ اور حضرت حجۃ اللہ کے مابین سوال وجواب کا وسیلہ آپ ہی تھے جو مقدمہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ سے چاہتا۔ اور وہ آسانی سے حاصل نہ ہوتا تو وہ آپ سے عرض کرتا۔ آپ اس مقدمہ کو اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کرواتے۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت قیوم ثالثؓ نے چاہا کہ ایران کی راہ سے حج کو جائیں۔ بلکہ کابل تک تشریف لے بھی گئے۔ لیکن بادشاہ کی مرضی تھی کہ دکن کے راستے حج کو تشریف لے جائیں۔ آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ آخر بادشاہ نے آپؒ کو درمیان میں ڈالا۔ آپ کابل جا کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے۔ چنانچہ یہ واقعہ انشاء اللہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں مفصل لکھا جائے گا۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو حقیقتِ معصومی کی خوشخبری دی ہے۔ اور دو مرتبہ اپنے ساتھ حج کو بھی لے گئے۔ آپ ہر دلعزیز اور مقبول عام تھے۔ جو شخص ایک بار آپ کو دیکھ لیتا آپ پر مفتون ہو جاتا۔ تمام سردار اور سرکش لوگ آپ کے فرمانبردار تھے سارے امراء۔ شرفا۔ خوانین۔ خوانین سلاطین اور رعایا آپ کے فرمانبردار غلام تھے۔ ہندوستان کے بادشاہ آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے بڑا اصرار کیا۔ کہ وزارت قبول کریں لیکن آپ نہ مانے۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد پارسا کا چہرہ دیکھ کر دل سے نفرت جاتی رہی

ایک شخص نے مجھ (مؤلف کتاب) سے بیان کیا کہ میں بادشاہی قلعہ میں تھا اور بڑے بڑے امرا بھی موجود تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کا ذکرِ خیر چھڑا۔ دو امیروں نے کہا کہ انھیں دنیاوی مال و دولت بہت حاصل ہے۔ انھیں کیوں کوئی چیز دی جائے۔ بعد میں انھوں نے قسم کھائی کہ آئندہ انھیں کچھ نہیں دیں گے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ بھی تشریف لے آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی دونوں نے بہت سا روپیہ بطور نذر پیش کیا۔

مجلس برخاست ہونے کے بعد لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ تم نے تو قسم کھائی تھی کہ انھیں کچھ نہیں دیں گے پھر کیوں دیا؟ کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں جب ہم نے انھیں دیکھا تو اُن کی محبت اس درجہ ہم پر غالب آئی کہ ہم نے بے اختیار ہو کر اُن کی خدمت کی۔ یہ سُن کر تمام اہلِ مجلس معتقد ہو گئے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا کے مخالفین سے حضرت قیوم ثانی کی ناراضگی

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میر شرف الدین حسین نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت خواجہ محمد پارسا سے اہلِ دنیا سے اختلاط کے سبب ناراض تھا۔ ایک رات میں نے حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ آنحضرت کی گود میں ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا محمد پارسا میرا فرزند ہے اس سے ناراض ہونا مجھ سے ناراض ہونا ہے۔ اس سے ناراضگی رفع کرو۔

ایک مغل حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے آیا۔ لیکن بعض مخالفین کے کہنے سننے میں آکر حضرت خواجہ محمد پارسا سے ملاقات نہ کی۔ اسی رات اس نے خواب میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں کہ تُو نے میرے فرزند محمد پارسا سے ملاقات کیوں نہیں کی! جاؤ! اس کی زیارت کرو تاکہ تمھارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ دوسرے دن وہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور

www.maktabah.org

اپنے رویّے پر شرمندہ ہو کر معافی مانگی۔

خواجہ عبدالصمد کو لاہور اور کشمیر کا گورنر بنا دیا گیا

مُلک مالوہ میں خواجہ احرار کے فرزند خواجہ عبدالصمد نے آپ سے ملاقات کی۔ اس وقت وہ مفلس تھا۔ اُن سے بطور قرض کچھ مانگا۔ آپ نے سو مہریں عنایت کیں۔ اور فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالےٰ ہمارے قربِ وجوار میں ریاست عظیم عطا فرمائے گا۔

تھوڑی مدت کے بعد وہ لاہور، کشمیر اور ملتان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب تک زندہ رہا۔ خود حکمران رہا۔ بعد میں اس کی اولاد اس ملک پر حکمران رہی۔ آج کل اس کا بیٹا سلطنت کا سب سے بڑا رکن شمار کیا جاتا ہے۔

ایک بدخواہ سے حُسنِ سلوک

حضرت خواجہ کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ نہ کسی کو بددُعا دیتے بلکہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر بھی احسان کرتے۔ ایک شخص آپ کے متعلقین میں سے تھا۔ جو تحفہ اور نعمت اطراف و جوانب سے آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ پہلے اُسے دیتے لیکن وہ نالائق ہر روز بادشاہ سے آپ کی شکایت کرتا۔ کہ محمد پارسا نے میرا اتنا روپیہ چھین لیا ہے۔ بادشاہ جانتا تھا کہ یہ سراسر جھوٹا ہے۔ اس لئے اس کی طرف توجہ نہ کرتا۔ ایک دفعہ اس نے اپنے آپ کو دریا میں بھی پھینک دیا۔ لیکن بادشاہ نے پھر بھی توجہ نہ کی۔

جب گھر سے فریاد کے لئے جاتا تو حضرت خواجہ کو تاکید کرتا کہ کھانا جلدی لاؤ کیونکہ میری فریاد کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ بہت جلدی نفیس کھانا لاتے پاس بیٹھ کر کھلاتے اور مکھیاں اڑاتے۔ ایک روز بادشاہ کے سامنے اس نے حضرت خواجہ کو بُرا بھلا کہا۔ بادشاہ نے تنگ آکر اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب حضرت خواجہ نے سنا تو بادشاہ کے پاس جا کر اسے قتل ہونے سے بچایا۔ آخر بادشاہ نے اُسے ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔

آپ پیر کے دن ۱۰ ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ کو فوت ہوئے۔ آپ نے دو سال پہلے

www.makitaban.org

ہی اپنی وفات کی اطلاع دے دی تھی۔

سفرِ آخرت کی تیاری

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مُبارک شان و شوکت سے مناتے تھے۔ آخری دم میں اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ آج حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ جلدی اس مہم سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ اور ضروری کام بھی کرنے ہیں۔ بیٹے شام کے وقت عرس سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے فرمایا "الحمد للہ! بڑے کام سے خلاصی ہوئی"۔

بعد ازاں تند ہوا چلی اور جہان سے شور اٹھا۔ روضہ منورہ کے گرد ہزاروں قندیلیں روشن تھیں۔ پتھر کے فرش پر ان کے گرنے سے بجلی کی طرح آواز نکلتی تھی۔ جب قندیلیں بجھ گئیں۔ تو ہوا بھی دھیمی ہو گئی۔ اسی وقت خواجہ نے اس جہانِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف کوچ کیا۔ آپ کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے گرد پھرا کر چبوترے کے جنوب مغربی کونے میں جہاں آپ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور فرمایا تھا کہ میری قبر یہاں بنانا۔ دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر مبارک پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بزرگی یہ ہے کہ حالانکہ آپ نے حضرت قیوم ثانیؓ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بہت کمالات حاصل کئے تھے۔ بڑے بلند آواز سے عام مجلس میں حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء کی قیومیت اور قطب الاقطابی کا اقرار کرتے تھے۔ آپ نے علمِ تصوف پر ایک کتاب بہ اسم "فکرِ پارسا" تصنیف کی ہے۔

آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

جناب شیخ محمد علیؒ

آپ خواجہ محمد پارسا کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کر کے ظاہری علم کو پایۂ تحصیل تک حاصل کیا۔

www.maktabah.org

اور حضرت قیوم ثالث کے ساتھ حج کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ دنیا سے جوان ہی گئے اور لاولد بھی۔

جناب محمد شیخ الاسلام آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے فرزند ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ علم ظاہری انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ قرآن مجید تجوید سے حفظ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج بھی کیا۔ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ سخاوت اور بخشش میں بے نظیر تھے۔

بادشاہ نے آپ کو منصب سلطانی اور سرہند کی اکثر خدمات سپرد کیں۔ اس ذریعہ سے ہزاروں آدمیوں کو آپ کی ذات سے فائدہ ہوا۔ اور آپ کے ممنونِ احسان ہوئے۔ آپ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آپ کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے اندر جگہ ملی۔ آپ کی اولاد صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

جناب محمد نور الاسلام آپ شیخ الاسلام کے فرزند نہایت جوان قابل اور صالح ہیں۔ اپنے دادا بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپ نہایت صاحبِ فطرت بلند تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے سراج الاسلام اور دو لڑکیاں اُمت نقشبند اور اُمت معصوم۔ شیخ الاسلام کی بیٹی بیگما حضرت شاہ جیو کے پوتے سعادت اللہ سے منسوب تھی۔

جناب شیخ محمد رسا ربہ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ اوصافِ حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد رسا میرا نائب اتم ہے۔ آپ شاہ صاحب کے لقب سے مشہور تھے۔

شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب پیر و مرشد نے مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبتِ خاص کا القا کیا۔ میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مراقبہ کر رہا تھا۔ کہ مجھے ایک زمرد کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص ہے۔ شیخ محمد رسا اپنے وقت کے مشائخ کے سردار ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پورے پابند ہیں۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ محمد پارسا اہل اللہ میں سے مستثنٰی ہیں ایک روز شاہ صاحب نے حضرت قیوم رابع کو کہا کہ میں تو قطب الاقطاب اور قیوم زماں آپ کو مانتا ہوں اور آپ سے فیوض و برکات کا امیدوار ہوں۔ آپ نے فرمایا ہم بھی تمھارے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔ آج کل حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے زینت بخش اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے خانقاہ مذکور کی ملازمت اٹھا رکھی ہے۔ ہر روز صبح و شام اپنے ساتھیوں سمیت حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ مبارک میں حلقہ اور مراقبہ کرتے ہیں۔ خانقاہ کی برکت آپ کے دم سے ہے۔ آپ سے اکثر کراماتِ عجیبہ اور خوارق غریبہ ظہور میں آتے ہیں۔

آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔

جناب محمد احمد رسا آپ شاہ محمد رسا کے فرزندِ بزرگ ہیں۔ آپ اپنے باپ کے مرید ہیں۔ نہایت صالح اور قابل ہیں۔ حضرت قیوم رابع آپ پر ازحد مہربان تھے۔ آپ اپنے آبائی طریقے پر پورے پورے کاربند تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ سراج معصوم اور میر احمد۔

جناب محمد فیض رسا آپ شاہ محمد رسا کے دوسرے فرزند ہیں اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ آپ کے دادا نے آپ کے حق میں بشارتِ عظمیٰ فرمائی۔ نہایت صالح مرد ہیں۔

خواجہ سید احمد آپ شاہ محمد رسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح جوان ہیں۔ سعادت کی علامتیں پیشانی سے ظاہر ہیں۔

شاہ محمد پارسا کی بیٹیوں میں سے ایک حور النسار۔ محمد بمثیل معروف بہ بھیکھو سے منسوب ہے۔ دوسری دلرس بیگم شیخ نیاز احمد کی منسوبہ ہے۔ اور تیسری جاناں بیگم صاحبزادہ والا گہر

www.maktabah.org

بلند اقبال سلالہ دودمان قیومیت فرزند حضرت قیوم رابع شیخ عبد القادر ثانی سے منسوب ہے. چوتھی قطبی بیگم.

خواجہ میر محمد نعمان حق رسا سلمہ اللہ تعالےٰ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے فرزند ہیں. اپنے والد ماجد کے مرید تھے. ان کی وفات کے بعد حج کے لئے گئے وہیں آپ کو حکم ہوا کہ حضرت قیوم رابع کی خدمت میں رجوع کریں. جب ہندوستان میں واپس آئے. تو حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے. اور سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا. آنحضرت آپ پر اس درجہ عنایت کرتے تھے کہ اور کسی پر اس کا عشر عشیر بھی نہ کرتے. میر صاحب خود بھی آنحضرت پر پورے طور پر فدا تھے.

حضرت خلیفۃ اللہ نے میر صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی کے عمدہ خصائص کی بشارات دیں. میر صاحب شریعت اور طریقت پر پورے پورے پابند تھے. ان دنوں دونو بھائی شاہ محمد رسا اور میر محمد نعمان حق رسا موجود اولیاء سے ممتاز ہیں. میر محمد نعمان صاحب تصرفات ظاہر و کرامات باہرہ ہیں. آپ کے باقی احوال انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت قیوم رابع کے خلفاء کے حالات میں لکھے جائیں گے.

آپ کی اولاد تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے.

خواجہ نور معصوم آپ میر محمد نعمان کے بڑے فرزند ہیں سات سال کی عمر میں دُنیا سے سفر کیا اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن ہوئے.

حضرات غلام ابراہیم، حامد پارسا اور غلام قاسم یہ تینوں میر محمد نعمان کے بیٹے ہیں. میر صاحب کی بیٹی بخشی بیگم محمد احد رسا سے منسوب ہے.

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بیٹی رقیہ میرے (مؤلف کتاب کے) چچا شیخ محمد میر سے منسوب ہے اور دوسری عزت النساء مرزا محمد نجیب کی منسوبہ تھی. اس سے پانچ لڑکے ہیں.

www.maktabah.org

حضرت محمد جان

حضرت خواجہ محمد پارسا کے نواسے ہیں آپ حضرت خواجہ کے مرید ہیں نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کی اولاد ایک لڑکا چار لڑکیاں ہیں بیٹے کا نام غلام رسول اور لڑکیاں امت معصوم وغیرہ ہیں۔

حضرت محمد وجیہہ

آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے نواسے ہیں۔ نہایت صالح جوان تھے لیکن عین عالم شباب میں چل بسے آپکا ایک لڑکا باقی رہا۔

جناب احمد گل

آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے نواسے ہیں نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں۔ آپ میر محمد نعمان حق رسا کے مرید ہیں۔

حضرت محمد مجیب

آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے نواسے ہیں نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں۔ **محمد سعید**: آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے پانچویں نواسے ہیں بہت قابل اور صالح نوجوان ہیں۔

حضرت شیخ محمد سالم قدس سرہٗ

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپؒ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات وخصائص کی عمدہ عمدہ بشارات آپ کو دیں۔

شیخ صاحب کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ میں بہت راسخ قدم تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے ممتاز تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پورے کاربند اور طریقہ احمدیہ مجددیہ پر ثابت قدم تھے۔ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ جو چیز آپ کے پاس ہوتی اس کا خرچ کرنا آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا تمام غربا مساکین اور فقراء آپ کی خانقاہ میں پڑے رہتے۔ آپ ہر ایک کی خبرگیری اس کی حالت کے مطابق کرتے۔ آپ سے کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ اکثر ظہور میں آتے تھے آپ ۱۱۰۰ھ ہجری کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے

www.maktabah.org

روضہ منورہ کے چبوترے پر مشرق کی طرف مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ محمد کرامت اللہ آپ شیخ محمد سالم کے فرزند ہیں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے بلکہ آنجناب نے آپ کو خوشخبری بھی دی تھی پھر حضرت محمد صدیق کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور اس طریقے کی عمدہ بشارتیں حاصل کیں آپ صبح و شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

جناب محمد نور اللہ آپ محمد کرامت اللہ کے لڑکے ہیں نہایت صالح جوان ہیں آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں قرآن شریف بھی حفظ کر لیا ہے۔

شیخ محمد سالم کی بیٹی نور النساء شیخ عبد اللہ سے منسوب ہے۔

حضرت مروج الشریعت کی ایک بیٹی شیخ محمد اسماعیل سے منسوب ہے، دوسری شائستہ بیگم میر فضل اللہ سے منسوب ہے تیسری حسن النساء شیخ اسماعیل عزیز الدین سے منسوب ہے۔

حضرت صوفی شاہ محمد آپ حضرت مروج الشریعت کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنجناب ہی سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پکے پابند تھے۔

حضرت صوفی عبد الرحمٰن خوارزمی آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خلافت دے کر خوارزم بھیجا۔ وہاں کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور بے شمار آدمیوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

www.maktabah.org

حضرت صوفی کمال آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔

حضرت صوفی محمد کامل اندرابی اندراب کابل کے گرد و نواح میں ایک علاقہ ہے عرصہ دراز تک حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر خلافت دے کر اندراب بھیجے گئے وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

حضرت صوفی عبدالرزاق آپ حضرت مروج الشریعتؒ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دی۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ حضرت مروج الشریعت کے تمام خلفاء اور فرزند آپؒ کے وصال کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہ آپ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ ۱۰۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد شانی الحال اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقٰیؒ نے محمد اشرف کے سامنے فرمایا کہ میری زندگی کے دو سال باقی ہیں۔ اب میں تم پر ایسی توجہ کرتا ہوں جو اس سے پہلے کسی شیخ نے اپنے کسی مرید پر نہیں کی۔ اور آئندہ بھی نہیں کرے گا پھر انھیں پاس بلا کر القائے نسبت و توجہ باطنی کیا۔ اس ایک توجہ میں گذشتہ و آئندہ اولیا کے کمالات اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات مثلاً ہر سہ ولایت صغریٰ کبریٰ اور علیا۔ کمالاتِ نبوت، حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقتِ نماز اور خلاصیت وصلاحیت وغیرہ القا فرمائے۔

آنجناب فرماتے تھے کہ میں نے ان تمام مقامات کو اسی وقت سمجھ لیا۔ آپ نے علوم معقول و منقول۔ فروع۔ اصول۔ فقہ۔ کلام۔ تفسیر۔ حدیث پورے طور پر حاصل کئے

www.maktabah.org

اور ان علوم کی کتب مشہورہ میں سے تقریبًا ہر ایک پر شروح و حواشی لکھے۔

ایک دفعہ کسی امیر کی لڑکی بیمار ہو گئی۔ جب قریب المرگ ہو گئی تو امیر اُسے آپ کی خدمت میں لایا۔ آپ کچھ پڑھ کر دم کیا تو فی الفور صحت یاب ہو گئی۔ گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بے شمار تصرفات آپ سے ظاہر ہوئے آپ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ احمدیہ پر پورے طور کار بند تھے۔

شیخ محمد سعید لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مردِ خدا کسی باغ میں تخت پر بیٹھے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے ارد گرد کھڑے ہیں ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد اشرف ہیں۔ صبح میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا آپ نے مجھے خلافت عنایت فرمائی۔

آپ ۲، صفر ۱۱۱۷ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرقد کی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ نزع کے وقت آپ "حسبی اللہ و نعم الوکیل" بار بار پڑھتے تھے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

حضرت شیخ محمد جعفر

آپ حضرت محمد اشرف کے بڑے لڑکے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ نے اپنے مشائخ باطنی کے احوال کتاب کی صورت میں لکھے ہیں۔ جب کافر سکھ سرہند پر چڑھ آئے تو آپ نے اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن ہوئے۔

آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ محمد الیاس: آپ شیخ محمد جعفر کے فرزند ہیں آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح و متقی مرد تھے۔ محمد شاہ نور: آپ شیخ محمد جعفر کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح مرد تھے۔ آپ شیخ حسن احمد کی لڑکی (مؤلف کی بہن) سے منسوب تھے۔ آپ کے ہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک

www.maktubah.org

امت الٰہی جو حضرت شاہ جیو کے پوتے شریف احمد کی منسوبہ تھی ۔ اور دوسری وجیہہ النسار جو حضرت خازن الرحمت کی اولاد معز الحق سے منسوب تھی۔ شیخ محمد جعفر کی بیٹی امت الرسول محمد جان کی منسوبہ ہے ۔

شیخ محمد روح اللہ آپ حضرت محمد اشرف کے دوسرے فرزند ہیں ۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کر کے آنجناب سے عمدہ بشارات حاصل کیں ۔ آپ شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی ۔

حضرت شیخ نور احمد آپ حضرت شیخ روح اللہ کے فرزند نہایت صالح غریب اور مسکین مرد تھے ۔ شیخ روح اللہ کی لڑکی امت النجیب ضیاء الحق سے منسوب ہے ۔

حضرت شیخ محمد حیات آپ محمد اشرف کے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید تھے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کیا ، متقی اور پرہیزگار تھے ۔

حضرت شیخ محمد شافی الحال آپ حضرت محمد اشرف کے چوتھے فرزند ہیں باطنی سلوک حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں پورا کیا ۔ اور بشارات عمدہ مثلاً حقیقت قرآن ، حقیقت نماز ، سابقیت اور خالصیت وغیرہ حاصل کیں ۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے ۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے ۔ آپ نے علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا ۔ بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں ۔ آپ نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا اور انھیں اچھی طرح سمجھتے تھے ۔ اور سبق پڑھایا کرتے تھے ۔

بعض مخالفین نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پر جن شبہات کا اظہار کیا ہے ۔ ان کا خوب رد لکھا ہے ۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے حالات میں ایک تاریخ لکھی ہے ۔ آپ اس وقت بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں ۔

آپ نے ۱۱۵۰ھ ہجری میں وفات پائی اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

www.maktabah.org

روضہ مبارک میں مدفون ہوئے ۔ آپ کے تین لڑکے تھے ۔

حضرت شاہ جلالؒ آپ حضرت شیخ شانی الحال کے بڑے لڑکے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے سلوک باطنی اپنے باپ سے حاصل کیا ۔ آباؤاجداد کے طریقہ پر کاربند تھے ۔ افغانستان میں دریائے سندھ کے قریب وفات پائی وہیں آپ کا مزار بنا دیا گیا ۔ جو زیارت گاہ خواص و عام ہے ۔

آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں ۔

جناب نیاز معصوم آپ حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں ۔ نہایت صالح جوان ہیں ۔

جناب مرید معصوم آپ حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں ۔ مجذوب الاحوال ہیں ۔

حضرت شاہ جلالؒ کی لڑکیوں میں سے ایک نور احمد سے منسوب ہے دوسری محمد عاشق سے

حضرت شیخ محمد عبیداللہ آپ حضرت شیخ محمد شانی الحال کے دوسرے فرزند ہیں ۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کرکے علمِ ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا ۔ قرآن شریف باتجوید حفظ کیا ۔ آبائی طریقے کے پکے پابند تھے ۔ کسر نفسی ۔ تواضع اور فروتنی آپ کا شیوہ مرضیہ ہے ۔ اسی بزرگ کی زبانی سن کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کے اسامی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں ۔

حضرت شیخ محمد آپ شیخ شانی الحال کے تیسرے لڑکے تھے ۔ اپنے والد کے مرید نہایت صالح و متقی مرد تھے ۔ قابلیت میں اپنی نظیر آپ تھے جو آپ کی ہم نشینی کرتا ۔ آپ پر شیفتہ ہو جاتا ۔

آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ احمد آپ شیخ محمد کے لڑکے ہیں۔ نوجوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ آپ کی لڑکی محمد بیگم غلام احرار سے منسوب ہے۔

خواجہ محمد اشرف کی صاحبزادیوں میں سے ایک پرہیزگار زمانہ پرہیز بانو حضرت شیخ محمد بادی سے منسوب ہے۔ دوسری منیرہ بیگم حضرت محمد پارسا سے منسوب تھی۔ نجابت بانو خورشید نام اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام عبدالخالق اور غلام محمد اور لڑکیوں میں سے ایک محمد مشائخ سے منسوب ہے دوسری رضی الدین کے لڑکے سے۔

حضرت صوفی عبدالخالق آپ حضرت محمد اشرف رحؒ کے خلیفہ ہیں نہایت صاحب استقامت اور کرامت تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت صوفی عبدالحی آپ حضرت محمد اشرف کے خلیفہ ہیں۔ صاحبِ حالات بلند اور مقاماتِ ارجمند تھے۔

حضرت صوفی عبدالرحیم آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب جذبِ قوی تھے۔ آپ عجیب حالت کے مالک تھے۔

حضرت محمد اشرف کے خلفاء بہت تھے کہاں تک لکھوں۔

حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں آپ ۱۰۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات اور خصائص کی خوشخبری دی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے آپؒ نے بادشاہِ ہندوستان اورنگ زیب، شاہزادہ اعظم شاہ اور دیگر ارکان سلطنت کی دینی اور روحانی نگرانی آپ کے ذمہ لگادی۔ کہ ان سے سلوک باطنی حاصل کریں۔

آنحضرتؒ نے آپ کو شاہجہان آباد بھیجا جب آپ وہاں پہنچے تو بادشاہ خود آپ کے استقبال کے لئے آیا۔ اور نہایت عزت و احترام سے شہر میں لاکر اپنے خاص قلعہ میں

www.maktabah.org

فروکش ہونے کا اہتمام کیا۔ جب حضرت شیخ قلعہ کے دروازے میں پہنچے تو دروازے پر بہت سی تصویریں تھیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں اس وقت قلعہ میں آؤں گا جب ان تصویروں کو مٹا دیا جائے گا یا ہٹا دیا جائے گا۔

دوسرے دن آپ نے حکم دیا کہ تمام گویّوں، گانیوں اور ناچنے گانے والے لڑکوں اور ارگانے بجانے والوں کو اور بدعتیوں کو شہر سے نکال دیا جائے۔ بادشاہ نے اسی وقت قطعی حکم جاری کر دیا۔ کہ تمام اہلِ بدعت کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ ہم اس کا مفصل حال حضرت خواجہ محمد معصوم کے پینتیسویں سالِ قیومیت میں لکھ آئے ہیں۔

آپ نے امرِ معروف اور نہی عن المنکر پر اس طرح عمل کیا کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا۔ جب تک زندہ رہے پورے ہندوستان میں کسی کو جرأت نہ تھی کہ کھلم کھلا سُرود کہے یا ڈھولک بجائے۔ آپ کے نمائندے جا بجا پھرتے جہاں کہیں بدعت کی علامت پاتے تنبیہہ کرتے۔ دکن میں ایک امیر نے خفیہ مجلسِ سرود قائم کی مگر بعد میں ساتھیوں سے کہا کہ اگر شیخ صاحب کو خبر ہو گئی تو مجھے بے عزت کر کے نکال دیں گے یہ کہہ کر گویّوں کو نکال دیا۔

یہی وجہ ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ شیخ صاحب کو محتسبِ امت کہتے تھے آپ کا دبدبہ اسقدر تھا کہ امراء و سلاطین میں جرأت نہ تھی کہ شیخ صاحب کے حضور بلا اجازت بیٹھ سکیں۔ آپ کی بارگاہ عالی اطلس کی بنی ہوئی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس بارگاہ میں سنہری کرسی جواہرات سے جڑاؤ رکھی جاتی جس پر آپ تشریف رکھتے۔ اس کے اردگرد امراء، بادشاہ اور خان نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے رہتے۔

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ شیخ صاحب درویش ہیں انہیں اس قدر شان و شوکت کی کیا ضرورت ہے؟ یہ خیال آتے ہی حضرت شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہمارا تجمّل اس کی کبریائی سے ہے۔

ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ میں نے ٹھان لیا کہ آئندہ کبھی شیخ صاحب کی خدمت میں

www.maktabah.org

میں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہ تکبر کرتے ہیں اسی رات خواب میں دیکھا کہ سپاہی مجھے پکڑ کر لاٹھیوں سے مارتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر اپنے خیال سے توبہ کی اور حضرت شیخ کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا۔

ایک شخص نے کہا مجھے جذام کا مرض تھا میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر رفع مرض کے لئے التماس کی۔ انھوں نے کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فی الفور شفا نصیب ہوئی۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رابع کو لڑکپن میں مرض شدید لاحق ہوا۔ حضرت شیخ آنجناب کو دیکھنے کے لئے آئے۔ حضرت قیوم رابع کی خالہ جو حضرت شیخ کی کیلن ہو تھی۔ آنحضرت کی شفا کے لئے التماس کی۔ حضرت شیخ نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اس لڑکے کا اللہ تعالےٰ حافظ و مددگار ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ بچہ شیخ عظیم ہوگا۔ ہزاروں لوگ اس کے حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ اللہ کو اس سے ابھی بہت سے کام لینے ہیں جن میں سے ابھی ایک کا ظہور بھی نہیں ہوا۔ واقعی حضرت شیخ کا مکاشفہ حضرت قیوم رابع کے حق میں بالکل صادق آیا۔

حضرت شیخ کو جذبہ بہت حاصل تھا۔ آپ کی توجہ سے لوگ بے اختیار ہو جاتے ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اور کامل و مکمل ہو گئے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ ۱۰۹۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

کہتے ہیں آخری وقت میں حضرت شیخ کی خدمت میں ایک ایسا طبیب لایا گیا جو اہل سنت وجماعت کے عقائد کا مخالف تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ تم مخالف مشرب کو میرے پاس لے آئے ہو اسے دور لے جاؤ۔ آپ کا مزار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک سے جنوب کی طرف ایک تیر یا تا پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ آپ کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے اردگرد باغ لگایا گیا ہے۔

آپ کی اولاد آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔

www.maktabah.org

خواجہ شیخ محمد اعظم آپ حضرت شیخ سیف الدین کے بڑے لڑکے ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کرکے ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف بھی کیں۔ بے شمار آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے سلوک باطنی ختم کرکے خلافت بھی حاصل کی۔ آپ اپنے آباو اجداد کے طریقے کے سخت پابند تھے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

خواجہ شیخ فقیر احمد آپ شیخ محمد اعظم کے بڑے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند ہیں آپ کی اولاد ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں ہیں جو سب کی سب اپنے قبیلے میں شادی شدہ ہیں۔

خواجہ بشیر احمد آپ فقیر احمد کے لڑکے ہیں۔ اپنے باپ کے مرید اور صالح جوان ہیں۔

زین الدین و معز الدین یہ دونو شیخ محمد اعظم کے دوسرے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے مرید ہیں۔ دونو صالح جوان ہیں۔ دونوں دنیا سے لاولد گئے۔ شیخ محمد اعظم کی لڑکیوں میں سے ایک شرافت نام محمد درویش سے منسوب ہے۔ دوسری زیب النساء محمد ضیاء اللہ سے منسوب ہے۔

شیخ میاں داد آپ شیخ محمد اعظم کے خلیفہ ہیں۔ افغانستان میں رہتے تھے۔ ہزاروں پٹھان آپ کے مرید تھے۔ عجیب و غریب حالات پیدا کئے بلکہ بہت لوگوں کو خلافت بھی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔

شیخ محمد شعیب آپ حضرت شیخ سیف الدین کے دوسرے لڑکے ہیں سلوک باطنی اپنے والد سے حاصل کرکے باپ کی طرح خانقاہ میں صبح و شام ساتھیوں کے ساتھ مراقبہ کرتے تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند تھے۔ آپ کی

www.makiabah.org

اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں تھیں ۔

خواجہ محمد عباس | آپ شیخ محمد شعیب کے بیٹے ہیں اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح و پرہیز گار نوجوان ہیں ۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا ۔ آپ پر فریفتہ ہوجاتا ۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ۔

خواجہ محمد الیاس | آپ محمد عباس کے لڑکے ہیں ۔ نہایت قابل شخص ہیں ۔ آپ کی لڑکی اعز النسار سید گاہ سے منسوب ہے ۔

شیخ محمد شعیب کی لڑکیوں میں سے ایک خیر النسار محمد معاذ سے منسوب ہے ۔ اور دوسری رضیہ اور تیسری امہانی ۔

شیخ محمد حسین | حضرت شیخ سیف الدین کے تیسرے لڑکے ہیں ۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا ۔ زہد و ورع ، اور تقوٰے میں آپکو ید بیضا حاصل تھا شریعت اور طریقت پر پورے طور پر کاربند تھے ۔ آپکے دو بیٹے دو بیٹیاں تھیں ۔

محمد معظم | آپ شیخ محمد حسین کے بڑے لڑکے ہیں آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہیں سلوکِ باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا ۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے ۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکی محمد محفوظ سے منسوب ہے ۔

محمد مسیح اللہ | آپ شیخ محمد حسین کے دوسرے لڑکے ہیں اپنے والد ماجد سے بیعت تھے ۔ صلاحیت و تقویٰ میں بینظیر تھے دنیا سے لاولد گئے ۔

شیخ محمد حسین کی لڑکیوں میں سے ایک ہاجرہ شیخ پیر سے منسوب تھی ۔ دوسری عائکہ رفیع القدر کی منسوبہ تھی ۔

شیخ محمد عیسٰے | آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چوتھے بیٹے تھے ۔ سلوکِ باطنی اپنے بھائی شیخ محمد اعظم سے حاصل کیا ۔ علم حلم فضل اور بذل میں مستثنےٰ تھے ۔ قابلیت نہایت اعلےٰ تھی ۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے ، اولاد میں تین

www.maktabah.org

لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

محمد رفیع القدر آپ شیخ محمد عیسٰے کے بڑے فرزند ہیں۔ نہایت قابل اور صالح آدمی ہیں۔

آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

محمد عزیز القدر آپ شیخ محمد عیسٰے کے دوسرے فرزند ہیں، اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ طریقۂ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں۔ محمد حفیظ آپ کے بیٹے ہیں حافظِ قرآن اور مسکین ہیں۔

محمد عظیم القدر آپ شیخ محمد عیسٰے کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل آدمی تھے۔ جوانی ہی میں فوت ہو گئے۔

آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

محمد مستقیم آپ محمد عظیم القدر کے لڑکے ہیں۔ لیکن ابھی بچے ہیں دو اور چھوٹے لڑکے بھی ہیں۔ لڑکیوں میں سے ایک محمد حفیظ کی منسوبہ ہے۔ باقی چھوٹی ہیں۔

شیخ محمد عیسٰے کی بیٹی عمدۃ النساء معز الدین سے منسوب ہے۔

شیخ محمد موسٰے آپ شیخ سیف الدین کے پانچویں لڑکے ہیں آپ اپنے چچوں کے مرید ہیں۔ شریعت و طریقت پر خوب کاربند ہیں۔

آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں آپ کے ایک لڑکے کا نام فدائی احمد ہے نہایت صالح مرد ہیں۔ دوسرے لڑکے کا نام معلوم نہیں۔

شیخ کلمۃ اللہ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چھٹے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے سخت پابند ہیں۔

آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

www.maktabah.org

سیف اللہ آپ شیخ کلمۃ اللہ کے نہایت صالح اور جوان فرزند ہیں۔ بہترین صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

محمد عثمان و عبدالرحمٰن آپ حضرت شیخ سیف الدین کے ساتویں اور آٹھویں فرزند ہیں۔ دونو دنیا سے لاولد گئے۔

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک جنّت نامی شیخ محمد عمر سے منسوب ہے دوسری جبیبہ شیخ محمد حیات سے تیسری سائرہ محمد جواد سے۔ چوتھی شہری، عزالدین سے اور پانچویں رفیع النساء حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے پوتے محمد صالح سے منسوب ہے۔

صوفی صدرالدین آپ حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ ہیں نہایت صاحب جمال آدمی تھے۔ جذبہ نہایت قوی تھا بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

شیخ ابوالقاسم آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب مقامات عالیہ تھے بہت لوگوں نے آپ سے بہت فائدہ حاصل کیا۔

شاہ عباس بشتی کابل کے گرد و نواح میں بشت ایک علاقہ ہے۔ آپ ذات کے سید۔ سید علی ترمذی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شیخ کے مرید تھے۔ خلافت حاصل کی بشت میں بہت سے لوگوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا۔

شاہ عیسےٰ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے نہایت عزیز الوجود اور از بس منکسر المزاج خلیفہ ہیں۔ آپ کا ارشاد بدرجہ غایت تھا۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ یہاں صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ عنہ

آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ ۱۰۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر غایت درجہ مہربان تھے۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات کی خوشخبری دی۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر لوح محفوظ کا انکشاف ہوا وہاں پر میں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصوم اور اس کے تلے صدیق ولیؒ۔ ایک شخص نے اس کی بابت کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصوم ولی صادق ہے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں۔ حضرت شیخ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے چند سال بعد حج کو گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ جب حج سے واپس آئے تو شاہجہان آباد میں سکونت اختیار کی اور آخری دم تک وہیں رہے۔

ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بہت سے لوگ خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آخری عمر میں آپ کے ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز صبح شام ہزاروں آدمی آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ سلطان فرخ سیر بھی کامل اعتقاد سے آپ کا مرید ہوا۔

سید عبدالباسط جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں عرب میں تھا۔ کہ خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل بزرگ تخت پر بیٹھا ہے۔ اور مجھے نسبت باطنی کا القا کر رہا ہے۔ جس سے میرا دل ذاکر ہو گیا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو محض نور پاتا ہوں۔ میں نے ان کا اسم مبارک پوچھا تو فرمایا "میرا نام صدیق ہے اور میرا مقام سرہند ہے۔ جب میں جاگا۔ تو خواب کی حالت کا اثر مجھ پر باقی تھا۔ آپ کے ایک مرید نے مجھے ذکر کی تعلیم دی۔ جو حالت خواب میں مجھ پر طاری ہوئی تھی۔ وہ اس کی ہم نشینی سے بھی حاصل ہوئی۔ پھر اس نے مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت

www.maktabah.org

یں حاضر ہونے کو کہا۔ میں عرب سے ہند آیا۔ شاہجہان آباد پہنچ کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو صورت خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور وہی حالت بلکہ اس سے سوگنا مجھ پر طاری ہوئی۔

ایک مردِ خدا کا بیان ہے کہ میں نے عرفات میں ایک شیخ صاحب کو دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ جب میں قریب گیا تو نظر نہ آئے۔ پھر دُور چلا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کا باطن اس صورت میں ممثل ہوا ہے۔

بادشاہ آپ کے عرس میں ہر سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی نذر کے طور پر بہت سا روپیہ بھیجا کرتا۔ آخری دو سال میں کچھ کم بھیجا۔ اس پر ناراض ہو کر آپ نے فرمایا خود حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ لے لیں گے۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ ارکانِ سلطنت نے بادشاہ کو پکڑ کر بُری طرح قتل کیا۔

حضرت شیخ علم۔ حلم۔ فضل۔ بذل۔ ورع۔ تقوےٰ۔ خلق اور کسر نفسی سے موصوف تھے۔ آپ سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ مادرزاد وَلی تھے آپ کی ایک بزرگی یہ ہے کہ حالانکہ حضرت قیوم رابع آپ کے بھائی کے پوتے تھے اور حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب کہا کرتے تھے۔ شیخ محمد معظم فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ آنحضرت کے مرید شیخ محمد زبیر کو قطب و قیوم کہتے ہیں فرمایا سچ کہتے ہیں واقعی شیخ محمد زبیر قطب وقت ہیں۔

آپ ۱۱۳۰ہجری کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی نعش مبارک سرہند پہنچائی گئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف خانقاہ کے محاذ میں دفن ہوئے۔ آپ کے مزار پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کیا گیا۔

آپ کی اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

www.maktabah.org

شیخ محمد مہدی آپ حضرت شیخ محمد صدیق کے بڑے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والدِ ماجد سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہر وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں عبادت اور اطاعت میں مشغول رہتے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

محمد رضی آپ شیخ محمد مہدی کے فرزند ہیں۔ بالغ ہونے کے قریب ہیں۔ اچھی قابلیت اور صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

شیخ صاحب کی لڑکی محمد عظیم القدر کی منسوبہ ہے۔

شیخ عبد الباقی آپ حضرت محمد صدیق کے دوسرے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد کی خدمت سے حاصل کر کے ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح و شام حلقہ اور مراقبہ کرتے۔ آبا و اجداد کے طریقے پر خوب کاربند تھے۔ ورع و تقوےٰ آپ کا شعار تھا۔

آپ کا ایک لڑکا معصوم احمد ہے۔

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک مہر النساء نام تارک الدنیا ہو کر طاعت الٰہی میں مشغول ہے۔ دوسری عظیم النساء محمد عباس سے منسوب ہے۔

شیخ فتح اللہ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ملک بہار کے رہنے والے ہیں۔ جب فرخ سیر بادشاہ بنگال سے آ رہا تھا۔ تو آپ نے اسے سلطنت کی خوشخبری دی اسی سبب سے بادشاہ آپ کا مرید ہو گیا۔ آپ بہت ہر دلعزیز آدمی تھے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ عبد الباسط گیلانی آپ حضرت شیخ کے خلیفہ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے

www.maktabah.org

بیان ہو چکا ہے۔ آپ بہت صاحب حال تھے۔ حضرت شیخ نے آپ کو کمالاتِ نبوّت کی خوشخبری دی ہے۔ طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔

حافظ سعد اللہ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ خصوصاً آج کل حافظ سعد اللہ مشہور وقت ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے حلقہ میں صبح و شام ہوتے تھے۔

شیخ محمد کامل آپ حضرت شیخ کے خلیفہ صاحب استقامت و کرامت تھے۔ باطنی احوال نہایت اعلیٰ پائے تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فیض حاصل کیا۔

حضرت شیخ کے خلفاء بکثرت ہیں۔ سب کے سب صاحب قوت و تصرّف ہیں۔ لیکن ان سب کے احوال کا لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی لڑکیوں میں ایک اُمت اللہ تھیں جنھیں حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی گئی تھی۔ دوسری عائشہ صاحبہ شاہ لطف اللہ سے منسوب تھی۔ تیسری عاقلہ شیخ سعد الدین کی منسوبہ تھیں۔ چوتھی عارفہ پانچویں صغیرہ حاجی فضل اللہ سے منسوب تھی۔ آنجناب کی پانچوں بیٹیاں صاحب کمالات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھیں۔ اپنے والد ماجد سے کمالات نبوت کی خوشخبری پائی تھی۔ ہزاروں عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔

www.maktabah.org

خلفائے عظام حضرات ایشاں عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ اگر صرف ان کے خادم ہی لکھے جائیں۔ تو ایک خاصی کتاب بن جاتی ہے۔ لیکن ان میں سے صرف چند ایک مشہور خلفاء کا ذکر کرتا ہوں۔

سوائے فرزندوں اور خلفاء کے صرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر نو لاکھ آدمیوں نے بیعت کی۔ سات ہزار آدمیوں کو آپ نے خلافت عطا فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا کے درجے کو پہنچ جاتا اور ایک مہینہ رہنے سے سارا سلوک باطنی اور کمالات ولایت حاصل کر کے خلافت پا لیتا۔ جیسا کہ آنحضرت نے خود اس کا حال اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے دو سو چونتیسویں مکتوب میں حضرت شیخ سیف الدین کے نام لکھا ہے تحریر فرمایا ہے۔

خواجہ محمد حنیف کابلی فرزندوں کے بعد آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے آنحضرت آپ پر غایت درجہ مہربان تھے۔ اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت دے کر کابل بھیجا۔ وہاں گرد و نواح میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور احوالاتِ بلند اور مقاماتِ ارجمند سے مشرف ہوئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کی شب نکاح آپ کو درد شقیقہ کا حسب عادت دورہ تھا۔ خواجہ صاحب آپ سے جا کر عرض کیا کہ جناب باہر تشریف لائیں کیونکہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں۔ آپ نے اپنی حالت بیان کی خواجہ

www.maktabah.org

صاحب نے اس درد کو اپنے پر لیا۔ اور آنحضرت نے صحت پائی۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے کابل سے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ جس میں اشتیاقِ ملاقات اور اپنے حاضرِ خدمت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ نے جو حاضرِ خدمت ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے سو مخدوما حضور میں جو اس وقت یار موجود ہیں۔ جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما رکھے ہیں۔

خواجہ صاحب میں تصرفاتِ عظیمہ اور خوارقِ عاداتِ کریمہ تھے۔ ۱۱۰۵ھ کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو آپ کے ارتحال کا سخت افسوس ہوا۔ خواجہ صاحب کا مزار کابل کے قریب ماماخاتو گاؤں میں خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔

خواجہ محمد صدّیق پشاوری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر پشاور بھیجا۔ وہاں پر آپ کو قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار لوگ آپ کی رہنمائی کے طفیل گمراہی کے بھنور سے نکل کر نجات کے ساحل پر پہنچے اور بہت سے لوگوں کو خواجہ صاحب نے کامل و مکمل کر کے خلافت عنایت کی۔

ایک دفعہ خواجہ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طلب اصالت کے بارے میں عرضی بھیجی۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا کہ مخدوما! آپ کا مطلب کس اصالت سے ہے آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس کے حصول میں خواجہ بہاؤالدین نقشبندی نے اپنی عمر صرف کر دی۔ سو وہ مدت سے خود تمہیں حاصل ہے بلکہ اس اصل الاصول سے تم ترقی کر گئے ہو۔ یا آپ کا مطلب اس اصالت سے ہے۔ جس

www.maktabah.org

سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ یعنی خمیر طینت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ ہے تو خیال خام اور سودائے محض ہے۔ یہ اصالت تمام امت میں سوائے دو تین شخصوں کے کسی اور کو نصیب نہیں۔

ایک دفعہ کسی نابینا نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر روشنی چشم کی درخواست کی خواجہ صاحب نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور کچھ پڑھ کر دم کیا فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ خواجہ صاحب سے بہت سی کرامات و خوارق کا اظہار ہوا۔ طریقہ عالیہ احمدیہ مجددیہ کے سخت پابند تھے۔

(حضرت شاہ مراد شامی کے مفصل حالات کیلئے مقدمہ کتاب پر نظر ڈالیں۔)

خواجہ محمد صادق

آپ خواجہ محمد صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ اپنے والد ماجد اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔

مولٰنا شریف کابلی

آپ خواجہ محمد صدیق کے خلیفہ ہیں۔ بے شمار لوگوں کا آپ سے رجوع تھا۔ بعض حاسدوں کے کہنے سننے سے خواجہ صاحب مولٰینا سے ناراض ہو گئے۔ اور نسبت سلب کر لی۔ مولٰینا نے سرہند آنا چاہا۔ خواجہ صاحب نے اپنی ناراضگی کا اظہار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کیا۔ آنحضرت نے مولانا کو لکھا کہ جس طرح ہو خواجہ محمد صدیق کو راضی کرو۔ اگر خواجہ صاحب تم سے راضی ہوں گے تو ہم بھی راضی ہیں ورنہ نہیں۔ مولٰینا مجبوراً اپنا چہرہ سیاہ کر کے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب نے بھی آپ کا قصور معاف فرمایا۔ مولٰینا خوب مستقیم الاحوال تھے۔

شیخ ابو المظفر برہانپوری

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرت

www.maktabah.org

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انتہائی کمالات کی خوشخبری دی. پھر خلافت عنایت کر کے برہانپور بھیج دیا. وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی. بے شمار لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا. بلند احوال سے مشرف ہوئے.

شیخ صاحب کے خلفاء بکثرت ہیں. جو سب کے سب صاحب استقامت و کرامت ہیں. حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مروّج الشریعت سے باطنی رجوع کیا. اور فیض باطنی حاصل کیا. اور فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت مروج الشریعت کا غلام ہوں.

آپ ایک روز جنگل میں گئے تھے. اچانک ایک سوکھے درخت کے پاس چلے گئے. آپ کے بعض مخالفوں نے جو ساتھ تھے کہا کہ گذشتہ اولیا میں یہ کرامت تھی کہ اگر خشک درخت پر نظر کرتے تو سبز ہو جاتا. آپ نے فرمایا اس وقت بھی ایسے ہیں. جن کی خاطر اللہ تعالیٰ ایسا کرتا ہے. بعدازاں اس درخت کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے کہ یہ درخت سبز ہو کر پھلدار ہو جائے. دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت سبز ہو گیا.

آپ کثیر الکرامت تھے. طریقہ معصومیہ کے پورے پورے پابند تھے. سنہ ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی.

خواجہ حسین عشاق

آپ شیخ ابوالمظفر کے خلیفۂ اعظم ہیں. نہایت ہر دلعزیز تھے جذبہ قوی تھا. آپ کی توجہ کی کوئی شخص تاب نہ لاسکتا جس پر توجہ کرتے بیہوش ہو جاتا.

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں. کہ حسین عشاق نے مجھے کہا. کہ اب میری زندگی کے سات سال اور رہ گئے. سات سال بعد ہم سرہند میں تھے. کہ اُن کے فوت ہونے کی خبر پہنچ گئی. شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے.

www.maktabah.org

شیخ حبیب اللہ بخاری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور اس طریقہ کی انتہائی بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر بخارا بھیجا۔ وہاں پر جو واقعات آپ کو پیش آئے قیومیت کے پچیسویں سال میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس ملک کے بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

ہزاروں آدمی ہر روز صبح و شام آپ کے حلقے میں شامل ہوتے۔ تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف خوانین و سلاطین اور رعایا۔ برایا آپ کے مرید ہوئے۔ چار سو آدمیوں کو کامل و مکمل کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ کے تمام خلفاء صاحب استقامت و کرامت ہیں۔ آپ خراسان اور ماوراء النہر کے سب سے بڑے شیخ تھے۔ آپ کا طریقہ اس ملک میں پورے طور پر رائج ہے۔

شیخ محمد نعمان آپ شیخ حبیب اللہ کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی باپ سے حاصل کیا۔ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آج کل باپ کی خانقاہ میں ان کے قائم مقام ہیں۔ باپ کے جتنے مرید ہیں سب نے دوبارہ آپ سے بیعت کی۔ شیخ حبیب اللہ کا دوسرا بیٹا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔

شیخ محمد مراد شامی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کا کام ایک ہفتے میں ٹھیک ٹھاک کر کے خلافت دے کر ملک شام میں بھیج دیا۔ لیکن حکم دیا کہ ماوراء النہر کی راہ جانا۔ چند روز حبیب اللہ کے پاس رہنا۔ پھر شام جانا۔

آپ کے دونوں پاؤں تسمہ کی طرح تھے۔ ہڈی بالکل نہ تھی۔ نہ ہی آپ نے ظاہری علم پڑھا تھا۔ آنحضرت سے عرض کیا کہ میں معذور آدمی ہوں۔ اور اُمی ہوں آپ مجھے ملک شام میں جانے کے لیے فرماتے ہیں۔ اس ملک میں مجھ سے کیا ہو گا؟ آنحضرت

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ملک میں آپ سے طریقہ کو رواج ہوگا۔

آپ آنحضرت کے حسب الارشاد شام کی طرف روانہ ہوئے پہلے توران گئے۔ چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہ کر شام پہنچے اور دمشق میں سکونت اختیار کی۔ شام و روم کے تقریباً تمام آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام امراء اور بادشاہ آپ کے حلقہ ارادت میں آئے۔ خنکار روم بھی آپ کا بہت معتقد ہوگیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید تھا۔ خنکار روم نے تین لاکھ اشرفی سالانہ شیخ صاحب کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے مقرر کئے۔ دو لاکھ اشرفی کے قریب بالائی آمدنی تھی۔ یہ ساری رقم فقراء پر خرچ ہو جاتی۔

کہتے ہیں صبح و شام دو ہزار آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ جب شیخ صاحب حج کے لئے آتے تو دو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی دفعہ حج کے لئے گئے تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے کہتے ہیں کل اللہ تعالیٰ کا دوست آئے گا اے شریف! تم استقبال کرنا۔ اس کے تخت کو مسجد الحرام میں لانا۔ دوسرے دن شریف مکہ آپ کا استقبال کر کے آپ کو تخت پر سوار کر کے مسجد الحرام میں لایا۔ کیونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے۔ صحابہ کرام کے وقت سے لے کر آج تک کوئی شخص بحالت سواری مسجد میں داخل نہیں ہوا۔ صرف شیخ صاحب کا تخت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ سے داخل ہوا۔

شیخ مراد ملک شام۔ روم۔ عرب اور یمن کے تمام مشائخ سے زیادہ بزرگ تھے بہت سے لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے اور خلافت پائی۔ آپ کا طریقہ آجکل اس ولایت میں پورے طور پر رائج ہے۔ آپ کے حالات اور تھوڑی کرامات قیومیت کے انتیسویں سال میں لکھی جا چکی ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ مصطفٰے

آپ شیخ مراد کے فرزند ہیں. سلوکِ باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقۂ علیۂ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے. شیخ صاحب کے دوسرے فرزند حضرت قیوم رابع کے مرید ہیں ۔ باپ کی طرح بدستور مشائخ ہیں۔

اخون موسٰے ننگرہاری

نواح کابل میں ننگرہار ایک علاقہ ہے. اخون موسٰے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں. سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا. آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ننگرہار بھیج دیا. اس علاقے میں اخون صاحب کے طفیل سے طریقۂ احمدیہ کو خوب رواج ہوا. اس ملک کے اکثر خاص و عام آپ کے مرید ہوئے۔ اور حالات عالیہ پیدا کئے.

بہت سے لوگوں نے آپ سے خلافت پائی .اخون صاحب طریقۂ احمدیہ پر بخوبی کاربند تھے. آپ کا یہ تصرف اب تک ہے کہ جس کسی کو سانپ ڈسے . وہ اگر اخون صاحب کا نام لے کر دم کرے تو فوراً آرام ہو جاتا ہے.

اخون صاحب کے فرزند رشید حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں.

خواجہ عبدالصمد وبیہ یعقوبی

کابل سے دو کوس کے فاصلے پر وبیہ یعقوبی ایک گاؤں ہے آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں. سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی. آنجناب رضہ نے آپ کو اپنے وطن میں بھیج دیا. وہاں پر بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا. بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے.

اخون میر محسن سیالکوٹی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر خلفاء سے ہیں نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے. آپ کے حالات نہایت بلند پایہ کے تھے. سلوک باطنی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل

www.maktabah.org

کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اور خلافت پائی آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔

حافظ نور محمد آپ میر محسن کے خلیفہ ہیں۔ بعدازاں حضرت قیوم ثالث اور حضرت قیوم رابع کی خدمت سے بہت کچھ باطنی فائدہ حاصل کیا۔ میر محسن کے ساتھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت با سے مشرف ہوئے آنحضرت سے فیض حاصل کر کے صاحب کمال ہوئے۔ بہت سی کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ حاصل کیا۔ اکثر نے خلافت پائی۔

جب حافظ صاحب نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ تو اپنے تمام خلفاء اور مریدین کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔

حاجی عاشور آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد آپ نے ہی جمع کی تھی۔

اخون بدرالدین سلطان پوری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے آپ کو وطن بھیجا۔ جہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار آدمی مرید ہوئے بہت سے مرتبہ کمال کو پہنچے۔

آپ مخدوم زادوں کے ظاہری علم کے استاد تھے۔

شیخ نجم الدین آپ اخون بدرالدین کے فرزند ہیں۔ آپ نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی آپ کے وطن کے تمام لوگ آپ کے مرید ہوئے بہت سوں نے باطنی فائدہ حاصل کیا۔ آپ

www.maktabah.org

یشخ وقت تھے۔ اور شریعت و طریقت کے بڑے سخت پابند تھے۔

شیخ انور نور سرائی لاہوری

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت کیں۔ آپ دل و جان سے حضرت امام معصوم کی خدمت میں مشغول تھے۔ آنجناب کے باطنی احوال کے بارے میں چند ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک کثیر الہدایت ہے۔

صوفی پائندہ طلار

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اپنے مشائخ کے طریقے پر خوب کاربند تھے۔ آپ سے خوارق و کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ زرد کا غذ منہ میں ڈال کر روپیہ بنا کر مستحق افراد کو دیتے۔ اسی وجہ سے لوگ بکثرت آپ سے رجوع کرتے۔ اسی واسطے آپ کو پائندہ طلا کہا جاتا ہے۔

صوفی پائندہ پلاس پوش

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کامل خلیفہ تھے۔ سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی ورع، تقویٰ، زہد، توکل، قطع تعلق میں بے نظیر تھے پلاس کے ٹپتے بُن کر پہنتے۔

میر زاہد کابلی

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے علم ظاہر و باطن دونو کے عالم تھے۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ علم منطق کی معتبر کتاب میر زاہد آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

www.maktabah.org

شیخ آدم تہی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر وطن بھیج دیا۔ جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ بہت سوں نے خلافت پائی۔ آپ شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔

شیخ ابوبکر آپ شیخ محمد آدم کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔

شیخ محمد یوسف پیرزادہ ملتانی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خلافت دے کر آپ کو ملتان بھیجا۔ اس کے گرد و نواح میں آپ کو بہت مقبولیت ملی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

شیخ عبداللہ قہوچی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب سے تھے آنحضرت کے قہوہ پکانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنجناب نے آپکو خلافت دے کر مکہ معظمہ بھیجا وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور حالات عالیہ سے مشرف ہوئے۔

حافظ صادق آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نہایت کامل خلفاء میں سے ہیں۔ جب عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت سے ایک خلیفہ کی طلب کی تو آپؒ نے حافظ صادق کو اس کے ساتھ بھیجدیا۔ بادشاہ نے آپ سے بہت استفادہ کیا اور لشکر کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ ارغون ختائی آپ آنحضرت کے سب سے بڑے خلفاء سے ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ملک ختا میں بھیجا۔ وہاں آپ کے دستِ مبارک سے دین اسلام بہت پھیلا۔ وہاں کے سارے سردار اور

www.maktabah.org

سرکش مسلمان ہوکر آپ کے مرید بن گئے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے بتوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لے کر ختا والوں سے جنگ کرو۔ تو سارے بُت ہتھیار لے کر اُن سے لڑنے لگے۔ ختا والوں کو شکست ہوئی۔ تمام اہل ختا یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور دینِ اسلام میں داخل ہوکر خواجہ صاحب کے مرید بن گئے۔

آپ کے حلقہ میں صبح شام ہزاروں آدمی شامل ہوا کرتے۔ اس طرح وہ سارا ملک طریقہ احمدیہ سے پُر ہوگیا کہتے ہیں ایک ہزار آدمی کو خواجہ صاحب نے مجاز طریقہ بنایا۔ یہ قصہ اس سے پہلے قیومیت کے ساتویں سال میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ خواجہ صاحب کا مزار ختا کے پایۂ تخت خان بالغ میں ہے آپ کے طریقہ کو وہاں رواج حاصل ہے۔

شیخ عطاء اللہ سُورتی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب میں سے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

آنجناب نے آپ کو بندر سورت میں بھیج دیا۔ وہاں پر آپ کو قبولیتِ عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ آنحضرت کے روضہ مبارک میں آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن شریف موجود ہے۔ جس کا طول دو گز اور عرض ایک گز سے زیادہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ فضلے اور شیخا۔ دونو صالح اور متقی تھے۔ اور دونوں ہندی کے اچھے شاعر تھے۔

خواجہ کلاں سمرقندی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر سمرقند بھیج دیا۔ جہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

آپ طریقہ احمدیہ پر خوب کاربند تھے۔

www.maktabah.org

خواجہ عبدالرحمان فرا آسمانی

فرا آسمان ترکستان میں ایک علاقے کا نام ہے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی نہایت مشقت سے آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ اس ملک میں آپ کے ہزاروں لوگ مرید ہو گئے۔ آپ نے فرا آسمان میں سکونت اختیار کی۔

خواجہ صاحب سے کرامات و خوارق بکثرت ظاہر ہوئیں۔

خواجہ یوسف ترکستانی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ وہاں بے شمار آدمی آپ کے مرید ہوئے۔

آپ طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔

خواجہ اسحاق ترکستانی

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ دشت قبچاق اور ترکستان کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید ہوئے۔ ایک روز خواجہ صاحب دشت قبچاق کے بادشاہ کے پاس بیٹھے تھے اسی اثناء میں ایک شخص تازہ انگور لایا۔ بادشاہ نے کہا "یہ زمرد کے مشابہ ہیں"۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو یہ انگور زمرد بن جائیں۔ بادشاہ نے کہا ایسا ہو جائے تو کیا کہنے۔ خواجہ صاحب نے انگوروں پر ہاتھ رکھا تو وہ زمرد بن گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء ترکستان اور دشتِ قبچاق میں ہزار سے بھی زیادہ تھے۔

شیخ علی یمنی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر یمن بھیج دیا۔ امام یمن آپ کا مرید ہوا۔ اور اہل یمن بھی آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔

www.maktabah.org

خواجہ معین الدین بدخشی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے، خلیفہ ہیں سلوکِ باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر بدخشان بھیجا۔ اس گرد و نواح میں بہت قبولیت نصیب ہوئی۔ اکثر اہلِ بدخشان آپ کے مرید ہوئے۔

آپ بدخشان کے بڑے مقتدر علماء میں شمار ہوتے تھے۔

خواجہ محمد کاشف کاشغری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیم خلفاء سے تھے۔ سلوکِ باطنی تمام پابندیوں سمیت انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر اجازتِ ارشاد کیساتھ کاشغر بھیج دیا۔ اس ملک کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ کاشغر کا بادشاہ بھی آپ کا مرید ہوا۔ نہایت صاحبِ استقامت تھے۔

میر شرف الدین حسین آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے مقبولِ نظر تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔

میر مفاخر حسین آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

میر مظفر حسین آپ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔

میر جلال الدین حسین آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ اکثر نے خلافت بھی پائی۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

www.maktabah.org

خلیفہ محمد ابراہیم آپ حضرت میر جلال الدین کے پہلے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی پیر صاحب کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ راہ خدا طلبی میں محنت شاقہ اٹھائی۔ خلافت حاصل کی۔ بہت سے لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ حاصل ہوا آپ اپنے وقت کے معروف آدمی تھے۔

طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آپ علم حقائق و معارف اور اس کے سمجھنے میں اپنے وقت میں لاثانی ہیں۔ اس علم میں ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ مثنوی مولوی بزاز کا ساتواں دفتر۔ اس دفتر کی خوب تحقیق و تدقیق کی ہے۔

شیخ حسن علی آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب استقامت خلیفہ ہیں۔

شیخ حامد آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں خوشخبری دی تھی کہ اس کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر تک پہنچا ہے۔

مولانا جلال الدین آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفاء سے تھے۔ نہایت صاحب استقامت تھے۔

حاجی عارف خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ اور طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔

خواجہ احمد بخاری آپ آنحضرت کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا۔ آپ کے بہت سے مرید صاحب کشف و کرامات ہوئے۔

خواجہ محمد شریف بخاری آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو ولایت ثلاثہ کمالات نبوت

www.maktabah.org

اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی.

یار محمد آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. آنحضرت نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی.

مولینا محمد امین آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری دی.

مُلّا نعمت اللہ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. شریعت و طریقت پر کاربند تھے.

مولانا اللہ داد آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مستقیم الاحوال خلیفہ تھے.

مولانا محمد امین بخاری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے. نہایت قوی جذبہ کے مالک تھے.

اخون فصیح الدین آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحب کشف و کرامت خلیفہ ہیں. حافظ پیر محمد: آپ حضرت قیوم ثانی کے نہایت عزیز الوجود خلیفہ ہیں. صوفی پیر محمد: آپ حضرت قیوم ثانی کے خلیفہ صاحب تجرد و انقطاع ہیں. صوفی محمد زاہد محدث: آپ حضرت قیوم ثانی کے زہد، ورع سے موصوف خلیفہ تھے. شیخ زین العابدین یمنی: آپ عرب کے بڑے جید عالم تھے. درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے. سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی پھر مدینہ چلے گئے وہاں کے بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا.

شیخ عمر و شافعی یمنی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں. آپ یمن کے علمائے جید میں سے تھے. درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے. سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی. آپ نے

www.maktabah.org

پیر کی متابعت کرتے ہوئے حنفی مذہب اختیار کیا۔ لیکن آنحضرت نے فرمایا" شافعی مذہب پر رہو۔ یمن میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا۔

خواجہ محمد صادق بخاری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر عرب میں بھیجا وہاں بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔

حاجی شریف آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحب ارشاد اور مشیخیت خلیفہ تھے۔

خواجہ محمد حسین کابلی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ کابل کے نواح میں آپ کا بکثرت ارشاد ہوا۔

صوفی سعد اللہ آپ خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب تصرفات و کرامات خلیفہ ہیں۔

صوفی عبد اللہ مغربی آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر مغرب میں بھیج دیا۔ وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

خواجہ وفا قندری آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ قندر کے علاقہ میں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا۔

اخون قاسم خراسانی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ خراسان میں آپ کے ذریعہ طریقہ احمدیہ مجددیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

شاہ محمد پٹنی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ پٹنہ میں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا۔

www.maktabah.org

شاہ محمد رحمی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحبِ استقامت و کرامت تھے۔
رفعت بیگ	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب ارشاد و مشیخیت خلیفہ تھے۔
مولانا عارف	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کمالاتِ نبوّت سے مشرف ہوئے۔
شیخ محمد شریف کابلی	آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مستثنائے وقت خلیفہ تھے۔
صوفی نور محمد	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔
مولانا محمد افضل	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ اولیائے وقت ہیں۔
میرک عبد اللہ	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنجنابؓ نے آپ کو حقیقتِ کعبہ کی خوشخبری دی۔
شیخ فیض اللہ	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب قوتِ باطن و تصرّف ظاہر تھے۔
صوفی مرزائی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ پشاور میں آپ کا سلسلہ پیری مریدی بکثرت ہے۔
محمد سالم کابلی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ کابل میں آپ کے مرید بکثرت ہیں۔

www.maktabah.org

مولانا عبد الرزاق	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے. نہایت قوی جذبہ کے مالک تھے ۔
اخون ابو الفیض کابلی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. کابل اور اس کے گرد و نواح میں آپ کے مرید کثیر تعداد میں ہیں ۔
شیخ مصطفٰے اندرابی	آپ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں اندراب میں صاحب ارشاد ہیں۔
حاجی مصطفٰے جلال آبادی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. جلال آباد میں آپ کے مرید بکثرت ہیں ۔
محمد سعید سہارنپوری	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. سہارنپور میں آپ ایک مشہور شیخ تھے ۔
حاجی ابو تراب	آپ عروۃ الوثقٰے خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ ماوراء النہر میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی. وہاں کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید تھے ۔
جان محمد ورسکی	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ بدخشان کے شہر درسک میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ۔
مُلا ولی جھتی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں ۔ جھت کے علاقہ علاقہ میں آپ کے بہت مرید ہیں ۔
میر اسحاق	آپ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ دہلی میں آپ کے مرید بکثرت ہیں۔
محمد شاکر	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں ۔ نہایت صاحب فنا و بقا تھے ۔

www.maktabah.org

مولانا محمد امین بدخشی	آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ اور بدخشان کے علاقہ میں صاحبِ ارشاد تھے۔
شیخ محمد سعید نارنولی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور نارنول میں صاحبِ مشیخیت تھے۔
خواجہ عبداللہ کولابی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں کولاب میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔
ملا مشتاق	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب قوت باطن و تصرف ظاہری خلیفہ تھے۔
غلام محمد افغان	آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔
عبدالرحمٰن بخاری	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ بخارا میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔
حاجی مصطفٰے بنگالی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ بنگال میں آپ کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی۔
اخون قائم روپڑی	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ روپڑی میں بہت سے آدمی آپ کے مرید ہوئے۔
خواجہ محمد برک	آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے بدخشاں میں سلسلہ مشیخیت جاری کیا۔
محمد سعید سارنگپوری قدس سرہٗ	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ سارنگپور میں آپ کے مرید بہت ہیں۔

www.maktabah.org

اخون فاضل کابلی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں کابل میں آپ کے مرید کثیر تعداد میں تھے۔

اخون عبدالحق سجاول آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ ظاہری اور باطنی دونوں علوم کے ماہر تھے۔ شرح وقایہ فارسی آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نام سے لکھی ہے۔

ایک گذارش آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفائے کرام بے شمار ہیں اگر صرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی ان میں سے چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں باقی خلفاء جو آنحضرت کے مخصوص یار تھے۔ اور جو صاحب حالات اور بلند مقامات ارجمند کراماتِ ظاہرہ اور خوارق باہرہ ہیں۔ اور جن کی مشیخیت وارشاد کا سلسلہ بہت ہے۔ اُن کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کرتا ہوں:

صوفی تمر بیگ کولابی۔ شہریار بیگ بلخی۔ امام الدین سجانی۔ خواجہ مکی۔ حافظ اسحاق میر عثمان کولابی۔ خواجہ آتان بدخشی۔ صوفی محمد یحییٰ۔ حافظ عبداللہ۔ نوشیر بخان۔ میر عزیز میر عمر۔ دوست بیگ۔ شیخ عبدالخالق۔ خواجہ قاسم پٹنی۔ خواجہ عبداللطیف۔ خواجہ نقار حاجی باقی۔ شیخ بایزید۔ شیخ عبدالمومن۔ شیخ حسین مقصود۔ شیخ عبدالکریم کابلی۔ شیخ بہاؤالدین فتح فقیر بنگالی۔ شیخ عبدالنبی۔ شیخ محمد مراد لاہوری۔ شیخ امان اللہ۔ شیخ محمد صدیق۔ شیخ مصطفےٰ۔ اخون صالح کابلی۔ خواجہ عبدالآخر۔ اخون محمد عارف۔ شیخ عبدالحکیم۔ حافظ محمد امین شیخ عبدالرحمن گجراتی۔ اخون فیض محمد فتح آبادی۔ صوفی عبدالرحمان ترمذی۔ محمد صادق کابلی میر ابوالفتح اکبرآبادی۔ حاجی عبداللہ محدث۔ صوفی جان محمد۔ حافظ صبور۔ صوفی جمال خواجہ عبدالرحمٰن معروف بہ خواجہ ماہ۔ صوفی محمود کشمیری۔ شیخ عبدالعلیم جلال آبادی۔ خواجہ ولی مولانا عارف۔ مرزا غضنفر۔ محمد علی ملتانی۔ ملا محمود ملتانی۔ شیخ ابوالقاسم بلخی۔ مولانا شرف الدین

www.maktabah.org

سلطانپوری ۔ محمد باقر کشمیری ۔ شیخ بدیع الدین ۔ شیخ فضل اللہ ۔ شیخ محمد یوسف ۔ شیخ عبداللطیف ۔ شیخ عبدالاحد ۔ شیخ عبدالواحد ۔ حاجی اللہ بخش ۔ شیخ جلیل ۔ میر محمد زمان شیخ ابوالمظفر ۔ اخون رحمت اللہ ۔ میر موسیٰ ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ [1]

مذکورہ بالا اصحاب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے مشہور خلفاء ہیں ہر ایک کی مشیخیت وارشاد بدرجہ کمال پہنچا ہے ۔ چنانچہ ان کا سلسلہ آج تک موجود ہے ان کے حالات اس لئے نہیں لکھے گئے ۔ کہ کلام میں طوالت آ جاتی ہے ۔ بلکہ جن خلفاء کے نام حالات لکھے بھی گئے ہیں ۔ وہ بھی مجمل تاکہ پڑھنے والوں کی طبیعتوں پر گرانی نہ ہو ۔ ورنہ آنحضرت کے ایک ایک خلیفہ کے حالات کیلئے ضخیم کتاب درکار ہے ۔

ان کے علاوہ ہزارہا اور خلفاء صاحب استقامت وکرامت، ارشاد و مشیخیت ہیں ۔ طوالت کلام کے ڈر سے ان کے نام بھی نہیں لکھے گئے ۔ آنحضرت رض نے سات ہزار آدمیوں کو خلافت عنایت فرمائی ۔ کہاں تک لکھوں صرف مشہور مشہور چند ایک خلفا کے مجمل حالات لکھے گئے ہیں ۔

---

[1] جس زمانے میں یہ کتاب لکھی گئی ۔ یہ حضرات مجددیہ ابھی منازل سلوک طے کر رہے تھے ۔ مگر ایک زمانہ آیا کہ ان میں سے اکثر حضرات سلسلہ مجددیہ کے ممتاز راہنما بنے اور اپنے نظریات کو دنیائے اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچانے میں مصروف ہوئے ۔ (مترجم)

www.maktabah.org

حضرت عُروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کے معاصر اولیاء، علماء، شعراء اور بادشاہ

حضرت شاہ نعمت اللہ قادری آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کشف و کرامات تھے آنحضرت سے آپکا سلسلہ خط و کتابت جاری تھا۔ چنانچہ آنحضرت کے مکتوبات کی پہلی جلد کے دو مکتوب آنحضرت نے آپ کے نام لکھے ہیں ۔[1]

شاہجہان کا دوسرا بیٹا شاہ شجاع آپ کا مرید تھا۔ جن دنوں وہ بنگال میں تھا آپ کو چار لاکھ اشرفی سالانہ بطور خرچ دیتا۔ آپ وہ سارا روپیہ فقیروں میں بانٹ دیتے۔

حضرت شیخ عبد الجلیل الہ آبادی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کمال تھے۔ لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ ظاہر و باطن کا تصرف آپ کو حاصل تھا۔ آنحضرت کی قیومیت کے مقر تھے۔

حضرت شیخ عبد العزیز بدخشی آپ آنحضرت کے ہم عصر ہیں۔ نہایت صاحب جذب و خوارق ہیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

حضرت شاہ میر لاہوری آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر، ہندوستان کے بڑے شیخ اور تجرید تفرید اور توحید میں یگانۂ روزگار تھے ۔

آپ کا استغنا اس قسم کا تھا کہ ایک دفعہ آپ نے اپنا خرقہ ایک شخص کو دیا کہ اس میں سے جوئیں نکالو۔ اس نے بڑی خوشی سے آکر کہا کہ بادشاہ آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے بڑی جوں پکڑی ہے ۔[2]

www.maktabah.org

آپ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔ اعلیٰ درجے کے مستغرق تھے۔ چنانچہ کبھی کبھی صبح سے لے کر ظہر تک مستغرق رہتے۔ آپ کے خلفاء اور مرید بکثرت تھے سب اپنے شیخ کی طرح تھے۔ آپ کا مقولہ تھا کہ اگر دنیا دار خدا کے لئے دُنیا ترک نہیں کر سکتا تو وہ اپنے نفسانی آرام کے لئے بھی ترک نہیں کر سکتا۔

آپ سے خوارق و کرامات کا بکثرت ظہور ہوا۔

شاہ بلاول لاہوری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ نہایت عزیز الوجود اور صاحبِ بلند احوال باطنی تھے۔ آپ سے خوارق و کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ لاہور کے اکثر لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اپنے وقت میں نہایت مشہور و معروف تھے۔ [1]

شاہ سرمد آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ بہت لوگ آپکے معتقد تھے۔ اور بہت سے منکر۔ صاحب کمال و مجذوب الاحوال تھے۔ آپ مادر زاد ننگے پھرا کرتے تھے۔

بادشاہ نے ملا عبد القوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپنا چاہیئے۔ آپ نے جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ مُلا نے جاکر بادشاہ سے کہدیا۔ کہ سرمد نے ایسا کلمہ کہا ہے جس کی وجہ سے وہ واجب القتل ہو گیا ہے۔ بادشاہ آپ کے قتل کے لئے راضی ہو گیا۔ جلاد نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ تو آپ اس وقت کلمہ طیبہ پڑھ رہے تھے۔ ابھی "لاالٰہ الا اللہ" کہنے پائے تھے کہ سر تن سے جدا ہو کر زمین پر جا پڑا۔ اس وقت "محمد رسول اللہ" کہا۔ [2]

شیخ پیر محمد لکھنوی آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر، نہایت متورع و متقی تھے۔ علم ظاہری میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کے تمام مرید عالم تھے۔ آپ جاہل کو مرید نہیں بناتے تھے۔ زہد۔ توکل، قناعت اور

www.maktabah.org

استغنا از اغنیا میں بے نظیر تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن قدس سرہٗ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے نہایت صاحب کمال تھے۔ لوگ آپ کے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔

شیخ اسمٰعیل قدس سرہٗ آپ سرہند کے رہنے والے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت کامل اور صاحب حال تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو آپ نے قبول کیا۔

حضرت میر ہاشم بلخی قدس سرہٗ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر صاحب جذبہ تھے۔ قوت باطنی بدرجہ غایت حاصل تھی۔ آنحضرت کی زیارت کے لئے بلخ سے سرہند آئے۔ آنجناب سے استفادہ کرکے پھر وطن لوٹ آئے۔ وہاں کے اکثر آدمی آپ کے معتقد ہوئے۔ آپ بلخ کے مشہور شیخ تھے۔

حضرت میر ابو العلی اکبر آبادی قدس سرہٗ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں پہلے توران میں ایک بزرگ سے طریقہ نقشبندی اخذ کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ میر محمد نعمان سے فیض اخذ کرکے سلوک باطنی حاصل کیا۔

حضرت شیخ عبداللطیف قدس سرہٗ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ نے محمد نعمان سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ نہایت متقی پرہیزگار اور متشرع آدمی تھے۔ لیکن کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔

حضرت شیخ برہان برہانپوری قدس سرہٗ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ شیخ محمد عیسٰے کے مرید اور محمد غوث کے خلیفہ ہیں۔ برہان پور کے بہت سے لوگ آپ کے مرید تھے۔ آپ دکن کے

www.maktabah.org

مشہور شیخ تھے۔

حضرت شیخ عبدالکریم آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر، مرد سالک اور صاحب حال تھے۔ پیر محمد سلولی آپکے خلیفہ تھے۔

حضرت شاہ دولا گجراتی آپ حضرت خواجہ محمد معصوم کے ہمعصر تھے۔ صاحب جذبہ تھے۔ لیکن آپ سے کسی کو باطنی فائدہ نہیں پہنچا۔

حضرت حاجی نوشہ آپ آنحضرت رض کے ہم عصر، نہایت ہر دلعزیز صاحب ذوق وشوق تھے۔ آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا۔ ؎۱

؎۱ حضرت حاجی نوشہ گنج بخش بانی سلسلہ نوشاہیہ یکم رمضان ۹۵۹ھ/۲۲ اگست ۱۵۵۲ء گجرات پنجاب میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی سید علاء الدین حسین حاجی غازی تھا۔ دینی علوم مقامی درس گاہ سے حاصل کیے۔ شیخ سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ اور اکابر خلفاء میں شمار ہوئے آپ اپنے وقت کے صاحب کمالات وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔
آپ کی تبلیغ سے دو لاکھ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی۔ مصر کے سفر کے دوران حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی۔ فیضان قادریہ سے بڑا حصہ پایا۔ لاکھوں مرید ہوئے۔ اور سلسلہ نوشاہیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے سلسلہ میں وقت کے مشاہیر اہل علم اہل اقتدار اور اہل کمال نے منازل سلوک طے کیں۔ آپ صاحب تصرّف وجذب ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف وتالیف بھی تھے۔ گنج شریف۔ گنج الاسرار۔ چہار بہار بکلمات طیبات۔ جواھر المکنون ذخائر الجواھر اور مکاتیب نوشہ کے نام ملتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ حضرت شاہ دولہ دریائی۔ جیسے مشاہیر سے ملاقات رہتی تھی۔ آپ کے دو بیٹے حضرت شاہ محمد ہاشم دریا دِل۔ شاہ حافظ محمد برخوردار برقندازی آپ کے خلیفہ اور روحانی جانشین ہوئے۔ ہزاروں خلفاء اور عقیدت مند مشاہیر زمانہ

(جاری ہے)

www.maktabah.org

حضرت شیخ عبد اللہ آپ صاحب دعوت اور آنحضرت کے ہم عصر تھے کہتے ہیں۔ متاخرین میں سوائے محمد غوث کے کوئی شخص آپ جیسا صاحب دعوت پیدا نہیں ہوا۔

حضرت شاہ مرتضیٰ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ بہت لوگ آپ کے منکر تھے۔ اور چند ایک معتقد تھے۔ آپ کے تصرفات مشہور ہیں لیکن آپ مجذوب اور آزاد وضع تھے۔ اکثر آزاد فقیر اپنے آپ کو آپ سے منسوب کرتے ہیں۔

حضرت نور الحق آپ شیخ عبد الحق دہلوی کے فرزند اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہو گذرے ہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں جو مکتوب حضرت یعقوب کے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہونے کے بھید میں لکھا گیا ہے وہ انہی شیخ نور الحق کے نام سے لکھا گیا ہے۔ [1]

(سابقہ صفحہ سے آگے)

بنے۔ وفات ۸، ربیع الاول ۱۰۶۴ھ / ۲۶ جنوری ۱۶۵۴ء بعہد شاہجہان بمقام ساہنپال ضلع گجرات میں ہوئی۔ آپ کی اولاد سے ایک عالم۔ دانشور اور صاحب تصنیف بزرگ سید شریف احمد شرافت نوشاہی قدس سرہ نے آپ کے احوال اور آپ کے سلسلہ سے وابستہ حضرات کا تذکرہ شریف التواریخ کی چودہ جلدوں میں مرتب کیا ہے۔

[1] مولانا علامہ نور الحق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی کے فرزند تھے۔ خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی سے بیعت ہوئے۔ مگر اپنے والد سے بھی سلسلۂ قادریہ میں تربیت پائی۔ شاہجہان کے عہد حکومت میں اکبر آباد کے قاضی القضاۃ تھے۔ بخاری اور مسلم شریف کی شرحیں لکھیں۔ جو اہل علم کے لئے مشعل راہ بنیں۔ نوے سال کی عمر میں ۱۰۷۳ھ / ۱۶۶۳ء میں انتقال ہوا۔

(ماخوذ از تذکرہ علمائے ہند)

www.maktabah.org

حضرت ملا عبد اللہ آپ مولوی عبد الحکیم صاحب کے فرزند اور آنحضرت رضؓ کے ہمعصر ہیں۔ ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ ظاہری علم میں آپ کی تصانیف نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔

حضرت اخون عوض وجیہہ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اور توران کے مشہور عالم تھے۔ علم ظاہری میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ سلوکِ باطنی آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے حاصل کیا۔

حضرت ملا وجیہہ الدین آپ ہندوستان کے جید عالم تھے۔ ہزارہا آدمیوں نے ظاہری عالم میں آپ سے فائدہ اٹھایا۔ علم معقول اور منقول میں آپکی بہت تصانیف ہیں۔ اکثر کتابوں پر حاشیئے اور ان کی شرح لکھی ہیں۔

حضرت ملا جیون آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ ظاہری علم بدرجہ کمال حاصل کیا۔ اس علم میں آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔ [۱]

---

[۱] حضرت ملا جیون (شیخ احمد بن ابی سعید بن عبد الرزاق بن خاصہ) حنفی۔ صدیقی۔ املکی۔ صالحی امیٹھہ میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کے ممتاز علماء کرام اور دانشوروں میں سے تھے۔ بلا کا حافظہ پایا تھا۔ ایک بار کتاب دیکھتے یا قصیدہ سن لیتے حفظ ہو جاتا۔ درسی کتابیں زبانی سنا جاتے۔ قرآن کے حافظ تھے۔ ابتدائی تعلیم ملا لطف اللہ جہاں آبادی سے حاصل کی۔ علمی شہرت کی وجہ سے محی الدین اورنگزیب کے دربار میں عالم مملکت قرار دیئے گئے۔ اورنگ زیب نے آپ سے دینی کتابیں پڑھیں۔ زندگی بھر بادشاہ اورنگ زیب آپ کے علم و کمال کا معترف رہا۔ فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں صفِ اول کے فقیہہ تھے۔ ساری عمر تدریس و تالیف میں گذار دی۔ نور الانوار شرح منار مدینہ منورہ میں بیٹھ کر کسی کتاب کی مدد کے بغیر لکھی۔ تفسیرِ احمدی (احکام قرآنی) یادگار زمانہ آپکی تالیف ہے۔ ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۸ء میں دہلی میں انتقال کیا امیٹھی میں دفن ہوئے۔ (از تذکرہ علمائے ہند)

www.maktabah.org

ملا سعد اللہ وزیر ہندوستان

مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ اور بہت سے علماء بھی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔

مُلا سعد اللہ وزیر سُلطانِ ہندوستان تھے۔ کہتے ہیں ملا سعد اللہ ہندوستان کا سب سے بڑا عالم تھا۔ لیکن چونکہ وزیر تھا۔ اس لیئے دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنے کے سبب اس کے علم کو رواج نہ ہوا۔

ملا زاہد کابلی صاحبِ زاہدین

آپ کے حالات آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں بیان ہو چکے ہیں۔

سید محمد قنوجی بھی آپ کے ہم عصر ہیں۔

حضرت مولانا شریف گسکنہ بخاری

آپ بخارا کے مشہور عالم تھے۔ علم معقول اور منقول میں لاثانی تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء سے سلوک باطنی حاصل کر کے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قیومیت کے مقرر ہوئے۔

ہمعصر شعراء

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر شعراء میں سے ملک الشعراء ناصر علی سرہندی جس کے حالات پہلے بھی لکھے جا چکے ہیں آنحضرت کا مرید تھا۔ نزع کے وقت یہ نظم کہی۔ ؎

از عبادت باز دار د یاد احسان تو ام
زیں ادب بے توشہ مے آیم کہ مہمان تو ام

صائب

صائب ایران سے ہند میں آیا۔ مدّت تک یہاں رہ کر ایران واپس چلا گیا۔ صائب کی مثال گوئی مشہور ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

پیشانئے عفو ترا بر جبیں نسازد جرم ما
آئینہ کے بر ہم خورد از زشتی تمثالہا

www.maktabah.org

جلال امیر شہزادۂ ایران کو اس کے یہ اشعار پسند آئے ؎

بخود صد پیرہن مالیدہ باشد ٭ اگر بر روئے گل خندیدہ باشد

غنی کاشمیری

غنی کشمیر کا رہنے والا مشہور شاعر ہوا ہے ۔ اس کا ایک خوبصورت شعر ملاحظہ کیجئے ؎

سنگیں دل است آنکہ بظاہر ملائم است

پنہاں درون پنبہ بود پنبہ دانہ را

غنیمت کنجاہی

غنیمت کنجاہی[1] کی بہت مشہور مثنوی ہے جس میں ایک جگہ کہتا ہے ؎

---

[1] مولانا محمد اکرم غنیمت کنجاہی قدس سرہٗ عالم یگانہ فاضل زمانہ شاعر باکمال صاحب عشق و محبت گجرات کے قصبہ کنجاہ میں پیدا ہوئے ۔ والد کا اسم گرامی شیخ نظر محمد تھا۔ مغلیہ دور میں قصبہ کنجاہ کا منصب افتار آپ کے آبا و اجداد کے پاس تھا ۔آپ کے آبا و اجداد بقول علامہ صداقت محمد باہ شام سے آئے تھے ۔ ابتدائی تعلیم کنجاہ میں اپنے والد کے علاوہ قاضی خوشی محمد احمد قاضی رضی الدین سے حاصل کی فن شعر گوئی میں میر محمد زمان راسخ کے شاگرد تھے ۔ آپ گجرات کے چک سادہ کے ایک عارف سید صالح محمد نوشاہی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور بیعت ہوئے ۔ انہی دنوں بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ایک فقہی مسئلہ کے حل کے لئے علاقہ کے علماء کو جمع کیا ۔ مگر ان کے جواب سے اطمینان نہ ہوا تو مولانا غنیمت کنجاہی نے خود حاضر ہو کر اطمینان بخش جواب دیا ۔ آپ کو اس پر کنجاہ کا قاضی مقرر کر دیا گیا ۔

آپ نے برجستہ اور شگفتہ اشعار سے اہل سخن اور اہل دل کو مسحور کر دیا ۔ مثنوی "نیرنگ عشق" لکھی تو آسمان شہرت پر آفتاب بن کر چمکنے لگے ۔ ان دنوں قادریہ صوفیہ کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا نام سن کر سجدہ میں گر جاتے تھے ۔ اورنگ زیب نے طلب کیا تو مولانا

(جاری ہے)

www.maktabah.org

بمکتب می رود طفل پریزاد　　مبارک باد مرگ نو باستاد

منیر | رمز اابیا منیر بہت مشہور رہے اور اس کے شعر بھی نہایت رنگین اور سنگین ہیں چنانچہ کہتا ہے ؎

حلقہ زلفِ او بتاب شدہ　　عینک چشم آفتاب شدہ

قصائد مغز فطرت بہت اچھے ہیں. حسب ذیل شعر انھیں کے قصائد سے ہے ؎

حرمان و وصل چیست چو مطلب رضائے تست

خواہی بغمزہ مے کش و خواہی بانتظار

سرہند میں جو شعراء رہتے تھے ان میں شرف الدین حسین. مفاخر حسین مظفر حسین اور محمد زمان راسخ جن کے حالات اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

غنیمت کنجاہی بھی اسی طبقہ میں تھے. گفتگو کی تو بادشاہ نے "العاشق والمجنون معذور" کہہ کر چھوڑ دیا. آپ کی شعر گوئی کو آپ کے معاصرین اور بعد میں آنے والے اہلِ سخن نے ہدیہ تحسین پیش کیا. پنجاب سے نکل کر آپ کی شاعری کی شہرت ایران و توران تک پہنچی تو اہل کمال نے اُنکے شعروں کو مجلسوں کی رونق بنالیا. آپ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کے روضہ کی زیارت کے لیے بغداد پہنچے. کشمیر اور کابل گئے. شاہجہان آباد میں پہنچے تو محمد افضل سرخوش نے آپکو سر آنکھوں پر بٹھایا.

آپ مکرم خان نواب گجرات کے زمانہ میں کنجاہ کے قاضی تھے. اور اسی زمانہ میں سنہ ۱۰۹۶ھ / سنہ ۱۶۸۷ء میں "مثنوی نیرنگ خیال" لکھی. آپ کا ایک ایک شعر شعرائے عصر کی زبان پر تھا. مثنوی کے علاوہ "دیوان غنیمت" بھی آپ کی یادگار ہے. "مثنوی نیرنگ عشق" کی قبولیت کا یہ عالم رہا کہ ہزاروں خطی نسخے تیار ہوئے اشعار ازبر کیے گئے. پھر "نیرنگ عشق" کے جواب میں کئی مثنویاں لکھی گئیں. اس کی طرز پر کئی شاعروں نے طبع آزمائی کی. سینکڑوں ایڈیشن چھپ کر شائع ہوئے. اور بنام شاہد نازک خیالاں کی دھوم مچ گئی. آپ سنہ ۱۷۱۳ء میں شاہزادہ فرخ سیر (سنہ ۱۱۲۵ھ سے سنہ ۱۱۳۱ھ) کے عہدِ حکومت میں فوت ہوئے. مزار کنجاہ میں ہے (ماخوذ از شریف التواریخ ۳/۲)

www.maktabah.org

ہمعصر سلاطین آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر بادشاہِ ہندوستان میں جہانگیر شاہجہان اور اورنگ زیب تھے۔ جہانگیر کے وقت میں آپ مسندِ قیومیت پر تشریف فرما ہوئے۔ شاہجہان کے وقت سے لے کر اورنگزیب کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا۔ تینوں بادشاہ آنحضرت کے مرید تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

توران میں عبدالعزیز خاں بادشاہ تھا اور ایران میں شاہ سلیمان۔ یہ دونو بادشاہ بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔

وصلی اللہ تعالے علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ وذریاتہٖ واھلبیتہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین۔ اٰمین اٰمین یارب العٰلمین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین۔

اللھم اغفر لمؤلفہ وَلِکاتبہٖ ولحافظہٖ ولقاریہ ولمن سعی فیہٖ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

زبدۃ الآثار

فضائل درود شریف

شرح اورادِ فتحیہ

اعلیحضرت بریلوی

خاکِ کربلا

تذکرہ علمائے اہلسنت

تاریخِ مشائخِ چشت

ملفوظاتِ شریفیہ

احوال

ترجمہ کتاب الشفاء (دو جلد)

نغمائے روح

شواہد النبوت

مکتوبات

تجلیاتِ امام ربانی

جگر گوشۂ رسول

رسائلِ نقشبندیہ

کربلا کا مسافر

سیرتِ طیبہ (دو جلد)

لا امتیاز بین الحقیقت والمجاز

(۳ جلد)

الوظیفۃ الکریمہ

زلزلہ

تکمیل الایمان

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

حضرت خواجہ محمد نقشبند سرہندی
قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندیؒ

مکتبہ نبویہ لاہور

گنج بخش روڈ۔ لاہور

www.maktabah.org

رَوْضٌ مِنَ الرَّوْضَة" الْقَيُومِيَة الْمَجَدَّديه

نام کتاب .... روضة القیومیه

نام مولف .... ابوالفیض کمال الدین خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع .... احوال و مقامات قیوم سوم حضرت خواجہ محمد نقشبند سرہندی

سال تالیف ۱۲۰۱ھ

سال طباعت اول (اردو) .... ۱۳۱۸ھ (فرید کورٹ انڈیا)

سال طباعت دوم (اردو) .... ۱۳۳۵ھ (لاہور پاکستان)

سال طباعت سوم (اردو) .... ۱۹۸۹ء۔۱۴۰۹ھ (لاہور)

سال طباعت چہارم (اردو) .... ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء (لاہور)

ترتیب و تعلیقات .... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ناشر .... مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

صفحات .... ۲۴۰__۳۶×۲۳/۱۶

قیمت .... روپے

نقشبندی اور مجددی حضرات کو تینتیس (۳۳)

فیصد رعایت دی جائے گی۔

www.maktabah.org

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	
۲	ذکر ولادتِ باسعادت خواجہ محمد نقشبند رحمہ اللہ	۱۹
۳	تحصیل علوم	۲۱
۴	کمالاتِ عظیمہ کی خوشخبری	۲۱
۵	قیومیت محبوبیت ذاتی طینت اور اصالت محمدی کی خوشخبری	۲۳
۶	حضرت قیوم ثالث مسند ارشاد پر	۲۵
۷	عالم اسلام کے بادشاہ حضرت خواجہ نقشبند کے بیعت ہوئے۔	۲۶
۸	حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ کو قیوم وقت تسلیم کرلیا	۲۷
۹	حضرت خواجہ محمد نقشبند کابل میں	۲۸
۱۰	سرہند میں حضرت قیوم ثالث کی بارگاہ میں علماء عرب کی حاضری	۲۹
۱۱	عرب سے تین علماء کرام سرہند آئے۔	۳۱
۱۲	حضرت قیوم ثالث کی دوبارہ کابل کو روانگی	۳۱
۱۳	حضرت حجۃ اللہ کا ایک میزبان	۳۱
۱۴	کابل کے لوگوں نے سات منازل بڑھ کر استقبال کیا۔	۳۲
۱۵	کابل کی مسجدیں نمازیوں سے بھر گئیں۔	۳۳

www.maktabah.org

۱۶	حضرت مروج الشریعت نے سرہند میں خواجہ محمد نقشبند کی قیومیت کا اعلان کیا	۳۴
۱۷	حضرت مروج الشریعت کی وفات حسرت آیات	۳۵
۱۸	اورنگ زیب نے حضرت مروج الشریعت کو دہلی میں بلایا	۳۶
۱۹	اورنگ زیب حضرت مروج الشریعت کے کمالات کا اعتراف کرتے ہیں	۳۷
۲۰	اپنی موت کا قبل از وقت اعلان	۳۷
۲۱	مروج الشریعت کے بیٹوں نے قیوم ثالث سے بعیت کی	۳۹
۲۲	حضرت ابوالعلیٰ کی نقاب پوشی	۴۱
۲۳	حضرت خازن الرحمت کے بیٹے کی قیوم ثالث سے بعیت	۴۲
۲۴	حضرت شیخ سعد الدین مرید ہوئے۔	۴۴
۲۵	حضرت قیوم ثالث کو حجۃ اللہ کا خطاب	۴۵
۲۶	حضرت قیوم ثالث کا اپنی قیومیت پر مناظرہ	۴۶
۲۷	مجلس مناظرہ کا آنکھوں دیکھا حال	۴۹
۲۸	حضرت محمد صبغۃ اللہ کی رائے۔	۵۳
۲۹	حضرت قیوم ثالث پر مشائخ سرہند کا اتفاق	۵۵
۳۰	مؤلف روضۃ القیومیہ کے والد کا الہامی نام	۵۶
۳۱	شیخ عبدالاحد کی ایک کتاب	۵۶
۳۲	حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت پر چالیس علماء کی کتابیں	۵۷
۳۳	حضرت قیوم ثالث دامن کوہ کی سیر کو	۵۸
۳۴	سیدالانبیا کی تشریف آوری	۵۸
۳۵	حضرت قیوم ثالث کا سفر حج اور اورنگ زیب کی بعیت۔	۶۰
۳۶	سفر حج کے سات ہزار ساتھی	۶۱

www.maktabah.org

۳۷	حضرت حجۃ اللہ کی دہلی سے دیارِ حبیب کو روانگی	۶۳
۳۸	حضرت قیوم ثالث کے جہاز طوفانوں کی زد میں	۶۴
۳۹	جہاز یمن کے کنارے جا لگے	۶۶
۴۰	مسقط کی بندرگاہ پر	۶۷
۴۱	قیامِ مسقط کے دوران تکالیف	۶۸
۴۲	مسقط کے خارجیوں سے لڑائی	۶۹
۴۳	دعائے رفع مصائب	۷۲
۴۴	قیوم ثالث کو غیبی بشارتیں	۷۳
۴۵	بادشاہ مسقط کی عقیدت	۷۳
۴۶	ایک دعوت کا واقعہ	۷۴
۴۷	سرھند سے وباء ختم ہوگئی	۷۵
۴۸	مسقط میں خارجیوں سے ایک جھڑپ	۷۶
۴۹	شیعہ علماء سے قیوم ثالث کا ایک مناظرہ	۷۸
۵۰	خارجیوں نے معافی مانگ لی۔	۷۹
۵۱	رئیس العلماءِ مسقط کا ایک خواب	۸۰
۵۲	بادشاہِ مسقط کا ایک خواب	۸۱
۵۳	مسقط میں خارجیوں کی نئی لہر	۸۳
۵۴	مسقط سے حجاز تک	۸۴
۵۵	شیخ عبدالکریم یمنی	۸۴
۵۶	حضرت قیوم ثالث کی مکہ معظمہ میں حاضری	۸۷
۵۷	حجازِ مقدس میں ایک لاکھ اشرفی چور کو بخش دی۔	۹۰

www.maktabah.org

۵۸	کعبۃ اللہ طواف کرنے لگا	۹۱
۵۹	شیطان دیکھتے ہی بھاگ نکلا۔	۹۲
۶۰	قیام کعبۃ اللہ میں انوار و برکات کی بارشیں	۹۳
۶۱	مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی	۹۴
۶۲	دربار رسالت سے انعامات کی بارش	۹۴
۶۳	مدینہ منورہ میں ارشادِ نقشبندیہ کا آغاز	۹۵
۶۴	جنت البقیع کی زیارت	۹۷
۶۵	سرکار رسالت مآب کی خصوصی شفقت	۹۸
۶۶	ایک بدعقیدہ کی مجلس میں آمد	۱۰۰
۶۷	حج کی قبولیت کی علامات	۱۰۲
۶۸	آستانِ نبوت پر جبینِ نیاز	۱۰۲
۶۹	حج سے واپسی کا سفر	۱۰۳
۷۰	حضرت ابوالعلیٰ نے برقعہ ہٹا لیا۔	۱۰۴
۷۱	اورنگ زیب کے ڈر سے شاہِ ایران کی خودکشی	۱۰۵
۷۲	حضرت خواجہ محمد نقشبند کی سفارش سے سلطان محمود کی رہائی	۱۰۷
۷۳	حضرت قیوم ثالث شاہجہان آباد سے سرہند کو	۱۰۸
۷۴	حضرت مجدد الف ثانی کے کلام پر معاندین کے اعتراضات	۱۱۱
۷۵	بادشاہ کی طرف سے تین جعلی خطوط	۱۱۴
۷۶	بادشاہ کے دربار میں مخالفین کی رسوائی	۱۱۵
۷۷	مشائخ نقشبندیہ کے مجدد الف ثانی کے حق میں تین سو سات رسالے	۱۱۶
۷۸	مولانا فرخ شاہ اورنگ زیب، کے دربار میں۔	۱۱۶

www.maktabah.org

۷۹	شکست تسلیم کرنے کے بعد مخالفین کا اجتماع	۱۱۸
۸۰	برزندی کو ہندوستان آنے کی دعوت	۱۱۹
۸۱	برزندی پر حضرت قیوم ثالث کی نگاہ غضب	۱۱۹
۸۲	حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں سلطان کاشغر	۱۲۰
۸۳	شاہِ کاشغر پر سیواجی کا حملہ	۱۲۱
۸۴	حضرت قیوم ثالث کو منصبِ محبوبیت عطا ہوا۔	۱۲۳
۸۵	حضرت شیخ سیف الدین کا انتقال	۱۲۶
۸۶	اورنگ زیب نے فتح دکن کے لئے استمداد کی۔	۱۲۹
۸۷	حضرت قیوم ثالث کی دعا سے بیجاپور کی فتح	۱۳۶
۸۸	حضرت قیوم ثالث کی توجہ سے قلعہ ستارۂ شاہ کی فتح	۱۴۰
۸۹	حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں شاہ بدخشان	۱۴۴
۹۰	حضرت ابوالعلیٰ کی دعا	۱۴۵
۹۱	حضرت قیوم ثالث کی سرہند میں تشریف آوری	۱۴۸
۹۲	حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں بادشاہِ توران۔	۱۵۴
۹۳	حضرت قیوم ثالث کابل تشریف لے جاتے ہیں	۱۵۷
۹۴	حضرت خواجہ محمد نقشبند پشاور میں	۱۵۷
۹۵	حضرت خواجہ محمد نقشبند کی آمد پر کابل میں بدعات کی بندش	۱۵۸
۹۶	حضرت حجۃ اللہ کی کابل میں آمد پر عقیدت مندوں کا زبردست ہجوم	۱۵۹
۹۷	حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں علماء و مشائخ کی حاضری۔	۱۶۰
۹۸	مشائخ مجددیہ کی کابل میں مقبولیت	۱۶۲
۹۹	حضرت قیوم ثالث کی کابل سے واپسی۔	۱۶۳

www.maktaban.org

۱۰۰	اورنگ زیب نے کابل کے گورنر کو معطل کر دیا	۱۶۴
۱۰۱	حضرت قیوم ثالث سے حضرت مجددیہ کی بیعت	۱۶۷
۱۰۲	حضرت قیوم ثالث نے شہزادہ معظم کو رہائی دلائی۔	۱۷۰
۱۰۳	حضرت ابوالعلیٰ کی وفات	۱۷۱
۱۰۴	حضرت قیوم ثالث کا سلطان ہند کے لشکر میں قیام	۱۷۲
۱۰۵	شہزادوں میں ملکی تقسیم	۱۷۴
۱۰۶	حضرت خواجہ محمد نقشبند کی حج کو روانگی	۱۷۵
۱۰۷	حضرت قیوم ثالث کی براستہ یمن حرمین شریفین میں حاضری	۱۷۶
۱۰۸	قطبیت اور قیومیت کی علامت	۱۷۸
۱۰۹	کعبہ دعوت دیتا ہے۔	۱۷۸
۱۱۰	حضرت خواجہ محمد نقشبند بارگاہِ نبوی میں	۱۷۹
۱۱۲	خواجہ محمد نقشبند جنت البقیع میں	۱۸۰
۱۱۳	خواجہ محمد نقشبند آدم بنوری کی قبر پر	۱۸۱
۱۱۴	مکہ مکرمہ کو روانگی	۱۸۱
۱۱۵	خواجہ محمد نقشبند کی حج سے روانگی۔	۱۸۲
۱۱۶	شہزادہ کام بخش حضرت خواجہ نقشبند کے مرید ہوئے۔	۱۸۶
۱۱۷	اورنگ زیب کی مجلسِ خاص میں آمد	۱۸۶
۱۱۸	حضرت قیوم ثالث نے خواجہ محمد زبیر کو اپنا جانشین مقرر کیا۔	۱۸۹
۱۱۹	حضرت قیوم ثالث شاہجہان آباد سے سرہند میں	۱۹۲
۱۲۰	خواجہ محمد زبیر کی کابل سے سرہند واپسی	۱۹۴
۱۲۱	خاندان مجدد الف ثانی بیعت ہوا۔	۱۹۵

www.maktabah.org

۱۲۲	سرہند میں حضرت حجۃ اللہ کی مسجد	۱۹۶
۱۲۳	کرامات و خوارق عادات	۱۹۷
۱۲۴	مکاشفات حضرت قیوم ثالث	۲۰۵
۱۲۵	حضرت خواجہ محمد نقشبند کے عادات و شمائل	۲۰۷
۱۲۶	حضرت قیوم ثالث کی چند خصوصیات	۲۰۹
۱۲۷	حضرت قیوم ثالث کی وفات	۲۱۲
۱۲۸	حضرت قیوم ثالث کی تجہیز و تکفین	۲۱۴
۱۲۹	حضرت قیوم ثالث کی اولاد	۲۱۷
۱۳۰	حضرت ابوالعلےٰ رضی اللہ عنہ	۲۱۸
۱۳۱	حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء کی حیثیت سے	۲۲۱
۱۳۲	حضرت شیخ محمد عمر مجدّدی	۲۲۱
۱۳۳	خلفائے حضرت قیوم ثالث	۲۲۴
۱۳۴	حضرت قیوم ثالث کے چند ہم عصر علماء و مشائخ	۲۳۳
۱۳۵	خاتمۃ الکتاب	-

www.maktabah.org

www.maktabah.org

نقش نقشبنداںؒ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ایم اے

حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی قدس سرہٗ کا زمانۂ ارشاد سلوک نقشبندیہ مجددیہ کا سنہری دَور مانا جاتا ہے۔ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہات اور کوششوں سے اسلامی معاشرے میں جو نکھار آیا تھا۔ اس کے اثرات برصغیر کے گوشے گوشے تک نمایاں ہوئے۔ دینی مدارس کی فراوانی ہوئی۔ مساجد کی تعمیر اور تزئین کا سلسلہ جاری ہوا۔ بدعات اور مناہیات پر احتساب ہونے لگا۔ اور مغل دربار کی اصلاح کے اثرات ساری رعایا تک پہنچنے شروع ہوئے مشائخ مجددیہ کی نگرانی میں نفاذ شریعت کے مراحل طے پا جانے لگے اور ان حضرات کی احتسابی نگاہوں کا یہ اثر تھا کہ گھر کے اندر بھی اگر کوئی مسلمان گناہ کا ارتکاب کرنے لگتا تھا تو ارد گرد دیکھ لیا کرتا تھا کہ کہیں کسی مجددی محتسب کو تو نہیں دیکھ رہا۔

اسلامی معاشرت کی پاکیزگی کا سہرا حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے سر تھا۔ جنہوں نے شہنشاہ اورنگ زیب کی ایسی دینی تربیت کی کہ وہ امور سلطنت کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ دینِ متین کے تحفظ اور ترویج کے لئے ہمہ وقت مصروف رہتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی وفات ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء کو ہوئی۔ یہ اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی کا دسواں سال تھا۔ اسی سال حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قدس سرہٗ

www.maktabah.org

مسند نشین خانقاہ مجددیہ ہوئے۔ اورنگ زیب آپ کا بھی معتقد اور عقیدت کیش تھا جس طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ کا۔ چنانچہ ساری مملکت میں امورِ مذہبیہ آپ کی نگرانی میں ہی طے پانے لگے اورنگ زیب کے دل میں آپ کا اتنا احترام تھا کہ جب آپ پہلی بار حج کو جانے لگے تو اورنگ زیب نے دہلی میں آپ کا شاہانہ استقبال کیا اور شاہی محل میں ٹھہرایا اور اعلان کیا کہ آپ کے ساتھ جو شخص بھی حج بیت اللہ کو روانہ ہوگا اسے سرکاری مراعات حاصل ہوں گی اورنگ زیب کے سپہ سالار اپنے لشکر کے ساتھ جہاز پر سوار کرانے اور آپ کے قافلہ حجاج کو الوداع کہنے بندرگاہ تک آئے۔ آپ حج سے واپس آئے تو اورنگ زیب نے اپنے بیٹے کام بخش کو آپ کی تربیت میں دیا اور آپ کی صحبت میں رہنے کا مشورہ دیا۔

دکن کی مہم اورنگ زیب کے دورِ اقتدار کا ایک معرکۃ الآراء کارنامہ تھا۔ اورنگ زیب حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ کی خدمت میں ۱۰۹۸ھ کو حاضر ہوا۔ اور ابوالحسن تاناشاہ پر حملہ کرنے کا مشورہ طلب کیا۔ آپ نے رات کو استخارہ کرنے کے بعد اورنگ زیب کو فتح و کامرانی کی بشارت دی۔ آپ کی خصوصی توجہ سے یہ معرکہ سر ہوا اور دشمن قوت کو سرنگوں ہونا پڑا۔

اورنگ زیب کو حضرت خواجہ نقشبند مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اتنی عقیدت تھی کہ وہ شاہی لباس اتار کر عام لباس میں حضرت کی مجالس میں حاضر ہوتا۔ اور جہاں جگہ ملتی مراقبہ کی مجلس میں شامل ہو جاتا۔ اگر آپ سوار ہوتے تو اورنگ زیب آپ کی سواری کے ساتھ پاپیادہ چلتا۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ اورنگ زیب رات کو تہجد کے وقت حضرت کے حجرے میں پہنچ کر نوافل ادا کرتا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کا صرف عالمگیر ہی

www.maktabah.org

معتقد نہ تھا بلکہ مغل دربار کے اکثر رؤساء اور امراء بھی آپ کے مرید تھے۔ شاہجہان کی بیٹی گوہر آراء آپ سے بیعت تھی۔ اور حضرت کے قیام دہلی کے تمام آرام و آسائش کی نگرانی کرتی تھی۔ حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ کے تیسرے صاحبزادے حضرت شیخ مروج الشریعت محمد عبید اللہ۔ چوتھے صاحبزادے شیخ محمد اشرف محبوب اللہ (سنہ ۱۰۳۴ھ ۔ سنہ ۱۱۵۰ھ) اور پانچویں صاحبزادے حضرت سیف الدین محی السنہ (سنہ ۱۰۴۹ھ سنہ ۱۰۹۶ھ) اور دوسرے مجددی صاحبزادگان بھی شاہی افراد کے پیر اور مقتدا تھے اور یہ سارا خانوادہ ظاہری اور باطنی اصلاح میں مصروف تھا۔

خانوادہ مجددیہ جس کی قیادت حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ فرما رہے تھے نے برصغیر کے اسلامی معاشرے کی تطہیر اور اصلاح کے لئے بڑا زبردست کام کیا۔ انہوں نے اورنگ زیب اور اس کے رفقائے سلطنت کی ایسی راہنمائی کی کہ انہیں مثالی اسلامی حکمران بنا دیا تھا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی ترغیب کا ہی نتیجہ تھا کہ اورنگ زیب نے عیسائیوں کے ان ساحلی قلعوں کو ختم کر دیا جو نصرانی مشنریوں کے اڈے بنتے جا رہے تھے۔ گوا اور اس کے مضافات کا سارا علاقہ عیسائی تہذیب کا مرکز بنتا جا رہا تھا۔ یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی مشاورت کا ہی اثر تھا کہ تمام برصغیر میں شراب نوشی، جوا، بدکاری، بازاری عورتوں کی سرعام حیاسوزی اور بدکرداری کے اڈوں پر پابندی لگا دی گئی اور ان پر محتسب مقرر کئے گئے تھے۔ موسیقی اور راگ و رنگ کی مجالس کو دربار اور بازار سے ختم کر دیا گیا۔ سالگرہ کی پرتکلف ضیافتیں اور جشن جو مغل تہذیب کا حصہ تھے یکسر ختم کر دیئے گئے۔ یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی تعلیمات کا ثمرہ ہی تھا کہ ملک میں علماء و مشائخ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسلامی قوانین کی تدوین اور ترویج کے لئے علماء اور

www.maktabah.org

ممتاز اہل علم کی مجالس قائم ہوئیں تھیں اور فقہ حنفی کی مستند اور متفق علیہ کتاب فتاویٰ عالمگیری کو مرتب کیا گیا۔ یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کی خصوصی توجہ کا اثر تھا کہ عظیم مغل سلطنت کا تخت نشین ایک فقیر بے نوا کی حیثیت سے رزق حلال پر بسر اوقات کرتا تھا۔ وہ کابل و قندہار سے لے کر دکن تک کا زبردست حکمران ہونے کے باوجود رات کو عبادت میں گذارتا۔ نماز کو قضا نہ کرتا۔ جمعہ کی نماز عام لوگوں کے ساتھ پڑھتا۔ تراویح کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی پابندی کرتا۔ ہمیشہ باوضو رہتا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں مراقبہ کر کے باطنی فیوض حاصل کرتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کا ہی فیضان تھا کہ ملک میں اسلام کی عظمت اور شریعت کے احترام کا دور دورہ ہوا۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ نے جہاں مسلم معاشرہ کی اصلاح کے تمام امور کی نگرانی کی وہاں سلسلہ نقشبندیہ اور مجددیہ کے باطنی احوال کو درست کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے دور میں یہ سلسلہ ہندوستان سے نکل کر عالم اسلام کے مختلف علاقوں میں پھیلا۔ آپ کے خلفاء اور تربیت یافتہ علماء برصغیر ہندوستان کے علاوہ افغانستان، وسطی روس، چین، ختا، عرب، مصر اور افریقی ممالک میں پھیل گئے۔ اور وہاں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت میں زبردست حصہ لیا۔ یہ اسی دور کی کوششوں کے اثرات ہیں کہ ان علاقوں میں آج تک سلسلہ مجددیہ کی خانقاہوں میں بڑے بڑے مشائخ روحانی تربیت میں مصروف ہیں۔ پاک و ہند میں اس سلسلہ عالیہ سے وابستہ مشائخ نے جس پامردی سے سلسلہ کی اشاعت کی ان میں سے کشمیر میں شیخ محمد مراد مجددی، بدایوں میں حضرت نور محمد مجددی، سری نگر میں خواجہ عبداللہ بخاری فاروقی، سرہند میں خواجہ عبدالاحد بن خواجہ احمد سعید مجددی مولانا شیخ محمد فرخ مجددی۔ پنجاب میں شیخ محمد فاضل قادری مجددی بٹالوی۔ خواجہ

www.maktabah.org

شاہ گلشن مجددی، خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی، (قیوم رابع) شاہ محمد صادق قلندر نقشبندی کشمیری، دہلی میں حضرت مظہر جان جاناں اور شاہ غلام علی مجدّدی دہلوی، مولانا ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہم کے اسمائے گرامی تو سلسلۂ مجدّدیہ کی تاریخ میں سنہری حروف سے جگمگا رہے ہیں۔

حضرات مجدّدیہ کے علاوہ اس دینی ماحول میں دوسرے سلاسل تصوّف کے بعض اہم صوفیا نے بھی روحانی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ پنجاب میں قادری سلسلہ کی نوشاہی شاخ کے مقتدار حضرت نوشا گنج بخش اور ان کے خلفاء نے بڑا زبردست کام کیا۔ قادری سلسلہ میں سے حضرت سید حسن گیلانی پشاوری (م۔ ۱۱۱۵ھ) لاہور میں شاہ عنایت قادری شطاری (م ۱۱۴۱ھ) اور حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری (م ۱۱۵۲ھ) حضرت پیر محمد سچیار نوشاہی (م ۱۱۵۲ھ) اور حضرت پاک رحمان نوشاہی (م ۱۱۵۳ھ) نے بھی برصغیر میں عوام الناس کی اصلاح میں بڑا حصہ لیا اسی زمانہ میں سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ میں سے حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی دہلوی، حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی۔ (م ۱۱۴۲ھ) مولانا فخر الدین فخر جہلی دہلوی (م ۱۱۲۶ھ) جیسے مقتدر صوفیاء سرگرم عمل رہے۔ اگرچہ ان مشائخ کی دینی خدمات قابل صد افتخار ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس دور پر نقشبندی مجدّدی حضرات کا رنگ سب پر غالب تھا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند مجدّدی قدس سرہٗ کی خانقاہ کا فیضان شریعت و طریقت کی روشنیاں پھیلاتے ہوتے سارے عالم اسلام پر چھایا رہا۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں میں نہ تھی بلکہ لاکھوں کی تعداد میں یہ حضرات اکناف عالم تک پہنچے۔ صاحب روضۃ القیومیہ

www.maktabah.org

نے اس سلسلہ میں بڑی تفصیل سے ان تبلیغی اور روحانی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ جو حضرت قیوم رابع نے سرانجام دیں۔ خانوادہ نقشبندیہ مجددیہ کی یہ کامرانیاں پورے عالمِ اسلام کے علماء و مشائخ تک پہنچیں تو دنیا کے گوشے گوشے سے اہلِ محبت اور اہلِ علم نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ حج بیت اللہ کے موقعہ پہ صرف ترکی اور شام سے ڈیڑھ لاکھ عقیدت کیش آپ کی زیارت کے لئے کھچا چلا آیا۔ افغانستان کے سفر پر شمالی ممالک سے اس قدر لوگ کابل میں جمع ہوئے کہ شہر کی مساجد، کوچہ و بازار تو درکنار مضافات کے بیابان بھی انسانوں سے پُر دکھائی دیتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کا حُسن سلوک، روحانی تربیت اور نفاذِ شریعت اسلامیہ کو جو مقبولیت ملی اس کی مثال کسی دینی تحریک میں نہیں ملتی۔ یہ مقبولیت چند روزہ نہیں تھی بلکہ پوری نصف صدی تک قائم رہی۔ حتیٰکہ آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم چہارم قدس سرہٗ مسندِ ارشاد پہ جلوہ فرما ہوئے تو لاکھوں حضرات خانوادۂ مجددیہ کے آستانہ پہ سرجبیں نیاز جھکائے رہتے۔ حتیٰ کہ اورنگ زیب کے جانشینوں میں جنگ اقتدار چھڑ گئی۔ کچھ عیش و عشرت میں پڑ گئے۔ اور امور سلطنت میں تساہل کی وجہ سے ملک میں کئی قسم کی شورشیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ آپ اسی کتاب کی جلد چہارم میں ان حالات کا مطالعہ کریں گے جن سے مغل سلطنت گئی۔ اور اسلامی معاشرہ زوال پذیر ہوتا گیا۔

www.maktabah.org

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند سرہندی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکرِ ولادتِ باسعادت حضرت خواجہ نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

احوالِ ایام طفولیت

بیا اے سخن ور ز من یاد گیر | حدیث عجب از امام کبیر
خدا نام آں نامدار بلند | نہاد شہِ عارفاں نقشبند
بہ محبوبیت حق گواہی دہند | بہ قیومیت آسماں سر نہند
نگینِ یدِ خاتمِ انبیاء | کنوں دارد ایں خسروِ اولیاء

آنجناب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ،، رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ بروز جمعۃ المبارک کو ہوئی۔ اس سال کو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے طریقہ میں قیومیت کا سالِ مطلق کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم کا وصال ہوا۔ دوسرا قیومیت کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اوّل، مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی اور حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ مسندِ قیومیت پر بیٹھے اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مرضِ موت میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کو فرمایا کہ اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو قربِ الٰہی کے

www.maktabah.org

کمالات میں میرے برابر ہوگا۔

حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ:

"میں نے اپنے فرزند محمد نقشبند کی ولادت کے دن رات کو خواب میں دیکھا کہ ہزاروں کی تعداد میں فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں اور اس فرزند کو بوسہ دے کر کہتے ہیں کہ پروردگار کا حکم یوں ہے کہ فرشتو! آج ہمارا محبوب پیدا ہوا ہے تم اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو جاکر اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ وہ اپنے باپ اور دادا کو چھوڑ کر باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو شخص اخلاص سے اس کی زیارت کرے گا بخشا جائے گا۔"

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرے فرزند محمد نقشبند کے پیدا ہونے کے دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر اس فرزند کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ فرزند باپ اور دادا کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل ہوگا۔ اور منصب قیومیت آپ کے بعد اس کو نصیب ہوگا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس فرزند کا لقب شرف الدین کنیت ابوالقاسم اور اسم مبارک خواجہ محمد نقشبند مقرر فرمایا۔ اور بہت سا کھانا پکا کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کے نام پر تقسیم کیا۔

لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار، ولایت کے انوار، قطبیت کی علامت اور قیومیت کی نشانی آنجناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھی۔ جو شخص آپ کو دیکھتا بے اختیار بول اٹھتا کہ یہ محبوب خدا ہے اور پروردگار کا دوست ہے۔

تحصیل علوم

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے بالغ ہونے سے پہلے پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے ظاہری علم حاصل کر لیا۔ آپ ظاہری علم میں اجتہاد کے پایہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ خصوصاً تفسیر میں تو امام تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ

www.maktabah.org

عنہ فرماتے ہیں کہ تفسیر میں قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی رائے علیحدہ تھی. چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت آیات کے طرح طرح کے معانی بیان فرماتے تھے۔ ہر ایک آیت کی سات طرح سے تفسیر کرتے تھے۔ مفرد مسائل جو آنحضرت نے اپنے متعلق بیان فرمائے ہیں، اور آیات اور احادیث سے انھیں ثابت کیا ہے بکثرت ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حج ادا کرنے کے بعد بندے کا حق جو اُس کے ذمے ہوتا ہے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اسے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔

آنجناب نے اس قسم کے مسائل بہت بیان کئے ہیں جن کا یہاں لکھنا طوالت کا باعث ہے۔

حضرت خازن الرحمۃ فرماتے تھے کہ اس بچے کی شان نہایت اعلیٰ و ارفع ہو گی۔ کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ اور دادا کی طرح ہو گا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں "خواجہ جیو" کہا جاتا تھا۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے خواجہ صاحب عسکر الحق جن کی خدمت میں بہت سے بادشاہوں کے لشکر مرید ہوئے یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کے تمام کمالات اس فرزند کو عنایت کرے گا۔ نیز یہ کہ جب میرا فرزند خواجہ نقشبند میرے پاس آتا ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ اسکی تعظیم کروں لیکن یہ رسم ہندوستان میں نہیں کہ باپ بیٹے کی تعظیم کرے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات و خصائص کی خوشخبری دی۔

کمالاتِ عظیمہ کی خوشخبری

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لڑکپن ہی سے اکثر بیمار رہتے تھے۔ ایک روز ایام مرض میں یہ عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی کہ حضرت سلامت! آجکل مجھے بعض عجیب و غریب

www.maktabah.org

الہامات اور خطابات سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔

"انت من اولیائی وانت من عبادی الصّٰلحین انت من لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰" (تو میرا نیک بندہ ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے۔ جنہیں نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے۔ اور کسی کو نہیں۔)

حضرت سلامت! ایک روز میں بالا خانے پر بیٹھا تھا۔ مرض کو کچھ افاقہ تھا۔ کعبہ مقصود پر نگاہ پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بارگاہ مقدس میں کسی کے وسیلے کے بغیر پہنچا ہوں۔ اتنے میں آپ کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ پھر خیر و برکت کا نزول ہوا اور مجھے الہام ہوا۔ کہ آج تجھے تیرے باپ کیساتھ ایک کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کی دید اس سے پہلے بھی کبھی کبھی ہوا کرتی تھی۔ لیکن الہام نہیں ہوا تھا۔ اس روز آج تک یہ حالت ہے کہ جب کبھی متوجہ ہوتا ہوں تو اس کے خلاف ظاہر نہیں ہوتا۔ میں تصدیق کا امیدوار ہوں۔"

حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ نے اس عرضی کے جواب میں لکھا کہ کیا لکھوں کہ اس رقعہ شریف کے مطالعہ سے کیا کچھ خوشی و مسرت ہوئی۔ جن میں الہامات اور خطاباتِ غریبہ درج تھے۔ کام میں یہاں تک ترقی ہوئی ہے۔ کہ معاملات میں شراکت پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے ملہم کیا۔ آپ کے مکاشفات کو میری تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی میں تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت حضرت حجۃ اللہ کو فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اعلیٰ درجے کی خلعت عطا فرمائی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقٰی نے حضرت حجۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دے کر فرمایا کہ میری محبوبیت پر نظر ثانی کریں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقٰی

www.maktabah.org

کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی محبوبیت کی طرف توجہ کی تو عرض کیا کہ آنجناب کی محبوبیت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت بھی اسی قسم کی ہے۔ نیز حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی محبوبیت کو دیکھنے کے لیئے تمام انبیاء اور فرشتے آئے ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبیت ہے۔ اس کا شکریہ بجالاؤ۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں ان علوم و حقائق و معارف کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمائے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن معارف کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ اور یہ اسرار سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے کسی اور ولی پر ظاہر نہیں ہوئے۔

قیومیت، محبوبیت ذاتی، طینت اور اصالت محمدی کی خوشخبری

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ نے ۱۰۷۴ھ میں حضرت حجۃ اللہ کو خلوت میں بلا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاج مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ تاج اب آپ کو عنایت ہوا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ وہ تاج قیومیت و محبوبیت ذاتی اور اصالت محمدی کا ہے؟ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس تاج کا بقیہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے اور قیومیت محبوبیت ذاتی اور اصالت محمدی آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ کیونکہ قیومیت اور ذاتی محبوبیت، طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔

سلطان الاولیاء حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے

www.maktabah.org

فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بھائی میری قیومیت کو نہیں مانیں گے تو میں حضرت عروۃ الوثقےٰ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے سامنے عنایت کرتے۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلفاء اور فرزندوں کے سامنے فرمایا کہ میرا فرزند خواجہ محمد نقشبند میرے برابر ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات عنایت فرمائے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی جو عنایت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر تھی اپنے کسی اور فرزند پر نہ تھی۔ گو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن جو محبت قلبی آنحضرت حضرت مروج الشریعت سے تھی وہ کسی اور فرزند سے نہ تھی۔ چونکہ حضرت قیوم ثالث اپنے تمام بھائیوں سے افضل تھے۔ اس لئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا سلوک دوسروں کی نسبت آپ سے زیادہ تھا اور آپ پر صرف للہ مہربانی کرتے تھے۔

اب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے سال بسال کے حالات لکھے جاتے ہیں۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے دونوں حصوں میں لکھی گئی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت حجۃ اللہ اس امت کے قیوم ثالث ہیں۔ تمام قطب، افراد، ابدال، غوث وغیرہ قیوم کے نائب اور پیشکار ہوتے ہیں۔ جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا نائب اتم اور وزیر اعظم بھی قیوم ہی ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ مسندِ ارشاد پر

۱۱، ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ کو اشراق کے وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسندِ ارشاد پر جلوس فرمایا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ ۱۱، ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ کو فجر کی نماز کے بعد میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معہ تمام انبیاء اور ملائکہ کے تشریف فرما ہو کر مجھے اعلیٰ درجے کی خلعت پہنائی۔ اور اپنے دستِ مبارک سے جواہرات اور یاقوتوں سے جڑا ہوا تاج میرے سر پر رکھا۔ اور قیومیت کی مبارکباد دی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمام مخلوقات کا قیوم بنایا ہے بعد ازاں فرشتوں کو فرمایا کہ ان سے بیعت کرو۔ تمام فرشتوں نے مجھ سے بیعت کی اور تمام مخلوقات نے آکر میری اطاعت کی۔ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو تمام آدمیوں نے آنحضرت سے بیعتِ قیومیت کی۔

سب سے پہلے خواجہ محمد صدیق پشاوری نے بیعت کی پھر آہستہ آہستہ اور آدمیوں نے آکر بیعت کی۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام خلفاء اور مرید اطراف و جوانب سے اور روئے زمین کے دور دراز حصّوں سے آکر آپ کے مرید ہوئے۔ کیا بادشاہ کیا فقیر، کیا امیر کیا غریب کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی اپنے اپنے وطنوں سے سرہند آکر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں تمام مرید اور خلفاء اپنے فرزندوں میں تقسیم کر دیئے تھے۔ جیسا کہ کتاب دوسرے حصے میں ذکر ہو چکا ہے انھوں نے آکر آنحضرت کے دوسرے فرزندوں سے تجدید بیعت کی۔ ہندوستان۔ بدخشان

www.maktabah.org

ترکستان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام اور یمن وغیرہ ممالک کے اکثر آدمی حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ توران۔ خراسان، کیچ۔ غور۔ کوہستان۔ سجستان۔ طبرستان وغیرہ کے باشندوں نے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ کابل کے آدمی حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ دکن اور پنجاب کے رہنے والے حضرت محمد اشرف کے اور ہند کے بہت سے امراء معہ بادشاہ حضرت شیخ سیف الدین کے مرید ہوئے اور شرق و غرب اور بحرین کے بہت سے لوگ حضرت شیخ محمد صدیق کے مرید ہوئے لیکن بالآخر سب کے سب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

عالم اسلام کے بادشاہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سے بیعت ہوئے

تمام ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحف و ہدایا سرہند بھیجے۔ کہ ہماری طرف سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بیعت قیومیت کرو۔ تمام وکلاء نے ایسا ہی کیا۔ جو لوگ آنحضرت کے دوسرے فرزندوں کے مرید تھے۔ انھوں نے انہی سے تجدید بیعت کی۔

ترکستان اور دشت قبچاق کے بعض خان بذات خود حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اکثروں نے اس مطلب کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں نے قطب الاقطابی اور اپنے والد ماجد کی ولی عہدی کا دعویٰ کیا۔ دو بڑوں یعنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے قطب الاقطابی اور قیومیت کا دعوےٰ کیا۔ اور باقی چاروں حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت محمد اشرف حضرت شیخ سیف الدین اور حضرت شیخ محمد صدیق نے صرف قطب الاقطابی کا دعوےٰ کیا۔ کیونکہ ان چاروں کا خیال تھا کہ قیومیت جو اصالت یعنی طینت محمدیؐ کے خمیر پر موقوف ہے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت کی بشارت اور حضرت

www.maktabah.org

مروج الشریعت کو طینت و اصالت کی خوشخبری خلوت میں عنایت فرمائی تھی۔ اس معاملہ کی خبر دوسرے فرزندوں کو نہ تھی۔ اس لئے آنحضرت کے بعد قیومیت کا انکار کرتے تھے مگر حضرت مروج الشریعت کا لحاظ کر کے علانیہ اپنی قطبیت کا اظہار نہ کرتے تھے۔ لیکن خلوت میں اپنے مریدوں کو کہتے تھے کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں حضرت مروج الشریعت ہی تمام فرزندوں پر غالب تھے۔ حضرت قیوم ثانی کے تمام فرزندوں کے مرید اپنے اپنے پیر کو قطب الاقطاب سمجھتے تھے۔ اس لئے ان مریدوں میں آئے دن جھگڑا رہتا۔ چنانچہ اخون میر محسن سیالکوٹی نے تو سرہند آنا موقوف کر دیا۔ ایک شخص نے جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں سرہند اس لئے نہیں جاتا کہ وہاں شیروں کی آپس میں لڑائی ہو رہی ہے ڈرتا ہوں کسی سے مجھے تکلیف نہ پہنچ جائے۔

میرے والد ماجد (مصنف کے) فرماتے تھے کہ جب حضرت محمد صبغۃ اللہ نے سنا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر قطب الاقطاب کہیں تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ قیومیت کے ہم قائل نہیں۔ کسی نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو آنجناب نے فرمایا "قطب بھی جھوٹ کہتا ہے؟"

حضرت مروج الشریعہ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیوم وقت تسلیم کیا

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں تو ایک روز اپنے بھائی سے ملاقات کر کے وہ کاغذ جس پر اپنی قیومیت لکھی تھی پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ جب آپ اپنے کو قیوم وقت کہتے ہیں تو پھر ہمارے لئے مناسب نہیں کہ یہ منصب ہم اپنے سے منسوب کریں۔ کیونکہ کشف و الہامات سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری کشف میں اس معاملہ میں ضرور خطا ہوئی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت قیوم ثانی نے مجھے خلوت میں قیومیت کی

www.maktabah.org

بشارت عنایت فرمائی۔ اور اپنی کشف سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا قیوم ہونا تسلیم کر لیا۔ اسی لیے بہت سے لوگ حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہو گئے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزندوں کے اکثر مرید حضرت حجۃ اللہ کے حلقہ ارشاد میں شامل ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ کابل میں

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام روسا، آنجناب کے مرید ہوئے۔ اگرچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کابل کے تمام مرید حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے تھے۔ لیکن حضرت قیوم ثالث کے وہاں تشریف لے جانے پر تمام بڑے بڑے آدمی آنجناب کے مرید ہو گئے۔ اور ادنیٰ درجے کے حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہی رہے۔

خراسان کے مشہور سید میر عبداللہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں اور ایک شخص آنجناب کی گود میں بیٹھا ہے۔ جس کے سر مبارک کو آنحضرت چوم رہے ہیں۔ اور فرزندوں کی طرح اس پر شفقت فرما رہے ہیں۔ پھر میر عبداللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "یہ شخص محمد نقشبند بن محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہے جسے حق تعالیٰ نے اس کے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل کیا ہے۔ تم جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دو۔"

میر عبداللہ نے یہ خواب دیکھ کر آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اس وقت آنجناب پشاور میں تھے۔ میر صاحب نے شرف آستان بوسی حاصل کیا اور مرید ہو گئے۔ اور اپنی لڑکی عائشہ بیگم کا نکاح آنجناب سے کر دیا۔ یہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا دوسرا نکاح تھا۔ آنجناب کا پہلا نکاح حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بھانجی سے ہوا تھا۔ آنجناب کی زیادہ اولاد پہلی بیوی سے تھی۔ اس سے صرف ایک لڑکی اس وقت زندہ ہے۔

www.maktabah.org

کہتے ہیں عائشہ بیگم کا حق مہر ایک لاکھ روپیہ تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ سارا روپیہ ادا کر دیا۔ آنحضرت کا دوسرا نکاح ۲۷، ربیع الاول ۱۰۸۰ھ کو ہوا۔ اسی لیے یہ حالات حضرت مروج الشریعت کے ارشاد کے دوسرے سال میں لکھے گئے ہیں یہاں پر صرف وسط دینے کے لئے پہلے سال قیومیت میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

سرہند میں حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی

کی بارگاہ میں عرب کے علماء و مشائخ کی حاضری

حضرت قیوم ثالث امیر عبد اللہ کی لڑکی سے شادی کرنے کے بعد کابل سے اپنے وطن مالوف سرہند میں واپس آئے۔ اسی سال عرب کے بہت سے علماء اور مشائخ آنحضرت کی زیارت کے لئے آئے اور مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبد الوہاب نجی جو مشائخ عرب کے رئیس تھے۔ اور اس علاقہ کے تمام علماء اور مشائخ ان کے مطیع تھے۔ اور کوئی کام ان کے اذن کے بغیر شروع نہ کرتے تھے۔ جو کام کرتے ان کی رضامندی سے کرتے۔

عرب کے تمام امیر غریب بادشاہ فقیر چھوٹے، بڑے اور وضیع و شریف آپ کے تابعدار تھے۔ شیخ مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات نصف شب کے مسجد الحرام میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں لیکن سب کے سب محو ہیں۔ صرف شیخ فخر الدین خطیب اور مولانا شمس الدین ملک العلماء عرب دو نو حطیم کے قریب بیٹھے ہیں۔ لیکن نہایت حیرت زدہ مجہول الاحوال اور خبر کے منتظر آسمان کی طرف اور بام کعبہ پر ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں۔ میں

www.maktabah.org

نے انھیں سلام کیا۔ تو انھوں نے بہ سبب مستغرق ہونے کے جواب نہ دیا۔ میں بھی ان دونوں کے پاس بیٹھ گیا۔ اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام آسمان آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے اور نورانی لوگ آسمان سے کعبہ کی چھت پر اتر رہے ہیں۔ اسی اثنار میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہزارہا آدمی جنکے چہروں سے نور چمک رہا ہے اس کے ساتھ مشرق کی طرف سے نمودار ہوئے ہیں اور لوگوں کے گروہ اطراف وجوانب سے مسجد الحرام میں آرہے ہیں۔ اور اس مرد بزرگ کے پاس دست بستہ کھڑے ہورہے ہیں۔ اور آسمان سے بھی اُتر رہے ہیں۔ اور تخت کے اردگرد بھی حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔ اس مرد بزرگ سے ایسا نور چمک رہا ہے جس سے مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اور وہ نور لحظہ بلحظہ ترقی پر ہے۔

اسی اثنار میں منادی نے ندا کی کہ اس تخت کے مالک حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ کے فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد نقشبند ہیں۔ انھیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ قیومیت کی خدمت اور اپنی ذاتی محبوبیت عنایت فرمائی ہے۔ آسمانی فرشتو! زمین کے رہنے والو! اس کی اطاعت کرو تاکہ تمھاری بہتری ہو۔ جو شخص اس کا مرید ہوگا۔ وہ نجات پائے گا اور جو اس کے خلاف ہوگا۔ سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

پھر تخت کے گرد کھڑے آدمیوں نے تخت پر بوسہ دیا۔ میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ تخت کے گرد و نواح کے بزرگ کون ہیں۔ کہا یہ تمام اولیائے امت ہیں اور جو مسجد پر ہیں وہ فرشتے اور گذشتہ اولیار ہیں اور جو اس مرد بزرگ کی زیارت کو آئے ہیں بعدازاں اس مرد بزرگ نے ہر ایک کو مہربانی کرکے رخصت کیا۔ اور خود معہ ایک جماعت کے مشرق کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ یہ تینوں علمار و مشائخ عرب کے سردار تھے اس لئے ہزاروں آدمی ان کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

www.maktabah.org

عرب سے تین علماء سرہند آئے

کہتے ہیں عرب کے تین سو عالم حافظ۔ قاری اور شیخ آنحضرت کی زیارت کے لیئے عرب سے ہندوستان آئے۔ جب منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے تو شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنجناب نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانی کر کے فرمایا کہ تم واجب التعظیم ہو۔ کیونکہ پروردگار نے تمھارے ملک پر خاص مہربانی اور عنایت کی ہے۔ جس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے ملک پر نہیں۔ علاوہ ازیں اپنے محبوب کو اسی ملک میں پیدا کیا۔ خانہ کعبہ بھی مقرر کیا۔ پھر وہ سب کے سب نہایت صدق اعتقاد اور نیاز سے آنحضرت کے مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے محاذی ایک نہایت خوبصورت اور وسیع مسجد بنوائی۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

دوبارہ کابل تشریف لائے

حضرت حجۃ اللہ کا ایک میزبان

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات عشاء کے بعد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ میں نے آپ دونوں صاحبان کی دعوت کی ہے میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں۔ دونوں صاحبان سُنت نبوی کے بموجب دعوت قبول کر کے اس کے ساتھ ہولیئے۔

لوگوں نے اس سے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟" اس نے کہا" یہ رہا پاس ہی تو ہے

www.maktabah.org

دونوں بھائی بر سبب نزدیکی مکان پیدل چل پڑے۔ اس شخص نے پھر عرض کیا کہ مجھ میں اتقدر آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں صرف آپ دونوں صاحب تشریف لے چلیں۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔

جب تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکے تو پوچھا کہ تمہارا گھر کونسا ہے؟ عرض کیا "وہ رہا! سامنے" حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک کٹیا میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پاؤں کا درد بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔ راستہ چلنے کے سبب آپ پر ضعف طاری ہوا۔ اور سخت تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو شاید ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ ہوگی لے آیا دونو صاحب اُسے کھا کر واپس چلے آئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دعوت کنندہ جب کبھی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو اپنے کئی کام پیش کرتا۔ اور آنجناب سے سفارش کراتا۔ آنجناب بھی سفارش کر کے اس کے کام کرواتے۔ اگر کوئی مہتمم اس کے کام میں ذرا دیر کرتا۔ تو فوراً حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں حاضر ہو کر دعوت کی رات یاد دلاتا۔

کابل کے لوگوں نے سات منازل آگے آکر آپ کا استقبال کیا

اسی سال اہل کابل نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں آنجناب کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق اور اس ملک میں آنحضرت کی تشریف آوری کی خواہش کا اظہار مندرج تھا۔ آنحضرت بھی اہل کابل پر نہایت مہربان تھے۔ اس واسطے فوراً کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ حضرت مروج الشریعت اپنے بھائی کے بڑے مخلص تھے۔ اس لئے اس سفر میں آنجناب کے ساتھ ہوئے۔

جب شہر سے تین منزل کا فاصلہ طے کر چکے تو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

کو تپ دق کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ اس لیئے پھر واپس سرہند چلے آئے۔ اور حضرت حجۃ اللہ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اہل کابل کو حضرت حجۃ اللہ کی تشریف آمدی کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب سر کے بل سات منزل آگے استقبال کے لیئے آئے۔

کہتے ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ شہر کابل میں پہنچے تو اس قدر ہجوم ہوا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ بدخشان۔ خراسان۔ توران اور ترکستان کے لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کثرت سے جیسے کوئی ٹڈی دل ہو اور اس شوق سے جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے۔ ان ممالک کے بادشاہوں نے جو اس آستانہ علیہ کے مرید تھے اپنے اپنے ایلچی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں بھیجے اور خود بھی کڑی منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوئے۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے مرید ہوتے۔ بہت سے ترک مغل اور پٹھان شرفِ ارادت سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزاروں آدمی شامل ہوتے۔

کابل کی مسجدیں نمازیوں سے بھر گئیں

مقاماتِ نقشبندی میں لکھا ہے کہ اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ماہ رمضان کابل میں آیا۔ ہر رات ہزاروں آدمی نماز تراویح کے لیئے جمع ہوتے۔ آخر آدمیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ کابل کی مسجدیں حالانکہ بے حد وسیع ہیں پھر بھی نمازی ان میں نہیں سما سکتے تھے۔ آنحضرت شہر کے باہر باغ میں نمازِ تراویح پڑھتے تھے۔

ایک رات آنجناب کے دل میں خیال آیا کہ میں کون ہوں کہ اس قدر لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی حق تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ کہ تو ہمارا محبوب ہے۔ اور تیری قدر و منزلت ہمارے ہاں عروۃ الوثقےٰ اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر ہے۔ ہم نے تجھے تیرے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ اور تجھے قیوم زمان اور قطب جہان بنایا ہے۔ بعد ازاں تمام فرشتے اور

www.maktabah.org

ارواحِ مبارکہ آنحضرت کے گرداگرد جمع ہوئے۔ اور آپ کو بوسہ دینے لگے۔ اور کہتے کہ حق تعالےٰ نے ہمیں آپ کا فرمانبردار بنایا۔ آپ محبوب پروردگار اور قیوم روزگار ہیں تمام جہان آپ کے فیوض و برکات کا منتظر ہے آپ ہی اہل جہان کے قبلہ توجہ ہیں تمام مخلوقاتِ الٰہی آپ کی طرف رُخ کئے ہوئے ہے۔ ساری موجودات کی نیکی بدی فرحت تنگی سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

کارِ جہان بسر نرود بے رضائے تو — در دستِ تست بُختی نہ چرخ را مہار

حضرت مروج الشریعت نے سرہند کے مجمع عام میں حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کا اعلان فرمایا

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کے مشاہدہ کے بعد یہ سارا واقعہ بلاکم وکاست اپنے پیارے بھائی حضرت مروج الشریعت کی طرف لکھا۔ جب حضرت قیوم ثالث کا یہ مکتوب حضرت مروج الشریعت کو ملا۔ اس وقت آپ نے جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر جب کہ تمام وضیع و شریف حاضر تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ بعد میں فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت خواجہ محمد نقشبند کے کمالات کا اقرار کرتا ہے وہ یہ فقیر حقیر محمد عبداللہ ہے۔ لوگو! تمہیں واضح رہے کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں۔ جو شخص دینی و دنیاوی سعادت چاہتا ہے وہ آنجناب کی قیومیت کو تسلیم کر کے مرید ہو جائے ورنہ سخت عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

سبحان اللہ! حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھئے کہ باوجود خود صاحبِ کمالات ہونے کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو بلا تامل تسلیم کیا۔ جب عوام الناس کو معلوم ہوا کہ حضرت مروج الشریعت خود حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہیں۔ تو سب کو قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا یقین ہو گیا کیونکہ تمام لوگ حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے برابر بزرگ جانتے تھے

www.maktabah.org

چنانچہ جب آپ نے تسلیم کر لیا تو پھر کسی کو بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت میں شک وشبہ نہ رہا۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں آنجناب کی قیومیت کا ذکر تھا۔ مکتوب کے آخر پر اس دار فانی سے اپنے رخصت ہونے کی خبر درج کی۔

اسی سال آنحضرت نے اپنے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی کو قبولیت کی خوشخبری دی۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو وہی خوشخبری آنجناب کے فرزند حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پر عائد ہوئی۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات

جب حضرت مروج الشریعت کا مکتوب جس میں حضرت قیوم ثالث کی قیومیت اور دنیا سے اپنے سفر کی خبر درج تھی۔ حضرت حجۃ اللہ کو ملا تو مطالعہ کرتے ہی آنجناب کابل سے سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کابل نے بہت منت سماجت کی کہ چند روز مزید قیام فرمائیں۔ کیونکہ دور دراز کے ملکوں سے بہت سے لوگ جناب کی زیارت کو آرہے ہیں۔ انھیں زیارت سے مشرف ہونے کا موقع دیں۔ لیکن آنحضرت کو خط دیکھتے ہی اپنے بھائی کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا کہ ان کی ایک نہ مانی۔

جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام بھائیوں اور وضیع و شریف علماء و مشائخ کے ساتھ شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر استقبال کے لئے آئے۔ دونوں بھائی ملاقات کے وقت نہایت تپاک سے ایک دوسرے سے گلے ملے۔ اور کثرت شوق کی وجہ سے آنکھوں سے

www.maktabah.org

آنسو جاری ہو گئے۔ سارے لوگ بھی دونوں اصحاب کی موافقت میں رونے لگے۔ ؎

گرفتند مریک دگر را کنار خروشے بر آمد ز ھر دو ہزار

کہتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ادب اس طرح کیا۔ جیسا کہ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا کیا کرتے تھے۔ بلکہ زبان سے بھی فرماتے تھے۔ کہ میں آپ کو بعینہٖ حضرت عروۃ الوثقےٰ جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں بھی آپ کو حضرت قیوم ثانی کی جگہ یقین کرتا ہوں۔ لوگ دونوں بھائیوں کے اس طریق ملاقات سے بہت متاثر ہوئے اور پہلے کی نسبت دونوں کے زیادہ معتقد ہو گئے۔ پھر شہر میں داخل ہوئے۔

اورنگ زیب نے حضرت مروج الشریعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دہلی میں بلالیا

اسی اثنا میں بادشاہ ہندوستان نے اس مضمون کی ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی کہ سننے میں آیا ہے۔ کہ آنجناب پر مرض کا غلبہ زیادہ ہو گیا ہے تمام اطبار کی رائے ہے۔ کہ اس مرض کے لیے سیر بہت مفید ہے اگر آنجناب شاہجہان آباد تشریف لائیں۔ تو امید غالب ہے کہ اس تکلیف کو ضرور تخفیف ہو گی۔ اور آنجناب کے کمالات سے یہاں کے لوگ بھی مستفید ہوں گے اور بہت سے لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحل ہدایت و نجات پر پہنچیں گے۔ ساتھ ہی اسی مضمون کا ایک خط آنجناب کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھیجا کہ جس طرح ہو سکے آپ حضرت مروج الشریعت کو شاہجہان آباد بھیج دیں۔

آخر والدہ ماجدہ نے آنحضرت کو شاہجہان آباد جانے کی سخت تاکید فرمائی۔ تو آنحضرت مجبوراً شاہجہان آباد تشریف لے گئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو شہر سے بارہ میل کے فاصلے پر آپ کا استقبال کیا۔ اور اپنے خاص قلعہ میں آپ کی قیامگاہ مقرر کی۔

www.maktabah.org

اورنگ زیب حضرت مروّج الشریعت کے کمالات کا اعتراف کرتے ہیں

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں ۔ کہ جب بادشاہ حضرت مروج الشریعت سے توجہ باطنی لے چکا تو کہنے لگا کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں ہوا کرتی تھی ۔آج آسمان تلے آپ جیسا اور کوئی نہیں آنجناب نے فرمایا اگر میرے بڑے بھائی خواجہ محمد نقشبند سے توجہ باطنی حاصل کرو۔ تو اُن حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو ۔کیونکہ وہ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔

اس دِن سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے دیدار کا اشتیاق ہو گیا مختصر یہ کہ دن بدن آنجناب پر مرض غالب آتا گیا ۔ اطبار بہترا علاج معالجہ کرتے لیکن سب بے سود ۔کہتے ہیں جب کوئی دوائی آنجناب کی خدمت میں پیش کی جاتی تو فرماتے کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ یہ دوا اثر نہیں کرے گی لیکن تمہاری خاطر کھالیتا ہوں ۔ اُنہی دِنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مکتوب لکھا جس کے آخر میں حسب ذیل دو شعر تحریر فرمائے ۔ ؎

گر بماندیم زندہ بردوزیم در برفتیم عذر ما بہ پذیر
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ جامۂ صبر کز و چاک شدہ

اپنی موت کا اعلان

جب مرض حد سے زیادہ غالب ہوا اور زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے ۔بوقت رخصت بادشاہ کو وصیت کی میری عمر کے چار دن اور رہ گئے ہیں ۔میرے بعد حضرت حجۃ اللہ کا مرید ہو جانا کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں ۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر رو دیا اور آنحضرت رخصت ہوئے جب سنبھالک منزل پر پہنچے جو شاہجہان آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے تو اپنے تمام فرزندوں اور

www.maktabah.org

خلفاء کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے تم اب میرے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا کیونکہ وہ اس وقت قطب جہاں اور قیوم زماں ہیں۔ پھر نماز اشراق کی نیت کی۔ عین نماز میں تھے کہ بلند آواز سے السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر اس دار فانی سے کوچ کیا۔

آنجناب کا وصال جمعہ کے دن اشراق کے وقت ۱۹ ربیع الاول ۱؎ سنہ کو ہوا تجہیز و تکفین کر کے نعش مبارک کو سرہند میں لایا گیا۔ اب حضرت مروج الشریعت کا مغسل (جہاں پر آنجناب کو غسل دیا گیا) سرائے سنبھالکہ کے جنوب مشرقی برج میں خواص و عام کی زیارت گاہ ہے جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مروج الشریعت کے وصال کی اطلاع ہوئی مارے غم کے بیہوش ہو گئے اور بھائی کی نعش کے استقبال کو آئے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں قبر مبارک کے محاذی مشرق کی طرف مدفون ہوئے جب آنحضرت کو دفن کر چکے اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو پوچھا کہ میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ دفن کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی پھر بیہوش ہو گئے اسی طرح کئی دفعہ بیہوش ہوئے۔

آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے صبح و شام کا حلقہ و مراقبہ اپنے گھر میں ترک کر دیا اور حضرت مروج الشریعت کے محل میں صبح و شام حلقہ و مراقبہ کرتے اور دوسرے بھائیوں کو دلاسا دیتے۔ ۲؎

۱؎ جو قلمی نسخے ملے ہیں ان میں کوئی سنہ کی تعداد نہیں۔

۲؎ حضرت مروج الشریعت محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے قابل قدر فرزند اور حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے برادر عزیز تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۰۳۸ھ / ۱۶۲۹ء کو سرہند میں ہوئی (مقامات معصومیہ) علوم متداولہ اپنے چچا خواجہ محمد سعید

www.maktabah.org

مروج الشریعت کے بیٹوں نے قیوم ثالث سے بیعت کی

حضرت مروج الشریعت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میرے (مصنف) جد شریف

(پچھلے صفحہ سے آگے) خازن الرحمت سے حاصل کیئے مولانا بدرالدین سلطان پوری اور اپنے والد مکرم حضرت خواجہ محمد معصوم سے بھی دینی علوم حاصل کئے تھے اور صحیح مسلم تک صحاح ستہ پڑھی آپ کی ذہانت کا اعتراف مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جیسے عالم اجل نے بھی کیا۔ آپ نے تقریباً سات سال کی عمر میں مولانا سیالکوٹی سے گفتگو کی تھی۔ سرہند میں حضرت مروج الشریعت نے علوم دینیہ کی تدریس کا اہتمام کیا۔ شیخ عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی نے لکھا ہے کہ آپ کے درس میں ستر کے قریب طلبار تعلیم پاتے تھے۔ ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۱ء میں مروج الشریعت کا القاب القا ہوا۔ (خزینۃ المعارف) اور ولایت محمدی کی بشارت پائی۔ آپ صاحب قلم اور صاحب تصنیف تھے۔ چنانچہ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول آپ نے ترتیب دی۔ یواقیت الحرمین (حسنات الحرمین) آپ کا بہت بڑا علمی اور سفری کارنامہ ہے (اس کتاب کا اصل اور اردو ترجمہ جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنے مفصل مقدمہ کے ساتھ مکتبہ سراجیہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی کے اہتمام میں ۱۹۸۱ء میں شائع کیا) آپ نے ایک رسالہ فی علم قرأت والامام بھی لکھا۔ رسالہ درعدم تعمیل کفار بھی آپ کی تصنیف ہے ایک اور رسالہ فی رد فخر الدین رازی بھی تالیف فرمایا تھا آپ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ خزینۃ المعارف کے نام سے ان کے بیٹے محمد ہادی نے مرتب کیا تھا۔ ان میں اکثر مکتوبات اورنگ زیب کو لکھے گئے تھے۔

حضرت مروج الشریعت کے پانچ بیٹے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ عبدالرحمن، عبدالرحیم۔ شیخ محمد ہادی، شیخ محمد پارسا اور شیخ محمد سالم قدس سرہم۔ جو خانوادۂ مجددیہ میں اہم حیثیت رکھتے تھے۔

(استفادہ از مقدمہ حسنات الحرمین مرتبہ محمد اقبال مجددی پروفیسر)

www.maktabah.org

کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت کے ارتحال کے بعد ایسے غم والم میں گرفتار ہوا کہ ہوش وحواس بجا نہ رہے۔ صبح وشام حلقہ میں بیٹھتا لیکن طبیعت ہرگز باطن کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔

ایک روز صبح کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر بیہوشی طاری ہوئی تو اس حالتِ غیب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ امام معصوم ایک تخت پر بیٹھے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ بھی آنجناب کے برابر بیٹھے ہیں حضرت امام معصوم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مَل کر فرمایا کہ "اس قدر غمگین کیوں ہو؟ محمد نقشبند تمھارے باپ ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ انھیں قربِ الٰہی بدرجہ اتم حاصل ہے" میرے سینے پر ہاتھ مُلتے رہے۔ یہ فرمانے سے وہ شدتِ غم زائل ہو گئی۔ بعد ازاں میں نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر توجہ باطنی حاصل کی واقعی آنجناب نے مجھ پر باپ سے بھی زیادہ شفقت فرمائی بعد ازاں دوسرے بھائی خواجہ محمد پارسا۔ شیخ محمد سالم اور حضرت مروج الشریعت کے تمام خلفاء اور مرید حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور آنحضرت کی خدمت کو لازم سمجھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حضرت مروج الشریعت کے فرزندوں میں اسطرح مشغول تھے کہ کوئی باپ بھی اپنے بیٹوں میں مصروف نہ ہوتا ہوگا۔ اُن کے آئے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ جہاں تشریف لے جاتے انھیں ساتھ لے جاتے اور کوئی کام اُن کے مشورے کے بغیر نہ کرتے۔ باوجود اس قدر شفقت ومحبت کے فرماتے کہ مجھ سے ان کی کماحقہٗ دلداری نہیں ہو سکتی۔ اگر میں مرجاتا اور میرے بھائی حضرت مروج الشریعت زندہ ہوتے تو اپنے تمام کام چھوڑ کر ہاتھ میں عصا لے کر صبح وشام میرے فرزندوں کے پیچھے پیچھے پھرتے۔

www.maktabah.org

حضرت ابوالعلی کی نقاب پوشی

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی نے اپنے چہرہ پر نقاب لیا اور لوگوں کی ہمنشینی کو ترک کیا۔ حضرت ابوالعلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے حضرت ابوالعلی سے پوچھا کہ آپ نے چہرے پر نقاب کیوں لیا؟ عرض کیا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ میں اب کسی اور طرف نگاہ نہیں کر سکتا اور نہ کسی سے بات کر سکتا ہوں اس واسطے میں نے برقعہ اوڑھ لیا ہے تاکہ کسی اور پر نگاہ نہ پڑے۔ پھر آنحضرت نے پوچھا کہ کیا اب بھی حضرت رسالتماب آپ کے سامنے ہیں۔ عرض کیا موجود ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ میرے باپ کے دانت میں درد ہے کب آرام ہوگا؟ آپ نے ایک گھڑی بعد جواب دیا کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آج سے تیسرے دن ایک پہر دن نکلے آرام ہو جائے گا واقعی تیسرے روز ٹھیک اسی وقت بالکل آرام ہو گیا۔ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔

حضرت حجۃ اللہ نے جو حضرت ابوالعلی سے اس قسم کے سوال جواب کئے۔ یہ لوگوں کے یقین کو زیادہ کرنے کے واسطے تھے ورنہ آنجناب کو تو پہلے ہی خبر تھی کہ حضرت ابوالعلی ہر وقت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔

آٹھ سال تک حضرت ابوالعلی برقعہ پوش رہے اس عرصے میں کسی سے گفتگو نہ کی۔ صرف اپنی والدہ ماجدہ سے یا حضرت حجۃ اللہ سے بعض ضروری امور کے لئے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ سے ہم کلام ہونے کی بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ان آٹھ سالوں میں آپ کبھی نہ سوئے نہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہر وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے۔ صرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ یہ سارے کام حضور نبی کریم کے ادب کی خاطر تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ایک گھڑی بھی آنحضرت

www.maktabah.org

صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے آپ نے ظاہری آنکھوں سے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کو دیکھا۔ اسی لئے آپ نے برقعہ اوڑھ لیا جب چہرہ مبارک سے برقعہ اٹھایا تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ حضرت ابوالعلی سے وجود میں آئے۔ معلوم ہوا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت ابوالعلی کی تربیت فرما رہے تھے وہ اسی خاطر تھی کہ ان سے حضرت قیوم رابع جیسا موتی پیدا ہو جو حقیقتِ محمدی کا مظہر اتم اور کمالات احمدی کا مہتمم ہو۔

چنانچہ انشاء اللہ حسب موقعہ اسے مفصل طور پر بیان کیا جائے گا۔

ایک روایت ہے کہ قیومیت کے دوسرے سال آپ نے برقع پہنا اور قیومیت کے بارھویں سال تک اوڑھے رکھا۔

حضرت خازن الرحمت کے بیٹے حضرت قیوم ثالث سے بیعت ہوئے

اس سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید ہوئے حضرت خازن الرحمت کے پانچویں فرزند شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد ہم حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے اور انھوں نے رحلت کے وقت وصیت کی کہ تمام فرزند اور باطنی یار حضرت خواجہ محمد نقشبند کے مرید ہونا اور انھیں سے فیض اخذ کرنا۔ میں نے حضرت مروج الشریعت کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت بڑے دریا میں ایک عالیشان محل کے اندر سرخ

یاقوت کے تخت پر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں ۔ اور اردگرد فرشتے صفیں باندھے دست بستہ کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس بزرگ کو جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب اور اپنی رحمت کا تقسیم کنندہ بنایا ہے ۔ اور یہ قربِ الٰہی میں اپنے باپ دادا کے برابر ہے ۔

یہ واقعہ دیکھ کر میں آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا ۔

کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں میں سے سب سے پہلے شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے ۔ میرے (مؤلف) والد ماجد شیخ عبدالاحد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ میں بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان باغ کے اندر زمرد کے بنے ہوئے محل میں ایک تخت پر تین بزرگ تشریف فرما ہیں ۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت عروۃ الوثقیٰ تیسرے حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ۔ ایک شخص کہتا ہے کہ پروردگار عالم نے ان تینوں کو تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے ۔ پھر اول الذکر دونو بزرگ نظر سے غائب ہو گئے ۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت حضرت مجدد الف ثانی کی سی ہو گئی ۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا ۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث کے معتقد اس حد تک تھے کہ اس بارے میں لاثانی تھے ۔ اکثر اوقات سواری میں آنجناب کی نعلین مبارک کو بغل میں لئے پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جاتے ۔ میرے (مصنف) والد ماجد فرماتے تھے کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے ۔ کہ میں بہت عرصہ حضرت امام معصوم کی خدمت میں رہا ہوں اور آنجناب کی خدمت بھی بہت کی ہے ۔ لیکن جو باتیں ذات وصفات کی تحقیق میں حضرت خواجہ محمد نقشبند فرماتے ہیں ۔ میں نے پہلے کسی سے نہیں سنیں ۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ کلمات عالی جو میں نے پہلے سُنے

www.maktabah.org

ہیں وہ گُم ہو جاتے ہیں. ہم حضرت خواجہ محمد نقشبند کو تمام اولیائے اُمت سے افضل جانتے ہیں. ہم کسی کو بھی آپ سے افضل نہیں جانتے حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ سے افضل نہیں جانتے. بلکہ حضرت قیوم ثانی اور قیوم اوّل رضی اللہ عنہم، کمالاتِ الٰہی میں ایک ہی ہیں. شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثالث کی شان میں بہ سبب کمال اعتقاد کے حسب ذیل نظم رکھی ہے. ؎

درگل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم	بلبل از بوئے تو جوشدِ بے خبر یافتہ ایم
سر و پا سوختہ یکداغ دل افروختہ ایم	ابر ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ میکند از تربت فرہاد ہنوز	ماز شیریں دہاں طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہر نقش نہ بندیم برنگ وحدت	نقشبندیست کز و فیض نظر یافتہ ایم

حضرت قیوم ثالث بھی شیخ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے دوسرے مریدوں پر اتنے مہربان نہ تھے جتنے شیخ صاحب پر تھے آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی کے سلوک باطنی کے تمام مقامات کی خوشخبری شیخ صاحب کو عنایت فرمائی.

حضرت شیخ سعدالدین مرید ہوئے

حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند شیخ سعدالدین فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام معصوم کی وفات کے بعد حضرت مروج الشریعت کا مرید ہوا جو کچھ میرے نصیب میں تھا آنحضرت سے ملا. لیکن آنحضرت نے اپنے وصال کے وقت وصیتاً اپنے یاروں کو فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا. میں نے دل میں خیال کیا کہ جو قسمت کا تھا مل گیا ہے پیر کا حق مرید پر بہت ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کوئی خلاف ادب حرکت سرزد ہو جائے. اور پہلی حاصل شدہ چیز برباد ہو جائے. اس لیے مجھے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے توجہ لینے میں تامل تھا.

www.maktabah.org

اسی اثناء میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں" سعد الدین! تم مروج الشریعت کی وصیت بھول گئے خواجہ محمد نقشبند وہ شخص ہے جسے پروردگار نے اس اُمّتِ محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت دی ہے جسطرح مجھے کمالاتِ الٰہی میں بزرگ جانتے ہو اسی طرح خواجہ محمد نقشبند کو جاننا اگر قربِ الٰہی بدرجہ انتہا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے مرید بن جاؤ ورنہ جو کچھ پہلے حاصل کر چکے ہو وہ بھی برباد جائے گا۔

یہ خواب دیکھنے کے بعد میں حاضرِ خدمت ہو کر مرید ہوا۔ بعد ازاں حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید ہوئے۔

حضرت قیوم ثالث کو حجۃ اللہ کا خطاب ملا

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ کو جناب الٰہی سے حجۃ اللہ کا خطاب عطا ہوا جس کی تفصیل یوں ہے جسے میرے (مصنف کے) جد شریف نے کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ جب میں نے کواکب دریہ کے تیسرے دفتر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حالات لکھنا شروع کیے۔ (کواکب دریہ میں پانچ دفتر ہیں پہلے تین دفتروں میں قیوم ثلاثہ کے حالات درج ہیں چوتھے دفتر میں حضرت مروج الشریعت کے اور پانچویں دفتر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی باقی اولاد کے) تو میں نے پہلے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ جس طرح حضرت قیوم اوّل کو جناب الٰہی سے مجدد الف ثانی اور حضرت قیوم ثانی کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب عطا ہوا۔ اسی طرح آنجناب کو بھی پروردگار سے کوئی خطاب عطا ہوا ہوگا۔ جسے میں اس کتاب میں لکھنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے نہایت کسرِ نفسی اور دید قصور سے فرمایا کہ میرا نام دھو ڈالو!" میں نے عرض کیا" کیا میں اپنے ایمان کے دفتر کو دھو ڈالوں؟"

اس کے دوسرے دن فجر کے حلقہ کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کل تم نے پوچھا تھا کہ حق تعالےٰ نے مجھے بھی خطاب عنایت فرمایا ہوگا سو آج رات اللہ تعالےٰ

www.maktabah.org

نے اپنے کمال فضل و کرم سے مجھے "حجۃ اللہ" کا خطاب عطا فرمایا ہے تہجد کی نماز کے بعد میں بیٹھا تھا کہ مجھے الہام ہوا" انت محبوب رب العالمین وحجۃ اللہ فی العالمین"۔ اسی دوران میں ایک منادی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے اور انھیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ مخلوقات! تم ان کی اطاعت کرو، فرشتو، جنوں، انسانو! تم سب اُن کی فرمانبرداری کرو، تاکہ قیامت کے دن نجات پاؤ،" بعدازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے اُمت کی رُوحیں میرے ارد گرد صفیں باندھے دست بستہ کھڑی ہیں اور کہتی ہیں" السلام علیکم یا حجۃ اللہ!" اور میرے سر مُنہ کو چومتے ہیں۔

یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے

اپنی قیومیت پر مناظرہ کیا

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو خلوت میں قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ دوسرے بھائیوں کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی اسی لیئے آنجناب کے وصال کے بعد بھائیوں میں اختلاف ہوا اور ہر ایک نے قطب الاقطابی کا دعوے کیا۔ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور قیومیت دونو کا دعوے کیا۔ اور باقی چاروں حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت محمد اشرف شیخ محمد سیف الدین اور حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ عنہم نے فقط قطب الاقطابی کا

www.maktabah.org

دعوے کیا۔ کیونکہ اُن چاروں کا اعتقاد تھا کہ اصالتِ محمدی یعنی طینت محمدی ضمیر پر قیومیت کا دار و مدار ہے جو حضرت عروۃ الوثقٰی کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ اس لئے یہ چاروں کسی کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مروج الشریعت نے سُنا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں تو اسی وقت اپنا بیاض منگا اس میں جو قیومیت کی بابت لکھا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لاکر پھاڑ ڈالا۔ اب دوسرے بھائی حضرت مروج الشریعت کی یہ حالت دیکھ کر اپنی قطبیت کی جرأت نہ کرسکتے تھے۔ البتہ پوشیدہ طور پر اپنے خاص مریدوں کو کہتے تھے۔ کہ ہم بھی قطب ہیں۔ کیونکہ حضرت عروۃ الوثقٰی کی زندگی میں حضرت مروج الشریعت تمام بھائیوں پر غالب تھے۔ اس لئے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ جب حضرت مروج الشریعت کا وصال ہو گیا تو تمام بھائی مجلسوں اور محلوں میں اعلانیہ اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہنے لگے اور ان میں باہم بڑا جھگڑا و فساد برپا ہوا۔ ایک دوسرے کے مرید آپس میں آئے دن مناظرہ کرتے بلکہ ہاتھا پائی بھی کرتے آخر جنگ کی نوبت پہنچی۔

جب حضرت حجۃ اللہ نے سُنا کہ میرے بھائی میری قیومیت کو تسلیم نہیں کرتے اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے ہیں اور ان کے مرید بھی آئے دن آپس میں دنگہ فساد کرتے ہیں تو آنحضرت نے فرمایا کیا کروں حضرت عروۃ الوثقٰی کا پاس خاطر ہے آنجناب کے فرزند ہیں اور آنجناب سے باطنی سلوک حاصل کیا ورنہ میں ان سے ایسا سلوک کرتا کہ یاد رکھتے۔

میرے (مصنف) والد ماجد مشائخ زمانہ (مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ) کی زبانی فرماتے ہیں کہ کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قیوم ثالث کے منکر ہونے

www.maktabah.org

کی وجہ سے ان کے بھائیوں کے دلوں پر کدورتِ عظیم ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن حضرت عروۃ الوثقیٰ اس کو دور کرتے ہیں۔ اور ان کے باطن کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دیتے گویا آنحضرت کی روحانیت ان کے باطن کو تمام مکروہات سے بچائے ہوئے ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی باہمی یہ نزاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی جھگڑے سے مشابہ ہے۔ جو کسی نفسانی خواہش پر مبنی نہ تھا۔ اس میں صرف اجتہادی غلطی تھی۔ اور اس میں کشفی خطا تھی۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل یقین کرنا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان بزرگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔

ایک روز حضرت شیخ سیف الدین جو اہل مناظرہ کے سردار تھے۔ اور بڑے شد ومد سے اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے تھے۔ دوسرے بھائیوں سے مل کر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشورہ کیا کہ کل حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے طینتِ محمدی اور قیومیت کی بابت روبرو پوچھنا چاہیئے کہ آپ کس دلیل سے اس منصبِ اعظم کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں مجلس قرار پائی۔ طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے مہیّا کیے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یاروں نے بھی اس معاملہ سے باخبر ہو کر کہا ؎

چو فردا شود آفتاب بلند ؛ نمائیم باایشاں حجج ارجمند

انشاء اللہ کل جو دلیل آنحضرت کی قیومیت کے اثبات میں وہ چاہیں گے ہم ازروئے عقل ونقل کہیں گے۔ جب صبح ہوئی ؎

روز دیگر کیں جہانِ پر غرور ؛ یافت از سرچشمۂ خورشید نور

تو حضرت شیخ سیف الدین معہ تمام فرزندوں اور دیگر ارکانِ مشیخیت مثلاً شیخ

www.maktabah.org

عبد اللطیف اور حاجی فضل اللہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں آکر بیٹھے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کے واسطے آدمی بھیجے کہ تشریف لاکر ماحضر تناول فرمائیں۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سنت نبوی کے مطابق دعوت قبول کر کے اپنے فرزندوں اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور دوسرے مشائخ مثلاً احمد یہ شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل اللہ وغیرہ محل مذکورہ میں تشریف لائے۔ کہتے ہیں سوائے مولوی فرخ شاہ کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تینوں فرزند اس مناظرہ میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے کیونکہ وہ سب آنحضرت کے مرید تھے۔

مجلس مناظرہ کا آنکھوں دیکھا حال

میرے (مصنف) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹے پوتے اور بھتیجے اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عروۃ الوثقٰی کے بعد قیومیت کے اثبات کا ذکر کرنا ہی چاہتے تھے کہ ایک دوسرے کی دلیلیں سنیں کہ اتنے میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت کا ذکر ہوا کہ آیا حضرت رسالت پناہ کا وجود مبارک قبر میں زندہ ہے یا مُردہ؟۔

حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا "قبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک زندہ ہے"۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت تکلف ہے کہ زندہ بدن قبر میں ہو۔ بلکہ بدن مبارک مردہ ہے صرف اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو قوت حیات دے رکھی ہے جو کام لوگوں کے جسم سے ہو سکتا ہے وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک سے ہو سکتا ہے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا" یہ کہنا کفر ہے" میں نے کہا" آپ مسلمان ہیں جناب سے اپنے آپ کو وہ نسبت دے سکتا ہے جو قطب الاقطاب قیوم زمانہ اور خلیفہ پروردگار ہے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بلند آواز سے حضرت قیوم ثالث کی بزرگی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالےٰ نے میرے فرزند محمد نقشبند کو تمام اولیائے اُمت سے افضل و ممتاز فرمایا ہے۔ جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں اس کی تعظیم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے بھی آنحضرت سے یہ بات کئی مرتبہ سُنی ہے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں اپنے خاص کمالات حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حق میں لکھے ہیں۔ اور آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس حقیر کی تصدیق کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں آنحضرت کے مکتوبات کو دیکھو!" ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

یہ سُن کر حضرت شیخ خاموش رہ گئے حاجی فضل اللہ جو اس وقت حضرت شیخ کے ساتھ تھے ہاتھ میں کتاب لے کر کہنے لگے کہ اس کتاب میں دیکھو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موت و حیات کا بیان کیا خوب لکھا ہے۔"

ایک شخص نے پوچھا" اس کتاب کا مصنف کون ہے؟"

کہا" میں ہوں"۔ لوگوں نے کہا تو پھر کتاب دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ زبانی بیان کردو۔ آخر شیخ کے بعض رفیقوں نے تذکرہ شروع کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یار شیر زباں کی طرح تذکرہ کے وقت جوش میں آئے۔ سخت مناظرہ ہوا۔ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہی از روئے تذکرہ علمی عقلی اور نقلی دلائل سے غالب آئے اور فریق ثانی کو عاجز اور پریشان کردیا۔ مجلس میں عجب بے نطقی ہوئی۔ حضرت شیخ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اٹھتے وقت شیخ صاحب کے فرزند شیخ محمد حسین

www.maktabah.org

نے جو حافظ تھے یہ آیت پڑھی "ان جندنا لھم الغالبون" ہمارا لشکر واقعی غالب ہے۔ میرے (مصنف) جدِ امجد نے جو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ فرمایا کہ ہمارا لشکر غالب ہے۔ کیونکہ امام برحق ہمارے ساتھ ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور تمام اکابر مشائخ احمدیہ ہمارے ساتھ ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی قطبیت اور قیومیت کو قبول کیا ہے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس مجلس سے سخت ناراض تھے فرمایا تم نے عجب قسم کی دعوت کی ہے۔ ہمیں لڑائی کے لیے بلایا ہے ہم ایسے کھانے سے باز آئے۔ یہ فرما کر آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اور اپنے بھائیوں کا بہت کچھ گلہ کیا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے فرمایا۔ میرے بھائی تو حضرت جیو صاحب مروج الشریعت تھے موجودہ بھائی تو صرف لڑنے جھگڑنے کے لیے رہ گئے ہیں۔

جس دن صبح کو یہ مناظرہ ہوا اسی دن عصر کے وقت حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کو آئے۔ دوسرے بھائی بھی وہیں موجود تھے۔ آنحضرت نے انھیں مخاطب کر کے فرمایا کہ جو سلوک تم نے مجھ سے اب کیا ہے اگر حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کرتے تو میں تمھیں مردِ میدان جانتا۔ مجھے حلیم سمجھ کر جو تمھارے دل میں آتا ہے کرتے ہو۔

اس مناظرہ کے چند روز بعد ایک دن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہو کر شیخ صاحب کو فرمایا کہ جیسا سلوک تم نے مجھ سے کیا ہے اگر کوئی یہودی یا نصاریٰ ہوتا تو کبھی مجھ سے ایسی بدسلوکی سے پیش نہ آتا۔ والدہ صاحبہ نے اپنا سر ننگا کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ

www.maktabah.org

عنہ کے قدموں پر رکھ دیا کہ برائے خدا سیف الدین کو بچالو! کیونکہ وہ تمہاری غیرت کی تاب نہیں لا سکتا۔ حضرت شیخ نے بھی معافی مانگی اور عرض کیا کہ استغفر اللہ میں ہر گز آپ پر بد اعتقاد نہیں بلکہ آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بجائے جانتا ہوں صرف میں نے سنا تھا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں اس لئے قدرے کشیدگی وقوع میں آئی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ آپ سے کسی نے جھوٹ کہا ہے میں نے ایسا کبھی نہیں کہا اور نہ ہی میرا عقیدہ اس قسم کا ہے۔

میرے (مصنف) جد امجد کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ میں اپنے چچا حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت واصالت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند جو اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ اور اپنے میں طینت محمدی کا ہونا بتلاتے ہیں۔ ہماری کشف اسے تسلیم نہیں کرتی۔ ہماری کشف میں بھی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن ہم اس معاملے میں اپنی کشف پر بھروسہ نہیں کرتے کیونکہ ایسا کرنے میں حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی سراسر مخالفت ہے۔

میں نے کہا" آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں لیکن خود حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت اور حضرت مروج الشریعت کو طینت محمدی کی خوشخبری کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے چنانچہ وہ دستخط میرے پاس موجود ہیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم حضرت حجۃ اللہ کے کشف کو تسلیم نہیں کرتے۔ خود عروۃ الوثقیٰ نے آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ آپ کے مکاشفات کو تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسی ویسی باتیں کرتے ہو"۔ پھر حضرت مروج الشریعت کے دستخط

www.maktabah.org

حضرت شیخ آدم کے ہاتھ منگا کر دکھائے۔ پھر شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو بھی قیومیت کی خوشخبری دی ہے میں نے کہا "ہاں"! بعد ازاں حضرت شیخ نے پوچھا کیا شیخین بکرم طینت وقیومیت کے حقدار ہیں۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت ہیں۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی رائے

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کا انکار کریں گے تو میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے روبرو عطا فرمائے۔ تاکہ ان کا اختلاف جاتا رہتا۔

ایک روز حضرت محمد صبغۃ اللہ نے لوگوں کو فرمایا کہ اگر میرے بھائی خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہیں تو ہم ماننے کو تیار ہیں لیکن قیومیت بڑا منصب ہے اسے ہم تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ ایک شخص نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ آنحضرت نے فرمایا قطب الاقطاب کہنا بھی جھوٹ ہے۔ لیکن آخر میں حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فرمایا کہ جو کچھ بھائی صاحب محمد نقشبند اپنے امور باطنی کی نسبت فرماتے ہیں اُسے تسلیم کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو تمام اولیائے اُمت سے افضل فرمایا ہے۔

حضرت محمد صدیق رضی اللہ کے ایک خاص مرید کا بیان ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک مرید سے میرا جھگڑا ہو پڑا۔ میں نے حضرت محمد صدیق کو قطب الاقطاب لکھا ہوا تھا۔ اور اس نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو۔ جب میرے پیر کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو مجھے جھڑک کر فرمایا کہ قطب الاقطاب اور امام برحق حضرت حجۃ اللہ ہیں۔ جاؤ اس جھگڑے سے توبہ کرو اور جو کچھ حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں اسے بلاتامل قبول کرو۔

www.maktabah.org

حضرت محمد صدیق کے فرزند شیخ عبدالباقی نے مجھ (مصنف) سے بیان کیاکہ ایک روز میں نے اپنے والد بزرگوار کے سامنے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو "چچا" کہہ کر پکارا تو میرے والد ماجد نے ناراض ہو کر میرے منہ پر دھپڑ مارا۔ اور فرمایا کہ تم انہیں چچا کہتے ہو میں تو انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور جو کچھ وہ اپنے کمالات باطنی بیان کرتے ہیں میں تسلیم کرتا ہوں۔

حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیوم زمان تسلیم کیا حتیٰ کہ اپنے فرزندوں کو تربیت کے لئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ محمد شافی الحال نے مجھ (مصنف) سے بیان کیاکہ میرے والد ماجد نے ہم بھائیوں کو فرمایا کہ تم حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں جاکر کمالات باطنی حاصل کرو کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں ہم سارے بھائی اپنے والد ماجد کے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا مقصد اعلےٰ کو حاصل کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد، کیا چھوٹے، کیا بڑے سبھی نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور آنحضرت کے مرید بنے سرہند کے بڑے بڑے شیخ آنحضرت کی نعلین مبارک کو ہاتھ میں لے کر پا پیادہ آنحضرت کی سواری کے ساتھ چلنے کو فخر کی بات سمجھتے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

کی قیومیت پر مشائخ سرہند کا اتفاق

مقامات نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ جیو فرماتے تھے کہ ایک روز میں صبح کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ آنحضرت نے مجھ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ خواجہ محمد نقشبند اس اُمت کے تمام اولیاء سے افضل ہیں اور کمالات و قربِ الٰہی میں میرے برابر ہیں۔ جاکر اُن کی قیومیت کو تسلیم کرو۔ اور اُن سے اپنے حق میں دعا کراؤ اور توجہ باطنی کے لیئے درخواست کرو۔

حضرت شاہ جیو نے یہ واقعہ دیکھ کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حرف بحرف بیان کیا اور فرمایا کہ میں آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ آپ کو طینت و اصالتِ محمدی حاصل ہیں۔ قیوم وقت ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا اور توجہ باطنی فرمائیں گے۔ حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ صبح و شام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہو کر فیض باطنی حاصل کرنے لگے جو آداب حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے بجالاتے تھے۔ اسی طرح حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بجالاتے تھے۔ اپنے فرزندوں کو لاکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس مرید کرائے اور عرض کیا کہ میرے فرزند آپ کے غلام ہیں ان پر نظر عنایت فرمائیں آنحضرت نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ انشاء اللہ میں حتی المقدور ان کو مرتبہ کمال پر پہنچاؤں گا۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت شاہ جیو کے فرزندوں کی

www.maktabah.org

باطنی تربیت کو مکمل کر کے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔

حضرت شاہ جیو کی تمام اولاد حضرت حجۃ اللہ کی مرید ہے اور آنجناب کی محبت میں بے اختیار ہے حضرت شاہ جیو لوگوں کو بآواز بلند فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی جگہ جانتا ہوں اور آنجناب سے فیض باطنی حاصل کرتا ہوں۔

مؤلف روضۃ القیومیہ کے والد کا الہامی نام

اسی سال حضرت شیخ محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ جس رات یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس رات حضرت حجۃ اللہ کو الہام ہوا۔ کہ تمھارے بھتیجے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ کیونکہ یہ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آنجناب نے اس فرزند کا نام الہام کے مطابق حسن احمد رکھا اور ابو العباس کنیت اور بدر الدین لقب مقرر فرمایا۔ مؤلف کتاب اسی حسن احمد کا کمترین فرزند ہے۔

شیخ عبد الاحد کی ایک کتاب

اسی سال شیخ عبد الاحد سعیدی نے ایک رسالہ حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے اثبات میں تصنیف کر کے آنحضرت کی نظر فیض اثر میں گذارا۔ شیخ صاحب نے اس رسالے میں اثبات قیومیت کے لیئے نہایت قوی دلائل و براہین بیان فرمائیں جنھیں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا۔

اس رسالے میں پہلی دلیل یہ درج تھی کہ جو لوگ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی میں طینت محمدی کے ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بہت سے آدمیوں کے سامنے حضرت مروج الشریعت کو طینت محمدی کی خوشخبری دی۔ جو حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے لکھی ہے۔ جب ایک شخص کو یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ تو مناسب اور

www.maktabah.org

ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کسی اور کو بھی اپنے فضل و کرم سے اس نعمت سے سرفراز فرمائے۔ خاص کر ایسے شخص کو تو ضرور حاصل ہونی چاہیئے۔ جسے خود حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اپنے سے افضل جانتے ہوں اور زبان مبارک سے قطب الاقطاب اور قیوم روزگار فرماتے اور جس کی نسبت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہو کہ تمھارے مکاشفات کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں قیومیت کی خوشخبری طینت محمدی و اصالت پر موقوف ہے۔ سو وہ اس کی نعمت بھی خلوت میں آنجناب کو خوشخبری عطا ہوئی پس ایسا بزرگ کیونکر جھوٹ کہہ سکتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو طینت و اصالت محمدی اور قیومیت عنایت فرمائی۔

حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت پر چالیس علماء نے کتابیں لکھیں

اسی سال اور آدمیوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے اثبات میں مختلف رسائل تصنیف فرمائے ان میں سے ایک میرے (مؤلف) جد امجد نے بھی تصنیف فرمایا۔ کہتے ہیں چالیس رسالے لوگوں نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے اثبات میں لکھے۔ جو قیومیت کے ساتویں سال سے شروع ہو کر نویں سال میں ختم ہوئے۔ اسی واسطے اس سال میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب قیومیت کے منکروں نے یہ رسائل دیکھے تو تمام دم بخود رہ گئے۔ انکار سے باز آئے اور آنجناب کی قیومیت کے معتقد ہوئے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ دامن کوہ کی سیر کو گئے

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ تفریح طبع کے لئے سیر کے لئے دامن کوہ میں تشریف لے گئے آنجناب کے چھوں کے اکثر بیٹے مثلاً شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند آنحضرت کی سعادت انتساب رکاب کے ہمراہ تھے۔

میرے (مصنف) جد امجد کوکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز دامن کوہ کی سیر کرتے ہوئے صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آج حضرات انبیاء نے تشریف لاکر مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کرکے فرمایا کہ ہم تمھاری محبوبیت دیکھنے کے آئے ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے تمھیں محبوبیت ذاتی کمال انفعالی عنایت فرمائی ہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ دامن کوہ کی سیر کے دوران میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان دنوں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرمایا ہوتے ہیں۔ حد سے زیادہ مہربانی کرتے ہیں سفر حجاز کی سخت تاکید فرماتے ہیں اور از روئے لطف وکرم فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند میں تمھارے لینے کے لئے آیا ہوں تمھیں اس سفر میں برکت و نعمت بہت نصیب ہوگی۔

سید الانبیاء کی تشریف آوری

کہتے ہیں، متواتر تین مہینے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہو کر سفر حجاز کی تاکید مزید فرماتے رہے اور ان دنوں دوسرے انبیاء و رسل بھی تشریف فرما ہو کر بہت بہت عنایت فرماتے رہے۔ چنانچہ ایک روز عصر کی نماز کے بعد فرمایا کہ

www.maktabah.org

آج حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت سے انبیاء اور رسولوں سمیت تشریف فرما ہو کر مجھ پر بہت بہت عنایت کیں۔ اور فرمایا کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ آپ جلدی عرب کا رُخ کریں کیونکہ وہاں پر آپ کے لیئے بہت سی نعمتیں تیار ہیں۔ ان دنوں تمام اولیائے اُمت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف فرما ہوتے۔ کیونکہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز ازراہِ کرم و بندہ نوازی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اس لیئے تمام انبیاء اور اولیاء بھی ازراہِ لطف و کرم قدم رنجہ فرماتے تھے۔

ان دنوں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مخلص کے نام حسبِ ذیل مضمون کا ایک رقعہ لکھا:

"الحمد للہ والسلام علےٰ رسولہٖ۔ آج کل یہ فقیر سیر کے لیئے دامنِ کوہ میں آنکلا ہے یہاں پر جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ اور تاکید مزید فرمائی کہ سفر حجاز اختیار کرو بلکہ ازراہِ بندہ نوازی ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ لاانتہا عنایات کر کے اس سفر کی بہت بہت برکتیں بیان فرماتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کے لیئے آئے ہیں۔"

اس سفر کی ایک برکت تو یہی تھی کہ حضرت سید المرسلین نے حضرت قیوم ثالث کو اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا جس کے سبب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو کمالاتِ محمدی کے مظہرِ اتم ہوئے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی ذکر کیا جائے گا۔

القصہ بعض مواقعات کی وجہ سے سفرِ حجاز میں توقف ہوا تو ہر روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بارے میں تاکید مزید فرماتے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ آج جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر ازراہِ کرم فرمایا کہ محمد نقشبند!

www.maktabah.org

تین مہینے سے متواتر ہر روز میں تمہارے لینے کے واسطے ہندوستان آتا ہوں جلدی سفرِ حجاز کی تیاری کرو۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ دیکھ کر بہت جلدی سرہند پہنچ کر سفرِ حجاز کی تیاری کی اور حرمین الشریفین کی طرف متوجہ ہوئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کا سفرِ حج

اور اورنگ زیبؒ کی تجدید بعیت

جب حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ اللہ کو سفرِ حجاز کی بہت تاکید کی تو آنجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق دامنِ کوہ کی سیر سے سرہند واپس آکر اسباب سفر کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ کئی ہزار آدمی اس سفر میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے۔ اگرچہ سفر کے مواقعات بہت تھے۔ مثلاً کمزوری بدن، قلتِ زادِ راہ، لیکن آنحضرت نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کی اور سفرِ حج کے لئے پورے طور پر کمربستہ ہو گئے۔ اور لوگوں کو برملا کہہ دیا کہ جو شخص حجؒ کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہولے۔ اور زادِ راہ کی قلت کا کچھ خیال نہ کرے۔ میں خود زادِ راہ دوں گا۔ اس لئے بے شمار لوگ آپ کے ساتھ ہوئے۔

آنحضرت نے پہلے ارادہ کیا کہ خشکی کی راہ سفر کریں لیکن عالمگیر بادشاہ نے خواہش کی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں۔ آنجناب نے اس خواہش کو قبول کرکے دکن کی راہ جانا اختیار فرمایا۔ آنجناب نے گھر کا تمام مال اسباب زیور فروخت کرکے ان فقراء و مساکین کو بانٹ دیا۔ جو سفر حجاز کا ارادہ رکھتے تھے۔ کئی ہزار روپیہ

www.maktabah.org

آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے دیا جو شاہجہان آباد تک پہنچنے کے لئے کافی تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بہت سے پوتے مثلاً شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل اللہ وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا بھی اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے۔

سفرِ حج میں سات ہزار ساتھی

کہتے ہیں کل سات ہزار آدمی حج کے سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ جن میں سے چار سو بڑے بڑے علماء اور مشائخ تھے۔ ان میں سے دو سو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے۔ جو سرہند سے سفر حج کے ارادہ سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر نے آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو چونکہ حضرت مروج الشریعت کے فرمان کے مطابق پہلے ہی سے اُسے آنحضرت کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق بدرجہ غایت تھا جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اس لئے سنتے ہی اپنے بڑے بڑے امراء کو پہلے ہی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا اور خود بھی بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر خاص قلعہ میں اتارا۔ بادشاہ نے پہلی ہی ملاقات میں تجدید بیعت کی اور صبح و شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اکثر امیر اپنے تمام لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آنجناب کے حلقہ میں صبح و شام کئی ہزار افراد کا مجمع ہوتا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس قدر صوفی۔ سالک اور فقراء حاضر ہوتے کہ شاہی قلعہ میں (حالانکہ وہ اس قدر وسیع ہے) گنجائش نہ رہتی۔ سلطنت کے ارکان بوجہ کثرتِ افراد کاروبار نہ ہو سکنے سے تنگ آ گئے۔ بادشاہ نے اُن کے لئے الگ خیمے نصب کرائے۔ جہاں پردہ عدالت کی کارروائی کرتے

www.maktabah.org

تھے۔ قلعہ کے اکثر محل اور کمرے آنحضرت کے خلفاء اور مریدوں سے پُر تھے چالیس ستونوں والے محل میں بادشاہی عام دربار ہوتا تھا۔ اس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ یہاں پر آنحضرت صُبح کے وقت حلقہ کرتے۔ اور قریباً دوپہر تک وہاں بیٹھے رہتے تمام غربا اور مساکین آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بادشاہ اپنے امیروں سمیت عام آدمیوں کی طرح انہی میں بیٹھا رہتا۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حضور میں ادنیٰ و اعلےٰ اور امیر و غریب بادشاہ فقیر سبھی یکساں تھے۔ آپ کسی بادشاہ کی تعظیم بجا نہ لاتے۔ ظہر کی نماز قلعہ کے اندر کی سنہری مسجد میں ادا کر کے حیات بخش باغ میں تشریف لے جاتے۔ یہ باغ دیوانِ خاص کے محاذی کا بنا ہُوا ہے شام کا حلقہ وہیں کرتے۔ اور آدھی رات تک آپ اِسی باغ میں بیٹھے رہتے لیکن نمازیں سنہری مسجد میں ادا کرتے۔ کیونکہ وہ مسجد باغ کے پاس ہی ہے ان دِنوں شاہی قلعہ گویا ایک خانقاہ تھی۔ اکثر غربا مساکین اور فقراء بلاتکلّف خاص سلطانی محلوں میں جہاں بڑے بڑے امیروں کو جانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ جاتے تھے۔ اور بادشاہ بھی انھیں کے ساتھ برابر درجے پر بیٹھتا۔ بادشاہ اور ایک عاجز مفلس کی جائے نشست میں کوئی تمیز نہ تھی۔

ایک روز بادشاہ نے حضرت ابوالعلی سے جنہوں نے برقعہ اوڑھا ہوا تھا خواہش ظاہر کی۔ کہ مجھ سے ہمکلام ہوں لیکن آپ نے ذرا توجہ نہ فرمائی۔ آخر جب اس کی خواہش انتہا کو پہنچ گئی۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ کوئی بات کرو۔ تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جو بادشاہ نے سُنی۔ چند روز شاہجہان آباد میں رہ کر عرب جانا چاہا لیکن بادشاہ حیلہ اور عذر پیش کرتا آج کل کرتا رہتا۔ حتیٰ کہ قریباً ایک سال گذر گیا۔ آخر آنحضرت اس کے حیلے اور عذر کو رد کر کے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہو گئے۔

www.maktabah.org

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دہلی سے

دیارِ حبیب کو روانہ ہوئے

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے شاہجہان آباد سے عرب جانے کا ارادہ کیا۔ تو کئی ہزار شاہی آدمیوں نے تارک الدنیا ہو کر سفر حج کا پختہ ارادہ کر لیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بطور نذر و نیاز اسقدر زر و جواہر اور نقد و جنس اکٹھا ہوا کہ جس کا اٹھانا مشکل تھا بادشاہ نے ایک ہزار سوار آنجناب کے ہمراہ کِئے۔ اور راستے میں جتنے حاکم اور افسر پڑتے تھے سب کے نام احکام لکھے کہ تم سب آنحضرت کے استقبال کے لیے آؤ اور نہایت عمدہ طریقے سے لوازماتِ مہمان داری بجالا کر اپنی حدود سے دُوسری حد میں چھوڑ آؤ۔

راستے میں جس گاؤں یا شہر، قصبہ سے آنحضرت کا گذر ہوتا وہاں کے حاکم اپنی حد تک استقبال کے لِئے حاضرِ خدمت ہوتے۔ اور مہمانداری کی شرطیں بطریق احسن بجالا کر دُوسری حد تک وداع کر آتے۔ ان میں سے اکثر اپنے جاہ و حشم کو چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو لیتے۔ اسی طرح دوسری حدود کے لوگ سلوک کرتے۔ کہتے ہیں سرہند سے لے کر سمندر کے کنارے پہنچنے تک ستائیس ہزار ۲۷۰۰۰ آدمی حج کے ارادہ سے آنحضرت کے ہمراہ ہو گئے۔ غیاث خاں والیٔ بندر سورت آنحضرت کا مرید ہوا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیاث خاں آنحضرت کی خدمت میں نیاز کے طور پر بے شمار نقد و جنس اور جواہرات لایا چنانچہ جنس اور جواہرات کو چھوڑ کر ایک لاکھ اشرفی اور

www.maktabah.org

تین لاکھ روپیہ نقد پیش کیا بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جہاز پر سوار ہوئے۔ بادشاہ نے سات جہاز آنجناب کی نذر کئے تھے۔ چار جہاز خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے۔ ہندوستان کے دو سو رئیس اور امیر جن کے پاس اپنے سینکڑوں آدمی تھے۔ آنحضرت کے ساتھ تھے۔ دو ہزار علماء و مشائخ تھے۔ ان دو ہزار میں سے تین سو اس قسم کے تھے جنکے ہزاروں مرید صاحب باطن اور شاگرد تھے۔

کہتے ہیں اس سفر میں بہت سے رافضی دنیاوی مال کی خاطر اپنے مذہب کو چھپاکر آنحضرت کے مرید ہوئے اور سفر حج میں آپ کے ساتھ ہوئے۔ لیکن آنحضرت نے ان رفض کو نور قیومیت سے معلوم کر کے فرمایا کہ اس سفر میں ہمارے ساتھ بعض خلاف مذہب آدمی بھی ہیں دیکھئے ان کی وجہ سے کیا بلا پیش آتی ہے؟ واقعی مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ جب جہاز بندر سورت سے عرب کی طرف روانہ ہوئے تو چند روز بعد بادِ مخالف چلی جس نے رافضیوں کو مسقط میں جو جائے خوارج ہے پھینک دیا اور اس سے اہل سنت و جماعت کو بھی تکلیف ہوئی۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے جہاز

طوفانوں کی زد میں

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے جہاز سورت بندرگاہ سے روانہ ہوئے تو ان جہازوں میں بعض رافضی بھی تقیہ کر کے اور اپنے مذہب کو چھپاکر آنجناب کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ ان کے سبب ہر روز رافضیوں اور اہل سنت و جماعت میں

www.maktabah.org

تکرار ہوتی۔ اہلِ سُنت انھیں رافضی کہہ کر گالی دیتے۔ اور وہ اس بات سے انکار کرتے حتیٰ کہ ایک روز سحری کے وقت ایک رافضی نے اصحابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی جو ایک اہلِ سُنت وجماعت نے سُن کر اسے لعنت ملامت کی اور آنحضرت کی خدمت میں پکڑ لایا۔ اس رافضی نے آکر اپنے ایمان کی قسم غلیظ کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ بادِ مخالف چلی اور سمندر میں ایک طوفانِ عظیم برپا ہوا۔ لوگ رونے چلّانے لگے۔ اور ان رافضیوں کو ملامت کرنے لگے کہ تمھاری شامتِ اعمال سے یہ آفت ہم پر نازل ہوئی ہے۔

لوگوں نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عاجزی کی اور اس بلا کے دفعیہ کے لیے اِلتماس کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا مانگی اور لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس تکلیف سے تو بچالے گا۔ لیکن کچھ مدّت اور ایک قسم کی سختی میں مبتلا رہیں گے لوگوں کو اس خوشخبری سے قدرے تسلّی ہوئی۔ طوفان بھی ایک گھڑی بعد تھم گیا۔ ملاح وغیرہ طوفان کی شدت کے باعث حواس باختہ ہو رہے تھے۔ عرب کی راہ سے ہٹ گئے۔ جہازوں کو ہوا کسی اور طرف نکال لے گئی۔ جو عرب کی راہ سے بہت دُور تھی۔ چنانچہ دو مہینے تک جہاز ہوا کے رُخ چلتے رہے لیکن اس عرصے میں کسی جزیرہ یا آبادی کا نشان تک نہ تھا لوگ بہت گھبرائے کہ دیکھئے جہاز کہاں جاتے ہیں؟ انھیں اس بات کا ڈر تھا۔ کہ خدانخواستہ اگر جہاز تاریکی میں جا نکلا تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔

جہاز کی تکلیف سے بہت سے آدمی بیمار ہو گئے۔ چنانچہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند حضرت ابوالعلی بھی بیمار ہو گئے۔ اور مرض کی شدت اِس درجہ ہوئی کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ لوگ آپ کی موت کے منتظر تھے۔ ایک رات جب مرض کا حد سے زیادہ غلبہ ہوا۔ اور اسہال و پیچش اور قے کا زور ہوا۔ تو آدھی رات کے قریب غشی طاری ہوئی۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرزندِ عزیز کو گود میں لیے بیٹھے

www.maktabah.org

تھے اور بوعلی جو اطبائے وقت کا سردار تھا آنحضرت کے ہمراہ تھا اُسے بلاکر آنجناب نے فرمایا کہ جو علاج تمہیں معلوم ہے کرو، کیونکہ تمام دوائیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر کوئی اور دوا درکار ہو تو ملاحوں سے لے لو! ۔ بوعلی نے عرض کیا کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں یہ عنقریب فوت ہو جائے گا۔ آنجناب نے اسے فرمایا کہ جا چلا جا! ہم حکیم الاطلاق اللہ تعالیٰ سے اپنی احتیاج عرض کریں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے فرزندِ بزرگ کے لئے توجہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائی۔ اور مرض کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

جب بوعلی نے صبح آکر دیکھا کہ حضرت ابوالعلی کو شفائے کُلّی حاصل ہے تو لوگوں نے بوعلی سے پوچھا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ یہ کیونکر تندرست ہو گئے؟ اس نے کہا یہ شفا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ہوئی ہے۔ ورنہ میں تو اس فکر میں تھا کہ چند دن پہلے مقیم خاں کی والدہ اسی مرض سے جہاز میں فوت ہو گئی تھی جسے کفن بھی نصیب نہیں ہوا۔ بوریئے میں لپیٹ کر سمندر میں پھینک دی گئی۔ انہیں بھی سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔

جہاز یمن کے کنارے جا پہنچے

القصہ چند روز بعد جہاز یمن کے علاقے کے قریب آ گئے۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم عراق کی طرف جائیں گے۔ کیونکہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اکثر تشریف فرما ہو کر اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ ہمارے فاتحہ کے لئے آئیں! انشاء اللہ حج سے فارغ ہو کر اس طرف سے گذریں گے۔

ابھی اسی گفتگو میں تھے کہ بادِ مخالف چلی اور طوفانِ عظیم برپا ہوا۔ لوگوں نے آہ وزاری کی اور چیخنا چلانا شروع کیا۔ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز وزاری کی۔ آپ نے اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائی دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ

www.maktabah.org

اللہ تعالےٰ تمہیں اس مصیبت سے نجات بخشے گا۔ ابھی ایک لمحہ نہ گذرنے نہ پایا تھا کہ طوفان تھم گیا لیکن ہوا نے جہاز کو ایک اور طرف ڈال دیا جو جہاز کے راستے سے بہت دور تھا۔ چند روز بعد دو بہت ہی اونچے ستون دو کوس کے فاصلے پر نظر آئے۔ لوگوں نے خیال کیا شاید کوئی جزیرہ ہے۔ قریب پہنچے تو دیکھا کہ پانی میں ستون کھڑے ہیں۔ بلکہ جہاز کا راستہ بھی اِن دو ستونوں کے درمیان میں سے ہے۔ سارے جہاز ان کے درمیان سے گذر گئے جب رافضیوں کا جہاز گذرنے لگا تو وہ دونوں ستون اس پر آگرے اور جہاز سمیت غرق ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کوئی ستون نہیں تھے بلکہ کسی سمندری جانور کے کانٹے تھے۔

مسقط کی بندرگاہ پر

چند روز بعد جہاز مسقط کی بندرگاہ کے قریب پہنچے لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ کچھ روز مسقط میں ٹھہرنا چاہیئے۔ آخر بندرگاہ مذکور پر اُترے۔ چونکہ مسقط عراق و بغداد کے گرد و نواح میں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بھائی غوث الاعظم مجھے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ چنانچہ آپؒ نے بغداد پہنچ کر فاتحہ پڑھی۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ اس طوفان میں اہلِ جہاز حد سے زیادہ سختی گذری مسقط میں اتر کر اور بھی مصیبت پیش آئی۔ بہت سے بیمار ہوئے تین سو زیادہ تو جہاز سے اُترتے ہی ہلاک ہو گئے بعد ازاں وبائے عظیم پھوٹ پڑی ہر روز آنحضرت کے بہت سے رفیق مر جاتے تھے۔ تاریخ مناقب نقشبندی جو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابوالعلی کی تصنیف ہے اور جس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لے کر چھبیسویں سالِ قیومیت تک کے حالات مندرج ہیں۔ خصوصاً اس سفرِ حج کے حالات تو نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ اور ان مصیبتوں اور بلاؤں کا تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس کتاب میں اس سفر کے مفصّل

www.maktabah.org

حالات کی گنجائش نہیں۔

قیامِ مستقط میں تکالیف

تاریخِ نقشبندی میں لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جب سے جہاز میں سوار ہوئے تھے فرماتے تھے کہ جہاز سے اُتر کر اہلِ جہاز پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔ خاص طور پر ان دو چھوٹے بچوں کو تو مرضِ موت لاحق ہوگا۔ یہ بالضرور دُنیا سے کوچ کر جائیں گے ان کی والدہ پر بھی مصیبت کا نازل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

واقعی ایسا ہی ہوا۔ لوگوں پر سختی اور مصیبت نازل ہوئی چنانچہ موت اور بیماری لوگوں میں عام ہوگئی۔ آنحضرت کے اہلِ بیت کو سخت بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ ان تمام مصیبتوں کے علاوہ بڑی سختی یہ تھی کہ مستقط کے خارجی حد سے زیادہ تکلیف دیتے تھے خرید و فروخت میں چیزیں بیچتے مہنگی اور لیتے سستی۔ حتےٰ کہ دس گُنی قیمت لیتے اور دسواں حصہ قیمت دیتے تھے۔ بیمار لوگ جب ان سے دوا لینے جاتے تو مخالفِ مرض دوا دیتے جس سے اُلٹی تکلیف بڑھ جاتی۔ اس وجہ سے بھی بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ بعض جو کسی ضروری کام کے لئے کہیں جاتے تو خارجی اُنھیں مار پیٹ کرتے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے اور جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور حضرت علی بحضرت فاطمہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو کُھلم کُھلا گالی بکتے اور حد سے زیادہ لعن طعن کرتے تھے۔ اس معاملے پر ہر روز اہلِ سُنت وجماعت اور خوارج میں جنگ ہوتی۔ اہلِ سُنت وجماعت بہت سے خارجیوں کو قتل کرتے اور کچھ اہلِ سُنت وجماعت کے بھی شہید ہو جاتے۔

ایک روز آنجناب کا خاص مرید شہید ہوا تو طرح طرح کے کھانے پکا کر اس رُوح کو بخشنے لگے۔ ان خارجیوں کی عادت و رسم ہے کہ ایک مقررہ دن جنگل میں حضرت امام حسین کا بُت تیار کر کے منبر پہ کھڑا کرتے ہیں اور اس پر پتھر برساتے ہیں۔ اور

www.maktabah.org

آنجناب پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ایسے بُرے عقائد سے اللہ کی پناہ ؎

ترسم ازیں قوم کہ با درویشاں مے خندند ؛؛ بر سر کار خرابات کنند ایمان را

مستقط کے خارجیوں سے لڑائی

جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مستقط میں تھے تو خارجیوں کا وہ مقررہ تیوہار بھی آ گیا۔ خارجیوں نے حسبِ روایت وہ کام شروع کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بہ سبب حمیتِ اسلامی جہاد کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اہلِ سنت وجماعت تعداد میں تھوڑے تھے۔ اور خارجی زیادہ کیونکہ وہ ان کا ملک تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے اکثر ہمراہی بیمار تھے اور بہت سے مر چکے تھے لیکن آنجناب نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کی اور باقی ماندہ ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس آیت کریمہ "کم من فئة قليلة غلبت على فئة كثيرة باذن الله" بسا اوقات تھوڑا لشکر بہت سے لشکر پر بحکم الٰہی غالب آتا ہے پر عمل کر کے سوار ہو کر خارجیوں پر چڑھ آئے۔ یہ ملعون بھی تیر تلوار لے کر مستعد ہوئے بڑے گھمسان کا رَن پڑا۔ ہزاروں خارجی کھیت رہے۔ اور بہت سے اہلِ اسلام بھی شہید ہوئے۔ آخر کار غلبہ اہلِ سُنت وجماعت کا ہوا۔ اور خارجی بر نوکِ دم بھاگ اُٹھے۔ اہلِ سنت وجماعت نے تیس کوس تک ان کا تعاقب کیا۔ خارجیوں نے اس فاصلے تک دم نہ لیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ فاتح و منصور ہو کر لوٹے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

خارجیوں نے ایک بار پھر جمع ہو کر جنگ کرنا چاہی لیکن ایسے ذلیل ہو چکے تھے۔ اور اُن کے دلوں پر خوف چھا گیا تھا۔ کہ بغیر جنگ کئے بھاگ اُٹھے۔ اور چُپ چاپ اپنے گھروں میں جا گھسے لیکن اس عرصہ میں اہل سنت وجماعت کے لشکر کی رسد رسانی انھوں نے بالکل بند کر دی فوجِ اسلام میں قحط پڑ گیا۔ حتےٰ کہ بڑے بڑے آدمیوں کو جَو کی روٹی بھی نصیب نہ ہوتی۔ گھوڑے، گائیں اونٹ وغیرہ مویشی

www.maktabah.org

جو ساتھ تھے ۔ ذبح کر کے ان کا گوشت قوت لایموت کے موافق کھاتے ۔ بعض اوقات یہ بھی نہ ملتا۔ مریض اور زخمی افراد کے لیئے دوائی بھی میسر نہ ہوتی ۔ وہ بدکار رات کے وقت آکر چوری کرتے ۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی اور اہلِ اسلام کا ناک میں دم آگیا تو ان رافضیوں کو جو ہمراہ تھے بہت سرزنش کرنے لگے کہ تمھاری شامتِ اعمال کے سبب ہم اس بلا میں گرفتار ہوئے ۔ حق تعالیٰ نے انکے دلوں کے قفل کھولے وہ کہنے لگے کہ کہ واقعی ہمارا مذہب بُرا ہے ۔ ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارا مذہب باطل ہے ۔ اور مذہب اہلِ سنت وجماعت برحق ہے ۔ ہم اس مذہب سے توبہ کرتے ہیں پھر آنحضرت کی خدمت میں آکر دل وجان سے توبہ کی ۔ آنحضرت نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اب تم صالح ہو گئے ہو ۔ پھر وہ سب کے سب آنحضرت کے مرید ہو گئے ۔

جب مسلمانوں پر سختی حد سے بڑھ گئی ۔ تو سب آپ کی خدمت میں فریاد کر آئے کہ برائے خدا توجہ بلیغ فرمائیں کہ مسلمانوں کو اِس بلائے عظیم سے نجات ہو یا سب کے سب ہلاک ہو جائیں ۔ کیونکہ ہم اس زندگی سے عاجز آگئے ہیں ۔ آنجناب کو ان کے حال پر اس قدر رحم آیا کہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔ تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کر کے اِس مصیبت کے دفعیہ کے لیئے متوجہ ہوئے ۔ اور مراقبہ طویلہ کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ بلا تر لقمہ مانگتی ہے سو ہم تمہارے عوض اپنے فرزند کو اس بلا کے منہ میں ڈالتے ہیں تاکہ مسلمان اس بلا سے بچ جائیں ۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ آپ کے فرزند خواجہ عبدالرحمٰن جن کی عمر سات سال تھی بیمار ہو گئے اور دوسرے دن اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے لیکن وبا پھر بھی لوگوں میں سے پھر بھی نہ گئی ۔ پھر خلقِ خدا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دادخواہ ہوئی ۔ تو پھر آنحضرت نے اپنے دوسرے فرزند کو خلقت پر فدا کیا ۔ چنانچہ آنحضرت کے دوسرے فرزند خواجہ عبدالرحیم جن کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اُسی روز فوت

www.maktabah.org

ہو گئے۔ آنجناب دونوں فرزندوں کو وہیں دفن کر کے شکرِ خدا بجالائے۔

کہتے ہیں کہ تین دن کے عرصے میں دونوں مخدوم زادے فوت ہو گئے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ان دونو فرزندوں سے بڑی محبت تھی اگرچہ آنحضرت سختی میں مبتلا تھے دونو فرزند بھی گذر گئے۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں لیکن بے قرار نہ ہوئے بلکہ مستقل مزاج رہ کر شکرِ الٰہی بجالاتے رہے۔ اور اپنے ہمراہیوں کو بھی اللہ کے شکر کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ بلا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے دراصل یہ حق تعالےٰ کا عین فضل و کرم ہے ہم اس مصیبت کو اپنے درجات کی ترقی کا کا باعث جانتے ہیں۔

مخدوم زادوں کی وفات کے بعد بھی وبا میں تخفیف نہ ہوئی تو پھر سارے مسلمان آہ و زاری کرتے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس قسم کی بیقراری ظاہر کی کہ زمین و آسمان اور مُرغ و ماہی سب ان کی حالت دیکھ کر رونے لگے حضرت قیوم ثالث نے خلق اللہ کی یہ حالت دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان بندوں کو مارنے ہی کا ہے تو میں اپنے آپ کو ان پر فدا کرتا ہوں۔ مجھے ان کے بدلے لے لے۔ اور انھیں اس بلا سے خلاصی عنایت کر!۔ یہ دعا ختم ہوتے ہی آنحضرت امام انام بیمار ہو گئے۔ اور مرض کا دم بدم غلبہ ہوتا گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ ماجدہ بھی بیمار ہو گئیں۔ وہ تو حد درجہ لاچار ہو گئیں۔ جب لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو بیمار دیکھا تو جان گئے۔ کہ آپؓ نے دعا کر کے یہ بیماری خود اپنے سر لی ہے: تاکہ اپنے آپ کو لوگوں پر فدا کریں۔ بہت گھبرائے اور ننگے سر آنحضرت کے حضور حاضر ہوئے۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ ہم اپنی ہلاکت پر راضی ہیں لیکن آنجناب ہمارے سر پر سلامت رہیں۔ ؎

در ظلِ آفتاب تو آسودہ اند خلق　　یارب مباد تا بقیامت زوالِ تو

www.maktabah.org

خواہ ہم پر ہزاروں مصائب ہیں لیکن جب آنجناب کی زیارت کرتے ہیں تو سارے رنج و غم فرحت و مسرت میں بدل جاتے ہیں۔ یہ رنج و غم اور محنت و مشقت ہمیں دل و جان سے منظور ہے۔ بشرطیکہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا سایہ ہمارے سر پر ہے۔ اگر واقعی حق تعالےٰ کا ارادہ ہمیں ہلاک ہی کر دینے کا ہے۔ تو ہم حضرت حجۃ اللہ کے روبرو فوت ہونے کو اپنی سعادت ابدی جانتے ہیں۔ آنجناب ہمارے خاتمہ بالخیر کے لیئے دعا کریں اور اپنی توجہ مبارک سے ہمیں قیامت کی سختی سے نجات بخشیں۔

دعائے رفع مصائب

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی اور حضرت قیوم رابع کی والدہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ دعا کی کہ پروردگار! ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں اپنے ان بندوں کو اس آفت سے نجات دے۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو شفا بخش! ہمیں اُن کے بدلے میں لے لے۔ الہام ہوا کہ تمہیں کیونکر اٹھا لوں جبکہ تم سے ایک لڑکا ہونا ہے جو کمالاتِ محمدی کا مہتمم اور منصب قیومیت کا خاتم ہوگا۔

آنحضرت کے ہر ایک مرید اور تمام خلقت نے بارگاہِ الہٰی میں دعا کی کہ ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں لیکن کسی کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور آنجناب کا مرض دم بدم زیادہ ہوتا گیا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور چیخنے چلاّنے روئے دھوئے اور ان کی آہ و فریاد سے زمین و زماں کانپ اٹھے۔ چرند پرند ان لوگوں کی حالت پر روئے کروبی فرشتے ان کی بیقراری سے اپنی تسبیح بھول گئے سب نے بارگاہ الہٰی میں اِس مخلص گروہ کے حق میں دعا کی۔

اتنے میں رحمتِ الہٰی آپہنچی اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس بلا سے رہائی دی اور تمہیں شفا۔ آنجناب نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی تو شامِ غم صبحِ شادی سے بدل گئی۔ اور مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ سب

www.maktabah.org

نے کہا یہ خوشی کے ہماری خلاصی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت کی سلامتی کے لئے ہے اس قدر خوشی ہم اس واسطے کرتے ہیں کہ پروردگار نے اپنا بہت بڑا فضل کیا ہے انشاءاللہ مسلمانوں کا اس بلا سے نجات پانا عنقریب بیان کریں گے۔

قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو غیبی بشارتیں

اور بادشاہِ مسقط کی عقیدتمندی

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو قیومیت کے بارھویں سال لوگوں کی خلاصی اور اپنی شفا کا الہام ہوا۔ تو اللہ کا شکر بجا لائے۔ اور لوگوں کو یہ خوشخبری دی تو وہ بھی اللہ کا شکر بجالائے اور اس خوشخبری پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے خصوصاً آنحضرت کی شفا کی خبر ہے ان کا وہ سب رنج وغم آرام اور خوشی سے بدل گیا۔ جو لوگ بیمار تھے خوشی سے ان کا مرض جاتا رہا۔ علےٰ ہذا القیاس ہر قسم کا دکھ اور تکلیف اسی خوشی میں بھول گئے۔

اُنہی دنوں فجر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آج نزول کیفیت باخیر و برکت ظہور میں آیا۔ اس خاکسار بمقدار پر غایت مہربانی کرکے آہ وزاری کو قبول فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے۔ تم محبوبِ پروردگار ہو۔ تمھیں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہم کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل کیا ہے۔ اور حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبیت تمھیں عنایت فرمائی ہے اِسی اثنار میں میرے گرد تمام انبیار اولیار،

www.maktabah.org

اصفیاء ساتوں آسمانوں کے فرشتے اور تمام مخلوقاتِ الٰہی صف بستہ ہیں۔ اور بڑے اشتیاق سے میری طرف دیکھ رہے ہیں مجھے الہام میں فرمایا گیا کہ یہ تمھاری محبوبیت کا نظارہ دیکھنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدر مہربانی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد دوسرے روز حضرت قیوم ثالث نے فرمایا کہ آج پروردگار کی طرف سے پھر الہام ہوا ہے کہ تمھارے مریدوں کے علاوہ سات ہزار آدمی جن پر دوزخ واجب ہوگا۔ تمھاری سفارش سے بہشت میں داخل ہوں گے۔

ایک دعوت کا واقعہ

پھر دوگانہ شکر ادا کیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو فرمایا کہ آج ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا "حضور! کھانا اور پکایا جائے؟" فرمایا "آج اللہ تعالیٰ نے ہماری دعوت کی ہے۔"

سب حیران تھے کہ خدائی دعوت کیونکر ہوگی۔ ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھے تھے کہ ایک عورت دسترخوان سر پہ اٹھائے آئی۔ اس دسترخوان میں ایک پیالہ آش کا اور دو روٹیاں تھیں وہ عورت صالح نام آنحضرت کی خاص مریدہ ہندوستان کی رہنے والی نہایت مشہور عورت تھی جو گھر بار ترک کر کے آنجناب کے ہمراہ حج کو آئی تھی۔ اس نے آکر عرض کیا کہ بیگم نے سلام عرض کیا ہے۔ اور یہ آش آج بہت عمدہ تیار ہوا تھا۔ اس لئے ایک پیالہ آنجناب کی خاطر بھیجا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج یہ دو روٹیاں ہمارے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت سے بہتر ہیں۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پروردگارِ عالم کی دعوت یہی ہے۔ جب مجھے یہ الہام ہوا۔ تو میں نے انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ سے طلب کی چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری میں کی ہے "قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ۔ بولا اے رب! مجھے کچھ نشانی دے

www.maktabah.org

کہا نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے ۔ (پ۳ ع ۱۲)
اللہ تعالیٰ نے مجھے ملہم فرمایا کہ اس بشارت کا مطلب یہی ہے کہ آج فلاں نیک عورت تمہیں کچھ کھانا بھیجے گی پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ خوشخبری سچی ہے ۔ بعد ازاں آنحضرت نے وہ کھانا تناول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر بجا لائے ۔

سرہند سے وبا ختم ہو گئی

مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلی لکھتے ہیں ۔ کہ عین شدت وبا میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ، کہ اب وبا جا رہی ہے میں حیران رہ گیا کیونکہ اس وقت وبا زوروں پر تھی ۔ میں اس بھید کی کشف کے لیے متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر ان آدمیوں کی طرف رُخ کر کے فرماتے ہیں " السلام علیکم یا ایها المسلمون من اهل البلایا " پھر بالفاظ فارسی فرمایا " سلام باد بر شما اے گروہ مسلماناں کہ دریں فتنہ و بلیہ و محنت و مصیبت افتادہ اید ، اما الحال شما را حسن جلی و علیٰ ازیں بلا خلاص کردہ تمام گناہاں شما را آمرزیدہ و فردائے قیامت بے حساب از فضل خود در جنت داخل خواہد کرد ۔"

مصیبت میں گرفتار مسلمانو ! تم پر سلام ہو ، تم فتنہ و بلا اور رنج و مصیبت میں گرفتار تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بلا سے نجات دی ہے تمہارے سارے گناہ بخش دیئے ہیں اور قیامت کے دن اپنے فضل و رحمت سے تمہیں بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا ۔"

پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا ، کہ اس مصیبت کے بدلے اللہ تعالےٰ تمہیں وہ چیز عنایت کرے گا جس سے سارا جہاں قیامت تک فائدہ اٹھاتا رہے گا اس سے مراد فرزند کی پیدائش ہے ۔ جو اس سفر سے واپس آ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا جو بعد میں خاتم منصب قیومیت اور مظہر اتم کمالات محمدی ہوا ۔ قیامت تک

www.maktabah.org

لوگ اس کے باطن سے سیراب ہوتے رہیں گے۔ یہ واقعہ میں نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا آنجناب نے فرمایا کہ مجھے بھی اللہ تعالے کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ جو لوگ اس مصیبت میں گرفتار رہے ہیں۔ سب کو اس نے بخش دیا ہے ان کے تمام قصور معاف کر دیئے ہیں۔ اس بلا سے بھی خلاصی عنایت فرمائی ہے۔ اور مجھے یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اس مصیبت کے بدلے تمھیں ایسی نعمت دی جائے گی جس سے لوگ قیامت تک فیض حاصل کرتے رہیں گے۔

دوسرے روز وبا رتھم گئی لوگوں کی تکلیف بھی کم ہو گئی۔ تین روز بعد وبار کا نام و نشان تک نہ رہا لیکن قحط اور گرانی اشیار بدستور تھی کیونکہ خارجیوں نے اہل سنت وجماعت کا سامانِ رسد بند کر دیا تھا۔ تمام لوگوں نے اس بارے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی اور توجہ بلیغ کی درخواست کی آنحضرت دیر تک ہاتھ اٹھائے دعا کرتے رہے۔

مسقط میں خارجیوں سے ایک جھڑپ

دعا سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالے تمھیں اس مصیبت سے بھی نجات دے گا۔ لیکن اب لڑائی کا سامان ٹھیک ٹھاک کر کے خارجیوں پر ہلہ بول دو، اللہ تعالے تمھیں فتح عطا فرمائے گا۔ چنانچہ تمام آدمی حسب الارشاد خارجیوں پر ٹوٹ پڑے حق تعالیٰ نے ان کے دِلوں پر ایسا خوف طاری کیا کہ اہلِ سنت وجماعت کو دیکھتے ہی باوجود اس کثرت اور شان کے بھاگ اُٹھے۔ سُنیوں نے ان کا پیچھا کیا خارجیوں کے قدم نہ جمنے پائے تمام خارجیوں نے اپنے بادشاہ کے پاس جا کر سُنیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ بادشاہ نے انھیں بہت ملامت کی۔ اور کہا۔ یہ لوگ تمھارے مہمان ہیں ان کی حرمت کرنا اور لوازمات مہمانداری بجا لانا۔ میں نے سنا ہے کہ ان کا قافلہ سالار اہل سنت وجماعت کا پیشوا اور مقتدا ہے تمام سنی اس کے

www.maktabah.org

مرید ہیں۔ ساتوں ولائتوں کے بادشاہ اس کے حلقہ بگوش غلام اور مرید ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس کی خدمت کرو اور ضیافت کی شرطیں بجالاؤ۔ اور اپنے ملک کے تحف و ہدایا اس کی خدمت میں پیش کرو۔ اور جو سلوک پہلے کر چکے ہو اس کی بابت معافی مانگو! تاکہ تمھارے سابقہ افعال بد کی تلافی ہو جائے اور وہ تم سے خوش ہو کر اس ملک سے جائے اور تمھاری خوش اخلاقی کا شہرہ پورے جہان میں ہو جائے۔ ایسا کرنے سے سارے جہان کے بادشاہ تمھارے ممنونِ احسان ہو جائیں گے۔ جو معاملہ تم نے ان سے کیا ہے۔ اس کا بد نتیجہ عنقریب تم دیکھو گے۔ اور اس بدافعالی کا خمیازہ اٹھاؤ گے اور دیکھو گے کہ اس غفلتِ اعمال کی شراب کا خمار کیونکر ہو گا کیونکہ تمھارے ملک کی ضروریات کی اکثر چیزیں غیر ملکوں سے آتی ہیں۔ یہ حالت سُن کر کوئی تاجر ادھر کا رُخ نہیں کرے گا۔ جب تم ضروریات کے لیئے دوسرے ملکوں میں جاؤ گے تو وہاں کے لوگ تمھیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے۔ جو شخص اس ملک کا پائیں گے اسے ہلاک کر دیں گے۔ دُنیاوی زندگی تمھارے لیئے سخت تلخ ہو جائے گی اور زیست دوبھر ہو جائے گی۔

جب شیخ کی تکلیف کی خبر دوسرے ملکوں کے بادشاہ جو اس کے مرید ہیں سُنیں گے۔ تو ضرور اس ملک پر چڑھائی کر دیں گے۔ اور تمھارا ناک میں دم کر دیں گے۔ اور یہ جو تم نے ان سے جنگ کرنے کی اصلاح دی ہے سراسر بعید از عقل و قیاس ہے کیونکہ پہلے تم ان سے شکست کھا چکے ہو اور ان کا رعب تمھارے دلوں پر چھایا ہوا ہے وہ بڑے دلیر ہیں جو فوج ایک دفعہ کسی سے شکست کھالے دوسری بار مقابلہ کی اُسے جرأت نہیں پڑتی جیسا کہ اب ہوا ہے۔

اس سفر میں شیخ کے تمام آدمیوں نے مرنے مارنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تب تم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ تم ان ہزاروں آدمیوں پر جنہوں نے مرنے کی ٹھان لی ہے کامیابی حاصل کر سکو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ تم خود ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر

www.maktabah.org

بفرضِ محال تم نے انھیں قتل بھی کیا تو شیخ کے خلفار اور مرید جو روئے زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں سب شیخ کے قصاص پر آمادہ ہوں گے۔ اور دنیا بھر کے بادشاہ جو شیخ کے مرید ہیں تم پر حملہ کریں گے اور تمام جہان اس ملک کو نشانہ تیر بنائے گا۔ اور متفق ہو کر تم پر تیر اندازی کرے گا۔ پھر ہم نیست و نابود ہو جائیں گے اور کتنے کی موت مریں گے۔ سُنّی سارے ملک کو جلا دیں گے۔ اس کی خاکستر کو سمندر میں پھینک دیں گے اور اس سرزمین کا نام و نشان تک مٹا دیں گے۔

سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ ان کی خدمت کرو اور عمدہ طور سے لوازماتِ مہمان نوازی بجا لاؤ۔ اور سابقہ بدسلوکی کے لیے معافی مانگو تاکہ تمھارا ملک و آبرو اور تمھارا مال و جان سلامت رہے نہیں تو نہ ہم تم رہیں گے نہ مال و ملک، نہ آبرو و عزت سب کچھ خاک میں مل جائیں گے۔ ؎

چناں بر کہ با او مدارا کنید بنالید و عذر آشکارا کنید

شیعہ علمار سے قیوم ثالث کا ایک مناظرہ

تمام ارکانِ سلطنت اور خارجی امرار وزرار اور علمار نے بادشاہ کی رائے کی تعریف کی۔ آخر یہ قرار پایا کہ شیخ صاحب سے علمی مناظرہ و مذاکرہ کرنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون حق پر ہے۔ دوسرے روز تمام علمارِ شیعہ حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوالات کرنا شروع کیے۔ آنجناب نے تمام سوالوں کے ایسے شافی جوابات دیئے کہ سب دم بخود رہ گئے۔ اور از روئے علم کچھ جواب نہ دے سکے۔

دوسرے روز شیعہ علمار نے پھر وہی سوالات شروع کر دیئے۔ جو پہلے دن کیے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا یہ وہی سوالات ہیں جن کے جوابات ہم دے چکے ہیں۔ لیکن آنجناب نے پہلے دن سے بھی زیادہ قوی دلائل و براہین اہل سنت و جماعت کے مذہب کے بارے میں بیان فرمائے اور محققانہ و مدققانہ جوابات دیئے۔

www.maktabah.org

تیسرے روز پھر انھوں نے وہی سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن بفضلِ خدا اس روز بھی مات رہے۔ حتیٰ کہ دس روز تک برابر وہی سوال کرتے رہے اور ہر روز نیچا ہی دیکھتے رہے۔ جب آنحضرت کی لسانی و خوش بیانی اور سرمایہ علمی دیکھتے تو غش غش کر اٹھتے اور بے اختیار بول اُٹھتے کہ واقعی شیخ صاحب عالم متبحر ہیں۔

دسویں دن بادشاہ نے علماء کو بُلا کر مناظرہ کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا شیخ کی خوش بیانی، لسانی، تحقیق و تدقیق اس قسم کی ہے کہ ہمیں اس کے سامنے بات کرنے کی قدرت نہیں واقعی اس بزرگ کو تائیدِ غیبی حاصل ہے جو کچھ کہتا ہے خدا سے کہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے تمھیں کہا تھا کہ یہ شیخ معظم ہے اور تائید آسمانی اس کے ساتھ ہے اب بہتر یہ ہے کہ اس کی خدمت کرو اور سابقہ غلطیوں کی معافی مانگو۔

خارجیوں نے معافی مانگی

اسی رات علمائے خوارج کے سردار نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑے وسیع جنگل میں یاقوت سُرخ کا ایک پہاڑ ہے جس کی روشنی سے سارا جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر زمرد کا ایک تخت رکھا ہوا ہے۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور اردگرد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اولیائے اُمت دست بستہ کھڑے ہیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ آرہے ہیں۔ تم اُن کا استقبال کرو۔ سارے آدمی جو اس وقت کھڑے تھے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ کے استقبال کے لئے پہاڑ پر سے اترے۔ پہاڑ کے نیچے ایک نورانی شکل آدمی ابلق گھوڑے پر سوار معہ بہت سے مریدوں اور خلفاء کے نمودار ہوا۔ جو بعد میں پہاڑ پر چڑھ آیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو نہایت ہی مہربانی سے اٹھ کر بغل گیر ہوئے۔ اپنے پاس برابر تخت پر بٹھایا۔ اور لوگوں کو مخاطب

www.maktabah.org

کر کے فرمایا کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث پروردگار کے خاص محبوب ہیں۔ اور باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں جو شخص ان سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں اس کی عزت زیادہ کرے گا۔ اور جس کے دِل میں ان کی دوستی نہ ہو گی اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد جائیں گی۔

بعد ازاں فرمایا کہ مسقط کے خارجیوں کو لاؤ! آنجناب کے حکم کے بموجب خارجی لائے گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہو کر انھیں فرمایا کہ چونکہ تم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے عداوت رکھتے ہو اس لئے تم اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ دوسرے حق تعالیٰ نے اپنے محبوبِ خاص کو جو قیوم وقت ہے تمھاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے سو تم نے اُسے سخت تکالیف پہنچائی ہیں تمھیں ذرا خوفِ خدا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ تم سے خوش نہیں اس لئے تمھارا ایمان بھی گیا۔

پھر سخت غضب ناک ہو کر خوارج کی تنبیہہ کے لئے حکم کیا۔ تو فی الفور حسب الحکم بعض کے ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر انھیں مار پیٹ کی بعض جوتیوں سے پیٹے گئے۔ بعض کے پاؤں میں رسی باندھ کر گھسیٹا گیا اور خارجی علماء کے سردار کی پیٹھ اور چہرے پر زدوکوب کی گئی۔ حتیٰ کہ خوارج نے اپنے افعال سے توبہ کی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے ان کی سفارش کی اور انھیں مار پیٹ سے نجات دلوائی۔

رئیس العلماء مسقط کا ایک خواب

دوسرے دن علماء کے رئیس نے بادشاہ کے سامنے جبکہ تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف حاضر تھے۔ یہ سارا خواب بیان کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے جس وقت لوگوں کو تکلیف دے رہے تھے۔ مجھے پتھر مارا۔ اور رئیس العلماء کو مُکّہ۔ فلاں کو لکڑی سے مارا اور فلاں شخص جوتیوں سے پیٹا گیا۔ رئیس العلماء نے کہا واقعی مجھے مُکّے اور تھپیڑ لگے جن کا درد اب تک محسوس کرتا ہوں۔ ایک اور شخص

www.maktabah.org

نے کہا کہ میں نے بھی یہ واقعہ دیکھا ہے۔ مجھے اُلٹا لٹکا کر کوڑے لگائے گئے تھے اور دوسرے آدمیوں کو اور قسم کی مار پیٹ ہوئی اسی طرح چالیس معتبر آدمیوں نے اس واقعہ کو بلاکم و کاست بیان کیا۔

بادشاہ مسقط کا ایک خواب

بادشاہ نے کہا آج رات میں نے بھی خواب میں دیکھا ہے کہ نہایت عالی شان باغ میں مروارید کے ایک محل کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت عمر اور حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ دونوں بیٹھے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے از روئے لطف و کرم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر بوسہ دیا۔

اس محل کے اردگرد بہت سے لوگ دست بستہ کھڑے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم ہیں۔ اِن کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ جو اِن کی محبت سے رُوگردانی کرے گا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے انھیں تمھاری سعادت اور تمھاری قوم کی ہدایت کے لیئے بھیجا تھا۔ لیکن تم نے اِن کی قدر نہ کی بلکہ اُلٹا تکالیف پہنچائیں۔ تم نے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ذرا خوف نہ کیا۔ پھر آدمیوں کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ! چنانچہ مجھے کوڑے لگائے گئے۔

میں نے عرض کیا میں بے گناہ ہوں کیونکہ میں راضی نہ تھا۔ کہ لوگ انھیں تکلیف پہنچائیں بلکہ جنھوں نے انھیں ستایا ہے انھیں میں نے نصیحت کی ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ان کے بادشاہ تھے اگر انھیں جھڑک کر منع کرتے تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اِن کا بال بیکا کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ جو تقصیر مجھ سے ہوئی معافی کا خواستگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔" آنجناب نے فرمایا" پہلے اپنے مذہب سے توبہ کرو۔ اور اہل بیت کے

www.maktabah.org

محب بن جاؤ۔ پھر اس مردِ عزیز کے مرید ہو جاؤ۔ اس کی خدمت کو دین و دُنیا کی سعادت سمجھو، میں نے یہ تمام باتیں منظور کیں سواب میں اپنے عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اس بزرگ کی خدمت میں جاکر مرید ہونا اور گناہ معاف کرانا چاہتا ہوں تم میں سے جسے یہ بات منظور ہو میرے ساتھ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو جائے اگر کوئی انکار کرے گا تو بے دریغ تہ تیغ کیا جائے گا۔

سب نے کہا چونکہ آپ ہمارے پیشوا ہیں جو کچھ آپ کو قبول ہے ہم بھی دل و جان سے قبول کرتے ہیں علاوہ ازیں اس مرد کی بزرگی ہم پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

بادشاہ معہ تمام علماء چھوٹوں بڑوں وضیع و شریف کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ننگے سر پگڑی گلے میں ڈال کر حاضر ہوا۔ پہلے سب نے اپنے مذہب سے توبہ کی، پھر جو تکلیفیں پہنچائی تھیں ان کی بابت معافی مانگی۔ لیکن آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی وہ بیچارے صبح سے عصر تک ننگے سر کھڑے رہے۔ جب انھوں نے حد سے زیادہ عاجزی کی اور عرض کیا کہ آنجناب نے جب خواب میں تقصیرات معاف فرمائی ہیں تو ہم امیدوار ہیں کہ ظاہر میں بھی ہمارے قصوروں سے درگذر فرمائیں گے اور ہماری توبہ کو قبول و منظور فرمائیں گے۔ پھر سب نے اپنے اپنے خواب عرض خدمت کئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی حالتِ زار پر رحم آیا ان کے جرموں کو معاف فرمایا، سلطان مسقط معہ تمام علماء و اراکینِ سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔

دوسرے دن بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو معہ تمام خلفاء اور مریدوں کے ضیافت کے لئے قلعہ میں مدعو کیا۔ اور ضیافت کی تمام رسمیں کماحقہ، پوری کیں اور اپنے ملک کے تحفے اور ہدیئے پیش کئے۔ اپنا تمام مال و اسباب اور اندوختہ بطور نذر آنحضرت رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ آنجناب نے سب کچھ لے کر پھر اس کو واپس

www.maktabah.org

دے دیا اور فرمایا کہ ہم فقیر لوگ اس قدر مال و جنس کو کیا کریں گے؟ بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے اس میں سے قدرے قبول فرمایا۔ بادشاہ مسقط نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو تین روز اپنے خاص قلعہ میں مہمان رکھا۔ تیسرے روز آنحضرت رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے بادشاہ بھی بطور وداع آنجناب کے ساتھ آیا۔

بادشاہ ہر صبح و شام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتا مسقط کے ہزاروں آدمی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے پروردگار کی ذات و صفات کے قرب و کمال سے مشرف ہوئے۔ اور ان میں بہت لوگوں کو آنحضرت نے اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور وہاں کے اکثر علما کو خلافت عطا فرمائی۔ وہ سارا ملک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے پُر ہو گیا۔ جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا آنجناب کا مرید رہا اور یہ طریقہ بھی اس مُلک میں رائج رہا۔

مسقط میں خارجیوں کی نئی لہر

جب بادشاہ فوت ہو گیا۔ اور ارکانِ سلطنت نے اس کے رشتہ داروں میں سے ایک کو تخت پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات سے چنداں باخبر نہ تھا۔ کچھ عرصے بعد دوسرے علماء اور اکابر سلطنت جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے تو جاہل خارجی جو آنحضرت کے ڈر سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپے تھے۔ اور گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

جب تک وہ نیک بادشاہ زندہ رہا ان کی مجال نہ تھی۔ کہ ملک میں داخل ہوں اب موقع پا کر اس بادشاہ سے آملے۔ اور پھر اُسے خارجی مذہب کی طرف مائل کیا یہ خفیف العقل بادشاہ ان پر ایسا فریفتہ ہوا۔ کہ جو کچھ وہ کہتے تھے وہی کرتا تھا۔ ان کی ابلہ فریب باتوں میں آ کر خارجیوں کے ناقص دین کو قبول کیا۔ اور لوگ بھی الناس علیٰ

www.maktabah.org

دین ملوکھم ۔(لوگ بادشاہ کا دین اختیار کرتے ہیں ۔) کے بموجب خارجیوں کا دین قبول کیا ۔ اور پھر اس دین باطل کا پورا پورا رواج ہو گیا ۔ اور یہ غیر حق مذہب دوبارہ ملک مسقط میں رائج ہوا ۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ والے منتقل رہے ۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ انھیں اس طریقہ سے روکے بلکہ ان سے ڈرتے تھے ۔ اور اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتے تھے ۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جو فرزند اور خلفار اس ملک میں موجود تھے ۔ بادشاہ ان کی بہت عزت و حرمت کرتا تھا ۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے آیا کرتا ۔ جو کچھ وہ فرماتے وہی مانتا ۔ خانقاہ کے اخراجات کے لئے گاؤں دے رکھے تھے ۔ اور دوسرے مریدوں کے لئے بڑے بڑے معقول وظیفے اور مدد معاشیں اور روزینے مقرر کئے ہوئے تھے بہت سی خانقاہیں اور مدرسے ان کی خاطر بنوائے تھے ۔ جو آج تک موجود ہیں اور اسوقت اس ملک میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ بڑی شان و شوکت کیساتھ جاری ہے ۔

مسقط سے حجاز تک

اب ہم اصلی قصہ بیان کرتے ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو مسقط میں رہتے ہوئے ایک سال ہو گیا ۔ تو پھر سفر حجاز کا ارادہ کیا ۔ ماہ شعبان کے آخری حصہ میں تمام لواحقین و تابعین جہاز پر سوار ہوئے ۔ مسقط کے بہت سے علمار اور امیر و ارکان سلطنت بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے ۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ جس قدر آنجناب کے ہمراہی وبار اور دوسری تکالیف سے مسقط میں ضائع ہوئے تھے ان سے زیادہ مسقط کے لوگ آنجناب کے ہمراہ ہوئے شاہ مسقط نے سارے ملک کا ایک سال کا اخراج بطور زادِ راہ آپ کی نذر کیا ۔

شیخ عبدالکریم یمنی قدس سرہٗ

آنحضرت نے شیخ عبدالکریم یمنی کو خلافت عنایت کر کے مسقط میں خلق خدا کی تربیت کے لئے چھوڑا

www.maktabah.org

اور وہاں کے بعض اور آدمیوں کو بھی خلافت عنایت فرمائی۔ اور شیخ صاحب کو اُن سب کا سردار مقرر کیا۔ کہتے ہیں شیخ صاحب کو وہاں قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب نے بھی بہتیروں کو خلافت عطا فرمائی۔ شیخ صاحب اسی ملک میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے شیخ صاحب کے ایک سال بعد وہ بادشاہ بھی جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ اس دنیائے ناپائیدار سے چل بسا۔

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس احقر کو فرمایا کہ نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کرو۔ مجھے امامت کے لئے مقرر فرمایا میں حسب الارشاد امام تراویح بنا۔ آنجناب پر عجیب معاملات منکشف ہوئے جو لوگ آنحضرت کے خاص جہاز میں تھے۔ وہ آنجناب کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر سعادت حاصل کرتے تھے۔ دوسرے جہازوں کے سوار اس بارے میں کفِ افسوس مَلتے تھے۔ کہ ہم کیوں اس نعمت عظمٰی سے محروم رہے۔ ایک رات ایک جہاز کے آدمی کشتیوں میں بیٹھ کر ہمارے جہاز میں آکر آنحضرت کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر چلے چلے جاتے۔ دوسری رات دوسرے جہاز کے آدمی آتے۔

ایک رات عین نماز میں تھے کہ آنجناب سے ایک آواز بلند ہوئی۔ میں نے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا کہ نماز میں کیا معاملہ ہوا تھا؟۔ فرمایا السکوت خیر من الکلام فی ھذا الکلام۔ اس مقام پر خاموشی بہ نسبت کلام کرنے کے اچھی ہے، حافظ! یہ قصہ دراز ہے بخدا مت پوچھو۔ جب میں نے بہت الحاح کیا تو فرمایا کہ میں اللہ تعالٰی کی طرف سے سخت شرمسار تھا اور مارے شرم کے گھُلا جاتا تھا۔ کہ من تواضع اللہ رفع اللہ القدرہٗ" جو شخص اللہ تعالٰے کی خاطر تواضع کرتا ہے اللہ تعالٰے اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے کہ مطابق قربِ محبوبیت و خلوت کے اسرار سے سرفراز فرمایا

www.maktabah.org

جنھیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ گویا مجھ سے نور ظاہر ہوا ہے جس نے سارے عالمِ سفلی و علوی کو گھیر لیا ہے۔ اور عرش سے مرکز فرش تک سرایت کر گیا ہے۔ پھر مجھے اِن کلمات سے سرفراز فرمایا۔ ان اللہ یباھی لک الملائکۃ من احبک احب اللہ ومن ابغضک ابغض اللہ "بیشک اللہ تعالٰے تیرے وجود سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالٰے اس سے پیار کرتا ہے اور جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ تعالٰے اس کا دشمن بن جاتا ہے اور یہ کہ جو لوگ اسوقت تیرے ہمراہ تھے ہم نے ان سب کو اپنے دوستوں میں داخل کیا۔

اس سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی عُلو شان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آنحضرت کے تمام مکشوفات پر ایمان لانا چاہیئے۔ ہر رات اسی قسم کے معاملات و واردات ظہور میں آئیں۔ اور تجلیات و برکات ظاہر ہونے لگیں۔ جن کا بیان حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ باقی جہازوں کے آدمیوں نے عرض کیا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آنجناب کی صحبت کے سبب باقی عشرہ ہمیں برکات نصیب ہوں گی اور لیلۃ القدر بھی اسی عشرے میں ہے۔ اگر از راہ کرم حضور توجہ فرمائیں کہ جہاز دو تین دن میں کہیں ٹھہر جائیں۔ تو ہم بھی لیلۃ القدر کی برکات سے مستفیض ہو جائیں۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ملاحوں سے پوچھا کہ ہم کتنے روز میں مخا پہنچ جائیں گے عرض کیا حضور! اگر باد مراد چل پڑی تو ہم ایک ماہ بعد ضرور مخا پہنچ جائیں گے۔ حالانکہ باد مراد چند دنوں سے بند تھی۔ اور بڑی دقت سے جہاز ایک روز کی مسافت دس روز میں طے کر رہے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایک ماہ کی راہ ایک دن میں طے کرا دے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آنجناب فجر کے مراقبہ سے فارغ ہو کر نمازِ اشراق پڑھ رہے تھے۔ کہ دُور سے ایک بندرگاہ پر نظر پڑی۔ ملاح نے کہا پہلے میں نے کبھی یہاں بندرگاہ نہیں دیکھی یہ کہاں سے آگئی؟۔ قریب پہنچے تو معلوم

www.maktabah.org

ہوا کہ یہ مخا کی بندرگاہ ہے ۔ سب حیران رہ گئے اور جان گئے کہ یہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی کوشش کا نتیجہ ہے ۔ لوگوں کو آنحضرت پر اور بھی پختہ اعتقاد ہو گیا جب اہلِ یمن کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیئے آئے اور مرید و غلام بن گئے ۔ والیئے مخا خدمتگاری اور مہمانداری کی تمام شرطیں کماحقہ بجا لایا ۔

جب امامِ یمن نے جو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مرید تھا ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قدومِ میمنت لزوم کے ورود کی اطلاع پائی تو سر کے بل حاضرِ خدمت ہو کر تجدید بیعت کی اور صبح و شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا ۔ اس کے ارکین سلطنت بھی معہ اپنے لشکروں کے آنحضرت کے مرید ہوئے ۔

کہتے ہیں لیلۃ القدر کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام آدمیوں کو جو آنجناب کے ہمسفر تھے ۔ اور مسقط میں مصیبتیں اٹھا چکے تھے ولایت ، قربِ حق ۔ فنا و بقائے ذات و صفات پروردگار کی خوشخبری سُنائی ۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت کرے ۔ اللہ تعالےٰ صاحبِ فضل عظیم ہے ۔

حضرت قیومِ ثالث رضی اللہ عنہ

مکہ معظمہ میں حاضر ہوتے ہیں

حضرت ابو العلی رضی اللہ عنہ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ماہِ شوال مخا میں بسر کیا اور ذویقعد کی پہلی تاریخ کو حرمین الشریفین زاد اللہ شرفاً و کرماً کی طرف روانہ ہوئے ۔ راستے میں آنجناب پر اس قدر تازہ عنایات اور

www.maktabah.org

بے اندازہ رحمتیں وارد ہوئیں کہ جن کا ظاہر کرنا عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔

جب اہلِ عرب کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو تمام وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے مثلاً شیخ المشائخ شیخ عبدالوہاب، شیخ فخرالدین خطیب، ملک العلما مولانا شمس الدین وغیرہ اور شریف مکہ استقبال کے لیے آئے۔ شیخ مراد شامی معہ ان تمام خلفائے امام معصوم رضی اللہ عنہ جو شام روم اور عرب کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ حاضرِ خدمت ہوئے اور آنحضرت سے تجدید بیعت کی۔ خنگار روم نے بھی اپنے بڑے بڑے امیر رسل کو تحف و ہدایا ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ دے کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خدمت میں بھیجا اور آنجناب سے تجدید بیعت کی۔ روم شام اور عرب کے تمام امراء نے آنحضرت سے از سرِ نو بیعت کی۔

مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ مکہ میں پہنچے۔ تو کعبہ حسنہ آنجناب کے استقبال کے لیے آیا اور گلے ملا۔ آنجناب نے فرمایا کہ میری حقیقت کعبہ سے خاص ذوق حاصل ہوا ہے چونکہ کعبہ کی حقیقت صفاتِ الٰہی کے اصول کے کمالات کا انتہائی مقام اور تمام ممکنات کے حقائق کی سجدہ گاہ ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت بھی اصول صفات کے انتہائی مقام تک پہنچی ہے۔ اور ذات بحت سے مل گئی ہے اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ تمام مخلوقات کا مرجع و مآب ہوئے جب آپ حرم پاک میں پہنچے تو پاؤں کے درد کی وجہ سے پیدل نہیں چل سکتے تھے اس لئے آپ کا تخت مسجد الحرام میں لے جایا گیا۔ اور تخت پر بٹھا کر طواف کرایا گیا۔

شیخ مراد شامی کے پاؤں بھی تسمہ کی طرح تھے۔ اس لئے اٹھنے کی طاقت نہ تھی انھیں بھی آنحضرت کے طفیل سے تخت پر بٹھا کر طواف کرایا گیا۔ پہلے آنحضرت کا

www.maktabah.org

تخت مسجد الحرام میں گیا۔ جب آنجناب کا تخت مسجد میں پہنچ چکا تو آنجناب کے حکم سے شیخ مراد شامی کا تخت بھی لایا گیا۔ حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت اور یہ معاملہ سوائے ان دو بزرگوں کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ ؎۱

؎۱ : شیخ مراد شامی بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد حسینی حنفی بخاری نقشبندی مجددی دمشق (شام) میں رہتے تھے۔ مگر اکثر اوقات حرمین الشریفین میں چلے آتے۔ اور زیادہ وقت یہیں گذارتے۔ عربی۔ فارسی اور ترکی زبان پر عبور حاصل تھا۔

آپ کے والد گرامی شیخ علی سمرقند کے نقیب الاشرف تھے۔ شیخ مراد سرہند آئے حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ سے طریقہ مجددیہ میں استفادہ کیا۔ واپس گئے تو سمرقند و بلخ کے مشائخ سے ملاقات کرتے گئے۔ مرزا صائب ایرانی سے ملاقات ہوئی دوسرے حج کے بعد ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۰ء میں دمشق گئے ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء میں روم اور قسطنطنیہ کا سفر کیا۔ تیسری بار ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ء میں حج کو گئے۔ ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۸ء میں چوتھی بار حج کیا۔ آپ نے دمشق میں مدرسہ نقشبندیہ قائم کیا۔ شیخ مراد کو دس ہزار احادیث معہ سند زبانی یاد تھیں۔ آپ ۲۱ ربیع الآخر ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء کو جامع ابی ایوب انصاری میں فوت ہوئے۔ اور مزار درس خانہ مدرسہ المعروف محلہ نیشانجی قسطنطنیہ میں ہے۔

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کے کچھ حصوں کا عربی ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کا تازہ ایڈیشن ایشک مکتبہ ترکی میں حلیم حلمی کے زیر اہتمام چھپا ہے۔ آپ نے ایک رسالہ "فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ" لکھا تھا۔ المفردات القرآنیہ دو جلدوں میں لکھی۔ آپ کے صاحبزادہ نے بھی سلسلہ نقشبندیہ کو جاری رکھا۔ آپ کے ایک بیٹے شیخ مصطفٰے نے حضرت خواجہ محمد معصوم سے استفادہ کیا۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد دمشقی مرادی (م ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء) حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع کے خلیفہ تھے۔ شیخ مراد خانوادہ مجددیہ سرہندیہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ شیخ محمد صبغۃ اللہ حج کو گئے۔ تو مراد شامی نے حاضر خدمت ہو کر ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔

(از مقدمہ حسنات الحرمین)

www.maktabah.org

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مریدوں اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت نصیب ہوئی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور پورے عرب کے بڑے بڑے رئیس پیادہ پا آنجناب کی سواری کے ساتھ چلتے تھے۔ اور صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ مسجد الحرام میں لوگ پانچوں وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے انتظار میں رہتے جب تشریف لاتے تو آنحضرت کو امام بنا کر نماز باجماعت ادا کرتے۔

جب حج کے لئے عرفات میں گئے تمام علماء و مشائخ آپ کے ساتھ تھے اور آپ تمام اہلِ حج کے "قافلہ سالار" تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایاتِ ربّی ہوئیں۔ کہ بیان نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ عنقریب حق تعالےٰ آپ کو ایسی عظیم نعمت عطا فرمائے گا۔ کہ ساری دنیا قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتی رہے گی۔ اِس نعمت سے مراد حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہے کہ قیامت تک ان سے فیض و ہدایات لوگوں کو نصیب ہوتی رہے گی۔

حجازِ مقدس میں ایک لاکھ اشرفی چوروں کو بخش دی

جب عرفات سے واپس آئے تو آنحضرت کے خزانے کا ایک اونٹ جس پر ایک لاکھ اشرفی لدی ہوئی تھی چوری ہو گیا۔ لیکن آنجناب اپنے بیٹے کی خوشی میں اس قدر محو تھے کہ ذرا پروا نہ کی۔ لوگ سمجھے کہ آج آنحضرت کو خوشی ہوئی ہے۔ اس لئے پرواہ نہیں کرتے۔ شریف مکہ اور امیر عرب چوروں کو معہ مال و اسباب کے پکڑ کر لے آئے اور چوروں کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا کر بہت جلدی جیل بھیج دیا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو چوروں کے جیل میں جانے کی اطلاع ہوئی تو "والعافین عن الناس" کے مطابق انھیں قید سے چھڑایا اور وہ روپیہ بھی انھیں بخش دیا۔ دوسرے روز جب عید الاضحےٰ کا دن تھا۔ عین طواف ایک مہر شدہ کاغذ

www.maktabah.org

قبولیت جناب پروردگار کی طرف سے آپ کو عنایت ہوا۔ اور سفید رنگ کی خلعت بھی مرحمت ہوئی۔ اور آنحضرت کے فرزندِ اکبر حضرت ابوالعلی کو بھی اسی قسم کی خلعت عطا ہوئی۔

مناقبِ نقشبندیہ میں حضرت ابوالعلی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مکہ مکرمہ میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر مرض کا غلبہ ہوا۔ جو ایک ماہ سے زیادہ تک رہا۔ لیکن آپ کبھی نہ گھبرائے۔ ہمیشہ صبر و شکر کرتے رہے۔ یہی کلمہ وردِ زبان تھا۔ کہ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں اور اپنا چہرہ اس مبارک دہلیز پر ملوں۔ تو بہت کچھ امید ہو سکتی ہے اگر اسی شوق اور طلب میں جان گئی تو بھی دونوں جہان کی سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔

عین شدتِ مرض میں مجھ حقیر کو فرمایا کہ شفائے مرض کے لئے استخارہ کرو۔ میں نے بیت العتیق کے باہر استخارہ کیا اور پھر استخارہ کے بعد کی دعا پڑھنی شروع کی تو اس قدر انوار و برکات معلوم ہوئے جن کی شرح نہیں کر سکتے۔ گویا عالم اولین و آخرین آنحضرت کی شفاء کے لئے دست بدعا ہیں پتھر درخت زمین آسمان اور تمام مخلوقات آمین کہتی ہوئی اس دعا کے قبول ہونے کے لئے عاجزی کر رہے ہیں۔ ایک گھڑی بعد مجھے معلوم ہوا کہ تیری دعا ہم نے قبول کر لی ہے عنقریب تیرے باپ کو شفا ہو جائے گی ابھی بعض معاملات و اسرار حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے وابستہ ہیں جن کے واسطے وہ اس جہان میں ہیں۔ اس خوشخبری سے فارغ ہو کر آنحضرت کے بارے میں اس قدر الطاف و عنایات معلوم ہوئیں جنھیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ گویا حق تعالےٰ از روئے فخر فرشتوں کو فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ محمد نقشبند ایسا ہے۔

کعبۃ اللہ طواف کرنے لگا

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو مرض سے غایت درجہ تکلیف ہوئی حتےٰ کہ بہ سبب ضعف مسجد الحرام میں نماز کے لئے نہیں جا سکتے تھے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ بہت پریشان و نادم تھے۔ ایک روز فجر کی نماز کے

www.maktabah.org

بعد بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کئے ہوئے جو آپ کے گھر کے سامنے ہی تھا بیٹھے تھے۔ طواف نہ ہو سکنے کا افسوس کر رہے تھے۔ اسی وقت آنحضرت پر منکشف ہوا کہ خود بیت اللہ آنجناب کی ملاقات کے لئے آ کر آنجناب کے گرد پھر رہا ہے۔ اور بغلگیر ہو کر بوسہ دے رہا ہے اور حقیقتِ کعبہ اور آنحضرت کی حقیقت دونو آپس میں خوب مل گئی ہیں۔ اور مخفی اسرار کا اظہار ہوا ہے۔

میرے (مصنف) جدامجد کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب عارف کی سیر جو قیوم وقت ہو حقیقتِ کعبہ سے ترقی کر کے ذات بحت تک ہو جاتی ہے۔ اور وہاں سے حصّہ لے کر نزول کرتا ہے۔ نزول کے وقت کعبہ قیوم کی ان برکات کی وجہ سے جو اسے ذات بحت سے حاصل ہوتی ہیں اور ان انوار و اسرار کے سبب جو وہ ساتھ لاتا ہے اس کا طواف کرتا ہے دراصل یہ طواف ان اسرار و برکات کا ہوتا ہے۔ جو قیوم کو حاصل ہوتی ہیں اگر ایسا نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ کعبہ سے قیوم افضل ہو۔ لیکن قیوم کی حقیقت کعبہ کی حقیقت کے نیچے ہے۔ نیز کعبہ کی حقیقت کو قیوم بھی سجدہ کرتا ہے۔ بلکہ کعبہ کی حقیقت تمام حقائق بشری سے افضل ہے۔ قیوم کی یہ ترقی ذات اقدس کے سبب المرء مع من احب کے موافق ہے۔

شیطان دیکھتے ہی بھاگ نکلا

مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے جب مراقبہ کیا تو دیکھا کہ شیطان ملعون ذلیل و خوار اور ننگے سر اور بے رونق ہو کر بیت اللہ کے قریب چوروں کی طرح چھپا چھپا پھرتا ہے۔ جب آنجناب کی نگاہ اس پر پڑی تو آنحضرت کو دیکھتے ہی ڈر کر دور بھاگا۔ وہی قصہ ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی حضرت عمرؓ کے فرزند کامل تھے۔ اس واسطے آنجناب سے شیطان بھاگ اٹھا کیونکہ مشہور ہے کہ بیٹا باپ کا عبید ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

قیام کعبۃ اللہ میں انوار و برکات کی بارشیں

جب مکہ معظمہ میں آنحضرت کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم بکثرت ہو گیا۔ اور ہزاروں لوگ مرید ہونے کے لئے اطراف وجوانب سے آنے لگے۔ تو ایک روز آنجناب کے دل میں خیال آیا کہ بندگانِ خدا پر اس قدر تصرف کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ خیال آتے ہی جناب الٰہی سے خلعت عنایت ہوئی۔ اور الہام ہوا کہ یہ خلعت ارشاد ہے اور اپنے بندوں کو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔

ابھی مکہ معظمہ میں تھے کہ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مجھے پروردگار سے قلمدان عنایت ہوا ہے اور الہام ہوا ہے کہ تم حق تعالیٰ کے وزیر اعظم اور نائب اتم ہو"۔ میں نے دیکھا کہ فرشتے مخلوقات کی طرح مقاصد کے کاغذات میرے پاس لا رہے ہیں اور میرے دستخط کرا کے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں۔ میں تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں اور تمام کائنات مجھ سے فیض و انوار حاصل کرتی ہے۔

دس محرم الحرام کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے اندر جانا میسّر ہوا۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اس گھر کے اندر اس قدر انوار و برکات کا ظہور ہوا کہ باہر اس کا عشرِ عشیر بھی نہ تھا۔ وہاں پر مجھے خلعت مرحمت ہوئی پہلے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے اور بڑے بیٹے کے ساتھ اس گھر کے اندر تشریف لائے۔ اور چوتھا ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ جب آنجناب باہر تشریف لائے تو اور لوگوں کو اندر جانا نصیب ہوا۔

اس کے بعد آنجناب رضی اللہ عنہ پر مرض کا سخت غلبہ ہوا جس کے سبب طبیعت میں نہایت ضعف آ گیا۔ اس لئے کمال اشتیاق کی وجہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف رُخ کیا۔

www.maktabah.org

مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانگی

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عین شدت مرض میں بہ سبب اشتیاق و محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عنایات آنجناب پر ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت فضل وکرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہو کر آنجناب کی بہت کچھ تعریف کی۔ان میں سے ایک یہ ہے:

"انت فخر امتی"۔ (تم میری امت کا فخر ہو!)

علیٰ ہذالقیاس اور بھی مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو وہاں کے تمام چھوٹے بڑے، اعلیٰ وادنےٰ وضیع وشریف آنجناب کے استقبال کے لئے آئے۔حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ اپنی والدہ ماجدہ کی زبانی فرماتے ہیں۔کہ جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس روز خلقت کا ہجوم اس قدر ہو گیا کہ بڑے بڑے امراء اور مشائخ کو آنحضرت کی زیارت بدقت نصیب ہوتی تھی۔آنجناب سے مصافحہ کرنے کی بہتیری کوشش کرتے لیکن میسر نہ ہوتا۔سب نے یک زبان ہو کر کہا:

"ھذا شیخ مثل الشیخین وسیتنا من جمیع الاولیاء امت"۔یہ شیخ دو شیخوں کی طرح ہے اور تمام اولیائے اُمت سے افضل ہے۔

دربار رسالت سے انعامات کی بارش

اس ملک کے ایک شیخ نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اولیائے اُمت سے حضرت غوث الاعظم افضل

www.maktaban.org

ہیں۔ میں نے کہا۔ ان بزرگوں کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین باقی تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔ اسی اثنار میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہوکر فرمایا کہ تم بھائی خواجہ بہاؤالدین کو کس وجہ سے فضیلت دیتے ہو؟ میں نے عرض کیا جیسا کہ حضراتِ سرہند کا عقیدہ ہے ہم ان دونوں بھائیوں کو برابر سمجھیں گے۔

ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک دکھائی دیا۔ ہم جاکر روضہ منورہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت میں آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنجناب دیر تک حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑے رہے اور روتے رہے۔ بعد ازاں حجرہ کے قریب بیٹھ کر مراقبہ کیا اور دیر تک رسالت کے بحر احسان و انعام میں مستغرق رہے اور یہ کلمہ فرماتے رہے" فدیت نفسی رُوحی و اولادی علیک یارسول اللہ" یارسول اللہ! میری نفس، روح اور اولاد آپ پر قربان ہوں۔

اسی اثنار میں بحت رسالت کے ظہور سے اہل مجلس انوار میں مضمحل ہو گئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال لطف وکرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو عنایاتِ خاصہ اور تشریفات مخصوصہ سے ممتاز فرمایا اور اس قسم کی مہربانی فرمائی جس کا چھپائے رکھنا ہی بہتر ہے نہایت عنایت سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ برابر بٹھایا اور اپنا نائبِ اتم بنایا اور اپنی خاص خلعت آنجناب کو پہنائی۔

مدینہ منورہ میں ارشادِ نقشبندیہ کی اجازت

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں عربی اور تُرک وغیرہ بے شمار آدمی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آئے تو آپ نے بپاسِ ادب جناب رسالتمآب سلسلہ ارشاد بند کر دیا۔ اور لوگوں کو ٹالتے رہے اسی دوران ایک دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجرہ خاص سے قدم رنجہ فرماکر

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اس لقب سے ملقب فرمایا کہ تم میرے بیٹے ہو جیسے ابراہیم تھا، خلعت ارشاد تمھیں مبارک ہو یہ کام تمھارے ہی متعلق ہے تم میرے قائم مقام اور مسند نشین ہو۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ان دنوں بیماری میں بری طرح مبتلا تھے۔ چنانچہ طالبوں کو توجہ دینے کی طاقت بھی آنجناب میں نہ تھی۔ اس واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی شفا کے لئے عرض کیا الہام ہوا کہ جلیل القدر خدمت کے لئے چند روز تک شفا ہو گی۔ چنانچہ اس کے بعد پچیس روز تک آپ مدینہ میں رہے اس عرصہ میں آپ کو کامل صحت رہی۔ اور خلقت کی طرف متوجہ رہے۔ ہزاروں آدمیوں نے آنجناب سے کامل باطنی حصہ حاصل کیا۔

کہتے ہیں ہر روز سینکڑوں نئے طالب آنجناب کی خدمت میں مرید ہوتے، شیخ الاسلام مدینہ اس ملک کا سب سے بڑا عالم تھا۔ سات سو عالم اس کے مدرسے میں پڑھانے پر مامور تھے۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آج رات خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میرا خلیفہ اکمل اور نائب اعظم ہے تم اس کی خدمت میں جاکر مرید ہو جاؤ۔ بعد ازاں صدق اعتقاد سے شاگردوں سمیت آنجناب کا مرید ہوا۔

دوسرے روز شیخ العرب نے جو اس ملک کا سب سے بڑا شیخ تھا اور جس کی خانقاہ میں قریباً ایک ہزار شیخ عالم فقیر اور صالح آدمی رہا کرتے تھے اور جس سے لوگوں کو ظاہری اور باطنی فائدہ پہنچا کرتا تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند کے پاس جاکر اس کے مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ اولیائے اُمت سے افضل ہے۔ پھر وہ بھی معہ تمام توابع و لواحقین اور شاگردوں کے مرید ہوا۔ ان دونوں صاحبان نے بقید تمام

www.maktabah.org

سلوک باطنی حاصل کیا۔ آنحضرت نے ان دونوں کو ولایت کی خوشخبری عنایت کر کے اجازت تعلیم طریقہ مرحمت کر کے اپنی خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں عرب والے جس قدر مرید ہوئے ان میں سے اکثر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہ سے خوشخبری پاکر مرید ہوئے جن کی تفصیل لکھنا موجب طوالتِ کلام ہے۔ میرے (مصنف) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سے مریدوں سمیت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں داخل ہونے کی اجازت ملی اس کے اندر معہ یاروں کے استغراق ہوا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعدازاں بڑی عاجزی سے سر مبنہ خاص پردہ کے اندر مل کر باہر تشریف لائے۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زیارت کی۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ روضہ منورہ کے اندر مجھے نہایت عالیشان خلعت عطا ہوئی۔ اور شیخین کی طرف سے بھی دو خلعتیں مرحمت ہوئیں حسب معمول عشار کی نماز کے بعد لوگوں کو وہاں سے دُور کیا کہ حضرت حجۃ اللہ معہ مریدوں کے آدھی رات تک وہیں بیٹھے مراقبہ کرتے رہے اور روضہ منورہ کے خادم نہایت ادب سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھڑے رہے۔ ہفتے میں دو راتیں یعنی جمعہ اور پیر کی رات کو تمام رات اپنے خاص مریدوں سمیت روضہ منورہ میں حلقہ اور مراقبہ کرتے۔

جنت البقیع کی زیارت

"تیسرے دن آنحضرت مدینہ سے بقیع کی زیارت کو گئے۔ اور فرمایا کہ حضرت عثمان حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت نہایت عظمت وجلالت سے ظاہر ہوئی۔ اور ہر ایک نے خلعت عنایت فرمائی۔ بعدازاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ظہور فرمایا اور مجھے بیٹوں کی طرح گود میں لیا۔ اور نہایت مہربانی فرماکر خلعت عنایت فرمائی

www.maktabah.org

بقیع میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ اور ہر ایک اپنی قبر سے نکل کر میرے آنے کا منتظر ہوا۔ اور میری ملاقات کو آکر مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ میں ان بزرگوں کے درمیان حیران تھا کہ اول کس کی تواضع کروں؟ میں ان بزرگوں کے درمیان مضمحل اور متواری رہا۔ دیکھتا ہوں کہ ان کی نسبت کے انوار میں غرق ہوں۔

بعدازاں آپ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ وغیرہ شہدائے اُحد کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے جو معاملہ بقیع میں ہوا تھا وہی یہاں پیش آیا۔

سرکار رسالتمآب کی خصوصی شفقت

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث جنات سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھے تھے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ مبارک سے باہر آکر انہیں بغل میں لیا۔ حضرت قیوم ثالث فرماتے ہیں اس وقت مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص حقیقت کا طوق نصیب ہوا اور آپؐ کا تکون و بروز حاصل ہوا۔ تکون و بروز کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ اپنے کمالات اپنے مرید صادق کو القا کرنا چاہے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت مرید ظاہر و باطن میں مرشد کا ہم رنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دقائق و حقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ یہ معاملہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کو بھی نصیب ہوا تھا۔ جس کا ذکر کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں ہو چکا ہے۔ وہی معاملہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

اسی اثنا میں حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ نے ہزاروں آدمیوں سمیت ظاہر ہو کر فرمایا محمد نقشبند! جسطرح تم نے مجھے اوّلین و آخرین میں سُرخرو کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ

www.maktabah.org

تمہیں سرخرو اور سربلند کرے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے فضل وکرم سے تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر رکھا ہے۔" اسی وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ تمام اولیاء اللہ کی گردن پر تیرا قدم ہے۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے حضرت حجۃ اللہ کو جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان اسرار سے مشرف فرمایا جن کی وجہ سے آپ کے والد بزرگوار اوّلین وآخرین میں سرخرو اور سربلند ہوئے۔ اگرچہ بذات خود بھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سرفراز تھے خلعت ارشد بھی آنجناب کی سرفرازی کا باعث ہوا۔

مسجد نبوی میں برکات

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قریب قرآن شریف ختم کر رہے تھے۔ ختم سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ اس اثناء میں مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا جس نے تمام عالم سفلی وعلوی کو گھیر لیا۔ جب بسوچ بچار کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی معاملہ اور خلعت ہے جس نے کما حقہ ظہور کیا ہے مجھ فقیر پر عجیب و غریب وقت ظاہر ہوا۔ گویا آج سے سینکڑوں خلعتیں از سر نو جلوہ گر ہیں۔ اور نہایت خوبصورتی کی حالت میں نمودار ہوئی ہیں۔

مجھے الہام ہوا کہ یہ خلعت حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے لے کر کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ جو تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تمہارے لئے یہ خلعت مبارک ہو! اتنے میں اس خلعت کی مبارکباد اوّلین وآخرین اور اہل زمین وآسمان کی طرف سے ملی۔ موجودات کے تمام ذرات اور انبیاء وملائکہ مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ میں حیران تھا کہ یہ کس قسم کی خلعت ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو نصیب ہوئی اور یہ خصوصیت میرے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ الہام ہوا کہ داؤد کو ہم نے سلیمان کا سا بیٹا دیا جو تمام جہان اور اہل جہان کا پیغمبر اور بادشاہ تھا اور تمام مخلوقات اس کی مطیع و مستفار تھی۔ اس کے بعد اس قسم کی سلطنت آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ دیو، پریاں اور جنات وغیرہ سب اس کے فرمانبردار تھے۔ تمہیں بھی ہم نے ایسا فرزند عطا فرمائی ہے جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم، نائب اعظم

www.maktabah.org

اور خاتم کمالات ہوگا۔ تمام مخلوقات کی معنوی سلطنت اور قیومیت کا منصب اسی پر ختم ہوگا۔ اور تمام اہلِ جہان قیامت تک اس سے فیض رشد و ھدایت حاصل کرتے رہیں گے جب تک دنیا قائم ہے جسے فیض حاصل ہوگا اس کے وسیلہ سے ہوگا اس دنیا میں اس جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔

بارگاہِ رسالت سے خصوصی بشارتیں

اسی اثنا میں جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ مبارک سے نکل کر فرمایا کہ میں نے تمھیں ہندوستان سے بڑی تاکید سے منگایا اور متواتر تین مہینے ہندوستان میں لینے کے لئے جاتا رہا اور اس سفر کی برکتیں تمھیں بتلاتا رہا اِن ساری باتوں کی غرض یہی تھی کہ میں تمھیں بلا کر اپنی خاص نسبت کا القا کروں جس کے القا کی وجہ سے تمھارے ہاں ایک فرزند ہوگا۔ اور جو میرے کمالات کا خاتم اور مظہر اتم ہوگا۔ اور جس کے سبب سے تمھارے خاندان میں برکت عظیم رہے گی۔ اور لوگ قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ اِسکے بعد پھر اس جیسا کوئی نہ ہوگا۔ بعد ازاں مجھ سے بغل گیر ہو کر اپنے سینہ مبارک کو میرے سینے سے ملایا اور اپنی نسبت خاصہ کا القا فرمایا۔

بعد میں میرے فرزند ابوالعلی کو بلا کر اس سے بغل گیر ہو کر فرمایا کہ وہ فرزند اس عزیز کی پشت سے ہوگا۔ اس واسطے کئی سال اسے اپنے پاس بٹھایا میں نے اس کی تربیت کی اور اس کے چہرے پر برقعہ ڈال کر اس کی نگاہ ہر طرف سے بند کر کے اپنی طرف متوجہ رکھا تاکہ اس کے ہاں ایسا بزرگ فرزند پیدا ہو۔ پھر فرمایا کہ وہ فرزند باطنی تربیت تم سے حاصل کرے گا۔ یہ نسبت جو میں نے تمھیں دی ہے۔ اُسے دینا۔ مسقط میں جو اس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں تمھیں پہنچیں ان کے بدلے حق تعالیٰ نے تمھیں یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔

ایک بد عقیدہ کی مجلس میں آمد

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ خوشخبری سُن کر دوگانہ ادا کیا۔ اور اس کے شکریہ میں جناب رسول خدا

www.maktabah.org

صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طعام پکا کر فقراء کو تقسیم کیا۔ تمام اہلِ مدینہ کو بلایا جب لوگ آئے اور مجلس منعقد ہوئی۔ ابھی کھانا نہیں چنا گیا تھا۔ کہ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف مبدا و معاد کے بعض معارف جو پنجگانہ عالم امر کے متعلق ہیں بیان کرنا شروع کئے۔ اہلِ مجلس ان کے سننے میں محو تھے۔

اتنے میں ایک اہلِ عناد جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے قدیمی عداوت اس واسطے تھی کہ آنحضرت نے معارفِ لدنیہ میں جو آنجناب کی تصنیفات سے ہے مرشدوں کے مرشد نے اس کو جو سراسر دائرہ شریعت سے خارج تھا۔ اور اس کو دین و مذہب سے سروکار نہ رکھتا تھا۔ حد سے زیادہ طعن و تشنیع کی ہے اس نے مرشد بدنہاد سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے حق میں بری بھلی باتیں بیان کیں۔ جنھیں سن کر حضرت قیوم ثالث سخت ناراض ہوئے۔ اہل مجلس نے اس ملعون کو مار پیٹ کرنی چاہی۔ لیکن آنحضرت نے بتاکید تمام منع فرمایا۔ اور خود تحمل کو کام میں لائے۔

مجلس طعام سے فارغ ہو کر اس مرد بدبخت نے گھر پہنچ کر ایک رسالہ رفض و عناد کا لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیج دیا۔ جب آنحضرت نے اس کا مطالعہ کیا تو سر جھکا لیا اور نہایت مغموم ہوئے۔ اسے ہاتھ سے پھینک کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ کے سامنے مغموم ہو کر جا بیٹھے۔ جناب رسالتمآب نے ازراہ لطف و کرم ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ جو تیرا مردود ہے۔ وہ میرا بھی مردود ہے۔ جو کچھ چاہتے ہو اس کے حق میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ آنجناب کی عادت تھی کہ کسی سے کبھی بدلہ نہ لیتے تھے جب کبھی کوئی خلاف ادب بات کرتا آپ برداشت کرتے۔ اس کا بدلہ لینے کی کوشش ہی نہ کرتے۔ اپنے طالبوں کو بھی یہی نصیحت کرتے۔ کہ اگر ہم بھی بدلہ لینے پر اتر آئیں تو پھر خاص و عام میں فرق ہی کیا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ افضل البشر اور دیگر انبیاء نے کفار اور منافقوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں سہیں لیکن انتقام نہ لیا۔ کہتے ہیں وہ دشمن اسی رات قے اور اسہال سے مر گیا۔

www.maktabah.org

حج کی قبولیت کی علامات

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حج کے قبول ہونے کی تین علامتیں یہ ہیں ایک آنحضرت کا آزار بدنی دوسری وہ تکلیف جو مکہ معظمہ میں حج سے فارغ ہو کر ہوئی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ تیسری وہ تکلیف جو اس مرد ملعون سے پہنچی۔ یہ تینوں حج کے بعد ہوئیں بعد ازاں خطاب ہوا کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اس وقت آنجناب نے اس بد مذہب کے حق میں دعا نہ کی کیونکہ آنجناب کا طریقہ بدلہ لینے کا نہ تھا۔ پچیس روز مدینہ منورہ میں رہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کا رُخ کیا۔

آستانِ نبوت پر جبین نیاز

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث وداع ہونے کے لیئے جناب سید دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر آئے تو نہایت عاجزی اور زاری سے سر جھکا لیا اور رونے لگے پھر اوندھے گر پڑے یہی حالت تمام مریدوں کی تھی۔ رخصت سے فارغ ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں عصائے لیئے ہوئے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور بڑے تپاک سے مجھ سے بغل گیر ہو کر فرماتے ہیں۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ! اور خلعت خاص مرحمت فرما کر پھر حجرہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ میرے تمام یاروں اور خلفاء پر بھی بہت عنایات فرمائیں۔

بادشاہ ہندوستان نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو اس کے جواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا "مؤمنٌ محسادٌ انا محبتہٗ وسلامٌ"۔ جس مومن کے ساتھ حسد کیا گیا ہو میں اسے دوست رکھتا ہوں اور سلام۔ بعد ازاں بقیع میں جا کر اصحاب رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے۔ صحابہ میں سے ہر ایک نے آنحضرت پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور

www.maktabah.org

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو مرض کا دورہ ہوا۔ کیونکہ شفا صرف اتنے دن تک تھی۔ جتنے دن آپ شہر میں رہے۔ اس لئے کہ آپ کی ذات سے اس ملک کے لوگوں کو باطنی فائدہ پہنچے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

آنحضرت نے اس مرض کے دوران ایک روز فرمایا کہ نزولِ بے کیف باخیر و برکت واقع ہوا۔ اور ایسا معلوم کرایا گیا۔ کہ میں تیری بیمار پرسی کے لئے آیا ہوں۔ بعد ازاں تمام انبیاء اولیاء اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے تشریف لا کر فرماتے ہیں کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کی بیمار پرسی کے لئے آئے ہیں۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو کعبہ معظمہ ایک بار پھر آپ کے استقبال کو آیا۔ جب اہل مکہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو سب سر کے بل آنحضرت کے استقبال کو آئے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے چند روز مکہ معظمہ میں رہ کر ہندوستان کا رخ کیا۔

حج سے واپسی کا سفر

جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو چند روز وہاں رہ کر ہندوستان جانے کا ارادہ کیا۔ عرب، شام، روم اور یمن وغیرہ ممالک کے تمام مشائخ اور علماء آنجناب کے ساتھ تھے۔ سب کو رخصت فرمایا اور اپنے خلفاء مثلاً شیخ مراد شامی، شیخ الاسلام مدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ کو بھی رخصت کیا۔ اور خود ہندی آدمیوں سمیت جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز میں سوار ہوتے وقت جو لوگ مسقط سے حج کے آنجناب کے ساتھ آئے تھے۔ انھیں بھی رخصت فرمایا جب سمندر طے کر کے بندرگاہ

www.maktabah.org

سورت میں پہنچے تو ہندوستان کے تمام بڑے بڑے رئیس اور امیر آنحضرت کے استقبال کو آئے۔

حضرت ابوالعلی نے آٹھ سال کے بعد چہرے سے برقعہ ہٹالیا

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر حضرت ابوالعلی نے قیومیت کے پانچویں سال چہرے پر برقعہ ڈالا۔ پھر کسی سے گفتگو نہ کی۔ بندرگاہ سورت میں پہنچ کر وہ برقعہ اٹھایا آٹھ سال تک آنجناب برقعہ اوڑھے رہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ (حضرت ابوالعلی) حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اور آپ کے چہرے پر نقاب تھا۔ اچانک وہ برقعہ چہرہ پر سے اٹھا دیا جسے دیکھ کر حاضرین دنگ رہ گئے۔ آپ نے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ چہرے کا نقاب دور کردو۔ جس کام کے لئے برقعہ پوش ہوئے تھے۔ وہ مقصد حاصل ہوگیا ہے یعنی تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کی طفیل پروردگار دین و دنیا کا کارخانہ آباد رکھے گا۔ اب جلدی سے اپنا نکاح کرو۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمہاری یہ تربیت فرمائی تو محض اس خاطر کہ تم سے ایسا فرزند پیدا ہو، جو کمالاتِ محمدی کا مظہر اتم ہو۔

حضرت ابوالعلی آٹھ سال برقعہ پوش رہے۔ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ہر وقت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے بیٹھ کر آپ کی تربیت میں مشغول رہتے ایک روایت یہ ہے کہ آپ بارہ سال تک برقعہ اوڑھے رہے۔ جب آپ نے چہرے سے نقاب اٹھایا تو کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ کیونکہ جب آپ برقعہ پوش ہوئے تھے تو بے ریش تھے۔ اور جب نقاب چہرے پر سے اٹھایا تو اس وقت خط آیا ہوا تھا۔

www.maktabah.org

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت ابو العلی کے لئے خازن الرحمت کے بیٹے شیخ سعد الدین کی لڑکی طلب کی سفر سے واپس آکر چند روز میں نکاح ہوگیا۔

القصہ جب آنحضرت بندرگاہ سورت سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو جس گاؤں یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے سبھی آنجناب کے استقبال کے لئے آتے۔ بادشاہِ ہندوستان نے تمام حکام کے نام احکام جاری کئے کہ اپنی حدود تک آنحضرت کا استقبال کرو اور پھر اپنی حدود سے باہر تک وداع کرو۔

اسی طرح شاہجہان آباد تک پہنچے۔

اورنگ زیب کے ڈر سے شاہِ ایران نے خودکشی کرلی

عالمگیر بادشاہ ان دنوں حسن ابدال میں تھا۔ اس لئے کہ جب اس نے مسقط میں آنحضرت کو تکلیف پہنچنے کی خبر سُنی تو گھبرا کر ایران کا رُخ کیا۔ کیونکہ مسقط عراق ایران کے نواح میں ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ایران کے آدمی بھی آنجناب کے دشمن ہیں۔ اس واسطے جو تکلیف آنحضرت کو پہنچی ہے۔ وہ شاہِ ایران کے اشارہ سے پہنچی ہے۔ کیونکہ والیٔ مسقطِ عراق ایران کا باجگذار ہے۔ اس لئے بادشاہِ ہندوستان عالمگیر نے شاہِ ایران کو تہ تیغ کرنا چاہا اور اس مطلب کے لئے ایک جرار لشکر لے کر دریائے سندھ کے قریب حسن ابدال میں جا پہنچا جب شاہ ایران نے شاہ ہندوستان کے آنے کی خبر سُنی تو آمادہ جنگ ہوا لیکن ارکانِ سلطنت نے اُسے شاہ ہندوستان کے دبدبہ سے بہت ڈرایا اس لئے شاہِ ایران نے ڈر کر زہر کھا کے خودکشی کرلی۔

اراکین سلطنت نے اپنے عجز و انکسار کی ایک عرضی بادشاہ ہند کی خدمت میں لکھی کہ ہمارا بادشاہ فوت ہوگیا ہے اب یہ بیوہ عورتیں رہ گئی ہیں جن کی حالت قابل رحمت ہے امید ہے آپ ان شکستہ حال بوڑھوں پر رحم فرمائیں گے۔ اور ارادہ کی باگ شاہجہان آباد کی طرف پھیریں گے۔ اسی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری

www.maktabah.org

کی فرحت اثر خبر پہنچ گئی کہ والیٔ مسقط اور وہاں کے باشندے کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید ہو گئے ہیں۔ اور آنجناب بخیر و عافیت مسقط سے حرمین الشریفین کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر از حد خوش ہوا اور ایران جانے کا ارادہ ترک کر دیا چونکہ حسن ابدال کی آب و ہوا خوشگوار تھی اس لئے چند ماہ وہیں قیام کیا۔ جب آنحضرت کے سمندر پار اترنے کی خبر بادشاہ نے سُنی تو اسی وقت حسن ابدال سے آنحضرت کے استقبال کے لئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اس سرائے فانی سے عالم جاودانی میں کوچ کر گئیں اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے مشرقی محراب میں مدفون ہوئیں۔ محراب کے دروازے کو بند کر دیا گیا۔ اور دوسری طرف محراب نکالی گئی۔

جب بادشاہ اورنگ زیب سرہند پہنچا تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں آکر فاتحہ پڑھی اور آنحضرت کے جو فرزند سرہند میں اس وقت موجود تھے ان سے والدہ کی ماتم پرسی کی اور تاکیداً حکم دیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر نہ ہونے پائے اور خود جلدی شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ یہ خبر شاہجہان آباد میں سُن کر غم کی صورت بنائے۔ سرہند کی طرف آرہے تھے۔ سرہند سے چالیس کوس کے فاصلہ پر تھانیسر میں بادشاہ نے آنحضرت کی قدم بوسی کی۔ پہلے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی ماتم پُرسی کی پھر عرض کیا کہ آنجناب میرے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لے چلیں۔ جب آنحضرت نے اس بات سے انکار کیا۔ تو بادشاہ نے حد سے زیادہ منت سماجت کی آپ نے بکمال لُطف و کرم سے اس کی التماس کو منظور فرما کر شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔

بادشاہ نے قلعہ خاص میں آنحضرت کے قیام کا بندوبست کیا۔ اور صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تمام اراکین سلطنت آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوا کرتا۔ آنحضرت رضی نے

www.maktabah.org

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت کو بادشاہ پر ظاہر کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عنایت صرف آنجناب کی طفیل سے ہے اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے مجھے آنجناب کی خدمت میں پہنچایا جس کی وجہ سے میں اس مرتبہ مشرف ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اس قدر عنایت و شفقت فرمائی۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی سفارش سلطان محمود کی قید سے رہائی

انہی دنوں بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمود کو بعض حاسدوں کے بہکانے سے قید کر رکھا تھا۔ اور بارہ سال سے جیل میں تھا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اسے قید سے چھڑایا۔ بادشاہ کو اس سے بڑی محبت تھی۔ اُسے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا تھا۔ آنحضرت بھی اس پر حد درجہ مہربان تھے یہ شاہزادہ مر گیا تو بادشاہ بہت ہی غمگین ہوا۔ اسے سلطان ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کی قبریں ہیں دفن کیا گیا۔

ایک روز بادشاہ نے بیٹے کی فاتحہ کے لیے جانا چاہا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سلطان محمود کی قبر کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کام آپ کی توجہ اشرف سے ہوگا۔ امید ہے کہ میرے سینے پر تصرف فرمائیں گے تاکہ اس کی قبر کے حالات مجھ پر منکشف ہو جائیں۔ آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف تھوڑی سی توجہ کر کے فرمایا جاؤ بیٹے کی قبر پر انشاء اللہ بفضلِ خدا اس کے حالات تم پر منکشف ہو جائیں گے۔ بادشاہ بیٹے کی قبر پر گیا جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ الحمد للہ! آنجناب کی توجہ سے بیٹے کی قبر کے حالات میں نے معلوم کر لیے۔ جو جناب کی توجہ اور فضل خدا سے اچھے ہیں۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہو گیا تو تمام حضرات سرہند آپ کی خدمت میں حاضر

www.maktabah.org

ہوئے آنحضرت کو بھی شوقِ وطن بکثرت ہوا بادشاہ سے رخصت چاہی۔ بادشاہ آپ سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ بہت عرض معروض کیا مگر آنحضرت رضی اللہ عنہ سرہند کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

شاہجہان آباد سے سرہند کو تشریف لے جاتے ہیں

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند جانا چاہا بادشاہ نے عرض کیا کہ چند روز اور توقف فرمائیں۔ تاکہ یہاں کے لوگ جناب کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کریں اور مجھے بھی نجاتِ ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اشتیاقِ وطن غالب ہے اب میں ضرور وطن جاؤں گا۔ بادشاہ نے بہت منت سماجت کی لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب اہلِ سرہند نے آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُنی تو سر کے بل استقبال کو آئے۔ حضرت قیوم ثالث نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کی پھر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کر کے تھوڑا توقف فرمایا اور محل میں تشریف لے گئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کے فرزند حضرت ابوالعلی کے ہاں بروز پیر ۵، ذیقعد کو فرزند پیدا ہوا۔

چہ فرزند یکہ نازد شادی از وئے   بہاں را شد مبارکبادی از وے

www.maktabah.org

جب حضرت حجۃ اللہ کو اس فرزند کی پیدائش کی اطلاع ہوئی تو فرزند بزرگوار کے دیکھنے کے لیے تشریف لائے اور فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور ملائکہ سمیت تشریف فرما ہوتے ہیں۔ گود میں لے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ کر محمد زبیر نام ابوالبرکات کنیت اور شمس الدین لقب فرمایا ہے اور نہایت کرم سے فرماتے ہیں کہ یہ فرزند خاتم منصب قیومیت ہوگا۔ اور جب تک دنیا ہے اس کے ارشاد اور نور ہدایت سے جہاں روشن رہے گا۔ اس کے بعد کوئی ایسا مقرب بارگاہِ الٰہی پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پروردگار کی طرف سے کئی دفعہ معلوم ہوا تھا کہ یہ فرزند ایسا بلند مرتبہ ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ چنانچہ یہ حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں انشاء اللہ مفصل بیان کیے جائیں گے۔

اس بچے کی بلندئ مرتبہ کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ دو فرضوں یعنی روزہ حج کے مابین واقع ہوا اور دو عیدوں کے درمیان پیدا ہوا۔ ماہ ذیقعد جس میں حضرت قیوم رابع پیدا ہوئے ہندی میں اسے خالی مہینہ کہتے ہیں۔ لیکن اب یہ حضرت قیوم رابع کی ولادت کے سبب پُر ہوگیا۔ اور واقعی یہ مہینہ ذیقعدۃ العمور ہوگیا۔ شعرائے نے اس فرزند ارجمند کی تاریخ ولادت کہہ کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی جو درج ذیل ہے۔

آں شیخ مجدد کہ بالف ثانیش — نبود ثانیش در ہمہ انسان غیر

حق داد باو منصب قیومی را — زو ماند بمعصوم شہے عالم سیر

معصوم چو از جرم و خطا بد معصوم — زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر

آں خواجہ کہ بود نقشبند عالم — اعلیٰ درجہ ابوالعلی ماند بخیر

فرزند چو حق داد ابوالعلی را — چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر

www.maktabah.org

تاریخ ولادتش چو جستم گفتند   قیوم زماں قطب بادشاہ زبیر

ایک اور صاحب نے یہ تاریخ کہی ہے۔

"مخدومِ زمانہ قطب الاقطاب"

امداد شاعر نے کہا "سروش آمد ولی قیوم رابع مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ"۔

علے ہذالقیاس بہت سی تواریخ مختلف اشخاص نے کہیں جو خواب مختلف اشخاص نے اس رات دیکھے وہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں انشاءاللہ درج کئے جائیں گے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ پر دید قصور یہاں تک غالب آئی کہ شہر کے کوتوال کو بلا کر فرمایا کہ مجھ پر تعزیر کرو۔ اور حد شرع لگاؤ۔ اس نے کہا میری کیا مجال کہ آپ کو تعزیر کروں۔ آنحضرت نے پھر تاکیداً فرمایا کہ ضرور بالضرور مجھ پر تعزیر لگاؤ! کوتوال نے کہا" آپ سے کوئی ایسا قصور نہیں ہوا۔ آنجناب نے فرمایا میں بہت گنہگار ہوں مجھ پر تعزیر لگاؤ! تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ کوتوال نے پھر عذر کیا تو آنجناب نے اصرار فرمایا کہ بالضرور سزا دو۔

آخر اس نے مجبور ہو کر آنحضرت کو کوڑے مارنے شروع کئے۔ صوفی عبدالوہاب اس وقت موجود تھے۔ انھوں نے کوتوال کو کہا کہ آنحضرت کے بدلے میرے بدن پر کوڑے مارو۔ صوفی صاحب ایک ہی کوڑا کھا کر بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو کہا کہ آنحضرت محض اپنے تصرف سے میٹھے کوڑے کھاتے تھے۔

جب کوتوال کوڑے مار مار تھک گیا۔ اور اس کے ہاتھ کام سے رہ گئے تو کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ کوڑوں سے فارغ ہوتے ہی دیوانہ ہو گیا۔ اور گوہ کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کی یہ حالت اس لئے ہوئی ہے کہ اس نے آنجناب پر اس زور سے کوڑے لگائے کہ کوئی مجرم کو بھی اس زور سے نہ مارتا ہو گا۔ اسے مناسب تھا کہ اگر آنحضرت نے اصرار کیا تھا تو آہستہ سے ایک کوڑا مار دیتا۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر معاندین کے اعتراضات

اور برزندی کا حشر

اس سال بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کی مخالفت کی[1] اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ جب طریقہ احمدیہ معصومیہ تمام جہان میں شائع ہو گیا

---

[1] ایسے مخالفین میں سے عبداللہ خویشگی قصوری بھی کسی سے پیچھے نہیں تھا۔ یہ شخص قصور کے خویشگی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ والد کا نام عبدالحق (عبدالقادر) تھا۔ اور چشتی سلسلہ میں مرید تھا۔ اچھا شاعر (عبدی تخلص) تذکرہ نویس اور بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ وہ تقریباً ۱۰۴۳ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۱۰۶ھ میں فوت ہوا۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی کا بدترین مخالف تھا اس نے اپنی اکثر تصانیف میں آپ کی مخالفت کی آپ کے خاندان کے خلاف لکھتا رہا۔ وہ ایسے صوفیار کی مجالس میں رہا جو وحدت الوجود کے زبردست حامی تھے۔ ان میں شیخ نعمت اللہ لاہوری، شیخ فتح اللہ، شاہ سراج الدین، شیخ عبدالرحمٰن رفیع۔ شیخ پیر محمد لکھنوی، مولانا خواجہ علی، شیخ محمد جونپوری، شیخ عبداللطیف برہانپوری شیخ برہان الدین برہان پوری، شیخ حبیب جنیدی، شیخ محمد نعیم جونپوری، شاہ دولہ دریائی۔ میر سید احمد گیسو دراز، شیخ عبدالخالق خویشگی، کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عبداللہ خویشگی کی کتاب "معارج الولایت" بزرگانِ دین کا ایک ضخیم تذکرہ ہے۔ یہ شخص اورنگ زیب کے ایک امیر دلیر خان کے ماتحت کئی جنگی مہمات میں شریک رہا۔ اور جہاں جہاں بس چلتا حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے خانوادہ کی مخالفت میں پیش پیش رہتا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

اور جہاں بھر کے سرکش اس طریقہ میں داخل ہو گئے۔ اور ساتوں ولایتوں کے بادشاہ اور امرار اس طریقہ میں داخل ہو گئے اور بڑے بڑے مشائخ اور علمائے وقت اس سلسلہ کے مرید ہو گئے اور دن بدن اس عالی خاندان کو رونق و زینت ہونے لگی اور حضرت امام معصوم کے فرزندوں اور خلفاء کا ارشاد ساعت بساعت ترقی پر تھا۔ اور ان کی بزرگی اظہر من الشمس ہو گئی۔ خاص طور پر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے تمام جہان پُر ہو گیا چنانچہ جہاں بھر کے وضیع و شریف آپ کے مرید ہو گئے۔ اور دینِ متین کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور اسلام اور مسلمانی کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔

دشمنانِ دینِ متین یہ حالت دیکھ کر مارے حسد کے جلے بھُنے جاتے تھے۔ رات دن اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی طرح اس طریقہ کو تکلیف پہنچائیں۔ حتےٰ کہ ایک روز مجلس منعقد کر کے طے کیا کہ مُلا یعقوب کو اس مہم کا سرغنہ بنانا چاہیئے۔ تاکہ ان کے پیشوا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر نکتہ چینی کرے کہ اس کلام کے بعض حصّے شریعت کے مخالف ہیں۔ ١

بادشاہ کو بھی مخالفوں نے اُکسانا چاہیئے۔ کہ یہ کلام خارج از شریعت ہے۔ بادشاہ

(سابقہ صفحہ سے آگے) وہ وجودی فلسفہ کی آڑ میں حضرت مجددی کی تعلیمات پر اعتراض کرتا۔ اور امراء حکومت کو خانوادہ مجددیہ کے خلاف بھڑکاتا رہتا۔ اس کے تفصیلی حالات کے لئے "احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری" مؤلفہ محمد اقبال مجددی کا مطالعہ ضروری ہے۔

١ حضرت قیوم ثالث کے زمانہ میں ایک بار پھر حضرات سرہند کے خلاف ایک فتنہ اٹھا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کی تحریروں کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی اٹھایا گیا۔ اس وقت کے مخالف علماء نے بڑا شور مچایا۔ ہمارے فاضل دوست جناب محمد اقبال مجددی ایم اے نے اپنی کتاب "احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء میں ان علما کے نام دیئے ہیں۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

نے کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جنھوں نے تمام بدعتوں گمراہیوں اور مخالفِ شرع امور کا قلع قمع کیا دین متین کو تازہ کیا۔ اور شریعت کو زیب و زینت دی اس سے پہلے کئی اولیاء مخالفِ شرع تھے۔ ان سلسلوں کو آنجناب نے منسوخ کیا آنجناب کے طریقہ میں ایک ادب کا ترک کو بھی حرام سمجھتے ہیں۔ شریعت کو رواج دینے اور سنت نبوی کو زندہ کرنے کی خاطر آپ نے حد درجہ کی کوششیں کیں اپنے آپ پر تکلیفیں سہیں۔ تب کہیں جاکر شریعت کا رواج ہوا۔ اور دین محمدی نے از سر نو رونق پائی۔ اس وجہ سے آپ

(سابقہ صفحہ سے آگے) جنھوں نے ایک محضر نامہ تیار کیا اور حضرت مجدد کے "خلاف شرع" عقائد پر محمد شاہ بادشاہِ وقت سے مکتوبات کی اشاعت تعلیم اور تدریس پر پابندی لگانے کی درخواست کی ان علماء میں سے قابل ذکر نام یہ ہیں۔

ابو الفتح، عبد الصمد بن حافظ یار محمد محذور القریشی، العباسی الکروڑی۔ تاج محمود شور کوٹ۔ فقیر بن مظفر خاں احمد، عنایت اللہ۔ سید شاہ محمد ناگوری۔ عنایت اللہ ثانی۔ مولانا جان محمد۔ محمد اشرف اورنگ آبادی۔ سید حامد عبد القادر ناگوری۔ شیخ ابو الخیر نبیرہ۔ حضرت سلطان التارکین۔ محمد اکرم بن شیخ محمد الدینوری۔ شیخ محمد بن مولانا عبد اللہ فقیہی لاہوری۔ محمد باقر اجمیری، بہاء الدین مفتی ملتان۔ تاج محمد عباسی۔ ابو حنیفہ مفتی ملتان، حافظ محمد طاہر تلمیذ مولانا عبد اللہ سیالکوٹی۔ قاضی خواجہ محمد، فتح محمد مفتی ہزارہ جہانگیر نگر۔ محمد تقی ساکن سپیہ سپٹھہ۔ لطف اللہ قاضی۔ عبید اللہ۔ عبد الکریم بن محمد جمیل لاہوری ابو الحسین لاہوری۔ روح اللہ لاہوری۔ سلیمان لاہوری۔ عبد المومن لاہوری۔ حافظ نعمت اللہ لاہوری محمد ہاشم لاہوری۔ عبد الغنی بن شیخ عبد اللطیف مفتی لاہوری۔ محمد عبد اللہ۔ مولانا تیمور لاہوری۔ نور محمد عبد الحمید تلمیذ تیمور لاہوری۔ عبد الرحمٰن رومی۔ قاضی نور الدین قاضی قصور۔ شیخ غلام محمد۔ سید ولی لاہوری محمد فاضل فرید۔ محمد صادق امام محمد قاضی محمد افضل۔ سید عنایت اللہ لاہوری۔ عبد الوہاب بن سلطان محمد۔ یہ تھے وہ علماء جنھوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔

www.maktabah.org

کو مجدد الف ثانی کا خطاب عطا ہوا۔ پس ان کا کلام کیونکر مخالف شرع ہو سکتا ہے۔ اس میں اُلجھنا تمھارے لئے نہایت نازیبا اور نامناسب ہے ایسے کلام سے جس کا نتیجہ سراپا عذاب ہی عذاب ہے۔ توبہ کرو تاکہ تمھارے دین و ایمان میں خلل نہ آجائے چنانچہ یہ لوگ مخالفت سے شرمندہ ہو کر بادشاہ کے پاس سے کھسک آئے۔

بادشاہ کی طرف سے تین جعلی خطوط

اب ایک اور منصوبہ باندھا وہ یہ کہ تین خط بادشاہ کی طرف سے جعلی لکھ کر سرہند بھیجے جن کی بادشاہ کو قطعاً خبر نہ تھی۔ ایک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا حضرت شیخ سیف الدین اور تیسرا مولوی فرخ شاہ صاحب کی طرف۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ "حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی بعض عبارتیں بظاہر مخالفِ شرع ہیں۔ اور تمام علماء نے متفق ہو کر اس بات کا فتویٰ دیا ہے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے"۔ اس بارے میں ایک محضر پر تمام علماء کے دستخط کرا کے سارے مخالف اکٹھے ہو کر دار الخلافہ میں آئے اور اس طریقہ کے خلفاء کو پیغام بھیجا کہ تمھارے شیخ کے کلام کے بعض حصے شریعت کے موافق نہیں ہیں[1] تم اگر اس کا جواب دو جو شرع کے مطابق ہو۔

---

[1] اس جعلی خط کو بعض علماءِ وقت نے خود ہی لکھ کر بادشاہ عالمگیر کے نام سے فرمان بھی جاری کر دیا اس خط کا ترجمہ یہ ہے "بادشاہِ اسلام کا حکم قاضی شیخ الاسلام کی مہر سے قاضی اورنگ آباد کو جاری ہوتا ہے۔ کہ آج مؤرخہ ۲۷ شوال ۱۰۹۰ھ سے شریعت پناہ فضائل دستگاہ فقاہت انتباہ قاضی ہدایت اللہ آگاہ رہیں کہ ان دنوں شاہ مقدس دہلی تک یہ بات پہنچی ہے کہ شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کے بعض مقامات ایسے ہیں جو اہلسنت وجماعت کے عقائد کے خلاف ہیں۔ شیخ مذکور کے معتقدین جو اورنگ آباد میں مقیم ہیں۔ ان کی اشاعت میں مصروف ہیں اور اُن کی تدریس کر رہے ہیں۔ وہ حقیقت میں باطل اعتقاد پر گامزن ہیں۔ چنانچہ حکم والا شرف صدور پایا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شیخ عبدالاحد شاہ گل بھی ان دنوں شاہجہان آباد میں تھے۔ انھیں شمولیت کی تکلیف دی۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا تو اس نے شیخ عبدالاحد کو کہلا بھیجا کہ تمھارا اس مجمع میں آنا مناسب نہیں۔ تمام احمدی اور معصومی خلفاء دارالخلافہ میں جمع ہوئے۔ مخالفوں نے جو سوال کیئے ان کے شافی اور شریعت کے مطابق جواب دیئے۔ کہ مخالفوں کو اعتراض کی گنجائش نہ رہی اور ان کی تسلی کر دی گئی۔ از روئے بحث مخالف ماند پڑ گئے۔

بادشاہ کے دربار میں مخالفین کی ذلّت و رسوائی

پھر بادشاہ نے انھیں اپنے پاس قلعہ میں بلایا۔ شیخ عبدالاحد بھی بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے۔ پھر مناظرہ ہونے لگا۔ جس میں مخالفوں نے نیچا دیکھا۔ بادشاہ نے انھیں بہت شرمندہ اور ملامت کر کے کہا کہ میں نے تمھیں پہلے نہیں کہا تھا۔ کہ حضرات مجدد و الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کلام حق اور سچ ہے۔ اور یہی شریعت کی حقیقت ہے جو آنجناب نے بیان فرمایا ہے۔ وہ لوگ سخت شرمسار ہوئے۔ بادشاہ نے انھیں بڑی بے عزتی سے مجلس سے دور کیا۔ جب تینوں خط سرہند پہنچے تو انھیں پڑھ کر تمام حضراتِ سرہند مشائخ احمدیہ و معصومیہ سخت غضب ناک ہوئے۔ اور بادشاہ کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک تو غصہ کے مارے سرخ ہو گیا۔ اور بادشاہ کی طرف اِس مضمون کا ایک خط لکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر ہمارا دین و ایمان ہے۔ اسی کو ہم پڑھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی عقیدے پر ہمارا خاتمہ کرے اور قیامت کے

(سابقہ صفحہ سے آگے) کہ یہ خادم شریعت۔ شریعت پناہ کو لکھے کہ ان مکتوبات کی اشاعت اور تدریس سے لوگوں کو روک دیا جائے۔ اور جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ ایسے باطل عقائد کی حمایت کرتا ہے۔ اسے شرعی سزا دی جائے لہذا تاکید کی جاتی ہے۔ کہ اس حکم مطاع واجب الاتباع پر عمل کیا جائے اور صورت حال سے آگاہ رہیں۔ (معارج الولایت صـ ۶۵۳)

www.maktabah.org

دن بھی ہمارا حشر اسی پر ہو۔ مسلمانوں کے لئے اس پر یقین کرنا کرانا واجب ہے جس نے اس پر اعتقاد نہ کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو نہ مانا۔ اس کا دین و ایمان خراب ہوا۔ اور اللہ کے قہر و غضب میں گرفتار ہوا۔

حضرت شیخ سیف الدین نے بھی اسی قسم کا غضب آلود خط لکھا۔ اور مولوی فرخشاہ صاحب نے تو خود شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا۔

مشائخ نقشبندیہ نے مجدد الف ثانی کے حق میں تین سو ساٹھ رسالے لکھے

تمام مشائخ نے ان شبہات کے رد میں رسالے لکھے جو مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر کئے سب سے پہلے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں اس قسم کی عقلی اور نقلی صحیح ساطعہ و براہین قاطعہ مندرج فرمائی جنھیں پڑھ کر ثابت ہو جاتا تھا کہ ہر ایک مسلمان پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کا ماننا واجب ہے۔

اسی طرح حضرت محمد اشرف حضرت شیخ سیف الدین حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہم اور میرے (مصنف) جد امجد حضرت شیخ محمد ہادی نے کتابیں اور رسالے تصنیف کئے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد نے بہتر رسالے لکھے۔ اس طریقہ کے خلفاء نے بھی مختلف رسالے لکھے سب کی مجموعی تعداد تین سو ساٹھ تھی۔

مولانا فرخ شاہ اورنگ زیب کے دربار میں

جب مولوی فرخ شاہ صاحب مذکورہ بالا مکاتیب و رسائل سمیت شاہجہان آباد پہنچے تو بادشاہ نے آپ کی بہت عزت کی لیکن مولوی فرخشاہ صاحب نے بادشاہ کو ڈانٹا اور بہت کچھ ملامت کی کہ تو نے خط بھیجے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے بادشاہ نے قسم کھا کر عرض کیا کہ مجھے اس معاملہ کی خبر نہیں۔ میں بے قصور ہوں۔ مولوی صاحب نے وہ خط بادشاہ کو دکھائے۔ بادشاہ نے تفتیش کر کے ان آدمیوں کو سخت سزائیں

www.maktabah.org

دیں جنھوں نے ایسے جعلی خط بھیجے بھے[۱]۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ مخالفین پھر جمع ہوں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کا ذکر چھڑے۔

بادشاہ نے علماء کو جمع ہونے کا حکم دیا تمام صاحب علم بادشاہی قلعہ میں جمع ہوئے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص کو مقرر کر لو جس کا ساختہ پرداختہ سب کو منظور ہو۔ بادشاہ نے سربلند خاں کو جو تمام علماء کا سردار تھا حکم مقرر کیا کہ جو کچھ یہ کہے منظور ہے مولوی صاحب نے رسالہ کشف الغطاء جو مخالفین کے شکوک کے ردّ میں لکھا تھا سربلند کو

---

[۱] حضرات نقشبند کی مخالفت میں اورنگ آبادی علماء نے بڑی شدت سے حصہ لیا۔ ان کا سرغنہ عبدالوہاب مرید شاہ جیلان تھا۔ قصور کا ایک وحدت الوجودی شخص عبداللہ خویشگی حضرت مجدد الف ثانی کی مخالفت میں دن رات بے چین رہتا۔ وہ ملازمت کے دوران اورنگ آباد پہنچا اور وہاں ۱۰۹۵ھ سے ۱۰۹۶ھ تک رہا۔ اس نے اس فتنہ کو ہوا دی۔

ان دنوں خاندان مجددیہ کے ایک اور مخالف سید محمد بن سید رسول برزنجی کی اولاد کے بعض افراد اورنگ آباد میں مقیم تھے برزنجی کا پوتا عبدی کے ہاتھ چڑھ گیا۔ اور اپنے پڑدادے کے رسالے جسے مجدد الف ثانی کے رد میں لکھا گیا تھا۔ دوبارہ شائع کرنے لگا۔ ان رسالوں میں "العصب الہندی لاستیصال کفریات احمد سرہندی۔ قدح الزند و قدح الرمد فی ردّ جہالات اہل سرہند۔ رسالہ المتمتۃ المسئلۃ المہمتہ۔ النائرۃ الناجرہ للفرقتہ الفاجرہ وغیرہ کے نام سرفہرست تھے۔ ایک اور مخالف محمد صالح اورنگ آبادی تھا۔ محمد اشرف اورنگ آبادی بھی خاندان مجددیہ کے خلاف لکھا کرتا تھا۔

عبداللہ خویشگی (عبدی)، قصوری نے ایک ضخیم کتاب "معارج الولایت" لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ یہی لوگ تھے جنھوں نے اورنگ زیب کی طرف سے جعلی فرمان جاری کر کے ملک میں مکتوبات مجدد الف ثانی پر پابندی لگانے کی ایک ناکام کوشش کی تھی ان میں سے اکثر کو سزا ملی تھی۔

www.maktabah.org

دیا۔ جس نے مطالعہ کے بعد رسالہ پسند کیا۔ اور جو رسالہ حضرت قیوم ثالث نے لکھا تھا۔ وہ بادشاہ نے علماء کو دیا۔ جسے دیکھ کر وہ حیران رہ گئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو مان گئے۔ بعد ازاں سارے رسالوں کو دیکھا تو لوگوں کا اعتقاد مزید بڑھ گیا۔ بادشاہ کو کہنے لگے کہ ہمیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کی قدر معلوم نہ تھی۔ واقعی جو کچھ وہ کہتے ہیں سچ اور ٹھیک کہتے ہیں۔ اور تمام لوگوں پر واجب ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو تسلیم کریں۔

بعد میں بہت سے مخالفوں نے توبہ کی اور سرہند پہنچ کر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ بادشاہ نے بھی آپ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضی لکھی کہ مجھے اس معاملہ کی بالکل خبر نہ تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد مولوی صاحب حج کو چلے گئے۔

شکست تسلیم کرنے کے بعد مخالفین دوبارہ جمع ہو گئے

بعض مخالف جو اس ہنگامہ میں نیچا دیکھ چکے تھے شیطان نے رجعت کی دولتی ان کی کوتاہ اندیش عقل پر ماری۔ ان کی عداوت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ بہت سے رافضی بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور بہت سا روپیہ جمع کر کے عرب میں برزندی کے پاس بھیجا۔ جو علمائے شیعہ کا سردار تھا۔ تاکہ مناظرہ کے لئے وہ ہندوستان میں آئے۔ جب برزندی نے روپیہ دیکھا تو دنیاوی طمع کے سبب اس کی باطنی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ برزندی نے مولوی فرخ شاہ صاحب سے عرب میں ملاقات کی۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر بعض شبہات پیش کئے۔ مولوی صاحب نے ایسا شافی جواب دیا کہ برزندی دم بخود رہ گیا۔ اور ساتھ ہی شاہجہان آباد والا معاملہ بھی سنا دیا۔ کہ تمام مخالفین جمع ہوئے تھے۔ مگر حضرات سرہند سے انھوں نے زک اٹھائی۔ یہ سن کر برزندی نے ہندوستان جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

www.maktabah.org

برزندی کو ہندوستان آنے کی دعوت

منافقوں نے دوبارہ زر کثیر معہ منت و سماجت بھیجا اور بہت سا روپیہ مزید دینے کا وعدہ کیا اور یہ بھی کہلا بھیجا اگر آپ ہندوستان آئیں تو بادشاہ سے بھی اس قدر روپیہ دلائیں گے۔ آخر دُنیا دی طمع اُسے ہندوستان میں کھینچ لایا لیکن اس نے جان و مال سب کچھ برباد کر لیا۔ تین سَو ۳۰۰ سے زیادہ شاگردوں سمیت جہاز پر سوار ہوا۔ جب برزندی کے ہندوستان آنے کی خبر مشائخِ سرہند کے مخالفوں نے سنی تو بغلیں بجانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اب برزندی آرہا ہے۔ دیکھیں گے حضراتِ سرہند اس کے مقابلے پر کیونکر ٹھیر سکتے ہیں۔ یہ ہند کے علماء تھے جو مقابلہ نہ کر سکے۔ برزندی کو زِک دینا ٹیڑھی کھیر ہے۔ یہ بات کسی نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچادی۔

برزندی پر حضرت قیوم ثالث کی نگاہِ غضب

سخت ناراضگی کی حالت میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلا کہ حق تعالیٰ اسے ہندوستان پہنچنے کی مہلت نہیں دے گا۔ جلد ہی وہ غضبِ پروردگار میں غرق ہو گا۔

یہ خبر لوگوں میں بھی پھیل گئی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے تمام مرید کہتے تھے کہ اگر برزندی ہلاک ہو گیا۔ تو حضرت حجۃ اللہ کا عین تصرف ہے۔ اور آنجناب کی بزرگی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔ اسی اثناء میں خبر آئی کہ جس جہاز میں برزندی سوار تھا۔ وہ غرق ہو گیا اور اس نے معہ لواحقین و تابعین عدم کی راہ لی ہے۔ اس جہاز پر سے صرف ایک شخص زندہ بچا وہ جہاز کی غرقابی کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے کہ جب جہاز بندرگاہ سورت کے قریب پہنچا تو برزندی نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ کل ہم ملک ہندوستان میں داخل ہوں گے۔ ہمارا مقابلہ جنگی شیروں سے ہے یعنی حضرات سرہند سے۔ دعا کرو! حق تعالےٰ ہمیں فتح و نصرت عطا فرمائے۔ تمام شاگرد اس بات کے لیئے دست بدعا ہوئے۔ اور برزندی نے

www.maktabah.org

بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔ ابھی دعا کر ہی رہے تھے۔ کہ باد مخالف نے اُٹھ کر جہاز کے پرخچے اُڑا دیئے۔ میں گھبرایا اور سمجھ گیا کہ یہ حضراتِ سرہند کی نصرت ہے۔ میں نے برزندی کی رفاقت سے توبہ کی اور مشائخ سرہند کا معتقد ہوا۔

برزندی کے غرق ہونے کی خبر سُن کر تمام مخالف حیران رہ گئے۔ اور انھیں یقین ہو گیا کہ یہ محض حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تصرّف سے ظہور میں آیا ہے۔ جنھوں نے اُسے بلایا تھا۔ تائب ہو کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔

حضرت حجۃ اللہ قیومِ ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

سلطانِ کاشغر کی حاضری

اس سال شاہِ کاشغر حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے گرد ہزارہا آدمی دست بستہ کھڑے ہیں جن کی پیشانیوں سے نور چمک رہا ہے اس نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ اتنے میں آواز آئی کہ یہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اس وقت تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ جو شخص کامل اعتقاد سے آپ کی زیارت کرے گا حق تعالیٰ اُسے بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اپنے فضل و کرم سے اس کے سارے گناہ بخش دے گا۔ جب بادشاہ بیدار ہوا تو آنحضرت

www.maktabah.org

کے دیدار فائض الانوار کے اشتیاق نے اسے بے قرار کر ڈالا چنانچہ دوسرے ہی دن کاروبارِ سلطنت اپنے بیٹے کے سپرد کر کے خود ہندوستان کی طرف روانہ ہوا جب منزلیں طے کر کے سرہند میں آیا تو حاضر خدمت ہو کر شرف بعیت سے مشرف ہوا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند نے بھی اس پر بے شمار عنایات فرمائیں۔ تھوڑی مدت آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حج کو چلا گیا۔ آنحضرت نے اُسے حج کی اجازت دی اور حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب شاہجہان آباد میں پہنچا تو اورنگ زیب نے اس کی بہت عزت و توقیر کی اور ضیافت و مہمانداری کی شرطیں بجالایا۔ اور برادرانہ سلوک کیا۔ دونو بادشاہ ایک ہی مسند پر بیٹھے چند روز دونوں بادشاہ اکٹھے رہے۔

شاہِ کاشغر پر سیواجی کا حملہ

شاہِ کاشغر رخصت ہو کر عرب کی طرف روانہ ہوا جب دکن پہنچا تو سیواجی مرہٹہ نے جو دکنی دشمن تھا اور اکثر اس کے اور شاہی لشکر کے مابین لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں ان دنوں اس نے تمام ممالک محروسہ میں فساد ڈال رکھا تھا۔ شاہِ کاشغر پر حملہ کر دیا اور اُسے تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ اور تمام مال و خزانہ لوٹ لیا۔ اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کو پکڑ لیا اور حد سے زیادہ بے عزتی کی حتےٰ کہ بادشاہ کو پا پیادہ اپنے گھوڑے کے آگے دوڑایا اس قسم کی رسوائی کر کے اُسے چھوڑ دیا۔

جب یہ خبر بادشاہ اورنگ زیب نے سنی تو بہت جوش میں آیا اِسی وقت دکن کی طرف روانہ ہوا اور اس مہم کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اسی اثنار میں بعض فتنہ پردازوں نے غنیم لئیم کے ایمار سے شاہزادہ سلطان محمد اکبر کو ورغلایا اور باپ سے باغی کرادیا۔ شہزادہ بہت سا لشکر لے کر باپ پر چڑھ آیا۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ آنجناب مجھ عاجز کی فتح و نصرت کے لئے توجہ فرمائیں آنحضرت نے فرمایا ہم دعا اور توجہ میں ہیں۔ خاطر جمع رکھو اللہ تعالےٰ تمہیں دشمنوں پر فتح

www.maktabah.org

عنایت کرے گا. جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے. کشفی نظر میں دشمنوں پر تمہاری فتح روزِ روشن کی طرح دکھائی دیتی ہے۔

بادشاہ اس فیض اشارت بشارت سے نہایت خوش و خرم ہوا۔ اور لڑائی کا سامان تیار کر کے سلطان محمد اکبر کی طرف متوجہ ہوا جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو حق تعالیٰ نے محمد اکبر کے دِل میں بادشاہ کی طرف سے خوف ڈال دیا۔ اس کے ساتھ جتنے فتنہ پرداز تھے سب بھاگ گئے خود سلطان بھی بھاگ گیا اور شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا شہزادہ بھاگا بھاگا ہندوستان سے نکل کر ایران جا پہنچا، شاہِ ایران نے اس کی بڑی عزت کی اور شاہانہ سلوک کیا، بھائیوں کی طرح رکھا۔ آدھے ملک کا خراج اسے دیا شہزادے نے وہیں رہائش اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔ امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا ہے۔

اورنگ زیب شہزادہ کو بھگانے کے بعد دکنی دشمن کی طرف متوجہ ہوا جب دکن پہنچا تو دشمن مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ اٹھا شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا۔ لیکن ہاتھ نہ آیا۔ بادشاہ نے ان فتوح کے شکریہ میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی دشمنوں کو گرفتار کرنے اور فتنہ و فساد مٹانے کے لئے دکن میں سکونت اختیار کی جب تک زندہ رہا پھر شاہجہان آباد نہ آیا بلکہ ہند کا رُخ بھی نہ کیا اور دکن ہی میں مر گیا۔

ے اورنگ زیب اپنے بیٹوں کی اقتدار پسندی اور تخت شاہی کی خواہش کو خوب جانتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے تمام شہزادوں کو پایۂ تخت سے دور رکھا شہزادہ اکبر کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ بداندیش امرار کے جھانسے میں آ کر علمِ بغاوت اٹھائے آگے بڑھا۔ وہ اپنے والد کے خلاف ۱۶۸۱ء میں اٹھا مگر اس کی اس بغاوت نے اس کی زندگی بھر کی شاہی تمنا کو ختم کر کے رکھ دیا اور اسے ایسی شکست ہوئی کہ دوبارہ زندگی بھر برصغیر آنا نصیب نہ ہوا۔

www.maktabah.org

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں فجر کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ میں بیٹھے تھے جب حلقہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ ایک بلند قامت آدمی میرے سامنے آکر بیٹھ گیا ہے میں جب اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے اٹھ کر مجھے سلام کیا اور پروردگار کی طرف سے بھی سلام پہنچایا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طریقے پر اسے کہا " اللّٰھم انت السلام ومنک السلام الخ" بعد ازاں اس نے کہا حق تعالیٰ تمھارے گھر آیا ہے۔ اس خبر کے علاوہ تمھیں ارشادِ عظیم نصیب ہوگا۔ اسی اثنار میں نزولِ بیکیف باخیر و برکت ظاہر ہوا۔ حکم ہوا کہ اپنے گھر چلے جاؤ جب گھر آیا تو عنایت پروردگار کے آثار نے مجھے گھیر لیا اور مجھ پر لطف و کرمِ الٰہی اس قسم کا ہوا جو بیان سے باہر ہے۔

میں فرحت اثر خبر کا منتظر تھا ظہر کی نماز کے بعد مجھے خوشخبری ملی جو میرے فرزندِ عزیز کی شادی کے متعلق تھی۔ اور مدت سے اس کام کے لئے توجہات فرماتے تھے لیکن حاصل نہیں ہوتی تھی۔ جب وقت آیا تو حاصل ہوگئی

آنحضرت بہت خوش ہوئے اور شکرِ الٰہی بجالائے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو

منصبِ محبوبیت عطا ہوا

میرے (مصنف) جدِ بزرگوار کواکبِ دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

www.maktabah.org

عنہ کے روضہ مبارک میں جاکر ساتھیوں سمیت مراقبہ کیا۔ اور ظہر تک مراقبہ میں رہے مراقبہ سے فارغ ہو کر نمازِ ظہر ادا کی اور لوگوں کو فرمایا کہ آج مراقبہ میں عجیب معاملہ گذرا میدانِ قیامت مجھ پر منکشف ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں۔ تمام عاصی گناہگار اور کافر موجود ہیں تمام لوگ جزع و فزع میں ہیں۔ فرشتے لوگوں کو طرح طرح کے عذاب دے رہے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقٰی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ لوگوں کو عذاب سے بچا رہے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کمال قرب پروردگار میں عظمت و کبریائی کے پردوں میں تشریف فرما ہیں۔ جیسے کوئی عاشق معشوق کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے یا بادشاہ وزیر سے صلاح و مشورہ کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی اسی خلوت کدہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اسی اثناء میں نقیب نے حضرت عروۃ الوثقٰی کو آواز دی کہ حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمہارے فرزند خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کو عنایت فرمائی ہے۔ فرشتگانِ رحمت نے آکر مجھے گھیر لیا اور جواہرات اور یاقوتوں کا جڑاؤ تخت لاکر کہنے لگے کہ حکمِ الٰہی ہے کہ اس تخت پر بیٹھو۔ پھر نقیب نے آواز دی کہ اللہ تعالےٰ نے محمد نقشبند حجۃ اللہ کو اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سونپی ہے۔ یہ تخت کرامت ہے اس پر بیٹھ کر اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے بندوں پر تقسیم کرو اور اللہ کا شکر بجا لاؤ۔

حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ نے آکر میرا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور ساری خلقت میری طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق خلقِ خدا پر ان کے اعمال کے موافق رحمتِ الٰہی تقسیم کی۔

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمُ"۔

www.maktabah.org

یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ تعالیٰ صاحب فضلِ عظیم ہے۔

واقعی رحمت پروردگار کی ایک صفت ہے جس کے تقسیم کرنیوالے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس رحمت کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ آپ کا خطاب خزینۃ الرحمۃ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد سعید کو اپنی نیابت سے مرحمت فرمایا اور خازن الرحمت لقب فرمایا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام رحمت کی تقسیم سپرد ہوئی۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ" اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے۔

مناقب نقشبندیہ میں حضرت ابوالعلی لکھتے ہیں کہ اس معاملہ کے چند روز بعد حضرت قیوم ثالث نے مراقبہ کے بعد فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے" الجبریل خادم اللہ" کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کا خادم ہے آج میں نے مراقبہ میں دیکھا ہے کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کی خدمت میں موجود ہے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ خدمت سے منزہ ہے لیکن یہ ایک راز ہے جو ہر انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہ بات ان الفاظ میں کہی جاسکتی ہے۔ کہ قرآن شریف میں وجہ دید کا لفظ وارد ہے۔ پھر ایک نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند مقام ظاہر ہوا جس کی شکل وصورت حجرے کی سی تھی۔ اس حجرے کے اندر جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے۔ اور اس حجرے کے اردگرد تمام اولیاء اور انبیاء جمع تھے وہ سب اندر جانے کی آرزو کرتے لیکن نصیب نہ ہوتا اتنے میں آواز آئی کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کو خدمت کے لئے بلاتے ہیں بعد ازاں فرشتوں نے باآواز بلند کہا کہ پروردگار کا حکم یوں ہے کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے جائیں۔ میں حسب الحکم حجرے کے اندر گیا۔ اور آنحضرت کی خدمت اس طرح کرنے

www.maktabah.org

لگا جیسے بندگانِ خاص ہمہ تن خدمت بن جاتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ میں اور جبرائیل دونوں بیہوش ہو گئے خدمت سے فارغ ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباسِ فاخرہ جو زیب تن کر رکھا تھا اتار کر مجھے پہنایا جب میں اس مقام سے باہر نکلا تو جتنے انبیاء اور اولیاء حجرے کے باہر کھڑے تھے میرے پاس آکر مجھے چومنے لگے کہ تو ایسے مقام سے آیا ہے جسے مرکز حجرۂ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کہتے ہیں۔ جو حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے حضرت حجۃ اللہ کو عنایات فرمایا۔

حضرت شیخ سیف الدین کا انتقال

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔[1] حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے جنوب کی طرف ایک تیر پرتاپ کے فاصلے پر مدفون ہوئے۔ جناب کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا جس کے گرد ایک باغ لگایا۔

ے۱ صاحبزادہ حضرت شیخ سیف الدین سرہندی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نامور پوتے کی حیثیت سے تاریخ عالم میں نمایاں ہوئے آپ کی اولاد میں اس لحاظ سے ممتاز حیثیت رکھتے تھے کہ انھوں نے مغل سلطنت کے مایہ ناز حکمران اورنگ زیب عالمگیر کی اعتقادی اور روحانی تربیت میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ جن دنوں اورنگ زیب نے حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کو اپنے دربار اور مہمات میں ساتھ رکھنے کی التجا کی تھی تو حضرت نے اپنی مصروفیت کی بناء پر معذرت کرنے کے بعد اپنے اسی بیٹے شیخ سیف الدین کو ہدایت کی کہ وہ بادشاہِ وقت کے ساتھ خود سفر میں ساتھ رہیں گے اور اس کی علمی نظریاتی اور روحانی اصلاح پر نگاہ رکھیں گے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی ایم۔اے نے اپنے مقدمہ مرقومہ بہ "حسنات الحرمین" میں شیخ سیف الدین سرہندی کے اس کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کی وفات کا سخت افسوس ہوا چونکہ ان دِنوں آنحضرت پر خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑی بڑی نعمتیں اور کرامتیں

(سابقہ صفحہ سے آگے) کہ بادشاہ کی تربیت کے لیئے آپ کو دہلی بھیجا گیا تھا۔ بقول صاحب مآثر عالمگیری آپ شاہی محل کے قریب ہی قیام پذیر ہوئے۔ بادشاہ رات کو امور سلطنت سے فارغ ہو کر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتا تبادلۂ خیالات کرتا۔ کلماتِ عالی سننے سے انوار و برکات حاصل کیا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی نے اپنے ایک خط میں خواجہ سیف الدین قدس سرہٗ کو اورنگ زیب کے پاس رہائش پذیر ہونے کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ فقیر زادہ اورنگ زیب کا منظور نظر بن گیا ہے اور اپنی مجالس سے بادشاہ کو متاثر کر رہا ہے اور شریعت کے امر و نہی سے بادشاہ کو آگاہ کرتا رہتا ہے۔ بادشاہ بھی اس کی اس سعی بلیغ پر اظہار شکر اور رضامندی کرتا ہے خواجہ سیف الدین نے نہایت انہماک سے اورنگ زیب کی ظاہری و باطنی تربیت کی۔ بادشاہ کے سلوک و معرفت کے میلان کو تقویت بخشی بادشاہ کو ملکی مہمات میں جو مشکلات پیش آئیں انھیں بھی حضرت خواجہ سیف الدین کی وساطت سے مشائخ مجددیہ کو توجہ خصوصی سے حل کرایا کرتا تھا۔

حضرت خواجہ اپنے والد کی وفات کے بعد بھی دہلی میں مقیم رہے۔ اور زندگی بھر اپنا مشن جاری رکھا۔ خواجہ سیف الدین نہ صرف احوال باطنی اور امر و نہی کی نگرانی فرماتے تھے۔ بلکہ بعض مقامات پر بذاتِ خود آگے بڑھ کر کفار کی یلغاروں کا مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ آپ کے برادر گرامی شیخ محمد اشرف تو باقاعدہ اورنگ زیب کی جنگوں میں شریک رہے خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دربار شاہی کی وساطت سے معاشرہ میں شریعت کے احکامات کو نافذ کرایا۔ مناہیات اور بدعات کی بیخ کنی کرائی۔ احیائے سنت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دارا شکوہ اور اس کے مصاحبین نے اسلام میں جن بدعات کو رواج دے دیا تھا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

www.maktabah.org

نصیب ہوئیں اس لئے آنحضرت نے ان نعمتوں کے شکریہ میں "حرمین الشریفین" کی زیارت کا ارادہ کیا کہ وہاں زیارت کرکے شکریہ ادا کردیں اور اس مولود نورالعین حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو جو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سے وجود میں آئے تھے جاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف کراؤں سفر کی تیاری کر کے تمام لواحقین اور توابعین کو ساتھ لے کر عرب کا رُخ کیا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند خواجہ محمد پارسا بھی ہمراہ ہوئے اور علماء و مشائخ بھی حج کے ارادے سے آنجناب کے ساتھ روانہ ہوئے آنحضرت نے دکن کے راستہ سے سمندر کے کنارے پہنچنا چاہا جب منزلیں طے کرکے دکن پہنچے۔

(سابقہ صفحہ سے آگے) خواجہ سیف الدین سرہندی نے ان کے اثرات زائل کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا وحدت الوجودیوں کے مقابلہ میں "ما رانص در کار است نہ بر فص۔ فتوحات مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساخت" پر عمل پیرا ہے۔

جن دنوں اورنگ زیب نے دکن کی طرف پیش قدمی کی تو آپ نے اس جنگ کو جہاد کے نام سے تعبیر کرتے ہوئے دارالسلطنت دکن کو "دارالجہاد" قرار دیا تھا ملک میں از سرِ نو جزیہ کا نفاذ کرایا آپ کی شاہان مغلیہ کی قربت کا یہ عالم تھا۔ کہ جب اورنگ زیب نے اپنے بیٹے شہزادہ اعظم کی شادی (۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۹ء) کی تقریب منعقد کی تو حضرت خواجہ سیف الدین ان عظیم علماء عصر میں موجود تھے جنھوں نے نکاح پڑھایا تھا۔ یہ حضرت خواجہ سیف الدین ہی تھے جن کی مجالس کی برکات سے اورنگ زیب نہ صرف "اصلاح احوال باطنی" کی دولت سے مالا مال ہوا۔ بلکہ اس کی ملکی حکمت عملی میں مشائخ نقشبندیہ کے مشورے اور دعائیں شامل حال تھیں۔ یہ خواجہ سیف الدین سرہندی کی تربیت اور نگرانی کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ اورنگ زیب محی الدین، محی السنہ، دین پرور، خدا آگاہ، شہزادۂ دیندار کے القابات کا حقدار بنا۔

www.maktabah.org

تو اورنگ زیب بادشاہِ ہندوستان بھی ان دِنوں دکن میں تھا۔ آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر سرِ بَل آپ کے استقبال کو آیا۔

جب حضرتِ حجۃ اللہ شاہی لشکر میں داخل ہوئے تو بادشاہ صبح وشام آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ دن رات تمام ارکین سلطنت حضور پرنور کی خدمت میں دست بستہ کھڑے رہتے، ہزاروں آدمی آنحضرت کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے۔ آنحضرت نے چند روز شاہی لشکر میں رہ کر عرب جانا چاہا کہ اتنے میں خبر آئی کہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ عظیم چھڑی ہوئی ہے۔ اس واسطے عرب جانے کے لیئے راستہ بند ہے۔ اس لیئے آنجناب نے تھوڑی مدت کے لیئے عرب جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اورنگ زیب عالمگیر نے فتح دکن کیلئے حاضر ہو کر استمداد کی

اس سال سلطانِ ہند عالمگیر نے حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کے حکم سے حیدر آباد دکن پر چڑھائی کی۔ ان دِنوں دکن کے حالات بہت دگرگوں تھے بادشاہ اورنگ زیب کو متواتر خبریں پہنچیں کہ حیدر آباد میں خلفائے ثلاثہ، حضرت عائشہ صدیقہ اور تمام اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ سب وشتم کیا جاتا ہے اس کے علاوہ فسق وفجور کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ وہاں کا بادشاہ ابوالحسن تاناشاہ دِن رات شراب میں مست رہتا ہے۔ اسے اپنے آپ کی سدھ بُدھ نہیں ہوتی۔ رعیت پر

www.maktabah.org

ہر قسم کا ظلم ہو رہا ہے لیکن اُسے اس کی خبر تک نہیں ہوتی ۔ اور نہ مظلوموں کی داد رسی کی جاتی ہے صبح و شام رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے اگر کبھی باہر آتا ہے تو عورتوں کے گلے میں باہیں ڈال کر چلتا ہے ان کے سوا کسی سے بات نہیں کرتا اور نہ کسی کی سنتا ہے ۔ ایسی صورت میں رعایا کی خبر گیری کون کرے ۔ ؎۱

اورنگ زیب نے یہ خبریں سُن کر جہاد کا مصمم ارادہ کر لیا ۔ اور اس بارے میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اور بہت سے لوگوں سے اس بات کی گواہی دِلوائی کہ اہلِ حیدر آباد رافضی ہیں اور صحابہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برملا بُرا بھلا کہتے ہیں ساتھ ہی حضرت عروۃ الوثقٰی کا وہ مکتوب بھی دکھایا جو آپ نے رافضیوں سے جہاد کی تحریص میں اس کی طرف لکھا تھا ۔ اس خط میں لکھا تھا کہ صحابہ کو گالیاں دینے والے دشمنِ رسُول ہیں ان دِنوں اورنگ زیب ابھی شہزادہ تھا اور ایران گیا ہوا تھا ۔ چنانچہ اسکی مفصل کیفیت اس کتاب کے دوسرے حصّے میں لکھی گئی ہے ۔ حضرت عروۃ الوثقٰی کا یہ مکتوب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو دکھا کر رافضیوں کے خلاف اپنی فتح یابی کے لئے

؎۱ ابوالحسن تاناشاہ گولکنڈہ کی سلطنت کے آخری بادشاہ عبداللہ قطب شاہ کا داماد تھا قطب شاہ کے مرنے کے بعد وہ تخت شاہی پر مسند نشین ہو گیا وہ ناز و نعمت میں پلا ہوا سہل پسند حکمران تھا ۔ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا شراب و نشاط میں غرق رہتا ۔ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا ۔ یہ اپنے وقت کا راجہ اندر تھا ۔ اسکی عیش و نشاط ۔ لطافت و نفاستِ طبع کے افسانے اب تک زبانِ زدِ خلق ہیں اس نے اپنے پندرہ سالہ دورِ حکومت میں شہر حیدر آباد یا اپنے قلعہ گولکنڈہ کے باہر کبھی قدم نہیں رکھا اورنگ زیب نے اس کی عیش رانی اور بداعتقادی کی بنا پر ۱۶۹۶ء میں شکست دے کر سلطنت گولکنڈہ کا خاتمہ کر دیا ۔ تاناشاہ ابوالحسن کو قلعہ دولت آباد میں قید کر کے پچاس ہزار روپیہ سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا ۔

www.maktabah.org

دعا کی درخواست کی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو فرمایا کہ آج کی رات ہم اس بارے میں استخارہ کرتے ہیں جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ بتایا جائے گا۔ بادشاہ نے بھی اس بات کو قبول کیا۔

دوسرے دن بادشاہ بشارت فتح کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ آج رات ہم نے اس بارے میں توجہ بلیغ کی ہے۔ اُمید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آپ کو دشمنوں پر تمہیں فتح نصیب ہوگی اور مخالف ذلیل و رسوا ہوں گے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور آداب قیومیت بجالا کر ابوالحسن تانا شاہ کی طرف خط لکھا۔ کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں تمام ممالکِ محروسہ کا بادشاہ مقرر کیا ہے اب ہم چاہتے ہیں کہ حیدرآباد اور بیجاپور کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کر دیں تمہاری سلطنت ہُدہُد کی طرح ہے کہ تاجِ شاہی کے نام کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

تانا شاہ ابوالحسن نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا جو اپنی بہادری دلیری اور سختی کی متکبرانہ ڈھینگوں پر مشتمل تھا۔ اورنگ زیب نے یہ خط دیکھتے ہی جنگ کی تیاری کی اور حیدرآباد کی طرف کوچ کیا۔ ادھر ابوالحسن نے بھی جنگ کی تیاری کر کے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ حیدرآباد میں گولکنڈہ کا قلعہ دکن بھر میں بہ لحاظ مضبوطی بے نظیر تھا۔ تمام ضروریاتِ زندگی قلعہ میں موجود تھیں حتےٰ کہ کھیتی باڑی بھی اندر ہی ہوتی تھی۔ نہایت وسیع قلعہ تھا۔ ابوالحسن اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا اور اطراف وجوانب میں آدمی بھیج دیئے کہ شاہی لشکر کا رسامانِ رسد بند کر دیں عالمگیر نے قلعے کا محاصرہ کر لیا گولہ بارود کی لڑائی ہونے لگی۔ قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر پر گرتے اور سپاہیوں کو ہلاک کرتے۔ لیکن شاہی لشکر کے گولے قلعہ میں نہیں پہنچ سکتے تھے غلہ وغیرہ بھی لشکر تک نہ پہنچ سکا۔

عالمگیر ہر روز سوار ہو کر قلعہ کے نیچے لڑائی کے لئے جا کھڑا ہوتا اور جنگ کی نگرانی کرتا۔ لیکن اہلِ قلعہ پر گولوں کا کچھ اثر نہ ہو رہا تھا۔ بلکہ قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر پر

www.maktabah.org

گرتے اور تباہی مچا دیتے۔ کئی بار یہ گولے بادشاہ کے قریب بھی پڑتے حتٰے کہ ایک دفعہ شاہی تخت کا ایک پہلو گولہ لگنے سے ٹوٹ گیا۔ لیکن اورنگ زیب توکل بر خدا مستقل مزاج رہ کر وہاں سے نہ ہلا بلکہ قدم آگے بڑھتا ہی گیا لشکر ہند میں قحط بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ پچاس روپے کو ایک سیر آٹا بھی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ ہر روز ہزاروں جوان بھوک کی وجہ سے ہلاک ہوتے۔ لوگوں نے عمدہ عمدہ گھوڑے اور اونٹ ذبح کر کے ان کے سُوکھے گوشت کو قوتِ لایموت کے طور پر کھایا اور بسا اوقات یہ بھی نصیب نہ ہوا۔

ابوالحسن قلعہ کے اندر سے زہر آلود طعام شاہی لشکر میں پھنکوا دیتا لوگ کھا کر ہلاک ہو جاتے۔ حالانکہ انھیں یقین ہوتا کہ زہر آلود کھانا ہے پھر بھی بھوک سے لاچار ہو کر کھا لیتے۔ اور ہلاک ہو جاتے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُن دنوں بھی بادشاہ ہر روز دو اونٹ گیہوں کے لدے ہوئے خانقاہ کے آدمیوں کو بھیجتا اور سو آدمیوں کے لئے نفیس کھانا اپنے مطبخ سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا رہا۔

مختصر یہ کہ جب لشکرِ ہندوستان کا قافیہ تنگ ہونے لگا۔ اور ہر روز ہزاروں سپاہی مرنے لگے اور کچھ گولوں کی نذر ہونے لگے۔ تو بادشاہ نے قلعہ لینے کے لئے حد سے زیادہ کوشش کی چنانچہ ایک روز سوار ہو کر قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور کہنے لگا کاش گولہ مجھ پر پڑتا اور میں شہید ہو جاتا یہ بندگانِ خدا بلا سے بچ جاتے۔ اس وقت ابوالحسن قلعہ کے اندر بیٹھا شراب پی رہا ہوتا اور اس کے اردگرد رنڈیاں ناچ رہی تھیں۔ اس نے عالمگیر کو دیکھ کر کہا کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ آج میں اس ناز و نعمت اور عیش و عشرت میں بیٹھا ہوں اور اورنگ زیب اس رسوائی اور بے عزتی سے میرے سامنے کھڑا ہے۔ جب شاہِ ہندوستان نے یہ بات سُنی تو نہایت غضبناک ہو کہا کہ عنقریب ہی تمھیں اس شراب کا خمار بُری طرح لے ڈوبے گا۔ اور اس عیش و عشرت کی لذت بُری طرح چکھنی پڑے گی۔ جو تکلیف میرے لشکر نے تیرے ہاتھ سے اٹھائی

www.maktabah.org

ہے اس سے زیادہ تجھے پہنچاؤں گا۔ اتنے میں ایک گولہ شاہِ ہندوستان کے پاس کھڑے ہوئے ایک فقیر پر پڑا۔ جو فی الفور ہلاک ہو گیا اور اس کے سر کا مغز اڑ کر بادشاہ پر گرا۔ بادشاہ بہت خشمگیں ہوا عصر کے وقت اپنے ڈیرے پر چلا آیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ ڈیرے پر لوٹ آیا۔ تو حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ کہ آنجناب نے اس قلعہ کی فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی لیکن ابھی تک قلعہ فتح نہیں ہوا۔ آنحضرت نے سُن کر ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے مُدت مقرر نہیں کی تھی لیکن عنقریب ہی بفضل خدا فتح و نصرت نصیب ہو گی۔ ہم ہر وقت دعا میں مشغول ہیں حضرت ابوالعلی جو والد بزرگوار کے ساتھ ہی تھے بادشاہ کی اس بات سے بہت ملول ہوئے کہ اس نے ایسی بے ادبانہ گفتگو کیوں کی۔ اسی وقت اُٹھ کر خلوت میں چلے گئے۔ اور ایک گھڑی کے بعد واپس آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک لکھا ہوا کاغذ تھا۔ ابھی بادشاہ آنحضرت کی خدمت میں ہی تھا۔ کہ آپ نے وہ کاغذ بادشاہ کو دے دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ حیدر آباد کا قلعہ تیسرے دن صبح کے وقت فتح ہو گا۔ اور پھر دن چڑھے قلعے کی چابیاں تمھارے ہاتھ آئیں گی بادشاہ نے پوچھا کیا اسی طرح ہو گا جیسا آپ نے لکھا ہے آپ نے فرمایا اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ میں نے حق تعالے سے تحقیق کر کے لکھا ہے۔ بادشاہ یہ سُن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اس فتح کے بعد تمام مال اور ذخیرہ آنجناب کی نذر کر دوں گا۔ واقعی تیسرے دن قلعہ فتح ہو گیا اور پہر دن چڑھے کُنجیاں بادشاہ کے پاس پہنچ گئیں ۔۱؎ بادشاہ نے قلعہ کے محاذی مٹی کا ایک ٹیلہ بلند کیا اور اس پر توپیں نصب

۱؎ اگرچہ تاریخی کتابوں میں قلعہ گولکنڈا کی پختگی اور وسعت کے پیش نظر اسے ناقابل تسخیر لکھا گیا ہے مگر حضرت خواجہ محمد نقشبند کی نگاہِ مشکل کشا نے اورنگ زیب کو بشارت دے دی تھی کہ یہ قلعہ فتح ہو کر رہے گا محمد ساقی مستعد خان نے اس واقعہ کی ڈائری قلمبند کی جو اس محاصرہ کے وقت موجود تھا۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

گیں لیکن اس دمدمے سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ گولہ چھٹتے ہی مٹی پر جا پڑتا ۔ اور بعض گولے لڑھک کر لشکر آپڑتے کہتے ہیں پانچ لاکھ روپیہ اس دمدمے کی تیاری پر صرف ہوا آخر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو العلی کی توجہ سے اللہ تعالےٰ نے اہل قلعہ کے دل میں خوف وہراس ڈال دیا ۔ اور انھوں نے خود بخود قلعہ کا دروازہ کھول دیا ۔ اور الامان پکار اُٹھے شاہزادہ اعظم شاہ اور روح اللہ خاں امیر الامرا نے بڑھ کر قبضہ کر لیا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے) اسے مآثر عالمگیری کے نام سے مرتب کیا گیا تھا ۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ جلوس عالمگیری کا اکتیسواں سال تھا ۔ (۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۸ء) میں رمضان کا مبارک مہینہ تھا ۔ کہ اورنگ زیب عالمگیر نے بذاتِ خود قلعہ کی فتح میں حصہ لینے کا ارادہ کیا ۔ چنانچہ ۲۴، ذی قعدہ کی آدھی رات کے وقت بخشی الملک اور روح اللہ خاں چند سرداروں کے ساتھ قلعہ کی چار دیواری کا چکر لگا کر جائزہ لے رہا تھا کہ اسے کس راستہ سے سر کیا جائے ۔ سرانداز خاں تبنی ان دنوں ابو الحسن تانا شاہ محصور قلعہ کا مشیرِ خاص بنا ہوا تھا ۔ جو قلعہ میں موجود تھا ۔ بخشی الملک قلعہ کی ایک دیوار کے روزن سے تن تنہا اندر داخل ہوا ۔ محمد اعظم شاہ ساحلِ دریا پہ کھڑا تھا ۔ اورنگ زیب خود چند جاں نثاروں کو لے کر اسی مورچل کے روزن سے داخل ہو گئے اور سارے قلعہ میں فتح کے شادیانے بجنے لگے ۔

ابو الحسن تانا شاہ اپنی عادت کے مطابق شراب میں دُھت ماہ رویوں کے جھگٹے میں دادِ عیش دے رہا تھا ۔ بخشی الملک روح اللہ خاں خواب گاہ میں داخل ہوا تو ابو الحسن اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے ۔ روح اللہ خاں نے آگے بڑھ کر سب کو گرفتار کر لیا ۔ اور قلعہ میں ہی اورنگ زیب کی خدمت میں پیش کر دیا ۔ عبدالولی نے اس فتح پر ایک رباعی کہی تھی ۔

اے شاہ جہاں جہاں پناہی کردی ۔۔۔ فتح عجب از لطفِ الٰہی کردی
از مصرعِ تاریخ بشنو مژدہ ۔۔۔ فتح ابابی بادشاہی کردی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

کہتے ہیں اس وقت ابوالحسن کے لیئے دسترخوان پر کھانا چنا گیا تھا کہ یہ پہنچ گئے اور اسے اٹھا لائے۔ اس قلعہ میں ہیروں کی کان تھی جب قلعہ کا محاصرہ ہوا تو کان گم کر دی گئی۔ ابوالحسن کی ایک لڑکی جو بعد میں حضرت حجۃ اللہ کے فرزند شیخ محمد عمر کے نکاح میں آئی۔ نے بتایا کہ جب میرے باپ نے عالمگیر بادشاہ کی آمد آمد سنی تو لڑائی سے چھ مہینے پہلے ہر روز ہیروں کے تھال بھر بھر کے کنوؤں میں پھنکواتا رہا۔ عالمگیر چھ ماہ تک ابوالحسن کے جواہرات نکالتا رہا۔ لیکن ابھی ختم نہ ہوئے کہ بادشاہ ان کو دیکھنے سے عاجز آ گیا۔

جب ابوالحسن کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ نے اسے بہت ہی ذلیل کیا ایک تنگ و تاریک مقام میں اسے قید کر دیا گیا جو تکلیف اور رسوائی ممکن تھی اُسے پہنچائی حتٰی کہ سختی کے مارے وہ قید ہی میں مر گیا۔

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ جب قلعہ حیدر آباد فتح ہوا تو بادشاہ اسی وقت حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح کا شکرانہ بجا لایا اور طرح طرح کے تحفے اور ہدیئے نذر کئے۔ اور عرض کیا کہ مجھے اس فتح کی امید نہ تھی محض جناب کی توجہ مبارک سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ آنحضرت کی اس نے بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ بعد ازاں حضرت ابوالعلی سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ وہی دن ہے جو آپ نے لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی وقت کہا تھا کہ لکھے ہوئے میں ذرا شک و شبہ

(گذشتہ صفحہ سے آگے) اگرچہ ابوالحسن تانا شاہ اپنی تقصیرات کی وجہ سے کانپ رہا تھا اور اُسے ڈر تھا کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ مگر اورنگ زیب نے رحمدلی سے معاف کر کے اسے ایک علیحدہ خیمہ میں رکھا اور نہایت اعزاز و کرم سے اس کے گناہ بخش دیئے یہ قلعہ آٹھ ماہ کے طویل محاصرے کے بعد فتح ہوا تھا اور یہ ناقابل تسخیر قلعہ صرف تائیدِ ایزدی سے فتح ہوا تھا جسے حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ کے خاص تصرف کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

www.maktabah.org

نہیں۔ میں نے تحقیق کر کے لکھا ہے بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ میں ابوالحسن کی لڑکی کو معہ اس کے مال واسباب کے آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس کے گھر میں بیوی ہو۔ وہ دوسری عورت کیوں کرے اس کے مال کی مجھے ضرورت نہیں، ہاں میرے بھائی محمد عمر کی بیوی فوت ہو گئی ہے یہ انہیں دے دو۔

بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کا نکاح ابوالحسن کی لڑکی سے کر دیا اور بہت سا مال وجواہر جہیز میں دیا۔

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ

کی دعا سے بیجاپور فتح ہو گیا

جب عالمگیر بادشاہ حیدر آباد کی فتح سے فارغ ہوا تو بیجاپور کا رُخ کیا۔ کہ اُسے بھی مسخر کرے۔ عالمگیر نے اس بات کا اظہار آنجناب کی خدمت میں کیا۔ تو آپ نے اس بارے میں متوجہ ہو کر فرمایا کہ حق تعالےٰ تمہیں اس مُلک پر بھی فتح ونصرت نصیب کرے گا۔ اور بآسانی وہ ملک تمہارے ہاتھ آئے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ جنگ کی تیاری کی اور بیجاپور کا رُخ کیا۔

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ بیجاپور کے قریب پہنچا تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت محمد عمر کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ قلعہ بھی بغیر جنگ کئے تمہارے ہاتھ آئے گا۔ جب عالمگیر

www.maktabah.org

بیجاپور سے چھ میل کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ تو وہاں کے بادشاہ سکندر نے دیکھا کہ ابو الحسن تاناشاہ اس قدر لشکر کثیر اور دکن کے بادشاہوں میں سے سب سے ممتاز ہونے کے باوجود اورنگ زیب کے ہاتھوں تباہ و خستہ حال ہو گیا ہے۔ تو میں کس گنتی میں ہوں۔ چنانچہ اپنے اراکین سلطنت کو بلا کر مشورہ کیا تو یہ صلاح ٹھیری کہ اسطرح صلح کرنی چاہیئے کہ بادشاہ خود جا کر شاہ ہندوستان اورنگ زیب سے ملاقات کرے۔ بعد میں عالمگیر کی جو مرضی ہو کرے کیونکہ ہم اس کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے۔ سکندر نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور مال خزانے کی کنجیاں لے کر عالمگیر کی ملاقات کے لیئے روانہ ہوا۔

جب عالمگیر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو ارکانِ سلطنت کو استقبال کے لیئے بھیجا بڑی عزت سے بلا کر شاہانہ طور پر اس سے ملاقات کی اور اپنے ساتھ برابر تخت پر بٹھایا سکندر نے عالمگیر سے کہا میں چھوٹا سا بادشاہ ہوں مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اب میں اس لیئے حاضر ہوا ہوں کہ جس طرح حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ ملک کو اپنے قبضے میں لے لو اور یہ ہیں مال و خزانے کی کنجیاں! انھیں لے لو! ۔ عالمگیر نے اُسے دلاسا دیا اور کہا یہ تیرا گھر ہے میں تمھیں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ پھر ایک شاہانہ خیمہ الگ اُس کے لئے نصب کرایا اور بڑی عزت سے اپنے ساتھ رکھا۔ اور بادشاہوں کا سا سلوک کیا اور لوگوں کو تاکید کی کہ جو سلوک میرے بیٹوں سے کرتے ہو ویسا ہی اس سے کرو! ۔ سکندر کے لواحقین کو قلعہ بیجاپور سے منگا کر ساتھ اپنے لشکر میں رکھا اور بیجاپور کے انتظام کے لیئے اپنے آدمی مقرر کیئے جا بجا عامل مقرر کیئے۔ اورنگ زیب نے ابو الحسن کی دوسری لڑکی کا نکاح سکندر سے کیا جس سے وہ منسوب تھی۔

ابو الحسن کی تین لڑکیاں تھیں ایک کا نکاح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر سے ہوا۔ دوسری کا سکندر سے اور تیسری کا بادشاہ ہندوستان کے خالہ زاد بھائی سے ہوا جو ایک رُکن سلطنت تھا۔ جب ابو الحسن کو لڑکیوں کے نکاح کی

www.maktabah.org

خبر ہوئی تو کہا بہت اچھا ہوا کہ مشائخ نقشبند سے میری لڑکی منسوب ہوئی۔ کیونکہ وہ از روئے حسب و نسب اور فضائل تمام جہان سے افضل ہیں۔ دوسری لڑکی جو اسکندر کے نکاح میں آئی تو یہ بھی اچھا ہوا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی اس کی منسوبہ تھی۔ رہی تیسری لڑکی جو شاہ ہندوستان کے خالہ زاد بھائی سے بیاہی گئی یہ بہت غلط ہوا ہے۔ کیونکہ وہ بادشاہوں کی نسل سے نہیں اچھا یہ میری لڑکیاں نہ تھیں عالمگیر کی تھیں۔ جہاں اس نے چاہا نکاح کر دیا۔

پہلے ان دونوں بہنوں کا نکاح ہوا جو سکندر اور شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے منسوب تھیں۔ بعد ازاں شیخ محمد عمر کا نکاح ہوا۔ پہلی دونوں بہنیں تیسری پر فخر کرتی تھیں کہ ہم بادشاہوں کے گھر گئی ہیں اور یہ ایک فقیر کے گھر گئی ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں معہ دوسری عورتوں کے بادشاہی محل میں داخل ہوئیں جب پہلی دو داخل ہوئیں۔ تو صبح سے لے کر عصر تک کھڑی رہیں تب کہیں اندر جانے کی اجازت ملی۔ جب اندر گئیں تو آداب سلطنت کا حکم ہوا۔ ان کی کمریں مارے ادب کے درد کرنے لگیں۔ دیر تک دست بستہ کھڑی رہیں تب کہیں بیٹھنے کا حکم ہوا انھوں نے اپنی آرائش زیور وغیرہ سے خوب کی ہوئی تھی۔ لیکن ہندوستانی خواتین نے دونوں کی آرائش اور ناز نخرے پر طعن و تشنیع کی۔

جب شیخ محمد عمر کے نکاح کی باری آئی تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ معہ اپنی لڑکیوں کے ابو الحسن کی لڑکی سمیت شاہی محل میں داخل ہوئی تو شاہی محل کی عورتیں ان کی آمد کی خبر پاتے ہی دروازے تک استقبال کے لئے آئیں۔ اور دیر تک کھڑی رہیں جب محل میں داخل ہوئیں تو شاہی بیگمات ان کا اسطرح آداب بجالائیں، جیسے کوئی ادنٰے شخص بادشاہ کا ادب کرتا ہے۔ دست بستہ کھڑی رہیں۔ جب ان دونوں لڑکیوں نے یہ حالت دیکھی تو شیخ محمد عمر کی منسوبہ کو کہنے لگیں کہ تو حقیقی بادشاہ کے گھر گئی ہے کہ اس جہان کے تمام بادشاہ اس کے خادم ہیں تیری قدر و منزلت ہم سے بدرجہا بہتر ہے۔ تیری شرافت کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتیں تمھیں ہر طرح سے ہم پر فضیلت حاصل ہے

www.maktabah.org

ایران کے رافضیوں کو شیخ محمد عمر سے اس لڑکی کا نکاح بہت شاق گذرتا تھا کیونکہ ابوالحسن صحیح النسب سید تھا اور ایران کے رافضی اس کے مرید تھے اور ایران کے بادشاہوں سے اس کا رشتہ ناطہ بھی تھا۔ آپس میں کہتے تھے کہ ابوالحسن کی لڑکی کی شادی جو مشائخ سرہند سے اور خصوصاً جو محمد عمر نامی سے ہوئی ہے عین نامناسب واقع ہوئی ہے لیکن مجبور تھے سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

بیجاپور کی فتح کے بعد اورنگ زیب شکرانہ کے طور پر بہت سے تحفے اور ہدیئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔ اسی سال بادشاہ نے بعض حاسدوں کی باتوں میں آکر شہزادہ معظم سے ناراض ہو کر اسے قید کر لیا۔ لیکن اسے قید کرنے سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے کیونکہ شہزادہ آپ کا مرید تھا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک روز چند عورتیں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئیں کہ آج کل ہماری آمدنی کا وسیلہ بند ہے آپ دعا فرمائیں کہ ہمارا کسب جاری ہو۔ کسی نے پوچھا تم کیا کسب کرتی ہو؟ انھوں نے جواب دیا "ہم مردہ شو ہیں۔" آنحضرت نے دعا کے لیئے ہاتھ اٹھانے چاہے تھے جب یہ بات سُنی تو دعا نہ کی۔ لوگوں ہر طرف سے ان عورتوں کو لعن طعن کی کہ تمھاری حالت پر سخت افسوس ہے کہ آنحضرت دعا کراتی ہو کہ لوگ مریں اور تمھاری آمدنی میں اضافہ ہو۔ آنجناب نے نہایت کرم سے بادشاہ کو فرمایا کہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کرو! چنانچہ اس نے مقرر کر دیا۔

اسی سال حضرت قیوم رابع کی بہن حضرت ابوالعلی کی بیٹی تاج النساء بیمار ہو گئی۔ اور یہ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ جب اس کے مرنے کی خبر آنحضرت نے سُنی تو فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ لوگ حیران رہ گئے کہ کیونکر زندہ ہے اس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ لشکر ہند کے تمام اطباء نے آکر دیکھا۔ بادشاہ نے بھی حاذق حکماء کو بھیجا سب نے غور کرنے کے بعد کہا کہ یہ مُردہ ہے۔ پھر بھی آنحضرت یہی فرماتے تھے

www.maktabah.org

کہ وہ زندہ ہے تمام لوگ حیران تھے کور باطن مخالف اس بات پر ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ تین دن مردہ پڑی رہی اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی اس پر چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں بعض طبیبوں نے اگر رگِ جاں پر نشتر مارا تو خون نہ نکلا۔ یہ حالت دیکھ کر سب نے آنحضرت نے اس مردہ خاتون کے پاس جا کر آواز دی۔ آواز دیتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی یہ دیکھ کر لوگوں کا اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ اور حیران رہ گئے۔ اور بہت سے مخالف آکر آنحضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ یہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

اسی سال، حضرت خازن الرحمت کے فرزند مولوی فرخ شاہ نے بادشاہ کی طرف ایک خط لکھا جس کے آخر میں لکھا تھا کہ اس معاملہ سے قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند واقف ہیں۔ بادشاہ نے اس خط کا مطالعہ کر کے کہا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی بزرگی کی کافی دلیل ہے کہ ان کے چچا کے بیٹے ان کی قطب الاقطابی کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کی توجہ سے

قلعہ ستارہ پر قبضہ

جب اورنگ دکن کے بادشاہوں کی مہمات سے فارغ ہوا تو غنیم بعیم کی بیخ کنی کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اس مہم کے آغاز پر حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توجہ کی درخواست کی۔ آپ نے اس معاملہ پر پوری توجہ فرمائی اور طویل فاتحہ کے بعد بادشاہ کو فرمایا کہ تسلی رکھو! اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا۔

www.maktabah.org

جس طرف رُخ کرو گے فتح ہی فتح حاصل ہو گی۔ بادشاہ اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور قلعہ ستارہ کا رُخ کیا جو غنیم کا مضبوط مورچہ تھا اور بلندی اور مضبوطی میں دکن کے تمام قلعوں سے بڑھ کر تھا غنیم نے قلعہ کی فصیل اور برجوں کو مزید مضبوط کر کے مقابلہ کیا۔

اورنگ زیب نے قلعہ کا محاصرہ کیا دونوں طرف سے تیر اور بندوق توپ کی لڑائی ہونے لگی۔ بادشاہ نے حد سے زیادہ کوشش کی لیکن غالب نہ آسکا۔ اور فتح کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی شاہی لشکر کے بہت سے سپاہی ہر روز کام آجاتے تھے۔ آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قلعہ کے سب سے بڑے بُرج تلے نقب لگائی جائے۔ اور اس نقب میں بارود بھر کر آگ لگادی جائے۔ جب آگ لگائی گئی۔ تو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ سارا لشکر یکبارگی قلعہ پر حملہ کرے۔ تمام شاہی فوج نے ہلہ بول دیا۔ اور اُدھر آگ لگادی۔ اس برج پر سات سو آدمی تھے ان کا نام ونشان تک نہ رہا۔ شاہی لشکر بھی ہلاک ہوا۔ جو قلعہ میں رہ گئے انھوں نے پناہ مانگی۔ اور قلعہ بادشاہ کے حوالے کیا۔

بادشاہ فاتح ومنصور ہو کر اپنی لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔ اور غنیم کے تعاقب میں جو کنووں قلعوں میں تھا فوج کو مقرر کیا۔ غنیم کے بہت سے قلعے بادشاہ کے قبضے میں آئے اور غنیم کی فوج کا بیشتر حصہ قتل ہوا۔ غنیم بھاگ اٹھا۔ شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ کیونکہ شاہی لشکر جہاں جاتا وہیں سے بھاگ جاتا مقابلہ بالکل نہ کرتا۔ جب تک عالمگیر زندہ رہا دشمن نے کبھی شاہی لشکر کا مقابلہ نہ کیا

اورنگ زیب اس فتح کے شکرانے کے طور پر بہت سے تحف وہدایا لے کر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی بہت سی دعا وثنار کی اور عرض کیا کہ یہ تمام فتوح تو آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے حاصل ہو رہی ہیں۔ ورنہ مجھ سے کچھ نہ ہوسکتا۔ جب ان فتوحات کی خبر سرہند پہنچی تو حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے بڑے فرزند حضرت محمد صبغۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ فتوح عالمگیر کے ہاتھ سے

www.maktabah.org

نہیں ہوئیں یہ میرے بھائی محمد نقشبند حجۃ اللہ کی توجہ مبارک سے ہوئیں۔

اسی سال محب اللہ الہ آبادی کے خلیفہ اعظم محمدی کو بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے قید کر لیا اس کے قید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ لوگوں نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ محمدی کا عقیدہ دہریوں کا سا ہے اسلام سے اُسے کچھ سروکار نہیں، بلکہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے[۱]۔ بہت لوگ اس کے باطل مذہب میں شامل ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ آنجناب نے لوگوں کی بات کو حسد پر مبنی خیال کر کے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا اور

۱؎ محمدی شیخ محب اللہ الہ آبادی (م ۱۰۵۸ھ / ۱۶۴۸ء) کے خلیفہ اعظم تھے شیخ محب اللہ الہ آبادی شاہ جہانی عہد میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے نامور مشائخ میں سے تھے آپ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات خصوصاً نظریہ وحدت الوجود کے ترجمان تھے۔ فلسفہ وحدت الوجود کو وحدت ادیان کا رنگ دینا آپ ہی کا کارنامہ تھا۔ آپ نے فصوص الحکم کی شرح لکھی اور ایک نسخہ اپنے مرید خاص شیخ عبدالرحیم کی وساطت سے دارا شکوہ کو بھیجا اس شرح کے علاوہ مناظر اخص الخاص (۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء) لکھی پھر عبادات الخواص، تفسیر قرآن۔ المغالطۃ العامیہ اور عقائد الخواص کی اشاعت کی۔ آپ کے مکتوبات وحدت الوجود کے فلسفہ کو بیان کرتے ہیں۔ ان میں بہت سے خطوط دارا شکوہ کے نام ہیں جس سے دارا شکوہ کے عقائد کو تقویت ملی۔ دارا شکوہ نے اپنے دورِ اقتدار میں محب اللہ کو الہ آباد کی صوبیداری بھی عطا کر دی تھی۔

شیخ محب اللہ کی تعلیمات نے جہاں ملک کی ذہنی فضا اور دینی زندگی کو مکدر کر دیا تھا وہاں مشائخ نقشبندیہ کو سخت تشویش تھی۔ کہ یہ فتنہ از سرِ نو برِصغیر کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ شیخ محب اللہ کا رسالہ تسویہ تو نہایت ہی قابلِ اعتراض خیالات لے کر آیا تھا۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی کے بارے میں عجیب و غریب خیالات کا اظہار کیا گیا۔ ان خیالات پر سارے ملک کے علماء کرام نے احتجاج کیا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

لوگوں نے بھی جب آکر ایسا ہی عرض کیا ہر روز بہت سے آدمی آکر آنحضرت سے اس کے باطل عقائد کا ذکر کرتے اور پے در پے آنحضرت نے محمدی کی گمراہی کی خبریں سنیں تو ایک دن ایک شخص نے محب اللہ کی تصنیف شدہ کتاب لاکر آنحضرت کی خدمت میں پیش کی اس کتاب میں محب اللہ نے وجود باری کے اثبات میں لکھا تھا کہ اگر فرض کریں کہ اللہ تعالٰے انہی افراد عالم میں موجود ہے۔ یہ بات جو اس نے اس کتاب میں لکھی ہے کفر محض ہے جب آنحضرت نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں تو مجبوراً بادشاہ کو فرمایا کہ محمدی کو قید کر لو! شاید اپنے عقیدہ سے توبہ کرے۔

بادشاہ نے حسب الارشاد آنجناب، اسے شاہی نقار خانہ میں قید کر دیا بہت سے بڑے بڑے امیر اس کے مرید تھے۔ خاص طور پر روح اللہ خاں[۱] امیر الامراء اس کا مخصوص مرید تھا وہ اس کی قید سے بہت سٹ پٹایا اور اس کی رہائی کے لئے بہت کوششیں کیں

(گذشتہ صفحہ سے آگے) ایک وقت ایسا آیا کہ شیخ محب اللہ کو عوام نے جان سے مارنے تک کا ارادہ کر لیا۔ جس پر شیخ محمد رشید جونپوری نے آگے بڑھ کر شیخ محب اللہ کو پناہ دی۔

اورنگ زیب کے زمانہ اقتدار میں اس کتاب کو جلایا گیا۔ شیخ محب اللہ کے دو ترجمان اور خلفاء میر سید محمد قنوجی اور شیخ محمدی کو اورنگ زیب نے دربار میں طلب کیا۔ مراۃ الخیال کے مصنف کا خیال ہے کہ ان اقدامات کے محرک حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

(استفادہ حسنات الحرمین تعلیقات محمد اقبال مجددی)

[۱] روح اللہ خان دارا شکوہ کے خصوصی امیر خلیل اللہ خان پنج ہزاری کا بیٹا تھا خلیل اللہ خاں دارالسلطنت دہلی کا گورنر بنا دیا گیا۔ اور روح اللہ خاں کو دہلی کی دیوانی دی گئی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں دارا شکوہ کے عہد اقتدار میں بڑے بڑے مناصب اور عہدے ملے اور انھیں دارا شکوہ کے نظریات پر بڑا یقین تھا۔ یہ روح اللہ شیخ محمدی کا سخت معتقد تھا۔

www.maktabah.org

لیکن سب بے سود ۔ کئی دفعہ بادشاہ سے بھی عرض کیا لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ کہتے ہیں کہ محمدی مرتے دم تک قید رہا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے محمدی کو مکہ جانے کا حکم دیا شاہی آدمی اس کے ساتھ گئے جب مکہ سے واپس آیا تو بادشاہ نے قید سخت کا حکم دیا اس کے تھوڑی مدت بعد قید ہی میں مر گیا لوگ بہت سے واہیات کلمے اس سے منسوب کرتے ہیں جو دین اسلام کے مخالف ہیں ۔ اکثر ذو معنی کلام کرتا تھا۔ اگر کوئی گرفت کرتا تو کہتا کہ اس میں میری غرض یہ ہے ۔ چنانچہ جب مکہ سے واپس آیا تو ایک شخص نے کہا تو نے کعبہ کو کیسا پایا؟ کہا احتیاج بشری کا طہارتخانہ ہے لوگوں نے کہا "یہ کیسی بری اور بے ادبی کی بات کرتے ہو۔ کہا میں نے کونسی بری بات کہی ہے ۔ پاک جگہ ہے اور لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے کہ وہاں جاتے ہیں ۔

کسی نے کہا "جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی ؟ جواب دیا فلاں دوا کا روغن جو شخص بدن پر ملتا ہے اس کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی ۔ علے ہذالقیاس بہت سی باطل باتیں اس سے منسوب ہیں ۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی خدمت میں

شاہ بدخشان کی حاضری

اس سال حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام میر عبداللہ رکھا گیا آنحضرت فرماتے تھے کہ اس فرزند کی پیدائش کے دن

www.maktabah.org

میں نے دیکھا کہ فرشتے کہتے تھے کہ آج قطب وقت پیدا ہوا ہے۔ اور مجھے مبارکباد دیتے تھے نظر کشفی میں اس بچے کی استعداد قطبیت معلوم ہوتی تھی۔ جب یہ خوشخبری بچے کی والدہ نے سُنی تو نہایت خوش ہوئی۔ کیونکہ پہلے اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے فرزند بھی دیا تو قطبیت کی استعداد کا۔

آنحضرت کے دوسرے فرزندوں کی والدہ ماجدہ آنحضرت کی زندگی میں فوت ہو چکی تھیں جب کبھی اس بچے کی والدہ اسے گود میں لیتی تو کہتی کہ تو قطب وقت اور قیوم روزگار ہے۔ یہ بات حضرت ابوالعلیٰ کو شاق گذرتی کیونکہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ خوشخبری انھیں دی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ایک روز حسب معمول بچے کی والدہ نے اسے گود میں لے کر کہا تو قطب وقت اور قیوم زماں ہے۔ حضرت ابوالعلیٰ نے ناراض ہو کر یہ بات حضرت قیوم ثالث سے عرض کیا کہ حضرت سلامت! بیگم فقیروں سے نہیں ڈرتی کہ اس شیر خوار بچے کو قیوم وقت بتلاتی ہے۔ عنقریب یہ بچہ مر جائے گا۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کسی کی کیا مجال کہ تمھارے سوا کسی کو قطب و قیوم کہے یہ منصب تمھیں مبارک ہے جس روز یہ گفتگو ہوئی اسی دن وہ بچہ بیمار ہو گیا اور مرض روز بروز بڑھتا گیا حتیٰ کہ چند روز بعد فوت ہو گیا۔

آنحضرت کو اس کی موت کا بڑا رنج ہوا اس کی نعش سرہند بھیجی اور امام معصوم رض کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی۔ بچے کی والدہ کو اس وفات کا بڑا قلق ہوا ہر روز اسطرح روتی کہ دیکھنے والے کا دل بیٹھ جاتا۔

حضرت ابوالعلیٰ کی دعا

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابوالعلیٰ نے بیگم سے کہا کہ میں نے حق تعالیٰ سے اور فرزند مانگا ہے۔ جو عنقریب پیدا ہو گا۔ بیگم نے کہا میں بانجھ ہوں میرے ہاں بچہ نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا ضرور ہو گا۔ کہنے لگیں "ہو گا تو کیا میں اُس

www.maktabah.org

بچے کا افسوس اس لئے کرتی ہوں کہ وہ قطب وقیوم تھا۔" حضرت ابوالعلیٰ نے فرمایا کہ اب تمھارے ہاں کوئی لڑکا ہوگا نہ لڑکی۔ واقعی اس کے بعد بیگم کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی بہت کوشش کی بزرگوں سے دعائیں بھی کرائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔

حضرت ابوالعلیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ بات اللہ تعالیٰ سے مانگ کر اپنے قبضے میں کرلی ہے دوسرے کے کہنے سے کبھی نہیں ہوگی اگر میں چاہوں تو ابھی اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ بیگم نے کئی مرتبہ اولاد کے لئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے ابوالعلیٰ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ بیگم اس وجہ سے حضرت ابوالعلیٰ سے ناراض ہوگئی اور اس بات کے درپے ہوئی کہ میں کسی طرح ان کے کشف کو جھوٹا ثابت کروں گی۔

اتفاق سے انہی دنوں حضرت قیوم ثالث بیمار ہو گئے مرض کا غلبہ ہوتا گیا۔ بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ سے کہا کہ جب تک تم آنحضرت کی شفا کی بابت اپنی کشف سے خوشخبری نہ دوگے میری دلجمعی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کل جس وقت مؤذن شام کی اذان کہے گا اس کے کہتے ہی آنحضرت کی ناک پر پسینہ آئے گا۔ پھر پیشانی پر اور پھر سارے بدن پر۔ اس وقت آنحضرت کو صحت کلی نصیب ہوگی۔ دوسرے دن ٹھیک اسی وقت بیگم نے آنحضرت کی ناک مبارک پر ہاتھ رکھا اور ایک شخص کو جلدی مسجد بھیجا کہ جاکر مؤذن کو اذان کے لئے کہے اُدھر مؤذن نے اللہ اکبر کہا تو اِدھر آنحضرت کی ناک مبارک پر پسینہ آیا پھر پیشانی پر پھر چہرہ مبارک اور تمام بدن پر۔ اس کے بعد آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شفائے کلی نصیب ہوئی۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار گوا کب دریہ میں لکھتے ہیں کہ اس سال میں سرہند سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے دکن گیا جب میں شاہی لشکر میں داخل ہوا تو جوق در جوق لوگ آکر مجھ سے ملاقات کرنے لگے اس وقت میرے دل میں خیال

www.maktabah.org

آیا کہ تو ایسی بزرگی سے جاتا ہے اگر اسی وقت حضرت حجۃ اللہ مہتروں کو حکم دیں کہ تجھے جوتیوں سے پیٹ کر لشکر سے نکال دیں۔ تو جو اعتقاد تجھے اس وقت آنحضرت پر ہے اس میں کچھ کمی آئے گی یا ویسا ہی رہے گا۔ اس بارے جب خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہرگز اس اعتقاد میں فرق نہیں آئے گا کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا۔ وہی آنحضرت مجھ سے کریں گے۔ پس میری بہتری اسی میں تھی کہ مجھے ایسی سزا دیں جب یہ بات میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی تو آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور فرمایا تو حضرت عروۃ الوثقٰی کے کمالات کا وارث کامل ہے۔

شاہِ بدخشان حاضرِ خدمت ہوا

اسی سال شاہِ بدخشان نے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میں عاجز ہوں مجھے اپنا مرید بنا لیں اس عرضی کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا کہ بدخشاں کا پہلا بادشاہ جو آنجناب کا مرید تھا اس کی جگہ دوسرا تخت نشیں ہوا تھا۔ اس نے آپ کا مرید ہونا قبول نہ کیا اور عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا۔ آنحضرت کے خلفار کی بھی پرواہ نہ کی لوگ اسے بہت سمجھاتے کہ حضرت حجۃ اللہ کے خلفار کی خدمت میں جاؤ اور ان کے مرید ہو جاؤ اور یہ عیش وعشرت چھوڑ دو تاکہ تمہاری سلطنت قائم رہے لیکن وہ ایک نہ سنتا۔ آخر کار ملک باغی ہو گیا ہر طرف سے دشمن نے چڑھائی کی۔ امیر اس کا حکم نہ مانتے۔

اسی اثنار میں ایک روز سخت گھبرایا رات کو دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہِ الٰہی میں نہایت عاجزی سے دعا مانگنے لگا۔ دعا کے دوران ہی میں اس کی آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ زربفت کا ایک عالی شان خیمہ جواہرات سے جڑا ہوا ہے جس کے اندر ایک نہایت نفیس تخت پر ایک مردِ خدا بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے اردگرد بہت سے لوگ ہاتھوں میں سنہری عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ انہی کی وجہ سے تیری سلطنت میں

www.maktabah.org

خلل آیا۔ اگر سلطنت کا استقلال اور دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس بزرگ کے خلفاء کی خدمت میں جا کر ان سے دعا کراؤ۔

جب بادشاہ ہوش میں آیا تو اپنے پچھلے افعال پر نادم ہوا اور حضرت حجۃ اللہ کے خلفاء کی خدمت میں آکر مرید ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

سرہند شریف میں قیام فرماتے ہیں

جب حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند کو شاہی لشکر میں رہتے ہوئے پانچ سال ہو گئے اور فرنگیوں اور ہندیوں کی باہمی جنگ کی وجہ سے حج کی راہ بالکل بند رہی تو آنحضرت ہر روز وطنِ مالوف کو لوٹ آنے کی خواہش کرتے۔ لیکن اورنگ زیب آنحضرت سے ایک لمحہ بھی جدا ہونا نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ آپ کی برکت سے اسے اس قدر فتوحات نصیب ہوئیں۔ آنحضرت بھی بپاسِ خاطر عالمگیر توقف فرماتے رہے۔

جب بادشاہ نے شہزادہ معظم کو جو آنحضرت کا مرید تھا قید کر لیا اور اس کی قید کی سختی دن بدن بڑھتی گئی تو آنحضرت کو یہ بات ناگوار گذری جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ایک روز آنحضرت نے بادشاہ سے فرمایا کہ معظم کو رہا کر دو۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ اس کو رہا کرنے سے ملک میں خللِ عظیم کا اندیشہ ہے فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ اور ناحق مسلمانوں کی

www.maktabah.org

خونریزی ہوگی۔ آنحضرت خاموش رہے۔

چند روز بعد آنجناب نے پھر شہزادہ کی رہائی کے لیئے فرمایا بادشاہ نے پھر بھی وہی عذر پیش کیا۔ اسی طرح آنحضرت ہر روز شہزادہ کی رہائی کے لیئے فرماتے اور بادشاہ عذر کرتا رہتا یہ بات آپ کو سخت ناگوار گذری۔ ایک روز نہایت غصے سے بادشاہ کو فرمایا۔ جو تکلیف شہزادہ کو پہنچ رہی ہے اس سے تو اس کا مر جانا بہتر ہے۔ اگر اسے رہا نہیں کرتے تو قتل ہی کر دو۔ بادشاہ نے عرض کیا "مجھے چندہ ماہ کی مہلت عنایت ہو کہ جناب کی خاطر توکل بر خدا میں معظم کو رہا کر دوں گا۔ ؏۱

انہی دنوں ایک روز روح اللہ خاں امیر الامراء ہند جو محمدی کا مرید تھا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کی خدمت میں درخواستگار ہوا کہ از راہِ لطف و کرم کوشش کر کے محمدی کو بادشاہ کی قید سے چھڑائیں۔ شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا ہم سے یہ امید مت رکھو کہ ہم دشمنِ خدا کی مدد کریں گے۔ بلکہ اُسے ہر طرح کی ممکن سے سے ممکن تکلیف پہنچائیں گے۔ روح اللہ شرمندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا شیخ صاحب نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ محمدی پر تکلیف اور بھی زیادہ کر دی جائے۔ روح اللہ یہ دیکھ کر بہت جلا اور حضرت

؏۱ یہ وہ زمانہ تھا جب شہزادہ معظم حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی زیر نگاہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ آپ اس کے آرام کا خیال رکھتے اور اورنگ زیب سے سفارش کرتے اس کی غلطیاں حتیٰ کہ بغاوتوں کی خطاؤں کو معاف کراتے مگر جب معظم شاہ نے محرم ۱۱۱۹ھ / مارچ ۱۷۰۷ء کو اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ اور "خلد منزل شاہ عالم بہادر شاہ" لقب اختیار کر کے شیعیت کو فروغ دینے لگا اور مساجد میں اذان، خطبہ اور کلمہ کا رواج دینے لگا۔ تو حضرات مجددیہ کو سخت مایوسی ہوئی اور یہ حضرات اس کی حمایت سے دستبردار ہو گئے۔

شہزادہ معظم ۱۱۱۸ھ سے ۱۱۲۴ھ تک خود مختار بادشاہ رہا۔

www.maktabah.org

قیوم ثالث کا سخت دشمن ہو گیا دن رات اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح آنحضرت کو تکلیف پہنچائے ایک روز کچھ آدمیوں کی زبانی بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ حضرت حجۃ اللہ تیری سلطنت کی نسبت شہزادہ معظم کی سلطنت پر زیادہ راضی ہیں۔ اور معظم نے اس مقصد کے لئے بے شمار روپیہ آنحضرت کو دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ہر روز اس کی رہائی کے لئے خواہش کرتے ہیں۔

بادشاہ نے ان لوگوں کی بات نہ مانی بلکہ کہا کہ آنجناب میرے پیر و مرشد ہیں جو کچھ میرے حق میں بہتر ہو گا وہی کریں گے تم نامناسب اور نامعقول بات کہتے ہو۔ وہ لوگ شرمندہ ہوئے تو دوسری طرف حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ آپ سے بہت ناخوش ہے۔ اور یہ باتیں کہتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم نے بادشاہ کے حق میں کونسی برائی کی ہے۔ ہم تو صبح و شام اس کی سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ ہم سے کیوں ناراض ہے؟ پھر ان لوگوں نے جا کر معظم سے کہا۔ کہ بادشاہ کے دوسرے بیٹے اعظم شاہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سا روپیہ دیا ہے کہ بادشاہ کو کہہ کر معظم کو قتل کرا دیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مرتبہ بادشاہ کو فرمایا بھی تھا کہ اگر اسے رہا نہیں کرتے تو اسے قتل ہی کر دو۔ اسی بات کو انھوں نے معظم کو لکھ دیا۔

انہی دنوں ایک روز روح اللہ خاں بعض مخالفوں سمیت شاہی مجلس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شکایت کر رہا تھا اعظم شاہ بھی ان کے ساتھ شریک تھا۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا اور دوسری طرف متوجہ ہوا۔ جب یہ خبر آنحضرت نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ کہ روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار[1] ہو گیا اور اعظم شاہ سلطنت سے معزول ہو گیا۔ آنحضرت کے یہ فرماتے ہی روح اللہ خاں بیمار ہو گیا۔ اس کی زبان میں لکنت آ گئی اور تیسرے روز مر گیا۔ اعظم شاہ بھی بادشاہی سے

---

[1] اورنگ زیب کے دربار میں دو امراء روح اللہ خاں کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ (بقیہ ائندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

محروم رہا کیونکہ باپ کے بعد سلطنت محمد معظم کو ملی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حجۃ اللہ ناراض ہو گئے ہیں اور روح اللہ خان غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر مر چکا ہے تو گھبرایا ہوا دیوانوں

(گذشتہ صفحہ سے آگے) ایک تو روح اللہ خاں اوّل۔ اور دوسرا روح اللہ خاں خانہ زاد (روح اللہ خاں اوّل کا بیٹا) تھا۔ اگرچہ فاضل مؤلف نے وضاحت نہیں کی کہ یہ کون روح اللہ تھا جس نے آپ کے خلاف عالمگیری دربار میں سازش کی اور محمدی کا مرید ہو کر غضب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ لیکن قرائن اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص روح اللہ اوّل تھا۔ جسے اورنگ زیب کی مزاج شناسی اور قربت کا اعزاز حاصل تھا۔ یہ خلیل اللہ خان یزدی کا بیٹا تھا۔ امیر الامرا شائستہ خان کا داماد تھا۔ وہ عالمگیر کے جلوس کے چھٹے سال میر بخشی کے عہدے پر سرفراز ہو کر دو ہزاری منصب پر مقرر رہا۔

روح اللہ خان نے مغل دربار میں رہ کر بہت سی جنگی مہمات اور ملکی معاملات حصہ لیا۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ ترقی کرتا رہا وہ مغل دربار کے کئی عہدوں پر متعین رہا۔ جب بادشاہ دکن کی مہمات پر تھا تو روح اللہ خان اپنی تدابیر سے بہت سے معاملات کو سلجھاتا رہا۔ اس کی والدہ حمیدہ بانو بیگم جو عالمگیر کی خالہ تھی فوت ہوئی تو سارا شاہی خاندان روح اللہ خان کی دلدہی اور شرکت غم میں مصروف رہا۔ حتیٰ کہ زیب النسار بنت اورنگ زیب روح اللہ خان کے گھر ماتم پرسی کے لئے مقیم رہی۔

روح اللہ خان نے بیجاپور کے محاصرے کے وقت بڑا اہم کردار ادا کیا۔ یہ روح اللہ خان ہی تھا جس نے اپنی شیریں کلامی سے نواب ابوالحسن (تاناشاہ) کے معتمد عبداللہ بیجاپوری المعروف سرانداز خان کو اپنا ہمراز بنا کر رات کے وقت تاناشاہ کے خلوت کدہ خاص میں داخل ہو گیا۔ اور اسے گرفتار کر لیا محافظوں میں سے کسی کو جراٴت نہ ہوئی کہ ہتھیار اٹھا سکے۔ فتح گولکنڈہ ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۷ء میں ہوئی عالمگیر نے اس فتح کو روح اللہ خان کا کارنامہ قرار دیا اور سارے دکن (جو ان دنوں دار الجہاد کے نام سے مشہور تھا) کا اسے ہی گورنر بنا دیا۔ اس نے قلعہ رائے چور کو فتح کیا۔ انہی دنوں اس نے اپنی بیٹی عائشہ بیگم کو شاہ عالم کے دوسرے لڑکے محمد عظیم سے بیاہ دیا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

کی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی لیکن آنحضرت نے ذرہ بھر بھی توجہ نہ کی۔ بادشاہ نے توجہ کی درخواست کی پہلے ہفتہ میں ایک دفعہ توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اب وہ بھی ترک کر دی۔ جب بادشاہ حاضر خدمت ہوتا تو آنجناب نہ اس کی طرف دیکھتے اور نہ توجہ باطنی فرماتے ۱؎ آخر آپ نے ایران کی راہ حج کا ارادہ کیا۔ اور بادشاہ سے رخصت

(گزشتہ صفحہ سے آگے)، خان روح اللہ خان ان تمام اوصاف کے باوجود بدقسمت تھا۔ کہ اسے مشائخ سرہند سے بغض رہا۔ وہ نظریاتی طور پر ملاحدہ اور بے دینوں کے زیادہ قریب تھا۔ اور نگ زیب کو اس کی یہ کمزوری معلوم تھی مگر وہ اسے درباری خدمات کے پیش نظر پسند کیا کرتا۔ اور مناصب اعلیٰ سے نوازتا تھا۔ وہ ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۱ء میں مرگیا نزع کے وقت اورنگ زیب اس کے پاس پہنچا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

بہ ہیچ نہ از رفتہ باشد زجہاں نیازمندے — کہ بوقت جاں سپردن بہ سرش رسیدہ باشی

خان روح اللہ خان آداب گفتگو سے واقف اور خوش تقریر انسان تھا عالمگیر کی دینداری کے باوجود وہ بے دین رہا مہم سازی، سازش اور معرکہ آرائی میں سرگرم رہتا تھا۔ اگرچہ وہ عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے بادشاہ سے بڑے بڑے فیصلے کرا لیتا تھا مگر اسے اپنے پیرو مرشد محمدی کی رہائی میں کامیابی نہ ہو سکی اور حضرت قیوم ثالث محمد نقشبند کی نگاہ غضب کا شکار ہو گیا۔

(استفادہ از مآثر الامراء)

۱؎ حضرت خواجہ محمد نقشبند کی ناراضگی کا یہ واقعہ فاضل مؤلف کی تحریر کے علاوہ کہیں نہیں ملتا حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ ہندوستان کی بگڑتی ہوئی سیاسی اور معاشرتی صورت حال سے سخت پریشان تھے۔ مغربی علاقوں میں بدعقیدہ لوگوں کا زور بڑھتا جا رہا تھا۔ عالمگیر دکن میں مرہٹوں کی سرکوبی میں الجھا ہوا تھا تشیعیت کے اثرات غالب آ رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے حج بیت اللہ کا اعلان کر دیا۔

www.maktabah.org

ہوئے۔ بادشاہ نے بہت منت وسماجت کی چند روز اور توقف فرمائیں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔

اورنگ زیب کو آنحضرت کے جانے کا سخت قلق ہوا۔ پھر اپنے تمام اراکین سلطنت کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا اور نہایت عجز ونیاز سے عرضی لکھی کہ آنحضرت تشریف لائیں تو حسب الارشاد کارروائی ہوگی معظم کو بھی رہائی دی جائے گی۔ لیکن آپ نے ذرا پرواہ نہ کی۔ یہاں تک کہ عرضی کو دیکھا تک نہیں۔ شاہی آدمی مایوس ہو کر لشکر میں لوٹ آئے اور ساری کیفیت آکر بادشاہ کو سُنائی۔

حضرت حجۃ اللہ جب دار الارشاد سرہند میں آئے تو شہر کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے استقبال کو آئے۔ میرے (مصنّف) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ جب لوگ استقبال کے لئے آئے تو مجھے خیال آیا کہ اگر میرے بھائی حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو استقبال کے لئے آتے جب بھائی فراق کا مجھ پر غلبہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی مروج الشریعت گھوڑے پر سوار بہت سے اولیاء اللہ ساتھ لئے ظاہر ہو کر فرماتے ہیں۔ بھائی صاحب دیکھو! میں بھی استقبال کے لئے آگیا ہوں بھائی کو دیکھنے سے مجھے فرحت وسرور حاصل ہوا۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سرہند میں داخل ہوئے تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے مراقبہ کیا پھر دولتخانہ میں تشریف لائے۔ اور ایک گھڑی لوگوں میں بیٹھ کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی خدمت میں

سُبحان قلی خاں بادشاہِ توران کی عرضداشت

اسی سال سبحان قلی خاں بادشاہِ توران آپ کا غائبانہ مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ وہ اس سے پہلے سمرقند میں تھا وہاں خواب میں دیکھا کہ یاقوتِ سُرخ کے محل پر ایک بزرگ کھڑا ہے اور اس محل کے گرد ہزارہا اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں، سُبحان قلی خاں نے لوگوں سے پوچھا کہ محل پر کھڑا ہوا بزرگ کون ہے؟ انھوں نے کہا خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم وقت ہیں۔ اتنے میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے سبحان قلی خان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہم نے تمھیں توران کا بادشاہ مقرر کیا ہے اب بخارا چلے جاؤ! وہاں تختِ سلطنت تمھارا انتظر ہے، ہمارے خلفاء کی خدمت کرنا تاکہ تمھاری سلطنت کو استقلال ہو قیامت میں بھی اللہ تعالیٰ تمھیں بلند مرتبہ عطا فرمائے گا اور تمھارے گناہ بخشے جائیں گے۔

سبحان قلی خاں نے بیدار ہو کر حسب الارشاد بخارا کا رُخ کیا۔ مخالفوں نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن حضور کی توجہ اس کے شاملِ حال تھی۔ اس پر قابو نہ پا سکے۔ اُن دنوں سبحان قلی خاں دشمنوں کے خوف سے بہت گھبرایا ہوا تھا۔ کئی راتیں ڈر کے مارے سو نہ سکا ایک رات پھر آنحضرت نے خواب میں فرمایا کہ ہم تیری مدد و حمایت پر ہیں کسی کی مجال نہیں کہ تجھے تکلیف پہنچائے کل ہمارے خلیفہ مرزا خواجہ کی خانقاہ پر چلے جانا اور اس سے ہماری کلاہ لے کر سر پر رکھنا اور بخارا چلے جانا۔ دوسرے روز وہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں گیا بیشتر اس کے کہ سبحان قلی خان کچھ بیان کرے مرزا صاحب نے فرمایا کہ تمھیں حضرت حجۃ اللہ

www.maktabah.org

خواجہ محمد نقشبند نے کلاہ لینے کے لئے بھیجا ہے۔ یہی کلاہ تمھارا تاج سلطنت ہے۔ اُن دِنوں بارہ ہزار جنگی ترک مرزا صاحب کے مرید تھے۔ سب کو سبحان قلی خاں کے ماتحت کیا سب اس کی اطاعت پر کمر بستہ ہوئے۔ سبحان قلی خاں سر پر کلاہ رکھ کر ان ترکوں کو ساتھ لے کر بخارا گیا۔ ابھی عبد العزیز خاں بادشاہ بخارا زندہ تھا۔ اس نے اپنا اقتدار کسی دوسرے کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ کی توجہ سے لوگوں کے دِلوں میں سبحان قلی خاں کی محبت گھر کر گئی اور وہ سلطنت کا مالک قرار پایا دشمن اس کے زور و قوت سے ڈر کر راتوں رات بھاگ گئے۔ جب عبد العزیز خاں مر گیا تو سبحان قلی خاں توران کا واحد بادشاہ ہوا۔

تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی حضرت حجۃ اللہ کے خلفاء کا مرید ہوا۔ اور آپکی خدمت میں معہ تحف و ہدایا ایک عرضی بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو تحف و ہدایا قبول کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کی بیٹی امت القیوم عرف جیونی بیگم صاحبہ کی شادی شیخ عبد الاحد[1] کے بیٹے شیخ محمد نقی سے ہوئی۔ آنحضرت نے بے شمار مال و اسباب، جواہر۔

---

[1] شیخ عبد الاحد (شاہ گل متخلص بوحدت) حضرت خازن الرحمت کے پانچویں بیٹے تھے۔ ۱۰۵۰ھ کو پیدا ہوئے ۱۱۲۷ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کے چار بیٹے شیخ محمد ابو حنیف۔ شیخ محمد جواد۔ شیخ محمد نقی شیخ نور الحق تھے۔ تیسرے بیٹے شیخ محمد نقی کی شادی قیوم ثالث کی بیٹی سے ہوئی تھی۔

شیخ محمد نقی ۱۳ محرم ۱۱۴۸ھ کو فوت ہوئے آپ کے دو بیٹے شیخ محمد اظہر اور شیخ ظہور اللہ تھے شیخ ظہور اللہ تو خواجہ محمد نقشبند کی ایک نگاہ سے مجذوب ہو گئے۔ مگر شیخ محمد اظہر نے بڑا مقام حاصل کیا۔ اور اورنگ زیب نے آپ کو نواب اظہر الدین خان کا خطاب دیا۔ آپ کے تین بیٹے تھے احسان اللہ خان، انعام اللہ خان شہید اور عرفان اللہ خان تھے۔ احسان اللہ خان کے دو بیٹے تھے محمد مشتاق اور محمد آفاق۔ حضرت شاہ محمد آفاق بڑے صاحب علم و عرفان تھے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

نقد و جنس جہیز میں دیا۔ ایک لاکھ روپے کا صرف زیور ہی تھا۔ باقی سونے چاندی کی اور چیزیں اور جواہرات تھے۔ شہر کے تمام افراد کی دعوت کی گئی۔

کہتے ہیں۔ اس طرح دھوم دھام سے مشائخ سرہند تو درکنار ہندوستان بھر میں کوئی شادی نہیں ہوئی ہوگی۔

(گذشتہ صفحہ سے آگے) شاہ غلام علی دہلوی نے اپنی کتاب سیر المرشدین کے حاشیہ پر آپ کو ہدیہ تحسین پیش کیا ہے۔ انساب الطاہرین کے مصنف نے آپ کو اپنے وقت کا شیخ طریقت لکھا ہے۔ کابل کا بادشاہ شاہ زمان آپ کا مرید تھا۔ آپ ۱۱۶۰ھ میں پیدا ہوتے ۱۲۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ انعام اللہ خان شہید کے تین مرید حسنین۔ صمصام اللہ اور مقبول النبی تھے ان کی اولاد کا علم نہیں ہو سکا۔ (ماخوذ از انساب الانجاب خواجہ محمد حسن مجددی)

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

رضی اللہ عنہ

کابل تشریف لے جاتے ہیں

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے دکن تشریف لے گئے تھے۔ ان دنوں انگریزوں اور ہندوستانیوں میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ اِس لئے عرب کے بحری راستے بند تھے۔ چند سال تک آنحضرت شاہی لشکر میں رہے جب کابل کے مغل اور پٹھانوں کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو آنحضرت کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی آنحضرت سرہند ہی میں تھے کہ کابل کے آدمی پیش قدمی کے لئے حاضر خدمت ہو گئے۔

آنحضرت پیر کے دن ۱۵، جمادی الاوّل کو کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر کابل کے بہت سے آدمی حاضر خدمت ہوتے تھے۔ جب لاہور پہنچے تو کابل سے ایک ہزار آدمی آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ جب آگے بڑھے تو ہر منزل پر جوق در جوق آدمی قافلہ میں شریک ہوتے گئے۔ جب دریائے سندھ پار کیا تو خدمت اقدس میں لوگوں کا اِس قدر ہجوم ہوا کہ قلم ان کے شمار سے عاجز ہے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند پشاور میں

میرے (مصنّف) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ جن دِنوں حضرت حجۃ اللہ کابل تشریف لے گئے۔ ہم اس وقت پشاور میں تھے۔ ہم پشاور سے پندرہ کوس کے فاصلے پر نوشہرہ تک استقبال کے لئے گئے۔ نوشہرہ سے پشاور تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا آدمیوں کی

www.maktabah.org

کثرت کی وجہ سے زمین نظر نہ آتی تھی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آنجناب نماز کے لئے ٹھہرے لوگوں کو نماز کے لئے اچھی طرح جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے تھے حالانکہ جنگل اس قدر وسیع تھا پھر بھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔

پشاور کا حاکم ہاتھی پر سوار ہو کر حضور کے استقبال کو آیا۔ کچھ لوگوں نے اسے کہا کہ ہاتھی پر سوار ہو کر قیوم وقت کی ملاقات کو جانا سخت بے ادبی ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں کے لئے بے ادبی ہے جو اُن کے مرید ہیں۔ میں تو اُن کا معتقد نہیں۔ جب آنحضرت کے قریب پہنچا تو ہاتھی بٹھا کر اترا۔ لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اژدہام خلقت سے ہاتھی حواس باختہ ہو گیا اور آنحضرت تک نہ پہنچ سکا۔ یہ محض آنحضرت کے تصرف کی وجہ سے تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اور میرے والد بزرگوار نے بارہا یہ فرمایا کہ ہاتھی کو ہم نے بیٹھتے دیکھا لیکن پھر اٹھتے نہ دیکھا جب ہاتھی کے قریب پہنچے تو اُسے مردہ پایا۔ جو لوگ آپ کی زیارت اور استقبال کو آتے تھے انھیں آنحضرت کی زیارت بھی نصیب نہ ہوتی تھی صرف دور سے آنجناب کی سواری کو دیکھ لیتے تھے ہزار میں سے صرف ایک کو زیارت نصیب ہوتی تھی۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی آمد پر کابل میں بدعات بند کر دی گئیں

آنحضرت پشاور میں ایک مہینہ رہ کر کابل کیطرف روانہ ہوئے جب امیر خان والی کابل نے جو دریائے سندھ سے لے کر قندھار تک سارے علاقے کا حاکم تھا سنا کہ آنحضرت پشاور تک تشریف لے آئے ہیں تو اس نے سارے علاقے میں حکم بھیج دیا کہ جتنے گاؤں راستے میں پڑتے ہیں ان میں کوئی خلاف شرع اور بدعت کا کام مثلاً بھنگ۔ پوست۔ افیم۔ شراب۔ ڈھول طنبور وغیرہ نہ ہونے پائے۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تشریف لا رہے ہیں جب آنحضرت کے خیمے سندھ پار نصب ہوئے تو اس ملک میں بدعت و خلاف شرع کوئی کام نہ پایا جاتا تھا۔ جب آنحضرت پشاور سے

کابل کی طرف روانہ ہوئے تو تورانِ بدخشان اور ترکستان وغیرہ ممالک کے ہزاروں لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

اسی اثنار میں کابل کا ایک رئیس حاجی عبداللہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تھی کہ میں قطب وقت کو دیکھوں۔ ایک رات میں نے خواب میں تین آدمیوں کو دیکھا ایک بوڑھا۔ دوسرا جوان۔ تیسرا بچہ۔ لیکن بوڑھے اور بچے کے کپڑوں پر تمام اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ اور جوان کے کپڑے پر کمر تک اسمِ ذات لکھا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ تینوں قطب ہیں جب میں نے آپ کو دیکھا تو جناب کی شکل وصورت اس بوڑھے سے ملتی ہے اور جس جوان اور بچے کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ وہ آنحضرت کا بیٹا اور پوتا تھا۔ جوان کے بباس پر کمر تک جو اسمِ ذات دیکھا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُسے صرف قطبیت کے کمالات حاصل تھے اور بچے اور بوڑھے کو منصب بھی حاصل تھا۔ اس بچے سے مراد حضرت قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر ہیں جب آنحضرت پشاور سے تین منزل کے فاصلہ پر درۂ خیبر میں پہنچے جہاں سے کابل سات دن کی راہ ہے۔ تو امیر خاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا اور طرح طرح کے تحفے نذر کیے۔

حضرت حجۃ اللہ کی کابل میں آمد پر عقیدتمندوں کا ہجوم

جب آنحضرت کابل پہنچے تو خلقت کا اس قدر ہجوم ہوا کہ سوائے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے اور کسی کی خدمت میں کہیں اتنا ہجوم نہیں ہُوا تھا شہر میں کوئی ایسا فرد بشر نہ تھا جو آنحضرت کے استقبال کو نہ آیا ہو۔ حتےٰ کہ عورتیں بھی برقعہ پہن کر آئیں بلکہ شیر خوار بچوں والی اور حاملہ عورتیں بھی آئیں۔

کابل کے بعض آدمیوں نے مجھ (مصنف) سے بیان کہ جن دنوں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کابل میں تھے تو شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں

www.maktabah.org

لوگو! ان کے استقبال کے لئے نکلو! سارے آدمی نکل آئے۔ ہم بھی کندھوں پر سوار ہو کر گئے۔ کابل کے تمام چھوٹے بڑے معہ وہاں کے حاکم کے آنحضرت کیساتھ پاپیادہ جا رہے تھے کابل کا قاضی، قاضی جان محمد آپکی نعلین مبارک اٹھاکر پیدل ساتھ جارہا تھا جب اس انبوہِ کثیر کے ساتھ آنحضرت شہر میں داخل ہوئے تو کابل کی دوکانیں پائمال ہوگئیں لوگوں کا بہت سا مال واسباب ضائع ہوا۔ شہر کابل میں آدمیوں کی گنجائش نہ رہی دوسرے ملکوں سے ہر روز ہزاروں آدمی زیارت کے لئے آتے تھے اور روز بروز لوگوں کی کثرت ہوتی جاتی تھی۔

حضرت قیومِ ثالث حجۃ اللہ کی خدمت میں

عالمِ اسلام کے علماء و مشائخ کی حاضری

حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند کی قیومیت کا پچیسواں سال تھا۔ آپ کی کثرتِ ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز چار پانچ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی حاضر ہو کر مرید ہوتے۔ دُنیائے اسلام کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی اپنی مشیخت اور درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بادشاہ سلطنت چھوڑ کر آنجناب کے حلقہ بگوش غلام بن گئے روئے زمین کے مختلف حصّوں سے لوگ ٹڈی دَل کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خصوصًا توران بدخشان۔ کاشغر۔ ترکستان اور دشت قبچاق کے بے شمار لوگ حاضر خدمت ہوئے مذکورہ بالا ملکوں سے ہزاروں لوگ ہر روز آنجناب کی خدمت سے مشرف ہوتے تھے

www.maktabah.org

توران۔ ترکستان اور بدخشاں کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال کے لئے آئے اور اپنے اپنے ایلچی معہ تحف و ہدایا آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ ایلچیوں کے ساتھ ہزارہا آدمی زیارت کے لئے آئے۔ اس قدر لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ کابل میں گنجائش نہ رہی جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آئے وہ شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے شہر کے ارد گرد ایک ایک کوس تک بڑا بھاری لشکر پڑا ہوا تھا۔

صبح و شام آپ کے حلقہ میں اس قدر لوگ شامل ہوتے اور مجلس اقدس کا دبدبہ اس طرح کا تھا۔ کہ بادشاہ اور امراء کو اتنی جرأت نہ تھی کہ بات کریں۔ آنجناب کے نزدیک اعلیٰ ادنےٰ امیر غریب برابر تھے۔ آپ کی خدمت میں غرباء امراء بادشاہوں کی تعظیم نہ کرتے۔ اور بادشاہوں کو آنحضرت کی مجلس میں بیٹھنے کی مجال نہ تھی۔ آپ کی مجلس کا جاہ و جلال کہاں تک لکھوں۔ اندک نوشتہ را بسیار باید دانست۔ جب ایران کے بادشاہ نے آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر سُنی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ایران آرہے ہیں اگر دین و دنیا کی خیریت چاہتے ہو تو ان کا استقبال کرو اور آداب خدمت بجا لاؤ اور اُن کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ تمھاری سلطنت کو استقلال رہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخش دے۔

شاہ ایران یہ خواب دیکھ کر آنحضرت کے استقبال کے لئے گیا۔ جب اپنے ملک کی حد پر پہنچا تو ایلچی کو تحفے اور ہدیئے دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا اور ایک لاکھ روپیہ بھی نذر کیا اور ساتھ ہی مرید ہونے کے لئے ایک عرضی لکھی جب ایران کے بادشاہ کا ایلچی معہ تحف و ہدایا اور عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے تحفے اور ہدیئے قبول کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

www.maktabah.org

مشائخ مجددیہ کی کابل میں مقبولیت

اسی سال حضرت عروۃ الوثقٰی کے بڑے بیٹے محمد صبغۃ اللہ کابل تشریف لے گئے حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں اس دن لوگوں کا ہجوم بہت ہی زیادہ تھا کیونکہ تمام اکابرینِ سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ اور تمام چھوٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے۔

حضرت حجۃ اللہ اپنے بڑے بھائی کا استقبال کر کے انھیں نہایت عزت سے شہر میں لائے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ایک روز کابل میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بیٹھا تھا اور میرے ہاتھ میں ایک سیب تھا اتفاقاً وہ سیب میرے ہاتھ سے گر کر لڑھکتا ہوا آنحضرت کے خلیفہ خواجہ مرزا کے آگے چلا گیا۔ خواجہ صاحب نے وہ سیب اٹھا کر مجھے دے دیا۔ پھر ایسا ہوا تو خواجہ صاحب نے دوبارہ اٹھا کر مجھے دے دیا۔ تیسری مرتبہ جب گر کر اُس کے پاس گیا۔ تو مجھے اٹھا کر دینا ہی چاہتے تھے کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا "خواجہ صاحب! اس سیب کو اپنے پاس رکھیں۔ آپ کو اس سے نعمت حاصل ہوگی"۔ حسب الارشاد خواجہ صاحب نے وہ سیب سنبھال کر رکھا۔ جب حضرت حجۃ اللہ نے حضرت قیوم رابع کو خلیفہ بنا کر کابل بھیجا۔ تو خواجہ صاحب نے حاضرِ خدمت ہو کر وہ موعودہ نعمت حاصل کی۔

جب کابل میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حد سے زیادہ ہجوم ہو گیا اور مغل پٹھان۔ ترک اور تاجیک بکثرت آ گئے اور روز بروز خلقت کا انبوہ زیادہ ہوتا گیا ہر روز گروہوں کے گروہ اور جوق در جوق ترک مغل اور پٹھان آنحضرت کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ ہندوستان سے بھی بہت سے آدمی حاضرِ خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ امیر خاں والیٔ کابل اللہ والوں کا اسقدر ہجوم دیکھ کر حیران رہ گیا اور ترک مغل

www.maktabah.org

اور پٹھانوں کی کثرت دیکھ کر گھبرا بھی گیا اور اس مضمون کا ایک خط عالمگیر کو لکھا:

"شیخ زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے کابل میں تشریف لانے کے سبب علاقے میں خلل عظیم واقع ہوا ہے اوّل یہ کہ نائب شرع قاضی شیخ صاحب کی نعلیں کو سر پر اٹھا کر پیادہ پا ان کے ساتھ جاتا ہے اور اس میں شریعت کی اہانت ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے سبب سے بازار کی دکانیں پامال ہوئی ہیں۔ اور اہل بازار کا مال واسباب ضائع ہو گیا۔ شیخ صاحب کی سواری میں میرا ہاتھی لوگوں کے پاؤں تلے آکر مر گیا ہے۔ ایسے کام تو کبھی بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہیں ہوئے اس سے بڑی بات یہ ہے کہ ترک۔ مغل اور پٹھان اس کثرت سے شیخ صاحب کے پاس جمع ہوئے ہیں اور توران۔ ایران۔ بدخشان اور ترکستان کے بادشاہ اپنی اپنی حدود پر جو سرحد ہندوستان سے ملتی ہیں آکر بیٹھے ہوئے ہیں اس وجہ سے اندیشہ ہے کہ سلطنت ہند میں فساد عظیم برپا ہو جو بعد میں لاعلاج صورت اختیار نہ کر جائے۔ اب کابل میں عملاً میری حکومت نہیں۔ شیخ صاحب کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا۔"

بادشاہ نے اس کے جواب میں ایک غضب آلود خط لکھا کہ اس ملک اور اس سلطنت کی سعادت اسی میں ہے کہ اسی قسم کا شیخ میرے وقت میں پیدا ہوا ہے۔ یہ خط پڑھنے کے بعد اورنگ زیب نے امیر خاں کو برطرف کر دیا۔

یہ خط وکتابت اور امیر خاں کی معزولی مفصل بیان کی جائیں گی۔

www.maktabah.org

حضرت قیومِ ثالث حجۃ اللہ

کابل سے واپس سرہند تشریف لائے

جب امیر خاں والیٔ کابل نے بادشاہ کی طرف خط لکھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے کابل آنے سے دین و دنیا میں خلل آگیا ہے اوّل شرع کی اہانت ہوئی ہے کہ قاضی شیخ صاحب کی نعلین سر پر رکھے پا پیادہ آپ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے وقت بازار پائمال ہوا ہے۔ اور ہاتھی لوگوں کے پاؤں تلے آکر روندا گیا اور مر گیا۔ تیسرے مغل پٹھان اور ترک بادشاہ، سلطنتِ ہندوستان کی سرحد پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے عنقریب ہی ملک میں بھاری فساد ہوگا جس کو روکنا بعد میں محال ہو جائے گا۔

اورنگ زیب نے امیر خاں گورنر کابل کو معطل کر دیا

جب یہ خط بادشاہ اورنگ زیب کو ملا تو پڑھ کر سخت ناراض ہوا اور امیر خاں کی طرف لکھا کہ تمھارے کمینہ پن پر مجھے تعجب آتا ہے کہ ایسی نامناسب اور نامعقول باتیں لکھتے ہو، میں کیا ہی خوش نصیب ہوں کہ ایسا شیخ میرے وقت میں میرے ملک میں پیدا ہوا ہے کہ اس قدر لوگ اس کے فرمانبردار اور اس قدر ہجوم ہوا ہے کہ بازار پامال اور ہاتھی ہلاک ہوا۔ اگر آدمیوں کی کثرت سے دکانیں ضائع ہوئیں ہاتھی مر گیا تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہ کہ جو تو نے لکھا ہے کہ قاضیِ شہر شیخ صاحب کی نعلین کو سر پر اٹھائے پیادہ پا ساتھ چلتا ہے سو قاضی شہر شیخ صاحب کے مرید ہیں مرید اپنے پیر کا جو بھی ادب کرے

www.maktabah.org

بجا ہے۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ مغل پٹھان اور ترک شیخ صاحب کی خدمت میں بکثرت جمع ہو گئے ہیں اور بادشاہ اپنی اپنی سرحدوں پر آئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سلطنت ہند میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے سو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ میری سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ انہی کے طفیل مجھے تخت نصیب ہوا ہے ان کے سبب میری سلطنت میں کیونکر خلل آسکتا ہے ہم سمجھتے ہیں تم میں کابل کا حاکم ہونے کی اہلیت نہیں لہٰذا ہم تجھے معطل کرتے ہیں اور آئندہ کے لیے حکم دیتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کے خلاف کسی قسم کا نامناسب کلمہ زبان پر نہ لانا۔ ورنہ دین و دنیا دونوں کھو دو گے۔ کیونکہ آنجناب قیوم وقت ہیں۔ دنیا کی غمی اور خوشی۔ خوشحالی اور بدحالی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ہاتھ میں دے رکھی ہے۔"

اسی اثنا میں عالمگیر نے ایک رات خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ تجھ سے ناراض ہو کر ایران کی راہ حج کو جا رہے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو! تمھارے ملک سے خیر و برکت جاتی رہے گی۔ بادشاہ جب جاگا تو گھبرایا۔ حضرت مروج الشریعت کے دوسرے بیٹے خواجہ محمد پارسا کو بلا کر خواب کا واقعہ سنایا اور عرض کیا جس طرح ہو سکے حضرت حجۃ اللہ کو واپس لاؤ۔ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ آپ نے فرمایا "حتی المقدور کوشش کروں گا کہ آنحضرت کو واپس لے آؤں امید غالب ہے کہ لے بھی آؤں گا۔ ؎

نہ خسپم تا نہ چسپانم سرت را نیایم تا نیارم دلبرت را"

بادشاہ نے بھی اپنی عرضی عجز و نیاز سے اس مضمون کی ارسال خدمت کی کہ "تعجب ہے آنجناب نے سفر کو مخالفین کی راہ سے ہو کر جانا پسند فرمایا ہے۔ الحمد للہ! یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں جس کسی نے میری طرف سے جناب کی خدمت میں کچھ عرض کیا ہے وہ محض جھوٹ ہے۔ ؎

www.maktabah.org

مانجیٰ اللّٰہ والرسول معًا — من لسان الوریٰ فکیف انا

(جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دنیا کی زبان سے نہیں بچ سکتے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں)
اگر آنجناب اس علاقے میں تشریف فرما ہوں تو مجھ کو گمراہی کے بھنور سے نکال کر ہدایت و نجات کے ساحل پر پہنچا جائیں۔ اور یہ بات کرمِ کریمانہ سے کم نہیں۔ ؎

گر شاہ کند میل ہلالی عجیبے نیست — شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

دراصل بادشاہ تو آنجناب ہیں میں تو ایک گداگر ہوں۔ آج سے آپ کی خاطر معظم کو بھی حسب الارشاد رہا کرتا ہوں "۔

جب خواجہ محمد پارسا عالمگیر کی یہ عرضی لے کر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور بہت منّت سماجت کی اور بادشاہ کی عاجزی اور گھبراہٹ کے متعلق بھی عرض کیا۔ تو آنحضرت کے دل میں رحم آیا۔ اور کابل سے دکن جانے پر راضی ہو گئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے اکثر خلفاء اور مرید غزنی بلکہ قندھار تک چلے گئے تھے آنحضرت نے انھیں بھی واپس بلا لیا۔ اور جو لوگ توران۔ ترکستان وغیرہ سے زیارت کے لیئے حاضر خدمت ہوئے تھے انھیں بھی رخصت فرمایا ان میں سے بعض آنحضرت کی خدمت ہی میں رہے۔ اور جدائی اختیار نہ کر سکے حضرت حجۃ اللہ معہ تمام لواحقین و تابعین دارالارشاد سرہند کی طرف متوجہ ہوئے رخصت ہوتے وقت امیر خاں والیٔ کابل نے عرض کیا کہ بادشاہ مجھ پر ناراض ہے آپ نے ایک مکتوب بطور سفارش عالمگیر کی طرف لکھا بادشاہ نے آپ کی سفارش سے مہرباں ہو کر امیر خاں کو دوبارہ کابل کا حاکم مقرر کیا۔

خواجہ مرزا کے بیٹے خواجہ نور اللہ اپنے باپ کی حکایت بیان کرتے ہیں جب آپ روانہ ہوئے تو میر خورد درِ دولت پر حاضر ہو کر آنجناب سے توجہ باطنی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میر صاحب تم پہلے بھی

www.maktabah.org

ہمارے حلقہ میں داخل رہ چکے ہو اور ہم سے باطنی توجہات بے چکے ہو میر صاحب نے عرض کیا جو کچھ مجھے حاصل ہے جناب ہی کی توجہ کی برکت ہے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ کے لئے بعض وجوہات کی بنا پر جناب کی خدمت میں حاضر نہ رہ سکا نیز میں اس ملک میں بھی نہ تھا۔ اب مدت بعد آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اب تو ہم جا رہے ہیں ورنہ تمہیں قربِ الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچا دیتے۔ اچھا اب بھی تمہاری باطنی حالت اچھی ہے۔

پہلے سفر میں جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے تھے تو میر خورد نے حاضر خدمت ہو کر فیض اور نسبت باطنی اخذ کئے تھے اب کی مرتبہ جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے تو میر خورد بدخشاں گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے آنحضرت کی آمد کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوئے لیکن اس وقت جب آنحضرت واپس تشریف لانے کو تھے جب حضرت قیوم ثالث منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے تو تمام مشائخ و رؤسائے سرہند استقبال کے لئے آئے۔ اور سرہند سے تین منزل پر حاضر خدمت ہوئے۔

آنحضرت پہلے حضرت مجدد الف ثانی اور عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کی زیارت کرنے کے بعد اپنے خاص محل میں تشریف لے گئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند سے حضراتِ مجددیہ کی بیعت

اس سال حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند

www.maktabah.org

حضرت محمد اشرفؒ نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ کہ جب حضرت حجۃ اللہ کابل سے واپس تشریف لائے اور ابھی سرہند میں داخل نہ ہوئے تھے۔ اور لوگ آنجناب کے استقبال کو جا چکے تھے۔ کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد حضرت محمد اشرف کو الہام ہوا کہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ محمد اشرف! تم ان کا استقبال کرو۔ کیونکہ وہ میرا محبوب ہے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف حسب اشارت فیض بشارت حضرت حجۃ اللہ کے استقبال کو گئے اور اپنا یہ الہام عرض خدمت کیا اس وقت تمام چھوٹے بڑے حاضر خدمت تھے۔ فرمایا لوگو! تمہیں واضح رہے کہ قطب جہان اور قیوم زماں حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں جو شخص آنجناب کی قیومیت کو قبول کرے گا اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو گا اور قیامت کے دن اس کے گناہ بخش کر اسے بہشت

۱؎ خواجہ محمد اشرف حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے فرزندار جمند تھے آپ نے خصوصی طور پر خواجہ محمد اشرف کو اورنگ زیب کے لشکر میں رکھا تھا تاکہ آپ بادشاہ کی روحانی تربیت کی نگہداشت کر سکیں آپ دارا شکوہ کی جنگ اقتدار کے دنوں اورنگ زیب کی راہنمائی فرماتے رہے خواجہ محمد اشرف اور اورنگ زیب کی رفاقت کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ محاذ جنگ پر بھی بادشاہ کے ساتھ تھے اور فتح و نصرت کی بشارت بن کر ہر معرکہ میں پیش پیش رہے

آپ کی وجہ سے خواجہ محمد سعید کے بیٹے خواجہ سعد الدین (حضرت خواجہ محمد معصوم کے بھتیجے) بھی میدان جنگ میں موجود رہے۔ مقاماتِ معصومیہ میں خواجہ صغر احمد مجددی نے آپ کی جنگی خدمات کی تفصیل لکھی ہے۔

www.maktabah.org

میں واخل کرے گا۔ اور جو آنحضرت کی قیومیت کو قبول نہ کرے گا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ اور نہ تسلیم کرنے کی شامت سے اپنے ایمان کو ضائع کرے گا نیز فرمایا کہ قیومِ زمان اور قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند ہیں ان کی خدمت میں جاکر باطنی استفادہ کرو۔ اور میرے حق میں بھی دعا منگوانا اور توجہ کے لیئے التماس کرنا۔

حضرت محمد اشرف کے فرزند اپنے والد ماجد کے حکم سے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں آکر مرید ہوئے اور باطنی کمالات اخذ کیئے۔ حضرت محمد اشرف کے چار لڑکے تھے۔ شیخ محمد جعفر شیخ محمد روح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد شافی الحال چاروں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے آنجناب بھی اِن چاروں پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی بشارات رحمت فرمائیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث کی مرید ہوئی۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ شیخ سیف الدین کے فرزند اور حضرت شیخ محمد صدیق کے فرزند اپنے اپنے باپ کے مرید تھے ان کے سوائے باقی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث کی مرید تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے حاجی فضل اللہ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر حالتِ غیب طاری ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم ثانی تخت پر بیٹھے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اسی تخت پر آنجناب کے ساتھ برابر بیٹھے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بھی قیوم زمان اور قربِ الٰہی میں میرے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ پھر دیکھا دیکھی دوسرے آدمی بھی حضرت مجدد الف ثانی

www.maktabah.org

اور حضرت قیوم ثانی سے بشارات حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے لیکن ان سب کا لکھنا طوالتِ کلام کا موجب ہے۔ کہتے ہیں سوائے مذکورہ بالا تین فرزندوں کے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی سواری کے ساتھ پیدل چلتے تھے۔

حضرت قیومِ ثالث حجۃ اللہ محمد نقشبند نے

شاہزادہ معظم کو رہائی دلائی

اِس سال حضرت قیوم ثالث نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جا کر سفر حج کے لیئے استخارہ کیا کہ کئی سال سے حج کا ارادہ کر رہا ہوں لیکن میسر نہیں ہوتا چنانچہ پہلے دکن گیا۔ تو وہاں چھ سال رہا بعد ازاں کابل گیا تو تین سال وہاں رہنا پڑا۔ لیکن اس دیر کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ الہام ہوا کہ یہ سفر اس فرزندِ عزیز کے لیئے ہے۔ یعنی حضرت قیوم رابع ابھی سِن بلوغ کو نہ پہنچے تھے۔ اس لیئے اِس سفر میں تاخیر ہو رہی تھی۔ اب وہ فرزند بالغ ہو گیا ہے۔ اطمینان سے سفر حج اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اس فرزند کے لیئے بے شمار نعمتیں مقرر فرمائی ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ یہ خوشخبری سُن کر ازبس مسرور و شاد ہوئے۔ اور لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دی۔ سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ سرہند کے اکثر مشائخ مثلاً شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ خواجہ محمد پارسا۔ میرے (مؤلف کے) چچا شیخ محمد میر اور بہت سے مشائخ و علماء اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔

www.maktabah.org

حضرت ابو العلےٰ کی وفات

جب آنحضرت شاہجہان آباد پہنچے تو آنجناب کے فرزند کلاں حضرت ابو العلیٰ بیمار ہو گئے اور دن بدن مرض غالب آتا گیا۔ حتےٰ کہ زلیست کی کوئی امید باقی نہ رہی اور تین مہینے بعد اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ازحد افسوس ہوا۔ آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ اور میرے (مصنف کے) دادا جان کی طرف لکھا کہ نعش مذکور کو حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں جو میری قبر کے لئے جگہ مقرر ہے دفن کرنا۔

جب نعش سرہند پہنچائی گئی تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے لئے آئے اور شہرے گئے۔ میرے (مصنف) دادا صاحب نے حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف حضرت مروج الشریعت کے پہلو میں دفن کیا۔ لوگوں نے کہا ابھی حضرت قیوم ثانی کے فرزند زندہ ہیں۔ پہلے آنجناب کے فرزندوں کی قبریں روضہ مبارک کے اندر ہونی چاہئیں۔ پھر پوتوں کی باری آنی چاہیئے۔ میرے جدامجد نے فرمایا کہ آنجناب کا یہ پوتا بھی کمالات میں آپ کے فرزندوں سے کم نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر حضرت حجۃ اللہ کسی ادنےٰ آدمی کے لئے بھی حکم دیتے تو میں اس کی قبر روضہ منورہ کے اندر بناتا یہ تو خود آنحضرت کے فرزند ہیں۔

حضرت قیوم ثالث نے اپنے فرزند کی وفات کے بعد اپنی ساری ہمت اور توجہ اپنے پوتے کی تربیت پر صرف کرنی شروع کی۔ تھوڑی ہی مدت میں وہ پوتا بفضل الٰہی اپنے والدِ بزرگوار سے بڑھ گیا۔ اور قیومیت کا منصب باپ سے بیٹے میں منتقل ہو گیا۔ جب بیٹا باپ سے افضل ہو گیا۔ اور شاہ ہندوستان کو حضرت حجۃ اللہ کے شہر میں تشریف لانے کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے شاہزادہ معظم کو جو مدت سے قید میں تھا۔ آپ کی سفارش پر رہا کیا۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آنحضرت بادشاہ کو شہزادہ معظم کی رہائی کا حکم دے چکے تھے۔ اور بادشاہ نے بھی عریضہ میں لکھا تھا

www.maktabah.org

کہ جب کابل سے آنحضرت واپس تشریف لائیں گے تو شاہزادہ معظم کو رہا کیا جائے گا۔ جب سُنا کہ آنحضرت دکن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو شہزادہ معظم کو رہا کر کے آنحضرت کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ آنحضرت فرزند کی ماتم پُرسی کے دن گذار کر شاہجہان آباد سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔

ابھی اکبر آباد پہنچے تھے کہ شاہزادہ معظم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنحضرت نے بھی اس پر حد درجہ مہربانی کی اور اُسے لے کر شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کا سلطانِ ہند کے لشکر میں قیام اور حج کو روانگی

جب عالمگیر بادشاہ کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام ارکانِ سلطنت سمیت سر کے بل بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ایک مخصوص مرید صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز کے بعد یاروں سمیت حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ عالمگیر بادشاہ بھی حاضر خدمت ہوا۔ وہ بھی ایک گوشے میں مراقبہ ہو بیٹھا کسی نے اس کی تواضع نہ کی۔ حتٰے کہ کسی نے پرواہ بھی نہیں کی کہ کون آیا ہے۔

جب آنحضرت مراقبہ سے فارغ ہوئے۔ تو بادشاہ حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنجناب نے بھی اس پر بہت مہربانی فرمائی۔ بادشاہ نے

www.maktabah.org

کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے! کہ اس وقت ایسا شخص موجود ہے کہ میرے جیسا بادشاہ جس کے ڈر سے ایران توران اور روم کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں جب اس کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو میرے نوکر چاکر بھی شیخ کی تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے تواضع نہیں کرتے بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے؟

بعد ازاں آنحضرت سوار ہوئے تو اورنگ زیب پا پیادہ آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس روز صرف آپ ہی سوار تھے دوسرے سب پیدل تھے صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا۔ کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر و ثانی دُنیا بھر میں موجود نہیں اِس وقت حضور کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ ضرور آنحضرت کے دِل میں خیال آیا ہوگا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ میرے ساتھ پیدل جا رہا ہے یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا کہ واقعی آنجناب کی ذات شریف ایسی ہی ہے۔

اتنے میں بادشاہ نے آنحضرت کے پائے مبارک پر بوسہ دے کر عرض کیا۔ کہ کیا آنجناب کو معلوم ہے کہ میں یہ آداب وسلوک اور تواضع کس لئے کرتا ہوں؟

آنحضرت نے پوچھا "کیوں کرتے ہو؟"

عرض کیا" میں بادشاہ ہوں اور آنجناب درویش، قیامت کے دن معاملہ برعکس ہوگا۔ آپ بادشاہ ہوں گے اور میں ظالموں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا۔ اس وقت اللہ جلال میں ہوں گے۔ کیا جناب کو اس وقت یہ تواضع یاد آئے گی؟ آنحضرت نے فرمایا "ضرور یاد رکھوں گا"

جب حضرت قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمہ اللہ لشکر میں داخل ہوتے تو اورنگ زیب نے آنحضرت سے توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنجناب نے توجہ باطنی

www.maktabah.org

کی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ توجہ لینے کے بعد بادشاہ اورنگ زیب آپ کے برابر تخت پر بیٹھا تو عرض کیا۔ کہ آج تو میں آنجناب کے ساتھ بیٹھا ہوں قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیٹھے ہوں گے اور مجھے ہاتھ پاؤں جکڑ کر مجرموں میں کھڑا کیا جائے گا کیا آپ اس وقت مجھے گناہگاروں کے گروہ سے رہائی دلائیں گے آنجناب نے فرمایا "اطمینان رکھو! تمھیں گناہگاروں میں نہیں رہنے دوں گا۔

شاہزادوں میں مُلک کی تقسیم

اسی سال خبر آئی کہ امیر خاں والیٔ کابل فوت ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے حکم کے مطابق شاہزادہ معظم کو بہادر شاہ کا خطاب دے کر کابل بھیجا اور ہندوستان کا سارا علاقہ اسے دیا اور اپنے فرامین میں اُسے والیٔ ہند لکھتا۔ دکن کا علاقہ شہزادہ اعظم شاہ کے سپُرد کیا۔ معظم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ، سے رخصت ہو کر کابل کی طرف روانہ ہوا۔ آپ نے رخصت کے وقت اُسے تمام ہندوستان اور دکن کی سلطنت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اسی وقت شہزادہ معظم بہادر شاہ نے اپنی تمام اولاد کو آنحضرت کی خدمت میں مرید کروایا۔

بہادر شاہ نے سرہند پہنچ کر حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی اور پھر کابل گیا۔ تھوڑی مُدّت میں آنحضرت کی توجہ سے ہندوستان اور دکن دونو کا بادشاہ ہو گیا [1]

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا جب معظم بہادر شاہ حضرات مجددیہ کے زیر اثر تھا مگر ایک زمانہ آیا کہ اس کے عقائد پر شیعیت کا غلبہ ہو گیا۔ اس کے دربار میں شیعہ علماء نے قرب حاصل کر لیا۔ اور حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی (قیام حرمین الشریفین) کے دوران شیعیت کو فروغ دینے کے احکامات بھی جاری کر دیئے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ اسی سال آنحضرت نے مجھے شاہی لشکر میں محبوبیت ذاتی کی خوشخبری سنائی اور فرمایا کہ اسی مقام پر حضرت قیوم ثانی نے مجھے محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ بشارت عطا فرمانے کے بعد فرمایا کہ میری محبوبیت کی طرف دیکھو۔ میں نے حسب الارشاد نگاہ کر کے عرض کی" جناب کی محبوبیت ذاتی ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا حق تعالیٰ نے یہی محبوبیت تمھیں عنایت فرمائی ہے۔ وہ محبوبیت جس کی خوشخبری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے عنایت فرمائی تھی۔ تمہیں بھی عنایت ہوئی ہے تم اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لاؤ!۔

حضرت حجۃ اللہ چند ماہ شاہی لشکر میں رہ کر عرب کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی حج کو روانگی

شاہی لشکر میں سے کئی ہزار سپاہی تارک الدنیا ہو کر حج کی نیت سے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں ڈیڑھ ہزار مشائخ اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے ان میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار علماء، طالب علم اور صالح آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ علاوہ بریں کئی ہزار اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ عالمگیر نے آنحضرت کے ہاتھ ایک عرضی جناب

(سابقہ صفحہ سے آگے) وہ ۱۱۱۸ھ سے ۱۱۲۴ھ تک حکمران رہا اس دوران سلطنت مغلیہ کو شدید مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ اقتدار کی جنگ نے ملک کی سالمیت کو تباہ کر دیا۔ سکھ جاٹ اور مرہٹے شہروں اور بستیوں پر حملے کرنے لگے۔ بہادر شاہ کی بے جا فیاضیوں اور جہاندار شاہ کی عیاشیوں نے سلطنت مغلیہ کی شان و شوکت کو مٹا کر رکھ دیا۔

(مرتب)

www.maktabah.org

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب کی بھی درخواست کی گو اکب دریہ میں لکھا ہے کہ حج کے موقعہ پر اس قدر لوگوں کا ہجوم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد صرف تین مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ ایک دفعہ جبکہ حضرت عروۃ الوثقےٰ حج کو گئے۔ دوسری دفعہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں تو اسقدر ہجوم تھا کہ مکہ معظمہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی شہر سے باہر دور دور تک لشکر پڑا ہوا تھا۔

مذکورہ بالا تینوں موقعوں پر کئی ہزار اولیاء اللہ جمع ہوئے تھے۔ چند ایک جہاز بادشاہ نے آنحضرت کی نذر کئے۔ اور کئی خود آنجناب نے کرایہ پر لئے۔ آنجناب نے اپنی گرہ سے بے شمار روپیہ فقرا اور مساکین میں تقسیم کیا۔ اور ہفتہ کے روز ۵ شوال کو جہاز پر سوار ہوئے۔ لیکن ہوا کے متحرک نہ ہونے کے باعث ساٹھ روز میں مخہ[1] پہنچے جب جہاز سے اُترے تو حج کے دن گذر چکے تھے۔ اس لئے مجبوراً یمن میں ٹھہرے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی براستہ یمن

حرمین الشریفین کی حاضری

جب شاہ یمن کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو تمام اراکین

---

[1] مخہ یا مخا یمن کا ایک شہر ہے جو ساحل سمندر پر زبیدہ اور عدن کے درمیان یمن کی بندرگاہ ہے۔ (یاقوت ہفت اقلیم)

www.maktabah.org

سلطنت کو ساتھ لے کر استقبال کے لئے آیا۔ اور ضیافت و مہمانداری کی شرائط بجالایا۔ آپ نے مکہ میں رہائش اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہِ یمن نے عرض کیا کہ آخر جناب نے حج کے لئے ہی جانا ہے اگر چند روز اس ملک میں اقامت فرمائیں تو اس ملک کے لوگ جناب کی قیومیت سے مستفید ہوں گے۔ چنانچہ جب اس نے زیادہ منّت سماجت کی تو آپ نے بھی بپاسِ خاطر وہیں اقامت فرمائی۔ وہ صبح و شام آنجناب کی خدمت میں خادموں کی طرح حاضر رہتا۔ اور خانقاہ کے تمام اخراجات کا خود ہی متحمل ہوتا۔

اُدھر جب خنگار روم کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو ایک عرضی معہ تحف و ہدایا ایلچی کے ہاتھ خدمتِ والا میں بھیجی اسی طرح روم۔ شام۔ اور عرب کے تمام بڑے بڑے مشائخ اور علماء، آپ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے ان علاقوں میں جو آپ کے بہت سے مرید اور خلفاء تھے۔ مثلاً شیخ مراد شامی، شیخ المدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ سبھی اپنے اپنے مقامات سے اپنے ہزاروں عقیدت مندوں کیساتھ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق حضور کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے لایا۔

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے یمن میں مجھ سے پوچھا کہ تمھیں کشف حقائق کہاں تک حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ خدا کے فضل سے مجھے تمام اشیاء کے حقائق کی کشف حاصل ہے تمام سالکوں کے مشرب معلوم ہیں۔ جانتا ہوں کہ فلاں شخص اپنے نبی کی ولایت کے چوتھے حصے تک پہنچا ہے کسی نے تیسرا حصّہ کسی نے نصف حصہ۔ ان سب کی حالت مجھ پر منکشف ہے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کشف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقٰی کے سوا کسی گذشتہ یا آئندہ ولی کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

www.maktabah.org

اپنے فضل وکرم سے تمھیں عنایت کی ہے اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجا لاؤ۔

قطبیت اور قیومیت کی علامت

انھیں دنوں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا وجود بڑا ہو گیا ہے۔ جس سے تمام جہان زمین سے آسمان تک پُر ہو گیا ہے۔

جب میں نے یہ خواب آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا یہ قطبیت اور قیومیت کی علامت ہے۔ تمھیں اللہ تعالیٰ قیوم وقت بنائے گا۔

کعبہ دعوت دیتا ہے

جب یمن میں آنحضرت کو رہتے ہوئے تین مہینے گذر گئے۔ تو ایک روز فرمایا کہ آج کعبہ ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اور گلہ کرتا تھا کہ تم آکر یمن میں بیٹھ گئے ہو میرے پاس کیوں نہیں آتے؟ بعدازاں بہت جلدی معہ توابع ولواحقین مکہ کا رُخ کیا۔ ایک روز راستے میں فرمایا۔ کہ کعبہ ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے۔ گویا میرے اردگرد پھرتا ہے۔ تمام آدمی جو کعبہ کو سجدہ کرتے مجھے یوں محسوس ہوتا گویا مجھے کرتے ہیں کیونکہ کعبہ نے مجھے گھیرا ہوا تھا۔

جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ تمام جنگل اور صحرا کعبہ کے نور سے پُر ہے۔ تمام اہلِ مکہ آپ کے استقبال کے لئے آئے۔ حضرت حجۃ اللہ پاؤں کے درد کی وجہ سے تخت پر سوار ہو کر مسجد الحرام کے اندر گئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ عین طواف کے وقت کعبہ میرے گلے ملا اور مجھے بھینچا اور میرے چہرے پر اس نے بوسہ دیا۔ ایک روز مکہ میں فرمایا کہ آج رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور بدرجہ غایت مہربانی کر کے فرمایا کہ ہم تمھارے بہت مشتاق ہیں ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ دوسرے دن آنحضرت نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ مگر جانے سے پہلے اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی

www.maktabah.org

قبر پر فاتحہ پڑھی اور فرمایا میری ماں نے مجھے پیار سے گلے لگایا۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند بارگاہِ نبوی میں

جب مدینہ منورّہ میں پہنچے تو وہاں کے تمام باشندوں نے زبردست استقبال کیا۔ آنحضرت نے حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارک پر اپنا سر مُنہ آستانہ علیہ پر مَلا۔ دوسرے دِن آنحضرت کے بہت سے خلفاء کو روضہ منورہ کے اندر جانے کی اجازت مِلی۔ پردہ خاص کے اندر آنجناب پر بے خودی طاری ہوئی۔ جب وہاں سے باہر آئے تو لوگوں کو فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات میرے حال پر غایت درجہ مہربان ہو کر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے خاص لحوق حاصل ہوا۔ بعد ازاں مجھے خِلعت عنایت فرمائی۔

آنجناب نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمھیں نہایت تپاک سے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں بٹھا کر تمھارے سر منہ کو چوما اور اس طرح مہربان ہوئے کہ جیسے باپ بیٹے پر ہوتا ہے اور فرمایا کہ یہ وہی فرزند ہے جس کے باپ کی تربیّت میں بارہ سال تک کرتا رہا تاکہ اس سے ایسا فرزند پیدا ہو جو میرے کمالات کا مظہرِ اتم ہو۔ پھر یہ فرزند پیدا ہوا جو پروردگار کا خلیفہ اور میرا اکمل نائب ہے۔ اسی فرزند کی خاطر میں نے تمھیں پہلے ہندوستان سے بلایا اور القائے نسبت کیا تھا کہ یہ مردِ بزرگ پیدا ہو جب تک دنیا قائم ہے سارا جہان اس عزیز الوجود کے کمالات سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔ بعد میں اپنے سینے کو تمھارے سینے سے ملا کر اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آنحضرت کی توجہ سے خود بھی یہی معاملہ مشاہدہ کیا ہے۔

الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد نقشبند جنت البقیع میں

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دوسرے روز بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ وہاں اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کی قبر پر طویل فاتحہ پڑھی۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھ پر مہربانی کی خاص طور پر حضرت عثمان، حضرت امام حسن۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عباس رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے بہت زیادہ عنایت فرمائی اور میری ملاقات کے لئے تمام اصحاب جمع ہوئے۔ اور مجھے بیچ میں گھیر لیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم پر بھی ایسی ہی مہربانی کی۔ آدھی رات تک روضہ منورہ میں تمام خلفاء کے ساتھ بیٹھے رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا دستور ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد تمام آدمیوں کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے لیکن جب تک آنحضرت بیٹھے رہتے۔ کوئی خادم بھی معترض نہ ہوتا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ ساری رات خاص پردہ کے اندر مراقبہ میں بیٹھے رہتے جب اُٹھتے تو اور آدمیوں کو بھی ساتھ لاتے۔ ایک روز حضرت قیوم ثالث روضہ منورہ کے اندر خاص پردہ کے اندر بیٹھے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر بہت کچھ عنایات فرمائیں اور فرمایا کہ میری اُمت کے تمام اولیا میں سے چار شخص افضل ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی۔ دوسرے عروۃ الوثقٰی۔ تیسرے تم اور چوتھے تمہارے پوتے قیوم رابع۔

دو ماہ تک آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ بعد ازاں ماہِ رمضان آ پہنچا۔ حدیث کی کتابوں سے معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان مکہ معظمہ میں بسر کرنا از رُوئے اجر افضل ہے اس لئے آنجناب نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا اور حضرت خاتم النبیّین سے رخصت ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنجناب کو اور حضرت قیوم رابع کو خلعت عنایت

www.maktabah.org

فرمائی. حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ رخصت کے وقت بادشاہِ ہندوستان کی عرضی پیش کی اور اس کے جواب کے لئے التماس کی. جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرضی کو پڑھ کر فرمایا کہ بادشاہ ہندوستان اورنگ زیب ہمارا دوست ہے. حضرت حجۃ اللہ رخصت کے لئے اصحابِ بقیع شہدائے اُحد کے پاس گئے.

حضرت خواجہ محمد نقشبند شیخ بنوری کی قبر پر

یہاں کی زیارت سے فارغ ہوکر شیخ بنوری کی قبر پر جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے محاذی ہے گئے فاتحہ پڑھی. جب وہاں سے لوٹے تو فرمایا کہ تمام صحابہ نے مجھ پر مہربانی کر کے خلعتیں عنایت فرمائیں.

مکہ مکرمہ کو روانگی

آنحضرت ۷، شعبان کو مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے جب حرم کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ کعبہ کے انوار ظاہر ہونے لگے ہیں اور بیت اللہ ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے تمام اہل مکہ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے. آپ تراویح کی نماز مسجد الحرام میں ادا کیا کرتے تھے بہت سے لوگ نماز تراویح آنجناب کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرتے تھے. اہل مکہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان اس قدر لوگوں کے ہجوم سے آج تک نہیں گذرا. اس ماہِ رمضان میں عجب برکات وانوار ظہورات اور تجلیات وارد ہوتی تھیں کہ قلم ان کے لکھنے سے عاجز ہے. اُنہیں دنوں ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع کو ذات موہوبہ کی خوشخبری عنایت فرمائی. ذاتِ موہوبہ سے مراد قیومیت ہے حضرت قیوم رابع نے عرض کیا کہ یہ منصبِ اعظم اب آپ کے متعلق ہے. مجھے آپ کیونکر خوشخبری عنایت کرتے ہیں. حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم بھی اس مقام کے سائے میں پہنچ چکے ہو. عنقریب بالاصالت بھی یہ منصب تمہیں ملے گا جب حج کے دن

www.maktabah.org

آئے تو آنحضرت نے تمام پوتوں خلفاء اور مریدوں سمیت احرام باندھا۔ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ قطع تعلقی میں بسر کیا اور عرفات اکبر کے معشر میں روانہ ہوئے۔ عرب، یمن، شام اور روم وغیر ممالک کے تمام چھوٹے بڑے جو حج کے لیے آئے تھے۔ سب آپ کے ہمراہ تھے۔ آنجناب تمام قافلوں کے سردار تھے۔ عین عرفات میں الہام ہوا آنجناب نے فرمایا کہ حج کی قبولیت کا ایک کاغذ مجھے دیا گیا ہے۔

لوگ یہ سن کر اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔

خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ کی حج سے واپسی

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے اپنے پوتے حضرت قیوم رابع کو قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت حجۃ اللہ نے حج کے بعد ہندوستان جانا چاہا۔ لوگوں نے عرض کیا خدا جانے! پھر جناب کا دیدار نصیب ہو یا نہ ہو بہتر ہے کہ کچھ دن مزید یہاں قیام فرمائیں چنانچہ آپ ان کی خاطر چند روز مزید مکہ میں ٹھہرے۔

ایک روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ آج میں نے کعبۃ اللہ کو دیکھا ہے کہ تمھاری طرف سرنگوں ہوا ہے۔ تمھاری سیر باطنی تمام اسماء صفات۔ شیونات۔ اعتبارات سے گذر کر ذاتِ بحت تک پہنچ گئی ہے پروردگار نے تمھیں اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت سے تمام اسماء صفات کا مظہر اتم بنایا ہے۔ قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت تمھیں پہنائی۔ میری رحلت کے دن نزدیک ہیں۔ میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر جاؤں گا۔ اللہ تعالے اپنے

www.maktabah.org

لطف و کرم سے تمھارے وصف بیان کرتا ہے۔ اور فرشتوں کو فخر سے یہ فرماتا ہے کہ روئے زمین پر میرا ایسا بندہ ہے حضرت قیوم رابع یہ خوشخبری سن کر پروردگار کا شکر بجالائے۔ لیکن حضرت قیوم ثالث کے جلدی ارتحال کر جانے کا سخت افسوس کیا۔ جب آنحضرت نے اپنے پوتے کو نہایت غم و افسوس میں دیکھا۔ تو تسلی کے لئے فرمایا خاطر جمع رکھو! ابھی میرے ارتحال میں چند ایک سال باقی ہیں۔ اس فرمان سے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو قدرے تسلّی ہوئی۔

انھیں دنوں ایک روز شیخ مرادؔ شامی اپنے بیٹے کو جو حضرت قیوم رابع کا ہم عصر تھا۔ مرید کرانے کے لئے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت نے اُسے قیوم رابع کے سپرد کیا۔ کہ اسے تم مرید کرو۔ آپ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق

۱؎ شیخ مراد شامی قدس سرہٗ السامی کا پورا نام اور نسب یہ ہے شیخ مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد حسینی حنفی بخاری نقشبندی۔ آپ دمشق (شام) میں رہا کرتے تھے۔ مگر اکثر حرمین الشریفین میں آتے رہتے تھے۔ عربی فارسی اور ترکی زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ کے والد سمرقند کے نقیب الاشرف تھے۔ آپ ہندوستان آئے تو حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ سے فیض یاب ہوئے۔ ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی سمرقند اور بلخ کے مشائخ سے ملے۔ ایران کے شاعر مرزا صائب سے ملاقات ہوئی۔ ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۷۰ء کو حج کیا۔ شام اور قسطنطنیہ کا سفر کیا۔ حج پر آئے اور ایک سال تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں دارالعلوم نقشبندیہ قائم کیا۔

آپ اپنے زمانہ کے محدثین میں شمار ہوتے تھے۔ دس ہزار احادیث معہ اسناد یاد تھیں۔ ۲۱، ربیع الاول ۱۱۳۲ھ/ ۱۷۲۰ء کو جامع ابی ایوب انصاری میں فوت ہوئے۔ آپ کا مدفن قسطنطنیہ محلہ نیشانجی پاشا درس خانہ میں ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

اسے مرید کیا۔ بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ نے عرب۔ یمن۔ شام اور روم کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ قیوم رابع کے مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ ان ممالک کے تمام وضیع و شریف حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ جس کے بعد آنحضرت نے روم۔ شام۔ عرب اور یمن کے تمام آدمیوں کو رخصت کر کے خود ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے شیخ کے بیٹے محمد کو خلافت عنایت فرمائی عرب و یمن کے اکثر آدمی سمندر تک آنحضرت کے ہمراہ گئے۔ ان لوگوں کو رخصت کر کے آپ جہاز پر سوار ہوئے۔ جب جہاز کو چلتے ہوئے تین دن ہو گئے۔ تو اچانک فرنگیوں نے حملہ کر دیا اور گولے جہازوں پر پھینکنے لگے۔ گولے لگنے سے جہاز کانپنے لگے لوگ گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نہایت عاجزی سے اس بلا سے نجات کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ایک طویل مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ اہل اسلام فاتح و منصور ہوں گے اور کافر نیچا دیکھیں گے۔ تمھیں اس مصیبت سے رہائی نصیب ہو گی۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! گولوں سے ہمارے جہازوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اب تختے اکھڑ کر غرق ہوا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا گولے

(سابقہ صفحہ سے آگے) حضرت خواجہ محمد معصوم حج کو تشریف لائے تو آپ کئی ہزار شامی علماء و مشائخ کے ساتھ حضرت کے استقبال کو آتے تھے۔ آپ کی وجہ سے شام اور ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ حاصل ہوا۔ آپ نے حضرت مجدد کے بعض مکتوبات کا عربی ترجمہ فرمایا اور رسالہ فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ لکھا۔ آپ کی ایک کتاب المفردات القرآنیہ بہت مشہور ہوئی۔ شیخ مراد کے دو بیٹے تھے۔ شیخ مصطفےٰ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مرید تھے۔ اور کتابوں میں شیخ مصطفےٰ اور شیخ مصطفےٰ مرادی کے نام سے مشہور ہوئے۔ دوسرے صاحبزادے شیخ محمد دمشقی مرادی حضرت خواجہ محمد زبیر رحمہ اللہ کے مرید ہوئے۔ (استفادہ از دیباچہ حسنات الحرمین)

www.maktabah.org

لگنے سے جہاز مزید پختہ ہو گئے ہیں اگر اعتبار نہ ہو تو جا کر دیکھ لو! ۔ جب ملّاح اپنی کمروں میں رسّے باندھ کر نیچے اُترے تو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ گولے میخوں کی طرح تختوں میں لگے ہیں۔ جن سے تختے اور بھی مضبوط ہو گئے ہیں۔

ملاحوں نے آکر کیفیت عرض کی۔ اسی اثنار میں آنحضرت کے تصرف سے فرنگی آپس میں لڑ مرے اور مسلمان خیر و عافیت سے کنارے آ لگے۔ بندرگاہ سورت میں اترے اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔ اہل ہند کو جب آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو اعلےٰ و ادنیٰ سبھی استقبال کے لیے آئے۔ بادشاہ ہندوستان بھی معہ تمام ارکینِ سلطنت سات منزل تک استقبال کے لیے آیا۔ اور آداب تیومیت بجا لایا۔ آنحضرت نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عنایت ہوئی تھی۔ وہ بھی ظاہر کی۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ حضور! یہ سب آپ کی توجّہ کا نتیجہ ہے۔

میرے (مصنف) والد ماجد فرماتے ہیں کہ ہم معہ اپنے والد ماجد شاہزادہ معظم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت حجۃ اللہ کے بندرگاہ پر آجانے کی خبر پہنچی شاہزادہ نے اسی وقت ایک عریضہ معہ تحف و ہدایا اور ایک لاکھ روپیہ کے ایلچی کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔

www.maktabah.org

شاہزادہ کام بخش حضرت خواجہ محمد نقشبند

کی خدمت میں بیعت ہوا

حضرت خواجہ محمد نقشبند نے سمندر پار آکر شاہی لشکر میں چند روز قیام کیا پھر سرہند جانے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ اورنگ زیب نے عرض کیا کہ میری عمر نوے سال ہو چکی ہے اب مجھے اپنی زندگی کی کوئی امید نہیں رہی معلوم نہیں کہ جناب کی قدم بوسی پھر نصیب ہو۔ اگر آنحضرت تھوڑی مدّت اور یہاں توقف فرمائیں۔ تو میں جناب کی صحبت سے باطنی فائدہ حاصل کرلوں۔ تاکہ میرے ایمان کی سلامتی کا موجب ہو اور یہ بات جناب کے کرم کریمانہ سے کچھ بعید بھی نہیں۔

آنحضرت اورنگ زیب کی خاطر چند روز اور لشکر میں رہے بادشاہ صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ اور کئی راتیں تنہا آنجناب کی خدمت میں رہا۔

اورنگ زیب کی مجلس خاص میں حاضری

چنانچہ صوفی عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات خانقاہ کے اندر چند جوان دروازہ بند کیے شعر خوانی اور ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔ ان میں ناصر علی شاعر بھی تھا۔ اس رات شدّت کی بارش اور ہوا تھی۔ آدھی رات کے وقت کسی شخص نے خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن اس کی آواز شعر خوانی اور قہقہوں کی وجہ سے کسی نے نہ سُنی پھر اس نے زور سے آواز دی لیکن کسی نے نہ سُنی دیر تک کھڑا آوازیں دیتا رہا مگر کسی نے نہ سنا۔ آخر اس نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا اور بلند آواز سے پکارا تو پھر انھوں نے آواز سنی اور کہا "دُور ہو جا! ہمارے عیش کو بے لطف نہ کر۔ اس شخص نے کہا

www.maktabah.org

"مجھے ضروری کام ہے میری بات تو سُن لو!"

آخر دروازہ کھول کر دیکھا تو باہر خواجہ سرائے کھڑا تھا اور پیچھے عالمگیر۔ وہ آدمی سخت شرمندہ ہوئے۔ بادشاہ نے کہا۔ میرے آنے سے شاید دوستوں کی مجلس میں خلل آیا ہے؟ پھر پوچھا "حضرت خواجہ سوئے ہوئے ہیں یا جاگتے ہیں؟"

انھوں نے کہا "آرام فرما رہے ہیں مگر اب بیدار ہونے کا وقت قریب ہے"۔

اورنگ زیب انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی بعد آنحضرت بیدار ہوئے تو بادشاہ کو دیکھ سخت حیران ہوئے اور آنے کا سبب پوچھا۔ عرض کیا "حضرت! جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا بارش ہو رہی ہے۔ یہ بھی جانتا تھا کہ ایسے میں راستہ چلنا ذرا دشوار ہوگا۔ لیکن میں نے سوچا کہ ایسی تکلیف کے ساتھ ایسے وقت میں حاضرِ خدمت ہونے سے آنجناب مجھ پر خوش ہوں گے۔ اور میرے حق میں دعا فرمائیں گے جس سے مجھے ایمان کی سلامتی نصیب ہوگی"۔

آنحضرت نے تہجد کی نماز کے بعد بادشاہ کو باطنی توجہ دی اور اس کے حق میں دعا کی اور ولایت صغریٰ کی خوشخبری عنایت فرما کر رخصت کیا۔

اسی سال اورنگ زیب کا چوتھا بیٹا شاہزادہ کام بخش حضرت قیوم ثالث کا مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ آنحضرت کے سفرِ حج سے واپس آنے سے بیشتر کام بخش نے بادشاہ سے کہا کہ آپ مجھے کسی کا مرید کرائیں۔ بادشاہ نے اسے کہا صبر کرو! قطبِ جہاں اور قیوم زماں آ رہے ہیں۔ تجھے اُن کا مرید بناؤں گا چونکہ آنحضرت نے سلطنت کی خوشخبری شاہزادہ معظم کو عطا فرمائی تھی اس لئے باقی شہزادے آنحضرت سے چنداں مخلص نہ تھے۔ کام بخش بھی بادشاہ کے رُوبرو ٹال گیا اُسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے اے کام بخش! اگر اپنے دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ محبوبِ پروردگار

www.maktabah.org

اور قیوم روزگار ہیں۔ اگر کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید نہ ہو گے۔ تو اپنے دین و ایمان کو خراب کر لو گے۔ اور خدا کے غضب میں گرفتار ہو گے۔ کام بخش ڈر کر چونک پڑا اور باپ کے پاس آ کر رات کا ماجرا بیان کیا۔ باپ نے کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آنحضرت قیوم زماں ہیں۔

جب حضرت حجۃ اللہ لشکر میں داخل ہوئے تو کام بخش کو آپ کا مرید کرایا اور اس کے خواب کو بھی عرض کیا۔ آپ نے اس کے حال پر عنایت فرمائی اور بادشاہ کو فرمایا کہ اسے بھی ملک کا کوئی حصہ دے دو۔ جیسا کہ دوسرے بیٹوں کو دیا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق حیدرآباد کا علاقہ کام بخش کو دیا۔ [۱]

---

[۱] شاہزادہ کام بخش کو اگرچہ حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ کی سفارش سے اورنگزیب نے حیدرآباد۔ گولکنڈہ اور بیجاپور کا علاقہ دے دیا تھا مگر یہ شہزادہ کام بخش اورنگ زیب کی وفات پر اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگ اقتدار میں برابر کا حریف رہا۔ اس نے حیدرآباد ہی میں خود مختاری کا اعلان کر کے اپنے نام پر خطبہ اور سکہ جاری کر دیا تھا اور بہت بڑا لشکر لے کر دارالسلطنت دہلی کو روانہ ہوا۔ کام بخش کی بدقسمتی کہ اس کی فوج کے تمام سپہ سالار اندر سے شہزادہ شاہ عالم سے ملے ہوئے تھے۔ برہانپور میں شاہزادہ کام بخش اور شاہ عالم کے لشکر ٹکرائے تو کام بخش زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا۔ شاہ عالم زخمی کی تیمارداری کرتا رہا۔ مگر وہ اس کے ہاتھ کی کوئی چیز نہ کھاتا کہ اسے زہر نہ دے دیا جائے۔ یہی خوف اسے موت کی گود میں لے گیا۔

کام بخش کا ایک بیٹا "محی السنہ" تو برہان پور کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ مگر دوسرا بیٹا فیروزمند بھی جنگ میں زخمی ہو کر قید میں مر گیا۔ شہزادوں کی یہ جنگ آگے چل کر مغل سلطنت کی تباہی کا باعث بن گئی اور مختلف قوتیں خود مختاری کا علم اٹھائے اقتدار پر قابض ہو گئیں۔

(از تاریخ پنجاب)

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند نے خواجہ محمد زبیر کو اپنا جانشین مقرر فرمایا

یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کی قیومیت کا تینتیسواں ۳۳ سال تھا۔ اس سال آنحضرت نے اپنے پوتے قیوم رابع کو جو آپ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند تھے اپنا قائم مقام اور ولی عہد مقرر فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان کے مرید ہو جائیں تمام حسب الامر حضرت قیوم رابع کے مرید ہو گئے اور آنحضرت نے اپنے خلفاء اور مریدوں کو یہ بھی بتایا کہ تم سب قیوم رابع کے حلقہ و مراقبہ میں شامل ہوا کرو اور انہی سے باطنی توجہ لیا کرو۔

تمام لوگ حضرت قیوم رابع کے حلقہ و مراقبہ میں بیٹھنے اور انہی سے توجہ باطنی لینے لگے۔ عالمگیر بادشاہ بھی حضرت قیوم رابع کا مرید ہوا اور انہی سے فیض باطنی اخذ کیا حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ ایک طرف سے تم توجہ دو۔ اور دوسری طرف سے میں دیتا ہوں لیکن آپ بپاس ادب توجہ دینے میں متوقف ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اب تم میرے برابر ہو خلقت کی تربیت کے لئے مستعد ہو جاؤ! اور لوگوں کو توجہ دو۔ چنانچہ ایک طرف سے آنحضرت توجہ دینے لگے اور دوسری طرف سے آپ نے حتیٰ کہ حلقہ ختم ہوتا۔ اسی طرح ہر روز ہوتا۔ شاہی لشکر میں بھی ہر روز یہی معاملہ ہوتا۔ تمام لشکر اور بادشاہ حضرت قیوم رابع کی رسائی عقل اور فکاوت طبیعت دیکھتے اور ان کی خورد سالی پر نگاہ کرتے اور حیران ہو کر کہتے جو عقل مندی اور دانائی اس جوان

www.maktabah.org

میں نظر آتی ہے وہ صد سالہ بوڑھوں میں بھی نہیں پائی جاتی. حضرت حجۃ اللہ نے اپنے پوتے کو اپنا قائم مقام اور ولی عہد بنا لینے کے بعد سرہند جانے کا ارادہ کیا. بادشاہ نے عرض کیا" آنجناب تو تشریف لے جاتے ہیں اگر مخدوم زادہ محمد زبیر کو لشکر میں چند روز اقامت کے لئے فرمائیں تو میں ان کی صحبت سے مستفید ہو لوں"۔ آنحضرت نے قیوم رابع سے پوچھا اگر تمہارا دل چاہے. تو چند روز مزید بادشاہ کے پاس رہو. آپ نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائیں تو مجبور ہوں اگر میری مرضی پوچھیں تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس نہیں رہنا چاہتا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تمہاری مرضی نہیں تو میں کیونکر مجبور کر سکتا ہوں۔

جب بادشاہ حضرت قیوم رابع سے مایوس ہوا تو پھر عرض کیا کہ کسی خاص خلیفہ کو ہی چھوڑ جائیں۔ تاکہ مجھے کچھ تو تسلی رہے. آنحضرت نے شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑ کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے. رخصت کے وقت اورنگ زیب بہت رویا کیونکہ اسے یقیناً معلوم ہو رہا تھا کہ پھر آنحضرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا آنجناب نے بادشاہ پر عنایت فرما کر اسے رخصت کیا۔

آنحضرت جب اورنگ آباد جب پہنچے تو بعض قدیمی مخالفوں نے شورش کی ان کا سرغنہ صالح نامی ایک شخص تھا۔ اس نے چند اوباشوں کو ساتھ لے کر آنحضرت کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آنحضرت کے مرید و معتقد اس بات سے بالکل بے خبر تھے. جب اس شور و شغب سے آنحضرت مطلع ہوئے تو فرمایا کہ حق تعالےٰ ان لوگوں کو بلائے عظیم میں مبتلا کرے گا۔ یہ فرماتے ہی ان لوگوں کے دلوں پر خوف چھا گیا۔ نہایت پریشان ہوئے اور حواس باختہ ہو کر ہتھیار پھینک کر بھاگ گئے جب جب آنحضرت کے مریدوں کو اس معاملہ کی خبر ہوئی تو ان کا تعاقب کیا. لیکن وہ بدکار اس طرح روپوش ہوئے کہ ان کا پتہ تک چلا۔ بعد ازاں ان میں سے چند ایک آپ

www.maktabah.org

کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوئے اور مرید ہو گئے۔ اور بہت سے دیوانے ہو گئے اور صالح بدبخت جواُن کا سرغنہ تھا۔ اس طرح جنوں میں مبتلا ہوا کہ گو کھاتا پھرتا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔ ؎

قدر رنداں را چہ داند صالح دیوانہ

اور بعض افراد سخت امراض میں مبتلا ہوئے اور طرح طرح کے دُکھ اٹھا کر ہلاک ہوئے غرضیکہ تمام مخالف جنہوں نے محاصرہ کیا تھا تھوڑے دنوں میں کُتے کی موت مرے۔

آنحضرت اورنگ آباد سے برہانپور آئے۔ رئیس غنیم آپ کی زیارت کیلئے آیا اور تحفے اور ہدیئے آنجناب کی نذر کیئے۔ جب وہ زیارت کر کے واپس ہو گیا۔ تو غنیم کا ایک اور رفیق چند ایک اوباش ساتھ لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا خانقاہ کے ایک یار نے اس کے لباس پر اسے باز پرس کی بلکہ اس کے منہ پر دھپڑ مار کر اس کی پگڑی اتار لی تو ان بدبختوں نے فساد شروع کر دیا۔ اور تیر تلوار سنبھال کر مقابلہ کے لیئے تیار ہو گئے۔ اِس طرف کے آدمی بھی مستعد ہو گئے قریب تھا کہ خونریز لڑائی ہو جائے کہ سرغنہ کو خبر ہو گئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو جھڑک کر روکا اور آنحضرت سے معافی مانگی۔ آنحضرت برہانپور سے اکبر آباد تشریف لائے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اکبر آباد میں حضرت قیوم ثالث کے خلیفہ شیخ عبدالکریم نے مجھ سے باطنی توجہ طلب کی تو میں نے یہ بات آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے تمام خلفاء اور مریدوں کو تمہارا مرید ہونا چاہیئے۔ اب سے قبلہ توجہ باطنی تم ہی ہو۔ پھر آنحضرت نے حلقہ و مراقبہ اور توجہ کا سارا کارخانہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اور اپنا قائم مقام بنا کر اپنی مسند پر بٹھایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفاء کو حکم دیا کہ ان سے توجہ باطنی لیا

www.maktabah.org

کریں۔ حضرت قیوم ثالث کے تمام مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے اور انھیں سے فیض باطنی اخذ کرنے لگے۔ صبح و شام انہی کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔

بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق پہلے ہی سے اس شہر میں رہتے تھے۔ وہ تمام اہل شہر کے ساتھ آنحضرت کے ساتھ استقبال کے لیئے آئے آنجناب قلعہ سلطانی کے مقابل فیض اللہ کے محل میں اُترے۔

حضرت قیوم ثالث حُجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

شاہجہان آباد سے دار الارشاد سرہند میں

جب حضرت قیوم ثالث شاہجہان آباد میں تشریف آور ہوئے تو شہر کے تمام وضیع و شریف نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے تھے۔ جب لوگ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لیئے حاضر ہوتے تو آپ انھیں حضرت قیوم رابع کے حوالے کرتے اور ان کا مرید بننے کا حکم فرماتے شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے جب دو تین مہینے گذر گئے تو حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر کو فرمایا "اب تم کابل جاؤ! وہاں کے باشندوں کو اپنے باطنی فیض سے سیراب کرو اور خلقت کی تربیت کے لیئے تیار ہو جاؤ!" چنانچہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ حسب الارشاد کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم ثالث نے اپنے اکثر مرید اور خلفاء کو آپ کے ساتھ رخصت فرمایا۔

www.maktabah.org

جب آپ سرہند پہنچے تو شہر کا حاکم تمام اہل شہر کے ساتھ استقبال کو آیا آپ نے چند روز سرہند رہ کر کابل کی راہ لی ۔ اس علاقے کے لوگوں نے جس طرح حضرت قیوم ثالث کا استقبال کیا اُسی طرح آپ کا کیا۔ شاہزادہ معظم بھی استقبال کے لیئے آیا اور شرائط مہمانداری باحسن وجوہ بجالایا ۔ وہاں کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے اور صبح و شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے ۔

حضرت قیوم ثانی اور قیوم ثالث رضی اللہ عنہم کے تمام بڑے بڑے خلفاء مثلاً اخون موسے ۔ خواجہ مرزا اور خواجہ خسرو وغیرہ نے حضرت قیوم رابع کی خدمت میں حاضر ہو کر اخذ فیض کیا اور باطنی توجہ لی ۔ حضرت قیوم رابع کو انھیں توجہ دینے میں تامل تھا ۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہمیں پہلے ہی حضرت خواجہ محمد نقشبند نے فرمایا تھا کہ آپ سے فیض اخذ کریں ۔ خواجہ مرزا نے وہ سیب والا قصہ یاد دلایا کہ جناب کے دست مبارک سے سیب کئی مرتبہ میری طرف آیا اور میں نے ہر بار اٹھا کر آپ کو واپس دیا ۔ آخر حضرت قیوم ثالث نے مجھے فرمایا تھا کہ اس سیب کو اپنے پاس محفوظ رکھو کیونکہ تمھیں اس سے نعمت حاصل ہوگی ۔ میں نے اس سیب کو سنبھال کر رکھا تو اب وہ نعمت لینے کا وقت آگیا ہے ۔ جب ان لوگوں نے حد سے زیادہ منت سماجت کی تو حضرت قیوم رابع نے انھیں توجہ باطنی عنایت فرمائی ۔ یہ بزرگ اپنے بیٹوں کو آنجناب کی خدمت میں تربیت باطنی کے لیئے لائے تھے ۔ آپ نے ان کے بیٹوں کی پوری تربیت کر کے انھیں خلافت عنایت فرمائی ۔

اِدھر حضرت حجۃ اللہ نے شاہجہان آباد میں کچھ مہینے رہ کر سرہند آنا چاہا عالمگیر کی بہن شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا نے جو حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث کی خاص مریدہ تھی ۔ عرض کیا اگر آنجناب چند روز مزید یہاں قیام فرمائیں ۔ تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا ۔ اس بارے میں جب اس زیادہ منت سماجت کی تو آنحضرت نے

www.maktabah.org

اس کی خاطر چند روز مزید شاہجہان آباد میں گذارے۔ خانقاہ کے اخراجات کی متحمل گوہر آرا، تھی حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ گوہر آرا، نے حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اس کے علاوہ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی تھی کہ جنت میں تم حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص خدمت گذاروں میں داخل ہو گی۔ یہ خوشخبری حضرت قیوم ثالث نے بھی اسے دی تھی۔

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے ایک سال ہو گیا تو پھر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ مشائخ سرہند کو آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو سب نے پانچ منزل تک استقبال کیا اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ شکر الہی بجا لاتے تھے۔ جب آنحضرت سرہند میں داخل ہوئے تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک پر دیر تک مراقبہ کیا۔ پھر حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک پر دیر تک مراقبہ کیا۔ کچھ دیر لوگوں سے مخاطب ہو کر چند ایک سخن فرما کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔ اس سفر سے واپس آکر اپنا تمام مال واسباب اپنی لڑکی حضرت بیگم کو بخشا اور تمام مشائخ سرہند کے روبرو ہبہ نامہ لکھ دیا۔

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی

کابل سے سرہند واپسی

جب حضرت قیوم رابع نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ شاہجہان آباد سے سرہند تشریف لے آئے ہیں تو وہ بھی اپنے جد امجد کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے روانگی

www.maktabah.org

کے وقت لوگوں نے کہا کہ راستے میں شیروں کا خوف ہے بہت سے لوگ جو زیارت کے ارادہ سے آنحضرت کے ساتھ جانے کو آمادہ تھے۔ انہوں نے ارادہ توڑ دیا۔ میرے (مصنف) جد امجد بھی ان دنوں کابل میں تھے انھوں نے حضرت قیوم رابع سے پوچھا کہ آپ کی کشف میں راستے کے خوف کی کیا کیفیت ہے؟ انھوں نے فرمایا خیریت ہے کسی قسم کی تکلیف راستے میں لوگوں کو نہ ہوگی۔ میرے جد امجد نے عرض کیا کہ ہمیں آپ کا کشف کافی ہے، ہم جناب کے ساتھ چلتے ہیں۔

حضرت قیوم رابع معہ لواحق و توابع کابل سے روانہ ہوئے۔ میرے جد امجد بھی ہمراہ تھے۔ اتفاق سے پہلی ہی منزل پر چند ایک اوباش سے لوگ ملے اور میرے جد امجد کے اونٹ کا ندہ اٹھا لے گئے۔ لوگوں نے یہ ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا صرف اتنا ہی خطرہ تھا۔ آگے بالکل خیریت ہے۔ تسلی رکھو! ۔ واقعی اس کے بعد کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔

حضرت قیوم رابع کابل سے روانہ ہوتے وقت اخون موسلے کے بیٹے میر سعد اللہ خواجہ خسرو کے بیٹوں خواجہ عبید اللہ اور خواجہ فیض اللہ اور خواجہ مرزا کے بیٹے خواجہ محمد امین کو خلافت دے کر رخصت فرمایا۔ شاہزادہ معظم ان دنوں کابل کا حکمران تھا۔ رخصت کے وقت اس نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیئے اور دس ہزار روپیہ بطور زاد راہ نذر کیا۔ آنجناب بہت جلدی کابل سے سرہند پہنچ گئے۔ اور اپنے جد امجد کے دیدار فیض الانوار سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت اپنے فرزند کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حضرت قیوم رابع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ لوگ تمہاری قدر نہیں جانتے۔

خاندان مجدد الف ثانی بیعت ہوا

اس سال حضرت مجدد الف ثانی کی تمام اولاد نے اپنے بیٹوں بیٹیوں کو حضرت قیوم ثالث کا مرید کرایا۔ حتیٰ کہ تین سالہ بچے بھی مرید کرائے۔ میری (مصنف) ایک

www.maktabah.org

بہن اس وقت پندرہ مہینے کی تھی ۔میرے والد بزرگوار اسے بھی آنحضرت کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ اس پر بھی نگاہ لطف وکرم فرمائیں تاکہ یہ بھی جناب کے مریدوں میں شامل ہو جائے ۔

حضرت قیوم رابع جب سوار ہوتے تھے تو تمام مشائخ ۔علماء ۔چھوٹے بڑے وضیع وشریف بادشاہ فقیر ۔بوڑھے جوان آپ کے ساتھ پیدل چلتے تھے اور پیچھے آپ کی سواری کے ساتھ اس طرح دوڑتے اور آپ کی محبت میں اس درجہ بے اختیار تھے کہ جوانوں اور بوڑھوں سے سبقت لے جاتے تھے ۔

سرہند میں حضرت حجۃ اللہ کی مسجد

اسی سال آنحضرت نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ سے شمال کی جانب تین تیر پرتاپ کے فاصلہ پر ایک عالیشان خوبصورت مسجد بنوائی ۔اس کے تین گنبد اور دو برج بنوائے ۔صحن میں ایک حوض لوگوں کے وضو کی خاطر بنوایا ۔اور مسجد کے مقابل ایک محل اور چند حجرے سالکوں کو توجہ دینے اور مراقبہ کے لئے بنوائے ۔

کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے چار جمعے اس مسجد میں نماز ادا کی ۔بعدازاں داعی حق کو لبیک کہہ کر جنت میں جا بسے ۔آپ کی زوجہ خاص حضرت بیگم نے اس مسجد کے مقابل مشرق کی طرف بادشاہوں کی طرح نہایت عالیشان اور خوبصورت محل بنوائے ان میں نہریں اور حوض تیار کروائے چند ایک فراخ مکانات تعمیر کرائے ۔کہتے ہیں ان عمارتوں پر زر کثیر صرف ہوا ۔حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثالث نماز کے لئے مسجد میں آتے اور ان عمارتوں کو دیکھ کر پوچھتے کہ انھیں کون بنوا رہا ہے ؟ لوگ عرض کرتے "حضرت بیگم کے حکم سے تعمیر ہو رہی ہیں ۔" فرماتے کہ آخرت کی عمارت اختیار کرے دنیاوی عمارت باقی نہیں رہتی ۔"

خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ اس سال کے آخر میں میں نے حضرت قیوم ثالث

www.maktabah.org

کی ضیافت کی۔ اور اپنے گھر بُلایا کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کہ یہ میری عمر کا آخری سال ہے۔ میں نے پوچھا کہ قیومیت کا یہ عظیم منصب کِسے نصیب ہوگا؟ فرمایا "محمد زبیر کو"۔ میں نے ایک بار پہلے بھی یہی سوال کیا تھا کہ کیا محمد زبیر کو بھی اس منصب سے کچھ ہاتھ آئے گا؟ فرمایا "ضرور!" پھر جو میں نے پوچھا تو آپ نے صریحًا فرمایا کہ میرے بعد قطب الاقطاب اور قیوم زمان محمد زبیر ہوگا۔

الحمد للہ علیٰ ذلک! حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سنوات قیومیت ختم ہوئے۔ اب آنحضرت کی بعض کرامات کا ذکر کیا جائے گا۔

کرامات وخوارقِ عادات

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اس سے برتر ہے کہ دنیا کی کرامات سے آپ کی توصیف کی جائے۔ لیکن انبیاء اور اولیاء کی تواریخ کے مطابق چند ایک خوارق جو آنجناب کے خلفاء کبار اور آنجناب کے احوال کی معتبر کتب سے معلوم ہوئے لکھتا ہوں۔

کرامت :- مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز آنحضرت کے ایک چھوٹے بچے نے رونا شروع کیا اور ضد کی کہ مجھے عرش دکھائیں۔ آپ نے اس بچے کا سر اپنی بغل میں لے کر اس کا چہرہ آسمان کی طرف کیا اور فرمایا "دیکھ!"۔ لوگوں نے اس بچے سے پوچھا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟۔ کہا آسمان میں ایک چھوٹا سا دروازہ

www.maktabah.org

دکھائی دیتا ہے جس میں مختلف شکلیں اور بہت سی روشنی نظر آتی ہے۔ اور فلاں فلاں سے نظر آتی ہے اور فلاں مقام دکھائی دیتا ہے۔ آسمان کی مختلف منزلوں کے نام لیتا تھا۔ حتٰے کہ اس نے کہہ دیا عرش دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے آنکھوں اور چہرہ کو چھپا لیا۔ بعدازاں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے عرش کو کیسا دیکھا؟ اس نے جواب دیا اس قسم کا نور دیکھا جو آفتاب کی روشنی سے ہزار گنا تیز تھی۔ میری آنکھیں اسے دیکھ کر چندھیا گئیں۔ اتنے میں آسمان پر سے آواز آئی کہ عرش مجید یہی ہے۔ اس روشنی کی تیزی کی وجہ سے میں نے ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا۔

کرامت :۔ ایک دفعہ سرہند میں بارش نہ ہوئی۔ والیٔ شہر تمام شہریوں کو ساتھ لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست کی کہ آنجناب طلب بارش کیلئے تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت نے جانا منظور نہ کیا۔ حاکم شہر معہ باشندوں کے عیدگاہ میں گیا۔ جب وہاں سے واپس آیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ پچیس روز تک بارش نہ ہوگی۔ چھبیسویں (۲۶) دن حد سے زیادہ بارش ہوئی۔

کرامت :۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک اہلِ حقوق کو ایک ساحرہ سے تکلیف پہنچا کرتی تھی۔ اس نے آنحضرت سے التماس کی۔ کہ اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ کہ اس کی تکلیف سے محفوظ رہوں۔ آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا کہ آئندہ تم اس کے سحر سے محفوظ رہو گے۔ پھر جب تک زندہ رہا سحر کا اس پر اثر نہ ہوا۔

کرامت :۔ میرے (مصنف کے) جدامجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت والدہ ماجدہ کو مرض لاحق ہوا۔ آنجناب نے ان کی شفاء کے لئے دعا کر کے فرمایا کہ اللہ تعالٰے شفائے کامل عطا کرے گا۔ چند روز بعد شفائے کلی نصیب ہوئی۔

کرامت :۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت جب کابل گئے تو والیٔ سرہند

www.maktabah.org

ایک منزل تک وداع کرنے کے لئے گیا۔ شہر کے ایک رئیس کا گاؤں والیٔ سرہند نے عداوت کی وجہ سے اجاڑ دیا تھا۔ آپ نے اس سے رئیس کی سفارش کی۔ اُس وقت اس نے منظور کر لیا لیکن پھر اس پر عمل نہ کیا۔

جب آنحضرت نے سنا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا۔ تو فرمایا کہ عنقریب ہی والیٔ سرہند مصیبت میں ہوگا۔ جس دن آنجناب نے یہ کلمات فرمائے اسی روز والیٔ سرہند شہزادہ کے آدمیوں سے لڑا۔ آخر شہزادہ کے آدمی غالب آکر اسے گرفتار کر کے شاہزادہ کے پاس لے گئے۔ شاہزادے نے اسے قید میں ڈالا اور بڑی بے عزتی سے ہلاک کیا۔

کرامت:۔ میرے (مصنف کے) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل سے آئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے شیطانوں کو بھگا رہے ہیں۔ اور ان پر اس قدر آگ برسائی ہے کہ کوئی شیطان بھی نہیں رہا۔ جب یہ معاملہ میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا تو شیخ ضیاء الدین یوسف نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ اسی طرح سات آدمیوں نے اس خواب کو بیان کیا۔

کرامت:۔ خواجہ شریف بخاری فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اکبر آباد میں ایسا مرض لاحق ہوا کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی طاقت نہ رہی۔ جب ہلاکت کی نوبت پہنچی اور زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو انھی دنوں حضرت حجۃ اللہ حرمین الشریفین سے واپس تشریف لائے تھے۔ تمام آدمی آنحضرت کے استقبال کے لئے گئے آپ نے پوچھا کہ اور سب آئے ہیں لیکن محمد شریف نہیں آیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ایسے مرض میں مبتلا ہے کہ ہلاکت کے قریب پہنچا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم پہلے اس کی بیمار پرسی کریں گے اور پھر مکان پر جائیں گے۔ چنانچہ آنحضرت میری بیمار پرسی

www.maktabah.org

کے لیئے آئے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اٹھ کر قدم بوسی کرتا۔ آنجناب نے میری بیماری کے دفعیہ کے لیئے توجہ فرمائی تو فی الفور مجھے شفائے کلی نصیب ہوئی۔ اور مجھ میں اسقدر قوت آگئی کہ جب آنحضرت اٹھے تو میں آپ کے ہمراہ منزل تک آیا۔

کرامت :- میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ میں الہ آباد جا رہا تھا۔ راستے میں لٹیرے بکثرت تھے۔ میں نے آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی فرمایا بالکل خیریت ہے۔ تم محفوظ رہو گے میں چل کر منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اور لوگ تو بہت لٹے لیکن میں بخیر و عافیت منزل پر پہنچ گیا۔

کرامت :- کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ میں شولاپور سے سرہند آ رہا تھا۔ آنحضرت سے اس بارے میں فاتحہ خیر کے لیئے التجا کی۔ فرمایا بخیر و عافیت پہنچو گے راہ میں کئی جگہ لٹیرے ملے اور لوگوں کو لوٹا بھی مجھے کسی نے پوچھا تک نہیں، میں باآرام و بلا تکلیف سرہند پہنچ گیا۔

کرامت :- ایک دفعہ شہزادہ پر کسی دشمن نے چڑھائی کی جس سے شہزادہ کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ بادشاہ نے آدھی رات کے قریب آنحضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا اور دفعہ غنیم کے لیئے توجہ کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فتح کی خوشخبری دی دوسرے دن ہی شاہزادہ دشمن پر غالب آیا۔ اور اُسے بھگا دیا۔

کرامت :- ایک دفعہ شیخ محمد تقی کی لڑکی بیمار ہو گئی جب زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اسے آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن اسے کھانے کو دیا اس کے نگلتے ہی اس نے شفا پائی۔

کرامت :- قاضی سلطان محمد سخت بیمار ہو گیا۔ حرکت کی طاقت بھی جاتی رہی تو اسے اٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اُسکی پیشانی پر رکھ کر چند آیات پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور شفا یاب ہوا اور اپنے پاؤں پر

www.maktabah.org

چل کر اپنے گھر گیا۔

کرامت :۔ حضرت ابو العلیٰ "مناقب نقشبندی" میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت کا ایک مرید فوت ہو گیا۔ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کچھ ارشاد فرما رہے تھے میرے دل میں آنحضرت کے کلام سے کچھ بُرا سا خیال پیدا ہوا۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر تیرے دل میں کچھ شک آ گیا ہے تو اعتقاد کو نہ بگاڑ لینا۔ میں نے فوراً اس خیال سے توبہ کی۔

کرامت :۔ حضرت ابو العلیٰ "مناقب نقشبندی" میں لکھتے ہیں کہ مولانا محمد عابد نے فرمایا کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اسقدر کشف ضرور ہونی چاہیئے۔ کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے۔ آپ نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

"اولیاء اللہ، اللہ کے بندے ہوتے ہیں انھیں غیب کا علم ہونا واجب نہیں کہ ان سے کرامات صادر ہوں اس بات کے نہ ہونے سے اُن کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ حضرت ابوبکر صدیق جو انبیا کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں ہیں اسقدر کرامات نہ تھیں جتنی ایک دلی میں ہوتی ہیں"

کرامت :۔ میرے (مصنف کے) جد امجد کواکب دُریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر عجیب و غریب حالت طاری ہوئی۔ جو دیر تک رہی۔ اچانک میرے دل میں ایک نامناسب خیال آیا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ حالت جاتی رہی۔ پھر میں نے اس خیال سے توبہ کی تو حالت مذکور عود کر آئی۔ آنحضرت نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ ایسا خیال دل میں نہیں لانا چاہیئے۔

www.maktabah.org

کرامت :۔ ایک دفعہ آنحضرت کی دختر نیک اختر قے کے مرض میں مبتلا ہوئی جب طبیعت بہت بگڑ گئی تو باپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ قے کے آنے سے مجھے بے حضوری ہوگئی ہے آپ نے فرمایا آئندہ تمہیں کبھی قے نہ ہوگی۔ واقعی جب تک آپ زندہ رہیں کبھی قے نہ کی بلکہ آپ کی اولاد میں سے کسی کو قے نہیں ہوئی۔

کرامت :۔ شاہ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ ضیاء الدین یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ مراقبے میں تھے اور میں بھی اس حلقہ میں مراقب تھا۔ اچانک اس حلقہ میں آپ نے مجھے توجہ کی باطنی کشش کی وجہ سے میری ظاہری صورت خودبخود آنحضرت کی طرف دوڑی۔ حالانکہ میں مراقبہ کیئے بیٹھا تھا۔

کرامت :۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ مولانا عابد مذکور کے دل میں کچھ شبہ تھا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آنجناب تلاوت قرآنی میں مشغول تھے ازراہِ ادب پوچھ نہ سکا۔ تلاوت کے بعد بغیر سوال کئے آنحضرت نے خود ہی اس شُبے کو حل کر دیا۔

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں اپنی خرابیوں کو دیکھ رہا تھا اور رو رہا تھا اتنے میں "من تواضع اللہ رفعہ اللہ" جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کی اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا کے مطابق الہام ہوا کہ تجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کمالات سے کافی و وافر حصہ عطا کیا۔

میں اس الہام سے خوش ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں اس بشارت کی تصدیق حضرت حجۃ اللہ سے کراؤں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی۔ اور فارغ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں القا فرمایا ہے "وان لہٗ عندنا لزلفی وحسن مآب"۔ کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے۔ اس خوشخبری سے میری خوشی دوبالا ہوگئی۔

www.maktabah.org

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ اور میرے بھائی کی اہلیہ دونو حاملہ تھیں آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ تمھارے ہاں لڑکی ہوگی اور محمد عمر کے ہاں لڑکا ہوگا واقعی مدت پوری ہونے کے بعد میرے ہاں لڑکی ہوئی اور میرے بھائی کے ہاں لڑکا۔

کرامت :۔ جن دنوں آنحضرت حج کے لیئے روانہ ہوئے دکن میں غنیم کے حملے کا ڈر تھا اتفاقاً آدھی رات کے وقت شور مچ گیا کہ دشمن آیا دشمن آیا۔ لوگوں نے آنحضرت سے دشمن کے دفعیہ کے لیئے توجہ کی درخواست کی آنحضرت نے کچھ توقف کے بعد فرمایا اطمینان رکھو ؛ دشمن خود بخود بھاگ جائے گا اتنے میں آنحضرت کے تصرف سے دشمن کے دل پر خوف چھا گیا۔ اور بھاگ اٹھا۔ آپ کے تمام ہمراہی اس مصیبت سے محفوظ رہے۔

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو فصوص میں لکھا ہے کہ ایک بڑا سانپ ہوتا ہے جب وہ اپنی صورت دیکھتا ہے وہ مر جاتا ہے۔ اور شے کا سایہ عین شے ہے بخدا یہ خیال آتے ہی میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کرنا چاہا بغیر اس کے کہ میں کچھ آپ سے پوچھوں۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا جو کچھ شیخ نے لکھا ہے کہ شے کا سایہ عین شے ہوتی ہے اور اس کی تائید میں مذکورہ بالا قصہ لکھا ہے پھر آپ نے اس شبہے کو اچھی طرح حل کر دیا۔ جس کا یہاں لکھنا موجب طوالتِ کلام ہے۔ مناقب نقشبندی میں مفصل درج ہے۔

کرامت :۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے کابل کو جاتے ہوئے تمام اصحاب کو حکم دیا کہ تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ المقامات من شر ما خلق پڑھو جب ہم منزل پر پہنچے تو وہاں سانپ بچھو بکثرت تھے۔ ایک بچھو نے مجھے کاٹا لیکن تکلیف نہ ہوئی اسی طرح بعض دوسرے آدمیوں کو

www.maktabah.org

کو سانپ نے ڈسا لیکن اس کے زہر نے سرایت نہ کی۔

کرامت :۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سیر کرتے ہوئے جنگل میں جا نکلے۔ آنجناب کا ایک یار قطب نامی پیچھے رہ گیا۔ اتفاقاً اس کی نگاہ جو ایک خوبصورت عورت پر پڑی تو دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا "القطب یزنی"۔

کرامت :۔ محمد یوسف کابلی جو لڑکپن میں آنحضرت کے مرید ہوئے تھے۔ بعد میں سیدھے راستے سے منحرف ہو کر کفار سے جا ملے زنار پہن لیا۔ ایک روز اسی طرح زنار پہنے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے توجہ کی تو فی الفور زنار توڑ کر توبہ کی اور از سر نو مسلمان ہو کر مرید ہوئے۔

کرامت :۔ جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں تھے ایک یار کے دل میں خیال آیا کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ طاہر کی زیارت کے لئے جائیں۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا "میں شیخ طاہر کی فاتحہ کے لئے جاتا ہوں بعد ازاں سوار ہو کر گئے۔

کرامت :۔ میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دُریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعلٰے ایک لونڈی پر فدا تھے۔ جب آنحضرت کی بھانجی سے ان کا نکاح ہوا تو آپ کی بھانجی اس لونڈی سے کبیدہ خاطر رہتیں۔ جیسا کہ سوکنیں آپس میں ہوا کرتی ہیں۔ آخر آنحضرت کی خدمت میں یہ معاملہ عرض کیا گیا۔ آپ نے توجہ کی تو اُسی دن عشق نے نفرت کی صورت اختیار کی۔ اور ابوالعلٰے نے اس لونڈی کو گھر سے نکال دیا۔

کرامت :۔ آنحضرت کی بیٹی اور شیخ محمد عمر کی بیٹی دونوں بیمار ہو گئیں۔ آنحضرت نے اپنی لڑکی کے بارے میں فرمایا کہ زندہ نہ بچے گی۔ اور شیخ محمد عمر کی لڑکی کو شفائے کامل کی خوشخبری عطا فرمائی۔ چند روز بعد آنجناب کی لڑکی فوت ہو گئی اور حضرت محمد عمر کی

www.maktabah.org

لڑکی تندرست ہو گئی۔

کرامت:۔ میرے (مصنف) والد قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں شادی تھی میں آنحضرت کو لینے کے لئے گیا تاکہ شادی میں شریک ہو سکیں۔ آنحضرت کے پاس چار کھٹے تھے بے اختیار میرے دل میں خیال آیا کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت یہ کھٹے مجھے عنایت فرما دیں۔ یہ خیال آتے ہی میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو لے لو! یہ کہہ کر وہ اٹھائے اور مجھے عنایت فرمائے۔

آنحضرت کی کرامات احاطۂ تحریر سے خارج ہیں۔

اب آنحضرت کے چند مکاشفات تحریر کئے جاتے ہیں۔

مکاشفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص محبوبیت کے حجرے کے اندر دیکھا اور باقی پیغمبروں اور اصفیاء کو اس حجرہ کے باہر دیکھا۔

مکاشفہ:۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں نے قیامت کے روز حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کو تمام اولیائے امت سے افضل پایا۔ اور اپنے آپ کو بھی اسی عنوان میں دیکھا۔

مکاشفہ:۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے میاں حضرت جیو صاحب یعنی

www.maktabah.org

حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کی نظیر دیکھا اور مقام محبوبیت میں اُن کی شانِ عظیم دیکھی۔

مکاشفہ :۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت قیوم ثانی کی زیارت کے لئے گئے زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اسقدر اعلیٰ و ارفع ہے۔ مجھے حضرت مروج الشریعت اور حضرت قیوم ثانی میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوا۔ فرق ہے تو اسقدر اور حضرت قیوم ثانی باپ ہیں اور حضرت مروج الشریعت بیٹے ہیں۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ میرے منکروں پر جو اپنے آپ کو شیخ کہلاتے ہیں۔ بلائے عظیم نازل ہوئی۔ آج رات میں نے اس کے دفعیہ کے لئے کوشش کی۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے دوبارہ الہام ہوا کہ میرے منکروں پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے میرے مخلصوں کے حق میں بشاراتِ عظیم عنایت ہوتی ہیں اور مجھے الہام ہوتا ہے کہ تیرے دوست بخشے ہوئے اور سیدھی راہ پر ہیں۔ نیز الہام ہوا کہ تیرے اصحاب ہمارے اصحاب ہیں۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے الہام ہوا کہ جو تیرا یار ہے۔ وہ دوزخ کے عذاب سے آزاد ہے۔

مکاشفہ :۔ آنحضرت فرماتے تھے سلوکِ باطنی بندگانِ خدا پر فرض ہے۔

مکاشفہ :۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ اور ان کے فرزندوں کے سوا باقی تمام اولیائے امت سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور غوث الاعظم افضل ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مکاشفات بے شمار ہیں کہاں تک لکھوں یہ چند ایک مکاشفات تبرکاً لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت کے مکاشفات آنجناب کے مکتوبات میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ نیز تاریخ کی دوسری کتب میں بھی مفصل موجود ہیں۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی

عادات وشمائل پر ایک نظر

حضرت حجۃ اللہ کا عمل سُنت نبوی کی پیروی تھی۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ اور اپنے اصحاب کو بھی اسی بات کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت کا طریقہ شروع سے آخر تک یہ رہا۔ کہ رات کا تیسرا حصہ رے کر بیدار ہوتے بڑی احتیاط سے تازہ وضو کر کے بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں سورۃ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ بعدازاں مراقبہ کر کے اونگھ لیتے تا کہ تہجد بین النومین ہو۔

فجر کی نماز زردی کے وقت یاروں سمیت ادا کرتے تھے پھر حلقہ و مراقبہ کرتے جب سُورج اچھی طرح نکل آتا تو مراقبہ سے اٹھ کر نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر اصحاب کو بُلا کر توجہ باطنی دیتے۔ جب دن کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو آٹھ رکعت نماز الضحٰی پڑھتے۔ اس کے بعد محل کے اندر تشریف لے جاتے اور کچھ وظائف پڑھتے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔

دوپہر کے وقت عیال و اطفال کے ساتھ کھانا کھاتے خلفاء اور مریدوں کیلئے

www.maktabah.org

الگ باورچی خانے میں کھانا تیار ہوتا اور اعلیٰ و ادنیٰ سب کو برابر تقسیم ہوتا۔ کھانا کھانے کے بعد سنت نبوی کے مطابق خواب قیلولہ فرماتے۔ پھر جلد ہی بیدار ہو کر وضو کرتے اور چار رکعت فی الزوال پڑھتے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کرتے ظہر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت قرآن شریف کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ آنحضرت نزول آیات مختلف معانی سے بیان فرماتے تھے تفسیر میں جناب کی رائے الگ تھی گویا تفسیر کے امام تھے۔ اپنے اجتہاد سے معانی اشارات۔ نکات اور تاویلاتِ قرآن جدا بیان فرماتے تھے۔

ظہر سے عصر تک تلاوت میں مشغول رہتے۔ پھر عصر کی نماز پڑھ کر فقہ حدیث اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے درس کا شغل کرتے پھر نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز اوابین تین سلام سے ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں بار بار سورۃ واقعہ پڑھتے۔ نماز اشراق والضحیٰ اور فی الزوال میں سورۃ یٰسین پڑھتے اوابین کے بعد وظائف و اوراد میں مشغول ہوتے اور یاروں کو باطنی توجہ دیتے تھے۔

جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا تو عشاء کی نماز ادا کرتے۔ سنت اور وتر کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں دخان تیسری میں سورۃ ملک اور چوتھی میں سورۃ قیامت پڑھتے حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ ہر نماز عشاء کے وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے تھے۔ وتر کے بعد پوری مد سے سُبحان الملک القدوس پڑھتے۔ اور چار رکعت دو سلام سے ادا کرتے دیر تک دعا مانگتے۔ بعد ازاں محل میں تشریف لے جاتے۔ تھوڑا کھانا تناول فرما کر آدھی رات کے وقت آرام کرتے۔ آنحضرت پانچوں وقت بہت سے خلفاء اور مریدوں سمیت مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز اوّل وقت میں پڑھتے تھے۔ دونوں عیدوں کی نمازیں عیدگاہ میں جا کر ادا

www.maktabah.org

کرتے۔ ماہ رمضان میں تین مرتبہ کلام مجید ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے۔ آنجناب نے اپنی قیومیت میں کل سات سفر کئے ہیں۔ تین کابل کی طرف ایک دامن کوہ کی سیر کے لئے دو حج کے لئے اور ایک دکن کا سفر۔ ساری عمر میں آنحضرت نے تین مرتبہ حج کیا۔ ایک دفعہ حضرت امام معصوم کے ہمراہ اور دو دفعہ بذات خود۔ آنجناب کے دو سفر بھی حج کے لئے تھے۔ ایک کابل کا۔ دوسرے دکن کا۔ آنحضرت نہایت متواضع۔ متورع۔ خاشع اور خاضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کے لئے ضرور جاتے۔ بہت سے مریضوں کو آنجناب کی توجہ سے شفا نصیب ہوئی غربا، اور مساکین کی دلجوئی کرتے۔ اعلیٰ و ادنےٰ آپ کے نزدیک برابر تھے۔

آپ کی رات دن کی عادات و عبادات کے احوال کواکب دریہ اور مناقب نقشبندی وغیرہ میں اور تاریخ کی کتب میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب تفصیل کی گنجائش نہیں۔ صرف مجملاً تبرک کے طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی

چند خصوصیات

حضرت قیوم ثالث کے خصائص بے شمار ہیں قلم کو لکھنے کا یارا نہیں۔ مگر تاریخ کی کتابوں سے چند ایک منتخب کر کے بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ :- حضرت حجۃ اللہ کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.maktabah.org

کے بقیہ خمیر طینت سے بنایا گیا۔

خاصہ: آنحضرت قیوم زمان حجۃ اللہ ہوئے۔

خاصہ: باوجود ضمنیت کے مقام اصالت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ: محبوبیت ذاتی جو خاصہ پیغمبر تھی اور طینت واصالت محمدی پر موقوف تھی۔ آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ: حجرہ محبوبیت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ: مقطعات قرآنی آنجناب پر مکشوف ہوئے۔

خاصہ: خلعت ابراہیمی آپ کو عطا ہوئی۔

خاصہ: تمام رحمت الٰہی کا تقسیم کرنا بہ ماتحتی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم عطا ہوا۔

خاصہ: آنحضرت امام اور خلیفہ حق تھے۔

خاصہ: کئی بڑے بڑے منصب مثلاً قیومیت، خلافت، امامت، قطبیت فردیت۔ غوثیت وغیرہ آنحضرت کو مرحمت ہوئے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے تمام مذکورہ بالا مناصب آنحضرت کے مریدوں کو بھی عطا فرمائے۔

خاصہ: تمام منازل اور مقامات آنحضرت پر منکشف ہوئے۔

خاصہ: پروردگار نے تینوں ولائتیں صغریٰ۔ کبریٰ اور علیا۔ کمالاتِ نبوّت کمالاتِ رسالت حقیقتِ قرآن اور حقیقتِ نماز وغیرہ آنحضرت کو مرحمت فرمائے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے تمام مذکورہ بالا مقامات اور کمالات آنحضرت کے مریدوں کو عطا فرمائے۔

خاصہ: تین مہینے تک جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حجۃ اللہ کو لینے کے لئے ہندوستان تشریف لاتے رہے۔

www.maktabah.org

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خوشخبری دی کہ علاوہ مریدوں کے ستر ہزار آدمی تمہاری سفارش سے قیامت کے دن بخشے جائیں گے۔

خاصہ: حضرت مجدد الف ثانی نے آنحضرت کے وجود کی اطلاع دی اور فرمایا کہ میری طرح ہوں گے۔

خاصہ: حضرت عروۃ الوثقیٰ نے آنجناب کے حق میں فرمایا تھا کہ جب محمد نقشبند آتا ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس کی تعظیم کروں۔

خاصہ: حضرت مروج الشریعت جیسے بزرگ نے آنحضرت کی قیومیت کو قبول فرمایا۔

خاصہ: آنحضرت کے چچازاد بھائی جنہوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا تھا آپ کے مرید ہوئے۔

خاصہ: آنحضرت کے مکشوفات کی نسبت حضرت عروۃ الوثقیٰ نے لکھا ہے کہ ان کی تصدیق کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں

خاصہ: سوائے چند ایک اشخاص کے حضرت مجدد الف ثانی کی تمام اولاد آنحضرت کی مرید ہوئی۔

خاصہ: حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء اور خلیفۃ اللہ جیسے شخص، جو کمالات محمدی کے مظہر اتم اور خاتم قیومیت ہیں۔ آنحضرت کے پوتے اور مرید یہ خاصہ باقی تمام اصحاب سے افضل ہے۔ کیونکہ اس سبب سے آنجناب کا فیض قیامت تک جاری رہے گا۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حُجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت قیوم ثالث مدت سے مریض رہتے تھے خاص طور پر خفقان اور پاؤں کا درد بہت غالب رہتے۔ اس واسطے آنجناب کے قد میں قدرے خم بھی آگیا تھا۔ آخر سال قیومیت میں امراض کا اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ ایک کا علاج دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتا تھا۔ اور روز بروز امراض کا غلبہ ہوتا گیا۔

ایک روز آنحضرت نے جمعہ کی نماز کے بعد حضرت عروۃ الوثقٰی کے روضہ منورہ میں تمام چھوٹے بڑوں کے سامنے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ تیری عمر اسّی سال سے اوپر ہو گئی ہے۔ اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے۔ اگر مزید عمر چاہتے ہو تو دُنیا میں رہو۔ اگر چاہتے ہو تو ہمارے پاس آجاؤ! سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ تم سنت نبوی کی پیروی کرتے رہنا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ پر پورے پورے پابند رہنا۔ تاکہ تمھاری بہتری ہو۔ منصب قیومیت کے تمام کمالات اس پوتے محمد زبیر کو حاصل ہوتے ہیں۔ تم اس کی اطاعت کرنا اور وعظ و نصیحت کر کے خلوت خانہ میں آئے۔ اور چند مرتبہ مذکورہ بالا نصیحتیں لوگوں کو کیں۔

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ اتوار کے روز ۲۴ محرم کو حضرت قیوم ثالث اس محل میں جو آنحضرت کی مسجد کے مقابل ہے۔ فجر کے حلقہ کے بعد بیٹھے تھے۔ کہ اچانک آنحضرت پر ضعف حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور لحظہ نہ لحظہ بے ہوش ہوتے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر احباب گھبرا گئے۔ اور شور مچ گیا۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے اعلیٰ و ادنےٰ سبھی آنحضرت کی خانقاہ میں آجمع ہوئے۔ جب نماز کا وقت ہوا۔ تو آنجناب وضو کر کے مسجد میں آئے۔ اور تمام احباب کے ساتھ نماز ادا کی۔ اطبّاء نے

www.maktabah.org

اس مرض میں پانی کے استعمال سے منع کیا ہوا تھا۔ آنحضرت کو پیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ پانی مانگتے تو حضرت بیگم حکما کی ہدایت کے مطابق پانی نہیں دیتی تھیں۔ حتیٰ کہ آنجناب کا حلق مبارک خشک ہوتا جاتا تھا۔ اور تکلیف بڑھتی جارہی تھی۔ سختی کے باعث بیخودی حد سے زیادہ طاری ہورہی تھی۔ زیادہ تر وقت بے ہوش رہتے صرف نماز کے وقت قدرے افاقہ ہو جاتا۔ نماز خلوت خانہ میں مخصوص احباب کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

ان دنوں آنحضرت کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر شاہجہان آباد میں تھے جب آنحضرت کو افاقہ ہوتا تو پوچھتے کیا محمد عمر آگیا ہے؟۔ جمعرات کے دن ۲۸ محرم الحرام کو آنحضرت پر مرض حد سے زیادہ غالب آگیا۔ تمام دن سوائے پانچ وقت کے غشی کی حالت میں رہے۔ جب جمعہ کی رات آئی تو سانس میں تیزی آگئی۔ لیکن بڑے وقار سے وظائف و اوراد پڑھتے رہے کسی قسم کی بے قراری ظاہر نہ کی۔

آدھی رات کے وقت عشاء، تعدیل ارکان کے ساتھ یاروں سمیت نہایت خشوع و خضوع سے پڑھی۔ وتر سے فارغ ہو کر بعض دعائیں جن کا ذکر حصن حصین میں ہے پڑھیں اور چند بار سورۃ یٰسین پڑھی جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا۔ تو تہجد کی نماز ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ بعد ازاں لیٹ گئے۔ سر قطب کی طرف تھا اور چہرہ کعبہ کی طرف۔ تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون،۔ حضرت قیوم رابع نے اسی وقت اپنے جد بزرگوار کی جبین مبین پر بوسہ دے کر رونا شروع کیا۔ آپ کے رونے سے اصحاب کو معلوم ہوگیا کہ آنحضرت کا وصال ہوگیا ہے۔ سب غم سے نڈھال ہوگئے۔ اسی رات تمام اہل شہر آنجناب کی خانقاہ میں جمع ہوگئے اور سارے غم کے مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔ ان کے شور و فغاں سے زمین و زمان میں زلزلہ آگیا تھا۔

www.maktabah.org

اس قدر شور و غوغا مچا کہ وزیر خاں والئے سرہند قلعہ کے اندر خوابگاہ میں سویا ہوا تھا۔ جاگ اٹھا۔ معلوم کیا کہ حضرت حجۃ اللہ دنیا سے سفر کر گئے ہیں۔ اسی وقت دیوانہ وار چیختا چلاتا خانقاہ میں آ پہنچا۔ تمام حضرات مشائخ مجددیہ معصومیہ مارے رنج و غم کے بیہوش تھے لوگ حواس باختہ تھے اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے

آنحضرت جمعہ کی رات ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ کو اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ شمسی حساب کے مطابق ۷، ماہ حمل تھی اور اہل شام کے نزدیک ۱۱ نیراع۔ آنحضرت کی تاریخ حسب ذیل قطعہ سے نکلتی ہے ؎

فغاں از دست ایں چرخ نگوں سار
کنم گرمے سزد من کرما را

کہ ہر ساعت برنگے میخراید
نہد داغ نوی بر داغہا را

ہنوز آں داغ پیشیں بود ناصور
نمک پاشید ریش سینہا را

قلم میریخت چوں دل بقرطاس
زباں تا بود گرم ایں مدعا را

فغاں افتاد در عالم زہر سو!
چو شد وقت رحیل اولیاء را

بجستم از خرد سال وفاتش
زنامش چار کم کرد او خدا را

بگفتا خواند حق بہر ملائک
محمد نقشبند پیشوا را

۱۱۱۴ھ

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی

تجہیز و تکفین اور روضہ منورہ کی تعمیر

صبح ہوئی تو لوگوں نے نماز فجر ادا کر کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو غسل

www.maktabah.org

دیا۔ غسل کے وقت سارے کام خلفاء نے کئے۔ پھر تین سفید کپڑوں کا کفن دیا۔ لفافہ قمیض اور تہ بند۔ قمیض کندھوں پر سے پھاڑ دی گئی بعد ازاں جنازے میں رکھا۔ کہتے ہیں جب جنازے کو اٹھایا گیا تو تمام وضیع و شریف اعلیٰ و ادنیٰ میں کہرام برپا ہو گیا روتے چلاتے جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے بڑے بڑے مشائخ، علمائے کرام بے خودی کے عالم میں سر پاؤں سے ننگے گریباں چاک کئے ہوئے نعرہ مارتے واحسرتا! پکارتے چیختے چلّاتے نعش کے ارد گرد پھرتے تھے۔

جہاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تھی اسی مقام پر آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ لاتعداد انسانوں کا مجمع تھا۔ بعد ازاں آنجناب کو اس مکان میں جو قدیم زمانے سے آپ کی ملکیت تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک سے شمال کی جانب تین پرتاپ کے فاصلہ پر فتح باغ کے قریب دفن کیا۔

میرے (مصنف کے) جد شریف اپنے گاؤں میں جو سرہند سے بیس میل تھا۔ گئے ہوئے تھے۔ آنحضرت کی بیماری کی خبر سن کر روانہ ہوئے جب دفن کیا جا رہا تھا۔ تو پہنچے مرقد کی خاک سر پر ڈالی آپ کے آنے سے لوگ اور بھی رونے چلانے لگے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد دنیا میں تاریکی پھیل گئی اور آفتاب سیاہ ہو گیا۔ دن کو ستارے نظر آنے لگے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ بس قیامت آگئی حد سے زیادہ گھبرائے۔ جناب الٰہی میں عاجزی کرنے لگے دیر تک تاریکی پھیلی رہی۔ پھر عصر کے وقت روشنی ہوئی۔ پوری دوپہر تاریکی چھائی رہی۔ دس بجے کے قریب سے چار بجے تک اندھیرا رہا۔

آنحضرت کی مرقد پر نہایت عالیشان خوبصورت روضہ بنوایا اور طرح طرح کے بیل بوٹوں سے آراستہ کیا گیا۔ اور ایک نہایت اونچا گنبد بنوایا جس میں چار برج چاروں کونوں میں تھے۔ ہر ایک برج میں دو حجرے تھے۔ چاروں طرف چار محراب تھے۔ ہر محراب میں روضہ مبارک کا دروازہ رکھا۔ روضہ کے گرد و نواح میں دس ہاتھ چوڑا چبوترہ

www.maktabah.org

بنایا۔ روضہ مبارک کے جنوب میں سالکوں کے حلقہ اور مراقبہ کے لئے ایک محل بنوایا۔ اور روضہ کے گرد باغ میں میوہ دار درخت لگ گئے۔ اور گلذار کے چمن درست کیئے۔

اب آنحضرت کے مقبرہ میں چار قبریں ہیں ایک آنحضرت کی دوسری آنحضرت کے فرزند محمد عمر کی تیسری آنجناب کی بیٹی کی۔ چوتھی آنجناب کی زوجہ کی۔

آنحضرت کی وفات کے تیسرے دن تمام مشائخ احمدیہ معصومیہ نے آنحضرت کے پوتے کو جنہیں آنحضرت نے اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد اور قائم مقام مقرر فرمایا تھا مسند ارشاد پر بٹھایا اور حضرت قیوم ثالث کے تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ اور آپ کو قیوم تسلیم کیا۔ حضرت حجۃ اللہ کے جو خلفاء اور مرید مختلف ممالک میں تھے تمام نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ بہت سے سفر کر کے سرہند میں آئے اور حضرت قیوم ثالث کی تعزیت کر کے حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ بعض مرید جو حاضر خدمت نہ ہو سکے وہ غائبانہ مرید ہوئے لیکن حضرت حجۃ اللہ کے وصال کے بعد مشائخ سرہند میں اختلاف پیدا ہوا۔ ہر ایک اپنے آپ کو قیوم کہتا تھا اور ہمچو ما دیگرے نیست پکارتا تھا۔ حضرت بیگم نے تمام مال و متاع اپنے داماد کو دے کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خرقہ اسے پہنایا اور مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ دوسرے بھی اپنے آپ کو قیوم ثالث کا قائم مقام کہہ کر مسند ارشاد پر بیٹھے۔ حضرت قیوم رابع کو قیوم تسلیم نہ کرتے۔ جو خوشخبریاں حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کے حق میں فرمائی تھیں۔ ان کی تاویلیں کرتے تھے۔ حضرت قیوم رابع نے بھی ان سے کنارہ کشی کی۔ محفلوں اور مجلسوں میں نہ جاتے گوشہ تنہائی اختیار کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا مجلسوں میں اعلانیہ لوگوں سے کہتے تھے۔ کہ اس وقت قطب جہان قیوم زمان شیخ محمد زبیر ہیں جنھیں حضرت حجۃ اللہ نے خوشخبری دے اپنا ولی عہد اور قائم مقرر فرمایا ہے۔ لوگو! کیوں جان بوجھ ان کی قیومیت اور قطبیت کا انکار کرتے ہو۔ بارہا تم نے سنا ہے کہ حضرت قیوم ثالث نے انھیں اس

www.maktabah.org

منصبِ اعظم کی خوشخبری دی ہے۔ اور حضرت قیوم رابع کو فرماتے تھے کہ میں تمہیں قطب و قیوم جانتا ہوں ان کی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ انہی دنوں حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے حاجی فضل اللہ اور بعض دیگر مشائخ سرہند نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور ان سے باطنی فیض اخذ کیا۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کا اقرار کیا۔

عالمگیر بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو بہت غمزدہ ہوا رو دیا پیٹا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ مجھے اب دنیا سے اٹھا لے۔ تھوڑی مدت بعد بادشاہ فوت ہو گیا۔ ایک تعزیت نامہ مع تحف و ہدایا حضرت کے پوتے قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

کی اولاد کا تذکرہ

آنحضرت کی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ حضرت ابوالعلیٰ۔ شیخ محمد عمر۔ شیخ محمد کاظم۔ خواجہ عبدالرحیم۔ خواجہ عبدالرحمٰن۔ میر عبداللہ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ امت الکریم۔ امت القیوم مشہور بجیونی بیگم۔

ان کے علاوہ آنحضرت کی اور بھی اولاد تھی لیکن ان کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ اب آپ کی اولاد کا تذکرہ فرداً فرداً کیا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

حضرت ابو العلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم ثالث کے بڑے بیٹے ہیں ۱۰۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بڑکپن سے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب انھیں اپنے بیٹوں کی طرح پیار کرتے اور حضرت مجدد الف ثانی کے تمام خصائص کی خوشخبری آپ کو عطا فرمائی۔

میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں والد اور ولد کی بھی قسم کھائی ہے چنانچہ فرماتا ہے "وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" ہم حضرت حجۃ اللہ اور ان کے فرزند شیخ ابو العلےٰ کو اس والد اور وَلد کی طرح جانتے ہیں۔ نیز حضرت مروج الشریعت نے آپکے حق میں فرمایا تھا کہ شیخ ابو العلےٰ کی پیٹھ میں وہ نور بطور امانت رکھا ہے جس کی شعاعوں سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں روشن و منور ہوں گی۔ یہ اشارہ حضرت قیوم رابع کے وجود مبارک کی طرف تھا یعنی حضرت ابو العلیٰ کی پشت سے ایک فرزند نرینہ ہوگا جو قطبیت اور قیومیت کا منصب حاصل کرے گا۔ اور تمام جہان اس کے نور سے منور ہو جائے گا۔ حضرت حجۃ اللہ نے اس فرزند کو قیومیت کی خوشخبری دی تھی۔ جب آپ نے وفات پائی تو وہ منصب آپکے فرزند قیوم رابع محمد زبیر کو ملا۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے آپ کے حق میں فرمایا کہ اس فرزند کی طرف سے میرا دل مطمئن ہے۔ کیونکہ یہ بچہ انبیاء کا ہم نشین ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ الٰہی لشکر اور تمام مخلوقات اس فرزند کی محبوبیت دیکھنے کے لیے آتی ہیں۔ ایک روز آنحضرت نے فرمایا کہ ابو العلیٰ کی کشف بہت صحیح بلکہ نہایت ہی صحیح ہے جب کبھی آنحضرت کسی شخص کے کام میں توجہ فرماتے تو آپ کو بھی توجہ کرنے کا ارشاد فرماتے۔ اور آپ سے پوچھتے تم پر کیا ظاہر ہوا ہے۔ جو کچھ آپ عرض کرتے اس کو آنحضرت پسند فرماتے جب بڑے اسرار جو برزخ کبریٰ کے متعلق تھے، آنجناب پر ظاہر ہوئے تو آپ کو

www.maktabah.org

بھی ان اسرار میں شامل کر لیا۔ نیز آنحضرت نے آپ کو فرمایا کہ تم میرے عدیل ہو اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات مجملاً اور مفصلاً تم میں پائے جاتے ہیں۔ اور چاروں صفوں میں داخل ہونا تمھیں نصیب ہے۔

شیخ عبد الاحد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یاروں کے حالات پوچھے تو ہر ایک کے متعلق کچھ نہ کچھ فرمایا جب حضرت ابوالعلیٰ کی نسبت پوچھا۔ تو فرمایا وہ میری طرح ہے۔ ایک روایت کے مطابق آٹھ سال اور دوسری روایت کے مطابق دس سال تک حضرت ابوالعلیٰ برقعہ پوش رہے۔ اس عرصہ میں سوائے حضرت حجۃ اللہ کے کسی سے ہم کلام نہ ہوئے۔ بادشاہ ہندوستان نے بہت خواہش کی کہ ایک دفعہ مجھ سے ہم کلام ہوں لیکن آپ نے بالکل کلام نہ کیا کہتے ہیں اس مدت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تصوراتاً میں آپ کے سامنے بیٹھے رہتے اسی لئے آپ نے چہرے پر برقع ڈال رکھا تھا۔ اور کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ چنانچہ یہ قصہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث نے آپ کی ولایت کو محمدی القیومی فرمایا ہے حضرت قیوم ثالث نے اپنے بہت سے مریدوں اور خلفاء کو باطنی تربیت کے لئے آپ کے حوالے کیا جو آپ کی توجہ سے قرب الٰہی کے انتہائی درجہ کو پہنچے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ اگر ان کو لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔

حضرت قیوم رابع کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آپ سے دن رات بے شمار خوارق ظاہر ہوتے تھے۔ جو کام میں کرتی آپ سے پوچھ کر کرتی۔ جس طرح آپ فرماتے اس پر عملدرآمد کرتی تھی۔ جس طرح فرماتے اسی طرح ظہور میں آیا۔ حضرت بیگم ہر معاملہ میں آپ کی رائے پر عمل کرتی تھیں لیکن ان کی غرض یہ تھی۔ کہ کسی طرح آپکی کشف کو غلط ثابت کریں لیکن آپ کی کشف میں کبھی غلطی نہ ہوئی حالانکہ آپ ہر کام لئے

www.maktabah.org

لئے وقت مقرر کردیتے تھے اور وہ کام ٹھیک اسی وقت ہوتا۔ چنانچہ آپ کے کشف کے متعلق چند ایک واقعات کا بیان گذر چکا ہے۔ ایک یہ کہ بادشاہ ہندوستان کو لکھ کر دیا۔ کہ حیدر آباد کا قلعہ فلاں دن فلاں وقت فتح ہوگا جو آپ کے لکھے کے مطابق ظہور میں آیا۔ دوسرے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بیماری کے وقت حضرت بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ سے شفاء کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز کی اذان کے وقت آنحضرت کو پسینہ آئے گا جس سے شفاء نصیب ہو گی علیٰ ہذا القیاس۔

اسی طرح میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور حضرت ابوالعلیٰ بھی موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آپ سے کہوں تا کہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ مجھے توجہ دیں۔ یہ خیال آتے ہی آپ نے میری طرف دیکھ کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بھائی محمد ہادی توجہ کی خواہش کرتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی۔

میرے (مصنف کے) جد شریف کواکب دُریہ میں لکھتے ہیں کہ میں ایک سفر کے لئے روانہ ہوا۔ رخصت ہوتے وقت حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے فرمایا کہ تمہیں اس سفر میں برکت عظیم نصیب ہوگی۔ واقعی اس سفر میں مجھے بہت ظاہری و باطنی برکت نصیب ہوگئی۔ نیز میرے جد شریف فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے محبوبیت کی خوشخبری دی جب میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنجناب نے بھی مجھے محبوبیت کی بشارت دی۔

حضرت ابوالعلیٰ سے اسقدر کشف و کرامات منسوب ہیں کہ کسی گذشتہ ولی سے ظہور میں نہیں آئیں۔ حضرت ابوالعلیٰ کے فضائل حیطہ تحریر سے باہر ہیں۔ لیکن چند ایک

www.maktabah.org

تبرکاً تحریر کی ہیں۔ عادات و عبادات میں آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ قرآن شریف کے حافظ تھے تراویح میں دو دفعہ قرآن شریف سنایا کرتے تھے اوابین اور تہجد میں ختم کیا کرتے تھے۔ آپ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت قیوم رابع جیسا شخص آپ کا فرزند تھا۔

۱۱۰۰ھ میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت امام معصوم کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت ابوالعلیٰ کے بڑے بیٹے اور قیوم وقت اور خلیفہ پروردگار ہیں۔ آپ کے احوال الگ دفتر میں لکھے گئے ہیں۔ حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹیوں میں سے ایک تاج النساء حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کے پوتے غلام معصوم سے منسوب تھیں اور دوسری فقیرہ خانم حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ محمد علی کی منسوبہ تھیں۔

حضرت شیخ محمد عمر رضی اللہ عنہ

آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں آنحضرت کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ آپ کی استعداد کی تعریف بہت ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ شیخ محمد عمر کو درگاہ صمدیت میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حصہ ملا ہے۔

مناقب نقشبندی میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام صحابہ کے ساتھ ایک مجلس میں دیکھا جس میں آنحضرت کے قول کے مطابق شیخ محمد عمر بھی موجود تھے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ جس طرح تم محمد عمر سے محبت کرتے ہو اسی طرح ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور

www.maktabah.org

اس کی تربیت میں رہتے ہیں حضرت قیوم ثالث فرماتے تھے۔ کہ میرا فرزند شیخ محمد عمر حضرت خازن الرحمت کے ارتحال کے وقت پیدا ہوا۔ چونکہ اس وقت گذشتہ بزرگان بکثرت تشریف فرما ہوئے تھے۔ امید غالب ہے کہ ان کے کمالات کا اظہار اس مولود میں ہوگا جب آنحضرت پر میدان حشر ظاہر ہوا تو شیخ محمد عمر کے حق میں فرمایا۔ کہ میں نے اسے میدان قیامت میں بڑی شان و شوکت میں دیکھا۔

شیخ صاحب اعلےٰ درجہ کے ذکی اور سخی تھے۔ ۱۱۸۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت قیوم ثالث کے روضہ مبارک کے اندر مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی باقی ہیں۔

حضرت محمد انس رحمہ اللہ

آپ شیخ محمد عمر کے فرزند تھے لیکن بالغ ہونے سے پہلے ہی ملک بقاء کو سدھارے۔

شیخ محمد عمر کی لڑکی فیض جہان بیگم بادشاہِ دکن کی بیٹی کے بطن سے ہوئی حضرت قیوم رابع اس لڑکی کو فرمایا کرتے تھے کہ تیرے دادا صاحب قطب دوراں اور قیوم زماں ہیں اور تیرے نانا جہان کے بادشاہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد کاظم رحمہ اللہ

آپ حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں آپ قطع تعلق میں سے موصوف تھے آپ نے عزلت کو عشرت سے بہتر سمجھا ہوا تھا۔ خلقت کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی غربت شکستگی اور بے نفسی آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔

جب اپنے والد ماجد کے ساتھ سفر کو جاتے تو جہاں جاکر بیٹھتے دن کے وقت وہاں موجود نہ ہوتے۔ دولتمندوں اور بادشاہوں کی مجلس میں کبھی نہ جاتے۔ جب جمعہ کے دن نماز کے لیے جاتے تو آخری صف میں کھڑے ہوتے۔ فرشتہ خصلت تھے۔ دنیا سے آپ کو کوئی مناسبت نہ تھی۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی

www.maktabah.org

میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ محمد کاظم میرا خاص مقبول ہے اور یہ کہ میری نظرِ رحمت اس پر ہے۔ نیز مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد کاظم بڑا ولی اللہ ہے۔

ایک روز شیخ محمد کاظم نے جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ لطف و کرم آپ کو خلعت فاخرہ عطا فرمائی۔ نیز شیخ محمد کاظم کو الہام ہوا کہ ہم تم سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ ہم نے تمہارے دل کو نور محمدی سے منور کیا۔ حضرت قیوم ثالث نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

شیخ محمد کاظم نے آخری عمر میں اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث اورنگ آباد سے رخصت ہوئے تو اپنے مریدوں کو فرمایا کہ محمد کاظم کے پاس آیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جناب ہم تو حاضر ہوتے ہیں لیکن ان کا دیدار نصیب نہیں ہوتا۔ آپ ۱۱۲۵ھ کو اورنگ آباد میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ وہیں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد سے کوئی زندہ نہیں۔

حضرت خواجہ عبد الرحمٰن قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم ثالث کے چوتھے فرزند ہیں پانچ سال کی عمر میں مسقط میں لوگوں پر فدا پائی۔ چنانچہ یہ واقعہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت خواجہ عبد الرحیم قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کے پانچویں فرزند تھے آپ بھی سات سال کی عمر میں مسقط میں لوگوں پر قربان ہو کر راہئِ ملک عدم ہوئے۔

حضرت میر عبد اللہ قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم ثالث کے چھٹے فرزند تھے آپ کی پیدائش کے روز حضرت قیوم ثالث

www.maktabah.org

نے فرمایا کہ اس بچے میں قطب الافطابی کی استعداد ہے۔ اس لئے ابوالعلی کو غیرت آئی اور بددعا کر کے اس فرزند کو ہلاک کر دیا کیونکہ یہ منصب آپ کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔ جیساکہ آنحضرت کے اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں سے ایک امت الکریم نام حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم سے منسوب تھی۔ دوسری امت القیوم المعروف جیونی بیگم صاحب شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی کی منسوبہ تھیں۔

اب حضرت قیوم ثالث کی اولاد نرینہ صرف حضرت قیوم رابع سے ہے اور اولادِ دختری جیونی بیگم سے۔

خلفائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں آپ نے کئی ہزار آدمیوں کو خلافت دی کہاں تک اُن سب کے حالات لکھے جائیں۔ ان میں سے چند ایک جو نہایت مشہور ہیں اور جن میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید ہیں۔ ان میں سے بھی انتخاب کر کے بعض کے حالات مجملاً بیان کرتا ہوں ان میں سے اوّل وہ ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ وہ یہ تھے میرے (مصنف کے) جد امجد شیخ محمد ہادی بمعہ فرزندوں کے آنحضرت کے مرید ہوئے حضرت مروج الشریعت کے فرزند۔ خواجہ محمد پارسا۔ شیخ محمد سالم۔ حضرت محمد اشرف

www.maktabah.org

کے فرزند شیخ روح اللہ شیخ محمد حیات۔ اور شیخ محمد شافی الحال۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین۔ شیخ عبدالاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ شیخ محمد یعقوب اور شیخ محمد تقی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے فرزند شیخ ضیاء الدین یوسف اور شیخ فقر اللہ حضرت خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ محمد عابد اور ان کے دوسرے بھائی۔ حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے حاجی فضل اللہ۔ حضرت خازن الرحمت کے نواسے شیخ حکیم اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ سب سرہند کے بڑے شیخ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید تھے یہ سارے معہ اپنے فرزندوں کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے غرضیکہ حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت شیخ سیف الدین اور حضرت محمد صدیق کے فرزندوں کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث کی مرید ہوئی چونکہ ان بزرگوں کے حالات اس کتاب کے دوسرے حصے میں لکھے گئے ہیں اس لئے دوبارہ نہیں لکھے گئے۔ صرف ان کے اسمار گرامی پر اکتفار کیا گیا ہے۔

اب آنحضرت کے باقی خلفاء میں سے چند ایک کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالکریم

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ کی انتہائی خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ خلافت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب سے ہزارہا لوگوں نے باطنی فیض حاصل کیا۔ اور قرب پروردگار حاصل کیا۔

شیخ صاحب سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے۔ چنانچہ ایک دن ایک دولتمند شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے چنداں پرواہ نہ کی۔ وہ ناراض ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ آجکل درویش اپنی مشیخیت کے گھمنڈ میں دولتمندوں کی ذرا پرواہ نہیں کرتے یہ کہتے ہی اس کے پیٹ میں درد اٹھا جس سے

www.maktabah.org

وہ بہت عاجز ہوگیا۔ سمجھا کہ شیخ صاحب کا تصرف ہے۔ حاضر خدمت ہو کر معافی مانگی۔ اور شفا کے لئے التجا کی۔

شیخ صاحب نے دعا کی تو وہ تندرست ہوگیا۔

حاجی عبداللہ خوشبائی آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ تھے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے درج ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے تمام قوم خوشبائی آپ کے حوالے کی کہ ان لوگوں کی تربیت کرنا۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل باکمال ہوئے۔

ایک روز ایک شخص اپنے اندھے بیٹے کو حاجی صاحب کی خدمت میں لایا اور دعائے شفا کے لئے درخواست کی۔ حاجی صاحب نے قرآن شریف کی چند آتیں پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔

اس قسم کی کرامات حاجی صاحب سے بکثرت منسوب تھیں۔

حاجی عبدالغفار سُبحانی آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں بقید تمام حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ صاحب کرامات ظاہر و خوارق باہر تھے۔ آنحضرت نے قوم سبحانی کو تربیت کے لئے آپ کے سپرد کیا۔ بہت سے لوگوں نے حاجی صاحب سے فیض اخذ کیا اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔

حضرت خواجہ مرزا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔ آپ کابل کے بزرگ زادوں میں سے تھے بے شمار لوگ آپ کے معتقد تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے قوم اعز کو آپ کے حوالے کیا۔ بہت سے لوگوں نے

www.maktabah.org

آپ سے ہدایت پائی۔ اور قرب الٰہی حاصل کیا حضرت خواجہ صاحب تصرف تھے۔ اور جذبہ نہایت قوی تھا۔

حضرت خواجہ خسرو آپ بھی کابل کے بزرگ زادوں میں سے تھے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر خلیفہ تھے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ ہزارہا آدمیوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا۔ اور فنا، و بقا حاصل کی۔ خواجہ خسرو صاحب کرامت و استقامت تھے۔

حضرت خواجہ میر آپ خواجہ عبد الصمد کے فرزند اور حضرت امام معصوم کے خلیفہ تھے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں اور خلافت عطا فرمائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور فیضیاب ہوئے۔

حضرت حاجی پائندہ باقی آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ کے نہایت ہی کامل خلفاء سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت حاجی قلندر آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے تھے۔ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔
آپ صاحب جذب تصرف تھے۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے بڑے پابند تھے۔

حضرت صوفی سکندر خوشبائی آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ ابوالقاسم آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مشہور خلفاء تھے نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ عوام میں بہت مقبول تھے لوگوں نے آپ سے بہت فوائد حاصل کئے۔

حضرت مُلّا گدا آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معتبر اصحاب میں سے تھے۔ صاحب استقامت وکرامت تھے بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالات و مقامات پیدا کئے۔

حضرت حافظ احمد آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

صوفی عبدالوہاب آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ تھے صاحبِ تصرف و قوی جذبہ کے مالک تھے۔

حضرت شاہ عبداللہ نزباری آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ جب آنحضرت سلطانِ ہند اورنگ زیب سے رخصت ہوئے تو بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ جناب اپنے کسی خلیفہ کو یہاں چھوڑتے جائیں تاکہ اس کی صحبت سے مستفید ہوسکوں۔ چنانچہ آنحضرت نے شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑا۔ بادشاہ نے شاہ عبداللہ سے بہت استفادہ کیا اور شاہی لشکر کے بہت سے آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ آخری عمر میں آپ نے ملک دکن کے ایک گاؤں نزبار میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔

حضرت شیخ الاسلام مدنی آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے بیان ہوچکا ہے۔ سفر حج کی اثنار میں آپ مرید ہوئے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی

www.maktabah.org

خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ عمدہ عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے آپ کو اس ملک کا خلیفہ بنایا۔ عرب کے ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور آپ سے کمالاتِ باطنی حاصل کئے۔

حضرت شیخ العرب

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور ملک عرب کے مشہور شیخ تھے۔ آنحضرت دوسری مرتبہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ اہلِ عرب آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے بڑے پابند تھے۔

شیخ عبد الکریم یمنی

آپ یمن کے رئیس تھے۔ آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خواجہ محمد نقشبند وقت کے قطب الاقطاب ہیں جا کر ان کی بیعت کرو۔ آپ حسب اشارت حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی حاصل کیا۔ جب آنحضرت مقسط سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شیخ صاحب کو خلافت دے کر مسقط میں چھوڑا۔ شیخ صاحب کو وہاں قبولیت تامہ نصیب ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

حضرت شیخ محمد سیالکوٹی

آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر یار ہیں۔ پہلے آپ حافظ نور محمد کے مرید تھے جب خود حافظ صاحب آنحضرت کے مرید ہوئے تو شیخ محمد بھی آنجناب کے مرید ہو گئے اور بقیہ تمام سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی چونکہ بہت سے لوگ آپ کے مرید تھے اور مشیخیت کا سلسلہ بڑھ گیا۔ اس لئے حافظ صاحب سے منحرف ہو گئے۔ حافظ صاحب نے غیرت میں آ کر آپ کے باطن پر کدورت ڈال دی۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثالث حج سے واپس آئے تو شیخ محمد دکن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے وطن کی

www.maktabah.org

بدمزگی عرض کی۔ آنجناب نے انتقائے نورانیت فرمایا اور حکم دیا کہ حافظ صاحب کو راضی کرو۔ تب تمھارا باطن صاف ہوگا۔ چنانچہ حافظ سے معافی مانگی۔ لیکن پھر حافظ صاحب اور آپ کے درمیان جو رنجش ہوگئی تھی وہ مرتے دم تک نہ گئی۔

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ بہاؤالدین نقشبند کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند محبوبِ خدا ہے جو اس کا مرید ہوگا۔ نجات پائے گا۔

یہ خواب دیکھ کر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔ سلوک باطنی پورا کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے مجھے بدخشاں روانہ فرمایا وہاں ہزاروں لوگ مرید ہوئے۔

شیخ عبداللطیف

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ نے بہت سے درویشوں کو لے کر دکن کے علاقے سے آگے سمندر کے کنارے پر سکونت اختیار کی اور زاہد و تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کی۔ آپ صاحب کرامات و خوارق تھے۔

شیخ عبدالرزاق

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ معتبر یار تھے۔ سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ آپ نے مشرقی ہندوستان میں سمندر کنارے سکونت اختیار کی۔ آپ کی مشیخیت اس علاقے میں بکثرت ہوئی۔ اس ملک کے تمام سردار اور سرکش افراد آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ نقشبندیہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

www.maktabah.org

شیخ امام الدین رُومی

آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے جلیل القدر خلیفہ تھے ایک دفعہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے ایک رات جب مرض کا غلبہ ہوا۔ تو شیخ صاحب ساری رات خدمت میں کھڑے رہے آنحضرت نے مہربان ہو کر خلافت عطا فرمائی اور ملک روم کی قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی اور اس طرف روانہ کیا شیخ صاحب کو اس ملک میں شہرت عظیم نصیب ہوئی۔ وہاں کے بڑے بڑے رئیس آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ باباصوفی ترکستانی

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنجناب نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت عطا فرمائی اور ترکستان کی طرف رخصت فرمایا کہتے ہیں جب خواجہ باباصوفی ترکستان پہنچے اور ترک بکثرت جمع ہوئے تو خواجہ صاحب نے ایک ہی نگاہ میں سب کو بے حال کر دیا۔ مرغِ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ جب دیر بعد ہوش میں آئے تو تارک الدنیا ہو کر خواجہ صاحب کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور سب کے سب باکمال ہوئے۔

خواجہ ابوالعباس کاشغری

آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کو سلوک باطنی کی انتہائی درجہ کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت عطا کر کے کاشغر کی طرف رخصت کیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اس ملک کے ہزارہا باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ اور وہاں کے رؤسا حلقہ بگوش غلام بن گئے۔

کہتے ہیں ایک روز خواجہ صاحب کاشغر میں بیٹھے تھے۔ اور وہاں کے اکثر رؤسا حاضر خدمت تھے کہ بے اختیار خواجہ صاحب کی زبان سے نکل گیا کہ میں

www.maktabah.org

محبوب خدا اور اس ملک کا قطب ہوں آپ کا فرمانا تھا کہ درختوں سے آواز آئی کہ آپ سچ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ملک کا قطب مقرر کیا ہے۔ اور اپنی محبوبیت آپ کو عطا فرمائی ہے۔ سات مرتبہ یہی آواز درختوں میں سے آئی۔ پھر درختوں نے کھڑے ہوکر کہا کہ ہم آپ کی قطبیت کو قبول کرتے ہیں۔

لوگ یہ حالت دیکھ کر خواجہ صاحب کے بڑے پکے معتقد ہو گئے۔ اور وہاں کے تمام باشندے آپ کے مرید بن گئے۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خلفاء کے حالات کہاں تک لکھوں؟ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے۔ صرف اگر ان کے نام ہی لکھوں تو بھی دفتر درکار ہے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں تاکہ پڑھنے والے کو گراں نہ گزرے۔ اگر کسی کو آنحضرت کے خلفاء کے حالات دیکھنا ہوں تو مناقب نقشبندی اور کواکب دریہ میں دیکھے۔ ان کتابوں میں مفصل حالات مندرج ہیں لیکن اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

اب یہاں سے حضرت قیوم ثالث کے ہم عصر علماؐ و مشائخ، شعراء اور سلاطین کے حالات مجمل طور پر لکھے جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کے چند

ہم عصر علماء، مشائخ، شعراء اور سلاطین

شیخ پیر محمد سلونی شاہجہان آباد سے پچیس ۲۵ منزل مشرق کی طرف سلون نامی ایک شہر ہے۔ آپ یہاں کے رہنے والے ہندوستان کے مشہور شیخ تھے۔ ہندوستان کے ہزاروں باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے حالات نہایت عالی قدر تھے۔ زہد و توکل آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ آپ شیخ عبدالکریم کے خلیفہ تھے۔ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کی قیومیت کو آپ نے تسلیم کیا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ شیخ پیر محمد نہایت عزیز الوجود تھے۔

شیخ عبد الرزاق کہتے ہیں آپ صاحب جذبہ تھے۔ بہت سے علماء آپ کے مرید ہوئے۔

بابا مسافر آپ صاحب نسبت تھے۔ دکن میں آپکی مشیخیت کا چرچا تھا اکثر قلندر اپنے آپ کو بابا مسافر کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

سید ابراھیم گیلانی آپ حضرت شیخ الجن والانس شیخ عبد القادر گیلانی کے فرزندوں میں سے تھے اپنے اصلی وطن خامان سے ہند میں آئے۔ آپ صاحبِ حالاتِ بلند و مقاماتِ ارجمند تھے آپ سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ کے ایک مخلص امیر نے مہم پر جاتے ہوئے آپ سے فتح کے لیئے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا اس جنگ میں تم مارے جاؤ گے یا

www.maktabah.org

بھاگ جاؤ گے۔ امیر نے عرض کیا "میں ہمیشہ جناب کی خدمت کرتا ہوں صرف اسی خاطر کہ ایسی مصیبت کے وقت آپ کام آئیں"۔ آپ نے فرمایا "جاؤ! میں نے اس سختی کو اپنی جان پر لیا تمھیں فتح نصیب ہوگی۔ لیکن میں اس جہان میں نہیں رہوں گا"۔ جس محل میں آپ بیٹھے ہوئے تھے وہ گرا اور آپ کا وصال ہوگیا۔ اس امیر کو اپنی مہم میں فتح نصیب ہوئی۔ آپ کی قبر اورنگ آباد میں ہے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے نے وطن سے آکر ہندوستان میں سکونت اختیار کی دنیاوی مال بکثرت جمع ہوا اور اولاد بھی بہت ہوئی۔ سید ابراہیم کے پوتے سید داؤد اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے ہمارا کوئی بھائی یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی ہندوستان میں نہیں آیا۔

میر خورد استانفی

کابل کے مضافات میں ایک گاؤں استانفا ہے۔ آپ اس علاقے کے مشہور شیخ تھے۔ صاحب حالات عالیہ اور جذب قوی تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے معتقد تھے۔ بعض کو آپ نے خلافت بھی دی۔ لوگ بہت سی کرامات اور خوارق کو میر صاحب سے منسوب کرتے ہیں آپ حضرت قیوم ثالث کے معتقد ہوئے۔ اور آپ سے باطنی توجہات حاصل کیں۔

خواجہ نصر اللہ بلخی

آپ بلخ کے مشہور اشخاص میں سے تھے۔ صاحب حالات بلند تھے۔ وہاں کے بہت سے باشندے آپکے معتقد تھے آپ نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔

سید حسن دہلوی

آپ دہلی کے بڑے شیخ ہیں لیکن نہایت نڈر۔ جو کچھ منہ میں آتا کہہ ڈالتے اور لوگوں کو متنفر بنا دیتے۔ اس طریق پر ہوتے ہوئے بھی بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے آپ سے بہت سی کرامات

www.maktabah.org

ظہور میں آئیں۔ کہتے ہیں آپ اسماء دعوت کے عالم تھے۔ آپکے باطنی حالات عمدہ تھے۔

شیخ محمد وارث

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جوانی کے دنوں میں اپنی وضع تبدیل کر کے میں شیخ محمد وارث کے پاس گیا۔ اس وقت آپ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ جواہرات سنگریزوں میں چھپے نہیں رہتے واقعی آپ صاحب حال اور صاحب استقامت تھے

حضرت فتح قلندر

آپ سلسلہ قلندریہ کے نہایت عزیزالوجود صاحب جذبہ اور صاحب کرامات و استقامت شیخ تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔

حضرت مُلا شاہ قادری

آپ میاں میر لاہوری کے خلیفہ تھے۔ اپنے پیرو مرشد کی طرح تفرید و تجرید میں ثابت قدم تھے۔ اور وحدت الوجود کے مشرب میں مستغرق تھے۔ ۱؎

۱؎ اگرچہ داراشکوہ نے حضرت ملا شاہ محمد قادری کے مفصل حالات لکھے ہیں مگر ہم خزینۃ الاصفیاء سے مفتی غلام سرور لاہوری کی تحقیق پر انحصار کرتے ہوئے مختصر حالات قلمبند کرتے ہیں۔ آپ حضرت میاں میر لاہوری کے خلیفہ اعظم تھے۔ اسم گرامی شاہ محمد۔ کنیت اخوند لقب مُلاّ شاہ تھا۔ والد مُلاّ عبدی موضع ارکسان بدخشان سے کشمیر کے راستہ ہندوستان آئے لاہور سے گذر کر آگرہ پہنچے حضرت میاں میر لاہوری کی تعریف سُنی۔ واپس لاہور آئے حضرت میاں میر سے بیعت ہوئے۔ ریاضتیں کیں ممتاز سالک بنے۔ سات سال تک ساری رات ایک سانس میں گذار دیتے۔ کئی سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ آپ کا کلام موحدانہ عارفانہ تھا۔ دیوان ملا شاہ ایسے ہی کلام سے پُر ہے۔ خرقہ خلافت لینے کے بعد کشمیر گئے۔ لاکھوں لوگوں کو راہِ راست پر لائے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

محب اللہ الہ آبادی

بعض نے آپ کو قبول کیا اور ان کی رائے میں وہ صاحب کمال تھے۔ لیکن بہت لوگ آپ کے منکر تھے اور آپ کو ملحد کہتے تھے کیونکہ آپ کی تصنیف کردہ کتاب میں وجود باری کا اثبات مندرج ہے کہ اگر وجود کو فرض کریں تو انہی افراد عالم میں ہے ع۱ واقعی یہ عقیدہ کفر محض ہے۔ اسی بات پر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے محب اللہ کے خلیفہ محمدی کو قید کرایا تھا اور وہ قید ہی میں مر گیا۔

چنانچہ اس کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)، صحابہ کرام کی تعریف برسر منبر کرتے۔ کشمیری شیعوں نے آپ سے مناظرے کئے مگر آپ ہمیشہ غالب رہے۔ حضرت غوث الاعظم کے عاشق تھے۔ جسے بیعت کرتے جناب غوث الاعظم کی زیارت کرا دیتے۔ فلسفہ وحدت الوجود کے ترجمان تھے۔ صاحب حال وقال تھے۔ آپکی مجلس میں مغل دربار کے اکثر امراء حاضری دیتے۔ اور فیض پاتے۔ آپکے سلسلہ کے تمام مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ آپ ۱۰۶۹ھ میں فوت ہوئے۔ مزار لاہور متصل دربار میاں میر لاہوری ہے۔

ع۱ اگرچہ محب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ کے مفصل حالات میں ایک کتاب "ذکر المعارف" المعروف بہ تذکرہ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی چھپ چکی ہے۔ مگر صاحب "تذکرہ علمائے ہند" نے لکھا ہے کہ آپ فاضل متبحر، مشہور صوفی عالم اپنے ہم عصروں میں علوم ظاہر و باطن میں ممتاز تھے۔ آپ قصبہ صید پور (خیر لور) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب شیخ فرید الدین، گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ شیخ ابو سعید گنگوہی کے مرید تھے نظریہ وحدت الوجود کے زبردست حامی اور ترجمان تھے۔ ان کی تحقیقات اور تدقیقات علم تصوف میں دنیائے تصوف میں اجتہاد کا درجہ رکھتی ہیں۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

محمد سعید افغان آپ شیخ اسمٰعیل کے خلیفہ تھے۔ اپنے پیر کی طرح صاحب استقامت تھے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ محمد چشتی آپ شیخ عبدالعزیز چشتی کے خلیفہ صاحب انکسار و افتقار تھے صفائے باطنی میں مشہور تھے۔

ملا قطب الدین آپ ولایت مشرق کے مشہور عالم تھے۔ آپ کے ہزاروں شاگرد تھے اور سینکڑوں طالب علم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے بہت سے لوگ آپ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

قاضی شہاب آپ مشرق کے سب سے بڑے عالم تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور فارغ التحصیل ہوئے۔

سید محمد کال قومی آپ پیر ابوالعلیٰ کے خلیفہ تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

شاہ جلال آپ بھی پیر ابوالعلےٰ کے مرید تھے۔ صاحبِ ذوق و وجد تھے بہت سے لوگ آپ کے معتقد تھے۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

آپ شیخ محی الدین ابن عربی کے خاص اسرار و علوم کے ہندوستان میں مبلغ تھے، آپ نے ان حقائق میں بڑی قابلِ قدر تصانیف یادگار زمانہ چھوڑی ہیں۔ شرح فصوص (عربی، فارسی) رسالہ ہفت احکام۔ غایت الغایات، مغایطہ عامہ۔ سر الخواص۔ عبادہ الخواص۔ طریق الخواص۔ عبادۃ اخص الخواص۔ مناظرِ اخص الخواص۔ رسالہ توبہ۔ رسالہ رکنی۔ رسالہ وجود مطلق۔

آپ ۹ رجب ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء کو فوت ہوئے۔ الٰہ آباد میں آپ کا مزار زیارت گاہِ عوام ہے۔ (استفادہ از تذکرہ علمائے ہند)

www.maktabah.org

ملا محب اللہ آپ علمائے مشرق میں سے سب سے بڑھ کر تھے۔ کتاب سلم و مسلم آپ کی تصنیف ہے۔
بے شمار لوگ آپ سے علم ظاہری میں مستفید ہوئے۔ ع۱

ملا نور محمد مدقق آپ ہندوستان کے معتبر عالم تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

ملا یعقوب آپ شاہجہان آباد میں بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ اور بعض بلکہ اکثر فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

حسب ذیل شعراء حضرت قیوم ثالث کے ہم عصر تھے۔ مرزا بیدل۔ غنیمت منیر۔ راضی۔ خاشع۔ واسق۔ شائق وغیرہ ان میں سے بیدل کی مثنوی۔ رباعیات اور دیوان مشہور ہے۔ چنانچہ یہ غزل اسی کے دیوان کی ہے۔ ؎

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درآ ۔۔۔ تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن درآ

ع۱ ملا محب اللہ بہاری عبد الشکور موضع کرٹا مضاف بہار میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ کے ماہر اور معقولات و منقولات کے بحر بیکراں تھے۔ ملا قطب الدین شمس آبادی کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہار سے دکن چلے آئے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کو لکھنو اور حیدر آباد قاضی القضا مقرر کیا تھا۔ پھر اورنگ زیب کے پوتے رفیع القدر بن شاہزادہ معظم کے اتالیق مقرر ہوئے۔ فاضل خان کا خطاب ملا۔ ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا احاطہ مزار شاہ فرید الدین محلہ چاند پور میں دفن ہوئے۔ آپ مسلم العلوم۔ مسلم الثبوت۔ الجواہر الفرد اور مغالطہ عامہ الورود جیسی بلند پایہ درسی کتابوں کے مصنف تھے۔ مولانا عبد الحکیم لکھنوی نے شرح ملا حسن میں اپنے آپ کو حضرت کا شاگرد لکھا ہے۔ (استفادہ تذکرہ علماء ہند)

www.maktabah.org

بکدام آئینہ مائلی کہ زفرصت ایں ہمہ غافلی　　تو نگاہ دیدہ بسملی شدہ واکن و بکفن درآ

پے نافہائے رمیدۂ بو بپسند رحمت جست و جو　　تو بیاد حلقہ چو زلف او گرہے خوردہ بختن درآ

کہتے ہیں۔ مرزا بیدل نے دس لاکھ شعر کہے ہیں۔ گذشتہ اور موجودہ شاعروں میں سے اس قدر شعر کسی نے نہیں کہے۔

غنیمت کی مثنوی نیرنگ عشق بہت مشہور ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ ؎

بنام شاہد نازک خیالان　　عزیز خاطرِ آشفتہ حالاں

مرزا ایمان مثنوی بہت مشہور ہے۔ یہ شعر دیوانِ منیر کے ہیں ؎

ما برنگ شیشہ صاحب مشرب وازآدہ ایم　　صاف دل مانند شبنم سادہ دل چوں بادہ ایم

چوں حباب بادہ از مستی دریں بزم نشاط　　رفتہ ایم از خویشتن تا چشم را بکشادہ ایم

نامِ ما در طالع قسمتِ ما خون و غم　　ما و غم گویا کہ ہر دو رنگ مادر زادہ ایم

شاہ جہان آباد کے حاکم قلعہ دار عاقل خاں کی مثنوی جس میں مدہ مالت کا قصہ نظم کیا ہے اور جس میں اپنا تخلص رضی ظاہر کرتا ہے بہت مشہور ہے۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہم عصر بادشاہ حسب ذیل تھے۔ ہندوستان میں عالمگیر بادشاہ۔ عالمگیر کو شرف حاصل ہے کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے وقت اس کی عمر دس سال کی تھی۔ اور آنحضرت کی زیارت اس نے کی تھی۔ حضرت قیوم ثانی اور قیوم ثالث سے اس نے فیض باطنی اخذ کیا۔ حضرت قیوم رابع کی بھی زیارت کی۔ بلکہ ان کی قیومیت کے وقت زندہ تھا نیز قیوم اس کی سلطنت میں ہوئے۔ توران میں سبحان قلی خان آنحضرت کا ہمعصر تھا۔ یہ بھی آنجناب کا مرید تھا۔ ایران میں شاہ حسین بادشاہ تھا یہ بھی آنحضرت کا معتقد تھا۔

تمت بالخیر

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

زبدۃ الآثار

فضائل درود شریف

اوراد فتحیہ

اعلیحضرت بریلوی

خاک کربلا

ملفوظات شرفیہ

تاریخ مشائخ چشت

تذکرہ علمائے اہلسنت

کتاب الشفاء (دو جلد)

غذائے روح

شواہد النبوت

جگر گوشہ رسول

رسائل نقشبندیہ

مکتوبات امام ربانی

تجلیات امام ربانی

کربلا کا مسافر

سیرت طیبہ (دو جلد)

الامتیاز بین الحقیقۃ والمجاز

الوظیفۃ الکریمہ

تکمیل الایمان

زلزلہ

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیۃ

احوال و مقامات

قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیۃ

احوال و مقامات

قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

گنج بخش روڈ۔ لاہور

www.maktabah.org

رَوْضُ مِنَ الرَّوْضَة'' الْقَيُّومِيَة الْمَجَدَّدِيه

نام کتاب .... روضة القیومیه

نام مولف .... ابوالفیض کمال الدین خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع .... احوال و مقامات قیوم چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر نقشبندی سرہندی

سال تالیف ۱۲۰۱ھ

سال طباعت اول (اردو) .... ۱۳۱۸ھ (فرید کورٹ انڈیا)

سال طباعت دوم (اردو) .... ۱۳۳۵ھ (لاہور پاکستان)

سال طباعت سوم (اردو) .... ۱۹۸۹ء۔۱۴۰۹ھ (لاہور)

سال طباعت چہارم (اردو) .... ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء (لاہور)

ترتیب و تعلیقات .... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ناشر .... مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

صفحات .... ۴۳۲۔۔۲۳×۳۶۔۱۶٪

قیمت .... [redacted] روپے

نقشبندی اور مجددی حضرات کو تینتیس (۳۳)

فیصد رعایت دی جائے گی۔

www.maktabah.org

فہرست عنوانات روضۃ القیومیہ جلد چہارم

عنوان	صفحہ
دیباچہ	
احوال قیوم رابع	۱۷
حضرت مروج الشریعت کی خوشخبری۔	۱۸
کعبہ معظمہ کا طواف۔	۱۹
خلیفۃ اللہ کی آمد کی خوشخبری۔	۱۹
حضرت خلیفۃ اللہ کے والد ماجد کی برقعہ پوشی۔	۲۰
حضرت حجۃ اللہ کو مبارکباد دی گئی۔	۲۱
ولادت قیوم رابع۔	۲۲
حضرت خواجہ زبیر کا مشاہدہ۔	۲۸
حضرت خواجہ زبیر کی والدہ کو بشارت	۲۹
حضرۃ عروۃ الوثقیٰ کے روضہ سے بشارت۔	۳۰

عنوان	صفحہ
حضرت خواجہ زبیر کا عقیقہ۔	۳۰
حضرت خلیفۃ اللہ کی پہلی نظر	۳۰
ندائے غیب سے بشارت۔	۳۱
جنّ سانپ بن کر زیارت کو آیا۔	۳۱
زمانہ طفلی۔	۳۲
سنِّ شعور میں۔	۳۲
والدہ کی آرزو۔	۳۳
تربیّت۔	۳۴
شیخ سیف الدّین کو خصوصی بشارت۔	۳۵
سفرِ حج پر روانگی۔	۳۶
مکّہ مکرّمہ میں دیدارِ کعبہ۔	۳۹
مدینہ منوّرہ کی زیارت۔	۴۰
شیخ مراد شامی۔	۴۱

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
خواجہ محمد نقشبند کی جانشینی۔	۴۲
شیخ محمد زبیر کی اتباع کا حکم۔	۴۴
کابل جانے کا حکم۔	۴۴
کابل کے مشائخ پر توجہ۔	۴۵
مسند ارشاد پر جلوہ فرمائی۔	۴۷
خواجہ محمد پارسا مجدّدی۔	۴۹
شاہجہان آباد کا پہلا سفر۔	۵۰
جنّات کی حاضری۔	۵۲
حضرت صاحبزادہ محمد اشرف	۵۴
خلیفۃ اللہ کابل میں۔	۵۵
شہزادہ معظم کا استقبال۔	۵۵
شہزادہ معظم کی درخواست	۵۶
شہزادہ معظم کا عقیدہ۔	۵۷
شہزادہ معظم کی تاجپوشی۔	۵۸
جنگ اقتدار۔	۶۲
میدانِ جنگ پر خواجہ زبیر کی توجہ۔	۶۳
عنایت اللہ خان۔	۶۴
شہزادہ کام بخش کا ایک خط۔	۶۶

عنوان	صفحہ
شہزادہ کام بخش اور شہزادہ معظم کی جنگ۔	۶۷
خلیفۃ اللہ لاہور سے سرہند کو۔	۶۸
سلطان الاولیاء کا خطاب۔	۷۱
شیخ عادل حلقہ ارادت میں	۷۲
بدخشاں میں عوام کی ارادت۔	۷۳
خواجہ زبیر اور اہل سرہند۔	۷۴
مغلوں کی بے راہ روی۔	۷۷
شیخ عبدالاحد سرہند میں۔	۸۰
سلطان الاولیاء شاہجہان آباد میں۔	۸۱
بہادر شاہ کا شاہی مسجد لاہور میں خطاب۔	۸۴
بہادر شاہ کا حشر۔	۸۷
شاہی مسجد لاہور میں ہنگامہ۔	۸۸
علمائے لاہور کا مظاہرہ۔	۸۹
بہادر شاہ کے بیٹوں کی جنگِ اقتدار۔	۹۰
مغل اقتدار کا حشر۔	۹۱

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
معز الدین اور جہاں شاہ	۹۲
ذوالفقار خاں سپہ سالار	۹۳
جہاندار شاہ کی عیاشیوں کی سزا	۹۴
جہاں شاہ عبدالصمد کے ہاتھوں قتل	۹۵
معز الدین کا حشر۔	۹۶
فرخ سیّر کی تخت نشینی۔	۱۰۰
بندہ بیراگی کی سرکوبی۔	۱۰۱
بندہ بیراگی کے حملے۔	۱۰۵
شیخ محمد زبیر کو قطبیت کی بشارت	۱۱۰
علماء وسلاطین کی حاضری	۱۱۲
نواب عبدالصمد دلیر جنگ۔	۱۱۲
حضرت قیوم رابع کا جاہ وجلال۔	۱۱۶
مغل وزیر اعظم زیارت کو حاضر ہوا	۱۱۷
حضرت شیخ محمد زبیر کی مجالس۔	۱۱۸
سلطان الاولیاء کو شاہِ شام کا عریضہ۔	۱۱۹

عنوان	صفحہ
شاہِ شام کی آرزو۔	۱۲۰
شاہِ روم کی عرضداشت۔	۱۲۱
درویش محمد شاکر۔	۱۲۳
شیخ عبدالاحد مجدّدی۔	۱۲۴
حافظ نور محمد سیالکوٹی۔	۱۲۵
فرخ سیّر کی ہندو نوازی۔	۱۳۱
بارہہ سادات۔	۱۳۱
صاحبزادہ محمد صدّیق مجدّدی۔	۱۳۵
قطب الملک اور امام الملک	۱۳۷
عبدالصمد اور محمد امین	۱۳۹
مغل اور نورانی بارگاہِ قیومیّت میں۔	۱۴۰
ساداتِ بارہہ اقتدار سے محروم ہوگئے۔	۱۴۱
قطب الملک کی آخری کوشش۔	۱۴۲
ساداتِ بارہہ کا حشر	۱۴۳
حسن علی اور حسین علی	۱۴۴
محمد شاہ روشن اختر خلیفۃ اللہ کی خدمت میں۔	۱۴۷

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شہزادہ روشن اختر پر مشائخ مجدّدیہ کی نظر التفات۔	۱۵۳	والیٔ کاشغر کی عرضداشت	۱۷۶
خواجہ ضیاء اللہ کشمیری۔	۱۵۵	خلیفۃ اللہ کی خدمت میں۔	۱۷۷
مؤلف کتاب کی بیعت کا واقعہ۔	۱۵۵	شاہِ چترال کی عرضداشت۔	۱۸۱
حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں خواجہ عبدالرحمٰن۔	۱۵۸	حضرات مشائخ مجدّدیہ کی دہلی میں حاضری۔	۱۸۴
حضرت خلیفۃ اللہ کی شاہی باغ میں جلوہ فرمائی۔	۱۶۰	ایک مسلمان کفش فروش کا قتل	۱۸۶
قندھار کے سوداگر کا مرید ہونا۔	۱۶۲	خلیفۃ اللہ کے خلاف مغل دربار میں سازش۔	۱۸۹
حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ صوفی فرمان	۱۶۳	شاہانِ جہان کو حکومتیں تقسیم کیں۔	۱۹۷
مبارز خاں اور نظام الملک کی جنگ	۱۶۵	عبدالغفور جادوگر کا حشر۔	۱۹۹
		سلطان لاولیاء اور قصۂ اصحاب جبل	۲۰۱
خواجہ عزیز اللہ بدخشی۔	۱۷۰		
ایک فاحشہ عورت کا جنازہ	۱۷۱	دہلی برباد کی زد میں۔	۲۰۳
صفدر شاہ کا قتل۔	۱۷۱	حضرت اسداللہ کی بخارا سے آمد	۲۰۴
سرہند کے علماء کی جنگ۔	۱۷۲		
زکریا خاں گورنر لاہور کے لئے دعائے فتح۔	۱۷۴	توران کے مشائخ کا وفد۔	۲۰۶
		خواجہ محمد زبیر پل صراط پر۔	۲۰۶

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
شیخ وجیہہ الدین حلقہ ارادت میں	۲۰۷
سلطان الاولیاء نے مؤلف کتاب کو خلافت دی۔	۲۰۸
خلافت نامہ۔	۲۰۹
عرضی قصیدہ۔	۲۱۰
عرضداشت مؤلف کتاب	۲۱۴
خواجہ محمد زبیر کا مکتوب گرامی۔	۲۱۶
حضرت شیخ ضیاء الدین یوسف۔	۲۲۰
مخدوم زادہ محمد احرار کا انتقال۔	۲۲۲
خواجہ محمد زبیر کے خلاف ایک سازش۔	۲۲۴
ایک جاسوس کا حشر۔	۲۲۵
خواجہ عزیز اللہ کی خلافت۔	۲۲۶
حضرت شیخ محمد نعمان کی حج سے واپسی	۲۲۸
سرہند کے گورنر اور مشائخ سرہند کا اختلاف۔	۲۳۰
گورنر کی معزولی۔	۲۳۰
مؤلف کتاب کی عرضداشت۔	۲۳۱

عنوان	صفحہ
شیخ حسن احمد کا انتقال	۲۴۱
دکن سے سیواجی کی دہلی پر یلغار	۲۴۳
وزیر ہند بارہہ کی فتح کے لئے دعا طلب کرتا ہے۔	۲۴۷
مقامات قیومیت پر ایک کتاب	۲۵۱
کشف الحقائق کی تصنیف۔	۲۵۳
حروف مقطعات کے اسرار۔	۲۵۳
محمد شاہ کی بدکرداریاں۔	۲۵۵
دہلی کی زبوں حالی۔	۲۵۶
خواجہ محمد زبیر کے تاثرات۔	۲۵۶
نادر شاہ کا ہندوستان پر حملہ۔	۲۶۳
افغانوں کی مزاحمت۔	۲۶۶
نادر شاہ لاہور میں۔	۲۶۷
نادر شاہ کی سرہندی مجددیوں سے گفتگو۔	۲۶۹
نادر شاہ اور محمد شاہ کے لشکر آمنے سامنے	۲۷۲

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نادر شاہ کی فتح۔	۲۷۹	خواجہ محمد زبیر اور عوام الناس۔	۲۹۷
خلیفۃ اللہ کی توجہ۔	۲۸۰	قتلِ عام رُک گیا۔	۲۹۸
دہلی میں رہنے والے جانوں سے تنگ آ گئے۔	۲۸۰	مغل پورہ پہ نادر شاہی فوج کی یلغار۔	۲۹۸
میدانِ جنگ میں فاتح کی نصیحت۔	۲۸۱	نادر شاہی حملوں نے چنگیز کے حملہ کی یاد تازہ کر دی۔	۲۹۹
برہان الملک کا نادر شاہ کو ایک خطرناک مشورہ۔	۲۸۲	نادر شاہ کا دہلی پہ قبضہ۔	۳۰۰
محمد شاہ گرفتار ہو گیا۔	۲۸۲	نادر شاہی حملے کے اثرات۔	۳۰۱
قیوم چہارم کی دعا۔	۲۸۵	ایک تاریخی مثال۔	۳۰۲
مغل پورہ دارالامان بن گیا۔	۲۸۵	قوموں کی شکست کی ایک مثال	۳۰۲
دارالخلافہ دہلی میں قتلِ عام۔	۲۸۷		
دہلی کی تباہی کی دردناک خبر	۲۸۸	خلیفۃ اللہ کی برکت سے مغل پورہ محفوظ رہا۔	۳۰۳
فاتح اور مفتوح دہلی میں۔	۲۸۸	نافرمان بندوں پر اللہ کا عذاب	۳۰۴
دہلی والوں پہ قیامت ٹوٹ پڑی	۲۸۹		
دہلی والوں کا جوابی حملہ۔	۲۸۹	نادر شاہ حضرت خواجہ زبیر کی خدمت پہ۔	۳۰۵
قتلِ عام کا نادر شاہی حکم۔	۲۹۳		
دہلی کی تباہی۔	۲۹۴	خلیفۃ اللہ اپنی وفات کی پیش گوئی کرتے ہیں۔	۳۰۷

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
نادر شاہ کی واپسی	۳۱۰
محمد شاہ کی دوبارہ تخت نشینی۔	۳۱۰
حضرت زکریا کا ایک واقعہ۔	۳۱۱
قیوم چہارم کو نادر شاہ کی واپسی کی بشارت۔	۳۱۱
محمد شاہ کی دوبارہ تخت نشینی کی تقریبات۔	۳۱۲
حضرت خواجہ محمد زبیر کی علالت	۳۱۳
مافوق الفطرت واقعات کا ظہور	۳۱۳
بنی امیہ کے مظالم کی ایک مثال	۳۱۴
عباسی حکومت کی بنیاد۔	۳۱۴
ہزار سال کے بعد کمالاتِ الٰہی کا ظہور۔	۳۱۷
خواجہ محمد زبیر کی کرامات	۳۱۹
حاجیوں نے خواجہ محمد زبیر کو مصروفِ طواف دیکھا۔	۳۲۰
مرید سے شیر بھاگ گیا۔	۳۲۰
برص کا داغ	۳۲۰
امام الملک کے خزانے کو لوٹنے والے۔	۳۲۱
حضرت خواجہ کا نام سن کر ڈاکو بھاگ گئے۔	۳۲۱
ایک غریب سپاہی سپہ سالار بن گیا۔	۳۲۱
بادشاہ کا گرز بردار۔	۳۲۴
مغل زادے کی تمنا۔	۳۲۵
خواجہ سرا کا بیٹا۔	۳۲۵
خدا قادر ہے۔	۳۲۶
ایک بیمار کی موت۔	۳۲۶
ڈاکوؤں پر غیبی لشکر۔	۳۲۷
تبرک کی تمنا۔	۳۲۷
ایک مفلس کا نذرانہ۔	۳۲۸
عجز کی قبولیت۔	۳۲۸
مؤمن کا جوٹھا۔	۳۲۹
لیلۃ القدر کی برکتیں۔	۳۲۹
امراء تعظیم کرنے پر مجبور ہو جاتے۔	۳۳۰

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
سالکانِ طریقت کی تربیت	۳۳۰
سلطان الاولیاء کے مکاشفات	۳۳۳
خلیفۃ اللہ کے شب و روز۔	۳۳۷
مرض الموت کی کیفیت۔	۳۴۱
سیر کا معمول۔	۳۴۳
خلیفۃ اللہ کا حلیہ مبارک	۳۴۶
مجالس کے آداب۔	۳۴۸
خلیفۃ اللہ کے خصائص۔	۳۴۹
وصال کے وقت کے واقعات	۳۵۳
مرض وفات۔	۳۵۷
خلیفۃ اللہ کی بارگاہ میں مولف کتاب کی حاضری۔	۳۵۹
خلیفۃ اللہ کی رحلت۔	۳۶۳
محمد شاہ بادشاہ عیادت کے لئے گیا۔	۳۶۵
آخری تلقین۔	۳۶۶
آخری وقت میں شمعیں بجھ گئیں۔	۳۶۷
اہلِ عقیدت کی حالتِ زار۔	۳۶۹
لوگوں میں کہرام مچ گیا۔	۳۷۱
غسل کی تقریب۔	۳۷۱
دہلی میں نمازِ جنازہ۔	۳۷۲
جنازے کی سرہند کو روانگی۔	۳۷۳
تواریخ وصال۔	۳۷۵
سلطان الاولیاء کی نعش مبارک۔	۳۷۸
نعش سرہند میں۔	۳۷۹
دفن کے بعد زلزلے۔	۳۸۰
روضہ عالیہ کی تعمیر۔	۳۸۱
تواریخ تعمیر روضہ مبارک۔	۳۸۲
احوال اولاد و امجاد	۳۸۳
حضرت شیخ عبدالقادر۔	۳۸۴
شیخ عبدالقدیر اور شیخ عبدالمقتدر۔	۳۸۵
عبدالقدوس اور عبدالقیوم	۳۸۶
شیخ محمد معصوم۔	۳۸۷
روضۃ القیومیہ کی تالیف کی اجازت۔	۳۸۹
فہرست خلفاء و مریدین	۳۹۰

www.maktabah.org

عنوان	صفحہ
احوال یارانِ مبشّران	۳۹۱
حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص مبشّرین۔	۴۱۷
خلیفۃ اللہ کے معاصر مشائخ	۴۲۳
ہم عصر علماء و شعراء۔	۴۲۳
بادشاہانِ ہم عصر۔	۴۳۲
تمّت بالخیر۔	۴۳۲

www.maktabah.org

ابتدائیہ

(پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)

روضتہ القیومیہ کی (زیر مطالعہ) جلد چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر شمس الدین مجددی سرہندی قدس سرہٗ (۱۱۵۲ھ) کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ آپ نے سلوک مجددیہ کی اشاعت کے لئے تقریباً نصف صدی ایسے حالات میں کام کیا۔ جب برصغیر سیاسی اور دینی ابتری کا شکار تھا اور ملک میں سیاسی انتشار اور دینی فتنے طوفان بن کر بڑھ رہے تھے اورنگ زیب کی وفات کے بعد ایک طرف مغلوں میں اقتدار کی جنگ چھڑ گئی، دوسری مختلف مذاہب کے رہنما اپنے نظریات کو پھیلانے میں سرگرم عمل ہو گئے تھے۔ خانوادہ مجددیہ کی روحانی اور دینی تربیت کے مراکز درہم برہم ہو گئے۔ اور انہیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مشکلات میں ہی حضرت خواجہ محمد زبیر مجددی نے اپنے قافلۂ سلوک کو جس حکمت عملی اور کامیابی سے منزلِ مقصود تک پہنچانے کی کوشش کی۔ اس کی تفصیلات کتاب کے صفحات پر ملیں گی۔

-ــــــــــ ٥ ــــــــــ-

اورنگ زیب کا ایک بیٹا شاہزادہ محمد معظم (بہادر شاہ) حضرت خواجہ محمد زبیر مجددی قدس سرہٗ کا مرید بھی تھا۔ اور تربیت یافتہ بھی۔ آپ نے ہی اُسے اقتدار کی کشمکش کے دوران سہارا دیا۔ اور تاج و تخت کی خوشخبری دی تھی۔ اس شاہزادہ نے تخت نشینی کے بعد حضرت خواجہ کے احسانات اور مقامات کو نظر انداز کر کے جس بدبختی کا ثبوت دیا۔ وہ صرف قابل افسوس ہی نہیں تھا بلکہ اس نے سیاسی اور نظریاتی ناہمواریوں کو دعوت دے کر برصغیر کی معاشرتی زندگی کو پامال کر دیا۔ اسی شاہزادہ

www.maktabah.org

بہادر شاہ کا وہ منحوس دورِ اقتدار ہے۔ جس میں ایک طرف سکھوں نے پنجاب میں مسلمانوں کے شہروں اور بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ دار الطریقت والشریعت سرہند کو خصوصی طور پر نشانہ ستم بنایا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سرہند کے بازار لٹ گئے۔ سرہند کے باغات اُجڑ گئے۔ سرہند کا خوبصورت شہر ویران ہو گیا۔ سرہند کی مساجد مسمار ہو گئیں۔ سرہند کے مزارات پیوستِ خاک ہو گئے۔ دوسری طرف مرہٹوں نے پایۂ تخت دہلی کو اپنے حملوں کی آماجگاہ بنا لیا۔ اور مغلوں کی عظیم سلطنت کے کئی صوبے مرہٹوں کے قبضہ میں آ گئے۔ اگرچہ شاہزادہ بہادر شاہ نے اپنے دوسرے بھائیوں کو زیر دست کر کے تخت نشینی پر کامیابی حاصل کر لی۔ مگر اس کے نظریات اور اعتقاد نے ایسا رُخ اختیار کر لیا جس سے اسلامی معاشرے کو بے حد نقصان پہنچا۔ خصوصاً خانوادۂ مجدّدیہ کی کوششیں اتنی متاثر ہوئیں جس کی مثال سابقہ ادوار میں کہیں نہیں ملتی۔

حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرّہٗ سرہند سے نکل کر دہلی میں قیام فرما ہوئے۔ آپ نے ایک عرصہ تک اصلاح احوال کی کوشش کی۔ آپ نے مغل اقتدار کے سربراہ شاہزادہ معظم بہادر شاہ کو بار بار متنبہ کیا۔ کہ وہ جس راہ پر چل رہا ہے۔ وہ تباہی کا راستہ ہے وہ جس عیش پرستی اور بداعتقادی کو اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ سلطنت مغلیہ کو بھی تباہ کر دے گا۔ اور اسلامی معاشرے کو بھی بگاڑ کر رکھ دے گا۔ بہادر شاہ نے حضرت خواجہ محمّد زبیر کی ان نصائح پر نہ عمل کیا نہ اپنی اصلاح کی۔ آپ اس قدر دل برداشتہ ہو گئے کہ دہلی کو چھوڑ کر کابل میں قیام کر لیا۔ اور حرمین الشریفین میں وقت گذارنے کے بعد جب واپس دہلی آئے تو پنجاب کے دریا اور گنگا جمنا کی وادیاں خون آلود ہو چکی تھیں۔ بہادر شاہ کے جانشین اس سے بھی زیادہ خونخوار۔ بدکردار اور عیّاش ہو چکے تھے۔ وہ خانقاہ مجدّدیہ کے مشائخ کی دعاؤں کے تو طالب ہوتے تھے مگر ان کی ہدایات پر عمل کرنے سے کتراتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم مجدّدی عروۃ الوثقیٰ کے ایک

www.maktabah.org

صاحبزادے شیخ محمد صدیق محبوب الٰہی (۱۰۵۷ھ۔ ۱۱۳۰ھ) شہنشاہ فرخ سیر کے پیر و مرشد تھے۔ یہ فرخ سیر خانقاہِ مجددیہ میں تحائف بھی بھیجتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعاء فتوحات بھی حاصل کرتا مگر دوسری طرف دربار میں سادات بارہہ سید عبداللہ خان اور حسین علی خان کے ہاتھوں میں کھلونا بھی بنا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ نے جب دہلی میں ملکی حالات پر خون کے آنسو بہاتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ "عیاشیوں اور بُرے کردار سے باز آجاؤ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہو گی جو آج تک نازل نہیں ہوئی تھی" یہ انتباہ بھی ان حکمرانوں کو راہِ راست پر نہ لاسکا اور ملک تباہی کے گھڑے میں گرتا گیا۔

اس زمانہ میں خانوادۂ مجددیہ کے دارالارشاد سرہند پر جو تباہی آئی۔ اس نے سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے مرکز کو ہلا کر رکھ دیا۔ جس شہر سے رشد و ہدایت کے قافلے روانہ ہوتے تھے۔ اس کے در و دیوار پر حسرت برستی تھی۔ جہاں طریقت و شریعت کی بارگاہیں سجتی تھیں۔ وہاں قتل و غارت کی حکمرانی تھی۔ جہاں عظیم مغل سلطنت کے اراکین سر جھکائے کھڑے رہتے تھے۔ وہاں اوباش اور حیا باختہ لوگوں کا قبضہ تھا۔ جس شہر میں انسانی ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ ایک چڑیا شاہی باز جھپٹتے ہوئے پَر کی آواز بلند نہ کر سکتا تھا۔ اس شہر میں اوباش عورتیں اور خوش گلو رقاصائیں کوچہ و بازار میں اچھلتی پھرتی تھیں۔ جو شہر دنیا بھر کے مظلوموں کی پناہ گاہ رہا تھا وہ بندہ بیراگی کے سکھ حملہ آوروں کے "زنہائے حاملہ را شکم دریدہ و جنین را کشیدہ می کشتند" (حاملہ عورتوں کے پیٹ چیر کر بچوں کو نیزوں کی نوکوں پر اچھالا جاتا تھا۔) اس پاکیزہ شہر اور مجددی رشد و ہدایت کے مرکز کو سکھوں کے حملوں نے ویران کر دیا۔ یہ حملے صرف زندوں تک محدود نہ تھے بلکہ مزارات میں آسودہ خاک بزرگوں کو بھی نشانہ ستم بنایا گیا۔ حضرت شاہ قمیص قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کو ان کی اولاد کے ہاتھوں جبراً اکھڑوایا گیا۔ ۱۱۶۴ھ میں سکھ

www.maktabah.org

جمنا سے دریائے جہلم تک بلا شرکت غیرے لوٹ مچاتے رہے۔ اگرچہ بعض اوقات ان شورش پسندوں کی سرکوبی کی کامیاب کوششیں کی گئیں۔ شہنشاہ فرخ سیر نے ایک بھرپور مہم میں سکھوں کی طاقت کو توڑا۔ مغل فوجوں نے انہیں کئی بار پنجاب سے دھکیل کر جموں کی پہاڑیوں میں دفن کر دیا۔ مگر یہ سکھ مغلوں کی عیاشیوں اور خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر سرہند پر حملہ آور ہو کر تباہی مچا دیتے۔ اور یہ شہر ان کے انتقام کا نشانہ اس لئے بنتا کہ اسی شہر کے خانوادۂ مجددیہ کے مشائخ اسلامی اقدار کی تربیت اور مسلم حمیت کو اجاگر کرنے میں سرگرم عمل تھے۔ ۱۷۶۴ء میں سکھوں نے سرہند پر مکمل قبضہ کر لیا۔ تو انہوں نے اس شہر سے یہ انتقام لیا۔ کہ سکھ سرداروں نے گدھے منگوا کر سرہند شہر کو اکھاڑ کر ایک ایک اینٹ دریا میں ڈال دی۔ اور شہر کے کوچہ و بازار کو پیوست زمین کر دیا۔ سرہند کی تباہی کا یہ سلسلہ ۱۷۱۰ء سے لے کر ۱۸۵۷ء تک رہا۔ خانوادۂ مجددیہ کے ایک ایک فرد نے یا تو سرہند کو خیرباد کہہ دیا یا سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے اپنے دارالارشاد پر قربان ہو گئے۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو کشفی طور پر سرہند کی تباہی دیکھ ہجرت کر گئے۔ ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء میں احمد شاہ درانی نے ہندوستان پر پہلی یلغار کے وقت پشاور سے معززین کو سرہند بھیجا اور اس تباہ شدہ شہر میں حضرت شاہ غلام محمد معصوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام پذیر تھے۔ تاکہ وہ آپ کو افغانستان آنے پر آمادہ کریں۔ اس لٹے ہوئے شہر پر ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء میں احمد شاہ درانی نے قبضہ کیا تو شہر ایک لٹا پٹا قصبہ رہ گیا تھا۔ وہ افغانستان جاتے وقت خانوادۂ مجددیہ کے تین افراد حضرت غلام محمد، حضرت عزت اللہ اور حضرت صفی اللہ معصومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے ساتھ قندھار لے گیا تھا۔ افغانستان میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے بعد انہی تین حضرات اور ان کی اولاد کی کوششوں سے سلسلۂ مجددیہ کو فروغ حاصل ہوا۔ قاضی ادریس جو درانی عہد کے قاضی القضاۃ تھے۔ خانوادۂ مجددیہ کے ہی چشم و چراغ تھے۔

www.maktabah.org

فاضل مولّف حضرت خواجہ کمال الدین محمد احسان مجدّدی سرہندی قدس سرہٗ نے روضۃ القیومیہ کی زیرِ نظر جلد (چہارم) ایسے تاریخی اور روحانی مشاہدات کو قلمبند کیا ہے۔ جن سے مغل حکمرانوں کی جنگ اقتدار۔اور بدکرداریوں پر روشنی پڑتی ہے آپ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے عزیز بھی ہیں۔مرید بھی ہیں۔ اور خلیفہ مجاز بھی ہیں۔آپ نے اس دور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔سلوک مجددیہ کی اشاعت کے ایک مبتدی اور منتہی شیخ ہیں۔ دہلی اور سرہند کی تباہی کے عینی شاہد ہیں۔نادر شاہی قتلِ عام کے وقت دہلی میں چشم دید مؤرخ کی حیثیت سے موجود رہے۔ روہیلہ لشکروں میں شریک جہاد رہے ہیں۔ انھوں نے برصغیر کی سیاسی کشمکش اور خصوصاً سرہند پر تباہی کے طوفانوں کو چشم دید گواہ کی حیثیت سے قلمبند کیا ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ بعض واقعات صرف آپ کے قلم نے ہی ضبط کئے ہیں اور وہ تاریخ کا حصّہ بن گئے ہیں۔ آپ کو محض مورّخ واقعہ نگار اور تذکرہ نویس کی حیثیت سے نہیں دیکھا جائیگا بلکہ آپ سلوک مجدّدیہ کے ایک دیدہ ور دانشور کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتے ہیں آپ نے مشائخ مجدّدیہ کے مکاشفات، مقامات اور خصوصیات کو جس انداز میں بیان کیا ہے وہ اس کتاب کی امتیازی خصوصیّت ہے۔ ہر مجدّدی خصوصاً اور ہر صاحبِ نسبت عموماً اسے دل وجان سے پسند کرتا ہے۔ یہ کتاب اپنی معنوی خوبیوں کے اعتبار سے اہل دل کے لئے غذائے روح ہے۔اور اہل محبت کے کتاب خانے کی زینت ہے۔

روضۃ القیومیہ کی پہلی تین جلدیں اہل علم کے سامنے آئیں تو انہوں نے اس آخری جلد کی طباعت واشاعت کے لئے جتنا اصرار کیا ہے وہ اس کتاب کی ہردلعزیزی اور پسندیدگی کی دلیل ہے۔ کتاب کی تازہ اشاعت ہر اہل علم اور اہل محبت نے جس قدر داد وتحسین کے ساتھ دعاؤں کے تحائف نچھاور کئے ہیں وہ ہماری ساری کاوشوں کو خوشگوار بنانے میں کام آئی ہیں۔

۱۸۱۔ ریواز گارڈن۔ لاہور　　　پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

www.maktabah.org

روضۃ القیّومیّہ

دربیان احوال قیوم رابع حضرت سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ

محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا خوشخبری دینا: ایک روز امام الاولیا حضرت عروۃ الوثقیٰ جامع علوم دینی و یقینی، ہادیٔ راہ حقیقت گزینی، سالک محقق، کامل مدقق، کاشف حقائق معقول و منقول، واقف اسرار فرع و اصول، معلّم و قائق مکتوم حضرت

www.maktabah.org

محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا صالح عارف اور برگزیدہ تھا۔ بلایا۔ سب سے پہلے حضرت ابوالعلی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت نے اپنی خاص نسبت کا القا کیا اس بوستان قیومیت کے نئے پودے میں رکھا۔ اور حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ابوالعلیؒ کے باپ ہے۔ فرمایا، کہ اس طالع بیدار فرزند کے مطلع سے ایسا آفتاب ظہور میں آئے گا جس سے تمام جہان روشن ہو گا۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات تھوڑے ہی عرصہ میں ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ محمد زبیرؒ کے طفیل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات باطنی سے مشرق سے مغرب تک لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ اس طرح حضرت قیوم ثانیؓ کا مکاشفہ حرف بحرف ٹھیک نکلا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک کی خوشخبری

میرے (مصنفؒ) جد امجد (کواکب دریہ) میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک رات نماز تراویح میں حضرت مروج الشریعت قرآن شریف سن رہے تھے حضرت ابوالعلیٰ بھی نماز تراویح میں موجود تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت مروج الشریعت نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالعلیٰ کی پیٹھ پر ایک جانور دیکھا ہے جس سے آسمان کے ساتوں طبقات اور زمین روشن ہو رہے ہیں۔ ضرور ہے۔ کہ شیخ ابوالعلیٰ کی پشت سے ایسا فرزند پیدا ہو جس سے تمام کائنات منور ہو جائے۔ واقعی حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع سے تمام جہاں منور ہوا۔ آنجناب کے نور ہدایت نے مشرق سے مغرب تک ذرّے ذرّے کو گھیر لیا۔ اور حضرت مروج الشریعتؓ کا مکاشفہ بالکل سچ نکلا۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ دوسری مرتبہ سفرِ حج کو جانے سے

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا کعبہ معظمہ کا طواف

پہلے فرماتے تھے۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کل تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور مجھے سفرِ حج کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس سفر کی برکتوں کا اظہار فرماتے ہیں اور راہِ لطف وکرم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ متواتر تین مہینہ تک تشریف فرما ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم ثالث حج کو گئے۔ اور حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی نسبت خاص کا القا کر کے فرمایا۔ کہ اس نسبت کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہو گا۔ جو میرا نائب اتم اور خلیفہ اعظم ہو گا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سفرِ حج سے واپس آئے تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ کے پیدا ہونے کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرزند جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نسبت سے پیدا ہوا ہے۔ جس کا القا مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا۔

اکثر اوقات جناب قدسی صفات رکنِ جہان۔ قیوم زمان حضرت حجت

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ کی آمد کی خوشخبری دی

اللہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار آنحضرت سے منصب قیومیت اور مراتب خلت کی تفتیش وتجسس کرتے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت وقیومیت کا مسند آرا اور ولی عہد اور شمعِ قطبیت کا نور افزا کون ہو گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

نے جلیل القدر ہادیئے راہ ہدا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے امر کے مطابق اور اپنی کشف باطنی کے موافق فرمایا۔ کہ نور الابصار ابو العلیٰ کے مدامی بہار گلستان میں نہایت عزد جلال سے نہال پر کمال پھلے پھولے گا۔ مقبول بارگاہ الوہیت موصوف حسنات قیومیت عارف بلند سیر اور کامل نمو قدر ہو گا۔ کہ ہزار سال میں ایسا موحد ذو الجلال عالم قدس اور الہام معلم انس کے اشراقات سے ظہور میں نہ آیا ہو گا۔ زمانہ کیا ہی خوش نصیب ہے کہ اس جامع علوم کے شرف قدوم سے مشرف و ممتاز ہو گا ؎

واں مرد شد رہنمائے واں قطب زماں ۔۔۔ واں قبلہ ارباب دل و کعبۂ جاں
تا طفل باشد جواں پیر باشد بجہاں ۔۔۔ پیر است و مرید اوست ہر پیر و جواں

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی برقعہ پوشی:

حضرت حجت اللہ کے فرزند حضرت ابو العلیٰ نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چہرہ مبارک پر برقعہ اوڑھا۔ شروع میں ایک روز حضرت حجت اللہ نے آپ سے برقعہ پوش ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صبح شام میرے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ اس واسطے میں اپنے چہرہ سے برقعہ نہیں اٹھاتا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی اور پر نگاہ پڑے اور بے ادبی ہو جائے۔ حضور نے امتحاناً پوچھا۔ کہ اگر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہارے پاس بیٹھے ہیں۔ تو اُن سے پوچھو کہ ہمارے باپ کو دانتوں کا درد ہے کب شفا ہو گی۔ آنجناب نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا۔ تو جواب ملا کہ پرسوں پہلے پہر درد رفع ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق درد رفع ہو گیا۔ حضرت ابو العلیٰ بارہ سال تک برقعہ پوش رہے۔ تاکہ توجہ مبارک سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہو۔ آخر بارہ سال بعد جب روئے مبارک

www.maktabah.org

سے نقاب اٹھایا۔ تو حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ وجود میں آئے۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت خلیفۃ اللہ کی پیدائش پر مبارکباد

جب امام الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ اپنے قبلہ گاہ والد ماجد کی پشت سے والدہ شریفہ کے رحم میں آئے تو ملائکہ عظام نے جو قضاء قدر کے کارکن ہیں۔ اعضا کی مناسب ترتیب، ہڈیوں کی ترکیب، آنکھوں اور پلکوں وغیرہ کے بیان میں مشغول ہو گئے۔ اس بات کے درپے تھے کہ کسی طرح شاہد سبحانی، محبوب یزدانی کو جو مشیت ایزدی کے حجلہ میں چھپا ہوا ہے! ور جلالی اور جمالی پردوں میں پردہ نشین ہے۔ معہودہ شان وشوکت سے مقررہ وقت پر خلوت گاہ میں جلوہ دیں۔ اس وقت حضرت حجۃ اللہ کو نظر کشفی اور الہام شافیہ سے معلوم ہوا۔ کہ ممکنات اور تمام اشیاء کے حقائق ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو بھی مبارک باد اور سلام دیتے ہیں۔ اور برہان الاولیا خلیفۃ اللہ کی محل سعادت والدہ ماجدہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہؓ نے اس بشارت سے جو خوشی وخورمی کا سرمایہ تھی خوش ہو کر دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حقائق اشیاء اور ممکنات کی توجہ اس صاحب حمل کی طرف ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولود قبلہ عالم وعالمیان اور کعبہ التفات جہانیاں ہوگا۔

ہاتف غیب سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود کی بشارت

جب اس جوہر قابل کے ایام وضع حمل قریب پہنچے اور ولادت باسعادت جس سے زمانہ کو خوشی اور آنکھوں کو تروتازگی نصیب ہوتی تھی۔ واقع ہونے والی تھی۔ تو عالم روحانی میں ایک نورانی شخص نے نہایت خوشی اور حنجرہ داودی جیسی خوش الحانی سے اس کلیہ ظلمانی میں نسیم گلستانی سے زمانہ کو طرح طرح کی شگفتگی بخشی کہ قریب ہے۔ کہ امام

www.maktabah.org

زمانہ فرد یگانہ عدم کے پردہ سے ظاہر ہو۔ مرحبا کہ اسرار الٰہی کا ماہتاب واقف ہو امام حزب اللہ حجت اللہ یہ عَلیّ مژدہ اور لاریبی خوشخبری سُن کر پھول کی طرح شگفتہ ہوئے۔ اور مارے خوشی کے جامے میں نہ سمائے۔ موجودات کے باغ کی زینت کنندہ کا ہزار ہا شکر بجالائے۔ کہ اس نے باغ جہاں کو ایسے پودے سے رونق بخشی اور بوڑھے جہاں کو یہ سرمایہ دے کر جوان بنا دیا۔ اور زمانے کے چمنستان کو ایسے رنگا رنگ پھول سے شگفتگی عنایت کی۔

ولادت باسعادت قیوم رابع حضرت خلیفۃ اللہ قیوم زمان قطب جہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خزینہ اسرار کے دانشوروں اور گنجینہ ابرار کے ہنر پروروں نے وہ قصہ جو تمام قصّوں سے عمدہ اور وہ ذکر جو تمام اذکار سے اشرف ہے۔ بیان کے صفحہ پر یوں ثبت کیا ہے۔ کہ مکرمت کے افق سے صبح سعادت اور معرفت کے آسمان پر خورشید ہدایت کا طلوع ہوتا یعنی آنحضرت معدن کمالات نبوت کرم اللہ بالخیر حضرت خواجہ محمد زبیر کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۵ ذیقعدۃ المعمور ۱۰۹۳ سنہ ہجری ۱۵۹۰ کو ہوئی سہ

از محیط فیض زیبا گوہرے آمد پدید ۔۔۔ بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

اس مبارک وقت سے لیکر تمام رعایا و برایا کی امیدوں اور خواہشوں کے باغ کو تروتازگی اور آنکھوں کو بدرجہ غایت بصارت نصیب ہوئی۔ اس نسیم کی خوشبو سے خاص و عام کی عیش و نشاط کا دماغ معطر ہو گیا۔ تمام جہاں کا باغ طرح طرح کے شگوفوں اور رنگا رنگ کے پھولوں سے بہشت بریں پر بھی فوقیت لے گیا سہ

www.maktabah.org

از نکہت ایں مژدہ زماں گشت معطر　　در پرتو ایں لمعہ زمیں گشت منوّر

ہر مطلب امید کہ بود از پئے دل　　از دولت واقبال تو شد جملہ میسّر

چونکہ اس رحمت الٰہی کی دولت کا پورا پورا وصف لکھنا یا بیان کرنا حیطہ تقریر وتحریر سے باہر ہے۔ اس لئے اس افسر زمان کے مجمل حالات قلمبند کئے جاتے ہیں اللہ تعالٰی کا احسان ہے کہ جہان کا باغ مکرمت وافضال کے بادل کے ترشحات سے اس لطف یزدانی کے سایہ سے بہار سے بھی بڑھکر تر وتازہ ہوا ہے۔ اور بنی آدم کا چار باغ اس چمن آرا کی ندی کے پانی سے سرسبز ہوا ہے۔ اس مژدہ دلکشا کی نسیم سے غنچہ پھولا نہ سمایا عشرت زمانہ کے تار نے اس ٹیڑھے چنگ کے دلنواز نغموں کے غم کا پردہ پھاڑ ڈالا ہے اس خوشخبری سے دلوں کے غنچے پھول کی طرح جامے میں نہیں سماتے۔ اور غمگساروں کی جان نے خوشی کے پھول بغل میں دبائے۔ نامقصود مندوں کے دلی مقاصد مقصود مندی کے میووں سے لد گئے۔ طالبوں کو شاہد مقصود ہاتھ آیا۔ حسب دلخواہ مرادیں پوری ہوئیں۔ اہل جہان نے دل کی ڈبیاں خوش دلی کے جواہرات سے پر کیں۔ جہاں والوں نے اپنے پوت کو موتی سے بدل لیا۔ آنکھوں کو سکھ کلیجے کو ٹھنڈک ہوئی۔ دل کے ویرانے کو خوشی کا گوشہ بنایا معکوس فلک کی کشت عشرت مالامال ہو گئی۔ اہل آسمان کی عیش کا پودا زمین تک جھک آیا۔ ؎

شکر کہ ز لطف جہاں دار ازل　　شد خلیفہ والی و دار الملل!

سبحان اللہ کیا عجیب ظہور ہے۔ کہ خدائے ظہور کبریائی کا جلوہ خط ربوبیت کا شاہد ہے۔ اور شاہد خط الوہیت ہے۔ زبان کی ناطقہ غیب ہے۔ اور ناطقہ کی زبان لاریب ہے کشتی شریعت کا سمندر ہے۔ اور حقیقت کے سمندر کی کشتی ہے۔ مشرق کمال کا آفتاب برج یقین کا ستارہ ہے۔ اختر دین کا برج۔ ماہ یکتائی کا آسمان۔ آسمان یکتائی چاند گدائی کا کمان گوشہ ہے۔ کمان بادشاہی کا گوشہ۔ معدن آفرینش

www.maktabah.org

کا جوہر۔ جوہر بنیش کی کان۔ درخت دولت کا پھل۔ ملت بیاض کا ثمرہ۔ حدیقہ نور۔
اور صفحہ بیاض سرور رہیے ؎

زیب دین و دولت لطف الٰہ شد بہفت اقلیم و دنیا پادشاہِ دیں پناہ
آں شہے یکتا کہ تا روز قیامت نہ سپہر در زمین خیالش آمدہ یکسر دو تا

اس قسم کا معشوق بہت سے قرون اور زمانہ ہائے دراز کے بعد عدم کے پردہ اور خلوت سے ظہور میں آیا۔ کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے وقت سے لے کر کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی انبیا اور اصفیا کی ذات بابرکات میں نزول فرماتی رہی۔ اور جب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ آیا۔ تو تمام کمالات نبوت رحمانی اور عرفان سبحانی اختتام اور اتمام کو پہنچے۔ علیٰ ہذا القیاس مکملات نبوت کا آفتاب اور ولایت ثلاثہ کی حقیقت کا خورشید طلوع ہوا۔ اور سلسلہ کبریٰ اور طریقہ اتقیا میں ہمیشہ تشریف فرما ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خاتم الاولیا خورشید عنوان خاتمہ قیومیت خاتمہ عنوان خلافت انگشتِ رسالت۔ مہر سلطان سپہر کمالات نبوت۔ اور آسمان ولایت کا آفتاب عالمتاب حمل زمانہ کی تحویل کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے ایک ہزار ایک سو بارہ سال بعد تاریک عالم کون و مکان کو منوّر کیا ؎

جشنے کہ چنیں بروزگاراں در خواب دیدہ نو بہاراں
نہ احسن کہ نقش چرخ اختر مجموعہ حسن ہفت کشور

یہ قصہ "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں مفصل لکھا ہوا ہے کہ اختر شناس منجموں اور ستارہ شناس عقلمندوں نے تنجیم و نجوم کے میزان کو دیکھ کر عرض کیا کہ ایسا اتفاق حسنہ اور آسمانی سیاروں کا مبارک وقت نہ اس سے پہلے کبھی ہوا۔ اور نہ بعد میں آنا ممکن ہے۔ چنانچہ طالع سعد تھا۔ عطارد نے سرطان کو زیب و زینت بخشی ہوئی تھی۔ زہرہ و مشتری ایک برج میں تھے۔ جو دشمنوں کی جان کو حوادث پر پھینکتے ہیں اور

www.maktabah.org

دوستوں کا گل مراد کھلاتے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس ہر ایک ستارہ اپنے مقام محمودہ پر مسعود و مشرف اور خوشی کو بڑھانے والا تھا ؎

اسد بود طالع خداوند روز　　کز و دیدۂ دشمناں گشت کور
عطارد بجوزا بروں تاختہ　　مہ و زہرہ در ثور دم ساختہ
برآراستہ قوس را مشتری　　زحل در بر آورد ساز یگری
ششم خانہ را کرد بہرام جائے　　چو خدمت گراں گشت خدمت نمائے
چنیں طالع بداں بود ازو　　چگویم زہے چشم بد دور روز
چو زاد آں گرامی لقائے چنیں　　برافروخت باغ از نہال چنیں

مرتبہ کیسا ہی عالی ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے صیام وحج کے مابین واقع ہونے سے سرائے فانی کے خراب آباد کو زینت بخشی۔ کیا ہی اعلیٰ درجہ کی منزلت ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے دو عیدوں کے درمیان واقع ہونے سے اس خاکدان غمکدہ کو نشاط آباد کیا۔ اور ذیقعدۃ المعمور جسے اہل ہند کی اصلاح میں خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ وہ اب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی برکت سے کمالات کے درجوں اور حسنات کے رتبوں سے پُر ہو گیا۔ واقعی اس مہینہ یعنی ذیقعدۃ المعمور کو نہایت اعلیٰ مرتبہ اور بلند درجہ حاصل ہوا کہ رمضان المبارک کا ہم پایہ ہو گیا۔ اور ذوالحجہ پر بھی فوقیت لے گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جد شریف حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس تاریک کٹیا اور خالی آستانے پر اس معدن نورانی کے تشریف لانے کو اعلیٰ درجہ کی بخشش اور عنایت تصور فرما کر خاک منت پر جبین نیاز گھسائی۔ اور کما حقہ شکر و سپاس ادا کیا۔ مشائخ نتائج احمدیہ اور اکابر ثمرہ معصومیہ اس دائمی خوشخبری سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر سر کے بل اس خوشخبری کو بڑھانے والے جمال جہاں آرا کو دیکھنے کے لئے گئے۔ کر و بی

www.maktabah.org

فرشتوں کا گروہ اور مقرب ملائکہ کا قافلہ اس صباحت مآب کے حسن کو دیکھنے کے لئے فرش زمین سے لے کر عرش بریں تک صفیں بنائے حلقہ باندھے ہوئے تھے اور سریانی زبان میں گا رہے تھے۔ جن کا مطلب بزبان پارسی یہ ہے ؎

دلا گوہرے کہ از ارجمندی ۔۔۔ در نام پدر نہد بلندی
یکتا گوہرے کہ چوں کشد اوج ۔۔۔ دریا شود چو آسمان موج

آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے تھے۔ اور رب الارباب کی بارگاہ سے اس منبع برکات کے لئے سلام و تحیات لاتے تھے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا اور مرسلوں کی روحوں سمیت تشریف فرما ہو کر تحیات و تبارک ادا فرمائی اور مشفقانہ طور پر مربیانہ آغوش میں لیا۔ اس سراپا ہوش کے گوش مبارک میں اذان و تکبیر کہہ کر فرمایا کہ یہ فرزند کئی ہزار سال کمالات نبوت کے قبہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور یہ ہزاروں ماہ کا نتیجہ خزینہ ولایت میں تربیت حاصل کرتا رہا ؎

مہ بر اوج فلک بلند طالع شد ۔۔۔ کہ کس ندید چنیں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند میری آخری امت کا قیوم اور میری امت کا مشہور شیخ ہے۔ اس کے بعد اصالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی قیوم نہ ہوگا۔ اور کوئی ایسا شخص مسند ارشاد پر جلوہ افروز نہیں ہوگا۔ نیک وقت اور مبارک گھڑی میں آنجناب کی کنیت ابوالبرکات۔ لقب شمس الدین اور اسم مبارک محمد زبیر قرار پایا۔ زبیر۔ زبر کی تصغیر ہے یعنی کمالات کتب منزلہ الہٰی۔ اور صحف متبرکہ غیر متناہی بہ طریق اجمال اس صاحب کمال کی ذات میں اترے۔ طرح طرح کے کھانے۔ حسب دلخواہ پینے۔ قسم قسم کے لباس اور رنگا رنگ کی خوشبوئیں ؎

www.maktabah.org

دریا دریا عنبریں بر — صحرا صحرا شده از فر
گل بوئے عبیر پرنیاں سنج — پرورده بصد بہار نارنج
از صندل و عود و شیشہ شبہ — در گوہر و لعل دستہ دستہ
اکسوں پرانده رنگ در رنگ — سنجاب و سمور تنگ در تنگ

مہیا و مرتب کر کے مستحق اشخاص کو تقسیم کی گئیں۔ دانشور مورخوں اور ہنر پرور مصنّفوں نے جن میں سے ہر ایک ذہن سلیم طبع مستقیم سخن پروری کی استعداد اور اشعار گستری کی قابلیت عرفی و انوری کی طرح رکھتا تھا۔ عمدہ عمدہ تاریخیں اور دل پسند شعر کہہ کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں لایا جس ذیل تاریخ ولادت باسعادت ہے ؎

آں شیخ مجدّد الف ثانی — کہ نبود تا پیش در ہمہ انسان غیر
حق داد باو منصب قیومی را — زو مانده بمعصوم شاہ عالم سیر
معصوم چو از جرم و خطا بود معصوم — زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خبر
خواجہ کہ بود نقشبند عالم — اعلیٰ درجہ ابو العلی ماند بخیر
فرزند چو حق داد ابو العلی را — چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر
تاریخ تولدش گفتند چو جُستند — قیوم زماں قطب پارسا و زبیر

۱۵۶ ۹۸ ۱۱۱ ۲۶۴ ۶ ۲۱۹ = ۸۹۴ھ

؎

قطبے کہ چو مہر جہاں تاب آمد — محبوب خدا از پرش القاب آمد
تاریخ تولدش گفت ہاتف — مخدوم قطب الاقطاب آمد

۶۹۰ ۱۱۱ ۱۴۴ ۱۴۰ = ۸۹۰

؎

www.maktabah.org

بحمد اللہ کہ روشن شد بعالم قطب ربّانی | امام الحق محمد زبیر آں محبوب صمدانی
رواچوں خواست تاریخ ولادت باسعادت را | سروش آمد ولی قیوم رابع مجدّد ثانی

ایک سعادت مند بخت بلند دایہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تربیت اور پرورش کے لئے مقرر فرمائی۔ آنجناب کے چچا شیخ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے برادر زادہ بلند ارادہ کی ولادت باسعادت کے دن عمدہ عمدہ قصائد اور مرغوب طبع ابیات سے یہ مضمون معلوم کرکے کہ والا طینت قطبیت اور قیومیت پیدا ہوا ہے بہتیری کوشش کی گئی۔ لیکن واضح طور پر معلوم نہ ہوا۔ کہ واقعی یہ مولود مسعود قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہوگا۔ آخر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مَیں نے مراقبہ کیا۔ اور اس معاملہ کے منکشف ہونے کے لئے توجہ کی۔ تو معلوم ہوا کہ امام ربانی قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی فرماتے ہیں۔ کہ تجھے مبارک ہو تیرا بھتیجا پیدا ہوا ہے جو نہایت بلند ہمت عالی فطرت اور اصالت سے بہرہ ور ہوگا۔ اور قیوم زماں بھی ہوگا۔ جو اس قبیلہ جمیلہ کا باعث فخر ہوگا۔

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے واقعات کا مشاہدہ کیا

ایک رات مریم زمانی، فاطمہ ثانی، والدہ آں محبوب سُبحانی، قیوم زمانی نے خواب دیکھا۔ کہ رئیس الاولیاء، عروۃ الوثقےٰ، مخزن علوم حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ اپنے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں۔ اور ہزارہا مشائخ اس روضہ منورہ کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ آخر مجھے مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔ کہ یہ انبیاء مرسل اور اولیاء کی روحیں ہیں جو تمہارے فرزند سعادت مند محمد زبیر کی پیدائش پر مبارک دینے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ میں نے بگوش خود سُنا کہ مجھ عاجزہ کو زبان گوہر فشاں سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ مولود مسعود قیومیت

www.maktabah.org

اصالت اور محبوبیت سے مشرف و ممتاز ہو گا۔ اور قطب زمانہ و فرد یگانہ ہو گا۔ اس کے ارشاد کے انوار سے تمام جہاں پر ہو جائے گا ؎

مبارک طالع فرخندہ فالے　　بباغ حور مے زیبد نہالے

اس خلیل رحمانی کے باطنی طفیل جمیل سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ اور طریقہ سنیہ احمدیہ کو رواج ہو گا۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ یہ فرزند احمدیہ کمالات کا مہتمم اور مراتب محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہو گا ہندوستان کا یہ خارستان گلستان بدل جائے گا۔ مصرعہ۔

بیا بباغ کہ گلہا شگفتہ خار نماند

حضرت خواجہ محمد زبیر کی والدہ کو حضرت خازن الرحمۃ بشارت دیتے ہیں

اس دُر یگانہ اور فرزند زمانہ یعنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی والدہ عفیفہ فرماتی ہیں۔ کہ جس دن میرے فرزند ارجمند معدن الخیر محمد زبیر نے زمانے کے اس غمکدہ کو خوشی و خورمی کا باغ بنا دیا۔ تو مجھ عاجزہ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہوئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ جد بزرگوار منبع اسرار خازن الرحمۃ محمد سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مولود مسعود برگزیدہ احمدیہ و قبلہ معصومیہ ہے۔ عنقریب ہی یہ مرتبہ اعلیٰ اور درجہ کبریٰ سے مشرف و ممتاز ہو گا۔ اور مشائخ دین کا رئیس اور شیوخ یقین امت کا ہم نشین ہو گا۔ اور سب سے آخری مشہور شیخ ہو گا ؎

زہے دولت مادرِ روزگار

کہ نورے چنیں پرورد در کنار

اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ فقیر کا طریقہ اس بلند مرتبہ گوہر سے مروج ہوا۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارک سے بشارت

رئیس الاولیا حضرت حجۃ اللہ کے ایک معتبر یار اور خلیفہ ارشد صوفی کامل فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کا روضہ منورہ نہایت تعظیم و تکریم سے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع میں ہے اس معاملہ حیرت افزا کے بارے میں مَیں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی آخر کار آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہونے سے مراقبہ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میرے نور چشم ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک فرزند بہرہ مند پیدا ہوا اس واسطے ہم اُس کی تعظیم کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کا عقیقہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عقیقہ کے دن آنجناب کے جد بزرگوار فرماتے تھے کہ اس مایہ خلق کی پیدائش کے دن آسمان سے فرشتے نازل ہو کر کہتے تھے کہ قریب ہے کہ یہ بچہ محبوب الٰہی اور قیوم زماں ہو۔

حضرت خلیفۃ اللہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر کو پہلی نظر دیکھا

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرفہ ذالحج کے روز دیکھا کہ گروہا گروہ فرشتے اور جوق در جوق کروبی آسمان سے فرش زمین پر اس کلیہ ظلمانی میں آرہے ہیں اور اس فرزند ارجمند کی آستان بوسی کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا حکم اور فرمان یوں صادر ہوا ہے کہ پہلے محمد زبیر بزرگوار زیارت کرو کہ ابدی سعادت اور سرمدی سرمایہ ہے بعد ازاں طواف کعبہ اور مناسک حج بجا لاؤ ؎ زہے سعادت آنکس کہ شہ کندیادش

www.maktabah.org

ندائے غیب سے حضرت حجۃ اللہ کو حضرت محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بشارات

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ گذشتہ و آئندہ تمام اولیا اور اصفیا کے کمالات حضرت محمد زبیر کی ذات برکات میں ودیعت و درج کئے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ خاتم الاولیا ہوگا۔

جن سانپ بن کر زیارت کرتا ہے:- ایک روز ایک سیاہ اژدہا دیو ہیکل فرصت پاکر اس دُرِ ثمین صفوت اور اس گوہر صدف ولایت کے سرور آگیں مہد نگارین میں ہو بیٹھا۔ اور اس صاحب کمال کے جمال کو دیکھنے میں مشغول ہوا کبھی آنحضرت کے ہاتھوں کو چومتا اور کبھی قدم مبارک کو کوتہ اندیش نگہبان اور کوتہ بین حفاظت کنندے یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہو کر اِدھر اُدھر سے لکڑی، اینٹ، پتھر اٹھا لائے اور اسے مارنے کے لئے آ جمع ہوئے۔ اس اژدہا نے زبان پُر فصاحت سے یوں عرض کیا۔ کہ خدا و رسول کے واسطے مجھے ایک گھڑی کی فرصت دو تاکہ میں اچھی طرح دیدار کر لوں کیونکہ ہم اس طفل بزرگوار کے مشتاق و محتاج سالہا سال سے تھے۔ آج ہمیں خوش نصیبی و خوش بختی سے اس کی صحبت با برکت میں حاضر ہونے کا موقع ملا ہے۔ ہم اصل و نسل سے جن ہیں۔ لیکن قباحت و شرارت سے معرا ہیں۔ یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد زبیر کا زمانۂ طفلی

اس محبوب الہٰی کے دودھ بھائی کا بیان ہے کہ آنجناب نے لڑکپن میں جو تصدیع و تکلیف شرعی سے مبرا زمانہ ہوتا ہے۔ عام بچوں کی طرح کبھی بستر یا بدن کو غائط و بول سے ملوث نہ کیا۔ اور ننگا رہنے سے بالطبع متنفر تھے۔ کبھی آپ نے خود بخود دایہ سے دودھ نہ مانگا۔ اور نہ بچوں کی طرح کبھی روئے۔ اور نہ ہی کھیل کود میں مصروف ہوئے اگر بالفرض اپنے ہمعصر اور آپ کی مجلس میں آتے۔ اور آپ کو کھیل کود کی رغبت دلاتے۔ تو آپ ہرگز مائل و راغب نہ ہوتے۔ اور نہ خواہش کرتے بلکہ زبان مبارک سے فرماتے۔ کہ پیری و مریدی میں وقت کا صرف کرنا خوش وقتی ہے آپ حضرت حجت اللہ کی طرح لوگوں کو مخاطب کر کے توجہ دیا کرتے اور خوشخبری سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔

سنِ شعور میں امام حزب اللہ حجت اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ ہم نے محمد زبیر کی ذات بابرکات میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا اور اصفیائے کے تمام کمالات رکھ دیئے ہیں اور وہ خاتم اولیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی عمر کے چار سال اور چار ماہ گزر گئے۔ تو آنحضرت کو ایک سعادت مند ادیب اور طالعمند معلم کے سپرد کیا گیا۔ اور آنجناب کی طبع مبارک کی اصلاح کے لئے کئی دانشوران سخنور اور دانایان خرد پرور مقرر کئے۔ تاکہ اپنا وقت تکمیل علوم اور تحصیل فضائل میں صرف کریں۔ اپنے قدوم میمنت لزوم سے استاد یگانہ کی آنکھوں میں گھر کر لیا۔ ؎

دلستاں از قدومش شد گلستان   کہ یابد اینچنین حولی استاں

میرے (مصنف) کے قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تعلیم میں مدت مدید رئیس الاولیاء

www.maktabah.org

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہمنشین ہوا۔ بعض اوقات آنجناب پر اپنے باطنی بڑے احوال طاری ہوئے۔ تو آنجناب کی طبع مبارک میں تغیر واقع ہوتا۔ اور کانپنے لگے۔ حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ اگر کوئی لڑکا آپ کے اس حال کی بابت پوچھتا۔ تو آپ اُسے مطلع نہ فرماتے۔ واقعی ؎

ہر کسے را سّرِ حق آموختند   مُہر کردند و دہانش دوختند

آخر کار اپنے عوارف آگاہ حضرت قبلہ گاہ سے یہ حالت عرض کی۔ حضرت جد شریف نے فرمایا کہ مناصب احمدیہ کے دفینہ اور کمالات موروثہ معصومیہ کے خزینہ کے خفیہ اسرار ہیں۔ جو مبارک وقت میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ کی آرزو

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہؒ فرماتی ہیں۔ کہ فرزند بلند فطرت محمد زبیر کی ولادت باسعادت کے بعد میں نے حضرت حجت اللہ کی خدمت میں ایک اور فرزند کے لئے التجا کی۔ میں چاہتی تھی۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام شیروں سے بڑھ کر بہادر اور دلاور اور شیروں کا پچھاڑنے والا شیر تمہارے شکم سے اس طرح ہے۔ جیسے سیپی میں جوہر لطیف۔ واقعی فرزند بہرہ مند معدن الخیر محمد زبیر گوہر وحید الدہر ہے۔

چو خواہد شد قطب در دو جہاں
کہ ہرگز نہ شد ورا تواماں

ساتھ ہی خوشخبری سنائی کہ انشاء اللہ بیس سال کی عمر میں تمام کمالات و مناصب احمدیہ اور تمام مراتب معصومیہ سے معزز و مشرف ہوگا۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد زبیر حضرت حجۃ اللہ کی تربیت میں

میرے (مصنف) جد شریف فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے جدّ بزرگوار منبع اسرار سفر حج کے ارادہ سے جارہے تھے۔ اور حضرت قیوم رابع بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ چونکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنی درگاہ کے برگزیدوں کو ازل ہی سے قابل جوہر عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اس بزرگ زادہ بلند ارادہ (حضرت قیوم رابع) کو وہ ہمت عالی اور مرتبہ بلند دے رکھا تھا۔ کہ سات سال کی عمر میں بہ سبب وسعت حوصلہ اور رفعت منزلت بڑے بڑے ارادے کئے۔ آنجناب کی شائستگی حال اراستی گئی مقال۔ فصاحت کلام اور لیاقت زبان روشن ضمیر بادشاہ کی افواج بحر امواج میں شہرۂ آفاق تھی صفائی کا ستارہ اور ولایت کا اختر آنجناب کی پیشانئے مبارک سے ظاہر ہوتا ہے ؎

بالائے سرش نہ ہوشمندی مے تافت ستارۂ بلندی

جو شخص آنجناب کے انوار دیدار سے منوّر ہوتا تھا۔ وہ اس دُرِّ یگانہ اور فرد زمانہ کے اوضاع کریمانہ اور اطوار بزرگانہ سے حیران ہوجاتا تھا! اور کہتا تھا ؎

بزرگی بعقل است و نہ بہ سال و شرکے بہوش است نہ بقال

حضرت امام معصومؓ کے خلیفہ شیخ ابوالمظفر برہانپوری کے مرید حسین عشاق جب کبھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے یہی فرماتے کہ یہ مخدوم زادہ اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ جب آنحضرت کو شاہی لشکر میں رہتے کچھ عرصہ ہوگیا۔ تو بادشاہ کی فوج کو فرنگیوں کی فوج سے لڑنا پڑا۔ اس واسطے عرب و ہند کا درمیانی رستہ بند ہوگیا اس لئے حضرت حجّت اللہ نے اس راہ سے حج کو جانا ملتوی کر دیا۔ اور واپس چلے آئے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ سیف الدینؒ کو حضرت خلیفۃ اللہ کے متعلق خصوصی بشارت

ایک دفعہ جناب امام الامام، مکرم دوراں۔ منبع صبر محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں مرض ہوا۔ ان دنوں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے حضرت قیوم رابع کی والدہ ماجدہ نے اپنے نور چشم کی شفا کے لئے عرض کیا۔ کہ چند روز سے اس کی طبیعت ناساز ہے اور حدیقہ زندگانی کے اس نونہال اور فیض ربانی کے سرچشمہ کو کچھ عارضہ سا ہو گیا ہے۔ اس صورت دان معنی شناس نے اس عام معمورہ کے پارسا کے جمال پر کمال کو دیکھ کر فرمایا کہ زمانے کے باغ میں ایسا پھول پہلے کبھی نہیں کھلا ہے اور روئے زمین پر ایسا والئے ولایت کوئی نہیں ہوا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ صفات آجلہ اور مناقبات اکمل میں مشہور و معروف ہو گا۔

حضرت خواجہ محمد زبیر سفر کعبہ ہمراہ جد شریف خود پر روانہ ہوئے

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے طواف اور حرم مکرمہ کی زیارت کے ارادہ سے جیسا کہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں درج ہو چکا ہے۔ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اُس سرزمین نے بصارت کے قدوم میمنت لزوم کی طفیل بے اندازہ تروتازگی پائی۔ اور تمام اہل کابل کو طرح طرح کی سعادت کے اوصاف اور روز افزوں بشاشت نصیب ہوئی۔

ایک روز حضرت سلطان الاولیاء نے ایک عمدہ سا سیب اپنے دست مبارک میں پکڑا ہوا تھا۔ کبھی اُسے دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور کبھی اس کی خوشبو سونگھتے۔ اتفاقاً وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے لڑھک کر خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ کے فرزند و

www.maktabah.org

میں سے خواجہ مرزا جو حضرت حجّت اللہ کے عمدہ خلفاء میں سے تھے" کے قریب پہنچا آپ نے وہ سیب نہایت تعظیم سے اٹھاکر آنجناب کو دیا۔ چنانچہ تین مرتبہ وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے گرا۔ اور تینوں مرتبہ آپ نے اٹھاکر آنجنابؒ کے پیش کیا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ سیب جو ہمارے فرزند کے ساتھ سے جدا ہوکر جو جاتا ہے۔ یہ نعمت عظمےٰ ہے اغلب ہے کہ اس سے ہمیں دولت ابدی اور سرمایہ سرمدی نصیب ہو۔ اُسے سنبھال کر رکھو۔ کہ منصب قیومیت و قطبیت کے اس والی سے ہمیں دائمی نفع اور جاودانی فائدہ پہنچے گا۔ خواجہ صاحبؒ نے وہ سیب بڑی حفاظت سے رکھا۔ اور آداب بجا لایا۔ بعد ازاں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس فرزند کی قیومیّت کے طلوع آفتاب اور صبح قطبیّت کے ظہور کا وقت قریب ہے اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا۔ اور فیض باطنی حاصل ہو گا۔ اس سیب کا قصہ عنقریب مفصّل لکھا جائے گا۔

سفر حج پر روانگی

مبارک سال اور نیک مہینے میں نائب مناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے خاتم اولیا حضرت خلیفۃ اللہ کی ولادت باسعادت کے بعد کعبہ معظمہ کے طواف اور مدینہ منوّرہ کی زیارت کا عزم بالجزم کیا کیونکہ آنحضرت اس امر کے لئے منجانب اللہ مامور ہوئے تھے۔ کہ یہ وہی طفل بزرگوار ہے۔ کہ اس سے پہلے بہ سبب القائے نسبت علیہ وہ دلی ازلی سفر حج کے لئے مامور ہوئے تھے۔ آیت کریمہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى کے قصہ کی طرح مشہور ہو گیا۔ مصرعہ

دادیم ترا از گنج مقصود نشان

www.maktabah.org

چند سال تک حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور روح جو تمام عالم کا مربی ہے آنحضرت (خلیفۃ اللہ) رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کو اپنی حضوری میں تربیت کرتا رہا۔ چنانچہ یہ بات مفصل طور پہ پہلے بیان ہو چکی ہے ۔

پدر نور و پسر نور لیست مشہور　　　ازینجا فہم کن نور علیٰ نور

پس آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خیال آیا۔ کہ اب السفر و سیلۃ الظفر، کو طے کرنا۔ اور اس عزیز الوجود کو حرم شریف کی زیارت کا شرف حاصل کرانا چاہیئے۔ تاکہ اُسے بے انتہا کمالات اور لا انتہا عنایات حاصل ہوں۔ ایران کی راہ سفر حج کے ارادے سے کابل تک پہنچے۔ لیکن بادشاہ ہندوستان نے نہایت عجز آمیز عرضی لکھی کہ جناب کابل سے واپس آجائیں۔ اور دکن کی راہ حج کے لئے تشریف لے جائیں تاکہ میں قبلہ اخیار کے دیدار فائض الانوار سے مستفید ہو سکوں۔ حضرت حجۃ اللہ بپاس خاطر بادشاہ کابل سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آنحضرت نے سفر حج کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے تشریف نہ لے جا سکے توقف کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ اب جناب کا سن شریف بارہ چھوڑ تیرہ سال کا ہو گیا۔ تو حضرت قیوم ثالث کو الہام ہوا۔ کہ حج میں توقف اس واسطے ہوا۔ کہ محمد زبیر ابھی خورد سال تھا۔ اب بالغ ہو گیا ہے۔ خاطر جمع سے حج کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ حضرت حجۃ اللہ اس فیض اشارت بشارت سے خوش و خورم ہو کر اپنے بزرگوار فرزند کو ساتھ لے حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راہ مکہ میں حضرت حجۃ اللہ نے ایک راز کی بات مجھ سے پوچھی۔ وہ یہ کہ کشف حقائق کہاں تک حاصل ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے تمام اولیا اور انبیا کے حقائق معلوم ہیں۔ چنانچہ اگر میں

www.maktabah.org

چاہوں تو ایک ایک کو جدا بیان کر سکتا ہوں۔ تمام سالکوں کے سلوک کی کیفیت مجھ پر منکشف ہے۔ کہ فلاں سالک ربع ولایت طے کر چکا ہے۔ اور فلاں نصف اور فلاں دو تہائی۔ اور تمام اولیا کے مشارب مجھے معلوم ہیں۔ کہ فلاں شخص محمدی المشرب ہے اور فلاں علیسوی المذہب وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کشف الہٰی وکونی مفصّل مجھے معلوم ہے۔ حضرت حجۃ اللہ نے یہ سن کر نہایت ہی خوش ہو کر فرمایا کہ اس قدر کشف سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں۔ شیخ نجم الدین جو اس امت کے بڑے ولی ہو گزرے ہیں۔ اپنی ولایت کے کشف سے واقف نہ تھے۔ کہ کس نبیؑ کے زیر قدم ہے۔ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بزرگ وارد ہوا۔ جسے ولایت مشارب کا کشف حاصل تھا۔ شیخ صاحب نے اپنے مرید کو اُس کی خدمت میں بھیج کر پوچھا کہ میری ولایت کا مشرب کون سا ہے یعنی کس نبی کے زیر قدم ہے۔ جب اُس نے شیخ صاحب کے مرید کو دیکھا۔ تو کہا یہودی توجہ کرتا ہے۔ وہ مرید سخت ناراض ہو کر لوٹا۔ اور اپنے پیر سے ماجرا بیان کیا۔ شیخ نے کہا ناراض کیوں ہوتے ہو۔ واقعی میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہوں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ اس نعمت کا شکر بجالاؤ۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں جن دنوں جہاز پر سوار تھا ایک دن خواب میں دیکھا کہ تمام جہاں عرش سے فرش تک میرے وجود سے پُر ہو گیا ہے۔ جب میں نے یہ خواب آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا تو فرمایا۔ یہ قیومیّت کی علامت ہے۔ تم تمام مخلوق خدا کے قیوم ہو گے۔ اور قیومیت وہ مقام ہے جو گذشتہ و آئندہ اولیا میں سے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے کسی کو نصیب نہیں۔ قطبیّت۔

www.maktabah.org

فردیت۔ غوثیت وغیرہ تمام مناصب قیومیت کے ظل ظلال ہیں۔ قیوم ہی تمام جہان و اہل جہان کا قبلہ توجہ ہوتا ہے۔ اور اسے پروردگار کی طرف سے ذات موہوب،، حاصل ہوتی ہے۔ جس سے تمام چیزیں قائم ہوتی ہیں۔ ہزار سال بعد امت محمدیؐ میں سے ایک شخص اس منصب کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ ہزارہا خدمت گار قیوم کے ماتحت جہان کی کارروائی کرتے ہیں۔ قطب۔ غوث، فرد سب قیوم کے ملازم ہوتے ہیں۔ انبیاء کو یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ یعنی انبیاء اولوالعزم کو جو ہزار سال بعد مبعوث ہوتے ہیں۔ جناب خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار سال بعد یہ منصب اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا اور آنحضرت کے دو تین فرزندوں کو بھی اس منصب سے سرفراز فرمایا۔ قیوم پروردگار کا وزیر اعظم اور نائب ہوتا ہے اور تمام مخلوق بمنزلہ عرض ہوتی ہے۔ اور وہ بمنزلہ جوہر۔ منصب قیومیت حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر طنیت پر موقوف ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ نے یہ منصب تمہیں عنایت فرمایا ہے۔ طنیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر بھی تمہارے جسم میں بطور امانت ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔ "کشف الحقائق قیومیت" میں اس بات کی مفصل وجہ درج ہے۔ کہ اس قلیل عرصے میں کیوں اتنے قیوم ہوئے۔

مکہ مکرمہ میں دیدار کعبۃ اللہ

جب منزلیں طے کر کے حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً وکرماً میں پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ آدھی رات اور دوپہر تک دیدار کعبہ پر مراقبہ کرتے رہتے۔ بعض اوقات سارا دن اور ساری رات ہی مراقبہ میں گزر جاتا۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیومیت اور قطب الاقطابی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اب تو یہ منصب جناب

www.maktabah.org

کی ذات مبارک کے متعلق ہے۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ اب میری رحلت کا وقت قریب ہے۔ یہ منصب اب تمہیں عنایت ہو گا۔

مدینہ منوّرہ کی زیارت:۔ جب مدینہ منورہ پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ سارا دن اور ساری رات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں پردہ خاص کے اندر مراقبہ کئے رہتے۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے پاس حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں خلعت قیومیت پہنائی ہے۔ اب تم کمالات الٰہی کے قرب میں میرے برابر ہو۔ کوئی ایسا کمال نہیں جو حق تعالےٰ نے تمہیں عنایت نہیں فرمایا اس روز سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے برادرانہ سلوک کرتا اور اپنے برابر سمجھنا شروع کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ محمد زبیر تم قرب پروردگار میں میرے بھائی کی طرح ہو۔ پھر آنجناب نے اپنے روبرو سالکوں کو توجہ دینے کا حکم دیا۔ آنجناب نے عرض کیا کہ میں بپاس ادب جناب کے روبرو لوگوں کو توجہ نہیں دے سکتا۔ پھر جب حضرت قیوم ثالث نے تاکیداً فرمایا۔ تو عذر کی مجال نہ رہی۔ ایک طرف حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ توجہ دیتے اور دوسری طرف سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اس طرح مریدوں کا حلقہ ختم کرتے تھے۔ بعض اہل عرب کو خیال آیا کہ تعجب ہے کہ حضرت حجۃ اللہ نے ایک بچے کو خلقت کا پیشوا بنا دیا ہے اُسی رات ان لوگوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد زبیر میرا خلیفہ ہے۔ میں نے اُسے تمہاری تربیت کے لئے مقرر کیا ہے۔

خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا مقام:۔ انہیں دنوں حضرت قیوم ثالث رضی

www.maktabah.org

اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ محمد زبیر کی قدر کوئی کیا جانے۔ یہ وہ شخص ہے کہ میں مدت مدید تک اُس کے باپ کی تربیت کرتا رہا۔ تمہیں ہند سے بلاکر اپنی خاص نسبت کا القا کیا۔ تب یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کی بزرگی کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ میری امت میں چار شخص اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ مجدد الف ثانی، عروۃ الوثقیٰ، حجت اللہ، اور محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہم۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

شیخ مراد شامی:۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ مراد شامی علیہ الرحمۃ نے جو ملک شام کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اپنے بیٹے محمد کو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا۔ آنجناب نے اُس کی تربیت کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ آج کل ملک شام کا بڑا شیخ خیال کیا جاتا ہے، چنانچہ سلطان روم اسی کا مرید ہے۔ اس ملک کے اکثر مشائخ نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ کہتے ہیں اس کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ دینار ہے۔ جن دنوں آنجناب مدینہ میں تھے۔ تو حاکم مدینہ کو حکم ہوا۔ کہ ایک شخص اس صورت و شکل کا ہے۔ اُسے روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار دیواری میں داخل نہ ہونے دینا۔ اس شخص کے ملازم نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص جو اکثر جناب کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا ہے۔ اب اس کے لئے روضہ منورہ کی چار دیواری میں آنا حکماً منع کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ جناب اُس کی سفارش فرمائیں گے۔ حضرت قیوم ثالث اس کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعدازاں اس شخص کو کہا کہ اس نے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر کے بارے میں اپنے دل میں بدگمانی کی ہے۔ اس واسطے جناب پیغمبر خدا صلی

www.maktabah.org

اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر ناراض ہیں۔ اس شخص نے خود حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ واقعی حضرت خلیفۃ اللہ کی نسبت میرے دل میں بڑا خیال آیا تھا۔ سو اب میں اس سے توبہ کرتا ہوں حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے اس کی تقصیر معاف کرائی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حرمین الشریفین سے لوٹ کر ہند آئے۔ اور حضرت خلیفہ اللہ کو محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ حضرت مجھے بھی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے حج سے واپس آکر محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ واضح رہے کہ یہ محبوبیت ذاتی خمیر طنیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ اور محبوبیت صفاتی وافعالی بغیر طنیت کے حاصل ہو سکتی ہے۔ محبوبیت ذاتی تمام اولیائے امت میں سے سوائے قیوم اربعہ اور مروج الشریعت کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں محبوبیت صفاتی وافعالی باقی اولیا کو بھی درجہ بدرجہ حاصل ہے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کو اپنا جانشین مقرر کیا

حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پورے سو سال بعد سنہ ۱۱۱۱ (۱۶۹۹) ہجری میں حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت پہنائی۔ اور اپنا ولیعہد بنایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفا کو تربیت باطنی کے لئے ان کے حوالے کیا۔ ایک مجلس میں آپ نے اپنے سامنے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ لوگوں کو توجہ دو۔ اور اپنے مقابل مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور عام مریدوں کو حکم

www.maktabah.org

دیا۔ کہ محمد زبیرؒ کے حلقہ میں بیٹھا کرو۔ اور اسی سے فیض اخذ کیا کرو۔ اور اس کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح جانو۔ حضرت قیوم ثالثؒ رضی اللہ عنہ کے تمام مریدوں اور خلیفوں نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ اور اُن کے مرید ہو گئے۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ پروردگار اپنے فرشتوں سے تمہارے اوصاف بیان کر کے فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرے بندے ایسے بھی ہوا کرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ قرب الٰہی کے تمام کمالات جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت ہوئے تھے۔ وہ تمام بلاکم و کاست حق تعالیٰ نے تمہیں مرحمت فرمائے ہیں۔

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج بیت اللہ سے واپس آئے۔ تو عالمگیر بادشاہ استقبال کر کے آنجناب کو اپنے لشکر میں لے آیا۔ حضرت قیوم ثالث نے شاہی لشکر میں پہنچ کر حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا جہاں دیدہ آدمی اور کہن سال بادشاہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی ذکاوت طبع و فہم و فراست دیکھ کر حیران تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ بزرگی اور فراست جو اس خورد سال بچے میں ہے۔ کسی سال خوردہ میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ واقعی اس میں قطبیت و قیومیت کی قابلیت ہے۔ حضرت قیوم ثالث نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو ولی عہد بنانے کے بعد سرہند جانے کا ارادہ کیا عالمگیر نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر بے اختیار عرض کیا کہ اگر آنحضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ عرصہ کے لئے یہاں چھوڑ جائیں۔ تو میں ان کی صحبت سے فائدہ اُٹھاؤں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا۔ کہ اگر چاہو تو میرے ساتھ چلو۔ چاہو تو بادشاہ کے پاس رہو۔ آنجناب نے عرض کیا

www.maktabah.org

کہ اگر آپ کا حکم ہے تو مجبور ہوں۔ اگر میری مرضی پوچھتے ہو۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس رہنا نہیں چاہتا۔

شیخ محمد زبیر کی اتباع کا حکم :-

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اکبر آباد آئے تو حضرت قیوم ثالث کے بڑے خلیفہ شیخ عبد الکریم علیہ الرحمۃ نے مجھ سے توجہ طلب کی۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا اگر حکم ہو تو اسے توجہ دوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میرے تمام مرید اور خلفا تمہارے مرید ہیں۔ سب کو لازم ہے کہ تمہارے معتقد ہو جائیں۔ تم بلا توقف انہیں توجہ دو۔ بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی سعادت چاہتا ہے۔ وہ قطب زماں قیوم جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جائے کیونکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی مرضی یہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ سے جو کمالات مجھے حاصل ہوئے۔ اب وہ تمام کمالات میرے فرزند محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئے ہیں۔ تمام ذرات و ممکنات نے اس سے رجوع کیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کو کابل جانے کا حکم :-

جب شاہ جہان آباد آئے تو حضرت قیوم ثالثؒ نے حضرت خلیفۃ اللہؒ خواجہ محمد زبیر کو کابل جانے کا حکم دیا۔ کہ وہاں جا کر لوگوں کو ہدایت کریں۔ آنجناب حسب الحکم کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگوں کو جب آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب اُسے اپنی سعادت خیال کر کے استقبال کے لئے آئے۔ اور وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب کے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے مشائخ آنجناب کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے خلیفہ حاجی عبد اللہ

www.maktabah.org

نے رجوع کیا اور توجہ طلب کی۔ جب آنجنابؒ نے بپاس ادب حاجی صاحب کو توجہ دینے میں تامل کیا۔ کیونکہ حاجی صاحب بزرگ اور سن رسیدہ آدمی تھے۔ تو حاجی صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں نے ایک رات بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پروردگارا مجھے قطب وقت کا مرید بنا۔ اسی رات میں نے خواب میں شخصوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا دوسرا جوان اور تیسرا بچہ۔ بوڑھے اور بچّے کے تمام لباس پر اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ لیکن جوان کے صرف کمر تک تھا۔ ایک نے آواز دی کہ تینوں قطب ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل میں تشریف لائے۔ تو جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا بوڑھا شخص حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ تھے۔ جوان اُن کے فرزند حضرت ابوالعلیٰ رضی اللہ عنہ اور بچہ ان کے پوتے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ پھر منت وسماجت سے توجہ کے لئے عرض کیا۔ آنجنابؒ نے حاجی صاحب کو توجہ باطنی دی۔

کابل میں مشائخ نے توجہ طلب کی:- بعدازاں خواجہ خسرو خواجہ میرزا اور اخوند موسیٰ وغیرہ نے بھی حضرت قیوم رابع سے توجہ کی درخواست کی۔ انہیں بھی آنجناب نے فرمایا کہ تم بزرگ ہو مجھ سے توجہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مامور ہیں کہ جناب سے فیض حاصل کریں۔ خواجہ میرزا نے وہ سیب والا قصہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے عرض کیا۔ جب انہوں نے بہت منت وسماجت کی تو حضرت خلیفۃ اللہ نے ہر ایک پر مہربانی کر کے نسبت باطنی کا القا فرمایا۔ ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے فرزندوں کو بھی آنجناب کی خدمت میں لا کر مرید کرایا۔ چنانچہ اخون موسیٰ کے فرزند میر سعداللہ خواجہ خسرو کے فرزند خواجہ فیض اللہ و عباداللہ خواجہ میرزا کے فرزند خواجہ محمد امین کو حضرت خلیفۃ اللہؒ نے

www.maktabah.org

مرید کرکے تربیت کی۔ اور انہیں دنوں خلافت عنایت فرمائی۔ اُن میں سے ہرایک کو اس ملک میں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ ان کے مرید ہوئے۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا ہوگئے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر لکھا جائے گا۔ ہر صبح شام ہزار ہا لوگ آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور ہر روز کابل میں اطراف وجوانب سے سینکڑوں آدمی حاضر خدمت ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ تقلیدی لباس کندھے سے اُتار خلعت تحقیقی پہنتے۔ اس مرشد عالم کا ہنگامہ رشد وارشاد گرم ہوا۔ جیسا کہ ان عرضیوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو آنجناب نے اپنے جدبزرگوار کی خدمت میں لکھی ہیں۔ نیز ذات وصفات کے حقائق ومعارف بیان فرمائے ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی محبوبیت پر نگاہ کی۔ تو اُس نے ایسا غلبہ کیا کہ میں اپنا عاشق بن گیا۔ علیٰ ہذالقیاس آنجناب نے نہایت نازک اسرار بھی بیان فرمائے ہیں۔ جن تک عقل سلیم بھی نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن ان عرضیوں کو اس کتاب میں بخوف طوالت نہیں لکھا۔ مختصر یہ کہ حضرت قیوم رابع نے چند ماہ تک کابل میں رہ کر اپنے جد امجد کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ان دنوں سرہند کے اکثر بزرگ کابل میں تھے۔ چنانچہ میرے (مصنفؒ) جد شریف بھی کابل ہی میں تھے۔ تمام عزیزوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانا چاہا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ آج کل شاہزادہ معظم اور دشمن میں لڑائی ہے۔ اور کابل سے پشاور تک دشمن کا لشکر پڑا ہوا ہے۔ جو ملکی یا فوجی آدمی انہیں ملتا ہے اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ تمام بزرگوں نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو کہا کہ ہمارا باطن اجازت نہیں دیتا۔ میرے جد شریف نے آنجناب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا باطن جانے کی اجازت دیتا ہے۔ میرے جد امجد نے عرض کیا۔ کہ جناب کا فرمانا ہمارے لئے نص قاطع ہے۔ ہم جنابؒ کے ہمراہ چلیں گے۔ پہلی ہی منزل میں ڈاکو میرے جد امجد کے اونٹ

www.maktabah.org

کا مندہ اٹھا کر لے گئے۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو فرمایا کہ میں نے اپنی توجہ سے دشمن کے فساد کو مندے پر ٹال دیا ہے۔ آئندہ کوئی مصیبت پیش نہیں آئے گی صرف اسی قدر تھی جو گذر گئی۔ اب سرہند تک خیریت محض ہے۔ واقعی پھر سرہند تک کوئی مصیبت پیش نہ آئی۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جدامجد کی زیارت کی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اہل کابل نے تمہاری قدر کیا پہچانی ہوگی۔ تمہاری قدر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معلوم ہے۔ بعدازاں فرمایا کہ محمد زبیر! حق تعالیٰ نے تمہاری دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ہے۔ اور تمہیں سابقین کے زمرے میں داخل فرمایا ہے۔"والسابقون السابقون اولٰئک المقربون"۔ جو بشارات حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو عنایت فرمائیں۔ اگر ساری لکھی جائیں تو الگ ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اس واسطے انہیں مفصل نہیں لکھا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ چودہ سالہ تھے کہ حق تعالےٰ نے آنجناب کو گذشتہ و آئندہ تمام اولیا کے سارے کمالات عنایت فرمائے۔ اور اکیس ۲۱ سال کی عمر میں آنجناب نے ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔

ہم آئندہ صفحات آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عہد قیومیت کے سال بسال کے حالات درج کریں گے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کی مسند ارشاد پر جلوہ آرائی

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ماہ صفر کی پہلی تاریخ سینچر کے روز ۱۱۱۴ھ؁ ۱۷۰۲ء کو ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ فجر کی نماز کے بعد میں حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ

www.maktabah.org

علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائکہ تشریف فرما ہوئے۔ اور جواہرات و یاقوتوں کی جڑاؤ خلعت فاخرہ مجھے پہنائی۔ اور خود دست مبارک سے میرے سر پر پگڑی باندھی۔ تمام انبیاء اور فرشتوں نے مجھے قیومیت کی مبارک باد دی تمام موجودات اور کائنات اور مخلوقات نے مجھ سے رجوع کیا۔ اور فرشتوں نے آواز دی کہ حق تعالےٰ نے محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو قیوم روزگار بنایا ہے۔ اے بندگان خدا اس کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ مراقبہ کے بعد حضرت قیوم ثالث کے تمام مرید اور خلفا حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ اطراف و جوانب میں جس قدر خلفا حضرت قیوم ثالث کے تھے۔ سب سرہند آئے۔ پہلے ماتم پرسی کی اور پھر آنجناب کے مرید ہو گئے۔ مدت تک روئے زمین کے مختلف حصوں میں سے حضرت قیوم ثالث کے مرید سرہند آکر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوتے رہے لیکن حضرت حجۃ اللہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں باہمی سخت اختلاف ہو گیا تھا۔ ہر ایک قطبیت کا دعوےٰ کرتا تھا" اور ہمچو ما دیگرے نیست کا مصداق بنا" بیٹھا تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بیگم جی نے تمام مال و اسباب زر و زیور اور نقد و جنس اپنے داماد کو دے کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور جدی ورثہ سے حضرت قیوم رابع کے لئے ایک دام بھی نہ چھوڑا ہر جگہ اسی بات کا چرچا تھا۔ لوگ دیدہ و دانستہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی قطب الاقطابی کا انکار کرتے تھے۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ کے تمام خلفاء اور مرید حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر کے مرید ہوئے۔ اور صبح و شام آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ . . . . . مگر آنجناب اپنے خویش و اقارب کی مجلسوں میں شریک نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ گوشہ تنہائی اختیار کر رکھا تھا۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد پارسا مجددی کا حضرت خلیفۃ اللہ کی قیومیت کا اعتراف

حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نصیحتاً لوگوں کو فرماتے ۔کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند نے حضرت خلیفہ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرماکر قطبیت و قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی تم جان بوجھ کر اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو ۔ جو فیض الٰہی اس وقت تمہارے باطن میں ہے وہ سب زائل ہو جائے گا ۔ میں نے بارہا حضرت حجۃ اللہ کی زبانی سنا ہے کہ میرے بعد محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہے ۔ اس کا انکار موجب مضرت ہے جب خواجہ محمد پارساہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ۔ تو فرماتے کہ میں آپ کو قطب جہاں اور قیوم زماں جانتا ہوں ۔ اور افضل زمانہ سمجھتا ہوں اکثر اوقات آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوتے ۔ انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نواسے حاجی فیض اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کا شرف ارادت اور باطنی فیض حاصل کیا ۔ اور ہر روز آنحضرت کے حلقہ میں حاضر ہوتے تھے آپ اکثر محفلوں میں بیٹھ کر لوگوں کو فرماتے کہ تم بڑی سخت غلطی کرتے ہو کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید و معتقد نہیں ہوئے اور اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو ۔ حالانکہ یہ منصب اعظم حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ کو ملا ہے ۔ چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہے :۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ[1] ۔ اس عزیز کی قیومیت کا انکار غضب

---

[1] :۔ تحقیق اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے ۔

www.maktabah.org

خدا کا موجب ہے۔ دیکھئے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن سرہند کے لوگ پھر بھی حضرت خلیفۃ اللہ کے معتقد نہ ہوئے۔ دوسرے ملکوں کے بہت سے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے گئے۔ ہر روز آنجناب کے حلقہ میں مجمع کثیر ہونے لگا۔

اللہ تعالیٰ کا مروجہ طریقہ یوں ہے۔ کہ جسے اعلیٰ درجے پر پہنچانا چاہتا ہے پہلے اس کی جلالی تربیت کرتا ہے۔ یعنی مدارج کی قدر دریافت کرنے کے لئے اسے تکالیف ومصائب میں مبتلا رکھتا ہے۔ بعدازاں اس مرتبے پر پہنچاتا ہے۔ جو ازل میں اس کے واسطے مقرر ہوتا ہے۔ پھر اپنے بیگانے سبھی اس کے مطیع ہو جاتے ہیں چنانچہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ میں اپنے خویش واقارب سے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں۔ بعد میں سبھی مطیع ہو گئے۔ چنانچہ خاتم قیومین بھی جناب سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اعظم ومظہر اتم تھے۔ اس واسطے وہی حالت آنجناب کی ہوئی۔ جو معاملہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تھا۔ وہی آنجناب سے ہوا۔ آخر کار تمام خویش واقارب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مطیع ہو گئے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کا شاہجہان آباد کا پہلا سفر

جب سرہند کے لوگ حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے معتقد ہو گئے تو آپ اشارہ غیبی کے بموجب شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے دارالخلافہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے وضیع وشریف لوگ آپ کے استقبال کے لئے آئے آنحضرت اجمیری دروازہ کے قریب اپنی مخصوصہ مریدہ فاخرہ بیگم کے محل میں اُترے شہر کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب کے مرید ہو گئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ وہاں ہزارہا لوگ آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور آپ کی توجہ شریف

www.maktabah.org

سے انتہائی قربِ الٰہی کو پہنچے۔ انہیں دنوں جب کہ آنحضرت شاہجہان آباد میں تھے آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ؎

زہے یہ لطف کہ مہائے قادر جاوید | شگفتہ شد گل رویت بہ بوستانِ امید

بُرج حمل سے ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس نے اپنے نورانی چہرے کی شعاعوں سے زمین و زمان کو منور فرمایا ؎

برآمد آفتاب از برج آمال | منوّر کرد عالم را با طلال

یہ پہلا فرزند ہے۔ جو آنجناب کے ہاں ہوا۔ آنحضرت نے بڑا بھاری جشن شکر خداوندی کا اہتمام کیا۔ اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طرح طرح کے طعام حلوے اور میوہ جات تقسیم کئے۔ عقیقہ کے روز شہر کے تمام رئیس جمع ہوئے۔ حضرت امام معصوم کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے مولود مسعود کو حضرت شیخ محمد صدیق کے پاس لاکر فرمایا۔ کہ ہم نے اس نورِ دیدہ کا نام محمد عزیز[1] مقرر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ نام مبارک ہے ؎

چو طالع او نمود ند سیر | نہادند نامش محمد عزیز
سعادت ز نامش سعادت پذیر | بہ عالم ز نیک اختر بے نظیر[1]

سب نے اسی نام کے لئے دعائے خیر کی۔ حضرت خلیفۃ اللہ چار مہینے شاہجہان آباد میں رہے۔ ؎

بماندند تا مدّتِ چار ماہ | بیفرود آں شہر را پایگاہ
درانجا ہمہ شہری و لشکری | پذیرا شدندش بہ نیک اختری

---

[1] اگر مندرجہ شعروں کو ملحوظ رکھا جائے تو نام "محمد عزیز" کی بجائے محمد عزیز" ہونا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب رضی شیرازی

www.maktabah.org

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ سرہند شریف واپس تشریف لائے۔ وہاں کے لوگ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرت نے پہلے حضرات قیوم ثلثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ پھر اپنے مقام پر تشریف لائے۔ جب آپ شاہجہان آباد سے آئے۔ تو بدخشان اور توران کے کئی ہزار آدمی حاضرِ خدمت ہو کر مرید ہوئے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جنّات کی حاضری

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر عبداللہ حاکم بنور زیارت کے لئے سرہند آیا اور عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب بطور سیر بنور تشریف فرما ہوں۔ تو وہاں کے لوگ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہوں۔ جب اس بارے میں منت وسماجت کی۔ تو آنحضرت بھی مہربان ہو کر بنور روانہ ہوئے۔ وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کر کے یہ شعر گایا ؎

از نسیم قدم پاک تو اے مایۂ جاں
گر بود گلشن فردوس سزد خانۂ ما

وہاں کے بہت سے باشندے آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور میر صاحب کے تمام ملازمین حق اور زیر اثر حضرات آنحضرت کے حلقۂ ارادت میں آئے۔

ایک روز میر صاحب اپنے اہل وعیال کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے آنجناب نے اُسے اپنی مریدی سے سرافراز فرمایا۔ عین توجہ اور القائے نسبت کے وقت وہ پاک دامن مراقبہ کئے بیٹھی تھی۔ کہ ناگاہ بیس سالہ رفیق جن نے اپنا اثر اس پر ڈالا۔ اس واسطے لوگوں کے اعتقاد میں خلل آگیا۔ مرید ہونے کے بعد جب

www.maktabah.org

اسے آسیب جن سے افاقہ ہوا۔ تو ایک گھڑی بعد دیوار میں سے نکل کر ایک شخص مجلس میں آ بیٹھا۔ اور آنجناب سے عرض کرنے لگا۔ کہ مَیں وہی جن ہوں جس نے اس عورت پر اثر کیا تھا۔ چونکہ میں نے علم رمل و نجوم کے ذریعے معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ عورت قطب الاقطاب محبوب رب العالمین کی خدمت میں مرید ہوگی۔ اس واسطے میں نے اس کی رفاقت اختیار کی۔ اب مَیں بھی اس کے ساتھ ہی جناب کا مرید ہو جاتا ہوں۔ امید ہے کہ مجھے خاص طور پر القائے نسبت فرمائیں گے۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے مہربان ہو کر اُسے توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ جن نے مرید ہونے کے بعد آداب قیومیّت بجالا کر حسب ذیل شعر پڑھا ؎

شکر للہ پیر کامل یافتم اندر جہاں
مے سزد گر نیز طاعت باشد عصیانہائے من

اس نے مزید عرض کیا۔ کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اپنی قوم کو جناب کے مرید ہونے کے لئے بلا لاؤں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اجازت بخشی۔ تو وہ رخصت ہوتے وقت اتنا اقرار کر گیا۔ کہ میں آئندہ اس عورت کے پاس کبھی نہ آؤں گا۔ واقعی جب تک وہ عورت زندہ رہی۔ اس پر کبھی جن کا اثر نہ ہوا۔ چند روز بعد آنحضرت دارالارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ جب وہ جن اپنی قوم کے پاس گیا۔ تو جنوں سے حضرت قیومیّت مآب خلیفۃ اللہ کے اوصاف بیان کئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قطبیت و قیومیّت کا اظہار کر کے یہ شعر پڑھا ؎

آخر و لم یار زوئے خویشتن رسید　　آنچہ از خدا خواستہ بودم بمن رسید

جنوں کو آنحضرت کی ارادت کی دعوت کی۔ تو سب نے قبول کیا۔ اور اس کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

کہتے ہیں کہ ہزار گروہ اس کے ماتحت تھے۔ جن میں سے ہر ایک میں ہزارہا

www.maktabah.org

جن تھے۔ جب وہ جن تمام گروہوں کو لے کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں گئے وہاں گروہ ہا گروہ جن آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہوتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ تمام شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعدازاں آنحضرت نے جنوں کو وعظ و نصیحت کر کے رخصت کیا۔ اور جنوں کے سردار کو اس قوم کی خلافت عنایت فرمائی۔

اسی سال حضرت امام معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف ۲۷ ماہ صفر بروز بدھ مغرب کے وقت اس دار فانی سے کوچ[1] کر گئے اور آپ کے روضہ میں مرقد مبارک کے پاس مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔

---

[1] ۔ صاحب انساب الانجاب نے آپ کی تاریخ ولادت ۱۰۴۳ھ لکھی ہے اور وفات ۲۷ صفر المظفر ۱۱۱۸ھ لکھی ہے۔ آپ بڑے صاحب علم اور صاحب کمال بزرگ تھے اپنے والد مکرم سے سلوک مجددیہ حاصل کیا اپنے عم مکرم حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ سے قرآن کا ترجمہ اور معارف حاصل کئے۔ مولانا بدر الدین سلطان پوری قدس سرہٗ سے درسی کتابیں پڑھیں۔ تفسیر بیضاوی اپنے والد مکرم سے پڑھی۔ آپ کی اولاد کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ کہ آپ کے ہاں چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ شیخ محمد جعفر اور شیخ محمد حیات (لاولد رہے) شیخ محمد روح اللہ اور شیخ شافی الحال تھے۔ شیخ محمد جعفر کے دو لڑکے محمد الیاس اور شاہ نور تھے۔ شاہ نور کی صرف دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت محمد اشرف قدس سرہٗ کے بیٹے شیخ روح اللہ کا ایک بیٹا نور احمد تھا۔ جس کی صرف ایک بیٹی تھی۔ شیخ شافی الحال کے تین بیٹے شاہ جلال۔ شیخ محمد اور شیخ عبید اللہ (لاولد) تھے۔ شاہ جلال کے دو بیٹے نیاز معصوم۔ مرید معصوم (لاولد) ہوئے نیاز معصوم کا ایک بیٹا تنا معصوم تھا۔ شاہ جلالی کے بھائی۔ شیخ محمد کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ مگر ان دونوں کی اولاد آگے نہ بڑھ سکی۔ (انساب الانجاب صفحہ نمبر ۱۶۱ مطبوعہ مشہور عالم پریس لاہور)۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا سفر کابل

اس سال کابل کے باشندوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اشتیاق ملاقات وتشریف آوری کے لئے عرضیاں لکھیں۔ آپ نے بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق دعوت کو قبول کیا اور کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے باشندے آنحضرت کی تشریف آوری سے مطلع ہو کر استقبال کے لئے کئی منزلیں آگے آئے۔ چنانچہ ہر ایک منزل پر جوق در جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آنجناب دریائے سندھ پر پہنچے۔ تو کابل کے ہزارہا آدمی دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک شخص فرہاد نام جس کی پیشانی پر نور ہدایت ظاہر تھا آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا۔ اُس نے کہا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُترے ہیں اور شیطانوں کو دور کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قطب جہاں وقیوم زماں خواجہ محمد زبیر آرہے ہیں جو شخص ان کی زیارت کرے گا۔ حق تعالےٰ اُن کے تمام گناہ بخش دے گا۔ صبح مَیں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ وہ پھر آنجناب رضی اللہ عنہ سے جدا نہ ہوا۔ بلکہ تاحال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں موجود ہے۔

شہزادہ معظم بہادر شاہ گورنر کابل استقبال کیلئے حاضر ہوا:۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ پشاور پہنچے اس وقت شہزادہ معظم بہادر شاہ جو شاہ ہند کی طرف سے کابل کا حاکم تھا۔ آنجناب کے استقبال کے لئے پشاور تک آیا کابل کے تمام چھوٹے بڑے بھی آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ صبح شام کئی ہزار آدمی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آنحضرت چندروز پشاور میں رہ کر کابل کی طرف

www.maktabah.org

روانہ ہوئے۔ ابھی پشاور سے دو منزل پر جمرود میں پہنچے تھے۔ کہ بادشاہ عالمگیر کی وفات کی خبر آ پہنچی۔ شاہزادہ نے اسی وقت ہندوستان کا رُخ کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ میرے حق میں دعا اور توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ میری عزّت و آبرو سلامت رکھے۔ اور دشمن پر فتح عنایت کرے۔ اور ہندوستان کی سلطنت میرے ہاتھ آئے۔ آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دیر تک دعائے خیر کی۔ بعد ازاں شہزادہ کو خوشخبری دی۔ کہ خاطر جمع رکھو حق تعالےٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا۔ اور سلطنت ہند تمہارے ہاتھ آئے گی۔ بلکہ مدّت مدید تک سلطنت تمہاری اولاد میں رہے گی۔

شہزادہ معظّم کی درخواست پر واپسی:-

شاہزادہ اس خوشخبری سے نہایت خوش و خرّم ہوا اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ اگر جناب میرے ساتھ ہندوستان تشریف لے چلیں تو یہ سفر میرے حق میں مبارک ہوگا۔ اور جناب کے میمنت لزوم قدوم سے مجھے برکت نصیب ہوگی۔ اس بارے میں جب بہت منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت اُس کی خاطر شاہزادہ کے ساتھ ہندوستان واپس تشریف لے آئے اور نگ زیب کی وفات کے بعد اُس کا دوسرا فرزند اعظم شاہ باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تمام ارا کین سلطنت و امرائے عظام نے دارالسلطنت میں اس کی اطاعت قبول کی۔ ایک روز اعظم شاہ شاہی خزانے کی چیزوں کا ملاحظہ کر رہا تھا کہ ایک سر بمہر گھڑا دیکھا۔ خزانچی سے پوچھا کہ اس گھڑے میں کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اگر اس میں سے قدرے کسی کی قبر میں رکھ دیں۔ تو اس میّت کی بخشش کی امید قوی ہے۔ اور وہ بغیر حساب بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ جو کنواں آنحضرت کے روضہ مبارک میں ہے۔ اگر اس کا پانی تین گھونٹ کوئی

www.maktabah.org

پی لے۔ تو حق تعالےٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور مرنے کے بعد اُسے بغیر حساب جنّت میں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ کہ ہمارے روضہ کی خاک جنّتی خاک ہے۔ اگر ہمارے مقبرہ کی ایک مُٹھی خاک کسی مقبرہ میں ڈال دیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی عنایتوں کی بہت کچھ اُمید ہو سکتی ہے۔ جو شخص وہاں دفن ہو۔ تو وہ نہایت ہی خوش قسمت ہے۔ اور جو کنواں زمین جنّت میں داخل ہے۔ اگر تین گھونٹ اس کا پانی کوئی پیئے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے لئے بہشت میں ایک محل تیار کرواتا ہے ؎

کسے کہ خورد آب ازاں چہے　　　شود در بہشتش چو شاہنشہے

بادشاہ عالمگیر کی حضرت مجدد الف ثانی کے مزار کی مٹی سے عقیدت عالمگیر بادشاہ نے یہ خوشخبری سُن کر اس خاک پاک کا ایک گھڑا بھر کر شاہی خزانہ میں رکھا دیا تھا چنانچہ اس میں سے تھوڑی سی مٹّی شہنشاہ مغفور کی وفات کے وقت اس کی قبر میں رکھی گئی۔ باقی اولاد کے لئے بطور ورثہ رکھ چھوڑی اس بدبخت تباہ روزگار اعظم شاہ نے خزانچی سے یہ سُن کر اس گھڑے کو توڑ ڈالا۔ اور خاک اوبار اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا کیوں نہ ہو۔ یہ مٹی ایسے بادشاہوں کو ہی زیب دیتی ہے بعد ازاں ارکین سلطنت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ معظم کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد مجھے مشائخ سرہند سے بھی نپٹنا ہے۔ اگر انہوں نے میری اطاعت کی۔ اور شیعہ مذہب قبول کر لیا تو میں تمام امورِ سلطنت اور مہمات بادشاہی اُن کے اختیار میں دے دوں گا۔ اور اگر انکار کیا اور شیعہ مذہب قبول نہ کیا۔ تو سب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ اعظم شاہ بڑا غالی رافضی تھا۔ اور اُسے مشائخ سرہند سے سخت دشمنی تھی۔[۱]

ط۱:۔ اگرچہ اورنگ زیب کی ساری اولاد شیعیت سے متاثر تھی۔ مگر شہزادہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

جب حضرات احمدیہ معصومیہ نے یہ خبر سنی تو تمام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں آئے۔ اور حلف اٹھایا۔ کہ اس کے ساتھ لڑنا چاہیئے اور ہرگز ہرگز اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ مشائخ سرہند اعظم شاہ کے قتل پر کمر بستہ ہوئے۔

شہزادہ معظم کے سر پر حضرت خواجہ محمد زبیر نے تاج رکھا: القصہ اعظم شاہ بتمام اراکین و افواج سلطانی سمیت دکن کی طرف معظم شاہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ معظم کے پاس فوج بہت کم تھی۔ حتیٰ کہ اس کے آدمی کہتے تھے۔ کہ ہم بہادر شاہ کو زندہ پکڑ کر لے آئیں گے۔ بہادر شاہ یہ سن کر گھبرایا ہوا تھا۔ ہر وقت حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے دعائیں منگواتا رہتا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ خاطر جمع

(بقیہ حاشیہ) اعظم شاہ تو شیعیت میں غلو کی حد تک آگے بڑھا ہوا تھا۔ وہ دیوانہ وار علمائے اہل سنت کے خلاف احکام جاری کرتا اور عوام الناس کو شیعہ بننے کی تلقین کرتا تھا۔ اس کے اس طرز عمل سے سارے ملک میں زبردست احتجاج ہوا۔ مظاہرے ہوئے علماء کرام نے جان کی قربانیاں دیں اور اس کی سخت مزاحمت کی۔ جنگ اقتدار میں وہ اپنے بھائی شاہ عالم بہادر شاہ (شہزادہ معظم) سے ۱۸ ربیع الاوّل ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے میدان میں معرکہ آرا ہوا۔ مگر بُری طرح شکست کھا کر گرفتار ہو گیا۔ اور قید و بند میں ہی مر گیا۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ اعظم شاہ کے نظریات اور کردار کے پیش نظر حضرات مجددیہ سرہند نے اپنے تمام زیر اثر امراء مملکت کو آمادہ کر لیا تھا کہ اس بدعقیدہ حکمران کا خاتمہ کر دیا جائے۔

مغل فوجوں کی اکثریت نے اور خصوصی سپہ سالاروں نے اس کی شکست اور گرفتاری میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

www.maktabah.org

رکھو۔ اللہ تعالیٰ فتح تمہیں ہی عنایت فرمائے گا۔ اور تم ہی ہندوستان کے بادشاہ ہو گے۔ جب شاہزادہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور پہنچے اور شاہزادہ تختِ شاہی پر بیٹھا۔ تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے خود دستِ مبارک سے تاج شاہی شاہزادہ کے سر پر رکھا۔ اتنے میں بہادر شاہ کا بڑا بیٹا معز الدین حاکم مُلتان بھی ایک جرار لشکر لے کر باپ سے آملا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں ٹھہرے۔ اور شاہزادہ کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرما کر رُخصت کیا۔ اور اپنے بہت سے صاحبِ حال مخصوص یاروں کو شاہزادہ کی تسلی و اطمینان کے لئے اس کے ساتھ کیا۔ جب بہادر شاہ لاہور سے سرہند آیا۔ تو قیوم ثلاثہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک ایک سے دعائے خیر کی التماس کی[1]۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ نے حضرت امام محمد معصوم قدس سرہٗ کی آخری دستار مبارک شاہزادہ معظم کے سر پر باندھی شاہزادہ اسے نعمتِ عظمےٰ خیال کر کے پھولا نہ سماتا تھا بعد ازاں شاہجہاں آباد کا رُخ کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق پہلے ہی سے دہلی میں تھے۔ شاہزادہ نے اُن سے بھی طلبِ دعا کی۔ اُنہوں نے بھی شاہزادہ معظم کو فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ شاہزادہ نے پھر اکبر آباد کا رخ کیا۔ وہاں اس کا

---

[1]:۔ یہ شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کی زندگی کا وہ دور ہے جب وہ حضرات مجددیہ کے زیر اثر تھا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اس شہزادے نے بھی شیعیت کی حمایت کرنا شروع کر دی تھی اور اپنے دوسرے بھائی کی طرح علماء اہل سنت پر سختی کرنے لگا اس کی اس حرکت نے اس کی اولاد کو خانہ جنگی میں مبتلا کر کے سلطنت مغلیہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔

www.maktabah.org

دوسرا بیٹا حاکم بنگال اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگال میں چھوڑ کر لشکر لے کر اپنے باپ سے آملا۔ اکبر آباد کے قلعہ دار نے قلعہ دینے میں مزاحمت کی۔ اور کہلا بھیجا کہ اس قلعہ کا وارث تمہارا باپ شہزادہ معظم یا تمہارا چچا ہے۔ ان میں سے جو پہلے آئے گا میں قلعہ اس کے حوالے کر دوں گا۔ اعظم شاہ نے قلعہ کے لینے کی کوشش کی۔ تو قلعہ دار بھی آمادہ جنگ ہوا۔ دونوں طرف سے توپ بندوق کی لڑائی ہونے لگی اتنے میں بہادر شاہ اکبر آباد پہنچ گیا۔ قلعہ دار نے قلعہ اس کے حوالے کیا۔ اسی اثنا میں اعظم شاہ بھی اکبر آباد کے قریب پہنچا۔ بہادر شاہ نے اُسے کہلا بھیجا۔ کہ باپ نے مجھے والئے ہند مقرر کیا ہے۔ ہند میں لیتا ہوں۔ دکن پر تم قانع رہو۔ اعظم شاہ نے اس بات سے اِنکار کیا۔ دوبارہ بہادر شاہ نے پیغام بھیجا۔ کہ اچھا دکن مجھے دے دو۔ ہند تم لے لو۔ اعظم شاہ نے کہا کہ کشمیر لیتے ہو تو لے لو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بہادر شاہ نے تیسری مرتبہ کہلا بھیجا۔ کہ نزاع تو ہم بھائیوں میں ہے۔ کیوں ناحق خلق خدا کی خونریزی کرواتے ہو۔ میں تم سے شاہانہ طور پر لڑنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ گذشتہ بادشاہ کرتے آئے ہیں۔ ہم بھی اسی طرح لڑتے ہیں۔ اعظم شاہ اپنی بہادری اور کثرتِ فوج پر مغرور تھا۔ کہا کہ ہم معظم پر تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ بلکہ لکڑی سے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اسی سے اُسے ہلاک کریں گے۔ جب لڑائی کے لئے سوار ہوا۔ اور اپنی فوج کی کثرت کو دیکھا۔ تو کہا شائد اس لشکر کثیر سے خدا ہی جنگ کرے۔ تو کرے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ ؎

شنیدم زگویندگانِ ہنرو
کہ اعظم معظم چنیں جنگ کرد

تو اعظم شاہ کے لشکر نے بہادر شاہ کے ہراول عظیم الشان پر حملہ کیا۔ اور اس

www.maktabah.org

کے خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا۔ معظم شاہ بھی خشمناک شیر کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اس کی پشت پر بہادر شاہ تینوں بیٹوں اور پوتوں سمیت آمادۂ جنگ تھا۔ اس طرف سے اعظم شاہ معہ بیٹوں اور افسروں کے لڑائی میں مشغول ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ ؎

زغزیدنِ کوس حالی دماغ
برافتادہ تپ لرزہ بر کوہ و راغ
دو لشکر فتادند در حرب و جنگ
چناں رزم کردند بر نام و ننگ
غبارِ ہوا بر زمین بستہ راہ
کہ پوشیدہ شد روے خورشید و ماہ
زبانگ قبرغہ صدائے صہیل
نفیرِ نہنگاں بر آمد ز نیل
زبانگِ دہل فتنہ بیدار شد
بر آسودگاں کارِ دشوار شد
دمِ نائے روئیں بر آمد باوج
کہ دریائے لشکر بر آمد بہ موج
خروشِ یلان نبرد آزما
نہ سر ہوش مے بُرد قوت زپا
بہم کوہ و دریا بجنگ آمدہ
جہاں زاں خصومت بہ تنگ آمدہ
کیانی کمانہا در آمد بزہ

www.maktabah.org

یکے گفت بستاں یکے گفت دِیہ
خدنگ از کمانہا گسستن گرفت
زقوس قزح برق جستن گرفت
زسم ستوران پیکانہ سوز
زمیں پردہا یست بر روئے روز
زبسیاریئے نیزہ کردہ چو قیر
رہ رفتنِ خویش گم کردہ شیر
زخونِ دلیران و پیکان تیر
زمین لالہ خیز آسمان ژالہ ریز
خروشیدنِ نائے روئیں اساس
بگردونِ گرداں درآمد ہراس
خرامیدنِ شرزہ شیران مست
کمرگاہ گاوِ زمیں مے شکست

الغرض نہایت خونریز جنگ واقع ہوئی۔ شاید چشم زمانہ نے اس سے پہلے ایسی سخت لڑائی کبھی نہ دیکھی ہو گی۔ اعظم شاہ کی فوج بہادر شاہ کے لشکر پر غالب آئی[1]۔ اور عظیم الشان کی فوج جو بطور ہراول تھی بکثرت قتل ہوئی اور اکثر

---

[1]۔ بہادر شاہ (شاہ عالم) ابتدائی زندگی میں اپنے نظریات کو ظاہر نہ کرتا تھا۔ اگرچہ اس کے اندر شیعیت کے اثرات تھے۔ مگر وہ ہندوستان کے عام مسلمانوں کی قوت کے سامنے اقتدار پر قبضہ کرنے سے پہلے شیعیت کا اظہار نہ کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اسے مشائخ سرہند سے بھی راہ و رسم تھی۔ جب ضرورت ہوتی ان سے امداد طلب کر لیتا تھا۔ اس جنگ میں بھی وہ حضرت قیوم رابع کی توجہ کا طالب ہوا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

بھاگ گئی۔ بہادر شاہ کے سارے سپاہی حیران و پریشان تھے۔ کیونکہ ان میں مقابلہ کی تاب نہ تھی ؎

چناں خواست کز خصم تابد عناں
رہائی دہد سینہ را از سناں

میدان جنگ میں حضرت خواجہ محمد زبیر کی توجہ:۔ قریب تھا کہ بہادر شاہ کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ اس نے ننگے سر ہو کر حضرت قیوم رابع کی طرف توجہ کی۔ اور اپنی فتح کے لئے مدد طلب کی

(بقیہ حاشیہ) اقتدار کی اس جنگ میں اعظم شاہ اور بہادر شاہ کے لشکر ٹکرائے اور یہ جنگ مغلیہ اقتدار کی مشہور جنگوں میں تصور ہوتی ہے ۱۰ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے مقام پر شاہ عالم بہادر شاہ اور شہزادہ اعظم شاہ کے لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ شاہ عالم بہادر شاہ نرم دل اور پڑھا لکھا آدمی تھا وہ جنگ سے اجتناب کرتا تھا۔ اور صلح وصفائی سے سلطنت کی تقسیم کرنا چاہتا تھا۔ مگر شہزادہ اعظم تلوار کے زور سے فیصلہ چاہتا تھا۔ اعظم شاہ بہادر اور جنگجو شاہزادہ تھا۔ اس کے زیر کمان بڑے بڑے جرنیل اور سپہ سالار تھے۔ مگر اس جنگ میں اس کے نامور جرنیل موت کی آغوش میں چلے گئے اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لشکر غالب آگیا۔

اعظم شاہ کے ایک امیر ذوالفقار خان نے جنگ کی صورت حال دیکھ کر اسے مشورہ دیا کہ میدان جنگ سے بھاگ چلیں اور کچھ عرصہ کے بعد اپنی قوت کو بحال کر کے مقابلہ کریں۔ مگر اعظم شاہ میدان جنگ میں ڈٹا رہا۔ ذوالفقار خان بچا کر گوالیار کی طرف نکل گیا۔ شہزادہ اعظم شاہ کے ساتھ صرف تین سو جانباز رہ گئے۔ اور یہ مختصر سی فوج بہادر شاہ کی فوج میں گھر گئی۔ اعظم شاہ آخری دم تک لڑتا رہا۔ زخمی ہو کر ہاتھی کے ہودے میں گر پڑا۔ بہادر شاہ کے ایک جرنیل رستم دل خان نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ ڈالا۔ بہادر شاہ فتح یاب ہوا۔ اعظم شاہ کا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے عالی تبار، بیدار بخت اور اس کا ایک پوتا گرفتار ہو گئے۔ ایک لڑکا بیدار بخت قتل ہو گیا۔ اور اس طرح مغلیہ تخت پر بہادر شاہ قابض ہو گیا (از تاریخ پنجاب)

www.maktabah.org

اسی وقت شمال کی طرف سے یعنی بہادر شاہ کے لشکر کی پیٹھ کے رُخ اور اعظم شاہ کے لشکر کے سامنے کے رُخ اس قسم کی آندھی اٹھی۔ کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ اور اعظم شاہ اور اس کی فوج کی آنکھوں اور کانوں میں اس قدر مٹی بھر گئی۔ کہ سب اندھے بہرے ہو گئے۔ آندھی آدمیوں کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکتی تھی۔ اور توپ و بندوق کے وار سبھی اعظم شاہ کے لشکر پر ہوتے تھے۔ اور اسی کی فوج ہلاک ہو رہی تھی۔ اس کی فوج میں تھلکہ عظیم مچ گیا۔ اور اکثر یوں ہی بھاگ گئے۔ لشکر کے پاؤں نہ جمے رہے۔ اعظم شاہ نے حمید الدین خان اور عنایت اللہ[1] خان سے پوچھا کہ اب

---

[1] عنایت اللہ خان کشمیر کے قاضی القضاۃ موسیٰ شہید کی اولاد سے تھا۔ موسیٰ شہید کو کشمیر کے آخری شیعہ بادشاہ یعقوب چک نے قتل کرایا تھا۔

عنایت اللہ خان حافظ مریم کا بیٹا تھا جو بعد اورنگ زیب عالمگیر شہزادی زیب النساء کی اتالیق تھی۔ عنایت اللہ خان کو محمد شاہ کے عہد میں کشمیر کا گورنر (ناظم) بنایا گیا تاکہ وہاں شیعہ سنی فساد کو فرو کرسکے مگر شادی خاں ایک سنی گمراہ عالم) نے فسادات کو اور ہوا دی۔ اس لئے عنایت اللہ واپس آگیا بعد میں نواب عبدالصمد دلیر جنگ (جس نے فرخ سیر کے عہد میں سکھوں کی شورش پر قابو پایا تھا) کو کشمیر کا ناظم بنایا گیا۔ چنانچہ ملا وید النبی شادی خاں شیعوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کے بیٹے شرف الدین نے فساد کو جاری رکھا چنانچہ عبدالصمد نے اسے قتل کر دیا۔ جوت پرکاش جو عبدالصمد کا منشی (سیکرٹری) تھا۔ اسرار صمدی میں لکھتا ہے کہ عبدالصمد شرف الدین کو لاہو اپنے ساتھ لے آیا تھا) عنایت اللہ خاں نے عالم گیر کے احکام پر مشتمل ایک کتاب کلمات طیبات کے نام سے لکھی۔ عنایت اللہ خان کو کشمیری "ینہ سوز" کے نام سے یاد کرتے ہیں "سوز" کشمیری زبان میں دیوار کو کہتے ہیں اور "ینہ" عنایت اللہ کا مخفف ہے۔ اس نے سری نگر میں حضرت مخدوم گنج بخش کے مقبرے کی دیوار بنوائی تھی اس لئے "ینہ سوز" کے نام مشہور رہا۔ دہلی میں فوت ہوا۔ وہیں دفن کیا گیا۔ (ماخوذ تاریخ کشمیر انگریزی بنام "کشیر" از صوفی غلام محی الدین ایم اے مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی)

www.maktabah.org

جو فتح و نصرت کی نسیم چل رہی تھی۔ یہ گرد و غبار رسوائی اور خرابی کا باعث کیوں ہوا۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ یہ وہی خاک ہے۔ جو تو نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کی بکھیر دی تھی۔ اسی بے ادبی کے سبب تیری سلطنت کو زوال آیا ہے۔ یہ آواز سن کر بہت سٹ پٹایا۔ لیکن بے سود ؎

ندارد پشیمانی آنگاہ سُود

اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اتنے میں اعظم شاہ کا بڑا بیٹا بیدار بخت جو اس کا ہراول تھا میدان جنگ میں مارا گیا۔ اُس کے مارے جانے سے اعظم شاہ نے حواس باختہ ہو کر کہا کہ میں بیدار بخت کے لئے سلطنت لیتا ہوں۔ اب میں بادشاہی لے کر کیا کروں گا۔ ہاتھی کی پیشانی پر مہاوت کے جگہ خود ہو آبیٹھا۔ اور کہا کہ معظم کو کہدو۔ کہ اب مجھ سے اکیلا جنگ کرے۔ کیونکہ شروع میں اس کی خواہش یہ تھی۔ جب اس کے بڑے بڑے امیر بھاگتے تو کہتا یہ بے شرم اسی لائق تھا۔ اتنے میں معز الدین اس کے مقابل ہوا۔ تو کہا دور ہو جا۔ میرا مقابلہ تیرے باپ سے ہے۔ لیکن معز الدین نے اُسے گولی مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک سپاہی نے اس کا سر قلم کر دیا جب اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے پاس لایا گیا۔ تو دیکھتے ہی غش کھا گیا جب ہوش میں آیا۔ تو پوچھنے لگا کہ میرے بھائی کو کس نے قتل کیا۔ اُس سپاہی نے کہا میں نے قتل کیا ہے۔ بہادر شاہ نے اس فدائی پر تیر کا ایسا وار کیا۔ کہ اس کی پشت سے پار ہو گیا۔ بعد ازاں اعظم شاہ کے دوسرے بیٹے کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے بیٹوں کے برابر رکھا۔

بہادر شاہ نے اس فتح کے شکرانہ میں تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں ارسال کئے

www.maktabah.org

اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں زرِ کثیر بطور ہدیہ بھیجا۔ اس فتح کے بعد بہادر شاہ نے دکن کا رخ کیا۔ سلطان عالمگیر نے اپنے چھوٹے بیٹے کام بخش کو حیدر آباد کا علاقہ دے رکھا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس نے بھی تخت پر بیٹھ کر اپنے نام کا سکّہ جاری کیا۔ یہ بات بہادر شاہ کو ناگوار گزری۔ اُسے دُور کرنا چاہا۔ چنانچہ منزلیں طے کر کے حیدر آباد کے قریب پہنچا۔ تو کام بخش نے کہلا بھیجا۔ کہ یہ علاقہ مجھے[۱] باپ نے دیا ہے۔ تم میرے ملک میں کیوں آئے ہو۔ بہادر شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم آکر مجھ سے ملاقات کرو۔ تاکہ میں بھی یہ علاقہ تمہارے ہی پاس رہنے دوں یا یہاں سے چلے جاؤ۔ میں بھی ہندوستان کی طرف جاتا ہوں۔ میرے چلے جانے کے بعد پھر شہر میں آجانا کام بخش نے یہ بات منظور

۱۔ شہزادہ کام بخش نے جو خط بہادر شاہ کو لکھا تھا وہ من وعن عبدالرسول مولف "نیرنگ زمانہ" نے نقل کیا ہے۔ عبدالرسول لاہور کا رہنے والا تھا۔ ۱۷۰۷ء میں اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ لاہور سے روانہ ہوا چاروں نے اپنی جائداد بیچ کر دارالسلطنت کی طرف سفر شروع کیا۔ بادشاہ (بہادر شاہ) اس وقت اکبر آباد میں تھا۔ عبدالرسول اجمیر پہنچا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ بھی اجمیر کی طرف آرہا ہے چنانچہ عبدالرسول اجمیر سے روانہ ہو کر برہان پور میں بادشاہ کے کیمپ میں پہنچا وہاں کسی مدد اور سفارش سے بادشاہ نے اُسے دو صدی کا منصب دیا اجمیر میں کام بخش کی بغاوت کی خبر پہنچی تو بادشاہ اجمیر سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ عبدالرسول بھی اس سارے سفر میں ہمراہ تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے سفر کے حالات "نیرنگ زمانہ" کے نام سے لکھے ہیں۔ جس میں کام بخش اور بہادر شاہ کی لڑائی کا خیال بھی لکھا ہے۔

(رضی شیرازی علی پوری)

"نیرنگ زمانہ" کا ایک نسخہ پنجاب ادبی اکادمی میں ہے اغلباً وہ والا نسخہ ہے۔ جو مولف کا تحریر کردہ ہے (رضی شیرازی)

www.maktabah.org

نہ کی۔ بلکہ لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور شہر سے نکل کر بھائی کے بہت سے لشکر کو قتل کر ڈالا۔ لیکن اتنے میں کام بخش کے تمام امراء میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ اور خود بھی زخموں کی کثرت سے بیہوش ہو گیا۔

کہتے ہیں عین جنگ میں بہادر شاہ کے ایک لڑکے نے اُس کے سامنے ہو کر کہا۔ چچا صاحب آپ نے کیوں اپنے آپ کو اس تکلیف میں ڈالا۔ آؤ تمہیں بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ کام بخش نے کہا کہ تم بھی باپ کے بعد ایسا ہی کرو گے جیسا اب کہہ رہے ہو۔ جب مارے زخموں کے بالکل بیہوش ہو گیا۔ تو بہادر شاہ کے لڑکے اُسے اُٹھا کر باپ کے پاس لے گئے۔ اس نے اُس کی خوب خبر گیری کی۔ جلدی اُس کے زخموں کو سلوایا۔ اور حکماً تاکید کی۔ کہ اس کا جلدی علاج کرو۔ انہوں نے کہا ایک ہفتے تک زخم درست ہو جائیں گے۔ جب کام بخش کو قدرے ہوش آیا تو بہادر شاہ نے اسے کہا میں تو یہ نہیں چاہتا کہ تمہاری یہ حالت ہوتی۔ کام بخش نے کہا میں تیرا منہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ لبعد ازاں اپنے ہاتھوں سے زخموں کے ٹانکے اُدھیڑ دیئے اور کسی کو اپنا علاج نہ کرنے دیا۔ دو تین دن بعد مر گیا۔[ع۱] بادشاہ

ع۱:۔ شہزادہ کام بخش اور شہزادہ معظم کی فوجوں میں برہان پور کے میدان میں فیصلہ کن جنگ ہوئی اس جنگ میں کام بخش کے بڑے بڑے سپہ سالار کام آئے فوج کے حوصلے پست ہو گئے اس کے دربار کے امراء اندرون خانہ شہزادہ معظم کے طرفدار تھے۔ اور خفیہ طور پر اسی کی حکمت عملی سے کام کر رہے تھے شہزادہ کام بخش تو میدانِ جنگ میں زخمی ہو گیا مگر اس کا بیٹا محی السنہ میدان جنگ میں مارا گیا جس کے لئے اسے شدید صدمہ ہوا۔ اسی طرح اس کا دوسرا بیٹا فیروز مند بھی زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔

مغل اقتدار کی اس جنگ میں مغلیہ فوج کے سینکڑوں سپہ سالار۔ جنگ جو۔ نامور جرنیل اور اربابِ دانش مارے گئے۔ اور مغلوں کی فوجی طاقت کمزور ہو گئی۔ اس کمزوری سے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

کو اُس کے مرنے کا نہایت قلق ہوا۔ اور اُس کی اولاد کی بہت عزت کی۔ بہادر شاہ کا یہ خاصہ تھا۔ کہ بھائیوں کے بیٹوں سے جو اس کی جان و مال اور ملک کے مُدعی تھے۔ رہا کر کے بیٹوں کی طرح سلوک کرتا۔ کسی بادشاہ نے اپنے بھتیجوں سے ایسا سلوک نہیں کیا۔ بہادر شاہ نہایت حلیم خلیق اور عالی ہمت تھا۔ چنانچہ اپنے عہد سلطنت میں بے شمار سخاوت و بخشش کی وہ اپنے وقت کا خود جید عالم تھا۔ چنانچہ دس ہزار حدیثیں معہ شانِ نزول اُسے حفظ تھیں۔ مذاکرہ میں کوئی عالم اُس کا لگا نہ کھاتا تھا۔ اور اس سے علمی گفتگو میں جیت نہ سکتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ لاہور سے سرہند جاتے ہیں

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے لاہور میں رہنا اختیار کیا تو وہاں کے باشندے صبح و شام آنحضرت کی خدمت میں رہنے لگے اور آنجناب کے حلقہ میں مجمع عظیم ہونے لگا۔ اس علاقے کے ہزارہا آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے۔ اور ان میں سے اکثروں نے عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ اور وہ فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ ان میں سے بہتوں کو آنحضرت نے خلافت بھی عنایت فرمائی۔

(بقیہ حاشیہ) اٹھا کر دکن میں مرہٹے بنگال میں انگریز۔ شمالی ہندوستان میں راجپوت اور پنجاب میں سکھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد بندہ بیراگی نے سکھ قوت کو جمع کر کے پنجاب میں مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ مظفر گڑھ۔ کرنال۔ ساڈھورہ۔ شاہ آباد سہارن پور اور سرہند کے علاقوں کو روند ڈالا۔

(تاریخ پنجاب)

www.maktabah.org

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر یوسف حضرت مجدّد الف ثانی کے مکتوبات شریف آپ رضی اللہ عنہ سے پڑھا کرتا تھا۔ لیکن ذہنی طور پر نہایت غبی تھا۔ آسان سے آسان کتاب کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ مکتوبات شریف وہ کتاب ہے۔ کہ فہیم و زکی بھی انہیں کما حقہٗ نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے میر صاحب کو وہ جودت و ذکاوت طبع نصیب ہوئی کہ مکتوبات کے تمام غوامض و حقائق بخوبی سمجھنے لگا۔ یہی میر یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مکتوبات میں بیان کردہ ہر ایک معرفت پروردگار کی جو تشریح کرتے اُس کا القا اپنی توجہ باطنی سے میرے باطن میں کر دیتے۔ اور وہ معرفت میں اپنے باپ میں پاتا۔ میں نے مکتوبات شریف کی تینوں جلدیں آنحضرت سے سبقاً سبقاً پڑھیں۔

انہیں دنوں مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد عزیز مریض ہوئے۔ مرض غالب آتا گیا۔ آنحضرت کو اس نونہال کا بڑا خیال تھا۔ ایک روز جب آنحضرت شالامار باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو عصر کے بعد مجلس سکوت (مراقبہ) کی مجلس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ عنایت کی اور فرمایا کہ تم میرے نائب ہو پروردگار نے تمہیں تمام اولیائے اُمت کے کمالات مرحمت فرمائے ہیں۔ اور تمہیں اہل جہان کا مرجع و مآب بنایا ہے۔ تمہارے ارشاد کا وقت اب قریب ہے۔ اب سرہند جاؤ۔ پھر جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے مقرر کیا ہے۔ ہو گا۔ اور تمہارے فرزند ارجمند محمد عزیز کو بھی صحت ہو گئی ہے۔

جب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ تو وہ دودمان قیومیت کا خلاصہ اور خاندان قطبیت کا برگزیدہ بالکل تندرست تھا۔ بعد ازاں حضرت

www.maktabah.org

خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے خلیفہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عنایت کر کے لاہور کے تمام مریدوں کی تربیت اس کے سپرد کر دی۔ اور خود یاروں سمیت سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سرہند کے تمام باشندے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے باہر آئے۔ آنحضرت سرہند پہنچ کر قیوم ثلاثہ کے مزارات کی زیارت کر کے دولت خانہ میں تشریف فرما ہوئے۔

اِن دنوں آنحضرت اکثر خلوت میں معشوق حقیقی سے مشغول رہتے۔ صرف پانچ وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ یا کبھی باغ کی سیر کو جاتے سرہند کے لوگ اپنی بدبختی کے باعث آنحضرت کے معتقد نہ ہوئے۔

اسی اثناء میں قوم اعز کا سردار اعز خان حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ مجھ (مصنف) سے صوفی فرہاد نے اعز خان کی زبانی بیان کیا۔ کہ میرے مُرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں شروع سے بزرگوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اُن سے دُعا توجہ کے لئے التماس کیا کرتا تھا۔ اُن میں سے ایک نے مجھے یہی کہا تھا۔ کہ تم قیوم زماں قطب الاقطاب کے مرید ہو گئے اور اس بزرگ کی علامتیں بھی مجھے بتا رکھی تھیں۔ بعد ازاں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل بزرگ خدا کھڑا ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہاں منوّر ہے۔ اور ایک شخص کہتا ہے۔ کہ یہ مرد خدا قطب الاقطاب ہے۔ اور سرہند کا رہنے والا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں سرہند آیا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کی۔ تو وہی شکل وصورت جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور جو علامات بزرگوں نے مجھے بتائی تھیں۔ موجود تھیں۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرہند میں اور بھی شیخ ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میرا مصمم ارادہ جناب کی خدمت میں مُرید

www.maktabah.org

ہونے کا ہے۔ پھر آنحضرتؓ نے فرمایا۔ کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ میں نے دوسرے مشائخ کی قدم بوسی کی۔ تو سب کو کامل و مکمل پایا۔ لیکن میرا اعتقاد حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر جما ہوا تھا۔ پھر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اَب کی مرتبہ بھی آنحضرت نے یہی فرمایا۔ کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ اس طرح تین روز دوسرے مشائخ کے پاس جاتا رہا۔ آخر چوتھے روز لوگوں نے میری سفارش کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے مُرید کیا۔ آنحضرتؓ کی صحبت میں مَیں نے دیکھا جو دیکھا۔

اعز خان نہایت قابل بلکہ اپنے وقت کا بے نظیر شخص ہے۔ چاروں زبانوں عربی، فارسی، ترکی، ہندی میں خوب شعر کہتا ہے۔ اس قابلیت کے علاوہ اور لیاقتیں بھی اس میں موجود ہیں۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ اُسے خسرو وقت فرمایا کرتے تھے۔ اس نے ایک کتاب خواجگان اور حضرات قیوم رابع کے حالات میں لکھی ہے۔ واقعی اُس کتاب میں اس نے عجیب و غریب حقائق درج کئے ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جناب الٰہی سے حضرت سلطان الاولیاء کا خطاب ملا

ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ عنہ نے فجر کے حلقہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں مَیں نے دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے یاقوت سُرخ کا ایک تخت لائے ہیں۔ اور مجھے کہتے ہیں۔ کہ اس تخت پر بیٹھ جاؤ۔ یہ حق تعالےٰ نے آپ کے واسطے بھیجا ہے۔ تمام اولیاء کی سلطنت آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ میں امر الٰہی کے بموجب اس تخت پر بیٹھا

www.maktabah.org

اس تخت کے گرد و نواح ہزار ہا اولیاء دست بستہ میرے سامنے کھڑے ہیں ایک شخص منادی کرتا ہے۔ کہ پروردگار نے شیخ محمد زبیر کو تمام اولیاء کا اسے بادشاہ بنایا ہے۔ اے بندگانِ خدا! اس کی اطاعت کرو۔ اسی اثناء میں جنابِ الٰہی سے الہام ہوا۔ کہ تو تمام اولیاء کا بادشاہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے مبارکباد دی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ فضل عظیم ہے۔

شیخ عادل حضرت خواجہ زبیر رضی اللہ عنہ کی ارادت میں:۔ اسی سال ایک صالح مرد شیخ عادل نام حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ آپ خدا طلبی کے لئے گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھرتے تھے لیکن کہیں سے مطلب حاصل نہ ہوتا تھا۔ اچانک آپ نے سُنا کہ دکن کے علاقے میں ایک بزرگ صاحب معنی رہتا ہے۔ آپ منزلیں طے کر کے شہر اورنگ آباد (دکن) میں پہنچے۔ اور اس بزرگ کی زیارت کی۔ جو یادِ الٰہی میں مستغرق تھا۔ آپ نے اس سے اپنے مطلب کا اظہار کیا۔ اُس نے کہا میں تو ایک چھوٹی ندی ہوں۔ تمہیں ایک بحرِ زخار کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ یعنی حضرت شیخ محمد زبیر جو اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں اور موجودہ تمام اولیاء اُن سے فیض و برکات حاصل کرنے کے لئے منتظر ہیں۔ اُن سے جا کر فیض حاصل کرو۔ ان کی ایک ہی توجہ سے تم سیراب ہو جاؤ گے اور تمہارا سارا مطلب حاصل ہو جائے گا۔ جلد ہی جا کر سرمدی دولت اور ابدی سعادت حاصل کرو سہ

زما خوشدلی دریاب دریاب
کہ دائم در صدف گوہر نباشد

www.maktabah.org

آپ نے یہ فرحت اثر خبر سُن کر خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ میں خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں۔ کہ ہم شیخ محمد زبیر کی زیارت کے لئے آسمان سے اُترے ہیں۔ کیونکہ پروردگار کا حکم یوں ہی ہے جو شخص کامل اعتقاد سے شیخ محمد زبیر کی زیارت کرے گا۔ اس کے سارے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور قیامت کے دن بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ اور اس بندے پر اللہ تعالےٰ کی نظرِ عنایت ہوگی۔ آپ یہ خواب دیکھ کر جلدی اس قبلہ دین و دُنیا کی سعادت ملازمت حاصل کرکے مُرید ہوئے۔ اور آنجناب کے خلفائے عظام میں شمار ہونے لگے اور مرتے دم تک اپنے پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں رہے۔

اسی سال بدخشاں

بدخشاں کے ہزاروں لوگ حلقہ ارادت میں آئے۔

کے بہت سے باشندے حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُن کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ بدخشاں کے دارالخلافہ فیض آباد سے ایک قافلہ بلخ کو جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک رات قافلہ سالار معہ چند آدمیوں کے قافلہ کے باہر سیر کے لئے آیا۔ تو اُس نے ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت سے نورانی لوگ جمع ہیں۔ اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں اتنے میں ایک شخص نے آواز دی۔ کہ قطبِ وقت شیخ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ آواز سُنتے ہی تمام لوگ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے اور دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے آواز دی کہ خراسان کا قطبِ وقت فوت ہو گیا ہے اس کی بجائے کسی اور کو مقرر کرنا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر نے اُن میں سے ایک کو خلعت قطبیت

www.maktabah.org

پہنا کر لوگوں کو رخصت کیا۔ اور جدھر سے آئے تھے چلے گئے۔ قافلہ سالار نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ ایک نے کہا یہ بزرگ قطب زمانہ ہیں۔ اور سرہند میں رہتے ہیں وہ قافلہ سالار بہت لوگوں سمیت سرہند آیا۔ اور حاضرِ خدمت ہو کر آنجناب کا مرید ہوا۔

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ

ناقدر شناسی سے اہل سرہند پر عذاب الٰہی

حضرات مشائخ سرہند کے اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ قیوم زمانہ و امام یگانہ۔ مجدد دوران قطب زمان۔ جو جہان اور اہلِ جہاں کے مرجع اور اہلِ عالم کی جائے بازگشت ہیں یعنی حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ؎

کارِ جہاں بسر نرود بے رضائے او
در دستِ اوست بُختیئے نہ چرخ را مہار

کئی سال تک دارالارشاد سرہند میں ناکندۂ ناتراش لوگوں کے ارشاد اور بدکردار افراد کی رہنمائی کے لئے مسند قیومیّت پر جو بمنزلہ وزارت بارگاہ الٰہی ہے اور مسند قطبیت پر جو اہلِ ولایت کی امارت ہے۔ جلوس فرما رہے۔ اور اپنے باطن سے جو جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجّہ ہے اپنے ہمعصروں کو فیض پہنچاتے رہے۔ لیکن شہر کے آدمی اپنی بدبختی اور کم نصیبی کی وجہ سے اس والئے ولائیت کے معتقد نہ ہوئے۔ اور آپ کے ارشادات کی کوئی قدر نہ کی۔ بلکہ اس صاحب شریعت کی اہانت اور ذلّت کے درپے ہوئے۔ اور آپ کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں بنتے رہے مگر ؎

www.maktabah.org

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ریاض شریعت کے انجمن آرا اور بزم معرفت کے نکتہ پیرا۔ خورشید خصلت بدر منیر۔ روشن ضمیر یگانہ کارخانہ تقدیر، سلیمان سریر۔ سکندر تدبیر۔ اسرار آگاہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ؎

سلطانِ خلافتش وظیفہ
بر تختِ خلیفہ بن خلیفہ
در وہم نیائد از سترگی
در عقل نگنجد از بزرگی
ظلمت ز صفائی گوہرے دور
سیراب دلش چو چشمۂ نور
مہتاب گلے ز نور رشتہ
از چشمۂ آفتاب رستہ
نورش ز کرانہ تا کرانہ !!
افروختہ شمع جاودانہ
شانش ہمہ شان بے نشان است
او با حق و حق با دچہ شان است
زیں پیش زار وکس نشانہ
کو چرخ نیاز بر زمانہ

کج طبع اہل ہوس اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنے والے لالچیوں کے منحرف ہو جانے سے جو وادی ضلالت وگمراہی کے سرگرداں۔ اور ظلمت ناکامی کے جنگل کو طے کرنے والے میدانِ نارسائی کے حیران نابینائی کے

www.maktabah.org

کوچہ کے نارسا تھے۔ ان کی حرکات سے کبھی کبھی حضرت کے خاطرِ عاطر پر ملال آتا۔ لیکن صبر و تحمل کو کام فرماتے ؎

صبوری ضروری ست وے دردِ دل را
بغیر از صبوری دوائے نباشد

مشیّتِ ازلی اور ارادۂ لم یزلی پر توقع و توکل کیئے بسا اوقات تنہائی اور گوشۂ نشینی میں یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر ریاضتہائے شاقہ میں زندگی بسر کرتے لیکن ذاتی تجلّیات اور صفائیٔ انوار کے مشاہدہ سے جو عارف باللہ کی خوراک اور سیر عن اللہ کا ثمرہ ہے۔ خوش و خُرّم رہتے ؎

عارفاں را قوّتِ ذکر و فکرِ حق
نیست پیشِ عارف اِلاّ فکر حق

چنانچہ اِس صادقِ اقوال صاحب پر کمال نے کئی سال اسی حالت میں بسر کر دیئے۔ عام محفلوں اور مجلسوں میں تشریف نہ لے جاتے۔ چونکہ عادت سبحانی اور سُنّتِ رحمانی یہ ہے۔ کہ پہلے اپنے دوستوں کو ابتلا میں مبتلا کرتا ہے۔ اور پھر عیش و نشاط کی بلندی پر پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ رضا اختیار کرنی چاہیٔ اور سرِ تسلیم جھکانا چاہیئے۔ جب اس فرخندہ فال کی جلالی تربیت رو بزوال ہوئی۔ تو پرورش جمالی کے ہلال نے چہرہ دکھلایا۔ آپ چونکہ جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم کے نائب مناب۔ اُولُ العزم اور قائم مقام تھے۔ اس لئے حق سُبحانہٗ تعالےٰ نے انبیاء کی سُنّت سنیہ اور رسلوں کا طریقہ مسنونہ اس وارث اکمل پر بھی برتا۔ کیونکہ گذشتہ زمانوں سے یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ جتنے شخص زیورِ نبوّت سے آراستہ اور لباس رسالت سے پیراستہ ہو کر کسی قوم کی رہبری کے لئے مقرر ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ

www.maktabah.org

پسندیدہ افعال اور برگزیدہ خصال اس واحد حقیقی کی واحدانیت اور اس حقائق تحقیقی کی ہدایت کرتے آئے ہیں۔ اور اپنی رسالت کی اطلاع دیتے آئے ہیں لیکن وادیٔ کفر و ضلالت کے گمراہ۔ کوچہ شرک و ندامت کے مقیم۔ اُن کی نصائح ارجمند اور پند ہائے سُود مند کو گوش ہوش سے نہیں سُنا کرتے تھے۔ بلکہ وہ اوباش بدمعاش قوم اپنے مرسل کے قتل و ایذا کے درپے رہے۔ مگر وہ انبیائے مقبول علیہم السّلام اس زمانہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے مامور ہو کر نیک لوگوں کی ہمسائیگی میں رہتے آئے ہیں۔ بعد ازاں وہ قوم شوم قہر قہاری اور جبر جباری میں گرفتار ہوتی آئی ہے۔ اور طرح طرح کے رنج و مصائب اور سختی و مصیبت میں مبتلا ہوتی رہی ایسے لوگوں کی حالت پر سخت افسوس ہے۔

علیٰ ہذا القیاس وہ خیر الناس (قیوم رابع) کارساز غریب نواز کی جناب منتطاب سے شہر کی تخریب تعذیب اور بدکردار لوگوں کی آوارگی اور اضطرار کے بارہ میں ملہم ہوئے۔ ساتھ ہی سرہند کے مفصّلات و مضافات بھی قہرِ الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ قریب ہے۔ کہ یہ نالائق دیو سیرت اور گنہگار وحوش خصلت اپنے اعمال شنیعہ و افعال قبیحہ کی سزا پائیں۔ عہ بلکہ گیہوں کے ساتھ گھُن بھی پستا ہے

عہ: مغل حکمرانوں کی عیاشیوں نے جہاں سیاسی استحکام ختم کر دیا تھا۔ وہاں معاشرتی زندگی کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ لوگ اللہ کو بھول کر شیطان کے بندے بن گئے تھے۔ محمد شاہ اور احمد شاہ کی رنگینیوں کو دیکھ کر امرائے سلطنت اور ان کے حاشیہ نشین عیاشی اور بدکرداری کے خوگر ہو چکے تھے۔ دہلی کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بھی ناؤ نوش کی محفلیں سجتیں۔ زنا کے بازار گرم ہوتے۔ شرفا کی پگڑیاں اچھلتیں اور بدکردار لوگ دندناتے پھرتے۔ سرہند بھی ایسے لوگوں کی لپیٹ میں تھا۔ فسق و فجور کی ساری غلاظتیں اس مقدس شہر (باقی اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

یعنی نیک لوگ جو اُن کے گردو نواح اور پاس پڑوس میں رہتے ہیں وہ بھی خرابی ورسوائی میں مبتلا ہوں گے ؎

تریاق زہر است مرا یہ سر زباں
آں را بدوستاں وہم ایں را بدشمناں

امام ربانی محبوبِ صمدانی حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے آفت ناگہانی ومزاحمت آسمانی سے جو بلائے پنہانی وآفتِ جانی اور مایۂ پریشانی وحیرانی

کے گلی کوچہ کو متعفن کر رہی تھیں یہ شہر سکھوں کی یلغاروں کے صدمات اٹھانے کے بعد ابھی تک حضرات مجددیہ کی ارشاد گاہ تھا۔ مگر اب حالات اتنے دگرگوں ہو گئے تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم وقت کا انتباہ بھی سرہند والوں پر اثر انداز نہ ہوتا تھا۔ ملکی معاشرت کے ساتھ ساتھ سرہند کی معاشرت پر بھی بُرے اثرات مرتب ہوئے یہاں اگرچہ مساجد تھیں۔ مدرسے تھے۔ خانقاہیں تھیں۔ صوفیوں کی بارگاہیں تھیں۔ مگر شراب خانے قمار بازی کے اڈے۔ طوائفوں کی محفلیں اور رندوں کے ہنگامے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ منشی فیاض الدین نے اپنی کتاب بزم آخر میں ان حالات کا نقشہ کھینچا ہے جن سے مسلم معاشرہ متاثر تھا۔ لوگ صرف آسائش وعیش کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ رات دن عیش میں گذارتے کبھی تورے بندی۔ کبھی رنجلہ کبھی نوروز۔ کبھی خواجہ صاحب کی چھڑیاں۔ کبھی سلونو، کبھی پھول والوں کی سیر غرضیکہ انسان اس لہو ولعب کے خوگر ہو کر رہ گئے تھے" نظر از ملاحظہ محسوسات زنگار رنگ دست و پا گم کند" "رقص امار دخوش رو قیامت آباد" ریشمی کپڑوں جواہرات عطریات کی دکانیں سجی رہتیں جہاں عیش وعشرت کے دلدادہ اپنی معشوقاؤں کی فرمائشیں پوری کرتے۔ عیش ونشاط کے ہنگامے۔ شہوت پرستوں کی محفلیں۔ شوقین مزاج۔ تماشہ بین عورتوں کے جھمگٹے تھے۔ محمد شاہ رنگیلے کے ایک امیر کسل سنگھ نے ایک محلہ سرپوری آباد کیا۔ جہاں فاحشہ عورتیں اور بازاری عصمت فروشوں کو خصوصی طور پر بسایا گیا۔ اس بستی میں محتسب کے داخلے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

تھی۔ سرہند کے باشندوں کو پُورے طور پر آگاہ کیا۔ لیکن لوگ اپنی جہالت و خود پرستی کی وجہ سے آپ کی آگاہی کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور آپ کی مفید وعظ و نصیحت اِس قوم مدہوش کے کانوں میں اثر نہ کر سکی۔ بلکہ یہ لوگ غرور و تکبر کی شراب کے نشہ میں بدمست رہ کر الٹی ہنسی اڑاتے ؎

ترسم ایں قوم کہ بر دُرد کشاں مے خندد

در سر کار خرابات کنند ایماں را

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے "مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ" "بر رسولاں بلاغ باشد و بس" پر عمل کر کے ان لوگوں کی کج طبعی اور بدطینتی کو اپنی خاطر عاطر سے دُور کر دیا ؎

(بقیہ حاشیہ ملاحظہ فرمائیں) پر پابندی تھی۔ نیک صورت کو داخلے کی اجازت نہ تھی۔ ہر طرف چنگ و رباب کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ان حالات میں مسجدوں کی رونقیں دن بدن ختم ہوتی جارہی تھیں خانقاہیں اجڑنے لگی تھیں۔ مدرسے بند ہو گئے تھے۔ دہلی میں "مسجد اکبر آبادی" کو تالے لگا دیئے گئے۔ مدرسہ رحیمیہ (جہاں سے شاہ ولی اللہی کے علم و فضل کے چشمے پھوٹے تھے) پر ہندوؤں کا قبضہ تھا۔ اہل علم و فضل ایک ایک کر کے ہجرت کر رہے تھے۔ علمی ذخیرے تباہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان حالات میں قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ نے اہل سرہند کو بار بار للکارا۔ مگر جب ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تو اللہ کے اس فیصلے کا اعلان کیا۔ آپ نے جو دیر گیر دسخت گیر د مرترا۔ بن کر بندوں پر نافذ ہوتا ہے۔ آپ نے سرہند چھوڑا۔ دہلی چھوڑی اور افغانستان چلے گئے۔ اور تاریخ نے شہادت دی کہ ان بدکرداریوں کی جزا قیامت بن کر دہلی اور پنجاب پر ٹوٹی۔

---

www.maktabah.org

آئین اوست سینہ چو آئینہ داشتن
کفر است در طریقت او کینہ داشتن

پہلے تو کما حقّہٗ انہیں سمجھایا۔ لیکن یہ جب اُن کے کان پر جُوں بھی نہ چلی تو آخر زبان ندرت بیان پر مہر سکوت و خاموشی لگائی۔

بجوش بے دماغی عندلیبی ہمزباں خواہم
کہ باشد سایۂ مژگانِ خواب آلودہ منقارش

اس حکیم وقت کے ارادے کا بلند پروانہ شاہباز قریب پرواز تھا بعض عقلمندوں اور داناؤں مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ نے جو فریدِ وقت۔ جنید عہد شبلی زمانہ تھے۔ اور جن کی رائے زریں صورت نما اور مصلحت مُشکلکشاء تھی باہم جمع ہو کر اس بارے میں پورا غور و خوض کیا۔ اور حیران ہو کر کہا کہ اس سبب سے نیک اور صادق جوان کے الہام و مکاشفہ کے احکام بالکل ٹھیک اور پکے معلوم ہوتے ہیں ؎

نمے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم
کہ گفتارِ قلم باشد ز رفتارِ قلم پیدا

اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ پردۂ غیب سے عرصہ شہود پر کیا کچھ جلوہ گر ہوتا ہے اور غیب کی دلہن لاریبی شادرواں سے کس غمزے سے پیش آتی ہے۔ بہتر اور مناسب تو یہی ہے کہ اس دانائے کمالات نبوّت کی موافقت سے ہم بھی وطنِ مالوفہ اور مولد معلومہ سرہند کو ترک کر کے اس بلائے بیکراں اور آفت آسمانی سے رہائی پائیں۔

شیخ عبدالاحد کو سرہند کے حالات سے آگاہی:۔ میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں

www.maktabah.org

ایک رات شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تو مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں چلا جاؤں تاکہ آنے والی مصیبت سے بچ جاؤں چونکہ مجھ پر کشف ہوا ہے۔ کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے اس واسطے لوگوں کو یہ شہر چھوڑ جانا چاہیئے۔ تاکہ بلائے ناگہانی سے بچ جائیں جب اس بلائے ناگہانی کا مقررہ وقت آ پہنچا۔ کیونکہ ہر ایک کے لئے مقررہ وقت ہوتا ہے۔ تو حضرت قیوم رابع معہ توابع شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے ؂

حضرت دہلی کنف دین و داد
جنت عدن است کہ آباد باد

اس جگہ کی زیب و زینت آنجناب کے قدم میمنت لزوم سے ایک سے لاکھ گنا ہو گئی ؂

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

شیخ عبدالاحدؒ نے مصیبت پر مسافرت کو ترجیح دی اور وطن مالوفہ سرہند کو ترک کر دیا۔ ع

کہ مقبول را رد نباشد سخن

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کی دارالخلافت شاہجہان آباد میں تشریف آوری

جب حضرت سلطان الاولیاء شہر سرہند سے لوگوں کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ناراض ہو کر معہ تمام توابع و لواحق شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے

www.maktabah.org

راہ میں جس جس گاؤں اور شہر سے گزر ہوتا وہاں کے باشندے آپ کے استقبال کے لئے آتے۔ اور آنجناب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ پیر کے روز ۱۵ رجب کو شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے لئے باہر نکل آئے۔ پہلے آنجناب کا گزر اس مکان پر ہوا۔ جو شہر کے کنارے پر تھا وہاں پر مُدّت مدید سے ایک مسجد ویران پڑی تھی۔ اس مسجد کے صحن میں قد آدم گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اکثر اوقات چور اس مسجد میں پناہ لیتے۔ اور گائیں بھینیں اس مسجد میں چرتیں چلی آتیں۔ اُن کے گوبر سے وہ مسجد آلودہ تھی۔ اس مسجد کے گرد و نواح میں سنگین احاطے تھے۔ جن میں عمارتیں تو تھیں لیکن رہنے کے قابل نہ تھیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم تو یہیں رہتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ جگہ تو رہنے کے قابل نہیں۔ شہر کے اندر چل کر ہمارے مکانوں میں اقامت فرمایئے گا۔ عین عنایت ہوگی۔ ہر ایک نے اپنا اپنا مقام رہائش کے لئے پیش کیا۔ مگر آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ مقررہ مقام پر بیٹھنے کے لئے مامور تھی۔ تو ہم بھی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں۔ یہ فرماتے ہی آنجناب کی اسواری اسی مقام پر خود بخود ٹھہر گئی آگے قدم اٹھانے کی مجال نہ رہی۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ ہمارا مقام یہی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جو کچھ خاطر مبارک میں آیا ہے۔ وہی کرنا۔ لیکن اب شہر میں چل کر اتریں۔ اتنے میں یہ جگہ درست ہو جائے گی۔ پھر یہاں تشریف لے آئیں۔ یہ بات آنجناب نے منظور فرمائی۔ اور شہر میں جا کر ایک عالی شان محل میں رہائش اختیار کی۔ وہ احاطہ جو مسجد کے ارد گرد تھا۔ ایک بیوہ عورت کا تھا۔ جو آنحضرت کی مُریدہ تھی۔ اُس نے اُن مکانات کو آنحضرت کی نذر کیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے پہلے مسجد کو خس و خاشاک سے صاف کرایا۔ شکست و ریخت کی مرمت کرائی۔ مسجد جو تعمیر

www.maktabah.org

طلب بھی تعمیر کرائی۔ ہفتہ کے روز ۵ شعبان کو حضرت سلطان الاولیاء ان عمارات میں داخل ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آنحضرت کے ساتھ وہیں رہائش اختیار کی آپ کے وہاں رہنے سے کئی ہزار خانہ دار مغل بھی وہاں رہنے سہنے لگے۔ اور ہزاروں گھر وہاں تعمیر ہو گئے۔ آج کل وہ جگہ آنحضرت کے قدم مبارک کی برکت سے عین شاہجہان آباد کا مرکز ہے۔ اور جو رونق وہاں ہے کسی اور جگہ نہیں۔ بڑے بڑے مغل امیر وہاں رہتے ہیں۔ سارا شاہجہان آباد آنجناب کی برکت سے نہایت آباد اور پُر رونق ہو گیا ہے۔ کیونکہ بادشاہ چالیس سال سے شاہجہان آباد میں داخل نہ ہوا تھا۔ جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے بھی آکر وہیں سکونت اختیار کی۔ اب تک بادشاہوں کا دار الخلافہ شاہجہان آباد ہی چلا آتا ہے۔ جب اُن عمارتوں کی مالکہ فوت ہو گئی۔ تو آپ نے اس کے وارثوں کو بہت سا روپیہ دے کر بیع کر الیا۔ اُن کے علاوہ اور عمارتیں بھی خریدیں۔

اسی سال دوسرے مخدوم زادہ والا گہر پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے پہلے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ان دنوں تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جو نہایت صاحب کمال ہو گا۔ اور قرب الٰہی کا انتہائی درجہ حاصل کریگا۔ اس کا نام عبد القادر رکھنا۔ جب مخدوم زادہ پیدا ہوئے۔ تو آنحضرت نے حسب الامر "شیخ الجن والانس عبد القادر نام مقرر کیا"۔ آنجناب نے اس مولود مسعود کی بہت کچھ تعریف کی واقعی آج کل یہ مخدوم زادہ حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کو روشن کرنے والے اور آنحضرت کے قائم مقام اور نائب مناب ہیں۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے

www.maktabah.org

پوتے حضرت شیخ محمد ہادیؒ جو تربیت باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور میرے (مصنف) کے جدِ امجد تھے۔ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت قیوم ثانی کے روضۂ مبارک میں جنوبی دروازہ کی طرف مرقد مبارک کی پائنتی میں مدفون ہوئے۔

بہادر شاہ نے علماءِ کرام کو خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا حکم نافذ کر دیا

جب شہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کو ملک میں فتح عظیم نصیب ہوئی تو غرور و تکبر سے اترانے لگا۔ بعض بُرے ارادے اس کے دل میں پیدا ہونے لگے وہ دین متین میں کوئی ایسا نیا طریقہ نکالنے کا حامی تھا جو کسی گذشتہ بادشاہ نے نہ کیا ہو۔ اور لوگ اس مصنوعی طریقہ میں اسے مقتدائے دین تسلیم کریں۔ یہ بادشاہ خود بھی بڑا جید عالم تھا اسے بارہ ہزار حدیثیں منعہ شانِ نزول حفظ تھیں۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ شریعت میں کوئی ایسی اختراع کرے۔ جو قیامت تک اس کی یادگار رہے چنانچہ اس نے علماء کو بُلا کر کہا کہ حدیث نبویؐ میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ کو وصی کہا گیا ہے۔ اس لئے خطبہ میں علی الوصی کہنا چاہیئے۔ اور قرآن مجید کو بہ ترتیب نزول از سرِ نو مرتب کیا جائے۔ یعنی بجائے الحمد کے شروع میں الف لام میم سورۂ اقراء جو تمام سورتوں سے پہلے نازل ہوئی۔ پہلے درج کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں وہ آیات اور سورتیں جس ترتیب سے نازل ہوئیں۔ اسی ترتیب سے مرتب کرنا چاہیئے۔ علماء نے اسے کہا۔ کہ اس سے پیشتر آپ سے بہتر علمائے مجتہدین گزرے ہیں۔ جو علم و تقویٰ انہیں حاصل تھا۔ وہ آپ میں نہیں وہ علماء بہ سبب قربِ عہد

www.maktabah.org

نبوت جو علم و عرفاں انہیں حاصل تھا۔ آپ کو حاصل نہیں۔ پس جو کچھ حق اور صدق تھا۔ اُنہوں نے مقرر کر دیا ہے۔ جس نے ان اکابر دین کی مخالفت کی اُس نے اپنے دین و ایمان کو ضائع کیا۔ آپ کیوں ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

پھر آج سے پیشتر بہت سے لوگ از روے شوکت و حشمت اور جاہ و جلال اور زور و قوت کے آپ سے زیادہ بہتر ہو گزرے ہیں۔ کیا وہ دین میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو چند ایک وصایا فرمائیں۔ جو محض مقید ہیں۔ اگر خطبہ میں ہم وصی کہیں گے تو وہ وصی مطلق ہو جائیں گے۔ اور وصی مطلق نبی کا قائم مقام اور نائب مناب ہوتا ہے اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ علماء اور مجتہدین نے خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو وصی نہیں کہا۔ ہم بھی ان کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ قرآن شریف کو موجودہ ترتیب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا۔ اب کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ اس ترتیب کو الٹ پلٹ کرے۔ اور دوسری طرح جمع کرے۔ ایسا کرنے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن ہو گا۔ جس کا قتل واجب ہو گا۔ اس خیالِ محال سے توبہ کریں۔

بادشاہ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں دلائل و براہین پیش کئے۔ مگر علماء کرام نے مذاکرہ علمی سے انہیں رد کر دیا۔ اور سخت غضبناک ہو کر بادشاہ کے دربار سے اُٹھ آئے۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر اتفاق کیا۔ کہ خواہ بادشاہ ہمیں کسی طرح ہی کی تکلیف کیوں نہ پہنچائے۔ ہمیں اس کے کہنے کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ تمام اہلِ اسلام بھی اس امر میں شریک ہوئے۔ اور علماء کی رفاقت اختیار کی۔ اور مذہب حق پر کمربستہ ہو گئے۔ بادشاہ کے تینوں بیٹوں نے بھی علماء کو کہلا بھیجا کہ ہم بھی

www.maktabah.org

تمہارے ساتھ ہیں۔ اور حق مذہب پر قائم ہیں۔ دوسرے روز بادشاہ نے علماء کی طرف اس مضمون کا ایک فرمان رقعہ لکھا کہ اوفاضلو! تہ دِل سے مفضول کی طرف واپس آؤ۔ علماء نے اس کے جواب میں لکھا: "ہم کُتّے کی طرف آنا نہیں چاہتے"، بادشاہ نے غضب ناک ہو کر انہیں گرفتار کر کے اپنے پاس بلایا۔ جب مسلمان اور اہل علم آئے۔ تو بادشاہ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں کُتّوں کے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ علما نے کہا۔ الحمدللہ۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کُتّوں کے ساتھ کھانے پر شکرِ خدا بجا لانے کا کیا موقع کہا۔ انہوں نے کہا شکر ہے۔ تُو نے یہ نہیں کہہ دیا۔ کہ میں اپنے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ اگر ہم کُتّوں سے مل کر کھائیں گے۔ تو پھر دھو کر منہ پاک کر لیں گے۔ لیکن اگر تمہارے ساتھ کھانا کھائیں گے تو ہمارے دل ناپاک ہو جائیں گے۔ جو قیامت تک پاک نہیں ہوں گے۔ بہادر شاہ نے[1] علماء کی اس بات پر ناراض ہو کر علماء کو قید میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ اور تمام اہلِ علم کو سخت سزائیں دیں۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے سُلطان کی تباہی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

دراں میداں کہ کژدم جمع گشتند
تپاں سوزاں بہر سوے گذشتند
رواں گشتہ خلائق سوئے قیوم
دُعا ہا خواستند از بہرِ مظلوم

---

[1] :- اکثر مورخیں اس واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ بادشاہ کے قیام لاہور کے زمانہ میں ہوا۔ اور یہ جواب بادشاہ شاہی مسجد کے امام نے دیا تھا۔

رضی شیرازی
www.maktabah.org

ایا محبوب سبحانی خدا را
کرامت کن بدستم مدعا را

بہادر شاہ شہزادہ معظم کی خواجہ محمد زبیر کی بد دعا سے عبرتناک موت :- آپ نے حمیتِ دینی میں آکر علماء کو اس بلاء سے چھڑانے کے لئے دیر تک دعا کی۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ عنقریب ہی بادشاہ اعجاز نبوی سے کتوں سے ہلاک کیا جائے گا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی نصیب ہو گی۔ واقعی زیادہ مدت گزرنے نہ پائی۔ کہ بہادر شاہ ہلاک ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے نجات ملی۔ بہادر شاہ نے علماء کو قید کرنے کے بعد اپنے چاروں بیٹوں کو بلا کر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تو بڑے بیٹے معز الدین نے جواب دیا کہ جلال الدین اکبر نے دین محمدی کی مخالفت کی تھی۔ جس کے باعث ہم تمام بادشاہوں میں بدنام چلے آتے ہیں۔ اور ابھی وہ سیاہی کا داغ ہم سے نہیں مٹا۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہمیں دوبارہ روسیاہی نصیب ہو۔ اور تمام جہاں کے بادشاہوں میں ہم شرمسار ہوں۔ دوسرے بیٹے عظیم الشان نے کہا کہ میں تو عالمگیری مذہب کے تابع ہوں جو عالمگیر نے اختیار کیا تھا۔ تیسرے بیٹے شاہجہان نے کہا۔ میں علمائے حق کے دین پر ہوں۔ میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔ بلکہ جو مخالفت کرے گا۔ اسی تلوار سے اس کا سر قلم کروں گا۔ چوتھے بیٹے رفیع الشان نے کہا۔ میں بادشاہ کے مذہب کے تابع ہوں۔ جو کچھ آپ فرمائیں گے۔ میں قبول کروں گا۔ بادشاہ چوتھے بیٹے پر مہربان ہوا۔

شہزادہ محمد معظم بہادر شاہ نے ایک خطبہ تالیف کیا۔ اور ایک خطیب مقرر کیا۔ اور اسے لاہور کی جامع مسجد میں بھیج دیا۔ تاکہ جمعہ کے روز یہ خطبہ پڑھے۔ اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ کوئی شخص دوسری مسجدوں میں نہ جائے۔ تمام مسلمان

www.maktabah.org

صرف عالمگیری شاہی جامع مسجد لاہور میں حاضر ہوں۔ چونکہ سبھی لوگ بادشاہ سے برگشتہ تھے۔ اِس لئے انہوں نے ٹھان لی۔ کہ ہم خطیب کو خطبہ نہیں پڑھنے دینگے۔

شاہی مسجد کے علماء اہلسنت اور لاہور کے عوام پر بہادر شاہ کی لشکر کشی

جب بہادر شاہ نے سنا کہ لوگ مجھ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ تو سلطان رفیع الشان کو تمام شاہی لشکر معہ سامان جنگ دے کر جامع مسجد کی طرف بھیج دیا۔ کہ جو شخص شورش کرے پہلے اسے تنبیہ کرو۔ پھر گرفتار کر لو جب توپ خانہ مسجد کے پاس لایا گیا۔ تو ہزاروں مسلمانوں نے اپنے سینے توپوں کے مُنہ پر رکھ کر کہا۔ کہ داغ دو۔ کیا تم ہمیں مرنے سے ڈرانے آئے ہو۔ ہم نے مرنے مارنے کی ٹھان لی ہے۔ ہمیں موت کا ذرّہ بھر خوف نہیں۔ جب خطیب منبر پر چڑھا۔ تو ایک مغل نے اسے تلوار دکھا کر کہا خبردار! جو خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصی کہا۔ اسی تلوار سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ خطیب ڈر کر کانپنے لگا۔ جب حضرت عثمان کا نام اس نے خطبہ میں لیا۔ اور ابھی حضرت علی کا نام لینے نہیں پایا تھا۔ کہ اس مغل نے خطیب پر تلوار کا وار کیا۔ خطیب ڈر کے مارے شہزادے کی بغل میں آگیا۔ مغل کو تو گرفتار کر لیا

ع۱ :- ۱۱ اگست ۱۷۱۱ء کو شاہ عالم بہادر شاہ لاہور پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پنجاب کے تمام علاقوں میں سکھ دندنا رہے تھے وسطی ہندوستان میں جاٹ اور راجپوت علم بغاوت اٹھائے پھرتے تھے۔ دکن میں مرہٹے مسلمانوں کی حکومت کا نشان مٹانے کے درپے تھے۔ بادشاہ نے لاہور پہنچتے ہی حکم دیا کہ خطبہ جمعہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو "وصی رسول اللہ" کے الفاظ سے یاد کیا جائے۔ بادشاہ کے اس حکم کو علماء اہل سنت نے ماننے سے انکار کر دیا۔ احمد آباد اور کشمیر میں اسی حکم کے خلاف شیعہ سنی فسادات ہونے لگے کئی علماء اور خطیب مارے گئے۔ بادشاہ نے اس وقت کے چند علماء کرام کو جس میں حاجی یار محمد مولانا

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

گیا۔ مگر لوگوں میں شور مچ گیا۔ قریب تھا کہ فساد برپا ہو۔ شاہزادہ اس خطیب کو پکڑ کر مسجد سے باہر لے آیا۔ اس مغل سے لوگوں نے پوچھا کہ ابھی تو خطیب نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ تم نے اس پر تلوار کا وار کیوں

(بقیہ حاشیہ) جان محمد مولانا محمد مراد قدس سرہم کو دربار میں طلب کیا۔ اور اس موضوع پر حاجی یار محمد سے مناظرہ کیا۔ حاجی صاحب نے بادشاہ کو لاجواب کر دیا حالانکہ بادشاہ عالم فاضل۔ حافظ علوم دینیہ پر کامل عبور رکھتا تھا۔ عربی فارسی اور ترکی زبانوں پر دسترس رکھتا تھا۔ مگر ان علماء کرام کی حق گوئی کے سامنے اس کی تمام علمی فضیلتیں دب گئیں۔ ان علماء کرام نے تمام علماء شہر کو جمع کیا قاضی القضاہ اور صدر الصدور کے گھر پہنچے اور انہیں سمجھایا کہ وہ بہادر شاہ کو شیعیت کی برملا حمایت سے باز رکھیں مگر انہوں نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ بہادر شاہ نے قلعہ لاہور کے تسبیح خانہ میں لاہور کے تمام علماء کو ایک بار پھر جمع کیا۔ بادشاہ کی حمایت میں نہ صرف شیعہ علماء تھے بلکہ لاہور کے سرکاری علماء بھی معاون اور مؤید تھے۔ مگر اس وقت کے حق علماء کرام نے بادشاہ کے ہر سوال کا جواب بڑی جرات سے دیا۔ بادشاہ کو غصہ آگیا۔ اور حاجی یار محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا "از غضب بادشاہاں نمی ترسی۔ کہ چنیں خلاف ادب در مجلس سلاطین کلام می نمائی" حاجی یار محمد نے جواب دیا۔ اے بادشاہ وقت! مجھے چار چیزوں کی خواہش ہے۔ علم کی دولت کلام پاک سے سینہ کو معمور رکھنا۔ حج کی سعادت الحمد للہ یہ تینوں نعمتیں اس نے عطا کر دی ہیں چوتھی نعمت شہادت کی موت۔ اگر بادشاہ کی وساطت سے یہ نعمت بھی مل جائے تو میں اللہ کا شکر گزار ہوں گا۔

یہ الفاظ سن کر بادشاہ مبہوت ہو گیا۔ مجلس برخاست کر دی گئی حاجی یار محمد اور انکے دوسرے ساتھی علماء کرام کو قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ لاہور اور سرہند کے ایک لاکھ مسلمانوں نے بادشاہ کو اپنے اس ارادے سے باز رہنے کی خواہش کی آخر کار شوال ۱۱۲۱ھ/ ۱۷۰۹ء کو ایک اعلان میں بادشاہ کو کہنا پڑا۔ کہ جو خطبہ عالمگیر کے دور میں پڑھا جاتا تھا۔ لاہور کی جامع مسجد اور دوسرے شہروں میں بھی پڑھا جائے (منتخب اللباب جلد دوم)

www.maktabah.org

کیا۔ اس نے کہا مجھے یقین تھا۔ کہ وہ بالضرور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو وصی کہے گا۔ اس واسطے میں نے اسے کہنے کی مہلت نہیں دی آخر جہان شاہ نے اُس مغل کو رہا کر دیا۔

انہیں دنوں بہادر شاہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف و عذاب پہنچا رہے ہیں۔ اتنے میں کتّوں نے آکر بھونک کر اسے کاٹنا شروع کیا۔ یہ خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ حکم دیا۔ لاہور کے شہر اور لشکر کے تمام کتّے نکال کر دریائے راوی سے پار کر دیئے جائیں۔ بادشاہ اس خواب کی دہشت سے مریض ہو گیا اور چند یوم میں مر گیا۔ شاہزادوں نے علماء کو انعام و اکرام دے کر رہا کر دیا۔ اور تمام لوگ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکر گزار ہوئے اور یہ شعر گانے لگے ؎

شریعت را بلند آوازگی داد
بخرگاہِ شریعت بستہ بنیاد
طرازِ دین و آئینِ شریعت
ہمایوں رہبر راہ طریقت
بہارستانِ مُلک دولت و دیں
یقیومی سرتاج سلاطیں

لاہور میں بہادر شاہ کے بیٹوں کے درمیان جنگِ اقتدار:۔ جب بہادر شاہ مر گیا تو اس کے چاروں بیٹے تخت پر بیٹھے۔ ایک شہر میں چاروں بادشاہ موجود تھے۔ چاروں میں سے محمد عظیم الشان بلحاظ خزانہ وسپاہ دوسرے بھائیوں سے طاقت ور تھا۔ کہتے ہیں۔ اس کے پاس اس قدر روپیہ تھا۔ کہ اس کے خیمہ وخرگاہ کے گرد خزانہ

www.maktabah.org

ہی خزانہ تھا۔ اس نے لڑائی میں اس واسطے تاخیر کی۔ کہ اپنے بیٹے کا انتظار کر رہا تھا۔ جو بنگال سے سپاہ و خزانہ لے کر آ رہا تھا۔ لیکن معز الدین اور جہاں شاہ نے متفق ہو کر جنگ شروع کر دی ؎

اگر بادشاہے بمیداں در آیے
ز ما ہر کہ را ملک بخشد خدا

عظیم الشان نے رقعہ لکھ بھیجا۔ کہ تم دونوں بڑے بھائی میرے ساتھ برسرپیکار ہو۔ آؤ آکر ہم ولایت کو تقسیم کر لیں۔ لیکن وہ اس کے ارادہ سے واقف ہو کر لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ دونو طرف سے صفیں آراستہ ہوئیں۔ خونخوار جوان اور نامدار دلیر جنگ میں مشغول ہوئے۔ جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم ہوا[۱]۔ ہزاروں مرد میدان میں کام آئے ؎

---

[۱]- شاہ عالم بہادر شاہ کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ اقتدار کی جنگ کا شکار ہو گئی۔ بہادر شاہ کے چار بیٹے تھے۔ ابتداء میں انہوں نے کوشش کی کہ ساری مملکت صلح و صفائی سے تقسیم کر لی جائے وہ اپنے والد اور ان کے بھائیوں کا جنگِ تخت نشینی میں تباہ ہوتے دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے جاجو اور برہانپور کی لڑائیوں نے فوج اور سپہ سالاروں کو موت کے منہ جاتے دیکھا تھا۔ اعظم شاہ اور کام بخش کے خاندانوں کی تباہی ان کے سامنے تھی اس صلح جوئی میں بہادر شاہ کے ایک مقتدر امیر ذوالفقار خان نے بڑی کوشش کی۔ مگر بدقسمتی سے شاہزادے کوئی فیصلہ نہ کر پائے۔ اگرچہ چند دنوں کے لئے یہ تجویز زیر غور رہی کہ شہزادہ رفیع الشان ٹھٹھہ۔ ملتان اور کشمیر کا حکمران بنے۔ شمالی صوبے جہاندار کے زیر انتظام رہیں۔ دکن کی ریاستیں جہاں شاہ کے پاس رہیں۔ بنگال بہار اڑیسہ عظیم الشان کو دے دی جائیں۔ مگر یہ تجویز بھی تمام کو قبول نہ ہوئی صلح جوئی کے دوران بعض واقعات ایسے رونما ہوتے گئے جس سے تمام شہزادوں میں قربت کی بجائے غلط فہمیاں اور بدگمانیاں بڑھتی گئیں۔

ان دنوں عظیم الشان بہادر شاہ کا بیٹا امورِ خاندانی کا نگران تھا۔ اس نے قلعہ لاہور کا سارا خزانہ اپنے قبضہ

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

زمیں گشت از کشتگاں لعل گوں
بہر سو رواں سیل دریائے خوں

لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ آخر فتح و

معزالدین اور جہاں شاہ کی جنگ:۔ نصرت کی نسیم سے معزالدین اور جہاں شاہ کے پھریرے ہلنے لگے۔ اور عظیم الشان قتل ہو گیا۔ دوسرا بیٹا کریم الدین بھاگ گیا۔ لیکن گرفتار کیا گیا اور معزالدین نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ لڑائی کے بعد دونو بھائیوں نے باہم ملک تقسیم کرنا چاہا۔ اس کے فیصلہ کے لئے معزالدین

(بقیہ حاشیہ) میں کر لیا۔ اور ملک میں تازہ فوج بھرتی کرنا شروع کر دی۔ چونکہ اس کی فوج لاہور شہر کے اندر تھی اور دوسروں کی فوجیں لاہور سے باہر خیمہ زن تھیں۔ اس نے لاہور کے قلعہ میں ہی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ اور خزانوں کے منہ کھول کر لوگوں کو خرید لیا۔ عظیم الشان کے اس یک طرفہ اقدام سے ذوالفقار نے سخت احتجاج کیا۔ اور شاہی خزانے کی برابر تقسیم کا مطالبہ کیا۔ مگر عظیم الشان نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ چنانچہ تینوں شہزادوں نے اپنی فوجوں کو لاہور کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ اور قلعہ لاہور توپوں اور دمدموں کی زد میں آ گیا۔

شہزادہ معزالدین کی فوجیں قلعہ سے باہر نکل کر شہر سے آگے بڑھیں شہزادہ عظیم الشان کی فوجیں دریائے راوی پر تیار کھڑی تھیں۔ دوسرے شہزادے ایک دوسرے کے معاون بن گئے۔ اور مغلیہ سلطنت کی یہ جنگ تخت نشینی لاہور میں لڑی گئی، ۱۷ اپریل ۱۷۱۲ء میں دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں۔ شہزادہ عظیم الشان کے خلاف تینوں بھائی صف آرا تھے عظیم الشان کی ستر ہزار فوج اپنی اپنی بڑی بڑی توپوں کے باوجود قدموں پر نہ ٹھہر سکی۔ میدان جنگ میں عظیم الشان کا ایک ہاتھی جس پر وہ سوار تھا میدان سے بھاگا اور راوی کی دلدل میں پھنس کر اپنے سوار سمیت زیر زمین دھنس گیا عظیم الشان کے میدان جنگ سے غائب ہو جانے سے جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور تین شہزادے لاہور۔ اور عظیم الشان کے لاتعداد خزانوں پر قابض ہو گئے۔ یہ خزانے پھر تینوں شہزادوں کی جنگ کا باعث بن گئے۔ یکے بعد دیگرے ان شہزادوں کی فوجیں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتی رہیں۔

www.maktabah.org

نے اپنے وزیر ذوالفقار خاں کو جہاں شاہ کے پاس بھیجا[۱]۔ ذوالفقار خاں نے جہاں شاہ کو کہا۔ کہ دکن کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں؟ تم دکن لے لو۔ جہاں شاہ نے کہا۔ شاہجہان آباد کی آب و ہوا عمدہ ہے یعنی میں

۱۔ ذوالفقار خان (وزیر معز الدین) مغلوں کی جنگ اقتدار کا ایک اہم سپہ سالار۔ مدبر سیاست دان اور مختلف جنگوں کا ہیرو مانا جاتا ہے اس کا نام محمد اسماعیل تھا۔ اسد خان آصف الدولہ کا فرزند ارجمند تھا ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۶ء کو پیدا ہوا۔ وہ عالمگیری دورِ اقتدار میں اُبھرا۔ مختلف مناصب پر فائز رہا۔ کئی معرکوں میں کامیاب رہا۔ عالمگیر نے اس کی بہادری کے پیش نظر "اعتقاد خان" کا خطاب دیا۔ مختلف مہموں سے گزرتا ہوا۔ بلند منصب پاتا گیا۔ اورنگ زیب کے دورِ حکومت میں قلعہ جنجی کے معرکہ کو سر کرنے میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اور ایک لاکھ مرہٹہ فوج کو شکست دی اور قلعہ کو فتح کر کے اس کا نام نصرت گڑھ رکھا گیا۔ اس کی شجاعت اور بہادری کے پیش نظر اس کے لڑاکے جانباز لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار" کا نعرہ لگاتے تھے۔ عالمگیر کی وفات کے بعد شہزادوں میں جنگ تخت نشینی کا آغاز ہوا تو ذوالفقار خان نے بڑا سیاسی کردار ادا کیا۔ یہ سپہ سالار کسی اور دور میں ہوتا تو بڑا نامورری پاتا مگر یہ جنگ اقتدار کا سپہ سالار تھا اور جنگ اقتدار کا بھی عیاش۔ بدمعاش جانشینوں کی تھی۔ بہادر شاہ اول نے اس کی جرات پر اسے "صمصام الدولہ امیر الامراء بہادر نصرت جنگ" کا خطاب دیا۔ یہ ایک شیعہ سپہ سالار۔ امیر اور وزیر تھا۔ اسے حضرات مجددیہ سے اسی طرح دشمنی تھی جس طرح اورنگ زیب کے اکثر شیعہ شہزادے دشمنی میں مبتلا تھے۔ یہ اس کی بدقسمتی کی ایک بڑی دلیل تھی وہ منعم خان خان خاناں عبد الصمد خان جیسے سرداروں سے بھی رافضی ہونے کی وجہ سے منافقت برتتا تھا۔ منعم خان خان خانان کی وفات کے بعد اسے وزارت عظمیٰ ملی۔ وہ بڑا چرب اللسان تھا وہ بھائیوں کو لڑاتا بھی اور جب ضرورت پڑتی صلح پر بھی آمادہ کر لیتا۔ وہ سادات بارہہ کے اقتدار کے دوران اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتا تھا اور جہاندار شاہ (معز الدین) کے زیر کمان اس جنگ میں شریک ہوا۔ جس میں مغل امراء شہزادے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے وہ اس جنگ میں آخری دم تک (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ اِتنے میں جہان شاہ کے ایک قریبی نے خفیہ طور پر اسے کہا۔ کہ ذوالفقار خاں کو گرفتار کر لو۔ پھر معزالدین کچھ نہیں کر سکے گا۔ ذوالفقار خاں نے یہ بات تاڑ کر جہان شاہ کو کہا۔ کہ میں اپنا مال و اسباب معزالدین کے لشکر سے اس لشکر میں لانا چاہتا ہوں۔ جہان شاہ نے اس بات کو غنیمت سمجھ کر اسے رخصت کیا۔ اس نے آکر ساری کیفیت معزالدین سے بیان کی۔ اور سامانِ جنگ

(بقیہ حاشیہ) لڑتا رہا جس میں معزالدین اپنی داشتہ لال کنور کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا لال کنور تو جان بچا کر لاہور جا پہنچی۔ مگر بادشاہ اینٹوں کے ایک بھٹے میں جا چھپا۔ اگرچہ اس جنگ میں جہاں شاہ کی فتح کا اعلان ہو گیا مگر ذوالفقار خان آخری دم تک لڑتا رہا۔ اور اپنی توپوں سے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا جہاں شاہ قتل ہو گیا اس کی لاش اور اس کے خوبصورت بیٹے کو جہاں دار کی خدمت میں لے آیا جہاندار نے اس بچے کو بھی قتل کر دیا۔ ذوالفقار خان کی فوجیں لڑتی رہیں۔ اور مغل تخت کے دوسرے دعوئ دار رفیع الشان کو بھی ختم کر دیا۔ اس جنگ کے بعد ذوالفقار کو جہاندار شاہ (معزالدین) کے دربار کا وزیر اعظم اور ملکی انتظامات کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔

جہاندار شاہ (معزالدین) اپنی معشوقہ لال کنور کے عشق میں تاج و تخت کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اب وہ بھنگ اور افیون کا عادی ہو گیا۔ شراب کے نشہ میں دھت رہتا اور ملک کے معاملات کو پسِ پشت ڈال کر عیش و عشرت میں غرق ہو گیا، بادشاہ کی اس روش میں مسلم معاشرہ بھی گندگی اور عیاشی کا شکار ہو گیا ذوالفقار خان بھی عیش و عشرت میں غرق ہو گیا۔ ہندو دندناتے لگے۔ مسلمانوں کو ذلیل کیا جانے لگا سکھوں نے سرہند اور اس کے گرد و نواح پر حملے شروع کر دیئے سارا پنجاب سکھوں کی یلغار میں تھا۔ اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا تھا۔ مشائخ سرہند خصوصاً حضرت قیوم چہارم خواجہ محمد زبیر سرہند اور دہلی چھوڑ کر افغانستان چلے گئے۔

جہاندار شاہ کی عیاشیوں نے فرخ سیر کو کامیاب کر دیا وہ سادات بارہہ کی امداد (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

تیار کر کے آمادہ کارزار ہوئے۔ جہان شاہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور میدانِ جنگ میں آیا ؂

دو لشکر بہم بر شد آراستہ
شُد آں رزمہا خاک برخاستہ

جہاں شاہ عبد الصمد کے ہاتھوں مارا گیا:۔ بڑی سخت لڑائی کے بعد جہاں شاہ معز الدین پر غالب آیا۔ اس کی فوج غالب آگئی۔ اور معز الدین بہت پریشان ہوا۔ اسی اثناء میں جہاں شاہ ایک طرف فارغ البالی سے چند آدمیوں سمیت کھڑا تھا۔ کہ عبد الصمد نے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جہاں شاہ نے عبد الصمد خاں کو کہا۔ کہ یہ کیا نمک حرامی کر رہے ہو۔ عبد الصمد خاں نے کہا۔ یہ مغل میرے اختیار میں نہیں۔ جہاں شاہ مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہادر شاہ کا چوتھا بیٹا رفیع الشان گوشۂ گمنامی سے نکل معز الدین کے مقابلے پر آیا۔ اور مردانہ وار جنگ کی۔ ہاتھی سے اُتر تلوار ہاتھ میں لئے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور آخر کار خود بھی قتل ہو گیا۔ معز الدین فتح حاصل کر کے تمام سلطنتِ ہند و دکن کا بادشاہ ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ) سے برسر اقتدار آگیا فرخ سیر نے فتح کے بعد ذوالفقار خان کو طلب کیا۔ ذوالفقار کے باپ نے معز الدین کو قید کر لیا اور ذوالفقار کو دربار میں پیش کر دیا اس کو شاہزادہ کریم الدین کا قاتل قرار دیا گیا۔ معز الدین کو قید سے نکال کر قتل کر دیا گیا۔ ذوالفقار خان کو پٹائی کر کے مارا گیا۔ ۷ ارمحرم ۱۱۲۵ھ کو فرخ سیر دار الخلافہ دہلی میں تخت نشین ہوا تو جہاندار شاہ (معز الدین) کا سر نیزے پر رکھا گیا لاش ہاتھی پر ڈال دی گئی۔ ذوالفقار خان کی لاش کو الٹا کر کے ہاتھی کی دم کے ساتھ باندھ دی گئی اور سارے شہر میں پھرایا گیا۔ یہ عبرت ناک موت تھی۔ اور حضرت خواجہ محمد زبیر سے دشمنی کا نتیجہ تھی ہ۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

www.maktabah.org

بعد ازاں حضرات قیوم ثلاثہ رضی اللہ عنہما کے مزارات کی زیارت کے لئے لاہور سے دارالارشاد سرہند شریف میں آکر نہایت عاجزی سے حضرات قیوم ثلاثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور ہر ایک روضہ کی خاک سر مُنہ پر مل کر اسے دین و دُنیا کی سعادت سمجھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہر فرد بشر کو حد سے زیادہ دلاسا دیا۔ اور ان کے لائق تحفے اور ہدیئے پیش کئے۔ ہر ایک سے اپنے حق میں دعا و توجہ کرا کر شاہجہان آباد کی طرف چلا گیا۔

معز الدین کا حشر شاہجہان آباد میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا میسر نہ ہوا۔ اس نے ایک ایسے شخص کو جس سے مخالف شرع امور ظہور میں آنے کے باعث حضرات سرہند ناراض اور بیزار ہو گئے تھے دوست بنا لیا۔ وہ شخص اپنی کور باطنی کے سبب خود انقلاب پر فخر کرتا تھا۔ معز الدین شاہجہان آباد میں کئی قسم کی بدعات میں مبتلا ہو گیا۔ ملک بھر کے گویئے مطرب اور گائن اور طوائفیں اس کی بارگاہ میں آموجود ہوئیں۔ بلکہ مطرب ہی بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہوئے۔ اور سلطنت کے کاروبار بھی انہیں کے ہاتھ میں آگئے۔ خود معز الدین ایک ہندو رنڈی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور اس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے خویش و اقربا سلطنت کے ارکین عظام بن گئے۔ تمام سلطنت کا انتظام اور بندوبست انہیں کے ہاتھ چلا گیا۔ معز الدین اس نابکار کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ جو ناچ نچاتی ناچتا۔ اسی وجہ سے ملکی معاملات میں اس سے کئی ناشائستہ حرکات ظہور میں آئیں۔ چنانچہ اس کی بیگم پردہ کر کے مردوں میں آکر بیٹھتی۔ اور سارا دن بازار میں گشت لگاتی پھرتی۔ ایک روز بادشاہ کو کہنے لگی۔ کہ میں نے کبھی کشتی غرق ہوتے اور لوگوں کو غرق ہوتے نہیں دیکھا۔ ملاّحوں کو حکم دو کہ کشتی غرق کر کے مجھے دکھلائیں۔ ملاّحوں نے بادشاہ کے حکم پر کشتی غرق کر کے دکھائی۔ لوگوں نے کشتی

www.maktabah.org

کے ڈوبنے کو بدفالی قرار دیا۔ اس کے علاوہ اور کئی نامعقول حرکتیں اس سے سرزد ہوئیں۔ لوگ معزالدین کے سخت خلاف ہو گئے اس لئے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ ہم اس بادشاہ کے ہاتھوں تنگ آ گئے ہیں آپ نے فرمایا۔ جلدی ہی تم ان تکلیفوں سے بچ جاؤ گے۔ کوئی اور بادشاہ تخت پر بیٹھے گا۔ کہتے ہیں۔ اس شخص نے جس کا معتقد معزالدین تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کا عرس کیا۔ اور حضرت محمد صدیق کو بُلایا۔ انہوں نے اس کے ناشائستہ افعال سے ناراض ہو کر فرمایا نہ تُو ہی رہے گا نہ معزالدین رہے گا۔ جس پر تو اتنا فخر کرتا ہے ؎

نہ تومانی نہ بل شاہِ جہانی
دگر شاہے شود فغفورِ ثانی
ہمیں مغروری و جاہ و جلالت
شود پامال از شاہِ عدالت

پرانے ارکانِ سلطنت و امرائے عظام بھی معزالدین سے بیزار ہو گئے تھے۔ ایک روز ذوالفقار خان وزیر نے ایک قدیمی امیر زادے کے ہاتھ میں ڈھولک اور طنبور دے کر بادشاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ طنبور لے کر کیوں آئے ہو۔ ذوالفقار خاں نے کہا ان کا کام مطربوں نے سنبھال لیا ہے۔ اب مطربوں کا پیشہ انہوں نے اختیار کر لیا ہے۔ تورانی مغل بھی بادشاہ سے بہت ہی ناراض

۱: معزالدین جہاندار مغل شہزادہ ایک عیاش سفاک اور فضول خرچ حکمران کی حیثیت سے مشہور ہوا تھا۔ اس نے جنگ اقتدار میں اپنے تمام بھائیوں کو شکست دی اور ان کی اولاد کو چن چن کر ختم کیا۔ تخت سلطنت پر بیٹھ کر بدکردار لوگوں کو دربار میں عزت دی اور شرفا اور بلند کردار (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

ہوتے۔ آخر نظام الملک اور محمد امین خان نے مخفی طور پر عظیم الشان کے بیٹے فرخ سیر سے خط و کتابت کی کہ جہاں تک ہو سکے ایک جرار لشکر لے کر پہنچ جاؤ۔ ہم تمہارے رفیق ہیں۔ چند مغل امیر مثلاً یہ لاس خان اور ابو تراب خان وغیرہ معز الدین سے جدا ہو کر فرخ سیر کے پاس چلے گئے۔ اِلٰہ آباد اور بہار کا حاکم حسن علی خان سید بارہہ بھی بہت سی جمعیت لے کر فرخ سیر سے جا ملا۔ جب فرخ سیر کے پاس بہت سے لشکر جمع ہو گئے۔ تو شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ابو تراب نے مجھ (مصنفؒ) سے بیان کیا۔ کہ پہلے فرخ سیر بہت گھبرایا کیونکہ اس کے پاس فوج تھوڑی تھی۔ ہند کے تمام لشکر معز الدین کے ساتھ تھے۔ بعض مغلوں نے فرخ سیر کو کہا۔ کہ اگر تم سلطنت ہند لینا اور دشمن پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا و توبہ کی درخواست کرو۔ تاکہ تمہارا مطلب حاصل ہو جائے۔ فرخ سیر نے مغلوں کی وساطت سے حضرت خلیفہ اللہ کی خدمت میں اپنا حال عرض کر کے دُعا و توجہ کی درخواست کی۔ جب اس کا ایلچی آنحضرت کی خدمت

(بقیہ حاشیہ) امراء کی تذلیل کرنے لگا۔ لاہور میں قتل و غارت کے بعد دہلی آیا۔ تو تخت نشین ہوتے ہی بیس ایسے نامور امراء کو قتل کرا دیا جنہیں وہ پسند نہیں کرتا تھا۔ رستم دل خان۔ مخلص خان۔ مہابت خان۔ خان زماں خاں۔ عبد القدیر خاں۔ لطیف اللہ خاں۔ حکیم الملک ہدایت اللہ خان اور جہاں شاہ کے بخشی محمد علیخاں جیسے امراء کو بڑی بے دردی سے قتل کرا دیا۔ پھر امراء کی تذلیل اور کردار کشی کے لئے بھی آئے دن دربار شاہی سجتا تھا۔ ان کی جائیدادیں جاگیریں حتیٰ کہ گھر بار ضبط ہونے لگے ادھر عوام میں ظلم و ستم کی فرمانروائی ہو گئی نظم و نسق کم ظرف اور رسوائے زمانہ افراد کے ہاتھ آ گیا تھا۔ ہر شخص موت کے سایہ کے نیچے زندگی گزارتا۔ ملک کے کئی طبقے سازشوں کا شکار ہو گئے۔ جہاندار کے اس رویے سے مغل سلطنت کے انحطاط اور زوال کی رفتار تیز ہو گئی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے اس کے مدعا کے حاصل ہونے کے لئے دُعا کر کے ایلچی کو فرمایا۔ کہ انشاء اللہ سلطنت ہند فرخ سیر کو نصیب ہو گی ؎

نگاہِ نیک مردانِ الٰہی
گدائے را دہد تشریفِ شاہی
توئی خورشید گردونِ عدالت
توئی شاہنشہ ملکِ ولایت
شنیدستم توئی مقبولِ سبحاں
توانی مشکلم را کردہ آساں
چو رازِ آں برآں شہ شد ہویدا
ہماندم ابرِ رحمت گشت پیدا

(بقیہ حاشیہ) بذات خود معز الدین ایک ظالم فاسق، فاجر، تنکی المزاج حکمران تھا۔ اس کے قاضی القضاۃ تک جام بدست اور صراحی بہ مجلس رہتے تھے ملک کے مفتی اور علماء دربار میں شراب کا پیالہ پکڑے حاضر ہوتے حکومت کی باگ ڈور ایک بازاری عورت لال کنور اور اس کے نااہل رشتہ داروں کے ہاتھ تھی۔ بادشاہ خود لہو و لعب میں رہتا۔ مرکزیت ختم ہو گئی مختلف علاقوں کے صوبیدار خود مختار ہو گئے مغلوں میں طوائف الملوکی بڑھ گئی اور ہر شخص دہلی کے تخت کی طرف للچائی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

جہاندار نے دس ماہ تک حکومت کی دن رات عیش و عشرت میں گزارا خاندان کی عزت اور عوام کی بہتری کا کوئی کام نہ کیا۔ آخر کار عظیم الشان کا بیٹا فرخ سیر اٹھا۔ اور اس نے اپنے باپ اور بھائیوں کا انتقام لینے کے لئے بغاوت کر دی۔ آگرے کے قریب سخت جنگ ہوئی۔ معز الدین میدان جنگ سے بھاگا مگر گرفتار ہو کر جنوری ۱۷۱۳ء کو نہایت ذلت و رسوائی سے مارا گیا۔

www.maktabah.org

بگفتند باشہ فرخندۂ کار
ترا فضلِ خدایت گشتہ گلزار
بفرّخ سیرؔ را فرمودہ دائم
بہ تختِ سلطنت باشی تو قائم

فرخ سیر اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ جب معزالدین کو فرخ سیر کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے بیٹے عزالدین کو لشکر دے کر اس کے مقابلے پر روانہ کیا۔ جب دونوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو سخت لڑائی کے بعد عزالدین شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ معزالدین خود بے شمار لشکر لے کر فرخ سیر سے لڑنے کے لئے آیا اور اکبر آباد کے گردو نواح دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ہنگامہ قتل گرم ہوا۔ آتش جنگ بھڑک اٹھی ؎

چو دیدند گردان قلب سپاہ
کہ بازا اژدہا تاخت بر فیل گاہ
کشیدو کشادند تیر و کماں
بہ آمد فغاں از زمین و زماں
زبس در ہوا تیر بر زد ہم
نہ بر رفت گردوں نہ بنشت نم
چو شد در نوادیدہ میدان تیر
کشیدند شمشیر برنا و پیر
بر آمد چکاکاک شمشیر ہا
کشید آں چکاکاک تادیر ہا
زخوں تیرک زدہ از فرق گاہ
یلاں را برافراخت پیرِ کلاہ
شدہ خود ہا چاک چوں لالہ ہا
سپر ہا چو گل گشتہ پر کالہا
گراں گرز در دسرِ سروراں
وزاں وردہا سروراں سرگراں
سنانیکہ دردست سفاک بود
سرِ مغز را مارِ ضحاک بود
بتر زیں بخوں یلاں گشتہ غرق
چو تاجِ خروسانِ جنگی بفرق
ہم خوں نشانیدہ گردِ سپاہ
چو گردیکہ بر شد زماہی بماہ
برافروختہ شاہ رخ در مصاف
برافروختہ تیغ مصر از غلاف

www.maktabah.org

معزالدین کے اکثر امیر قتل ہوئے عبدالصمد خان نے اس جنگ میں کارہائے نمایاں ادا کئے۔ فرخ سیر کے بہت سرداروں کو قتل کیا۔ لیکن نظام الملک اور محمد امین خان نے ہاتھ تک نہ ہلایا۔ بلکہ عبدالصمد خاں کو کہا کہ تو کیوں لڑتا ہے۔ پھر رنڈی سے جوتیاں کھانا چاہتا ہے۔ جب معزالدین کے امیر مارے گئے۔ تو وہ رنڈی بہت گھبرائی اور پریشان ہو کر کہنے لگی کہ افسوس دوست مر گئے۔ حالانکہ ابھی فوج بکثرت تھی۔ معزالدین کو ہودج میں ڈال کر بھاگ گئی۔ اور ذوالفقار خان وزیر فوج کو لئے آدھی رات تک کھڑا لڑتا رہا۔ اور پکار کر کہتا کہ بادشاہ یا شہزادے کو میرے پاس لاؤ۔ جب بادشاہ کے بھاگ جانے کا اسے یقین ہو گیا تو وہ فوج لے کر شاہجہاں آباد چلا آیا۔ معزالدین اور ذوالفقار خان متفق ہو کر لاہور جانا چاہتے تھے لیکن ذوالفقار خان کے باپ نے نہ جانے دیا اور معزالدین کو قید کر لیا۔ ذوالفقار خان نے بہتیرا کہا۔ کہ اسے چھوڑ دو ہم جا کر لشکر جمع کر کے پھر جنگ کریں گے۔ لیکن باپ نے کہا۔ کہ بھگوڑے کے ساتھ جا کر کیا کرو گے۔ اب فرخ سیر بادشاہ ہو گیا ہے۔ میں اسے پکڑ کر اسے دوں گا۔ وہ میرا ممنون احسان ہو گا جب فرخ سیر شاہجہاں آباد میں آیا۔ تو اسد خاں نے معزالدین کو اس کے حوالے کیا۔ فرخ سیر نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا میری رنڈی مجھے دو اور گذارے کے لئے روٹی میں سلطنت سے باز آیا۔ مجھے زندہ رہنے دو۔ لیکن فرخ سیر نے اسے قتل کر دیا۔ ذوالفقار خاں کو بھی بڑی اذیت سے ہلاک کیا۔ فرخ سیر نے شاہی تخت پر جلوس فرما کر تحائف و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے

بندہ بیراگی کی سرکوبی میں قیوم رابع کا تصرف

جب فرخ سیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام ارکان سلطنت کو بلا کر کفار کی بیخ کنی کے لئے مشورہ کیا۔ جو بہادر شاہ سے بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے تھے۔

www.maktabah.org

سب نے کہا کہ ہم فرمانبردار بندے ہیں۔ جو حکم ہو گا بجا لائیں گے۔ اسی اثناء میں ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ گرو اس وقت لاہور سے چالیس کوس کے فاصلے پر گورداسپور کے قریب دامنِ کوہ میں لشکر جمع کرنے کی فکر میں ہے[۱]۔ بادشاہ نے قاضی شہر کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج کر مہم کفار میں فتح و نصرت کے لئے دعا و توجہ کی التماس کی۔ جب قاضیِ شہر نے جناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہ کی

ع۱۔ یہ گرو درا صل بندہ بیراگی ہی تھا جس نے پنجاب کے سکھوں کو جمع کر کے سارے پنجاب میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ اور چن چن کر مسلمان بستیوں کو نیست و نابود کر دیا۔ خصوصاً مشرقی پنجاب کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی۔ سرہند کے کوچہ و بازار میں وہ قتل و غارت کی۔ کہ کسی کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ مسلمان عورتوں کے پیٹ چیر کر بچوں کو نیزوں پر لٹکا دیا تھا۔ یہ بندہ بیراگی کون تھا؟ مورخین نے لکھا ہے کہ اس کا اصل نام لچھمن دیو تھا۔ راجوڑی کشمیر میں ۲۷ اکتوبر ۱۶۷۰ء میں رام دیو کے گھر پیدا ہوا۔ جوان ہوا تو دنیا کو ترک کر کے جنگلوں پہاڑوں میں گھومنے لگا۔ سادھوں اور جوگیوں کی ٹولیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ جانگی پرشاد بیراگی کے ساتھ مل کر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں گھومتا رہا۔ اس ٹولی میں رہ کر اس جوگی آگرناتھ سے شناسائی ہو گئی پنج تی کے جنگلات میں رہنے لگا۔ اسی دوران گورو گوبند سنگھ سے ملاقات ہو گئی۔ جس کی شخصیت نے اسے بے حد متاثر کیا اور بیراگی اس کا چیلا بن کر پنجاب میں واپس آ گیا۔ گورو گوبند سنگھ کی وفات کے بعد وہ اس کا جانشین بنا۔ اور اس نے اپنے آپ کو گرو کہلانے کی بجائے بندہ بیراگی کہلایا (گورو کا غلام)

اسی گورو گوبند سنگھ نے اپنے جانشین کے ماتحت پانچ سکھوں کو مقرر کیا تھا جو بعد میں سکھ قومیت کے پانچ پیارے قرار دیئے جانے لگے۔

بندہ بیراگی دکن سے پنجاب آیا تو اس نے پنجاب کے سکھوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ پھر بہت سے سکھوں کو اعتماد میں لے کر مسلمانوں کے خلاف تیار کرنے لگا۔ سکھوں کے اجتماع سے اس نے ایک سکھ جتھہ تیار کر کے اپنے آپ کو اس کا سربراہ قرار دیا۔ اس نے پانچ پیاروں کی وساطت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

خدمت میں دینِ اسلام کی نصرت اور کفار کی مذلت کے لئے درخواست کی تو دیر تک باطنی توجہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہو گی اور کفار ذلیل ہونگے۔ اور گرو گرفتار ہو گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا اور عبدالصمد خان کو لاہور کا حاکم بنا کر اس شرط پر روانہ کیا۔ کہ گرو سے برسرپیکار ہو۔ محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان کو بھی ایک جرار لشکر دے کر اس کے ساتھ روانہ کیا۔ جب منزلیں طے کر کے فوج بحر امواج گورداسپور کے قریب پہنچی۔ تو

(بقیہ حاشیہ) سے سارے ماجھے اور دوآبے کے سکھوں کو منظم کیا۔ ان دنوں مغل حکومت اپنی خانہ جنگیوں اور اقتدار کی جنگ میں الجھی ہوئی تھی چنانچہ بندہ بیراگی کو اپنی قوت بڑھانے کا بڑا اچھا موقعہ ملا۔

چند ماہ کے اندر اندر بندہ بیراگی نے سکھوں کا ایک زبردست لشکر جمع کر لیا۔ وہ پنجاب کے مختلف دیہات میں لوٹ مار مچاتا ہوا سونی پت پہنچا۔ اور وہاں کے مغل فوجدار کو شکست دے کر سارے علاقے میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ اس نے مغل حکومت کا خزانہ لوٹ کر اپنے سکھوں کو نوہال کر دیا۔ مختلف مسلمان علاقوں کی لوٹ مار سے سکھوں کو مالا مال کر دیا۔ اس کے اس عمل سے ہر بے کار اور قلاش سکھ بھی بندہ بیراگی کا سپاہی بن گیا۔ سکھوں کی بڑی تعداد کے بل بوتے پر بندہ بیراگی نے سرہند کو لوٹنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ گورام۔ تھسکہ مصطفیٰ آباد۔ کپوریا۔ ساڈھورا جیسے خوشحال قصبوں کو تہہ وبالا کرتے ہوئے سرہند کی طرف بڑھا۔ ان دنوں سرہند کا حکمران وزیر خان تھا۔ وہ اتنے زبردست لشکر کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ تاہم اس نے اپنے سپہ سالاروں سمیت آگے بڑھ کر روپڑ کے مقام پر سکھ یلغار کو روکا۔ یہاں شدید لڑائی ہوئی سکھ پورے مذہبی جنوں سے لڑے۔ تین دن کی گھمسان کی لڑائی کے بعد مسلمان فوجیں شکست کھا گئیں۔ اگرچہ بندہ بیراگی فوراً سرہند کو فتح کر سکتا تھا۔ مگر اس نے اپنی قوت کو مزید مضبوط بنانے کے لئے کچھ عرصہ توقف کیا۔ اس فتح کا سن کر پنجاب سے ہزاروں سکھ بندہ بیراگی کے لشکر میں آملے۔ اب بندہ بیراگی اسی ہزار لڑاکا سکھوں کے لشکر کو لے کر سرہند پر حملہ آور ہوا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

گرو نے عین شکار کھیلتے وقت ان کی آمد کی خبر سُنی۔ اگر وہ دوسری طرف بھاگ جاتا تو بچ جاتا۔ لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو کفار کی ذلت اور ان کے فتنہ کا بجھانا منظور تھا اس لئے وہ ملعون ڈر کر قلعہ میں چلا گیا۔ اور فصیل و برج کو ٹھیک ٹھاک کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ عبدالصمد خان اور قمرالدین خان نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور قلعہ کی رسد بندی کر دی۔ اور گولے پھینکنے شروع کئے۔ گرو نے محاصرہ سے تنگ آکر دیوار قلعہ کو توڑ نکل چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن جس طرف جاتا ایک سوار آگ اور تلوار لئے آگے موجود ہوتا۔ اس کو کسی طرف سے نکلنے نہ دیا۔ جس طرف جاتے آگے سپاہی موجود ہوتے اور ان ملعونوں پہ آگ کے شعلے چھلکتے۔ جب گرو نے یہ حالت دیکھی۔ تو ہمراہیوں کو کہا کہ اب موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ موت کے منتظر رہو۔ عبدالصمد خان نے گرو کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہاری بادشاہ سے سفارش کروں گا۔ تاکہ تمہاری تقصیرات معاف کر دے۔ گرو نے اس کے قاصد سے پوچھا کہ عبدالصمد خان کے پاس کس قدر لشکر

(بقیہ حاشیہ) سرہند کے حکمران وزیر خان نے اس زبردست لشکر کا مقابلہ کرنے کا اعلان کر دیا مگر اس کے پاس صرف پندرہ ہزار سپاہی تھے چنانچہ چدرہ کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ سکھوں نے اپنی عددی قوت سے مسلمانوں کے لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ اور ۲۴ مئی ۱۶۹۱ء کو سرہند پہ قبضہ کر لیا۔ سرہند کا بہت بڑا شہر جو اس وقت سترہ میلوں میں پھیلا ہوا تھا اور دہلی کے بعد اس کی شان و شوکت اور دولت سارے پنجاب سے بڑھ کر تھی۔ سکھ لٹیروں کی زد میں آگیا۔ اسے لوٹا گیا۔ اور ایک ایک چیز اڑالی گئی حتیٰ کہ سکھوں نے سرہند کے مرد۔ عورت بوڑھے سبھی تہہ تیغ کر دیئے۔ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو نیزوں پر چڑھا دیا گیا۔ عام لوٹ مار کے علاوہ بندہ بیراگی کو سرہند سے دو کروڑ روپیہ ملا۔

سرہند پہ قبضے سے سکھوں کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا وہ طاقت کے نشے میں مست سارے پنجاب کو لوٹنے لگے اور مغل سرداران کے سامنے قدم نہ جما سکتے تھے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

ہے۔ اس نے کہا کئی ہزار سوار ہیں۔ اس ملعون نے کہا اگر تمام جہان اس کے ساتھ ہو تو بھی میں نہیں ڈرتا بعد ازاں اسّی آدمیوں کو جو ایک طرف کھڑے تھے۔ حکم دیا کہ خود کشی کر لو سب نے اپنے پیٹ خنجر سے پھاڑ ڈالے اور یا گرُو کہہ کر زمین پر گر پڑے اور داخل فی النار ہوئے۔ گرو نے کہا کہ جس کی فوج اس قسم کی ہو۔ اُسے دوسرے کا کیا ڈر ہے۔ اور تمام ہندوستان میرے اسی قسم کے لشکر سے پُر ہے۔

اس قصے کے مطابق زمانہ سابق کا ایک قصہ یاد آیا ہے۔ جو یہاں تمثیلاً درج کیا جاتا ہے۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے عہد میں جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا ۳۱۹ھ ہجری میں قرامطہ بحرین جن کا پیشوا ابو سعید جہانی تھا۔ غالب آئے۔ اور مکہ معظمہ میں جاکر انہوں نے قتل عام مچایا۔ اور چاہ زمزم کو مقتولوں سے پُر کر دیا۔ اور تین ہزار مقتول خانہ کعبہ کے گرد مسجد الحرام میں ڈال دیئے۔ اور حجر اسود کو اکھیڑ کر بیت الخلا میں پھینک دیا۔ بعد ازاں ابو سعید مکہ معظمہ سے مقتدر باللہ کے ساتھ لڑنے کے لئے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ پانچ سو آدمی لے کر ملک ہند میں اُترا۔ مقتدر باللہ نے اپنے ایک بڑے امیر ابی ساج کو تیس ہزار سوار دے کر ابو سعید سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابی ساج نے دشمن کو حقیر سمجھ کر خلیفہ کو لکھا کہ میں ابو سعید کو پکڑ کر آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ مقتدر باللہ نے

(بقیہ حاشیہ) سکھوں کی مالی حالت تبدیل ہو گئی۔ آسودگی کا دَور دَورہ ہو گیا۔ سرہند پر ظلم و ستم کی کہانیاں سارے پنجاب میں پہنچیں تو مسلمان دہشت زدہ ہو کر شمالی اور جنوبی علاقوں میں کوچ کرنے لگے۔ بندہ بیراگی نے اپنے گورنر مقرر کئے۔ سرہند میں باج سنگھ گورنر بنایا گیا۔ تھانیسر میں رام سنگھ مقرر کیا گیا۔ سامانہ میں فتح سنگھ کو حکمران کر دیا۔ بندہ بیراگی کو احساس تھا۔ کہ مغل بادشاہ اپنے مصائب اور خانہ جنگی سے ہٹ کر ایک دن پنجاب کو آئیں گے۔ چنانچہ اس نے مختلف قلعے مرمت کرائے۔ تعمیر کئے۔ اور مستقبل کے جنگ کے لئے تیاریاں کرنے لگا۔ مخلص پور کا قلعہ بھی مرمت کرایا۔ اور اس قلعہ کا نام (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

جواب میں لکھا کہ اس کا پکڑنا آسان کام نہیں۔ پل توڑ دو تاکہ وہ آنہ سکے۔ ابی ساج نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ اور ابوسعید کو پیغام بھیجا اور میں اور تم پرانے ہمنشیں ہیں۔ تم میں میرے مقابلے کی تاب نہیں۔ آکر میری اطاعت کرو۔ تاکہ تمہارے قصور خلیفہ سے سے معاف کراؤں۔ یا کسی اور طرف بھاگ جاؤ تاکہ تمہیں کوئی نہ دیکھے اور سلامت رہو۔ ابوسعید نے اس کے پیغام کو سن کر ہنس دیا۔ اور قاصد سے پوچھا کہ ابی ساج کے پاس کتنے مرد ہیں۔ اس نے کہا تیس ہزار۔ اس نے کہا بخدا! تین بھی نہیں۔ پھر اپنے ایک آدمی کو کہا اپنا سر کاٹ ڈالو۔ اس نے سر کاٹ ڈالا دوسرے کو کہا پانی میں ڈوب مرو۔ وہ پانی میں غرق ہو گیا۔ تیسرے کو کہا بلندی پر سے گر کر مر جاؤ۔ وہ بلندی سے گر کر مر گیا۔ ابوسعید نے کہا جس کے پاس ایسا لشکر ہو اسے دشمن کا کیا خوف۔ قاصد کو کہا۔ جاؤ تمہاری جان بخشی کی۔ لیکن ابی ساج کو کتوں کے ساتھ زنجیر میں جکڑا ہوا تمہیں دکھاؤں گا۔ اسی رات ابی ساج پر شبخون کر کے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور بعض کو بھگا دیا اور ابی ساج کو پکڑ کر زنجیروں سے جکڑ کر کتوں کے ساتھ باندھا۔"

(بقیہ حاشیہ) لوہ گڑھ رکھا اسی لوہ گڑھ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ پنجاب سے لوٹتا ہوا مال غنیمت اسی قلعہ میں جمع کرتا رہا۔ اب سکھ ساڈھورا سے لے کر رائے کوٹ اور مالیر کوٹلہ سے لے کر لدھیانہ تک۔ کرنال سے لے کر جموں کی پہاڑیوں تک سکھ اقتدار کے پرچم لہرانے لگے۔ اب بندہ بیراگی کی باقاعدہ حکومت قائم ہو گئی ہے سکہ۔ قوانین اسی کے چلنے لگے۔ دیگہ تیغ۔ فتح و نصرت۔ بید رنگ یافت از نانک گورو گوبند سنگھ۔ اب بندہ بیراگی نے سکھوں کا ایک اور لشکر جرار تیار کیا۔ اور سہارنپور پر حملہ کر دیا۔ سہارنپور کے گورنر علی مراد خان سکھوں کی آمد سن کر بھاگنے پر تیار ہو گیا۔ مگر سہارنپور کے مسلمانوں نے اسے حوصلہ دیا کہ ثابت قدم رہو۔ ہم تمہاری قیادت میں جانیں دے دیں گے۔ مگر وہ سکھوں سے اس قدر ہراساں تھا کہ اہل وعیال اور مال زر لے کر بھاگ گیا اس کے باوجود اہل شہر نے سکھوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آخرکار سکھوں کو فتح ہوئی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

اسی طرح جب عبدالصمد خان گورنر لاہور نے دیکھا کہ گرو اپنی ضد پہ قائم ہے۔ تو ایک منصوبہ باندھا اور بندہ بیراگی کو پیغام بھیجا کہ ہم مغل بادشاہ سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ کیونکہ وہ سلطنت کے لائق نہیں آؤ تمہیں دارالخلافے میں لے جا کر سلطنت پر بٹھا دوں۔ وہ کور باطن اس دھوکے میں آ گیا۔ لیکن اس کے چیلوں نے اسے قلعہ سے باہر نہ جانے دیا اتنے میں اہل قلعہ فاقوں مرنے لگے۔ بہت سے بھوک سے تنگ آ کر قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر مسلمانوں سے روٹی مانگتے جب مسلمان انہیں روٹی دیتے تو وہ روٹی لینے کے لئے اس قدر جلدی کرتے کہ قلعہ پر سے گر کر مر جاتے۔ جب قلعہ والوں کا ناک میں دم آ گیا تو گرو نے مجبور ہو کر عبدالصمد خان سے صلح کر لی۔ عبدالصمد خان نے اس ملعون کو قلعہ سے نکال کر لوہے کے پنجرے میں بند کر کے اس کے سات سو چیلوں کو زنجیروں سے جکڑ کر دارالخلافہ کی راہ لی۔ جب سرہند پہنچا۔ تو گرو کے سر کے چاروں طرف آہنی سیخیں لگا دیں تاکہ سر کو اِدھر اُدھر نہ کر سکے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ننگی تلوار دے کر اس کے پاس کھڑا کر دیا۔ اور اس کے چیلوں کو نہایت بے عزتی اور رسوائی سے شہر

(بقیہ حاشیہ) انہوں نے سہارنپور شہر کو لوٹ کر برباد کر دیا۔ مسلمان خواتین نے عزت بچانے کے لئے کنوؤں میں چھلانگیں لگا دی اور جان دے دی ہے۔ بے دریغ قتل کرنے کے بعد بندہ بیراگی نے جلال آباد کے قلعہ دار کو للکارا۔ مگر اس نے بھاگنے کی بجائے سکھوں سے جنگ لڑی۔ سکھ اس کی ثابت قدمی کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر چند دنوں بعد پھر جلال آباد لوٹ آئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ جلال آباد اس کے باوجود سرنگوں نہ ہوا آخر بندہ بیراگی تنگ آ کر اگست ۱۷۱۰ء کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔

ان کامیابیوں کے بعد بندہ بیراگی نے جالندھر دوآب اور باری دوآب کے سکھوں کو حکم دیا۔ کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔ چنانچہ سکھوں کا ایک زبردست لشکر تیار کر کے ۱۷۱۰ء کو جکود پر قبضہ کر لیا۔ پھر بٹالہ اور کلانور پر قابض ہو گئے ان شہروں کی لوٹ مار نے سکھوں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

میں پھرایا۔جب سرہند کے باشندوں نے گرو کو اس ذلت کی حالت میں دیکھا تو نہایت خوش ہوئے۔ اور پھولے نہ سماتے تھے۔کیونکہ اسی کے ہاتھ سے انہوں نے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائی تھیں۔سرہند کے لوگ گرو کو گالی دیتے اور پتھر مارتے تھے تین روز سرہند میں رہ کر اس ملعون کو دارالخلافہ میں پہنچایا گیا۔لیکن نہایت بے عزتی و رسوائی سے اور

(بقیہ حاشیہ) کو دولت سے مالا مال کر دیا۔مشرقی پنجاب پر قبضہ مکمل کرنے کے بعد سکھوں نے لاہور پر حملہ کر دیا۔ لاہور کے نائب حاکم اسلم خان نے لاہور کا پوری طرح دفاع کیا۔اس زمانہ میں لاہور پر شاہ عالم کا بیٹا معزالدین حکمران تھا۔اگرچہ مغل فوجیں لڑنے کو تیار نہ تھیں مگر اہل لاہور نے اس سکھ حملہ کو روکنے کے لئے ہندو مسلمان جمع ہو کر مقابلہ میں ڈٹ گئے اور ایک حیدری فوج تیار کر کے اکبر کے وزیر راجہ ٹوڈر مل کے پوتے راجہ پیرامل کی قیادت میں مقابلہ کیا۔مگر شکست کھا کر شہر کو سکھوں کے حوالے کر دیا۔سکھوں نے نہ صرف لاہور کو غارت کیا۔بلکہ لاہور کے مضافات کو دُور دُور تک لوٹ لیا۔اس صورت حال کو مغل حکمران، بہادر شاہ نے پہلی بار ۳۰ مئی ۱۷۱۰ء کو ذاتی طور پر محسوس کیا۔اس نے لوٹے ہوئے قافلوں اور تباہ شدہ شہروں پر غور کیا تو اسے سخت صدمہ ہوا۔اس نے بذات خود پنجاب پہنچ کر سکھوں کی قوت کو توڑنے کا فیصلہ کیا۔ان دنوں بہادر شاہ کا وزیر اعظم منعم خان تھا۔اس نے مشورہ دیا۔کہ بادشاہ پایۂ تخت پر رہے۔اور میں دوسرے سپہ سالاروں کے ساتھ سکھوں کو سبق دوں گا۔اور بندہ بیراگی کو زندہ گرفتار کر کے پیش کر دوں گا۔مگر بہادر شاہ بذات خود فوج کی کمان کرنا چاہتا تھا چنانچہ ایک زبردست لشکر تیار کر لیا گیا۔بہادر شاہ ۲۷ جون ۱۷۱۰ء کو اجمیر سے پنجاب روانہ ہوا۔اس مہم کے مغل فوج کے بڑے سپہ سالار جن میں فیروز خان میواتی۔محمد امین۔قمرالدین خان۔زین الدین احمد خان اور کوکلتاش جیسے نامور جرنیل موجود تھے۔۲۲ اکتوبر ۱۷۱۰ء کو بادشاہ سونی پت کے میدان میں خیمہ زن ہوا۔ چنانچہ سکھوں سے پہلا تصادم ۲۶ اکتوبر کو اتیس گڑھ میں ہوا۔سکھ اب پسپا ہونا شروع ہوئے۔مسلمانوں نے سرہند کو سکھوں سے خالی کرا لیا۔اور ارد گرد کے علاقوں سے سکھوں کو مار بھگایا۔اب سارے سکھ قلعہ لوہ گڑھ میں جمع ہو گئے۔بندہ بیراگی مغربی پنجاب میں لوٹ مار کر رہا تھا۔مغل فوج کی آمد پر وہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

اس کے چیلوں کے سروں پر لکڑی کی ٹوپیاں پہنا کر شہر میں لایا گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت عذاب دے کر قتل کرو۔ پہلے اس کے شیر خوار بچے کو اس کی گود میں قتل کر کے اس کا جگر نکال کر گرو کے منہ میں دیا۔ اس نے کہا اس بچے کی کیا تقصیر ہے انہوں نے کہا مسلمانوں کے اس قدر بچوں کا کیا قصور تھا۔ جنہیں ان کی ماؤں کے پیٹ پھاڑ کر تو نے نکالے اور ذبح کئے۔ بعد ازاں گوشت کو ریزہ ریزہ کر کے ہزار ہا تکلیف سے اسے قتل کیا۔ اور اس کے چیلوں کو بھی یہی گت بنائی۔ گرو کے قتل ہونے سے مسلمانوں میں اعتماد قائم ہو گیا۔ دوگانہ شکر بجا لائے اور حضرت خلیفہ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے روانہ کئے۔ آپ بھی اس ملعون کے قتل سے نہایت خوش ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ) لوہ گڑھ کے قلعہ میں آ گیا۔ اب بادشاہ ساڈھورا پہنچ چکا تھا۔ یہاں سے سکھوں کو ساڈھورا کے سادات نے نکال دیا وہ بھی لوہ گڑھ میں جمع ہو گئے۔ اب مغل فوجوں نے لوہ گڑھ کے قلعے کی سخت ناکہ بندی کر لی۔ اور محاصرہ تنگ کرتے گئے۔ حتیٰ کہ سکھ قلعہ تک محدود رہ گئے قلعہ کے باہر سکھوں کی دفاعی چوکیوں کو اکھاڑ دیا گیا ضرورت کی کوئی چیز قلعہ کے اندر نہ جانے دی گئی محصورین بھوک اور پیاس سے تنگ آ گئے انہوں نے بیل۔ بھیڑ۔ بکری حتیٰ کہ مردار تک کھا کر وقت گزارا۔ محاصرہ لمبا ہوا۔ سکھ تنگ آ گئے۔ وزیر اعظم منعم خاں نے قلعہ پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر بہادر شاہ نے اسے منع کر دیا اور حکم دیا کہ صرف محاصرہ کو تنگ کر دیا جائے اب سکھوں نے تنگ آ کر قلعہ سے گولہ باری شروع کر دی۔ مسلمان لشکر نے بھی آگے بڑھ کر حملہ کیا۔ سخت لڑائی ہوئی بے پناہ سکھ مارے گئے۔ مگر بندہ بیراگی گرفتار نہ ہو سکا۔ اس نے قلعہ سے بھاگ جانے کی کوشش کی۔ مگر سخت نگرانی سے وہ ایسا نہ کر سکا۔ ایک رات سکھوں کا ایک دستہ بندہ بیراگی کو ساتھ لے کر قلعہ سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پہاڑوں میں جا چھپا۔ قلعہ فتح ہوا۔ سکھوں کا زور توڑ دیا گیا۔ مغل دستے بندہ بیراگی کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ اسی دوران (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ شیخ محمد زبیرؒ کو قطبیت کی بشارت

ایک روز حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت محمد صدیقؒ کے خلیفہ شیخ محمد معظم نے اپنے پیر کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ محمد زبیر کے مرید اپنے پیر کو قطب و قیوم بتلاتے ہیں۔ یہ سخت گستاخی ہے کہ جناب کے حضور میں کسی اور سے اس منصب اعظم کو منسوب کریں۔ حضرت محمد صدیق نے صدق باطن سے فرمایا۔ کہ جب ہم دونوں اکٹھے ہوں مجھے یاد دلانا۔ جب ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کسی تقریب سے حضرت محمد صدیق کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو شیخ محمد معظم نے وہ بات حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو یاد دلائی۔ آنجناب اس جلیل القدر امر کے انکشاف کی طرف متوجہ ہوئے جب مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت سلطان الاولیاء اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف

(بقیہ حاشیہ) شاہ عالم بہادر شاہ اگست ۱۷۱۱ء لاہور پہنچا اور یہاں ہی فروری ۱۷۱۳ء میں فوت ہو گیا ڈاکٹر محمد باقر نے اپنی کتاب لاہور پاسٹ اینڈ پریزنٹ میں لکھا ہے کہ بہادر شاہ کے مرنے کے بعد کچھ عرصہ تک مغل بادشاہ پھر جنگ اقتدار میں الجھے رہے اور بندہ بیراگی کو ایک اور موقعہ ملا کہ وہ سکھ قوت کو اکٹھا کرتے اور اپنی شکست کا انتقام لے۔ چنانچہ وہ پہاڑوں سے نکل کر دوبارہ پنجاب کے میدانی علاقوں پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے تباہی و بربادی کی انتہا کر دی۔ مسلمان بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں کو سفاکانہ طور پر قتل کرتا گیا اور مساجد اور عبادت گاہوں کو جلاتا گیا۔ اس نے گورداسپور کا قلعہ مرمت کر کے مضبوط کر لیا۔ اور ساٹھ ہزار سکھ جنگجو جمع کر لیے اور ان سکھ لڑاکوں نے لاہور سے سرہند تک کا سارا علاقہ تہس نہس کر دیا۔

مغل تخت پر فرخ سیر (۱۷۱۳-۱۷۱۹ء) تک براجمان ہوا۔ تو اس نے سکھوں کے مظالم پر خصوصی توجہ دی۔ وہ ۱۱۲۸ھ / ۱۷۱۵ء کو مغل فوج لے کر پنجاب کی طرف بڑھا اور سکھوں سے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

لے جانے لگے۔ تو شیخ محمد معظم نے حضرت محمد صدیقؒ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں خوب توجہ کی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ منصب شیخ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے۔ کسی اور کو حاصل نہیں۔ جو شخص انہیں قیوم و قطب الاقطاب نہ مانے گا۔ وہ جنابِ الٰہی سے دور جا پڑے گا۔ حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کا انصاف دیکھو ؎

چو صدیق اکبر در و صدق دید　　　بہم نامِ خویشتن بر گزید

اس روز سے شیخ محمد معظم حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کے بڑے معتقد ہو گئے

(بقیہ حاشیہ) ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں لاہور کے گورنر عبدالصمد خان نے سکھوں کو شکست دے کر بندہ بیراگی کو گرفتار کر لیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا۔ دیوان (وزیر اعظم) اور چار ہزار سکھوں کو بھی گرفتار کر کے لے گئے۔ عبدالصمد خان نے سکھوں کے مظالم کے بدلے چار ہزار سکھ قتل کر دیئے۔ اور گورداسپور کے میدانی علاقے سکھوں کی لاشوں سے اٹ گئے۔ سکھوں کے سر کاٹ کر ان میں بھوسہ بھر دیا گیا اور انہیں نیزوں پر ٹانگ کر پنجاب سے ہزاروں قیدیوں کے ساتھ دہلی روانہ کیا گیا۔ عبدالصمد خان نے اس جلوس میں دو ہزار سر اور چار ہزار قیدی روانہ کئے۔ اس قافلے کی نگران کمانڈر کریا خاں اور قمرالدین خان کر رہے تھے۔

محرم ۱۱۲۷ھ / ۱۷۱۵ء کو یہ قیدی دہلی پہنچے۔ بخشی اعتماد الدولہ محمد امین خان کو حکم ہوا۔ کہ وہ شہر سے باہر جا کر ان قیدیوں کے منہ کالے کر دے اور ان کے سروں پر لکڑی کی ٹوپیاں پہنا دے اور اس طرح سکھوں کو دہلی کے لوگوں کے سامنے لایا گیا تاکہ ان کی دہشت ختم ہو سکے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بندہ بیراگی۔ اس کے بیٹے اور تین سکھ سالاروں کو قلعہ میں بند کر دیا جائے۔ اور باقی سکھوں کو دو دو سو کر کے دہلی کے چوکوں میں قتل کیا جائے آخر کار بندہ بیراگی۔ اس کے سات سالہ بیٹے اور سپہ سالاروں کو بھی سر عام قتل کر دیا گیا۔ اور اسے بتایا گیا کہ یہ تمہارے ان مظالم کا صلہ ہے جو تم سارے پنجاب میں مسلمان بچوں۔ عورتوں اور عام لوگوں کو تہہ تیغ کرتے رہے ہو (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلاطین اور علماء حاضری دیتے ہیں

کامل عقل والے سخن پرداز اور صاحب فضیلت معنی طراز اشخاص نے بات کی یوں شیرازہ بندی کی ہے کہ صبح نفس معنی رسوں نے اور اک کامل اور ابلاغ فاضل سے کوئے ضلالت کے کور باطنوں کے لئے شاہراہ حق شناسی راست کیش اور نیک نہادی پر ہدایت کا چراغ رکھ کر کمالات صوری و معنوی کے مقبول اور اندرونی و بیرونی تجلیات کے مظہر ہوئے ہیں ؎

روشن گہراں در بطن سرور بخشند — در جلوہ گری جملہ جہاں جلوہ پہ بخشند

والا مناقبت۔ شفا بخش بیماران بادیہ ضلالت۔ ہادیٔ گم گشتگان زاویۂ ذلت۔ عارف محقق۔ کامل مدقق۔ مظہر تجلیات جمالی و جلالی۔ مورد کرامات عالی متعالی آفتاب عالمتاب۔ منبع عبادت و عرفان۔ بہار گلزار دین و ایمان۔ پیر پیران۔ ملجاء عالمیان دستگیر درماندگان۔ محمود الاصفیاء مکارم الاتقیاء سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ، الہامات الٰہی کی تائیدات سے مسند ارشاد اور وسادۂ اجلال پر جلوہ افروز ہو کر کارخانہ ایجاد کی زینت کو بڑھانے والے۔ محافل عظمت کی شان کو دوبالا کرنے والے۔ جلوہ افروز عالم و عالمیان۔ اور رونق آرائے جہاں و جہانیاں ہوئے اس سعادت آمیز وقت میں گلزار زمانہ نقش و نگار سے شاداں تھا۔ بہار معنی کے باغبان اور گلستانِ نکتہ دانی کے

(بقیہ حاشیہ) نواب عبد الصمد دلیر جنگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھے اور قرون اولیٰ کے مجاہدین صحابہ کی طرح صبح اگر میدان جہاد میں ہوتے تو رات مصلیٰ پر کھڑے کھڑے گزارتے۔ زکریا خان عبد الصمد دلیر جنگ کا بیٹا تھا جو اس کے بعد لاہور کا ناظم ہوا۔ قمر الدین خان وزیر اعظم ہند اور زکریا خان آپس میں سمدھی تھے زکریا کا بیٹا یحییٰ خان قمر الدین کا داماد تھا۔ رضی شیرازی

www.maktabah.org

خوش الحان بلبل کو تازہ رونق اور بشاشت حاصل ہوئی۔ جہان بمنزلہ باغ نشو و نما پارہا تھا۔ مدارج عظمت کے باغ اور مراتب مکرمت کے بوستان میں چاروں طرف سے خلقت گول سرچکورا اور موروں کی طرح خیابان میں جلوہ افروز تھیں اور صوفی نہاد قمریوں کی طرح شوق کے نعرے مار رہے تھے ؎

گل کردہ بہار عشق سازاں — جوشید دماغ عشق بازاں
از جلوۂ او بہفت اقلیم — دو چند ہزار تخت و دیہیم

جہان کی چھ طرفوں سے بلند اقبال بادشاہ، صاحب حال صوفی اور تمام چھوٹے بڑے اس مرشد زمانہ۔ قیوم زمان۔ والیئے ملک عرفان کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ سن کر جوق در جوق امڈے چلے آتے تھے۔ خلق اللہ کی کثرت ہجوم سے بادشاہوں کو بھی آنحضرت کی کرامت مآب جناب میں ہزار وقت سے داخل ہونا نصیب ہوتا۔ آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے لوگ مغرور و مفتخر ہوتے تھے۔ اس چمن روزگار کی نوبہار اس عالی نژاد کے ارشاد کی نسیم کے فیض سے خوشۂ پروین و ماہ سے بھی زیادہ شگفتہ تھی ؎

چوں از دم باد نوبہاری — گل بر سر شعلہ زد عماری
بر دست صبا نگار بستند — پیرایہ نو بہار بستند
دَوراں بہ بہار رنگ و بو داد — گلدستہ بدست آرزو داد
زانگونہ کہ ابر در چکانی! — کز مغز خرد چکد معانی
بہ سرو چمن بباد شبگیر — دشت تبت و بہار کشمیر
بادِ سحر و ترانہ ہمدوش — بُوئے گل و مُل بہم در آغوش
بستند بہ نو بہار آئیں — شد ہند نگار خانہ چیں
طاؤس چمن بجلوہ سازی — بلبل ز جنوں بہ شعلہ بازی
خضرائے زمیں شگفتہ گل گل — در سایہ گل رمیدہ سنبل

www.maktabah.org

سوری وسمن بہم نشستہ — بر ساعد لالہ پارہ بستہ
سنبل کف پائے سرو بستاں — خلخال بپائے نوعروساں
گل را بکفِ نگار پیوند!! — مشاطۂ صبح را حنا بند
نو کردہ بہار عشق دیریں — پیچیدہ صبا بہ شاخ نسریں
گلبرگ چکاند چشمۂ نوش — فوارۂ غنچہ آتشیں جوش
مرغانِ چمن بہ نکتہ دانی — چوں برہمناں وید خوانی
بردند بنفشہ را بہ تعجیل — کہ ایں جا نہد جامہ در نیل
آب از لبِ جوئے نغمہ پیوند — بر سوسن دہ زباں زباں بند
از سبزۂ تر بہ چشم بیناں — مستانہ ہوا شکستہ بیناں
سرگوشئ گل بدوش شمشاد — بر مرغِ چمن کشاد فریاد
گل پردۂ شرم درکشیدہ — بلبل دمِ گرم برکشیدہ
در مطلع ایں چنیں بہارے — کاورد فلک بہ روزگارے

اس سعادت قراں۔ بہجت تواماں میں دستگیر بیکساں ملجاء مریداں مقبول الانام۔ مکارم الاصفیاء سلطان الاولیاء محامداوصاف کریمہ خلوت وجلوت میں کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی سے ہر روز ہزار ہا آدمیوں کو صحرائے گمراہی کی حیرانی و پریشانی سے نکال ان کی رہنمائی کرتے تھے ؎

زہے قیوم ظل اللہ سبحاں — ہدایت بخش گمراہان خذلاں
ہمی مرہم دل بشکستہ مجروح — زطوفانِ ولایت کشتئ نوح
درآمد در عبادت جملہ اشیاء — بدرگاہ شہ خورشید سیما
درآمد رحمتِ حق اندر آں دم — دولئے تو منم لے قطب عالم
دگر بار آمد ندائے حق بدرگاہ — زمن بشنو سریر فیض را شاہ۔

www.maktabah.org

چراغِ راہ گمراہاں تو باشی — مریداں را ز دستِ تو مناصی
بفرمانِ ندائے غیب سلطاں — عمل کردہ بجا آوردہ فرماں
ہمہ ذرات عالم شاد فرخ — مبارک باد میموں باد فرخ
ہمہ طائر پذیراں را شباہا — دعا کردند بر سلطانِ جاہا
ہمہ گشتہ نثارِ سرورِ دیں — چہ طاؤس و کبوتر، باز و شاہیں
ہمہ حیواں نثارِ شاہ گشتند — بہم گاؤ و غزالاں شیر مستند
ہمہ عالم باطرافش دویدند — ز افلاک ملائک صف کشیدند
شدندش جمع در درگاہِ والی — گناہِ جملہ مردم شد معافی
مرید معتقد گشتند شہ را — نثاراں گشت فرق مہر و مہ را
عفو آمد عفو بر حضرت شاہ — درخشندہ برنگِ صورتِ ماہ
ولایت را بلند آوازگی داد — کرامت زو گرفتہ فیض ارشاد
بہ قیومی شفاعت باز کردہ — طفیلِ تو جہاں گلزار کردہ
باوصافِ کرامت شہرہ یافت — بسا اہلِ کرامت را برانداخت
بہ ہر جا شیخ و زاہد مے شنیدی — بہ شب رختِ اقامت میکشیدی
مریدے گشت در عالی جنابی — سپہرِ معرفت را آفتابی
مطیعِ اوست ہر جا شیخ و زاہد — بود میعادِ ہر جا ہست عابد
سگِ درگاہ آں شاہنشہِ دیں — شرف دارد بر شیرانِ خونیں
کمال الدین یوسف شاہِ اعلیٰ — زدہ گردوں بر اوجِ کوس والا
کراماتش چہ ساں تحریر سازم — ز شرمِ خود سیاہی میگدازم
بفضلِ کن لکارِ ما بالفضل — ز باغِ خود بیں ایں بلبلِ گل
چراغ از غیب نہ تا راہ بینم — گلِ باغِ ہدایت را بچینم

www.maktabah.org

حضرت کا جاہ وجلال: آنحضرت کا جاہ وجلال اس قسم کا تھا کہ جناب کی مجلس مبارک میں بڑے بڑے امیر اور بادشاہ دم نہیں مار سکتے تھے۔ اور نہ ایک دوسرے سے کلام کرتے تھے بلکہ نقش بہ دیوار کی طرح بیٹھے رہتے تھے۔ جب کبھی آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ یا کسی شخص سے کچھ پوچھتے تو وہ اس طرح سٹ پٹا جاتا۔ کہ جواب دینے کی سکت ان میں نہ رہتی زبان میں لکنت آجاتی۔ اگر اتفاقاً بیٹھے ہوتے تو بڑی جلدی سے ادباً اُٹھ کھڑے ہوتے اور آنحضرت کی تعظیم کے لئے اپنے آپ کو اس قدر جھکاتے کہ ان کا سر زمین تک پہنچ جاتا جب تک آپ بیٹھنے کے لئے حکم نہ دیتے اسی ہئیت میں کھڑے رہتے۔ اس قبلہ دوجہاں کے حضور میں بیٹھنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ صرف وہ شخص بیٹھتا جسے حکم ہوتا جب آپ لوگوں کی طرف نگاہ کرتے۔ تو لوگ بے اختیار ہاتھوں کو سر پر رکھ کر تعظیم کرتے۔ آنحضرت کے فرزند بھی دوسروں کی طرح ڈرتے رہتے انہیں بھی بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ اور نہ ہی اجازت بغیر بے تکلف بیٹھ سکتے تھے۔ جب آپ خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لاتے۔ تو اثنائے راہ میں مرید اور امیر لوگ اپنی عمدہ عمدہ چادریں اور شالیں غرضیکہ اپنا لباس فاخرہ آنحضرت کی راہ میں بچھاتے آنحضرت اس فرش پر سے گزر کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے جاتے بعد ازاں لوگ اس لباس کو بطور تبرک رکھ لیتے۔ اور اس پر فخر کرتے کہ آپ نے اس لباس پر اپنا قدم مبارک رکھا ہے۔ آنحضرت کی مسند سے لے کر مصلّے تک تمام فرش ہی فرش ہوتا۔ علاوہ ازیں اُٹھتے بیٹھتے وقت بھی لوگ ایسا ہی کرتے۔ سلطنت کے اراکین عظام آنحضرت کو نعلین پہنانے کے لئے ایک دوسرے کو زر کثیر دے کر اس کی باری خرید کر لیتے۔ پھر بھی نصیب نہ ہوتا۔ کسی شخص کی جرات نہ تھی کہ آنحضرت کے دولت خانہ کے پاس سے سوار ہو کر گزرے۔ جب دور سے دیکھتے تو پاپیادہ ہو جاتے اور نہایت

www.maktabah.org

تعظیم و تکریم کے ساتھ دولت خانہ کے پاس سے گزر جاتے۔ پھر دور جا کر سوار ہوتے حالانکہ خانقاہ شارع عام میں تھی۔ لیکن کسی کو سوار ہو کر گذرنے کی جرأت نہ تھی۔ ہر اعلیٰ ادنیٰ خواہ مرید ہوتا یا غیر مرید آنحضرت کی سواری کے وقت سامنے سے سوار ہو کر نہ آتا۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جن امرا کی سواری میں ہزار ہزار سوار تھے۔ وہ بھی آنحضرت کو دور سے دیکھ کر بے اختیار پا پیادہ ہو لیتے۔ کسی شخص کے لئے آنحضرت کی سواری نہ ٹھہرتی۔ خواہ کیسا ہی امیر کیوں نہ ہوتا۔ بڑے بڑے امیر آنحضرت کی سواری کے ساتھ عوام الناس کی طرح پیدل چلتے۔ آنحضرت کی سواری کے وقت شہر و بازار میں وہ شور و غوغا ہوتا کہ بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہ ہوتا تھا۔ آنجناب کے حضور میں کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ امرا کی تعظیم کرے۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے نوکر بھی تعظیم نہیں کرتے تھے۔

مغل وزیر اعظم زیارت کو حاضر ہوا:۔ ایک روز میں (مصنف) بیٹھا ہوا تھا۔ کہ خبر آئی کہ سلطان ہند کا وزیر اعظم زیارت کے لئے آتا ہے۔ آنحضرت نے تامل کے بعد فرمایا۔ کہ آنے دو آنحضرت کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جب کوئی رئیس یا امیر زیارت کے لئے آتا تو پہلے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی جاتی۔ اگر حکم ہوتا تو اسے آنے دیتے ورنہ واپس چلا جاتا۔ اگر آتا تھا۔ تو دیر تک آنحضرت اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بعد ازاں جب متوجہ ہوتے تو صرف ایک آدھ بات سُن کر اسے رخصت کر دیتے تھے۔ جب وزیر اعظم آنحضرت کی بارگاہ قیومیت میں داخل ہوا۔ تو اس کے ملازم جو پہلے ہی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ اس کی تعظیم بجا نہ لائے۔ دیر بعد آنحضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کچھ اپنے مطالب عرض کئے۔ لیکن آنحضرت نے جواب نہ دیا۔ آخر دو تین نصیحتیں کر کے رخصت کر دیا۔ اس نے پھر اپنے مطالب عرض کئے تو بھی آنجناب نے پرواہ نہ

www.maktabah.org

کی۔ آخر اس نے بڑے مخدوم زادہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ موقع پا کر ان کے جوابات حاصل کریں۔ اور تبرک کے طور پر کچھ لے لیں۔ مخدوم زادہ بھی ڈر کے مارے عرض نہ کر سکے۔ اور نہ ہی تبرک کے طور پر کچھ لے سکے۔

حضرت شیخ محمد زبیر کی مجلس:۔ ایک شخص نے مجھ (مصنف) سے بیان کیا۔ کہ میں ایران۔ توران اور ہندوستان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں کی مجلسوں میں اکثر رہا ہوں۔ اور مشائخ کے احوال کی کتابیں بھی مطالعہ کی ہیں۔ لیکن اس قسم کا بے اختیاری ادب اور تواضع و تعظیم جو حضرت شیخ محمد زبیر کا ہوتے دیکھا ہے۔ نہ کسی بادشاہ کا ہوتے دیکھا نہ مشائخ سلف کا ہوا سُنا۔ واقعی جیسا اس نے بیان کیا ایسا ہی تھا۔ میں (مصنفؒ) نے امرا اور بادشاہوں کی اکثر مجلسیں دیکھی ہیں اور گذشتہ مشائخ کے احوال کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس قسم کا ادب نہ دیکھا نہ سُنا یہ آنحضرت کا خاصہ تھا۔ بلکہ بعض قصداً آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اس قدر تعظیم نہیں کریں گے۔ لیکن جب آنحضرت کی زیارت کی۔ تو دوسروں کی طرح آداب بجا لائے۔ اور اپنے خیال سے توبہ کی۔

طریقہ ارشاد سلوک:۔ آپ کی کثرت ارشاد اس درجہ تھی۔ کہ امت محمدیؐ کے کسی شیخ کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ کسی مورخ نے کسی بابت کسی کتاب میں لکھا ہے۔ البتہ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس درجہ کا تھا۔ دنیا کے مختلف حصّوں سے اس عالم پناہ کی بارگاہ میں خلقت اس کثرت سے حاضر ہوتی کہ اس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ جن مشائخ کبار کے ہزارہا مرید تھے وہ اپنی شخصیت ترک کر کے آنحضرت کے مرید ہوتے تھے۔ اور ہر روز سینکڑوں آنجناب کے دستِ مبارک پر توبہ و انابت کر کے شرف سعادت سے مشرف ہوتے جو لوگ آپ کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کرتے آنحضرت انہیں ایک ہفتے بعد توجہ اور نسبت

www.maktabah.org

کا اتفاق ملتے ہر روز سو سے زیادہ آدمیوں کو توجہ دیتے تھے۔ پس اس حساب سے سات روز میں ہزار کے قریب آدمی ہو جاتے ہیں۔ جو آنحضرت کی خانقاہ میں موجود رہتے تھے۔ ان کے علاوہ کئی ہزار خانقاہ سے باہر رہتے تھے۔ ان کے بغیر جو خلافت سے مشرف ہو کر چلے جاتے وہ جدا ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ گذشتہ و آئندہ مشائخ میں سے کسی کا ارشاد اس قدر نہیں ہوا۔ یہ کثرتِ ارشاد صرف آنحضرت کو حاصل تھی۔ اسی واسطے آنحضرت کو جنابِ الٰہی سے الہام ہوا۔ کہ تم اس اُمّت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ یعنی آئندہ کوئی ایسا شیخ نہیں ہوگا ؎

ہم چو قطبے در زمانہ ہم چو احسان در کلام　　بعد ازیں ہرگز نہ بیند صبح و شام

حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شاہ شام کا عریضہ

جس سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے جدِ امجد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے۔ اسی سال شیخ مراد شامی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہم عمر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مُرید کرایا۔ آنحضرت نے انہیں دنوں اسے خلافت عنایت کر کے ملک شام میں بھیج دیا۔ اس ملک میں اسے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اور اس کی مشیخت کا بہت کچھ رواج ہو گیا۔ ملک شام کے تمام چھوٹے بڑے اعلیٰ ادنےٰ اس کے معتقد و مُرید ہو گئے۔ لیکن بہ سبب مفارقت اور درازیئے فاصلہ اس کے اعتقاد میں کچھ فرق آ گیا۔ اپنے آپ کو آنحضرت سے مستغنی سمجھنے لگا ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کے حلقہ میں یاروں سمیت بیٹھا تھا۔ کہ اپنے باطن

www.maktabah.org

کو بہت کچھ مکدر پایا۔ بہتیرا حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا۔ لیکن فیض کا اثر ظاہر نہ ہوتا۔ جن مُریدوں کو القا کرتا انہیں بھی کشائش باطنی حاصل نہ ہوتی۔ اس واسطے بہت گھبرایا اور نہایت عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں اپنے باطن کی ترقی کے لئے التجا کی۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ شیخ محمد زبیر اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہے اور اہل عالم کا قبلہ توجہ ہے۔ تو اس کا مرید ہو کر اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ تیرے باطن کو کیونکر ترقی نصیب ہو۔ جو شخص اپنے آپ کو قیومِ وقت سے مستغنی سمجھتا ہے اس کا دین و ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ شیخ محمد نے اسی وقت حد سے زیادہ توبہ و توجہ کی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب سے فیض کا منتظر ہوا۔ آنحضرت کی طرف توجہ کرتے ہی اس کے باطن میں ترقی پیدا ہوئی بعد ازاں ایک عرضی معہ تحفہ و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں بھیجی۔

بادشاہ شام کا ایک خیال:۔ والئے شام نے صرف یہ خیال کیا تھا۔ کہ میں انبیاء کے مزارات اور بیت المقدس کی خدمت کرتا ہوں۔ مجھے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ چند سپاہی اسے پکڑ کر لوہے کے ڈنڈوں سے مار پیٹ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم قطب الاقطاب و قیومِ زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ محبوب خدا ہے اور تمام اولیا اس کے محتاج اور اس کے فیض برکات کے منتظر ہیں۔ جو شخص اس کا معتقد اور اس کی قیومیت کا قائل نہیں ہوتا۔ وہ فیض الٰہی سے محروم اور غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی صبح والئے شام شیخ محمدؒ کے پاس آکر اپنے کہے سے تائب ہوا۔ اور غائبانہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کا مرید ہو گیا ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز و بیعت معہ تحف و ہدایائے شام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت

www.maktabah.org

میں بھیجی۔ جب شیخ محمد اور والیٔ شام کے قاصد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت نے ان دونو کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفے ہدیئے قبول فرمایئے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ، کے یار مخصوص حاجی سعادت اللہ ملک شام میں شیخ محمدؒ کے پاس گئے۔ مدت تک وہاں رہ کر پھر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ شیخ محمد حد سے زیادہ آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہے۔ چنانچہ اس کی آرزو تھی۔ کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث حج کے لئے تشریف لائے تھے اور میرے باپ نے استقبال کیا تھا۔ اسی طرح اگر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، حج کے لئے تشریف لائیں۔ تو میں آنحضرت کا استقبال کروں اور یہ محل اور مکانات آنحضرت کی رہائش کے لئے نذر کر رکھے ہیں۔ لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

میرے (مصنف) چچا شیخ محمد برکت اللہ ملک شام میں گئے۔ تو شیخ محمد اور والیٔ شام نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھ کر حد سے زیادہ آپ کی خاطر تواضع کی۔ شیخ محمد برکت اللہ شام ہی میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار نہایت پُر تکلف بنایا گیا۔ شیخ محمد اور ملک شام کے اور بڑے بڑے آدمی ہر سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں اپنی اپنی عرضداشت معہ تحف و ہدایا ارسال کرتے ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں شاہ روم کی عرضداشت

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کے خلیفہ شیخ مراد شامی کے دو لڑکے تھے ایک شیخ محمد جو باپ کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھا اور تمام شام و روم کے لوگ اسی کے مرید ہوئے

www.maktabah.org

بادشاہِ روم بھی اس کا معتقد تھا۔ چنانچہ تمام چھوٹے بڑے کام اسی کے مشورے سے کرتا۔ دوسرے بیٹے کا نام شیخ مصطفےٰ تھا۔ جو بادشاہ روم کا وزیر تھا۔ اور تمام سلطنت روم اسی کے اختیار میں تھی۔ جو چاہتا کرتا۔ یہ دونوں بھائی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید تھے۔ شیخ محمدؒ کو آنحضرت نے خلافت دے رکھی تھی۔ مصطفےٰ کو اپنے باپ سے خلافت عطا ہوئی تھی۔ جب اِن دونوں بھائیوں نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں تو مصطفےٰ نے سلطان روم کو کہا۔ کہ تمہارے باپ دادا اِسی خاندان کے مُرید تھے۔ تم بھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہو جاؤ۔ اور آنحضرت سے دعا و توجہ طلب کرو تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو۔ آنحضرت اس وقت اہل عالم کے قبلہ توجہ ہیں۔ بادشاہ نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ مصطفےٰ نے دوسرے روز پھر کہا۔ بادشاہ نے کہا میں حرمین الشریفین کی خدمت کرتا ہوں۔ اور بیت المقدس اور مزارات انبیاء کی خدمت میرے سپرد ہے۔ میری سلطنت کا استقلال ان کے طفیل ہے۔ میں پھر کسی کا مرید کیوں بنوں۔ مصطفےٰ یہ سُن کر اس سے بیزار ہو گیا اور اس کے پاس سے اُٹھ کر گھر چلا آیا اور وزارت کا عہدہ چھوڑ دیا۔ ایک رات بڑی عاجزی سے بارگاہ الہٰی میں التجا کی کہ اے پروردگار! اگر حضرت محمد زبیر قیومِ وقت ہیں تو اس بادشاہ کو کوئی نشانی دکھلا۔ اُسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام انبیاءؑ کرام معہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں بیٹھے ہیں اور حضرت سلطان الاولیاء بھی اس جگہ موجود ہیں۔ تمام انبیاء مجھے جھڑک کر فرماتے ہیں کہ محمد زبیر کی خدمت کیوں نہیں کرتے۔ وہ تو قیومِ وقت اور قطب الاقطاب اور محبوبِ پروردگار ہے جو شخص اس کا معتقد نہیں وہ فیض الہٰی سے محروم ہے پھر ان کا کان اینٹھ کر کہا۔ کہ یاد رکھو اس کی خدمت کرنا ہو گی۔ صبح بادشاہ نے مصطفےٰ کو بلا کر رات کا خواب سُنا اور اپنے کہے سے توبہ کر کے ایک عرضی دوبارہ عجز و نیاز معہ تحف و ہدایا جناب قیومیت

www.maktabah.org

مآب کی خدمت میں ارسال کی۔

درویش محمد شاکر بیعت ہوئے:۔ اسی سال ایک صاحب حال درویش محمد شاکر نام آنحضرت کا مرید ہوا۔اس نے مجھ (مصنف) سے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا۔کہ ایک روز میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔کہ خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو۔تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت شیخ محمدؒ زبیر کے مرید بنو۔میں خواجہ صاحب کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ایک روز میں آنحضرت کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔کہ اچانک میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی طرف متوجہ ہوا اور آنجناب سے فیض باطنی کا منتظر ہوا۔اتنے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر ظاہر ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کے سر اور منہ کو چوم کر فرمایا ؎

درانجمن کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست   چہ جائے دم زدن نافہ ہائے تاتاریست

بعد ازاں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، ہے وہیں میں ہوں۔تم کیوں ان کے حضور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف خیال کرتے ہو۔میں نے توبہ کی اور آئندہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

اسی سال ایک عزیز جن کی پیشانی سے آثار ہدایت اور انوار سعادت نمایاں تھے احمد آباد سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔اس نے بھی مجھ (مصنف) سے اپنے مرید ہونے کا سبب بیان کیا جو حسب ذیل ہے۔

میں خدا طلبی کے لئے فقرا اور گوشہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ایک دفعہ میں نے سنا کہ ایک درویش پہاڑ میں رہتا ہے جس نے خلقت کی آمد و رفت کا دروازہ اپنے لئے بند کر رکھا ہے۔اور عشرت پر عزت کو ترجیح دے رکھی ہے۔میں

www.maktabah.org

منزلیں طے کر کے اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فیض کے لئے التماس کی تو اس نے کہا کہ میں تجھے قطب الاقطاب کے پاس بھیجتا ہوں۔ جاؤ شاہجہاں آباد میں جا کر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید بنو۔ جو اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں اور تمام اولیا انہیں کے فیض برکات کے منتظر ہیں ؎

دریں زمانہ اگر مدعائے خود خواہی　　در آبدریکہ فیاض حضرت ایں شاہی

اور میرے حق میں توجہ و دعا کے لئے التماس کرنا۔ میں اس بزرگ کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔

اسی سال شیخ عبد الاحد المعروف بہ شاہ گل جو حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں کے سردار تھے اور جنہوں نے اپنے باپ اور چچا یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے کمالاتِ باطنی حاصل کر کے خلافت پائی تھی اور نہایت صاحبِ کمال تھے۔ اس دارفانی سے کوچ کیا۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا "گل بجنت رسید" پھول باغ میں پہنچ گیا۔ خود بنفس نفیس آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیج دیا۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بڑی خانقاہ میں حوض کے اوپر مدفون ہوئی۔ آپ کے مرقد پر ایک حجرہ تعمیر کیا گیا۔ شیخ عبد الاحد شعر خوب کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا دیوان اور مثنوی مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا تخلص "وحدت" تھا واقعی تخلص بھی عمدہ تھا۔ چنانچہ یہ شعر آپ کا ہے ؎

؏۱ ؎ مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے۔ کہ شیخ عبد الاحد اپنے والد خازن رحمت کی وفات کے بعد سجادہ مشیخیت پر مسند فرما ہوئے۔ تو ہزاروں لوگوں کو فیضیاب فرمایا۔ سلسلہ مجددیہ کو عالم اسلام میں عام کرایا۔ آپ کے مرید مکہ۔ مدینہ۔ عرب اور عجم کے اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے تھے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

در آبو حدت و بازیچہ دوئی بگذار — درونِ کعبہ دم از کعبتین بے اُدبی است[1]

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حافظ نور محمد سیالکوٹیؒ و شاہ گل کی حاضری

اس سال حافظ نور محمد سیالکوٹیؒ جو اپنے وقت کے ایک بڑے شیخ تھے۔ آنحضرت کے مرید ہوئے جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حافظ نور محمد صاحب پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ میر محسن کے مرید تھے۔ اور حضرت امام معصوم اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی فیض حاصل کر چکے تھے۔ غرضیکہ نہایت صاحب حال تھے۔ اور آپ کے ارشاد سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔ ایک روز حافظ صاحب نے بڑی عاجزی سے بارگاہِ الہٰی میں

---

[1]: یہ شعر اس طرح ہوگا۔

دو آبہ وحدت و بازیچہ دوئی بگداز

درونِ کعبہ دم از کعبتین بے ادبی است

رضی شیرازی

(بقیہ حاشیہ) آپ کی مجلس میں جو ایک بار آکر تائب ہوتا زندگی بھر گناہ سے دُور رہتا تھا۔ آپ کی وفات ۱۱۴۲ھ میں ہوئی۔

اگر حضرت شیخ عبد الاحد کی ۱۱۴۲ھ/ ۳۰-۱۷۲۹ء میں تو پھر حضرت خواجہ محمد زبیر کی قیومیات کا یہ تیرھواں سال کیسے ہوا۔ بلکہ یہ ۱۱۲۸ھ/ ۱۶-۱۷۴۵ء یا ۱۱۲۷ھ/ ۱۵-۱۷۱۴ء ہوگا۔ رضی شیرازی

www.maktabah.org

مناجات کی کہ پروردگار میں اِس زمانے میں تیرے کس دوست سے رجوع باطنی کروں۔ آپ کو الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کرو کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہے ؎

دراں دم شاد شد شکرِ خدا کرد　　ثنائے حق دراں ساعت ادا کرد

اپنے تمام مخلصوں اور مریدوں کو حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا لیکن خود بہ سبب ضعفِ بدن حاضرِ خدمت نہ ہو سکے۔ اِس مضمون کی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں بھیجی۔ کہ یہ بے پر و بال اس عالی خاندان کا تربیت یافتہ ہے۔ بہ سبب ضعف باطنی حاضر خدمت نہیں ہو سکتا۔ امید ہے کہ اس مسکین بے تسکین پر توجہ فرمائیں گے تاکہ حق تعالےٰ اسے باطنی استقلال عنایت فرمائے ؎

شہنشاہا خدایت کارساز است　　کہ او از بہر تو عالم نواز است

تو بنوازی تو بنوازی گدا را　　بر آری بہر حق حاجاتِ مارا

بخواہی ہر چہ از سبحاں بیابی　　توئی ملک کرامت کامیابی

جب حافظ نور محمدؒ کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنحضرت نے حافظ صاحب کے حق میں دعا و توجہ فرمائی۔ اور آپ کے باطن میں اپنی خاص نسبت کا القا فرما کر گڑھے سے نکال کمالات الٰہی کے اوج پر پہنچا دیا۔ اور قرب الٰہی کے انتہائی درجہ پر لے گئے۔ جب حافظ صاحب نے آنحضرت کی توجہ کا اثر اپنے باطن پر دیکھا، تو بعد شکر گزاری اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، نے اس کمزور بوڑھے کو از سرِ نو جوان کر دیا گیا ہے۔ میں آنحضرت کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جناب حافظ صاحب نے تیسرے سال قیومیت میں آنحضرت سے رجوع کیا۔ چونکہ اِس سال آپ کے اکثر یار آنحضرت کی خدمت میں پہنچے اس واسطے اُس سال میں مَیں نے لکھا ہے۔

www.maktabah.org

ایک روز جناب حافظ صاحب کا ایک یار آپ سے رخصت ہو کر سرہند کی طرف روانہ ہوا۔ حافظ صاحب نے پوچھا کہ کس ارادے سے وہاں جاتے ہیں۔ کہا میں شیخ عبدالاحد کے پاس جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہم حضرت محمد زبیر قیوم زمان رضی اللہ عنہ، کے معتقد ہیں۔ ان کی خدمت میں جاؤ یا جو کچھ ہم سے لیا ہے۔ واپس دو۔ آپ کا جو یار کسی اور کا معتقد ہوتا آپ اس سے قطع تعلق کر لیتے۔

اسی سال شاہ گلشن جو اپنے وقت کے بڑے شیخ خیال کئے جاتے تھے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا۔ کہ میں ایک روز صبح کی نماز کے بعد مراقبہ کے لئے بیٹھا تھا۔ کہ مجھے الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، قیوم وقطب وقت ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ ایک روز شاہ گلشن ایک مقام پر بیٹھے تھے۔ کہ اچانک شمال کی طرف دست بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور دیر تک کھڑے رہے۔ آپ کے تمام یار حیران رہ گئے۔ اور وجہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ شمال کی طرف سے نور عظیم آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جس سے تمام جہان عرش سے فرش تک منور ہو رہا ہے۔ اس واسطے میں بے اختیار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دیر بعد حضرت خلیفۃ اللہ اپنے ہزاروں یاروں سمیت شمال کی طرف سے نمودار ہوئے۔ شاہ گلشن نے اپنے یاروں کو فرمایا کہ جو نور شمال کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیتا تھا وہ اس عزیز الوجود کا نور تھا۔ اب وہ نور اس بزرگ کے سر پر دکھائی دیتا ہے بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی۔ اور آنجناب کے مرید ہو گئے اور اپنے تمام یاروں کو آنحضرت کے مرید کرایا۔ شاہ گلشن شعر نہایت نفیس کہا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور قابلیتیں بھی آپ میں پائی جاتی تھیں۔ علم باطنی میں بھی بہت بزرگ تھے

اسی سال سلطان محمود قندھاری نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض لکھی کہ ایران کی مہم میں میری فتح ونصرت کے لئے توجہ فرمائیں۔ اس قصہ کی

www.maktabah.org

اصلیت یوں ہے۔ کہ میرویس پٹھان نے جو قندھار کا رئیس تھا بہت سے پٹھانوں کو جمع کر کے باغی ہو گیا۔ اور حاکم قندھار نے کئی بار اس کا دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر وہ حاکم قندھار پر معہ مضافات غالب و قابض ہوا۔ اور سکّہ و خطبہ میں سے ایران کے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ اور بادشاہِ ہند کو لکھا کہ میں قندھار پر قابض ہو کر تمہارے ملک میں داخل ہو گیا ہوں۔ اگر خزانہ اور فوج سے میری مدد کرو تو میں ایران کو بھی لے لوں۔ چونکہ ان دنوں سلطنت ہند میں کوئی صاحب عزم نہ تھا۔ اس واسطے اس کے ایلچی کو ٹال مٹول میں رکھا اور اس بات کا بندوبست نہ کیا۔ آخر میرویس نے معلوم کر لیا کہ سلطنتِ ہند بہت کمزور ہو چکی ہے۔ ہند سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ آخر چاروں طرف سے پٹھانوں کو اکٹھا کر کے قندھار کے قریب کے علاقوں کو تاخت و تاراج کر ہی رہا تھا کہ اس کی اجل آپہنچی اس کا قائم مقام اس کا بھائی عبدالعزیز ہوا۔ اس نے بھی ایران کے گرد و نواح کو لوٹا۔ مدت بعد وہ بھی مر گیا۔ میرویس کا لڑکا محمود جو قابل حکمرانی تھا۔ باپ اور چچا کی جگہ حاکم ہوا چونکہ محمود صاحب ارادہ و بلند حوصلہ تھا۔ اس لئے تمام پٹھان قبیلوں کو جمع کر کے ایران پر حملہ آور ہوا۔ والیِٔ ایران بھی اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب محمود نے دیکھا کہ ایران کا لشکر بہت ہے فتح بآسانی نہیں ہو گی تو ایران کے چند ایک شہروں کو لوٹ کر واپس چلا آیا۔ اور اخون نعم سے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے سلسلے کا مرید تھا دعائے فتح کا خواستگار ہوا۔ اخون نے اس کے حق میں دعا کر کے اپنے مرید حاجی ولی خاں کو محمود کے ساتھ کیا۔ اخون نے اسے کہا۔ کہ تیری فتح کی چابی قطب الاقطاب کی دعا ہے محمود نے پوچھا قطب وقت کون ہے؟ اخون صاحب نے فرمایا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، اس وقت کے قطب ہیں۔ محمود نے آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دوسری مرتبہ ایران کا ارادہ کیا۔ اس دفعہ بھی محمود کو کامیابی نہ ہوئی۔ بہت دل تنگ

www.maktabah.org

ہو کر رات کے وقت وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی فتح کے لئے التجا کی۔ کچھ اونگھ سی آگئی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے بارے محمود! اگر اپنی فتح چاہتا ہے۔ تو شیخ محمد زبیر قطب جہاں و قیوم زمان رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان سے دعا کراؤ۔ دوسرے دن محمود نے اپنا ایلچی آنحضرت کی خدمت میں بھیجنا چاہا۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک صاحب تصرف اور صاحب خوارق و کرامات ظاہرہ و باہرہ فقیر رہتا ہے۔ محمود اکیلا اس بزرگ کی خدمت میں جا کر ملتجی ہوا۔ اس نے کہا تیری فتح قیومِ وقت کی دعا پر منحصر ہے۔ جو محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیومِ زماں رضی اللہ عنہ، ہے۔ محمود نے اسی وقت پوچھا کہ میرے لشکر میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کے مرید کون کون سے ہیں۔ آنحضرت کے ہزاروں مرید اس لشکر میں موجود تھے۔ اس وقت آنحضرت کے خلیفہ خواجہ فیض اللہ کا ایک مرید موجود تھا۔ اس کی وساطت سے خواجہ فیض اللہ کی طرف لکھا۔ کہ میری فتح کی دعا کے واسطے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں ایک عرضی لکھیں۔ اور خود بھی نہایت عجز آمیز عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ اور اپنے عمدہ آدمی جو آنحضرت کے مرید تھے۔ آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ خواجہ فیض اللہ نے بھی اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں عرضی لکھی۔ جب محمود اور خواجہ فیض اللہ کی عرضیاں آنجناب کی خدمت میں پہنچیں۔ تو آنحضرت نے اس کی فتح کے بارے میں توجہ بلیغ فرمائی۔ اور محمود کے ایلچیوں کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ جب یہ خوشخبری محمود نے سنی۔ تو قوی دل ہو کر لشکروں کو جمع کر کے ایران کے پایۂ تخت اصفہان کا رخ کیا۔ والیٔ ایران نے بھی اس کے مقابلہ کے لئے لبسملانہ حرکت کی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کی توجہ سے اس کے لشکر کو شکست ہوئی اور بھاگ اٹھا پٹھانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرنا شروع کیا۔ جو جہاں نظر پڑا

www.maktabah.org

اسی کا سر قلم کردیا۔ ایران کا بادشاہ پنجۂ تقدیر میں گرفتار ہو گیا۔ پٹھانوں نے تمام ایران کے زن و مرد اور بچوں تک سب کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے جتنے بے ریش تھے۔ سب کو تہ تیغ کیا۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ خصوصاً جمعہ کے روز جب محمود جمعہ کی نماز کے لئے جاتا نماز سے فارغ ہو کر قتل عام کراتا ہزار ہا رافضی اس کے سامنے لاکر قتل کئے جاتے۔ محمود اس فتح غیر معمولہ پر شکر الٰہی بجالایا اور تخت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ اور معہ تحف و ہدایا ایک عرضی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں لکھی۔ محمود نہایت عادل اور صالح مرد تھا۔ فقراء اور علماء کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ جو راہ حج رافضیوں نے اہل سنت وجماعت کے لئے بند کر رکھی تھی۔ جاری کی۔ جابجا کنوئیں کھدوائے۔ سرائیں بنوائیں۔ تاکہ حاجیوں کو آسانی ہو۔ ہر منزل پر اپنی طرف سے حاجیوں کی ضیافت مقرر کی۔ انہیں زاد راہ اور سواری بھی دیتا۔ جہاں کہیں رافضی رہ گئے ان پر جزیہ لگا دیا۔ پھر ہندوستان کی طرف کمر بستہ ہوا۔ کہ اسے بھی لے لوں۔ لیکن اس کی زندگی نے وفا نہ کی۔ جب ایران کے بندوبست سے فارغ ہوا۔ تو اجل نے آدبایا۔ اس کے بعد اس کا بھانجا اشرف تخت ایران پر بیٹھا۔ اشرف نے ایران کے آدمیوں پر اعتبار کر کے امور سلطنت ان کے حوالے کر دیئے۔ پٹھان اس وجہ سے بددل ہو گئے۔ اور بہت سے اس کی ملازمت چھوڑ کر قندھار میں آگئے۔ اور انہوں نے حسین کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اصفہان میں اشرف بادشاہ تھا۔ اور قندھار میں حسین۔ میرے (مولف) چچا شیخ محمد برکت اللہ ایران گئے۔ اشرف نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اور آپ کا مرید ہو گیا۔ آخر آپ حج کو گئے۔ اور وہاں سے ملک شام میں جاکر وفات پائی۔ جب پٹھان اشرف سے ناراض ہو گئے۔ تو اہل ایران نے خفیہ خفیہ اشرف کی بیخ کنی کی۔ حتیٰ کہ نادر نکل آیا۔ اور اس نے اشرف سے سلطنت چھین لی۔ اور قندھار حسین سے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ ستائیسویں سال قومیت میں لکھا جائے گا

www.maktabah.org

بادشاہ فرخ سیر کا مغلیہ پالیسی سے انحراف اور ہندو نوازی کا اعلان

بادشاہ ہند فرخ سیر اپنے آبائی طریقہ کے خلاف سلطنت کی سیاست کو ترک کر کے امورِ حکمرانی سے غافل ہو گیا تھا۔ اور ہندو راجاؤں سے اچھا سلوک کرنے لگا۔ چنانچہ اس رعایت میں آ کر ان سے جزیہ لینا بھی موقوف کر دیا جزیہ کی یہ معافی اراکین سلطنت یعنی سادات بارہ[۱] کے زیر اثر ہوئی تھی۔ جو ہندو راجاؤں سے مل گئے تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو خدا و رسول سے ورغلا کر کفار کو ذلت سے بچا لیا۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا۔ اس لئے اس نے ان کے کہنے سے جزیہ بالکل معاف کر دیا۔ جب یہ خبر

---

(۱)۔ عبداللہ اور حسین علی دونو بھائی سادات بارہہ سے تھے اور "بادشاہ گر" کے نام سے مشہور تھے۔ شیعہ تھے جس کو چاہتے بادشاہ بناتے اور جسے چاہتے بادشاہ بنانے کے بعد قتل کرا دیتے آخر محمد شاہ کے عہد میں ان کا زور ٹوٹا۔ وہ قتل ہوئے مگر ان کی کرتوتوں سے سلطنت نہایت کمزور ہو گئی۔ مرکزیت ختم ہو گئی۔ بلکہ شاہ عالم کے عہد میں تو یہ مثل مشہور ہو گئی کہ سلطنتِ شاہ عالم از دہلی تا پالم "سادات بارہہ کی ریشہ دوانیوں سے مغل دربار میں جو کمزوری آئی اس سے پنجاب کے سکھ بھی از سر نو ابھر آئے۔ یہ سادات پنجاب کے حکمران عبدالصمد خان سے بھی کشیدہ خاطر تھے۔ عبدالصمد کو بندہ بیراگی کے کچلنے سے بڑی شہرت ملی تھی۔ یہ شہرت سادات بارہہ کو پسند نہیں تھی۔ چنانچہ انہوں نے قصور کے قلعدار حسین خان کو عبدالصمد کے خلاف تیار کیا۔ حسین خان نے محصولات دینے روک دیئے اور مغل عمال کے فرائض میں دخل دینے لگا۔ اس نے قطب الدین خان کو قتل کر دیا اور اس کا سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔

عبدالصمد خان نے حسین خان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر تیار کیا دونوں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

حضرت خلیفۃ اللہ حضرت محمد نقشبند رضی اللہ عنہ نے سُنی تو حمیّتِ اسلامی سے جوش میں آکر بادشاہ کے حق میں بد دعا کی کہ یا خدا اس بادشاہ کو دنیا سے اٹھالے۔ آپ کی بد دعا کرنے سے تھوڑی ہی مدت میں امیروں اور بادشاہ میں بغاوت پھیل گئی۔ طرفین ایک دوسرے کو گرفتار کرنے کے درپے ہوئے۔ آخر ارکان سلطنت نے موقعہ پاکر فرخ سیر بادشاہ سے دھوکا کیا اور مکرو فریب سے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا جس کا مفصّل لکھنا موجب طوالت ہے صرف مجملاً تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ جب ارکان سلطنت اور بادشاہ میں نفاق ہوا۔ تو قطب الملک کا بھائی امام الملک حاکم دکن بادشاہ کے حکم بغیر شاہجہاں آباد کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ نے فیروز جنگ محمد امین خان حاکم مالوہ کو قطعی حکم بھیجا کہ خبردار امام الملک آگے نہ بڑھنے پائے۔ فیروز جنگ میں امام الملک کے مقابلہ کی تاب نہ تھی اس واسطے مجبور ہو کر اس سے سازش کی۔ دونو متفق ہو کر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بہت خفا ہوا۔ نظام الملک نے بادشاہ کی ناراضگی کو تاڑ کر عرض کیا کہ اگر اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھ کر بر ملا حکم کرے تو میں ان دونو بھائیوں کا علاج کر لوں گا۔ لیکن چونکہ بادشاہ بامروت تھا۔ اس واسطے بر ملا حکم نہ دے سکا۔

(بقیہ حاشیہ) لشکر چونیاں کے مقام پر ایک دوسرے کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ یہ توپ اور گولہ باری کا معرکہ تھا اگرچہ حسین خان کی فوج نے مغلوں کو دبا لیا مگر اعزخان کے دستے نے جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ اور حسین خان کو میدان جنگ سے بھاگنا پڑا کئی پٹھان جرنیل مارے گئے۔ کچھ عرصہ بعد حسین خان نے دوبارہ فوجیں منظم کیں اور اپنے مرشد فقیر جنگ کو اپنے ہاتھی کے ہودے میں بٹھا کر مغل فوجوں پر حملہ آور ہو گیا۔ مگر اس کے ہاتھی نے مستی کے عالم میں اپنے ہی لشکر کو روندنا شروع کر دیا حسین خاں اور فقیر بیگ مارے گئے۔ اس فتح پر نے دہلی میں بادشاہ محمد شاہ کو خوش کر دیا۔ گروہ سادات بارہہ کے اثر سے نجات نہ پا سکا۔ سادات اگرچہ اس شکست سے شکستہ خاطر تھے۔ مگر انہوں نے بادلِ نخواستہ عبد الصمد خاں کو سیف الدولہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

بہرحال امام الملک اور فیروز جنگ آگے پیچھے دارالخلافہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ نے فیروز جنگ پر ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اسے قلعہ میں نہ آنے دو۔ لیکن امام الملک سے ڈر کر اسے کچھ نہ کہا۔ وہ آ کر قلعہ کے محاذی شائستہ خان کے محل میں اُترا۔ اور فیروز جنگ نے بھی مصلحت وقت اور عدم اطلاع کے باعث خود اسے بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ کہ ایسا نہ ہو اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو۔ جس سے ان کے منصوبے میں خلل آئے۔ بعد ازاں قطب الملک نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ میرا بھائی قلعہ کے باہر بیٹھا ہے ڈر کے مارے اندر نہیں آ سکتا اگر اس وقت ایک لحظہ کے لئے شاہی آدمی قلعہ سے نکل آئیں تو فراخ دلی سے حاضر خدمت ہو کر ملاقات کر لے۔ قرآن شریف درمیان رکھ کر قسم کھائی۔ کہ بادشاہ ہم دونو بھائیوں سے کسی قسم کا وسواس نہ کرے۔ سادہ دل بادشاہ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور حکم دیا کہ لوگ قلعہ سے نکل آئیں۔ فدائیوں نے قلعہ سے نکلنا قبول نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ ہم بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا۔ اس واسطے وہ قلعہ سے نکلنے کے بارے میں ٹال مٹول کرتے تھے۔ آخر قطب الملک نے بادشاہ سے کہلا کر انہیں قلعہ سے نکلوا ہی دیا وہ بیچارے روتے ہوئے قلعہ سے نکلے۔ کیونکہ انہیں یقیناً معلوم تھا کہ بادشاہ پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔

جب وہ قلعہ سے نکل آئے۔ تو خالی قلعہ قطب الملک کے قبضہ میں آ گیا۔ وہ تمام آدمیوں کو قلعہ میں بٹھا کر قلعہ کے اندر کے باغ حیات بخش میں بیٹھ گیا۔ اور روشن الدولہ کے ہاتھ بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ اب مصلحت اسی میں ہے۔ کہ تمام خدمت شاہی اور

(بقیہ حاشیہ) کا خطاب دیا یہ شیعہ سادات ایک عرصہ تک پیچ و تاب کھاتے رہے مگر وہ زیادہ دیر تک مغل بادشاہ کو استعمال نہ کر سکے گمراں کی سازش سے مغل سلطنت کا دینی تاثر بڑا خراب ہو گیا اور خانوادہ مجددیہ سرہندیہ کی نظر التفات اور خصوصی توجہات سے مغل حکمران محروم ہو گئے تھے اور یہی بات ان کے زوال کا سبب بنتی گئی۔

www.maktabah.org

اختیار سلطنت ہمیں دے دیا جائے جسے ہم اجازت دیں وہ بادشاہ کے پاس آئے جسے چاہیں نہ آنے دیں۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس آتا ہے ہماری چغلی کھاتا ہے اور بادشاہ ہم سے بدظن ہو جاتا ہے۔ خود بھی اس کے ساتھ جا کر پردہ کے پیچھے کھڑا ہو گیا جب روشن الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ تو بادشاہ نے ناراض ہو کر سخت سُست کہا اور گالی دے کر کہا کہ انہوں نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں انہیں جوتیاں مار کر دار الخلافہ سے نکال دوں گا روشن الدولہ نے آنکھوں کے اشارہ سے بہتیرا سمجھایا کہ اب ایسی باتوں کا وقت نہیں۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بعد ازاں روشن الدولہ نے قطب الملک کو آ کر کہا کہ تم نے سن ہی لیا ہے۔ جو کچھ بادشاہ نے کہا ہے۔ آخر اُس نمک حرام نے اپنے بھتیجے کو ایک ہزار آدمی دے کر بھیجا۔ کہ بادشاہ کو گرفتار کر لو۔ بادشاہ یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور محل میں جا گھُسا قطب الملک نے کہا۔ کہ اندر جا کر پکڑ لو۔ جب انہوں نے اندر گھُسنا چاہا تو عورتوں اور خانگی ملازموں نے تیروں کی بوچھاڑ سے انہیں پسپا کر دیا قطب الملک نے اُنہیں لعنت ملامت کر کے کہا کہ تم عورتوں سے بھی گئے گذرے ہو۔ ایک ہزار آدمی اور مقرر کئے کہ محل کے اندر جا کر بادشاہ کو پکڑ لائیں۔ سلطان نے بہتیری منت وسماجت کی لیکن اُنہوں نے ایک نہ مانی۔ بادشاہ کی لڑکی باپ کی یہ حالت دیکھ کر اس پر جا پڑی۔ نمک حرام نے اسے دور پھینک دیا۔ چنانچہ اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آخر بادشاہ کو بڑی بے عزتی سے گرفتار کر کے سنگ رخام کے حجرے میں قید کر دیا گیا۔ اور پھر وہاں سے نکال کر ایک تنگ و تاریک جگہ جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ پھینک دیا۔ اس معاملہ کی خبر قلعہ کے باہر کے آدمیوں میں سے کسی کو نہ تھی۔ جب دوسرے بادشاہ کو تخت پر بٹھا چکے۔ تو انہیں اطلاع کی۔

مغل اس ہنگامہ سے واقف ہوئے۔ عبد الصمد خان اور محمد امین خان کے بیٹے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ چونکہ کام ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ دونو باپوں نے بیٹوں کو تسلی

www.maktabah.org

دی۔ کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا۔ انہیں دنوں شاہجہاں آباد میں طرفہ ہنگامہ ہوا۔ چند روز بعد بادشاہ کو نکال کر قتل کیا گیا[۱]۔ جب یہ مفصل خبر حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ نے سُنی کہ معافی جزیہ میں بادشاہ بالکل بے قصور تھا۔ صرف ارکان سلطنت کی وجہ سے اس سے یہ سرزد ہوا تو اس بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ بادشاہ نے کیوں دین پر دنیا کو اختیار کیا۔ کہ ارکان سلطنت سے ڈر کر جزیہ کی معافی کا حکم دیدیا۔ اس کی سزا ہی یہی تھی۔ جو شخص دین پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ حق تعالیٰ دنیا بھی اس سے لے لیتا ہے۔ بعد ازاں بادشاہ کی بخشش کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا کہ وہ ہمارے طریقے کا مرید تھا۔ حق تعالیٰ اسے بخشے اور امید غالب ہے کہ بخشا جائے گا۔ لیکن بادشاہ کے حق میں دعائے مغفرت مانگنے کے بعد سادات بارہ پر سخت ناراض ہوئے۔ ایک اس واسطے کہ اُنہوں نے جزیہ معاف کرایا دوسرا اس واسطے کہ اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کی۔ ان کی دولت کے زوال کے لئے دعا کی۔ چنانچہ عنقریب ہی انشاء اللہ مفصل لکھا جائے گا۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدیق کا وصال ہو گیا[۲]۔ حضرت

---

[۱] فرخ سیر کے قتل پر مرزا بیدل دہلوی نے تاریخ کہی۔

دیدی کہ چہ با شاہ گرامی کردند   صد جور و جفا ز راہ خامی کردند

تاریخ بچو از خرد پرسیدم۔ گفت   سادات بوے نمک حرامی کردند ۱۱۳۱ھ

۱۱۳۱ھ	کردند	حرامی	نمک	بوے	سادات
۱۱۳۱ء	۲۷۸	۲۵۹	۱۱۰	۱۸	۴۶۶

رضی شیرازی

[۲] صاحبزادہ حضرت محمد صدیق مجددی قدس سرہٗ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند تھے ۱۰۵۹ھ میں پیدا ہوئے ۱۱۳۱ھ میں بعمر ۷۲ سال فوت ہوئے عمدۃ التاریخ کے مصنف نے لکھا ہے کہ چونکہ آپ تمام بیٹوں سے چھوٹے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ آپ سے زیادہ پیار کرتے تھے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، آپ کے جنازے میں شامل ہوئے۔ نماز جنازہ پڑھ کر آپ کی نعش مبارک کو سرہند بھیج دیا۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کے شمال کی طرف حضرت مروج الشریعت کی خانقاہ کے مقابل مدفون ہوئی۔ آپ کے مرقد مبارک پر ایک عالی شان قبہ بنایا گیا۔

اسی سال صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ نے مرض تپ دق سے وفات پائی آنحضرت کو ان کی وفات کا بڑا قلق ہوا۔ لیکن خلقت پر اس کا اظہار نہ کیا۔ اس پاک دامن کی نعش کی سرہند بھیج دیا۔ جسے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

(بقیہ حاشیہ) آپ ظاہری علوم کے حصول کے بعد سلوک مجددیہ میں درجۂ کمال کو پہنچے تھے۔ بادشاہ فرخ سیر آپ کا مرید تھا۔ آپ کے دو بیٹے شیخ محمد مہدی اور شیخ عبد الباقی المعروف محمد باقی تھے۔ شیخ محمد مہدی کا ایک بیٹا محمد رضا تھا جس کے آگے دو بیٹے ظہور مہدی اور نور مہدی تھے۔ نور مہدی کے تین بیٹے فضل مجدّد۔ نیاز مجدّد اور عطا مجدّد تھے۔ انساب الانجاب کے مولف نے فضل مجدّد کی اولاد کا مفصل ذکر کیا ہے جن میں سے اکثر حضرات شکارپور سندھ اور اس کے نواح میں موجود تھے۔ حضرت محمد صدیق مجددی کے دوسرے بیٹے شیخ محمد باقی کی اولاد میں سے دو لڑکے سیف احمد (لاولد) اور معصوم احمد تھے۔ معصوم احمد کے ہاں چار بیٹے معشوق احمد۔ غلام سادات محمد باقی اور صدیق معصوم تھے۔ معشوق احمد اور غلام سادات کی اولاد کا علم نہیں ہو سکا۔ اللہ محمد باقی کے دو بیٹے نور باقی اور ظہور باقی تھے۔ ظہور باقی کے چار بیٹے میاں مظہر باقی۔ حافظ نوازش باقی۔ میاں دانش باقی اور میاں افضال باقی تھے۔ ظہور باقی کے بیٹے میاں دانش باقی کے ایک بیٹے حافظ ظہور باقی رام پور میں مقیم ہو گئے۔ صاحب انساب الانجاب نے لکھا ہے۔ کہ حافظ ظہور باقی رامپوری کے تین بیٹے احسان باقی فضل باقی۔ اور فیض باقی تھے احسان باقی کا ایک بیٹا ممتاز باقی۔ اور فضل باقی کا ایک بیٹا محمد باقی تقسیم ملک تک رامپور میں موجود تھے۔

www.maktabah.org

قطب الملک و امام الملک ہندوستان پر مسلّط ہو گئے

حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا سولھواں سال تھا جب حسن علی خان[۱] اور حسین علی خان الملقب بہ قطب الملک و امام الملک شہرۂ آفاق اور بارہیہ کے مشہور سیّد تھے. دونو وزارت اور امیر الامرائی اور سرلشکری سے شرف امتیاز رکھتے تھے. بادشاہ عالی جاہ عدل گستر فرخ سیَر انہیں دونوں بہادروں کی خنجر نمونۂ سام اور صمصام خون آشام کی صفدری اعتضاد و مدد سے ادنےٰ رتبہ سے ہندوستان کی فرمانروائی وسلطنت کے اعلیٰ عہدے پر پہنچا. خلیفہ زمان سلطان آوان دوران پناہ محمد شاہ کو تخت رنگین کا والی اور صاحب افسر و تمکین بنا کر وہ تمام ہندوستان میں بہادری اور دلیری میں انگشت نما ہوئے۔ ان دنوں میدان جنگ میں اِن رستم و اسفندیار ثانی کے مقابلے کی تاب کسی میں نہ تھی۔ ان دونو صاحبِ عزم کے فرمان اس طرح جاری تھے. کہ بڑے بڑے امرا اور حکمران ان کے واجب الاذعان فرمان اور قضا جریاں حکم سے سرِ مُو مخالفت نہ کرتے۔ ان کا تسلّط و تغلیب مغلوں اور تورانی امیروں مثلاً نظام الملک اور محمد امین خان

---

[۱]:۔ سادات بارہہ ہندوستان کی تاریخ میں زبردست سیاسی صلاحیتوں کے ساتھ ابھرے انہوں نے مغلوں کی جنگ اقتدار میں اپنے سیاسی کردار کا اتنا بھرپور مظاہرہ کیا کہ یہ دونوں بادشاہ گر کے نام سے مشہور ہوئے سلطنت ہندوستان میں ہر تبدیلی انہی کے اشارہ تلوار سے رونما ہوتی تھی۔ چنانچہ فرخ سیَر کی تخت نشینی خصوصی طور پر ان سادات بارہہ (قطب الملک اور امام الملک) کی سیاسی چالوں کی مرہون منت ہے۔ فرخ سیر اپنے باپ اور بھائیوں کے قتل کے بعد ان دونوں کے تعاون سے تخت نشینی کے لئے آگے بڑھا۔ یکم جنوری ۱۷۱۳ء کو آگرہ کے پاس جہاندار کو شکست دے کر بادشاہ بن گیا۔ ان دونوں بھائیوں نے فرخ سیر کی تاج پوشی کی جشن تاجپوشی میں فرخ سیر نے سید حسین علی کو امیر الامراء مقرر کیا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

سے بھی بڑھ گیا تھا۔ ان کے پاس بارش کے قطروں سے بھی بڑھ کر فوج تھی۔ انہوں نے اپنے خویش واقارب کو ہند و دکن کے مختلف حصوں میں حاکم مقرر رکھا تھا حتیٰ کہ ہند اور دکن میں سادات بارہیہ اور ان کے رشتہ داروں سے کوئی جگہ خالی نہ تھی سلطنت کا کوئی منصب یا مرتبہ ان کے بغیر باقیوں کے لئے خواب وخیال ہو رہا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے فرخ سیر کو جس نے انہیں خاک مذلت سے اُٹھا وزیر اعظم اور امراء ملک بنا دیا جبراً قہراً تخت سے اُتار نہایت بے عزتی و رسوائی سے قتل کیا۔

(بقیہ حاشیہ) دہلی کے تخت پر جلوس فرمانے کے بعد جہاندار بادشاہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور تخت طاؤس پر بیٹھ کر شاہی جاہ وجلال کے ساتھ سارے ہندوستان میں اپنا سکہ اور خطبہ جاری کر دیا۔ دربار میں سید بھائیوں کا اقتدار بڑھا۔ مگر دوسرے امراء اور عام لوگوں میں ان کی سیاسی چالوں سے سخت نفرت پیدا ہوگئی۔ ایک وقت آیا تو انہوں نے فرخ سیر کو بھی گرفتار کر لیا۔ اور خود درباری امراء کے مقابلہ میں سپر آزما ہوگئے۔ فرخ سیر قید سے نکل کر زنان خانہ میں جا چھپا۔ مگر نجم الدین علی خان اور صلابت خان روہیلہ کا لوٹا فوج کا ایک دستہ لے کر زنان خانہ میں جا گھسا۔ اور فرخ سیر کو گرفتار کر کے قلعہ کے تنگ و تاریک کمرہ میں بند کر دیا۔ قلعہ میں کئی مغل شہزادے قید و بند میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں رفیع الشان کے دو بیٹے بھی تھے۔ اب سید بھائیوں نے چھوٹے بیٹے کو رفیع الدرجات کے نام سے تخت پر لا بٹھایا۔ فرخ سیر کو لوہے کی سلائیوں سے اندھا کر دیا گیا اور زہر دے کر مار دیا۔ فرخ سیر کی اذیت ناک موت سادات بارہہ کے مظالم کی داستان ہے وہ ۶؍ مئی ۱۷۱۹ء کو دم توڑ گیا۔ اس دردناک کھیل نے سید بھائیوں کو ذہنی عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔ انہوں نے اسی عذاب سے بچنے کے لئے حیلے کئے مگر کوئی حیلہ کام نہ آیا۔ سید عبداللہ تو شراب اور عورتوں کی مجالس میں سکون تلاش کرتا رہا۔ جب کہ سید حسین علی دیوانہ وار بے چین پھرتا رہتا۔ اگرچہ ان دونوں بھائیوں نے مغل جانشینوں کو اپنے ہاتھوں پر نچایا۔ جس چاہا تخت نشین کیا جسے چاہا رسوا کر کے قید خانوں میں پھینک دیا مگر خود بھی عبرتناک سزاؤں سے نہ بچ سکے۔ سید حسین علی تو میر حیدر تلی کے خنجر کا نشانہ بنا۔ اور سید عبداللہ صدمہ سے مرگیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

www.maktabah.org

اور اس طرح بے پردگی کی کہ عام لوگ ان کے محل میں بے دھڑک گھس آئے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند | صد جور و جفا زراہ خامی کردند
شہود و بے شرم چہ دید آخر کار | سادات بوے نمک حرامی کردند = ۱۲۳۱ھ

۵۹۶ ۱۸ ۱۱۰ ۲۰۹ ۲۷۸

عبدالصمد اور محمد امین کی حالت زار:

اس غم افزا اور روح فرسا اور خوفناک واقعہ سے عبدالصمد خان اور محمد امین خان مغل اور اور تورانی ہلاکت کے بھنور اور گمراہی کے گرداب میں پھنس گئے معشوقوں کی کاکل کی طرح پُر پیچ و تاب اور سنبل کی طرح پُر اضطرار اور رسوا و خراب ہو گئے۔ ان کے دلوں پر تازہ حسرتوں بے اندازہ ملامتوں کے داغ کلفت اور زخم سینہ گل لالہ کی طرح نمودار تھے۔ نصیبوں کی نارسائی اور طالع کی بے رہنمائی کے سبب ان کے جگر گل صد برگ کی طرح پارہ پارہ تھے۔ آنکھیں آئینہ کی طرح حیرت ناک نرگس کی طرح کھلی ہوئی تھیں مگر عذاب و بدبختی میں مبتلا تھے۔ کثرتِ غم و الم سے ان کے جسم بید کی طرح کانپتے تھے اور رنگ زعفران کی طرح زرد ہو گئے تھے۔ مگر سوز گلہ اور مہر افروز شکوہ سادات کے اقبال کی نسبت سوسن دہ زبان کی طرح نہایت چرب زبانی سے ہر گلی کوچے میں ہر مرد و زن کے پاس کرتے تھے اور جانگداز اور غم نما نعرے خزاں کی بلبلوں کی طرح خرابی و رسوائی کے سبب مار کر قمریوں کی طرح خرابی و خجلت کا حلقہ اور ندامت و رسوائی کا طوق اپنی ہمت کے ذمے رکھ کر آنکھوں سے فوارے کی طرح ماتم زدہ آنسو گراتے تھے۔ غرضیکہ سیدوں کے غلبہ سے ان کا ناک میں دم آ گیا تھا۔ اگرچہ یہ بھی قرب سلطانی میں سادات سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن سادات بزور بازو ان کے اختیارات میں کمی کرنا چاہتے تھے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا۔ اس واسطے امورِ سلطنت میں جس طرح کا تغیر و تبدل چاہتے کرتے۔ کسی غیر کو ان کی مخالفت کی جرأت نہ تھی۔ اگر کسی اور

www.maktabah.org

سے اتفاقاً کوئی مخالفت ہو بھی جاتی۔ تو بادشاہ اس پر سخت ناراض ہوتا۔ اس واسطے مغل ہمیشہ کڑھتے رہتے۔

مغل اور تورانی حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ کی بارگاہ میں:۔ ایک روز مغل اور تورانی بادیہ جہالت کے سرگردانوں کے رہنما اور روادیٔ ضلالت کے واماندوں کے ہادی پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ، کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور جناب قدسی مآب کی بساط بوسی کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ اے کوئے ناکامی کے درماندوں کے دستگیر! اے عالم بے سرانجامی کے بیچاروں کے کارساز! اے عرصۂ حیرانی کے عاجزوں کی پناہ! اے فانی غمکدہ کے مغموموں کے غمخوار! اے ماتم زدہ مظلوموں کے فریادرس! اے صحرائے پریشانی کے غریبوں کے تکیہ گاہ! اے کوئے مقصودی کے نارساؤں کے رہنما! اے عقدۂ لانیحل کے گرہ کشا! اے مشکلات کے مشکل کشا اے غمناک و آشفتہ دلوں کی خوشی کو بڑھانے والے۔ اے جان باختہ ماتم زدوں کی خوشی کو زیادہ کرنے والے۔ اے کلفت کی تاریکی کو دور کرنے والے خورشید! اے رنج و ملال کے اندھیرے کو دور کرنے والے چاند! اے منصب قومیت کے تاج کے موتی۔ اے تاج قطبیت کے گوہر۔ اے کمالاتِ نبوت کے گوہر نفیس۔ اے گنجینۂ وحدیت کے بے نظیر لعل۔ ہم بیچاروں کی التماس ہے کہ دستگیری و دعا جو اہل عالم و عالمیاں کی کارکشا ہے اور توجہ اقدس جو جہاں اور اہلِ جہان کی رہنما ہے اس معاملہ میں جو بمنزلہ عقدہ لانیحل ہے۔ فرمائیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تا کہ ہم مہجور و مغموم رسوائی اور اضطراب کے بھنور سے نکل کر ساحل مراد پر پہنچ جائیں اور گوہر مقصود ہمارے ہاتھ آئے ۔

www.maktabah.org

بر من غمِ روزگار سخت است | دریاب مرا کہ کار سخت است
سخت است سیاہیٔ شبِ من | لختے ز شب است کوکبِ من
ہم کوکب وہم شبم سیاہ است | میگویم و آسمان گواہ است
زیں شب بدراز کوکبم را ! | پیشانیٔ روز دہ شبم را
ہردم بامید روشنائی | صبح بدا ماں بہ شب زوائی
دارم گرہے گرہ کشا نیست | سنگیں تر ازیں بلا بلا نیست
ایں قفلِ غم از دلم جدا کُن | قفلم بہ کلید آشنا کُن

حضرت خواجہ زبیر رضی اللہ عنہ نے سادات بارہہ کو اقتدار سے محروم کردیا

اس سرورِ عالم اور نائب مناب الوالعزم کی طبیعت ان دونو بھائیوں سے جنہوں نے اپنے ولی نعمت شاہ ہندوستان فرخ سیر کے قتل کی جرأت کی تھی۔ اور جزیہ جو شعار اسلامی اور حکم شرعی ہے۔ روسیاہ کافروں اور ہندوؤں سے لینا بند کرادیا تھا۔ ناراض ہوگئی۔ علاوہ بریں مغلوں کی خرابی وتباہی جو کہ آنجناب مستطاب کے نیازمند اور منظورِ نظر تھے۔ آنجناب کی اور بھی ناراضگی کا باعث ہوئی ہے ؎

یکے بود مجنوں دگر خوردمے

مغلوں کی خوش نصیبی سے جو اس کامل الوجود اکمل بہبود کے جان و دل سے غلام تھے زبان معجز بیان سے بے اختیار نکل گیا" کہ آج کل ہی ان سادات کی دولت کو زوال آنے والا ہے۔" آپ کا فرمانا تھا کہ ان کی سیاست میں زوال آنا شروع ہو گیا۔ بعد ازاں مغلوں کو خوشخبری سنائی۔ کہ نظر کشفی اور الہام شافی سے جو بُرہان قاطع اور حجت ساطع ہے اور آفتاب عالمتاب کی چمک کی طرح بلاشک وشبہ ہے معلوم ہوا ہے کہ بارگاہِ شاہی کے تمام مناصب اور فرمانروائی کی درگاہ کے سارے

www.maktabah.org

مراتب سادات سے منتقل ہو کر محمد امین خان ۔ نظام الملک اور عبدالصمد خان وغیرہ مغلوں اور تورانیوں کے سپرد ہوں گے ؎

خداوند بالا و پست آفرید / زبردست ہر دست آفرید
بہ مورے دہد مالش نرہ شیر / کند پشہ بر پیل جنگی دلیر

قطب الملک کی آخری کوشش:- مغل یہ خوشخبری سن کر آداب قیومیت باحسن وجوہ بجالا کر رخصت ہوئے یہ وحشت اثر خبر سُن کر وزارت پناہ قطب الملک والاجاہ نے مغل پورہ کی بیخ کنی

علہ ۱: قطب الملک سید عبداللہ خان حسن علی سادات بارہہ کے مشہور بادشاہ گر خاندان سے تعلق رکھتا تھا وہ محمد فرخ سیر کا وزیر رہا۔ اس کا بھائی حسین علی دربار میں امیر الامراء تھا۔ دونوں بھائیوں نے فرخ سیر کے دورِ حکومت میں اپنے اقتدار کو منوایا۔ قطب الملک کو عالمگیر کے زمانہ میں خان کا خطاب ملا۔ اورنگ آباد کا حاکم بنایا گیا۔ شہزادہ محمد معز الدین حاکم ملتان تھا۔ تو قطب الملک اس کا ہرکاب تھا۔ مگر کبیدہ خاطر ہو کر ملتان سے چلا آیا۔ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد شاہ عالم نے قطب الملک کو تین ہزاری منصب دیا محمد اعظم شاہ سے جنگ میں محمد معز الدین کی فوج کے ہراول دستے کا یہی سپہ سالار تھا۔ اس جنگ میں اس نے اپنے بھائیوں حسین علی۔ نور الدین علی خان سے مل کر بہادری کے جوہر دکھائے اور جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ محمد معز الدین برسر اقتدار آیا تو اس نے قطب الملک کو معزول کر دیا۔ پھر معز الدین اپنی عیاشی کی وجہ سے قطب الملک کو دبانے کی بجائے صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور اسے اہم منصب دیا۔ الہٰ آباد کی صوبیداری دی مگر اس نے معز الدین کی خوشامد کی پرواہ نہ کی۔ دونوں بھائیوں نے مل کر فرخ سیر کے دربار میں اتنا اثر و رسوخ حاصل کیا کہ کوئی حکمران۔ سپہ سالار یا امیران کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا۔ فرخ سیران دونوں بھائیوں کی سیاست کے سامنے دست بستہ رہتا تھا۔ فرخ سیر بادشاہ نے اس کے بہادرانہ کارناموں کی بدولت اسے قطب الملک (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

کے لئے مصمم ارادہ کر لیا اور ایک لشکر جرار لے کر دندناتا ہوا لاہوری دروازہ میں پہنچا لیکن اس لشکر کو آگے ایک قدم اٹھانے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر قطب الملک حیران و متعجب رہ گیا اپنے عالی شان مصاحبوں سے پوچھا۔ بعض سلیم العقل اور عالی فطرت مصاحبوں نے کہا۔ کہ شیخ صاحب کی کرامات و خوارق زبان زدِ عام وخاص ہیں۔ یہ عجیب معاملہ بھی اس برگزیدۂ خالق و پسندیدۂ خلائق کی کرامت ہے

(بقیہ حاشیہ) بہادر یار۔ وفادار اور ظفر جنگ جیسے خطابات دیئے۔

ایک وقت آیا۔ کہ دربار کے بعض امرا نے بادشاہ فرخ سیر کو ان دونوں بھائیوں کے خلاف کر دیا اب ان کے لئے دربار میں رہنا محال تھا۔ حسین علی امیر الامراء تو دکن کا صوبہ دار بن کر دہلی سے چلا گیا۔ قطب الملک عیش و عشرت میں پڑ کر فاحشہ عورتوں کے جمگھٹوں اور شراب کے مٹکوں کے گرد گھومنے لگا۔ وزارت پر راجہ رتن چند آ گیا۔ مشاورت پر اعتقاد خان کشمیری نے قبضہ کر لیا اور یہ دونوں بادشاہ گر بھائی اپنے سیاسی اقتدار سے محروم ہو گئے۔ ۷ اربیع الآخر ۱۷۱۹ء کو دونوں بھائیوں نے ایک بار پھر مل کر اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ دونوں درباری امراء کے وساطت سے قلعہ کے اندر چلے آئے۔ اور اقتدار پر قبضہ کر لیا ۹ ربیع الاوّل ۱۱۳۱ھ کو بادشاہ فرخ سیر کو قید کر لیا۔ رفیع الدرجات کو قید خانے سے نکال کر تخت پر بٹھا دیا گیا۔ چند دنوں کے بعد اسے بھی ہٹا کر رفیع الدولہ کو تخت پر لا بٹھایا۔ رفیع الدولہ بھی چند ماہ بعد مر گیا تو ان دونوں بھائیوں نے روشن اختر ابن جہاں شاہ بن شاہ عالم کو تخت پر لا بٹھایا۔ یہ وہی روشن اختر تھا جو محمد شاہ رنگیلے کے نام سے مشہور ہوا۔ اور عیش و نشاط کے ریکارڈ توڑتا گیا۔

قطب الملک اور امیر الامراء اگرچہ بادشاہ گر تھے۔ اور مغل اقتدار پر قابض رہے۔ مگر فرخ سیر کے ساتھ جس حرکت کا ارتکاب کیا اس نے ان کی شہرت اور دیانت کو داغدار کر دیا۔ ہر طرف سے ان کی مخالفت کے طوفان اٹھنے لگے۔ رجب ۱۱۳۲ھ / مئی ۱۷۲۰ء کو نظام الملک نے مالوہ سے اٹھ کر دریائے نربدا عبور کر کے ان کی قوت کو للکارا۔ دہلی سے جتنی فوجیں گئیں نظام الملک کی یلغار کے سامنے نہ ٹھہر سکیں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

بہتر یہ ہے کہ اگر فتح کا ارادہ ہے۔ تو پہلے شیخ صاحب سے معافی مانگ لیں تاکہ دینی و دنیوی بہتری نصیب ہو قطب الملک کرامت کے ڈر سے واپس گھر چلا آیا۔ اور سخت شرمندہ ہوا۔ پھر اس حامیِ دین کو تکلیف دینے کی جرأت نہ کی۔ چونکہ ہر خوشی کے بعد غمی لازمی ہے اور ہر عیش و عشرت کے لئے زوال و ملامت ضروری ہے۔ اس لئے سادات کے زوال کے دن نزدیک آ گئے تھے۔ اس کی کیفیت یوں ہے کہ جب نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا[1]۔ تو جہاں جہاں سادات کے آدمی تھے انہیں

(بقیہ حاشیہ) امیر الامراء حسین علی نے بادشاہ کو میدان جنگ میں لانے پر آمادہ تو کر لیا مگر خود نظام الملک سے لڑائی سے پہلے ہی ۱۱ ستمبر ۱۷۲۰ء کو مارا گیا اور اس طرح مدبر کے ایک شاطر سیاست دان کا خاتمہ ہو گیا۔ اب حسن علی قطب الملک فوجوں کو لے کر خود مقابلہ میں تھا۔ محرم ۱۱۳۳ھ کو حسن پور میں سخت جنگ ہوئی توپ خانے کا استعمال ہوا مگر قطب الملک کی فوجیں میدان میں نہ ٹھہر سکیں۔ قطب الملک ہاتھی سے نیچے گرا۔ پیشانی پر تلوار کا زخم لگا۔ قید کر لیا گیا۔ اور قید خانے میں ہی حسرت و یاس کے دن گزار کر زہر خورانی سے ذوالحجہ ۱۱۳۵ھ کو مر گیا۔ شیعوں کے لئے اس کی قبر زیارت گاہ بنی رہی۔ ان دونوں بھائیوں کے سیاسی اقتدار سے مغل سلطنت کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ملک میں نظریاتی اور سماجی انتشار نے فروغ پایا۔ اور مسلم معاشرہ سے دینی اقدار زوال پذیر ہوئیں۔ استفادہ ماثر الامراء

---

[1] نظام الملک صوبیدار دکن نے سادات بارہہ کا زور توڑنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اگرچہ وہ دہلی کے دربار کی ریشہ دوانیوں اور سادات بارہہ کی بالادستی سے تنگ آ کر حیدر آباد دکن میں مقیم ہو گیا تھا۔ مگر سادات بارہہ کی محمد شاہ بادشاہ مغل پر پابندیوں اور اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا اسے بڑا قلق تھا۔ محمد شاہ اور اس کی اولاد نے بھی فیصلہ کر لیا کہ وہ سادات کے جال سے نکل کر دم لیں گے۔ چنانچہ محمد شاہ کی والدہ نے اعتماد الدولہ امین خاں کو اعتماد میں

www.maktabah.org

نکال کر ان کی جگہ اپنے آدمی بھرتی کئے۔ سادات کے بھانجے دلاور علی خاں حاکم دکن نے ساٹھ ہزار سوار سے نظام الملک کا مقابلہ کیا۔ نظام الملک بھی برسرِ پیکار ہوا۔ اور آخر آنجناب کی توجہ سے فتح نصیب ہوئی۔ قطب الملک نے اپنے بھتیجے عالم علی خان کو اسّی ہزار جنگی سوار دے کر نظام الملک کے مقابلہ پر بھیجا۔ مغلوں نے اس بارے میں آنجناب سے فتح کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے بھی از راہِ لطف و کرم فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی واقعی اب بھی آنجناب کی توجہ سے پہلے کی طرح فتح نصیب ہوئی۔ سادات یہ حالت دیکھ ~~کر بہت گھبرائے۔ آخر امام الملک بادشاہ کو لے کر نظام الملک کی طرف روانہ ہوا۔ اور~~

(حاشیہ سابقہ سے آگئے)

لیا۔ دوسری طرف نظام الملک آصف جاہ صوبیدار دکن کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا۔ اس زمانہ میں نظام الملک ہی ایک ایسا جرنیل تھا جو سادات بارہہ کے جال میں نہیں آیا تھا۔ اور اس میں مغلیہ سلطنت کی بقا کی صلاحیتیں بھی تھیں۔ اگرچہ وہ دہلی دربار کی گروہ بندی اور سیاست سے نالاں تھا۔ اور دکن میں خاموش زندگی گذار رہا تھا۔ مگر اس نے محمد شاہ کی والدہ کی دعوت پر لبیک کہا۔ اور بادشاہ کی مدد کا فیصلہ کر لیا۔

نظام الملک کے ارادوں کی سادات بارہہ کو دہلی میں خبر ہوئی تو سخت گھبرائے۔ اور غلام علی خاں اور عالم علی خاں دو جرنیلوں کی قیادت میں زبردست لشکر تیار کر کے نظام الملک کو روکنے کے لئے روانہ کئے۔ برہانپور کے قریب دونوں لشکر ٹکرائے۔ نظام الملک کو فتح ہوئی۔ وہ آگے بڑھا سیّد بھائیوں نے اسے روکنے کی ایک اور کوشش کی۔ سیّد حسین علی خاں نے محمد شاہ بادشاہ کو ساتھ لیا۔ اور ایک بڑے لشکر کے ساتھ دہلی سے نکلا۔ سیّد عبداللہ کو دہلی کے تخت کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ حسین علی خان فتح پور سے پینتیس میل دور تورہ کے مقام پر فروکش تھا کہ اس کے لشکر کا ایک شخص میر حیدر قلی نظام الملک کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوا۔ ابھی حسین علی درخواست

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

قطب الملک سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے دارالخلافہ میں رہا۔ ابھی امام الملک بادشاہ کو لے کر اکبر آباد تک پہنچا تھا۔ کہ محمد امین خاں نے مغلوں سے مشورہ کر کے میر حیدر خاں کو امام الملک کی ساری فوج لے کر لڑائی کی۔ آخر ان میں سے اکثر قتل ہوئے باقی بھاگ کر قطب الملک سے جا ملے۔ مغل حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ بجالائے۔ اور آنجناب کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے ارسال کئے۔ اس جاں گداز اور غم افزا واقعہ کے بعد قطب الملک بے شمار لشکر جرار لے کر مغلوں پر ٹوٹ پڑا۔ چونکہ مغل اس منبع کمالات نبوت اور مخزن مراتب ولایت کی حمایت میں تھے اس لئے غالب آئے اور آنجناب کی دعا پایۂ اجابت کو پہنچی۔ وزارت و امارت کی خدمت غرضیکہ سلطنت کے تمام عہدے اور مرتبے مغلوں کو ملے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم ط

(بقیہ صفحہ سابقہ سے آگے) پڑھ رہا تھا کہ مہدزفلی نے ایک خنجر لے کر وار سے ختم کر دیا۔ اس قتل کی خبر نے لشکر میں بددلی پھیلا دی۔ سادات کا لشکر شکست کھا کر بھاگا ہزاروں تہہ تیغ کر دیئے گئے۔ ادھر آگرہ میں سادات اور ان کے حاشیہ نشینوں کے گھر لوٹ لئے گئے۔ یہ واقعہ ۱۰ ر اکتوبر ۱۷۲۰ء کو ہوا تھا۔

www.maktabah.org

محمدؐ شاہ روشن اختر کی والدہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں

پاکدامن بیگم[1] جو سلطانِ عصر محمد شاہ روشن اختر کی والدہ تھی ہمیشہ صبح و شام فرخ سیر کے عہد میں حضرت قطب الاقطاب کی جناب مستطاب میں جو کمالاتِ نبوت کے آفتاب اور مراتب ولایت کے ماہتاب ہیں اپنے فرزند دلبند کی کامرانی اور خلافت کے لیے جو فرخ سیر کا قیدی تھا التجا کیا کرتی تھی کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حدیقہ خاقان کا یہ نونہال اور شجرۂ شاہجہان کا یہ پھل جو دابِ خاقانی و قواعدِ سلطانی ہے تخت و تاج کو زینت دینے والا بن جائے ؎

چہ شود گر بکرم مرحمتے فرمائی   گرہ از کار فروبستۂ من بکشائی

اور شاہزادہ نازک مزاج درۃ التاج کی تکلیفوں سے جس کے نصیبے کا آفتاب مغرب ادبار میں گرفتار ہے۔ اور ملک زادۂ لطیف الطبع اور لطیف الوضع کی سختیوں سے جس کی دولت کا چاند گرہن میں آیا ہوا ہے اس آشفتہ حال عورت جسے سوائے رنج و محنت

---

[1] اس کے برعکس تواریخ میں یہ ذکر آتا ہے کہ جس شہزادے کو بادشاہ بنانے کے لئے سید برادران منتخب کرتے تھے۔ اس کی ماں ہاتھ جوڑ کر التجا کرتی تھی کہ خدارا میرے بیٹے سے درگزرو اور کسی اور کو بادشاہ بنالو مگر اب حالات بدل چکے تھے۔ اب اس نے حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم چہارم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کی سلطنت کے لئے دعا و استمداد کی۔

www.maktabah.org

اور سختی کے اور کچھ حاصل نہیں تھا۔ اور جس کی سرگرداں جان کو ہر گلی کوچے میں سوائے خرابی و پریشانی اور بدحالی کے اور کچھ میتسر نہیں۔ کہ دیوانے دِل کو تسکین آجائے۔ ؎

با ہر کسے کہ شرح دہم داستانِ خویش　　　صد داغ تازہ بر دلِ آں ناتواں دہم

چونکہ روشن ضمیر درویشوں کی خاطر خطیر سینہ سوز مظلوموں کے درد اور ستم رسیدوں کے غم کے بارے میں خدا ترس اور فریاد رس ہوتی ہے۔ اس لئے اِس بیگم قدسیہ کی مطلوبہ دعا قبول ہوئی۔ آنجناب نے اسے خوشخبری دی کہ محمد شاہ روشن اختر ہندوستان اور دکن کے تخت و تاج کا زینت افزا ہوگا۔ بیگم مذکورہ خوشی کو بڑھانے والی اور غم و اندوہ کو دور کرنے والی خوش خبری کو سنکر دوگانہ شکر بجا لائی۔ اور آنجناب کی خدمت میں آداب قیومیت بجا لاکر سلطان الاولیاء کی بہت کچھ تعریف کی۔ ؎

درظلِ آفتابِ تو آسودہ اند خلق　　　یارب مباد تا بہ قیامت زوالِ تو

تھوڑے ہی عرصہ میں قضا و قدر کے کارکنوں نے تقدیر کے رجسٹر اور تدبیر کے کارخانہ سے فرخ سیر صاحب سریر کو برہم کر دیا یعنی وہ اپنے امرائے عظام اور خوانین کرام سادات بارہہ کے ہاتھوں بڑی ذلت اور رسوائی سے قتل ہوا۔ واقعی ؎

کدام بادِ بہاری وزید در دَوراں　　　کہ باز در عقبش نکہت و خرابی نیست
دوام پرورش اندر کنارِ مادرِ دہر　　　طمع مکن کہ در و بوئے مہربانی نیست

بعد ازاں امرار و ارکان سلطنت نے وراثت کے طور پر رفیع الدولہ[۱] کو جو بہادر شاہ

---

[۱] رفیع الدولہ شاہجہان ثانی (... ۱۷۱۹ء ...) کو سیّد برادران نے تمریوں کو قید سے نکال کر ۸، جون ۱۷۱۹ء کو تخت پر لا بٹھایا۔ وہ بائیس سال کا مصیبت زدہ نوجوان شہزادہ تھا اس نام کے بادشاہ کے تمام اختیارات سادات بارہہ کے ہاتھ میں تھے۔ وہ مغل سلطنت کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ رفیع الدولہ نہ تو امورِ سلطنت میں دخل دے سکتا تھا نہ اپنی مرضی

www.maktabah.org

والاجاہ کے ابنائے کبار سے قابلِ سلطنت تھا۔ تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ مبارک و خوشی کے نقارے اور شادیانے بجائے۔ بیگم قدسیہ یہ واقعہ خلافِ توقع دیکھ کر روتی کڑھتی جناب قطبِ زماں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اے پیرِ روشن ضمیر! کارخانہ تقدیر سے یہ کس قسم کی تدبیر ظہور میں آئی ہے۔ اور یہ کیسا ناپسندیدہ معاملہ اور نامرضیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) سے کہیں جا سکتا تھا۔ وہ یہاں تک بے بس تھا کہ شکار یا نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے بھی سادات بارہہ کی اجازت کا پابند تھا۔ وہ کسی سے گفتگو کرنے کا بھی مجاز نہیں تھا۔ انہی دنوں اکبر آباد میں بغاوت ہو گئی۔ مؤرخین نے اس بغاوت کا پس منظر یہ لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنی حکومت کے آخری دنوں میں اپنے بیٹے محمد اکبر کو بغاوت کرنے پر ملک سے بھگا دیا تھا۔ وہ ایران چلا گیا تھا۔ اس کے تین بچے قلعہ آگرہ میں قید کر دیئے گئے تھے۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ برسرِ اقتدار آئے تو اپنے دونوں بیٹوں رفیع الشان اور جہاں شاہ کی شادیاں محمد اکبر کی بیٹیوں سے کر دیں مگر بیٹا نیکوسیر قید میں ہی رہا طویل قید کے بعد اسے ایک ہندو برہمن کی وساطت سے آزادی ملی۔ اور چند روز کے لئے تخت نشینی بھی میسر آگئی۔ مگر اسے سید بھائیوں نے دوبارہ قید کر کے قلعہ میں پابند کر لیا۔ جہاں اس نے خودکشی کر کے زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

چونکہ رفیع الدولہ کی ابتدائی زندگی قید و بند میں گذری تھی۔ تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں اذیت ناک حالات سے گذرنے کی وجہ سے اس کی صحت اور دماغی صلاحیتیں جواب دے گئی تھیں وہ قوتِ فیصلہ سے محروم تھا۔ اگرچہ وہ اقتدار کی کرسی پر بٹھایا گیا مگر وہ تین ماہ کی حکومت کرنے کے بعد ۱۷ ستمبر ۱۷۱۹ء میں فوت ہو گیا اور سید برادران کو کسی اور آلۂ کار حکومت کی ضرورت محسوس ہوئی۔

www.maktabah.org

قضیہ نمودار ہوا ہے۔ آنجناب نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس ہنگامہ کی گرمی اور اس خلیفہ کی سلطنت صرف دو تین مہینے نظر آتی ہے۔ آخر کار صاحب تخت و تاج روشن اختر ہی ہے۔ اس دیوانی اور حیرانی زمانہ کا دل آنجناب کے فرمان سے مطمئن ہوا۔ جب دو تین مہینے گذر گئے تو آنجناب کے فرمان کے موافق موجودہ بادشاہ مرگیا۔ اس کے بعد رفیع الدرجات کو بطور وارث اعیان و ارکان سلطنت نے تخت شاہی پر بٹھایا۔ پھر وہ بیگم غم واندوہ سے بھری ہوئی واویلا مچاتی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اب بھی اس سراپا ناامید کا امید کا غنچہ باغ عشرت میں نہ کھلا۔ بلکہ الٹا پژمردہ ہو گیا۔ میری حالت پر سخت افسوس ہے۔ پہلی طرح پھر آنجناب نے فرمایا کہ یہ نقش بر آب و مثل حباب نظر آتا ہے۔ خاطر جمع رکھو صاحب چتر روشن اختر ہی ہے۔ وہ خاتون جلیس حجرۂ غموم و انیس جملہ سموم چونکہ آنجناب کی مخلصہ و معتقدہ بدرجہ غائیت تھی۔ اس واسطے مطمئن ہو کر چلی گئی۔ واقعی درویشوں کی زبان سیف قاطع ہوتی ہے۔ رفیع الدرجات کی سلطنت بھی دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہی۔ عین جوانی میں باحسرت و ناکامی اکبر آباد میں جبکہ امام الملک اسے سنگ لئے ہوئے دکن جا رہا تھا مرگیا ؎

مادرِ دہر نہ پرورد کسی را کہ نکشت　　　بینی اے دوست کہ ایں دایۂ بے مہر و فا ست

بعد ازاں امراء و وزراء نے متفق ہو کر عالی گہر روشن اختر کو دارالخلافہ سے منگوا تاج شاہی سر پر رکھ اکبر آباد میں تخت شاہی پر بٹھایا ؎

روشن اختر بود اکنوں ماہ شد　　　یوسف از زنداں بر آمد شاہ شد

بیگم قدسیہ عمدہ و نفیس تحف و ہدایہ اس غریب نواز کی خدمت میں لائی اور شکریہ ادا کیا۔ اس ضمن میں چند آرزؤں کے بعد مغل حمیّت اسلامی اور اپنے ولی نعمت کے قتل کی وجہ سے قطب الملک اور امام الملک کے سخت دشمن تھے۔ موقعہ پاکر انہیں ان کے برے اعمال کی سزا دی۔ چنانچہ امام الملک کو جو امیر الامراء تھا قتل کر دیا جیسا کہ

www.maktabah.org

پہلے بیان ہو چکا ہے ؎

غمگین مشو کہ ساقیٔ قدرت تسجام دہر — گہ صاف لطف میدہد و گاہ جام زہر

قطب الملک نے یہ وحشت ناک خبر سن کر شاہی لشکر سمیت ابراہیم کو تخت شاہی پر بٹھا کر روشن اختر پر حملہ کیا چونکہ قطب الملک بہادری اور دلیری میں شہرۂ آفاق تھا۔ اس واسطے بیگم قدسیہ مغمومانہ حالت بنائے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ؎

دردمندیم خبر میدہد از سوز درون — دہنِ خشک و لبِ تشنہ و چشم تر ما

جبکہ دریائے رنج سے ساحلِ گنج پر آلگا ہے ؎

اے دستگیرِ عالم دست مرا بگیر — دستم چناں بگیر کہ گوئید دستگیر

قطب الملک سخت کوش اور خدا فراموش ہے ؎

اگر دست یابد بتورانیاں — شود قوم تورانیاں را زیاں

چونکہ وہ قدسیہ بیگم اس خدا آگاہ ولایت پناہ کی فیض گستری اور نوازش گری سے ممتاز و سرفراز تھی۔ اس واسطے اس کی یہ التماس بھی قبول ہوئی اور فرمایا کہ روشن اختر[1]

---

[1] روشن اختر (محمد شاہ) ۱۷۲۰ء سے ۱۷۴۸ء تک اقتدار میں رہا۔ وہ ۱۵، اگست ۱۷۰۲ء میں غزنی کے قریب پیدا ہوا تھا۔ روشن اختر کی والدہ قدسیہ بانو نے اس شہزادے کی تعلیم و تربیت میں بڑی توجہ دی۔ سادات بارہہ رفیع الدولہ کی جسمانی اور دماغی صحت کی وجہ سے سخت پریشانی تھے۔ ان کی نگاہ انتخاب روشن اختر محمد شاہ پر پڑی۔ وہ ان دنوں اپنی والدہ کے ساتھ فتح پور کے قلعہ میں قید تھا۔ سید عبداللہ نے اپنے ماموں زاد غلام علی خاں سپہ سالار افواج مغلیہ کو قلعہ میں بھیجا۔ مگر محمد شاہ کی والدہ نے درباری سازشوں کے پیشِ نظر غلام علی خاں سے کہا کہ ہمیں تاج شاہی کی ضرورت نہیں۔ ہندوستان کا تاج موت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ مگر غلام علیخاں نے بڑے وعدے کئے اور شہزادے کو قید سے لا کر رفیع الدولہ کی وفات کے بعد ۲۵، ستمبر ۱۷۱۹ء ۱۱۳۱ھ کو تخت

www.maktabah.org

صاحب تخت و تاج اور ہماری دعا کے زیر سایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حامی و مددگار ہوگا اگر لاکھ قطب الملک بھی ہوں تو بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ ؂

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

واقعی بزرگوں کی توجہ جوڑ کے ہوئے کاموں کو حل کرنے والی اور عارفوں کی مہربانی سے جو نارساؤں کا ذریعہ کامیابی ہوتی ہے۔ محمد شاہ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ قطب الملک کے بہادر اور دلیر سوار برخلاف دلاوری کے بجائے برقرار رہنے کے فرار ہوگئے قطب الملک کو شاہی آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ابراہیم کو قید میں ڈالا گیا۔ قطب الملک نہایت سختی اور بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ چونکہ حقیقی منصب اور حقیقی عادل جس کے ہاتھ میں جہان اور اہل جہان کی تدبیر کا کارخانہ اور تقدیر کا دفتر ہے۔ ناحق کو رواج نہیں دیتا۔ ؂

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ہندوستان پر بٹھایا۔ اور ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ کے لقب سے حکومت کرنے لگا۔ محمد شاہ کی والدہ نے تھوڑے ہی دنوں میں سید برادران کا اعتماد حاصل کر لیا۔ اور کاروبارِ مملکت میں مشاورتی امور میں حصہ لینے لگی۔

محمد شاہ سادات بارہہ کے امراء اور جرنیلوں میں گھرا رہتا تھا اور دربار میں ایک قیدی کی حیثیت سے حکمرانی کرتا تھا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ماں بیٹا اسی صورت حال کو تبدیل کرنے کی سوچنے لگے۔ لاہور کے صوبیدار محمد امین خاں کو اپنا ہم نوا بنا لیا۔ نظام الملک حیدر آباد سے بھی رابطہ پیدا کر لیا گیا اور ان دونوں جرنیلوں نے اپنی فوجوں کو آگے لا کر سید برادران کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔

اس طرح محمد شاہ بادشاہ ۱۷۲۰ء کو ایک آزاد اور خود مختار بادشاہ ہندوستان کی حیثیت سے جلوہ آرا سریر مغلیہ ہوگیا۔ اس خود مختاری اور بادشاہت میں مشائخ مجددیہ کا بڑا دخل اور حصہ تھا۔ (تاریخ پنجاب)

www.maktabah.org

آفت آں روز بہ وے در رسید　　ہر کہ بدی کرد بجز بد ندید!

جس عذاب اور سختی سے قطب الملک نے فرخ سیر کو ہلاک کیا تھا۔ اس سے زیادہ مغلوں سے دیکھی ؎

مکن بد کہ بد بینی از روزگار　　چنیں گفت دانائے آموزگار

سادات کی وہ دولت وعظمت اور جاہ وجلال اور قطب الملک کا باغ نو بہار باد سموم سے پائمال ہو گیا ؎

تا فلک معمار ایں معمور شد بے خار غم　　یک گل شادی بباغ زندگانی کس نیافت

گلستانِ عمر را در مرغزار روزگار!　　نو بہارے خالی از باغ خزانی کس نیافت

شہزادہ روشن اختر پر مشائخ مجددیہ کی نظرِ التفات اور محمد شاہ کے خطاب سے نوازش

جب روشن اختر بادشاہ کا ظفر اثر لشکر اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آیا تو ارکانِ دولت نے روشن اختر سے خواہش ظاہر کی کہ آپ جناب قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب آنجناب نے سنا کہ روشن اختر حاضرِ خدمت ہونا چاہتا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اس کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہر وقت دعاگو ہیں۔ اپنی دستار مبارک تبرک بھیجی کہ یہ روشن اختر کے سر پر باندھ دینا۔ اور آنجناب نے محمد شاہ لقب مقرر فرمایا[1]

---

[1] محمد شاہ رنگیلا حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کی توجہ اور دعاؤں سے تخت نشین ہوا۔ پھر آپ کی توجہ سے ہی اسے ان بادشاہ گروں (سادات بارہہ) کی بالادستی سے نجات ملی۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ محمد شاہ حضرت خواجہ محمد زبیر کا مرید بنا اور آپ نے ہی اسے روشن اختر سے محمد شاہ بنایا۔ مگر محمد شاہ نے اقتدار میں آکر اپنے کردار کا جو مظاہرہ کیا۔ اس سے حضرت خواجہ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپ نے اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ ملاقات کی درخواست کرتا مگر آپ انکار

www.maktabah.org

اس اثنار میں بادشاہ کو بھی آنجناب کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ اپنے ہاتھ سے نیاز مندانہ عرضی لکھ کر بھیجی کہ اگر حکم ہو تو جناب کی آستان بوسی کا شرف حاصل کروں۔ چونکہ آنجناب امرار و سلاطین کی ملاقات کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اس واسطے فرمایا کہ تمہارے آنے کی ضرورت نہیں۔ میں صبح شام غائبانہ دعا کیا کرتا ہوں۔ اصل غرض آنے کی فقیروں کی دُعا لینا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) فرما دیتے۔

مؤرخین نے محمد شاہ کے دَور کی جو تصویر کھینچی ہے۔ اور اس عیاش بادشاہ نے مسلم معاشرے کو جس غلاظت اور گندگی سے بھر دیا تھا اسے مغل اقتدار کا ایک سیاہ باب قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے دَور میں جو معاشرتی اور سماجی برائیاں سامنے آئیں۔ اس کے اثرات دُور تک پھیلے اور ان برائیوں نے مسلمانوں کو سنبھلنے نہ دیا۔ اور ان کا اقتدار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زوال پذیر ہو گیا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ محمد شاہ افیم کا شوقین اور عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ وہ دن رات اپنی حویرو داشتاؤں کے جھرمٹ میں پڑا رہتا تھا۔ وہ اپنے ۲۸ سالہ دَور میں بھی ل سے باہر نہیں نکلا۔ اس کے امراء جو چاہتے کرتے اور اس کی داشتائیں جس طرح چاہتیں احکام نازل کرتیں۔ محمد شاہ کا جانشین احمد شاہ اس سے چار ہاتھ آگے تھا۔ اس نے ایک میل کے رقبہ میں ایک زنان خانہ تعمیر کروایا۔ ہفتوں تک وہ کسی مرد کی شکل نہ دیکھتا تھا۔ بادشاہ کے دیکھا دیکھی امرائے سلطنت کے گھر بھی عیاشی کے اڈے بن گئے تھے۔ بدکرداری ان کا معمول بن گیا تھا۔ ان کے اخلاق و عادات کو دیکھ کر حیوان بھی پناہ مانگتے تھے۔ مسلمانوں میں اتنی مکروہ رسومات گھر کر چکی تھیں کہ انسان اس سے پست معاشرت کا تصور نہیں کر سکتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب تفہیمات میں ایک جائزہ پیش کیا ہے جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ان حالات میں حضرات مجددیہ نے اصلاح احوال کی کوششیں کیں۔ مگر جب چارہ کار نہ دیکھا تو سرہند چھوڑا۔ دہلی کو خیرباد کہا اور افغانستان سے ہوتے ہوئے حرمین الشریفین چلے گئے۔

www.maktabah.org

سوئیں خود کرتا رہتا ہوں۔ اس واسطے آنے کی تکلیف نہ کرنا۔ بادشاہ نے بہتیری مرتبہ منت وسماجت کی عرضیاں لکھ بھیجیں لیکن بے سود۔ جب تک حضرت خواجہ محمد زبیر زندہ رہے ہر سال بادشاہ زیارت کے لئے عرضی ارسال خدمت کرتا لیکن آنجناب منظور نہ فرماتے۔ بارہا حضرت خلیفۃ اللہ کی والدہ ماجدہ مریم مکانی کے وسیلہ سے کہلوایا اور بارگاہِ قیومیت کے اکثر مریدوں اور خلفاء نے بھی عرض کیا لیکن تمام بے فائدہ و رائیگاں۔ چنانچہ حسب موقع انشاءاللہ بیان کیا جائے گا۔

خواجہ ضیاءاللہ کشمیری اور محمد احسان (مؤلف روضۃ القیومیہ)

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعت میں

اس سال خواجہ ضیاءاللہ کشمیری آنجناب کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک پکڑے ہوئے ایک مسجد میں آئے جہاں حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت ایک ہوگئی۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ ضیاءاللہ کو فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ تم جا کر شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہو کیونکہ وہ قطب جہاں اور قیوم زماں ہیں۔ دوسرے دن خواجہ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت

www.maktabah.org

خواجہ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ فخرِ کشمیر ہیں۔ خواجہ ضیاء اللہ نہایت حلیم و متواضع تھے۔ اسی واسطے آنجناب نے انہیں ھَیِّنٌ لَیِّنٌ کا خطاب دے رکھا تھا۔

اسی سال مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد احرار متولد ہوئے۔ آنجناب نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا۔ تو اعلیٰ درجے کا ولی ہوگا۔ اور وادیٔ ضلالت کے بہت سے گمراہوں کو ہدایت کرے گا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوّم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز کے بعد حلقۂ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ کہ پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو خلعت تجدید عنایت ہوئی۔ لوگو! ان کی اطاعت کرو تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ آنجناب نے خلعت تجدید بروز پیر ۲۷ رجب ۱۱۳۰ھ کو پہنی۔ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دوسری صدی قیومیت کے مجدّد ہیں۔

اسی سال یہ فقیر حقیر پُر تقصیر محمد احسان مولّف کتاب[۱] جناب قیومیت مآب کی خدمت میں مرید ہوا۔ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے لڑکپن سے ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ مَیں قطب وقت کا مرید بنوں گا۔ مَیں ہمیشہ بارگاہِ الٰہی میں ملتجی رہتا ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہے اور لوگ ہرج مرج میں گرفتار ہیں۔ اسی اثنا میں میدانِ قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ قطب الاقطاب آرہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ وہ قطب پل صراط پر سے گذرنے لگا۔ مَیں بھی

۱؎ خواجہ محمد احسان مولّف کتاب کے تفصیلی حالات اسی کتاب کے آخری حصّہ میں مولّف علاّم کی اپنی زبانی درج ہیں۔

www.maktabah.org

اس کے ساتھ ہو لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پل صراط چوڑا ہو گیا ہے۔ ہم بلا تکلف و تکلیف اس پر سے گذر گئے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو پل صراط پھر بدستور تنگ ہے۔ اور سمیٹ لی گئی ہے اور ایک شخص باآواز بلند کہتا ہے کہ پل صراط صرف قطب الاقطاب اور اس کے مریدوں کے لئے چوڑی کی گئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اس قطب کا نام کیا ہے۔ لوگوں نے اس کا نام شیخ محمدؒ زبیر ہے۔ جو اس زمانے کا قطب ہے۔ جب میں جاگا تو اس قطب کا حلیہ میں نے یاد رکھا۔ ابھی میں حضرت خلیفۃ اللہ شیخ محمدؒ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ ان دنوں ہم سرہند میں رہتے تھے۔ اور میں کبھی شاہجہان آباد نہیں گیا تھا۔ کہ آنحضرت کی زیارت کرتا۔ نیز آنجناب میری پیدائش سے پہلے ہی شاہجہان آباد تشریف لے گئے تھے۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد ایک دن میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ قطب وقت کون ہے؟ فرمایا حضرت محمد زبیر قطب وقت ہیں۔ میں نے اپنا خواب بمعہ نیت ظاہر کیا۔ اور اس قطب کا حلیہ بھی بیان کیا فرمایا۔ یہ حلیہ حضرت محمدؒ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ وہ قطب زمانہ ہیں۔ تمہارا خواب بالکل صحیح اور سچا ہے۔ اب میں شاہجہان آباد جا کر تمہیں مرید کراؤنگا۔ جب میں اپنے والد ماجد کے ساتھ شاہجہان آباد گیا اور آنحضرت کی زیارت کی۔ تو جو حلیہ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بعد ازاں میرے قبلہ گاہ نے مجھے آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ کمال مہربانی فرمائی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء باغ جنت آثار کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنحضرت ظہر کی نماز ادا کر کے ایک بساط پر یاروں سمیت بیٹھے اور مراقبہ کرتے رہے چنانچہ عصر کی نماز تک مراقب رہے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس وقت تم پر خاص نظر عنایت فرمائی ہے۔ اپنے فضل و کرم سے تم سب کے گناہ بخش دیئے ہیں۔ اور اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ تمام یار

www.maktabah.org

جو اس وقت بساط پر موجود تھے۔ دوگانہ شکرِ الٰہی بجا لائے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے۔ جو لوگ اس بساط پر موجود نہ تھے وہ اس بشارت سے محروم رہے۔ اور سخت افسوس کرتے تھے جو اصحاب بساط پر تھے ان کی تعداد ستّر تھی۔ اور سب کے سب آنحضرت کے بڑے بڑے خلفاء تھے۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کی خدمت میں خواجہ عبد الرحمٰن کی حاضری

اس سال خواجہ عبد الرحمان مراد آبادی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولفؒ) سے یہ بیان کیا کہ مَیں خدا طلبی کے لئے فقراء کے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ اچانک ایک جنگل میں جا نکلا۔ جہاں ایک نورانی شکل پیر مرد کو دیکھ کر بے اختیار اس کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اس نے کہا مَیں خضر ہوں تو ہر طرف کیوں مارا مارا پھرتا ہے اور اپنے پیارے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ مَیں تجھے قیوم وقت کا پتہ دیتا ہوں۔ اُن کا نام محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور شاہجہان آباد میں رہتے ہیں۔ ان کی توجہ سے تو سیراب ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ عزیز غائب ہو گیا۔ لیکن اس کے کہنے سے مجھے پورا اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ مَیں آنحضرت کی قدم بوسی کے لئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک عزیز صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ میری حالت پوچھی۔ مَیں نے بیان

www.maktabah.org

کر دی۔ اس نے کہا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو تو اس وقت کے قطب الاقطاب کے پاؤں جا پڑو۔ مَیں نے پوچھا کہ تم اسے پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ تمام اولیائے وقت انہیں سے فیض کے منتظر ہیں۔ مَیں کیونکر نہیں پہچانتا۔ مَیں نے پوچھا۔ تو پھر وہ کون ہیں۔ کہا حضرت شیخ محمدؐ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جن کی توجہ سے ہزارہا آدمی کامل اولیاء ہو گئے ہیں۔ اس کے کہنے سے میرا اعتقاد اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اسی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ عرش و کُرسی پر حضرت شیخ محمدؐ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر مَیں بہت جلدی حضرت خلیفۃ اللہ محمدؐ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء بادشاہی باغ کی سَیر کے لئے تشریف لے گئے۔ باغ کے پھول جناب کے قدوم میمنت لزوم سے بڑھتے تھے۔ اور شاخ سے جو ان کے لئے بمنزلہ محل آنحضرت کی پائے بوسی کے لئے جھکتے تھے۔ آنحضرت نہایت خوش و خرم ہو کر اس باغِ ارم میں بیٹھے۔ جناب الٰہی سے آنحضرت پہ بدرجہ غایت عنایت ہوئی۔ آنحضرت نے معہ تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر تک مراقبہ میں رہ کر اپنے تمام اصحاب کو جو اس وقت اس باغ میں آنجناب کے نزدیک یا دُور بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے فضل و کرم سے اکمل اولیاء میں داخل فرمایا ہے۔ اور کمال درجے کا اپنا قرب عطا فرمایا ہے۔ ایک شخص ایک تیر کے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے حق میں بھی فرمایا کہ یہ بھی انہیں میں سے ہے یعنی اسے بھی وہی خوشخبری حاصل ہے۔ آنحضرت کے فرمانے سے اس شخص کا لقب "ھٰذا الرجل منھم" ہو گیا۔ اب وہ اسی نام سے مشہور ہے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کی شاہی باغ میں جلوہ فرمائی

اس سال حضرت سلطان الاولیاء سلطان ہند کی والدہ ماجدہ کے باغ کی سیر کو تشریف لے گئے جو خوبصورتی اور نفاست میں بے نظیر تھا۔ اس باغ کے پھولوں میں آنجناب کے وجود مسعود سے بے اندازہ ترو تازگی اور طراوت و نظارت آ گئی۔ گویا باغ ارم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور باغ بہشت کی برابری کرتے تھے۔ پھول گلزار۔ گلگشت اور لالہ زار جس سے جسم کو فرحت اور آنکھوں کو بصارت حاصل ہوتی تھی۔ ان کی آب و تاب سے گل اندام گل جبینوں کے چہرے پر عرق شرم آتا ہے اور نرگس کے رشک سے معشوقوں کی آنکھ بیمار تھی۔ اس کا گل لالہ لالہ زاروں پر سبقت لے گیا تھا۔ بلکہ اس نے بازار حسرت کو رونق دے رکھی تھی۔ اس کے داغ دل پر محبوب کا خال حسد کرتا تھا۔ بلکہ محبوبوں کے دل کا سویدا اس پر رشک کرتا تھا۔ وہ ایک دانہ سپند ہے۔ اس کا گل نافرمان نازپروانہ نازنینوں کو نافرمانی کی تعلیم کرتا ہے۔ اس کے سمن کو گل اندام کے اندام سے پوری نسبت ہے۔ اور اس کے سرو کو سرو سہی سے پوری مشابہت ہے اس کی سوسن کے رشک سے آسمان نیلگوں لباس پہنے ہوئے ہے۔ اس کے گل شبو کے مقابلہ میں بیارے دندان حسرت نکالے ہوئے ہیں۔ اس کا سورج مکھی آفتاب کو مات کر رہا ہے۔ ~

ہر برگ گلش ز لبس طراوت جوشید ز جوشش نزاکت

اس کی سنبل نے زلف خورشید کی طرح نظارہ کرنے والوں کو دریائے شوق

www.maktabah.org

کی لہروں میں پھنسایا ہوا تھا اور اس کے عشق پیچاں نے عاشقوں کو پیچ و تاب سکھایا ہوا تھا ؎

از جوشش بہار ہر طرف گل — بر دست نہاد ساغر مل

اس کے چاروں گوشوں میں چار تالاب اجسام میں بمنزلہ عناصر مرتب تھے۔ جو حوض کوثر کی برابری کرتے اور چشمہ تسنیم پر ہنسی اڑاتے تھے۔ باد صبا اور باد شمال ہر دم ان کی بلائیں لیتی تھیں۔ اگر ان کی لہروں کے سلسلے کو تماشائیوں کی زنجیر پا کہا جائے تو مناسب ہے اور اگر محبوبوں کے گلے کا ہار کہا جائے تو بجا ہے۔ شاید جمال یار کی مجذوب ہیں۔ کہ لہر کے زنجیر ان کے پاؤں میں ہے اور ہر دم جوش کے مارے لبوں پر کف لاتی ہیں۔ چنانچہ کسی نے ان کی تعریف میں کہا ہے کہ ؎

دجلہ را امروز رفتارے عجب مستانۂ — پائے در زنجیر کف برلب مگر دیوانۂ

اس کے کنارے کا سبزہ غمزدہ معشوقوں کے گھائل شدگان کے لئے بستر راحت ہے۔ اس کے آگے زہرہ جبینوں کے خط نے عاجزی کا خط کھینچا ہوا ہے۔ آنحضرت پر عالم خوش وقتی تھا۔ اسی اثنا میں باخیر و برکت نزول واقع ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر بعد سر اٹھا کر نماز عصر ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ عین نماز کے وقت مجھے الہام ہوا ہے کہ جن یاران اللہ نے تیرے پیچھے نماز ادا کی ہے۔ ان میں سے دس کو میں نے بخش دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہاں جس قدر تیرے بندے موجود ہیں سبھی تیری بخشش کے امیدوار ہیں۔ پھر الہام ہوا کہ یہ بشارت بہ تبعیت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تجھے عنایت کی ہے۔ جس طرح آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عشرہ مبشرہ تھا۔ اسی طرح تیرے دس یاروں کو بھی ہم نے بخش دیا ہے۔ میں شکر بجا لایا۔ آنحضرت کے تمام یار اس خوشخبری کو سن کر شکر الٰہی بجا لائے۔ اور اس عشرہ مبشرہ کو مبارکباد دی۔

www.maktabah.org

قندھار کے ایک سوداگر کا مرید ہونا

اسی سال ایک سوداگر قندھار سے آکر آنجناب کی خدمت میں مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ میں جنگل میں اپنے قافلے کے ساتھ جارہا تھا اچانک میں نے ایک مردِ خدا کو دیکھا جس کی پیشانی سے انوار ولایت واطوار سعادت نمایاں تھے۔ مجھے کہا کہ اس سے اچھی تجارت کر۔ جس کے حق میں پروردگار نے فرمایا ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ، اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں خرید و فروخت یادِ الٰہی سے نہیں روک سکتی۔ میں نے پوچھا وہ تجارت کیونکر ہاتھ آتی ہے۔ اس نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاکر مرید ہوجاؤ۔ کیونکہ وہ قیوم و قطبِ زماں ہیں۔ تاکہ حق تعالیٰ ان کی طفیل تجھے اپنے قرب کا انتہائی درجہ عطا فرمائے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ رجال الغیب سے تھا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ کی مجلس منعقد ہے۔ صدرِ مجلس ایک بزرگ ہے جس کے سامنے تمام دست بستہ بیٹھے ہیں۔ میں نے ایک سے پوچھا یہ کون ہیں۔ اچانک وہ شخص نمودار ہوا جس نے مجھے نصیحت کی تھی۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ یہ تمام اولیائے وقت ہیں اور صدر جلسہ حضرت شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر وہ عزیز مجھے لاکر مرید کرا گیا۔ جب وہ بیدار ہوا۔ تو آنجناب کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب آنجناب کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو ٹھیک وہی شکل و صورت تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ میں جان و دل سے معتقد ہوکر مرید بنا۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رض کے خلیفہ صوفی فرمان کی کابل میں تقرری

اس سال صوفی فرمان جو شیخ محمد عابد کے بعد آنجناب کے تمام خلفاء سے افضل تھے۔ خلافت دے کر کابل بھیجا وہاں کے لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا اور اس قدر مائل و معتقد اور مرید ہوئے کہ وہاں کے موجود مشائخ نے بڑا حسد کیا۔ کیونکہ ان کے تمام مرید صوفی صاحب کے مرید ہو گئے۔ ایک روز وہاں کے مشائخ آپ کے معترض ہوئے کہ تم نے ہمارے مریدوں کو کیوں اپنا مرید کر لیا ہے۔ صوفی صاحب نے نہایت غصے ہو کر فرمایا کہ تم ان بے چاروں سے راہزنی کراتے ہو۔ تم انہیں راہِ خدا پر آنے نہیں دیتے۔ انہوں نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں اور تم صاحبِ کمال ہو۔ صوفی صاحب نے فرمایا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آزمائش کر لو۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شخص ڈھکا ہوا دستر خوان لایا۔ صوفی صاحب نے پوچھا۔ بتاؤ اس میں کیا ہے۔ پھر صوفی صاحب نے فرمایا کہ اچھا ہمارے تمہارے امتحان کے لیے یہی کافی ہے بتاؤ اس میں کیا کیا چیز ہے۔ صوفی صاحب نے کشفِ باطنی سے معلوم کر کے ساری چیزیں بتا دیں۔ وہ شرمندہ ہو کر اُٹھ گئے۔

خواجہ محمد امین: اس سال خواجہ محمد امین کو جن کا حال پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ آنجناب

www.maktabah.org

نے خلافت دے کر کابل کے گردونواح میں بھیجا۔ وہاں جب قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ مگر انہوں نے خودی اور تکبر میں آکر خیال کیا کہ جو قوت ارشاد مجھے حاصل ہے۔ اسے آنجناب لینا بھی چاہیں تو نہیں لے سکتے۔ آنجناب نور باطن اس کے اس خیال سے آگاہ ہو کر اس سے ناراض ہو گئے۔ جب خواجہ نے اپنے باطن میں بے مزگی دیکھی تو بے قرار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ چونکہ آنجناب ناراض تھے اس واسطے پرواہ نہ کی۔ خواجہ صاحب کی باطنی بدمزگی اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اس لئے روتے اور واویلا کرتے پھرتے تھے کہ میں اب لاعلاج ہوں۔ پھر واپس وطن گئے۔ رخصت کے وقت آنجناب نے نیاز کو بھی قبول نہ فرمایا۔ ایک ہفتہ گذرا تھا کہ یہ خبر کابل میں پہنچ گئی کہ خواجہ صاحب سے قطب وقت ناراض ہیں۔ یہ سُنکر خواجہ صاحب کے معتقد منحرف ہو گئے۔ ع

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

ابھی خواجہ صاحب آدھی راہ طے کر چکے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی گھبرا کر پھر درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس طرح کی عاجزی کی کہ آنحضرت کو بھی آپ کی نامرادی اور حالت زار پر رحم آیا۔ پھر آپ کے حق میں عنایت فرمائی۔ اور توجہ دے کر بحال کیا۔ لیکن قوت ارشاد لے لی۔ پھر خواجہ صاحب سے ارشاد نہ ہو سکا اور نہ ہی پہلی طرح کا استقلال باطنی نصیب ہوا۔

www.maktabah.org

مبارز خان و نظام الملک میں جنگ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی حمایت

یہ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ محمدؐ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا اکیسواں سال تھا۔ اس سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری الملقب بہ حسن دین نے کی اور اپنے گھر لے گیا۔ آنجناب بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ کھانا کھانے سے فارغ ہو کر تفریح کے لئے چھت پر تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت ہوا۔ ہمراہیوں نے وضو کر لیا۔ تو اس کثرت سے مینہ برسنا شروع ہوا کہ چھت سے اترنے کی مہلت نہ ملی۔ آنجناب نے عین بارش میں تمام ہمراہیوں سمیت نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ میں نے عین نماز کے وقت جناب الٰہی میں عرض کی تھا۔ کہ آدمیوں کے کپڑے بھیگ گئے ہیں اور بہ سبب بارش نماز میں مطلوبہ احتیاط نہیں ہو سکی۔ کیونکر نماز قبول ہو گی۔ اتنے میں الہام ہوا کہ میں نے ان کی نماز کو قبول کر لیا ہے جو شخص اس نماز میں تمہارا شریک تھا اسے بھی بخش دیا۔ یہ تمام میری بارگاہ کے مقربوں کے صدر نشین ہیں۔ اصحاب مطر ستائیس آدمی تھے۔ جو سب کے سب آنجناب کے مشہور خلفاء تھے۔

نظام الملک کی التجا: اسی سال نظام الملک نے مبارز خان پر فتح حاصل

www.maktabah.org

کرنے کے لئے مدد کی درخواست آنحضرت کی خدمت میں کی۔ اس کی اصلیت یہ ہے کہ جب بادشاہ عیش وعشرت اور فسق وفجور میں مشغول ہو گیا اور امور سلطنت کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور تمام ممالک محروسہ ہند میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ بادشاہی ضبط اٹھ گیا تھا۔ اور سلطنت کا خوف ورعب رعایا پر سے اُٹھ گیا تھا۔ تو نظام الملک جو عالمگیر اورنگ زیب کا تربیت کردہ تھا۔ اور عقلمندی اور دانائی میں بے نظیر تھا۔ ہر روز بادشاہ کو وعظ ونصیحت کرتا لیکن بادشاہ کے کان پر جُوں بھی نہ چلتی بلکہ الٹا ہنسی اڑاتا۔ نظام الملک نے اس بات سے ناراض ہو کر شکار کے بہانے دکن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اس کے بلا اجازت چلے جانے پر ناراض ہو کر امیروں سے مشورہ کیا۔ اور اس کی بیخکنی کرنی چاہی۔ لیکن اس کے رعب کے مارے کسی امیر کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا۔ کہ اس مہم کا بیڑا اٹھائے۔ مبارز خاں کے بیٹے عبدالمعبود خاں نے جس کا باپ حیدر آباد کا حاکم اور بہادری اور دلیری میں شہرہ آفاق تھا کہ کہ میرا نظام الملک کا مقابلہ کرے گا اور اس کی مہم کے لئے کافی ہو گا۔ اور اس کا قلع وقمع کریگا بادشاہ نے تمام دکن کی حکمرانی اس کے نام لکھ قطعی حکم دیا کہ نظام الملک کو دریائے نربدہ سے پار نہ ہونے دینا۔ اور دکن کی سرحد میں داخل نہ ہونے دینا۔ مبارز خاں حیدر آباد سے چل کر اورنگ آباد میں آیا۔ اتنے میں نظام الملک نے دریائے نربدا سے گذر کر ملک دکن میں خیمے نصب کر لئے۔ مبارز خاں نے اسے پیغام بھیجا کہ تو میرے ملک میں کیوں داخل ہوا ہے تم اور مَیں پرانے دوست ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی راہ لے اور اس ملک سے اپنی جان سلامت لے جا۔ ورنہ بزور شمشیر تجھے نکال دوں گا۔ نظام الملک نے اس کے جواب میں یہ خط ہمارے اور تمہارے درمیان قدیم سے دوستانہ حقوق چلے آتے ہیں۔ جو اخلاص مجھے آپ سے حاصل ہے وہ کسی اور سے نہیں۔ اسی طرح آپ بھی میرے مخلص ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اب وہ محبت دشمنی سے بدل رہی ہے۔ اور

www.maktabah.org

اتفاق نفاق کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ آؤ ملک دکن کو باہمی تقسیم کر لیں۔ آپ بادشاہ کے کہنے پر نہ جائیں کیونکہ مَیں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ وہ بے وقوف اور بے عقل ہو رہا ہے۔ وہ امورِ سلطنت کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتا۔ میں نے اسے بہتیرا سمجھایا بجھایا لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ الٹی مجھ پر ہی ہنسی اڑائی۔ اس واسطے میں وہاں سے کنارہ کش ہو آیا ہوں۔ آپ بھی آخرکار بادشاہ کی ناشائستہ حرکات سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور میرے ساتھ جو دشمنی کرنے لگے ہو۔ اس کے بارے میں بعد میں پچھتاؤ گے لیکن پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے باز آ جائیں۔" معہ تحائف و حلوے اور میوہ جات ایلچی کے ہاتھ مبارز خاں کے پاس بھیجا۔ مبارز خاں نے اس کی بھیجی ہوئی چیزوں کو دریا میں پھینکوا دیا اور نظام الملک کو پیغام بھیجا کہ مَیں تجھے حقیقی بھائی سے بھی بہتر جانتا تھا۔ اور تمام کاموں میں تیرا شریک تھا۔ لیکن کیا کروں اولوالامر کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور اپنے ولی نعمت کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ مناسب یہی ہے کہ یا واپس چلے جاؤ یا آمادۂ جنگ ہو جاؤ۔ نظام الملک نے صلح کی درخواست بھی کی۔ لیکن اس نے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔

جب لڑائی کا دِن مقرر ہو گیا تو نظام الملک اور مغل اور تورانی بہ سبب مبارز خاں کی دلیری اور بہادری کے ڈرنے لگے۔ نظام الملک نے ایک عرضی درباره باطنی بغرض فتح و نصرت حضرت سلطان الاولیاءؒ کی خدمت میں آنجناب کے خلیفہ صوفی ابوالحسن کی وساطت سے بھیجی۔ شاہجہان آباد میں جس قدر مغل رہتے تھے سب نے آنجناب کی خدمت میں فتح و نصرت کی درخواست کی۔ چونکہ آنجناب طرفین کے جنگ سے خوش نہ تھے کیونکہ مبارز خاں ایک متقی پرہیزگار اور خدا دوست آدمی تھا۔ اس لئے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے صُلح کر لو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ نظام الملک نے صلح کے لئے بدرجہ غایت

www.maktabah.org

کوشش کی ہے۔ لیکن مبارز خاں کسی طرح بھی صلح نہیں کرتا۔ آخر آنحضرت نے متوجہ ہونے کے بعد فرمایا کہ انجام کار نظام الملک فتح پائے گا۔ اور مبارز خاں شہید ہو جائے گا۔ لیکن اس شہادت سے ملول ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ہر روز مغل اور نظام الملک کے رشتہ دار جو شاہجہان آباد میں تھے۔ آنجناب کی خدمت میں نظام الملک کی فتح کے لئے ملتجی ہوتے۔ انہیں دنوں ایک روز عبد المعبود خان ولد مبارز خان نے میرے والدِ بزرگوار کی خدمت میں عرض کی کہ آپ میرے باپ کی فتح کے لئے استخارہ کریں۔ جب آنجناب متوجہ ہوئے تو مبارز خاں کا شہید ہونا ظاہر ہوا۔ اسی وقت اپنے بڑے بیٹے شیخ محمد احسن کو بتا دیا لیکن اس کی دِل شکنی کی وجہ سے اس پہ ظاہر نہ کیا۔ صرف اتنا فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمہارے باپ کا انجام بخیر کرے۔ القصہ جب دونوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ تو عالمگیر رومی خورشید شعاع سطوت سے اورنگ خاور پہ نمودار ہوا۔ اور شاہ شام سیاہ بیجان اور شکست خوردہ کو لے کر گوشۂ مغرب میں جا گھسا۔ ~~~

نمودار شد فوج بہرِ نبرد	برآمد ز گردون گردندہ گرد
ازاں سو مبارز خان دلیر	بغرید در رزم چوں نرہ شیر
بغرید نقارہ بر پشتِ پیل	ز رنگش شدہ خشک لب رودِ نیل
برآمد غریو از چشم ہفت جوش	ملک مضطرب شد فلک در خروش
بجوشید مغز دلیرانِ جنگ	برآمد بہر جانب شور و شنگ
چو بستند شمشیرہا بر کمر	کہ سازند عدو را چو شق القمر

کہتے ہیں۔ بڑی خونریز لڑائی ہوئی، جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ دونوں طرف کے بہادروں

www.maktabah.org

نے بدرجہ غایت کوشش کی. شجاعت اور بہادری سے شیر مست کی طرح پھرتے رہتے اور زبان سے نعرے مارتے تھے اور ہاتھ سے تلوار چلاتے تھے. طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے. ے

روا رو در آمد ز راہِ نبرد ہزاہز در آمد مبردانِ مرد
سیاست در آمد بگردن زنی ! ز چشم جہاں دور شد روشنی
نمودند بسیار مردانگی ہم از زیرہ کی ہم ز دیوانگی !
چو خانِ مبارز در آمد بجوش بر آورد آواز فرخ سروش
کہ اے جنگ جویانِ غیرت نہاد درِ مرگ بر خویشتن کرد باز
چو امروز پیش آمدہ روز جنگ نظر کردہ باید بناموس و ننگ
دلیرانِ جنگی و گردن فراز ہمہ شیر گردون ہمہ رزم ساز
ز ہر چار جانب فراہم شدند پئے ننگ و ناموس باہم شدند
ز سُم ستوراں دریں پہن دشت زمیں شش شد و آسماں گشت ہفت
کمانہا کہ بودند در گوشہا چو حیلہ نشیناں بے توشہا
ز سر ہائے کشتہ چناں زیر بُود کہ چوں ہندوانہ بہ فالیز بود

لڑائی کی آگ کچھ اس قسم کی بھڑکی. کہ اس سے پہلے چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی. گویا رستم و اسفندیار کی جنگ کا نمونہ تھی. مبارز خاں کا لشکر نظام الملک کے لشکر پر غالب آیا اور ہزاروں نامور اور مشہور آدمی کام آئے. نظام الملک کے لشکر کی حالت نہایت خستہ ہوگئی قریب تھا کہ ان کے سپہ سالار کو نقصانِ عظیم پہنچے. نظام الملک نے یہ حالت دیکھ گھبرا کر آنجناب کی طرف توجہ کی. اتنے میں مبارز خاں کو گولی لگی جس سے اس کا کام تمام ہوگیا. دنیا بھر نے اس کی شہادت کا افسوس کیا. اس کی موت سے بہادری اور دلیری دنیا سے جاتی رہی. اگر رستم اور افراسیاب اس وقت ہوتے. تو اس

www.maktabah.org

کے غلام بن جاتے۔ اس کی بہادری اور دلیری ہندوستان بھر میں ضرب المثل ہوگئی تھی کہتے ہیں پچپن ہزار آدمی اس میدان میں کام آئے۔ اور اسّی بڑے بڑے امیر جو ہاتھیوں پر سوار ہوا کرتے تھے قتل ہوئے۔ سات ہاتھی مارے گئے۔ نظام الملک نے مبارز خاں کے باقی لڑکوں کو دلاسا اور تسلّی دی اور اسی فتح کا شکرانہ جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا ادا کیا۔ اور تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے۔ آنجناب نے مبارز خاں کی شہادت پر بڑا افسوس کیا۔ اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔

خواجہ عزیز اللہ بدخشی نے قیوم چہارم سے بیعت کی

اسی سال بدخشاں کے رئیس خواجہ خلیل اللہ بدخشی کے فرزند خواجہ عزیز اللہ بدخشی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ مجھے فرماتے تھے کہ تم ہندوستان جاؤ اور قطب الاقطاب اور قیوم روزگار حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے توجہ باطنی اور دعا کے لئے التماس کرو۔ بعد ازاں آکر ہماری خانقاہ کو روشن کرنا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت نمودار ہوا۔ جس پر ایک نورانی شکل آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے نور سے تمام جہان منوّر ہو رہا تھا۔ ہزاروں نورانی آدمی اس تخت کے گرد ہوا میں دست بستہ کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے بآواز بلند کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور باقی کے اولیائے امّت ہیں۔ جو اس بزرگ کا مرید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دوستوں میں داخل کرے گا۔ اور جو اس کی اطاعت نہ کرے گا۔ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف

www.maktabah.org

ہوا۔ اور جو صورت آنجناب کی خواب میں دیکھی تھی۔ وہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ آنجناب کی خدمت سے جو کچھ حاصل ہوا سو ہوا۔

ایک فاحشہ عورت کا جنازہ

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنجناب، کا طریقہ یہ تھا کہ سارا دن اور ساری رات باغ میں رہتے۔ کبھی دو دن اور دو راتیں بھی گذر جاتیں۔ ایک رات آنجناب باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ اس باغ کے پاس سے گذرا۔ آنجناب نے غائبانہ دیر تک فاتحہ کہہ کر لوگوں کو فرمایا کہ میں اس میت کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ جب اس کے اعمال کی طرف دیکھا تو تمام گناہ ہی گناہ تھے نیکی ایک بھی نہ تھی۔ لیکن ایمان کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اس کی بخشش کے لئے میں نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی اور حد سے زیادہ دعا اور توجہ کی۔ تب کہیں پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے اُسے بخشا۔ اور اپنی رحمت میں مستغرق کیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں نے ایسا عذاب آج تک کسی کو ہوتے نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں اس سے کیسا گناہ صادر ہوا۔ جب دن چڑھا تو ایک شخص نے آ کر عرض کیا۔ کہ وہ جنازہ ایک رنڈی کا تھا۔ جو فاحشہ بھی تھی۔

صفدر شاہ کا قتل

اسی سال آنجناب کا مرید صفدر شاہ قتل ہوا۔ چونکہ قاتل بھی آنحضرت کے مرید ہی تھے۔ اور دونوں خوب لڑے اور زخمی ہوئے تھے اور قریب المرگ تھے۔ اس واسطے آنحضرت نے کچھ نہ فرمایا البتہ صفدر شاہ کے لئے افسوس کیا اور اس کی بخشش کے لئے دُعا کی۔ اور فرمایا کہ صفدر شاہ اپنی قوم میں مستثنیٰ تھا۔ اسے جنت میں بھی بلند درجہ عطا ہوا ہے۔

---

www.maktabah.org

سرہند کے عاملوں کی جنگ

آنجناب کے فدوی عثمان یار خان کے دل میں تمنا تھی کہ کسی طرح سرہند کا حاکم ہو جائے لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے اس کی پیش نہ جاتی تھی۔ یہ خواہش آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کی۔ آنحضرت نے از راہِ عنایت خوش خبری دی کہ عنقریب ہی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اسی اثنا میں ایک اور شخص نے ارکان سلطنت کو بہت سا روپیہ بطور رشوت دیکر سرہند کی حکمرانی اپنے نام کرالی۔ خان مذکور یہ حالت دیکھ کر کڑھا اور حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نہایت منت و سماجت کی۔ آنجناب نے پھر متوجہ ہو کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو کہ جو فرمان اس کے واسطے لکھا گیا ہے وہ تمہیں ملے گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ آنجناب کی توجہ سے صبح وہ منشور جو دوسرے کے لئے لکھا گیا تھا اس میں سے اس کا نام مٹا کر عثمان یار خان کا نام لکھ دیا۔ خان مذکور خوش و خرم ہو کر اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لایا۔ آنحضرت نے اسے اپنے سر مبارک کا پٹکا مرحمت کر کے سرہند رخصت کیا۔ حاکم معزول از راہِ کوتاہ اندیشی و غرور بارہ ہزار فوج لے کر لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ عثمان یار خان تین ہزار سوار لے کر توکل بر خدا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر بموجب آیہ کریمہ " کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ " اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسا اوقات تھوڑا لشکر زیادہ لشکر پر غالب آتا ہے، مخالفوں پر حملہ آور ہوا۔

سپاہ از دو سو در خروش آمدند   دو دریائے آتش بجوش آمدند

www.maktabah.org

برآمد ز نقارہا طمطراق
برآوازہ گردید آں نہ رواق!
بہ غریدن نوبتہائے کلاں!
بہ جنبش در آمد زمین و زماں
تفنگ بر تفنگ سر بہ سر سیر شد
تن دشمناں ہمچو کفگیر شد
قشاقاش پیکان جوشن شکن
زرہ کردہ بر جسم مرداں کفن
چکاچاک شمشیر در کار زار
برآورد از مغز دشمن دمار

آخر کار صف شکن اور رویئں تن خاں تہور ذاتی اور استعداد معنوی سے فولاد کو چبانے والے جوانوں سمیت لڑنے لگا۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ قریب تھا کہ عثمان بابہ خان کے لشکر فیروزی اثر کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ خان مذکور نے نہایت عاجزی سے آنحضرت کے باطن کی طرف توجہ کی اور حضرت کا عمامہ دشمنوں کو دکھایا جس کے دکھاتے ہی دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کے مخلص کو فتح ہوئی۔ خان مذکور نے معبود حقیقی کی بارگاہ پر جبین نیاز جھکادی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بطور شکرانہ بھیجے۔

اسی سال آنحضرت کے ہاں تیسرا فرزند پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت نے شیخ محمد رکھا۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا تو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد فوت ہوگیا۔ آنجناب کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا۔

---

www.maktabah.org

زکریا خاں گورنر لاہور کے لئے دعائے فتح جموّں

اس سال زکریا[1] خان نے قلعہ جموّں کی فتح کے لئے آنجناب کی خدمت میں عرضی لکھی اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ زکریا خاں لاہور کا حاکم تھا اور اس کا باپ عبدالصمد خان حاکم ملتان تھا۔ دونوں نے متفق ہو کر ان مفسد سکھوں کی بیخکنی کے لئے حملہ کیا۔ جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے اور علاقہ لاہور کو تاخت و تاراج کیا کرتے تھے۔ وہ لٹیرے پہاڑ کی چوٹیوں کے قلعوں میں گھس گئے۔ یہ قلعے نہایت مضبوط اور بلند تھے۔ ان تک پہنچنے کی راہ بھی نہایت دشوار گذار تھی۔ سب سامان ٹھیک ٹھاک کر کے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ ان قلعوں کی راہ اس قسم کی تھی کہ اگر اوپر سے پتھر بھی پھینکیں تو بھی کئی ہزار آدمیوں کو ہلاک کر سکتے تھے۔ اس واسطے کوئی امیر یا بادشاہ ان کے حال کا معترض نہ ہوتا تھا۔ جب ان دونوں باپ بیٹوں نے ان کی بیخ کنی کرنی چاہی۔ تو پہلے جناب قیومیت مآب کی خدمت میں عرض بھیج کر دعائے فتح کی درخواست کی۔ آنجناب نے توجہ کے بعد خوشخبری سنائی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح ہوگی۔ زکریا خاں آنجناب کی فیض اشارت بشارت کے بموجب اس طرف روانہ ہوا اور اپنے چند معتبروں کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ہر رات دعائے فتح کے لئے عرض کرتے رہیں۔ جب زکریا خاں دامن کوہ میں پہنچا۔ تو اس کا باپ بھی ملتان سے چل کر آملا۔ دونوں باپ بیٹوں نے پہاڑ

---

[1] زکریا خاں بن عبدالصمد دلیر جنگ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کی اولاد سے تھا۔

(اسرار صمدی)

www.maktabah.org

پر چڑھنا چاہا۔ جب تھوڑا سا راستہ طے کر چکے تو مخالفوں کو پتہ لگ گیا۔ انہوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ چونکہ انہیں پہاڑی لڑائی کی مہارت نہ تھی۔ اس واسطے ان کی فوج کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا۔ کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ دونوں نے کئی مرتبہ حملہ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ان حملوں سے ان کی باقی فوج بھی کمزور ہو گئی آنجناب نے ان کی فوج کی طرف توجہ کی۔ اور جو لوگ زکریا خاں نے آنجناب کی خدمت میں دعائے فتح کی یاد دہانی کے لئے چھوڑے تھے۔ انہیں فرمایا۔ کہ فلاں فلاں شخص قتل ہو گیا اور فلاں فلاں زخمی ہے چونکہ اس لشکر میں آنجناب کے بہت سے مرید تھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ بس سختی گذر گئی۔ آئندہ نقصان نہیں ہو گا۔ اسی اثنا میں زکریا خاں کی عرضی در بارہ استمداد پہنچی۔ آنجناب نے تسلی کر کے بھیجی کہ خاطر جمع رکھو۔ عنقریب ہی فتح نصیب ہو گی۔ پھر حملہ کرو اس دفعہ قلعے والے گرفتار ہو جائیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس دفعہ جب حملہ کیا تو سارے قلعے فتح ہو گئے۔ اور بائیس راجے گرفتار ہوئے[۱]

---

[۱] اگرچہ سابقہ ادوار میں بندہ بیراگی کی لوٹ مار نے پنجاب کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اور سارے پنجاب میں خصوصًا مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی بستیاں جلا کر راکھ کر دی گئیں۔ اور وہاں مسلمانوں کا جینا محال کر دیا گیا۔ مگر مغل بادشاہوں نے سکھوں کی قوت کو توڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ کئی مہموں میں سکھ فوج کا قلع قمع کر کے پنجاب سے بھگا دیا۔ وہ جموں کے پہاڑوں میں جا چھپے تھے۔ مگر مغلوں کے عیاش حکمران اور نااہل شہزادوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ایک بار پھر بندہ بیراگی نے پنجاب میں تباہی مچا دی۔ یہ فرخ سیر کا زمانہ اقتدار تھا۔ اس نے سکھوں کے مظالم سے تباہ حال مخلوق کی امداد کے لئے بذات خود اقدام کیا۔ اور زکریا خان کو لاہور کا گورنر مقرر کر کے سکھوں کے خلاف خصوصی توجہ دینے کا حکم دیا۔ اور خود اس مہم کی نگرانی کرتا رہا۔
نواب زکریا خان اپنے والد خان عبد الصمد خان (والئ ملتان) کی مشترکہ فوجیں ۲۲ فروری ۱۷۱۳ء کو سکھوں کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھیں۔ قلعہ ساڈھورہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ محصور سکھوں کی خوراک ختم ہو گئی۔ وہ

www.maktabah.org

ان کی اکثر فوج تہ تیغ ہوئی۔ زکریا خان انتظام کے لئے کچھ فوج چھوڑ خود لاہور آیا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) صلح پر آمادہ تھے مگر بندہ بیراگی نے اپنے دستے بھیج کر مغلوں پہ حملے کر دیئے اور وہ اس طرح قلعہ سادھورا سے نکل کر قلعہ لوہ گڑھ تک پہنچ گئے۔ اب خان عبدالصمد نے قلعہ لوہ گڑھ پر یلغار بول دی۔ ایک لمبے عرصہ تک دونوں فوجیں لڑتی رہیں۔ اب بندہ بیراگی پنجاب کے میدانی علاقوں میں نہ ٹھہر سکتا تھا۔ وہ اپنے سکھ دستے لے کر جموں کے پہاڑوں میں جا گھسا۔ وہ پندرہ ماہ تک پہاڑوں میں چھپا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ مغلوں کی سلطنت کا پھر تختہ الٹے تو وہ پنجاب پر دھاوا بول دے۔ وہ جموں سے اٹھائیس میل ڈیرہ بابا نانک میں مقیم رہا۔ اس نے فروری ۱۷۱۵ء میں دوبارہ پنجاب کو اپنا نشانہ بنایا۔ آبادیوں کا صفایا کرتا گیا۔ کلانور، بٹالہ میں قتل عام کیا۔

ان وحشتناک خبروں نے فرخ سیر کو دہلی سے دوبارہ لشکر کشی پہ آمادہ کیا۔ لاہور سے گورنر عبدالصمد اور گورنر زکریا خان کو دوبارہ مہم پر مقرر کیا۔ پھر دہلی کے کئی امراء اپنی فوجوں کے ساتھ پنجاب پہنچے۔ ان دنوں بندہ بیراگی گورداس ننگل ضلع گورداسپور میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ یہاں ایک زبردست قلعہ تھا جس پر توپیں نصب تھیں۔ عبدالصمد خان نے آگے بڑھ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ۱۷ اپریل ۱۷۱۵ء کو ہوا۔ اس محاصرہ کو سخت سے سخت تر کر دیا گیا۔ طویل محاصرے کے باوجود سکھ ڈٹے رہے اور کئی بار محاصرہ توڑنے کے لئے حملے بھی کرتے رہے۔ ایک عرصہ کے بعد سکھوں کی خوراک اور گولہ بارود ختم ہو گیا۔ بھوکے سکھ قلعہ کی دیواروں پہ کھڑے ہو کر مسلمان سپاہیوں سے خوراک مانگتے۔ اور اپنی چادریں نیچے لٹکا دیتے اس طرح انہیں کچھ خوراک مل جاتی تو ایک دوسرے سے لڑ کر اپنا اپنا حصہ لیتے۔ آخر کار سکھوں نے ۷ دسمبر ۱۷۱۵ء کو ہتھیار ڈال دیئے۔

بندہ بیراگی اپنے سات سو چالیس سکھ لڑاکا فوجیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ انہیں لاہور لایا گیا۔ پھر انہیں براستہ سرہند (جہاں یہ لوگ ظلم و ستم کا نشانہ بنے تھے) دہلی روانہ کر دیا گیا۔ ان قیدیوں کی نگرانی نواب محمد امین سپہ سالار افواج مغلیہ کے پاس تھی۔ وہ قیدیوں کا یہ قافلہ لے کر ۲۷ فروری کو دہلی میں داخل ہوا اور بازاروں

www.maktabah.org

آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھیجے۔ جب لشکری آدمی لڑائی کے بعد واپس آئے تو انہوں نے جنگ کی وہی کیفیت بیان کی جو آنحضرت نے اس سے پہلے بیان فرمائی تھی۔

والئی کاشغر کی عرضداشت

اس سال کاشغر کا ایک امیر حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا باعث یوں بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی بڑا اور روشن دریا ہے جس کی روشنی سے تمام جنگل منوّر ہو رہا ہے۔ اور ہزاروں آدمی اس دریا سے پانی پیتے اور نہاتے ہیں۔ پانی پینے اور نہانے سے ان کے چہرے روشن اور خوش شکل و خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا حسن آفتاب کی طرح چمکتا ہے۔ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ دریا قطب جہاں اور قیوم زماں کا باطن ہے۔ اے بندگانِ خدا! آؤ۔ قطبِ وقت کے باطنی دریا سے سیراب ہو لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اپنے مقربوں میں داخل کرے گا۔ اسی اثناء میں ایک عزیز کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دریا اس کے تخت تلے سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ لوگوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) میں سے ہانکتا ہوا دربار تک پہنچا۔ بندہ بیراگی اور اس کے لڑکا کو سکھوں کو قلعہ ترسیولہ میں قید کر دیا گیا۔ دوسرے سکھوں پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور انہیں ۵ مارچ کو سزائے موت سنادی گئی۔ آخر کار بندہ بیراگی کو ۱۹ جون ۱۷۱۶ء کو سزائے موت سنائی گئی۔ اور اسے قیدی سکھوں کے سامنے تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

www.maktabah.org

کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔
اور شاہجہان آباد میں رہتے ہیں۔ جب میں جاگا۔ تو ہند کے جا کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اپنے
بادشاہ سے رخصت مانگی۔ بادشاہ مجھ پہ نہایت مہربان تھا۔ اور سلطنت کے اکثر کام میرے متعلق
تھے۔ مجھے اجازت نہ دی۔ مَیں نے اپنا خواب سر بسر بیان کیا۔ وہ بھی سن کر متعجب سا رہ گیا
اور کہنے لگا کہ اگر تو نے ایسا خواب دیکھا ہے تو جا اور میرے لئے بھی دعا کے واسطے التماس
کرنا۔ اسی طرح بادشاہ نے بھی خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بآواز بلند کہتا ہے کہ شیخ محمد زبیر
اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ جو شخص ان کا مرید ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔
اور دین و دنیا میں اسے معزز کرے گا۔ دوسرے دن بادشاہ نے مجھے بُلا کر اپنا خواب
بیان کیا۔ پھر اپنے حالات کی ایک عرضی معہ تحف و ہدایہ حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ اور مجھے رخصت کیا۔ مَیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو
کر مرید ہُوا۔ اور اپنے بادشاہ کے تحفے اور ہدیے نذر کیئے۔ آنجناب نے والیئے کاشغر کے
حق میں دعائے خیر کی۔ اور تحائف و ہدایا کو قبول فرمایا۔

اسی سال حاجی امان بدخشی جو عزیزِ زمانہ تھے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید
ہوئے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں
خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ تم جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ مَیں نے پوچھا کس شہر
میں رہتے ہیں۔ فرمایا۔ شاہجہان آباد میں۔ مَیں آنجناب کے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ اللہ
کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہُوا۔

اسی سال وزیر ہندوستان کی بیوی ولائتی بیگم جو صالح زمانہ تھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی مرید بنی وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتی ہے کہ ایک رات
مَیں نے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جو فرماتے ہیں

www.maktabah.org

کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قطب الاقطاب اور میرا نائب کامل ہے اس کی خدمت میں جاکر مرید ہو۔ دوسرے دن میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئی۔

اسی سال ایک شخص کابل سے ہندوستان میں آیا۔ جو اپنی سرگذشت یوں بیان کرتا ہے جب میں دریائے چناب کے قریب پہنچا تو ایک جنگل میں مجھے رات ہو گئی۔ ایک درخت تلے بیٹھ گیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو بہت سے نورانی چہرے والے آدمی ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ ایک نے کہا یہ چشت کے رئیس ہیں۔ لیکن وہ سبھی کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک نورانی شکل عزیز گھوڑے پر سوار نمودار ہوا جس کے نور سے تمام زمین و آسمان روشن ہو رہے تھے۔ تمام بزرگانِ چشت اس کا ادب بجالائے اور پیادہ پا اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ اس نے کہا یہ عزیز شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطبِ وقت ہیں اور شاہجہان آباد کے محلہ مغل آباد میں رہتے ہیں۔ یہ معاملہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ جب شاہجہان آباد پہنچا اور حضرت خلیفۃ اللہ کی زیارت کی تو جو صورت میں نے جنگل میں دیکھی تھی بعینہٖ ویسی صورت تھی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیا جنگل کی سیر کو تشریف لے گئے۔ جب شہر سے باہر آئے تو بیری کے چند درخت دیکھ کر ان کے تلے بیٹھ گئے۔ اور مراقبہ کرنے لگے۔ دیر تک مراقبہ میں رہ کر یوں فرمایا کہ میں نے اس درخت سدرہ پر نورِ الٰہی کو دیکھا تھا اس واسطے اس کے تلے بیٹھ گیا۔ اس وقت باخیر و برکت نزول واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بدرجہ غایت مجھ پر ہوئی۔ اور مجھے الہام ہوا کہ تجھے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات اسی درخت تلے انوار و برکات الٰہی میں مستغرق رہے۔ اتفاق سے اسی رات آپ کے ایک دوست کی گائے گم ہو گئی۔ اس نے آنجناب سے التجا کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ تیری گائے کہیں نہیں جائے گی۔ تلاش کرو۔

www.maktabah.org

یہیں ہوگی۔ بہتیری تلاش کی مشعلیں لے کر تمام جنگل ڈھونڈ مارا لیکن گائے نہ ملی۔ جب صبح ہوئی تو پھر گائے کا مالک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ گائے تمہاری کہیں نہیں گئی۔ یہ دیکھو فلاں درخت تلے کھڑی ہے۔ جاؤ جا کر لے آؤ۔ جب گیا تو اسی درخت تلے کھڑی تھی۔ سب کو یقین ہو گیا کہ گائے آنجناب کے تصرف سے واپس آئی۔ کیونکہ ساری رات ہم جنگل میں تلاش کرتے رہے ہیں۔ کہیں پتہ نہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب اس بیری تلے سے اٹھ کر بادشاہ کے والدہ کے باغ تک تشریف لائے۔ آنجناب کی یہ عادت تھی کہ جہاں کہیں تشریف لے جاتے سارا دن وہاں رہتے۔ آدھی رات کو گھر تشریف تشریف فرما ہوتے۔

اسی سال مولوی عبدالحکیم قصوری نے جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے اور آنجناب کے مخلص و معتقد تھے۔ آنجناب کی دعوت کی۔ سارا دن وہاں گذار کر آدھی رات کے وقت وہاں سے اٹھے۔ میرے (مؤلف رح) بڑے بھائی شیخ محمد محسن فرماتے ہیں کہ میں اس رات آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنجناب کی سواری کے سامنے سے بہت سے لوگ شور و واویلا مچاتے آرہے تھے۔ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ فیل بان ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک مست ہاتھی چلا آرہا ہے۔ بادشاہ نے اس ہاتھی کو منگایا تھا۔ مستی کے سبب وہ دن کے وقت نہیں آسکتا تھا۔ اس واسطے رات کو لا رہے تھے۔ بلکہ رات کو بھی چند ایک آدمی جو مکانوں پر سوتے تھے اس نے پکڑ کر ہلاک کر دیئے ہیں۔ مہاوتوں نے گذارش کی کہ اگر آنجناب کی سواری ایک گھڑی کے لئے ایک طرف کو ہو جائے۔ اور اور کسی کوچے میں کھڑی ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ ہاتھی گذر جائے۔ لیکن آنجناب نے منظور نہ فرمایا۔ دوسرے آدمیوں نے بہتیرا عرض کیا لیکن بے سود۔ جب چند قدم آگے بڑھے تو ہاتھی کے پاؤں کی زنجیروں کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اب تو ہاتھی دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس پر مہاوت نہیں۔ لوگ ڈر گئے ادھر ہاتھی آنجناب کی

www.maktabah.org

سواری کے مقابل آکھڑا ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ٹھہرو مت۔ لوگوں نے عرض کیا رستہ بہت تنگ ہے۔ ایک آدمی سے زیادہ نہیں گذر سکتا۔ پہلے بذات خود اپنا گھوڑا ہاتھی کے سامنے سے گذارا۔ پھر پیدل سوار ہاتھی کے پاس سے ہو کر گذر گئے۔ بلکہ بعض اس کے پیٹ تلے سے ہو کر گذرے۔ ہاتھی پتھر کی مورت کی طرح کھڑا رہا۔ لوگ اس کے پاؤں اور سونڈ پر ہاتھ مارتے تھے لیکن وہ ہلتا بھی نہ تھا۔ جب آنجناب کی سواری کے سارے آدمی گذر چکے تو پھر وہ ہاتھی روانہ ہوا۔ پھر اپنی شرارت کرنے لگا۔ جو آدمی دو کانوں پر سوئے ہوئے تھے ان کو گھسیٹ کر روندتا جاتا تھا۔ لیکن آنجناب کے حضور میں اس کی ساری مستی زائل ہو گئی تھی۔ اور لومڑی کی طرح عاجز ہو گیا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کی خدمت میں شاہ چترال کی عرضداشت

قیومیت کے پچیسویں[۲۵] سال کو شاہ چترال نے ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز اور ارادت، اور طلب خلیفہ آنجناب کی خدمت میں بھیجی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ شاہ چترال نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت اور قطبیت کے اوصاف بکثرت سنے تھے۔ اس لئے آنجناب کا نہایت معتقد اور مخلص تھا۔ جو شخص ہندوستان سے آتا اسی سے آنجناب کے حالات پوچھتا۔ اور اس کی خاطر تواضع کرتا۔ ایک رات شاہ چترال نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں سرخ یاقوت کا ایک نہایت عالیشان محل بنا ہوا ہے۔ جس کے گرداگرد ہزارہا اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں۔ اس محل کے اوپر ایک مرد خدا بیٹھا ہے اور ایک شخص

www.maktabah.org

باآواز بلند کہتا ہے۔ کہ یہ عزیز جو محل پہ ہے۔ شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب جہاں وقیوم زماں ہے۔ جو شخص اس کا مرید ہوگا۔ دین و دنیا میں اس کی بہتری ہوگی۔ اور جو اس کی قطبیت وقیومیت کا انکار کرے گا۔ وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اے بندگانِ خدا اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ حق تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے اور اپنے نیک بندوں میں شامل کرے۔ اسی اثناء میں چاروں طرف سے آواز آئی کہ ہم اس شخص کہ قطبیت وقیومیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے حلقہ بگوش غلام ہیں۔ شاہِ چترال یہ خواب دیکھ کر حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت ہی معتقد اور مخلص ہو گیا۔ اور اس مضمون کی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں بھیجی۔ کہ ہم مدت سے آنجناب کے دیدار فائض الانوار کے آرزو مند ہیں۔ لیکن بعض مواقعات کی وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ جناب اپنے مریدوں میں داخل فرمائیں گے اور اپنے ایک خلیفہ کو اس ملک میں بھیجیں گے تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دریائے ضلالت سے نجات پاکر ساحل ہدایت پہ پہنچیں۔ اس مضمون کی عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی تو آنجناب نے تحائف و ہدایا قبول فرما کر اس کے حق میں دعائے خیر کی اور خلیفہ لعل کو چترال بھیجا۔ شاہِ چترال نے معہ اُمراء و فوج اس کا استقبال کیا اور اس کا مرید ہوا۔

اسی سال صوفی نور محمد سفید پوش آنجناب کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث مجھ (مولف   ) سے یہ بیان کیا کہ ایک رات میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ منبر پہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں اور اس خطبہ میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان فرماتے ہیں اور لوگوں کو آنجناب کی ارادت کی ترغیب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بندگانِ خدا! اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمت عظمیٰ عنایت فرمائی ہے کہ تمہارے درمیان شیخ محمد زبیر رضی اللہ

www.maktabah.org

تعالیٰ عنہ کو جو پروردگار کا نائب اتم اور محبوب کردگار کا خلیفہ اعظم ہے مبعوث کیا ہے وہ مجدد الف ثانی، عروۃ الوثقیٰ اور حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح اس امت کے تمام اولیاء سے افضل ہے۔ دوڑو اس کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن جاؤ جس قدر ہو سکے اس سے کمالاتِ الٰہی حاصل کرو۔ کیونکہ بعد میں پچھتاؤ گے۔ اس وقت کا پچھتانا مفید نہیں ہو گا۔ یہ خواب دیکھ کر میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ جو کچھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا واقعی اسی طرح حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا۔

اسی سال حاجی سعادت اللہ جو صالح وقت تھا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ اس نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر تمام اولیائے امت جمع ہیں ان میں چار تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور تمام اولیاء ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چار اصحاب خلفاء تھے اسی طرح ان کے علاوہ چار قیوم تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ میں نے پوچھا وہ چاروں قیوم کونسے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ پہلے تخت پر حضرت قیوم اوّل، دوسرے پر عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی۔ تیسرے پر حجۃ اللہ قیوم ثالث اور چوتھے پر قیوم رابع شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

www.maktabah.org

حضرات مشائخ احمدیہ سرہندیہ کی دہلی میں حضرت قیوم رابع کی خدمت میں حاضری

اس سال ایک شخص متصدی پیشہ سرہند میں تھا بلکہ زمانہ بھر کا اجڈ سمجھو تمام شہر اور مضافات پر غالب تھا۔ بہ سبب شقاوت ازلی اس کی زبان سے بے اختیار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی شان مبارک میں نامناسب کلمات نکلے۔ جب یہ خبر حضرات مشائخ احمدیہ نے سنی تو مارے غیرت اسلامی کے جوش میں آئے اور اسے وہیں اس کی سزا دینی چاہی لیکن پھر سلطنت کی بدنامی سے ڈر گئے کہ کہیں کوئی شخص خلاف واقعہ بادشاہ سے نہ کہہ دے۔ آخر اکٹھے ہو کر مشورہ کیا جس میں قرار پایا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شاہجہان آباد میں بادشاہ کے روبرو ہونا چاہیئے۔ تمام بڑے بڑے مشائخ احمدیہ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ پہلے آنجناب کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور یہ تذکرہ چھیڑا۔ اور التماس کی کہ آنجناب بھی اس مجلس میں رونق افروز ہوں۔ گو آنجناب ایسی مجلسوں میں تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے لیکن آنجناب نے فرمایا کہ مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا دریغ نہیں کروں گا۔ لیکن مجلس میں نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ جب بادشاہ اور وزیر نے سنا کہ حضرات سرہند تشریف لا رہے ہیں تو اپنے بڑے بڑے امراء کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لا کر اُتارا۔ ان میں سے اکثر شیخ محمد پارسا کے ہاں اُترے۔ نیز شیخ صاحب سوائے حضرت قیوم رابعہ کے تمام حضرات سرہند کے ویسے بھی سردار تھے۔ اور تمام ارکان سلطنت معہ بادشاہ آنجناب

www.maktabah.org

کے معتقد تھے۔ اور باقی کے غازی الدین خاں کے مدرسہ میں اترے۔ بعد ازاں خود وزیر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی خاطر خواہ اور شرع کے موافق اس مقدمے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں سرہند کے تمام سرکاری افسران کو معطل و معزول کیا اور حاکم کو بدل دیا اور نئے افسران اور نیا حاکم مقرر کیا۔ بادشاہ نے حضرات سرہند کو تحف و ہدایا دے کر نہایت تعظیم سے رخصت کیا۔ بعض مشائخ احمدیہ نے جو حضرت سلطان الاولیاء کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ اور اپنی خود نمائی چاہتے تھے اپنے آپ کو شاہجہاں آباد میں اس طریقہ علیہ کا سردار ظاہر کرنا چاہا اور اس بارے میں بہت کوشش کی لیکن سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ حالانکہ شاہجہان آباد کے کئی رئیس ان کے مرید تھے اور وہ خود بھی اس بات کے خواہاں تھے لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب دیکھا کہ یہ کوشش رائیگاں گئی تو حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کے قائل ہوئے کیونکہ آنجناب کا ارشاد دن بدن ترقی پر تھا۔ اور آنجناب کی قیومیت آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ اس لئے مجبوراً آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور مشائخ نے بھی اس خیال محال سے توبہ و استغفار کی۔ ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد

www.maktabah.org

ایک مسلمان کفش فروش کا ہندوؤں کے ہاتھوں قتل

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید جو جوتیاں بیچا کرتا تھا ایک کافر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ موسم بہار میں ہندوستان کے کافر عیش و عشرت کرتے اور دف طنبور اور چنگ و رباب بجاتے ہیں زعفران اور زرد رنگ ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں۔ اور خوب رنگ رلیاں مناتے ہیں جسے ان کی اصطلاح میں ہولی کہتے ہیں۔ اور مارے خوشی کے دیوانے ہوتے ہیں۔ ہولی کے دنوں میں ایک رات ایک جوہری جو بادشاہ کا مقرب تھا اور تمام ارکان سلطنت کو اس سے واسطے پڑتا تھا۔ بازار میں بہت سے لوگوں سمیت بانسری بجا رہا تھا۔ اور وہ آپس میں ایک دوسرے پر سرخ اور زرد رنگ چھڑک رہے تھے۔ اس طرح گاتے بجاتے اور رنگ رلیاں مناتے گذرے اتفاق سے زعفران کے چند قطرے اس کفش فروش مرد کے کپڑے پر جا پڑے اس نے ناراض ہو کر کہا۔ عقل کے اندھو یہ تم نے کیا کیا۔ وہ ملعون بہ سبب غرور و تکبر اس سے لپٹ گئے۔ وہ بھی لڑنے لگا۔ اتنے میں ایک ملعون نے پیچھے سے آکر اس پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ صالح مرد شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں شور مچ گیا۔ اور وہ بدبخت جوہری بھاگ گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس ملعون کی غفلت کی آنکھ کھل گئی۔ تو حواس باختہ ہو کر گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک رکن سلطنت روشن الدولہ کے گھر جا چھپا۔ اور ساری حقیقت اسے بتادی۔ چونکہ روشن الدولہ اس کافر کا مخلص تھا۔ اس واسطے اسے بہت دلاسا دے کر چھپا لیا۔ مقتول کے خویش و اقارب اور تمام مسلمان

www.maktabah.org

اس ملعون کی گرفتاری کے درپے تھے۔ انہوں نے بہت تلاش کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ اس لئے لوگ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ مدعا علیہ کو حاضر کر کے شریعت کے مطابق مستحق کو حق دلایا جائے۔ روشن الدولہ کو بھی اطلاع کر دی کہ وہ کافر جہاں ہو اسے حاضر کریں۔ کیونکہ تمہاری خیریت اسی میں ہے لیکن روشن الدولہ نے اسے کسی اور جگہ چھپا دیا اور کہدیا کہ مجھے معلوم نہیں مسلمانوں نے اس کے تلاش کرنے میں بدرجہ غایت کوشش کی لیکن نہ ملا۔ آخر مجبور ہو کر پھر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور توجہ باطنی کے طالب ہوئے۔ آنجناب یہ سُن کر سخت ناراض ہوئے اور بادشاہ اور وزیر کو کہلا بھیجا کہ اس ملعون کو حاضر کر کے موافق شریعت فیصلہ کیا جائے لیکن وہ آنجناب کے حکم کو ٹالتے رہے۔ آنجناب حد سے زیادہ ناراض ہوئے اور تمام علماء اور مشائخ کو کہلا بھیجا کہ اگر اس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہوا تو جمعہ کے روز شاہی مسجد میں خطبہ نہ پڑھنے دینا۔ تمام مسلمان اس مصلحت پر راضی ہوئے۔ بعد ازاں حضرت سلطان الاولیاء نے بارگاہِ الٰہی میں دین اسلام کی تقویت اور کفر کی ذلت کے لئے توجہ کی۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام غالب آئے گا۔ اور وہ ملعون بے عزت ہو گا۔ تمام علماء و مشائخ اور باقی مسلمان جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ بادشاہ ان کے اس ارادے سے واقف تھا۔ اس لئے خود جمعہ کے لئے نہ گیا۔ صرف قاضی کو بھیجا کہ جا کر خطبہ پڑھ دینا۔ جب قاضی نے خطبہ پڑھنا چاہا تو لوگوں نے اُٹھ کر قاضی کی خوب گت بنائی۔ حتیٰ کہ قریب المرگ کر دیا۔ وہ بے چارہ وہاں سے بہ ہزار دقّت باہر نکلا۔ جب عام بلوے کی خبر بادشاہ نے سُنی تو اس کے فرو کے لئے روشن الدولہ کو بھیجا۔ جب لوگوں نے اس کو دیکھا تو بے اختیار اس کی طرف جوتیاں برسائیں اور مارے جوتوں کے ذلیل کر دیا۔ روشن الدولہ کے آدمی ان لوگوں سے لڑنے لگے۔ جنہوں نے روشن الدولہ پر جوتیاں برسائی تھیں۔ وہ بھی مستقل مزاج

www.maktabah.org

ہو کر ان سے لڑنے لگے ۔ اسی اثناء میں اعتماد الدولہ وزیر مسلمانوں کی مدد کے لئے مسجد میں آیا۔ تمام امیر اور باقی مسلمان جو آنجناب کے مرید تھے۔ مسجد میں آئے۔ اور ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ مسجد میں اکٹھے ہو گئے۔ دونوں طرف کی سپاہ پہاڑ کی طرف ڈٹ گئی۔ اور سیاہ بادل کی طرح گرجنے لگی اور تیر تفنگ اور گولے برسنے لگے۔ ہر در و دیوار سے خون برسنے لگا۔ خنجر اور تلوار بجلی کی طرح لوگوں پر پڑتی تھی۔ مسجد کا صحن مردوں کا قتل گاہ یا انسانی مذبح بنا ہوا تھا۔ یا اسے شفق خورشید کہہ سکتے ہیں ۔ نہیں نہیں دریائے خون تھا۔ جس میں آفتاب کا عکس بمنزلہ کشتی تھا۔ اور مقتولوں کے سر بمنزلہ حباب تھے۔ اور ان کے بدن نہنگوں اور مچھلیوں کی طرح اس میں تیرتے پھرتے تھے۔ غازی لوگ بزور شمشیر دوسروں کی زندگی کی کشتی غرق کر رہے تھے۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے مغل لوگ غالب آئے۔ اور وہ سیاہ بخت روشن الدولہ اسم بے مسمیٰ جان بچا ننگا روتا اور گرھتا ہوا مسجد سے نیچے گرا اور بھاگ گیا۔ فتح و نصرت کی نسیم وزیر ہند کے پھریرے پہ چلنے لگی۔ روشن الدولہ کے بہت سے آدمی کام آئے۔ جو امیر اس کے ساتھ تھے بہت ذلیل ہوئے اور بری طرح دُم دبا کر بھاگے۔ بازاری آدمیوں نے ان کا لباس اتار لیا۔ بعض تو مادر زاد ننگے ہو گئے۔ چند روز بعد بادشاہ نے اس ہندو جوہری کو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح مزاج مبارک میں آئے کریں۔ کیونکہ آنجناب کی رضامندی سلطنت کے استقلال کا باعث ہے ۔ اعتماد الدولہ وزیر اور روشن الدولہ دونوں اس جوہری کو لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے شرع کے مطابق اس مرد کے قاتل کو قتل کرایا۔ اور جوہری کا مال مقتول کے وارثوں کو دلایا۔ اور اس کے گھر کو گرا کر مسجد بنوائی۔ اور وہیں اس مقتول کی قبر بنوائی۔ لیکن جوہری کی جان بخشی کر دی ۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے خلاف مغل دربار میں سازش

جب اس قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ جہان اور اہل جہان تک پہنچا۔ اور حضرت قطب الاقطاب خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت و ارشاد کے انوار نے آفتاب عالمتاب کی شعاعوں کی طرح جہان کو روشن کیا۔ اور آنجناب کی قطبیت و قیومیت کی تعریف و توصیف تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف نے سنی۔ اور آنجناب قیومیت مآب ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں اور ربع مسکوں کے سلطانوں عظیم الشان امرا اور جمہور انام کے مرجع و مدار ہو گئے۔ اور اطراف و جوانب سے قطار در قطار لوگ اُمڈے چلے آتے تھے۔ اور آنجناب کے آستان عرش نشان پر (جو انوار تجلیات الٰہی اور رحمت لامتناہی کا مورد تھا)۔ سعادت قدم بوسی حاصل کرنے کے لئے ہمہ تن چشم بن کر منتظر تھے۔ جنہیں کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس مرشد کامل کے خلفائے راشدین جہان دنیا کے ہر ایک ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہر جگہ ہر شخص استغنا کے چار بالش پر بیٹھ کر اذکار حق کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بلند کئے ہوئے تھا۔ دین متین کا ہنگامہ گرم تھا۔ چنانچہ تمام جہان کے بادشاہ آنجناب کے مرید تھے۔ اور قریباً دو سو آدمی صاحب حال ہر روز آنجناب سے توجہ باطنی "جس سے مراد کمالات الٰہی کا القا ہے"۔ حاصل کرتے تھے۔ اور پھر ان آدمیوں کی باری ہفتہ کے بعد آیا کرتی۔ یعنی ایک ہزار سے زیادہ آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جو لوگ نئے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو گئے مرید ہوتے اور تقلیدی لباس اتار خلعت تحقیق سے سرفراز ہوتے خارج از تحریر و

www.maktabah.org

بیان ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ تمام امراء۔ خان اور خاقانِ ہند آنجناب کے مرید تھے چونکہ آنجناب کی ذات بابرکات کا طفیل چاروں طرف شریعت۔ طریقت اور حقیقت کا بازار گرم تھا اور معرفت کو تازہ رونق حاصل تھی۔ اس لئے مخالفانِ دین اور منافقانِ راہ یقین حسد اور حسرت کی آگ میں حرمل کے دانے کی طرح بھُنے جاتے تھے۔ لیکن سوائے حسرت کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اسی اثنا میں آنجناب کا ایک مرید نواح پنجاب میں ایک آدمی کے ہاتھ سے شہید ہُوا۔ وارثوں نے آنجناب سے عرض کیا۔ آنجناب نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شرع کے مطابق ہونا چاہیئے۔ لیکن اس کے مخالفوں نے جو بادشاہ کے مقرّب تھے۔ اس مقدمہ کو التوا میں ڈال دیا۔ پھر آنجناب نے تاکیداً وزیر کو کہلا بھیجا۔ کہ اس مقدمہ کا جلدی فیصلہ کرو۔ وزیر نے مقتول کے وارثوں کو اپنے پاس بلاکر ان کی مرضی کے مطابق مقدمے کا فیصلہ کیا۔

اسی اثنا میں ایک روز مولوی عبدالحکیم جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے حسب ذیل مضمون کا ایک محضر لکھ کر آنجناب کی خدمت میں لائے۔

"کہ بادشاہ دینِ اسلام کے کاموں میں سستی اور سہل انگاری سے کام لیتا ہے اور کفار سے جزیہ لے اور جس طرح پہلے بادشاہ کرتے آئے ہیں اسی طرح یہ بھی کرے۔"

اور عرض کیا کہ اول جناب اس پر مہر لگائیں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مَیں اس بارے میں استخارہ کرتا ہوں پھر مہر لگاؤں گا۔ کل پر رہنے دو۔ دیکھوں استخارے میں کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے اس بات کو منظور کیا۔ دوسرے دن جب مولوی صاحب آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ اس بات سے درگذر کرو۔ کیونکہ یہ سرانجام ہوتی نظر نہیں آتی مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اگر آنجناب مہر لگادیں۔ تو یہ کام ضرور بہ ضرور سرانجام ہوگا۔

www.maktabah.org

آنجناب نے فرمایا کہ اگر میری مہر سے احکام شرعی کو رواج ہوتا ہے تو لو یہ رہی مہر لے لو مولوی صاحب نے اس مہر سے محضر کو زینت بخشی۔ جب یہ خبر جراحت اثر عبدالغفور خان کے گوش بد خروش میں پہنچی جو کہ بہتان طرازی افترا پردازی اور سحر سازی میں سامری کا منہ بولا بھائی تھا۔ تو دوسرے بدبخت مخالفوں مثلاً جان محمد کی دختر بد اختر خیر النساء، جو اپنے آپ کو بادشاہ کی دودھ بہن کہتی تھی اور لائق سقر و النار خواجہ سرائے خدمتگار برگشتہ روزگار مونس ناساز روشن الدولہ[۱] طرہ باز خاں سے اس بات کو چھیڑا۔ یہ بدنہاد

---

[۱] یہ روشن الدولہ۔ عبدالغفور۔ خیر النساء اور خواجہ سرا چاروں مل کر محمد شاہ بادشاہ کے دربار کی قربت کا ناجائز فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ یہ عوام الناس کو بلیک میل کرتے اور جعلی شاہی احکامات جاری کر کے روپیہ بٹورتے۔ ان کی بدبختی ملاحظہ ہو کہ یہ چاروں کا منحوس ٹولا حضرت خواجہ محمد زبیر اور ان کے درویشوں کے بھی درپے آزار ہو گیا۔ جب وہ اپنی ریشہ دوانیوں سے حضرات مجددیہ کو مرعوب نہ کر سکے تو بادشاہ کے کان میں طرح طرح کی سازشیں لانے لگے اور دربار کو ناجائز استعمال کرتے ہوئے خانقاہ مجددیہ پر درباری فوجوں کے استعمال سے بھی باز نہ آئے۔ عبدالغفور (جادوگر) اور خواجہ سرا کے مفصل حالات پر ہمیں لٹریچر سے کچھ نہیں ملا۔ البتہ ماثر الامراء کے فاضل مولف شاہنواز خان نے روشن الدولہ اور خیر النساء کے متعلق مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔

روشن الدولہ بہادر رستم جنگ کا نام خواجہ مظفر تھا۔ یہ نقشبندی خواجہ زادہ تھا۔ اس کا دادا خواجہ محمد ناصر شاہجہان بادشاہ کے زمانے میں ہندوستان آیا اور شاہ شجاع کے پاس رہنے لگا۔ فوجی خدمات کے صلہ میں رفتہ رفتہ ایک ہزار پانسو سوار کے منصب پر فائز ہوا۔ اور فخر الدین کا خطاب پایا۔ عالمگیر نے شاہ شجاع کو شکست دی تو خواجہ محمد ناصر بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ اس کا ایک لڑکا خواجہ عبدالقادر ایک درویش صفت انسان تھا۔ فقیرانہ زندگی بسر کی۔ اور فرخ سیر بادشاہ کے عہد حکومت میں فوت ہو گیا روشن الدولہ خواجہ مظفر اسی درویش عبدالقادر کا بیٹا تھا۔

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

اس واسطے جناب قیومیت مآب کے حاسد تھے کہ ایک تو ان کے خود باطن ہی خبیث تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) خواجہ مظفر نے رفیع الشان کی ملازمت اختیار کرلی۔ ظفر خان کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ رفیع الشان کے مارے جانے کے بعد ملازمت ترک کردی اور شاہ بھیک کی صحبت اختیار کرلی۔ اور ان کا مرید ہوگیا۔

فرخ سیر جہاندار سے جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا۔ شاہ بھیک نے فرخ سیر کی فتح کی پیش گوئی کی۔ خواجہ مظفر اس بشارت اور پیشین گوئی کو لے کر جنگ سے پہلے ہی فرخ سیر کے پاس جا پہنچا۔ اور حسین علی خان (سادات بارہہ) کی وساطت سے فرخ سیر کو ملا۔ اور یقین واعتقاد سے فتح مندی کی خوشخبری دی۔ فرخ سیر نے خواجہ مظفر کو اپنی ملازمت میں لے لیا اور ظفر خان بہادر رستم جنگ خطاب دیا۔

فرخ سیر فتحیاب ہوا۔ تو خواجہ مظفر کو ہفت ہزاری منصب ملا۔ اور روشن الدولہ خطاب ملا اور فرخ سیر کے عہد حکومت میں سادات بارہہ سے مل کر زمانہ سازی کرتا رہا۔

محمد شاہ بادشاہ کا دورِ حکومت آیا۔ تو اس کی رضاعی بہن خیر النساء سے تعلقات قائم کرلیئے۔ یہ بڑی زبان آور خوش تقریر عورت تھی۔ دربار میں رہتی تھی۔ اور شاہی مزاج میں دخیل تھی۔ محمد شاہ اپنی عیاشیوں میں مگن تھا۔ یہ عورت شاہی معاملات کو خود ہی نپٹا لیتی۔ روشن الدولہ ضرورت مندوں اور مصیبت زدہ لوگوں کو گھر لاتا اور خیر النساء کے ذریعہ کام کرواتا۔ اور نذرانے، رشوت، حق المحنت کی شکل میں لاکھوں روپے بٹورتا۔ ادھر بادشاہ محمد شاہ نے اسے "یار وفادار" کا خطاب دے دیا۔ یہ شخص کسی کمال اور لیاقت کا مالک نہیں تھا۔ متواضع اور خلیق تھا۔ فقراء کی خدمت کرتا تھا۔ اپنے مرشد کے مزار کے اخراجات ادا کرتا۔ اور حضرات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر چراغاں کرتا تھا۔ اس کی پگڑی کے پانچ طرّے ہوتے تھے۔ وہ عوام میں "طرّہ بازخاں" مشہور ہوگیا۔ وہ کثیر الاولاد تھا۔ مگر حضرات نقشبندیہ سے اسے دشمنی تھی۔ روشن الدولہ کا ایک بھائی فخر الدولہ بہادر شجاعت جنگ ہفت ہزاری کے منصب پر فائز تھا۔ دوسرا بھائی روشن الدولہ

www.maktabah.org

دوسرے یہ کہ عبدالغفور فقیری حیثیت کا دشمن تھا جس نے اپنے آپ درویش نما شیطان بنا رکھا تھا۔ خیر النسا، کا باپ بھی اسی قسم کا فقیر تھا۔ روشن الدولہ ہر مہینے ایک مجلس کر کے تمام مشائخ کی ضیافت کیا کرتا تھا۔ کئی مرتبہ آنجناب سے بھی التجا کی کہ تشریف فرما ہوں لیکن آنجناب نے ہرگز نہ مانا بہتیری منت سماجت بھی کی لیکن بے فائدہ۔
اس واسطے ان سب نے جمع ہو کر ایک محض جھوٹا محضر لکھا انہیں خدا اور رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے بھی شرم نہ آئی۔ اپنے دین وایمان کو برباد کیا اور وہ محضر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ محضر شیخ محمد زبیر نے لکھا ہے۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

" بادشاہ دین محمّدی پر قائم نہیں اس میں سلطنت کی لیاقت نہیں۔ مجھے جناب سرور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ تم خود خلافت کے ضامن بنو اور تاج شاہی سر پر رکھو تاکہ دین قدیم رونق پائے۔"

ساتھ ہی زبانی کہا کہ شیخ صاحب کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ اور انہوں نے مصمّم ارادہ کر لیا ہے۔ قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو جس کا علاج محال ہوگا۔ اس حادثہ کے وقوع ہونے سے پہلے ہی اس کا تدارک کرنا چاہیئے۔ لیکن بادشاہ نے ان کی یاوہ گوئی کا اعتبار نہ کیا۔ اور نہ ان کی بات کا چنداں خیال کیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ اکثر اوقات جناب قیومیّت مآب کے دیدار فائض الانوار کی آرزو کیا کرتا تھا۔ اور آنجناب قبول نہ کیا کرتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) منور علی خان تھا۔ یہ بھی پٹنہ کا صوبے دار تھا۔ اور احدیوں کا بخشی مقرر ہوا تھا۔ روشن الدّولہ منظفر خواجہ اپنے بھائیوں کے عہدوں سے بھی ناجائز فائدہ اٹھایا کرتا۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے روشن الدّولہ کے کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرّہٗ کی نگاہِ غضب کا نشانہ بنا اور ۱۱۴۹ھ/ ۱۷۳۶ء کو مر گیا۔ (استفادہ ماثرالامراء جلد دوم)

www.maktabah.org

جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے اس وقت حاسدوں نے موقع پا کر بادشاہ سے کہا کہ دیکھو شیخ صاحب کس قدر متکبر ہیں۔ کہ بادشاہ وقت کا کہا نہیں مانتے۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ سلطنت کی خواہش رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے کہنے سے کچھ وہم سا پیدا ہو گیا۔ اور اپنی والدہ سے جو نہایت عقیلہ و فہیمہ تھی۔ بیان کیا۔ اس نے کہا بیٹا! تمہارے بادشاہ ہونے سے پانچ سال پیشتر آنجناب نے تمہارے بادشاہ ہونے کی خوشخبری دی تھی اور جب قطب الملک نے تم پر چڑھائی کی تھی اس وقت آنجناب نے تمہیں اپنی دعا کی پناہ میں لیا تھا۔ اب بھی تمہاری سلطنت کے حامی ہیں۔ یہ کسی نے محض بنوٹی بات کہی ہے۔ خبردار کسی قسم کا خیال نہ لانا۔ ورنہ نہ تم رہو گے اور نہ تمہاری سلطنت۔ ماں کے کہنے سے بادشاہ نے جو کدورت اس کے دل میں تھی دور کر دی پھر وزیر کو بلا کر اس سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ وزیر سن کر حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا کہ آنجناب تمہاری سلطنت کے مدد و معاون ہیں اور تمہاری بادشاہی کو استقلال بھی آنجناب کے طفیل سے ہے۔ یہ بات کسی نے تم سے بہت ہی بری کہی ہے۔ اور وہ تیرا دشمن ہے۔ اگر تمہارے دل میں یہ خیال جم گیا تو تمہاری سلطنت کے زوال کا موجب ہو گا کیونکہ وہ اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہیں۔ اور جہان کے تمام بادشاہ آنجناب کے نائب ہیں۔ پس جس وقت نائب منیب کے حق میں فاسد خیال کرتا ہے تو اس کی نیابت کو ضرور زوال آتا ہے۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سے کامل یقین ہو گیا۔ کہ جو کچھ میں نے سنا ہے محض جھوٹ ہے۔ جب حاسدوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا ارادہ نہیں کہ کہ حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برسر پرخاش ہو۔ تو پھر وہ جھوٹا محضر بادشاہ کو دکھایا اور کہا کہ اس بارے میں جان بوجھ کر غفلت کرنا سوائے خسارت اور ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ جہاں تک ہو سکے اس کا تدارک کرو۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ انہیں دنوں ایک روز بادشاہ باغ کی سیر کے لئے گیا۔ اس

www.maktabah.org

باغ میں پتھر کا تراشا ہُوا تھا تخت بادشاہ کے لئے بنا ہُوا تھا۔ اتفاقاً اس تخت کا ایک پایہ ٹوٹ گیا۔ بادشاہ نے خیر النسا، اور خواجہ سرا سے اس کی وجہ پوچھی۔ خیر النسا نے کہا۔ حضرت شیخ محمد زبیر نے اس تخت پر بیٹھ کر شراب پی اور بدمستی کر کے تخت کے پائے کو توڑ ڈالا۔ بادشاہ نے یہ واہیات بات سن کر منہ پھیر لیا۔ جب بادشاہ سے نکلا۔ تو عبد الغفور خاں نے ارکان سلطنت کو بلا کر بتایا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام شاہی فوج لے کر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ پر ہلّہ بولو اور انہیں معہ خلفا قتل کر دو۔ جب یہ خبر عام لوگوں نے سنی۔ تو شور مچ گیا۔ آناً فاناً حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مرید اور فدائی ہزاروں کی تعداد میں پروانہ کی طرح خانقاہ کے گرد جمع ہو گئے اور حضرت سے عرض کیا کہ اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہو تو بھی ہم اکھیڑ ڈالیں گے۔ اور اس نالائق بادشاہ کو گرا کر چھوڑیں گے۔ آنجناب نے ان سب کو دلاسا دیا۔ اور فرمایا کہ بادشاہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خاطر جمع رکھو۔ بیٹھ جاؤ لیکن احتیاطاً بہت سے مغل خانقاہ کے گرد دن رات موجود رہتے۔ اسی اثنا میں مخالفوں نے موقع پا کر بادشاہ کو کہا کہ جو ہم خیال کرتے ہیں اس کا ظہور ہو گیا ہے۔ تمام ہند کا لشکر شیخ محمد زبیر کے ساتھ ہے اور بادشاہ سے لڑنے مرنے پر تلا ہُوا ہے۔ عنقریب ہی فتنہ عظیم برپا ہونے والا ہے جس کا فرو کرنا ناممکن ہو گا۔ بادشاہ یہ وحشت اثر خبر سن کر ڈرا۔ اور اعتماد الدولہ وزیر کو بلا کر یہ ماجرا اس سے بیان کیا۔ عبد الغفور نے کہا۔ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو کر سکتے ہو جلدی کرو۔ وزیر نے کہا۔ یہ بات محض بہتان اور افترا ہے۔ آنجناب کی سخت اہانت ہے۔ ان دنوں مشہور ہو گیا ہے کہ بادشاہی فوج آنجناب کی خانقاہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ اس واسطے آنجناب کے مرید احتیاطاً جمع ہو گئے ہیں۔ لیکن آنحضرت نے سب کو واپس کر دیا ہے۔ اگر بالفرض آنجناب سلطنت کا ارادہ بھی کریں۔

www.maktabah.org

تو انہیں روکنے والا کون ہے۔ کیونکہ شاہی فوج کا اکثر حصہ آنجناب کا مرید ہے۔ اور باقی مرید لشکر سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں۔ اگر بادشاہ آنجناب پر حملہ کرنا بھی چاہے تو بادشاہ کے مخصوص فدائی بھی بادشاہ کے دشمن ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ سب آنجناب کے مرید ہیں روشن الدولہ نے کہا شیخ صاحب کو ہند سے نکال دینا چاہیئے۔ تاکہ فتنہ فرو ہو جائے وزیر نے جواب دیا کہ ساتوں ولائتوں میں آنجناب کے خلفاء اور خلفاء اور مرید پھیلے ہوئے ہیں۔ ہزارہا آدمی آنحضرت کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جہاں بھر کے بادشاہ آنجناب کے مرید ہیں۔ جب آنجناب کے مرید سنیں گے۔ کہ ان کے شیخ کو ملک بدر کیا گیا ہے۔ تو سب شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور تمام بادشاہ انتقام لینے پر کمر بستہ ہو جائیں گے۔ جو لوگ ہند میں آنحضرت کے مرید ہیں وہ بھی ان کے ساتھ مل جائینگے اور سارے ہند کو اپنے تیر کا نشانہ بنائیں گے۔ اور اہل ہند کا ناک میں دم کر دیں گے۔ اس وقت کیا علاج کرو گے۔ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں کہ آنجناب کی خدمت سے دعاؤ توجہ کے لئے التماس کرو۔ اور سلطنت کا استقلال انہیں کے طفیل سے سمجھو۔ مملکت کی خیریت انہیں سے طلب کرو۔ اور اس خیال فاسد، وہم کاسد۔ کلمات واہیہ اور شیطانی وسوسوں سے باز آجاؤ۔ نہیں تو نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت۔ یہ کلمات سن کر بادشاہ نہایت خوش ہوا۔ جو وہم اس کے دل میں تھا دُور کر دیا۔ اسی اثنا میں شہر میں شور مچ گیا۔ کہ بادشاہ نے وزیر کو بلایا ہے۔ کہ خانقاہ کے لئے فوج مقرر کرے۔ یہ سن کر تمام مغل لڑائی کے لئے تیار ہو کر وزیر کے پاس گئے۔ اور اس بات کی اصلیت دریافت کی۔ وزیر نے ساری کہانی کہہ سنائی۔ پھر جا کر بادشاہ سے کہا۔ کہ جا کر آنجناب سے معافی مانگو ورنہ مغل میرے بس کے نہیں رہے۔ یہ واہیات باتیں جو تمہاری مجلس میں ہوتی رہتی ہیں۔ ان کا نتیجہ سوائے ندامت اور پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہوگا بادشاہ نے وزیر کو کہا۔ کہ تم آنجناب کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو۔ کہ ہم آباؤ

www.maktabah.org

اجداد سے اس عالی خاندان کے مرید چلے آئے ہیں۔ اور ہمیں سلطنت بھی جناب ہی کی توجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ میں بھی اپنی سلطنت کا استقلال آنجناب کے طفیل سے جانتا ہوں پھر محضر کی حقیقت بیان کرنا۔ وزیر نے بادشاہ کے کہنے کے مطابق حاضر خدمت ہو کر پیغام پہنچایا اور جھوٹے محضر کی حقیقت بیان کی۔ آنجناب نے اس کے جواب میں فرمایا۔ میں ہر رات محمد شاہ کی سلطنت کے استقلال کے لئے دعا کرتا ہوں اور تمام کاموں میں اس کا حامی و مددگار ہوں۔ باوجود اتنے حقوق کے پھر وہ میری طرف سے وہم کرتا ہے یہ محضر بالکل بناوٹی ہے۔ مجھے اس کی خبر بھی نہیں۔ کفار سے جزیہ لینے کے متعلق علماء نے ایک محضر لکھا ہے۔ اس محضر میں میں بھی شریک ہوں۔ میری اور محمد شاہ کی مثال خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر تیمور کی سی ہے۔ کہ خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی توجہ کی قوت سے امیر تیمور کو بادشاہ بنایا تھا۔ لیکن امیر تیمور اپنی بادشاہی میں آنجناب کا ممنونِ احسان نہ تھا۔ میں نے بھی محمد شاہ کی سلطنت کے لئے بہت کوشش کی ہے۔ تب کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے بادشاہ بنایا۔ اس کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم سے ایسا سلوک کرتا ہے۔ اور حاسدوں کے ایک ہی دفعہ کے کہنے سے مجھ سے بدظن ہوتا ہے۔ وزیر نے آنجناب کی خدمت سے رخصت ہو کر بادشاہ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ کو یہ سُن کر تشفی ہو گئی۔

شاہانِ جہان کو حکومتیں تقسیم کیں

اسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت وسیع جنگل میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھا ہے اور ہزارہا اولیاء اس کے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ جہان بھر کے بادشاہ اس عزیز کے پاس آتے ہیں۔ اور ہر ایک کو سلطنت کا حکم دیتے ہیں۔ ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ عزیز جو تخت پر بیٹھا ہے قطبِ جہاں اور قیومِ زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جہان بھر کے بادشاہ اس کے

www.maktabah.org

پیش کار ہیں۔ وہ اس وقت جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ ہے جو اس پر اعتقاد کامل رکھے گا اس کی دنیا اور دین دونوں سلامت رہیں گے۔ اور جو معتقد نہ ہوگا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ اسی اثنا میں تمام آدمیوں نے بادشاہِ ہند کی ملامت کی۔ کہ تجھی نے حضرت قطب الاقطاب کے بارے میں خیالِ فاسد کیا تھا۔ حالانکہ ان کے اس قدر حقوق تیرے ذمے ہیں۔ دوسرے دن بادشاہ نے اس مضمون کا ایک رقعہ آنجناب کی خدمت میں لکھا۔

"حقائق و معارف آگاہ قطبیت و قیومیّت پناہ۔ قدوۃ العارفین رئیس الواصلین یعنی شیخ محمد زبیر سلّمہ اللہ تعالیٰ! اشتیاق ملاقات حد سے زیادہ ہے خدا کرے کسی طرح آنجناب کا دیدار فائض البرکات نصیب ہو۔ باقی حالات زبانی عرض کئے جائیں گے۔ والسّلام۔"

جب بادشاہ کا یہ خط آنجناب کو ملا۔ اور قاصد نے زبانی عرض بھی کی کہ بادشاہ آنجناب کی ملاقات کا نہایت خواہش مند ہے تو آنجناب نے منظور نہ فرمایا۔ بادشاہ نے آنجناب کی والدہ ماجدہ سے بھی سفارش کرائی۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا۔ کہ مسجد خانہ خدا ہے۔ اگر حکم ہو تو وہاں جناب کی زیارت کر لوں۔ یا جمعہ کے روز باغ میں تشریف لے چلیں تو وہاں دیدار فائض الانوار سے مشرف ہو لُوں لیکن پھر بھی آنجناب نے قبول نہ کیا۔ اس دفعہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں تمہارے سوا ملک ہند پر کسی کو حکمران نہ دیکھیں گے واقعی ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جب نادر شاہ ہندوستان پر قابض ہوا۔ تو وہ بھی دہلی سے لوٹ گیا۔ آگے نہیں بڑھا۔ اور محمد شاہ کو دوبارہ اپنی سلطنت ملی۔ یہ بات انشاءاللہ حسب موقع مفصل بیان ہو گی۔

www.maktabah.org

عبدالغفور جادوگر کا حشر

بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا اور حضرت قیومیت مآب کی جناب میں بہت تحفے اور ہدیے بھیجے اور معتقد ہوگیا۔ اس فساد کے مٹ جانے کے بعد ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو لوگ اس فساد کے بانی مبانی تھے عنقریب غضب الہٰی میں گرفتار ہوں گے آنجناب کے فرماتے ہی عبدالغفور، خیرالنساء، روشن الدولہ اور خواجہ سرا پہ جو شاہی عنایت تھی قہر میں بدل گئی۔ اور یہ شاہی قرب و اعتبار کے مرتبہ سے گر گئے۔ عبدالغفور کا سحر باطل ہوگیا۔ چنانچہ بادشاہ نے قطعی حکم دے دیا کہ عبدالغفور کا تمام مال و اسباب زر و زیور۔ اونٹ، گھوڑا، ہاتھی اور سارا گھر لوٹ لیا جائے۔ اسی وقت سپاہی آسمانی بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اور اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس جادوگر کو معہ اس کے بیٹے کے گرفتار کر لیا گیا۔ اور شیخ دار آہنی پنجرے میں قید کر کے بڑے عذاب سے قتل کیا گیا۔ اور اس کا تمام مال و اسباب شاہی خزانے میں داخل کیا گیا باقی چیزوں کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ جنس کے علاوہ تیس ہزار روپیہ نقد اس کے گھر سے نکلا۔ کہتے ہیں۔ عبدالغفور خاں اعلیٰ درجے کا جادوگر تھا۔ اس واسطے اس نے بادشاہ کو مطیع کر رکھا تھا۔ بعض جادو ایسے بھی ہیں جنہیں استعمال کرتے وقت انسانی گندگی کھانا پڑتی ہے اور استنجا نہیں کیا جاتا۔ عبدالغفور خاں بھی اسی قسم کا جادو کیا کرتا تھا خواجہ سرا بھی دیوانہ ہوگیا۔ اور چند روز بعد مر گیا۔ روشن الدولہ بھی غضب شاہی میں گرفتار ہوا۔ اس کا تمام مال و اسباب لے لیا گیا۔ انہیں دنوں وہ اس غم میں بیمار ہوگیا۔ اور زمانے کے ہاتھ سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر مرا۔ شاہجہاں آباد میں شاہی قلعہ کے مقابل سنہری مسجد اسی کی یادگار ہے۔ خیرالنساء، جو بادشاہ کی دودھ بہن بنی ہوئی تھی قہر سلطانی میں گرفتار ہوئی۔ بادشاہ نے اسے شاہی قلعہ سے

www.maktabah.org

رسوا کر کے نکال دیا۔ اور اس کے مال و اسباب کو شاہی بیت المال میں داخل کیا۔ یہ چاروں شخص سلطنت ہند میں اس قدر غالب تھے اور ان کا رعب اس قدر تھا کہ تمام امور سلطنت انہیں کے اختیار میں تھے۔ جو چاہتے تھے کرتے تھے حتیٰ کہ جو کاغذ محمد شاہ بادشاہ کے پاس دستخط کے واسطے آتے ان پہ خیر النساء ہی دستخط کر دیتی۔ بادشاہ اور وزیر برائے نام تھے۔ سلطنت کے سارے کاروبار وہ خود ہی کیا کرتے تھے چنانچہ نظام الملک نے کہا ہے ؎

در ملک ہند نے شاہ نہ وزیرے　　یک قحبہ و یک خیر و یک فقیرے

اسی واسطے نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا تھا۔ اور بادشاہ نے مبارز خاں کو دکن کا حاکم مقرر کر کے اس سے لڑنے کے واسطے بھیجا تھا۔ جیسا کہ اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ باوجود اس جاہ و جلال اور شان و شوکت کے یہ چاروں یعنی عبدالغفور، خیر النساء، خواجہ سرائے اور روشن الدولہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کے سبب خاک مذلت میں گر پڑے۔ اور کتے کی موت مرے

خدائیکہ بالا و پست آفرید　　زبر دست ہر دست دست آفرید

اس فتنہ کے سبب جو انہوں نے برپا کیا تھا۔ ایک ہی سال میں عیش و کامرانی کی مسند اور نشاط و شادمانی کی گدی سے ذلت و حیرانی کے دریا اور عدم کے قید خانے میں جا پڑے ؎

گنج قاروں کہ فرو میرود از قہر زمیں　　خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشاں نیست

جو فقراء سے الجھا وہ مرا۔

---

www.maktabah.org

حضرت قیوم رابع سُلطان الاولیاء اور قصۂ اصحاب جبل

حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صالحہ مریدہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتی تھی۔ سلوکِ باطنی آنجناب سے حاصل کر کے فنا و بقا کے درجے کو پہنچا چاہتی تھی۔ وہ اس سال بیمار ہو گئی۔ جب قریب المرگ ہوئی تو اس نے اپنی حالت دیکھ کر اپنا حال حضور سے عرض کر بھیجا۔ کہ میں نزع میں ہوں۔ اگر جناب کے جہاں آرا جمال سے مشرف ہو جاؤں۔ تو امید ہے کہ گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے اور ایمان کی سلامتی بھی حاصل ہو جائے گی۔ آنجناب بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی حالت سنتے ہی جلدی اس کے پاس پہنچ گئے۔ جب اسے اس نعمت غیر مترقبہ کی اطلاع ہوئی۔ تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی اور یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکل گیا ؎

وقت جاندادن نگارم بر سر بالیں رسید　　　بخت ما بیدار شد وقتے کہ مارا خواب برد[1]

بعد ازاں شادی مرگ ہو کر جان جاناں کے حوالے کی۔ آنجناب اس کی موت سے حسرت زدہ اور رضا بقضا ہو کر اس کے مکان سے باہر تشریف لے آئے۔ جو اس مسافر عالم بالا کی جدائی کا غم جناب کے دلِ مبارک پر اس طرح ہوا جیسے سانس سے آئینہ پر تیرگی

---

[1] ترجمہ: موت کے دروازے پر پہنچتے ہی ہمارا محبوب آ پہنچا۔ ہمارا بخت اس وقت بیدار ہوا جب ہمیں موت نے آلیا۔ ؎ ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے۔

www.maktabah.org

آجاتی ہے۔ کیوں نہ ہو ؎

خاطرِ روشن دلان بسیار صاف نازک است　　　میتواں کردن بہ آہن زنگبار آئینہ را

اپنی باطنی تشفی اور ظاہری رنج و الم کے دفعیہ کے لیئے سیر کا ارادہ کیا۔ اس وقت چھوٹے بڑے بہت سے مرید آنجناب کے ہمراہ سعادت دارین حاصل کر رہے تھے وہ مقبول عام نہایت شوق سے ایسے انبوہ کثیر کے ساتھ قدرت قادر کا تماشہ دیکھنے کے لیئے اس شعر کے مطابق ؎

جابجا جلوہ گاہِ معشوق است　　　چشمہ باید کہ تا نظارہ کند

گلی کوچوں سے گذرتے راستہ طے کرتے جا رہے تھے جب آنجناب کے ہمراہیوں پر تھکان اور سستی کا غلبہ ہُوا تو آنجناب ہمراہیوں کے آرام لینے کے واسطے شہر کے درمیان ہی ایک نہایت اونچا پہاڑ تھا جس کی چوٹی پر ایک عمارت سلطان فیروز شاہ کی یادگار تھی۔ اس پہاڑ کے روبرو ایک مینار بھی بنا ہُوا تھا۔ اس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم بنایا۔ یہاں پر قلم سیر ہے۔ میں اس قدوۃ السالکین کی صاف شراب سے مخمور ہو کر پوری دل کی مدد سے صفحہ قرطاس پر اسے چلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ حبیب ہادیئے راہِ ہدایت نے اس عمارت پر جلوس میمنت مانوس فرمایا۔ گویا آفتاب افلاک کی بلندی سے طلوع ہُوا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انوارِ الٰہی کی تجلی لینے کے لیئے کوہِ طور پر زینت بخشی۔ تو پے در پے تجلیات کا ظہور ہُوا اور حق تعالیٰ کی عنایت بے غایت نے آنجناب کو گھیر لیا۔ اس اثنا میں آنجناب نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار! میرے ہمراہی صبح سے عشا تک بھوکے پیاسے محض تیری خاطر میرے ساتھ رہے ہیں۔ اب یہ تیری نظر عنایت و رحمت کے امیدوار ہیں۔ دعا کے بعد بارگاہِ الٰہی سے الہام ہُوا کہ میں نے ان سب کو قبول کیا۔ اور ان کے گناہ بخش کر انہیں بارگاہ کے مقربوں کا صدر نشین کیا

www.maktabah.org

آنجناب نے اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کو اپنے ہمراہیوں پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لاؤ۔ اصحاب جبل (آنجناب کے ہمراہی) تعداد میں بہتر تھے۔

اسی سال مخدوم زادہ شیخ محمد کی والدہ اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کو سدھاریں۔ آنجناب نے غمزدہ ہو کر ان کی نعش سرہند بھیج دی۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون کی گئی۔

شیخ عادل اور حاجی سعادت اللہ جو قدیم الایام سے آنجناب کی خانقاہ میں رہا کرتے تھے۔ اور آنجناب کے مقرب خاص تھے اس سال فوت ہوئے۔

دہلی وبا کی زد میں

اسی سال شاہجہان آباد میں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ایک ایک دن میں ہزارہا لوگ مرتے تھے۔ لوگوں نے عاجز آ کر آنجناب سے خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک لکھ کر دیتے تھے۔ مریض کے گلے میں باندھتے ہی اسے شفا ہو جاتی۔ آپ فرماتے تھے کہ اس مرض پر خواجہ صاحب کا اسم مبارک مجرب ہے۔ اس نام سے وبا رفع ہو جاتی ہے کیونکہ آپ کا وصال اسی وبا سے ہوا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ جس مریض کے گلے میں میرا نام لکھ کر باندھو گے شفا پائے گا۔ ایک پیسہ اس کی نیاز ہے جب وبا حد سے زیادہ ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر بھی تپ سے بیمار ہو گئے۔ لوگ آنجناب کی بلائیں لیتے تھے۔ آنجناب فرماتے تھے کہ یہ وبا اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک ہم اس بلا کو اپنے اوپر نہ لیں گے۔ بعد ازاں آپ کو اس شدت کا تپ ہوا۔ حتیٰ کہ پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا۔ پھر فضل الٰہی سے شفائے کلی ہوئی اور خلقت کو بھی اس بلا سے نجات ملی۔

---

www.maktabah.org

حضرت اسد اللہ کی بخارا سے حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں حاضری

حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا تیسواں سال تھا. بخارا کے بڑے شیخ خواجہ اسد اللہ آنجناب کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے دو فرزند صاحب کمال سجادہ نشین ہوئے۔ ایک شیخ محمد نعمان دوسرا خواجہ اسد اللہ. توران کے تمام آدمی ان دونوں بھائیوں کے مرید تھے۔ ابوالفیض خاں بادشاہ توران ان دونوں کا بڑا نیاز مند تھا۔ ہفتہ میں دو دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جو کام کرنا ان سے پوچھ لیتا۔ اگر وہ اجازت دیتے تو کرتا۔ ورنہ ترک کر دیتا۔ ایک رات خواجہ اسد اللہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام حضرات خواجگان نقشبند ایک جگہ جمع ہو کر کہیں جانے کا ارادہ کر رہے ہیں خواجہ صاحب نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ جو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہیں۔ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص کامل اعتقاد سے ان کی زیارت کرے گا۔ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاویں گے اور بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا۔

توران کے مشائخ کا وفد

اسی اثنا میں یہ تمام مردانِ خدا ہند کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ شاہجہان پہنچ گئے۔ اور سب نے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی لیکن تمام دست بستہ

www.maktabah.org

آنجناب کی خدمت میں کھڑے رہے۔ اس وقت آنجناب نے اسد اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب بیدار ہوئے اور آنجناب کے دیدار کا اشتیاق غالب آیا۔ یہ خواب خواجہ صاحب نے اپنے بھائی شیخ محمد نعمان سے بیان کیا۔ جس نے کہا۔ میں نے بھی ان دنوں ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے فرماتے ہیں کہ تم جا کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہو جاؤ۔ خواجہ اسد اللہ نے کہا۔ میں ہندوستان جا کر آنجناب کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ کو آپ کے ہندوستان جانے کی خبر ہوئی تو اپنے آدمی بھیج کر خواجہ صاحب کو ہندوستان جانے سے روکنا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس کی ایک نہ سُنی اور شاہجہان آباد کا ارادہ کر لیا۔ خواجہ صاحب کے روانہ ہوتے وقت بادشاہ نے حاضر ہو کر کہا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کی خانقاہ میں تمام اولیاء جمع ہیں۔ اور حضرت خواجہ بھی ان میں بیٹھے فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب ہیں۔ اور پروردگار کے خلیفہ ہیں۔ لوگو! ان کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ موجودہ تمام اولیاء ان کی برکات و فیوض کے منتظر ہیں۔ جو ان کا معتقد و مرید ہو گا حق تعالیٰ اسے دین و دنیا میں عزت بخشے گا۔ اتنے میں ایک بزرگ نورانی شکل ابلق گھوڑے پر سوار نمودار ہوا۔ اور ایک شخص نے بلند آواز سے پکارا کہ یہ سوار شیخ محمد زبیر محبوب الٰہی ہیں۔ اے دوستانِ خدا! ان سے مصافحہ کرو اور ان کی پیروی اختیار کرو تاکہ تمہارا قربِ الٰہی زیادہ ہو جائے۔ تمام بزرگ جو کھڑے تھے۔ سب نے آنحضرت سے مصافحہ کیا۔ اور پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا آنجناب کی خدمت میں ارسال کروں۔ پہلے میں آپ کو جانے سے روکتا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں۔ کہ میری طرف سے جا کر میری حالت عرض کرنا

www.maktabah.org

اور دعا و توجہ کی درخواست کرنا۔

خواجہ اسد اللہ نے اس بات کو منظور کیا۔ بادشاہ نے اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا خواجہ صاحب کے سپرد کر کے رخصت کیا۔ خواجہ صاحب منزلیں طے کر کے شاہجہان آباد پہنچے۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کی عرضی معہ تحف و ہدایا خدمت والا میں پیش کی اور اپنے بھائی شیخ محمد نعمان کا حال بھی عرض کیا۔ آنجناب نے خواجہ صاحب کے بھائی اور بادشاہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا کہ توران کے بادشاہ حضرت قیوم اوّل کے زمانہ سے لے کر آج تک اس سلسلہ کے مخصوص مرید ہوتے آئے ہیں۔ پھر خواجہ صاحب پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ خواجہ صاحب بھی خانقاہ عالم پناہ کے غلام ہو گئے۔ حتیٰ کہ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے خواجہ صاحب کے بھائی کے حق میں فرمایا۔ کہ ہم ہر رات شیخ محمد نعمان کے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔

حضرت خواجہ محمد زبیر پل صراط پہ لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں

اسی سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے میدان قیامت دیکھا ہے اور لوگ جزع و فزع میں مبتلا ہیں۔ مجھے حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جا کر پل صراط پہ کھڑے ہو جاؤ اور مسلمانوں کو آسانی سے اس پر سے گذار دو۔ میں حسب الحکم پل صراط پہ جا کھڑا ہوا۔ اتنے میں منادی ہوئی کہ اے اہل اسلام حق تعالیٰ نے پل صراط کی خدمت شیخ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ تمام آ کر حاضر خدمت ہو جاؤ۔ تاکہ تمہیں بآسانی پل صراط پہ سے گذار دیں۔ بعد ازاں جوق در جوق اور گروہ با گروہ مسلمان آنے لگے۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے گذارتا گیا۔ حتیٰ کہ تمام گذشتہ و آئندہ مسلمانوں کو پل صراط پر سے گذارا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

www.maktabah.org

شیخ وجیہ الدّین حلقۂ ارادت میں

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ وجیہ الدّین آنجناب کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مصنف رح) سے یہ بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب وقیوم وقت ہیں۔ ان سے جا کر کمالات باطنی حاصل کرو۔ پھر آپ وطن مالوف سے آ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت مآب جناب میں مشرف ہوئے اور توجہ کی طلب کی۔ آنحضرت نے اس بارے میں تامل کیا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے پہلے پیر کی اجازت کے بغیر تمہیں اپنا مرید نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں میں (مولفؒ کتاب) کسی تقریب سے سرہند جانا چاہتا تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ محمدّ احسان تم سرہند جاتے ہو۔ جاؤ۔ جا کر شیخ ضیاء الدین سے پوچھنا کہ اگر اجازت ہو تو شیخ وجیہ الدین کو مرید کر لیا جائے۔ آخر میں نے حسب الارشاد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لی۔ اور آنجناب کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مرید کیا اور تبدریج عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کے احوال میں لکھی جائیں گی۔

اسی سال حضرت مروّج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منوّرہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر پر ایک اور گنبد بنایا گیا۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء نے مؤلف کتاب کمال الدین محمد احسان کو خلافت سے سرفراز فرمایا

اس سال بادشاہ ہند کے وزیر نے مشرقی اور جنوبی مفسدوں کی تنبیہ کے لئے توجہ کی. چونکہ حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرضی مبارک نہ تھی کہ وزیر اس کام کے لئے جائے. اس واسطے مفت میں چار پانچ مہینے گشت و گرد کر کے ناکامیابی کا منہ دیکھ کر شاہجہان آباد لوٹ آیا۔

اسی سال منجھلے مخدوم زادے عبدالقادر ثانی کی شادی حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی لڑکی سے ہوئی. شاہ محمد پارسا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین تھے. آنجناب نے شادی کا سامان بادشاہوں کی طرح کیا اور اپنی چھوٹی بہن اور اکثر یاروں اور خلیفوں کو سرہند بھیج دیا. قیومیت کے اس نونہال نے سرہند پہنچ کر بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور واپس شاہجہان آباد آکر اپنے والد ماجد کی قدمبوسی حاصل کی۔

اسی سال مؤلف کتاب یعنی فقیر محمد احسان کو جو جناب قیومیت مآب کا جبّہ سا ہے. آنجناب نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا. اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ۱۱ ماہ جمادی الثانی ۱۱۴۵ھ بمطابق ۱۷۳۲ء بروز پیر اشراق کی نماز کے بعد اس فقیر کو اپنے سر مبارک سے عمامہ اتار کر میرے سر پر رکھا اور اپنا طیلسان مراقبہ مبارک جو چھ مہینے تک مراقبہ کے وقت آنجناب نے اپنے چہرہ مبارک پر رکھا تھا.

www.maktabah.org

مجھے عنایت فرمایا۔ ان دنوں ایک شخص ایک عصا بطور نیاز لایا تھا۔ اور چند مرتبہ آنجناب دستِ مبارک میں لے کر مسجد تشریف لے گئے تھے۔ وہ بھی مرحمت فرمایا۔ اور ایک ملحور طاؤسی جو بطور تحفہ امرائے عظام نے بھیجا تھا۔ عنایت کیا۔ اور قبلہ جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سالگرہ کے موقعہ پر پہنی تھی۔ از راہ کرم مجھے پہنائی۔ فرماتے تھے کہ مَیں نے اس قبلا میں اپنا خاصہ ودلیعت کر رکھا ہے۔ اسے پہن کر مَیں اپنے باطن کی طرف متوجّہ ہُوا کرتا تھا۔ پھر خلافت نامہ اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا۔ خلافت نامہ یہ ہے۔

خلافت نامہ محمد احسان ابوالفیض کمال الدّین کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خلافت نامہ لکھ کر دیا وہ ان الفاظ میں تھا۔

"الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ بخصوص علیٰ سید الوریٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ نجوم الھدیٰ امّا بعد مخفی نہ رہے کہ چونکہ برادر عزیز محمد احسان مدّت تک خدا طلبی کے لئے اس فقیر کے ہمراہ رہے ہیں اور اس راہ کی ضروریات حاصل کیں بلکہ اپنے بزرگوں کی نسبت بطور ورثہ انہیں ملیں۔ اس واسطے اس فقیر نے برادر مذکور کو طریقہ علیہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تعلیم طریقہ دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ برادر مذکور کا ہم نشین ہو گا۔ دونوں طریقوں کی برکات سے بہرہ مند ہو گا۔ اجازت اس شرط پر مشروط ہے کہ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

کتبہ فقیر محمد زبیر"

انہیں دنوں آنجناب ایک روز باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ مَیں بھی آنجناب کے ہمراہ تھا۔ وقت خوش تھا۔ حق تعالیٰ کی عنایات آنجناب پر وارد ہوئیں۔ اچانک زبان الہام ترجمان سے نکلا۔ کہ مَیں ایسے مقام تک گیا جہاں کوئی

www.maktabah.org

شخص نہ تھا۔ مَیں نے بہتیرا چاہا کہ اپنے کسی یار کو بھی وہاں لے چلوں۔ بعد ازاں الہام ہُوا کہ اس مقام میں پہلے بہت آدمی تھے۔ لیکن اس وقت تمہارے سوا کوئی نہیں۔ پھر مجھے (مصنّف رح) مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ محمد احسان! اگر تم چاہو تو مَیں تمہیں اس مقام پر لے چلوں۔ تو میرے لئے فلاں بازار سے حلوا لاؤ۔ بعد ازاں مَیں نے آداب بجا لا کر اس نعمت کا شکر ادا کیا ؎

منکہ باشم کہ برآں خاطر عاطر گذرم — لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

بعد ازاں میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ انہیں دنوں ایک روز مجھے فرمایا کہ تمہیں خلقت کی ارشاد کے لئے پورب بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ مجھے آنحضرت کی مفارقت دوبھر تھی اور اپنے آپ کو کسی طرح بھی اس کام کے قابل نہ سمجھتا تھا۔ اس واسطے عرض کیا کہ مجھے اس آستانہ علیہ سے جدا ہونا ناگوار گذرتا ہے۔ آنجناب نے حد سے زیادہ تاکید کی۔ کہ عذر کی مجال نہ رہی۔ اور از راہ بندہ نوازی فرمایا۔ کہ مَیں تمہیں اپنے سامنے قوت ارشاد دیتا ہوں۔ آخر لاچار ہو کر یہ عرضی منظوم کر کے آنجناب کی خدمت میں پیش کی۔

عرضی قصیدہ

سرزد ز آتش دل و جاں شعلہ و شرار — چنداں بسوختم کہ شدم اخگر و غبار

دل و جان کی آگ سے اس قسم کے شعلے اور شرارے پیدا ہوئے جن سے مَیں جل کر کوئلہ ہُوا اور پھر غبار بن گیا

از آتش فراق دل و جان من بسوخت — خونابہ شد رواں ز دو چشمان اشکبار

جدائی کی آگ سے میرے دل و جان جل گئے — دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوگئے

نوعے کہ من بسوختم از ترس بیم ہجر — ہرگز کسے نہ سوختہ ز ابنائے روزگار

جس طرح مَیں ہجر و فراق کے خوف سے جلا ہوں — کہ ابنائے روزگار میں سے کوئی نہیں جلا

www.maktabah.org

طاقت نماند آنکہ دہم شرحِ دردِ او ۔ نہ اندوہ فرقت و زجدائیِ آں نگار

مجھ میں اس معشوق کی جدائی اور فرقت کے سبب اتنی بھی طاقت نہیں کہ اس کے درد کی شرح کر سکوں

ہر شام تا بہ صبح بسوزم ز دستِ ہجر ۔ ہر صبح تا بہ شام نہ آرام و نے قرار

شام سے صبح تک ہجر کے ہاتھوں جلتا ہوں ۔ اور صبح سے شام تک نہ آرام ہے نہ قرار

یارب چگونہ زندگیِ خود بسر کنم ۔ در فرقتش چگونہ بود طاقت و قرار

اے پروردگار! میں اپنی زندگی کیونکر بسر کروں ۔ اس کی جدائی میں کیونکر طاقت و قرار ہو

او حکم میکند کہ برو ملکِ خاوری ۔ من در غمِ فراق چناں گشتہ ام نزار

وہ پورب میں جانے کا حکم دیتا ہے (میری یہ حالت ہے) ۔ کہ میں غم فراق میں اس قدر دبلا پتلا ہو گیا ہوں

نے طاقتِ جدائی و نے تاب حکم او ۔ یارب چناں کنم کہ چنیں زارم و نزار

کہ نہ مجھ میں جدائی کی طاقت ہے نہ اسکا حکم بجالانیکی تاب۔ اے پروردگار! میں اب کیا کروں کیونکہ میں بہت نحیف ہو گیا ہوں

چوں حکم اوست محکم حرماں ہلاکِ جاں ۔ آمد بیاد مصرع فطرت کسے بکار

جب اس کا یہی حکم ہے کہ حرماں سے جان ہلاک کروں ۔ تو مجھے کسی کا اتفاقیہ یہ مصرع یاد پڑا

حرمان و وصل چیست چو مطلب رضائے تست ۔ خواہی بغمزہ میکش و خواہی بانتظار

جب اسکی تمنا مطلوب ہے۔ پھر وصل جدائی کیا حقیقت رکھتی ہے ۔ خواہ تو غمزہ سے ہلاک کر خواہ انتظار سے

جاں زیر پائے تست چو چشم آرزو چہ باک ۔ جسمیکہ جاں نداشتہ باشد چہ اعتبار

جان تیرے پاؤں تلے ہے ۔ جس جسم میں جان نہ ہو اس کا کیا اعتبار

اے آفتاب مطلعِ انوارِ حق ز سر ۔ ہستی خلیفۃ اللہ قیوم روزگار

اے سر انوار حق کے مطلع ۔ تو خلیفۃ اللہ اور قیوم روزگار ہے

قطب زمانہ عارفِ حق نائب رسول ۔ بر مسندِ شریعت و دیں دائم استوار

زمانے کا قطب عارف باللہ اور رسول کا نائب ہے ۔ شریعت و دین کی گدی پر ہمیشہ قائم رہیو

www.maktabah.org

روشن بود چو دینِ محمد ز نورِ تو | از فیضِ باطن تو جہاں را بود قرار
تیرے نور کی وجہ سے دینِ محمدی روشن ہو جیو | تیرے باطنی فیض سے جہان کو قرار حاصل ہے
گردندگی اگرچہ بود پیشۂ فلک | از بہر آنکہ گردِ تو گردد ہزار بار
اگر آسمان کا پیشہ ہی گردش کرنا ہے لیکن اس واسطے ہے | کہ تیرے گرد ہزار بار پھرے
احساں امیدوار عنایات و فضل تست | لیکن اگرچہ ہست غلام گناہگار
احسان (محمد احسان مؤلف) تیری عنایت و مہربانی کا امیدوار ہے | اگرچہ وہ ایک گنہگار غلام ہے

بعد ازاں مجھے نہایت مہربان ہو کر رخصت فرمایا۔ میں آنجناب کے قضا امتثال امر کے بموجب مشرقی علاقے کو روانہ ہو لیا۔ جب دریائے گنگا سے پار ہوا۔ تو علی محمد خان کے علاقے میں داخل ہوا۔ علی محمد خان سالک اور صاحبِ حال مرد تھا۔ عدل۔ بذل۔ کرم اور حلم اور نیک خصلتوں میں بے نظیر تھا۔ ہزارہا آدمی اس کے انعام و اکرام کے طفیل آسودہ تھے۔ اور بہت سے گاؤں اور قصبے اس کے زیرِ سایہ محفوظ و مامون ہیں۔ وہاں کے مفسدوں کی اس نے بیخکنی کر ڈالی ہے۔ ہندوؤں کے بت خانوں کے مسمار کرا کے ان کی جگہ مدرسے اور مسجدیں بنوائیں۔ اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ کریمہ سے موصوف و متصف تھا۔ اکثر علما و فضلا نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ جو عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے قطبِ وقت حضرت خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے برادر مہربان لکھا کرتے تھے۔ نہایت صالح متقی اور خدا دوست تھا۔ راتوں کو جاگنا اس کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ اس کی مجلس علماء اور مشائخ سے بھری رہتی۔ سوائے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور مراقبہ کے اور کوئی کام نہ تھا کبھی ضرورتاً اذکار و عبادات سے فارغ ہو کر مسلمانوں کی خبر گیری اور احوال پرسی کرتا۔ اس کا علاقہ اس کے عدل کے سبب جنت آباد تھا۔ اور سیاح لوگ اسے سمرقند اور بخارا کا ثانی بتلاتے تھے۔ محمد علی خان میرا نہایت مخلص تھا۔ کیونکہ میں اس سے پیشتر مجذوب ہو کر آوارہ پھرا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُدھر بھی آ نکلا۔ اس وقت اس رئیس سے ملاقات کا

www.maktabah.org

اتفاق ہوا تھا۔ پھر جب جناب قیومیت مآب کی آستان بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اور آنحضرت نے مجھے اس سفر کا حکم دیا۔ اور میرا گذر یہاں ہوا۔ تو اس عزیز نے مجھ پر نہایت مہربانی کی اور مجھے بھی اس کے حالات پسند آئے۔ چونکہ آنجناب کی مرضی مبارک یہی تھی کہ میں اسی جگہ رہوں۔ اس واسطے مجبوراً یہیں رہنے سہنے لگا۔ اور آج تک یہیں رہتا ہوں۔ وہ عزیز اور اس کے لواحق و توابع میرے مخلص ہیں[ؑ۱]۔ انہیں دنوں ایک منظومہ عرضی آنجناب کی خدمت میں لکھی جس کا جواب آنجناب نے نظم میں دیا۔ ہر دو درج ذیل ہیں:

ع۱ صاحب مآثر الامراء نے نواب علی محمد خان روہیلہ کے حالات میں ایک نوٹ لکھا ہے کہ نواب علی محمد خان روہیلہ روہیلہ افغان نہ تھا بلکہ ایک روہیلہ افغان داؤد خان نے جب مغل سلطنت کی طوائف الملوکی کے دوران بریلی میں علم بغاوت بلند کر کے خود مختاری کا اعلان کر دیا تو اسے موضع بانکوئی ضلع بریلی سے ایک بچہ ملا جو کسی جاٹ کا بچہ تھا۔ داؤد خان نے اس بچے کو اپنا بیٹا بنا کر پالا۔ تعلیم و فنون سپہ گری میں مشاق بنایا۔ بڑا ہو کر یہ لڑکا نواب علی محمد روہیلہ کے نام سے مشہور ہوا تھا۔ اور روہیلہ حکومت کا بانی بنا۔ ۱۱۳۹ھ بمطابق ۱۷۲۶ء میں داؤد خان مارا گیا۔ اور اس کے مشیروں نے علی محمد کو اپنا سردار تسلیم کر لیا۔ یہ آنولہ میں مقیم تھا۔ مگر مغلوں کی قوت دوبارہ بحال ہو نے پر دامن کوہ میں جا چھپا۔ اس نے علاقے کے لوگوں کو اکٹھا کر کے اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی جاگیر بانس بریلی اور مراد آباد کو تباہ کر دیا۔ وہ مزید قوت حاصل کرتا گیا۔ حتیٰ کہ راجہ کمایوں کا علاقہ فتح کر لیا۔ محمد شاہ بادشاہ بذات خود اس کی سرکوبی کو نکلا۔ شاہی لشکر کے بد قماش لوگ لڑائی سے پہلے ہی آنولہ جا پہنچے اور لوگوں کے گھروں کو آگ لگا کر لوٹ مار شروع کر دی۔ مگر نواب محمد علی خان کو شکست نہ دی جا سکی۔ وزیر قمر الدین خان کی وساطت سے صلح مندی کے لئے محمد علی خان محمد شاہ کے دربار میں آیا۔ اور کچھ مراعات لے کر اپنے علاقوں پر حکمرانی کرنے لگا۔ ۱۱۶۱ھ میں درانی کی آمد پر ۳ شوال ۱۱۶۲ھ / ۱۷۴۹ء آنولہ میں مر گیا۔ حافظ رحمت خان نے قبر پر عالی شان مقبرہ بنایا تھا۔

www.maktabah.org

عرضداشت فقیر محمد احسان بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے پیک صبا رساں سلامے — از ذرّہ کمترین غلامے

اے صبا کے قاصد! کمترین غلام ذرّہ بے مقدار کی طرف سے

درحضرت پاک ہادئ راہ — قیوم زماں خلیفۃ اللہ!

ہادئ راہ قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام پہنچانا

قیوم چہارم جہاں است — ثانی مجدّد زماں است

وہ جہان کے چوتھے قیوم اور زمانے کے دوسرے مجدّد ہیں

اے خاتم مظہر محمّد — اتمام کمال دینِ احمد

اے مظہر محمّد کے خاتم اور — دینِ احمد کے کمال کے متمم

کز امرِ تو ایں سفر گزیدم — در قصبہ آنولہ رسیدم

آپ ہی کے حکم سے مَیں نے یہ سفر اختیار کیا — اور قصبہ آنولہ میں پہنچا

سالار دریں نواحی واحد — خانیت کلاں علی محمّد

اس علاقے کا سردار علی محمّد خان نام ایک بڑا افغان ہے

از داد و کرم کمال دارد — ہردم بحق اشتغال دارد

جسے بخشش اور انصاف میں کمال حاصل ہے — اور جو ہردم حق میں مشغول ہے

خدمات مرا سعادت انگاشت — از دل علم ارادت افراشت

اس نے میری خدمت کو سعادت سمجھا — اور تہ دل سے میرا مرید ہوا

اندر طلب خدا است زاخلاص — مصروف شریعت بہ نیت خاص

اخلاص دلی سے وہ خدا کا طالب ہے — اور شریعت میں خاص نیت سے مصروف ہے

www.maktabah.org

امید کہ خاص خود شمارند — در جرگۂ خاصگاں درآرند

امید ہے کہ جناب اسے اپنے خاصوں میں شمار کرکے اپنے مخصوصوں کے گروہ میں شامل فرمائینگے

پلے رشد ز من امیدوار ہست — ما را بجواب انتظار است

وہ مجھ سے ارشاد کی تمنا کرتا ہے — لیکن مَیں اس کے مرید کرنے میں تامل ہوں

چندیں افغاں گرفتہ تلقین — زآں جان محمدؐ و صدر دین

کئی پٹھانوں نے مجھ سے تلقین حاصل کی ہے — ان میں سے جان محمد اور صدر دین کی حالت اچھی ہے

یک سر ز فنائے دِل کشیدہ — دیگر بہ فنائے دِل رسیدہ

ایک تو فنائے دل سے آگے ترقی کر گیا ہے — اور دوسرا ابھی فنائے دل تک پہنچا ہے

بعضے بہ لطیفہ ہائے خمسہ — مشغول شدہ صباح و مسا

باقیوں میں سے بعض صبح و شام لطائف خمسہ میں مشغول ہیں

دو واقعہ عجیب دیدم — یک طرفہ تر و غریب دیدم

مَیں نے خواب میں ایک نہایت عجیب و غریب معاملہ دیکھا ہے۔ وہ یہ کہ

در جامۂ سرخ یک نسائے — در خوبیٔ و حُسن دلربائے

ایک نہایت ہی حسین اور دلربا عورت سرخ لباس پہنے ہوئے ہے

پائم ز غلط برو بر افتاد — از دیگر سوز نے ندا داد

اس پر غلطی سے میرا پاؤں پڑا — تو دوسری طرف سے ایک عورت نے آواز دی

کہ احساں بنگرو ایں جمالم — من نور خدائے ذوا لجلالم

کہ اے احسان! ذرا میرے جمال کو تو دیکھ — مَیں تو خدائے ذوالجلال کا نور ہوں

دیگر کہ شدیم مست سرشار — مدہوشش خمار سخت خمار

دوسرے یہ کہ مَیں مست و سرشار ہو گیا — اور پھر سخت خمار میں مبتلا ہے

www.maktabah.org

دیگر شدہ دائرہ نمودار !! گم شد زمیانش نقطۂ پرکار
اور یہ ایک دائرہ نمودار ہوا ! لیکن اس کا مرکز گم ہے
زلبم لعاب یاں ہمے ریخت خلقے بہ ملامتم در آویخت
اس دائرے میں میرا لعابِ دہن گرتا ہے میری یہ حالت دیکھ کر لوگ مجھے ملامت کرنے لگے
جملہ بجواب بازگشتند گفتند زمانہ ساز رفتند
سب نے مجھے یہ کہہ کر کہ یہ زمانہ ساز ہے جواب دے دیا ہے اور چلتے بنے
حل کن ہمہ مشکلات مارا مے بین بہ تفضلات مارا
جناب میری ان مشکلات کو حل فرمائیں اور نگاہِ تفضل سے دیکھیں
احسان کہ از حضرت زبیر است متوقع از دعائے خیر است
احسان زبیری بارگاہ سے دعائے خیر کا امیدوار ہے

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کا مکتوب گرامی بجواب عریضہ مؤلف کتاب

اے نسیمِ صبا بصد عنوان گر توانی سلام ما برساں
اے نسیم صبا! اگر تجھ سے ہو سکے تو سینکڑوں طرح سے ہمارا سلام
بہ آنکہ ہست شیخ زماں صاحب ارشاد مردمانِ جہاں
شیخ زماں اہل جہاں کے صاحبِ ارشاد
غرق دریائے وحدت و عرفاں سالکِ راہ حق میاں احساں
دریائے وحدت و عرفان میں غرق شدہ اور راہِ حق کے سالک میاں احسان کو پہنچا
ہر کہ باشد زحالِ ما پرساں یک بیک راسلام ما برساں
جو جو ہمارا حال پوچھے انہیں ایک ایک کر کے ہمارا سلام پہنچاؤ۔ دوسرے یہ کہ

www.maktabah.org

که ماه مبارک رمضان — به شب ختم حضرت قرآن
کہ ماہِ مبارک رمضان میں — جس رات قرآن شریف ختم ہوتا تھا
عرضئ آں محب با اخلاص — گشت روشن چو سورۂ اخلاص
اس مخلص محب کی عرضی — سورۂ اخلاص کی طرح روشن ہوئی
عرضئ مثلِ گلستان رنگین — پائے تا سر چو نیشکر شیریں
وہ عرضی پھلواڑی کی طرح رنگین تھی — اور سرتاپا گنے کی طرح میٹھی تھی
چوں شدم آگہ از مضامینش — بکشودم زباں بہ تحسینش
جب میں اس کے مضامین سے آگاہ ہوا — تو میں نے اس کی تعریف کیلئے زبان کھولی
کہ ہمہ بود حسبِ اہل اللہ — معنئ لا الٰہ الا اللہ!
کیونکہ وہ ساری کی ساری اہل اللہ کے حسبِ حال — لا الٰہ الا اللہ کے معانی تھی!
کردہ بودی ز حبِ خود تحریر — بر شما نیست حاجتِ تقریر
جو تو نے محض اپنی محبت سے لکھی — تمہیں اپنی محبت کے اظہار کی ضرورت نہیں
صدق ہر کس بقدر دانش اوست — پیشِ ما ظاہر است دشمن و دوست
کیونکہ ہر شخص کا صدق اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے اور ہمیں دوست دشمن معلوم ہیں۔
آں قدر مقبل و وفا کیشی — ہر چہ بنوشتۂ از آں بیشی
تم اس قدر مقبل اور وفادار ہو۔ — کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے تم اس سے بھی زیادہ ہو
حق تعالیٰ سلامتت دارد — تا ابد بے ملامتت دارد
اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے — اور ابد تک بے ملامت رکھے
ہستئ از گلشنِ مجدد دیں — آں شہ رہنمائے راہِ یقیں
تم مجدد دین کے باغ سے ہو — جو راہِ یقین کے رہنما تھے

www.maktabah.org

تو ہم اولادِ آں شہنشاہی | بیش ازیں از خدا چہ میخواہی

تم اسی شہنشاہ کی اولاد ہو | اس سے زیادہ اور کیا خدا سے چاہتے ہو

اے پسر از نصیحتم مخروش | سخنم را بکن چو دُر در گوش

بیٹا! میری نصیحت سے جوش و خروش میں نہ آنا | میری بات کو کان میں موتی کی طرح پہن لو

خود بخود طالبِ مرید مشو | ہمچو یارانِ روز عید مشو

خود بخود مرید کا طالب نہ ہو جانا | اور نہ ہی عید کے دن سے یاروں کی طرح بن جانا

ہر کہ آید نہ راہِ صدق و صفا | بنشاں بر دلش نہالِ وفا

جو سچے دل سے حلقہ مریدی میں داخل ہونا چاہے | اس کے دل میں وفا کا پودا لگا دینا

شو بہ تلقین ذکر او مشغول | تاکہ گردد بہ نزد حق مقبول

اور اسے ذکرِ الٰہی تلقین کرنا | تاکہ وہ حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جائے

بطفیلِ خدا اثر بینید | قدرتِ حق بچشم سر بیند

وہ اللہ تعالیٰ کے طفیل سے اثر دیکھے | اور قدرت حق کو ظاہری آنکھوں سے دیکھلے

دلِ ہر کس شبہ ناک بود | شغل نادادنش چہ باک بود

جس کے دل میں شبہ ہو | اس کو شغل الٰہی میں نہ مشغول کرنا کچھ مضائقہ نہیں

نکنی بہر طالبان تاخیر | زیں سبب نیست حاجت تحریر

طالبوں کے واسطے دیر نہ کرنا | کیونکہ اس بارے میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں

زینہار اے پسر بصد زنہار | کہ حذر کن ز نفس آدم خوار

خبردار! ہرگز ہرگز نفس آدم خوار کے کہنے میں نہ آنا۔ اور اس سے ڈرتے رہنا

نفس را در طریقہ راہ مدہ | پائے در راہ اشتباہ منہ

نفس کو طریق راہ میں دخل نہ دینا | اور کسی مشتبہ طریقے میں پاؤں نہ رکھنا

www.maktabah.org

تا بنزدِ خدا شوی مقبول · راہ یابی بحق رسی بحصول!

تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤ · اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ تمہیں مل جائے

مندرج بود در عریضہ چنیں · کہ بدیدم بخواب مہ جبیں

تمہارے عریضہ میں یہ بھی لکھا تھا کہ مَیں نے خواب میں ایک مہ جبین کو دیکھا ہے

او بمن التفات بے حد کرد · نشہ ساں ہوش از سرم رد کرد

جس نے حد سے زیادہ توجہ کی ہے۔ · جس کے سبب میں متوالا ہو گیا ہوں

مژدہ باد ترا ازیں شادی · گز خرابی رسی بہ آبادی

سو تمہیں اس خوشی کی خوشخبری دی جاتی ہے · کہ خرابی سے نکل کر آبادی نصیب ہو گی

ایں خبر مے دہد ز استعداد · کہ خدایت نمود استمداد

اس سے تمہاری استعداد کا پتہ لگتا ہے · کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی۔

ایں ولایت ز سرورِ دیں است · کہ بہ معنی نشان او این است

یہ سرور دیں کی ولایت ہے۔ · کیونکہ حقیقت میں یہ نشان اسی کا ہے

زآں ولایت ترا شمر باشد · زایں ولایت ترا خبر باشد

تم اس ولایت (ولایت محمدیؐ) میں شمار کئے جاؤ گے اور اس ولائیت کی تمہیں خبر ہو گی

---

www.maktabah.org

حضرت شیخ ضیاء الدین یوسف نبیرہ حضرت مجدد الفِ ثانی سرہند میں حاضر ہوئے

اس سال شیخ ضیاء الدین[1] جو حضرت شیخ محمد یحییٰ[1] المشہور بہ شاہ جیو کے بلاواسطہ فرزند اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں. حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد آئے۔ اس کی مفصّل کیفیت یوں ہے کہ حضرت شیخ ضیاء الدین نے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی

ح ۱ حضرت شیخ ضیاء الدین یوسف المعروف بہ میاں جیو قدس سرہٗ حضرت شیخ یحییٰ مجددی قدس سرہٗ کے فرزند اوّلین تھے۔ آپ ۱۰۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور چھیاسی سال کی عمر میں ۱۱۴۶ھ میں وفات پائی. صاحب انساب الانتخاب نے لکھا ہے کہ آپ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ شیخ حسن علی معروف بہ شاہ چراغ، دوسرے شاہ احمد قدس سرہما۔ شاہ چراغ کے تین بیٹے غلام یحییٰ، میاں محمدی اور محمد باقر تھے۔ المعروف میاں حاجی محمد سعادت اللہ تھے۔ غلام یحییٰ کے ہاں ایک بیٹا غلام نقشبند ہوا۔ محمد باقر عرف میاں حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۰ رجب ۱۱۶۳ھ کو فوت ہوئے۔ ان کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام شاہ احمد تھا۔ شاہ احمد کے دو بیٹے شاہ حسن اور شاہ رضا ہوئے ان دونوں کی ترتیب اولاد کا آگے علم نہیں ہو سکا۔ میاں محمد سعادت اللہ کی صرف دو بیٹیاں تھیں۔

(استفادہ انسابُ الانتخاب)

www.maktabah.org

اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پورا کیا اور خلافت پائی۔ ان دنوں آپ خلق اللہ کے مرجع و مآب تھے۔ اور تمام حضرات سرہند آپ کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بے واسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی اور پوتا زندہ نہ تھا علاوہ ازیں آپ عمر میں بھی تمام مشائخ سرہند سے بڑے تھے۔ اس واسطے سارے آپ کی عزت کیا کرتے تھے۔ اور زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ جمعہ کے روز سارے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ بیان سے باہر ہے۔ جب آپ کی عمر اخیر کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ اب تمہاری زندگی تھوڑے دن اور ہے۔ بہتر ہے کہ قطب زمان قیوم جہاں کی خدمت میں جا کر اپنے واسطے توجہ کی درخواست کی۔ آپ نے یہ کشف دیکھکر شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا۔ جب شہر کے رؤسا نے آپ کا یہ ارادہ سنا۔ تو سارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اس ضعیف و پیری میں سفر کرنا مناسب نہیں۔ اس عارف باللہ نے مذکورہ بالا ماجرا انہیں سنایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہاں جانے پر مامور ہوں۔ یہ کہہ کر شاہجہان آباد کی راہ لی۔ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اور مریدانہ سلوک تواضع اور ادب کیا۔ آنجناب نے آپ سے بھی زیادہ آپ کا ادب کیا کیونکہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنا مکاشفہ عرض کیا اور فیض باطنی کے لئے درخواست کی۔ آنجناب نے آپ کے حق میں توجہ باطنی اور القائے نسبت کیا بعد ازاں آپ چند روز آنجناب کی خدمت میں رہ کر واپس سرہند آئے۔ سرہند پہنچتے ہی آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے اور تھوڑے دن بعد آپ کا وصال ہو گیا اپنے والد کے قبہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے برابر مدفون ہوئے

www.maktabah.org

لوگوں کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہوا. کیونکہ اب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی بے واسطہ پوتا زندہ نہ تھا۔

اِنتقالِ مخدوم زادہ خواجہ محمّد احرار ازیں جہانِ پُر ملال

اس سال مخدوم زادہ خواجہ محمّد احرار جو آنجناب کے تیسرے فرزند تھے۔ بیمار ہو گئے. حضرت سلطان الاولیاء کو آپ کی بیماری کا از لیس غم ہوا. کیونکہ آنجناب اس سلالۂ دودمان قیومیت کی طرف بہت متوجہ تھے. اور اس مخدوم زادہ کی استعداد کی حد سے زیادہ تعریف کیا کرتے تھے. بلکہ ان بشارات کا اشارہ کیا کرتے تھے جن سے مشائخ کبار ممتاز ہوتے ہیں. جوں جوں مخدوم زادہ صاحب زیادہ بیمار ہوتے جاتے تھے. آنجناب زیادہ ملول ہوتے جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک روز میرے (مولف ج) والد بزرگوار کو فرمایا کہ بھائی صاحب مَیں نے محمّد احرار پر اس طرح کی توجہ کی ہے کہ اگر پہاڑ پر بھی کرتا تو موم کی طرح پگھل جاتا۔ لیکن تقدیرِ حق کا کوئی علاج نہیں۔ اغلب ہے کہ یہ فرزند اس مرض سے نجات نہیں پائے گا۔ یہ کہتے ہی مخدوم زادہ کا مرض ایک سے سو گنا ہو گیا. اور دن بدن حالت بدلتی گئی۔ جس دن فوت ہوتا تھا اس دن صبح کے وقت آپ کی حالت میں کچھ تبدیلی ہوئی۔ جیسا کہ موت کے قریب پہنچ کر اکثر ہوا کرتا ہے. ایک شخص نے آ کر یہ خبر آنجناب کو دی تو آنجناب نے فرمایا کہ یہی نامبارک دن ہے. اس بات کو ابھی ایک لمحہ بھی گذرنے نہ پایا تھا. کہ خبر آ گئی کہ مخدوم زادہ صاحب جان کنی میں ہیں۔ آنجناب یہ وحشت اثر خبر سن کر

www.maktabah.org

گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی گھر کے دروازے پر پہنچے تھے۔ کہ شاہزادہ نے جان خدا کے سپرد کی۔ اور پاس بیٹھے ہوئے اشخاص سے گریہ وزاری کی آواز نکلی آنجناب فصبر اجمیل کہہ کر دروازے کے پاس کنے کنوئیں پر بیٹھ گئے لیکن وقار کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ افسوس وغیرہ کا کوئی لفظ تک زبان سے نہ نکالا۔ کبھی کبھی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر گرتے تھے۔ سوائے اس کے اور کوئی بے قراری یا افسوس کی علامت نہ دیکھی گئی۔ بعد ازاں مخدوم زادہ کو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھ کر نعش سرہند بھیج دی۔ منجھلے مخدوم زادہ صاحب پہلے ہی سرہند میں تھے۔ وہ اور اکابر شہر نعش کے استقبال کو آئے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کی پائنتی کی طرف دفن کیا ؎

از مرغ فغاں سرود بر خاست — وز چشمہ غنچہ گرد بر خاست
ہم باد برابر آستیں زد — ہم آب کلاہ بر زمیں زد
باد سے چو دم نہنگ خونریز — آبے چو سحاب اژدہا تیز
گلزار شد از گل افسردہ — غمخانہ صد چراغ مردہ
برخاست خزاں بہر کنارے — افتاد چمن بجنا کبارے

ماتم پرسی کے دن گذرنے پر خواجہ عبد القادر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب کو اس واقعہ سے اس قسم کا غم و الم ہوا۔ کہ قلم اس کے تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ ہر ہفتے جمعہ کے روز باغ کی سیر کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ بھی ترک کر دیا۔ اور مریدوں کو توجہ دینا بھی چند روز کے لئے موقوف کر دیا۔ صبح و شام کے اوراد میں بھی تغیّر و تبدّل ہو گیا۔ ضعف بدن بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ طرح طرح کے امراض پیدا ہوئے۔ چنانچہ چند مرتبہ ایسا ضعف طاری ہوا کہ لوگوں کو آنجناب کی ناامیدی ہو گئی۔ پھر تخفیف ہو جاتی۔ لیکن پھر عود کر آتا۔

www.maktabah.org

گو آنجناب اپنے آپ کو بہ تکلف تندرست ظاہر کرتے تھے لیکن زیادہ کمزور ہوتے جاتے تھے۔ سات سال یہی حالت رہی۔ ایک دن بھی صحت میں نہ گذرا ان دنوں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے اندر شیخ رہ گیا ہے۔ آخر اس ضعف کا نتیجہ یہ ہوا کہ سل دِق کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ سے آنجناب کا وصال ہو گیا۔

حضرت خواجہ محمّد زبیر کے خلاف دربار شاہی میں ایک سازش

بعض حاسدوں نے اپنی شقاوت ازلی کے سبب حضرت خلیفۃ اللہ محمّد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کئی خلاف واقع کلمات بادشاہِ وقت سے کہے۔ بادشاہ کو اپنی معہودہ عادت کے مطابق وہم سا ہو گیا۔ اگرچہ بادشاہ آنجناب کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن مغلوں کی وجہ سے جو آنجناب کے غلام تھے۔ اور کبھی کبھی بادشاہ اور ان کے درمیان نفاق ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ بادشاہ سے دینی امور میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ظاہر ہو جاتی جس کی بابت مغل آنجناب کی خدمت میں شکایت کرتے تھے اس واسطے بادشاہ کو ان کا رعب غالب معلوم ہوتا تھا۔ واقعی سلطنت میں سراسر ڈر اور خوف ہوتا ہے۔ بادشاہ نے تنگ آ کر اپنے بعض فدائیوں کو تفتیش کے لئے آنجناب کی خانقاہ میں بھیجا۔ انہی دنوں حاجی امان بدخشی جو آنجناب کا خلیفہ تھا۔ بطورِ مسافر دو تین دن سے آنجناب کی خانقاہ میں آیا ہوا تھا اسے مار پیٹ ہوئی۔ کہ یہ شاہی جاسوس ہے۔ جب آنجناب

www.maktabah.org

نے اسے پلٹتے دیکھا۔ تو جھڑک کر لوگوں کو منع کیا اور فرمایا کہ وہ جاسوس نہیں بلکہ (ایک پاس کھڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کر کے) یہ جاسوس ہے۔ پھر اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ خبردار! اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو کسی قسم کی جھوٹی خبر بادشاہ کو نہ دینا اس نے عرض کیا کہ کیا مجال کہ میں قطب زماں کو ناراض کروں۔ اور غضبِ الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں۔ آنحضرت نے اس کے حق میں دُعا کی۔

ایک جاسوس کا حشر

انہیں دنوں ایک اور جاسوس نے بعض حاسدوں کے کہنے سے جھوٹی خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ خبر پہنچاتے ہی اس کا سارا چہرہ سوج گیا اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ جب بادشاہ نے اس بات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض جھوٹ تھی اس لئے شرمندہ ہو کر آنجناب سے معافی مانگی اور بادشاہ نے تجویز پیش کی کہ اگر آنجناب جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر مغل وغیرہ مسلمانوں کو میری اطاعت کا حکم دیں تو میری سلطنت کو نہایت تقویت ہو جائے گی۔ آنجناب نے اس بات کو منظور فرما کر جمعہ کے روز نماز سے فارغ ہو کر منبر پہ آ کر تمام وضیع و شریف کے رُوبرُو اپنی خانقاہ میں فرمایا۔ یاایھا الناس اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ بادشاہِ وقت کی اطاعت کو واجب جانو۔ سب نے جان و دل سے آنجناب کے فرمان کو قبول کیا۔ بادشاہ یہ خبر سن کر نہایت ہی خوش ہوا۔ اس کے شکریہ میں تحف وہدایا نذر کیئے۔ بعد ازاں آنجناب کے بارے میں حاسدوں کی بات کو نہ سُنا۔ تھوڑی مدت میں حاسدوں کا جان و مال نیست و نابود ہو گیا لیکن آنجناب کا مزاج مبارک بادشاہ کی اس عادت سے بہت منحرف ہو گیا۔ کہ باوجود اس قدر توجہات کے پھر بھی فاسد خیالات بادشاہ کو نہیں چھوڑتے۔ آنجناب ان دنوں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے نزدیک سلطنت رائی کے دانے کی طرح ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ محمد شاہ کن خیالات میں ہے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ان خیالات کا

www.maktabah.org

بدلہ اسے مل گیا۔ لیکن پھر آنجناب نے از راہ بندہ نوازی اس کو اس بلا سے نجات دلوائی جو انشاء اللہ عنقریب ہی بیان کیا جائے گا۔ اس ہنگامہ کے بعد بادشاہ نے پھر آنجناب کی ملاقات کی خواہش کی لیکن بے سود۔ آنجناب نے وہی پہلا جواب دیا اور عذر کر بھیجا۔

خواجہ عزیز اللہ کو خلافت دیکر بدخشاں روانہ کر دیا

اسی سال حضرت سلطان الاولیاء نے خواجہ عزیز اللہ بدخشی کو خلافت دے کر بدخشاں روانہ فرمایا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہاں کا بادشاہ جو آپ کے آباؤ اجداد کا قدیمی مرید تھا آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لے گیا۔ اس ملک کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ اور علماء و مشائخ حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ وہاں کے چھوٹے بڑے صبح شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ ایک دن بادشاہ نے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات دریافت کیئے۔ خواجہ صاحب نے آنحضرت کی بزرگی کماحقہٗ بیان کی۔ بادشاہ نے کہا۔ اس وقت ایسے بزرگ کا ہونا بہت غنیمت ہے لیکن گذشتہ اولیاء کو اپنی ولایت میں عجیب استقلال ہوا کرتا تھا خواجہ صاحب نے فرمایا آجکل ہزاروں صاحب کرامت بزرگ بلکہ ان سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں موجود ہیں۔ اور آنجناب سے باطنی فیض حاصل کرتے ہیں، تم نے حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ آنجناب قیوم زماں ہیں اور آنجناب کا بدن مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بقیہ خمیر طینت سے بنا ہوا ہے۔ تمام قطب فرد اور غوث قیوم کے نائب ہوتے ہیں۔

www.maktabah.org

آج تک سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی شخص قیوم نہیں ہوا. تمام اولیائے سلف و خلف حضرت سلطان الاولیاء کے ظل کمالات کے دائرہ میں ہیں۔
بادشاہ یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔ ہاں یا نا کچھ بھی نہ کی۔ دیر کے بعد کہا۔ کہ بیشک تم انہیں اس قدر بزرگ سمجھتے ہو گے۔ لیکن میرے خیال میں تمہارے دادا شیخ خلیل اللہ بدخشی جیسا ایک بھی نہیں. خواجہ صاحب سخت ناراض ہو کر مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہا. کہ اے بادشاہ! دیر نہیں گزریگی کہ تم حضرت خلیفۃ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگے تم نے حضرت سلطان الاولیاء کی سلطنت کو قبول نہیں کیا۔ ہم تمہیں بدخشاں کی سلطنت سے معزول کرتے ہیں. خواجہ صاحب ناراض ہو کر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور اپنے تمام یاروں کو جمع کرکے فرمایا۔ کہ آؤ اس کے حق میں بد دعا کریں. کہ حق تعالیٰ اسے اس جہان سے اٹھا لے. پھر نہایت عاجزی سے دعا کی. دعا کرتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد اٹھا۔ اور اسی رات اس جہانِ فانی سے چل بسا. دوسرے دن ارکانِ سلطنت نے ایک اور شخص کو تختِ شاہی پر بٹھایا۔ اس بادشاہ کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لاکر آپ سے استقلالِ سلطنت کے لئے دُعا مانگی. خواجہ صاحب نے تاجِ شاہی اس کے سر پر رکھ کر دعائے استقامت کی۔ اور اسے فرمایا تمہاری سلطنت کا قیام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور قیومیت کے اعتقاد پر موقوف ہے۔ اس نے کہا. مَیں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدخشاں میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور بہت سے نورانی چہروں والے آنجناب کے ساتھ ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں کہ شاہ بدخشاں کو حاضر کرو۔ اتنے میں مردہ بادشاہ کو لائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ ہم نے تمہاری ہدایت اور تمہاری سلطنت کے استقلال کے لئے اپنا خلیفہ بھیجا تھا۔ لیکن تم نے اس کی قدر نہ کی بلکہ بجائے شکر گذار ہونے کے کُفرانِ نعمت کیا۔ تم سلطنت

www.maktabah.org

کے لائق نہیں تھے۔ ہم نے تمہیں سلطنت سے معزول کر کے اس جہان کو تمہارے وجود سے پاک کر دیا ہے۔ پھر مجھے بلا کر تاج شاہی میرے سر پہ رکھ کر فرمایا۔ ہم نے تجھے بدخشاں کا بادشاہ کیا۔ اپنی سلطنت میں عدل کرنا اور قیوم اربعہ کی قیومیت کا معتقد رہنا۔ ہمارے خلفاء کی خدمت کرنا۔ جب میں جاگا تو شہر میں شور مچا ہوا تھا کہ بادشاہ مر گیا ہے۔ ارکانِ سلطنت نے آکر مجھے شاہی تخت پر بٹھایا۔ بعد ازاں خواجہ عزیز اللہ کا مرید ہوا اور حضرت خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت قیومیت بھی خواجہ صاحب کے ہاتھ پہ کی۔ اور اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی معہ خواجہ صاحب کی عرضی کے آنجناب کی خدمت میں پہنچی تو آنجناب نے بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی اور اپنے مخلصوں کے زمرے میں شامل کیا۔

حضرت شیخ محمد نعمان حق رسا نبیرۂ حضرت مروج الشریعت و رئیس مشائخ سرہند حرمین الشریفین سے واپس آگئے

اسی سال شیخ محمد نعمان حق رسا جو شیخ زیبا کے فرزندِ رشید اور حضرت مروج الشریعت کے پوتے اور تمام حضرات سرہند کے سردار تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

ر ۱ شیخ محمد نعمان حق رسا کی تاریخ وفات سترہ محرم الحرام ۱۱۵۷ھ ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک لڑکی ہوئی۔ شیخ نور الاسلام بچپن میں فوت ہو گئے۔ غلام ابراہیم غلام قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما لڑکے ہوئے۔ غلام ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام حامد رسا تھا۔ پھر حامد رسا کا ایک بیٹا صدیق احمد یادگار خاندان بنا۔ (ماخوذ از انساب الانجاب)

www.maktabah.org

میں مرید ہوئے۔ اس کی تفصیل کیفیت یوں ہے کہ شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد کی خدمت سے کسب وکمال حاصل کیا تھا۔ ان سے وصال کے بعد حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفًا و کرمًا گئے۔ وہاں آپ کو بے شمار اور لا انتہا باطنی ترقیات نصیب ہوئیں اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کو بھی دیکھ لیا۔ بلکہ جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ جو سالک اس زمانہ میں ہیں اگر اپنے باطن کی سلامتی چاہتے ہیں تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہو جائیں خصوصًا آپ کو تو حکم ہوا کہ تم جا کر قیوم زماں کی خدمت میں فیض اخذ کرو۔ علاوہ بریں شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد سے سنا تھا کہ قطب الاقطابی کا منصب حضرت شیخ محمد زبیر کو حاصل ہے۔ اس واسطے آنجناب کی قطب الاقطابی کے معتقد تھے۔ اس سفر سے واپس آکر آنجناب کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر ہو کر طلب توجہ کی۔ آنجناب سے غور و تامل اور آپ کی منت و خوشامد کرنے کے بعد توجہ باطنی اور اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا۔ آنجناب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھے۔ آپ آنجناب کی تواضع اس طرح کرتے جیسے مرید پیروں کی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ خود تمام حضرات سرہند کے سردار تھے۔ اور تمام امراء، بادشاہ اور سلاطین آپ کے نیازمند تھے۔ اور ہزارہا لوگ آپ کے محتاج تھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آداب بجا لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ آپ کا گھر خانقاہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا۔ بسا اوقات اندھاری راتوں کو کیچڑ میں پاپیادہ چل کر بے خبر آکر آنجناب کی خانقاہ کے ایک گوشے میں بیٹھ رہتے۔ جب آنجناب کو آپ کے آنے کی اطلاع ہوتی تو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے برابر بیٹھاتے اور اکثر اٹھتے وقت نعلین پکڑ لیتے کہ آنجناب کے پاؤں میں پہنائیں۔ آنجناب بہتیرا منع کرتے لیکن آپ عرض کرتے کہ میں یہ خدمت للہ کرتا ہوں۔ مجھے اجر سے کیوں محروم رکھتے ہیں حضرت

www.maktabah.org

خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ خصائص اور بشارات سے سرافراز فرمایا۔ آپ مجھ (مولف کتاب) سے زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ میرا غم بھی سنتے ہیں۔ مجھے فرماتے ہیں کہ بھائی صاحب! حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے مقامات ولایت اور کمالاتِ نبوّت میں اس طرح کشاں کشاں لے جاتے ہیں کہ میں اس نعمتِ عظمیٰ کا شکریہ بجا ہی نہیں لاسکتا۔

گر بر تن من شود زبان ہر موئے   یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

سرہند کے گورنر اور مشائخ سرہند میں اختلاف

اس سال سرہند کے حاکم اور حضرات مخدوم زادوں میں بعض امور کی وجہ سے نزاع ہو گئی حتیٰ کہ فریقین آمادہ جنگ ہو گئے۔ قریب تھا کہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھے۔ ان دنوں سارا شہر اور مضافات حضرات مخدوم زادوں کے ساتھ تھے۔ اور حاکم تھوڑی سی فوج لے کر شہر کے باہر پڑا تھا۔ لیکن حضرات سرہند کی مخالفت سے ڈر گیا۔ کہ کہیں غضبِ سلطانی میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اس واسطے معافی مانگ لی۔ لیکن حضرات نے معافی نہ دی۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ سرہند کا گورنر خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرات مخدوم زادوں کی مخالفت کرتا ہے۔

سرہند کے گورنر کی معزولی اسی اثنا میں بادشاہِ وقت کو بھی اس بات کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے یہ خبر سنتے ہی گورنر سرہند

www.maktabah.org

کو معزول کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ سے بہت کچھ معافی مانگی۔ ایک اور حاکم تجویز کر کے مقرر کیا۔ اور قطعی حکم دیا۔ کہ جس طرح مخدوم زادے جو چاہیں کریں۔ تم معترض نہ ہونا مخدوم زادوں اور عامل کی باہمی نزاع کا باعث یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ شہر کے گرد و نواح اور مضافات کی مدد معاش میں مخدوم زادوں کا تصرف تھا۔ اور بہت سے لوگ ان کی قوت کے بھروسے ہر سال دیہات اور قصبات کی آمدنی مخدوم زادوں کے نام کر کے اپنے قبضے میں لاتے۔ گورنر اس وجہ سے ان سے لڑتا اور روپیہ مانگتا۔ وہ مخدوم زادوں کی طرف اشارہ کرتے۔ تو عامل مخدوم زادوں کی طاقت سے ڈر کر نصف یا چوتھا حصہ زر کا لینا چاہتا۔ وہ لوگ یہ بھی نہ دینا چاہتے۔ اس واسطے عامل ان کے درپے آزار ہوتا۔ وہ مخدوم زادوں کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اس بارے میں مدد طلب کرتے۔ وہ کمال کرم اور خیر خواہی خلق اللہ سے جو اس خاندان عالی کا شیوہ مرضیہ ہے عامل سے لڑتے وہ ادب کر کے فروگذاشت کرتا۔ اگر کبھی مخالفت کرتا تو وہ بھی لڑائی کے لیے آمادہ ہو جاتے۔ آخر رئیس بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دیتے۔ عامل مجبوراً صلح کر لیتا۔ کہ کہیں بادشاہ ناراض نہ ہو جائے اور معافی مانگتا۔ بعض اوقات مخدوم زادے اس کے عذر کو قبول نہ کرتے۔ یہ معاملات وزیر اور بادشاہ کے پاس بھیج دیتے۔ وزیر اور بادشاہ ان معاملات کو مخدوم زادوں کی مرضی کے مطابق سرانجام دے کر انہیں خوشدل کرتے۔ اور عامل اور کارکنوں کو سزا دیتے۔

اسی سال اس مؤلف کتاب نے مشرقی علاقہ سے جہاں وہ رہا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حسب ذیل منظوم عرضی بھیجی۔

عرضداشت فقیر حقیر محمد احسان معصومی سرہندی بجناب حضرت خلیفۃ اللہ

الا اے ہدہد فرخ سرفرازی سخندانی ۔۔۔ کہ بادا بر سرت زیبندہ دیہیم سلیمانی

www.maktabah.org

اے سرفرازی وسخندانی کے مبارک مُدہ مُدہ ! — تمہارے سر پر سلیمانی تاج زینت ہو

رساں زاحساں سلام عجز انجامے بدرگاہی — کہ بگذار دور آنجا عقل کل در سجدہ پیشانی

احسان کیطرف سے عجز آموز سلام اس درگاہ میں پہنچانا — جہاں عقل کل بھی سربسجود ہوتی ہے !

امام المسلمین شیخ الشیوخ ہادیٔ عالم — گرامی دودۂ فاروق را شمع است لمعانی

اس بارگاہ کے مالک مسلمانوں کے امام شیخ الشیوخ جہان کے راہنما — فاروق ؓ کے معزز گھرانے کی روشن و منور شمع

امیر المؤمنین سلطان صدّیقین زیب دین — محمد زبیر آں قیوم رابع مجدّد الف ثانی

مومنین کے امیر صدّیقوں کے بادشاہ دین کی زینت — محمد زبیر قیوم رابع مجدّد ثانی

رئیس الواصلین قائم مقام انبیائے دین — کہ تاج العارفین واولیاء را قبلۂ ثانی

واصلوں کے سردار انبیاء دین کے قائم مقام — عارفوں کے تاج اور اولیاء کے قبلۂ ثانی

برائے اتقیا شرف و رحیل اصفیا سرور — نتیجہ مرسلین ومظہر اسرار ربّانی

پرہیزگاروں کے لئے باعث شرف اور اصفیاء کے سردار — مرسلین کے نتیجہ اور اسرار ربّانی کے مظہر ہیں

ولایت را بود معدن حقیقت را بود مخزن — شریعت را بود ناصر طریقت را بود بانی

آنحضرت ولایت کی کان اور حقیقت کے خزانے ہیں — شریعت کے مددگار اور طریقت کے بانی ہیں

ز دانش مسند قیومیت را زینت تازہ — کہ نازل آمدہ در شانِ او آیات رحمانی

آنحضرت کے علم سے قیومیت کی مسند کو تازہ زینت حاصل ہے — جس کی شان میں رحمانی آیات نازل ہوئی ہیں

بود بیت نبوّت سا قد او مصرع زیبا — عیاں زو مطلع انوار کیفیات یزدانی

نبوّت کے گھر کے عمدہ کواڑ اور مصرع زیبا ہیں — آنحضرت سے کیفیات یزدانی کا مطلع انوار ظاہر ہے

کسے نتواند آں قیوم رابع را ثنا کردن — کہ در اوصافِ او عاجز بود عرفی وخاقانی

کوئی شخص قیوم چہارم کی ثنا نہیں کر سکتا — عرفی وخاقانی جیسے زبردست شاعر آنحضرت کی توصیف سے عاجز ہے

میسّر نیست بعد از انبیاء کس را چنیں شانے — کہ او آمد امام الحق وہم محبوب صمدانی

انبیاء کو چھوڑ باقیوں میں سے کسی کو یہ شان حاصل نہیں — کیونکہ آنحضرت امام الحق بھی ہیں اور محبوب صمدانی بھی

www.maktabah.org

غلط گفتم کہ ذاتِ پاک او را نیست فخر و شان
ازیں عالی مقامات کہ در انفاسِ او دانی

میں نے غلط کہا ہے کہ اس کی ذات پاک کا فخر و شان نہیں
بلکہ جسقدر وہم و خیال میں آ سکتا ہے حضرت کے مقامات اس سے بھی اعلیٰ ہیں۔

کمالاتِ رسالت را بود او جامع او لامع
صفاتِ احمدی را سر بسر در ذاتِ او خوانی

آنحضرت کمالات رسالت کے جامع اور روشن کنندہ ہیں
جناب کی ذات میں صفات احمدی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے

شہ قائم مقام انبیائے اولی العزم آمد
ہم نائب مناب ایزد و خلائق دو جہانی

آنجناب انبیائے اولوالعزم کے قائم مقام بادشاہ ہیں
دونوں جہان کے خالق ایزد متعال کے نائب مناب ہیں

بدیں و ملت از دانش رواج و رونق دیگر
بید موسیٰ بدم عیسیٰ بخوبی ماہِ کنعانی

دین و ملت کو آنحضرت کے علم کے سبب خاص ہی رواج اور رونق حاصل ہے
یوں سمجھو کہ بلحاظ ہاتھ موسیٰ بلحاظ دم عیسیٰ اور بلحاظ خوبی حضرت یوسف ہیں

دلِ او مظہرِ نورِ تجلئے از خدا یابی
ضمیرِ روشن او مورد آیات قرآنی

آنحضرت کا دل الٰہی نور کی تجلی کا مظہر ہے
اور ضمیر روشن آیات قرآنی کے وارد ہونے کا مقام

مبرا تر بود انفاسش از دنیا و ما فیہا
ملک پیشش نیارد کرد لافِ پاک دامانی

برائے منصبِ خلت از و شد پایۂ برتر
فرشتہ بھی آنجناب کے روبرو پاکدامنی کی لاف زنی نہیں کر سکتا

برائے منصبِ خلت از و شد پایۂ برتر
زمحبوبیتِ ذاتی بود یکتائے سبحانی

خلت کے منصب کی قدر آنجناب کے طفیل سے زیادہ ہو گئی ہے
بلحاظ محبوبیت ذاتی یکتائے زمانہ ہیں۔

بزہد و ورع یا شد ناز از انفاسِ پاک او
بتقوائے و صلاح از ذات او چوں فخر ارزانی

آنحضرت کے انفاس پاک بلحاظ زہد و ورع ہمارے لئے باعث ناز ہیں
اور ہمیں آنحضرت کے تقویٰ و صلاحیت پر فخر حاصل ہے

نجابت را ز والا گوہرئے او شرف حاصل
نقابت را ز عالی نسبتش فخرِ فراوانی

نجابت کو آنجناب کی والا گوہری کے سبب شرف حاصل ہے
اور آنحضرت کی عالی نسبتی کی وجہ سے نقابت کو بہت بڑا فخر ہے

فروغِ شمع بزم معرفت یعنی خدیو من
جمالِ حق کمالِ احمدی قیوم ربانی!

بزم معرفت کی شمع کا فروغ یعنی میرے بادشاہ
جمالِ حق۔ کمال احمدی قیوم ربانی!

محمد عزیز و عبد قادر را اسلام یکن
کہ ہستند آں دو نجم روشن خورشید پیشانی

www.maktabah.org

محمد عزیز اور عبدالقادر کو میری طرف سے سلام ہو

بگو گر نہ جوشش استیلائے شوق استاں بوسش

آنحضرت کی آستاں بوسی کے غلبہ شوق کی وجہ سے

فلک رفعت جناب فیض پیر دستگیر من

میرے پیر دستگیر کی آسمان جیسی بلند بارگاہ ہے

چو ماہی ام کہ دور از آب دارد بیقرار یہا

میں ماہیٔ بے آب کی طرح بے قرار ہوں

دمادم چوں رگ سیماب میدارم طپیدنہا

میں دم بہ دم پارے کی طرح تڑپتا ہوں

براں میداشتم شوق جمالِ پائے بوسِ او

مجھے آنحضرت کی پائبوسی کا شوق اس بات پر آمادہ کرتا تھا

چو بشنید ایں ارادہ راز من علی محمد خاں

جب میرے اس ارادے کی خبر علی محمد خاں کو ہوئی

نمے شاید کہ از برکات ایں ایام متبرک

کہ یہ مناسب نہیں کہ آپ ان متبرک ایام کی برکتوں سے

چو زینساں التجا آورد خانِ دوستِ فقرا

جب اس فقرا کے دوست خان نے اس طرح التجا کی

ہم از بعضے سعادتہا کہ حاصل میشد از خدمت

اس فیاضِ زماں سے ان مبارک دنوں میں بعض سعادتیں

کنوں شرح مکاشفہائے خود را بے گمان و شبہ

اب میں اپنے بعض مکاشفات بلا شک و شبہ

وہ دونوں خورشید کی سی پیشانی والے روشن ستارے ہیں

برنگ گل کند دل ہر زماں چاک گریبانی

دل ہر وقت پھول کی طرح گریبان چاک کرتا ہے

ملک سیرت قدر قدرت خلیل کعبۂ ربانی

اور آنحضرت فرشتہ خصلت قدر قدرت اور ربانی کعبہ کے خلیل ہیں

طپاں بر روئے رنگ آتشیں افتادہ ام دانی

یوں سمجھو کہ میں انگاروں پہ لوٹتا ہوں

چو مرغ نیم بسمل مینمائیم بال جنبانی

اور نیم بسمل پرند کی طرح پر و بال پھڑ پھڑاتا ہوں

کہ در رمضان رسم خدمت محبوب سبحانی

کہ میں اس محبوب سبحانی کی خدمت میں ماہِ رمضان میں پہنچ جاؤں

بہ پیشم آمد و اظہار کرد از عجز و گریانی

تو اس نے عاجزی اور منت و سماجت سے کہا

مرا و مسلمیں را ایں ہمہ محروم گردانی

مجھے اور مسلمانوں کو محروم کریں

ازیں معنی بماند از دولتِ خدمت بحرمانی

اس واسطے میں آنحضرت کی دولتِ خدمت سے محروم ہوگیا

دریں ایام متبرک ازاں فیاض دورانی

صرف حاضر خدمت ہی ہو کر حاصل ہو سکتی ہیں

بہ پیش قبلۂ دیں مینمائیم داستاں رانی

اس قبلۂ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں

www.maktabah.org

بروز غرۂ رمضان فرخ در مکاشفہ ام | ز جسم من بر آمد نور نہ آں شخص انسانی

ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ کو مجھ پر منکشف ہوا | کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے لیکن وہ انسانی قالب نہیں

پس آنگہ در ہماں ساعت ازاں قالب بروں گشتہ | بہ پیشِ چشم ایں عاجز گرفتہ شکلِ انسانی

بعد ازاں آناً فاناً اس قالب سے ایک انسانی شکل نکلی | مجھ عاجز کے سامنے آئی۔ اور

در آمد در تکلم آنکہ من نفس تو میباشم | کنوں گر دیدہ ام من بہرہ اندوزِ مسلمانی

کہنے لگی کہ میں تیرا نفس ہوں۔ لیکن اب | مجھے مسلمانی سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے

صلاحیت ازو پیدا توجہ تام میبابم | فلاحیت ازو ظاہر چو مقبولانِ ربانی

اس سے صلاحیت ٹپکتی ہے اور اس میں توجہ تام پاتا ہوں | اور مقبولانِ ربانی کی طرح اس سے فلاحیت ظاہر ہوتی ہے

ازاں ساعت انانیت شدہ ہم سرکشی ہرگز | نمے آید ز من اے خسرو ملکِ خدا دانی

اس وقت سے انانیت اور سرکشی جاتی رہی | بعد ازاں اے ملک خداوانی کی بادشاہ مجھ سے سرکشی نہیں ہوئی

زوالِ عین و اثر الحال فوق الفوق مے بینم | بحالِ خویش مے یابم کمالِ لطفِ سبحانی

میں اسے زوالِ عین اور فوق الفوق حال کا خیال کرتا ہوں | اور اپنی حالت پر لطفِ سبحانی بدرجہ کمال پاتا ہوں

گہے میدانم از اغراض وجود خویش راز نیساں | کہ ملحق گشت گویا با وجودِ پاک جسمانی

کبھی میں جانتا ہوں کہ میرا وجود اس طرح ہستی | وجود پاک سے مل گیا اور اصل حالت کو چھوڑ گیا ہے

سپش شد در شب آدینہ قد من چناں طول | کہ نتواں کرد شرح ایں چنیں بسیار طولانی

بعد ازاں جمعہ کی رات میرا قد اتنا لمبا ہو گیا | کہ اس طول کی شرح ہی نہیں کر سکتے

میانِ سایہ او عالمے دیدم بچشم خود | در عین سایہ سر یافتم خورشید نورانی

اس کے سائے میں میں نے اپنی آنکھوں سے ایک جہان کو دیکھا | اور عین سایہ سر میں نورانی آفتاب کو دیکھا

بدیدم پرتو او بر جہاں او اہل آں یکسر | دراں خورشید تاباں شہرہا و قصرہا دانی

میں نے اسکا پرتو سارے جہان پر پڑا ہوا دیکھا | اس چمکتے ہوئے سورج میں شہر اور محل موجود تھے

ندائے آمد الہامم کہ اے تو رانِ یا ہستی | ہر آنکس را کہ گردد دست بیعت با رضا خوانی

www.maktabah.org

کچھ دیر بعد مجھے الہام ہوا کہ ایک تو ستی میں ہے

بوقتے از جناب سرور عالم توجہ را

ایک وقت مجھے جناب سرور کائنات ﷺ سے توجہ

بعنوانے کہ در حق بشر از باب مے آمد

اس انسان کے حق میں ہو تیرے دروازہ سے آتا ہے

چناں گشت از عنایات فراواں بر زبان جاری

بسبب کثرت عنایت زبان پر یوں جاری ہوا

ازاں پس در تہجد خود مجدد الف ثانی ام

بعد ازاں میں تہجد میں گویا خود مجدد الف ثانی ہوں

بر آں مسند نشستہ یافتم خود را ہماں ساعت

میں نے اپنے آپ کو اسی وقت اس مسند پر اس طرح بیٹھا ہوا پایا

دگر مسترشدیں من کہ مے بینند حالاتی

مجھ سے ارشاد سیکھنے والے ان حالات کو دیکھ کر

نمے آید ز من بظہور توفیق وارادتی !

مجھ سے توفیق وارادت ظہور میں نہیں آئی

سرانجام کہ در اصل جانب یزداں تواند شد

وہ سرانجام جو یزداں کی طرف ملا سکتا ہے

گرفتار تعجب ہم بانہ مانند متکبر

پھر میں متکبر کی طرح تعجب میں گرفتار ہوں

چناں دارم امید واثق از انفاس قدسیہ

مجھے آنحضرت کے انفاس قدسیہ سے یہ امید واثق ہے

جس شخص کو تو بیعت کریگا گویا وہ ہم سے ہوگا

کہ نتواں در قلم آورد شرحش از فراوانی

نصیب ہوئی جسکی شرح بسبب کثرت احاطہ تحریر سے خارج ہے

بحال خویش دیدم بدل زاں ہمتائے ربانی

میں نے اپنی طرح اوس ہمتائے ربانی کا بدل خاص دیکھا

کہ تو فرزند مائی نور چشمی جسمی و جانی

کہ تو میرا فرزند اور میرا جسمی و جانی نور چشم ہے

بساط سبز گسترده چو خضرائے گلستانی

اور سبزہ باغ کی طرح بساط سبز بچھی ہوئی ہے

بآئین کہ بنشیند شاہ بر تخت جہانبانی

جسطرح کہ تخت جہانبانی پر بادشاہ بیٹھا کرتے ہیں

ز حیرت ہا برو دل را فرو در قعر عمانی

بحر حیرت میں ڈوبے جاتے ہیں !!

کہ نامنظور گردد در جناب پاک یزدانی

کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی پاک جناب میں نامنظور نہ ہو جائے

نمے آید سرانجام از رہ بے سرو سامانی

وہ بسبب بے سروسامانی سرانجام نہیں ہوتا

فرو ہستم بہائم وار در لذات نفسانی

اور نفسانی لذتوں میں چوپایوں کی طرح مستغرق ہوں

کہ گردد از دل من مرتفع خطرات شیطانی

کہ میرے دل سے خطرات شیطانی اٹھ جائیں گے

www.maktabah.org

چو ایں فدوی زماں زاں بود در خدمتِ والا
در ایام صیام از عتبہ چوں بیت ربانی

جب یہ فدوی خدمتِ والا میں حاضر تھا تو
ماہِ رمضان میں کعبہ کی سی دہلیز اور

بشاراتیکہ باشد قدسیا نرا آرزوئے او
بخود مے یافتم زاں کعبہ معبود دوجہانی

معبود جہانی کے کعبہ سے وہ بشارات حاصل کیا کرتا تھا
جن کی آرزو فرشتوں کو بھی ہوا کرتی ہے

کنوں از مدت سہ سال زیں برکات قدسیہ
مجال خویشتن گردیدہ ام موسوم حرمانی

اب میں تین سال سے ان قدسیہ برکات سے
محروم ہو گیا ہوں۔

امید از فضل آں دارم کہ از راہِ کرم بخشی
تلافی گذشتہ را بود الطاف ارزانی

مجھے جناب کے فضل سے امید ہے کہ از راہِ کرم
نوازش گذشتہ کی تلافی فرمائیں گے

بارشادات گرم بنوازی احقر را
سرِ فخرِ مباہات تا ماہ برسانی

اگر ارشادات سے مجھ احقر کی نوازش فرمائیں
تو یہ سبب فخر و ناز میرا سر چاند تک پہنچ جائیگا

وگرنہ خویشتن بے نصیب دانم آں قبلہ
بیابم مہربانی تو کمتر زاں فراوانی

نہیں تو میں اپنے آپ کو بے نصیب
جانونگا اگر آپ کی مہربانی کو فراوانی سے کم پاؤں

روانہ کردہ ام اکنوں بخدمت نور محمد را
کہ باشد از مریداں اخص ایں فدوی جانی

اب میں نے خدمت والا میں اپنے خاص الخاص مرید
اور فدوی جانی نور محمد کو روانہ کیا ہے

سرافرازم کنی از روئے مسترشد نوازیہا
جواب باصواب نامہ ام را باز گردانی

امید ہے کہ مجھے آنجناب از روئے مرید نوازی
میرے نیاز نامہ کے جواب سے سرفراز فرمائینگے

ازیں پس جز دعا دیگر چہ آید از من عاجز
بود تا قائم عالم تو خود قائم در جہان فانی

بعد ازاں مجھ عاجز سے سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے
خدا کرے آنجناب آخر تک جہان میں زندہ قائم رہیں

تمامی دوستاں خانقاہ فیض منزل را
رسد از من سلامے شوق مسنون مسلمانی

فیض منزل خانقاہ کے تمام دوستوں کو
میری طرف سے مسلمانی مسنون سلام قبول ہو

ادا گر در عرصہ احسان نشست پنج فرو آورد
امید فضل دارد از در قیوم ربانی

www.maktabah.org

امید ہے کہ جناب مجھے اس شش و پنج کے پھندے سے نجات دینگے   اور مجھے درگاہ قیوم سے امید قوی ہے

مکتوب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء در جواب

عرضداشت مؤلف ایں کتاب فقیر ابوالفیض کمال الدین محمد احسان معصومی سرہندی

سلام ما رساں اے باد بر مقبول ربانی   کہ در کشف و کرامت نیست اورا ہیچ ثانی

اے ہوا ہمارا سلام اس مقبول ربانی کو پہنچانا   جو جہان بھر میں بلحاظ کشف و کرامت لاثانی ہے

بتاریخ ماہ شوال یوم پانزدہ رفتہ   بہ پیش چشم من نور محمد گشت نورانی

پندرہ ماہ شوال کو نورانی شکل نور محمد   میرے پاس آیا ۔

چو نیکو گشت معلومم ز سوئے دوست مے آید   سلامے را زبانش میل شکر افشانی

جب مجھے ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ یہ دوست کی طرف سے آرہا ہے   اور اسکی زبان تمہارے سلام سے شکر افشانی کرتی ہے

بدستش عرضیت دیدم محبت در خروش آمد   کہ شرح حال خود بنوشتہ باشد مخلص جانی

اس کے ہاتھ میں تمہاری عرضی دیکھ کر محبت جوش زن ہوئی   کیونکہ اس میں مخلص جانی نے اپنے مفصل حالات درج کئے ہوئے تھے

کشودم عرضی رنگین ترا گلزار معنی ہا   جوابش را مگر گوید دریں دم خسرو ثانی

میں نے تمہاری رنگین عرضی کو جو فی الحقیقت گلزار معانی میں کھولا   اس کا جواب لکھنے کیلئے اب کوئی خسرو ثانی ہونا چاہیئے

نخستیں در سطر اخلاص را تحریر بنمودی   خدا امید اند و من دانم اجر تو ہم دانی

پہلے تم نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ سو اس امر کو   یا اللہ تعالےٰ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو

چہ حاجت شرح اخلاص و محبت در وفاداری   خموشی بہتر است اینجا زبان دارد زبان دانی

وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں   یہاں پر خموشی زبان حال سے مضمون کو ادا کرتی ہے

بشارتہائے پے در پے کہ در عرضی رقم کردی   مبارک باشدت ہر یک ز تحریرات عرفانی

وہ بشارات جس کا ذکر اس عرضی میں بار بار کیا گیا ہے   وہ تمہیں تحریرات عرفانی سے ایک ایک کرکے مبارک ہوں

ز روئے کشف بنوشتی کہ میموتی ز خود دیدم   جو او از من جدا گردید نہ ہر گشت نورانی

تم نے اپنے کشف کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ سے   ایک شکل نکلتی ہوئی دیکھی جب وہ مجھ سے جدائی تو نورانی ہوگئی

www.maktabah.org

بانڈک وقت آں ہمہ وعیں برابر چشم خود دیدم ۔ کہ شکل او بظاہر ہمچوں شکل بود انسانی

تھوڑے وقت بعد میں نے اسے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ۔ کہ اسکی شکل انسانی ہو گئی ہے ۔

ضمیر پاک یارم را چناں ظاہر شد از معنی ۔ کہ نفس کافرت آوردہ روئے بر مسلمانی

میرے پاک ضمیر میں یہ آتا ہے کہ تمہارا کافر نفس ۔ اب مسلمانی کا رخ کئے ہوئے ہے

ہمہ از فیض پیران طریقت میتواں بستن ۔ نمے آید بدست کس چنیں معنی بآسانی

یہ سب کچھ پیران طریقت کے فیض سے تمہیں حاصل ہوا ہے ۔ ایسی بات ہر کسی کو بآسانی حاصل نہیں ہوسکتی

جناب سرور دیں بکشف خود اگر دیدی ۔ ازیں دولت چہ بہتر اے برادر بر تو ارزانی

اگر تم نے بذریعہ کشف جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے ۔ تو بس پھر بھائی جان اس سے بڑھکر اور کیا دولت ہوگی

مجدد الف ثانی را بکشف خود اگر دیدی ۔ رہیدی از بلائے خدا واز پریشانی

اگر تم نے اپنے کشف میں حضرت مجدد الف ثانی کی زیارت کی ہے ۔ تو سمجھو کہ تم پریشانی اور بلائے خدا سے نجات پاگئے

ز تاثیر توجہ فیض باطن بود ایمانی ۔ چہ مشکل باشد از فیض عموم پیر عرفانی

توجہ کی تاثیر سے فیض باطنی حاصل ہوا کرتا ہے ۔ سو یہ بات پیر خدا شناس کے عام فیض سے کچھ مشکل نہیں

تو ہم اولاد آں شہباز بالا سیر لاہوتی ۔ کہ خود را کردہ است از شوق بہر دوست قربانی

تم بھی لاہوتی سیر والے شہباز کی اولاد ہو ۔ جس نے اپنے آپکو بہ سبب شوق دوست کیواسطے قربان کرڈالا ہے

ز ما ہم دمبدم یاد آوری در خاطرت باشد ۔ کہ دلہا را بدلہا راہ مے باشد بہ پنہانی

ہم بھی تمہیں یاد کرتے رہتے ہیں ۔ مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوا کرتی ہے

بوصل دوست آساں نیست تا واصل شود انساں ۔ بغیر از رنگ زرد و آہ سرد و چشم گریانی

دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ۔ بغیر زرد رنگ سرد آہ اور روتی ہوئی آنکھ کے کچھ نہیں ملتا

برفعت خویش را دیدی بکشف فائض مردم ۔ شود قدرت بلند از پیش تو در سلک خلوانی

پھر جو تم نے کشف میں اپنے آپکو بلند اور لوگوں کو فیض پہنچاتے ہوئے دیکھا ہے ۔ سو ملک خلوانی میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائیگی

زوال عین در عرضی من تحریر بنمودی ۔ اثر شاید نمودت ظاہر از فیض سبحانی

www.maktabah.org

اپنی عرضی میں جو تم نے زوالِ عین لکھا ہے۔

بقدر اعتقاد خود کہ داری بر من عاجز

جسقدر تمہیں مجھ عاجز پر اعتقاد ہے اللہ تعالےٰ کا شکر ہے

نصیحت بشنو از من ہمچو دُر در گوش خود بادہ

میری نصیحت کو سن کر موتی کی طرح کان میں پہن لو

کس از کشف و کرامت این قدر ظاہر نمیسازد

کوئی شخص اسقدر کشف و کرامت کو ظاہر نہیں کرتا

ہمین معنی نشانِ پختگی را میکند باطل

یہی بات (بھید کا ظاہر کرنا) پختگی کو باطل کر دیتا ہے

مکن باور کہ این نفس سگ امارہ عاجز شد

یہ ہرگز یقین نہ کرنا کہ نفسِ امارہ کا کتا عاجز ہو گیا ہے

فریبِ نفسِ سرکش را مخور اے سادہ دل بشنو

اے سادہ دل! نفسِ سرکش کے فریب میں نہ آنا

زحال شیخ بر صنعان مگر نشنیدہ ہرگز

شاید تم نے نہیں سنا کہ خطرات شیطانی نے صنعان کی

بباعورا مگر کاندر زمان حضرتِ موسیٰؑ

بلعم باعور نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں

الٰہی جملہ مومن را ز شرِ نفسِ امارہ

اے پروردگار! تمام مومنوں کو نفسِ امارہ کے شر سے بچا

ز انشاء غزل یکدم نشین بر مسند شیخی

غزل کے گانے سے ایک دم مسند شیخی پر بیٹھ

شاید فیضِ سبحانی نے ظاہر اثر دکھلایا ہو۔

بحمداللہ چہ دو ستہا عنایت کرد سبحانی

گر کسی قدر اللہ تعالےٰ نے تمہیں دولتیں عنایت فرمائی ہیں۔

اگر دریافتی بر لب بنہ مہرِ سلیمانی

وہ یہ کہ اگر تمہیں عرفان کا موتی ہاتھ لگ گیا ہے تو اپنے لبوں پر مہر سلیمانی لگا دو

بکس ظاہر مکن با ما من اسرار پنہانی

مجھ سے یا کسی اور پر یہ اسرار پنہاں ظاہر نہ کرنا۔

چرا مانندِ طفلان می کنی مشہور نادانی

تم اپنے آپ کو بچوں کی طرح کیوں نادانی میں مشہور کرتے ہو

بود چندیکہ ہا در پردہ زیر گاہ پنہانی

بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھنا۔

کہ صنعان شیخ کامل کردہ خوکانرا نگہبانی

سنو! صنعان جیسے شیخ کامل نے سور چرائے تھے

کہ او را در چہ حال انداخت آن خطرات شیطانی

کیا حالت بنادی جبکہ اُسنے شیخ کی حالت اس قسم کے پائے

بہ پیغمبر دعائے بد نمود از سرِ شیطانی

سرِ شیطانی سے پیغمبر کے حق میں کیا دعائے بد کی

بفضل خود مرا ہم از فریبِ نفس بُرہانی

اور مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے فریبِ نفس سے آزاد کر

حدیثِ مخبرِ صادق بخوان و قصۂ کیدانی

مخبرِ صادق کی حدیث و قصۂ کیدانی پڑھ

www.maktabah.org

بخواں صرف بہائی را و تصریف مجرّد را — نخواں ور گوش مردم صفحہائے زنجانی
صرف بہائی اور تصریف مجــرّد کو پڑھ — لیکن زنجانی کے صفحات لوگوں کو نہ سُنا

ز صاحبزادہ ہا باد اسلامے آن برادر را — سلامِ آں برادر ہم رسید از فضلِ ربّانی
صاحبزادوں کی طرف سے اس بھائی کو سلام ہو — اس بھائی کا سلام بھی فضلِ ربّانی سے پہنچ گیا ہے۔

ز من احقر سلامِ آں رہبر شمع ہدایت را — کہ دارد رشتہ اخلاص محکم چوں سلیمانی
مجھ احقر کیطرف سے اس شمع ہدایت کے رہبر کو سلام ہو — جو سلیمان کیطرح اخلاص کا سلسلہ مضبوط رکھتا ہے

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی ہمشیرہ صاحبہ جو حضرت صبغۃ اللہ کے پوتے شیخ غلام معصوم کی منکوحہ تھیں اس سرائے فانی سے سرائے جاودانی کو رحلت فرما گئیں۔ آنجناب نے نمازِ جنازہ پڑھ کر نعش کو سرہند بھیج دیا۔ جو حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منوّرہ میں مدفون ہوئیں۔

مؤلف کتاب کے والد شیخ حسن احمد کا انتقال

اس سال میرے (مصنفؒ) والد ماجد حضرت شیخ حسن احمد کا وصال ہو گیا[1]۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی وفات کا بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ خویش و اقربا

---

[1] مؤلف کتاب روضۃ القیومیہ حضرت کمال الدین محمد احسان کے والد شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ محمد ہادی (ولادت ۱۲ رمضان ۱۰۶۲ھ وفات ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱۲۱ھ) قدس سرہٗ الہادی کے لائق فرزند تھے۔ آپ ۹ صفر ۱۰۹۰ھ کو پیدا ہوئے حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند سے خلافت پائی۔ ولایت احمدی کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۹۰ رجب ۱۱۴۹ھ کو وفات پائی۔ آپ کے تین بیٹے اور آٹھ بیٹیاں تھیں۔ محمد احسن، محمد محسن اور محمد احسان قدس سرہم۔ شیخ محمد احسن کے تین بیٹے محمد انور، محمد منور اور محمد کریم تھے۔ شیخ محمد محسن کے ہاں بھی تین بیٹے محمد فاروق، غلام قیوم اور محمد حسین تھے۔ شیخ محمد احسان (مؤلف علام) قدس سرہٗ بڑے عالم، فاضل، جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد زبیر سے خلافت پائی۔ روضۃ القیومیہ تصنیف

(بقیہ آئندہ)

www.maktabah.org

میں سے کسی سے آنجناب کو اس قدر محبت نہ تھی جتنی آپ سے تھی۔ چنانچہ جب آپ کا جنازہ خانقاہ میں لایا گیا تو آنجناب اس قدر روئے کہ رخساروں پر سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا جو محبت بے اختیاری مجھے آپ سے تھی دنیا میں کسی سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اچھا بھائی جان! تم نے پہل کی ہم بھی تمہارے پیچھے جلدی آتے ہیں۔ چنانچہ تین سال تین ماہ اور تین روز بعد آنجناب نے بھی اس جہان کو وداع کیا۔ آنحضرت نے رنج و افسوس کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔ اور نعش سرہند بھیج دی۔ شاہ محمد رسا اور شیخ محمد نعمان حق رسا جو تمام حضرات سرہند کے رئیس تھے اور رؤسائے شہر نعش کے استقبال کو آئے۔ اور نہایت اعزاز سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا۔ مَیں (مصنفؒ) اِن دنوں دامن کوہ کی سیر کو گیا ہُوا تھا۔ کہ اچانک اس وحشتناک خبر کو سُنا۔ سنتے ہی بدحواس ہو گیا۔ اس طرح غم و الم میں مبتلا ہُوا کہ بیان سے باہر ہے لیکن جب سلطان الاولیاء پر نگاہ ڈالتا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاکر دِل کو اس اندوہ و غم سے تسلی دیتا۔ کہ خیر والد ماجد گذر گئے ہیں تو آنجناب کا سایہ تو مجھ پر ہے لیکن جب آنجناب کا وصال ہوگیا۔ تو پھر دِل کو کِس طرح تسلّی دوں گا۔ حضرت خلیفۃ اللہ کو ہزار درجہ والد سے دوست رکھتا تھا۔

(بقیہ حاشیہ) آپ کا ایک بیٹا محمد حضرت المعروف غلام مجدد ۱۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی چار لڑکیاں تھیں۔ اور اولاد نہیں تھی۔

(از انساب الانجناب)

---

www.maktabah.org

دکن سے سیوا جی کی دہلی پہ پہلی یلغار

اس سال سیوا جی نے شاہجہان آباد پر حملہ کر دیا۔ پر لنے بازار کا اکثر حصہ اور اس کا گرد و نواح اور خواجہ قطب الدین کے مزار کے گرد کی آبادی سب تاخت و تاراج کر دی جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ قدیم الایام میں ملک دکن میں ایک مفسد رہتا تھا۔ بادشاہان ہند ہمیشہ اس کی بیخ کنی کی کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ عالمگیر نے پورے چالیس برس اس ملک میں بسر کئے اور اس کے قلع قمع کے لئے بدرجہ غایت کوشش کی۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ چونکہ ان دنوں سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ بادشاہ اور ارکان سلطنت میں نفاق تھا۔ امرا بھی آپس میں ایک دوسرے کی اہانت کے درپئے تھے۔ اس واسطے ممالک محروسہ میں سخت کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اور سیوا[1] جی ہر سال دارالخلافہ پر حملہ کیا کرتا تھا۔ اس طرف سے امرا

ط۔۱ مغل سلطنت کے عیاش حکمرانوں کے کردار کی وجہ سے امور سلطنت درہم برہم ہو گئے۔ خصوصاً دفاعی قوت بے حد کمزور پڑ گئی۔ پنجاب میں سکھ وسطی ہندوستان میں جاٹ اور حیدر آباد کے مضافات میں مرہٹے دندنانے لگے۔ سر جادو ناتھ سرکار نے اپنی کتاب "زوال سلطنت مغلیہ" کے صفحہ ۲۷ پر اس وقت کے حالات کا ایک جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب مرہٹوں کا طوفان شمال کی طرف امنڈتا تھا تو مقابلہ کی بجائے انہیں کچھ مراعات دے کر ٹال دیا جاتا تھا۔ وقتی طور پر یہ طوفان رک جاتا۔ مگر وہ روز بروز طاقتور ہوتے گئے۔ فرخ سیر اور سید برادران کی کشمکش کے دوران سید حسین علی (سادات بارہہ) نے دکن میں مرہٹوں کو اپنا مددگار لالہ جی وشوا ناتھ کو دکن سے چوتھ اور سردیش مکھی وصول کرنے کا حق دے دیا۔ بادشاہ نے یہ حق تسلیم نہ کیا تو سید حسین علی فروری ۱۷۱۹ء کو مرہٹوں

www.maktabah.org

بھی باری باری اس کے دفعیہ کے لئے آتے۔ ایک سال وزیر ان کی تادیب کے لئے جایا کرتے اور دوسرے سال امیر الامراء ان لٹیروں کی بیخکنی کے لئے جایا کرتا تھا جس سال وزیر کی باری تھی تو وہ شاہجہان آباد سے سات منزل کے فاصلے پر اکبر آباد میں پہنچ گیا۔ غنیم بعض امراء دربار کے اشارے سے دوسرے راستے سے دار الخلافہ میں پہنچ گیا۔ جب بادشاہ کو ان بدبختوں کے آنے کی اطلاع ہوئی کہ انہوں نے خواجہ قطب الدین کے بازار کو لوٹ لیا ہے۔ اور شاہی قلعہ کا رُخ کیا ہے تو بہت گھبرایا اور قلعے کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر لیا۔ اور برجوں اور فصیلوں کو مضبوط کر لیا۔ اور اپنے آدمی آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ تاکہ آنجناب اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو اس شہر سے

(بقیہ حاشیہ) سے دہلی پر حملہ کرادیا۔ مرہٹوں کی لوٹ مار نہ صرف دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی بلکہ مغلیہ اقتدار کا جنازہ نکال دیا۔ ۱۷۲۰ء کو مرہٹوں نے مالوہ، گجرات سے خراج وصول کرنا شروع کردیا۔ بندھیل کھنڈ پر قابض ہوگئے۔ ۱۷۳۳ء میں گوالیار سے اجمیر تک پھیل گئے۔ محمد شاہ بادشاہ نے مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو روکنے کیلئے راجہ جے سنگھ کے ذریعہ تیس لاکھ روپیہ دے کر صلح کرلی۔ اس حرکت سے مرہٹوں کے حوصلے اور بلند ہوگئے۔ ۱۷۳۷ء کو دہلی پر زبردست حملہ کردیا۔ اور دہلی اور اس کے مضافات میں اودھم مچا کر قتل وغارت کی انتہا کردی۔ ان حالات میں محمد شاہ بدست و پا دہلی سے باہر شکار میں مصروف تھا اور یہ خوگرد دیہات کو لوٹتے رہے۔ مسلمانوں کے ہاتھ، ناک اور کان کاٹ کر چھوڑ دیتے تاکہ ملک میں دہشت پھیل جائے۔ عورتوں کو رسیوں میں جکڑ کر لے گئے۔ عصمت دری کا طوفان برپا ہوگیا۔ گھروں کو آگ لگادی گئی اور لوٹ مار نے ملک کو نیست و نابود کردیا۔ شاہو راجہ کی فوجیں حاملہ عورتوں، بچوں، غریبوں کو بڑی بے دردی سے قتل کرتی جاتی تھیں۔ یہ فوجی جدھر گذر جاتے۔ قیامت برپا ہوجاتی۔ ان دنوں حضرات مجددیہ بڑے افسردہ خاطر تھے۔ محمد شاہ کی عیاشیوں پر ناراضگی کا اظہار کرتے اور اسے مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتے۔ اسی خانوادہ کے ایک جید عالم دین شاہ ولی اللہ دہلوی نے مجبور ہو کر احمد شاہ ابدالی کو لکھا کہ وہ برصغیر میں پہنچ کر مرہٹوں کی چیرہ دستیوں سے مسلمانوں کو نجات دلائے۔

احمد شاہ ابدالی ہندوستان آیا۔ اس نے ایک طرف مرہٹوں کو پانی پت کے میدان میں کچل کر رکھ دیا۔ دوسری طرف مغل سلطنت جو پہلے سے ہی جاں بلب تھی۔ تباہ کر کے رکھ دی۔ احمد شاہ ابدالی کی یلغار نے مرہٹوں

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

سے جلدی دفع کرے۔ تمام اہلِ شہر نے بھی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی التجا کی۔ آنجناب ان کی حالتِ زار پر رحم کھا کر اس بلا کے دفعیہ کے لئے متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے تھا۔ کہ آنجناب کے چہرہ مبارک پر خوشی و خورمی کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب دُعا کی اجابت کا وقت آپہنچا ہے۔ بعد ازاں آنجناب نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ لوگو! خاطر جمع رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اس بلا کو شہر سے دفع کر دیا ہے۔ بادشاہ کے آدمیوں کو بھی خوشخبری دی کہ اپنے بادشاہ کو ہمارا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں اس بلا سے بچالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔ اور جو امیر شہر میں موجود ہیں انہیں اس کے مقابلہ کے لئے بھیجو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید واثق ہے کہ فتح ہوگی۔ لیکن بڑے بڑے امیروں میں سے ان دنوں کوئی بھی شہر میں نہ تھا کیونکہ بادشاہ انہیں غنیم کے مقابلے پر بھیج چکا تھا۔ اس واسطے کہ جب وزیر روانہ ہوا۔ تو اس نے بادشاہ سے باقی امیروں کو بھی بلوا لیا تھا۔ جو لوگ اس فساد کے محرک تھے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح شہر سے کنارہ کریں۔ غنیم نے موقع پا کر شاہجہان آباد پر حملہ کیا۔ جو تھوڑی سی سپاہ خاصہ تھی اسے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق توکل بر خدا اس آیۂ کریمہ کہ مِن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ، کے موافق دشمنوں کے لشکر پر جس نے عیدگاہ کے قریب اودھم مچا رکھا تھا حملہ کیا۔ جب دشمنوں نے تھوڑی سی

(بقیہ حاشیہ) نے مغلوں کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا۔ بقول سرکار۔ مہاراشٹر میں کوئی ایسا گھر نہ تھا۔ جہاں صفِ ماتم نہ بچھ گئی ہو۔ دس سال تک مرہٹوں کو شمال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے سیاسی مکتوبات سے پتہ چلتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی کا چھٹا حملہ ۱۷۶۰-۶۱ء ہندوستان کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس نے مرہٹوں کی قوت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

www.maktabah.org

فوج دیکھی تو اور بھی دلیر ہو گئے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ قریب تھا کہ شاہی لشکر کو سخت نقصان پہنچے لیکن مسلمان سپاہیوں نے درخت کی جڑوں کی طرح قدم جما لئے اور مردانہ وار کوشش کرتے رہے۔ بجلی کی طرح متواتر حملے کرتے رہے۔ مردی اور مردانگی کو اس معرکہ میں چلا دی ے

نمودند بسیار مردانگی !! | ہم انہ نبرہ کی ہم ز دیوانگی !
ز موز و نیئے خرہ بہائے سناں | برقص آمدہ اسپ زیر عناں
فرزفت بہ رفت روزہ نبرد | بہ ماہی نم خون و بہ ماہ گرد

آخر کار فھزموا ھمہ باذن اللہ کے بموجب دشمنوں کو شکست ہوئی اور بھاگ اٹھے۔ اور مسلمان فتح و نصرت سے واپس آئے۔ بادشاہ اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لایا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی شکر گذار ہوا۔ وزیر یہ حالت سن کر راتوں رات اپنے بعض مخلصوں سمیت دار الخلافہ میں پہنچ گیا۔ لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی۔ پھر لشکر کو دشمن کے پیچھے بھیجا آنجناب کی توجہ سے دشمن نے دکن تک آرام نہ لیا۔

وزیر ہندوستان بارہہ کی فتح کے لئے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے دُعا طلب کرنے آیا

اس سال وزیر ہند کا ایک عمدہ امیر اور گورنر ملک بارہہ میں سیدوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ وزیر اور سادات میں پرانی عداوت چلی آتی تھی جیسا کہ سولھویں سال قیومیت میں قدرے بیان ہو چکا ہے۔ اس شخص کے قتل کا موجب یہ تھا کہ بادشاہ وقت نے مُلک کا اکثر حصّہ وزیر کو بطورِ جاگیر دیا ہوا تھا۔ ملک بارہہ میں بھی اس کی جاگیر کا کچھ علاقہ تھا۔ اس علاقے کے حاکم سادات تھے، لیکن برائے نام سادات تھے اور جاہل تھے۔ انہیں دین و آئین کی مطلق خبر نہ تھی ہمیشہ شراب نوشی، قمار بازی، داڑھی منڈوانا ان کا طریقہ تھا۔ تارک الصلوٰۃ اس قسم کے تھے کہ مَیں نے اس علاقہ میں بہتری سیر کی مسجدوں کا نشان بہت کم دیکھنے میں آیا اور اگر کہیں تھی بھی تو وہ خراب حالت میں۔ گویا کبھی کسی نے یہاں نماز پڑھی ہی نہیں۔ اس کا انجام معلوم نہیں کہ کیا ہو جاہل اس درجہ کے تھے کہ کفر و اسلام کے لفظوں کا فرق تک معلوم نہ تھا۔ باوجود ان باتوں کے رافضی مذہب کو حدِ افراط تک پہنچایا ہوا تھا۔ وہ وزیر کے عاملوں سے بدسلوکی کرتے وزیر انہیں بہتیرا سمجھاتا لیکن وہ پرواہ نہ کرتے۔ آخر اس نے اپنے ایک سردار کو اس علاقے پر مقرر کیا لیکن انہوں نے موقعہ پاکر اسے قتل کر دیا۔ وزیر یہ سُن کر سخت ناراض ہوا اور خود اس مہم پر جانا چاہا۔ لیکن اس کے ہمراہیوں نے روکا اور کہا کہ تمہارا جانا قرینِ مصلحت نہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے بھائی کو ایک جرّار لشکر دے کر روانہ کرو۔

www.maktabah.org

وزیر نے اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ سے پوچھا کہ آیا میں جاؤں یا اپنے بھائی کو بھیجوں۔ جناب اس بارے میں توجہ بلیغ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے اس کی خواہش کو منظور فرمایا۔ دوسرے دن پھر بشارت فتح کے لئے عرض کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے بھائی کو بھیج دو۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ وزیر یہ خوشخبری سن کر بہت خوش ہوا اور اپنے چچازاد بھائی کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا۔ ایک جرّار لشکر دے کر اس مہم کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ سادات کی کثرت شجاعت مشہور تھی اس لئے وہ بھی آنجناب کی خدمت میں بشارت فتح کے لئے حاضر ہوا۔ جب نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ اگر جناب اپنے دست مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھ دیں تو دل کو اطمینان کلی نصیب ہوگا۔ آنجناب نے فرمایا کہ کشفی نظر میں تمہاری فتح صبح کی طرح نظر آتی ہے خاطر جمع رکھو۔ بعد ازاں اس کے اطمینان کے واسطے اپنے دست مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھ دی۔ وہ نہایت خوشی سے آداب قیومیت بجالا کر رخصت ہوا۔ اور دریائے جمنا سے گذرا جو شہر کے پاس سے گذرتا ہے اتنے میں مشرقی علاقے (بریلی) کا حاکم علی محمد خان جس کے کچھ حالات اکتیسویں سال قیومیت میں درج ہو چکے ہیں۔ اور بہادری اور جرّار فوج کی کثرت کے سبب ہند میں ضرب المثل تھا اور جسے وزیر نے اس مہم میں مدد دینے کے لئے لکھا تھا آکر اس لشکر سے مل گیا۔ تاکہ دونوں مل کر اس مہم کو سرانجام دیں۔ چونکہ بارہہ کا علاقہ علی محمد خان کے علاقہ سے متصل تھا اس واسطے وزیر کی خاطر اپنے ملک سے حرکت کر کے ملک بارہہ میں داخل ہوا۔ وزیر کا بھائی جو اس فوج کا منتظم تھا اس کے آتے ہی بہت جلدی علی محمد خان سے جا ملا۔ دونوں متفق ہو کر دشمن کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن سیدوں نے تکبر، غرور، اپنی بہادری اور کثرت فوج کے سبب صلح نہ کی۔ چونکہ مولف کتاب بھی ان دنوں علی محمد خان کے ساتھ تھا۔ حافظ رحمت اللہ (روہیل کھنڈ) جو علی محمد خان کا بھائی تھا۔ نہایت صالح

www.maktabah.org

متقی۔ پرہیزگار، خدا طلب اور درویش مرد تھا۔ حافظ مذکور اور مولّف لشکر میں اکٹھے رہا کرتے تھے اور شہر میں بھی ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے۔ غرضیکہ صلح کے بارے میں بہت کچھ کوشش کی گئی۔ لیکن بے سود۔ کیونکہ سادات صلح پہ مائل نہ تھے۔ اس واسطے مجبور ہو کر جنگ کی ٹھانی۔ میں مولّف رسالہ نے ان دونوں فریقین کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس طرف کی فتح معلوم ہوئی۔ میں نے علی محمد خان کو خوشخبری دی۔ بہر حال طرفین لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ دونوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ وزیر کے بھائی اور علی محمد خان کی فوجیں جنوب شمال کی ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر جا ہی تھیں۔ ے

ہمہ نامداران جوشن دراں | بر فتنہ با تیغ ہائے گراں!
دلیران یک یک چو شیر ژیاں | ہمہ بستہ بر کیں خونی میاں
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ | زنیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پہلے ہی حملہ میں ان کا مقابلہ علی محمد خان کے ہراول سے ہوا۔ جو بہادری اور دلیری میں زمانہ بھر میں مشہور تھا۔ ے

بگیتی کسے مرد زنیساں ندید | نہ از نامداراں پیشیں شنید!
بصحرا چو شیر لیست فیروزہ جنگ | بدریا دلیرے است ہمچوں نہنگ

اور ایسی جدّو جہد کی کہ اگر سام نریمان، بہمن اسفندیار اس وقت ہوتے۔ تو غلام بن جاتے اور اس طرح جنگ کی کہ جلاد فلک بھی شرمندہ ہوتا تھا۔ ے

بہر تیرے از شصت آں پہلواں | تن جنگ جوئے بپرداخت جاں
کسے راکہ زد تیغ سنداں شگاف | دو پیکر نمود از سرش تا بناف
کسے راکہ زد تیر بر فرق سر | کلہ خود از شکم بہر بدر

ایسی سخت لڑائی ہوئی۔ کہ اس قسم کی جنگ چشم فلک نے نہ دیکھی ہو گی۔ اور زمانے کے کان نے وہ فسانہ نہ سنا ہو گا۔ ے

www.maktabah.org

آنچہ روزے بود یارب انتظار — آسمان در اضطراب آمد زمین در اضطرار

دشمن یہ حالت دیکھ کر گھبرائے اور نیم بسملانہ حرکت کی۔ بہت سے عدم آباد کو سدھارے پھر اس طرف سے رُخ پھیر کر وزیر کے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے۔ تلواریں سونت گھوڑے کو ایڑ لگا اچانک اس کی فوج پر جا پڑے۔ اس کا ہراول ان کے صدمے سے بھاگ اٹھا۔ علی محمد خان یہ حالت دیکھ کر غضبناک ہوا۔ اور خشمناک شیر کی طرح دھاڑ کر اپنی جگہ سے ہلا اور باز کی طرح دشمن کا رُخ کیا۔ لیکن وہ سد سکندری کی طرح جگہ سے نہ ہلے اور مردانہ جنگ کی۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ ؎

دو لشکر چو مور و ملخ تاختند — نبرد جہاں در جہاں ساختند
بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند — گذرگاہ کردند بر مور تنگ
طراقے کہ از مقرعہ خاستہ — بروں رفتہ زیں طاق آراستہ
پر لپشت پیلان ہتیرہ زبان — خروشاں و جوشاں ویلہ کناں
سناں بر سرِ موئے بازی کناں — بخوں روئے دشمن نمازی کناں

اسی اثنار میں وزیر کا بھائی جو میدانِ جنگ سے دور کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا یہ پکڑ دھکڑ دیکھ کر رستم و اسفند یار کی طرح لڑا ؎

رواں کرد موکب شتابندہ — زپولاد چوں برقِ تابندہ
بجولاں زدن سرفرازی کناں — زشمشیر چوں برقِ بازی کناں
در آمد نہادر و چالش کناں — بخونِ مخالف سگالش کناں

علی محمد خاں نے انہیں اس طرح پریشان کر دیا جیسے ہرن شیر کے مقابلے میں عاجز آجاتا ہے

یکر وار شیرے کہ بر گور خر — زندنیچۂ گور آید بسر!

وزیر کے بھائی کے داخل ہونے کی دیر تھی تو اس کے پھریرے پر فتح و نصرت کی ہوا چلنے لگی۔ دشمنوں کی جمعیت ٹوٹ گئی اور ان کا مجمع پروین بنات النعش اور فرق فقدان

www.maktabah.org

کی طرح متفرق اور تتر بتر ہو گیا۔ ان کا سردار قطب الملک کا بھائی سیف الدین قتل ہوا۔ بعد ازاں خوشی کے نقارے بجا کر اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور پھر شاہجہان آباد واپس چلا آیا۔ علی محمد خاں اپنے علاقے میں چلا گیا۔ مَیں (مؤلف ؒ) بھی اس سے جدا ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وزیر اس فتح سے خوش ہو کر حضرت سلطان الاولیاء کا شکر گزار ہوا۔ اور اپنے بھائی کو معہ تحف و ہدایا آنجناب کی خدمت میں روانہ کیا۔

مقاماتِ قیومیّت پر ایک شہرۂ آفاق کتاب

اس کتاب کا مؤلف فقیر محمد احسان اس مہم کے بخیر و خوبی سرانجام ہونے کے بعد حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن مجھے آنحضرت کی خانقاہ کا نقشہ بالکل بدلا ہوا نظر آیا۔ جیسے کوئی کارکن اپنے کام سے فارغ ہو کر اٹھنے کو ہوتا ہے ان دنوں آنحضرت اکثر حسب ذیل شعر وردِ زبان رکھتے ؎

بحمد اللہ کہ بہ زعمِ زمانہ   بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

مذکورہ بالا شعر مولوی جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوسف زلیخا کی تصنیف سے فارغ ہو کر اخیر پر لکھا ہے بعض اوقات یہ مصرعہ پڑھتے۔ مصرع

برخیز ازیں بزم نشستم بسیار

مجھے یہ حالت دیکھ کر وہم سا ہو گیا۔ آخر ایک روز آرام کے وقت آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کے اس شعر اور مصرعہ کے پڑھنے سے مجھے بہت وہم ہو گیا ہے۔ اگر نہ

www.maktabah.org

پڑھیں تو بہتر ہے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کیسی باتیں کہتے ہو لیکن چونکہ مجھ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس واسطے یہ شعر پڑھنا ترک کر دیا۔ اتنے میں آنجناب کے بڑے خلیفہ صوفی مرزاجی ایک روز مجھ سے آنجناب کی کثرت ارشاد کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک ان کی زبان سے نکلا کہ حضرت پیر دستگیر فرماتے ہیں کہ اب آخری وقت ہے جو قوت ارشاد حق تعالےٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسے میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ ان کی اس بات سے میرا وہم اور بھی زیادہ ہو گیا۔ وہ یہ کہ آنجناب کی عمر کا اخیر وقت آپہنچا ہے۔ پھر میں نے صوفی صاحب سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ صوفی صاحب نے میرے گمان کو تاڑ کر فرمایا کہ آخری وقت سے مراد قرب قیامت ہے۔ انہوں نے پھر میری تشفی کے لئے حضرۃ حجۃ اللہ کا مکاشفہ دربارہ حضرت خلیفہ اللہ بیان کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے مکاشفہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کو مسن اور ضعیف مشاہدہ کیا ہے۔ اس سے مجھے گونہ تسلی ہوئی۔ اس خوشخبری کے شکرانہ میں میں نے مٹھائی منگا کر آنجناب کے حضور پُرنور میں رکھی اور ساری بات عرض کر دی۔ آنجناب نے فرمایا۔ واقعی حضرت حجۃ اللہ نے مجھے فرمایا تھا کہ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم مُسن اور ضعیف ہو گئے یعنی بڑی عمر کو پہنچ گئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس وقت میری عمر کے قریبًا ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔ ضعف بھی غالب آگیا ہے۔ ڈاڑھی بھی سفید ہو چکی ہے۔ دانت گر چکے ہیں۔ سو حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ صادق آچکا ہے۔

انہیں دنوں ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں قبرستان سے گزرے۔ آنحضرت نے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔ میں حاضر خدمت تھا۔ عرض کیا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں جناب کی زندگی میں اس جہان سے گزر جاؤں اور جناب میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دیکھا جائے گا۔ اول ہم مرتے ہیں یا تم بلکہ جو کچھ تم کہتے ہو عنقریب ہی اس کے برعکس ظہور میں آئے گا۔

www.maktabah.org

کتابِ کشف الحقائق کی تصنیف

اسی سال میں نے اپنی تصنیف کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ہر روز چار ورق اس کے نظرِ ثانی کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف نہایت عجیب و غریب ہیں، جنہیں اس سے پہلے کسی شیخ نے بیان نہیں کیا۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی کے خاصہ علوم ہیں۔ جو ابھی تک تحریر میں نہ آئے تھے۔ حق تعالےٰ نے تم پر ظاہر کئے اور ان کا تحریر کرنا تمہیں پہ موقوف تھا۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالاؤ۔ کہ پروردگار نے تمہیں ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے چونکہ اس کتاب میں اپنے متعلقہ حقائق و معارف ظاہر کیے ہیں اور قیومیت کے عجیب و غریب علوم کا ذکر کیا ہے۔ ہم اس کتاب کا نام کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت مقرر کرتے ہیں۔ اسی نام پہ دعائے خیر کی۔ اس کی تاریخ مقاماتِ قیومیت سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس کا بھی نام قرار پایا۔ نیز اس کی تاریخ "ظہورِ اوّل" سے برآمد ہوتی ہے۔

مقاماتِ (۵۸۲) + قیومیت (۵۶۶) = ۱۱۴۸ھ

ظہورِ (۱۱۱۱) + اوّل (۳۷) = ۱۱۴۸ھ

حروفِ مقطعات کے اسرار

انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے منصبِ قیومیت کے خاصہ مقطعاتِ قرآنی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ واضح رہے کہ مقطعاتِ قرآنی کے اسرار جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد حق تعالیٰ نے سوائے حضرات قیوم اربعہ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کسی پہ ظاہر نہیں کئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے والد بزرگوار کی بہت منت و سماجت کی کہ ان اسرار سے مجھے بھی مطلع فرمائیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی نے ان اسرار کے بارے میں لب کشائی نہیں کی۔ اور نہ ہی

www.maktabah.org

ان کے باطن کو اس سے آگاہی تھی۔ مَیں کیونکر ظاہر کروں۔ دشمن بڑا ہی قوی دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو چوری سُن لے۔ پھر عرض کیا۔ جناب قادر ہیں۔ شیطان کو واضح کر لیں۔ آخر آنجناب نے اپنے فرزند عزیز کی خاطر صرف حرفِ قٓ کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ پر باقی اسرار خود بخود منکشف ہوئے۔ چنانچہ یہ بات حضرت قیوم اوّل کے حالات میں مفصّل بیان ہو چکی ہے۔ پھر یہی اسرار حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو بذریعہ توجہ باطنی القا کئے۔ عشا کی نماز کے وقت یہ اسرار حضرت خلیفۃ اللہ پر وارد ہوتے تھے۔ علیٰ ہٰذا القیاس حضرت خلیفۃ اللہ کو بھی ان اسرار کی خوشخبری دی۔ نماز عشاء میں حضرت خلیفۃ اللہ پر بھی ظہور ہوا۔ اس فقیر کو بھی آنحضرت نے از راہِ کرم و بندہ نوازی بشارتِ عظیم دی۔ آنحضرت کی توجۂ مبارک سے انہی دنوں ان اسرار کے علم سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے ؎

اگر بادشاہ بر در پیر زن ! باید تو اے خواجہ سبلش مکن !

اللہ تعالیٰ کی مغفرت نہایت وسیع ہے ان اسرار کو بطورِ اشارہ کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں بیان کیا ہے۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہی یہی اسرار ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے پہلے آنجناب کی توجہ سے یہ اسرار مجھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ جنہیں مَیں نے آنجناب سے بیان کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تم پر ظاہر کئے ہیں۔ بہتر ہے کہ انہیں کتاب کی صورت میں لکھو۔ مَیں نے حسبُ الارشاد کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت، تصنیف کر کے آنجناب کی خدمت میں پیش کی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ نے ان اسرار کی خوشخبری معہ ان کے لوازمات کے عنایت فرمائی۔ اور اس بشارت کی خلعت اپنی خاص قبا مجھے پہنائی۔ اس واسطے مَیں نے اس بشارت کو اس سال کے حالات میں لکھ دیا ہے۔ پھر مجھے آنجناب نے مشرقی علاقے میں جانے کا حکم دیا۔ لیکن مَیں متشوش تھا۔ کہ یہ کام مجھ سے کیونکر نبھے گا۔ نیز مَیں آنجناب کی خدمت

www.maktabah.org

سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ جب آنجناب نے سخت تاکید کی تو مجبور ہو کر میں نے یہ ظاہر کیا۔ آنجناب نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ تم پھر بھی مجھ سے ملو گے۔ اس بات سے میری تسلی ہوئی۔ پھر مجھے مشرقی علاقے کی طرف روانہ کیا۔ میں مدت تک اس علاقے میں رہا۔ لیکن صبح شام قلق میں تھا۔ ہر روز وحشت ناک خواب آتے جیسا کہ آگے لکھے جائیں گے۔

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی چھوٹی لڑکی اس دارِ فانی سے رحلت کر گئی۔ آنجناب کو اس کی وفات کا نہایت قلق ہوا۔ اس کی نعش سرہند بھیج دی جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی۔

محمد شاہ بادشاہ کی بدکرداریوں نے معاشرے کو بداخلاقیوں میں دھکیل دیا

حضرت قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا سینتیسواں سال تھا۔ اس سال شاہجہان آباد کے لوگ اس طرح فسق و فجور میں مبتلا ہوئے کہ خارج از تحریر ہے۔ غریبوں پر اس قدر ظلم و تعدی ہوتا تھا کہ زبردست حتی المقدور زیردستوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے لیکن کوئی ان کی نہیں سنتا تھا۔ بادشاہ وقت ایسا غافل تھا کہ اسے اپنے قلعہ کی بھی خبر نہ تھی کہ لوگوں کی کیا حالت ہے۔ اور کس فکر میں ہیں۔ سوائے شراب نوشی اور فاحشہ عورتوں کے ساتھ دادِ عیش دینے کے اور کوئی کام نہ تھا۔ ایسی صورت میں رعایا کی خبر کون لیتا ہے۔

www.maktabah.org

وزیر چناں ! شہر یارے چناں! جو ابر نیاید ز عالم فغاں

شہر دہلی کی زبوں حالی

ارکانِ سلطنت بھی عیش و عشرت بدکرداری اور مردم آزاری میں مشغول تھے۔ سرکار سے مستحق لوگوں کے جو وظائف مقرر تھے۔ یک قلم موقوف کر دیئے گئے۔ جب وہ علالت سے عرض کرتے تو کوئی ان کی طرف توجہ نہ کرتا۔ جو لوگ صاحب حیثیت تھے۔ وہ اس درجہ بخیل تھے کہ ایک پیسہ تک مسکینوں کو نہ دیتے تھے۔ گداگر کثرت سے تھے کہ گلی کوچوں میں حشرات الارض کی طرح پھرتے تھے، جن کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی تھیں۔ کوئی ان کا پرسانِ حال نہ ہوتا۔ مَیں ان دنوں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں تھا۔ دیکھا کرتا تھا کہ بے شمار فقراء آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گداگر آنجناب کی خانقاہ کے گرداگرد روتے پھرتے تھے حضرت حق المقدور ان کی غور و پرداخت کرتے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کے تاثرات

اکثر مجھ فقیر کو مخاطب کر کے فرماتے تھے کہ شہر کے باشندے، ارکانِ سلطنت معہ بادشاہ اللہ تعالے کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور خلق اللہ کے حق میں تساہل کرتے ہیں۔ اہل احتیاج کے وظائف بند کر دیئے گئے ہیں اور مسکین بھوکوں مر رہے ہیں۔ ان کی خبر گیری نہیں کرتے۔ ظلم و تعدی بکثرت کرتے ہیں۔ ان باتوں کا انجام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ نظر کشفی میں یہ آتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب ہی بلائے عظیم میں مبتلا ہوں گے۔ جس سے مخلصی محال ہو گی۔ ہندو لوگ صمصام الدولہ کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب آئے تھے۔ کیونکہ فوج کا سپہ سالار صمصام الدولہ تورانیوں سے ڈر کر راجگانِ ہند سے جو ہندو بت پرست تھے۔ دوستی کرتا تھا۔ اور ان کا ممد و معاون بنا ہوا تھا۔ اس نے بادشاہ کو ورغلایا ہوا تھا۔ کہ یہ تیرے دوست ہیں۔ بادشاہ نے اس کی ابلہ فریب باتوں میں آکر اسے اکبر آباد کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ان ملعونوں نے وہاں کے مسلمانوں پر طرح طرح کے ستم توڑنے شروع کر دیئے۔ اور کفر کی رسموں کو جاری کیا۔ اور گائے کی قربانی جو اسلامی شعار ہے

www.maktabah.org

مطلق بند کردی۔ اعلانیہ کوچہ و بازار میں بُت پرستی شروع ہو گئی۔ کفار کے معبد جو عالمگیر نے گرا کر مسجدیں تعمیر کرا کے اسلام آباد نام رکھا ہوا تھا ان دنوں ان بدبختوں نے موقع پا کر انہیں گرایا اور پھر اپنے معبد از سرِ نو بنائے اور بدعت کو جاری کیا۔ مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔

مغل ان حرکات سے ناراض تھے۔ صمصام الدولہ نے ان کی ناراضگی کو بادشاہ سے کسی اور طرح ظاہر کیا۔ کہ یہ تمہارے پکڑنے کی فکر میں ہیں۔ کم عقل بادشاہ نے اس کے کہنے کو قبول کر لیا۔ اور مغلوں کی طرف سے بدخیال ہو گیا۔ اور اپنے ارکان سلف سے بگاڑ لی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کی آپس میں بگڑ گئی۔ تمام جہان میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر ایک سر میں جدا ہی خیال اور ہر ایک گوشے میں کانا پھوسی ہو رہی تھی۔ اس شہر کے باشندے اس سے پہلے اگرچہ برے افعال کے مرتکب ہوتے تھے لیکن جب حضرت خلیفۃ اللہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے تو یہ تائب ہو جاتے تھے۔ اور اپنے بُرے افعال سے باز آجاتے تھے۔ فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور بخل میں اس طرح منہمک تھے کہ پھر خدا کا رُخ نہ کیا۔ کئی سال اسی جہالت و تاریکی میں بسر کئے۔ خاص کر اس سال تو ان کی سرکشی اور نافرمانی کی کوئی حد نہ رہی۔ بہت سے ستم رسیدہ اور مستحق لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آنجناب ان کی تسلی کرتے اور دلداری کرتے۔ اور ارکانِ سلطنت اور بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرتے۔ وہ منافقانہ طور پر سمعاً و طاعتاً کہہ دیتے تھے لیکن کرتے نہیں تھے۔ آنحضرت سخت ناراض تھے ایک تو اس واسطے کہ بادشاہ سے ناشائستہ حرکات ظہور میں آتی تھیں۔ دوسرے اس واسطے کہ خلق اللہ فسق و فجور اور نافرمانی میں مشغول تھی لیکن پھر بھی آنجناب انہیں وعظ و نصیحت کرتے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ اب کی مرتبہ آنجناب اس قدر غضبناک ہوئے کہ روئے مبارک کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ تیسری مرتبہ از حد غضبناک ہو کر امراء و بادشاہ کو فرمایا کہ بُرے کاموں سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ تم پر اور اس شہر پر ایسی بلا نازل ہو گی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی

www.maktabah.org

ہو گی لیکن پھر بھی ان کمبختوں کے کان پر جُوں تک نہ چلی۔ لیکن آنجناب نے "واعرض عن الجاھلین" کے مطابق ان سے روگردانی کر لی۔ لیکن آنجناب کا غضب و غصہ دن بدن بلکہ ساعت بہ ساعت زیادہ ہوتا گیا۔ کیونکہ آنجناب نے اپنی توجہ سے بادشاہ اور ارکان سلطنت کو خاک سے اٹھا کر آسمان پر پہنچایا تھا۔ چنانچہ بادشاہ پہلے قید خانے میں گلتا سڑتا تھا۔ اسے اپنی توجہ سے تخت و تاج کا مالک بنایا۔ دوسرے امراء جب قطب الملک اور امام الملک کے پنجے میں گرفتار تھے اور انہیں ایسا عاجز کر رکھا تھا۔ زندگی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہیں اپنی حمایت میں لے کر قطب الملک اور امام الملک کی جگہ مقرر کر دیا۔ پھر جب قطب الملک نے ان پر حملہ کیا اور امام الملک ان کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا تو وہ پریشان حال ہو کر آنجناب کی خدمت میں آئے اور آنجناب سے توجہ کی درخواست کی تھی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ اور امراء دونوں کو اپنی دعا کی حمایت میں لیا۔ اور اس بلا سے نجات دلا کر مظفر و منصور کیا۔ باوجود اس قدر احسانات اور حقوق کے سب کو فراموش کر کے آنجناب کی رضی کے خلاف عمل کرتے تھے۔ بلکہ بادشاہ تو بعض حاسدوں کے کہنے سے آنجناب کی نسبت بدگمان ہو چلا تھا کہ ایسا نہ ہو کہیں شیخ صاحب خود ہی سلطنت نہ سنبھال لیں۔ چنانچہ یہ بات مفصل لکھ دی گئی ہے کہ بادشاہ کے دل میں کیونکر خیال و وہم پیدا ہوا اور آنجناب نے اُسے کس طرح رفع کر کے پھر بادشاہ کے حالات کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ایسی حالت میں آنجناب غضبناک نہ ہوتے تو کیا کرتے۔ آنجناب کے غضب کا نتیجہ جلدی ہی بادشاہ اور امراء کو مل گیا۔[1] جو انشاء اللہ عنقریب ہی لکھا جائے گا۔ اس موقعہ پر

---

[1] روشن اختر محمد شاہ رنگیلا ۱۷۲۰ء تا ۱۷۴۸ء تک ہندوستان کا حکمران رہا۔ اس طویل عرصہ میں اس نے مغل سلطنت کو کمزور بنایا اور مسلم معاشرہ کو فسق و فجور کا خوگر بنا دیا۔ اس کی عیش و عشرت کے اثرات نے سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ گھر گھر قحبہ خانہ اور شراب خانے بنے۔ مسجدیں، خانقاہیں اور مدارس اُجاڑ دیئے گئے حق کی زبانوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ اہل علم گوشہ نشین ہو گئے۔ بدکردار صف اوّل میں دندنانے لگے۔ اگرچہ

(بقیہ آئندہ)

www.maktabah.org

بنی اسرائیل کے انبیار کی ایک سرگذشت یاد آئی ہے جو بجنسہٖ لکھی جاتی ہے۔

تمثیل :۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے اسرائیل کے بنی ارمیا نامی شہر بیت المقدس میں مبعوث ہوئے۔ اور خلقت کو امر و نہی کی دعوت کرنے لگے اور اُخروی عذاب سے ڈرانے لگے لیکن لوگ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ اس حالت میں عرصہ دراز گذر گیا۔ تو آخر بذریعہ وحی نبی کو حکم ہوا کہ خلقت کو کہدو کہ اگر بُرے افعال سے باز آجائے تو بہتر ورنہ عذاب کے لئے منتظر رہے۔ ہم ان پر وہ لوگ مقرر کرینگے جو انہیں بھیڑ بکری کی طرح ذبح کریں گے۔ اس نبیؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دیا لیکن وہ پھر بھی افعال شنیعہ سے باز نہ آئے۔ تھوڑی مدت بعد اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو وہاں بھیجا جس نے وہاں کے ہزار ہا باشندوں کو بے دریغ ہو کر تہ تیغ کیا۔ بخت نصر نے قسم کھائی کہ جب تک چھتیس میل تک خون کا دریا نہ بہے گا میں تلوار نیام میں نہیں ڈالوں گا۔ واقعی اس نے ایسا ہی کیا۔ کہ خون کا دریا بہا دیا۔ اور جو تلوار سے بچ رہے وہ مصر بھاگ گئے۔ بخت نصر نے پیغمبر وقت سے بھی یہی سلوک کرنا چاہا۔ لیکن اس کے آدمی جو بطور جاسوس اس ملک میں آئے تھے اور پیغمبر کی وعظ و نصیحت سے واقف تھے۔ انہوں نے بخت نصر کو کہا کہ اس بزرگ نے اس قوم کو بہت کچھ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن یہ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ بخت نصر نے پیغمبر وقت سے معافی مانگ کر رخصت کیا۔ پیغمبر جدا از راہ

(بقیہ حاشیہ) اس کا ابتدائی دَور سیّد برادران کی سخت نگرانی اور بے بسی میں گذرا۔ مگر جب وہ خود مختار بنا تو اس نے معاشرے کو بگاڑ کر رکھ دیا۔ مغل سلطنت کے بعد دردمند سپہ سالاروں نے آگے بڑھ کر سادات بارہہ سے تو نجات دلا دی مگر بدکردار اُمراء نے محمد شاہ کی رنگینیوں میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ اور اسطرح ہندوستان کی رعایا چیخ اٹھی۔ غذاب الٰہی جوش میں آیا۔ اور تاریخ نے لکھا کہ

ے شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

www.maktabah.org

کرم جو انبیاء کا خاصہ ہے۔ بھاگے ہوئے لوگوں کے پیچھے مصر گئے کہ شاید اس مصیبت سے بچ کر سمجھ جائیں اور راہِ راست پہ آجائیں۔ اس خیال سے پھر انہیں وعظ و نصیحت کی۔ لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جو لوگ اپنی ہٹ پہ تھے وہ برابر مصر ہی رہے۔ ان کے اعتقاد میں بال بھر فرق نہ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پیغمبرِ خدا نے ان لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تمہاری شامتِ اعمال سے مصر خراب ہو جائے گا۔ جو مصیبت بیت المقدس پر تم پہ نازل ہوئی تھی وہی یہاں پہ ہوگی۔ یعنی بخت نصر یہاں بھی آجائے گا۔ اور چار پتھر ٹکڑے کر ایک جگہ رکھ دیئے۔ اور کہا کہ بخت نصر کو لا کر یہاں رکھے گا۔ اور تمہاری سخت سے سخت بے عزتی کرے گا۔ بہتر ہے کہ توبہ کرو۔ لیکن ان لوگوں نے ایک نہ مانی۔ جب بخت نصر بنی اسرائیل کے قتل سے فارغ ہوا۔ تو ایلیا یعنی بیت المقدس کو لوٹا گھسوٹا اور مسجد اقصیٰ کو جس میں حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے یاقوت جڑوائے تھے۔ گرائی۔ اور پھر مصر کا رُخ کیا۔ پہلے وہاں کے بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ جو لوگ بھاگ کر تمہارے ہاں پناہ گزین ہوئے۔ اگر انہیں واپس دے دو تو بہتر ورنہ وہی گت بناؤں گا۔ جو بیت المقدس کی بنائی ہے۔ بادشاہ نے لکھ دیا کہ وہ پیغمبر زادے ہیں۔ یہ آزاد ہیں۔ بندے نہیں۔ دوسرے یہ بات مروّت سے بعید ہے کہ یہ میری پناہ میں ہوں اور میں انہیں تمہارے سپرد کر دوں۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے کرو۔ جب بخت نصر نے ایسا جواب سُنا تو ناراض ہو کر مصر کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر تمام باشندوں کو معہ بادشاہ قتل کر دیا۔ اور جو بیت المقدس سے بھاگ کر آئے تھے ان پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ اتنے میں بخت نصر کی نگاہ ایلیاؑ پیغمبر پہ پڑی۔ ناراض ہو کر انہیں بھی تکلیف پہنچانی چاہی اور کہا کہ میں نے تجھ پہ احسان کیا پھر تو نے کیوں دشمنوں کا ساتھ دیا۔ اس نے کہا۔ میں انہیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا۔ کہ شاید اپنے افعالِ قبیحہ سے باز آجائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے تمہارے آنے کی اطلاع انہیں دے دی تھی لیکن انہوں نے نہ مانی۔ چنانچہ چار پتھر جو تمہارے تخت تلے ہیں۔ میں نے ہی رکھے تھے۔ کہ

www.maktabah.org

ان پتھروں پر اس کا تخت ٹکے گا۔ بخت نصر کے آدمیوں نے جو اس معاملہ کی خبر بادشاہ کے پاس لائے تھے گواہی دی کہ حضرت ایلیا علیہ السلام ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر بخت نصر نے پیغمبر صاحب کو کچھ نہ کہا بلکہ بہت سا ہدیہ دے کر معافی مانگی۔ اور رخصت کیا۔

نذر قلی سے نادر شاہ بن گیا

نادر شاہ کے ابتدائی حالات اور اس کا سلطنت پر پہنچنا مورخوں نے مختلف طور پر بیان کیا ہے لیکن ایک قول صحیح ہے جو معتبر اشخاص کی زبانی سنا ہے وہ یہ ہے کہ قندھار کے خاقان جب پھر غالب آ کر ایران پر قابض رہے ان سے نادر شاہ نے لیا۔ اور انہیں گرفتار کر کے نہایت عزت کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھا۔ جب نادر شاہ ہند کو فتح کر کے اپنے وطن مالوف کو گیا تو انہوں نے ہند میں بود و باش اختیار کر لی۔ ان میں سے ایک رسول خاں نامی میرا (مولف) مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ نادر شاہ اصل میں قبیلہ افشار سے تھا اس کا باپ شتربانی کیا کرتا تھا۔ اور ایک گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ اور بھلی بُری کھیتی باڑی بھی کر لیا کرتا تھا۔ وہ گاؤں خراسان کے علاقے میں تھا۔ اس ساربان کے ہاں یہ لڑکا ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ قہر الٰہی کی علامات اس کی پیشانی سے نمایاں تھیں۔ اور سختی رعب دار اور ہیبت کی نشانیاں اس کے چہرے سے نمودار تھیں ؎

اگر مادر نزاید زن بارہ دار ! بہ از آدمی زادۂ دیوسار

اس کا نام والدین نے نذر قلی رکھا۔ جب بالغ ہوا۔ تو اس کا باپ مر گیا۔ گاؤں کا نمبردار

www.maktabah.org

اس کی غور و پرداخت کرتا تھا۔ بلکہ اس کا تمام کاروبار اسی کے سپرد تھا۔ جب وہ نمبردار مر گیا تو اس کا مال و اسباب سب نذر قلی کے ہاتھ آیا۔ پھر ساز و سامان ٹھیک ٹھاک کر کے پاس کے ایک رئیس سے مل بانٹ کی اور ترقی کرنے لگا۔ جس کام کو شروع کرتا اسے انجام تک پہنچا کے چھوڑتا۔ حتیٰ کہ صاحب اختیار اور اس کا منتظم ہو گیا۔ اور رات موقعہ پا کر اسے قتل کر دیا اور خود اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اسکے تمام مال و اسباب پر قابض ہو کر اس علاقے کا بندوبست کر کے وہاں کا مستقل حاکم بن گیا۔ جدھر توجہ کرتا بآسانی وہ علاقہ فتح ہو جاتا۔ ڈاکہ بھی ڈالا کرتا۔ راہزنی بھی کیا کرتا۔ اور شاہی علاقے میں بھی لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ جب اس نے اس کام میں خاص ترقی کر لی۔ تو شاہِ ایران کو خبر پہنچی کہ خراسان کے ملک میں ایک شخص قزاقی اور رہزنی کرتا ہے۔ اور وہاں کے اکثر شہر اس کے ظلم کے باعث ویران ہو گئے ہیں بادشاہ نے یہ سنتے ہی اس کے دفعیہ کے لئے فوج بھیجی۔ چند مرتبہ شاہی فوج اور نادر کے مابین چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر شاہی فوج اسے تسلی دے کر بادشاہ کے پاس لائی بادشاہ نے اس کی پیشانی پر سرداری کے آثار دیکھ کر اسے رکن سلطنت بنا لیا۔ چونکہ اس کی اصل میں خطا تھی۔ اس لئے موقع پا کر ایرانیوں سے مل ایک قدیمی شہزادے کو تخت پر بٹھا کر شورش برپا کی بادشاہ نے اس کا دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر نادر نے ایران پر قابض ہو کر بادشاہ کو قتل کیا۔ اور جس شہزادے کو تخت پر بٹھایا تھا اس کا کام بھی تمام کر دیا۔ اور تخت شاہی پر بیٹھ کر نادرشاہ بن گیا۔ تھوڑی مدت سلطنت ایران کا بندوبست کر کے روم کا رخ کیا۔ رومیوں اور اس کے مابین چند مرتبہ سخت لڑائی ہوئی جس میں روم والوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آخر رومیوں نے متفق ہو کر اسے شکست فاش دی۔ چنانچہ تاریخ نے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس کے آنے جانے کی بابت لکھا ہے۔ کہ اس کی آمد و رفت مدّ و جزر (جوار بھاٹا) کی طرح ہوئی۔ جب شکست کھا کر ایران آیا۔ تو پھر لشکر جمع کر کے روم پہنچ کر کسر نکالی۔ چنانچہ عراق و عرب میں قتل عام کیا اور پھر ایران پہنچ

www.maktabah.org

کر بندوبست کر کے گردونواح پر ہاتھ صاف کیا۔ پھر قندہار کا ارادہ کیا۔ جب قندھار کے قریب پہنچا۔ تو وہاں کا حاکم مقتول شاہِ ایران کا بھائی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ [۲] دو سال تک جنگ جاری رہی۔ جب تنگ آگیا تو صلح کر کے قلعہ نادر کے حوالے کیا نادر شاہ نے وہاں کا انتظام کر کے ہندوستان کا رُخ کیا۔

نادر شاہ کا ہندوستان پر حملہ

جب نادر[۱] نے ایران اور قندھار کے انتظام سے فراغت پائی تو ہندوستان کا رُخ کیا

ع[۱] نادر شاہ کو تاریخ ہندوستان میں ایک تباہ کن حملہ آور کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ نادر شاہ کون تھا؟ ہم تاریخ پنجاب سے چند اقتباسات لے کر پیش کرتے ہیں۔ نادر شاہ کا اصل نام نادر قلی تھا۔ وہ ترکمان کے قبیلہ افشار کا ایک فرد تھا۔ خراسان میں مشہد سے پچاس میل دُور قلعہ دست گرد میں ۱۶۸۸ء / ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ والد امام قلی سے بچپن سے ہی محرومی ہوگئی۔ ہوش سنبھالا تو مشہد کے امام علی کے ہاں سپاہی بھرتی ہوگیا۔ محنت اور شجاعت سے اپنے دستے کا سردار بن گیا۔ ازبکوں کے ایک معرکہ میں گرفتار ہو کر چار سال قید رہا۔ جیل سے فرار ہو کر ایک سردار کا ملازم ہوگیا جس کی بیٹی کو اغوا کر کے فرار ہوگیا۔ خراسان کے چند ڈاکوؤں کو ساتھ ملا کر مختلف علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ کسی طریقہ سے خراسانی حکمران کی فوج میں ملازمت مل گئی۔ اور ساری فوج کا سپہ سالار بن گیا۔ مگر کسی غلطی پر نکال دیا گیا۔ اب اس نے بڑے پیمانے پر ڈاکے ڈالنے شروع کر دیئے۔ اور کئی تجربہ کار فوجی بھگوڑے بھی ساتھ ملا لئے جن کے تین ہزار گھوڑ سوار دُور دُور تک لوٹ مار مچاتے پھرتے۔ صفوی حکومت زوال پذیر تھی۔ صفویوں کا آخری بادشاہ شاہ عباس سوم نادر شاہ کے ٹولے کی مدد سے افغانستان کو شکست دینے میں کامیاب ہوگیا۔ افغان سارے خراسان سے

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

ان دنوں چونکہ ہندوستان کی سلطنت بہت کمزور ہو چکی تھی اور امراء اور بادشاہ آپس میں برسرپیکار تھے۔ بعض ارکان سلطنت جو بادشاہ کے خیر خواہ تھے۔ وہ بادشاہ کی کم عقلی، بداعمالی اور اس کے شیعوں سے مل جانے کے باعث ناراض رہتے تھے اور اکثر مشفقانہ کلمات بادشاہ سے عرض کرتے لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے ان کی پیش نہ جاتی تھی۔ جب نادر نے قندھار پر حملہ کیا تو بعض ارکانِ سلطنت نے نادرشاہ کو لکھا کہ اگر بادشاہ بطورِ سیر بھی ہندوستان کا رُخ کرے اور ہمارے بادشاہ کو نصیحت سے راہ پہ لاکر ایسے بدکردار حضرات کو جن کی وجہ بادشاہ فسق وفجور میں مبتلا ہے درمیان سے اٹھا دے۔ تو بہتر ہوگا لیکن یہ ان کی بھول تھی اور کمینہ پن تھا۔ کہ بیگانے کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی دعوت دے کر مخالفوں کو اپنے پر مسلّط کر رہے تھے اور اپنے آپ کو معہ بادشاہ اس کے سامنے ذلیل وخوار کر لیا۔ رعیت کو اس کے تابع کر کے رسوا کیا۔ ایسی رائے دور اندیش عقل سے تو بالکل بعید ہے۔ ؎

بدستِ خویش تباہ میکنی تو صورت خود　　　وگرنہ ساختہ اندت چنانکہ مے باید

(بقیہ حاشیہ) روسی حملہ آور بھی نادرشاہ کی یلغار کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ۱۷۲۹ء میں ایک طرف ترکوں، دوسری طرف ابدالیوں کو شکست دے کر خود مسلط ہو گیا۔ ۱۱۴۴ھ / ۱۷۳۱ء میں ہرات پر حملہ کر کے دس ماہ بعد اسے سرنگوں کر لیا۔ اور ہندوستان کی طرف بڑھتے ہوئے ملتان کے سدوزئی حکمرانوں سے صلح کر کے برصغیر میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ شاہ عباس سوم ۱۱۵۰ھ / ۱۷۳۶ء میں ایران کے تخت کو لاوارث چھوڑ کر مر گیا۔ تو نادرشاہ سارے ایران کا بلا شرکت غیرے حکمران بن گیا۔ اب اس کی نگاہیں ہندوستان کی دولت اور پنجاب کے سرسبز علاقوں پر مرکوز ہو گئیں۔

www.maktabah.org

لیکن ارادہ الٰہی کا اول بدل کرنا محال ہے۔ جب نادر شاہ کو یہ خط پہنچا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ٹڈی دل لشکر لے کر ۱۱۵۰ھ میں بلائے مبرم بن کر ہندوستان کی طرف بڑھا پہلے غزنی لیا۔ پھر کابل۔ اہل کابل نے پہلے تو مقابلہ کیا۔ آخر تنگ آ کر شہر اور قلعہ دونوں اس کے حوالے کر دیئے۔ وہاں کا انتظام کر کے پشاور کا رُخ کیا۔ لیکن پٹھانوں نے مزاحمت کی۔ حتیٰ کہ ادھر قدم نہیں رکھنے دیتے تھے۔ جب نادر نے دیکھا کہ اب یہاں سے گذرنا ٹیڑھی کھیر ہے تو جلال آباد میں ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ سُن کر پشاور کا حاکم شہر سے نکل کر جمرود کے قریب مقابلہ کے لئے آ ڈٹا۔ اور پٹھانوں سے مل کر اس نے سارے ناکے اور راستے بند کر دیئے۔ اور ہندوستان کے بادشاہ محمد شاہ کی طرف لکھا۔ کہ یہاں کے تمام آدمی غنیم سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر حضور سے کچھ مدد پہنچ جائے تو یہ مہم جلدی سرانجام ہو جائے۔ لیکن بادشاہ نے اپنی غفلت اور شراب نوشی اور عیاشی کی وجہ سے ذرہ پرواہ نہ کی۔ ارکانِ سلطنت نے بھی مشورہ دیا کہ اس حادثہ کی تدبیر قبل از وقت کرنی چاہیئے۔ اسی اثناء میں حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر بذاتِ خود بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کو کہلا بھیجا کہ نظر کشفی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر تم جلدی دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے فتح تمہیں عطا کرے گا۔ بادشاہ تو اس حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہو گیا لیکن بعض عیاش خوشامدیوں کے کہنے سے پھر عیش و عشرت میں ڈوب گیا حسب ذیل نظم اس وقت کی سلطنت کے کاروبار پر بالکل صادق آتی ہے۔ ؎

زہے عزیمت اندوہ فزائے شادیگاہ زبزم عشرت تو عیش مستمنداں تلخ
کہ زد مخالف بہ شہر خیمہ و خرگاہ نعوذ باللہ ازاں دم کہ ایں و آں گویند

اس قصہ کے مطابق خوارزم شاہ کی حکایت ہے جو اس وقت دل میں آئی ہے۔ اور بالکل شاہ ہندوستان کے حالات کے مطابق ہے۔

تمثیل: جب چنگیز خاں پورے طور پر سلطان محمد شاہ خوارزم پر غالب آگیا۔ تو اس

www.maktabah.org

وقت بادشاہ نے عیش و عشرت کی بساط کو وداع کیا کہتے ہیں اس وقت بعض محتاج اس کے دروازے پر کھڑے تھے۔ کوئی ارکان ان کا پرسان حال نہ تھا۔ اس کی بیاری سے حیران اور عاجز تھے۔ ایک روز وزیر سے انہوں نے سخت شکایت کی۔ وزیر نے کہا۔ مجھے معاف رکھو۔ پہلے میں بادشاہ کی مطربہ عورتوں کی زیب و زینت کا انتظام کر لوں اور ان کی رقاصاؤں کی فرمائش پوری کر لوں۔ جب تک اس سے فارغ نہ ہونگا۔ اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاؤنگا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ چنگیز خاں کی فوج دریائے جیحوں کو عبور کر کے نزدیک آپہنچی ہے۔ پھر بادشاہ کی جو گت بنی۔ اس کی تاریخ گواہ ہے۔ اسی طرح ہندوستان کی رعایا کی حالت ہے۔ بادشاہ سے تنگ آکر حسب ذیل اشعار پڑھتے تھے۔ ؎

اے خداوند ہفت سیارہ — بادشاہے فرست خونخوارہ
کہ در وکشت راکند چوں دشت — جوئے خوں آورد بخوں پارہ
عدد مرداں بنفر آمد — ہر یکے راکند بصد پارہ

افغانوں کی نادر شاہ سے مزاحمت

چونکہ نادر شاہ بہت مدت سرحد پر ڈیرے ڈالے رہا۔ اس واسطے اس کا لشکر فارغ بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا۔ چاروں طرف سے پٹھانوں نے سامان رسد بند کر دیا۔ اور موقعہ پاکر رات کو حملہ آور بھی ہوتے تھے۔ نادر شاہ کے آدمی حیران تھے۔ کہ کریں تو کیا کریں۔ اکثر اوقات اونٹوں اور گھوڑوں کو ذبح کر کے قوت لایموت بناتے وقت بہت سے اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ اور باقی جو تھے وہ بھی اس مصیبت میں رہائی کی تدبیریں سوچتے تھے۔ اتنے میں تقدیر الٰہی سے ایک پٹھان رئیس جو اپنے قبیلوں کا دشمن تھا۔ نادر شاہ سے آملا۔ نادر نے اس پر شاہانہ عنایات کیں۔ اس نے عہد کیا۔ کہ اگر بادشاہ اس علاقے کی حکومت مجھے دے تو میں کسی نہ کسی طرح پشاور پہنچا دوں گا۔ نادر نے منظور کیا۔ وہ نادر کو شارع عام سے بہت دور ایک اور درہ راہ جبرود سے لایا۔ حاکم پشاور جو وہاں پہلے ہی سے لڑائی

www.maktabah.org

کے لئے تیار تھا۔ سخت لڑا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ مارا گیا۔ باقی بھاگ گیا۔ اور خود گرفتار ہوا نادر شاہ نے پشاور شہر پہنچ کر اُسے خوب لوٹا۔ اور دریائے سندھ کو عبور کیا۔ راستے میں جو ملتا اسے بھی قتل کر دیتا[1]۔ اور گاؤں اور قصبوں کو جلا دیتا۔

نادر شاہ لاہور میں

تھوڑے دنوں میں لاہور کے قریب آپہنچا۔ وہاں کا حاکم اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑائی کے لئے مستعد ہوا۔ نادر نے اسے کہلا بھیجا کہ ہم سے کیوں لڑتے ہو۔ اگر خود تم سلطنت کے دعویدار ہو تو ہم سے لڑو ورنہ جو غالب آئے گا۔ اس کا مطیع رہنا ہوگا۔ وہ اس بات کو مان گیا۔ لیکن بعض دلیری کر کے نادر شاہ سے لڑے

چنانچہ میرزا عزیز بیگ تین ہزار سوار لے کر سخت لڑائی لڑا۔ اس نے نادر شاہ کی بہت سی سپاہ تباہ کی۔ لیکن آخر شہید ہو گیا۔ اس واسطے لاہور اور اس کے گردونواح کے اکثر

---

[1] پنجاب پر فوج کشی کے وقت نادر شاہ کے پاس ایک لاکھ پچیس ہزار سپاہی تھے۔ وہ ۳۰،۵ جون ۱۷۳۸ء سرحد عبور کر کے جمرود کے راستہ سے پشاور پہنچا۔ پشاور سے اسے دو کروڑ پانچ لاکھ روپیہ چار ہزار تلواریں اور اتنی تعداد میں زرہ بکتر ہاتھ آئیں۔ وہ ۷، ۲ ستمبر ۱۷۳۸ء کو دریائے سندھ عبور کر کے پنجاب میں آپہنچا۔ وہ اپنے راستہ کی تمام بستیاں اور قصبے جلاتا آیا اور قتل عام کر کے سارے ملک میں دہشت پھیلاتا آگے بڑھا۔ وہ دریائے جہلم اور چناب کے درمیانی علاقوں کو تہس نہس کرتا ہوا ایمن آباد آپہنچا۔ یہاں کے قلعدار نے اسے روکا۔ مگر شکست کھا کر راستہ سے ہٹ گیا۔ وہ راوی کے کنارے آپہنچا تو اسے لاہور کے گورنر زکریا خان کی فوجوں نے تین دن تک مصروف جنگ رکھا۔ نادر شاہ کو فتح ہوئی۔ اور دریائے راوی عبور کر کے لاہور کے شالامار باغ کے ارد گرد فوجیں جمع کرنے لگا۔ زکریا خاں کو محمد شاہ رنگیلا کی طرف سے کمک پہنچی تو اس نے لاہور کو قتل عام سے بچانے کے لئے نادر شاہ کے ایک سردار کفایت اللہ خان کی وساطت سے صلح کر لی۔ نادر شاہ نے زکریا خاں سے بہت اچھا سلوک کیا۔ بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ ایک دوسرے نے تحائف کا تبادلہ کیا۔ اور یہ معاہدہ ہوا کہ کہ نادر شاہ لاہور کو کچھ نہیں کہیگا۔ بشرطیکہ زکریا خان اسے بیس لاکھ روپیہ پانچ ہزار گھوڑے، ایک ہزار ہاتھی مہیا کرے اور اسے دہلی فتح کرنے کے لئے امداد دے۔ زکریا خان کے بھائی حیات اللہ خان کو نادر شاہ کی فوج کے ایک حصے کا کمانڈر

www.maktabah.org

باشندے قتل ہوئے۔ حاکم لاہور نے نکل کر نادر سے ملاقات کی۔ اور کچھ تحفے دے کر اپنے بیٹے کو نادر کے ساتھ کیا۔ لاہور سے نکل کر جب شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔ تو نادر شاہ نے حکم دیا کہ راستے میں جو فرد بشر پاؤ کیا بوڑھا جوان کیا مرد کیا عورت سبھی کو قتل کر دو۔ اور ان کے گھر جلا دو۔ چنانچہ سڑک کے دونوں طرف کے شہر گاؤں اور قصبوں کو جلایا گیا اور ان کے باشندوں کو قتل کیا گیا۔ اسی طرح قتل و غارت کرتا سرہند جا پہنچا[1]۔

(بقیہ حاشیہ) بنالیا گیا۔ نادر شاہ نے امین الدین فخر الدولہ کو کشمیر کا گورنر مقرر کیا۔ لاہور میں نادرشاہی ٹیکسال قائم کی گئی۔ اپنا سکہ جاری کیا۔ اور سرہند تک تمام علاقوں کو تہ تیغ کر دیا۔

---

[1] مورخین نے نادر شاہ کے ہندوستان پر حملہ کرنے کی چند وجوہات لکھی ہیں (۱)۔ ایران کے بہت سے نامور امراء پنجاب اور دہلی کے دربار سے وابستہ ہو گئے تھے۔ وہ نادر شاہ کے خلاف قوت جمع کرتے رہتے تھے۔

(۲) نادر شاہ نے کابل فتح کیا۔ تو حکومتِ ہندوستان نے اسے اپنا دشمن قرار دیا۔

(۳) دہلی دربار کے کئی امراء محمد شاہ بادشاہ کی عیاشیوں اور بدکرداریوں سے تنگ آکر نادر شاہ کو دعوت دیتے تھے۔

(۴) ہندوستان کا حکمران عیاش نااہل تھا۔ فوج کا انتظام طائفوں کے زیر احکام تھا۔ ایرانی۔ تورانی اور مقامی باشندے علیحدہ علیحدہ قوت آزمائی کر رہے تھے۔ جب نادر شاہ نے مغل دربار میں اپنا سفیر بھیجا تاکہ معاملات کو لڑائی کی بجائے صلح مندی سے طے کر لیا جائے تو محمد شاہ نے ترکمان کی قیادت میں بھیجا گیا جو کسی نتیجے کے بغیر واپس چلا آیا۔ نادر شاہ نے آخری بار انتباہ کیا مگر محمد شاہ نے نہ پرواہ کی نہ جنگ کی تیاری کی۔ نادر شاہ تین سال تک ایسے وفد بھیجتا رہا۔ مگر محمد شاہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخر کار نادر شاہ قیامت بن کر ہندوستان پر ٹوٹ پڑا۔

---

www.maktabah.org

نادر شاہ کی سرہند میں حضراتِ مجدّدیہ سے گفتگو

نادر شاہ نے سرہند میں پہنچنے سے پہلے تہیّہ کیا ہوا تھا کہ اس شہر کے ایک باشندے کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ حتیٰ کہ کتے بلّی تک کو ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ شاہجہان آباد کے بادشاہ آباؤ اجداد سے حضرات سرہند کے مرید چلے آتے تھے اور ان کا حسبی سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے اور نسبی طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہیں۔ اور اہلِ ایران ان کے دشمن تھے۔ دوسرے یہ کہ تمام تورانی اس خاندان کے مرید ہیں۔ اور ایرانیوں اور تورانیوں میں قدیمی دشمنی چلی آتی ہے اس واسطے نادر نے حکم دیا تھا کہ اس شہر کا نام و نشان تک نہ چھوڑا جائے۔ اسی اثنا میں ایک روز نادر تخت پر سونا ہی چاہتا تھا کہ ایک نورانی شکل سفید ریش کندھے پر مصلّٰی ڈالے ہاتھ میں عصا لیئے ہوئے کھڑا کہتا ہے کہ نادر شاہ! اپنی اگر خیریت چاہتا ہو تو سرہند کو تکلیف نہ پہنچانا۔ بلکہ اس پاک شہر کی عزت کرنا۔ اور اس شہر کے مشائخ کو راضی رکھنا۔ تاکہ تو اس ملک پر فتح حاصل کر سکے۔ نہیں تو ایسی بلا نازل ہو گی۔ کہ اس سے نہ تو بچیگا نہ تیرا لشکر۔ یہ تین مرتبہ تاکید کر کے وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا۔ نادر شاہ یہ باتیں سُن کر گھبرایا اور پاسبانوں کو بلا کر ڈانٹنے لگا۔ کہ اس شخص کو تم نے ایسے وقت میں اندر کیوں آنے دیا۔ انہیں سزا دینی چاہیئے تو انہوں نے قسم کھائی کہ ایسا کوئی شخص ہم نے گذرنے نہیں دیا۔ نادر سمجھا کہ یہ مرد غیب ہے۔ بعد ازاں حاکم لاہور کے لڑکے سے جو اس کے ساتھ تھا پوچھا کہ اس شہر کے مشائخ کون ہیں۔ اس نے کہا کہ اس شہر میں حضرت مجدّد الفِ ثانی آرام کیئے

www.maktabah.org

ہوئے ہیں جو جناب غوث الثقلین کے بعد تمام اولیائے امت کے امام ہیں ؎

نگیں گشتہ در حلقۂ اولیاء | چو در انبیاء خاتم انبیاء
از و تازہ شد دین بعد از ہزار | بعالم نبی گوئی آمد دو بار

یہاں کے مشائخ آنحضرت کی اولاد ہیں اور سب کے سب صاحب حال عارف باللہ اولیائے کبار اور امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ممتاز ہیں۔ اس زمانہ میں ان جیسا کوئی ولی نہیں۔ ؎

زصاحبزادہ ہائے پاک گوہر | چہ گوئم چوں زہر وصف اندبرتر
بصورت ہر یکے صاحب جمالے | بمعنی ہر یکے صاحب کمالے
سریر معرفت را ہر یکے شاہ | سپہر مکرمت را ہر یکے ماہ
بہ سلک سروری علوی گہر ہا | زنخل معرفت شیریں ثمر ہا
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رایاں | بخلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گرچہ در عصمت رسائی است | از ایشاں کردہ کسب پارسائی است
فروتر طفلگان آں گذرگاہ! | قدم بر مسلک پیران آگاہ
چگوئم مدحت پیران آں در | کہ آمد طفل آں در پیر رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں داں | کہ با خورداں بزرگی داد یزداں

نادر شاہ نے یہ سن کر اپنے خیال سے توبہ کی اور ساٹھ سوار حضرات مخدوم زادوں کی خدمت میں روانہ کئے کہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ ہمارے پاس لاؤ۔ سواروں نے جب آکر مخدوم زادوں سے کہا کہ آپ کو بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ چونکہ انہیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی اس واسطے جانے میں لیت و لعل کرنے لگے۔ صرف دو بزرگوں نے جانے کا ارادہ کیا ایک مولوی فرخ شاہ کے فرزند حضرت خازن الرحمت کے پوتے حقائق و معارف آگاہ فضائل و کمالات دستگاہ شیخ محمد ضیاء اللہ تھے جو عامل و عالم تھے۔ دوسرے حضرت شیخ

www.maktabah.org

سیف الدین کے پوتے شیخ رفیع القدر۔ یہ دونوں جب بادشاہ کے پاس گئے جو شہر سے تین میل کے فاصلے پر اُترا ہوا تھا۔ وہ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور شہر کے تین کوس کے گرداگرد کا علاقہ معافی کے طور پر انہیں لکھ دیا۔ اور نہایت عزت سے رخصت کیا اور کہا کہ آپ شہر میں جاکر لوگوں کو تسلی دیں۔ مَیں بھی آتا ہوں۔ جب خود شہر گیا۔ تو تمام مخدوم زادوں سے عزت سے پیش آیا۔ اور ہر ایک کے حال کے مناسب خلعت دی۔ اور اس شہر کا نام دارالامان رکھا[1]۔ دروازوں پر جابجا سپاہی مقرر کر دیئے۔ کہ کسی لشکری کو شہر میں نہ آنے دیا جائے

---

[1] نادر شاہ نے پنجاب پر حملہ کر کے اس کے شہروں اور قصبوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اس کے سامنے ہندو و مسلمان، سکھ، عیسائی جو آتا گاجر مولی کی طرح کاٹا جاتا۔ بستیوں کو ویران کرتا جاتا۔ فصلوں، درختوں کو جلاتا جاتا۔ وہ ۵ مئی سنہ۱۱۵۱ھ / سنہ۱۷۳۸ء کو ڈیڑھ لاکھ از مودہ کار سپاہی لے کر پنجاب پر حملہ آور ہوا۔ اس نے کابل سے لے کر پشاور تک کا علاقہ نیست و نابود کر دیا۔ ۲۷ ستمبر سنہ۱۷۳۸ء کو دریائے سندھ عبور کر کے پنجاب آ پہنچا۔ اس نے ایرانی فوجوں کو حکم دیا کہ پنجاب میں جو کچھ راستہ میں آئے اسے کاٹ کر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ لشکر جلاتا، مٹاتا اور ڈھاتا دریائے جہلم و چناب عبور کر کے امین آباد آ پہنچا۔ یہ شہر خاک سیاہ کر دیا۔ لاہور کا گورنر اپنی فوج لے کر آگے بڑھا تین دن لڑائی رہی۔ مگر زکریا خان گورنر لاہور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ نادر شاہ راوی عبور کر کے شالامار باغ کے اس پار لشکر انداز ہوا۔ دہلی سے کوئی امداد نہ پہنچی تو لاہور کو بچانے کے لئے زکریا خان نے نادر شاہ سے صلح کر لی۔ اور اس طرح لاہور نادر شاہی طوفانوں سے بچ گیا۔

www.maktabah.org

جب شاہجہان آباد میں اس نے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ اس وقت بھی جو شخص کہتا کہ مَیں سرہند کا ہوں تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ شاہجہان آباد کے اکثر باشندے یہ کہہ کر بچے۔ نادر شاہ بارہا کہا کرتا تھا کہ جو غصّہ مجھے سرہند پر تھا۔ ہندوستان کے کسی شہر پر نہ تھا لیکن مَیں نہیں جانتا کہ کس شخص نے میرے غصّے کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اور اس کے عوض میرے دل میں رحم ڈال دیا ہے۔ وہ شخص حضرت خلیفۃ اللہ تھے۔ آنحضرت نے باطنی توجہ سے اپنے وطنِ مالوف کو بچایا ایران سے لے کر شاہجہان آباد تک کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہ تھا جو نادر شاہ کے ہاتھ سے تاخت و تاراج نہ ہوا ہو۔ صرف ایک شہر سرہند بچا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس کا لشکر اسی شہر سے ہو کر گذرا۔ بلکہ اب تک بھی اس کی فوجوں کی آمد و رفت کا رستہ اسی شہر سے ہو کر جاتا ہے لیکن کسی کی مجال نہیں کہ کسی خشک درخت کی ایک ٹہنی کو ایندھن کے طور پر ہی استعمال کیا ہو۔ اب تک اس کے آدمی آتے جاتے ہیں لیکن یہی دستور ہے۔ یہ سب آنحضرت کا تصرّف ہے۔

نادر شاہ اور محمّد شاہ کے لشکروں کا زبردست معرکہ

جب نادر شاہ سرہند سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو کسی گاؤں یا قصبے یا شہر میں قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہر جگہ ہزارہا باشندے قتل کئے۔ جب یہ قیامت اثر خبر بادشاہ نے سُنی۔ کہ ؎

ہمہ سپہ شکن و دیو بند و پیل شکار ہمہ سپر تن و شمشیر دست تیر انگشت

کہ دید ہر گز دریائے صاعقہ کردار بسانِ دریا لیکن بہ حملہ صاعقہ بار

سرہند سے گذر کر آرہا ہے۔ قریب تھا کہ اس ہولناک خبر کو سُن کر اس قوم کی سختی سے اس کا وجود گر جائے اور اس کی بنیاد اُکھڑ جائے۔ اسی وقت اپنے وزیر کو جناب قیومیت مآب

حضرت پیرِ دستگیر قیومِ زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ توجہ کے لئے التماس کرے۔ آنجناب نے سخت غضبناک ہو کر فرمایا کہ جب مَیں نے بڑی تاکید کر کے تمہیں کہا تھا کہ اب بھی نکلو تو بفضلِ خدا فتح تمہاری ہو گی۔ اس وقت تم نہ نکلے۔ اب جب موقعہ نکل گیا ہے تو فتح کے لئے دُعا کراتے ہو۔ اس نے بڑی عاجزی ظاہر کی۔ تو آنجناب نے اُن کی بے چارگی پر رحم کھا کر فرمایا۔ کہ اچھا اگر اب بھی استقامت چاہتے ہو۔ تو کامل تدبیر سے جنگ کرو۔ مخالف نیچا دیکھے گا۔ ہم نے تمہیں معہ بادشاہ اپنی دُعا کے ضمن میں لے لیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارا انجام بخیر کرے گا۔ بادشاہ نے ارکانِ سلطنت کو معہ لشکر نادر شاہ کے مقابلے پر بھیجا۔ چند روز بعد خود بھی شہر سے نکل کر اپنی فوج خاصہ لے کر اس لشکر سے جا ملا۔ اور دہلی سے چوّن میل کے فاصلے پر کرنال میں صف آرائی کی[1]۔ تین لاکھ سوار اور پیادے تھے

---

[1] کرنال کی جنگ (پانی پت کی دوسری لڑائی) ہندوستان کی تاریخ میں بڑی مشہور جنگوں میں مانی جاتی ہے نادر شاہ کی فوجوں کے سیلاب کے سامنے پہلی بار مغل بادشاہ محمد شاہ کا لشکر دیوار بن کر کھڑا ہوا۔ اور کرنال میں دونوں قوتوں کا آمنا سامنا ہوا۔ نادر شاہ ۱۳ فروری ۱۷۳۹ء ۱۱۵۳ھ کو کرنال کے قریب خیمہ زن ہوا۔ اس کے سامنے محمد شاہ بادشاہ اپنے نامور جرنیلوں صمصام الدین، بُرہان الملک سعادت خاں نظام الملک آصف خان اور قمر الدین کو لے کر آیا۔ اس کے پاس دو لاکھ فوج تھی۔ جو ڈیڑھ لاکھ گھوڑوں سواروں، جنگی ہاتھیوں اور توپ خانے پر مشتمل تھی۔

نادر شاہ کی فوج اگرچہ تعداد میں کم تھی مگر تربیت یافتہ تھی۔ نظم و ضبط کی حامل تھی۔ محمد شاہ کی فوجوں اور سپہ سالاروں میں عیش و عشرت کی عادات گھر کر چکی تھیں۔ خود بادشاہ شراب اور زنا سے کاہل اور قوتِ ارادی سے محروم ہو چکا تھا پہلے ہی حملے میں اکثر سپہ سالار میدان سے بھاگ گئے۔ خانِ دوران کا بھائی مظفر خان میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہا۔ مگر اس کے دس ہزار سپاہی مارے گئے۔ تو وہ بھی پسپا ہو گیا۔ جنگ تین دن رہی۔ مغل سپہ سالار مارے گئے۔ بُرہان الملک سعادت خاں

www.maktabah.org

جن میں سے لاکھ سے زیادہ کابلی تھے۔ باقی ہندوستانی۔ بارہ میل میں لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہی ٹھانی کہ جنگ یہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے آگے بڑھنا قرینِ مصلحت نہیں۔ یہ رائے ضعیف صمصام الدولہ کی تھی۔ کیونکہ اسے اپنی جان کا ڈر تھا۔ اب اس ڈر نے عملی صورت اختیار کی نادر نے اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ اور محمد شاہ کے لشکر سے چھ میل کے فاصلہ پر صف آرا ہوا۔ محمد شاہ نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا کہ دائیں فوج صمصام الدّولہ کے سپرد کی۔ بائیں فوج اعتماد الدّولہ وزیر الملک کو سونپی۔ سامنے کی آصف جاہ نظام الملک کے زیر کمان تھی۔ درمیانی اور اِدھر اُدھر کی باقی امیروں کے ماتحت کیں۔ سنہ ۱۱۵۰ھ میں جنگ ہوئی۔

دو خسرو عناں در عناں آورند | رہ دوستی درمیاں آورند

(بقیہ حاشیہ) راجہ چھبیلا مل، خانِ دوراں گرفتار کرلئے گئے۔ خانِ دوراں زخموں کی تاب نہ لا کر قید میں ہی مرگیا یہ جنگ نہایت کم وقت میں شدید جانی نقصان پہنچا کر ختم ہوئی تھی۔ نادر شاہ نے قیدی جرنیلوں سے بہت اچھا سلوک کیا۔ انہیں اپنے ساتھ بٹھایا۔ برہان الملک نے اس حسنِ سلوک کا فائدہ اٹھا کر نادر شاہ کو اس بات پر آمادہ کرلیا۔ کہ اگر وہ یہاں سے ہی واپس چلا جائے تو اسے دو کروڑ روپیہ تاوانِ جنگ دیا جائے گا۔ وہ تیار بھی ہوگیا اس بات کی اطلاع محمد شاہ کے کیمپ میں بھیجی گئی۔ اس نے مزید گفتگو کے لئے نظام الملک کو بھیجا۔ اس نے واپس جاکر اس کامیابی کو اپنے حصہ میں ڈالا۔ اور محمد شاہ نے اسے وزیر اعظم بنا دیا۔ مگر جب برہان الملک کو پتہ چلا تو جل گیا۔ اور اس نے نادر شاہ کو دہلی کی دولت کے تذکرے سے دیوانہ بنا دیا چنانچہ نادر شاہ نے فیصلہ کیا کہ وہ چند روز کے لئے دہلی جائے گا۔

چنانچہ سعادت خاں نے نادر شاہ کو مشورہ دیا کہ پہلے لشکر گاہ میں محمد شاہ بادشاہ اور آصف خاں نظام الملک کو بلا کر گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ نادر شاہ نے محمد شاہ کو دعوت دی اور محمد شاہ نظام الملک کے ساتھ ایرانی کیمپ میں آگیا۔ دونوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے خزانوں کی چابیاں چھین لیں۔ اور اب مہمان بن کر دہلی کو روانہ ہوا۔ نادر شاہ دہلی کے باہر ہی رک گیا۔ اور محمد شاہ کو استقبال کی تیاریوں کے لئے شہر میں پہنچا گیا۔ محل سجایا گیا۔ نادر شاہ

www.maktabah.org

ایک کارکن سلطنت برہان الملک مدت سے مشرقی علاقے کا حاکم تھا۔ اس نے پوشیدہ طور پر نادرشاہ سے خط وکتابت کی تھی۔ شاہجہان آباد سے نکل کر محمد شاہ نے اسے بلایا۔ وہ تیس ہزار سوار لے کر ساتھ آیا۔ ابھی وہ خیمے وغیرہ بھی نہ لگانے پایا تھا کہ نادر شاہ کی فوج نے آکر اُسے غارت کر دیا۔ برہان الملک نے یہ سن کر بادشاہ سے لڑائی کی اجازت لی۔ بادشاہ نے کہا آج کا دن ہمارے لئے اچھا نہیں۔ کیونکہ دشمن نے تمہارا مال واسباب لوٹ لیا ہے۔ کل خاطر جمع سے فوج کو ترتیب دے کر اور سامان ٹھیک ٹھاک کر کے جنگ کرنا۔ لیکن اس مکار نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ آج میں نہ لڑوں۔ تو میری عزت نہیں رہتی یہ بے عزتی کا باعث ہے۔ یہ کہہ کر بادشاہ سے اٹھ آیا۔ اور اس فوج پر حملہ آور ہوا۔ جس نے اس کا مال و اسباب غارت کیا تھا۔ لیکن وہ عمداً بھاگ اُٹھے۔ اس نے ان کا پیچھا کیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی۔ تو اس کی مدد کے لئے اور فوج مقرر کی۔ جو زیر کمان صمصام الدولہ و دیگر امراء روانہ ہوئے۔ اس کے بھائی مظفر خاں کو بھی ایک لشکر کثیر دے کر مدد کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی نظام الملک اعتماد الدولہ اور تمام ارکان سلطنت سمیت ساری مغلیہ اور تورانی فوج لے کر لشکر سے نکلا۔ جب نادر شاہ کی فوج برہان الملک سے شکست کھا کر بھاگی اور انہوں نے تعاقب کیا اور صمصام الدولہ مع بھائی اور دوسرے امراء کے اس سے جا ملا تو اتنے میں نادر کی ساٹھ ہزار فوج جو گھات لگائے بیٹھی تھی اچانک ان پر حملہ آور ہوئی اور شکست خوردہ فوج بھی مُڑ کر لڑنے لگی۔ اور نادر شاہ نے اپنے تمام امراء کو بھیج دیا۔ اور خود بھی فوج لے کر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ امرائے ہند کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ ایک تو وہ خود لشکر سے جلدی سے نکلے تھے۔ دوسرے بہت سا لشکر فتح کی امید پر ان سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور لوگ بادشاہ

(بقیہ حاشیہ) اپنے بارہ ہزار گھڑ سواروں کے ساتھ دہلی میں داخل ہوا۔ اور فوج کو اہم مقامات پر متعین کر دیا کہ شہر میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہو۔ (از تاریخ پنجاب)

www.maktabah.org

کو فتح کی مبارک باد دے رہے تھے۔ جب امرا نے نازک موقعہ دیکھا تو پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے اور انہوں نے بدرجہ غایت کوشش کی۔ ہندی تلوار سے بہت سے ایرانیوں کے سر قلم کئے بعد ازاں بڑے گھمسان کا معرکہ ہوا۔ زمین پارے کی طرح لرزنے لگی۔ اور آسمان مردان جنگی کے شور سے ہل گیا تھا۔ دریا مارے گویوں کے خشک ہو گئے۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ پہاڑ درخت کے پتوں کی طرح ہلنے لگے۔ زمین کے ساتویں طبقہ کی چیزوں میں بھی تہلکہ مچ گیا کروبی فرشتے خلقت کی حیرانی و پریشانی دیکھ کر تسبیح و تہلیل سے باز رہے۔ گرد و غبار اس طرح اٹھا کہ شب دیجور کا نقشہ جما ہوا تھا۔ قریب تھا کہ مہمیزوں اور بہادروں کے نعروں اور طبل و تفنگ کی آواز سے کرۂ زمین کے اجزا اڑنے کو تھے۔ زمین و زمان میں زلزلہ سا آگیا۔ اور رستم و افراسیاب کی لڑائی کا نقشہ تھا۔ دارا اور سکندر کی لڑائی اس کا ادنٰی نمونہ تھی ؎

برآمد ز کوس سپاہی خروش — درآمد سپاہی رہا حیں بجوش
رُخ خویشتن ابر در ہم کشید — بدعوائے کمانہائے رستم کشید
شدہ تیر باران در ستم کماں — ملبع بہ تیر و کماں آسماں
نہاں گشت در آہن تیغ و مہر — بجوشید زاں ابر جوشن سپہر
ز آشوب باران و جوشن سحاب — ہمہ جوشن و خود گردید آب
برآمد خروش خم ہفت جوش — بجوش اندر آمد سپہ را خروش
غنر لورد درد برآمد بماہ — تزلزل درآمد پے راہ و راہ
ز جنیدن آں سپاہ گراں — بجنبیدہ گیتی کراں تا کراں!
ز پروانۂ نازاں طغرل شکار — زمین و زمان سر بسر بے قرار
خرامیدن شرزہ شیران مست — کمرگاہ گاوِ زمین نے شکست
زمیغ سم خنگ برنا و پیر — بر و پشت ماہی شدہ نقش گیر

www.maktabah.org

دراں سہم گیں آتش رستخیز — کہ زاں بود شیرے غریں در گریز
ز سم ستوران ہر دو سپاہ — تزلزل در آمد بنادر دگاہ
ز ہر دو طرف شیون انداختند — ہزبرانہ بر یکدگر تاختند
دراز یکہ فتنہ پر شد بلند — کہ رحمت نیاید پدید از گزند
نہاں گشت از سختی آں مصاف — مروت چو سیمرغ در کوہِ قاف
سر سینہ پر دلاں سینہ سوز — شدہ خاک شمشیر ہا تیرہ روز
اجل آمد از آسماں بیگماں — کمیں کردہ در گوشہائے کماں
غبارِ سپہ بردہ بر مہر و مہ — زمین پُر نم و آسماں بستہ راہ
ز خوں گل شدہ جلوہ گاہِ مصاف — فرو رفتہ اسپاں دراں تا بناف
سم بادپایاں شدہ فرق سائے — سر سرکشاں ماندہ در زیر پائے
پذیرفتہ بنیاد مردم خلل — کشادہ شدہ دستگاہ اجل
زمیں گشتہ افتادہ بر خاک راہ — شدہ عرصۂ رزم گاہ قتل گاہ
فتادند ہزبراں اسپاں یلہ — ز اسپ و یلہ ہر طرف صد گلہ
رواں کردہ دریائے چوں مرد جنگ — شناور ہزاراں در آنجا نہنگ
یلانہائے ایراں دراں خون و خاک — ز شمشیر ہندی شدہ چاک چاک
زرہ بر تنِ مرد خون ریختہ — چو غربال گردِ فنا بیختہ
ز ور تیز ہا شاں مروتانہ مہر — چو بارانِ مردہ مہرہ زہر
شدہ گردہ سر بالش ہائے شاں — بصد درد و غم زیر سرہائے شاں
دلیرانِ ایراں ہمہ دردناک — شدانہ فوج ہندی ہمہ زخمناک
چناں کشتہ گشتند پنہاں نگون — کہ سرہا رواں جو دو در جوئے خون

ہندوستان کے امیروں نے اہل ایران پر کچھ ایسے حملے کئے کہ وہ حواس باختہ ہو گئے۔ اور

www.maktabah.org

نادر شاہ کے بہت بڑے امراء اور ارکانِ سلطنت قتل ہو گئے۔ ہزارہا ایرانیوں نے ہندی تلوار کی کاٹ سے موت کا ناگوار شربت چکھا۔ جو باقی رہ گئے وہ گلی کوچوں میں چرخ اور گدھ کی طرح مجروح اور نالاں تھے ؎

سپہ ہر زماں بُد آشوفتند　　　زمژگانِ دِل خوں ہمے ریختند

فراواں زہر دو سپہ کشتہ شُد　　　سرے تخت ایرانیاں کشتہ شد

قریب تھا کہ نادر شاہ بھاگ اُٹھے کیونکہ اس کی بہت سی فوج بھاگ کر اپنے بقیہ حصے سے جا بھی ملی۔ لیکن چونکہ حکیم علی الاطلاق کے ارادہ میں سلطانِ ہند اور اس کی رعایا کی مذلت تھی اسے کیونکہ تبدیل کر سکتے تھے۔ نمک حرام برہان الملک جسے جلدی ہی نمک حرامی کی سزا مل گئی مع اپنی تمام فوج لشکر سے جدا ہو کر نادر شاہ سے جا ملا۔ صمصام الدولہ اور اس کا بھائی حتی المقدور جنگ میں کوشش کرتے رہے۔ اُن کی فوجیں بہتیری تتر بتر ہوئیں۔ اور صمصام الدولہ کے ہمراہی امیر بکثرت قتل ہوئے لیکن پھر بھی جو باقی رہ گئے تھے انہوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ اور بہتوں کو قتل کیا۔ اور بہادری اور دلیری کو اس جنگ میں مثالیں قائم کیں۔ اگر افراسیاب اس وقت ہوتا تو اس کا حلقہ بگوش غلام بن جاتا ؎

ہر کجا رمش نموئے مریلاں را دست بد　　　ہر کجا تیغش بداد ے مرعدو را یادگار

بیضۂ مغفر شکستی در سر شیرانِ رزم　　　جیبۂ جوشن دریدے در سر مردانِ کار

جب ایران کی فوج نے سپہ دار ہند کو نرغے میں لے لیا اور اس کا بھائی باقی فوج سمیت قتل ہوا۔ تو صرف پانسو آدمی باقی رہ گئے۔ محمد شاہ اور ارکانِ سلطنت جو کھڑے تھے انہوں نے بھی ان بے چاروں کی مدد نہ کی۔ بادشاہ تو ان کی مدد کرنا چاہتا تھا لیکن ارکانِ سلطنت نے پرانی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے بادشاہ کو اس سے باز رکھا۔ حتیٰ کہ بے چارے یہ بھی ضائع ہو گئے ؎

وقتیکہ کم شود در سر کشاں خرد　　　روزیکہ بگمارزیں پُر دلاں رواں

www.maktabah.org

واں آب منجمد کہ سنانست نام اُو | از تف حملہ در رگِ جاناں شود رواں
در نازی گرانہ چو شیران جنگ جو | گو پال بر زمین زنی و بانگ بر زماں
آں لحظہ کس نیارد پائے تو جز رکیب | واں نیز در اکس بگیر دوست تو جز عناں

ضرور تاً بعض فدائیوں نے ارادے کی باگ بادشاہی لشکر کی طرف موڑی لیکن مارے زخموں کے نڈھال تھے۔

سپہ دار چوں بخت برگشتہ دید | سوارانِ ہندی ہمہ کشتہ دید
ز خود بر کشاں سوئے یورت شتافت | از ایرانیاں کام کینہ بتافت
شد آں در بگہ سر بر جوئے خون | علمہائے سلطانِ دہلی نگون

صمصام الدولہ جنگ کے تیسرے روز ہی محمد شاہ سے علیحدہ ہو گیا۔ جسے سن کر بادشاہ کو سخت افسوس ہوا۔

نادر شاہ کی فتح اور محمد شاہ اور نظام الملک کی گرفتاری

جب نادر شاہ کو ایسی فتح نصیب ہوئی جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی تو دل کو مضبوط کر کے محمد شاہ کے لشکر کے گردو نواح اپنا لشکر مقرر کیا۔ کہ رسد رسانی کا سلسلہ بند کر دے اور جو شخص لشکر سے نکلتا یا اس میں آنا چاہے اسے قتل کر دے۔ اور بارہ ہزار سوار اس بات کے لئے مقرر کئے کہ محمد شاہ کے لشکر اور شاہجہان آباد کے مابین دیہات اور قصبات کو تاخت و تاراج کریں۔ اور وہاں کے باشندوں کو قتل کریں۔ شہری اور لشکری آدمیوں کو ایک دوسرے کی خبر نہ لینے دیں۔ چنانچہ لشکر والوں کو دارالخلافہ کی خبر نہ تھی اور دارالخلافے

www.maktabah.org

والوں کو لشکر کے حال کی واقفیت نہ تھی۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی توجّہ

اِن دِنوں اہل دہلی خاص کر وزیر آصف جاہ اور نظام الملک کے متعلقین قیومیت مآب حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بہت منت وسماجت کرتے تھے اور آنجناب انہیں تسلّی دیتے تھے۔ کہ خاطر جمع رکھو کہ بادشاہ۔ وزیر اور نظام الملک تینوں بخیریت شہر میں داخل ہونگے ہم نے انہیں اپنی دعا کے زیرِ سایہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ انجام بخیر ہوگا۔ اس خوشخبری سے لوگوں کو اطمینان ہُوا۔

میرے (مصنّف) بڑے بھائی مخدومی واعظمی خواجہ محمد احسن بھی لشکرِ ہندوستان میں تھے بلکہ صمصام الدولہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ اس واسطے ہمارے گھر میں بھی گھبراہٹ تھی۔ لیکن سُلطان الاولیاء نے بارہا خوش خبری دی کہ محمد احسن جلدی ہی بخیر وعافیت واپس آئے گا۔ اس واسطے گھر والوں کو تسلّی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد بادشاہ وزیر الملک اور میرے بھائی بخیر وعافیت سے داخلِ شہر ہوئے۔

دہلی کے رہنے والے جانوں سے تنگ آگئے

جب لشکرِ ہند کا ناک میں دم آگیا۔ اور رسد وغیرہ پہنچنی بالکل بند ہوگئی۔ اور ہزارہا باشندے ہر روز بھوک کے مرنے لگے اور لشکر کے اچھے اچھے آدمی اُونٹ، گھوڑوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت سے قوتِ لایموت بنانے لگے۔ تاکہ بعض اوقات یہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ اور گرداگرد نادرشاہ کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ لشکر سے کوئی چیز باہر لے جائے یا اندر پہنچائے۔ تو نظام الملک نے نادرشاہ سے ملاقات کی اور اس بات پر صُلح کرنی چاہی کہ بیس لاکھ روپیہ بطور تاوانِ جنگ اور دریائے سِندھ پار کا علاقہ نادرشاہ کو دیا جائے۔ نادر اس بات پر راضی ہو گیا۔ بشرطیکہ محمد شاہ ملاقات کرے۔ نظام الملک نے اس بات کو منظور کرکے واپس آیا

www.maktabah.org

دوسرے دن بادشاہ کو معہ اس کے چند مخصوصوں کی شرط کے بموجب نادرشاہ کے پاس بھیجا۔ اگرچہ سارے لشکر کی یہ مرضی نہ تھی کہ بادشاہ نادرشاہ کے پاس جائے۔ اعلےٰ سے ادنیٰ تک تمام نے روکا۔ اور بادشاہ کی باگ پکڑ کر رونے لگے۔ لیکن کچھ مفید نہ پڑا۔ بادشاہ نے نظام الملک کو معہ تمام ارکانِ سلطنت رخصت کیا۔ اور خود اپنے چند خاصوں کے ساتھ نادرشاہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔

میدانِ جنگ میں فاتح نادرشاہ کی نصیحت

جب اُس کی آمد کی خبر نادرشاہ کو ہوئی تو اپنے بیٹے کو معہ تمام اراکینِ سلطنت اور امراء و وزراء کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے لشکر میں لایا۔ خود نادرشاہ نے اپنے خیمہ خاص سے نکل کر اس کا استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع اور تعظیم سے مسند پر اپنے برابر بٹھایا۔ دلاسا اور تسلی دے کر بہت سی عمدہ عمدہ نصیحتیں کرنی شروع کیں۔ چنانچہ کہا۔ کہ اوّل جبکہ مَیں نے تمہارے ملک کا رُخ کیا تو تمہیں ہماری مطلق خبر نہ تھی۔ پھر جب مَیں داخل ہوا تو تم نے جان بوجھ کر غفلت کی حتیٰ کہ مَیں تمہاری خواب گاہ تک آگیا۔ تب تمہیں تھوڑی سی خبر ہوئی۔ اور حرکت مذبوحی کی۔ امور سلطنت اور جہانبانی میں اس قدر غفلت مناسب نہیں۔ دوسرے یہ کہ شراب پینا چھوڑ دو۔ کیونکہ بادشاہ خلق اللہ کے پاسباں ہوا کرتے ہیں اور شراب عقل کو کھو دیتی ہے۔ حیف ہے کہ پاسباں ہو کر غفلت کرے۔ ؎

کہ چوں شد او خراب انگور   ولایت کے تواند داشت معمور

تیسرے یہ کہ بادشاہوں کے لئے وقار ضروری ہے۔ تاکہ سلطنت پر اُن کا رعب ہو۔ ؎

ہمہ سرمایۂ شاہی وقار است   شہ آں باشد کہ چوں کوہ استوار ست

بادشاہ سے کوئی ایسی حرکت ظاہر نہیں ہونی چاہیئے جو باعثِ خفت ہو۔ ڈاڑھی مُنڈانا سب سے بڑی سُبکی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے ترک کرو۔ دیگر یہ کہ تم نے وزیروں

www.maktabah.org

کو اس قدر ملک دے رکھا ہے کہ اپنے برابر کر دیا ہے۔ سب مغرور ہو کر تمہارے حکم سے سر پھیرتے ہیں۔ اس کے عوض سپاہ کو دو کہ تمہارے کام آئے۔ امرا کو صاحب خزانہ کرنا سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمہاری سلطنت کمزور ہو گئی ہے۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کر کے محمد شاہ کو رخصت کیا۔ بادشاہ جب اپنے لشکر میں آیا۔ تو ہندوستانی سپاہیوں کی جان میں جان آئی۔ دوسرے دن محمد شاہ نے صمصام الدولہ کی امیر الامرائی نظام الملک کے بیٹے فیروز جنگ کے سپرد کی۔

برہان الملک کا نادر شاہ کو خطرناک مشورہ

برہان الملک یہ سن کر بہت کڑھا۔ کیونکہ وہ آپ اسامی کا امیدوار تھا۔ اس نے نادر شاہ کو کہا کہ بادشاہ ہند میں آیا۔ اس ملک کو فتح کیا۔ خدا مبارک کرے لیکن افسوس ہے کہ شاہجہاں آباد جیسے بے نظیر شہر کی سیر نہ کی۔ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ جس قدر رقم انہوں نے بطور تاوان جنگ دینی منظور کی ہے۔ شہر چل کر اس سے سو گنا دوں گا۔ نادر نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا۔ نظام الملک کو بلا کر بٹھا لو پھر جو مانگو گے مل جائے گا۔ کیونکہ ہندوستان میں سوائے نظام الملک کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا بادشاہ اور وزیر دونوں محض کٹھ پتلی ہیں۔ چنانچہ نظام الملک کو پکڑ منگایا اور کہا اب مصلحت یہی ہے کہ محمد شاہ کو بلاؤ۔ نظام الملک نے جب دیکھا کہ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے تو مجبوراً بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ اگر کچھ آپ سے ہو سکتا ہے تو کر گذرو ورنہ خود آجاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے ہو کر رہے گی۔

محمد شاہ گرفتار ہو گیا

جب بادشاہ نے دیکھا کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں اور اناج نام کو نہیں ملتا تو مجبوراً جواہر و یاقوت ہاتھیوں پر لاد کر نادر شاہ کے پاس لے گیا۔ اور کہا کہ میں حاضر ہوں۔ جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔

www.maktabah.org

لیکن اس قدر بندگانِ خدا کو جو میرے سبب ہلاک ہو رہے ہیں۔ چھوڑ دو۔ نادرشاہ نے بادشاہ کو اطمینان دلایا۔ اور بڑی عزت سے خیمے میں نظر بند کیا۔ اس خیمہ کے گرد اپنے سپاہی بٹھا کر حکم دیا کہ سوائے بادشاہ کے خاصوں یا مقرب امراء کے اور کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے۔ اور نہ بادشاہ کسی کو بلائے۔ جب یہ وحشت اثر خبر محمدؐشاہ کے لشکر میں پہنچی، تو تمام گھبرا اُٹھے۔ اور رونے لگے۔ ؎

دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت | دریغا کہ شد ملک شوریدہ بخت
دریغا ضیاءِ ملک اختر نماند | دریغا کہ سلطان کشور نماند
بنا کام بہ شکست سرو سہی | دریغا کہ از باغ شاہنشہی
کہ ناپائدار است نامہرباں | چرا دل بیندو بمہر جہاں
گہے پشت بر زین گہے زیں بر پشت | چنیں است رسم جہاں نادرست

دوسرے دن نادرشاہ نے اپنے سپاہی بھیج کر محمد شاہ کا تمام مال و اسباب اور زر و جواہرات اور خزانہ وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعد ازاں وزیر اعظم ہند اعتماد الدولہ کو بھی بلا بھیجا۔ اکثر امیروں نے جو اس وقت لشکر میں تھے۔ وزیر سے عرض کیا کہ اب بھی ہماری فوج کی تعداد کافی ہے۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو جو سپاہی آئے ہیں انہیں دُور کر دیا جائے۔ پھر جو مناسب سمجھیں کریں۔ وزیر نے کہا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ یہ باتیں اب کام کی نہیں۔ یہ کہہ کر وزیر اٹھا اور اپنے سپاہیوں کو کہنے لگا۔ کہ جہاں تمہاری مرضی ہے چلے جاؤ۔ اور خود چند ایک آدمی لے کر نادرشاہ کے لشکر کی راہ لی۔ اور شاہِ ایران کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اسے بھی وہیں بٹھا دیا گیا جہاں محمد شاہ اور نظام الملک بیٹھے تھے۔ وزیر کے چلے جانے کے بعد لشکر میں استقلال نہ رہا۔ جس کا جدھر رُخ ہوا بھاگ گیا۔ لیکن پھر بھی بے چاروں کو نجات نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ سو سو کوس گرد و نواح تک نادرشاہ کی فوج تاخت و تاراج کر رہی تھی۔ جو ہندی سپاہی ملتا اُسے قتل کر دیتے

www.maktabah.org

چنانچہ یہاں سے دہلی تک شہر کے قتل عام کے علاوہ چار لاکھ آدمی قتل ہوئے[1]

---

[1] نادر شاہ درانی کے حملہ کی تباہ کاریوں سے مغل سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں۔ دوسری طرف مسلمان معاشرے میں جو زبوں حالی آئی اس کے اثرات صدیوں رہے۔ نادر شاہ کے معاصر مؤرخین نے سلطنت مغلیہ کی تباہی اور دار السلطنت دہلی میں قتل عام کے واقعات کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تو نادر شاہی تباہی کے حملہ سے پہلے ہی پیش گوئی کر دی تھی۔ انہوں نے اعیان سلطنت کو خبردار کر دیا تھا کہ آباد بستیاں برباد اور تباہ ہو جائیں گی۔ ایسی آفت آئے گی کہ اس کا علاج ارکانِ سلطنت نہ کر سکیں گے پھر ایسا ہی ہوا کہ دار السلطنت دہلی آفات کی زد میں آ گیا۔

شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی میں لکھا ہے کہ "نادر شاہ کے سپاہی جس جاندار کو پاتے خواہ وہ انسان ہوتا یا حیوان قتل کر دیتے۔ انہوں نے کتے بلیوں تک کو نہ چھوڑا۔ شہر کے مکانوں اور بازاروں کو آگ لگا دی۔ قتل ہونے والوں کے پشتے کے پشتے لگ گئے۔ چاندنی چوک میں خون کی ندیاں بہنے لگیں ۔۔"

"نادر نامہ ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۲ء میں لکھا گیا کہ نادر شاہ کے سپاہیوں نے محلوں اور گھروں کو لوٹنے کے بعد آگ لگا دی۔ اور اس قدر دست درازی کی کہ اس سے بڑھ کر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس نادر شاہی طوفان سے بچنے کے لئے بہت سے لوگ دہلی کی جامع مسجد میں چلے گئے۔ مگر نادر شاہی سپاہیوں نے وہاں بھی پہنچ کر ایک ایک کو قتل کیا۔ اور ایک شخص بھی زندہ نہ بچا۔ جب مسجد سے لاشوں کو صاف کیا گیا تو چھ سو بیاسی لاشے اٹھانے پڑے۔ ان میں علماء و فضلاء، اولیاء، استاد، مرید اور مرشد سب تہ تیغ کر دیئے گئے۔ عوام الناس کے قتل کے علاوہ نادر شاہ نے ارکانِ سلطنت کو بلا بلا کر ان کے پیٹ چیر دیئے بعض کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ بعض کی گردنیں کاٹ کر قتل کر دیا گیا۔ تاریخ نادری میں نادر شاہ کی واپسی پر صوبہ لاہور کا نقشہ بھی کھینچا ہے کہ پنجاب کو خاک برابر کر دیا۔ شہروں کے شہر خالی ہو گئے۔ نادر شاہی سپاہی جس بستی میں جاتے ہر متنفس کو بے دریغ قتل کر دیتے اور بستی کی یہ حالت ہوتی "گویا در آنجا گاہے آبادی نبود"۔"

www.maktabah.org

قیوم چہارم کی دُعا

جب بادشاہ کے نظر بند ہونے کی خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سنی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اہل شہر کے وردِ زباں حسب ذیل شعر پڑھا۔ ؎

بصد درد و غم دست بر سر زناں ۔۔۔ حشر فشاں وجوشاں و یکہ کناں

اور نہایت عاجزی سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ کے لئے درخواست کی۔ آنجناب نے بہت توجہ اور دعا کے بعد فرمایا۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ کسی اور کو بادشاہ نہیں ہونے دیں گے۔ فضل الٰہی سے امید غالب ہے کہ پھر بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھے گا۔ اہل شہر کو آنحضرت کے فرمانے سے تسلی ہوئی۔

مغل پورہ حضرت خلیفۃ اللہ کی وجہ سے دارالامان بن گیا

مغل پورہ کے لوگ ان دنوں بکثرت بھاگ رہے تھے کیونکہ مغل پورہ دہلی کے شمال کی طرف تھا۔ اور بادشاہی فوج کے شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے مغل پورہ ہی رستے میں آتا ہے۔ اس واسطے لوگ اس محلہ کو چھوڑ کر احتیاطاً قلعہ کے اندر جا رہے تھے۔ آنحضرت نے بہتیرا فرمایا کہ مغل پورہ ہر طرح سے محفوظ ہے اس کے چاروں طرف فرشتے مقرر ہیں۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کے قول کو نص قاطع سمجھتے تھے وہ تو یہیں رہے لیکن جن کے یقین ٹھیک نہ تھے۔ وہ کچھ تو چلے گئے اور بعض نے اپنے اہل و عیال کو کہیں بھیج دیا۔ جو لوگ مغل پورہ سے نکلے وہ یا تو قتل ہوئے یا بلائے عظیم میں گرفتار ہوئے اور جو اسی محلہ میں رہے۔ انہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہوئی۔ ان دنوں مغل پورہ آنجناب کی برکت سے گویا نوح علیہ السلام کی کشتی بنا ہوا تھا۔ کہ جو اس میں بیٹھا بچ رہا۔ اور جس نے مخالفت کی ہلاک ہوا۔ ؎

چو کشتیٔ نوح آں رسول خدا ۔۔۔ مصون گشت آں مسکنِ رہنما

سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ نادر شاہ کا لشکر مغل پورہ کے قریب شہر کے باہر پڑا تھا

www.maktabah.org

اور مغل پورہ میں سے ہو کر گذرتا تھا لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ مغل پورہ میں سے کسی کو پوچھے کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ جب اس محلہ سے باہر نکلتے تو پھر ظلم و تعدی کرتے۔ باقی تمام شہر میں غلّہ میسر نہ ہوتا۔ اگر کہیں تھا بھی تو چھپا کر گراں قیمت پر فروخت ہوتا تھا مغل پورہ میں دکانیں کھلی تھیں۔ اور علانیہ سستا فروخت ہوتا تھا۔ تمام شہر کے بازار بند تھے۔ لیکن مغل پورہ کے کھلے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان دنوں شہر میں نادری فوج کے ڈر سے لوگ مسجدوں میں نماز باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اکثر مسجدیں خون سے اٹی ہوئی تھیں۔ اور مُردوں سے پٹی ہوئی تھیں۔ کیونکہ لوگ جان کے ڈر سے مسجدوں میں چھپتے تھے۔ اور وہ بدبخت مسجدوں میں بھی گھس کر انہیں قتل کر جاتے تھے۔ لیکن خانقاہ میں آتے تھے۔ جو آئے وہ دینی دنیاوی تکلیف سے محفوظ رہتے۔ یہ بھی آنحضرت کی کرامت تھی الغصۃ نادر شاہ نے برہان الملک اور وزیر ہند کے چچازاد بھائی ظہیر الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کی خاطر بھیجا۔ اور ایک ہزار اپنے سپاہی ان کے ساتھ کر دیئے۔ جنہوں نے آ کر شہر کا بندوبست کیا۔ اور نادری سپاہیوں کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ جب نادری آدمیوں کے قبضے میں قلعہ آگیا۔ تو ان بدبختوں نے شہر میں ظلم وستم اور زیادہ کر دیا۔ برہان الملک اور ظہیر الدولہ نے اپنے اچھے اچھے آدمیوں کو آنحضرت کی خانقاہ بلکہ تمام مغل پورہ کی حفاظت کی سخت تاکید کی کہ کوئی شخص خانقاہ میں نہ آنے پائے۔ نادر شاہ ان دونوں کو بھیجنے کے بعد خود بھی دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوا۔

www.maktabah.org

دارالخلافت دہلی میں قتلِ عام

مؤرخین نے جہان کے احوال پر اختلال اور حادثاتِ عظیمہ تواریخ کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ بخت نصر کا بنی اسرائیل کو قتل کرنا۔ پھر اس کا فارس پر قابض ہونا۔ چنگیز خاں کا ایران اور توران پر غالب آنا۔ اور اس کا ان ممالک میں خونریزی کرنا، ہلاکو خاں کا عراق پر چڑھائی کرنا اور خلفائے بنی عباس کو قتل کرنا۔ اگر گذشتہ واقعات کا مقابلہ نادری کشت وخون سے کیا جائے تو اغلب ہے کہ یہ اُن سے بڑھ جائے۔ کیونکہ گذشتہ حادثات میں صرف قتل ہی تھا لیکن اس میں پہلے طرح طرح کا عذاب دے کر پھر قتل کیا جاتا تھا۔ بے عزّتی، بے حرمتی اور بے ستری اس کے علاوہ تھی۔ جو ہتک عزت ہندو مسلمان کی نادر شاہ کی قتل وغارت میں ہوئی کسی گذشتہ لڑائی یا ظلم میں ایسی نہ ہوئی۔ بلکہ ان کا لکھنا بھی مناسب معلوم نہیں۔ اتنی تکلیفوں مصیبتوں اور عذاب کے بعد قتل کئے جاتے تھے۔ نیز گذشتہ حادثات کسی ایک یا دو ممالک تک محدود تھے۔ صرف چنگیز خاں کا فتنہ وفساد کئی ممالک تک پہنچا۔ لیکن پھر بھی نادر شاہی قتل وغارت سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ اس میں تقریباً تمام جہان شامل تھا۔

نادر شاہ کے ایران پر غالب آنے سے لے کر شاہجہان آباد میں داخل ہونے تک حسب ذیل ممالک کو اس کے لشکر سے نقصان پہنچا۔ وہ یہ ہیں:- ایران، توران، ہمدان، جرجان، آذربائیجان، قم، کاشان، ہیاطل، خیاطل، حاجی، خجند، رشت، تسن، شروان نہاوند، اور گنج، گرد ونواح قپچاق، سچاق، فارس، یاروس، عراق، عرب، عجم، روس،

www.maktabah.org

طوس، قزوین، سلطانیہ، اگرخ، رماخ، کیلانات، خوارزم، ملکری، دشت بے، سعد چترال، پکیج، مکران، دلرسان، کردسان، اتروستان، مازندران، علوان، خراسان بدخشاں، نیمروز، سیستان، قہستان، سجستان، طبرستان، ترکستان، اور ہندوستان وغیرہ جہاں کہیں اس کا لشکر پہنچا، قتل وغارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بادشاہ رعایا، وضیع وشریف، چھوٹے بڑے، غرضیکہ کوئی ہو۔ سب کو ہزارہا طرح کا عذاب دے کر بُری طرح قتل کیا۔ گویا قیامت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ اب میں ان واقعات کا بیان لکھتا ہوں۔ جو نادرشاہی لشکر کے شاہجہان آباد میں داخل ہونے سے وقوع میں آئے۔ جن دنوں محمد شاہ اور نادرشاہ ایک دوسرے کے مقابل پڑے تھے۔ اور لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔

دہلی کی تباہی کی دردناک خبر

حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ آج صبح کی نماز کے بعد ایسا معلوم ہوا ہے۔ کہ سیاہ رنگ کا بگولا شمال کی طرف سے اٹھا اور اس شہر میں آیا۔ یہاں کے لوگ دیکھ کر گھبرائے۔ حتیٰ کہ اس بگولے سے شہر میں تاریکی پھیل گئی۔ صرف خانقاہ اور اس کے گردونواح (مغل پورہ) پر اس کا اثر تک نہیں ہوا۔ یہ بیان کر کے اس کی تعبیر یوں فرمائی۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔ لیکن حق تعالیٰ اس محلے کو اس بلا سے نجات دے گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ مغل پورہ آنجناب کی توجہ سے بالکل محفوظ رہا۔

فاتح اور مفتوح دہلی میں داخل ہوتے ہیں

نادرشاہ شاہجہان آباد سے چھ میل کے فاصلے پر آگیا۔ اور محمد شاہ کو معہ ارکان سلطنت ایک روز پہلے شہر میں بھیجا اور اپنے ایک ہزار سپاہی اس کے ساتھ کئے۔ اگرچہ شہر میں داخل ہوتے وقت سواری کی آرائش اور زینت بے ترتیب تھی۔ لیکن نہایت عزت سے بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر شہر میں لائے۔ اُمراء بھی اپنی

www.maktabah.org

اپنی فوجوں سمیت بادشاہ کے ساتھ تھے۔ شہر میں داخل ہوتے وقت لوگ بادشاہ کو سلام کرتے تھے۔ بادشاہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کرتا تھا کہ سلام نہ کرو۔ یہ عجیب حالت ہے کہ جاہ وحشم کے باوجود اپنی باگ دوسرے کے ہاتھ میں دے رکھی تھی۔ اپنے آپ کو مخالفوں کے روبرو ذلیل کرنا بعید از عقل ہے۔ بہرحال بادشاہ اپنے خاص قلعہ میں اُترا۔ امراء بھی اپنے اپنے مکانات میں اترے۔

دہلی والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی

نادری سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ان کے ظلم وستم کی خبر بادشاہ کو ہوئی لیکن پھر بھی وہ ظلم وتعدی سے باز نہ آئے۔ جب بادشاہ شہر میں داخل ہوا۔ تو اس کے دوسرے روز ۹ ذوالحجہ کو نادرشاہ بھی وہاں آگیا۔ گویا قران السعدین بن گیا۔ نادر نے حکم دیا کہ میری سواری کے وقت تمام بازار، کوچے، مکان اور دریچے وغیرہ بند ہوں۔ اگر کوئی کسی حیلے سے مجھے دیکھے گا تو قتل کیا جائے گا۔ اس کے خاص خیمے سے لے کر قلعے تک دو رویہ توپ بندوق کا پہرہ تھا۔ جو بادشاہ کے گذرتے وقت سر ہوتی تھیں۔ قلعہ میں داخل ہوتے وقت قطعی حکم دیا کہ شہر اور قلعہ کا بارودخانہ بالکل خالی کر دیا جائے۔ اس روز عجیب قسم کا شور وغوغا تھا۔ نادری سپاہی لوگوں کے گھروں میں بے دھڑک گھس آتے اور گھر والوں کو نکال کر خود قابض ہو جاتے۔ خلق اللہ نہایت اضطراب اور تہلکہ میں تھی۔ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو ایک نے یہ افواہ اڑا دی۔ کہ "جب بادشاہ قلعہ میں داخل ہوا اور بارود وغیرہ خرچ کیا گیا۔ تو گولی لگنے سے نادرشاہ مرگیا ہے۔"

دہلی والوں کا جوابی حملہ

شہر والوں نے جب یہ سنا تو شور مچ گیا۔ جہاں کہیں نادرشاہی لشکر تھا قتل کیا گیا۔ چنانچہ کئی ہزار قزلباش قتل ہو گئے۔ اور شہر کے اچھے اچھے امیر مثلاً اغرخاں وشہسوار خاں

www.maktabah.org

اور خواجہ نیاز خاں وغیرہ تمام شہر سے متفق ہو کر نادر شاہ کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ اور عام بلوہ ہو گیا۔ لوگ ایسے عاجز ہو گئے کہ ٹوپی اتار کر سر رذیل آدمی مثلاً حجام اور حمامی آدمیوں کے قدموں پر رکھ کر کہتے تھے کہ خدا و رسول کے واسطے بچا لو۔ ہم تمہارے ممنون احسان ہو کر اس ملک سے چلے جائیں گے۔ لیکن کوئی ان کی منت و سماجت نہ سنتا تھا۔ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیے جاتے تھے۔[1] جب یہ خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اور

---

[1] ۳۰ مارچ ۱۷۳۹ء / ۱۱۵۲ھ کو نادر شاہ دہلی میں تھا۔ عید کے موقعہ پر جامع مسجد دہلی میں نماز پڑھنے گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نماز عید سے فارغ ہو کر محمد شاہ کو بیس کروڑ تاوان ادا کرنے کا حکم دیا۔ کسی نے افواہ اڑا دی کہ نادر شاہ قتل کر دیا گیا ہے۔" اس افواہ سے دہلی والے نادر شاہی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور ہزاروں سپاہی قتل کر دیئے۔ ہنگامے کی خبر سن کر نادر شاہ باہر نکلا تو اس پر پتھراؤ کیا گیا۔ اسے غصہ آیا۔ اس نے فوج کو حکم دیا کہ دہلی میں قتل عام کیا جائے چنانچہ ایرانی فوجیں دہلی کے کوچہ و بازار میں ۹ گھنٹوں تک قتل عام کرتی رہیں۔ لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ مکان اور محلات جل گئے۔ سارے شہر میں چیخ و پکار اور رحم رحم کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ تمام امراء، سپہ سالار محمد شاہ کو لے کر وفد کی صورت میں نادر شاہ کے پاس روشن الدولہ کی مسجد میں گئے۔ اور رحم کی درخواست کی۔ مگر کسی کو نادر شاہ کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی۔ آخر نظام الملک گلے میں پگڑی ڈال ننگے سر مسجد میں گیا۔ اور کہا:

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی - مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

نادر شاہ نے تلوار میان میں ڈالی۔ قتل عام بند کرنے کا حکم دیا۔ ایک دن کے ہنگامے میں ڈیڑھ لاکھ شہری قتل کر دیئے گئے، عورتیں بچے، بوڑھے سب کے سب گاجر مولی کی طرح کاٹ دیئے گئے۔ دہلی والے اس قدر دہشت زدہ تھے کہ نادر شاہ کا ایک ایک سپاہی دس دس ہندوستانیوں کو قطار میں کھڑا کر کے قتل کر دیتا تھا۔ نادر شاہ کی فوج نے قتل عام تو بند کر دیا مگر دہلی کی دولت کو خوب لوٹا۔ ایک انگریز مورخ نے لکھا ہے کہ نادر شاہ نے دہلی سے پچاس کروڑ پونڈ لوٹے تھے۔ ہندوستان کا ہیرا کوہ نور اور تخت طاؤس اسی مال غنیمت میں گیا۔

www.maktabah.org

بعض نے عرض کیا کہ نادر شاہ کی بابت جو خبر اُڑی ہے آیا سچ ہے یا جھوٹ؟ آنحضرت نے توجہ کے بعد فرمایا کہ یہ خبر جو لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے محض جھوٹ ہے۔ بہتر ہے کہ جو لوگ لڑ رہے ہیں باز آجائیں۔ ورنہ اس کا بدلہ بہت برا انہیں ملے گا۔ اور بلائے عظیم نازل ہو گی۔ آنحضرت کا فرمان مفسدوں کو پہنچایا گیا لیکن بلوہ اس قدر عام ہو چکا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ لوگ جنگ میں مستی ہی میں اور وعظ و نصیحت ان پر کارگر نہیں ہوئی تو پھر اس بارے ہی متوجہ ہو کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر اس وقت بڑے بڑے ارکان یعنی نظام الملک اور اعتماد الدولہ سوار ہو کر جنگ کریں۔ تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں فتح نصیب ہو گی۔ چند ایک مغل جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہیں فرمایا کہ تم جا کر وزیر اور نظام الملک سے یہ بات کہہ دو۔ اگر اس پر عمل کریں۔ تو بہتر ورنہ سخت ندامت اٹھائیں گے۔ جب آنحضرت کا پیغام مغلوں نے امراء کو پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے صلح کر لی ہے اب ہم کیونکر جنگ کریں۔ بلکہ جو لوگ جنگ کر رہے ہیں ان میں سے بھی اکثر کو منع کیا۔ اور واقعی سخت ندامت اٹھائی۔ الغرض دوپہر سے لے کر ساری رات یہ شور و غوغا مچا رہا۔ رات کو جب نادر شاہ اس ہنگامے سے باخبر ہوا۔ تو پوچھا۔ کہ شہر میں شور کیسا ہے؟ کہا شہر باغی ہو گیا۔ بادشاہ سے پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں۔ پھر آدمی بھیج کر وزیر اور نظام الملک سے پوچھا انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اس رات نادر کے ساتھ تھا۔ تمام رات گھبرایا ہوا کھڑا رہا اور کہتا رہا کہ اب رات ہے میں کچھ نہیں کہتا۔ کل جو مناسب ہو گا کروں گا۔ ؎

چو فردا بر آید بلند آفتاب — من و گرز و میدان و افراسیاب

صبح جبکہ مشرقی بادشاہ ختائی اور چینی ترکوں کی مدد کے لئے نکلا۔ اور ہند کے لشکر کو شکست دی یعنی آفتاب عالمتاب جہاں سوز ستاروں کی سپاہ پر غالب آیا۔ ؎

روز دیگر کہ ایں جہان پر غرور — یافت از سر چشمۂ خورشید نور

www.maktabah.org

دوسرے دن صبح کو جو صبح قیامت کا نمونہ تھی۔ نادر شاہ نے توپچیوں کو حکم دیا۔ کہ قزلباش لشکر کو جمع ہوے

بفرمود تا رخش رازیں کنند | دم اندر دم نامے زریں کنند
بفرمود تا زیں براد ہم نہند | بہ پشت صبا مند جم نہند

نادر شاہ سوار ہو کر شہری مسجد میں جو قلعہ سے تین تیر پہ تاب کے فاصلہ پر تھا آبیٹھا اور اپنی فوج کو ے

ہمچو سگ تولہ ہمہ دست دیائے | ہمچو زر قلب ہمہ نارواے
چہرہ شاں وبہ نیم یافتہ | جائے بجائے کہ لک وخم یافتہ
ریش نہ پیرامن چنداں زنج | سبزہ کجا بُرد وید از روئے بیخ

جہاں نما جامع مسجد میں سپاہیوں کو بھیجا کہ وہاں خلقت جمع ہے۔ حکم دیا کہ وہاں تمام علماء و صلحاء کو یک لخت قتل کردو۔ ان ملعونوں نے تلواریں سونت لیں اور وہاں جا کر سب کو قتل کر دیا۔ بہتیرے اپنے آپ کو طالب علم ظاہر کرتے اور قرآن شریف کو ہاتھ میں لے کر شفیع بناتے لیکن ان کی ایک نہ سُنی گئی۔ سب کو قتل کر کے مسجد کو لاشوں سے بھر دیا۔ اور دیواریں، صحن اور چھت سب خون آلود کر دیئے۔ مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ چند ایک مقامات سے مسجد بھی زخمی ہوئی۔ ے

اولا بردند زہر یک از سرادخانماں | ہرچہ بود از نقد وجنس اندر نہاں و آشکار
تاج بربودند از منبر چو دستار از خطیب | طاق برکندند از مسجد چو زنبیل از نیاز
بوریا در ناخن عابد زنار ہر یک کہ خیر | حلقہ بیروں کن زگوش و طوق پیش ولیس نماز

ایسا فعل قبیح کرنے کے بعد وہ ظالم اور خونخوار اسی پہ اکتفا نہ کر کے اپنے لشکر کو جو وحوش سیرت اور بہائم سیرت تھے گویا دین و ایمان کی ان میں بُو ہی نہ تھی ے

ہمہ از دین تہی و پُر از ہوس | ہمہ تاریک روئے و شوم نفس

www.maktabah.org

بادطبعاں خسر گدائی ہمہ　　　چوں سگ وگربہ ناں رہائی ہمہ

قتلِ عام کا نادر شاہی حکم

قطعی حکم دے دیا کہ اس شہر کے ہر ایک جاندار کو قتل کردو۔ ان بدبختوں نے شہر کا رُخ کیا جہاں کسی کو پایا قتل کیا۔ حتیٰ کہ کہتے ہیں حیوانات کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔

سیاست در آمد بہ گردن زنی　　　زچشمِ جہاں دور شد روشنی

ستونِ عَلَم جامہ در خوں زدہ　　　نجات از جہاں خیمہ بیروں زدہ

شہر میں اس قسم کا قتلِ عام ہوا کہ خون کے دریا بہ نکلے جو تالاب شہر کی مسجد کے اندر تھا وہ خون سے پُر ہوگیا۔ گویا در و دیوار سے خون برس رہا تھا۔ خون کی لہریں آسمان تک پہنچ گئیں۔

زبس کشتہ پشتہ جہاں گشت خم　　　وزیں سوئے دیگر زمیں داد نم

واقعی جو شخص ملا اسے نابود کردیا جو سامنے آیا اسے پناہ نہ ملی۔

کشتہ ایں تیغ سیاست بسے ست　　　آنکہ اماں یافت اندکم کسے است

راند چو بر تختہ ہستی قلم　　　عَالِیَہَا سَافِلَہَا زد رقم

غرضیکہ قتلِ عام اِس قدر ہوا کہ کنوئیں، مسجدیں، بازار اور گھر مُردوں سے پُر ہوگئے۔

دیدی کہ ہوا چہ حد سردی کرد　　　با پیر و جواں چہ ناجوانمردی کرد

بلکہ گہرے کنوئیں اس طرح مُردوں سے پُر ہوئے کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہاں کنوئیں ہیں بھی یا نہیں۔ مسجدوں کی محرابیں کشتوں سے بند ہوگئیں۔

عقل دریں واقعہ سرمست ماند　　　عاقبت از صبر تہی دست ماند

تمام گلی کوچے اور بازاروں میں پہاڑوں کی طرح کشتوں کے پُشتے لگ گئے تھے۔ جن پر سے گذرنا مشکل تھا۔

بسکہ چشمانِ تو خونِ اہلِ عالم ریختند　　　پُشتہ پُشتہ کشتہ در کوئے تو برہم ریختند

www.maktabah.org

اس روز بعض بچے جو خوبصورتی میں بے مثل تھے جب انہوں نے لوگوں کو قتل ہوتے دیکھا تو بے اختیار گھر کے کونوں تے سے نکل دوڑنے لگے۔ لوگ انہیں بغل میں لے کر روتے تھے اور خود بھی انہی میں شامل ہو جاتے تھے ؎

برگِ گلِ رخسارہ سرو قد خوباں چو گل　　چشم گردوں چو سحاب از روئے عبرت اشکبار
تودہ تودہ بے کفن اندامہائے نازنین　　درمیان خاک خوں افتادہ چوں خس خار زار

وہ سنگدل ان نازنینوں کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کرتے تھے ؎

گماں مبر کہ ز تاثیر ابر و باراں است　　کہ چرخ روئے زمیں را ہمے کند تزئین
زبس کہ ریخت فلک خوں شاہداں بہ خاک　　ہمے دمد ز زمیں سوسن و گل و نسرین

دہلی کی تباہی ناقابلِ بیان تھی

یہ اس قسم کی صورت حال تھی کہ نہ زبان سے بیان ہو سکتی ہے نہ قلم سے لکھی جاتی ہے۔ نہ کانوں سے سُنی جاتی ہے۔ اس قدر ظلم و ستم برپا ہوا۔ کہ گویا موالید ثلاثہ (نباتات، حیوانات جمادات) کا قتل عام تھا۔ جہاں کہیں انسان، حیوان یا ذی رُوح کو پاتے فوراً قتل کرتے اور درختوں کو گویا جڑ سے اکھاڑتے یا کاٹ ڈالتے، عمارتوں کو گراتے۔ آلات و اجناس جس قدر اُٹھا سکتے لے جاتے۔ باقی کو جلا دیتے۔ وہ خناس اور غول بیابانی گویا انسان ہی نہ تھے۔ کہ ان کا کوئی مقابلہ کرے۔ یوں سمجھو کہ پہاڑی حیوانات نے انسانی صورت اختیار کر رکھی تھی۔

؎ گروہے نہ بر صورت آدمی !　　ز مردم جدا دور از مردمی
ز خار و خسک ہر طرف بیشتر　　ز افعی و عقرب بد اندیشتر
شتابندہ اول بتاراج مال　　روندہ آنگہے سوئے اہل و عیال
جہاں را پس از کشتن کدخدائے　　بر اندوزنند آتش اندر سرائے
نہ در دل ترحم نہ در دیدہ شرم　　زباں ہم نگردد بہ گفتار نرم
بکثرت فزوں اندازہ دیو و دد　　خداوند دیو و دد از عدد

www.maktabah.org

ترا بند ز ایشاں فراواں شبے　　بعمرے نگیرد یکے راہ پتے
چو سگ جیفہ خوارند گندہ دہن　　ہمہ یادہ گو ہمچو زاغ و زغن
بود ہر چہ بینند در آب و خاک　　خورند و ندارند و آں ہیچ باک
چو جز خارج آوازہ کو تہ قدم　　چو افعی وار قسم سرا سر شکم
خرابہ نشینند چوں جغد و بوم　　قدمہائے نازک بد بیدار شوم
زنے را گہے خواستند دہ تنند　　چو سگ مادہ و اند زنی یکہ ہہند
ہمہ بے حمیت بسانِ خروس　　گہے جفت شاں بادر و کہ عروس
بہ شہوت ذرہ آئند در پیش ہم　　ندارند شرمے ہم از خویش ہم
نہاں زیرِ موئیند چوں دام و دو　　لباس جد رستہ ہم از جد
زن و مرد را موئے سر تا بپائے　　شدہ پوشش بانوے کد خدائے
رود بادشاں گو بسوئے مغل　　رود تا بفرسنگ بوئے بغل
مراں بذرگاں راز نانے عجب　　زبان داں شاں نے عجم نے عرب
ہمہ پیل پائند و بازو ستون!　　ز فرہاد در زور بازو فزوں
جو بہ گردن دو دوش بار آورند　　شتر بارہ بے پیل وار آورند
بتنگ گور را در زمین درست　　بگیرند بالا نہندش بہ پشت
زناخن بجنار را خراش آورند　　چناں سنگ را در تراش آورند
چنار چہل سالہ را بے سخن　　گرفتن توانند کندن زبن
بہ غبت نجابند بہ نخچیر را　　بد انساں کہ سگ پائے نخچیر را
ہمہ دیو ساراں ژولیدہ موئے　　بہ ریش دراز و دراز ئے موئے
بود جامہ تن تا بزانہ یے شاں　　خدا یا نہ بیند کسے روے شاں
نہ ہر موئے آلودہ ہر بردت　　گرسنہ سگے را تواں داد قوت

www.maktabah.org

فتادہ بسانند دو دنداں دراز | شتر لب و دانند دو دنداں گداز
ز سرما دگرما ندارند باک! | نہ سکند و آہن نہ از آب و خاک
ندارند کارے بجز خورد و خواب | ندانند چیزے بجز نان و آب
بجنگ اندر آیند خورد و بزرگ | بچنگال و دنداں چو دنداں گرگ
چو در پیش گیرند راہ گریز | بخندند بر توسن تیز خیز

جب قتلِ عام کی خبر حضرت قطب الاقطاب قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنی۔ دوپہر کے قریب خواجہ قیلولہ کے وقت میرے (مولفؒ) بھائی حقائق آگاہ معارف دستگاہ شیخ محمد محسن سلّمہ ربہٗ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ سارا شہر قتل ہو گیا ہے اور اب اس محلہ کا رخ کیا ہے۔ چونکہ آنحضرت کو الہامات کے ذریعہ اس محلہ کی حفاظت اور اطمینان تھا۔ اس واسطے آنحضرت کے مزاج مبارک کو کسی قسم کا اضطراب نہ ہوا۔ بلکہ یہ خبر سن کر فرمایا کہ یہ محلہ بلا سے محفوظ ہے۔ فضلِ الٰہی سے اسے کسی قسم کی مصیبت نہ ہو گی۔ مطمئن ہو کر گھروں میں بیٹھے رہو۔ بعد ازاں سر سرہانے پہ رکھ کر سو گئے لیکن حقیقت میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی ایک گھڑی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ تمام اہل شہر ٹڈی دل کی طرح قتلِ عام کے خوف سے آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آئے اور ہزارہا باشندے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد جمع ہو کر آہ و زاری کرنے لگے۔ اچانک بے کسوں کے فریاد رس اور جہان اور اہلِ جہان کے قبلہ توجہ اس شور و غوغا سے جاگ پڑے اور کیفیت پوچھی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ شہر کے لوگ جو تلوار سے بچ رہے ہیں وہ قتل کے خوف سے بھاگ کر اس بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور نادری لشکر اُن کے تعاقب میں ہے۔ چنانچہ قریب آ پہنچے ہیں ؎

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز | محروم ز درگاہ توکے گردد باز

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد زبیر نے عوام الناس کو تسلّی دی

آنحضرت کو یہ سن کر بندگانِ خدا کی حالت پر رحم آیا۔ ہر ایک پر مہربانی کر کے فرمایا کیوں گھبراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اب تمہیں اپنے فضل و کرم سے اس بلائے عظیم سے بچا لیا ہے۔ چونکہ آنحضرت نے کشفِ باطنی سے لوگوں کی نجات معلوم کر لی تھی۔ اس واسطے ان کی تشفی کی۔ چونکہ وہ گھبرائے ہوئے بہت تھے۔ اس واسطے انہیں پوری تسلّی نہ ہوئی۔ پھر عرض کیا کہ جتنی فوج ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ اگر وہ اپنی قمچیاں بھی پھینکیں تو بھی خانقاہ پُر ہو جاتی ہے۔ جب اِن لوگوں نے منت و سماجت بدرجہ غایت کی۔ تو آنجناب نے۔ از راہِ لطف و کرم جو آنحضرت کو خلقت کے حال پر تھا۔ ان کی تسلّی کے لیئے تازہ وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں اس بلا کے دفعیہ کے لئے دُعا کی۔ دیر تک دعا کرنے کے بعد چہرہ مبارک پر بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب خلقت کا رنج و محن خوشی سے بدل گیا۔ پھر آنحضرت نے خلقِ خدا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے بارگاہِ الٰہی میں منت و سماجت کر کے یہ بلا تم پر سے ٹلوا دی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کا عوض مانگتا ہے۔ دیکھئے اس امرِ عظیم کا عوض کیا ہو۔ لوگوں کو اس بشارتِ عظمیٰ سے تسکین ہوئی۔ القصہ جب شہر میں قتلِ عام حد کو پہنچ گیا۔ اور صبح سے لے کر ظہر تک لوگ قتل ہوتے رہے۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت یہ حال دیکھ کر کڑھتے تھے۔ آخر نظام الملک اور اعتماد الدولہ وزیر نے نادر شاہ کے پاس آ کر معافی مانگی اور عذر کئے۔ اور خدا اور رسول کو شفیع بنایا۔ تب کہیں اس ظالم کے دل میں رحم آیا۔ اور اس نے قتل کی ممانعت کی۔ حکم دیا کہ کسی کو کچھ نہ کہو۔ قاصدوں نے سپاہیوں کو یہ پیغام پہنچایا ؎

بقعۂ کہ ز انساں بماند در حیوان	کنند تہنیت یکدگر کنوں نجات
ز سر گرفت طبیعت توالد انسان	بروئے بند گئے در گہش دگر بارہ

www.maktabah.org

بدیدہ مے شود اشتائے حرث نسل وجود وزاں سپس کہ پرورد صواعق بطلاں
تو عمر نوح بیابی از انکہ در عالم عمارت از سرنو پدید آمد از پس طوفاں

قتل عام رک گیا

لوگ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکرانہ آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ دوسرے دن جن امرار نے نادری سپاہیوں کو قتل کیا تھا وہ ان کے عوض قتل کئے گئے۔ ان میں سے ایک اعزاز خاں بھی تھا۔ کیونکہ اس نے بھی بہت سے نادری سپاہی قتل کئے تھے۔ اس نے سزا سے ڈر کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تسلی رکھو تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہم تمہاری طرف متوجہ ہیں۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے نادرشاہ کو رحم آ گیا اور اعزاز خاں کو خیر و عافیت سے رخصت کیا۔ بعد ازاں حکم دیا کہ جس جس محلے میں نادری فوج قتل ہوئی ہے اس محلے کو سزا دو۔

مغل پورہ پہ نادری فوج کی یلغار

مغل پورہ کے آدمیوں نے بھی تعدی کی تھی اس محلے کو بھی سزا دینی چاہی۔ چند روز مغلپورہ میں یہ شورش رہی۔ بعض نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب نقل مکان فرمائیں تو بہتر ہو گا۔ آنحضرت نے انہیں تسلی دے کر فرمایا۔ کہ کسی قسم کا خطرہ نہ کرو۔ یہ محلہ آفت سے محفوظ ہے۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے یہ محلہ محفوظ رہا۔ حتیٰ کہ دوسرے محلوں کے لوگ اس میں آ کر رہنے لگے۔ قتل عام کے بعد شہر ایسا بھیانک ہو گیا کہ خارج از بیان ہے۔ کیونکہ تمام گلی، کوچے اور بازار کشتوں سے پُر تھے۔ بازار کی دکانیں اور گھر گرے ہوئے تھے اور مردوں کے گلنے سڑنے سے شہر میں سخت عفونت پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ اپنی زندگی سے تنگ آ گئے حتیٰ کہ خود نادرشاہ کی وحشی سیرت فوج بھی اس معاملہ سے تنگ آ گئی تھی۔ مُردوں کو جلایا۔ تو تعفن اور بھی زیادہ ہو گیا۔ شہر کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ وہ شہر جو روئے زمین پہ رشک ارم و خلد بریں تھا۔ خاک سیاہ ہو گیا

www.maktabah.org

اس شہر کے حادثہ پر زمانہ سابق کی ایک نقل یاد آگئی ہے جو لکھی جاتی ہے۔

نادر شاہی حملے نے چنگیز خان کے حملوں کی یاد تازہ کردی

تمثیل: جب چنگیز خاں سلطان محمد خوارزم شاہ کو فتح کر کے اس کے شہروں اور قلعوں کی طرف متوجہ ہوا تو اس کے ایک افسر نے دارالخلافہ ہرات میں ایسا قتل عام کیا کہ ایک ذی روح کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ صرف مولانا شرف الدین خطیب معہ پندرہ آدمیوں کے ایک گوشے میں رہ گئے۔ ان میں سے ایک شخص بازار میں ایک دکان پر بیٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جب کوئی نہ پایا تو چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب عمر بھر فراغت سے گذرے گی۔ بعد ازاں پچیس آدمی گرد و نواح کے ان سے ملے۔ اور سولہ سال تک صرف چالیس آدمی اس شہر میں آباد رہے۔ وہ گو جان سے بچ گئے لیکن روٹی نہ ملتی تھی۔ مُردوں کے سوکھے گوشت پر گذارہ کرتے تھے۔ ؎

میکند ہردم بجائے بلبلاں فریاد بوم　　　الفرار اے عاقلاں زیں محنت آباد الفرار

www.maktabah.org

نادر شاہ کا دہلی پر تسلّط ہو گیا

نادرشاہ نے قتل عام کے بعد شہر کے دروازوں کو بند کرا کے اپنی فوج چاروں طرف مقرر کر دی کہ باہر کے لوگوں کو اندر نہ آنے دیں۔ اور غلّہ وغیرہ اشیاء کی خرید و فروخت نہ ہو۔ ان بدبختوں نے شہر کے چالیس کوس گرداگرد لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ شہر میں غلہ کی گرانی اس قدر ہوئی کہ بڑے بڑے امیر بھوکوں مرنے لگے۔ ان کا ظلم و ستم افراط کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ بڑے بڑے امیر آدمیوں سے وہ سخت کام کراتے تھے۔ جن کے کرنے سے وہ عاجز تھے۔ جب کرنے سے انکار کرتے تو انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے۔

بُرہان الملک غدارِ ملک کا عبرتناک حشر

اس اثنا میں نادرشاہ نے برہان الملک کو کہا کہ جس تاوان کا وعدہ تم نے کیا تھا۔ دلاؤ۔ اس نے کہا۔ اگر آپ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھائیں۔ اور جس طرح مَیں کہوں اس طرح کریں۔ تو تھوڑے عرصے میں بہت سا روپیہ حاصل ہو سکتا ہے۔ نادر نے غضبناک ہو کر کہا۔ او نمک حرام! کیا تجھے یہ بات زیب دیتی ہے؟ کہ اپنے بادشاہ کے بارے میں جس کے وسیلے سے تو اس مرتبہ کو پہنچا ہے۔ ایسی بات کہتا ہے کہ اسے سلطنت سے دُور کرتا ہے۔ اگر اس سے تمہارا یہ سلوک ہے تو ہم سے کیا کرو گے۔ بعد ازاں سخت جھڑکی دے کر کہا کہ جس روپیہ کا تو نے ہم سے اقرار کیا ہے جلدی لا ورنہ پچھتائیگا

www.maktabah.org

اس نے اپنے گھر آکر روپے کا بندوبست کیا لیکن مقررہ روپیہ پورا نہ ہو سکا۔ اس واسطے مجبوراً زہر کھا کر خودکشی کی۔ نادر شاہ نے اپنے دو ہزار سپاہی اس کے بھتیجے کے ساتھ بھیجے کہ جس قدر روپیہ ہو سکے اس کے گھر سے لے آئے۔ وہ بدبخت دہلی سے لے کر اس کے گھر تک گئے اور راستے میں جس قدر گاؤں اور قصبات آئے تمام کو برباد کرتے گئے۔ اس کے علاقے میں اس کا بھانجا جس کے نکاح میں برہان الملک کی لڑکی تھی وہاں کا حاکم تھا۔ اس سے تیس ہزار روپیہ نقد معہ تھوڑی سی جنس لے کر واپس آئے۔ واپس آتے وقت نواب علی محمد خاں کے علاقے سے گذرے لیکن ان کی جرأت نہ پڑتی تھی۔ کہ کسی پر ہاتھ اٹھائیں بلکہ ڈرتے ڈرتے گذرے۔ نادر شاہ نے دہلی کے باشندوں کو سخت عذاب دے کر ستر لاکھ روپیہ جمع کیا اور تین کروڑ روپیہ بادشاہ سے لیا ؎

شامت اعمال مردم صورت نادر گرفت — بادشاہِ ہند بر سر چوں زناں چادر گرفت

قتل و ظلم او کرد و زر از ہر سر و فر گرفت — راست آمد اُو در ان ملک ہندوستان گرفت

دہلی سے جواہر اور یاقوت اس قدر جمع کئے کہ بے قیمت ہو کر رہ گئے کوئی انہیں پوچھتا نہیں تھا اور یہ وحشی انہیں کوڑیوں کے مول بیچتے تھے۔ تمام قیمتی اسباب۔ برتن اور بیش قیمت کتابیں بازاروں میں پڑی تھیں۔ کوئی ان کی طرف دیکھتا نہیں تھا۔ کیونکہ نادری سپاہی سوائے سونا چاندی کے اور کچھ نہ لیتے تھے۔ اور ہندوستانیوں میں اتنی قدرت نہ تھی کہ بازار میں آئیں۔ روٹی کے محتاج تھے۔ جن کے پاس روپیہ تھا وہ ان چیزوں کو خریدتے تھے۔ وہ بیوقوف قزلباش ان چیزوں کو بڑے سستے داموں بیچتے تھے۔ لباس اور کتابیں اور قیمتی چیزیں جن کی قیمت ہزاروں روپیہ تھی کوڑیوں کے بھاؤ بکتیں۔

نادر شاہی حملے کے اثرات

غلہ کی طرح وزن کر کے چند ایک درہم کے بدلے بیچ ڈالتے تھے۔ غلّہ کا اس قدر قحط ہو گیا[۱]۔ کہ حسب ذیل

---

[۱] نادر شاہی حملہ کے سارے ہندوستان پر نہایت ہی بُرے اثرات پڑے۔ اس نے عام لوٹ مار کے علاوہ

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

شعر اس حالت پر صادق آتا ہے ؎

چناں قرض جویں را اعتبار است — کہ گوئی روئے گندم گوں یار است

تنگی اس درجہ تھی کہ غلہ وغیرہ اجناس عنقا کی طرح نایاب تھیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ؎

زعنقا ہست نامے پیش مردم — ز مرغ من بود آں نام ہم گم

اکثر غریب آدمی مارے بھوک مردہ حیوانات کا سوکھا گوشت کھاتے تھے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا تھا قریب تھا کہ آدمی آدمی کو کھائے اور طاقتور کمزور کو پکڑ کر اپنا ناشتہ بنائے اس حالت کے مناسب ایک حکایت یاد آئی ہے جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

ایک تاریخی مثال

۵۹۹ھ میں جبکہ اتابک زنگی تخت نشین ہوا۔ ملک فارس میں سخت قحط ہوا اکثر لوگ بھوک کے مارے مر گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اکثر قوی آدمی کمزوروں کو پکڑ کر ناشتہ کر جاتے تھے۔ انہی دنوں ایک رات ایک موذن بارگاہِ الٰہی میں دعا کر رہا تھا کہ اچانک اس پہ کمند پھینکی گئی اس کی پگڑی کمند میں آ گئی اور خود بے چارہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ جب تک اس ولایت میں رہا کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔

قوموں کی شکست کی ایک مثال

اسی قسم کا تذکرہ ترجمہ یمینی میں لکھا ہے

(بقیہ حاشیہ) پچاس کروڑ روپیہ نقد، ایک ہزار ہاتھی، سات ہزار گھوڑے۔ دس ہزار اونٹ۔ جمع کئے اور اپنے لشکر کا حصہ بنا لیا۔ دہلی سے ہر پیشے کے آدمیوں کو ساتھ لے گئے۔ دو سو لوہار، دو سو ترکھان، ایک سو سنگ تراش ایک سو تیس ادیب، مصور اور ایک سو خواجہ سرا بھی ساتھ لے گیا۔ اس نے موسیقاروں، سازندوں، گویّوں اور رقاصاؤں کی ایک خاصی تعداد بھی ساتھ لی اور ایران کو روانہ ہوا۔

نادر شاہ دہلی میں دو ماہ رہا۔ ۱۶ مئی ۱۷۳۹ء کو واپس روانہ ہوا۔ دہلی، لاہور، پسرور، سیالکوٹ اور گجرات کو روندتا ہوا دریائے چناب کو عبور کر گیا۔ پنجاب کا گورنر زکریا خاں اس کے ہم رکاب رہا۔ چناب عبور کرنے کے بعد

www.maktabah.org

سنہ ۴۰۱ھ میں نیشاپور میں اس قسم کا قحط پڑا کہ وہاں لاکھوں آدمی بھوکوں مر گئے۔ شہر کا ایک رئیس بڑے جید عالم شیخ ابو طیب کے پاس آکر کہنے لگا کہ انہیں دنوں ایک رات جب میں فلاں کوچے میں جا رہا تھا کہ اچانک میرے گلے میں کمند آپڑی جسکہ میرا گلا گھٹنے لگا۔ اور مجھے گھسیٹ کر ایک کوچے میں پہنچایا گیا۔ وہاں میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا جس نے اپنے دونوں زانو میرے خصیتین پر مارے۔ تو مجھے ہوش آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی میرے پاس کھڑے میرے چہرے پر چھینٹے دے رہے ہیں۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے مجھے پہچان لیا اور میری حالت پر رحم کھایا۔ اور مجھے ایسی مصیبت سے بچا لیا۔ میں بڑی تکلیف سے گھر پہنچا۔ بیس روز تک بیمار رہا۔ جب قدرے صحت ہوئی۔ تو صبح نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آرہا تھا کہ اچانک ایک اور کمند میں گرفتار ہو گیا۔ میری پگڑی کھوئی گئی لیکن میری جان بچ گئی۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی برکت سے مغلپورہ محفوظ رہا

جب شاہجہان آباد کے آدمیوں کا ناک میں دم آگیا اور ہر روز بہت سے آدمی بھوک کے سبب ہلاک ہونے لگے۔ نادر شاہ اپنے مطبخ سے بادشاہ ہند کو صبح شام کھانا وغیرہ بھیجتا۔ اور اپنے باورچی کو حکم دیا کہ بادشاہ ہند کے تمام توابعات اور متعلقین کو کھانا پہنچایا کرے۔ مغلپورہ آنحضرت کی توجہ کی برکت سے بالکل محفوظ تھا۔ غلّہ بھی سستا تھا۔ اور ظلم و ستم بالکل نہ تھا۔ حالانکہ نادر شاہ کا لشکر شہر کے باہر پڑا تھا۔ اور وہ شہر میں جب آتا تو مغلپورہ میں سے ہو کر گذرتا۔ لیکن اہل محلّہ کا مزاحم نہ ہوتا۔ جب یہاں سے ہو کر نکلتا تو پھر خلق خدا پر ظلم و تعدی کرتا۔ جب شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ مغلپورہ

(بقیہ حاشیہ) تمام قیدی زکریا خاں کے حوالے کر دیئے گئے۔ محمد شاہ کا توپ خانہ بھی وہاں ہی چھوڑ دیا گیا۔ راولپنڈی اور حسن ابدال ہوتا ہوا ۲۹ نومبر ۱۷۳۹ء کو کابل جا پہنچا۔ (تاریخ پنجاب)

www.maktabah.org

دارالامان ہے تو تمام نے اسی کا رُخ کیا۔ چنانچہ تمام حضرت قطب الاقطاب قیوم زماں خلیفۃ اللہ کی عالم پناہ خانقاہ کے گرد و نواح میں پڑے تھے۔ اِن دنوں شہر کی مسجدیں ویران پڑی تھیں اور لوگوں کے خون سے آلودہ تھیں۔ کوئی شخص ظالموں کے ہاتھوں مسجد میں آکر نماز نہ پڑھ سکتا تھا۔ نہ انہیں صاف کر سکتا تھا۔ بلکہ کئی مسجدوں میں غادری فوج کے ٹٹو باندھے جاتے تھے اور بعض میں اس کا لشکر اترا ہُوا تھا۔ لیکن آنحضرت کی خانقاہ میں نماز باجماعت ادا ہوتی تھی۔ اور شہر کے اکثر مسلمان وہیں آرام کرتے تھے۔ لذت و بیداری کی اچھی طرح تمیز کرتے تھے۔ اور دین و دنیا کی تکلیف سے محفوظ رہتے تھے۔

نافرمان بندوں پر اللہ کے عذاب کی ایک مثال

یہ قصہ اس حکایت کے مشابہ ہے کہ زمانہ سلف میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے عہدِ مبارک سے بہت پہلے بنی اسرائیل کی قوم میں ایک پیغمبر شعیب نام مبعوث ہوئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا چاہا۔ بعض اس پر ایمان لائے۔ اور بعض نے انکار کیا۔ جب ان کا فسق و فجور حد کو پہنچ گیا وہ نبی برحق انہیں اخروی عذاب سے ڈراتا تھا۔ لیکن وہ اپنے بُرے اعمال سے باز نہ آتے تھے۔ آخر پیغمبر نے وحی کے بموجب انہیں اطلاع دی۔ کہ اگر تم ان گناہوں سے باز نہ آؤ گے تو بلائے عظیم کے منتظر رہو۔ پھر بھی انہوں نے بہ سبب گمراہی اس کی بات کی پرواہ نہ کی۔ اس کے تھوڑی مدّت بعد دقیانوس بادشاہ کو جو جباری اور ستمگاری میں یکتائے زمانہ تھا۔ حق تعالیٰ نے ان پر مقرّر کیا۔ جس نے اس سارے ملک میں قتلِ عام مچا دیا۔ اور گاؤں اور قصبات تہ و بالا کر دیئے۔ بلکہ اس ولایت میں عمارت کا نام و نشان تک نہ چھوڑا۔ ممکن سے ممکن خرابی اور تباہی اور رسوائی کی۔ صرف پیغمبرِ وقت اور اس کے گرد و نواح کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ جب بدکاروں نے نبی کے مکان کو جائے امن دیکھا تو مجبوراً پناہ لینے کے لئے اس مکان میں آئے۔ اور توبہ کر کے ایمان لائے اور اس ہلاکت سے بچے۔

www.maktabah.org

چونکہ حضرت سلطان

نادر شاہ حضرت خواجہ محمد زبیر کی حاضری کے لئے التجا کرتا ہے

الاولیاء انبیاء کے نائب مناب اور رُسل کے قائم مقام تھے۔ اس واسطے یہ سنّت سینۂ بھی آنجناب سے ظہور میں آئی۔ اِن دنوں ایک روز نادر شاہ نے شہر کے بڑے بڑے آدمیوں کے حالات دریافت کئے۔ اسی اثناء میں حضرت قیوم زمان قطب جہان حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی ذکرِ خیر آیا۔ تو سلطانِ ہند سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ بادشاہ نے مناسب طور پر تعریف کی۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ ہمارے پاس کیوں نہیں آئے۔ اگر آئیں۔ تو ہم نہایت تواضع سے پیش آئینگے۔ اتنے میں نظام الملک اور اعتماد الدولہ نے اٹھ کر آداب بجا لاکر عرض کیا کہ سلطانِ ہند جو آباؤ اجداد سے آنجناب کا مرید ہے۔ کئی مرتبہ منّت و سماجت کر چکا ہے کہ مجھے حاضر خدمت ہو کر زیارت کر لینے دیں۔ لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمایا۔ یہ محال ہے کہ آنجناب قلعہ میں تشریف لائیں۔ آنجناب قطبِ وقت اور قبلہ توجہ جہان و جہانیاں ہیں۔ حق تعالیٰ نے جہان کی نیکی بدی آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اور بادشاہوں کا تغیر و تبدّل آنجناب کے اختیار میں ہے ؎

رضائے کار جہان بسر نرود جسز — در دست اوست بخیتی نہ چرخ رلعہا
بر جملہ خاکداں روا ہست حکم او — چوں جادہ در حجاز چوں موج در بحار

یہ آفت جو ہمارے ملک پر آئی ہے محض اس قطب کی نافرمانی کا باعث ہے۔ بارہا آنجناب نے لوگوں کو پہلے اطلاع دی۔ کہ تم نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ کرو لیکن ہم نے آنحضرت کی مخالفت کی اور اس پر آنجناب خفا ہوئے۔ وہی مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ پھر فرخ سیر، قطب الملک اور امام الملک کا قصّہ بیان کیا۔ یہ سُنکر نادر شاہ کے دل پر رعب چھا گیا ؎

ہستے حق است ایں از خلق نیست — ہستے ایں مرد صاحب دلق نیست

www.maktabah.org

ہر کہ ترسید از خدا تقویٰ گزید | ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید
گر بدیدی چشم ایں شاہ را | پس بدیدی گاؤ حضر اللہ را
شاہ آں باشد کہ او خود شہ بود | نے کہ از لشکر رعیت شہ بود
رو رعیت باش گر سلطان نہٗ | خود مراں چوں مرد کشتی بان نہٗ
ایں نہ آں شیر ایست کز وے جاں بری | باز غضب پنجۂ اش ایماں بری

بعد ازاں کہا کہ اگر وہ بطور سیر تشریف لائیں تو ہم زیارت کر لیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ بہتر یہ ہے کہ اول کسی کو بھیج کر آنحضرت کی مرضی دریافت کر لی جائے۔ پھر اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف کرنا موجبِ تکلیف و نقصان ہے۔ بادشاہ نے اس رائے کو پسند کر کے اپنے ہندوستان آشنا سردار خاں کو جو آنحضرت کا مرید تھا معہ ایرانی امراء آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ جب نادر شاہ کے تحف و تحائف آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے اور بادشاہ کے حاضر خدمت ہونے کے بارے میں التماس کیا تو معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی مرضی نہیں۔ صرف آنجناب نے درویشانہ سلام و دعا بادشاہ کو دیا اور سردار خاں کو رخصت کیا۔ اس نے سارا ماجرا نادر شاہ سے بیان کیا۔ نادر شاہ نے بھی آنحضرت کی دعائے غائبانہ پر اکتفا کی۔ جب تک شہر میں رہا۔ آنجناب سے دعاؤ توجہ کے لئے التماس کرتا رہا۔

چہ کردی درندہ رام تو شد | نگین سعادت بنام تو شد

چونکہ نادر شاہ نے آنحضرت کی خدمت میں عاجزی کی۔ اس واسطے ہندوستان سے اپنا سر سلامت لے گیا ورنہ بلا میں گرفتار ہو جاتا۔ نہ خود رہتا نہ اس کا لشکر۔ یہ بات اکثر پر ظاہر ہوئی کہ اگر آنجناب قیومیت مآب سلطان الاولیاء کا معتقد نہ ہوتا تو جلدی ہی مع فوج ہلاک ہو جاتا۔ وہ بھی یہ بات دیکھ کر آنحضرت کا معتقد ہو گیا۔ اسی اثناء میں بعض حضرات مخدوم زادوں نے سرہند سے آ کر بادشاہ کے پاس اپنے حاکم کی شکایت کی۔ کیونکہ اس نے مدد معاش گاؤں میں دخل دیا۔ اسی وقت بادشاہ نے نہایت تہدید آمیز حکم لکھا۔

www.maktabah.org

کہ خبردار حضرات مجددیہ کی وجہ معاش میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کرنا۔ اور ان کے کام میں دخل نہ دینا۔ جو لوگ اس ہنگامے سے پہلے اپنے وطن سے آئے تھے۔ نہایت عزت سے انہیں رخصت کیا۔ ان کے ساتھ شاہجہان آباد کے ہزارہا آدمی نکلے اور اس ہلاکت سے بچے۔

حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر کی اپنی وفات کی پیشگوئی

رخصت ہوتے وقت حضرت سلطان الاولیاؒ نے شاہ محمد رسا کے بڑے بیٹے محمد اور رسا کو فرمایا۔ کہ ہم بھی عنقریب اس علاقے میں آئیں گے۔ وہ تاڑ گئے کہ آنجناب جلدی سرہند تشریف لائیں گے۔ وہاں آنحضرت کے مکانات کو صاف کرایا۔ اور شکست و ریخت کی مرمت کی۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی تشریف آوری کی مبارک باد دی۔ تمام اہل شہر اس خبر سے نہایت خوش ہوئے۔ اور آنحضرت کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ کہ دیکھیئے وہ آفتاب سعادت اُفق مکرمت سے کب نکلتا ہے۔ سات ماہ بعد اچانک آنحضرت کی نعش مبارک سرہند میں آ پہنچی۔ جو جگہ صاف کی تھی وہیں دفن کی گئی اور مکان مذکور یہ ہی آنحضرت کا روضہ مبارک بنایا گیا۔ صبح امّید شام مشقت و رنج و الم میں تبدیل ہو گئی۔ جب شاہجہان آباد میں قحط بدرجہ غائت ہو گیا بلکہ مغل پورہ میں بھی اس کا اثر ہونے لگا۔ اور لوگ آنجناب سے ارزانی کے لئے التماس کرتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص بازار سے تھال میں آٹا لایا۔ اس وقت آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ اچانک آنحضرت کی نگاہ اس پر پڑی۔ اتنے میں کسی اور نے پہلے سے پوچھا کہ یہ آٹا کتنے کا لائے ہو۔ اس نے پہلے عام بھاؤ سے سَو گنا قیمت بتلائی۔ آنجناب نے سُن کر سخت افسوس کیا۔ اور مسجد جا کر ظہر کی نماز ادا کی۔ بعد ازاں غلّہ کی ارزانی اور خلق اللہ کے آرام کے واسطے توجہ بلیغ فرمائی۔ عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ غلّہ کی ارزانی کی خبر آ گئی تھی۔ کہ سات آٹھ روز میں نرخ بدستور ہو گیا۔ لوگوں

www.maktabah.org

کو آنحضرت کی توجہ سے ارزانی غلّہ کی طرف سے تسلّی ہوئی [1]۔ لیکن نادری لشکر کے ظلم وستم سے

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا جب مغل بادشاہ ملکی معاملات سے بے نیاز عیش وعشرت میں غرق تھے۔ دربار عیش کی محفلوں کا گہوارہ بن گئے تھے۔ ایک ایک محبوبہ پر کروڑوں روپے نچھاور کئے جاتے۔ محلّات کو چراغاں کرنے میں وہ فضول خرچیاں ہوتیں کہ ملک میں تیل کی قلت پیدا ہوجاتی۔ اس زمانہ میں دہلی کی منڈی میں تیل کے نرخ بڑھ گئے۔ گندم روپے کی سات سیر بکنے لگی۔ فرخ سیر تخت نشین ہوا۔ تو گھوڑوں کی خاطر و مدارات پر سرکاری خزانہ لٹنے لگا۔ نادرشاہ کے حملہ نے اس اقتصادی بدحالی کو آخری ضرب لگا کر ملک کو مفلس بنا کر رکھ دیا۔ وہ محمد شاہ رنگیلے سے ستّر کروڑ روپے لے کر اٹھا اور ملک سے باہر نکلا۔ اس کے جانے کے بعد شاہی خزانے اور محلّات بالکل خالی نظر آنے لگے۔ دو دو ڈھائی ڈھائی سال تک محلّات کے ملازمین کو تنخواہیں نہ ملتیں۔ بادشاہ کی ساکھ اس قدر گر گئی کہ مہاجن اور ساہوکار قرض دینے سے احتراز کرنے لگے تھے۔ شہزادیاں تین تین دن فاقہ کرتی تھیں۔ تاریخ عالمگیر ثانی کے مؤلف نے ہندوستان کے اقتصادی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ "فوجیوں نے افلاس سے تنگ آکر اپنے گھوڑے بیچ دیئے۔ پیدل فوج کے پاس وردیاں تک نہ تھیں۔ جانوروں کو چارہ نہ ملتا تھا۔ فوجی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے تھے۔ اور بعض اوقات شاہی سواری کے محافظ دستے موقعہ سے بھاگ جاتے تھے۔" ایک بار مرہٹوں نے مغل فوج سے اس بات پر صلح کی کہ دربار مغل انہیں پچاس لاکھ روپیہ ادا کرے۔ نادرشاہ نے پانی پت کو غارت کیا۔ اور گرد و نواح کا تمام علاقہ اپنے لشکر کے لئے جمع کر کے سارے علاقہ کو مفلوک الحال کر دیا۔ غلّے کر اسے اپنے لشکروں کے جانوروں پر لادتا رہا۔ جو بچ گیا اسے جلا دیا۔ اور لدا ہوا غلّہ دہلی لے جا کر قتل عام کے بعد بیچ دیا۔ نادر شاہی فوجوں نے کرنال سے دہلی جاتے ہوئے میل ہا میل علاقوں کو لوٹ کر خاک میں ملا دیا۔ نادرشاہ دہلی پہنچا تو محمد شاہ نے حکم دیا کہ دہلی کی منڈیوں کا تمام غلّہ جلا دیا جائے۔ شہر میں قحط پڑا۔ تو محمد شاہ کو اپنے لشکر کے لئے نادر شاہی سپاہیوں سے گراں قیمت پر غلّہ خریدنا پڑا۔ وارد ترانی نے لکھا ہے کہ نادرشاہ دہلی سے لوٹا تو سارے علاقہ کا غلہ لوٹتا گیا۔ اٹھاتا گیا۔ جو سمیٹ نہ سکا۔ اسے جلاتا گیا۔ حتیٰ کہ لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے۔ نادرشاہ اور محمد شاہ کے مابین ایک معاہدہ ہوا۔ کہ نادرشاہ دہلی سے پشاور تک تمام علاقوں سے غلّہ اکٹھا کرنے

www.maktabah.org

نہایت عاجز آ گئے تھے۔ اکثر اس بارے میں آنحضرت سے التماس کرتے تھے۔ کہ کسی طرح اس بلا سے خلاصی پائیں۔ بادشاہ اور امیر ہر روز آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے اور نہایت عاجزی سے توجہ و دعا کے لئے التماس کرتے کہ کسی طرح اس ظالم کے ہاتھوں بچ جائیں۔ اور ان نابکار وحشیوں کا قدم اس ملک سے نکل جائے۔ آنحضرت نے اس بارے میں بہت توجہ کی۔ چنانچہ صبح و شام ختم کرتے اور ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو ان ظالموں سے نجات کی خوشخبری دیتے تھے۔ جن لوگوں کا ظلم و ستم حد سے گذر گیا۔ اور مدت تک ہندوستان میں رہے

(بقیہ حاشیہ) کا مجاز ہے اور وہاں کے حکام اس کے لئے غلہ جمع کر کے خود پیش کریں۔ نادر شاہ نے واپسی پر اس علاقہ کی دولت کو جس انداز سے سمیٹا اس سے ہندوستان تقریباً خالی ہو کر رہ گیا۔ دو کروڑ کی مالیت کا صرف تخت طاؤس ہی تھا۔ پچاس ہاتھیوں پر مرصع زر و جواہر لادے گئے۔ غارت گری کے دوسرے سامان سینکڑوں ہاتھیوں پر لادے گئے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ جیسے شخص نے لکھا کہ درانی کی سلطنت کی تباہی کا ایک سبب لوٹ کھسوٹ کی فراوانی ہے جس کا وبال اس پر پڑا۔ پنجاب میں آٹا روپے کا دو سیر بکا۔ سرہند میں قحط اور گرانی نے لوگوں کو ہلکان کر دیا۔ گھاس اور چارہ تک دستیاب نہ تھا۔ گھوڑوں کو کھلانے کے لئے جونپڑیاں ڈھا دی گئیں۔

نادر شاہی لوٹ گھسوٹ کے علاوہ ۱۷۶۰ء میں مرہٹوں نے دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجائی تو انہیں دہلی میں کچھ بھی نہ ملا۔ یہاں کی دولت نادر شاہ لوٹ کر لے گیا تھا۔ چنانچہ مرہٹوں نے شاہی محلات کی چاندی اتار لی۔

اس علاقہ کی مخلوق کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا وہ نہ صرف تاریخی صفحات پر جا بجا ملتا ہے۔ جبکہ اس وقت کے صوفیاء کرام کے ملفوظات اور تحریروں میں درد آمیز جذبات میں بھی پایا جاتا ہے۔ حضرت قیوم چہارم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ نے لٹے ہوئے سرہند کو دیکھا تو کانپ اٹھے۔ غلہ کی ارزانی اور مخلوق خدا کی پریشان حالی کو دور کرنے کی مؤثر تدابیر کیں اور کچھ عرصہ تک اہل سرہند کو کفالت میسر آئی۔

(مرتب)

www.maktabah.org

اور لوگوں پر ان کی دست درازی بدرجہ غایت پہنچی۔ اور خلق خدا گھبرا گئی۔ شہر کے تمام آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز و نیاز کرتے۔ ان کی آہ وزاری آسمان تک پہنچ گئی۔ بارہا عرض کرتے کہ خدا و رسول کے واسطے ہمیں اس نادر شاہی آفت سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے بچائیں۔ کیونکہ اب ہماری طاقت سلب ہو چکی ہے۔ ہم اب ایک روز بھی اس بلا کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ یا خودکشی کر لیں گے۔ کیونکہ اب تو عزت برباد ہو رہی ہے۔ اور وہ بدبخت بے حرمتی کر رہے ہیں۔ اسی طرح بادشاہ اور امراء نے بھی عرض کر بھیجی۔ اور خدا و رسول کو شفیع لائے۔ کہ ہمیں اس بلا سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے آزاد فرمائیں۔

نادر شاہ کی واپسی اور محمد شاہ کی دوبارہ تخت نشینی

جب اہل ہند کی عاجزی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں عجز و نیاز بدرجہ غایت ہو گیا۔ حتیٰ کہ خانقاہ مبارک کے گرد و نواح روتے چلاتے پھرتے تھے۔ چنانچہ ان کے شور و شغب سے اذکار و اشغال میں فرق آ گیا۔ متواتر تین روز تک یہی حالت رہی۔ ایک گھڑی بھی آرام نہ لیا۔ اور نہ کسی کو لینے دیا۔ بادشاہ اور امراء کے پیغام بھی نہایت پُرسوز تھے۔ سننے والا تاب نہیں لا سکتا تھا۔ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خلقت کا اس قسم کا اضطراب دیکھ کر آنحضرت کا دل بھر آیا۔ اس بارے میں ایسی توجہ فرمائی کہ اس سے پہلے کبھی نہ فرمائی تھی۔ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ یہ بلا دعا و توجہ کے متعلق نہیں بلکہ قضائے مبرم ہے۔ جس کا ٹلنا محال ہے۔ پس اس بلا کو

www.maktabah.org

ہم اپنی جان پر لیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو خلق خدا پر فدا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ اس مصیبت سے بچ جائیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہند میں ایک متنفس بھی زندہ نہ رہے گا۔ اسی طرح حضرت زکریا پیغمبر نے اپنے آپ کو خلقت پر فدا کیا تھا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا ایک واقعہ

یہ قصہ یوں ہے کہ ایک گروہ کفار نے یحیٰی بن زکریا علیہما السلام کو قتل کر دیا۔ جو باقی بچے اس نے ظالم اور جبّار بادشاہ کو اس قوم پر مقرر کر دیا۔ جس نے اکثروں کو قتل کیا۔ جو باقی بچ رہے وہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس پناہ کے لئے آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان لوگوں کی نجات کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی۔ کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ اِن لوگوں کو قتل کرنے کا ہے۔ توان کے بدلے میری جان لے لے۔ آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ اور دونوں اس نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر حضرت زکریا علیہ السلام کو پکڑ منگایا۔ جب آنحضرت نے یہ بات سُنی۔ تو الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین، کے مطابق عمل کیا۔ اور شہر سے نکل جنگل کی راہ لی۔ لشکر نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب کفار آپ کے نزدیک پہنچ گئے۔ تو آپ نے ایک درخت کو اشارہ کیا۔ وہ درخت بیچ میں سے پھٹ گیا۔ جب آپ اس میں آ گئے۔ تو پھر وہ مل گیا۔ شیطان نے کفار کو ورغلایا کہ زکریا علیہ السلام اسی درخت میں ہے۔ آپ کے داخل ہوتے وقت جو دامن کا نشان رہ گیا تھا۔ دکھلایا۔ انہیں یقین ہو گیا۔ انہوں نے درخت کو معہ زکریا آرہ سے دو ٹکڑے کر دیا۔ اس وقت وہاں کوئی آرہ موجود نہ تھا۔ شیطان نے لوہے کا ٹکڑا لا کر اس کے دانداتے نکالے اور کفار کو دیا۔ آرہ شیطان ہی کی ایجاد ہے۔

قیوم چہارم کو نادر شاہ کی واپسی کی بشارت ملی

جب حضرت سلطان الاولیاء قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ دو تین دن میں آفت اللہ تعالیٰ تم پر سے ٹال دے گا۔ اس

www.maktabah.org

خوشخبری سے لوگ پھولے نہ سمائے۔ لیکن جب دوسری خبر سنی کہ یہ بلا ہم نے اپنے اوپر لے لی ہے تو بہت ہی غمگین ہوئے۔ گویا وہ خوشی غم سے تبدیل ہو گئی۔ بعض کو اس سے آنحضرت کے انتقال کا یقین ہو گیا۔ اور بعض نے خیال کیا کہ آنحضرت بیمار ہو جائیں گے۔ آنحضرت کے وصال تک اسی عقیدے پر مُصر رہے۔ جن دنوں آنحضرت نے اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اکثر صاحب حال آدمیوں نے بذریعہ کشف معلوم کیا۔ چنانچہ ان دنوں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ عظیم الجثہ گائے ہاتھی کی مانند ہے۔ اور وہ دیو پیکر مجھے ہلاک کرتا ہے۔ خلقت اس سے ڈر کر کانپتی ہے۔ اور بھاگتی ہے اور کہیں پناہ نہیں ملتی۔ آخر خلق خدا گھبرا کر حضرت سلطان الاولیاء کی خانقاہ سے نکل کر اس گائے کے سینگوں کو خوب مضبوطی سے پکڑ کر شہر کے لوگوں کو فرمایا کہ تم جا کر گھروں میں مطمئن بیٹھ جاؤ۔ ہم اس بلا کا خود مقابلہ کر لیں گے۔ بعد ازاں پھر آنحضرت اپنی قوت سے اسے زمین پر لٹا کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ اور ایسا زور کیا۔ کہ وہ سست ہو کر حرکت سے باز آئی۔ پھر اسے سینگوں سے پکڑ کر شہر سے باہر لے گئے۔ اس قسم کے واقعات اکثر آدمیوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالت ہے۔

محمد شاہ بادشاہ کی دوبارہ تخت نشینی کی تقریبات

القصہ جس روز آنحضرت نے لوگوں کو خوشخبری دی اس کے دوسرے روز نادر شاہ نے تمام امراء ہند کو جمع کر کے محمد شاہ کو تخت ہند پر بٹھایا اس روز کانون ثانی کی پہلی تاریخ تھی۔ دوسرے دن خود شہر سے نکل اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا۔ نادر شاہ سلطنت ہند پر تین ماہ قابض رہا۔ نشرین کی پہلی تاریخ شاہجہان آباد میں داخل ہوا۔ سارا تشرین ثانی اور کانن اول ظلم و ستم بندگان خدا پر جاری رہا۔ کانون ثانی میں واپس چلا گیا۔ تخت طاؤس جو دس کروڑ کی لاگت سے شاہجہان نے تیار کیا تھا اور جس میں قسم قسم کے جواہرات جڑوائے تھے۔ اپنے ساتھ لے گیا۔ عالمگیر کی لوتی

www.maktabah.org

کام بخش کی لڑکی ایرانی شاہزادے سے بیاہ لے گیا۔ کہتے ہیں وہ بیگم رستے ہی میں فوت ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں زہر کھا کر مر گئی۔ اس کی نعش پھر شاہجہان آباد بھیجدی اور ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطینِ ہند کا قبرستان ہے۔ دفن ہوئی۔ جب نادر شاہ شاہجہان آباد سے نکلا۔ تو تمام اہلِ شہر نے دوگانہ شکر ادا کیا[1] بعد ازاں آنحضرت کی قدم بوسی کی۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے ارکانِ سلطنت مثلاً آصف جاہ، نظام الملک، اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ تمام نے آستان بوسی کی۔ شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہ ملتے تھے ؎

شکر نعمت کئے تو اتم از کرامتہائے تو | شکرِ نعمتہائے تو چند انکہ نعمتہائے تو

عذرِ تقصیرات ما چند انکہ تقصیرات ما

بادشاہ اور تمام اہلِ ہند نے آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور شکر گذار ہوتے ہوئے یہ شعر پڑھے ؎

بسیط روئے زمین گشت باز آبادان | بہ لطف خارق آں قطب مصدر عرفاں

تو داد سبز اسلام ز صلیب | تو بر گرفتی ناقوس را بجائے اذاں

زبانزوئے تو قوی گشت بازوئے اسلام | کہ از تصادم کفار گشتہ بد ویراں

آنحضرت نے بھی ہر ایک پر مہربانی فرما کر دعائے خیر کی۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کی علالت نادر شاہ کے چلے جانے کے ایک مہینہ بعد آنحضرت کی صحت میں فرق آگیا۔ گو اس مہینے کے اندر بھی کبھی درد معدہ اور کبھی درد سر کی شکایت ہو جاتی۔ لیکن ایک مہینے کے بعد سے تو تپ شروع ہو کر چھ ماہ تک رہا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔

مافوق الفطرت واقعات کا ظہور اس سال مشرقی ممالک میں سخت بارش ہوئی۔ گویا طوفان نوح کا نمونہ تھا۔ پانی

www.maktabah.org

کی طغیانی اس قدر تھی کہ گاؤں کے گاؤں بہ گئے۔ کہتے ہیں چھ سو گاؤں اور چار سو بیل ضائع ہو گئے۔ جن کا نام و نشان تک نہ ملا۔ ہزاروں آدمی اس طوفان میں ہلاک ہوئے اسی سال دریائے گنگا کے مشرقی کنارے قصبہ سہسواں کے گردو نواح میں ایک آہنی سی چیز پچاس من وزنی آسمان سے گری اور تین قد آدم کے برابر زمین میں دھنس گئی اور جہاں گری تھی۔ آدھا دن وہاں سے آگ کے شعلے نکلتے رہے۔ اس کے گرتے وقت کڑک کی سی آواز پیدا ہوئی اور بارہ میل تک لوگوں نے سُنی۔ وہ آواز اس قدر مہیب تھی کہ سب کو یقین ہو گیا کہ شاید آسمان پھٹ گیا ہے۔ جب شعلہ بند ہو گیا تو لوگوں نے بڑی مشکل سے جر ثقیل کے آلات کی مدد سے اسے نکال کر اس علاقے کے حاکم کے سپرد کیا جس کا نام علی محمد خاں تھا۔ اس نے اس لوہے کے اوزار بنوانا چاہے۔ لیکن نہ بن سکے۔ کیونکہ کوٹنے سے چینی کی طرح بکھر جاتا تھا۔ مَیں (مؤلف) نے بھی اسے دیکھا جب چھری سے کھرچا تو پارے کی طرح چمکیلی سی چیز نکلی۔ جو قابل اصلاح نہ تھی۔ واضح رہے کہ یہ تینوں علامتیں جو اسی سال ظہور میں آئیں جو اس سے پہلے نہ ہوئی تھیں۔ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حق تعالیٰ کی طرف سے جو نعمتِ عظمیٰ خلق کو حاصل تھی وہ اٹھا لی گئی ہے۔ وہ نعمتِ عظمیٰ حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جو منصب قیومت کے خاتم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے نائب اتم تھے۔ جو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ نیز وہ نعمتِ عظمیٰ جناب سرور کائنات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے کمالات کا خاصہ تھے۔ اس قسم کی علامات جو اس سال ظہور میں آئیں۔ اس سے پہلے زمانہ قدیم میں بھی صحابہ کرام کے بعد ایک دفعہ ظاہر ہوئی تھیں۔

بنی امیہ کے مظالم کی ایک مثال

جب خلفائے بنی اُمیّہ کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا اور طرح طرح کا فسق و فجور کرنے

www.maktabah.org

لگے۔ جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھا ہے تو حق تعالیٰ نے اُن کی بداعمالیوں کے باعث ابو مسلم خراسانی کو جو خلفائے بنی عباس کا حامی تھا۔ اُن پر مقرر کیا۔ اس کے ہاتھ سے ان کی جو گت بنی سو بنی۔ اس کے اور خلفاء کے لشکر کی آپس میں کئی مرتبہ سخت لڑائیاں ہوئیں۔ ایک دفعہ قتیبہ بن شعبہ کو ابو مسلم نے خلفائے بن امیہ کے آخری خلیفہ مروان حمار کے سردار یزید بن ہبیرہ۔ کے مقابلے پر بھیجا۔ رات کے وقت دونوں لشکروں کی مُٹھ بھیڑ ہوئی اتفاقاً قحطبہ گھوڑے پر سے پانی میں گر پڑا۔ گرتے ہی ڈوب کر مر گیا۔ پیشتر اس کے کہ آدمیوں کو اس کے حال کی خبر ہو۔ یزید بن ہبیرہ کو جس کی بہادری کی دھاک بندھی ہوئی تھی شکست دی۔ اور اس کے لشکر کو تہ و بالا کر ڈالا۔ جب یہ خبر مروان نے سُنی تو کہا کہ جس لشکر کو ایک ڈوبا ہوا شخص شکست دے اس میں خیر و برکت کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ پھر لشکر کو جمع کیا اور لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو مروان گھوڑے پر سے اُتر کر قضائے حاجت کے لئے بیٹھا۔ اس کا گھوڑا دوڑ کر دونوں لشکروں کے بیچ سے ہو کر گزرا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید وہ قتل ہو گیا ہے۔ اس واسطے اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ مروان نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔ جب مدت ختم ہو جائے تو تیاری کام نہیں آتی۔ عرب میں ضرب المثل ہو گئی۔ "ذھب الدولۃ ببول" بول کے بدلے سلطنت چلی گئی۔ مروان بھاگ کر پاس ایک جنگل میں جا گھسا۔ ایک فدائی جا کر وہیں اس کا سر قلم کر کے امیر لشکر کے پاس لے آیا۔ جب اس کا سر مجلس میں لایا گیا۔ تو اس کی زبان منہ سے گر پڑی۔ جسے ایک بلی لے گئی۔ تمام حاضرین مجلس کو یہ دیکھ کر عبرت ہوئی۔ اور سب نے چند روزہ دنیا پہ افسوس کیا۔ ابو مسلم نے خلفائے بن امیہ کا تمام محروسہ ملک تہ و بالا کر ڈالا۔ ہزاروں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ خلقت بہت گھبرا گئی۔ سب جمع ہو کر امام انام حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التجا کی۔ آنجناب نے ان کی حالت زار پر رحم فرما کر

www.maktabah.org

توجہ کی۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ اب دُعا کا تیر کارگر نہیں ہوتا تو مجبور ہو کر اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اور بندگانِ خدا کو اس ہلاکت سے بچایا۔ تھوڑی ہی مدت میں ابو جعفر[1] دوانیق مظفر باللہ نے (جو خلفائے بنی عباس سے تھا۔ اور ابو مسلم ان کی طرف سے خلفائے بنی امیہ سے جنگ کر رہا تھا) آخر نکال کر خلافت آلِ عباس کے سپرد کی۔ اس کے اور ابو مسلم کے مابین عداوت ہو گئی۔

عباسی حکومت کی بنیاد

جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابو العباس سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر دوانیق کو اپنا ولیعہد بنایا۔ جب یہ خبر خراسان میں ابو مسلم نے سنی تو سخت ناراض ہوا کیونکہ اسے امید تھی کہ یہ کام میرے سپرد ہو گا۔ جب ابو جعفر دوانیق خلیفہ بنا تو اسے ابو مسلم کی دشمنی کا خیال تو تھا ہی۔ اس نے یہ سوچا کہ کہیں یہ دشمنی فساد کا موجب نہ ہو۔ اس واسطے ابو مسلم کو فریب دے کر خراسان سے منگا کر دار الامارۃ عباسیہ میں قتل کر ڈالا۔ انہیں دنوں ابو جعفر دوانیق کے اشارے سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی زہر دیا گیا انہیں دنوں یمن میں سخت بارش ہوئی۔ جس سے حج کا قافلہ چند ایک گاؤں اور کھیتی باڑی سب غرق ہو گئی۔ اسی سال ملک فارس میں سَو من وزنی چیز لوہے کے مشابہ آسمان سے گری۔ جب اس کے اوزار بنانے چاہے تو نہ بنا سکے۔ کیونکہ ٹوٹتے وقت دانوں کی طرح بکھر جاتی تھی۔ یہ مثال میں نے اس لئے بیان کی ہے کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس قسم کی علامتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص علوم اور کمالات جو صحابہ میں تھے اور کچھ تھوڑے سے تابعین اور تبع تابعین میں بھی تھے اور ان کمالات کے مظہر و خاتم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب آنجناب

---

[1] ابو جعفر منصور مراد ہے۔ (رضی شیرازی)

www.maktabah.org

کے وصال کے دن قریب آئے تو لامحالا وہ علامات بھی ظہور میں آئیں۔ جو ایسے موقعوں پر آیا کرتی ہیں۔ یہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہیں جو اولیا، میں ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اس بارے میں حدیث نبوی ہے۔ "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم"

ہزار سال کے بعد کمالاتِ الٰہی کا ظہور

اگرچہ وہ کمالات بارہ اماموں اور ستہ باقیہ میں بطریق وراثت موجود تھے اور ان کا ظہور بھی ہوا لیکن کسی اور کو نہیں ملے۔ اور بارہ امام اور ستہ باقیہ بھی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نہ تھے۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انہیں دنوں دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے بعد کوئی شخص علم ظاہری و باطنی میں آپ جیسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد ذات بحت کے متعلقہ کمالاتِ الٰہی ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن وہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہوتے ہیں اور یہ ذات بحت کے جو شیونات، اعتبارات اور صفات سے مبرا ہوتے ہیں۔ صفات و اسما، وغیرہ سبھی قیود ہیں۔ جس طرح زمانہ قدیم میں ہر ہزار سال بعد پیغمبر الوالعزم مبعوث ہوتا تھا۔ اور نئی شریعت کو رواج دیتا تھا۔ وہ ان کمالات کی وجہ سے ہزار سال پہلے اور ہزار سال آئندہ کے نبیوں سے افضل ہوتا تھا۔ جیسا کہ اہل حق کا عقیدہ ہے۔ کہ انبیائے الوالعزم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کمالات سو سال تک خلقت میں رہتے ہیں۔ پھر چھپ جاتے ہیں۔ صرف ان کی مثال رہ جاتی ہے۔ جس سے لوگ مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کے مذکورِ بالا طریق کے موافق ہزار سال بعد ان کمالات کا ظہور ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ اس دین کو تقویت ہو۔ جیسا کہ ہوا۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت کے آخری حصہ کی تعریف میں فرمایا ہے۔ حدیث مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام آخرھا، میری امت کی مثال بارش کی سی ہے۔ نہیں معلوم

www.maktabah.org

اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔ نیز فرمایا ہے۔ " الامتی اولھا خیر" و اخرھا خیر فی وسطھا کدر، میری امت کا پہلا اور پچھلا حصہ اچھا ہے۔ اور بیچ کا مکدر۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو علمائے امت کو انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت دی ہے۔ وہ علمائے کامل مشائخ ہیں۔ جو ہزارہ سال بعد وجود میں آئے۔ جو حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مدمقابل ہیں۔ جو ہزار سال بعد صاحب شریعت ہوئے۔ یہ حالات اس کتاب کے پہلے حصے میں مفصل لکھ دئیے ہیں۔ وہاں سے دیکھ لینے چاہئیں یہاں پر تفصیل وار بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ کتاب کشف الحقائق مقامات قیومیت میں بھی نہایت شرح بسط سے لکھے گئے ہیں۔

القصہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص الخاص کمالات جو نبوت اور محبوبیت ذاتی کے متعلق تھے اور ان کمالات کے علاوہ ہیں۔ جو اس ہزارہ سال کے اندر اولیاء اللہ میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ظہور میں آئے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں ان کمالات کا صاحب اور نبی اولوالعزم کا قائم مقام بنایا۔ بعد ازاں ان کی اولاد کو بھی ان کمالات سے سرفراز فرمایا۔ جو قیوم اربع کہلاتے ہیں یعنی قیوم اوّل خود حضرت مجدد الف ثانی، دوسرے حضرت عروۃ الوثقیٰ، تیسرے حضرت حجۃ اللہ، چوتھے سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ اور ان چاروں کے فرزند ان تمام کمالات کے مظہر اتم اور خاتم اکمل حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت کے وصال کے سال یہ علامات ظاہر ہوئیں۔ جو اس نعمت عظمیٰ کے اٹھا لینے پر دلالت کرتی ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے الہام میں حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا۔ انت اخر شیخ مشہور فی ھذا الامتہ، یعنی حضرت خلیفۃ اللہ کے بعد کسی شخص کو ایسا قرب الٰہی نصیب نہیں ہوگا۔ اور سوائے قیوم ثلاثہ کے اور کوئی پہلے بھی ایسا نہیں ہوا۔ ؎

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت
صوفئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

www.maktabah.org

ہفتہا باید کہ تا گردونِ گرداں یک شے | عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن
ماہہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل | شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
سالہا باید کہ تا یک کودکے از فضل طبع | عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن
عمرہا باید کہ تا یک بندۂ صاحب کمال | بایزیدے در خراساں یا اویس اندر قرن
قرنہا باید کہ تا یک سنگ دانہ ز آفتاب | لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

بعد ازیں ہرگز نہ آید از چرخ نیل فام
قطب چوں خواجہ زبیر و ہمچو حساں در سخن

حضرت قیوّم زماں خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر سلطان الاولیاءؒ کی کرامات

حضرت خلیفۃ اللہ کی شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ کرامات سے آنجناب کی تعریف کی جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کا طریقہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے حالات میں معجزوں اور کرامتوں کا بیان کرتے ہیں، اس واسطے میں بھی آنحضرت کے بعض خوارق لکھتا ہوں۔ اگرچہ یہ کتاب آنحضرت کی کرامات سے پُر ہے لیکن پھر بھی تاریخ کے طور پر جدا سُرخی کے تحت کرامات کے بارے میں لکھتا ہوں۔ دراصل تو کرامت یہی ہے کہ مُرید صادق میں القائے نسبت کرے اور اسے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچائے۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظاہر ہوئیں۔ دوسرے جو کونیات سے تعلق رکھتی ہیں لیکن ولایت پر موقوف نہیں۔ بلکہ ریاضت پر مبنی ہیں۔ یہ بات یونان کے حکماء اور ہند کے برہمنوں کو بھی حاصل ہے۔ یہ بھی

www.maktabah.org

آنحضرت کو اپنے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی کمال تابعداری کے سبب کہ نبوت کا خاصہ ظہور معجزہ ہے۔ یہ طریق سنت آنحضرت سے ظہور میں آیئں. گو یہ بے شمار ہیں لیکن ان میں سے چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں. صبح شام ہزارہا کرامات، آنحضرت سے ظہور میں آتی تھیں. آنجناب کی ہر عادت خرقِ عادت تھی ؎

وقتش ہمہ صرف در عبادت　　　ہر عادت اوست خرقِ عادت

حاجیوں نے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کو مصروفِ طواف دیکھا

آنحضرت کے خاص مرید شاہ مقیم نام نے مجھ (مولف کتاب) سے بیان کیا کہ مَیں مکہ معظّمہ میں تھا کہ مجھے حضرت خلیفۃ اللہ کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا کہ مَیں بہتیرا بیت اللہ کے طواف سے دِل کو تسلّی دیتا. لیکن مطمئن نہ ہوتا. عین اضطراب کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ طواف میں میرے ساتھ ہیں. مَیں نے آنحضرت کی قدمبوسی کرنی چاہی. جب قریب پہنچا تو نظر سے غائب ہو گئے. جب پھر مَیں اپنی جگہ پہ گیا تو پھر طواف کر رہے تھے. کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ جب مَیں آنحضرت کے قریب ہوتا تو نظر سے غائب ہو جاتے اور جب ہٹ آتا تو دکھائی دینے لگتے. بہت لوگوں نے آنحضرت کو حرمین الشریفین میں دیکھا ہے. جن کا یہاں درج کرنا طوالتِ کلام کا باعث ہے.

مرید سے شیر بھاگ گیا

ایک شخص آنحضرت کی زیارت کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوا. راستے میں شیر سے دوچار ہوا. اس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی. اس وقت آنجناب نے وہاں حاضر ہو کر پتھر اٹھا کر اس شیر پر پھینکا جس سے وہ لومڑی کی طرح بھاگ اٹھا. آنحضرت بھی نظر سے غائب ہو گئے. اس شخص نے صحیح وسلامت حاضرِ خدمت ہو کر اس کرامت کو بیان کیا.

برص کا داغ مٹ گیا

آنحضرت کے ایک مقبول اخون محمد موسےٰ نے مجھ (مولفؒ) سے بیان کیا کہ جب آنحضرت پہلی مرتبہ شاہجہان

www.maktabah.org

آباد تشریف لے گئے تھے تو ایک عورت آنحضرت کی خدمت میں پان لایا کرتی تھی۔ ایک روز آنجناب کی نگاہ اس کے ہاتھ پر پڑی جس پر سفید داغ تھے۔ ان کی کیفیت آنحضرت نے پوچھی تو اس نے ایک بزرگ کا نام لیا۔ جس کے معتقد عام اہل ہند ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اس کے تصرف سے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ کیا تم چاہتی ہو کہ میں دعا کروں تاکہ یہ داغ دُور ہو جائیں۔ اس نے متعجب ہو کر کہا۔ چاہتی ہوں۔ آنحضرت نے اس مرض کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ اس کے ہاتھ پر سے سفید داغ نابود ہو گئے۔

امام الملک کے خزانے کو لوٹنے والے ایک سپاہی نے جو آنحضرت کا مرید تھا مجھ (مولف) سے بیان کیا کہ جب امام الملک مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور لوگ اس کے مال و اسباب اور خزانے کو لوٹ رہے تھے۔ میں بھی اس وقت اس کے خزانے پر موجود تھا۔ میں نے بھی کچھ روپیہ لینے کے لئے سامنے پڑے ہوئے بدرے پر ہاتھ مارا۔ ہاتھ مارتے ہی کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ نے ظاہر ہو کر سخت ناراضگی سے مجھے دھپڑ مارا۔ جس سے میری عقل چکرا گئی۔ اور فرمایا فلاں! ہماری مجلس کو بھول گیا۔ اب حرام کا مال لیتا ہے۔ دیہ بعد جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اس فعل سے نادم ہو کر توبہ کی۔ اور پھر عمر بھر حرام مال کی طرف نگاہ نہ کی۔

ڈاکو حضرت خواجہ محمد زبیر کا سُن کر بھاگ گئے حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مرید محمد عادل اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد جاتے ہوئے مجھے لٹیرے ملے۔ ایک نے مجھے کمند پھینکنی چاہی۔ میں نے گھبرا کر آنحضرت سے التجا کی۔ آنحضرت نے ظاہر ہو کر انہیں ڈانٹا۔ وہ آنحضرت کو دیکھتے ہی بندروں کی طرح بھاگ گئے۔

ایک غریب سپاہی کو سپہ سالار بنا دیا حضرت سلطان الاولیاء ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ خواجہ بزرگ کے

www.maktabah.org

عرس کے دن آپ کے مزار فائض الانوار پر جا کر فاتحہ پڑھتے اور مٹھائی تقسیم کرتے۔ ایک روز حسب عادت آنجناب تشریف لے گئے۔ واپس آتے وقت آنحضرت کی سواری اپنے ایک سپاہی مرید کے گھر کے پاس سے گذری جو غایت درجہ کا مفلس تھا۔ آنحضرت کے مخلصوں اور مریدوں کی رسم تھی کہ جب آنحضرت کی سواری ان کے دروازے کے پاس سے گذرتی۔ تو حسب حیثیت نیاز و تحفہ پیش کرتے۔ جب اس شخص نے سواری دیکھی تو گھبرا کر کچھ موجودہ اسباب بیچا۔ اور کچھ قرض لے کر میوے اور حلوے پیش کیے۔ جب آنحضرت کو اس کے افلاس کی اطلاع ہوئی۔ تو کشائش رزق کے لئے دعا کی۔ اور اس بارے میں توجہ کی۔ بعد ازاں اسے خوشخبری دی کہ عنقریب ہی تم صاحب ثروت و ریاست ہو گے۔ ابھی ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ صمصام الدولہ عارض سپاہ نے اسے بلا کر اپنے انعام و اکرام سے مخصوص کیا۔ اور ہزار سوار کا سردار بنایا۔ اور کچھ علاقہ اس کے اخراجات کے لئے مقرر کیا۔ ایک مہینے کے اندر وہ بہت دولتمند ہو گیا۔ اور بادشاہ کے امرا میں شمار ہونے لگا۔ ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے روز آنحضرت کی معہ تمام خلفاء و مریدین ضیافت کیا کرتا۔ اور نیاز و تحفہ پیش کیا کرتا۔ اسی طرح کی کرامت ایک اور شخص کے حق میں آنحضرت سے ظہور میں آئی لیکن چونکہ بعینہٖ اس کے مشابہ ہے اس واسطے درج نہیں کی گئی۔ اسی سپاہی نے یہ بیان کیا۔ کہ میں عید کے دن بادشاہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ اچانک بادشاہ کی سواری میں ایک مست ہاتھی نے شورش کی۔ بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بعد ازاں میرا رخ کیا۔ میرا گھوڑا جو بدکا تو میں گھوڑے پر سے ہاتھی کے پاؤں میں گر پڑا۔ چونکہ زمین پتھریلی تھی۔ میرا پاؤں پتھر پر لگنے سے ٹوٹ گیا۔ ہاتھی نے اپنا پاؤں اٹھا کر مجھے روندنا چاہا۔ اس وقت کوئی شخص مجھے اس مصیبت سے بچانے والا نہ تھا سب جان کے خوف سے چھوڑ کر بھاگ اٹھے۔ میں نے حیران ہو کر آنحضرت کو یاد کیا۔ اور اس بلا سے بچنے کے لئے مدد کی درخواست کی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت میرے سرہانے کھڑے عصا سے ہاتھی کو مارتے ہیں۔ عصا کے لگتے ہی وہ ہاتھی غلئے

www.maktabah.org

کی طرح بھاگ گیا۔ پھر میرے زخم پر دست شفقت پھیرا۔ تو اسی وقت زخم اچھا ہو گیا۔ میں اس مصیبت سے آنحضرت کی توجہ کے طفیل بچا۔

کبیر شاعر جو آنحضرت کا مرید تھا۔ نہایت مفلس و قلاش تھا۔ اکثر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مدحیہ قصائد، غزلیں، مخمس وغیرہ پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ حسب ذیل دو مخمّس اسی کے ہیں ؎

اگرچہ ہستم احراری عزیزی　　محب قادری آفاق سیری
نہ از بندیم من نہ از نصیری　　ولے از جان و دل ہستم زبیری
زبیریم زبیریم زبیری

زبیر آں آفتاب شرع دین است　　بجائے مصطفٰے او جانشین است
بصدر قرب رب العٰلمین است　　غلام درگہش را ورد این است
زبیریم زبیریم زبیری

یقین کاں قطب الاقطاب زمانہ　　بعصر خویش قیوم زمانہ
بود رونق دہ ایں کارخانہ　　بجان و دل ہمیں دارم نشانہ
زبیریم زبیریم زبیری

بغفلت ساز مارا دستگیری　　یقین دانم کہ پیرے دستگیری
جواں بختم بکن در عین پیری　　نگہ دارم زبیری و ظہیری
زبیریم زبیریم زبیری

غلام حضرت خواجہ زبیرم　　بعشقش مائل و فارغ ز غیرم
بصاحب راز ہا در ذکر خیرم　　ز عبد القادر احرار و عزیزم
زبیریم زبیریم زبیری

؎ تا کہ منم زندہ دریں کہنہ دیر　　بندۂ احرار غلام عزیز

www.maktabah.org

کلب ابوالقادر آفاق سیر — بر ہمہ جنّ و بشر و وحش و طیر
پیر کبیر است محمّد زبیر

ہمچو مجدّد بود او رہنما — ثانی معصوم بہ نشو و نماء
بعد شہ خواجہ جیو یا صفا — بر سرِ سجادہ دین مقتداء
پیر کبیر است محمّد زبیر

ہست بہ شرع نبوی مستقیم — امّت مخصوص نبی کریم
ہر کہ بدو دست زدہ از ترس و بیم — یافت نجات از شر دیو رجیم
پیر کبیر است محمّد زبیر

مجمع گنجینۂ اسرار اوست — مطلع سر چشمۂ انوار اوست
شب ہمہ شب ذاکر و بیدار اوست — عارف کامل شہ دیندار اوست
پیر کبیر است محمّد زبیر

زاں شہ دیگر کنم ذکرِ خیر — آنکہ بحق مائل و فارغ ز غیر
ہست یقین کامل آفاق سیر — دست مرا گیر نمانم بغیر
پیر کبیر است محمّد زبیر

ایک اور قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

تا لفرقم ظلِ اقبال شہ دیں پرور است — کہنہ دستار مرا بہتر ز چتر و افسر است

اسی قصیدہ میں اپنے احوال کا اظہار بھی کیا ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

یا زبیر بادشاہِ دو جہاں دستم بگیر — رحم بر حالم بفرما آنکہ حالم ابتر است
کارِ دینم ناتمام و کارِ دنیا ہم خراب — عمر در افلاس بگذشتن ز مردن بہتر است

بادشاہ کا گریہ بردار

ایک روز آنحضرت نہایت خوش وقت تھے اور راہِ لطف و کرم کبیر کو فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس

www.maktabah.org

نے عرض کیا کہ بادشاہ کی گرز برداری کا منصب ، گرز برداری میں چند ایک سردار ہوتے ہیں. کہ ایک ایک باری باری ہفتے ہیں بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ آنحضرت نے اس کے حق میں دعا کی۔ بادشاہ نے دوسرے دن ہی اسے بلا کر گرز برداروں کا ایک سردار بنا دیا . اور عالم بیگ خاں کا خطاب دیا ۔ لوگوں نے اسے ملامت کی۔ کہ تو نے ایسی ادنیٰ درخواست کیوں کی.

مغل زادے کی تمنّا

برلاس قبیلے کا ایک مغل ہر وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ شام کبھی وقت بھی جُدا نہ ہوتا ایک روز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تو نے ہماری بہت خدمت کی ہے. جو تمہارا مدّعا ہو بیان کرو ۔ اس نے عرض کیا۔ مَیں ایک گھوڑا چاہتا ہوں ۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس سے بھی کوئی چیز اچھی مانگ. پھر بھی اس نے عرض کیا کہ گھوڑا ۔ تین مرتبہ یہی سوال جواب ہوئے. آخر آنحضرت نے فرمایا۔ مَیں کیا کروں خدا تمہیں دیتا۔ پھر فاتحہ پڑھ کر اس کے حق میں دُعا کی ۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں گھوڑا بھی دے گا۔ اور ظاہری دولت بھی۔ دوسرے دن قبیلا برلاس کے سردار نے اس کو بلا کر معہ ساز و سامان گھوڑا دیا۔ اور بادشاہ کے ملازموں میں شامل کر لیا ۔ تھوڑی مدّت میں صاحب جمعیت و ثروت ہو گیا۔

خواجہ سرا کا بیٹا سلطنت مغلیہ کا رکن بن گیا

خواجہ سراؤں کا ایک لڑکا آنحضرت کا مرید تھا اور آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے ۔ ایک روز محل کے اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ لڑکا بھی آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنجناب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کیا تم چاہتے ہو. مَیں دُعا کروں تا کہ حق تعالیٰ تمہیں سلطنت کا ایک رکن بنا دے یا آخرت کی سرداری عطا کرے ۔ اس نے عرض کیا۔ جو شخص جناب کا مرید ہے اسے آخرت کی سرداری تو ضرور

www.maktabah.org

ملے گی۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ جناب دنیا کی سرداری بھی مجھے عنایت فرمائیں گے۔ آنحضرت نے مسکرا کر اس کے حق میں دُعا کی۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا کہ وزیرِ ہند کا ملازم بن گیا پھر وزیر نے اسے اپنا مقرب بنا لیا۔ حتیٰ کہ وزارت کا تمام انتظام اس کے اختیار میں ہو گیا۔ تمام مغل سردار اس کے محتاج ہو گئے۔

خدا قادر ہے میرے بڑے بھائی حقائق و معارف آگاہ شیخ محمد احسن کے ہاں بڑی آرزوؤں کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ میرے والد ماجد نے اس کا نام غلام زبیر تجویز کیا۔ تین دن نہ گذرنے پائے کہ اس بچے کی حالت ابتر ہو گئی۔ اور قریب المرگ ہو گیا۔ ہمارے گھر میں بڑی گھبراہٹ ہوئی۔ مَیں نے آنحضرت سے دعائے شفا کی درخواست کی۔ آنجناب کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی شخص آکر خواستگار ہوتا۔ تو اگر کام ہونے والا ہوتا تو فرماتے کہ خیر ہے۔ خاطر جمع رکھو۔ یہ کام بفضل خدا سرانجام ہو گا۔ لوگوں کو یقین ہو جاتا کہ یہ کام ضرور ہو جائے گا۔ اور اگر وہ کام ہونے والا نہ ہوتا تو فرماتے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ یہ کام کر دے۔ لوگ سمجھ جاتے کہ یہ کام ہونے والا نہیں جب مَیں نے دعائے شفا کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ خدا قادر ہے کہ شفا دے۔ اسی وقت مجھے یقین ہو گیا کہ لڑکا مر جائے گا۔ جب مَیں گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی لڑکا مرا ہوا ہے۔ مجھے بہت غم ہوا۔ جب آنحضرت نے میرا غم دیکھا تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ غم نہ کرو مَیں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ تمہیں نعم البدل عطا فرمائے۔ ایک گھڑی بعد مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہارے بھائی کے ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ مَیں اس خوشخبری سے خوش ہوا واقعی آنحضرت کے فرمان کے مطابق دس ماہ بعد میرے بھائی کے ہاں ایک لڑکا ہوا۔ جس کا نام پھر غلام زبیر رکھا۔ حق تعالیٰ اسے حضرت خلیفۃ اللہ کی طفیل سے ظاہری اور باطنی کمالات سے بہرہ مند کرے۔ آمین یارب العالمین۔

ایک بیمار کی موت: خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں سے سیّدی کریم الدین نام

www.maktabah.org

جو اس فقیر (مولّف کتاب) کے یار تھے۔ اور علم معقول و منقول میں خاص قابلیت رکھتے تھے۔ عین جوانی میں مرض تپ دق سے بیمار ہوئے۔ اسی اثناء میں میں حضرت خلیفۃ اللہ کی آستاں بوسی کے لیئے روانہ ہوا اور کریم الدین کو معہ یاروں کے اپنے مکان پر چھوڑ گیا جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا تو کریم الدین کی شفاء کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس مرض سے نہ مَیں بچوں گا۔ نہ کریم الدین۔ ہمارا یہ خیال نہ تھا کہ وہ اس مرض سے ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ بلکہ ان دِنوں بیماری میں بہت کچھ تخفیف ہو چکی تھی۔ اور رو بہ صحت تھا۔ شاید قدرے قلیل باقی رہ گئی ہو۔ تمام حکما اس کی شفاء پر متفق تھے۔ جب مَیں پھر اپنے مکان پہ گیا۔ تو اسے چنگا بھلا چاق چوبند ہو گیا۔ ایک مہینے تک خاصہ تندرست رہا۔ بعد ازاں اس نے وہاں سے جانا چاہا۔ مَیں نے اسے بہتیرا روکا۔ لیکن باز نہ آیا۔ آخر مجبور ہو کر رخصت کیا جہاں وہ گیا وہاں پھر مرض عود کر آیا۔ اور تھوڑی مدت بعد مر گیا۔ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا تھا سچ نکلا۔

ڈاکوؤں پہ غیبی لشکر ٹوٹ پڑا

ایک دفعہ مَیں نے اپنے مخصوص یار نور محمد کے ہاتھ اپنی عرضی خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ رستے میں لٹیروں نے اسے آگھیرا۔ اس نے گھبرا کر حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف توجہ کی۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ بائیں طرف سے ایک غیبی لشکر نمودار ہوا ہے۔ اس کے ظاہر ہوتے ہیں قزاق بھاگ گئے۔ بعد ازاں وہ لشکر بھی غائب ہو گیا۔

تبرک کی تمنا

ایک عزیز کا بیان ہے کہ مَیں حضرت خلیفۃ اللہ کی مجلس میں بیٹھا تھا اور آنحضرت قہوہ پی رہے تھے اور بعض کو از راہِ عنایت پس خوردہ عطا فرما رہے تھے۔ میں اگرچہ مجلس کے ممتاز آدمیوں میں سے نہ تھا۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں آیا کہ کیا اچھا ہو مجھے یہ پس خوردہ عنایت فرمائیں

www.maktabah.org

یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے دست مبارک میں سے کا وہ جام مجھے عنایت فرمایا جس سے آپ خود نوش فرما رہے تھے۔

ایک مفلس کا نذرانہ

آنحضرت کا ایک خاص اور صاحب دل مرید لکھتا ہے کہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر تھا کہ ایک سوداگر بہت سا زر و مال بطورِ نذر لایا۔ لوگوں نے چاروں طرف سے اس کی تحسین و آفرین کی۔ اتنے میں میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس قدر قدرت دے تو میں اس سے دس گنا نذر کروں۔ چونکہ مجھے ایک پیسہ دینے کی بھی توفیق نہ تھی۔ اس واسطے مجھے بڑی حسرت ہوئی۔ اسی وقت آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری نیاز کو قبول کیا۔ ہے۔ تمہارا نیاز یہی تمہاری حسرت ہے۔ تمہاری نیت کے موافق تمہیں اجر ملے گا آنحضرت کے اس فرمانے سے میں پھولا نہ سمایا۔ جتنی پہلے حسرت تھی اتنی ہی مجھے خوشی ہوئی۔

عجز کی قبولیت

ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں ندی کے کنارے نماز کے لئے اُترے نماز سے فارغ ہو کر نزول بے کیف باخیر و برکت ہؤا۔ جو معاملات اس وقت ہوئے ان کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سُنے۔ ہر ایک اپنی حالت کے موافق ان کمالات سے بہرہ مند ہؤا۔ میں جو اپنی طرف سے باغ کی سیر کے وقت تحف و ہدایا لایا کرتا تھا ان میں دیر ہوگئی۔ میں لینے لگا کہ اتنے میں خاص کمالات کا ظہور ہؤا۔ جب میں تحفے اور ہدیے لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا تو وہ وقت گذر چکا تھا۔ میں نے بہت افسوس کیا اور ایک گوشے میں جاکر نہایت عاجزی سے جناب الٰہی میں عرض کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھے بھی ان کمالات سے بہرہ مند کرنا۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے اِن کمالات کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ دیر تک میں عاجزی کرتا رہا۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ اللہ کے طفیل میری دعا کو قبول کیا۔ اور ان کمالات کے حصول کا شافی الہام ہؤا۔ جب

www.maktabah.org

مَیں پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا تو آنحضرت نے بھی مجھے سرفراز فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ نے تمہاری عاجزی قبول کر لی ہے اور جو تمہارا مدعا تھا حاصل ہو گیا ہے۔

سؤر المومن شفا

رات دن میں آنحضرت کے پان کھانے کے چند ایک وقت مقرر تھے۔ پس خوردہ ہزاروں آدمیوں کو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ عرس کے دن تو دیکھنے میں آیا ہے کہ ہزاروں آدمی جمع ہوتے۔ تو ہر ایک کو پس خوردہ مل جاتا۔ بلکہ بعض دو دو دفعہ لیتے۔ طرفہ یہ کہ جو مریض یا دردمند وہ پس خوردہ کھاتا شفا پاتا "السور المومن شفاء" "مومن کا پس خوردہ شفا ہے"۔ یہاں صادق آتا تھا۔

لیلۃ القدر کی برکتیں

لیلۃ القدر کو حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ میں حق تعالیٰ کی تجلیات خاص اور عنایات بے نہایات کا عجیب ظہور لوگوں پر ہوتا تھا۔ اس رات میں وہ خاص وقت جبکہ پورے طور پر رحمتِ الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔ فرشتے اُترتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء کی توجہ سے لوگوں کو حاصل ہوتا۔ اس واسطے خلقت ہر طرف سے قطار در قطار اس رات آنحضرت کی خدمت میں اس نعمتِ غیر مترقبہ کو حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی۔ خانقاہ میں اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ نماز کے واسطے کھڑے ہونے کی جگہ نہ ملتی۔ نماز تراویح کے وقت ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدے کرتے تھے۔ ایک عزیز بیان کرتا ہے کہ شب مذکورہ کو لوگ حسب عادت آنحضرت کی خدمت میں آئے ہوئے تھے جو شخص آنحضرت کا مقرب تھا۔ آپ اس کی نسبت پوچھتے کہ فلاں شخص آیا ہے۔ وہ آداب بجا لا کر آنحضرت کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا۔ مجھ میں اس مجلس کی لیاقت نہ تھی کہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا۔ مجھ میں اس مجلس کی لیاقت نہ تھی کہ آنحضرت مجھے یاد فرماتے لیکن بے اختیار میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے بھی آنحضرت بلائیں۔ اتنے میں آنحضرت نے میرا نام لے کر پوچھا کہ فلاں شخص بھی آیا ہے۔ مَیں آداب بجا لا کر اٹھا اور نہایت ہی خوش ہوا۔

www.maktabah.org

امراء تعظیم کرنے پر مجبور ہو جاتے

ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے سنا ہوا تھا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں امراء اور بادشاہ حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور بادشاہوں سے بھی بڑھ کر تعظیم کرتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے بے اختیار تعظیم کرتا ہے۔ مَیں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ مَیں اس ارادے سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ میں اوروں کیطرح تعظیم نہیں کروں گا لیکن جب آنحضرت کا جمال مبارک دیکھا تو بے اختیار ہو کر معمول سے زیادہ تعظیم بجا لایا۔ بعد ازاں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بات تائیدِ الٰہی کے سبب سے ہے۔ مَیں نے اپنے خیال سے توبہ کی اور بہت سے لوگ اسی ارادے سے آئے۔ لیکن پھر اس خیال سے تائب ہوئے۔ ان کا بیان کرنا موجبِ طوالت کلام ہے۔

سالکانِ طریقت کی تربیت

سالکوں کے سینے کے ساتھ اپنا سر لگا کر توجہ دینا حضرت خلیفۃ اللہ کا طریقہ ہے۔ اس سے پہلے طریقہ احمدیہ و معصومیہ میں یہ رواج نہ تھا۔ بلکہ زانو بہ زانو بیٹھا کر القائے نسبت کیا کرتے تھے۔ ایک روز اس بارے میں میرے قبلہ گاہ نے وجہ دریافت کرنی چاہی تو بیان کرنے سے پہلے ہی آنحضرت نے بہ نورِ باطنی معلوم کر کے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت سے پہلے اولیاء گذشتہ میں توجہ دینے کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد کا قرب تھا۔ ہر شخص میں اس قدر قابلیت تھی کہ صرف شیخ کی مجلس سے ہی فیض حاصل کر لیا کرتا تھا۔ جب جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہدِ مبارک کو ہزار سال کا عرصہ ہو گیا۔ تو لوگوں کی استعدادیں کم ہو گئیں اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بذریعہ کشف طریق توجہ معلوم کر کے اسے رواج دیا۔ نیز جو کمالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھے۔ وہ شیخ کی توجہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے طریقہ احمدیہ میں توجہ کی رسم جاری ہوئی

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے لے کر اب تک بھی بہت عرصہ گذر چکا ہے۔ اس واسطے لوگوں کی استعداد اور بھی کمزور ہو گئی ہے۔ چونکہ آنحضرت امام وقت تھے اور طبیب مرض کے مطابق علاج کرتا ہے۔ اس واسطے اس قسم کی توجہ جو مطلوب کے ملنے کی سب سے قریب کی راہ ہے تجویز فرمائی۔

کرامت

حضرت خلیفۃ اللہ کے دو خاص مرید صوفی براتی اور میر مرزا نام آپس میں نہایت مخلص تھے۔ میر مرزا صوفی براتی کو یار عزیز کہا کرتے تھے۔ چونکہ صوفی براتی خانقاہ کے مدار الہام تھے۔ اور میر مرزا باغ کی سیر کے خواہشمند تھے۔ اکثر صوفی براتی کو بھی سیر باغ کی ترغیب دیا کرتے تھے اس کی غرض یہ تھی کہ اکثر آنحضرت دن رات میر مرزا کی زبانی فرمایا کرتے تھے کہ یار عزیز ایسا کرنا چاہیئے یا ہم نے ایسا کیا ہے یا ہم ایسا کیا یا فلاں مقام پہ جائیں گے۔ یا وہاں سے آئے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کے سینکڑوں کلمات ہر روز فرماتے۔ ان باتوں کا ماحصل یہ تھا۔ کہ بعض آدمی جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور ان کے دل میں گناہوں کا خیال ہوتا تھا یا کسی جگہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یا کسی گناہ کے مرتکب ہو کر آتے تھے۔ یا کسی ایسی جگہ جانا چاہتے تھے۔ جہاں گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں۔ سو آنحضرت ان کلمات کے ذریعے ان لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتے تھے۔ جن گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے یا مرتکب ہونا چاہتے تھے۔ یا جس مقام سے آتے یا جس مقام پہ جانا چاہتے۔ آنحضرت اشارتاً بتا دیتے۔ لوگ اپنے افعال و خیالات سے آگاہ ہو کر باز آجاتے۔ کیونکہ انہیں یقین ہو جاتا۔ کہ آنحضرت ہمارے افعال و خطرات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر عمر بھر کے لئے اس فعل سے باز آجاتے۔ بلکہ اس کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے۔ اگر اتفاقاً خیال آ بھی جاتا۔ تو اس سے فوراً توبہ کرتے تھے۔ اس قسم کے خوارق آنحضرت کی ستائش

www.maktabah.org

میں داخل نہیں۔ جو کچھ قابل تعریف ہے۔ وہ معارف و اسرار ہیں۔ جو سب سے بڑھیا خوارق ہوتے ہیں۔ جو حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتا ہے۔ جس طرح جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا معجزہ قرآن شریف ہے۔ جو علوم و معارف اسرار الٰہی ہے۔ حضرات سرہند کا سب سے بڑا خوارق اپنے پیغمبر کے کمال اتباع سے ان کا کلام ہے۔ واقعی جو علوم و معارف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی اور گذشتہ ولی نے بھی بیان نہیں کیا واقعی ان کا کلام حقیقت قرآن کے اسرار ہیں۔ جو اس بات کی پوری دلیل ہے۔ کہ ان کا کلام عین شریعت کے مطابق ہے۔ اور شریعت عین قرآن ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے اولیاء کا کلام مخالف شرع ہے چنانچہ وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اور سماع جو چاروں مذہبوں میں حرام ہے اسے حلال سمجھو کر موصل الی اللہ کہتے ہیں۔ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

بلکہ حکمائے فلسفی کے علوم سے نسبت تامہ رکھتے ہیں ؎

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی ایں رہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

جب میں نے کشف الحقائق مقامات قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ تو بہت بہت پسند کر کے فرمایا۔ کہ یہ علوم و معارف ہزارہا کرامتوں سے بہتر ہیں۔ اور اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس سے پہلے کسی ولی اللہ نے ان علوم و معارف کو جو اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ بیان نہیں کیا۔ واقعی یہ علوم و معارف آنحضرت کے ہیں۔ جو بذریعہ باطنی توجہ اس مسکین کو القا فرمائے۔ اور انہیں میں نے لکھ دیا ؎

نیا وردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

اب آنحضرت کے بعض مکاشفات لکھے جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ کے مکاشفات

مکاشفہ: ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ مراقبہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت اعلیٰ درجہ کی خلعت پہنے ہوئے ہیں۔ جس پر سونے کے پانی سے اسم اللہ ذاتی لکھا ہوا ہے جب آنحضرت نے یہ مکاشفہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیان کیا تو آنجناب نے فرمایا کہ یہ خلافت منصب قیومیت ہے جو میرے بعد تمہیں نصیب ہوگا۔

مکاشفہ: ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے مکاشفہ میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پُر ہے، جب حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ بیان کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ یہ منصب قیومیت کی علامت ہے۔

مکاشفہ: حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے کہ شروع سال میں کیا دیکھتا ہوں کہ محبوبیت الٰہی اس طرح مجھ پر غالب آئی کہ میں اپنا عاشق ہوگیا۔ جب میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ بیان کیا تو فرمایا کہ یہ محبوبیت ذاتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مخصوص ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کمال اتباع سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا۔ یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی یعنی خمیر بدن رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر موقوف ہے۔ چنانچہ تمام اولیاء میں سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا۔ ان کا بدن مبارک سوائے پاؤں کے تلووں کے طینت پیغمبر کے خمیر سے

www.maktabah.org

بنا ہوا تھا۔ آنحضرت کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہی شرف حاصل ہے۔ چنانچہ ان کا جسم مبارک اسی خمیر سے ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے وہی نعمتِ عظمیٰ تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ اس کا شکر بجا لاؤ۔ یہ فضلِ الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضلِ عظیم ہے۔

مکاشفہ: ایک روز کسی تقریب سے حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے آنحضرت کی کشف کی بابت پوچھا۔ آنحضرت نے عرض کیا۔ کہ تمام ولایات کی کشف مفصل طور پر مجھے حاصل ہے۔ سالکوں کی بابت بھی مجھے معلوم ہے کہ فلاں شخص ولایت کا چوتھا حصہ طے کر چکا ہے۔ فلاں نصف اور فلاں تین چوتھائی۔ جب حضرت حجۃ اللہ نے سُنا۔ تو فرمایا۔ کہ اس قسم کی کشف کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ صرف حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھی۔ اگرچہ تمہارے باپ کی کشف بھی بہت تھی۔ لیکن نہ اس قدر جتنی تم کہتے ہو۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مکاشفہ: حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنائے قلب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ کہ اسمِ ذات کے بعد عارف کے قلب پر ایسا نور غالب آتا ہے کہ اگر اسے نوح علیہ السلام کی عمر بھی دی جائے اور بہ تکلف دِل میں کوئی خطرہ لانا چاہیئے۔ پھر بھی نہیں آئے گا۔ یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔ بہت سے اس مقام پر پہنچے۔ لیکن یہ حالت نہیں پائی گئی یہ بات بعض نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بیان کی۔ آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے۔ فی الواقعہ ایسا ہی ہے کہ دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی خیال نہیں آتا۔ خطرہ دِل سے نکل دوسرے لطائف میں سرایت کر جاتا ہے۔ لیکن صاحبِ معاملہ کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ تاوقتیکہ ان لطائف کو فنائے اتم حاصل نہ ہو۔ وہ ماسوی اللہ کے پھندے سے نہیں نکلتا۔

مکاشفہ: ایک رات عشاء کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ نے فرمایا

www.maktabah.org

کہ اس دعا کے وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آیا فرشتوں کو بھی لطائف خمسہ حاصل ہیں یا نہیں۔ اتنے میں جو فرشتے آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہمیں لطائف کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام ہی لطائف کی طرح ہیں۔ جہاں ہمارا مقام ہے وہیں ہم ہیں۔ چونکہ ان کے اجسام کثیف تھے۔ اس واسطے اپنے مقام پر ترقی نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالےٰ نے یہ لطائف انسان میں رکھے۔ تاکہ اپنے مقام سے ترقی کر سکیں۔ اس امر میں ہم انسان سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام عین ہمارے مقامات ہی ہیں۔ لیکن انسان میں یہ لیاقت نہیں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ بعض انسان اپنے مقام سے بہت بلند ہو جاتے ہیں۔ ملائکہ نے عرض کیا۔ کہ یہ فضیلت انسان کو ہی حاصل ہے کیونکہ ہم صرف اپنے ہی مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "وما منا الا له مقام معلوم" ہم میں سے ہر ایک کا مقام معلوم ہے۔

مکاشفہ: ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں سے پوچھا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو کھانا، پینا، مجامعت اور لباس فاخرہ جیسی نعمتیں دنیا اور جنت میں انسان کو عطا فرمائیں۔ تم ان لذتوں سے محروم ہو۔ انہوں نے کہا۔ آپ قیوم عالم ہیں۔ تمام اشیاء کے حقائق آپ پر منکشف ہیں۔ بعض اسماء کے خواص کی بابت سوال کیا کہ ان کے پڑھنے سے مذکورہ لذتیں قاری کو حاصل ہوتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہاں اسماء کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ ان کے پڑھنے سے خاص خاص لذت حاصل ہوئی۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے ہمیں وہ اسماء سکھائے ہیں۔ جب ہمیں خواہش ہوتی ہے تو پڑھ کر لذت حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر وہ اسماء انسان بھی پڑھے تو مذکورہ لذتیں حاصل کر سکتا ہے۔ اور ہرگز کھانے، پینے، جماع اور لباس کا محتاج نہیں ہوتا یعنی ان اسماء کے پڑھنے سے جس قسم کے کھانے کا دل میں خیال کرے اس کی لذت آجاتی ہے۔ اور جس لباس کی نیت کرے وہی پہنے ہوئے دیکھتا

www.maktabah.org

ہے اور لوگ بھی دیکھتے ہیں۔

مکاشفہ: ایک روز میں (مولف) نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے علم اور کلام دونوں کی صفت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے کونسی افضل ہے۔ آخر آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کلام کی صفت افضل ہے۔ آخر آنحضرت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام کارخانہ الٰہی کلام پر موقوف ہے۔ کتاب "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں یہ مقدمہ مفصل لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی کو دیکھنے کا شوق ہو تو اس کتاب میں دیکھے۔

مکاشفہ: حضرت خلیفۃ اللہ نے ۲۹ ماہ رمضان کو فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اُترے۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ شاید لیلۃ القدر ہے۔ حالانکہ یہ رات گذر چکی تھی۔ اس کے نزول کے سبب میں نے پوچھا۔ تو فرشتوں نے کہا۔ کہ ہم امر الٰہی کے بموجب آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حق تعالیٰ فرشتوں میں فخریہ فرماتا ہے کہ دیکھو محمد زبیر جیسے بھی میرے بندے ہیں۔ جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر کی زیارت کرے گا میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا۔

مکاشفہ: ایک روز کسی تقریب سے آنحضرت نے شیخ بدیع الدین کے مزار پر فاتحہ کے بعد فرمایا۔ کہ شیخ بدیع الدین صاحب کا جذبہ قوی ہے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوّمِ زماں خلیفۃ اللہ سلطان الاولیائ کے

شب و روز

حضرت پیر دستگیر قیوم زماں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل تمام عبادات اور عادات میں جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت سنیّہ کے موافق تھا متقی اس درجہ کے تھے کہ آیہ کریمہ وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی آنجناب کے حق میں صادق آتی تھی۔ چنانچہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص لاہور سے بہت سا روپیہ آپ کی خدمت میں بطورِ نذرانہ لایا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس مال کا مالک مر گیا ہے۔ شاید اس کے بچے ابھی بالغ ہوئے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اس کی بیوی نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور عرض کر بھیجا ہے کہ اگر آنحضرت کو اس کے لینے میں تامل ہو تو عرض کر دینا۔ کہ میں نے اپنے مال سے روپیہ بھیجا ہے اور اس کے بچے بھی بالغ ہو گئے ہیں۔ اور یہ نیاز برضا و رغبت انہوں نے بھیجی ہے۔ اس شخص نے بہتیری منت و سماجت کی لیکن بے فائدہ۔ وہ نیاز کا روپیہ آنجناب نے واپس کر دیا۔ اس قسم کے ہزارہا واقعات پیش آئے جنہیں اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا سب سے بڑے عالم۔ متقی، سخی۔ بہادر۔ صالح، عابد، زاہد، خلیق، عارف، فاضل، شریف اور اعلیٰ تھے۔ آپ کا وقت اس طرح تقسیم ہوا ہوا تھا کہ پہر رات رہے بلکہ اس سے

www.maktabah.org

بھی کم لے کر خانقاہ سے اٹھتے۔ اور کمال ہی احتیاط سے قبلہ رُخ ہو کر تازہ وضو کرتے لیکن پاؤں دھوتے وقت قطب کی طرف منہ کرتے۔ الاسلام حق والکفر باطل کہہ کر وضو شروع کرتے۔ بعد ازاں کتب احادیث میں جن ادعیہ ماثورہ کا ذکر ہے معہ کلمہ شہادت ہر عضو کے دھوتے وقت پڑھتے تھے۔ ہر عضو میں تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔ اور ہر وضو کے وقت مسواک کرتے تھے۔ اکثر آنحضرت کے وضو کا مستعمل پانی لوگ بطورِ تبرک پیا کرتے۔ جس سے انہیں شفا حاصل ہوتی تھی۔ وضو کے بعد چشم مبارک آسمان کی طرف کر کے دعا پڑھتے تھے۔ تہجد کے وقت نماز سے پہلے سورہ آلِ عمران کے آخر میں چند آیتیں اور "یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا خلقت ھٰذا باطلہ" پڑھتے۔ بعد ازاں نہایت خضوع و خشوع سے نماز ادا کرتے۔ نماز پڑھتے وقت آنحضرت کا چہرہ مبارک اس طرح چمکا کرتا کہ تاریک رات میں آنحضرت کے چہرہ مبارک سے سورج کی طرح کرنیں نکلتیں۔ قیام، قعدہ، رکوع اور سجود کے وقت بلا کیف تجلّیات کا ظہور اس قدر ہوتا کہ اس کا اثر لوگوں تک بھی پہنچتا۔ اور نماز میں سورہ یٰس کو بار بار پڑھ کر قرأت کو لمبا کرتے۔ نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ پھر بعض نیک عورتوں کو جو سلوک باطن حاصل کیا کرتی تھیں توجہ دیتے۔ صبح کے قریب بطریقِ سنّت تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔ تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ جب صبح ہوتی تو جلدی اٹھ کر حنفی مذہب کے موافق نماز ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان تین مرتبہ ہلکی آواز سے "سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم" پڑھتے۔ یہ کلمات سارے دن میں پانسو مرتبہ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کلمہ کی ترقی ضلال اور اصول کے مابین تک ہے۔ اور ظاہری جمعیت پر بھی یہ کلمہ از بس مؤثر ہے۔ نماز فرضیہ کی امامت پانچوں وقت بنفس نفیس کیا کرتے کیونکہ یہ سنّت نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے۔ نماز کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار، تین مرتبہ تکبیر، اور ایک مرتبہ، اللّٰھمّ

www.maktabah.org

انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرامؔ پڑھا کرتے۔ فجر کی نماز اور مغرب کی سنتوں کے بعد مذکورہ بالا کلمات پڑھ کر دس مرتبہ لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد یحیي و یمیت وھو حی لا یموت بیدك الخیر انك علیٰ کل شیٔ قدیر پڑھتے۔ اور اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید یاروں کو بھی کرتے۔ صبح کی نماز کے بعد معہ اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ جب آفتاب اچھی طرح نکل آتا۔ تو اشراق کے وقت نماز اشراق بارہ رکعت چھ سلام سے ادا کرتے۔ جب کبھی مراقبہ دیر تک کرتے تو اشراق اور ضحیٰ کو ملا لیتے۔ اس واسطے آنحضرت دونوں نمازوں کو اکھٹا ہی ادا کر لیتے۔ اس نماز میں بھی بار بار یٰسین پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھ کر بعض یاروں کو بھی اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید کرتے۔ خود آنحضرت پانچ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار بار درود دن رات میں پڑھا کرتے تھے۔ جب دوپہر ہوتی تو خواب قیلولہ کرتے۔ دو تین گھڑی بعد اٹھ کر نماز زوال آٹھ بار پڑھ کر ادا کرتے۔ بعد ازاں یاروں کو توجہ دیتے۔ اس وقت توجہ لینے والے چالیس کے قریب ہوا کرتے تھے۔ توجہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم اور ختم خواجگان معہ اصحاب بیٹھ کر پڑھتے بعد ازاں سجدہ میں جا کر تیسرا حصہ دن رہے نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر خلوت خانہ میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ یار بھی وہاں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ آنحضرت تکیہ لگا کر بیٹھتے اور خواجہ عبدالرحمٰن ورق گردانی کرتے تھے۔ قرآن شریف اور مقطعات قرآنی کے اسرار اور علوم و معارف اس طرح ظہور کرتے تھے۔ کہ اگر اجنبی بھی اس وقت آتا۔ تو دیکھ لیتا کہ یہ مجلس دنیاوی مجلس سے بالکل مناسبت نہیں رکھی۔ جو امور آخرت کے متعلق ہیں۔ وہ اس وقت آنحضرت پر جلوہ گر ہوتے تھے۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی تلاوت حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقرر کردہ منازل پر تھی منزل اوّل کنتم خیر امۃ اخرجت للناس منزل دوم۔ سورۃ انعام

www.maktabah.org

منزل سوم نصف واعلموا وقالت الیهود وعزیرٌ ابن اللہ
منزل چہارم۔ سورۂ ابراہیم، منزل پنجم۔ سورۂ انبیاء، منزل ششم۔ سورۂ قصص۔ منزل ہفتم
سورہ صافات، منزل ہشتم سورۂ محمدؐ۔ منزل نہم سورۂ ملک۔ منزل دہم ختم قرآن
تلاوت کے بعد ایک گھڑی بیٹھ کر حقائق وسعادت کا تذکرہ ہوتا۔ آخری عمر میں تلاوت کے
خلوت کرتے۔ اور لوگوں کو وہاں سے رخصت کر دیتے۔ صرف ایک دو آدمی حاضر خدمت رہتے۔
جب دن کا ساتواں حصہ باقی رہتا۔ تو محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل وعیال سمیت
کھانا کھا کر جلدی ہی نماز عصر کے لئے آتے۔ آنحضرت صرف کھانا کھاتے وقت اہل وعیال
کے حالات کی احوال پرسی کرتے۔ آنجناب بہت کم کھایا پیا کرتے تھے۔ کیونکہ دن رات میں صرف
ایک دفعہ اور بھی کوئی اڑھائی چھٹانک کے قریب بلکہ بعض وقت آدھ پاؤ۔ اکثر آنحضرت
روٹی۔ چاول اور گوشت گوسفند رغبت سے کھایا کرتے تھے۔ دسترخوان پر ترش چیزیں مثلاً
چٹنی۔ اچار وغیرہ بھی موجود ہوتیں۔ اور خواہش سے تناول فرماتے۔ بلکہ ترشی بغیر کھانا ہی
نہ کھاتے۔ میٹھی چیزیں بھی بڑی خواہش سے کھاتے تھے۔ چنانچہ نفیس تر حلوائے آپ کی نیاز
مقرر تھا۔ اگر کوئی تر حلوائے لاتا بہت خوش ہوتے۔ اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتے۔
عصر کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار کرتے۔ اور یاروں کو بھی پڑھنے کی تاکید کرتے۔
استغفار کے بعد اکثر اوقات خاموش رہتے۔ یار بھی اس وقت حلقہ باندھے باطن کی طرف
متوجہ ہوتے۔ جب دربار عام ہوتا۔ تو تمام وضیع وشریف حاضر خدمت ہوتے۔ آنجناب
وعظ ونصیحت کیا کرتے اور امراء وسلاطین کی پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی۔ تو
مغرب کی نماز ادا کرتے ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے۔ پچیس مرتبہ صبح شام ' استغفر اللہ
الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الحی القیوم الذی لا یموت واتوب الیہ رب اغفرلی
پڑھتے اور اصحاب کو بھی یہی پڑھنے کی تاکید کرتے اور استغفار کے خواص بیان فرماتے تھے
کہ جو شخص اسے پڑھتا ہے اس کے گھر اور شہر پر کوئی آفت نہیں آتی۔ صبح شام تین مرتبہ

www.maktabah.org

حضرت آدم علیہ السّلام پر درود بھیجے اور فرماتے جو شخص حضرت آدم علیہ السّلام پر درود بھیجتا ہے۔ حق تعالیٰ اسے بہشت میں جگہ دے گا۔ دعاؤں سے فارغ ہو کر چھ رکعت نماز اوابین پڑھتے جس میں سورۃ واقعہ بار بار پڑھتے تھے۔ علاوہ سورہ واقعہ کے اور سورتیں بھی اس نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں جن اصحاب کی باری ہوتی انہیں توجہ دیتے تھے۔ اتنے میں آدھی رات کا وقت ہو جاتا تھا۔ پھر تازہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ چار سُنتیں آپ نے قضا کی ہوں۔ وتر اور عشاء کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں شافعی مذہب پر عمل کرتے تھے۔ یعنی سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ دوسری میں سورہ حٰم و دخان۔ تیسری رکعت میں سورہ ملک اور چوتھی رکعت میں سورہ قیامت پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ سورہ قبر اور قیامت کے عذاب کے لئے بہت مفید ہے۔ وتروں میں قنوت شافعی اور قنوت حنفی کو ملا لیا کرتے تھے۔ وتر کے بعد سبحان الملک القدوس پڑھتے تھے اور چار رکعت دو سلام سے بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے۔ بعد ازاں دیر تک دعا میں مستغرق رہتے۔ اس وقت لوگ اپنی اپنی امیدیں اور آرزوئیں عرض کرتے تھے۔ دعا سے فارغ ہو کر بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ میں اس وقت اپنے خدا کے پاس ہوتا ہوں۔ لوگ مجھے آ کر تکلیف دیتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوا کرتے تھے۔ دعا سے فارغ ہو کر پان کھاتے اور پس خوردہ لوگوں کو عنایت فرماتے۔ بعد ازاں پھر اصحاب کو بلا کر توجہ دیتے تھے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ اللہ ارشاد میں مشغول تھے۔ اس طرح کوئی بھی شیخ سننے میں نہیں آیا۔

مرض الموت کی کیفیت آخری مرض میں جبکہ بالکل قوت نہ تھی اور تمام حکماء نے کہہ دیا تھا کہ اگر چند روز کے لئے توجہ موقوف کر دیں تو اس مرض میں ضرور تخفیف ہو جائے گی لیکن آنحضرت نے اس

www.maktabah.org

کی مطلق پرواہ نہ کی اور ارشاد بدستور قائم رکھا۔ اسی واسطے آنحضرت کے خلفاء جنید و بایزید ثانی تھے۔ توجہ دینے کے بعد سر مبارک تکیہ پر رکھ کر دبواتے تھے۔ تاکہ تھکان دور ہوجائے۔ پھر جلدی اٹھ کر تازہ وضو کرکے خلوت میں جاکر نماز تہجّد ادا کرتے۔ اس سے پہلے سنت عشاء مسجد میں ادا کرتے۔ باقی کی نماز اور توجہ خلوت میں ادا کرتے۔ اور آخری عمر میں جبکہ ضُعف غالب آیا تو مسجد سے خلوت خانے میں آدمی کے سہارے آتے تھے۔ اگر اس وقت میں (مصنف) حاضر ہوتا تو یہ سعادت مجھے نصیب ہوتی۔ ساری رات آنحضرت بیدار رہتے۔ دن رات میں صرف گھڑی دو گھڑی سوتے۔ آٹھ پہر میں صرف ایک بار کھانا کھاتے۔ آٹھ پہر میں کوئی وقت عبادت سے خالی نہ تھا۔ آنحضرت کی عادات و عبادات انسانی اور ملکی طاقت سے باہر تھیں ؎

ملک را اگرچہ عصمت پارسائی است　　　از ایشاں کردہ کسب پارسائی است

جمعہ کے روز تلاوت قرآن کی بجائے تین سورتیں (سورہ کہف۔ آل عمران۔ ہود) پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ سورۂ آل عمران کے سننے کے لئے بہت سے فرشتے جمع ہوجاتے ہیں۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کی نمازیں خانقاہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد تھوڑی دیر خلوت میں رہ کر سرہندی باغ یا محسن خان کے باغ کی سیر کو جایا کرتے تھے۔ خواجہ محمّد احرار کی وفات کے بعد باغ کی سیر بھی ترک کردی۔ ماہِ رمضان میں دوسرے دنوں کی نسبت دو چند تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور تراویح میں دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے اور آہستہ آواز سے تسبیح پڑھتے تھے۔ قیام اللّیل والی سورتوں میں سے کوئی سی سورۃ ہر تراویح میں پڑھتے تھے۔ تیسرا حصّہ رات گئے تراویح میں مشغول ہوتے تھے۔ چھٹا حصّہ رات رہے فارغ ہوتے۔ اس مہینے میں انوار و تجلیات کا عجیب ظہور ہوتا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس مہینے میں رحمت الٰہی بارش کی طرح برستی ہے۔ اور فرشتے اس خانقاہ سے لے کر آسمان تک صف بستہ رہتے ہیں

www.maktabah.org

لیلۃ القدر میں انوارِ الٰہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور تمام فرشتے آسمان سے زمین پر اُتر آتے ہیں۔ ہر مہینے میں ایک دو دفعہ بہت خلقت کے ساتھ باغ میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو طرح طرح کے میوے حلوئے تقسیم کرتے۔ دن رات وہیں ہنسی خوشی میں مشغول رہتے۔ بعض اوقات دو دن اور دو راتیں گزر جاتیں۔ چونکہ آنحضرت باغ میں لوگوں پر عنایت کیا کرتے تھے اس واسطے باغ سیر کی خبر سُن کر ہر شخص تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں لاتا۔

سَیر کا معمول

بتیس سال آنحضرت شاہجہان آباد میں رہے لیکن سوائے باغ کی سیر کے اور کہیں نہ گئے۔ ہاں آنجناب کا مخصوص یار تشریف نیک خاں آپ کو دو دفعہ بڑی منت و سماجت سے شہر سے بارہ میل کے فاصلے پر اپنے مقبوضہ محل میں لے گیا۔ جو شاہجہان نے بنوایا تھا۔ اور نہایت سیر و تماشا کا مقام تھا۔ کئی مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے عرض کیا۔ کہ ایک دفعہ ہماری قبر پر شہر کے باہر تشریف لائیں۔ آنحضرت نے جانے کا ارادہ بھی کیا۔ لیکن اتفاق نہ ہوا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے عرس کے روز تشریف لے جاتے اور فاتحہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کرتے۔ آنحضرت سال میں چار عرس خود کیا کرتے تھے۔ تین حضرت مجدد الف ثانی ایک حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور چوتھا اپنے والد ماجد حضرت ابو العلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا۔ ان عرسوں میں حافظ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت معہ یاروں کے مراقبہ کرتے تھے۔ بعد ازاں عمدہ عمدہ مٹھائیاں، قہوہ، لونگ دارچینی اور مصری ملا کر فاتحہ پڑھتے۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عرس کے روز مٹھائی منگا کر فاتحہ پڑھتے تھے۔ آپ کسی کے ہاں تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ چند مرتبہ بڑے بڑے امراء نے دعوتیں کیں۔ اور منّت و سماجت بھی کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ کی۔ اسی وجہ سے روشن الدولہ آپ سے منحرف ہو گیا۔ اور مصیبت میں گرفتار ہو

www.maktabah.org

کر ہلاک ہوا۔ جیسا کہ اٹھائیسویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اپنے مخلص مریدوں کی دعوت خواہ وہ ادنیٰ درجہ ہی کے ہوتے قبول کر لیتے بلکہ کبھی کبھی ان کی مزاج پرسی کے لئے جاتے۔ اور اپنے خاندان یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔ اور ان کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کیا کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے بڑے آدمیوں کی عزت کرتے چنانچہ انہیں اپنے برابر بٹھاتے۔ ویسے اپنی ساری قوم کی عزّت کرتے تھے۔ مجلس میں سب سے اونچی جگہ انہیں دیتے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو تمام جہان سے افضل جانتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عروۃ الوثقیٰ، اور حضرت حجۃ اللہ کو صاحب طینت و اصالت محمّدی اور قیومیت کے باعث تمام خلقت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بلا واسطہ فرزندوں کو سوائے صحابہ و تابعین باقی تمام گذشتہ و آئندہ اولیاء سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سے حضرت حجۃ اللہ کے سوائے تمام فرزندوں سے حضرت مروج الشریعت کو اچھا سمجھتے تھے اور صاحب طینت و اصالت محمّدی خیال کرتے تھے۔ سوائے حضرت مروج الشریعت اور حضرات قیوم اربعہ کے کسی کو صاحب طینت و اصالت و مقطعات قرآنی نہیں جانتے تھے۔ حضرت خازن الرّحمت کو اولیائے امّت میں سے مستثنیٰ سمجھتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کو بلحاظ بزرگی کے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اصحاب، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ مجتہدین کو اولیاء سے افضل جانتے ہیں۔ اصحاب کے محاربات کی تاویل کیا کرتے تھے۔ یزید کو لعنت کرنے میں آپ کو تأمل تھا۔ اولیائے امّت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ارباب صحو کو ارباب سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور ارباب عشرت کو ارباب عزلت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں کو حضرت کے لفظ سے یاد فرماتے۔ ماہ محرم میں تین دن یعنی نویں دسویں

www.maktabah.org

اور گیارہویں تاریخوں کو روزہ رکھتے۔ اور سنتیں جو روزہ عاشورہ کو کی جاتی تھیں کرتے لیکن عاشورہ کی نماز نفل با جماعت ادا نہ کرتے تھے۔ سوائے تراویح کے اور کوئی نفلی نماز با جماعت ادا نہ کرتے۔ بلکہ ایسا کرنے سے روکتے تھے۔ ماہ ذوالحجہ کی ساتویں آٹھویں اور نانویں تاریخ کو روزہ رکھتے دعائے عرفہ پڑھتے۔ اس روز صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھا کرتے تھے۔ ماہ شعبان کی چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھتے۔ نماز فریضہ کے بعد فاتحہ و دعا نہ پڑھتے۔ مگر فجر اور عصر کے وقت۔ جس میں کراہت کا شبہ ہوتا وہ عمل نہ کرتے۔

آپ دونوں مذہبوں شافعی اور حنفی کو ملا کر ان پر عمل کرتے تھے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجتہدوں سے افضل جانتے تھے۔ محی الدّین عربی کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اس کے مخالف شرح کلام کو خطائے کشفی کہا کرتے ہیں۔ اس بارے میں اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ آنجناب خواجہ بہاؤالدّین نقشبند کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ اس روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم نے بھائی بہاءالدّین میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی ہے جو انہیں ہم سے افضل جانتے ہو۔ میرے والد بزرگوار نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بیان کی۔ کہ آئندہ میں فضیلت نہ دوں گا۔ آنحضرت ان دونوں بزرگوں کو سوائے حضرات سرہند۔ صحابہ اور تابعین کے تمام اولیائے امّت سے افضل جانتے تھے۔

www.maktabah.org

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حُلیہ مُبارک

اب آنحضرت کا حلیہ مبارک بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سالوں کے لئے اپنے شیخ کی صورت کو ذہن میں رکھ کر اس کا دیکھنا واجب ہے۔ یہ سایۂ رہبر یہ ہوتا ہے۔ آنحضرت تمام قد اور پیر ہتے۔ قد مبارک نہ بہت بلند نہ بہت پست بلکہ متوسط تھا۔ جس کی شان "خیر الامور اوسطھا" وارد ہے۔ انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جسامت بھی اوسط درجہ کی تھی۔ سر مبارک گول۔ پیشانی چوڑی اور فراخ، سجدے کا نور جبین مبیں پر نقش بنائے ہوئے تھا۔ 'سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود' جناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھا۔

جبینش از سجودش گشتہ پُر نور　　چو در مصحف نمایاں آیتے نور

ابرو کشادہ تھے۔ نرگس آنکھیں بڑی بڑی اور سفیدی چشم سرخی مائل تھی۔ جس طرف نگاہ کرتے تھے لوگ بے اختیار ہو جاتے تھے۔ ان میں طاقت نہ رہتی کہ آنجناب کی آنکھوں کی طرف دیکھ سکیں۔ آنجناب کے دیکھنے سے ان پر ایک کیفیت سی آجاتی۔ ؎

بہر دیدن جہانے مست و مدہوش　　بہر کشور ز فیضش جوش در جوش

ناک بلند۔ رخسارے آفتاب کی طرح درخشاں۔ لب بہت باریک۔ اگرچہ آخری عمر میں دندانِ مبارک گر گئے تھے چنانچہ ایک دانت اب تک میرے (مؤلف کتاب) پاس بھی ہے۔ لیکن کوئی معلوم نہیں کر سکتا تھا کیونکہ گفتگو کے وقت سختی سے کلام نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ بے دانتوں والے کرتے ہیں۔ ڈاڑھی سیاہ و سفید تھی۔ خط اس قسم کا تھا۔ کہ ایک بال بھی لائن میں

www.maktabah.org

سے آگے رخسارے پر نہ تھا۔ ڈاڑھی نہ زیادہ لمبی تھی نہ زیادہ گھنی۔ سر کے بال سال میں تین مرتبہ منڈواتے تھے۔ خواہ حجامت بنواتے یا خط خواہ ناخن لواتے سب کچھ سوموار کے دن ہوا کرتا تھا۔ جب منڈواتے تھے۔ تو اس روز گردونواح کے لوگ بال لینے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اور انہیں بڑی طاقت سے ایک بال ہاتھ آیا کرتا تھا۔ ہر فصل میں فصد کرایا کرتے تھے۔ مونچھیں برابر کر دیا کرتے تھے۔ ہاتھ بہت نازک تھے۔ انگلیوں پر لمبی اور نرم پوست تھی۔ پاؤں لمبے اور چوڑے تھے۔ اور ایڑی معشوقوں کے رخساروں کی طرح چمکیلی تھی۔ آنحضرت کے تمام بدن پر سوائے مقررہ مقامات کے اور کہیں بال نہ تھے۔ صرف جناب کے سینہ بے کینہ پر بموجب سنّت بہت تھوڑے سے بال تھے اور کہیں نہ تھے۔

آنحضرت کا رنگ سرخ و سپید یعنی ملیح و صبیح تھا۔ جناب کا تمام بدن مبارک ہتھیلی کی طرح بالوں سے صاف تھا۔ کبھی دیکھا نہ گیا۔ کہ آنحضرت کے بدنِ مبارک پر گرد و غبار یا میل کا نشان ہو۔ غرضیکہ آنحضرت کی خوبئے حسن اور خو خصلت انبیاء کے مشابہ تھی جو شخص آنحضرت کو دیکھتا بے اختیار بول اٹھتا۔ کہ یہ خلیفۃ اللہ اور نائب مناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ؎

بدین و ملتِ از دانش رواج و رونق دیگر   بید موسیٰ بدم عیسیٰ بخوبی ماہ کنعانی

آنحضرت کا لباس مبارک ہند کے طور پر پیراہن، خرقہ، قمیص اور فرغل، فرجی۔ آپ نے کبھی زیب تن نہ فرمایا۔ دستار و عمامہ ولائیتوں کی طرح باندھتے تھے۔ شلوار پہنا کرتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں روئی دار قبا وغیرہ پہنا کرتے۔ روئی دار رضائی کا استعمال کرتے شال آپ کبھی سر پہ نہ اوڑھتے۔ رات کے وقت کبھی کبھی طوسی شال تہ کر کے کندھوں پر ڈال کر سینے مبارک پر گرہ لگا لیتے یا مراقبہ کرکے وقت چہرہ مبارک پر ڈال لیتے تھے۔ گرمی کے موسم میں بہت باریک چادر ہوا کرتی تھی۔ جس سے چہرہ مبارک کو ڈھانکا کرتے تھے

www.maktabah.org

آنحضرت کا لباس بیش قیمت ہوا کرتا تھا لیکن سنہری یا روپہری نہیں۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کے دن غسل کر کے لباس تبدیل کرتے تھے۔ سواری کے وقت کبھی کبھی شلوار کے اندر چھوٹا نہ بند یا لنگوٹ ہوتا۔ پاپوش مبارک بانانی نہایت پرتکلف ہوا کرتی۔ اکثر کارٹھا ہوا رومال یا عمامہ سر پر رکھتے تھے۔ آنجناب کی مسند پر سوئی کا کام کیا ہوا ہوتا تھا۔ نیچے توشک اور اس پر تکیہ مصلٰے جدا تھا۔ جاڑے ہیں جو مصلٰے ہوتا۔ احتیاطاً اس پر رومال ڈال لیا کرتے تھے۔

مجالس کے آداب آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ تمام یار خلفار اور فرزند ڈرتے کانپتے، بت بنے رہتے۔ دم نہیں مار سکتے تھے۔ خواہ اعلیٰ یا ادنےٰ جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کی یہی کیفیت ہوتی۔ جیسا کہ گیارھویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ آنحضرت غربار اور فقرار کی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ ہر روز اس کے حالات پوچھا کرتے۔ ان پر مہربانی کیا کرتے تھے اور ان سے اس سے ہمکلام ہوتے کہ انہیں یقین ہو جاتا کہ ہمیں سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ ایک روز ایک دیہاتی پٹھان دُور دراز فاصلہ سے آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا۔ اور مجلس مبارک میں داخل ہوا۔ جب مجلس کا جاہ و جلال دیکھا تو حیران ہو کر ڈرتا کانپتا دُور کھڑا ہو گیا۔ اس کی مجال نہ تھی۔ کہ آگے بڑھ کر مجلس میں شامل ہو۔ اس کا لباس بھی پھٹا پرانا اور میلا تھا۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ ڈرتا تھا۔ تو از راہِ لطف و کرم اسے بلایا اور اپنے خاص کپڑے اسے عنایت فرمائے۔ روز بروز اس پر زیادہ شفقت کرتے۔ حتیٰ کہ تمام لوگ اس سے حسد کرنے لگے۔ آنحضرت اکثر اوقات غربا اور فقرا کو اپنے پاس بلا کر ان کے حالات پوچھا کرتے تھے اور کبھی ان کا کھانا منگا کر اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ اور پھر کچھ دے کر رخصت کرتے۔ لیکن دولت مندوں کی بالکل پرواہ نہ کرتے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیائ کے

خصائص

آنحضرت کے خصائص بے شمار ہیں لیکن یہاں پر صرف چند ایک مشہور لکھے جاتے ہیں ۱

خاصہ : آنحضرت کو حق تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خمیرِ طینت سے پیدا کیا اور اصالت محمدّی سے مشرف کیا۔

خاصہ : آنحضرت قیوم مخلوقات اور خلیفہ پروردگار ہوئے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے خلت ابراہیمی آنحضرت کو عطا فرمائی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو خاصہ نبوّت ہے بطریق تبعیت عنایت فرمائی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السّلام کی طرح آنحضرت سے بھی کلام بے واسطہ کیا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر مقطّعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔

خاصہ : حق تعالےٰ نے آنحضرت کی دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا۔

خاصہ : حق تعالےٰ نے آنحضرت پر تینوں ولائیتوں صغراے کبراے اور

www.maktabah.org

علیا کے تمام کمالات اور مقامات اور کمالات نبوّت کے تمام حقائق جن سے مراد حقیقت صلوٰۃ اور حقیقت قرآن ہیں مفصّل منکشف فرمائے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے مرید کو آنجناب کے طفیل سے ان مقامات ولایت اور حقائقِ کمالات نبوت سے مشرّف فرمایا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دوسری صدی کا مجدّد بنایا۔

خاصہ: واضح رہے کہ مذکورہ بالا تمام کمالات صرف قیوم اربعہ سے مخصوص ہیں۔ اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئے۔ ان تمام کمالات کے بانی حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان علوم، معارف اور کمالات کے خاتم حضرت خلیفۃ اللہ ہیں۔

خاصہ: حضرت حجت اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو قطبیت، قیومیت، محبوبیت ذاتی اور ولایت محمدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ نیز آنحضرت امام اور خلیفہ تھے۔

خاصہ: حق تعالیٰ نے آنحضرت کو فردیّت کا منصب عنایت فرمایا۔

خاصہ: آنحضرت کے مُرید بھی صاحبِ منصب تھے۔ چنانچہ شیخ محمّد عابد سلطان پور کے قطب تھے۔ اور صوفی مرزا جانی کو ابدالی رتبہ حاصل تھا۔ علیٰ ھٰذا القیاس بعض اور بھی صاحبِ مرتبہ و منصب تھے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بالغ ہونے سے پیشتر ہی ان علُوم و معارف سے مشرّف فرمایا۔

خاصہ: حضرت حجۃ اللہ نے آنحضرت کو اپنے سامنے مسندِ ارشاد پر اپنے برابر بٹھا کر لوگوں کو توجہ دلائی۔ آنحضرت نے بہیترا بپاس ادب توجہ دینے ہیں

www.maktabah.org

تامل کیا لیکن حضرت حجۃ اللہ نے نہایت تاکید سے اپنے سامنے بٹھا کر لوگوں کو ایک طرف سے خود توجہ دی اور دوسری طرف سے آنحضرت سے دلوائی۔ اسی طرح حلقہ ختم کیا کرتے تھے۔ اس قسم کا سلوک کسی پیر نے اپنے مرید سے نہیں کیا۔

خاصہ: حضرت حجۃ اللہ نے اپنے تمام یاروں اور خلیفوں کو آنحضرت کے سپرد کیا۔

خاصہ: اس طریقہ علّیا کے بڑے بڑے آدمی مثلاً حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدّیق اور حضرت مروّج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا اور حاجی فضل اللہ اور شیخ محمد شافی الحال اور بزرگ انحضرت کی قطبیّت اور قیومیّت کے معتقد ہوئے بلکہ غیر طریق کے مشائخ نے بھی آنحضرت کی قطبیت کو تسلیم کیا۔

خاصہ: آنحضرت نے جناب رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کمال پیروی سے اپنے یاروں کی قبولیت اور مغفرت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ مثلاً اصحاب جبل، اصحاب سباط، اصحاب ارم، اصحاب مطر اور عشرہ مبشرہ۔ جناب سرور کائنات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اصحاب بدر، اصحاب بیعت، رضوان اور عشرہ مبشرہ کی قبولیّت ومغفرت کی خوشخبری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں کو اصحاب کے کمالات سے مشرف فرمایا۔

خاصہ: حضرت حجۃ اللہ کی زندگی میں آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہوگیا۔ کہ قریباً سات لاکھ آدمی مرید ہوئے اور تین چار ہزار خلفاء بھی ہوگئے تھے۔ ہر ایک خلیفہ کے ہزاروں مرید تھے۔ آنحضرت کا سلسلہ مریدی عین حیات میں پانچ درجے تک پہنچ چکا تھا۔

خاصہ: بیس سال کی عمر میں تمام کمالات انبیاء بطریق وراثت اور کمالات اولیاء بطریق ریاست، حق تعالیٰ نے آنحضرت کو عنایت فرمائے۔

www.maktabah.org

خاصہ: چند مرتبہ سلطانِ وقت نے حاضرِ خدمت ہونے کی درخواست کی. جو قبول نہ ہوئی۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو سلطان الاولیاء کا خطاب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام خبر دی کہ تم اس امت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ تمہارے بعد کوئی کامل اور وارث اتم شیخ نہیں ہوگا۔

خاصہ: مہدئ موعود حضرت خلیفۃ اللہ کے طریقہ سنیہ میں مبعوث ہوں گے۔

خاصہ: قیامت کے دن پلصراط پر سے آدمیوں کو آسانی سے گزارنے کی خدمت آنحضرت کے سپرد ہوئی۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ایک مُرید پر آنحضرت کے طفیل سے مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔

خاصہ: آنحضرت اسمِ اعظم کے عالم تھے۔

خاصہ: آنحضرت بعض ان اسماء کے عالم تھے جن کے پڑھنے سے دُنیاوی لذّت حاصل ہوجاتی ہے مثلاً کھانا۔ پینا۔ صحبت کرنا اور لباس وغیرہ۔

خاصہ: نماز کے وقت آنحضرت کا وصال ہوا۔ صبح کی نماز ادا کرکے نمازِ اشراق کے انتظار میں مراقبہ کر رہے تھے کہ معشوقِ حقیقی سے جا ملے۔ یہ بھی انبیاء کا طریقہ ہے۔ کہ ان کا آخری قول وفعل نماز ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

وصال کے وقت کے واقعات

اوّل وہ واقعات بیان کرتا ہوں جو مَیں (مؤلّف) نے دیکھے ہیں۔

واقعہ: جب آنحضرت نے مجھے (مؤلّف) چھبیسویں سال قیومت میں تاکید مزید سے رخصت کیا۔ تو مجھے مشرقی علاقے میں گئے ہوئے ابھی دو تین مہینے نہ گذرے تھے۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے مجھے تنبیہ کی کہ شاہجہان آباد سے جلدی خبر منگاؤ۔ مَیں نے حیران ہو کر پوچھا کیسی خبر؟ اس نے کہا۔ قطب وقت جو تیرے پیر ہیں۔ عنقریب ہی شاہجہان آباد ان کے وجود سے خالی ہو جائے گا۔ مَیں پریشان اور بے اختیار ہو کر آہ و زاری کرنے لگا۔ حتیٰ کہ روتا چلّاتا جاگ پڑا۔ لوگ جو اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ مَیں ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ بات نہیں کر سکتا تھا۔

واقعہ: جن دنوں مَیں نے اپنے بعض یاروں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ ان کے آنے سے پہلے مَیں نے خواب میں دیکھا کہ وہ آکر کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کا فاتحہ پڑھو۔ مَیں یہ سُن کر جاگ پڑا۔ اور بہت گھبرایا۔ انہوں نے آکر ایسے حالات بیان کئے جو آنحضرت کے انتقال پہ دلالت کرتے تھے۔

واقعہ: ایک روز مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کی خانقاہ میں لوگ روتے چلّاتے ہیں۔ مَیں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ خلیفۃ اللہ فوت ہو گئے ہیں۔

www.maktabah.org

مَیں گھبرا کر محل کے اندر آیا۔ اور آنحضرت کی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کہاں ہیں؟ انہوں نے روتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس جہان سے سفر کر گئے ہیں۔ مَیں یہ وحشت ناک خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ اس وقت آنحضرت کا یار محمد اعظم میرے پاس بیٹھا تھا۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ آج کل میں شاہجہان آباد سے کوئی خبر آئی ہے۔ اس نے جب میرے چہرے پر گھبراہٹ کی علامتیں دیکھیں تو کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کوئی ہولناک خواب دیکھا ہے۔ مَیں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ خواب پریشان ہیں۔

واقعہ: ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں آنحضرت کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ جب حویلی میں پہنچا۔ تو صحن میں ایک قبر دیکھی جس کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ حضرت خلیفۃ اللہ کی قبر ہے۔ بعینہٖ وہ قبر جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔

واقعہ: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرات سرہند کے روضوں میں اس طریق کے اکثر مشائخ ہزارہا آدمیوں سمیت رو رہے ہیں۔ مَیں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ ہمارے سردار قطبِ وقت فوت ہو گئے ہیں۔

واقعہ: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بڑے بھائی شیخ محمد محسن آ کر کہتے ہیں کہ سلطان الاولیا، قیوم جہان کا وصال ہو گیا ہے۔ انہوں نے انہیں دنوں آ کر آنحضرت کی بیماری کا حال سنایا۔

واقعہ: جب پے درپے یہ ہولناک خواب دیکھے تو مَیں نے اس بھید کے کشف ہونے کے لئے توجہ کی۔ کہ آیا یہ خواب سچے ہیں یا محض خیالات ہی ہیں۔ حلقۂ فجر میں بیٹھا تھا کہ دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ تمام یار روتے ہوئے نعش اٹھائے جا رہے ہیں۔ مَیں یہ بات دیکھ کر گھبرایا اور حاضرِ خدمت ہونے کے لئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

www.maktabah.org

واقعہ: جب مَیں شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہؤا۔ تو مجھے آنحضرت کے وصال کا ایسا یقین ہو گیا کہ خیال کرنے لگا۔ شاید آنحضرت کی زیارت بھی نصیب ہو یا نہ ہو۔ اس واسطے مَیں بہت ہی گھبرایا ہؤا تھا۔ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں نے جا کر آنحضرت کی زیارت کی ہے اور صوفی جانی مرزا بھی بیٹھے ہیں۔ آنحضرت قرآن شریف کی تلاوت کر رہے ہیں۔ لیکن بہت ہی کمزور ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے آخری مرض میں فرماتے ہیں۔ بعد ازاں آنحضرت کو ظاہری آنکھوں سے اس طرح دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ جب مَیں حاضر خدمت ہؤا۔ تو آنحضرت تلاوت میں مشغول تھے۔ اور صوفی مرزا جانی بھی انہیں دنوں لاہور سے آئے تھے۔ اور آنحضرت بہت ہی کمزور ہو گئے تھے۔ اور مرض کی شکایت کرتے تھے۔ جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

واقعہ: میرے (مولّف) ایک یار نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان سنہری روپہری جواہرات سے جڑاؤ ایک عمارت تیار کی گئی ہے۔ اور ہر طرح سے اسے سجایا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ مکان شیخ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو عنقریب ہی یہاں آنے والے ہیں۔

واقعہ: میرے (مولّف) ایک یار نے بیان کیا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے اور نعش مبارک کو سرہند لے جا رہے ہیں۔ اتنے میں پھر آنحضرت زندہ ہو گئے ہیں۔ اس زندگی سے مراد قوّتِ باطنی ہے۔

واقعہ: آنحضرت کے مخصوص یار عبداللہ بیگمان عید فطر کے روز آنحضرت کے سامنے کھڑے ہو کر رو رہا تھا۔ مَیں نے سبب پوچھا تو کہا۔ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میرا قرآن شریف جل گیا ہے۔ سو ہمارا قرآن حضرت خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس واسطے مَیں روتا ہوں۔

www.maktabah.org

واقعہ : آنحضرت کی خانقاہ کا ایک یار بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان درخت جس کی شاخوں کا سایہ تمام جہان پر ہے۔ یکبارگی ہل کر زمین پر آگرا۔

واقعہ : حضرات اکابر اولیار خواجہ محمد صادق کے فرزند فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مبارک گر گیا ہے دیکھنا چاہیئے کہ اس کی تعبیر کیا ہو۔ انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال ہو گیا۔ تمام حضرات سرہند نے متفق ہو کر کہا۔ کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے۔

واقعہ : مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک عزیز نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ زمین پر لوٹتے ہیں۔ اس واقعہ کی تعبیر بھی حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال تھا۔ اس قسم کے ہزارہا خواب لوگوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔ اس واسطے مختصر طور پر چند ایک لکھے گئے ہیں۔

www.maktabah.org

مرض و فات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ

نادر شاہ کے ہند سے چلے جانے کے بعد ایک مہینہ یا کچھ زیادہ صحیح المزاج رہے۔ اس عرصے میں دو تین مرتبہ سواری کی۔ چند ایک مقامات پر ماتم پرسی کے لئے گئے۔ اور دو دفعہ باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ القصہ پیر کے روز ماہ جمادی الاوّل کو آنحضرت کو تپ ہو گیا۔ آنحضرت دائم المریض تھے۔ اور اکثر خلل معدہ کے لئے جلاب وغیرہ لیا کرتے۔ اور علاج کیا کرتے جن سے کچھ افاقہ ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اس مرض سے دو سال پہلے جب مرض غالب آتا تو جو وہ کھاتے مفید نہ پڑتا۔ بلکہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے سینے میں بلا ہے دیکھئے اس کا انجام کیا ہو۔ جب یہ تپ ہو گیا تو فرمایا۔ ہم اسی تکلیف کے منتظر تھے۔ لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مرض کو گذشتہ مرضوں کا سا خیال نہ کرنا۔ اس سے جانبر ہونا محال ہے۔ دن بدن کمزوری بڑھتی گئی۔ چند روز بعد آنحضرت کے ہاتھ پاؤں پر ورم آ گیا۔ اور سینہ زیادہ درد کرنے لگا۔ کھانسی کا بھی غلبہ ہو گیا۔ کھانستے وقت منہ سے خون آتا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور تمام اطبا جمع ہو کر طرح طرح کے علاج کرنے لگے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آنحضرت بہتیرا فرماتے کہ حق تعالیٰ نے ان دواؤں سے اثر دُور کر دیا ہے۔ ان سے شفا نہ ہو گی۔ لیکن چونکہ لوگ منّت و سماجت کرتے تھے۔ اس واسطے ان کی خاطر دوا استعمال کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یارو! ہمیں تکلیف نہ دو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ دوا مضر کا موجب ہے۔ چونکہ آنحضرت نے بذریعہ کشف معلوم کر لیا تھا۔ کہ

www.maktabah.org

یہ مرض موت ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکے گا۔ اس واسطے بالکل پرہیز نہ کرتے تھے۔ لیکن کمزوری اور ضعف بہ سبب غلبہ مرض بکثرت تھا۔ مگر پھر بھی درود وظائف اور عبادات میں کسی قسم کا فتور نہ آیا۔ خانقاہ میں رات کو بیٹھتے، لوگوں کو توجہ دیتے۔ غرضیکہ جو کام صحت کے دنوں میں کرتے بدستور کرتے رہے۔ اس میں سرِ مو فرق نہ آیا۔ حکماء نے ورم کے لئے عرقِ بید مشک اور عرق سونف دیا۔ جس سے ورم کو آرام ہوا۔ لیکن دوسری تکلیف دوگنی ہوگئی۔ اتنے میں ماہِ رمضان آ پہنچا۔ حسب دستور تراویح و مراقبہ کراتے رہے۔ چونکہ میں نے اس سے پہلے وحشتناک خواب دیکھے تھے۔ اس لئے گھبرا گیا۔ اور جب گھبراہٹ سے مجبور ہو گیا تو اپنے ایک آدمی کو ایک عرضی اور سَو روپیہ نقد دے کر آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس مرض میں جب میری عرضی پہنچی تو آنحضرت پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور مہربانی کر کے میرے آدمی کو ٹھہرا لیا۔ کہ فرصت کے وقت اس کا جواب لکھیں گے۔ چونکہ قدیمی دستور تھا کہ میری عرضی کا جواب اپنے دستِ خاص سے لکھا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی گو آنحضرت سخت مرض میں مبتلا، اور قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ بعض یاروں نے عرض کیا کہ آنجناب اس وقت بہت کمزور ہیں اور مرض کا بھی غلبہ ہے۔ اگر منشی کو حکم ہو۔ تو محمد احسان کی عرضی کا جواب لکھ دے۔ آنحضرت نے از راہِ عنایت فرمایا۔ کہ اگر ہمارے ہاتھ کا لکھا ہوا نہ ہوگا تو وہ کیونکر زندہ رہے گا۔ کیونکہ آنحضرت کو میری بے اختیاری معلوم تھی۔ بعد ازاں قلمدان منگا کر اپنے ہاتھ سے میری عرضی کا جواب لکھ بھیجا۔ اور میرے آدمی کی سخت تاکید کی۔ کہ بیماری کا ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ موجودہ حالت سن کر وہ ننگے پاؤں اُٹھ دَوڑے گا۔ اس آدمی نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق مجھے آنحضرت کے مرض کی کیفیت نہ بتلائی۔ صرف اتنا کہا کہ آنحضرت کی طبیعت قدرے علیل ہے۔ لیکن کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ آنحضرت کا وصال ہو جائے گا۔ میری عرضی کا جواب جو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے حسب ذیل ہے۔

www.maktabah.org

مؤلّف کتاب کی حضرت خواجہ محمّد زبیر کی بارگاہ میں حاضری

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ علیٰ کل حال ۔ برادرِ مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شیخ محمد احسان ۔ اس درویش ناتواں کی طرف سے سلام مسنون ہو ۔ بہت مشتاق جان کر اپنی ظاہری و باطنی ترقی کی دُعا میں تصوّر فرماویں ۔ آج کل ضُعف غالب ہے ۔ اکثر تمہاری طرف طبیعت متوجہ رہتی ہے ۔ ہر عشا اور تہجّد کے وقت اپنے باطن کو تمہارے باطن کی طرف متوجہ کرتا ہوں ۔ آپ کا مکتوب مرغوب حالتِ انتظار میں ملا ۔ اس کے مطالعہ سے نہایت خوش وقت ہوا ۔ جو آپ نے لکھا تھا کہ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی اور حضرت ذات و مقطعات قرآنی سے بہرہ حاصل تھا ۔ نیز حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص جن سے آنحضرت ممتاز ہیں اپنے آپ میں پاتا ہوں ۔ اور ان مقامات کو معلوم کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ ان باتوں کو تصیح کر کے لکھیں گے ۔ بھائی صاحب ! مدّت سے میں ان معاملات کو آپ کے باطن میں پاتا تھا ۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ پر بھی پورے طور پر ظاہر ہو گئے ہیں ۔ اور قوت سے فعل کی صورت میں آ گئے ہیں ۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لائیں اور فوق کی طرف متوجہ ہوں ۔ خود پسندی کو دخل نہ دیں ۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کے سخت پابند رہیں ۔ مبلغ ایک سَو روپیہ جو آپ نے بھیجا ۔ پہنچ گیا ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔ اپنے تمام یارانِ طریقت کو ہمارا سلام پہنچائیں ۔ اور علی محمد خاں کو بھی ۔ والسّلام علیٰ

www.maktabah.org

من اتبع الھدیٰ اے۔ اور فقیر زلودوں کی طرف سے مشفقانہ سلام مطالعہ فرمائیں۔؎

آنحضرت کی آخری نوشت ہے اس کے بعد قلم کو ہاتھ نہیں لگایا۔ مَیں نے (مصنف) اس کے مطالعہ کے بعد بے اختیار سیر کے بہانے شاہجہان آباد کی راہ لی۔ اور دو دن ماہِ رمضان رہے آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دیکھا کہ آنحضرت بہت ہی لاغر ہو گئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اب میری عمر ختم ہونے کے قریب ہے صرف چند روز اور مہمان ہوں۔ اچھا ہوا جو تم آ گئے۔ مَیں بھی تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ یہ باتیں سن کر اور بھی بے قرار ہو گیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کیوں اتنے بے قرار ہوتے ہو۔ سنّت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بھی ہے۔ جب تک مَیں آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ بہت گھبرایا ہوا تھا جب میں شہر میں داخل ہوا۔ تو گھبراہٹ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی۔ کہ دیکھئے اب کیا سننے میں آئے۔ جو شخص خانقاہ کی طرف سے آتا۔ مَیں اس سے آنحضرت کا حال پوچھتا۔ اتنے میں ایک شخص مجھے ملا۔ مَیں نے آنحضرت کا اسم مبارک لے کر حال پوچھا۔ تو اس کی زبان سے اچانک قدس سرہٗ کا نکل گیا۔ مَیں بہت پریشان ہوا۔ اس نے پھر میری تسلّی کے لئے کہا۔ کہ یہ لفظ سہواً میری زبان سے نکل گیا ہے۔ مَیں ابھی آنحضرت کی خدمت سے آ رہا ہوں اتنے میں ایک اور شخص خانقاہ کی طرف سے آیا۔ مَیں نے آنحضرت کا حال پوچھا۔ اس نے خیریت ظاہر کر کے کہا۔ جلدی جاؤ۔ تمہارا انتظار ہے۔ بعد ازاں مَیں سر کے بل آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آنحضرت کے فرمانے سے گھبراہٹ اور بھی زیادہ ہو گئی۔ ماہِ رمضان میں عصر کے وقت آنحضرت کے رُوبرُو حدیث کا درس ہوا کرتا تھا۔ ماہِ رمضان کے آخری دن جب حدیث کی کتابیں درس کے لئے لائی گئیں تو مَیں نے مشکوٰۃ شریف لے کر روزے کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں نکالیں۔ لیکن مَیں انہیں پڑھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام ماہِ رمضان کے آخیر میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لوگوں کی تعلیم اور وصیت کے لئے حاضر ہوئے۔ اور تحقیق ایمان اور

www.maktabah.org

قیامت وغیرہ کر کے چلے گئے۔ آنحضرت نے بھی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق انہیں احادیث کے پڑھنے کے لیئے فرمایا۔ جو مشکوٰۃ شریف کے پہلے باب میں لکھی ہوئی ہیں۔ اس وقت مجھے آنحضرت کے وصال کا پورا یقین ہو گیا۔ ماہِ رمضان میں جناب کا طریقہ یہ تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد شام کے وظیفے پڑھ کر مسجد کے دوسرے دروازے کی راہ جو بازار کی طرف ہے بازار میں تشریف فرما کر غرباؤ مساکین کے حالات پوچھا کرتے۔ بعد ازاں محل میں تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ پھر نماز تراویح کے لیئے تشریف لاتے۔ اور عام دنوں میں یہ عادت تھی کہ چھوٹے دروازے کی راہ جو محل کے قریب ہے رات کے آخری حصہ میں خلوت خانہ تشریف لے جاتے۔ اس ماہِ رمضان کے اخیر میں جب اس دروازہ سے نکلے۔ تو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری عبور ہے۔ امید نہیں کہ ہم پھر اس دروازے سے گذریں۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال بھی ایسا ہی ہو گا۔ فرمایا سال تو درکنار اگر ایک مہینہ بھی پورا زندہ رہیں۔ تو غنیمت سمجھنا۔ بعد ازاں عید کے روز فرمایا۔ کہ یہ ہماری آخری دنیاوی عید ہے آنحضرت ہر روز لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے۔ اور نیک اعمال کی ہدایت کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی فرمایا کرتے کہ اب دنیا سے کوچ کے دن نزدیک ہیں۔ انہیں دنوں آنحضرت کے خلیفہ اعظم شیخ محمد عابد کی وفات کی خبر آئی۔ تو افسوس کر کے فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے بہت جلدی کی۔ اچھا آج کل میں ہم بھی آیا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی ایسا دن نہ گذرتا تھا۔ کہ اپنی رحلت کی خبر نہ دیتے تھے۔ ایک روز آنحضرت کی ہمشیرہ نے عرض کیا۔ کہ جب برادر زادہ محمد احرار بیمار ہوا اور میں نے صحت کی خوشخبری کے لیئے عرض کیا تھا۔ تو جناب خاموش رہے۔ آخر وہ اس دنیا سے سفر کر گیا۔ پھر بڑی بہن کا بھی یہی حال ہوا۔ پھر محمد احرار کی ہمشیرہ کے بارے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اب جو آپ کی صحت کی خوشخبری کے لیئے آپ سے عرض کیا ہے۔ تو پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اس سے مجھے تو کچھ شک سا ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ میرا مرض بھی محمد احرار وغیرہ کا سا ہے۔ جو حال تم نے ان کا دیکھا ہے۔ وہی میرا دیکھ لینا۔ پھر اپنی والدہ ماجدہ

www.maktabah.org

سے عرض کیا کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں۔ صبر رکھنا۔ کسی قسم کا واویلا نہ کرنا۔

ایک شخص مطلوب نامی آنجناب کا منظورِ نظر تھا۔ اسے فرمایا کہ آجکل ہم دنیا سے جانے والے ہیں۔ ہمارے بعد تجھے کوئی نہیں پوچھے گا۔ جب شوال کا مہینہ آدھا گذر گیا۔ میں ہر سال آنحضرت کی سالگرہ پہ ۵، ذیقعدہ کو بڑی خوشی منایا کرتا۔ عمدہ عمدہ کھانے تقسیم کیا کرتا۔ فاخرہ لباس پہنا کرتا۔ اور آنحضرت کے واسطے بیش قیمت کپڑے اور تحفے لایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس سال بھی ایک زعفرانی شال خریدی۔ چونکہ اس کا رنگ ڈھنگ میرے دل کو بھایا۔ اس واسطے خیال آیا کہ یہ اس سال آنحضرت کی خدمت میں لے چلوں۔ تاکہ آنحضرت اپنی سالگرہ کے موقع پہ اسی کو زیب تن فرمائیں۔ جب میں آنحضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اسے اپنی سالگرہ کے دن زیب تن فرمانا۔ تو فرمایا۔ سالگرہ تک شاید ہی ہم زندہ رہیں۔ اور اغلب ہے کہ یہ ہمارے کام نہیں آئے گی۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اس کا جامہ بنوا کر خود پہنو۔ میں نے پھر منت و سماجت کر کے عرض کیا کہ قبول فرمائیے گا۔ جناب نے قبول فرمایا۔ میں نے آداب قیومیت بجا لا کر عرض کیا کہ یہ سب سے اعلیٰ آرزو ہے۔ کہ دنیا میں جو شئے سب سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ اللہ کے خادموں کے کام آئے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ تم ہماری محبت و اخلاص میں ایسے بے اختیار ہو کہ کوئی نہ ہوگا۔ اور اس معاملہ میں کوئی بھی تمہاری برابری نہیں کر سکتا۔ میں نے پھر عرض کیا ؎

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم　　　چندیں سگان کوئے تو یک کمترین منم

آنحضرت نے عید الفطر کے بعد تین مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ چنانچہ تیسرا ختم ۲۸، شوال بروز جمعرات اختتام کو پہنچا۔ اسی روز سے سالکوں کو توجہ دینا بھی ترک کیا۔ آخری حلقہ میں سترہ آدمیوں کو توجہ دی۔ میں (مولف) بھی اس حلقہ میں داخل ہوا۔ بلکہ میں ہی آخری شخص ہوں جسے آنحضرت نے القائے نسبت خاص فرمایا۔ اس کے بعد یاروں کو فرمایا کہ معلوم نہیں کہ پھر ہم یاروں کو توجہ دے سکیں۔ لوگ یہ سن کر زار زار روئے۔ پھر عصر

www.maktabah.org

کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے ۔اور عصر سے رات کے آخری حصے تک ۲۹ شوال کو حسبِ عادت مسجد میں رہے ۔اس رات آنحضرت نے فرمایا تھے کہ مسجد میں ہماری آخری رات ہے ۔عصر، مغرب اور عشاء کی یہ آخری نمازیں ہیں ۔جو مسجد میں ادا کیں ۔صبح جمعہ کے روز آنحضرت پر غشی طاری ہوئی ۔بڑی مشکل سے نماز جمعہ کے لئے آنحضرت تشریف لائے جہاں سے پھر نکلنے کی طاقت نہ رہی ۔اس کے پانچویں دن آنحضرت کا وصال ہو گیا۔

قبلہ کمالی حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاءٔ محمد زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رحلت

اس غم کی داستان کا بیان احاطۂ بیان سے باہر ہے ۔اس پُر غصہ قصہ کی شرح تقریر سے زیادہ اس قصہ نا مرضیہ کا ذکر بیان نہیں ہو سکتا ۔اس حکایت پُر شکایت کی شرح نہیں ہو سکتی ۔نہ قلم کو لکھنے کی طاقت ،نہ ہاتھ کو ہلنے کی سکت ، نہ زبان کو بیان کرنے کی ہمت نہ کان کو سننے کی تاب ؎

چو آید ایں حکایت ہر زبانم ۔ ز درد و غم شود آتش جہانم
دگر خواہم کہ در تحریر آرم ۔ بسوزد کاغذ و طرقد قلم ہم

باز ایں صباح تیرہ امید از کجا کرد ۔ کار جہان و خلق جہاں جملہ درہم است
گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب ۔ کاشوب در تمام از آب عالم است

www.maktabah.org

جنّ و ملک بر آدمیاں نوحہ می کنند ۔۔۔ گویا عزائے اشرفِ اولادِ آدم است
در بارگاہِ قدس کہ جائے ملال نیست ۔۔۔ سرہائے قدسیاں ہمہ برزانوئے غم است

جمعہ کے دن ۲۹ شوال کو اشراق کی نماز کے بعد آنحضرت پر غشی طاری ہوئی لیکن قوّتِ باطنی کے سبب اپنے آپ کو سنبھال کر بڑے وقار سے حجرہ خاص میں تشریف لے گئے اور بسترِ مبارک پر تکیہ لگایا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ چلّا اٹھے۔ آنحضرت دن کے دو تہائی حصّے تک غشی کی حالت میں رہے۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا تو مؤذن نے اذان دی، تو اذان سنتے ہی آپ کو افاقہ ہُوا۔ اور عادت قدیمہ کے بموجب از سرِ نو وضو کر کے کسی کی مدد کے بغیر مسجد میں تشریف لائے۔ اس روز کسی کو گمان نہ تھا کہ آنحضرت جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائیں گے۔ جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے امید نہیں کہ اگلے جمعہ تک زندہ رہیں۔ پھر خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں خلوتخانہ ہی میں ادا کیں۔ مسجد اور اہل مسجد حضرات خلیفۃ اللہ کے فراق سے رونے لگے۔ اس رات خانقاہ ایسی وحشتناک تھی کہ جو شخص مسجد میں آتا تھا۔ اس پر وحشت کا غلبہ ہوتا تھا۔ آدھی رات گذری تھی کہ حضرت کی والدہ ماجدہ آنحضرت کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو دور کرا کے تشریف لائیں۔ اور تمام عالم نسا آنحضرت کے دیدار سے مشرف ہُوا۔ بعد ازاں پانچ دن آنحضرت زندہ رہے۔ پھر کسی عورت کو پاس نہ آنے دیا۔ صبح منگل کے روز شوال کی آخری تاریخ فجر کی نماز کے بعد ہچکیاں شروع ہو گئیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اب ہچکیاں بھی شروع ہو گئیں۔ سب نے عرض کیا کہ خدا نہ کرے آخری وقت ہو۔ آنحضرت نے فرمایا تین چار دن ہیں دیکھ لو گے۔ ان دنوں اکثر سرہند کو یاد کر کے فرمایا کرتے تھے کہ سرہند جانے کو جی چاہتا ہے۔ اتوار کے روز آنحضرت پر ضعف کا اس قدر غلبہ طاری ہو گیا کہ بغیر تکیہ بیٹھنا دشوار تھا۔ پیر کے روز ناطاقتی بکثرت ہو گئی۔ چنانچہ فرض کھڑے ہو کر ادا کیئے۔ اور باقی بیٹھ کر۔ تمام ارکان سلطنت مع وزیران دنوں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے

www.maktabah.org

تھے۔ خاص کر آج پیر کے دن تو صبح سے لے کر عشا تک خانقاہ میں بیٹھے روتے رہے
آخر آنحضرت نے اعتماد الدولہ وزیر ہند کو چند عمدہ نصیحتیں کر کے رخصت کیا۔ اور دوسروں
کو بھی جانے کی اجازت دی۔

محمد شاہ بادشاہ عیادت کے لئے دریافت کرتا تھا

بادشاہِ وقت ہر روز آنحضرت کی خبر پوچھتا رہتا۔ صبح شام خیر و عافیت پوچھنے کے لئے آدمی بھیجا کرتا تھا۔ چند بار آنحضرت سے بیمار پرسی کے لئے اجازت مانگی۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ تمام اہل شہر اپنے گھروں میں بے قرار تھے۔ ہر روز صبح شام خانقاہ کے گرد روتے دھوتے اس طرح پھرتے تھے جس طرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں۔ آنحضرت نے اپنے داماد شیخ محمد تقی کو پیر کے روز فرمایا کہ اب زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی ہے بلکہ معلوم نہیں کہ کل تک بھی زندگی ہو یا نہ ہو منگل کے روز اس قدر کمزوری ہوئی کہ اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ بلکہ نشستگاہ سے حجرے تک بھی تشریف نہیں لے جا سکتے تھے۔ لیکن ہچکیوں میں قدرے تخفیف ہوئی۔ لوگوں کو خوشی ہوئی۔ کہ باقی مرض کو بھی آرام ہو جائے گا۔ اس حالت میں بھی لوگوں نے علاج شروع رکھا۔ آنحضرت نے باوجود اس قدر تکالیف کے ورد و وظائف میں ناغہ نہ کیا۔ تہجد، اشراق وغیرہ بدستور ادا کرتے رہے۔ جب ضعف غالب آتا۔ تو آنحضرت سر مبارک جھکا لیتے۔ ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا۔ کہ آنحضرت غشی میں ہیں۔ لیکن اس وقت بھی تسبیح ہاتھ میں ہوتی۔ اور حسب عادت ہاتھ اور لب حرکت کرتے رہتے۔

۱۲ ذیقعدہ بدھ کے روز نماز اوابین سے فارغ ہو کر سانس میں سرعت آگئی۔ لیکن نہایت وقار و تمکین سے بیٹھے نوافل و وظائف پڑھتے رہے۔ سانس میں اس قدر سرعت آگئی کہ بہ مشکل تمام کلام کرتے۔ آدھی رات کے وقت عشاء کی نماز باجماعت نہایت خشوع و خضوع سے ادا کی۔ بعد ازاں انگڑائیاں شروع ہوئیں۔ چنانچہ اکثر دست مبارک مجھ پر

www.maktabah.org

مھلکتے اور اپنی پیشانی میری پیشانی پر رکھتے۔ آنجناب کا سارا بوجھ مجھ ذرّہ بے مقدار پر پڑتا۔ امید ہے کہ اس سے بے شمار نعمتیں مجھے نصیب ہوں گی۔ غش بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ گھڑی گھڑی پانی پیتے تھے۔ پیاس زائل نہ ہوتی تھی۔ مَیں نے پُوچھا کہ اب مزاج کیسا ہے۔ فرمایا۔ الحمدللہ! پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو لوگ اپنی کشف سے میری صحت کی خوشخبری دیتے تھے۔ اب ان کی کشفوں کو کیا ہو گیا ہے۔ دیکھو اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ مَیں بہتیرا کہتا تھا کہ یہ مرض زائل نہ ہو گا۔ لیکن کوئی نہیں مانتا تھا۔ جن دِنوں آنحضرت بیمار تھے۔ اکثر اہلِ کشف اپنے کشف کے ذریعہ کہا کرتے تھے کہ آنحضرت کا یہ مرض زائل ہو جائے گا۔ اور سوگند کھاتے تھے جب مَیں نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر مسجد میں آ کر تازہ وضو کیا۔ اتنے مَیں صوفی مرزا جانی نے مجھ سے آنحضرت کا حال پوچھا۔ مَیں نے کہا۔ اب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے۔ آؤ جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اس نے ابھی اس بات کو منظور کر لیا۔ ہم دونوں مِل کر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اتنے میں آنحضرت احتیاطاً آخری وقت قضائے حاجت کے لئے تازہ وضو کے واسطے اُٹھے۔ صوفی صاحب نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا مزاج مبارک درست ہے۔ کہ خود اٹھ کر وضو کے لئے گئے ہیں۔ مَیں نے کہا یہ آخری وضو ہے۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز ادا کر کے سحر کے وظائف پڑھے۔ اور صبح کی نماز کا انتظار کرنے لگے۔ مَیں آنحضرت کے سامنے بیٹھ کر جناب کے دستِ مبارک کو مَل رہا تھا۔ اتنے مَیں مجھے فرمایا۔ کہ اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو۔ جب مَیں متوجہ ہُوا۔ تو ارکانِ طریقت و شریعت بیان فرمائے۔ اور توجہ فرمائی۔ اس وقت آنحضرت کی پیشانی میری پیشانی سے مِلی ہوئی تھی۔

آخری تلقین

توجہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف مخاطب ارکانِ اسلام کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور

www.maktabah.org

انگشتِ شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور طریقت کے قواعد نہایت توضیح سے بیان فرمائے۔ اور فرمایا کہ مذہب اور طریقت کی ضروریات میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید اور قیومیت کی قیومیت بھی ہے۔ بعد ازاں بعض شخص جو مرید ہونے کے ارادہ سے حاضرِ خدمت ہوئے تھے ابھی شرفِ سعادت سے مشرف نہ ہوئے تھے کہ انہیں غائبانہ مرید کیا۔ ان کے ارادے کی کسی کو خبر نہ تھی اور نہ ہی انہوں نے خود ظاہر کیا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہ نورِ باطن ان کے ارادے سے واقف ہو کر ان کے حق میں مہربانی فرمائی۔

آخری وقت میں شمعیں بجھ گئیں

بعد ازاں کئی مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا اس رات اس قدر فرشتے اور ارواحِ طیبہ انبیاء و اولیاء آسمان سے اُترے۔ کہ عوام الناس اس معاملے کو سمجھنے لگے۔ کیونکہ گھڑی بہ گھڑی آسمان سے اس قدر تند جھونکے آتے تھے کہ مشعلیں، شمعیں اور چراغ بجھ بجھ جاتے تھے۔ زمین میں زلزلہ آتا تھا۔ اور ہوا کے جھونکے اس قدر خوشبودار تھے کہ جہان کا دماغ معطر ہو رہا تھا۔ جب لوگ ہوا دیکھنے کو باہر نکلتے تو کہیں ایک پتہ بھی ہلتا دکھائی نہ دیتا۔ گھڑی بعد پھر ویسا ہی جھونکا آتا۔ جب صبح ہوئی۔ تو آنحضرت نماز کے لئے تیار ہوئے۔ اتنے میں مَیں نے اُٹھ کر عرض کیا۔ کہ ہمارے طریقے کے بارے میں جناب کیا فرماتے ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم پہلے بھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن خواجہ عبد الرحمٰن نے جسے کچھ اور ہی خیال تھا۔ کہا۔ کہ کیسی باتیں پوچھتے ہو۔ حق تعالیٰ آنحضرت کو سلامت رکھے۔ صوفی محمد رحیم نے بھی اس سے متفق ہو کر یہی کہا۔ بعض میری تائید میں ہوئے۔ جب آواز اونچی ہوئی۔ تو آنحضرت لوگوں سے رو گردان ہو کر نماز میں مشغول ہوئے۔ یہ معاملہ ہُو بہُو قصۂ قرطاس کے مشابہ ہے۔ یہ سنت بھی آنحضرت سے قضا نہ ہوئی۔ بعد ازاں آنحضرت نے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا

www.maktabah.org

پھر دعا کہہ کر یا رسول اللہ کہتے ہی دونوں ہاتھ سر پر رکھے۔ اتنے میں نزول بے کیف ظاہر ہوا۔ آنحضرت سر بسجود ہوئے۔ اس وقت پھر ایک شخص نے صوفی مرزا جانی کے اشارے سے طریقہ کے لئے عرض کیا۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے اس مرتبہ بھی روکا۔ آنحضرت نے سجدہ سے سر اُٹھا کر تھوڑی دیر مراقبہ کر کے پوچھا کہ سورج نکل آیا ہے یا نہیں۔ لوگوں نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرت نے پردہ اٹھا دینے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے نے شمال کے رُخ کا پردہ اٹھایا۔ آنحضرت نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کہ میں اشراق کی نماز ادا کروں۔ یہ کہہ کر بستر پہ تکیہ کر کے پاؤں کو خود بخود دراز کیا۔ آنحضرت کا سر مبارک مجھ فقیر کے گھٹنے پہ تھا۔ میں اپنا سر آنحضرت کے سر کے پاس چومنے کے لئے لے گیا تھا۔ کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد آنحضرت کو بوسہ دیا۔ اس وقت آنجناب نے میری طرف تین مرتبہ نگاہِ ترحم سے دیکھا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے ہاتھ مل کر کہا۔ ہائے پیر دستگیر حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین تکبیر کہہ کر مسکراتے ہوئے فردوس اعلیٰ میں جا لیٹے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

دریغا چہ شد شاہ اسلام را　　　چہ کردی خدا وندا ایام را

میں آنحضرت کی پیشانی مبارک پر بوسہ دے کر زمین پہ گر پڑا۔ ایک گھڑی بعد مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ عبدالقادر آئے۔ اور خواجہ عبدالرحمٰن سے جو ہر روز ایام مرض میں از روئے کشف آنحضرت کی شفا کی خبر دیا کرتا تھا۔ اور اس بارے میں قسمیں کھایا کرتا تھا۔ پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ اس نے نہایت کمینہ پن سے کہا کہ خاطر جمع رکھو۔ آنحضرت غش کی حالت میں ہیں۔ مخدوم زادہ نے دو تین مرتبہ قبلہ عالم کہہ کر پکارا۔ جب ٹھیک معلوم ہو گیا۔ کہ جہاں آنحضرت کے وجودِ مبارک کے نور سے بالکل

www.maktabah.org

تاریک ہوگیا ہے

فلک نیلی لباس از ماتم او	زمیں ہم خاک بر سر از غم او

مخدوم زادہ صاحب زمین پر لوٹنے لگے

اہل عقیدت کی حالت زار

آخر لوگ انہیں اٹھا کر مکان میں لے گئے۔ مخدوم زادہ کلاں خواجہ محمد عزیز نے یہ خبر سن کر دستار کو زمین پر دے مارا۔ اور دوسرے خلفاء اور مرید بھی مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ مَیں نے اس وقت تک کسی کی موت بچشم خود ملاحظہ نہیں کی تھی۔ صرف آنحضرت کا وصال ہوتے دیکھا۔ مجھے اس سے پہلے یہ یقین نہ تھا۔ کہ مَیں آنحضرت کے بعد زندہ رہوں گا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ جب آنحضرت رحلت فرمائیں گے اسی وقت میرے جسم سے بھی روح نکل جائے گی۔ لیکن مَیں نے بہتری کوشش کی کہ کسی طرح مرجاؤں مگر موت میسّر نہ ہوئی۔ چنانچہ ان دنوں بارہا مَیں نے اپنے سر کو دیوار، پتھر، درخت اور زمین پر پٹکا۔ کہ کسی طرح ٹوٹ کر ہلاک ہو جاؤں۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ مَیں ان دنوں محض دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور اسی جنون کا بقیہ آج تک چلا آتا ہے ؎

بینم چو گروہ سوگ وارے	گریاں شدہ بر سرِ مزارے
من نیز روم در آں میانہ	گیریم سرانہ پئے بہانہ
کہ از واے چوں کنم واے	با دلِ بخود نہ صبر بر جائے
اللہ اللہ چہ چارہ سازم	با بختِ سیاہ چہ حیلہ سازم
من لذّتِ زندگی ندانم!	مرگ دگراست ہزار جانم
اے کاش کہ مادرم نزادے	ور زادے بہ شیر زہر دادے
طوفان بلاست آبجویم!	حسرت زدہ برق بر سبویم!
تا از رگِ دِل گرہ گشادم	جیحونِ بلا بہ موج دادم

www.maktabah.org

آشفتہ بدر رو دل خروشاں ۔ در کاسہ سر دماغ جوشاں
میگشت طبیباں با آتشیں دل ۔ بر خاک چو مرغ نیم بسمل
چوں از دم سرد مہرگانی ۔ شد باغ فسردہ زندگانی
گشتند بروز تیرہ بختاں ۔ مجنوں دبرہنہ سر درختاں
گلزار شدہ از گل فسردہ ۔ غمخانہ صد چراغ مردہ
بر دار تنک دنار یک اشارت ۔ صد قافلہ چمن بغارت
در باغ شکستہ از سمن آب ۔ چوں کرد خسوف روے مہتاب
دوراں بہ مزاج ناتواناں ۔ پیران بہار خاں کراناں
ہر لالہ و ما و خاک سنجے ۔ ہر گل بدماغ غنچہ رنجے
زو عہد خزاں نفس بدستاں ۔ نیلوفر زار شد گلستاں
بگرفت بلوح گل زمردی ۔ شنگرف نگار لاجوردی
نرگس ز نظارہ دیدہ بربست ۔ از جلوہ سرد گل بہ ناتوانی
نہ برگ درخت ماند ہر سو ۔ چوں برہمن برہنہ برجوے
از غم دل مرغ گشت افگار ۔ بر سینہ غنچہ ناخن خار
با ایں ہمہ خوں کہ در رگ اوست ۔ گل را یرقاں د دیدہ در پوست
از برگ نماند غیر خارے ۔ و از سبزہ نماند جز غبارے
گرویدچمن بہ بلبلاں تنگ ۔ بہ شکست زروئے بوستاں رنگ
گل شد چو دماغ خشک بیتاب ۔ مے شد چو مزاج سینہ بے تاب
بازار گل و بہار بہ شکست ۔ ہنگامۂ روزگار بہ شکست
ہم افسر لالہ واژگوں شد ۔ ہم رایت نارون نگوں شد
ہر برگ بخوں خویش تیغے ۔ ہر گل بہ حیات خود دریغے

www.maktabah.org

مے آئینہ دار روئے ساقی — وز عیش نماند، ہیچ باقی !
چوں رفت ز عالم آں یگانہ — آبستن فتنہ شد زمانہ !
بس زہر سبز در گلو شد — کیں روز بشامِ غم فرو شد
از ماتمِ او جاں بجوشید — صد فتنہ زماں زماں بجوشید
بگرفت فلک ستارہ بازی — بہ نشست جہاں بہ سوگواری
آشوبِ قیامت از جہاں خاست — شیون ز زمین و زماں خاست
غم سوخت دروں یگاں یگاں را — ماتم کدہ شد جہاں جہاں را
از مرغ فغاں سرد برخاست — وز غنچہ گرد برخاست
ہم باد برابر آستیں زد — ہم آب کلاہ بر زمین زد
برخاست ز باد زمہریرے — عناب بجلوہ از تیرے
برخاست خزاں بہ ترکتازی — آفتادِ چمن بہ خاکبازی

لوگوں میں کہرام مچ گیا حضرت خلیفۃ اللہ کے اِس جانکاہ واقعہ کے سننے سے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور بادشاہ و رعایا غرضیکہ تمام خیر الناس و شر الناس سر پیٹتے. روتے چلاّتے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد آ جمع ہوئے. اِس روز ایسا حشر و نشر برپا ہوا. کہ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا ؎

فغاں اُفتاد در عالم زہر سو — کہ ختمِ اولیا از اولیا رفت
چراصبح قیامت برنیاید — کزیں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت

غسل کی تقریب دوپہر کے قریب آنحضرت کو آنجناب کے حجرۂ خاص میں غسل دیا گیا۔ آنحضرت کے غسل میں محمد روشن امام تراویح۔ حافظ معمور، حافظ سعد اللہ، اور مولوی عبد الحکیم کے بیٹے

www.maktabah.org

مولوی احمد شریک تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مخصوص مرید تھے۔ جو غسل کے وقت پانی ڈالتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ اگرچہ آنحضرت کو سات مہینے سے غسل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ پھر بھی بدن مبارک پر میل نہ تھا۔ غسل کے وقت کسی کی نگاہ جناب کے سر پر نہ پڑی۔ لباس آتارنے سے پہلے ناف سے زانو تک تہہ بند باندھ لیا گیا۔ غسل کے وقت خود بخود پہلو بدلے جاتے تھے۔ آنحضرت کے کفن میں لفافہ، چادر اور قمیض تھے۔ قمیض کندھوں پر سے پھٹی ہوئی تھی۔ عمامہ حضرات سرہند کی رسم نہیں۔ غسل کے بعد بادشاہ اور تمام اہلِ شہر نے درخواست کی۔ کہ آنحضرت کو دہلی ہی میں دفن کیا جائے۔ اور یہیں ایک عالی شان روضہ بنایا جائے۔ چنانچہ دو تین نہایت ہی نفیس باغ اس امر کے لئے تجویز کئے لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت کی مرضی سرہند کی ہے۔ بعض نے اصرار کیا کہ یہیں مدفون ہونے چاہئیں۔ لیکن آخر یہی قرار پایا کہ سرہند پہنچانے چاہئیں۔

دہلی میں نمازِ جنازہ

سبزی فروشوں کے میدان میں جو نہایت وسیع ہے آنحضرت کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آنحضرت کے خلیفہ محمد روشن نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ کہیں کھڑے ہونے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ جنازے میں پرندوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ آسمان اچھی طرح نظر نہ آتا تھا۔ اس روز آفتاب بالکل نہیں چمکتا تھا۔ صرف ایک سفید سی ٹکیا معلوم ہوتی تھی جیسا کہ گرہن یا بادل کے وقت ہوتا ہے۔ حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سورج گرہن کا دن بھی نہ تھا۔ تمام خلقت پر مصیبت آئی ہوئی تھی۔ تمام چھوٹے بڑے اس طرح نظر آتے تھے کہ گوئی ان کا سب سے عزیز رشتہ دار فوت ہو گیا ہے۔ بلکہ مخالف مذہب مثلاً شیعہ وغیرہ بھی شریک غم تھے۔ اور ننگے سر اور ننگے پاؤں نعش مبارک کے ساتھ جا رہے تھے۔ کافروں وغیرہ نے بھی دکانیں اور کاروبار بند کر دیئے۔

www.maktabah.org

اور نعش کے ساتھ سر پیٹتے جاتے تھے۔ دارالخلافہ کی تمام دکانیں بند تھیں۔ خرید و فروخت بالکل نہ ہوتی تھی۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ، ہمشیرہ، اہل بیت اور دختر نیک اختر نے بالکل واویلا نہ کیا۔ اور نہ ہی کوئی خلاف شرع کام ان سے ظہور میں آیا۔ آنحضرت کے وصال کو ابھی گھڑی نہ گذری تھی کہ آنحضرت کے داماد شیخ محمد تقی آئے۔ بین واویلا کرتے ان کی طرف بڑھا۔ تو آپ نے حسب ذیل شعر موافق حال پڑھا ؎

صبت علیَّ مصائبٌ لو انها ... صُبَّتْ علی الایام صِرنَ لیالیا

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا۔ تو صحابہ نے صبر کیا۔ تم بھی صحابہ کی طرح صبر کرو۔ میں نے اس روز بہت ہی واویلا کیا تھا۔ اور یہی وردِ زبان تھا۔ ” الصبر مليح لا عليك يا خليفة الله والجزع قبيح لا عليك يا خليفة الله “ صبر عمدہ شئے ہے لیکن یا خلیفۃ اللہ آپ پر نہیں، اور رونا چلانا بُرا ہے۔ لیکن آپ کی (وفات) پر نہیں“ حضرت خازن الرحمت کے پوتے شیخ خلیل الرحمٰن کے فرزند شیخ نورالقدس نے فرمایا کہ آج ارشاد کا دروازہ بند ہوگیا ہے

؎ در ارشاد بستہ شد ہدایت ... چو از راہِ حقیقت راہ نما رفت

بعد ازاں نعش مبارک کو اس مسجد میں رکھا گیا۔ جو شہر کے کنارے پر ہے۔ اور جہاں آنحضرت باغ کی سیر سے آکر ٹھہرا کرتے تھے۔ رات بھی نعش مبارک وہیں رہی۔

جنازے کی سرہند کو روانگی

صبح ۵، ذیقعد جمعرات کے روز نعش لے کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مسجد کے قریب ایک باغ اور ایک کاروانسرائے ہے۔ کسی نے ان تینوں کی عمدہ تاریخ کہی ہے۔ سرائے گلشن سبز، مسجد قبلہ گیہاں۔ جس وقت آنحضرت تشریف لایا کرتے تھے یہیں ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ تاریخ عموماً بار بار کہا کرتے تھے۔ واقعی بر موقع ہوئی۔ کہ پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک یہیں رہی۔ تمام اہلِ شہر کیا امیر کیا غریب سب

www.maktabah.org

آنحضرت کی نعش کے پاس تمام رات جاگتے رہے۔ اور گریہ و زاری کرتے رہے۔ ان کے شیون وشین سے زمین و زمان کانپ اُٹھے۔ اور کثرتِ غم سے کروبی فرشتے بھی تسبیح و تہلیل بھول گئے ؎

چوں یانگِ موت آں شہِ سلطانِ دیں رسید | جوشِ زمیں بزروۂ عرشِ بریں رسید
نزدیک شد کہ خانۂ ایماں شود خراب | از لبس شکستہا کہ بارکاں دیں رسید
یکبارہ جامہ در خمِ گردوں بہ نیل زد | چوں ایں خبر بہ عیسیٰ گردوں نشیں رسید
پُر شد فلک زغلغلہ چوں نوبتِ خروش | از انبیار بحضرت روح الامین رشید

آنحضرت کا وصال ۴، ذیقعدہ بدھ کے روز مطابق ۱۶، دلو ہوا۔ آنحضرت کا وصال و تولد ایک ہی روز ہوا۔ یہ بھی سنّتِ نبوی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ جناب کا سنّ شریف اُنسٹھ سال تھا۔ مدّت قیومیت اڑتیس سال تھی۔ تجدید ثانیہ کا عرصہ اکتیس سال تھا۔ آنحضرت کا وصال ۱۱۵۲ھ ہجری کو ہوا۔ جیسا کہ حسب ذیل تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔

---

www.maktabah.org

تواریخ وصال حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاءؒ

رہنمائے امت سیّد الرسل بود۔ آں وارث سیّد الرسل بود۔ آں خاتم الاولیاء بود۔ او تاج خلق بود۔ اے افسوس قطب الاقطاب رفت، ہے ہے قطب الاقطاب ازیں جہاں رحلت نمود۔ وائے وائے تمام جہاں بے سر شد۔ فیض معصوم بودہ۔ آں جانشین مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے پیر مرید پرور مرد۔ وائے احمد نقشبند ثانی مرد۔ او شیخ کامل مکمل بود۔ آہ آہ از عالم محمد زبیر رفت۔ او شیخ اکبر بود۔ آہ قطب الاقطاب واصل جنت شد۔

مندرجہ بالا تاریخیں حضرت صبغۃ اللہ کے پوتے حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے فرزند شیخ نیاز احمد نے کہی ہیں۔

مظہر حد۔ ماہ ظاہر۔ فیاض رسا مظہر آمد۔ مظہر ادب، وارث محمد الرسول اللہ احد بود، قیوم اقطاب رحلت نمود۔ عمر فیومنا ستین سنہ نور احمدی قوی رفت اللہ صبح مجدد تاریک شد، بحید احمدی نور ئے نور رفت۔ وہاب ودود ظاہر بود ہائے ہائے۔ ظاہر ہائے ہائے۔ باقی وائے تاج طریقت بود۔ وائے وائے قیوم صراط مستقیم۔ وائے قطب زمان معصوم رفت۔ آہ خواجہ محمد زبیر قطب الاولیاء بود خواجہ محمد زبیر کریم اوّل بود۔ کریم الاولیاء، خواجہ محمد زبیر قطب دین مجدد۔ خواجہ محمد زبیر امام رضوان بود۔ یہ تاریخیں حضرت مجدد الف ثانی کے چھوٹے بیٹے شیخ محمد یحییٰؒ کے

www.maktabah.org

پوتے شیخ محمدی نے کہی ہیں۔

امام اعظم ہند، یہ تاریخ مشہور شاعر مرزا گرامی نے کہی ہے۔

قیوم زمان شصت سالہ بود ہائے پیر من خواجہ زبیر ہائے۔ پیر مکمل خواجہ زبیر زبیر قیوم صدیق ثانی بود۔ بچہارم ذیقعدہ بود۔ وائے فیاض مرد۔ ارتحل اے انفراد القوم وائے۔ خیر محققین۔ اے دِل نورِ ظلام رفت۔ العجب قطب المدار رفتہ عجب مربی الاقطاب رفتہ۔ تاج الابدال رفت۔ وائے وائے قطب العالمین خواجہ زبیر ابدالابرار رفت۔ حقاکہ سراج الاولیاء رفت۔ وہ چہ حجۃ الہادی رفت۔ وائے کہ چہ عالم دوربیں رفت۔ ہے ہے افسوس کہ قیوم جہاں رفت، وائے وائے وہ چہ معجزہ رسول برفت۔ ہے ہے وائے وائے چہ فقیر سے رفتہ۔ وائے وائے ہائے ہائے چہ رونق دین رفت۔ وائے وائے چہ شوق ریزہ در رفت، ہائے وائے چہ آیت ریزہ در رفت۔ ہائے وائے گوہر رانہ رفت۔ امام مغل ہائے ہائے چہ حجت ایزد رفت۔ وائے وائے خدا شناس کامل بود۔ ہے ہے عزیز خدا شناس بود ہے ہے فرزند محبوب مجدد الف ثانی بود۔ وائے وائے عجب جانشین خواجہا بود۔ وائے وائے نوبادہ بوستان اصالت بود۔ وائے وائے لوح محفوظ بودہ۔ ہائے ہائے پاک ضمیر بودہ۔ وائے وائے چہ معدن المعرفت بودہ۔ فیض الباری بودہ آں آیت رحمت بود۔ آں اعظم الاولیاء بود۔ یکے از علماء راسخین بود۔ بسا ثابت القدم بود۔ آہ چہ شیخ العالم بودہ۔ عجب جانشین خواجہا بود۔ افسوس کہ آں خلق محمدی بود۔ ہائے ہائے امام اعظم بودہ قیوم الربانی۔ گلدستہ حقانی بودہ۔ ہائے وائے مقتدائے وقت بودہ۔ ہائے ہائے حیف مشائخ پناہ بود۔ ہائے ہائے وائے شیخ الاسلام بود۔ ہائے ہائے چہ ہمگی خلت بود۔ ہائے ہائے حقاکہ معشوق بے ہمتا بود۔ ہائے وائے باغ جناں بود۔ ہائے وائے چہ اکسیر معرفت بود۔ ہائے ہائے چہ ابر باراں رحمت

www.maktabah.org

بود ، وائے حیف کہ دے حافظ بود ۔ ہائے وائے یارِ غ جہاں بود ۔ چہ وارث المرسلین
بود ۔ ہے ہے نائبِ مناب رسول رحمت ایزد بود ۔ ہائے وائے حیف چہ سالارِ
اولیأ رفت ۔ ہائے وائے افسوس کردہ کامل مکمل رفت ۔ آہ چہ حیات رفت ۔ ہائے
وائے احباب پرور رفت ۔ ہے ہے بس عیش رفت ۔ چہ ولی مقتدائے اں وقت
بود ۔ ہئے ہے محبوب انعام بخش ۔ ہے ہے خوش روئے فضل ربم بود ۔ چہ فضل ازب
حبیب الودود وخفت ، حبیب الہادی خفت ، خواجگی نقشبند وائے قطب عالمین
خواجہ زبیر عمران شصت ۔ وائے صد غم غم قطب ۔ وائے مات مرشد زماتنا ، وائے
حیف ماتا مرشدنا ، اوحافظ قیوم بود ۔ یہ تو تاریخ حضرت صبغۃ اللہ فرزند حضرت
عروۃ الوثقٰی کے دُہتے شیخ محمد امام نے کہی ہیں ۔

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کی نعش مبارک شاہجہان آباد سے دار الارشاد سرہند کو روانہ ہوئی

پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک اس مسجد میں رکھی گئی جو شہر کے کنارہ پر ہے۔ دوسرے دن ۵ ذلیقعدہ کو جمعرات کے روز دارالارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے آنحضرت کے اکثر مریدان کرام و خلفائے عظام اور شاہجہان آباد کے ہزارہا آدمی نعش مبارک کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وزیر نے بھی بہت سے سوار پیادہ ساتھ کئے آنحضرت کے حسب ذیل خلفا نعش کے ساتھ تھے۔ خواجہ ضیاء اللہ مشہور بہ "حسن لین" صوفی محمد رحیم، شاہ مقیم، صوفی عوض باقی، صوفی حفظ اللہ، عبدالحکیم، کشمیری وغیرہ میں بھی ان شاہبازانِ طریقت کی جوتیاں اٹھانے کے واسطے ساتھ تھا۔ اکثر مخدوم زادوں کو تسلی کے واسطے شاہجہان آباد ہی میں رہے۔ راستے میں جس گاؤں یا شہر سے نعش کو عبور ہوتا وہاں از سر نو ماتم برپا ہوتا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات و قصبات کے لوگ بھی روتے چلاتے نعش کے ساتھ جاتے تھے۔ تمام جنگل و صحرا لوگوں کی آہ و زاری کے سبب میدانِ حشر کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ زمین و آسمان میں بڑی بھاری ہلچل مچی ہوئی تھی ؎

در شاہراہ چوں رہ آں کاروان فتاد — شورِ نشور آں ہمہ را در گماں فتاد
ہم بانگ نوحہ غلغلہ در شش جہت فگند — ہم گریہ بر ملائک ہفت آسمان فتاد

www.maktabah.org

نعش مبارک اس قدر جلدی جا رہی تھی کہ اٹھانے والوں کو اس کا بوجھ ہی معلوم نہ ہوتا تھا۔ نہیں معلوم کون نعش کو اٹھائے جاتا تھا۔ گویا نعش ان لوگوں کو کھینچے لئے جا رہی تھی۔ وہ نعش تلے دوڑے جا رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہمیں معلوم نہیں ہمارے کندھوں پر سے کون نعش کو کھینچتا ہے۔ یہ بات میں (مولف ؒ) نے بھی کئی دفعہ دیکھی راستے میں نعش پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے تھا۔ اور شبنم کی طرح ترشح بھی ہوتا جاتا تھا جب ہم منزل پر پہنچے تو بڑے زور کی بارش ہوئی۔ وصال سے دفن تک جو نو دن کا عرصہ گذرا۔ اس میں آسمان ابر آلود ہی رہا ؎

پئے تابوت آں قطب زمانہ	چو رعد نعرہ زن احباب در جوش
بنات النعش شد امروز ہیہات	ہماں مجمع کہ پرویں دیدمش دوش
برسم ماتمے از ساز ناہید	فلک از ابر کردہ پنبہ در گوش

نعش سرہند پہنچنے پر اہلِ سرہند کی حالت

جب ہم سرہند کے قریب پہنچے تو تمام حضرات سرہند روتے ہوئے استقبال کے لئے آئے اور شہر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف چیختے چلاتے نعش مبارک کے پاس آئے۔ پہلے نعش کو پارسا باغ میں ٹھہرایا گیا۔ بعد ازاں شہر میں لائی گئی۔ شیخ محمد نعمان حق رسا جو حضرات سرہند کے اس وقت سردار تھے گریباں چاک پگڑی پھینک زمین پر لوٹ رہے تھے۔ بڑے بھائی شاہ محمد رسا بھی اسی طرح جزع و فزع میں مشغول تھے۔ تمام مشائخ سعادت سمجھ کر نعش مبارک کو اپنے سر پر اٹھا شہر میں لائے۔ اس پر فخر کرتے تھے۔ کہ ہم نے قیوم زمان کی نعش مبارک اٹھائی ہے۔ شیخ محمد نعمان حق رسا ننگے پاؤں نعش کا اہتمام کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سرہند میں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتم پر بھی ایسا رونا، چیخنا، چلانا نہیں ہوا تھا۔ آنحضرت کی نعش مبارک شیخ سعد الدین کی حویلی میں جسے آنحضرت نے

www.maktabah.org

شیخ سعد الدین کے فرزند سے چار ہزار روپیہ دے کر خرید کیا تھا۔ دفن کی گئی۔ شاہ محمد رسا شیخ محمد نعمان حق رسا اور میں نے اور آنحضرت کے فرزندوں اور بھتیجوں نے نعش مبارک کو لحد میں رکھا۔ آنحضرت کے وصال کو نو دن گذر چکے تھے۔ لیکن میت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ۱۲، ذیقعدہ بروز جمعرات نعش مبارک مدفون ہوئی ؎

کاش آں زماں سرادقِ گردوں نگوں شدے — ایں خرگہے بلندِ فلک بے ستوں شدے
کاش آں زماں برائے از کوہ تا بکوہ — سیل سیاہ کہ روئے زمین قیرگوں شدے
کاش آں زماں کہ ایں حرکت کرد آسمان — سیماب وار روئے زمیں بے سکوں شدے
کاش آں زماں کہ پیکر او زیر خاک شد — جانِ جہانیاں ہمہ از تن بروئے شدے

دفن کے بعد شدید زلزلے

جب آنحضرت کو دفن کر چکے تو ان زلزلتہ الساعت لشئ عظیم کے موافق ایک زلزلہ آیا۔ کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اور نہ کسی مورخ نے ایسے زلزلے کی خبر دی ہے۔ اس قسم کا زلزلہ آیا۔ کہ درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے۔ اور اکثر عمارتیں بنیاد سے اکھڑ گئیں۔ بعض جگہ زمین پھٹ گئی۔ اور وہاں سے پانی نکلنے لگا۔ اِذَا زلزلت الارض زلزالها و اخرجت الارض اثقالها کا سماں آنکھوں میں بندھ گیا ؎

گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمعن! — گفتی فتاد از حرکت چرخ بے قرار
عرش آنچناں بلرزہ در آمد کہ کرسئے — کافتاد در گماں کہ قیامت شد آشکار
موجے بہ جنبش آمد و برخاست کوہ کوہ — ابرے بہارش آمد بگریست زار زار
آں خیمہ کہ گیسوئے حورش طناب بود — شد سرنگوں ز بادِ مخالف حباب وار

متواتر سات روز تک زلزلہ رہا۔ ہر روز زمین کے کنارے ہل جاتے تھے۔ لیکن پہلے دن ایسا زلزلہ آیا۔ کہ اگر اسے قیامت کا زلزلہ کہیں تو بجا ہے۔ میں (مولف) آنحضرت کے

www.maktabah.org

وصال کے بعد ایک مہینہ آنحضرت کے مزار پر رہا۔ بعد ازاں آنجناب کے عرس اوّل کی سعادت حاصل کر کے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ شیخ محمد نعمان حق رسا اور شیخ نیاز احمد نے کہا کہ آئندہ یہ عرس کو کوئی ترک بھی کر دے گا تو بھی ان سب کا ثواب اس حدیث کے بموجب ومن سن سنة حسنته فله اجومن عمل بها ، جو کسی نیک طریقے کی بنیاد رکھتا ہے۔ جو شخص اس طریقے پر عمل کرتا ہے۔ اس کا ثواب بھی بانی کو ملتا ہے۔ تجھے ملے گا۔

روضہ عالیہ کی تعمیر

انہیں دنوں آنحضرت کی قبر پر ایک عالیشان روضہ پتھر اور گچ کا بنایا گیا۔ جو رنگارنگ کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔ اور جس میں چین اور فرنگ کی گلکاری ہوئی ہوئی تھی۔ قبہ مبارک کی اونچائی تیس ہاتھ ہے۔ اندر سے کچھ زیادہ چھ گز۔ گنبد کے گرد چار برج۔ ہر برج میں دو حجرے ہیں۔ روضہ منورہ کے تین دروازے ہیں۔ ایک جنوب کی طرف دو مشرق اور مغرب کی طرف، شمال کی طرف ایک جالی دار کھڑکی۔ روضہ مبارک کے گرداگرد پانچ ہاتھ سے کچھ زیادہ چوڑا اور ڈیڑھ ہاتھ اونچا چبوترہ ہے۔ آنحضرت کا روضہ منورہ ۱۱۵۳ھ میں شروع بھی ہوا اور تیار بھی۔ جیسا کہ حسب ذیل تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔

---

www.maktabah.org

تواریخ تعمیر روضہ مبارک حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

روضۃ عالم روضہ اعلم روضہ قطب الریاض، ریاض القطب، روضہ ہادی الاقطاب، مقبرہ شریف از امام ہادی مقبرہ شریفہ قطب، روضہ مجدد اکمل۔ گور روضہ مجدد دین۔ ؛

ایسی عالیشان عمارت دو ماہ کے عرصے میں تیار ہوئی۔ یہ آنحضرت کا تصرف ہے کہ اس قلیل عرصہ میں آنحضرت کا روضہ منورہ تیار ہوگیا۔ ویسے ایسی عمارت کو تیار ہونے کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ کابل کا ایک مغل آنحضرت کی بیماری کی خبر سنکر بیمار پرسی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سرہند سے گذر شاہجہان آباد کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ جنگل میں آنحضرت سفید لباس پہنے ابلق گھوڑے پر سوار بڑی سرعت سے سرہند کی طرف جا رہے ہیں۔ جب اس نے آنحضرت کو اکیلے دیکھا تو حیران سا رہ گیا۔ کہ اکیلے اس جنگل میں کیوں کر آنکلے۔ کیونکہ کبھی اکیلے روانہ نہ ہوئے تھے۔ آخر اس نے بے اختیار ہو کر اپنا چہرہ آنحضرت کے قدموں پر ملا۔ آنحضرت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رخصت فرمایا۔ جب وہ تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکا۔ تو دور سے ایک قافلے کو دیکھا۔ نزدیک آنے پر معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی نعش مبارک لئے آرہے ہیں۔ اس نے لوگوں کو کہا۔ کہ عجیب معاملہ ہے۔ میں نے ابھی آنحضرت کو دیکھا ہے۔ کہ قافلے کے آگے آگے جا رہے ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا۔

www.maktabah.org

کہ آنحضرت کو کس حالت میں دیکھا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ سفید لباس میں ابلق گھوڑے پر سوار جارہے ہیں۔ سارے حیران رہ گئے۔ اور آنحضرت پر اعتقاد زیادہ ہو گیا آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کی مسجد کا فرش مخدوم زادوں نے از سر نو درست کیا۔ جہاں آنحضرت وضو کیا کرتے تھے۔ وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنایا۔ حضرت قیوم زماں کا ایک تصرف یہ ہے کہ موسم گرما میں جبکہ سخت دھوپ ہو حتیٰ کہ پتھر پر روٹی پک سکے۔ لیکن ایسی سخت گرمی میں اس چبوترے پر گرمی کا ذرہ اثر نہیں ہوتا۔ چبوترے کے نیچے پاؤں نہیں رکھ سکتے ؎

بہ زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود　　سالہا سجدہ گہہ اہلِ جہاں خواہد بود

احوال اولاد امجاد حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ اللہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں۔ لڑکوں میں سے سب سے بڑے شیخ محمد عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ آپ ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے جیسا کہ قیومیت کے دوسرے سال میں بیان ہو چکا ہے۔ آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ جب آپ آنحضرت کی زندگی میں بیمار ہوا کرتے تھے تو آنحضرت سارا سارا دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خواجگان کا ختم پڑھا کرتے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے سلوک باطنی ولایت تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تم پر خاص الخاص نظرِ عنایت رکھتے ہیں۔ لیکن آپ پر جذبہ غالب ہے۔ عموماً مغلوب الاحوال رہتے ہیں

www.maktabah.org

اس واسطے لوگوں سے انس بہت کم کرتے ہیں۔ گوشہ نشینی کو میل جول پر ترجیح دیتے ہیں۔ خلق۔ حلم۔ تواضع اور نیستی جیسا کہ اہل اللہ کا طریقہ ہے۔ آپ میں پورے طور پر پائی جاتی تھیں۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ شیخ محمد کریم بخش[۱] ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جد بزرگوار کے کمالات کا وارث بنائے۔ آمین ربّ العالمین۔

حضرت شیخ عبدالقادر

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے دوسرے فرزند مکارم اخلاق و کثرت فضائل میں سب سے بے نظیر ہیں۔ آپ ۲۹ رمضان سنہ ۱۱۲۰ھ کو پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے ساتویں سال میں لکھا گیا ہے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت شیخ الجن والانس عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا تھا۔ کہ اس سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو اپنے وقت میں ممتاز ہوگا۔ اس کا نام عبدالقادر رکھنا۔ آنحضرت نے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کا اسم مبارک حسب الارشاد عبدالقادر رکھا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد

---

[۱] فاضل مولف نے کتاب روضۃ القیومیہ کی تالیف کے وقت حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے جو افراد موجود تھے۔ ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ مگر اس تالیف کے بعد حضرات مجددیہ پر بہت سی کتابیں سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب انساب انجاب مؤلفہ محمد حسن مجددی قدس سرہٗ سنہ ۱۳۴۰ھ / سنہ ۱۹۲۱ء سامنے آئی تو حضرات خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے بعض متاخرین حضرات کا ذکر بھی سامنے آیا ہے۔ شیخ محمد کریم بخش قدس سرہٗ حضرت خواجہ محمد زبیر کے پوتے تھے۔ آپ کے چار اور بھائی بھی تھے جن میں رحیم بخش۔ محمد بخش (لاولد) فیض بخش اور الٰہی بخش تھے۔ فیض بخش کے ایک بیٹے نبی بخش لاولد رہے۔ الٰہی بخش کی ایک بیٹی لاولد تھیں۔ اس طرح شیخ محمد کریم بخش کی اولاد آگے نہ بڑھ سکی۔

www.maktabah.org

خانقاہ کے خلیفہ آپ ہی بنائے گئے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ مراقبہ، ذکر، شغل میں مشغول رہتے۔ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔ جماعت کثیر کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے حالات پوچھتے۔ پھر خلوت میں چلے جاتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد چاشت تک خانقاہ میں مراقبہ کرتے اور پھر اشراق کی نماز ادا کر کے محل میں تشریف لے جاتے ہیں۔ عصر سے لے کر رات کے تیسرے حصے تک خانقاہ میں اوراد و نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں دائرہ ظلال سے اصول تک اور اصول سے شیونات و اعتبارات ذاتیہ تک ترقی کی۔ اور دلالت سے مدلول تک پہنچے۔
شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔ خلق۔ وقار۔ تمکین اور خصوصاً استغنا اس قسم کا ہے جیسا آنحضرت کا تھا۔ آپ میں عجز و انکسار بکثرت ہے۔ لیکن دولتمندوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ اور ان کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ اپنے مخلصوں کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کے لئے جاتے ہیں غرضیکہ اپنے والد ماجد کے قدم بقدم ہیں اور آج سلسلہ عالیہ علیہ احمدیہ معصومیہ نقشبندیہ زبیریہ کے چراغ ہیں ؎

از و روشن چراغ نقشبندی   از و سرسبز باغ نقشبندی

حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ در دمان قیومیت کے برگزیدہ اور خاندان قطبیت کے خلاصہ کے وجود مسعود سے روشن ہے۔ جہان کے نہ حل ہونے والی مشکلات آپ کی توجہ شریف سے حل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت خلیفۃ اللہ کے تمام مریدوں اور خلفاء کے سر پر بحق نون و صاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں شامل ہیں۔

شیخ عبدالقدیر و شیخ عبدالمقتدر | یہ دونوں فرزند حضرت خلیفۃ اللہ کی زندگی میں تین یا اس سے کچھ زیادہ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

www.maktabah.org

عبدالقدوس¹ اور عبدالقیوم | یہ دونوں اب موجود ہیں۔ دونوں ہی آنحضرت کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر دونوں معمّر۔ صالح اور اپنے جد بزرگوار کا قائم مقام کرے فرزند کلاں مخدوم زادہ شیخ محمد عزیز یعنی محمد کریم بخش اور فرزند مخدوم زادہ شیخ عبدالقادر دونوں آنحضرت کے وصال کے بعد چند روز یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ حدیقۂ قیومیت کے ان نونہالوں کو درجۂ تکمیل تک پہنچائے۔ لڑکیاں ابھی چھوٹی ہیں۔ شیخ عبدالقادر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت مروج الشریعت کے پوتے شاہ محمد زبیر کی لڑکی سے منسوب ہیں۔

حضرت خواجہ محمد احرار ثانی نور اللہ مرقدہٗ | آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ ۱۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے ستروٰیں سال میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کو تمام فرزندوں سے عزیز تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ اتم توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اور عمدہ اشارات و بشارات جن سے اولیاء ممتاز ہوتے ہیں۔ آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ آنحضرت کی زندگی ہی میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

ؑ۱ حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں۔ لڑکا شاہ احمد بخش تھا۔ جس کے ہاں بیٹا سراج الزبیر تھا۔ جو تیس سال تک کابل میں قیام پذیر رہا۔ اور وہاں ہی فوت ہوا۔ سراج الزبیر کے دو بیٹے محمد زبیر اور محمد نویز تھے۔ مؤلف ہدیۂ احمدیہ نے محمد زبیر کو دہلی میں دیکھا تھا۔ وہ دہلی میں ۱۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۴ رجب ۱۳۰۸ھ میں فوت ہوئے تھے۔ محمد زبیر کے تین بیٹے نصیرالزبیر، سعیدالزبیر اور محمد عزیز دیر تک زندہ رہے۔ (انساب انجاب)

www.maktabah.org

آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت قلق ہوا۔ اغلب ہے کہ اس قسم کا آنحضرت کو ساری عمر میں کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ چنانچہ آنجناب نے آپ کی وفات کے بعد باغ کی جو ہر جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ ترک کر دی۔ اور چند روز سالکوں کو توجہ دینا بھی ملتوی کر دیا۔ آنحضرت کے اوقات میں پورا تغیر و تبدل ہو گیا۔ اور اس غم سے آنحضرت لاغر بھی ہو گئے۔ اور دن بدن ضعف غالب آتا گیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت مرض سل میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی مرض سے اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ خواجہ محمد احرار کا وصال ۱۱۳۶ھ میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ متورہ میں دفن کی گئی۔ چنانچہ یہ معاملہ قیومیت کے دوسرے سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔

شیخ محمد معصوم مغفور

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ شیر خوارگی ہی میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ اگر اس فرزند کی عمر نے وفا کی۔ تو ایک بڑا ولی ہوگا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کی بیٹیاں دو ہیں۔ فاطمہ زمانی، بدر النساء۔ جو ۱۱۲۰ھ/۱۷۰۸ء میں پیدا ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ آپ پر نہایت متوجہ تھے۔ اور آپ سے بدرجہ غایت محبت کرتے تھے۔ جو تحفہ آنحضرت کی خدمت میں آتا۔ سب آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ دن میں ایک دفعہ ضرور بالضرور بنفسِ نفیس دیکھنے جایا کرتے تھے بلکہ اس آخری مرض میں بھی جبکہ ضعف بدرجہ کمال ہو گیا۔ جانے میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ آنحضرت آپ کی باطنی صفائی کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے والدِ ماجد حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا تھا دنیا سے بالکل قطع تعلق کر کے دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔

www.maktabah.org

آنحضرت کی دوسری بیٹی کا اسم مبارک سراج النساء جہاں ہے۔ آپ آنحضرت زندگی میں چودہ سال کی عمر میں اس جہانِ ناپائیدار سے رخصت ہوئیں۔ آنحضرت نے آپ کی نعش کو سرہند بھیج دیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔

مذکورہ بالا اولاد کے علاوہ حضرت خلیفۃ اللہ کی اور اولاد بھی ہے لیکن وہ شیر خوارگی کی حالت میں اس دار فانی سے رخصت ہوئی۔ چونکہ ان کے نام بھول گیا ہوں۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے اہلِ بیت تین تھے۔ ایک مخدوم زادہ کلاں، شیخ محمد عزیز اور شیخ عبد القادر کی والدہ دوسرے خواجہ محمد احرار ثانی، فاطمہ زمانی اور رقیہ ثانی کی والدہ۔ تیسرے مخدوم زادہ کلاں کی والدہ، شیخ محمد کی والدہ آنحضرت کی زندگی ہی میں چل بسیں۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ خواجہ محمد احرار کی والدہ ابھی زندہ ہیں۔

www.maktabah.org

کتاب روضۃ القیومیّہ کی تصنیف کی اجازت

جب مَیں نے اس کتاب کو تالیف کرنا چاہا۔ تو اس خیال کو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ اور کتاب کی تالیف کی درخواست کی۔ آنحضرت نے استخارہ کے بعد اجازت دی اور نہایت تاکید سے فرمایا۔ جو کچھ صحیح صحیح ہو گا وہی لکھنا سرمو مبالغہ نہ کرنا۔ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے جناب کے خلفاء کا حال مفصّل معلوم نہیں۔ فرمایا جس وقت ہم یاروں کو توجہ دیتے ہیں۔ تم پاس رہا کرو۔ مَیں حسبُ الحکم توجہ کے وقت حاضر رہتا۔ جب آنحضرت لوگوں کو توجہ دیتے تو مجھے پاس بٹھا لیتے جس کو کسی ابتدائی متوسط یا انتہائی حالات کی خوشخبری عنایت کرتے مجھے سنا لیتے۔ جو یار دوسرے علاقوں میں تھے ان کے حالات خود بیان فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بلا کم و کاست یہی حالات لکھ دینا۔ کسی کی آشنائی کا خیال نہ کرنا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سے جو اشخاص میرے مریدوں میں داخل ہیں۔ ان کے حالات پہلے لکھنا۔ کیونکہ وہ باقی تمام جہان سے اشرف ہیں۔ مَیں (مولّف) نے بارہا کتاب شروع کرنی چاہی لیکن بعض رکاوٹوں کے سبب شروع نہ کر سکا۔ آنحضرت کے آخری سال جلوس قیومیّت میں شروع کی۔ پھر مَیں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کے یاروں اور خلفاء کے حالات کس طرح لکھوں فرمایا۔ اب تمہیں ان کے حالات معلوم ہیں۔ سو اپنے علم کے موافق لکھ دو۔ اب

www.maktabah.org

جو کچھ مجھے معلوم ہے لکھے دیتا ہوں۔ آنحضرت کی زندگی میں اس کتاب کے چند اجزاء تیار ہوئے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد دو سال تک بہ سبب غم و الم میں بدحواس رہا۔ جب غم کو ذرا تخفیف ہوئی تو پھر اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔

فہرست خلفاء و مریدان خاص حضرت خلیفۃ اللہ

میر محمد نعمان حق رسا معصومی، شیخ محمد حسن معصومی، شیخ محمد احمدی، شیخ وجیہ الدین احمدی، شیخ عبدالحی احمدی، شیخ محمد امام معصومی، شیخ فدا احمد، شیخ محمد عابد سلطان پوری۔ صوفی فرمان کابلی، شیخ عبدالرحیم لاہوری، صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری، شیخ محمد امین لاہوری شیخ گل محمد لاہوری، صوفی کامل کابلی، شیخ عادل سامانی، صوفی فرہاد پشاوری، صوفی عوض باقی کابلی، صوفی ابوتراب برلاس خوشابی، خواجہ ضیاء اللہ کشمیری، صوفی فرہاد پشاوری۔ خواجہ نوراللہ کابلی، خواجہ محمد امین کابلی، صوفی محمد روشن، صوفی نور محمد نیلی پوش، شیخ علی اصغر سیالکوٹی، شیخ محمد صدیق سیالکوٹی، خواجہ محمد ناصر نقشبندی، خواجہ عبدالرحمن خواجہ محمد میر یعقوبی مراد آبادی، شیخ احمد کاتب سیالکوٹی، میر سعداللہ ننگرہاری، حاجی شکراللہ کابلی، داراب کابلی، صوفی فیروز ملتانی، خواجہ عباداللہ، خواجہ فیض اللہ کابلی شیخ سعدالدین پشاوری، اخون موسیٰ، شیخ ابوتراب پشاوری، شیخ محمد دمشقی، خواجہ اسداللہ بخاری۔ خواجہ عزیزاللہ بدخشی، صوفی لعل سبحانی، حاجی سعادت اللہ، صوفی فیض بخش رہتاسی، شیخ محمد افضل مولوی، صوفی محمد رہتاسی، خواجہ فقیر سبحانی، شیخ

www.maktabah.org

ولی محمد بہاری، صوفی محمد اشرف شمس آبادی، حافظ جمال محمد شاہ آبادی، شیخ محمد عادل اکبرآبادی شیخ محمد عارف بنگالی، شیخ محمد افضل بنگالی۔ صوفی ابوالحسن بلخی، صوفی قندری، شاہ مقیم بدخشی، صوفی دوزی بدخشی، خواجہ عبدالرحمٰن کولابی[۱]، غلام محی الدین افغان، صوفی نواب افغان۔

احوالِ یارانِ مبشران حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

صوفی میرزا، صوفی فقیر احمد، صوفی حفیظ اللہ، صوفی شیخ علی، صوفی محمد اعظم سیالکوٹی صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی، غلام احمد سلطان پوری، صوفی بخشندہ، عزیز قلی خاں، صوفی عبداللہ خوشابی، صوفی صدیق، صوفی گاہی، خواجہ عبدالمنان، صوفی صفدر شاہ اندرابی، صوفی محمد شریف عرب، صوفی یار محمد کفش فروش، صوفی عبدالحکیم کشمیری، صوفی محمد صادق، صوفی محمد عاقل، مولوی احمد قصوری، حافظ سعد اللہ لاہوری، مولوی مرزا عبدالرحیم کابلی صوفی محمد عظیم، ملا عبداللہ افغان، ملا مخدوم، میر ہزارہ کابلی، صوفی غلام محمد سرہندی خواجہ عبداللہ کابلی، اخون سلطان افغان، محمد کبیر شاعر کابلی، حافظ جمال اندرابی، حاجی جمال آنحضرت کا دودھ بھائی، عبدالرحمٰن سمرقندی، حاجی قلندر بدخشی، خواجہ عبداللہ،

---

[۱] کولاب کو ختلان بھی کہتے تھے۔ سید علی ہمدانی جب آخری دفعہ کشمیر سے اپنے وطن ختلان جاتے ہوئے پکھلی موجودہ ہزارہ ضلع کے قریب فوت ہوئے تو آپ نعش مبارک کشمیر سے اختلان لے جا کر دفن کی گئی تھی۔ رضی شیرازی۔

www.maktabah.org

ملّا شمس الدّین کاشغری ، حافظ سیف اللہ افغاں ، دوست محمد افغان اور محمد سالم کابلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء اور یاروں کے حالات لکھنا خارج از تحریر ہے صرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو کئی ضخیم رجسٹر درکار ہیں۔ آنحضرت کے صاحب حال یاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی صورت کا بھی آشنا نہیں ہوں۔ اور نہ ان کے نام کی بھی خبر ہے۔ بعض ایسے ہیں کہ نام سن رکھے ہیں۔ لیکن شکل نہیں دیکھی۔ جن کا نام اور شکل ہر دو یاد نہیں۔ ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔

سیّد محمد نعمان حق رسا احمدی معصومی سرہندی

حسب ذیل طور پر چار واسطہ سے آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتے ہیں۔ میر محمد نعمان حق رسا بن خواجہ محمد پارسا بن حضرت عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے۔ وہاں حکم ہوا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے فیض اخذ کرو۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی سنا تھا کہ حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب الاقطابی کا منصب حاصل ہے اس واسطے جب سفر حج سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور تجلیٰ صفات، تجلیٰ ذات زوال عین اور ولایت و کمالات نبوت کے انتہائی مقامات کی عمدہ عمدہ خوشخبریاں عنایت فرمائیں تھیں۔ جیسا کہ آنحضرت کے حسب ذیل مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی اس درویش کی طرف سے سلام عافیت انجام قبول فرمائیں۔ اپنا

www.maktabah.org

مشتاق دیدار سمجھ کر دعائے ترقی دارین میں مشغول سمجھیں۔ برادر مہربان کا مکتوب مرغوب عین انتظار میں پہنچا۔ اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ پہلے جو کمالات وجود سے عدم کو پہنچے تھے۔ میں پھر انہیں اصل کی طرف لوٹتا ہوا پاتا تھا۔ اب عدم عدم سے ملحق ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ حالت بہت اچھی ہے۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حالت کو تجلّی ذات سے موسوم فرماتے ہیں۔ میں بھی قریب قریب آپ کی یہی حالت پاتا ہوں۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجا لائیں۔ اور ترقی کا خیال کریں۔ آپ کی لیاقت اور قابلیت اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے علمی سے عملی صورت میں لائیں۔ میں ہر رات آپ کی ظاہری و باطنی ترقیات کے واسطے دُعا کرتا رہتا ہوں۔ نور چشمی یحییٰ بیگم بمعہ والدہ سلام کہتی ہیں۔ ہر رات دعا کے وقت مجھے بھی یاد فرمایا کریں۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شاہ محمد رسا کو سلام ہمشیرہ بی بی رقیہ بانو کا سلام۔ میاں محمد احسان مشتاقانہ سلام عرض کرتے ہیں۔ جب آپ کے ہاں فرزند پیدا ہو۔ آپ میرے بھانجے کی دایہ یعنی جو میاں محمد عزیز کی دایہ ہے مقرر کریں۔" آپ کے کچھ حالات اور آپ کا مرید ہونا قیومیت کے تینتیسویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔

شیخ محمد محسن احمدی معصومی سرہندی

آپ کا سلسلہ حسب ذیل ترتیب سے پانچ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمد محسن بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ بچپن ہی سے حضرت خلیفۃ اللہ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے خصوصاً آخری عمر میں آنحضرت کے معتمد آپ ہی تھے۔ اور اکثر حضرت خلیفۃ اللہ فرمایا

www.maktabah.org

کرتے تھے۔ کہ مجھے جو انس محمد محسن سے ہے۔ کسی اور سے نہیں۔ حضرت قیوم زماں نے آپ کو عمدہ بشارات جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص سے ہیں۔ عنایت فرمائیں۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند اور ورع و تقوےٰ میں بے نظیر ہیں۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ دن رات میں کوئی ایسا وقت نہیں جو عبادت و طاعت سے خالی ہو۔ حضرات سرہند کے طریقے کے پورے پورے پابند ہیں۔ آج حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں بلکہ تمام طریقۂ علیّہ احمدیہ معصومیہ میں شیخ محمد محسن بے نظیر ہیں۔

شیخ محمدی احمدی سرہندی آپ کا سلسلہ حسب ذیل چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمدی بن شیخ حسن علی مشہور بہ شاعر چراغ بن شیخ ضیاء الدین یوسف بن حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ جیوَن بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، شیخ محمدی نے پہلے اپنے جد بزرگوار شیخ ضیاء الدین یوسف سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ ان کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے اپنی پر مہربانی کر کے طریقۂ علیّہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور تھوڑی مدت میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے ظاہری علم بھی پایہ تحصیل تک حاصل کیا تھا۔ علم کلام اور علم تصوف میں بھی بے نظیر تھے۔ آجکل تصوف میں ایک کتاب مسمّیٰ "مواہب احمدیہ" تصنیف فرمائی ہے۔ جو میں نے بھی دیکھی ہے۔ واقعی اس میں عجیب و غریب علوم بیان فرمائے ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا۔ کہ ان کا بیان کنندہ ابنائے جنس سے ممتاز ہے۔

شیخ وجیہہ الدین احمدی سرہندی آپ کا سلسلہ نسب حسب ذیل طور سے چار واسطوں سے حضرت مجدد الف

www.maktabah.org

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ وجیہہ الدین محمد درویش بن شیخ زین العابدین المشہور بہ شیخ فقیر اللہ بن حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے جد بزرگوار کے بھائی شیخ ضیاء الدین یوسف سے حاصل کیا۔ ایک روز اثنائے سلوک میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فائض الانوار پہ بیٹھے تھے کہ آنحضرت نے آپ پہ ظاہر ہو کر فرمایا کہ قطب وقت شیخ محمد زبیر کی خدمت میں جاؤ۔ اور انہیں سے توجہ باطنی کے لیے درخواست کرو۔ آپ نے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت قیومیت مآب قیوم زمان کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنحضرت کو شیخ ضیاء الدین یوسف کی خاطر توجہ دینے میں تامل تھا۔ میں کسی تقریب سے سرہند جا رہا تھا۔ مجھے فرمایا۔ کہ تم جب سرہند جاؤ۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف سے پوچھنا کہ شیخ وجیہہ الدین کو مرید کروں یا نہ۔ جب اجازت ملی۔ تو آنحضرت نے آپ کو مرید کیا۔ آپ بھی صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں ولایت صغریٰ کبریٰ اور علیا اور کمالات نبوت وغیرہ کی بشارات فرمائیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ ورع۔ تقویٰ۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا شعار رہے۔

شیخ عبد الحی احمدی سرہندی

آپ تین واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ شیخ عبد الحق بن شیخ عبد اللطیف بن دختر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ معہ فرزندوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے اپنے بڑے فرزند کو خلافت بھی عنایت فرمائی۔ آپ صلاح۔ ورع اور تقویٰ سے آراستہ اور شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے۔

www.maktabah.org

شیخ محمد امام احمدی سرہندی

آپ شیخ عبدالحی کے بڑے فرزند ہیں آپ کی والدہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت صبغۃ اللہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ شروع ہی سے آپ پر مہربان تھے۔ آنحضرت نے ظلال اور اصول کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر کابل کی طرف روانہ کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور عجیب وغریب حالت پیدا کی۔ واقعی شیخ محمد امام صاحب جذبہ قوی تھے۔ آنحضرت بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ امام صاحب جذبہ ہیں آپ ورع۔ تقویٰ۔ صلاح۔ علم۔ حلم۔ خلق۔ تواضع۔ فروتنی میں بے نظیر اور شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔ ظاہری علم بھی تحصیل کے درجے تک حاصل کیا۔

شیخ فدا احمد احمدی سرہندی

آپ بھی شیخ عبدالحی کے فرزند ہیں اپنے بڑے بھائی شیخ محمد امام کے ساتھ حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے چند مرتبہ بھائی کے ساتھ سرہند سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت کی باطنی توجہات کی سعادت حاصل کی۔ بلکہ آپ کے حق میں آنحضرت نے بعض بشارات بھی عنایت فرمائیں۔

شیخ محمد عابد سلطانپوری قدس سرہٗ

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اس کا عروج اکثر اولیاء سے اونچا واقع ہوا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ صاحب عروج سے کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ واقعی شیخ صاحب سے کرامات بکثرت ظاہر ہوئیں۔ آنحضرت نے آپ کو طریقہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ ولایت احمدی تو خاص طور پر فرمائی۔ سرہند اور لاہور کے درمیانی علاقے کے قطب تھے۔ آپ اوصاف کریمہ و اخلاق حسنہ سے موصوف اور شریعت و طریقت کے

www.maktabah.org

سخت پابند تھے۔ امراء اور اغنیاء سے سخت متنفر تھے۔ چنانچہ لاہور کے حاکم نے کئی مرتبہ آپ کی زیارت کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمائی۔ آخر وہ شکار کے بہانے آپ کی زیارت کے لیئے سلطانپور آیا۔ براہِ راست اس واسطے نہ آیا۔ کہ کہیں شیخصاحب سلطانپور نہ چھوڑ جائیں۔ جب آپ کی خانقاہ کے قریب پہنچا تو آپ اس کی آمد کی اطلاع پاکر کہیں جا چھپے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ شیخصاحب کہاں ہیں۔ حاکم نے خانقاہ میں جاکر دیکھا کہ شیخ صاحب موجود نہیں۔ خانقاہ والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ آخر وہ دوپہر تک انتظار کرتا رہا۔ آپ کے یاروں اور شاہی ملازموں نے بہتری دیکھ بھال کی لیکن آپ کا پتا نہ ملا۔ دو ایک روز اور بھی حاکم وہاں رہا۔ لیکن جب دیکھا۔ شیخ صاحب بالکل متنفر ہیں تو نا امید ہو کر لاہور واپس چلا گیا۔ شیخصاحب آنحضرت کے وصال سے ایک ماہ پیشتر ۱۱۵۲ھ / ۱۷۳۹ء میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آنحضرت کو اُن کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے جہان سے رخصت ہونے میں سبقت کی ہے۔ اچھا ہم بھی عنقریب آیا چاہتے ہیں۔ نیز آپ کے حق میں فرمایا کہ وہ ہمارے یاروں میں ممتاز اور مستثنےٰ تھے۔

صوفی محمد فرمان کابلی سلمہ ربہٗ

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ بلنے سلوک باطنی ابتداء سے کر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت کابلی دے کر رخصت کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اس علاقے کے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ وہاں کے مشائخ اپنے مریدوں کے منحرف ہونے پر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے تھے۔ سب نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا۔ کہ کسی طرح صوفی صاحب کو شرمندہ کرنا چاہیئے۔ آخر یہ

www.maktabah.org

قرار پایا کہ تمام مشائخ و علماء اور رؤسائے شہر کی دعوت کرنی چاہیئے۔ اور اس میں صوفی صاحب کو بلا کر جو مصلحت وقت ہو ان سے پوچھنا چاہیئے۔ دوسرے دن حسب قرار داد شہر کے تمام چھوٹے بڑے جمع کر کے صوفی صاحب کو بلایا۔ جب آپ آئے تو تو آپ نے دشمنی کے طور پر پوچھا۔ کہ یہ کہاں کے درویش ہیں؟ کہ تم نے ہمارے مریدوں کو منحرف کر لیا ہے۔ یہ بات طریقت میں حرام ہے۔ آپ نے ناراض ہو کر کہا۔ کہ تم نیکی سے کیوں روکتے ہو۔ انہیں خدا شناسی سے منع کرتے ہو۔ نہ تم میں اس قدر طاقت ہے کہ تم انہیں فائدہ پہنچا سکو۔ اور نہ کسی اور سے فائدہ اٹھانے دیتے ہو۔ انہوں نے پوچھا تمہیں یہ کیونکر معلوم ہے کہ ہم سے لوگوں کو باطنی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور تم سے پہنچتا ہے۔ صوفی صاحب نے فرمایا۔ آزما لو۔ وہ بھی اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ بعد ازاں کھانے کے تھال سربمہر صوفی صاحب کے پاس لائے۔ اور پوچھا۔ کہ بتاؤ ان میں کس کس قسم کا کھانا ہے۔ آپ نے بلا کم و کاست تمام چیزیں بتلا دیں۔ تمام مشائخ و علماء دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور اپنے خیال سے توبہ کی۔ اسی مجلس میں اکثر آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے۔

ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ میرے پاس قوت تصرف کا بیان فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے تپ ہو گیا۔ صبح سے ظہر کی نماز تک بڑے شدت کا بخار رہا۔ اتنے میں صوفی محمد فرمان نے آکر عرض کیا۔ کہ ہم جناب کو ایسی حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ پس اس تپ کو اپنے پر لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر میرے پاس سے اٹھا اس کے جاتے ہی میرا تپ زائل ہو گیا۔ ایک گھڑی نہ گذری تھی کہ لوگوں نے آکر عرض کیا۔ کہ صوفی صاحب تپ محرقہ میں مبتلا ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ صوفی نے ہمارا تپ خود لیا ہے یہ مناسب نہیں کہ اسے تکلیف کی حالت میں چھوڑیں۔ بعد ازاں دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب کو شفا عنایت فرمائی۔

ایک روز میرے والد ماجد نے فرمایا۔ کہ جن دنوں میں اپنے مرض کا علاج کرا

www.maktabah.org

رہا تھا۔ میرا بہت سارو پیہ بیماری پہ صرف ہوا۔ انہیں دنوں صوفی صاحب نے آکر عرض کیا۔ کہ جناب نے اس قدر تکلیف اور اس قدر روپیہ صرف کیا ہے۔ آپ کا یہ مرض زائل نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ جناب اس پہ روپیہ صرف نہ کریں۔ لیکن اس وقت صوفی صاحب کی بات کسی نے نہ مانی۔ بعد ازاں بہتیرے علاج کئے گئے لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔

صوفی صاحب دنیا سے قطع تعلق کئے ہوئے تھے۔ سخت سے سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرتے تھے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا رنگ ڈھنگ گذشتہ اولیاء کی طرح تھا۔

شیخ عبدالرحیم لاہوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے کر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے حضرت حجۃ اللہ کے بعد آپ ہی کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ ورع و تقویٰ میں کامل اور حضرات سرہند کے طریقہ علیہ پہ کار بند تھے۔ ۱۱۳۲ھ / ۱۷۱۹ء میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے صوفی مرزا جانی ابدال کو لاہور بھیجا۔

صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور منظور نظر ہیں۔ لڑکپن ہی سے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر خاص طور پہ مہربان تھے۔ اس طریقہ علیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور خلافت دے کر لاہور روانہ کیا۔ آپ ہر سال ماہِ رمضان میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے چند ماہ خانقاہ میں رہ کر پھر حسب الارشاد لاہور واپس چلے جاتے۔ بعض اوقات آئندہ ماہِ رمضان تک یعنی سال بھر ہی آنحضرت کی خدمت میں رہتے۔ آپ کو اس

www.maktabah.org

طریقہ کے خصائص یعنی مقامات بلند اور کمالاتِ ارجمند حاصل تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ اور ورع اور تقوےٰ سے موصوف۔ اِن باتوں کے علاوہ آنحضرت نے ابدالی خدمت بھی آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔

ایک روز مَیں نے بھی صوفی صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ سے بھی ویسی ہی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جو ابدالوں سے ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ اہل اللہ کے ہاں یہ امر مسلمہ ہے کہ ابدال کثیر الخوارق ہوا کرتے ہیں۔ صوفی صاحب انکسار سے ہی کام لیتے رہے۔ ہم یہی گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اتفاقاً صوفی صاحب کا ایک مخلص دور دراز کا سفر طے کر کے آنکلا۔ اور کہنے لگا۔ کہ فلاں جنگل میں مَیں شیر سے دو چار ہوا۔ مجھے وہ ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ مَیں نے اسی وقت صوفی صاحب کے باطن کی طرف توجہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ صوفی صاحب نے وہاں آکر شیر کو جھڑکا جو آپ کو دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ اور مَیں اس بلا سے بال بال بچ گیا۔ جب اس نے صوفی صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا۔ تو مَیں (مولف) نے صوفی صاحب کو کہا۔ کہ آپ سے اس موقعہ پر دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک وہ جو اس شخص نے بیان کی ہے۔ دوسرے یہ کہ مَیں آپ سے کرامات کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ سو میرے سوال کا جواب بھی مل گیا۔ صوفی مرزا جانی آنحضرت کے وصال کے وقت موجود تھے۔

صوفی گل محمد لاہوری آپ خانقاہ کے قدیمی خدمت گذار ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آپ ورع تقوےٰ۔ حلم، خلق، تواضع اور انکسار سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند تھے۔ ۱۳۱۱ھ ہجری / ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے اس کے بھائی شیخ محمد امین کو لاہور بھیجا۔

www.maktabah.org

شیخ محمد امین لاہوری

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدار سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطنی، تندئی وصحت کشف کی تعریف کرتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک دفعہ شیخ محمد امین معتکف تھے۔ اس دن ماہِ رمضان کی انتیسویں تھی۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا۔ کہ نجومیوں کی رائے ہے کہ چاند کل دکھائی دے گا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ماہِ رمضان تو گذشتہ رات رخصت ہو چکا ہے۔ آج بالضرور چاند دکھائی دے گا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہو گئی جب شام ہوئی۔ تو منجم جھوٹے نکلے اور اولیاء اللہ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ یعنی چاند نکل آیا۔

ایک دفعہ حاکم لاہور نے[1] کسی تقریب سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستعفی ہونا چاہا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ شہر سے نکل کر تین کوس کے فاصلے پہ پہنچ گیا۔ بعض دنیاوی امور کے واسطے چند روز وہیں رہا۔ اتنے میں اہلِ شہر نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم اس عامل سے بہت خوش ہیں۔ ہم کسی اور حاکم کا آنا پسند نہیں کرتے۔ اس بارے میں آپ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس حاکم کو یہیں رہنے دے۔ آپ نے اس بارے میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ بذریعہ کشف ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا حاکم آج رات شہر میں آجائے گا۔ اور مدت تک اس شہر پہ حکمران رہے گا۔ عصر کا وقت تھا کہ بادشاہ کا قاصد آیا۔ اس نے حاکم کو کہا۔ کہ بادشاہ کے پاس

---

[1] کیا ہی اچھا ہوتا کہ مؤلف حاکمِ لاہور کا نام لکھتے اور سال بھی لکھ دیتے۔

(رضی شیرازی)

www.maktabah.org

تمہارے جانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہیں اس خدمت کو انجام دیتے رہو۔ شام کے وقت حاکم پھر لاہور آ گیا۔ شیخ صاحب کشف و کرامت سے موصوف اور شریعت و طریقت کے پابند تھے۔

صوفی محمد کامل کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ پہلے آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ بلکہ بعض بشارات بھی حاصل کی تھیں۔ لیکن ان دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی رہتے ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ کمال مہربان تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ صوفی ہمارا ہم پیر ہے۔ آنحضرت نے صوفی صاحب کو اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ لیکن صوفی صاحب تادم مرگ آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ سے جدا نہ ہوئے۔ صرف ایک دفعہ حسب الارشاد حج کے لیے گئے۔ آپ نہایت متواضع، منکسر المزاج اور فروتن تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ آپ آنحضرت کی زندگی میں ۱۱۳۴ھ مطابق ۱۷۲۱ء کو فوت ہوئے۔

صوفی محمد فرہاد پیشاوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے لے کر انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ علیا کی تمام بشارات حاصل کر کے آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت صوفی صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حتیٰ کہ صوفی صاحب کو اپنا ضمنی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت پورے پینتیس سال کی ہے۔ دن رات خانقاہ میں موجود رہتے۔ چند مرتبہ لوگوں نے صوفی صاحب کو کہا کہ آپ لوگوں کے ارشاد کے واسطے باہر کیوں نہیں جاتے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں آنحضرت کی مفارقت کی تاب نہیں لا سکتا۔ آپ ورع تقویٰ سے موصوف اور اپنے پیروں کے طریقہ پر کاربند تھے۔

www.maktabah.org

شیخ محمد عادل سامانی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا اور آنحضرت نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے زندگی کے تیس ۳۰ سال خانقاہ کی خدمت میں بسر کیے۔ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء میں وفات پائی۔ آپ نہایت حلیم، فروتن اور شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

صوفی عوض باقی کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ عوض باقی اور مرزا جانی دونوں نے لڑکپن ہی سے سلوک حاصل کر لیا ہے۔ آنجناب نے خانقاہ کی بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں صوفی صاحب اعلیٰ پایہ کے صاحب کشف اور اپنے پیروں کے طریقہ کے سخت پابند تھے۔

صوفی ابوتراب برلاس کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ تھے۔ آپ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے کئی مرتبہ آپ کے حق میں فرمایا کہ ابوتراب نے سلوک باطنی شروع سے کر آخر تک ہماری خدمت میں حاصل کیا۔ آنحضرت نے اس طریقہ علیا احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب امیر کبیر بھی تھے۔ کیونکہ سلطان ہند کے امراء میں داخل تھے۔ لیکن کئی مرتبہ آنحضرت سے عرض کر چکے کہ میں اس امارت کو ترک کرنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تم نے اسے اپنے دل سے ترک کر دیا ہے۔ ہاتھ سے

www.maktabah.org

کیوں جانے دیتے ہو۔ آپ ورع۔ تقویٰ۔ تواضع۔ انکسار۔ شکستگی اور نیستی سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے پر سخت کاربند تھے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضرت نے اُن کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ ہمارے خلفاء کے اول طبقہ میں داخل ہیں۔

خواجہ ضیاء اللہ کشمیری المشہور بہ احسن لیین آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اجل خلیفہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقوائے اور طریقہ احمدیہ معصومیہ کے سخت پابند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور ولایت صغرائے کبرائے علیا کمالات نبوت بلکہ حقائق ثلاثہ تک کی بشارات خواجہ صاحب کو عنایت فرما کر اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ بارہا خواجہ صاحب کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ صاحب محبت و اعتقاد میں بینظیر ہیں۔

صوفی محمد برات خوشحالی کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی کی خدمت میں شروع سے آخر تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ آنحضرت کے مقبول تھے۔ آنحضرت کی خانقاہ کے اخراجات آپ ہی کے متعلق تھے۔ آپ خانقاہ کے یاروں یاروں کی خدمت کما حقہٗ کیا کرتے تھے۔ اور حتی المقدور اہل خانقاہ کی رضامندی کی کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کوئی بھی آپ سے ناخوش نہ تھا۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

صوفی محمد روشن آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اکثر آنحضرت کے مخاطب تھے۔ خانقاہ کی متبرک بشارات مثلاً تینوں ولایتیں صغریٰ، کبریٰ،

www.maktabah.org

عُلیا. کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہاری طبیعت ملک مالوہ کے شہر سارنگپور کے لوگوں سے پوری مناسبت رکھتی ہے بلکہ اس علاقے کا قطب بھی آپ ہی کو مقرر کیا۔ صوفی صاحب تقویٰ و ورع اور پیروئے سنّت مصطفویہ میں بے نظیر تھے اور طریقہ احمدیہ معصومیہ کے سخت پابند تھے۔

اخون محمّد موسیٰ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ علم ظاہری کے بھی بڑے جید عالم تھے۔ آپ نے سلوکِ باطنی آنحضرت کی خدمت میں ابتداء سے انتہا تک حاصل کیا۔ اور خانقاہ کی مروجہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ، کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے ایک روز آنحضرت نے اخون صاحب کو فرمایا کہ تمہارا باطن کابل کے علاقہ میں گندھک کے لوگوں سے مناسبت تامہ رکھتا ہے۔ اغلب ہے کہ وہاں کی خدمت تمہارے سپرد ہو۔ اخون صاحب شریعت وطریقت پر ثابت قدم تھے۔

مولوی اصغر علی سیالکوٹی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ۔ پہلے آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ایک واسطہ خلیفہ حافظ نور محمد سیالکوٹی کے مرید ہوئے۔ جب حافظ صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے تو انہوں نے مولوی صاحب کو بھی آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت مولوی صاحب پر مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ مولوی صاحب ورع۔ تقویٰ۔ تواضع۔ نیستی۔ شکستگی علم، حلم، اور خلق سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر سخت کاربند تھے۔

ایک روز اتفاقاً مولوی صاحب سے ایسا فعل سرزد ہوا۔ جو از روئے شرع

www.maktabah.org

مکروہ تھا۔ مولوی صاحب اس فعل کے سرزد ہونے سے بہت گھبرائے اور کانپے اور اپنا چہرہ سیاہ کرکے شہر میں ڈھونڈورا پٹا کر نادم و تائب ہوئے۔ آنحضرت نے مولوی صاحب کے حق میں فرمایا تھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مردہ کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھے۔ سو میرے یاروں میں مولوی اصغر علی ہیں۔ آپ علم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ بلکہ ایک جید عالم تھے۔ بہت سے لوگوں نے دونوں علوم میں آپ سے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہے ہیں۔

خواجہ نوراللہ کابلی

آپ آنحضرت کے ایک مخصوص و مقبول اور بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ انحضرت کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند ہیں۔ آنحضرت آپ سے بڑے مہربان تھے۔ اور اکثر خواجہ کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میں خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کی طرح جانتا ہوں۔ اور اس طریقہ کی بشارات مثلاً" ولایتِ صغرائے۔ کبرائے۔ عُلیا، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ آپ کو عنایت فرمائیں اور نیز خواجہ صاحب کے حق میں خوشخبری دی کہ تم اسم بامسمیٰ سر سے پاؤں تک محض نور ہو گئے۔ خواجہ صاحب شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

میر سعد اللہ ننگرہاری

کابل کے گردونواح میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ اخون موسےٰ کے خلف الرشید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا بلکہ اکثروں نے خلافت بھی پائی ہے۔ میر صاحب تقویٰ۔ ورع سے موصوف اور شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔

www.maktabah.org

صوفی نور محمد آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک صاحب کمال خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطن اور تیزی و تندیٔ کشف کی تعریف کیا کرتے تھے۔ نیز ولایتِ ثلاثہ (صغریٰ۔ کبریٰ۔ علیا) کمالاتِ نبوت اور حقائقِ ثلاثہ کی بشارات بھی عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب اعلیٰ پایہ کے متقی، پرہیزگار اور خدا پرست تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ۱۱۵۱ھ ہجری ۱۷۳۸ء میں خانقاہ عالم پناہ میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی۔

صوفی ابوالحسن بلخی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوکِ باطنی شروع سے آخر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی متداولہ بشارات سے مبشر ہوئے اور آنحضرت نے خلافت سے سرفرازہ فرمایا۔ آپ اعلیٰ درجے کے عابد و زاہد اور شریعت و طریقت کے پابند تھے

صوفی قندری ملک توران میں بخارا کے قریب قندر ایک شہر ہے۔ صوفی صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک کامل خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ شریعت اور اپنے حضرات سرہند کے طریقے پر پورے طور پر کاربند تھے۔ ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی۔

خواجہ عزیز اللہ بدخشی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اوّل خلیفہ اور خلیل اللہ کے فرزند رشید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی مروجہ بشارات حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کو ان کے وطن مالوف بدخشاں کی طرف

www.maktabah.org

روانہ کیا۔ آپ کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی حتیٰ کہ وہاں کا بادشاہ آپ کے ساتھ پا پیادہ جاتا تھا۔ ایک روز بادشاہ نے کسی تقریب سے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ کے حالات دریافت کیئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آج گذشتہ اولیا جیسے ہزاروں حضرت سلطان الاولیاء کے پایہ ہیں۔ بادشاہ اس وقت خاموش رہا۔ اس مجلس سے فارغ ہو کر اپنے ارکین سلطنت خواجہ صاحب کا گلہ کیا۔ کہ دیکھو خواجہ صاحب نے گذشتہ اولیاء کی کیسی اہانت کی ہے۔ خواجہ صاحب یہ سُن کر سخت ناراض ہوئے۔ اور بے اختیار آپ کی زبان سے نکل گیا۔ کہ اگر ہم اس معاملہ میں سچے ہیں۔ تو حق تعالیٰ اس بادشاہ کو دنیا سے اٹھالے۔ ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی کہ بادشاہ کو درد قولنج ہوا۔ اور اسی رات اس جہان سے گذر گیا۔ دوسرے دن ارکان سلطنت نے جمع ہو کر خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ اور تخت سلطنت کے لئے ایک اور شہزادہ تجویز کیا۔ موجودہ بادشاہ معہ ارکان سلطنت خواجہ صاحب کا مرید ہوا۔ خواجہ صاحب اعلیٰ درجہ کے حلیم، علیم، خلیق اور متواضع تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

حاجی امان بدخشی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کر کے خانقاہ کی بشارات مثلاً ولایت صغرا، کبرا، علیا کمالات نبوت وغیرہ حاصل کیں۔ اور آنحضرت نے آپ کو اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ حاجی صاحب حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے کے سخت پابند تھے۔

خواجہ محمد ناصر نقشبندی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ اللہ خواجہ بزرگ بہاؤ الدّین نقشبندی کی اولاد سے ہیں۔ آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے

www.maktabah.org

تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات مثلاً "ولایت سہ گانہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل آنحضرت کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے بشارات سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب کو علم تصوف اور حقائق الٰہی میں ید بیضا حاصل تھا۔ بلکہ اس علم میں کئی ایک رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ واقعی کلام خوب ہے۔ آپ شریعت اور طریقت حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند ہیں۔

آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

خواجہ عبدالرحمٰن مراد آبادی | تئیس سال آنحضرت کی خدمت کی۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت جس وقت قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب ورق گردانی کیا کرتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند تھے۔ لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد خواجہ صاحب سے واہیات کلمات سننے میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے منصب قطبیت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ اس منصب عالیہ کی کوئی علامت آپ میں نہ پائی جاتی تھی۔ اور نہ ہی آنحضرت نے آپ کو بطریق اشارت فرمایا تھا۔ صرف آپ کی کشفی خطا تھی۔ دوسرے اس طریقہ میں امر مسلّمہ ہے۔ کہ یہ منصب قطبیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد خصوصاً حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزندوں میں قیامت تک رہے گا۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزندوں کے بعد دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف کردہ "برکات احمدیہ" کی پانچویں فصل میں لکھا گیا ہے۔ نیز خواجہ صاحب نے مخدوم زادوں کی گستاخی کر کے نہیں ناراض کر لیا۔ حالانکہ مخدوم زادوں کے پاس قدر دینی و دنیاوی حقوق خواجہ صاحب پر تھے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خواجہ صاحب نے خانقاہ سے نکل ایک اور جگہ سکونت

www.maktabah.org

اختیار کی اور مخدوم زادوں کی زیارت کرنا ترک کر دی۔

خواجہ محمد امین کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع کے خلیفہ اور حضرت حجۃ اللہ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند کلاں ہیں جو کابل کے قدیمی بزرگ زادہ تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے آخر تک حاصل کر کے خانقاہ کی مروجہ بشارات پائیں۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب سے کچھ لغزش ہو گئی۔ لیکن اس سے متنبہ ہو کر توبہ کی۔ جیسا کہ آنحضرت کے بیسویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا گیا ہے۔

شیخ محمد دمشقی آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ شیخ محمد مراد شامی کے فرزند ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت شیخ مراد آنحضرت کی زیارت کے لئے آئے جب حضرت خلیفۃ اللہ کو دیکھا تو بہت معتقد ہو گئے۔ اپنے فرزند کو آنحضرت کا مرید بنایا جس نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آج شیخ محمد ملک شام میں سب سے بڑا شیخ شمار ہوتا ہے۔ اور اس سے وہاں کے بہت سے آدمیوں نے باطنی استفادہ کیا ہے۔ وہاں کے تمام امراء اور بادشاہ اور سلطان روم اس کے مرید ہیں۔ شیخ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ اشرفی ہے۔ حاجی سعادت اللہ جو آنحضرت کے خاص یار ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں شیخ محمد سے ملا۔ اس نے بہت اخلاص اور خصوصیت ظاہر کی۔ اور کہا۔ کہ میں صبح شام اسی تمنا میں رہتا ہوں کہ ایک دفعہ آنحضرت حج کے لئے تشریف لائیں۔ وہ ہر سال اس ولایت کے تحفے اور ہدیے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ اور ورع، تقویٰ سے موصوف اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر کاربند تھا۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد میرویہ یعقوبی کابل کے مضافات میں یعقوب نام ایک گاؤں ہے۔ آپ وہاں کے رہنے والے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ خواجہ عبد الصمد کے پوتے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند تھے۔

شیخ محمد سعید سیالکوٹی حافظ نور محمد کے پوتے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔

خواجہ فیض اللہ اور خواجہ عباد اللہ کابلی دونوں حضرت حجت اللہ کے خلیفہ خواجہ خسرو کے فرزند ہیں۔ جب حضرت حجۃ اللہ کے حسب الامر حضرت خلیفۃ اللہ کابل میں تشریف لائے تو باپ نے ان دونوں کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مہربان ہو کر بعض بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ آج وہ دونوں بھائی اس ملک کے بڑے شیخ شمار کیے جاتے ہیں۔ اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر ثابت قدم ہیں۔

صوفی لعل پنجابی کابلی آپ حضرت حجت اللہ کے خلیفہ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنی قوم کے مشہور شیخ ہیں۔ اور حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں۔

خواجہ شکر اللہ کابلی آپ خواجہ نیاز کابلی کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند ہیں۔

www.maktabah.org

خواجہ فقیر سبحانی کابلی آپ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم ہیں۔

صوفی عبد الرحیم کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے صوفی صاحب پہ بدرجہ کمال کرم فرمایا۔ حتیٰ کہ حوض کوثر کا ساقی ہونے کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں۔

حاجی داراب کابلی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور ملتان بھیجے گئے۔ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند ہیں۔

خواجہ عبد الرحمٰن کولابی ملک بدخشاں میں کولاب[۱] ایک شہر ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجہ تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات سے مبشر ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سنّت نبوی اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں۔

ح۱ کولاب کا دوسرا نام ختلان ہے۔ دیکھئے تاریخ کشمیر انگریزی بنام "کشیر"، مؤلفہ صوفی غلام محی الدین ایم اے مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی۔

(رضی شیرازی)

www.maktabah.org

صوفی روزی بدخشی
آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی اور اس طریقہ علیا کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ تقوٰے عبادت سے موصوف اور طریقہ احمدیہ معصومیہ پر ثابت قدم تھے۔

شاہ محمد مقیم بدخشی
آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔

شیخ سعد الدین پشاوری
آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں آپ پہلے حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں آ کر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔ بلکہ بعضوں کو طریقہ کی اجازت بھی ملی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر نہایت ثابت قدم تھے۔

شیخ ابوتراب پشاوری
آپ پہلے شیخ سعد الدین کے مرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آ کر سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

حاجی سعادت اللہ
آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت کے سخت پابند تھے۔

صوفی گل محمد رہتاسی
لاہور اور کابل کے درمیان رہتاس

www.maktabah.org

ایک قلعہ ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر کاربند ہیں۔

صوفی فیض بخش رہتاسی آپ صوفی گل محمد کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پہ ثابت قدم ہیں۔

مولوی محمد افضل رہتاسی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ پہلے حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ ظاہری و باطنی علم کے جامع تھے۔ پرہیزگاری اور عبادت سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے پابند تھے۔

شیخ ولی محمد بہاری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ اور شریعت پر کاربند تھے۔

شیخ محمد عادل اکبر آبادی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پابند ہیں۔

شیخ محمد عارف بنگالی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں۔

www.maktabah.org

صوفی محمد اشرف شمس آبادی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے آپ کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں قبولیت خلق نصیب ہوگی۔ خبردار! کہیں خود پسندی کو دخل نہ دینا۔ واقعی جب آپ شمس آباد میں آئے۔ تو گردونواح کے لوگ بہت معتقد ہوئے۔ اور آپ سے استفادہ کرنے لگے۔ آپ وہاں کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں۔

صوفی احمد کاتب سیالکوٹی آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند تھے۔

صوفی غلام محی الدین افغان آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوکِ باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں۔

صوفی محمد افضل بنگالی آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں۔

صوفی نواب افغان پشاوری آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پہ ثابت قدم تھے۔

www.maktabah.org

خواجہ اسداللہ بخاری آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے فرزند ہیں۔ آپ بخارا سے محض آنحضرت کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے تیسویں سال میں مذکور ہو چکا ہے۔ پھر آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خدمت سے مشرف ہوئے آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔

---

www.maktabah.org

حضرت خلیفۃ اللہ کے مبشرین جنہیں خلافت ملی تھی

صُوفی میر مرزا آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت آپ پر مہربان تھے۔ دن رات کمال مہربانی سے آپ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات مثلاً تینوں ولائیتیں صغرائے، کبرائے اور عُلیا اور کمالات نبوت وغیرہ عنایت فرمائیں۔

صوفی حفیظ اللہ آپ بھی حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ آپ بھی دل و جان سے آنحضرت پر فدا تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروّجہ بشارات یعنی ہرسہ ولایت، ولایت صغرائے، ولایت کبرائے، ولایت عُلیا۔ کمالات نبوّت اور قبولیت وغیرہ عنایت فرمائی۔ آپ طریقہ احمدیہ معصومیہ کے بڑے سخت پابند تھے۔

صوفی محمد شریف باجوری آپ آنحضرت کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہرسہ ولایات، کمالات نبوّت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات عنایت فرمائیں۔

www.maktabah.org

صوفی بند علی کابلی آپ آنحضرت کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایات، کمالات نبوت اور ہر سہ حقائق کی بشارات عنایت فرمائیں۔

صوفی فقیر احمد کابلی آپ شیخ ابوالقاسم کابلی کے فرزند اور حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بہت مہرباں تھے۔ مرض آخر میں جب آنحضرت بہ سبب ضعف مسجد میں تشریف نہ لا سکے تو صوفی صاحب کو امام مقرر فرمایا۔ اس طریقہ کی بعض بشارات بھی آپ کو عنایت فرمائیں۔

صوفی شیخ علی آنحضرت نے آپ کو کمالات نبوت کی بشارات عنایت فرمائیں۔

صوفی عبداللہ خوشابی آنحضرت کے مبشرین میں سے ہیں۔ آپ طریقہ بشارات سے مشرف ہوئے۔

صوفی محمد اعظم سیالکوٹی آپ پہلے حافظ نور محمد سیالکوٹی کے معتبر یار بلکہ خلیفہ تھے۔ بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مورد عنایت بنے۔ اور عمدہ بشارات مثلاً ہر سہ ولایات اور کمالات نبوت سے سرافراز ہوئے۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ کے سخت پابند تھے۔

صوفی نفس کابلی آپ بھی آنحضرت کے مبشرین سے ہیں۔

صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی آپ حافظ نور محمد سیالگوٹی کے پوتے ہیں۔ کچھ مدت آنحضرت کی خانقاہ و عالم پناہ میں رہے۔ اور آنحضرت سے اس طریقہ میں بشارات حاصل کیں۔

حاجی جمال: آپ آنحضرت کے دودھ بھائی ہیں۔ آنحضرت نے آپ

www.maktabah.org

کو ولایت صُغرٰے، ولایت کبرٰے، بلکہ ولایت عُلیا کی بشارات سے مشرف فرمایا۔

اخون سلطان افغان آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مبشرین سے ہیں۔

صوفی غلام محمدؐ سرہندی آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ حاجی کمال کے فرزند اور میرے (مؤلف رہ) والد ماجد کے دُودھ بھائی ہیں۔ میرے والد ماجد نے آپ کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آپ اس طریقہ کی بشارات سے سرفراز ہوئے۔

صوفی غلام احمد سلطان پوری آپ آنحضرت کے خلیفہ شیخ محمد عابد سلطانپوری کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ عمدہ بشارات سے مشرف ہوئے۔

صوفی بخشندہ عزیز قلیخاں آپ آنحضرت کے ایک منظورِ نظر ہیں۔ عمدہ بشارات ہر سہ ولایت اور کمالات نبوت سے سرفراز ہوئے۔

صوفی محمد صدیق کابلی آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں۔ آپ ولایت کبرٰے تک کی بشارات سے مستفید ہوئے ہیں۔

صوفی یار محمد کفش فروش آپ نے آنحضرت سے ہر سہ ولایت کمالاتِ نبوت، حقیقتِ کعبہ تک کی بشارات حاصل کیں۔

صوفی عبدالحکیم کشمیری آپ نے مدّت تک سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور ولایتِ کبرٰے کی بشارات کا شرف حاصل کیا۔

www.maktabah.org

صوفی خواجہ عبدالمنان آپ خواجہ بہاء الدین نقشبند کی اولاد سے ہیں آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

صوفی محمّد صادق آپ مدت مدید تک آنحضرت کی خانقاہ میں رہے اور آنحضرت سے بشارات حاصل کیں۔

صوفی محمّد عاقل آپ آنحضرت کے مخصوص خادم ہیں۔ تینوں ولائیتوں کی بشارات سے مشرف ہوئے۔

صوفی مولوی احمد قصوری آپ مولوی عبدالحکیم قصوری کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بہ ہمہ شرائط حضرت خلیفۃ اللہ سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ آپ آنحضرت کے معتبر یار اور حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پکے پابند تھے۔

حافظ سعد اللہ لاہوری آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں[1]۔

---

[1] آپ حضرت شیخ محمد صدیق مجددی بن شیخ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ آپ تیس سال تک اپنے مرشد کی خدمت میں زیر تربیت رہے اور سلسلہ مجددیہ میں بلند مقام حاصل کیا اور سیّد الصوفیہ کا لقب ملا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تیس ۳۰ سال تک خانقاہ میں عوام کو پانی پلایا۔ اور ان کے وضو کے لئے آب کشی کی۔ میرے سر کے بال اُڑ گئے۔ روتے روتے آنکھوں کی روشنی جاتی رہی ایک بار میرے پیر و مرشد نے شدید گرمیوں میں احمد آباد بھیج دیا۔ آپ کے ہجر و فراق میں اس قدر رویا کہ میری آنکھیں بصارت سے محروم ہوگئیں۔ مگر حضرت کی خدمت گذاری کا وہ صلہ ملا کہ ہزاروں انسان میرے دروازے پر حاضری دیتے اور میری قلبی آنکھیں ہمیشہ روشن رہتیں۔ نواب فیروز جنگ آپ کا مرید خاص تھا۔ ایک دن حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ خواجہ حسن رسول نما جسے مرید بناتے ہیں۔ رسولِ اکرم

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

مرزا عبدالحکیم کابلی | آپ علم ظاہری و باطنی ہر دو کے عالم تھے۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔

صوفی محمد عظیم | آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص یار ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی بشارات عنایت فرمائیں۔

میر ہزارہ کابلی | آپ آنحضرت کے اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے اعتقاد کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص مبشر تھے۔

صوفی امان اللہ | آپ آنحضرت کے خاص مبشر ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرائے اور ولایت کبرائے کی خوشخبری عنایت فرمائی۔

ملا عبداللہ افغان | آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو ہر سہ ولایات کی بشارات عنایت فرمائیں۔

ملا مخدوم لاہوری | آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی زیارت کراتے ہیں۔ مگر میں آج تک محروم ہوں۔ آپ نے فرمایا، آج رات سورہ فاتحہ پڑھ کر سونا۔ خواب میں حضور کی زیارت ہوئی۔ نواب فیروز جنگ صبح کے وقت حاضر ہوئے پانچ سو روپیہ نذرانہ پیش کیا اور عرض کی اگر ایک بار پھر زیارت ہو تو پانچ سو مزید پیش کروں گا۔ پھر زیارت ہوئی۔ تو نواب فیروز جنگ ایک ہزار روپیہ لایا۔ پانچ سو شکرانہ اور پانچ سو نذرانہ۔ آپ ۱۱ شوال ۱۱۵۲ھ کو شاہجہان آباد میں فوت ہوئے اور اجمیری دروازے کے باہر مزار بنایا گیا۔

www.maktabah.org

محمد کبیر شاعر کابلی آپ کے کچھ حالات آنحضرت کی کرامات کے باب میں لکھے گئے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے ہر سہ ولایات اور کمالات نبوت کی بشارات سے سرفراز ہوئے۔

حاجی جمال ابدالی آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں۔

صفدر شاہ سحری آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشاراتِ سے سرفراز فرمایا۔

صوفی محمد سالم کابلی آپ مدت مدید آنحضرت کی خانقاہ میں رہ کر تینوں ولایات کی بشارات سے سرافراز ہوئے۔

حافظ حنیف اللہ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمت کی ہے۔ آنحضرت نے آپ کو تینوں ولائیوں کی بشارات سے مخصوص فرمایا۔ اب آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے روضہ منورہ کے خادموں کے سردار ہیں۔

دوست محمد افغان آپ آنحضرت کے مخصوص خادم تھے۔ آنجناب نے آپ کو اعلیٰ اور عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا۔

حاجی نیاز۔ ملا نور بدخشی، خواجہ عبدالرحمٰن سمرقندی، ملا شمس الدین کاشغری، محمد ارشد حسینی سب آنحضرت کے مبشرین ہیں۔ آنحضرت کے بہت سے خلفاء اور مبشرین کے نام یاد نہیں رہے۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی عرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی۔ اگر اللہ تعالےٰ ہماری رہنمائی نہ کرتا۔ واقعی ہمارے پروردگار کے رسول حق پر مبعوث ہوئے۔

---

www.maktabah.org

خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کے ہمعصر مشائخ و علماء و شعراء و سلاطین کے حالات

حاجی محمد سعید لاہوری آپ لاہور کے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے آپ شاہ میر لاہوری (حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ) صاحب ذوق وشوق کے مرید تھے۔ بعد ازاں ان کے خلیفہ ملّا شاہ (ملا شاہ بدخشی) سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ اور نقشبندیہ خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب، قوی تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے پایۂ تکمیل تک حاصل کیا۔ لوگوں نے دونوں علوم میں آپ سے استفادہ کیا۔ حاجی صاحب کے مرید اور شاگرد ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ جو شریعت وطریقت پر کاربند تھے۔[1]

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کے حالات لکھتے ہوئے اس قدر اضافہ کیا ہے کہ آپ مشائخ نقشبندیہ میں ممتاز مقام رکھنے کے علاوہ قادریہ شطاریہ سے بھی نسبت رکھتے تھے۔ "شریف التواریخ" اور "نسب نامہ حضرات گیلانی" نے لکھا ہے کہ آپ سید محمود بن سید علی حسینی الکردی سے مدینہ منورہ میں بیعت ہوئے تھے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں حافظ سعد اللہ لاہوری مجددی سے مجاز تھے۔ اور اپنے آپ کو نقشبندی مجددی کہلاتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شیخ محمد فاضل آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم اور لاہور سے چار منزل پر بھاکہ کے رہنے والے تھے۔ آپ صاحب کرامت استقامت تھے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ ضمیرہ کی شرح لکھی ہے۔ جو سو جزو سے زیادہ ہے ۱،۲

(سابقہ صفحہ سے آگے) احمد شاہ ابدالی نے جب لاہور پر ۱۷۴۸ء میں پہلا حملہ کیا تو آپ لاہور کے لکھی محلہ اور عبداللہ داری میں رہائش پذیر تھے۔ لاہور میں قتل و غارت سے ہراساں لوگ آپ کے محلہ میں آتے اور پناہ پاتے۔ آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ احمد شاہ ابدالی کی فوجیں ان دو محلوں میں داخل نہیں ہو سکیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ احمد شاہ کے سپاہیوں نے لاہور شہر اور اس کے مضافات کو تاخت و تاراج کر دیا تھا۔ مگر وہ حضرت محلہ لکھی اور عبداللہ داری کی طرف نہ بڑھ سکے۔ لوگوں میں آپ پیر افغاناں کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت حاجی محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے دو بار حج کیا۔ وہاں کے مشائخ اور صوفیاء سے استفادہ کیا۔ خانوادہ قادریہ میں سید محمود کردی سے خلافت پائی تھی۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی وفات ۱۱۶۶ھ/ ۱۷۳۱ء میں بعمر ایک سو دس سال لکھی ہے شیخ عبدالرحیم آپ کے نواسہ تھے۔ ان کے خلیفہ فضل علی لاہوری آپ کی وفات کے وقت زندہ تھے۔

۲ حضرت شیخ محمد فاضل بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے مشہور صاحب فضل و کرامت بزرگ تھے۔ سارے پنجاب میں آپ کے علم و فضل کا ڈنکا بجتا تھا۔ آپ کے معاصرین ہر دینی معاملہ میں آپ کو حکم تسلیم کرتے تھے۔ آپ کی ساری عمر علم دین کی اشاعت و تدریس میں گذری۔ بے شمار لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کا سلسلہ خلافت چند واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے۔ آپ شیخ محمد افضل کلانوری کے خلیفہ تھے۔ اور وہ ابو محمد لاہوری کے اور وہ حضرت محمد طاہر (طاہر بندگی) قادری مجددی اور وہ حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔ حضرت طاہر لاہوری کو قادری سلسلہ میں حضرت سکندر کیتھلی سے بھی اجازت تھی۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شاہ بھیکھ : آپ بھی آنحضرت کے ہم عصر تھے۔

شیخ ابوالفتح سنوری سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر شہر سنور ہے شیخ صاحب اہل نیستی و انکسار تھے۔ صفائی باطن میں مشہور تھے۔

شیخ اشرف سلونی آپ شیخ پیر محمد سلونی کے فرزند اور ہندوستان کے ایک مشہور شیخ ہیں۔ آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کی مجلس میں سماع و نغمہ بکثرت ہوا کرتا تھا۔ دعوتِ اسماء کا علم بھی آپ کو حاصل تھا۔ اور قبولیت کی وجہ بھی یہی تھی۔

شیخ حبیب اللہ قنوجی آپ قنوج کے مشہور شیخ اور صاحب تصرف ظاہرہ وخوارق باہرہ تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔

شیخ برکت اللہ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ خداطلبی میں سخت تکلیفیں اٹھائیں۔ اذکار واشغال میں مشغول و مصروف رہے۔ عجیب و غریب مقامات حاصل کئے۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اب آپ کے دو لڑکے آپ کے جانشین ہیں۔ ایک آلِ محمد جو باپ کا قائم مقام ہے۔ دوسرے شاہ محمد۔

(سابقہ صفحہ سے) حضرت شیخ محمد فاضل نے تقریباً تمام عمر اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد افضل کلانوری کی زیر نگاہ گذار دی۔ ایک وقت آیا کہ حضرت کلانوری کا وہ لنگر جو بٹالہ میں جاری تھا۔ آپ کو ناظم مقرر کر دیا گیا۔ آپ اس لنگر کے انتظام کے دوران ظاہری و باطنی فیضان پھیلاتے رہے۔ اور مخلوق خدا کو خدا رسیدہ بناتے رہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شاہ کلیم اللہ | آپ شاہجہان آباد کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں آپ صاحب احوال بلند و مقامات ارجمند ہیں۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔[1]

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے) حضرت شیخ محمد فاضل نے جب ٹبالہ میں خانقاہ کی تعمیر شروع کی۔ تو آپ کے پاس روپیہ نہ تھا۔ مزدوروں اور معماروں کی تمام اجرت خزانۂ غیب سے آجاتی تھی۔

آپ کا وصال ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ ٹبالہ میں ہوا۔ آپ کا مزار ٹبالہ میں ہی ہے۔ آپ کا فیض آج تک بارگاہ فاضلیہ لاہور سے جاری ہے۔

[1] حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی (۱۷۲۹ء۔ ۱۶۵۰ء) چشتیہ سلسلہ کے عظیم مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ کی تجدید واحیاء میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ یہ وہ دور تھا۔ جب سلطنت مغلیہ کے اقتدار کا آفتاب غروب ہو رہا تھا اور مسلم معاشرہ توڑپھوڑ کے عمل سے گذر رہا تھا۔ اخلاقی بے راہ روی تساہل پسندی، اور عیش کوشی ہر فرد میں سرایت کر چکی تھی۔ آپ نے ایسے حالات میں اعلاء کلمۃ الحق کے جو فرائض سرانجام دیئے۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے دہلی کے بازار خانم میں خانقاہ بنائی۔ اور مسند ارشاد بچھا کر علم و معرفت، رموز و حکمت اور احسان و سلوک کی اشاعت میں زبردست کامیابی حاصل کی۔ مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ آپ کے والد حاجی نور اللہ بن شیخ احمد بن شیخ حامد صدیقی قدس سرہٗ کا سلسلہ نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ اور آپ کے اجداد خجند سے سلطان شہاب الدین شاہجہان آباد کے زمانہ میں دہلی میں آگئے تھے۔ آپ کے والد ایک نجومی عالم تھے۔ شاہجہان نے لال قلعہ دہلی کی بنیاد رکھنے سے پہلے خصوصی طور پر آپ کو بلایا تھا۔ اسی طرح آپ کے دادا احمد معمار ماہر فن تعمیر تھے۔ آپ نے لال قلعہ دہلی کی تعمیر میں بڑی قابلیت کا ثبوت دیا۔ بادشاہ نے آپ کو نادر العصر کا خطاب دیا تھا۔ اس خاندان کے دوسرے افراد بھی فن تعمیر میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ چنانچہ ان حضرات نے تاج محل آگرہ، لال قلعہ دہلی، جامعہ مسجد دہلی، محل نواب آصف جاہ، لاہور، قلعہ جات شمشیر گڑھ اور حسن ابدال اور مقبرہ دلراس بانو بیگم

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شاہ غلام محمدؒ آپ بھی شاہجہان آباد کے معتبر مشائخ سے ہیں۔ صاحب زہد و توکل تھے۔ تصوّف اور سلوک میں راسخ قدم تھے۔

شیخ عبدالرّسول انبالوی آپ انبالہ کے مشہور شیخ ہیں۔ زہد و توکل سے موصوف تھے۔ آپ نے خدا طلبی میں ریاضتہائے شاقہ اٹھائیں۔ صفائی باطن میں مشہور تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔)

شاہ کمال آپ سید جمال کے فرزند اور شاہ جہان آباد کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ صاحب وجد و شوق تھے۔ رقص و سماع بہت کیا کرتے تھے۔

شاہ اجالی بدایونی آپ بدایون کے مشائخ کبار سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ صاحب ذوق شوق تھے۔ اور انکسار آپ کا پسندیدہ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے) اورنگ آباد کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔

حضرت شاہ کلیم اللہ رحمہ اللہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ شیخ برہان الدین المعروف شیخ بہلول سے تکمیل کی۔ آپ نے مدینۃ منورہ پہنچ کر شیخ مدنی (شیخ یحییٰ مدنی) سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حجاز سے واپسی پر دہلی کے بازار خانم میں دارالعلوم جاری کیا جس کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیلی اور ہزاروں طلبا علوم دینیہ سے مالا مال ہوئے۔ آپ نے ظاہری علوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ باطنی سلوک کی تربیت کی۔ بلند پایہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔ آپ کی اہم تصانیف میں سے قرآن القرآن عشرہ کاملہ، سواء السبیل، کشکول، مرقع، تسنیم اور الہامات کلیمی مشہور زمانہ ہوئیں۔ آپ نے اپنے خلیفہ نظام الدین اورنگ آبادی کو جو مکتوبات لکھے وہ بھی تصوف کے رموز کی ایک اہم دستاویز ہے۔ اسی طرح روحانیت میں آپ نے دلوں کو یاد خداوندی سے معمور کر دیا۔ بڑے بڑے صوفیاء کی تربیت کی۔ جو ملک کے مختلف علاقوں میں پہنچے اور سلسلہ چشتیہ کی نشو و نما کرتے تھے آپ نے سلوک چشتیہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ مجددیہ سے بھی استفادہ کر کے اسے پھیلایا۔ آپ ۲۴ ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۷۲۹ء کو فوت ہوئے۔ موت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

طریقہ تھا۔ بہت سے لوگ آپ کے منکر بھی تھے۔ وہ آپ کو دیوانہ کہتے تھے۔ بعض جو آپ کے مرید تھے وہ آپ کو صاحبِ کمال جانتے تھے۔ لیکن آپ کے اوضاع و اطوار سے ثابت ہوتا تھا کہ آپ تمام مشائخ امت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ آپ کے مرید ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے روزہ رکھتے ہیں۔ اور کسی سے کلام نہیں کرتے۔ ساتھ ہی کہتے ہیں کہ ان دنوں ہمیں خدا ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ بعد ازاں ساتویں روز عید کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ ان دونوں دنوں کو جنگل میں ایک مقررہ جگہ جا کر اپنی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر چاروں طرف کھڑے ہو کر کچھ پڑھتے ہیں۔ ہر روز اوقات مقررہ پر اس قسم کی عبادت کرتے ہیں۔ سلام علیک کی بجائے "ابن خفتان" کہتے ہیں۔ جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو یہی لفظ پکارتے ہیں۔ وہ حسین خفتان کو پیغمبر اولوالعزم صاحبِ شریعت مانتے ہیں۔ اس بات کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ جو ان کا محرم راز ہوتا ہے اسی سے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ محمد امین خاں نے یہ بات معلوم کر کے ظاہر کرنی چاہی لیکن وہ انہیں دنوں فوت ہو گیا۔ اب وہ اپنے میں اسے بطورِ معجزہ سمجھتے ہیں۔ ایک دفعہ میں (مؤلف کتاب) نے خفتان کے بیٹوں سے ملاقات کی اور اس بات کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے محض انکار کر دیا۔ صرف استغفر اللہ کہا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ سے پیوستہ) کے وقت یہ شعر زبان پر تھا۔

؎ غبار خاطر عشاق مدعا طلبی ست
بحالتے کہ منم یاد دوست بے ادبی ست

آپ کا مزار جنگ آزادی کی تباہ کاریوں کی نذر ہو گیا۔

www.maktabah.org

شیخ جان محمدؒ۔ آپ اعلیٰ درجہ کے زاہد و ریاضت کنندہ اور صاحب استقامت تھے۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ کے جانے کے بعد کسی نے آپ کے حالات کی بابت پوچھا۔ فرمایا کہ ریاضت کے باعث اسے باطنی صفائی حاصل ہے۔

مولوی عبدالحکیم آپ شاہ جہان آباد کے ایک مشہور عالم باعمل ہیں۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ عبداللہ کے مرید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے معتقد تھے۔ چنانچہ دو دو کوس پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ آنحضرت بھی آپ پر مہربان تھے۔ امر معروف آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ پر بھی شرعی حد لگا دی۔ کہ کفار سے جزیہ لو۔ یہ قصہ قیومیت کے اٹھائیسویں سال میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

مولوی نظام الدین آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ کئی ہزار آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا فائدہ اٹھایا۔ سینکڑوں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ زہد و عبادت اور ریاضت بکثرت کرتے ہیں اور شیخ عبدالرزاق کے مرید ہیں۔ آپ صاحب استقامت و استغنا ہیں[1]۔

---

[1] مولوی نظام الدین بن قطب الدین شہید سالوی علوم متعارفہ میں شہرہ آفاق تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ امان اللہ بنارسی، مولانا قطب الدین شمس آبادی، مولانا غلام نقشبند لکھنوی کے اسمائ گرامی قابل ذکر ہیں۔ مولانا نظام الدین نے تدریس علوم اسلامیہ میں وہ کمال حاصل کیا۔ کہ اس وقت کے تمام دینی مدارس اپنے طریقہ تدریس میں ٹھنڈے پڑ گئے۔ مشرق و مغرب، دور دراز سے طلباء دوڑے آتے تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے علماء میں سے شاید ہی کوئی عالم ایسا ہوگا جو آپ یا آپ کے بیٹوں کی شاگردی سے محروم رہا ہوگا۔ آپ نے معقولات اور منقولات میں بڑی بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ شاہ عبدالرزاق بانسوی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

مولوی صفت اللہ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ آپ نے حدیث کی سند مدینہ منورہ میں حاصل کی۔ آپ کی مجلس میں عموماً علمِ حدیث پڑھایا جاتا تھا۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔ بالعموم رافضی امراء سے آپ کا میل جول تھا۔ لیکن ہر مجلس میں انہیں زک ہی دیتے۔

مولوی قطب الدین آپ پورب کے بڑے مشہور عالم ہیں۔ کہتے ہیں۔ علم معقولات میں ہندوستان بھر کے علماء آپ سے لگا نہیں کھاتے۔ بہت سے آدمی آپ سے فارغ التحصیل ہوئے ہیں[1]

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے) قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ پھر آپ سے بھی سلسلہ سلوک آگے بڑھا۔ ۱۹ر جمادی الاوّل ۱۱۹۰ھ / ۱۷۲۸ء کو فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے ہند)

[1] مولانا قطب الدین شہید سہالوی قدس سرہ انصاری شیخ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے ایک بزرگ مدینہ سے ہرات آئے۔ خواجہ عبداللہ انصاری آپ کے آباؤ اجداد میں سے تھے سب سے پہلے شیخ علاؤالدین انصاری ہندوستان میں آئے۔ مضافات دہلی میں سکونت اختیار کی۔ ملا نظام الدین سہالوی بھی آپ کے آباؤ اجداد میں سے تھے۔ مولانا قطب الدین شہید اپنے زمانہ کے بلند پایہ مدرس اور معلّم علوم دینیہ تھے آپ نے ملا دانیال چوراسی، قاضی گھاسی سے نقلی اور عقلی علوم حاصل کئے۔ تمام عمر تدریس و تعلیم میں گذاری لکھنؤ میں علمی ریاست کے صدر نشین رہے۔ ۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۱ء کو شیوخ عثمانی نے رات کے وقت مولانا قطب الدین کو شہید کر دیا تھا۔ آپ کی کتاب شرح عقائد دوانی کا حاشیہ اسی ہنگامے میں ضائع ہو گیا۔ کتاب تلویحات آپ کی تصنیف ہے۔ تدریس علوم دینیہ میں شہرہ آفاق ہوئے جنھوں نے فرنگی محل۔ لکھنؤ۔ بنارس اور مرزا پور میں مدارس قائم کیئے۔

(تذکرہ علماء ہند)

www.maktabah.org

مولوی شیخ محمد آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ظاہری علم میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔

مولوی عبد الکریم آپ دو واسطوں سے مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کے شاگرد ہیں۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا استفادہ کیا۔

مولوی ابو طالب آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ساتھ عالم باعمل بھی ہیں۔

مولوی کمال الدین بڑے جیّد عالم ہیں۔ ہزاروں آدمی آپ سے مستفید ہوئے۔

حاجی یار بیگ آپ لاہور کے بڑے مشہور عالم اور شریعت کے بڑے پابند ہیں۔ جب سلطان بہادر شاہ نے لاہور جا کر علماء کو اس بات کی تکلیف دی۔ کہ خطبہ میں حضرت علی کو وصی کہیں۔ اس وقت لاہور کے علماء کے سرگردہ حاجی یار بیگ ہی تھے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جیسا کہ پہلے لکھ دیا گیا ہے۔

مولوی محمد مقیم آپ علم ظاہری و باطنی دونوں کے عالم ہیں۔ ایک بزرگ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ عجز و نیستی آپ کا شعار ہے۔ آپ کی تصنیفات نہایت اعلیٰ پائے کی ہیں۔ چنانچہ مولانا روم کی پیروی کی ہے۔ شرح وقایہ پر حاشیہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔

حسب ذیل شعراء حضرات خلیفۃ اللہ کے ہمعصر تھے محمد پناہ، قایل نگہت، جعفر روحی مرزا گرامی، مظہر، سامی، آفرین، رونق، گلشن، باجی، حزین وغیرہ وغیرہ

www.maktabah.org

روحی کہتا ہے ؎

گشت چشم توپئے فتنہ قامت باقی است | نیست آرام بہ مردن کہ قیامت باقیست

قائل کہتا ہے ؎

بہ بزم دود بماند ز بعد کشتن شمع | چو ماز تیغ تو مردیم و آہ ما باقی ست

آفرین نے مضمون ناز کو خوب نبھایا ہے ؎

گل اندامے سراپا ناز آمد آمدے دارد | بہار رفتہ ما باز آمد آمدے دارد

سامی و آفرین نے میر کے قصہ کو چار باب میں لکھا ہے قصیدہ کی سوتی کو نظم میں لکھ کر دو بالا کر دیا ہے

حسب ذیل بادشاہ حضرت سلطان الاولیاء کے ہم عصر تھے

ہندوستان میں سات شخص آنحضرت کے عہد میں تخت سلطنت پر بیٹھے۔ خاندان تیموریہ کے دس بادشاہ قیوم اربعہ کے عہد میں تخت نشین ہوئے۔ جلال الدین اکبر، حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں۔ جہانگیر، حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں۔ شاہجہان، حضرت قیوم ثانی کے عہد مبارک میں، اورنگ زیب عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا کے ساتھ حضرت قیوم اوّل کی زیارت کی۔ حضرت قیوم ثانی کے عہد میں تخت نشین ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ کا تمام عہد مبارک دیکھا حضرت حجۃ اللہ نے میرے آخری سالوں میں قیومیت کے تخت پر جلوس فرمایا۔ باقی بادشاہ حضرت خلیفۃ اللہ کے عہد میں ہوئے یعنی بہادر شاہ معزالدین، فرخ سیر، رفیع الدولہ، رفیع الدرجات اور محمد شاہ جو موجودہ بادشاہ ہے۔ ایران میں نادر شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ نادر شاہ سے پہلے قندھار کے چند خاندان ایران پر قابض تھے جیسا کہ حضرت قیوم اربع کے چودھویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا ہے۔ توران میں ابوالفیض حکمران ہے۔ بدخشاں کا بادشاہ میر یار بیگ خاں ہے۔ یہ تمام بادشاہ حضرت قیوم اربع کے مرید و معتقد ہیں۔ والسلام من اتبع الہدیٰ والزم متابعۃ المصطفےٰ وصل اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ؁

بحمد اللہ کہ بہ زعم زمانہ • بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

تمت بالخیر

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

زبدۃ الآثار
فضائل درود شریف
اوراد فتحیہ
اعلیحضرت بریلوی
خاکِ کربلا
ملفوظات شریفہ
تاریخ مشائخ چشت
تذکرہ علمائے اہلسنت
احوال [illegible]
کتاب الشفاء (دو جلد)
نغمہائے روح
شواہد النبوت
مکتوبات امام ربانی
تجلیات امام ربانی
جگر گوشہ رسول
رسائل نقشبندیہ
کربلا کا مسافر
سیرت طیبہ
الامتیاز بین الحقیقت والمجاز
الوظیفۃ الکریمۃ
تکمیل الایمان
زلزلہ

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org